[illegible] کا دارو
[illegible] کے شہر
[illegible] راج تاے
[illegible] دن سے
[illegible] ولف سے
[illegible] کلا ہے

[illegible] سالی کن
[illegible] سایون کا
[illegible] معالرو
[illegible] سے ہلا
[illegible] ملا شول

یوسف عادل شاہ نے روز وداع پچیس ہزار ہون نقد پوشیدہ شاہ کو پہونچائے اور قاسم برید ترک اور قطب الملک ہمدانی کو ہمامی لائق سے حرسد کرتے پھیرا اور سنہ ۹۱۰ نو سو ایک ہجری میں دستور دینار خواجہ سرا حبشی کہ احسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور اتکیر اور اللندر اور کہولی اور جمیع پرگنات اور قلعہ پاس آب بہورہ اور تلنگ تصرف میں رکھتا تھا چاہا کہ خود بھی اوروں کی طرح صاحب سکہ ہووے اسواسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے ساتھ استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ کی کمک سے مملکت برار حیطۂ تصرف میں لاکر رسم شاہی اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھتا ہے عجب نہین کہ یہ دوست صادق الاخلاص بھی تمہاری اعانت کے باعث منصب شاہی پر فائز ہوکر بلند آوازہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اپنا فرزند کہا تھا اور اسکی لازم جانکر اسکی اجازت دیدی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور مواضع پر جو تحت دار الخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیوں کو اس حدود سے باہر نکالا اور قاسم برید ترک نے مضطرب ہوکر شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے تعجیل کیا عصمر بیگ آغا کو مع امرائے معتمد مدد کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگرچہ میں بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکرکش ہوتا اور قصہ طول پکڑتا آپ کسی طرح کا گمان نہ فرماویں اس میان مین خبر پہونچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی میں مشہور تھا ملک احمد نظام بحری کے فرمانے سے خلاصہ لشکر احمد نگر ہوکر بسرعت تمام آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سعی تیاری مین آمادہ ہے عند الضرورت خود بھی دستور دینار کی کمک کے لیے نہضت کریگا یوسف عادل شاہ نے صلاح اس میں دیکھی کہ خود بھی توجہ کرے چنانچہ جلد تاخت کرکے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو تعجیل طلب کرکے باتفاق دستور دینار کے حرب میں مشغول ہوا اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور بارہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان کے ہمراہ لیکر میدان حرب مین روانہ ہوا اور بہادرانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کی عدم مساعدت سے شکست کھاکر دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے کہکر حکم اسکے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک کی خواہش کے خلاف آدمی شاہ کی خدمت مین بھیجکر سفارش کی اور اسے بحر فنا کے نطمہ سے بچاکر ساحل نجات پر لایا اور حسب عمل درآمد قدیم جاگیر احسن آباد گلبرگہ اسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کی سیر بلارست بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مساکن کی طرف روانہ ہوئے اور ملک احمد نظام الملک بحری کہ دستور دینار کی حمایت کیواسطے پرگنہ سر کے اطراف میں پہونچا تھا وہ بھی اس مقام سے احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۱۲ نو سو دو ہجری مین شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ بی بی ستی کو جو طفل گہوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے خواستگاری کی اور ایقاع جشن طوی کیواسطے بلدۂ احسن آباد گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرات کے احسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے متفکر اور متوہم ہوا اس وقت عادل شاہ نے مخفی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کے پرگنوں کے سبب میرے اور شاہ کے درمیان مین فاصلہ واقع ہوا ہے اگر آنحضرت مادشاہی قاسم برید کے دفع کا ارادہ دل مین رکھتے ہین تو مناسب ہے کہ وہ پرگنے سرکار میں مقرر فرماویں تو بسبب اس بہانہ کے ایک جماعت مردم جانبر سے وہان نگاہ رکھکر درست

عمدہ عمدہ پرگنے مثل کیولی اور الند و احسن آباد گلبرگہ اور ماکلہی اور بلی اور کھیلا اور جیولی وغیرہ دستور دینار اپنے قبضہ قدرت مین درلایا اوران دونوں کو یوسف عادل شاہ نے درمیان سے دفع کرکے اس ولایت کو اپنی ولایت میں منتظم کیا چنانچہ آئندہ بیان آویگا اور ملک احمد نظام الملک بحری کے پہلو مین بھی دو شخص نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک خواجہ جہان دکنی کہ قلعہ پرندہ اور تولاپور اور ولایت نواحی ان دو قلعہ کی اُس سے اور اُسکے بھائی زین خان سے متعلق تھی دوسرا زین الدین علی تالش کہ چاکنہ اور چاکیہ اور جبار کوندہ اور قلعہ دیدار احیوری پر متصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی متعلق ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ میں رکھتے تھے اور حکام اس ولایت کو جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا ملک احمد نظام الملک بحری نے دفع کیا اور صوبہ برار میں بھی عماد و مرجان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا اور ماہور اور تومارا اور کلم اور قلعہ ماہور تصرف مین رکھتا تھا اسکو فتح اللہ عماد الملک نے مستاصل کیا اور پایہ تخت بیدر میں قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم پہونچایا تھا القصہ بعد رسل و رسائل اور قرار مدار الطرفین مذکور یوسف عادل شاہ نے اولاً فرمان میاں محمد الخاطب بعین الملک کی طلب کو بھیجا اور چونکہ یوسف عادل شاہ ساتھ اُسکے کتابت نہیں رکھتا تھا اس فرمان کے ورود سے نہایت شاد اور محظوظ ہوا اور کہنے لگا کہ اب میری خاطر جمع ہوئی اور میں نے جانا کہ آنحضرت نے مجھے اپنے دولتخواہون مین تصور فرماکر ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کوندہ میں ایک ہفتہ لوازم شادمانی اور جشن کرکے بلا توقف بااہمال چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور اس مرتبہ یوسف عادل شاہ نے حسب اسلوب سلاطین لیکر اُسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دینار نے معاملہ دگرگوں دیکھکر امیر برید کو کہ انہیں دنون اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ بسبب سیہ پر عمل کرکے میری معاونت میں حتی المقدور کوشش فرمائے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اُسکی کمک کے واسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور مخالفت بہر سمور رہ کے کنارے خیمہ اور خرگاہ برپا کیا اور خواجہ جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار کی طرح داعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے مظاہرت سے سلک فرمان روایوں میں منسلک ہووے اور ان حضرات کے مشورہ سے آگاہ تھا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہوکر باتفاق اپنے بھائی زین خان کے دستور دینار کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب اُسنے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری قلعہ دولت آباد کی تسخیر مین اور سلطان محمود شاہ گجراتی کے خرخشہ میں مشغول ہے فوراً بخاطر جمع پانچ ہزار سوار لیکر دستور دینار کے پاس پہونچا اور وہ سپاہ فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف و گزاف میں کھولی اور ہتھیار لشکر پر تقسیم کیے اور جب یہ خبر شاہ گردون اقتدار کے سمع مبارک میں پہونچی اسکو فتوحات غیر متناہیہ کا باعث جانکر ملتفت ہوئے لکھے یوسف عادل شاہ نے توجہ خاطر انور کی دفع اعدائے ظلمت پیرا پر ڈالی اور باوجود وفور استعداد دشمن کے قصد مقاتلہ اور مجادلہ کا کیا اور حزم اور رائے صائب کہ اسے بجا طور سے دستیاب ہوا تھا بیدریغ سپاہ پر قسمت کیا اور بتاکید تمام مع لشکر ظفر اثر دستور دینار کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ سے پانچ فرسخ پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے مواقف عساکر نصرت مظاہر نے نہایت

شوکت وشان سے بادپایان کوہ وقار پر سوار ہوکر آوازنقارہ اور کورکہ اور ریغو کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی اُس کے
بعد شہریار یوسف عذار اور مؤید بتائید کردگار نفس نفیس توسن فتح وظفر پر سوار ہوا اور یمین ولیسار لشکر فیروزی اثر
کو بغور ملاحظہ کرکے ان مین سے دوہزار جوان تیرانداز اور دوہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار نظم گروہے ہمہ پردل و
پہلوان ٭ مخالف شکار وممالک ستان ٭ توانا تن وزورمند و دلیر ٭ بہیکل بہ نیروچہ پیل وچہ شیر + انمین سے ہرایک کو
چھانٹ کے قسم قسم کے تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو اس مقدمہ لشکر کا سردار
کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب رطناب
کھینچکر اول ہاتھ محاربہ مین دراز نہ کرکے بپاے عجلت اور قدم سرعت اُسکے مقابل نہ جائیو بلکہ ایک اپنے ملازم
کو جو فور دانش مین اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور
تحریض کرنا اگر وہ بخت بلند کی ہدایت سے محمد عین الملک کیطرح سر ہماری دولت روزافزون کے حلقہ مین لادے
تو اس دولتخانہ سپہر نشانہ کی مسند امارت حشمت پر متمکن ہوکر سر اوج عزت اور عظمت مین پہونچا دیگا اور اگر نادانی
اور بتہ کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سرمہ نکبت کا دیدہ بصیرت مین کھینچے تو مثل خداوند خان
حبشی کے دیدہ جہان بین اُسکا تیرہ تر شب یلداے ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار فقر سے ہوگا غضنفر بیگ نے
گوہر کلام اُس خورشید احترام کا صدف ضمیر مین جاگزین کیا اور امتثال امر مین مبادرت کرکے جب اسطرف پہونچا
ایک دو فرسخ مخیم غنیم سے سراپردہ اجلال وتمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل ورسائل مین مشغول ہوا
اور چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا زنگ زدہ نکبت تھا مشاہدہ چہرہ اقبال اور تمیز میان صواب وخطا سے محروم
اور بے بہرہ رہا اور جواب بیکار سے سلسلہ اپنی حشمت کا توڑکر فوراً آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعال
مین مشغول ہوکر منفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا اور چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل شعر ہمہ تند وکینہ کش وتیز جنگ ٭
بہ نیروے شیر ولجاج پلنگ ٭ غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر بیشہ تہور
واقتدار نے اس اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیون کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہوگی
اور سیلاب طغیان حبشیون کا بے حملہ مردان دلاور نہ گھٹیگا اسواسطے جواب سیاہ اشرار کا رجوع تیغ آبدار
اور سنان آتشبار سے کرکے نشان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا نہنگ خدنگ نے کمین گاہ سے منھ کھولکر
شیوہ خونخواری ظاہر کیا اور اژدہاے سنان نے دندان زہر آلود سے طریق جفاکاری کا نمودار کیا
مثنوی زخون گشت روے زمین پرنگار ٭ زپیکان دل وجسم کیوان فگار ٭ سنان رادل زندہ زندان شدہ ٭
برامید ہا مرگ خندان شدہ ٭ زبس خون کہ ہرجاے پاشیدہ شد ٭ زمین ہمچو روے خراشیدہ شد ٭ بعد کشش
اور کوشش فراوان خندۂ تیغ ترکان غضنفر توان سے چہرہ فتح وفیروزی خندان ہوا اور گرد ادبار کی رخ
ارباب ظلمت سرشت پر بیٹھی کہ ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت ادبار مین آوارہ ہوئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے
اُنکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بشمار سے صاحب سامان اور متمول ہوئی اور مخبر اقبال
نے بجناح استعجال اس فتح کی خبر کہ فی الحقیقت وبیاچۂ فتوحات تھی موقف عرض بارگاہ سلطان یوسف خسرو
نشان مین پہونچا کر اس کلام کے موافق متکلم ہوا قطعہ این مراتب کہ دیدۂ جزولیست ٭ کار کلی ہنوز در قدرست ٭ باش تا صبح

دولتِ مدد کنیں ہمہ از نتائج سحر است * دوسرے دن جب شہنشاہِ مشرق نے کمین گاہِ افق سے نشان
نمود بلند کیا اور تیغ رومی نے روسیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایاتِ نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نے
اُس موقف سے بعزیمت محاربہ دستور دیار رخصت کی اور بعد وصول بمقصد میمنہ پر عصفر بیگ اور میسرہ
پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ پر میر جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان فیروزی نشان نے ایک فوج
دلاوران صفدر اور صف شکنان دلاور کے ساتھ قلب میں قیام پکڑا اور ہر طرف دستور دیار نے بھی کثرت و
افزونی خیل و حشم پر مغرور ہوکر میمنہ اور میسرہ اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کیے اور فیلان مست جا بجا مقرر
کیے اور عرادے توپ و تفنگ اور بان اور ضرب زن افواج کے آگے نصب کرکے دستور و آئین سے صفوف
آراستہ کیں طالبان نام و ننگ نے جانبین سے آتشِ جدال و قتال افروختہ کی اور دھوئیں کی تاثیر سے
کرۂ زمہریر کو جوش میں لائے اور شرارۂ سر دش سے عرش تک جاکر جرم فلک کو پگھلایا **مثنوی** دو خیل از دو
سو در خروش آمدند * دو دریائے آتش بجوش آمدند * چو گشت از دو سو لشکر آراستہ * جہانے بہ
پرخاش برخاستہ * یلان رایت کین برافراختند * گوران بسو راہ بر تاختند * میر جہانگیر جو سب
سے آگے تھا بیشتر سب سے برق کے مانند اور صاعقہ کیطرح اعدا پر حملہ کرکے ہتوں کا خرمن حیات باد فنا
سے برباد کیا اسوقت عصفر بیگ اور حیدر بیگ جرار العار در العار سے گھوڑے مار کر برادران کرکے دشمنوں پر حملہ
آور ہوئے اور دونوں طرف کی سپاہ ملگئی تن و سر جدا ہونے لگے تیر و شمشیر گرز و تبر چلنے لگے بہادروں نے جنگ عظیم
کے ہنگامہ سے محشر بپا کیا میدان جانستان میں سیلاب خون رواں تھا تیر و نیزہ سے دلاوروں کا بدن گلزار تھا ہر
طرف لاشوں کا انبار تھا **مثنوی** جہان در ہم آویختند آن سپاہ * کہ از گرد شد روے گیتی سیاہ * زبس قتل رد روے زمین گشت *
فلک از زمان چیرہ دستی شکست * عاقبت الامر بتائیدات یزدانی اور بسعی دولت قاہرۂ سلیمانی سے دستور دیار معرکہ میں مقتول
ہوا اسکی سپاہ نے درہم برہم ہوکر راہ فرار پائی اور فیلان کوہ پیکر معرکہ میں چھوڑ گئے اور مملکت زاغ و زغن کے وجود سے
پاک ہوا **مثنوی** خدا داد دولت شہنشاہ را * ہزیمت در افتاد بدخواہ را * چو بر دشمنان شاہ شد کامگار * بشد از
حریم کار او چون نگار * لشکر جدا روے بر خاک سود * کہ پیروزی از خدا دید پاک بود * عصفر بیگ کہ زخم تیر کا پیشانی
حیات پر رکھتا تھا باتفاق امرا اور ارکان دولت دربار میں حاضر ہوکر مراسم تہنیت بجا لایا اور نقود وافر اور جواہر بیشمار اسکے
فرق ہمایوں پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجا لایا اور دعا و ثنا پیش ہوچکا بالطاف حضرت عدالت پناہ نے اپنے
بھائی کامگار کے سر و چشم پر بوسہ دے کر آغوش میں لیا اور اپنے دست مبارک سے اُسکے زخم پر مرہم رکھکر معالجہ
میں مشغول ہوا لیکن سود مند اور اثر پذیر ہوا مواس کلام معجز نظام کے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا
يَسْتَقْدِمُوْنَ تین شبانہ روز کے بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کی طرف خراماں ہوا عصفر بیگ بروایت ملا
اعیانی یوسف عادل شاہ کا تھا اور بروایتے جیساکہ مذکور ہوا یوسف عادل شاہ کا برادر رضاعی ہوتا تھا
روم سے ساتھ میں آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نے بعد لوازم ماتم و مراسم صبر و شکیب کرکے سایہ توجہ کا اشغال
دیری پر ڈالا قلعہ حسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور باہنگر اور تمام ممالک دستور دیار کے اپنے حوزہ تصرف میں
درلایا اور مردان معتبر کے سپرد کرکے خود بدولت و سعادت نے سمت بیجاپور حفظہ اللہ عن الآفات

والقتور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلدہ اس گل بوستان جہانبانی کے خاک قدم سے رشک مشک اذفر
اور شمیمت عنبر تر ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ
میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ مین تردداتِ مردانہ ظہور مین پہونچائے تھے مزید عنایت اور
مرحمت سے اختصاص بخشا اور اُنکے پایہ مدارج کو رفیع تر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ
اعلےٰ کو پہونچا جو کچھ سالہاے دراز سے اُسکی خاطرِ عاطر مین مرکوز تھا وقوع مین آیا اور ۹۰۸ھ نوسو آٹھ ہجری مین مجلس
عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امراے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدر ہروی اور
دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور اُنسے یہ بات کہی کہ جسوقت خضر علیہ السلام نے مجھے عالم
رویا مین مژدہ سلطنت پہونچایا تھا یہ ارشاد کیا کہ جسدم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم
ہی کہ ہمیشہ سادات اور محبان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور مکرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی
تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام پر مصروف رکھے اُسوقت مین نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک
ملک بخش تعالیٰ وتقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کے سرون کو ساتھ القاب
ہمایون ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام کے مزین کرونگا اور اسی طرح سے جسدم کہ تیمراج اور بہادر گیلانی نے
دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت مین ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلجاوے چنانچہ اس امر کو اثر
وفا کرنے عہد سے جانکر مین نے از سر نو واقف ضمائر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج مین
کوشش کرونگا تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو بعضے بولے مبارک ہی بسم اللہ اور کچھ لوگ شرائط حزم واحتیاط کی
رعایت کرکے عرض پیرا ہوئے کہ بناے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہی اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہی ابھی
زندہ اور سلامت ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر برید سنت وجماعت اور
پاک اعتقاد ہین اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب ہین مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک
اُسکے دامن تک نہ پہونچے یوسف عادل شاہ بھی سر جیب تامل مین جھکا کر بولا کہ مین جس وقت عہد کو وفا کرونگا
حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہوگا قضارا انھین دنون مین ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے
خطبہ بارہ امام علیہم الصلوۃ والسلام کا پڑھکر اُس مذہب کا رواج دیا ہی یہ خبر بہجت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا
جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین مسجد جامع قلعہ ارک بیجاپور مین خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات
عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پر گیا اور اول شروع کلمہ مین اشہد ان علیاً ولی اللہ زیادہ کیا اُس کے بعد خطبہ
بنام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآوردہ کیے اور یہ وہ
بادشاہ ہی کہ جس نے ہندوستان مین خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود
اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے چال شیعہ کو یارا اور اندازہ وہ نہ تھا کہ صحابہ کرام حضرت خیر الانام
کی نسبت صراحۃً یا کنایۃً تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذاً باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے
تعصب اہل سنت وجماعت اور شیعون کا زائل ہوا اور علماے مذہب جعفری اور فضلاے حضرات
حنفی اور شافعی نے مثل شیر وشکر آپس مین شریک اور مخلوط ہوکر فرش بحث وتنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے

مضمون پر عمل کیا۔ شعر: گر آن بہتر ور این بہتر تراچہ ٭ چو حلقہ باندہ بر در تراچہ ٭ اور مساجد اور معابد میں ہر ایک
اپنے طرز و آئین کے موافق اپنے معبود کی عبادت میں مصروف ہو کر زبان اپنے مذہب کی فضیلت میں نہ کھولتے
تھے اور اکابر اور مشائخ اہل نفس اور عابدین سجادہ نشین اس بند و بست کے مشاہدہ سے انگشت
تعجب بدندان لیکر اس سعی کو گمان اعجاز حسن عدالت پناہ پر فرماتے تھے اور مسودہ اس اوراق کو حالت تحریر میں
ایک حکایت کہ اس مقام میں مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہے کہ مولانا غیاث کمال کہ مرد دانا
اور منجم اور حکیم منش اور سرآمد منجم گیران فارس تھے موافق خاندان طیبین میں قصائد غرا کہے چنانچہ
اشعار اسکے اس فن میں مشہور ہیں تعصب تشیع میں اپنے اسلاف جس کے موافق نہیں ہے اعتدال کی ہر بات میں
رعایت کرتا تھا اور شیراز میں اپنے وقت کے میدان سعادت میں بساط الکرسی کوئی اور مناسب حوالی میں
مشغول ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ درست کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام نجوم کہتا تھا اور اہل فارس
اس سے ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور میں رعایت اسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم
سلطان نے مولانا کو طلب کر کے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہے جواب دیا کہ سلطان بادشاہی
محل ایسا ہے اور یہ محل چند دروازہ رکھتا ہے جس دروازہ سے کہ داخل ہو گا سلطان کی زیارت سے مشرف ہو گا
توجہ لگا لیا تحت خدمت سلطان کی حاصل ہوا اور اس بارہ میں سوال مگر سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر مذہب
کے متابعوں اور ہر قوم سے کون افضل ہے کہا صالح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا
کو انعام و اکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری اس بارہ میں فرماتے
ہیں قدس سرہ مثنوی: ای الاے در تعصب جان رفتہ ٭ کیاہ خلق در رویات رفتہ ٭ دلی از الہی برزرق
و مکر ٭ گرفتار علی گشتی و بو بکر ٭ گہی این یک بود در تو مقبول ٭ گہی آن یک بود از کار معزول ٭ گر این بہتر ور آن
بہتر تراچہ ٭ چو حلقہ باندہ بر در تراچہ ٭ ہمہ عمر اندرین بحث شکستی ٭ مدام با خدا را کے پرستی ٭ یقین دانم
کہ در اپیش حلقہ ٭ کہ گردد بہتا دوسہ فرقہ ٭ چگیم حملہ از رشت ار نگوید ٭ جو یکو نگری جو ایسے اوید ٭ الہی نفس کافر
را زبون کن ٭ فضولی از دماغ ما برون کن ٭ دل ما را بخود مشغول گردان ٭ تعصب جوی را معزول گردان ٭
منقول ہے جب یوسف عادل شاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب شیعہ
کو رواج دیا بہت امرائے متصلہ کے الناس علی دین ملوکہم مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضے کہ سنی پاک اور
مبارک تھے مانند میاں محمد المخاطب بعین الملک اور دلاور خان حبشی اور محمد خان سیستانی نے اظہار نفرت
اور کدورت کی قریب تھا کہ آتش فسا شعلہ زن ہو یوسف عادل شاہ نے برفق و ملایمت لکم دینکم ولی دین کو
دہن نشین کر کے ذرا فتنہ کہ مفتوح ہونے پر تھا مسدود کیا اور جو میاں محمد المخاطب بعین الملک کی کثرت
افواج سے متوہم تھا ابتدا ۹۰۹ نو سو نو ہجری میں اسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور حکیم قدیم اس کی جو ہما در
گیلانی کی بات سے معنی تعبیر کر کے اسکے تابعوں پر ہر گنہ ملکی اور ملکوں دیکر امیر جمعی کو خبردار کیا کہ اپنی جاگیروں
میں بطریق اپنے بانگ نماز کہتے رہیں اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت میں اس جماعت کا
مزاحم ہو وے لیکن باوجود اس نظم و نسق کے اعیان بالخصوص سلے حزم و ہوشیاری سے ہر ایک امر پر کار اد ایک

سردار اور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو اُنکے احوال سے واقف ہوکر نقیر وقطمیر امور عرض مین پہونچاتے رہین اور
اُس عرصہ مین ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب تسنن مین نہایت تعصب رکھتے تھے یوسف عادل شاہ
کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہوکر دونون نے اتفاق کرکے اُسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید کے پرگنہ کنجولی
اور بعضے قصبات اور پرگنات دستور دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بیجاپور کیطرف
بھیجکر مردمان قلعہ نلدرگ کو کہ حصار کہنہ اور منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشیر دستور دینار کے تصرف مین تھا
طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اُسکے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بکلام درشت پیغام
کرکے کنجولی کے اطراف مین جاکر اُسطرف کو جیسا کہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے
واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور
خداوندخان حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوندخان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک
جو ایک دوسرے سے خوف وہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن مین
مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے چاہتا تھا اقتضاے وقت اور امراے تلنگ کے مکلف ہونے
سے بلا توقف و درنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ
اور زین خان حاکم قلعہ شولاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد بیدر کیطرف روانہ
ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دار الملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر
کے دو کوس پر فروکش ہوا اس صورت مین جب جمعیت عظیم بہم پہونچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے فرزند
شہزادہ اسمعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بھی امراے معتمد کے ہمراہ کرکے مع فیل وخزانہ اور سار وسلب
بیجاپور کیطرف بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک ترک کو حسن آباد گلبرگہ کے ضبط کیواسطے تعین فرماکر خود مع عین الملک
کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ ببیسر کیجانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری نے
اپنی ولایت معرض تلف مین دیکھکر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ برکوچ یوسف عادل شاہ کے تعاقب مین مشغول ہوا
یوسف عادل شاہ بہ تنگ اور عاجز ہوکر اول ولایت دولت آباد کیطرف گیا اور تاخت وتاراج کرکے وہان سے
ولایت برار کیطرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کرکے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی
مذہب ہین لیکن دین کا بہانہ کرکے مجھے برباد کیا چاہتے ہین اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی
نہین ہے اُس معاملہ مین صلاح یہ دیکھتا ہون کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور
اجتناب کیجیے اور بحسب ظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر برہانپور کیطرف جائیے تو مین فرصت حاصل کرکے باتفاق قطب الملک
ہمدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کردن یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی راے صائب پسند آئی اور بیجاپور
مین اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھین اور خود بعنوان بخشش فتح اللہ عماد الملک
سے جدا ہوکر برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے اعزا مین سے ملک احمد نظام الملک بحری
کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ امیر برید واعیہ رکھتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف
ہووے اب کہ پانچ چھ فرسنخ زمین کا مالک ہے اور سلطان کی پناہ مین خزانہ بہمنیہ کی مدد سے وہ کام کرتا ہے کہ کوئی شخص اُس سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا

اگر شل بیجاپور اُسکو ایک ولایت نصیب ہو تو ہمیں اور ہماری اولاد کو دکن میں رہنا ممکن ہوگا ہم مردم سپاہ کو اوروں کے مذہب اور ملت سے کیا کام ہے قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہوگا ما و خود میں رات کے یوسف عادل شاہ نے میرے پاس مذہب باطل رفضہ سے استعفار کیا اور آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر ان کے شعار کی ممانعت کی ہے میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ لشکر کھینچا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی شاہ کو تعلیم دکرین اور ہر ایک اپنے مسکنوں کی طرف راہی ہوں ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی فتح اللہ عماد الملک کے صوابدید سے کہ رئیس سعید اُس جماعت میں تھا آدھی رات کو کوچ کر کے اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوئے جب صبح ہوئی شاہزادہ اور امیر برید رمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران ہے اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے واسطے طلب معاونت کی اور انھوں نے چند روز لیت ولعل میں رکھکر پوشیدہ یوسف عادل شاہ کو پیغام دیا کہ وقت معاونت ہے یوسف عادل شاہ میدان صاف دیکھکر بسرعت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آ پہونچا پھر دونوں سردار فوج آراستہ کرکے جنگ شاہ اور امیر برید کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ اعمال اور انتقال اور اقبال سے قطع نظر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف راہی ہوگئے اور یوسف عادل شاہ نے اُردوے شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کرکے بیجاپور میں آیا اور پھر بدستور سابق خطبہ اثنا عشریہ پڑھوا کر تقویت اور رواج میں اس مذہب کے کوشش کی اور رئیس الملک کنعانی اور کمال خان دکنی اور نور الملک ترک کو بانواع الطاف سرفراز کرکے پایہ اُن کے جاہ وحشم کا بلند کیا اور بتعجیل تمام سید احمد ہروی کو مع تحف وتبرکات اور عریضہ مشعر تہنیت اور مبارکباد اور مبنی بر اخلاص اور حلقہ جوانی اثنا عشری شاہ اسمٰعیل صفوی کی درگاہ مین روانہ کیا اور عدل وداد اور آبادی ملک میں مشغول ہوکر کسی طرف سوار ہوا اگر دو مرتبہ ایکبار شکار چیتل اور سیہ گاؤ کے اندا پور کے اطراف مین گیا اور دو تین مہینے اوقات سیر وشکار میں صرف کرکے داد عیش ونشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی حمایت میں بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور دوبارہ سندرکووہ کی طرف رخصت کرکے لوازم جہانبانی بجا لایا اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین کفار نصارا سندرکووہ کی طرف لے جہازکیف مااتفق پہونچے جب وہاں کے حاکم کو غافل پایا قلعہ میں در آئے اور بہت مسلمانوں کو قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادل شاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد جانباز جنگی دکنی اور غریب بیجاپور سے تاخت فرما کر پانچویں دن صبح کو قلعہ کووہ مین اچانک پہونچکر بہت عیسائیوں کو کہ محافظت قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کرکے قلعہ میں داخل ہوا اور نصاری کہ نہایت غافل تھے بیدار ہوکر جس شخص نے فرصت پائی کشتی مین سوار ہوکر بھاگا اور جسکی اجل پہونچی تھی غازیوں کی تیغ اسلام سے ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانوں کے تصرف میں درآیا شاہ عدالت پناہ نے قلعہ کو آدمیوں معتمد کے سپرد کرکے مرکز دولت کی طرف رخصت کی اُسکے بعد بائیس برس اور دو مہینے باستقلال تمام سلطنت کرکے زمانہ حصول کام دل میں گذرا آخر شہر بیجاپور میں مرض سوء القنیہ مین گرفتار ہوکر سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی کی طرف انتقال کیا اور جنازہ اُسکا حسب وصیت سلطانیہ قصبہ کرکی میں لیجاکر شیخ جلال المشہور بشیخ جنید اسکے مزار کے پہلو میں کہ اُسے ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور عمر عادل شاہ کی پچھتر برس

کہ جب تک ساوہ کا حاکم معزول نہو وطن مالوف ساوہ مین مراجعت نکرونگا پھر کاشان اور اصفہان کی سیر کر کے شیراز گیا اور چندے باغات اور گلزار اس ملک فردوس آئین مین زمانہ عیش و نشاط مین گذرا جب حاکم ساوہ کے عزل کی خبر سنکر چاہا کہ اپنے مرکز اصلی کی طرف معاودت کرے ناگاہ حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام نے عالم رویا مین اس سے کلام محبت التیام سے ہمزبان ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا و قدر کے موافق مسکن مانوس سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزا اور احبا کی جدائی کا نوش کر کے صعوبت سفر راحت انجام کا متحمل ہوکر عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کے نشیب و فراز سے ہراسان نہو زمام اختیار قائد توفیق کے سپرد کر کہ عنقریب زلیخاے مملکت جہان نہایت زینت سے تیرے ہم آغوش ہوا اور سعادت دینی و دنیوی قرین روزگار رہو اس واسطے وہ نیر اوج اقبال یہ مژدہ دلنواز سنکر عزیمت سفر کے مرکب پر سوار ہوا اور کمیت اندیشہ کو بادیۂ تردد و تفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کر کے نقش وطن کا لوح خاطر سے بلکل محو کیا اور ۸۶۴ سنہ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین سفر ہند کا عازم جازم ہوا اور بندر جرون المشہور بہ ہرموز کے راستہ سے قدم صدق کشتی مراد مین رکھکر حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے تھوڑے عرصہ مین بے محنت طوفان آشوب نشان اور تلاطم دریاے بیکران کے کہ دریاے روان اس سے ڈرتے ہین ساحل بندر مصطفیٰ آباد وایل پر پہونچا اور ان دنون مین بندر مذکور اس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کے میامن قدوم سے بہشت برین کی طراوت رکھتا تھا اور طائر نشاط و خرمی اس دیار فیض آثار کے فضاے روح افزا مین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک روز کا مذکور ہے کہ وہ نیر سپہر تجلیا رہی خورشید النور کی طرح کاخ فلک منظر سے برآمد ہوکر اس مکان جنت نشان کے اطراف و اکناف مین کہ اسوقت مین بخضر آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کیطرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک پیر خضر صفات خجستہ لقا نے کہ انوار مواہب سبحانی اُنکے چہرۂ دلکشا سے ساطع اور لامع تھے سایۂ التفات اُس سعد ایگان اعلی کے سر پر ڈالا اور ساتھ ایسے لطف کے کہ لطف طراز نسیم سحر اور عطر پاش مشک اذفر سے تھا لوازم تفقد اور مراسم تفتیش حال بجالایا اور آب زلال کا جام کہ اسکے مس سے آغاز و انجام کا حال ظاہر اور ہویدا تھا عنایت فرمایا اور وہ متعطش بادیہ طلب لوازم دعا و ثنا مودی کر کے جب جام لبریز عنایت کے پینے مین متوجہ ہوا وہ حیات بخش ارباب صفا یعنے خضر خجستہ لقا اسکی نظر جہان بین سے غائب ہوا دیدۂ صوری اُس کے مشاہدۂ جمال جہان آرا سے محروم اور بے بہرہ رہے اور کلام صدق انجام مولوی معنوی ملک قمی ظاہر ہوا **بیت** رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہان گشت از نظر ٭ یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد ٭ اور وہ مظہر ارادت قدسی اور مورد سروش سماوی مجدداً خضر علیہ السلام کے عواطف سے اختصاص پا کر رفاقت مین خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی کے جو بندر مصطفیٰ آباد وایل مین طریقہ تجرید مین مشغول تھا رہے توجہ احمد آباد بیدر کا طرف لایا اور جو گرجستان گیلان کے اعمال سے ہے ہم اقلیمی اور سابقہ آشنائی کے سبب درمیان خواجہ محمود گرجستانی اور خواجہ جہان کاوان گیلانی کے صداقت اور خصوصیت بہت تھی اور جناب یوسف ابھی ملتحی نہوا تھا عمر شریف سے اُسکے سترہ مرحلہ طی ہوئے تھے خواجہ عماد الدین محمود کی خدمت مین مکلف ہوا کہ اپنے دوست خواجہ جہان سے سفارش کرین کہ وہ یوسف کے مانند مجھے اپنی عبودیت مین منسوب کر کے بادشاہ کے سلک غلامون مین کہ دہات انکے رواج اور رونق تمام رکھتے ہین منتظم فرماوین خواجہ نے اول اس نعمی سے انکار کیا اور جب

مبالغہ اور تکرار اُسکی حد سے زیادہ گذری ناچار انگشت قبول آنکھوں پر رکھی اور اس راز سے آصف جم اقتدار ملک التجار محمود گاوان الملقب بخواجۂ جہاں کو مطلع کیا اور خواجہ نے جب یوسف مصر عزت کو اپنے روبرو طلب کیا اور اُسکی حسن صورت اور سیرت مشاہدہ کی اور اُسکی قابلیت اور خط و سواد اور موسیقی دانی اور آداب سپاہگری دریافت کرلی تو احوال اُسکا نظام شاہ بہمنی اور اُسکی والدہ مخدومہ جہاں سے عرض کیا اور اُنھیں دونوں نے علام خاص سرکار شاہی میں دراہم معدودہ کو فرحت کرکے زرثمن خواجہ عماد کو تسلیم فرمایا اسی طرح یہ واقعہ میر احمد ساوی نے اپنے باپ غیاث الدین محمد وزیر یوسف عادل شاہ سے نقل کیا ہی اور جو کچھ نواب شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسن انجو سے روایت کی متقوی اور مصدق نقل مذکور ہی کہ خواہر و ام ایک پیرزن سے لیکر نسبت اُسکی ماں کیطرف سے شاہان بہمنیہ سے اور باپ کی نسبت سے شاہ نعمت اللہ ولی سے درست ہوتی تھی میرے والد سے یون نقل کی کہ میں آغاز شباب میں شہر احمدآباد بیدر میں مجلس میں بی بی ستی ، جو یوسف عادل شاہ جو روجۂ احمد شاہ کی تھی حاضر ہوئی چونکہ جشن طوے بزرگ درمیان میں تھا اکثر عورات شاہان بہمنیہ اُس انجمن میں فراہم ہوئیں اور ایک مجلس عظیم منعقد ہوئی چونکہ قاعدہ رواجات سلاطین بہمنیہ کا جو خطاب ملکہ جہان پاتی تھیں یہ تھا کہ جید عقد مروارید بزرگ ایک جا کرکے اور اُسپر قبہ طلا مرصع بجواہر نفیسہ نسب کرکے بروز جشن اور بروز تبرک اپنے فرق سر پر استوار کرتی تھیں اسطرح سے کہ لڑیاں موتیوں کی پیشانی اور بناگوش اور عقب سر پر آویزان ہوتی تھیں اس واسطے بی بی ستی کہ خطاب ملکہ جہان پائی تھی اُس مجلس میں موتیوں کی سراسری زیب فرق کرکے جمیع عورات ملکہ شاہان بہمنیہ کی شہزادیوں سے مقدم بیٹھتی تھی ایک عورت کہ خاندان بہمنیہ سے تھی تحمل نکرکے بولی سبحان اللہ یوسف عادل خان کی بیٹی کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہزادیوں پر ملکہ جہان بنکر تفوق ڈھونڈھے بی بی ستی نے جواب دیا کہ اگرچہ تم شاہزادیاں ہو ہم بھی شاہزادی اولاد عظیم الشان روم سے ہیں اور جو حکایت کہ قبل اس سے مرقوم ہوئی مفصل حضار مجلس کے روبرو بیان فرمائی کہ وہ اس سے آگاہ ہون جب یہ گفتگو ملکہ جہان بی بی ستی کی مجلس میں واقع ہوئی یہ خبر امیر قاسم برید کو پہونچی چونکہ سرکشی اُس کی عادت تھی کہا جو کچھ ملکہ جہان بی بی ستی فرماتی ہیں اُس کو عرصہ قلیل گذرا ہی اور بہت قریب العہد ہی اور تحقیق کرنا اُس کا آسان ہی الغرض ایک شخص کو برسم تجارت و رسالت شاہان روم کے دربار میں بھیجا اور اُس نے وہان پہونچکر عورات کس سال سرکار شاہی سے احوال تحقیق کیا ملکہ جہان بی بی ستی کا فرمانا ثابت اور متحقق ہوا اور وہ کہ یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادلشاہ رومیوں کو بہت چاہتے تھے اور عزت رکھتے تھے یہ بھی ایک دلیل قوی اس روایت کی صحت میں ہی واللہ اعلم بالصواب اور یوسف عادل شاہ نے جو پرورش اور تربیت ساوہ میں پائی تھی اُس وجہ سے مردم آگاہ کے درمیان یوسف عادلشاہ ساوی شہرت رکھتا ہی اور ہندیان شکستہ زبان نے اُسے سوائی مشہور کیا ہی کس واسطے کہ سوائی زبان ہندی میں سوا چار کو کہتے ہیں جو کہ یوسف عادلشاہ باعتبار ولایت و شمشیر کے حکام دکن پر چار حصہ پاؤ بالا زیادتی رکھتا تھا اسواسطے ساتھ اس لقب کے اُسے شہرت پائی لیکن صحیح یہ ہی کہ ساوہ کو ساتھ سوائی کے تحریف کیا ہی جیسا کہ نظام شاہیہ بحری کو بہکری تحریف کیا ہی بہر تقدیر بعد دو تین مہینے کے ملک التجار محمود گاوان الملقب بخواجۂ جہان نے مخدومہ جہان کی

اجازت سے یوسف عادل شاہ کو عزیزخان میر آخور یعنے داروغہ اصطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر
اُس خاندان سے تھا سپرد کر کے اُس کے حق مین پوری سفارش کی اور عزیزخان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا
جمیع مہمات میر آخوری کو اُس سے رجوع کر کے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادلخان
امر ضروری اصطبل کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر عرض معروض کرتا تھا
اور جب اُس عرصہ مین عزیزخان میر آخور فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود گاوان المخاطب
بخواجہ جہان کی توجہ سے منصب سہ صدی پر فائز ہوکر اصطبل کی ریاست پر سربلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے
جب درمیان اُسکے اور بہمن متصدی میر آخوری کے موافقت نرہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک
ترک کے دربار مین کہ ترکون کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دواد وش کرنے لگا اور حسن سلوک سے
یہ نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغۂ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نکر سکتا تھا غرضکہ جس
وقت نظام الملک ترک کو برار کا طرفدار کیا منصب یوسف عادلشاہ کا پانصدی پہونچایا اور خطاب عادلخان دیکر
اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھرکہ کو سال بھر محاصرہ کر کے اس مقام کے
راجہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادلشاہ نے کمر شجاعت
اور مردانگی کی استوار کر کے کفار کو جو ہجوم کر کے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کر کے خود غنائم اور فیلون کو
درگاہ مین لایا اس خدمت مستحسن سے امراے ہزاری مین داخل ہوا اور روز بروز اُسکا ستارہ اقبالمندی پر تھا
یہانتک کہ امراے عظیم الشان مین محسوب ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہوکر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال سلطان
محمد شاہ بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ مین تربیت سپاہ مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون اور
ترکون پایۂ تخت احمد آباد بیدر کو بمواعید خسروانہ اپنے پاس بلواکر بمناصب ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور
مکنت اُسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے اور برواتے ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین بمقتضاے
اَلسَّیْفُ لِمَنْ ضَرَبَ وَالْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ خطبہ بیجاپور کا اپنے نام پڑھکر چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچ ہزار ترک
اور غریب کے اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امراے سلطان محمود
کے تصرف مین تھے بزور بازوے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بہورہ سے بیجاپور اور آب کشنہ سے رائچور
تک اپنے حوزہ تصرف مین درلایا اور انھین دنون مین لفظ خانی کو مبدل کر کے اپنا نام عادلشاہ رکھا جیساکہ جو نورستہ
شاخ کہ مراد فرزند ارجمند سے ہی اُس دوحہ جلال سے سرمارتی تھی اُسکو بھی عادلشاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت
بخت جوان عدالت نشان انار اللہ برہانہ گلشن شاہی مین سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اُسکا جویبار فرمانروائی
سے سیراب اور شاداب ہوا جمیع امراے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اُس سے برگشتہ تھے پھر اُسکی خدمت
مین مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہو نے سے نفع کلی اُسکی سرکار مین ظاہر آیا الغرض یوسف
عادلشاہ کے خطبہ پڑھنے اور چتر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک وحسد قاسم برید کے مجمر سینہ مین جو ہمیشہ بیجاپور
کی شاہی کی فکر مین رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور تیمراج بیدرا مراج مشہور کو کہ وہ بھی شیوراے کی اولاد پر متسلط
اور غالب ہوکر بادشاہی کے نام کے سوا اُن پر اطلاق نکرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے

قلعہ رائچور اور مدکل کو مع جمیع مضافات اُسکے تمہیں پیشکش کیا تھا چاہیے کہ تم لشکر کھینچکر مسخر کرو اور اسی طریق سے
بہادر گیلانی کو جو سدر کو وہ اور تمام دریابار کہ باصطلاح دکن میں اسے کوکن کہتے ہیں مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر
یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تاخت و تاراج کی ترغیب کی چنانچہ ہمراج بعد بھیجنے نامہ راے راؤ
کے مع لشکر مور و ملخ سے زیادہ تر قدم برداشتہ روانہ ہوا اور آب سمدرہ سے عبور کرکے قلعہ رائچور اور مدکل
پر قبضہ کیا اور اُسکی حوالی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور بہادر گیلانی بھی فرصت پاکر قلعہ جام کھنڈی کو یوسف
عادلشاہ کے تصرف سے نکالا اور اس عرصہ میں ایک جماعت نے دکنیوں سے کہ محرم اسرار تھے دشمنوں کا خیال
باطل اور بداندیشہ ناصواب شاہ عدالت پناہ کے سمع مبارک میں پہونچا کر اضطراب کرنے لگے آنحضرت نے انکو تسلی
دیکر فرمایا کہ جو جمیع امور میں ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پر فتوح شیخ صفی
سے استعانت طلب کرتا ہوں اور طلب کرونگا یقین کہ اعدا پر مظفر اور منصور ہوں گا پھر عہد کیا کہ اگر اس عقدہ
مشکل سے نجات پاؤں خطبہ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو رواج دوں اُس وقت حسن
تدبیر سے قلعہ رائچور اور مدکل کا خیال دل سے دور کرکے ہمراج اور راے ناوہ سے صلح کی اور انھوں نے بھی
دوسرے ممالک کے نہب و غارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجاپور کیطرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو بجبر و قہر
اپنے ممالک محروسہ سے نکالدیا اور باقتضاے وقت قلعہ جام کھنڈی کے درپے استرداد ہوا الغرض قاسم برید کی
گوشمالی اور تادیب کا عازم ہوکر آٹھ ہزار سوار سے کہ اکثر مغل اور ترک تھے احمد آباد بیدر کیطرف نہضت
فرمائی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بحری سے تضرع و زاری کرکے کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک
بحری باتفاق خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی
کو لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ اور میسرہ اور قلب
آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف کہ دار الخلافت سے پانچ کوس پر تھا روانہ ہوا اور
یوسف عادل شاہ بھی صف آرائی میں مصروف ہوکر میمنہ پر دریا خان کو اور میسرہ پر فخر الملک ترک کو
مقرر کیا اور خود قلب میں پناہ لی اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ ایران، لون ساوہ سے دکن میں
آیا تھا ایک ہزار تیر انداز اُسکے حوالہ کرکے حکم کیا کہ جس طرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کیجیو دریا خان اور
یوسف عادل شاہ نے میسرہ اور قلب غنیم کو شکستہ کرکے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک بحری
نے میسرہ یوسف عادل شاہ کی زیر و زبر کی اور فخر الملک زخمی ہوکر نکل گیا اور یوسف عادل شاہ تامل
کی فکر میں ہوکر چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روان ہووے اس میں میان غضنفر بیگ نے
پہونچکر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے تھی دشمن گریز ہیں بہ آپس میں جنگ کرنے میں خرابی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہی
مناسب ہے کہ آپس میں صلح کرکے ابواب مصادقت مفتوح رکھیے پھر طرفین سے آدمیوں نے درمیان میں آکر صلح کرادی
اور دونوں سردار گھوڑے پر سوار ہوکے اور ایک دوسرے کو وداع کرکے اپنے مقر دولت کی طرف
مراجعت کی لیکن جامی ناظم عادلنامے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی اُس عدالت پناہ کا بطریق اجمال
اپنی کتاب میں درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ نلدرگ کے حوالی میں واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری

اجازت سے یوسف عادل شاہ کو عزیز خان میر آخور یعنے داروغہ اصطبل کے جو ایک غلامان ترک او معتبر
اُس خاندان سے تھا سپرد کرکے اُس کے حق مین پوری سفارش کی اور عزیز خان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا
جمیع مہمات میر آخوری کو اُس سے رجوع کرکے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادلخان
امر ضروری اصطبل کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر عرض معروض کرتا تھا
اور جب اُس عرصہ مین عزیز خان میر آخور فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود گاوان المخاطب
بخواجہ جہان کی توجہ سے منصب سہ صدی پر فائز ہوکر اصطبل کی ریاست پر سربلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے
جب درمیان اُسکے اور بہمن متصدی میر آخوری کے موافقت نرہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک
ترک کے دربار مین کہ ترکون کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دوادوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے
یہ نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغۂ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نکرسکتا تھا غرضکہ جس
وقت نظام الملک ترک کو برار کا طرفدار کیا منصب یوسف عادلشاہ کا پانصدی پہونچایا اور خطاب عادلخان دیکر
اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھرکہ کو سال بھر محاصرہ کرکے اس مقام کے
راجہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادلشاہ نے کمر شجاعت
اور مردانگی کی استوار کرکے کفار کو جو ہجوم کرکے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کرکے خود غنائم اور فیلون کو
درگاہ مین لایا اس خدمت مستحسن سے امراے ہزاری مین داخل ہوا اور روز بروز اُسکا ستارہ اقبالمندی بڑھا
یہانتک کہ امراے عظیم الشان مین محسوب ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہوکر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال سلطان
محمد شاہ بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ مین تربیت سپاہ مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون اور
ترکون پایۂ تخت احمد آباد بیدر کو بمواعید خسروانہ اپنے پاس بلواکر بمناصب ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور
مکنت اُسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے اور بروایتے ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین بمقتضاے
اَلسَّیْفُ لِمَنْ ضَرَبَ وَالْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ خطبہ بیجاپور کا اپنے نام پڑھکر چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچ ہزار ترک
اور غریب کے اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امراے سلطان محمود
کے تصرف مین تھے بزور بازوے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بہورہ سے بیجاپور اور آب کشنہ سے رائچور
تک اپنے حوزہ تصرف مین در لایا اور انھین دنون مین لفظ خانی کو مبدل کرکے اپنا نام عادلشاہ رکھا جیساکہ جو نورستہ
شاخ کہ مراد فرزند ارجمند سے ہی اُس دوحۂ جلال سے سر مارتی تھی اُسکو بھی عادلشاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت
بخت جوان عدالت نشان انار اللہ برہانہ گلشن شاہی مین سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اُسکا جویبار فرمانروائی
سے سیراب اور شاداب ہوا جمیع امراے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اُس سے برگشتہ تھے پھر اُسکی خدمت
مین مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہونے سے نفع کلی اُسکی سرکار مین ظاہر آیا الغرض یوسف
عادلشاہ کے خطبہ پڑھنے اور چتر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک وحسد قاسم برید کے مجمر سینہ مین جو ہمیشہ بیجاپور
کی شاہی کی فکر مین رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور تیمراج بیدرامراج مشہور کو کہ وہ بھی شیوراے کی اولاد پر متسلط
اور غالب ہوکر بادشاہی کے نام کے سوا اُن پر اطلاق نکرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے

قلعہ رائچور اور مدکل کو مع جمیع مضافات اُسکے تعین پیشکش کیا تھا جیسے کہ تم لشکر کھینچکر مسخر کرو اور اسی طریق سے
بہادر گیلانی کو جو بندر گوہ اور تمام دریا بار پر کہ اصطلاح دکن میں اسے کوکن کہتے ہیں مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر
یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تاخت و تاراج کی ترغیب کی چنانچہ ہمراج بعد پہونچنے نامہ رائے زادہ
کے مع لشکر مور و ملخ سے زیادہ ترقدم برداشتہ روانہ ہوا اور آب سمندرہ سے عبور کرکے قلعہ رائچور اور مدکل
پر قبضہ کیا اور اُسکی حوالی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا اور بہادر گیلانی بھی فرصت پاکر قلعہ جام کھنڈی کو یوسف
عادلشاہ کے تصرف سے نکالا اور اسی عرصہ میں ایک جماعت نزدیکوں سے کہ محرم اسرار تھے دشمنوں کا خیال
باطل اور اندیشۂ ناصواب شاہ عدالت پناہ کے سمع مبارک میں پہونچا کر اضطراب کرنے لگے حضرت نے انکو تسلی
دیکر فرمایا کہ جمیع امور میں ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پر فتوح شیخ صفی
سے استعانت طلب کرتا ہوں اور طلب کرونگا یقین کہ اعدا پر مظفر اور منصور ہوں گا پھر عہد کیا کہ اگر اس عقدہ
مشکل سے نجات پاؤں خطبہ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو رواج دوں اُس وقت جس
تدبیر سے قلعہ رائچور اور مدکل کا خیال دل سے دُور کرکے ہمراج اور رائے زادہ سے صلح کی اور انھوں نے بھی
دوسرے ممالک کے نہب و غارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجاپور کیطرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو بجبر و قہر
اپنے ممالک محروسہ سے نکالدیا اور باقتضاے وقت قلعہ جام کھنڈی کے درپے استرداد ہوا ملک قاسم برید کی
گوشمالی اور تادیب کا عازم ہوکر آٹھ ہزار سوار سے کہ اکثر مغل اور ترک تھے احمد آباد بیدر کیطرف نہضت
فرمائی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بحری سے تضرع و زاری کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک
بحری باتفاق خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی
کو لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ و میسرہ و قلب
آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کے لشکر گاہ کی طرف کہ دار الخلافت سے پانچ کوس پر تھا روانہ ہوا اور
یوسف عادل شاہ بھی صف آرائی میں مصروف ہوکر میمنہ پر دریا خان کو اور میسرہ پر فخر الملک ترک کو
مقرر کیا اور خود قلب میں پناہ لی اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ ایران ولایت ساوہ سے دکن میں
آیا تھا ایک ہزار تیرانداز اُسکے حوالہ کرکے حکم کیا کہ جس طرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کرے دریا خان اور
یوسف عادل شاہ نے میسرہ اور قلب غنیم کو شکستہ کرکے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک بحری
نے میسرہ یوسف عادل شاہ کی زیر و زبر کی اور فخر الملک زخمی ہوکر نکل گیا اور یوسف عادل شاہ قتال
کی فکر میں ہوکر چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روان ہووے اس اثنا میں غضنفر بیگ نے
پہونچکر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے تھی وہ معرکہ میں نہیں ہے آپس میں جنگ کرنے میں خرابی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے
مناسب ہے کہ آپس میں صلح کرکے ابواب مصادقت مفتوح رکھئے پھر طرفین سے آدمیوں نے درمیان میں آنکر صلح کرادی
اور دونوں سردار گھوڑے پر سوار ہوکے اور ایک دوسرے کو وداع کرکے اپنے مقر دولت کی طرف
مراجعت کی لیکن عامی ناظم عادلنامہ نے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی اُس عدالت پناہ کا بطریق اجمال
اسی کتاب میں مندرج کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ الندرگ کے حوالی میں واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری

اُس سفر کہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی اُس کی طرف سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل روزگار
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادلشاہ نے بیجاپور مین جا کر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی
سے مصالحہ کیا اس واسطے کہ تخت گاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادلشاہ
بعزم انتقام کفار بیجانگر رائچور کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طی مسافت مین عشرت حلال اور فراغت
بے زوال مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی **بیت** شکار افگن و سرخوش و شادکام ٭
ہمیکرد منزل بمنزل خرام ٭ اور اُسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تہمتنان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چمک سے
رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام مین منزل گاہ کیے سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت
اوج کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا **نظم** جہان پر سراپردہ و بارگاہ ٭ گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ ٭
ز بس خیمہ و خرگہ و سائبان ٭ زمین کردہ از آسمان رو نہان ٭ اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھا کر
ساتھ گلعذاران سیم اندام و شمشاد قدان سبز فام ٭ **بیت** نازک بدنان سرو قامت ٭ در شوخی و دلبری قیامت ٭
ہر یک ز نسنے بخوش نگاری ٭ سرو و سمن و گل بہاری ٭ کے ساتھ اقداح شراب بیغش کے تجرع اور نغمات دلکش
کے استماع مین رغبت کر کے فرمایا کہ سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے با آہنگ عود و
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا **اشعار** خوش آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد ٭ جہان را مے از ساغر دل
بداد ٭ گل و لالہ را تا بو دلبوے و رنگ ٭ زمان را شتاب و زمین را درنگ ٭ رخش باد تابندہ چون آفتاب ٭
ز تاج کے و تخت افراسیاب ٭ مدام از مے لعل فرماندہی ٭ مبینا دکس جام خسروتہی ٭ اور اس عرصہ مین
اُستاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ سازندگی مین مہارت
تمام رکھتا تھا انھون نے یہ نظم آغاز کی **شعر** بوے پیراہن یوسف زجہان گم شدہ بود ٭ عاقبت سر زگریبان
تو بیرون آورد ٭ یہ نغمہ دلکش جب کہ ساتھ نے و ساز کے گویّون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار
ہون کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہے خزانۂ عامرۂ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب مدام اور
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف مالاکلام پیدا کیا عارضۂ
تپ و لرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فراش ہو کر برآمد نہوا اور غضنفر بیگ
دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگون کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر
وحشت اثر اطراف و اکناف مین شایع ہوئی اور ہیمراج لوازم شادمانی پیش پہونچا کر اسطرف کے امراے کبار کی
صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کر کے ۸۹۸ھ آٹھ سو اٹھانوے
ہجری مین کوچ بر کوچ رائچور کیطرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور خائف
ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی جب
تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا اُسی عرصہ مین صحت عاجل اور شفاے کامل حاصل ہوئی یوسف عادلشاہ
شکر الٰہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما اور فضلا اور سادات مدینہ اور کربلا اور
نجف اشرف کہ جو اُسکے اُردو مین تھے تقسیم کر کے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون اور

خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی میں اُس شہریار کے ہمراہ دکن میں آیا تھا سپرد فرمائے کہ سا۰۰ ین جاکر وہاں ایک مسجد بنا کے اور ایک مینار نہایت رفیع اُس مسجد کے قریب تیار کرکے پھر آپ اُس شہر میں درلایا العرض اتنک وہ مسجد مسجد عربیاں مشہور ہی اُسکے بعد محرروں نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ تیمراج آب سمندر رو سے عبور کرکے کوچ متواتر سے بسبیل استعجال آتا ہی اس واسطے شاہ صاحبقران نے دست ہمت دامن کرم حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم میں محکم کرکے سپاہ ظفر دستگاہ کے جائزہ اور بہادران قصا توامان کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ دیدار صاحبقران ٭ خدیو فلک قدر گیتی ستان ٭ بفرمود تا رستید سپاہ ٭ درآید تا ئیں سوء عرصہ گاہ ٭ بر آراستہ یکسر اسپ و سوار ٭ ہمہ با سلاح آنچہ آید بکار ٭ پھر امرائے عظام بہرام صولت اور راجہ یان کینہ کوش داور شوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کرکے صفوف حرب آراستہ کیں اور سر سے پاؤن تک سم و پایاں کی بولاد اور آہن میں غرق کرکے میدان مین جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار و دو اسپہ و سہ اسپہ اور دو سو ہاتھی جنگی کلاں شاہ فلک قدر کے منظور نظر ہوئے پھر عصمر بیگ آغا اور میر راجہ انگیز اور حیدر بیگ اور داؤد خان سے کہ امرائے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ بخشندہ بے دست کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تند خو کے لشکر روم پر حملہ لاکر چہرۂ مقصود دیکھو گے اور سد سکندری کو اس شوکت گردوں مراتب کے صدمہ سم سے توڑ کر سپاہ روس کو زیر و زبر کروگے پس مناسب یہ ہی کہ ہم دشمن کا استقبال کریں اور رایات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کر اعداء کو ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالیں مستمعان دولت خواہ نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان حلاوت اور سر باری کی تکلم میں کھولی اور اُن میں سے ایک بہادر جو شراب اخلاص سے مدہوش تھا ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا نظم براکم کہ چون دشمن دگر بار عزم رزم شہ داوگر ٭ مگر زر گران سنگ و شمشیر تیز ٭ سر و دست او را کنم ریز ریز ٭ اور دوسرا کہ عاری کہ جادۂ عبودیت میں ثابت قدم تھا گویا ہوئے اس کلام کے تکلم کیا نظم درآمد اگر دشمن تیر جنگ ٭ بدریائے ہیجا نسازی نہنگ ٭ بر اقبال شاہ شجاعت نژاد ٭ خدیو جہانگیر پاک اعتقاد ٭ بقلاب مردی زدستش کنم ٭ نصرت نشان غرق جوشش کنم ٭ بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بصلاح استعمال حریفاں کے اندیش کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے فاصلہ پر اُسکے مقابل آیا زمین کو امرار قسمت کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے میں مشغول ہوئے اور شرائط ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہاں بسر لیکئے لیکن دوشنبہ کی عمر ماہ رجب ۹۵۴ آٹھ سو اٹھا نوے ہجری میں طرفین سے فوج کشی ہوئی صفیں آراستہ ہوئیں مرداں جنگ کی چار دانگ میں دھوم ہوئی اب ہم مقابلہ اور معاملہ تک پہونچی قصا سلسلہ جنبان فتنہ سوا اسدہ ہوئی دم نقد جاں کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی اور اس واقعہ مین کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو گردش کرتا تھا اور بابتدائے حال جن علہ اور دیر دوری بسبب اعدا ہوئی لشکر جدائیگاں جہاں زلف شفتہ رویوں کی طرح با د صبح گاہ و زرم سے درہم و برہم ہوا یک اجل فرمان کل نفس ذائقة الموت کا اردوے شاہ میں لیکر آیا تا لسو بہادر شربت شہادت چکھکر خلد کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے شعر جراحی کاں فرد خواہد شستن ٭ کہ در وقت مردن جامہ روش ٭ اسوقت یوسف عادل شاہ اور عصمر آغا اسکے بھائی نے سوار ہوکر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا



اُس سفر کہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی اُس کی طرف سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل روزگار
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادلشاہ نے بیجاپور مین جاکر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی
سے مصالحہ کیا اس واسطے کہ تختگاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادلشاہ
بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کی طرف روانہ ہوا اور اثناے طی مسافت مین عشرت حلال اور فراغت
بے زوال مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی بیت شکار افگن و سرخوش و شادکام ٭
ہمیکرد منزل بمنزل خرام ٭ اور اُسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تہمتنان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چمک سے
رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام مین منزل گاہ کے بیچ سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت
اوج کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا نظم . جہان پر سراپردہ و بارگاہ ٭ گذشتہ سرخرگہ از اوج ماہ ٭
زبس خیمہ و خرگہ و سائبان ٭ زمین کردہ از آسمان رو نہان ٭ اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھاکر
ساتھ گلعذاران سیم اندام و شمشاد قدان سبز فام ٭ بیت نازک بدنان سرو قامت ٭ در شوخی و دلبری قیامت ٭
ہر یک ز نشئے بخوش نگاری ٭ سرو و سمن و گل بہاری ٭ کے ساتھ اقداح شراب بنفش کے تجرع اور نغمات دلکش
کے استماع مین رغبت کر کے فرمایا کہ سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باآہنگ عود و
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا اشعار خوش آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد ٭ جہان را مے از ساغر دل
بداد ٭ گل و لالہ را تا بود بوے و رنگ ٭ زمان را شتاب و زمین را درنگ ٭ رخش باد تابندہ چون آفتاب ٭
ز تاج کے و تخت افراسیاب ٭ مدام از مے لعل فرماندہی ٭ مبیناد کس جام خسرو تہی ٭ اور اس عرصہ مین
اُستاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ سازندگی مین مہارت
تمام رکھتا تھا انھون نے یہ نظم آغاز کی شعر بوے پیراہن یوسف زجہان گم شدہ بود ٭ عاقبت سر ز گریبان
تو بیرون آورد ٭ یہ نغمہ دلکش جب کہ ساتھ نے و ساز کے گویون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار
ہون کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہی خزانہ عامرۂ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب مدام اور
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف مالاکلام پیدا کیا عارضۂ
تپ و لرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فراش ہو کر بر آمد نہوا اور غضنفر بیگ
دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگون کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر
وحشت اثر اطراف و اکناف مین شایع ہوئی اور بہیراج لوازم شادمانی پیش پہونچا کر اسطرف کے امرائے کبار کی
صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کر کے ۸۹۸ھ آٹھ سو اٹھانوے
ہجری مین کوچ بر کوچ رایچور کیطرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور خائف
ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی جب
تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا اُسی عرصہ مین صحت عاجل اور شفاے کامل حاصل ہوئی یوسف عادلشاہ
شکر الٰہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما و فضلا اور سادات مدینہ اور کربلا اور
نجف اشرف کہ جو اُسکے اُردو مین تھے تقسیم کر کے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون اور

خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی مین اُس شہریار کے ہمراہ دکن مین آیا تھا سپرد فرمائے کہ سادہ
مین جاکر وہان ایک مسجد بناکے اور ایک مینار نہایت رفیع اُس مسجد کے قریب تیار کرکے پھر آپ اُس شہر مین
درلایا العرض اتنک وہ مسجد بہ مسجد عربیان مشہور ہے اُسکے بعد مخبرون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ تیمراج آب
سمندر رو سے عبور کرکے کوچ متواتر سے بسبیل استعجال آتا ہے اس واسطے شاہ صاحبقران نے دست ہمت
دامن کرم حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم مین محکم کرکے سپاہ ظفر دستگاہ کے حاضر ہونے اور بہادران تصاتوامان
کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ دیدار صاحبقران ۔ خدیو فلک قدر گیتی ستان ✤ بفرمود تا ارتشید سپاہ
درآید آئین سوی عرصہ گاہ ✤ بر آراستہ یکسر اسپ وسوار ✤ ہمہ با سلاح آنچہ آید بکار ✤ پھر امرائے عظام بہرام
صولت اور باجدیان کینہ کوش داورشوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کرکے صفوف حرب آراستہ کین اور سر سے
پاؤن تک سم بادپایان کی فولاد اور آہن مین غرق کرکے میدان مین جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار و دو اسپہ اور
سہ اسپہ اور دو سو ہاتھی خرد وکلان شاہ فلک قدر کے معطور نظر ہوئے پھر مصطفیٰ بیگ آغا اور میر راجہ انگیر اور حیدر بیگ
اور داؤد خان سے کہ امرائے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بخشندہ
سلطنت کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تند خو کے لشکر روم پر حملہ لاکر چہرۂ مقصود دیکھو گے اور سد سکندری
کو اس موکب گردون مراتب کے صدمہ سم سے توڑکر سپاہ زمین کو زیر و زبر کروگے پس مناسب یہ ہے کہ ہم دشمن کا
استقبال کرین اور رایات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کر اعدا کو ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالیں
مستمعان دولتخواہ نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان حلاوت اور سرشاری کی تکلم مین کھولی اور اُن مین سے
ایک بہادر جو شراب اخلاص سے سرمست تھا ساتھ اس ترانے کے مترنم ہوا نظم بر انکم کہ چون دشمن ✤ بخر ✤ کہ بزم
رزم شہ داد گرہ ✤ تگرگ گران سنگ شمشیر تیز ✤ سرو دست او را کنم ریز ریز ✤ اور دوسرا کاری کہ جادۂ عبودیت میں ترقیم
تھا کمالوا نے اس کلام سے تکلم کیا قطعہ درآید اگر دشمن تیر چنگ ✤ بمیدان سے ہیجا سان پہنگ ✤ بہ اقبال شاہ
شجاعت نژاد ✤ خدیو جہانگیر پاک اعتقاد ✤ نقلاب مردی ز دلش کنم ✤ بہ نصرت سنان حرق جوشش کنم ✤ اور
بادشاہ بعد حاضرہ سپاہ و سلاح استعمال جریان کج اندیش کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے سے فاصلہ
پر اُسکے مقابل آیا زمین کو امرا ترسمت کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے میں مشغول ہوئے
اور شرائط ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہاں بسر لیکئے لیکن دوشنبہ کی صبح ماہ رجب ۹۱۵؁ نو سو پندرہ میں
بحری اس طرف سے موج کشی ہوئی صفیں آراستہ ہوئیں مردان جنگ کی چار و ناچار مین دھوم ہوئی اب جہم تقابلہ
اور عالمہ تک پہونچی تھا سلسلہ جدان فتنہ جو ایسدہ ہوئی دم نقد جان کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی
اور اس واقعہ میں کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ابتداے حال میں
علم اور شیر وری لعیب اعدا ہوئی لشکر عدا یگان جہان زلف سعتہ مولون کی طرح بادصبح گاہ رزم سے درہم
وبرہم ہوا یک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا اردوے شاہ میں لیکر آیا بسو بہادر شربت شہادت چکھکر عالم
کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے شعر جراحی کان فرد خواہد شستن ✤ کہ در وقت مردن جامہ
رنش ✤ اُسوقت یوسف عادل شاہ اور مصطفیٰ آغا اُسکے بھائی نے سوار ہوکر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا

اُس معرکہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی اُس کی طرف سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل فرگار
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادلشاہ نے بیجاپور مین جاکر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی
سے مصالحہ کیا اس واسطے کہ تخت گاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادلشاہ
بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کی طرف روانہ ہوا اور اثناے طے مسافت مین عشرت حلال اور فراغت
بے زوال مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی **بیت** شکار افگن و سرخوش و شادکام ٭
ہمیکرد منزل بمنزل خرام ٭ اور اُسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تہمتنان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چمک سے
رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام مین منزل گاہ کے سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت
اوج کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا **نظم** جہان پر سراپردہ و بارگاہ ٭ گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ ٭
ز بس خیمہ و خرگہ و سائبان ٭ زمین کردہ از آسمان رو نہان ٭ اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھا کر
ساتھ گلعذاران سیم اندام و شمشاد قدان سبز فام ٭ **بیت** نازک بدنان سرو قامت ٭ در شوخی و دلبری قیامت ٭
ہر یک ز نسنے بخوش نگاری ٭ سرو و سمن و گل بہاری ٭ کے ساتھ اقداح شراب بیغش کے تجرع اور نغمات دلکش
کے استماع مین رغبت کر کے فرمایا کہ سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا **اشعار** خوش آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد ٭ جہان را مے از ساغر دل
بداد ٭ گل و لالہ را تا بو و بوے و رنگ ٭ زمان را شتاب و زمین را درنگ ٭ رخش باد تابندہ چون آفتاب ٭
ز تاج کے و تخت افراسیاب ٭ مدام از مے لعل فرماندہی ٭ مبینا دکس جام خسروتہی ٭ اور اس عرصہ مین
اُستاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ سازندگی مین مہارت
تمام رکھتا تھا انھون نے یہ نظم آغاز کی **شعر** بوے پیراہن یوسف زجہان گم شدہ بود ٭ عاقبت سر زگریبان
تو بیرون آورد ٭ یہ نغمہ دلکش جب کہ ساتھ نے و ساز کے گویّون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار
ہون کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہی خزانۂ عامرۂ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب مدام اور
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف مالاکلام پیدا کیا عارضۂ
تپ و لرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فراش ہو کر بر آمد نہوا اور غضنفر بیگ
دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگون کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر
وحشت اثر اطراف و اکناف مین شائع ہوئی اور تیمراج لوازم شادمانی پیش پہونچا کر اسطرف کے امرائے کبار کی
صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کر کے ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے
ہجری مین کوچ بر کوچ رایچور کیطرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور خائف
ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی جب
تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا اُسی عرصہ مین صحت عاجل اور شفاے کامل حاصل ہوئی یوسف عادلشاہ
شکر الٰہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما اور فضلا اور سادات مدینہ اور کربلا اور
نجف اشرف کہ جو اُسکے اُردو مین تھے تقسیم کر کے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون اور

خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی مین اُس شہریار کے ہمراہ دکن میں آیا تھا سپرد فرمائے کہ سادہ میں جاکر وہاں ایک مسجد بناکے اور ایک منار نہایت رفیع اُس مسجد کے قریب تیار کرکے مہرآب اُس شہر میں دریا یا العرض اسکی وہ مسجد مسجد عربیاں مشہور ہے اُسکے بعد مخبروں نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ تیمراج آب سمندر رو سے عبور کرکے کوچ متواتر سے بسبیل استعجال آتا ہے اسواسطے شاہ صاحبقران نے دست ہمت دامن کرم حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم میں محکم کرکے سپاہ ظفر دستگاہ کے جائزہ اور بہادران نامدار کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ دیدار صاحبقران ٭ خدیو فلک قدر گیتی ستان ٭ بفرمود تا رفتند سپاہ ٭ در آید بآئین سوی عرصہ گاہ ٭ بر آراستہ یکسر اسپ و سوار ٭ ہمہ با سلاح آنچہ آید بکار ٭ پھر امرائے عظام نہام صولت اور بہادران کینہ کوش وافر شوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کرکے صفوف حرب آراستہ کیں اور سر سے پاؤں تک سم بادپایاں کی فولاد اور آہن میں غرق کرکے میدان میں جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ اور دو سو ہاتھی خرد و کلاں شاہ فلک قدر کے منظور نظر ہوئے پھر عصمر بیگ آغا اور میر راجا نگیر اور حمید بیگ اور داؤد خان سے کہ امرائے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بخشندہ دست کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تند خو کے لشکر روم پر حملہ لاکر چہرۂ مقصود دیکھو گے اور سد سکندری کو اس موکب گردوں مراتب کے صدمہ سم سے توڑکر سپاہ زمین کو زیر و زبر کروگے پس مناسب یہی کہ ہم دشمن کا استقبال کریں اور رایات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کر اعدا کو ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالیں مستمعان دولتخواہ نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان حلاوت اور سرباری کی تکلم میں کھولی اور ان میں سے ایک بہادر جو شراب اخلاص سے سرمست تھا ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا نظم برانگیز چون دشمن مدعی ٭ کہ عزم رزم شہ داد گر ٭ مگر زگران سنگ و شمشیر تیر ٭ سر دست او بانکم زیر زبر ٭ اور دوسرا عارفی کہ جادۂ عبودیت میں تھا گویا اس کلام کے تکلم کیا نظم درآید اگر دشمن تیر جنگ ٭ بہ بدرایہ صحابیان نہنگ ٭ بر اقبال شاہ شجاعت نژاد ٭ خدیو جہانگیر پاک اعتقاد ٭ نقلاب مردی زدست کنم ٭ بضرب سنان عرق خونش کنم ٭ اور بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بہ صلاح استعمال حریفان کے ادریس کے لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے دنوں میں اُسکے مقابل آیا رومیں کو امرائے قسمت کی توطریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے میں مشغول ہوئے اور شرائط ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہاں بسر لیگئے لیکن دوشنبہ کی صبح ماہ رجب سنہ آٹھ سو اٹھانوے ہجری میں طرفین سے موج کشی ہوئی صفیں آراستہ ہوئیں مردان جنگ کی چار دانگ میں دھوم ہوئی بات بہم مقابلہ اور مقاتلہ تک پہونچی تھا سلسلہ جنبان فتنہ جنبیدہ ہوئی دم نقد جان کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی اور اس واقعہ مین کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ناتمدلے حال مین علم اور فیروزی نصیب اعدا ہوئی لشکر جدائیگان جہاں زلف معشوقوں کی طرح باد صبح گاہ کے درہم سے درہم و برہم ہوا یک اجل فرمان کل نفس ذائقة الموت کا اردوے شاہ میں لیکر آیا پس بہادر شربت شہادت پیکر خلد کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے شعر چراغی کاں فرد خواہد نشستن ٭ کند در وقت مردن جانہ روشن ٭ اُسوقت یوسف عادل شاہ اور قصر آغا اسکے بھائی نے سوار ہوکر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا

اور فرمایا تو قرنا اور سرنا پھوک کر نقارہ بجاوین الغرض اول میرزا جہانگیر قمی پانسو سوار مغل ہمراہ رکاب ہلال آسا مین اُس کے ہمراہ لیکر مستعد ہوا اس وقت داؤد خان سات سو نفر جوانان افغان اور راجپوت سے آیا فی الجملہ ایک جمعیت وتوزع مین آئی یوسف عادل شاہ اندیشہ مین تھا کہ کیا تدبیر کرون اتنے مین سوچک بہادر ولد ترک جو سلحداروں کے سلک مین انتظام رکھتا تھا آ پہونچا اور عرض پیرا ہوا کہ مین اثنائے جنگ مین مخالفون کے ہاتھ گرفتار ہوا چنانچہ گھوڑا اور ساز یراق بیرا لیگئے اور مین سراسیمہ ہر طرف دوڑتا تھا ناگاہ اس دار و دوش مین ایک جوان خانۂ زین سے جدا ہوا اور مین سرعت کر کے جا پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین زین سے اُٹھکر خانۂ زین پر متمکن ہون ادھر مین بجلی کی طرح جست کر کے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا اور بشتابی تمام معرکہ سے برآمد ہو کر حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب غنیم وضیع وشریف فتح اپنی نسبت قرار دے کر نہایت غفلت سے تاراج وغارت مین مشغول ہین اگر شاہ توکل بخدا کر کے اعدا پر حملہ آور ہو امید قوی ہے کہ شب یلدائے حرمان فتح خورشید فتح سے منور ہو یوسف عادلشاہ نے سوچک بہادر کی رائے زرین پر تحسین وآفرین بہت فرمائی اور اپنے عواطف سے اُسے قوی پشت کیا اور بلا توقف تین ہزار اور پانسو سوار مرد کار زار سے متشعر ہمہ جنگ جو وہمہ نام دار ؎ چو شیران آشفتہ در کارزار ؛؛ طبل کوچ بجا کر لشکر خصم کی طرف متوجہ ہوا شعر روان شد سو لشکر کینہ خواہ ؛؛ بہ نیروئے اقبال وعون اِلٰہ ؛؛ تیمراج نے جب اپنی افواج کو تاراج مین دیکھا اور خصم شیر افگن مقابل پہونچا فرصت سپاہ کی فراہمی اور گرد آوری کی ممکن نہوئی ناچار مع سات آٹھ ہزار سوار اور بہت پیادہ تفنگچی جرار اور تین سو فیل جو راے زادہ کی رکاب مین تھے سلطان کے مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے چلا یوسف مہر شجاعت اور جلادت نے بھی اُسے فرصت نہ دی شیر ببر کی طرح اُسکے قلب پر تاختت لایا اور دلیران زرہ خواہ جبین جنگ جبین شجاعت پر ڈالکر بازو تیغ وسنان سے کھولے اور گھوڑون کی سم کے صدمہ سے غبار معرکہ کو مہر و ماہ کے چہرہ کا نقاب کیا اور بہرام خون آشام جو جلاد فلاک مینا فام ہے انگشت بدندان ہوا اور شہسوار میدان افلاک جو تخت نشین ایوان اس نیلی حصار کا ہے آب وعرق دہشت مین غرق ہوا نظم بہ چرخ بر و باد فنا خاک معرکہ ؛؛ بر آب زادہ آب حیات آتش سنان ؛؛ پیکان چو عشق در حرم دل گرفتہ جا ؛؛ خرپہ چو عقل تیہ سر ساختہ مکان ؛؛ کہ تیر ہمچو غمزہ دلدار دلربائے ؛؛ گہ نیزہ ہمچو قامت جانان روان ستان ؛؛ بر کشتگان معرکہ بر رسم تعزیت ؛؛ چشم زرہ چو دیدۂ عشاق جانفشان ؛؛ ادھر سلطان عادل شاہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشون کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے ادھر تیمراج شیر غران کی طرح کف در دہان مستانہ وار قتل عام مین مصروف تھا خلاصہ یہ کہ وہ دونون شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے آخر کار نسیم عنایت بحسب نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ سلطان عدالت نشان کے پرچم رایت ظفر آیت پر چلی سعادت اقبال دوا سپہ موکب جاہ و جلال کے استقبال کو پہونچا اور خلعت فیروزی کا کارخانہ تقدیر سن لیتا اُسکے قامت قابلیت پر راست اور درست آیا اور زبانہ اس ترنم سے مترنم ہوا نظم چہ پرتوست کہ اقبال در جہان افگند ؛؛ چہ غلغلست کہ دولت بر آسمان افگند ؛؛ چہ منت ست کہ در گردن زمین و زمان ؛؛ طلوع رایت شاہنشہ جہان افگند ؛؛ دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور تین لاکھ ہون اور جواہر آلات کے سوا اور بھی اسباب اور متاع نفیسہ اُسکے تصرف مین آیا سلطان زادہ

اور تیمراج عادل غمگین و حال ابتر بیجانگر کی طرف راہی ہوئے اور رائے رادہ کہ تیر کا زخم جگر دوز سینہ میں کھاتا تھا
اثنائے راہ میں فی النار ہوا اور تیمراج اُس ملک پر مسلط ہوا اور امرائے دولتخواہ نے اُس سے روگردان ہو کر
علم مخالفت بلند کیا یوسف عادلشاہ فرصت پاکر عرصۂ قلیل میں قلعۂ مدکل اور رائچور کا کفار کے قبضہ سے
برآوردہ کر کے اپنے معتمدوں کے سپرد کیا اور مظفر و منصور ہو کر بیجاپور کیطرف معاودت فرمائی ملا محمد قاسم ہندوشاہ
کہتا ہے کہ میں نے شاہ میر ستور خان کرد سے کہ مرد کہن سال تھا اور اسمعیل عادل شاہ کی خدمت میں رہتا
تھا سنا ہے یوسف عادل شاہ کو جب بیجانگر کے راستہ میں شکست ہوئی ایک بلندی پر کہ وہاں سے قریب تھی
جا کر علم طبل جنگ پر چوب ماری اس صورت میں مردم پراگندہ اُسکے پاس فراہم ہوئے اور تین ہزار مرد عرب
اور ترک سے اُسکے نشان کے نیچے ظاہر آئے اُسوقت از روے حیلہ تیمراج کو یہ پیغام دیا کہ رائے بیجانگر شاہ و رکن
ہے اور میں اپنی جنگ سے پشیمان ہوں اور اگر عذر تقصیر پذیرا کرے اور مجھے اپنے منسوبوں سے شمار کر کے یہ ملک
میرے سپرد فرماوے ہمیشہ جادۂ اطاعت اور متابعت میں مستقیم رہونگا تیمراج نے فریب کھا کر یہ امر قبول کیا اور صلح
اور ایفائے عہد و پیماں کیواسطے رائے رادہ کے اتفاق سے مع دس ہزار آدمی لشکر سے جدا ہو کر اور دریا کے کنارے
آکر بیٹھا اور یوسف عادل شاہ مع چار سو آدمی انتخابی اُسکے پاس گیا اور مقصود سے کچھ گفتگو کی اور لوازم مہمانداری
بجا لایا اور رائے رادہ کے پاس سے رخصت کی اور بعد سہ پہر کے نقارے کہ علامت اُسکی تھی اور روز جنگ کے
سوا اسے نہ بجاتے تھے آنحضرت کے حکم کے بموجب اسی وقت بہت سے جوان اور بہادر کہ اُسکے ہمراہ تھے اور ہر ایک
اپنکو مثل فوج کے شمار کرتا تھا کرنا کی آواز سنکر سمجھے کہ آتش جنگ افروختہ ہوئی سب نے یکبارگی دست شمشیر ہو کر تیمراج
پر حملہ کیا چونکہ امرائے بیجانگر یوسف عادل شاہ کے فریب سے غافل تھے ہر ایک چند ملازمین سے الگ ایک جگہ جمع ہوئے تھے
ناچار بعض نفیس جنگ کے مرتکب ہوئے اور اپنے سینے سپر تیرہائے صاحب ولی نعمت کیے اور رائے رادہ کو مع
تیمراج بھاگنے کی ہدایت کی الغرض سترہ نفر بیجانگر کے امرا اور راجیان مملکت سے مقتول ہوئے اور شاہ عدالت پناہ نے
اسلحہ چہل نفر دشمنوں کو اپنے دست زبردست سے مجروح اور بے روح کیا اور اُسکے تمام ملازموں نے ہمت جوانمردی اور
بہادری سے جمعیت اعدا کو متفرق اور پریشان کیا اور جب کفار کو مہلت گریز کی نہ ملی تو انکا اسباب اور گھوڑے اور
ہاتھی بندگان عدالت نشان کے ہاتھ آئے نظم ہمی بانگ برآمد ز کشور بکشور + جہان را دگرگون شود داوری + یکے را برآری و
شاہی دہی + دگر را بدریا بماہی دہی + یکے را ز ہجو خاروں کہی + دگر را بناحق جگر خوں کنی + ندانم چہ ہر دو ماہیت کیں ہو کہ
ز دانش توئی ای جہان آفرین + اُسکے بعد اُسی مقام میں سوہیک بہادر کو القاب دیگر خطاب بہادر خانی سے معزز اور سرفراز
فرمایا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون اُسے بخشا اور تسخیر و تحصیل قلعۂ مدکل و رائچور پر مامور کیا اور سوہیک بہادر نے
اُن قلعوں کو حسن تدبیر اور قول و امان سے چالیس دن میں بسہولت مفتوح کیا شاہ عدالت پناہ اس حدود سے کوچ کر کے
مرکز دولت کی طرف سوار ہوا اور جلیے اس فتح نامدار اور ہاتھ آنے خزانہ اور فیل و اسپ بسیار رائے بیجانگر سے شہرہ و
آوازہ ہیبت اور شوکت شاہ فلک اقتدار کا صغار و کبار کے دل میں جاگزیں ہوا اور اُسکے بہال تجمل نے تشویش دیا
تمام قوم کی وضیع و شریف اُسکی شاہی سے راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بیجانگریوں کے غنائم سے دو دست
جامہ منسوج بزر کہ اطراف اُس کے قطعہائے مرصع سے آراستہ تھے اور چار گھوڑے سکہ زین و لگام مرصع رکھتے تھے اور



اُنکے ہاتھ اور پانون مین نعل زرین بستہ تھین شاہ محمود بہمنی کیواسطے برسم ہدیہ بھیجے اور اُسکے بعد بہادر گیلانی کے دفع
کی فکر اور قلعہ جام کھنڈی کے استخلاص مین ہو کر چاہتا تھا کہ رایات نصرت آیات کو نہضت فرماوے اس درمیان
مین محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرہ سر شاہ محمود بہمنی کے پاس بھیجا چونکہ بہادر گیلانی اور اُسکے آدمیون نے
جہاز گجرات کو جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا تھا ازراہ مزاحمت بیجا اُسے روکا تھا لہذا بذریعہ ایلچی شکایت کی اور سخت
پیغام کیا کہ اگر تمسے وہ قطاع الطریق یعنے رہزن دفع نہین ہوتے تو ہمین اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیجکر نیست ونابود
کرین اور شاہ محمود بہمنی قاسم برید ترک کی ہدایت کے بموجب عبدالملک شستری کو کہ مشاہیر اُس دولتخانہ سے
تھا یوسف عادلشاہ کے پاس بھیجکر بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے طالب کمک ہوا یوسف عادلشاہ یہ منصوبہ
خدا سے چاہتا تھا شاہ پر احسان کر کے پانچہزار سوار انتخابی بسرداری کمال خان دکنی نہایت سامان اور تجمل کے
ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجے اور اس سبب سے کہ بہادر گیلانی نے واعیہ یوسف عادل شاہ کا اپنے دل مین تصور کر کے
جام کھنڈی کے اطراف مین نزول کیا تھا شاہ آب کشنہ سے عبور کر کے اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب مقاومت
نہ لاکر تلکوان کی طرف بھاگا اور شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے قلعہ کو بامان مسخر کیا اور چاہا کہ خواجہ
جہان ہمدانی المخاطب لقطب الملک کے تفویض کر کے آگے بڑھے کہ قاسم برید ترک ملتمس آیا اور عرض کی کہ یہ قلعہ
یوسف عادل شاہ سے تعلق رکھتا ہی اولی یہ ہی کہ اُس کی خوشنودی مین کوشش کر کے اُسکے ملازمین کے سپرد کرین
شاہ کو یہ بات طبیعت کے موافق پڑی قلعہ کمال خان دکنی کے سپرد کیا اور چونکہ بہادر گیلانی اس خوف سے کہ مبادا
یوسف عادل شاہ دوسری طرف سے اُسکی ولایت مین در آوے قصبہ سنکلر کی طرف آیا تھا شاہ اس طرف متوجہ ہوا
بہادر گیلانی کلہار اور پنالہ مین پناہ لیگیا اور استعداد جنگ مین کوشش کی اُسکے بعد شاہ اس حدود مین گیا اور جنگ کا
اتفاق پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کے لشکر سے شاہ کی ملازمت مین آئے اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ
بہادری کا بجاتا تھا سہلترین وجہ سے قتل ہوا سلطان بعد سیر سواحل دریاے کوکن بیجاپور کی حوالی مین پہونچا یوسف
عادلشاہ نے غضنفر بیگ آغا کو مع ایک جماعت اعیان سے اُردوے شاہ مین بھیجکر التماس قدمبوس کی اور شاہ بشورہ
قاسم برید ترک اردو احمدآباد بیدر کی طرف روانہ کر کے خود تھوڑے آدمیون سے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور یوسف
عادل شاہ استقبال کے واسطے چلا شاہ کو باعزاز واکرام تمام شہر مین لایا دس روز تک قلعہ راک ارک
بیجاپور مین کہ اُسی عرصہ مین گچ وسنگ سے بزودی تعمیر ہوا تھا عمارت لکن مین وارد کر کے ضیافت کہ لائق حال
شاہان کبار ہو ظہور مین پہونچائی اور بیس فیل کوہ تمثیل اور پچاس گھوڑے اور چار عنبرچہ مرصع اور بھی تحائف نفیس برسم
پیشکش نظر شاہ مین در لایا اور شاہ نے ایک فیل میانہ قبول کیا اور باقی واپس بھیجکر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ چیزین میرے
پاس پہنچینگی قاسم برید ترک لیگا بہتر یہ ہی کہ بطریق امانت اپنے پاس نگاہ رکھین اور جب مجھے اُسکے تسلط سے رہا
کرین تب مجھے تسلیم فرمادین یوسف عادل شاہ اگرچہ قاسم برید ترک کے دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت اپنی
اس مین نہ دیکھی جواب دیا کہ یہ کام بے اتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک کے صورت پذیر نہین ہی
آپ اپنے تختگاہ دولت کی طرف تشریف لیجاوین مین دونون کو متفق کر کے اسطرف آتا ہون اور آپ کے حسب منشا اسکا علاج
کرتا ہون شاہ اس نوید سے بمقتضاے مصرعۂ ہذا مصرع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است مسرور ہوا اور

یوسف عادل شاہ نے رور و داع کہیں ہمراہ ہوں نقد پوشیدہ شاہ کو پہونچائے اور قاسم برید ترک اور قطب الملک ہمدانی کو ہدایای لائق سے خرسند کرتے پھیرا اور سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری میں دستور دینار خواجہ سرا حبشی کہ حسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور اتکر اور النند راور کہولی اور جمیع پرگنات اور قلعہ جات آب بہورہ اور تلنگ تصرف میں رکھتا تھا چاہا کہ خود بھی اوروں کی طرح صاحب سکہ ہووے اسواسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے ساتھ استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ کی کمک سے مملکت برار حیطۂ تصرف میں لا کر زمام شاہی اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھتا ہے عجب نہیں کہ یہ دوست صادق الاخلاص بھی تمہاری امداد کے باعث منصب شاہی پر فائز ہو کر بلند آوازہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اپنا فرزند کہا تھا اور اسکی لازم جانکر اسکی باجازت دیدی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور مواضع پر جو تحت دار الخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیوں کو اس حدود سے باہر نکالا اور قاسم برید ترک نے مضطرب ہو کر شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے قبول کیا عصمر بیگ آغا کو مع امرائے معتمد مدد کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر میں بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکر کش ہوتا اور قصہ طول پکڑتا آپ کسی طرح کا گمان نہ فرماویں اس میان میں خبر پہونچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی میں مشہور تھا ملک احمد نظام الملک بحری کے فرمانے سے جلا مع لشکر احمد نگر ہو کر بسرعت تمام آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سعی تیاری میں آمادہ ہے عند الضرورت خود بھی دستور دینار کی کمک کے لیے نہضت کریگا یوسف عادل شاہ نے صلاح اس میں دیکھی کہ خود بھی توجہ کرے چنانچہ جلد تاخت کر کے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو بتعجیل طلب کر کے باتفاق دستور دینار کے حرب میں مشغول ہوا اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور بارہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہاں کے ہمراہ لیکر میدان حرب میں روانہ ہوا اور بہادرانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کی عدم مساعدت سے شکست کھا کر دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے کہکر حکم اسکے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک کی خواہش کے خلاف آدمی شاہ کی خدمت میں بھیجکر سفارش کی اور اسے بحر فنا کے لطمہ سے بچا کر ساحل نجات پر لایا اور حسب عمل درآمد قدیم جاگیر حسن آباد گلبرگہ اسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کی بغیر ملازمت بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مساکن کی طرف روانہ ہوئے اور ملک احمد نظام الملک بحری کہ دستور دینار کی حمایت کیواسطے پرگنہ ہسر کے اطراف میں پہونچا تھا وہ بھی اس مقام سے احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۱۲ نوسو بارہ ہجری میں شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ بی بی ستی کو جو طفل گہوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے خواستگاری کی اور ایقاع جشن طوی کیواسطے بلدۂ حسن آباد گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرات کے حسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے متفکر اور متوہم ہوا اس وقت عادل شاہ نے مخفی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کے پرگنوں کے سبب میرے اور شاہ کے درمیان میں یہ فاصلہ واقع ہوا ہے اگر آنحضرت بادشاہی قاسم برید کے دفع کا ارادہ دل میں رکھتے ہیں تو مناسب ہے کہ وہ پرگنے سرحد کی جاگیر میں مقرر فرما دیں تو بسبب اس بہانہ کے ایک جماعت مردم جائزے سے وہاں نگاہ رکھکر وقت

کیو قت تاخت کرون اور قبل اُسکے کہ ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہو قاسم برید ترک کو درمیان سے اُٹھا دون اور جیسے ہی بادشاہ نے اجازت دی یوسف عادل شاہ اُس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینار قاسم برید ترک کے پاس پناہ لیگیا اور قطب الملک ہمدانی جو اُس سفر مین ہمراہ تھا یوسف عادل شاہ سے متفق ہوا اور قاسم برید ترک خائف اور ہراسان ہو کر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت امراے ہند سے شاہ کی ترک رفاقت کر کے الندر کیطرف راہی ہوئے یوسف عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر اُنکے تدارک کو گیا اور حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد غالب آیا اور امراء منہزم اور منکسر ہو کر اطراف مین مفرور ہوئے اور شاہ نے جنگ گاہ مین غالیچہ زربفت کا بچھا کر اور شاہ عدالت پناہ کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنے کی تکلیف دی اور عدالت پناہ بعد مبالغہ اور تواضع اور انکسار شاہ کے ہمراہ ایک فرش پر متمکن ہوئے اور ہر قسم کے حرف و حکایت درمیان مین لائے آخر یہ قرار پایا کہ دوسرے برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک لشکر کھینچ کر ایکبارگی قاسم برید ترک کو متاصل کرین اور چونکہ ملک الیاس اُس جنگ مین مقتول ہوا تھا یوسف نے جاگیر و منصب اُسکا اُسکے بڑے بیٹے میان محمد کے نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا پھر لشکر سلطان کو وداع کر کے دار الخلافت بیجاپور مین آیا اور دوسرے برس دستور دینار کے اخراج کی عزیمت کر کے لشکرکش ہوا اور چونکہ ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کیطرح جلد دستور دینار کے کمک کو پہونچا یوسف عادل شاہ بیدر کے اطراف مین جا کر قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک سے مدد چاہی ملک احمد نظام الملک اس اندیشہ سے کہ جھگڑا طول نہووے فرش نزاع لپیٹ کر احمد نگر کیطرف گیا اور دوسرے برس یوسف عادل شاہ کی راے زرین اور عقل دوربین نے یہ اقتضا کیا کہ ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈالکر توسیع ملک مین کوشش کرے اسواسطے ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر یہ لکھ بھیجا کہ مملکت دکن ایک سرا ے مختصر ہے ان تمام حکام کی گنجائش نہین رکھتی جبتک فرصت ہے تم پرندہ اور دولت آباد اور دہور اور کالنہ اور پونہ اور چاکیہ پر قابض ہو اور مین دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہون اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی کو اپنے چنگل مین لاوے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ کو حوزۂ تصرف مین رکھے اور تختگاہ بیدر مع قلیل مضافات اُسکی قاسم برید ترک سے متعلق ہووے اور کوئی شخص دوسرے کی اعانت اور حمایت نہ کرے اور آپس مین کمال اتحاد اور یگانگی رکھتے رہین اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ جب دولت بہمنیہ مین تزلزل واقع ہوا تو صوبہ دارون نے اپنے استحکام اور تقویت مین کوشش کی اور جو شخص کہ جہان کا حاکم تھا اپنی گردآوری مین مصروف ہوا اور انا و لا غیر سے ڈھونکا بجا کر دوسرے کے حال پر متوجہ نہوتا تھا چنانچہ گیارہ نفر جدا گانہ ایک مملکت کو اپنے قبضۂ تصرف مین در لائے یوسف عادل شاہ بیجاپور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جنیر کو اور فتح اللہ عماد الملک برار کو اور قطب الملک ہمدانی تلنگ کو اور اُنکے علاوہ جانب غربی بیجاپور سے کنارے دریاے شور تک کے پرگنے بزرگ مثل مرچ اور گلبرگہ اور کلہر اور قلعہ سنگین و متین مانند پنالہ اور کودہ کو بہادر گیلانی اپنے تصرف مین در لایا تھا کہ بعد اُسکے مقتول ہونے کے شاہ محمود بہمنی کے حکم کے موجب ملک الیاس المخاطب بعین الملک مقرر ہوا اور اُسکے بعد اُسکے بڑے بیٹے میان محمد کے نام کہ اُسنے بھی خطاب عین الملکی پایا تھا قرار پکڑا اور بیجاپور کیطرف جنوبی یعنی نہر بہواره اور پاے تخت بیدر کے درمیان

عمدہ عمدہ پرگنے مثل کھولی اور الند و احسن آباد گلبرگہ اور ماکلہی اور ملی اور کھیڑا اور ہیجولی وغیرہ دستور دینار اپنے قبضہ قدرت میں درلایا اور ان دونوں کو یوسف عادل شاہ نے درمیان سے دفع کرکے اس ولایت کو اپنی ولایت میں منتظم کیا چنانچہ آئندہ بیان آویگا اور ملک احمد نظام الملک بحری کے پہلے میں بھی دو شخص نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک خواجہ جہان دکنی کہ قلعہ پرندہ اور ستولاپور اور ولایت نواحی ان دو قلعہ کی اس سے اور اسکے بھائی زین خان سے متعلق تھی دوسرا زین الدین علی تالش کہ پونہ اور چاکنہ اور چار کوندہ اور قلعہ دیدارا حیوری پر متصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی دو بھائی ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ میں رکھتے تھے اور حکام اس ولایت کو جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا ملک احمد نظام الملک بحری نے دفع کیا اور صوبہ برار میں بھی عماد مدعا حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا اور دہکر اور تومارا در کلم اور قلعہ ماہور تصرف میں رکھتا تھا اسکو فتح اللہ عماد الملک نے مستاصل کیا اور پایہ تخت بیدر میں قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم پہونچایا تھا القصہ بعد رسل و رسائل اور قرار مدار بطریق مذکور یوسف عادل شاہ نے اولاً فرمان بنام محمد الجی ملب نعیم الملک کی طلب کو بھیجا اور چونکہ یوسف عادل شاہ ساتھ اسکے کتابت نہیں رکھتا تھا اس فرمان کے ورود سے نہایت شاد اور محظوظ ہوا اور کہنے لگا کہ اب میری خاطر جمع ہوئی اور میں نے جانا کہ آنحضرت نے مجھے اپنے دولتخواہوں میں تصور فرما کر ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کودہ میں ایک ہفتہ لوازم شادمانی اور جشن کرکے بلاتوقف باہمال چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور راہ میں یوسف عادل شاہ نے اسکا استقبال بطریق سلاطین لیکر اسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دینار نے معاملہ دگرگون دیکھکر امیر برید کو کہ ان دنوں اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سمت سیر پر عمل کرکے میری معاونت میں حتے المقدور کوشش فرمائے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اسکی کمک کے واسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور مخالفت نہر بھیمورہ کے کنارے خیمہ اور خرگاہ برپا کیا اور خواجہ جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار کی طرح داعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے مظاہرت سے سلک فرمان رواؤں میں منسلک ہووے اور ان حضرات کے مشورہ سے آگاہ تھا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہوکر باتفاق اپنے بھائی زین خان کے دستور دینار کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب اُسنے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری قلعہ دولت آباد کی تسخیر میں اور سلطان محمود شاہ گجراتی کے مرحشہ میں مشغول ہے فوراً بخاطر جمع پانچہزار سوار لیکر دستور دینار کے پاس پہونچا اور وہ سپاہ فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف و گزاف میں کھولی اور ہتھیار لشکر پر تقسیم کیے اور جب یہ خبر شاہ گردوں اقتدار یوسف عادل شاہ کے سمع مبارک میں پہونچی اسکو فتوحات غیر متناہی کا باعث جانکر عنان توجہ خاطر انور کی دفع اعدائے ظلمت پیرا پر ڈالی اور باوجود عدم استعداد دشمن کے قصد مقاتلہ اور مجادلہ کا کیا اور جرأت کر راہ سے جا کر جیسے دستیاب ہوا تھا بیدر بلیغ سپاہ پر قسمت کیا اور بتاکید تمام مع لشکر ظفر اثر دستور دینار کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ سے پانچ فرسخ پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے موافق عساکر نصرت مظاہر نے نہایت

شوکت وشان سے بادپایان کوہ وقار پر سوار ہوکر آوازنقارہ اور کورکہ اور ریغو کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی اُس کے بعد شہریار یوسف عذار اور مؤید بتائید کردگار بنفس نفیس توسن فتح وظفر پر سوار ہوا اور یمین ولیسار لشکر فیروزی اثر کو بغور ملاحظہ کرکے ان مین سے دو ہزار جوان تیرانداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار

نظم گروہے ہمہ پردل و پہلوان ٭ مخالف شکار و ممالک ستان ٭ توانا تن و زورمند و دلیر ٭ بہیکل بہ نیرو چو پیل و چو شیر +

انمین سے ہر ایک کو چھانٹ کے قسم قسم کے تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو اس مقدمہ لشکر کا سردار کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب طناب کھینچکر اول ہاتھ محاربہ مین دراز نہ کرکے بپاے عجلت اور قدم سرعت اُسکے مقابل نہ جائیو بلکہ ایک اپنے ملازم کو جو وفور دانش مین اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور تحریض کرنا اگر وہ بخت بلند کی ہدایت سے محمد عین الملک کیطرح سر ہماری دولت روزافزون کے حلقہ مین لاوے تو اس دولتخانہ سپہر نشانہ کی مسند امارت حشمت پر متمکن ہوکر سر اوج عزت اور عظمت مین پہونچا دیگا اور اگر نادانی اور بدکاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سرمہ نکبت کا دیدہ بصیرت مین کھینچے تو مثل خداوند خان حبشی کے دیدہ جہان بین اُسکا تیرہ تر شب یلداے ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار فقر سے ہوگا غضنفر بیگ نے گوہر کلام اُس خورشید احترام کا صدف ضمیر مین جاگزین کیا اور امتثال امر مین مبادرت کرکے جب اسطرف پہونچا ایک دو فرسخ مخیم غنیم سے سراپردہ اجلال وتمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل ورسائل مین مشغول ہوا اور چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا زنگ زدہ نکبت تھا مشاہدہ چہرہ اقبال اور تمیز میان صواب وخطا سے محروم اور بے بہرہ رہا اور جواب بیکار سے سلسلہ اپنی حشمت کا توڑ کر فوراً آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعال مین مشغول ہوکر منفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا اور چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل

شعر ہمہ تند وکینہ کش وتیز جنگ ٭ بہ نیروے شیر ولجاج پلنگ ٭

غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر بیشہ تہور واقتدار نے اس اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیون کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہوگی اور سیلاب طغیان حبشیون کا بے حملہ مردان دلاور نہ گھٹیگا اسواسطے جواب سپاہ اشرار کا رجوع تیغ آبدار اور سنان آتشبار سے کرکے نشان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا نہنگ خدنگ نے کمین گاہ سے منھ کھولکر شیوہ خونخواری ظاہر کیا اور اژدہاے سنان نے دندان زہرآلود سے طریق جفاکاری کا نمودار کیا

مثنوی ز خون گشت روے زمین پر نگار ٭ ز پیکان دل و جسم کیوان فگار ٭ سنان را دل زندہ زندان شدہ ٭ برامید ہا مرگ خندان شدہ ٭ ز بس خون کہ ہر جاے پاشیدہ شد ٭ زمین ہمچو روے خراشیدہ شد ٭

بعد کشش اور کوشش فراوان خندۂ تیغ ترکان غضنفر توان سے چہرہ فتح وفیروزی خندان ہوا اور گرد ادبار کی رخ ارباب ظلمت سرشت پر بیٹھی کہ ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت ادبار مین آوارہ ہوئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے اُنکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بیشمار سے صاحب سامان اور متمول ہوئی اور مخبر اقبال نے بجناح استعجال اس فتح کی خبر کہ فی الحقیقت دیباچہ فتوحات تھی موقف عرض بارگاہ سلطان یوسف خسرو نشان مین پہونچائی کر اس کلام کے موافق متکلم ہو

قطعہ این مراتب کہ دیدۂ جزو لیست ٭ کار کلی ہنوز در قدرست ٭ باش تا صبح

دولت مدد کیں ہمہ از نتائج سحر است۔ دوسرے دن جب شہنشاہ مشرق نے کمین گاہ افق سے نشان
نمود بلند کیا اور تیغ رومی نے روسیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایات نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نے
اس موقع سے بعزیمت محاربہ دستور دیار رخصت کی اور بعد وصول مقصد میمنہ پر عسکر بیگ اور میسرہ
پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ پر میر جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان قیردری نشان نے ایک فوج
دلاوران صفدر اور صف شکنان دلاور کے ساتھ قلب میں قیام پکڑا اور اسطرف دستور دیار نے بھی کثرت و
افزونی خیل وحشم پر مغرور ہو کر جبہ اور جوشن اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کیے اور فیلان مست جابجا مقرر
کیے اور عرادہ توپ وتفنگ اور بان اور ضرب زن باول جو کے آگے نصب کر کے دستور و آئین ہند صفوف
آراستہ کیں طالبان نام و ننگ نے جانبین سے آتش جدال و قتال افروختہ کی اور دھوئیں کی تاثیر سے
کرۂ زمہریر کو جوش میں لائے اور ستارۂ سر دشمن سے جرم ملکو ملا کر جرم فلک کو پگھلایا مثنوی دو خیل اردو
سوی در خروش آمدند • دو دریای آتش بجوش آمدند • چو گشت از دو سو لشکر آراستہ • جہانے ز
بر جاش برخاستہ • یلان رایت کین برافراختند • گو رنائی سو ر اندر انداختند • میر جہانگیر جو سب
سے آگے تھا پیشتر سب سے برق کے مانند اور صاعقہ کیطرح اعدا پر حملہ کر کے ہنگوں کا خرمن حیات باد فنا
سے برباد کیا اسوقت عسکر بیگ اور حیدر بیگ جرالعابدین بر العابدین گھوڑے مار کر جولان کر کے دشمنوں پر حملہ
آور ہوئے اور دونوں طرف کی سپاہ ملگئی تن و سر جدا ہونے لگے تیر و شمشیر گرز و تبر چلنے لگے بہادروں نے جنگ عظیم
کے ہنگامہ سے محشر برپا کیا میدان جانستان میں سیلاب خون روان تھا تیر و سنان سے دلاوروں کا بدن فگار تھا ہر
طرف لاشوں کا انبار تھا مثنوی جہان در ہم آویختند آن سپاہ • کہ از گرد شد روی گیتی سیاہ • ز بس قتل رود روی زمین خون گرفت •
فلک از زلال چہرہ در تنگ گشت • عاقبت الامر تائیدات یزدانی اور سروری دولت قاہرہ سلیمانی سے دستور دیار معرکہ میں مقتول
ہوا اسکی سپاہ نے درہم برہم ہو کر راہ فرار پائی اور ملال کو پیکر لشکر میں چھوڑ کے گلزار مملکت زاغ و زغن کے وجود سے
پاک ہوا مثنوی جدا از دو صف شہنشاہ و راہ • ہزیمت بداندیش دو خواہ را • چو بر دشمنان شاہ شد کامگار • شد ار
حری کار او چون مکار • لشکر جدا روے بر خاک سود • کہ سروری از خداوند پاک بود • عسکر بیگ کہ زخم تیر کا پیشانی
حیات پر رکھتا تھا اتفاق امرا و ارکان دولت در الوفتح پہنچ کر مراسم تہنیت بجا لایا اور نقود وافر و جواہر بیشمار اسکے
فرق ہمایوں پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجا لایا اور وہ لوٹا ہی پہنچا بالے حضرت عالم پناہ نے اپنے
بھائی کامگار کے سر و چشم پر بوسہ دے کر آغوش میں لیا اور اپنے دست مبارک سے اسکے زخم پر مرہم رکھکر معالجہ
مین مشغول ہوا لیکن سود مند اور اثر پذیر نہ ہوا موافق اس کلام معجز نظام کے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُم لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا
يَسْتَقْدِمُوْنَ تین شبانہ روز کے بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کی طرف خراماں ہوا عسکر بیگ بروایتے ملا
اعیانی یوسف عادل شاہ کا تھا اور بروایتے جیساکہ مذکور ہوا یوسف عادل شاہ کا برادر رضاعی جو ساتھ
روم سے ساوہ میں آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نے بعد لوازم ماتم دامن صبر و شکیب کر کے سایۂ توجہ کا اشتمال
دیوی پر ڈالا قلعہ حسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور راہیکر اور تمام ممالک دستور دیار کے اسے حوزۂ تصرف مین
در لایا اور مردان معتبر کے سپرد کر کے سمت دولت و سعادت سے سمت بیجاپور حفظ اللہ عن الآفات

والفتور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلدہ اس گل بوستان جہانبانی کے خاک قدم سے رشک مشک اذفر
اور غیرت عنبر تر ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ
میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ میں تردداتِ مردانہ ظہور میں پہونچائے تھے مزید عنایت اور
مرحمت سے اختصاص بخشا اور اُنکے پایۂ مدارج کو رفیع تر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ
اعلےٰ کو پہونچا جو کچھ سالہاے دراز سے اُسکی خاطر عاطر میں مرکوز تھا وقوع میں آیا اور ۹۰۸ھ نوسو آٹھ ہجری میں مجلس
عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امراے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدر ہری اور
دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور اُنسے یہ بات کہی کہ جسوقت خضر علیہ السلام نے مجھے عالم
رویا میں مژدہ سلطنت پہونچایا تھا یہ ارشاد کیا کہ جسدم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم
ہی کہ ہمیشہ سادات اور محبان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور مکرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی
تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مصروف رکھے اُسوقت میں نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک
مالک بخش تعالیٰ وتقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کے سرون کو ساتھ القاب
ہمایون ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزین کرونگا اور اسی طرح سے جسدم کہ تیمراج اور بہادر گیلانی نے
دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت میں ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلجاوے چنانچہ اس امر کو اثر
وفا کرنے عہد سے جانکر میں نے ازسر نو واقف ضمائر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج میں
کوشش کرونگا تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو بعضے بولے مبارک ہی بسم اللہ اور کچھ لوگ از راہ حزم واحتیاط کی
رعایت کرکے عرض پیرا ہوئے کہ بناے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہی اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہی ابھی
زندہ اور سلامت ہی اور احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر برید سنت وجماعت اور
پاک اعتقاد ہیں اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب ہیں مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک
اُسکے دامن تک نہ پہونچے یوسف عادل شاہ بھی سر جیب تامل میں جھکا کر بولا کہ میں جس وقت عہد کو وفا کرونگا
حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہوگا قضارا انہیں دنوں میں ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمعیل صفوی نے
خطبہ بارہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پڑھکر اُس مذہب کا رواج دیا ہی یہ خبر بہجت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا
جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں مسجد جامع قلعہ ارک بیجاپور میں خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات
عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پر گیا اور اول شروع کلمہ میں اشہد ان علیاً ولی اللہ زیادہ کیا اُس کے بعد خطبہ
بنام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآوردہ کیے اور یہ وہ
بادشاہ ہی کہ جس نے ہندوستان میں خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود
اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہال شیعہ کو یارا اور اندازہ وہ نہ تھا کہ صحابہ کرام حضرت خیر الانام
کی نسبت صراحۃً یا کنایۃً تلفظ حقارت زبان پر جاری کریں عیاذاً باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے
تعصب اہل سنت وجماعت اور شیعون کا زائل ہوا اور علماے مذہب جعفری اور فضلاے حضرات
حنفی اور شافعی نے مثل شیر وشکر آپس میں شریک اور مخلوط ہوکر فرش بحث وتنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے

مضمون پر عمل کیا۔ شعر: گر آن بہتر در این بہتر تراچہ ÷ چو حلقہ باندہ بر در تراچہ ÷ اور مساجد اور معابد میں ہر ایک
اپنے طرز و آئین کے موافق اپنے معبود کی عبادت میں مصروف ہو کر زبان اپنے مذہب کی فضیلت میں نہ کھولتے
تھے اور اکابر دین اور مشائخ باہل یقین اور عابدین سجادہ نشین اس بند و بست کے مشاہدہ سے انگشت
تعجب منھ میں لیکر اس معنی کو گمان اعجاز حسن و عدالت پناہ پر فرماتے تھے اور مسود اس اوراق کو عالم تحریر میں
ایک حکایت کہ اس مقام میں مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہے کہ مولانا غیاث کمال کہ مرد دانا
اور منجم اور حکیم منش اور سرآمد معرکہ گیران فارس تھے ساتھ حامدان طیبین میں قصائد غرا کہے چنانچہ
اشعار اسکے اس میں مشہور ہیں تعصب تشیع میں اپنے ابنائے جنس کے موافق نہیں ہے اعتدال کی ہر امر میں
رعایت کرتا تھا اور شیراز میں اپنے وقت کے میدان سعادت میں بساط ذاکر سخن گوئی اور مناسب حوالی میں
مشغول ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ فروخت کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام نجوم کہتا تھا اور اہل فارس
اس سے ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور میں رعایت اسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم
سلطان نے مولانا کو طلب کر کے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہے جواب دیا ای سلطان بادشاہ ہی
محلسرا میں بیٹھا ہے اور وہ محل چند دروازہ رکھتا ہے جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی زیارت سے مشرف ہوگا
توجہ کر لیا تحت خدمت سلطان کی حاصل ہوا اور اس بارہ میں سوال مکرر سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر مذہب
کے متابعوں اور ہر قوم سے کون افضل ہے کہا صالح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا
کو انعام و اکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری اس بارہ میں فرماتے
ہیں قدس سرہ۔ مثنوی: الا ای در تعصب جان رفتہ ÷ گناہ خلق در دیوان رفتہ ÷ ولی بار الٰہی ز زرق
و در مکر ÷ گرفتار ملی گشتی دلو مکر ÷ گہے این یک بود بر تو مقبول ÷ گہے آن یک بود از کار معزول ÷ گر این بہتر و گر آن
بہتر تراچہ ÷ چو حلقہ باندہ بر در تراچہ ÷ ہمہ عمر اندرین محنت گذشتی ÷ مدام با خدا را کے پرستی ÷ یقین دانم
کہ در اندیش حلقہ ÷ یکی گردد ہفتاد و سہ در ÷ چو جملہ ز رشتہ ایک گویند ÷ چو نیکو بنگری جویای امید ÷ الٰہی لعن کار
ز ارزون کن ÷ فضولی از دماغ ما برون کن ÷ دل ما را بخود مشغول گردان ÷ تعصب جوئے را معزول گردان ÷
منقول ہے جب یوسف عادل شاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب شیعہ
کو رواج دیا بہت امراء نے بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضے کہ سنی پاک اور
مباک تھے مانند میاں محمد الملقب بعین الملک اور دلاور خاں حبشی اور محمد خاں سیستانی نے اظہار نفرت
اور کدورت کی قریب تھا کہ آتش فساد شعلہ زن ہو یوسف عادل شاہ نے رفق و ملایمت لکم دینکم ولی دین انکے
ذہن نشین کر کے در فتنہ کہ مفتوح ہونے پر تھا مسدود کیا اور جو میاں محمد الملقب بعین الملک کی کثرت
افواج سے متوہم تھا ابتدا ۹۰۹ نو سو نو ہجری میں اسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور جاگیر قدیم اسکی جو بھا در
گیالای کی بات سے بھی تغیر کر کے اسکے بالعوض پرگنہ ملکری اور مکلاں دیکر امیران جمعی کو خبردار کیا کہ اپنی جاگیروں
میں طریق ناسے بانگ ستار کرتے رہیں اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت میں اس جماعت کا
مزاحم ہو ویسے لیکن باوجود اس نظم و نسق کے اعیان بالخصوص تانے حزم و ہشیاری سے ہر ایک امر پر بخار ایک

سرداراور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو اُنکے احوال سے واقف ہوکر تقیر و تطہیر امور عرض مین پہونچاتے رہین اور
اُس عرصہ مین ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب تسنن مین نہایت تعصب رکھتے تھے یوسف عادل شاہ
کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہوکر دونون نے اتفاق کرکے اُسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید کے پرگنہ کنجولی
اور بعضے قصبات اور پرگنات دستور دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بیجاپور کیطرف
بھیجکر مردمان قلعہ نلدرگ کو کہ حصار کہنہ اور منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کے تصرف مین تھا
طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اُسکے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بکلام درشت پیغام
کرکے کنجولی کے اطراف مین جاکر اُسطرف کو جیسا کہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے
واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور
خداوندخان حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوندخان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک
جو ایک دوسرے سے خوف وہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن مین
مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے چاہتا تھا اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کے مکلف ہونے
سے بلا توقف ودرنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ
اور زین خان حاکم قلعہ شولاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد بیدر کیطرف روانہ
ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دارالملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر
کے دوکوس پر فروکش ہوا اس صورت مین جب جمعیت عظیم بہم پہونچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے فرزند
شہزادہ اسمٰعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بھی امرائے معتمد کے ہمراہ کرکے مع فیل وخزانہ اور سار وسلب
بیجاپور کیطرف بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک ترک کو احسن آباد گلبرگہ کے ضبط کیواسطے تعین فرماکر خود مع عین الملک
کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ بیسرکی جانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری نے
اپنی ولایت معرض تلف مین دیکھکر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ برکوچ یوسف عادل شاہ کے تعاقب مین مشغول ہوا
یوسف عادل شاہ بہ تنگ اور عاجز ہوکر اول ولایت دولت آباد کیطرف گیا اور تاخت وتاراج کرکے وہان سے
ولایت برار کیطرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کرکے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی
مذہب ہین لیکن دین کا بہانہ کر کے مجھے برباد کیا چاہتے ہین اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی
نہین ہے اُس معاملہ مین صلاح یہ دیکھتا ہون کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور
اجتناب کیجیے اور بحسب ظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر برہان پور کیطرف جائیے تو مین فرصت حاصل کرکے باتفاق قطب الملک
ہمدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کردون یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی رائے صائب پسند آئی اور بیجاپور
مین اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثناعشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھین اور خود بعنوان بخش فتح اللہ عماد الملک
سے جدا ہوکر برہان پور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے اعزا مین سے ملک احمد نظام الملک بحری
کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف
ہوجائے اور سلطان کی پناہ مین خلیفہ بہمنیہ کی مدد سے وہ کام کرتا ہے کہ کوئی شخص اُس سے عہدہ برآ نہین ہو سکتا

اگر مثل بیجاپور اُسکو ایک ولایت نصیب ہو تو ہمیں اور ہماری اولاد کو دکن میں رہنا ممکن ہوگا ہم مردم سپاہ کو
اوروں کے مذہب اور ملت سے کیا کام ہے قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہوگا باوجود اس
بات کے یوسف عادل شاہ نے میرے پاس مذہب باطل رکھنے سے استغفار کیا اور آدمی بیجاپور کی طرف
بھیجکر ان کے شعار کی ممانعت کی ہے میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ لشکر کھینچا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی
شاہ کو تعلیم نہ کریں اور ہر ایک اپنے مسکنوں کی طرف راہی ہوں ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک
ہمدانی فتح اللہ عماد الملک کے صلاح دید سے کہ رئیس سعید اُس جماعت میں تھا آدھی رات کو کوچ کرکے اپنے
ممالک کی طرف روانہ ہوئے جب صبح ہوئی شاہزادہ اور امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران رہے
اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے واسطے طلب معاونت کی اور انھوں نے چند روز
لیت و لعل میں رکھکر پوشیدہ یوسف عادل شاہ کو پیغام دیا کہ وقت معاونت ہے یوسف عادل شاہ میدان
صاف دیکھکر بسرعت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آپہونچا پھر دونوں سردار فوج آراستہ کرکے جنگ شاہ اور
امیر برید کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ اعمال اور اثقال چھوڑکر اور اقبال سے قطع نظر کرکے احمد آباد بیدر کی
طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل شاہ نے اردوے شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کرکے بیجاپور
میں آیا اور پھر بدستور سابق خطبہ ائمہ اثنا عشریہ پڑھوا کر تقویت اور رواج میں اس مذہب کے کوشش کی اور
عین الملک کنعانی اور کمال خان دکنی اور نور الملک ترک کو بانواع الطاف سرفراز کرکے پایہ اُن کے جاہ و حشم
کا بلند کیا اور بتعجیل تمام سید احمد ہروی کو مع تحف و تبرکات اور عرضیہ مشعر تہنیت اور مبارکباد اور مبنی بر اخلاص اور
حلقہ جوالی با تناعشری شاہ اسمٰعیل صفوی کی درگاہ مین روانہ کیا اور عدل و داد اور آبادی ملک میں مشغول ہوکر کسی
طرف سوار ہوا اگر دو مرتبہ اکثر شکار چتیل اور سینہ گاؤ کے ادیاپور کے اطراف مین گیا اور دو تین مہینے اوقات
سیر و شکار میں صرف کرکے داد عیش و نشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی حمایت میں بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت
فرمائی اور دوبارہ بندر گوہ کی طرف رخصت کرکے لوازم عز انجاہا ما اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ
ہجری مین کفار نصارا بندر گوہ کی طرف بے خبر دکھیف ما اتفق پہونچے جب وہان کے حاکم کو غافل پایا قلعہ میں
در آئے اور بہت مسلمانوں کو قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادل شاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد جامعہ جیل در
دکنی اور غریب بیجاپور سے تاخت فرماکر پانچوین دن بندر کو قلعہ گوہ میں اچانک پہونچکر بہت عیسائیون کو کہ
محافظت قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کرکے قلعہ مین داخل ہوا اور نصاری کہ بہت
غافل تھے بیدار ہوکر جس شخص نے فرصت پائی کشتی مین سوار ہوکر بھاگا اور جسکی اجل پہونچی تھی غازیوں
کی تیغ اسلام سے ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانوں کے تصرف میں در آیا شاہ عدالت پناہ نے قلعہ کو
آدمیوں معتمد کے سپرد کرکے مرکز دولت کی طرف معاودت کی اُسکے بعد بائیس برس اور دو مہینے باستقلال تمام
سلطنت کرکے زمانہ حصول کام دل میں گذرانا آخر شہر بیجاپور میں مرض سوء القنیہ میں گرفتار ہوکر سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ
ہجری میں اس زندان فانی سے ریاض جاودان کی طرف انتقال کیا اور جنازہ اُسکا حسب وصیت سلطان سقسہ کرکی مین
لیجاکر شیخ جلال المشہور بشیخ جنید اسکے مزار کے پہلو میں کہ اُسے ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور عمر عادل شاہ کی پچھتر برس

کی تھی والبقاء للملک المعبود اس مصرعہ سے تاریخ اُس کے وفات کی دریافت ہوئی ہے تاریخ بگفتا نمانده شهنشاه
عادل شاه اور تاریخ نظام الدین احمد حسینی میں مرقوم ہے کہ ابتدائے سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری میں دست قضا نے اُسکے
شجرِ حیات کو لپیٹا ظاہرا یہ روایت صحیح نہیں ضعیف ہے اور بیان اول اقوی ہے والعلم عند اللہ اور نسبت شیخ
جلال الدین مشہور بہ شیخ جنید الامام زین العابدین کی طرف اسطور پر ہے جلال بن جہان بن جعفر بن محمد بن احمد بن یحییٰ بن یحییٰ بن حسین
بن سراج الدین بن شرف الدین بن زید ابوالحسن بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن جبرین بن زید ابوالحسن
بن علی بن حسین اصغر بن زین العابدین علیہ السلام اور شیخ جنید اشیعہ مذہب تھا اس واسطے عادل شاہ
ان سے محبت اور الفت رکھتا بلکہ پیری اور مریدی کے لوازم درمیان میں تھے اسوقت میں اولاد شیخ جنیدا
کی مملکت دکن میں بکثرت ہے لیکن بعضے انمین شیعہ مذہب اور بعضے حنفی مذہب ہیں واللہ قادر علی الہدایۃ
والرشاد الیہ المبدأ والمعاد و بلدہ احمد نگر میں کہ دار الخلافت نظام شاہیہ ہے ایک مجموعہ بخط شاہ طاہر علیہ الغفران
اس خاکسار بمقدار کی نظر سے گذرا اسمین لکھا تھا کہ جس وقت میں التہاب نائرۂ غضب شاہی کے توہم سے
جلاوطن ہوکر دریائے بے زنہار سے بندر گوہ میں پہونچا سید ہروی کے ساتھ کہ مرد کہن سال تھا اور عمر عزیز
ملازمت دکن میں خدمت یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ میں صرف کی تھی میں نے ملاقات
کی ایک مرد وجیہہ اور خوش محاورہ اور فنون علوم سے ماہر اور صاحب وقوف تھا اور ان دونوں بادشاہ
عالیجاہ کے عہد میں منصب امارت پر معزز اور مکرم تھا اور میں جبتک بندر گوہ میں مقیم رہا وہ بزرگوار نقل و حکایات
دلنشین اور لطیفہائے رنگین کے سبب زنگ کلفت و اندوہ کا آئینۂ ضمیر سے صاف کرتا تھا ایک روز میں نے سنا
کہ وہ فرماتا تھا یوسف عادل شاہ زمانہ کا بہت تجربہ کار تھا اور انواع حسنات میں کہ مراد سخاوت و شجاعت و عدالت
و علم وغیرہ سے ہے موصوف و معروف تھا خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اور علم عروض و قافیہ میں وقوف تمام رکھتا تھا اور علم
موسیقی میں کمال حصول تھا بڑے بڑے قوال کلاونت اُسکے روبرو منھ نہ کھولتے تھے دھرپد خیال بتہ خوب گاتا
تھا غنا اور سرود سے رابطہ ایسا بجا یا کہ کبھا درج کو شرما یا اہل فن سے باعزاز و اکرام پیش آتا تھا اور اسی محفل میں شعر قدما
اکثر ہمیشہ ہمیشہ رہتا تھا اور وہ کبھی خود بھی شعر کہتا تھا اور امور طرب کو مع معظمات امور شاہی اور ملک ستانی کے
جمع رکھتا تھا اور ایک لمحہ احوال مملکت اور مصالح رعایا اور فلاح برایا سے غافل نہ رہتا تھا اور ہمیشہ ارکان دولت
کی مدد اور امانت و دیانت پر تاکید کرتا تھا چنانچہ انھیں اس صفات کے سبب خواہش خیر خواہی مشتہر ہوئی
[illegible] سے صداقت اور طہارت تہ در قبول کی اور صولت و شوکت و جسامت میں ابنائے روزگار سے ممتاز
و مستثنیٰ تھی و حسن و جمال میں [illegible] حاصل تھا کہ پیری اور ریش سفیدی کے ایام میں لوگ اطراف و جوانب کن
[illegible] آئینہ [illegible] مثل کر مشاہدہ کرکے تبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتے تھے اور جس روز
[illegible] شوق [illegible] کے [illegible] اُسکے [illegible] حال بالکمال میں حیران اور ششدر
[illegible] تھی [illegible] تیر [illegible] سے [illegible] رکھیان
[illegible] شجاعت [illegible] دیکھی [illegible] اور [illegible] اور ردم
[illegible] شجاع [illegible] اور [illegible]

فتح ونصرت اور ملک ستان جسکی حارس تن اعدا اور پاسبان دین و دولت ہو ایسے پاس بلاتا تھا اور اس قدر رعایت
مبذول فرماتا تھا کہ ہر ایک راضی اور شاکر ہو کر اُسکے سایہ حمایت میں زندگانی بسر کرتا تھا الغرض قلعہ ارک بیجاپور کہ
اول عمارت اسکی گلی تھی منہدم کر کے سنگ و آہک سے تیار کی اور یہ مجموعہ مسطورہ میں بحواشاہ طاہر نظر سے گذرا کہ یوسف
عادل شاہ کا حسب ایام کیبی شاہی میں پرگنہ اداپور کے اطراف میں گذر ہوا یہ خبر پہونچی کہ مکند راؤ مرہٹہ اور اُسکا بھائی
کہ امرائے شاہ محمد شاہ بہمنی سے تھے مع گروہ رعایا لشکر کے صدمہ سے فلاں کوہستان میں پناہ لیگئے ہیں اسواسطے
دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ شاہ کے حکم کے موافق اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور جب انھوں نے جادہ
اطاعت میں قدم نرکھا سپاہ سلطانی نے ناچار ہو کر دست تسلط اور حملہ کا دراز کیا اور اسباب اور اموال باستیصال
کرکے اُسکے اہل وعیال کو کہ عبارت مردوں اور عورتوں اور بچوں سے ہی اسیر کیا اور آتش قہر وغضب سے اُنکے
مکانات سوختہ اور افروختہ کیے اور از انجملہ خواہر مکند راؤ مرہٹہ کہ نہایت زیرک اور عاقلہ اور جمیلہ تھی اسیروں کی
سلک میں منتظم ہوئی اور یوسف عادل شاہ نے اُس جمیلہ کو کہ سولہ برس کا سن رکھتی تھی اپنے شبستان میں لیا کر دعوت
اسلام کی اور پونجی خاتون نام رکھا اور شریعت غرا کے مطابق اسے اپنے عقد نکاح میں در لایا اور واہب العطایا نے
اُس یوسف خورشید لقا کو اس مخدرہ مستورہ سے جو زلیخائے سراپردہ سعادت اور مریم حرم عصمت تھی چار
دُر مدّ سعادت و تمد کرامت فرمائے ایک بیٹا شاہزادہ اسمٰعیل اور تین بیٹیاں ایک مریم سلطان برہان نظام شاہ کی منکوحہ
دوسری خدیجہ سلطان شیخ علاء الدین عماد الملک کی زوجہ تیسری بی بی ستی جو شاہ محمود بہمنی کے ورثہ کے حبالہ نکاح میں
انتظام رکھتی تھی اور یہ اشعار اسی کے نتائج افکار سے ہیں **غزل** ما را غم عشق کشد وا ولہ ما * تنہا شکند بہر طرف از رہ ما *
ما آنکہ بجان ناوک درد و غم تحمیلیے * چتیں دگران سرچہ کردی گلہ ما * جان ملت آمد وبر یارہ عشقت * رحیم کرشد بادی راہ آمدہ ما *
باسلسلہ مہ اسیم چہ یوسف * آسان شدہ از عشق بتان مسئلہ ما * **ایضاً** گر وارسی مدر دل ناتوان من * کی رو کمرک
کسان رشک جان من * درد دل خود از کہ مشکل است * ظاہر کہ سیکند تو در دہان من * تا آنکہ عمدہ ہم بحا آمدند
تیغے کشیدہ بہر امتحان من * ای گل رسیدہ است بگوش تو قصہ ام * بلبل بحا ادر وقت سحر داستان من * گو یا کہ
بلبلان چمن نقل کردہ اند * حرفی زبیوفائی گل از زبان من * یوسف براز دل من گوش کس نکرد * کو بخت آنکہ
گوش کند نکتہ دان من * **ایضاً** ما را بادہ جامی در راغ لیلی چہ * بے سود سود و جم الم لیلی چہ **رباعی** دو ستیہ بر آستان
یاراں سر درد * می مالید مہر و دو دست وبیح زرد * رحلۂ در دوست ردم گفت چرا * بیہودہ بودگو قس آہ سرد *
ولہ ای آمدہ دیدن جنت وقت صبوح * آثار بہار گلہ اساس فتوح * انوار نگوئی از رخت مینا مہ * زان روست کہ
روئیت شدہ آئینہ روح * **ایضاً** آنکس کہ علم بیکنامی افراشت * در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت * نیکونامان زندہ
جاوید شد * مرد آنکہ بہ نام نیکو بگذاشت * یوسف عادل شاہ نے بائیس برس اور ۔ مہینے سلطنت کی

تذکرہ اسمعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

جب مسند جاہ وجلال فر وشوکت یوسف عادل شاہ سے خالی ہوئی اور ایسی ساعت میں کہ مسعود فلک اُس
کی سعادت کے کسب توسل ڈھونڈھتا تھا اور ایسے طالع میں کہ وقت شناس وقت اُس سے استخارہ کرتا تھا

تاج شاہی نے فرق فرقدسا سے نور بخش مہر و ماہ ابوالفتح اسمٰعیل عادل شاہ سے شرف و منزلت پائی پایۂ تخت نے
یمن قدم عرش فرسا اُسکے سے سر فخر کا افلاک کی بلندی پر بلند کیا اور شبستان سلطنت اور ایوان خلافت اس
صاحب ذوی شوکت و صولت کے وجود فائض الجود کے انوار سے نورانی ہوا اور اُسکے عہد مین بذل و احسان نے
خوب رواج پایا اور اُسنے بھی خاطر خواہ رعیت سے محصول اور گردن کشان دہر سے خراج پایا **مثنوی** بآئین رسم
فریدون و جم ٭ بایوان شاہنشہی زد علم ٭ برآمد بسر سروران بر سریر ٭ کہ برآسمان آفتاب منیر ٭ برسم کیان تاج و تخت نہی ٭
برآراست باکلاہ شاہنشہی ٭ چونکہ اسمٰعیل عادل شاہ صغر سنی مین کہ ابھی معارج بلوغ پر ترقی نفرمائی تھی مسند خلافت پر
جلوہ گر ہوا خردسالی کے سبب مہمات سلطنت مین نہ مشغول ہو سکا اختیار امور مملکت اور رعایت جمہور رعیت کمال خان
دکنی سر نوبت کو مفوض ہوا اور کمال خان امراے کبار سلطان محمود بہمنی سے تھا یوسف عادل شاہ اُسے بعہد و
پیمان اور دلاسا دے کر اپنے پاس لایا اور منصب سر نوبت پر سرفراز کیا اور تیمراج کی جنگ مین جب اُسنے
نہایت شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچائی امیران بزرگ مین منتظم ہوا اور روز بروز اُس کا مرتبہ بڑھتا گیا اور خاقان
غفران پناہ نے مرض الموت مین امر وکالت بھی اُسکے منصب سابق پر اضافہ فرمایا دریا خان اور فخر الملک اور میرزا
جہانگیر اور حیدر بیگ امرا کو اُسکی موافقت اور مصادقت کے بارہ مین بمبالغہ تمام وصیت فرمائی امراے
مذکور نے اس سبب سے آنحضرت کی وفات کے بعد اُسے بزرگ جانا اور مہمات ملکی اور مالی اُس سے رجوع
کر کے مطلق العنان کیا کمال خان نے ابتدا حال مین افعال و اعمال نیک اختیار کر کے خوب نیکنامی سے حکومت
کی اور خطبہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام پڑھا اور مذہب شیعہ کے طریق اور آئین یک قلم موقوف
اور برطرف کیے اور خاص و عام کے جذب قلوب اور امراے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ[۱] اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ سے طریق مدارا اختیار کر کے باتفاق اُمرا
جیسا کہ شرط مردم عاقل و دانا ہے امور شاہی کے انتظام مین آپ کو معاف رکھا اور فرنگیون کے ساتھ جو بعد مراجعت
یوسف عادل شاہ قلعہ گوہ کو محاصرہ کر کے وہان کے تھانہ دار کو نقود فراوان دیکر موافق کر کے قلعہ مذکور کو مفتوح کیا
تھا اس شرط پر صلح کی کہ فقط قلعہ پر اکتفا کر کے اس حدود کے قریات اور قصبات سے مزاحم نہو وین اس تاریخ سے
اس کتاب کی تحریر تک وہ قلعہ نصاریٰ کے تصرف مین ہے اور نصاریٰ اپنے عہد و شرط کی وفا پر ثابت قدم اور
راسخ دم ہین سلطنت عادل شاہیہ کے اطراف مین مزاحمت اور تشویش نہین پہونچاتے ہین کمال خان حکام اطراف
سے اور عیسائیون سے مطمئن ہو کر بفراغبال امور وکالت مین مشغول ہوا جب دوسرے برس دریا خان اور فخر الملک
نے خانۂ تن کو روح سے خالی اور کنج قبر کو اپنے قالب بیجان سے بھرا اُنکی جاگیرین اور محال لیکر اپنے فرزندونکو تفویض
کر کے ہر ایک کیواسطے درگاہ پیدا کی اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ کے بھی چند پرگنہ برآورده کر کے اپنے اعوان و انصار
کی جانب رجوع کیے اور جو شخص فوت ہوتا تھا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تھا اُسکی جاگیر اپنے عزیزونکو دیتا تھا چنانچہ تھوڑے
عرصہ مین ایک مکنت اور قوت بہم پہونچائی کہ قلم بیدار سے نقش فرمانروائی کا اپنے صفحۂ خاطر پر کھینچا مرغ حیات اُسکے نے
آشیان دماغ مین بقبضہ سرداری اور گردن فرازی کا رکھا[۲] اور زاغ سیاہ بخت اُسکی آرزو کا ہواے شاہی مین پرواز کرنے لگا تمام
اثاثہ دولت کا اپنے بال و پر کے نیچے دبالیا اور اس عرصہ مین شاہان دکن کے امرا اس روش کو خوب جانتے تھے کسواسطے کہ ان سلاطین

یہ حرکت حکام عظام دکن پر مبارک نہ آئی لوگ اپنے ولی نعمتوں پر مسلط ہو گئے تھے اور آہستہ آہستہ فرماں روائی
کی باگ اپنے قبضۂ اختیار میں لاتے تھے چنانچہ اول ان میں سے وہ شخص کہ جس نے یہ طریقہ اختیار کیا یہ مرد
تھا کہ سیتو راے راجہ بیجانگر کے بیٹے پر غلبہ پیدا کر کے جب وہ حد بلوغ کو پہونچا اُسکو زہر سے ہلاک کیا اُسکے
چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا دست نگر کیا اور بعد انہزام یوسف عادل شاہ اُسے بھی درمیان سے رفع کر کے
اکثر امرا کو اپنا مطیع اور فرماں بردار کیا اور ریاست حسب دلخواہ بسر لیگیا اور اسی طرح سے جیسا مذکور ہوا قاسم برید ترک
اور دوسرے امرائے سلطان محمود بہمنی کو ہلاک کر کے بتدریج تمام سکہ اور خطبہ کو تغیر دے کر اپنے نام جاری کیا
پس جو کہ یہ امر کمال خان دکنی نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر کے تعلیم پائی تھی جس وقت کہ اسباب شوکت اور حشمت
اُسکے پاس فراہم ہوا اور امیر قاسم برید ترک سے متوسل اور ہمداستان ہو کر یہ پیغام دیا کہ اس زمانہ میں مخلص سرمایۂ
بے استعداد و شاہی حاصل کی ہے اب کا مجھ کو طفل خورد سال تخت پر بیٹھا اور فتح اللہ عماد شاہ والی برار بمقتضائے
جوانی عیش و طرب میں مشغول ہے لازم ہے کہ اس مخلص کی اعانت کر کے سلک حکام دکن میں منتظم کریں اور بیدر کو اپنا
درمیاں قرار تصور فرما کر اپنی توسیع ولایت میں بھی کوشش کریں کہ فرصت اس سے بہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم برید
ترک کہ مدت دراز سے اس فکر میں تھا اس امر میں شریک ہوا اور بعد لوازم عہد و پیماں یوں مقرر ہوا کہ امیر قاسم برید
ترک ولایت دستور و سار کو لیوے اور باقی ولایت بیجاپور کمال خان دکنی سردار سر نوبت اپنے قبضہ تصرف میں لا دے کے
اسمٰعیل عادل شاہ کو مکحول ملک سے روح کرے اور قلعہ شولاپور جو زین خان برادر خواجہ جہان دکنی رکھتا ہے اُسپر بھی کمال خان
دکنی قابض اور دخیل ہووے اس صورت میں متصور کو آغاز کر کے امیر قاسم برید ترک نے شاہ محمود شاہ بہمنی کو محروس
کیا اور لشکر آراستہ کر کے احسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ ہوا اور کمال خان دکنی نے بھی اسمٰعیل عادل شاہ کو مع اُسکی والدہ مسماۃ
پونجی کو قلعہ ارک بیجاپور میں قید کر کے اُنکی محافظت اپنے فرزندوں کے متعلق کی اور خود با عظمت و شوکت تمام شولاپور
کی طرف سوار ہوا اور بعد وصول و محاصرہ جب تین مہینے کی مدت اُسپر گذری اور ملک احمد نظام الملک بحری
اور خواجہ جہان دکنی سے کمک نہ پہونچی زین خان نے جان اور مال سے امان چاہی قلعہ کو مع ساڑھے پانچ
پتہ اُسے سپرد کیا اور قصہ ساڑھے پانچ پتہ کا یوں ہے کہ جب امرائے دکن نے شاہ احمد آباد بیدر پر خروج کیا اور ہر ایک
ایک ولایت پر متصرف ہوئے گیارہ پتہ کہ عبارت گیارہ پرگنہ سے ہے خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کے تصرف میں آئے اور
اُسکے بھائی زین خان نے جو قلعہ شولاپور کا حاکم تھا شہر احمد آباد بیدر میں جا کر بقدر کوشش اور ورود کیا کہ فرمان شاہ
محمود شاہ بہمنی کا محتوی اُسکے کہ قلعہ شولاپور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف میں ہے ساتھ اُسکے متعلق
ہووے حاصل کیا لیکن خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام بحری کی حمایت سے نصف ولایت نہ دی وہی قلعہ اُسکے
تصرف میں رہا اور احمد نظام شاہ بحری کے مرنے کے بعد یوسف عادل شاہ نے زین خان کی کمک کی اور شاہ کے فرمان کے
موجب ساڑھے پانچ پتہ یعنی پرگنے خواجہ جہان دکنی سے لیے لیکن اُن پرگنوں کے واسطے کہ تین لاکھ ہون اُنکا
حاصل تھا نزاع و فساد پر آمادہ ہوا چنانچہ نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ کے درمیاں اکثر خصومت اور منازعت واقع ہوئی
القصہ امیر قاسم برید ترک نے قلعہ نصرت آباد و ساغر اور اتکر اور جمیع قرایا اور قصبات ہر گوارہ کے اس پار کے حکام
عادل شاہ کے تصرف سے بر آورده کر کے قلعہ احسن آباد گلبرگہ محاصرہ میں رکھا اور جب فتح شولاپور سنکر تہنیت نامہ

کمال خان دکنی کو لکھا اور اسکو بسبب اس کارنمایان کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ تر ہوا اور نہایت کبر اور
غرور مین آنکر بیجاپور کیطرف معاودت کی اور ایک دفعہ اسمعیل عادل شاہ کو مکان سے برآوردہ کرکے خلائق کو اُسکے
سلام کو طلب کرکے از سر نو اپنے استحکام مین کوشش کی اور امرائے مغل کو دفعتہً معزول کیا اور تین ہزار جماعت
مغل سے تین سو بحال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلون مین سے ایک ہفتہ کے بعد
اس شہر مین نظر آویگا جان و مال اُسکا تلف ہوگا اسواسطے مغل مضطرب اور پریشان ہوکر اطراف و جوانب مین متفرق ہوئے
اور کمالخان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسی طرف کوئی دشمن اور مزاحم نرہا دولتخانہ نظام شاہیہ کی تقلید
کی اور اپنی نام آوری کی زیادتی کے واسطے رقم ایک کوسہ چند کی یعنے جو شخص کہ ہزاری تھا اسکا نام سہ ہزاری رکھا اور
حکم کیا کہ گورہ رادت نگاہ رکھین اور گورہ رادت دکن کی اصطلاح مین اس لشکر کو کہتے ہین کہ اسپ سوار ہو اگرچہ مرکب
برائے نام ہی گھوڑا ہو اور اب تک یہ رسم دکن مین شائع ہے الغرض ہزار گھوڑے مین ایسا دو سو گھوڑا نہین نکلتا ہے کہ مدد کے
کے دن کام آوے اور کمال خان دکنی نے غرہ صفر نو سو انتیس ہجری مین بیس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا جائزہ لیا اور اپنے
اعوان و انصار کو متفق کرکے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ مین مشورہ کیا سب متفق اللفظ کہنے لگے کہ کوئی مانع نہین
ہے اس امر مین جس قدر کوشش کیجاوے بہتر ہے پھر کمال خان دکنی نے طالع شناسون کو طلب کرکے ساعت جلوس کا
احوال اور مآل پوچھا انھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ اوضاع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر پندرہ دن
اس مہینے کے نہایت کڑے ہین لازم کہ اتنے روز اپنی محافظت مین کمال کوشش فرمایئے اور سولہوین دن بمیمنت
وسعادت تخت دکن پر اجلاس کیجیے کمالخان دکنی یہ خبر سنکر سخت مخوف اور وحشت ناک ہوا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ
کوئی مکان محفوظ تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہین ہے بہتر یہ ہے کہ وہان جاکر ایسے مکان مین اقامت کرون کہ ایام نحوست آخر
ہون الغرض شہر بیجاپور کا انتظام اپنے آدمیون سے رجوع کرکے خود اس گمان سے کہ تقدیر سبحانی انسانی تدبیر سے رفع
ہووے قلعہ ارک مین ایک محلہ محکم اپنی سکونت کے واسطے اختیار کیا اور تپ اور درد سر کا بہانہ کرکے حکم کیا کہ خاص و عام
شہری اور دیہی ان چند روز مین کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہو میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاوین
اور یہ خبر کہ کمال خان دکنی اس مہینے کی سولھوین تاریخ تخت پر اجلاس کرکے اسمعیل عادل شاہ کو درمیان سے
اُٹھا دیگا مشہور ہوئی خواتین محل عادل شاہی نہایت محزون اور غمگین ہوئین لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ علیہ کو
قائم رکھنا تھا پونجی خاتون مادر اسمعیل عادل شاہ کو یہ تدبیر سوجھی کہ یوسف ترک یعنے اپنے بیٹے اسمعیل کے کوکا کو بلاکر یہ بات کہی
کہ اے یوسف مین تجھے کوکا نہین جانتی تو بہر دلعزیز ہے اور تجھے خوب معلوم ہے کیا غلام کیا آقا زیست کی چاہ سب کو ہوتی ہے اور اس
دار فانی مین کوئی ہمیشہ نرہا اور نرہیگا تقدیر کی تدبیر اور قضائے آسمانی سے چارہ نہین اور ہر چار و ناچار حیات مستعار
قابض ارواح کو سونپنی ہے اور سرائے ناپائدار گزشتنی اور گذاشتنی ہے لہذا تجھسے یہ توقع رکھتی ہون کہ عنایت پروردگار کا
امیدوار ہوکر مردانہ ہمت کا ٹھکا کمر جان پر باندھ اور جان جانے کا مطلق خیال نہ کرکے کمال خان دکنی کا سر کہ
جو نہایت غدار ہے اُسکے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
التماس کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہین ہے کاش عوض مین ایک جان کے ہزار جان رکھتا وہ سب
آپکی راہ مین صرف کرتا لیکن یہ امر سب پر روشن اور ہویدا ہے کہ جتنا سورما بھاڑ نہین توڑتا ایک مرد بیس ہزار دکنی اور

حبشی کا کچھ نہیں کرسکتا یہ ضعیف ایسے شخص قوی سے کیونکر عہدہ برا ہوگا بوبجی خاتون نے فرمایا کہ اگر تو حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت پر توکل کرے اور اپنے صاحب کی جاں نثاری پر آمادہ ہوکر جان مستعار کے خیال سے درگذرے تو اُسکے فضل سے امید قوی ہے کہ اُسے احسن وجہ سے دفع کرسکیگا یوسف ترک نے کہا میں یقین جانتا ہوں کہ عیاذاً باللہ جس روز کہ کمالخان کے تحت پر اجلاس میسر ہوگا مجھے فوراً قتل کریگا کونسی سعادت اُسکے برابر ہوگی کہ جاں نثاری جان صاحب پر فدا کرے اور تمام اہنا و وفاداروں کی سلک میں منسلک کرکے زندہ جاوید ہو آپ اُسکے دفع کا طریق بتائیں تو بے تامل سر نثاری اور جاں نثاری مین قیام کرکے مثل گوسفند کے اسمٰعیل کی قربانی ہو جاؤں بوبجی خاتون نے کہا کہ ایک پیرزال حرم سرا کی کمال خان سے نہایت الفت رکھتی ہے بلکہ مہربان محبت اور دوست جانی ہے اور اُس کی طرف سے ہمیشہ حرم میں رہکر ہمارے اخبار جزوی اور کلی ہر روز اُسے پہونچاتی ہے کمالخان کے پاس عیادت اور احوال پرسی کیواسطے [illegible] بھیجتی ہوں اور تجھے اُسکے ہمراہ کرکے اسے ایسا مطیع کرتی ہوں کہ وہ تجھے خود دلاسا دیکر اپنے ہاتھ سے بیڑا استمالت کا دیوے لیکن تجھے لازم ہے کہ بیڑا اٹھا کر جوہر حیات اپنا اپنے مالک پر نثار کرکے قدم جرأت بڑھا دے اور خنجر سینہ شگاف سے اُسکا شکم زنبور کے چھتے کی طرح اشکاف اور سوراخ سوراخ کرے یوسف نے یہ امر قبول کیا اور بوبجی خاتون نے پیرزال مذکورہ کو بلایا اور بار روئے دلسوزی اور شفقت کمال خان کی نسبت کلمات مہر انگیز زبان پر لاکر فرمایا کہ یوسف عادل شاہ کے بعد وفات میں متفکر اور اندیشہ ناک رہتی تھی کہ میرا بیٹا اسمٰعیل خورد سال ہے اور زمانہ کے تحرکوں سے عاری اور عاطل ہے مبادا کہ یہ ملک بھی احمد شاہ بحری کو منتقل ہو جاوے اور اس دیار کے امرائے نامدار سے کون ہے کہ ناگاہ اس سلطنت کی باگ کف اقتدار میں لاکر رعیت کی حراست اور حفظ ناموس اس دولت کی ہمت کریگا مگر جس وقت سے کہ زمام اختیار نظم و نسق امور ممالک کمال خان دکنی کے قبضہ میں درآئی خاطر نے اس دغدغہ سے نجات پائی ہے اور اوقات نہایت خوشی سے بسر ہوتی ہے اب ان دنوں بعض کے عرصہ میں سنا جاتا ہے کہ اُس جان دلاشان کا مزاج شریف اور عنصر لطیف نے کہ مجھے اپنے فرزند صلبی اور بطنی سے نہایت درجہ بہتر اور عزیز تر ہے اعتدال سے انحراف کیا ہے اس سبب سے طبیعت کو تشویش اور بیقراری ہم پہونچی ہے چاہیئے کہ مبلغ بارہ ہزار ہون لیجا اور اُسکے فرق پر نثار کرکے محتاجوں اور فقیروں کو پہونچا جب پیرزال راہی ہوئی اور چند قدم گئی سے پھر طلب کرکے یہ کہا کہ مدت سے یوسف ترک کو کار ارادہ حج کا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک خان رفیع المکان اپنی خوشی اور رغبت سے مجھے رخصت نہ دیگا سفر حج قبول ہوگا اُسے بھی اپنے ہمراہ لیجا اور خان کو اسطرح فہمائش کر تاکہ وہ اپنے دست مبارک سے اُسے پان ملکہ معظمہ کی رخصت کا عطا فرما دے اور پروانہ اپنی مہر سے لطف کرے کہ حاکم بندر دابل مصطفے آباد مانع نہ ہووین اور اُسے منزل مقصود کیطرف روانہ کرے اس خدمت کیواسطے زر خطیر پیرزال کو عطا کرکے یوسف ترک کو اُسکے ہمراہ روانہ کیا اور وہ خرم و شادان کمال خان کی خدمت میں چلی اور جب تمام متعلقات خاتون جہان کی مذکور کیں اور مبلغ مسطور تصدق کیکے ارادہ حج یوسف ترک کا اُسکے سمع میں پہونچایا کمال خان کہ خاتون کے لطف و توجہ سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بے تامل متنبہ اپنے تئیں خداوند ملک و تخت اس مملکت کا سمجھا اور بوبجی خاتون کی خوشدلی کیواسطے یوسف ترک کو کہ مجلس خلوت میں طلب کرکے کہا اے یوسف میں تجھے بہت دوست رکھتا ہوں جو تو نے نیت خیر کی ہے تجھے منع نہیں کرسکتا جلد حج سے فارغ ہوکر اپنے تئیں خدمت میں پہونچا تاکہ تجھے عمدہ امرائے کبار سے کردوں یوسف

ترک کو کہ نے بھی ولی نعمت کی صلاح وقت کے واسطے اپنی لسانی اور خوش بیانی سے کمال خان کو ملتفت کرکے مطلق غافل کیا کمال خان نے ازراہ مرحمت اپنے پاس بلایا کہ بیڑہ پان کا اپنے ہاتھ سے دون یوسف ترک کو کا جیسا کہ داب مردم دکن ہی یاں بزرگون کا لطریق ادب اس چادر پر کہ دوش پر رکھنے ہین لیتے ہین ہاتھ نیچے اس چادر کے کہ دوش پر رکھتا تھا لیگیا اور جس وقت کہ وہ پان دینے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچکر از روے پُردلی ایسا اُسکے سینے پر مارا کہ مقابل سے آیا اور صحن مکان کو اس غدار کے خون سے لالہ زار کرکے صاعقہ دشنہ آبدار سے آگ اُسکے خرمن حیات مین ڈالی شعر گوزن کوہ گر گردن دراز است ٭ کمند جاہ را باز و فراز است ٭ مادر کمالخان نے جب اس حال سے اطلاع پائی عجوزہ کو اس گمان سے کہ مصرع ای باصبا این ہمہ آوردہ تست ٭ اُس ضعیفہ اور یوسف ترک کو اُسی ساعت قصاص مین پہونچایا اور اپنے آدمیون کو قلق و اضطراب سے مانع ہوئی اور کمال خان کو زندون کی طرح قصر کے غرفہ مین تخت پر بٹھا کر خیل و حشم خاص کو زیر قصر ایستادہ کیا جیسا کہ رسم ہند ہی اور ایک کو محرمون سے اپنے فرزند صفدر خان کی طلب کو بھیجا اور جب وہ آیا اور اپنے باپ کی نعش دیکھی چاہا کہ فریاد کرے ہاتھ اُسکے منھ پر رکھکر منع کیا اور کہا وقت شور کرنے اور نوحہ کرنیکا نہین ہی چاہیے کہ مردانہ ٹیکا جد و جہد استوار کرکے تیغ انتقام سے خون اسمٰعیل عادل شاہ اور اُسکی والدہ کا خاک ہلاک پر گرا کر اپنے باپ کے عوض تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور نام و نشان خاندان عادل شاہ کا روے زمین پر چھوڑ صفدر خان باوجود اُسکے کہ پچیس برس کا جوان تھا ہراسان ہوکر بولا اُسی وقت ہمارے آدمی اس معاملہ سے واقف ہوکر متفرق ہونگے کیونکر انتقام میسر ہوگا بہتر یہ ہی کہ اس خبر کے انتشار اور لشکر کے پریشان ہونے سے پیشتر ہم اس قلعہ سے برآمد ہوکر کسی طرف روانہ ہووین اُسکی مان نے اسے سرزنش اور ملامت کرکے کہا جس قدر آدمی کہ مین قلعہ مین رکھتی ہون اعدا کے دفع کیواسطے کافی ہین انہین حکم کر کہ قلعہ کا دروازہ بند کرین اور تو قلعہ سے برآمد ہوکر اپنے متعلقون اور ہواخواہون کو پیغام پہونچا کہ خان والاشان نے اسمٰعیل عادل شاہ کا سر طلب فرمایا ہی مین تعمیل حکم کو جاتا ہون پھر بہیئت مجموعی جاکر اور محاصرہ کرکے اپنے باپ کا انتقام لے چنانچہ اُسکے بموجب حکم ہوا کہ کمال خان کے انصار قلعہ کا دروازہ بند کرین اور آدمی مستعد ہووین کہ خان والاشان نے اسمٰعیل عادل شاہ کے قتل و حبس کا حکم صادر فرمایا ہی اور پونجی خاتون کو یہ گمان ہوا کہ یوسف ترک کو کا سے وہ کام نہ بن پڑا اور کمالخان دکنی حقیقت حال پر مطلع ہوکر درپے خلش ہمارے ہی پھر خاتون نے مردانہ اور خسروانہ ہمت اُسکے مدافعہ پر مصروف کرکے خواجہ صندل خواجہ سرا کو ایک جماعت کے پاس جو دیوانخانہ مین چوکی اور پہرہ رکھتی تھی بھیجکر اُس محل کے دروازہ پر طلب کیا اور اتفاقات حسنہ سے اُسدن تین سو مغل کی جنکا حال مذکور ہوا چوکی اور پہرہ کی باری تھی اور دو سو یا تین سو دکنی اور حبشی بھی تھے لیکن جو جمیع اہل دربار دفی اور اعلی کمال خان دکنی کے مطیع اور فرمان بردار تھے صفدر خان نے انہین اپنا ممد و معاون سمجھکر اُنکی فکر اور دفع مین نہ پڑا القصہ پونجی خاتون نے پس پردہ آکر آواز بلند فرمایا کہ کمالخان دکنی چاہتا ہی کہ عادل شاہ کو ہلاک کرکے خود امر شاہی کا منتظم اور متصدی ہو اسصورت مین جو شخص نمک حلالی کو منظور رکھے وہ محل مین آن کر حتی المقدور اعدا کے دفع مین مشغول ہووے اور دشمنون اور غدارون کی کثرت سے نہ اندیشہ کرے کہ عنقریب وہ جماعت کفران نعمت کے وبال سے متفرق اور پریشان ہوگی اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو اور دولت عظمٰی پر فائز ہونگی اسے پروا نہو وہ مختار ہی جہان چاہے جاوے القرض دو سو اور پچاس مغل اور سترہ لوگ حبشی اور دکنی نے جانسپاری اختیار کی اور ازروے صدق ولی اراستا جس لشکر عمارت شاہی مین داخل ہوگئے اور باقی سب نے بیوفائی کی خانہ دکن کی

شریک ہوئے اور بوبجی خاتون اور دلشاد آغا پھوپھی اسمٰعیل عادل شاہ کی کہ یوسف عادل شاہ کے آخر عہد میں دکن میں
آئی تھی بلباس مردانہ پہنکر اور تیر و کمان ہاتھ میں لے کر شہزادہ کے ہمراہ گگن محل کی پشت بام پر کہ بہت بلند تھا
برآمد ہوئیں اور معلون کو بھی بام پر طلب کر کے بوعدہ خسروانہ سے قوی دل کیا اس درمیان میں صفدر خان مع جمعیت
عظیم آپہونچا اور آدمیوں کو دروازہ توڑنے پر مامور کیا جب معلی تیر اندازی اور خواتین سنگ اندازی میں مشغول
ہوئیں غوغا اور آشوب عظیم قلعہ کے درمیان برپا ہوا اور چونکہ گرد دار میں مصطفٰی آغا رومی کہ قدیم سے برج اور
بارہ کی محافظت کرتا تھا اور کمال خان دکنی ان لوگوں کو جز ضعیف جانکر اُسکے قلع اور قمع کی کوشش نہ کرتا
تھا مع پچاس تفنگچی دکنی گگن محل کے عقب آیا اور خواتین نے آہنی زینے چیر کر کے رسمان سے نیچے لٹکائیں تو
اُسکے سہارے بام پر چڑھ آئے اور جنگ ضعف کے باعث آثار تحیر ظاہر ہوئے اور جب سخت حرب نے طول
کھینچا اور صندوق کی آواز مادر صفدر خان کے گوش زد ہوئی اس خوف سے کہ مبادا میرے نور عین صفدر خان کو
چشم زخم پہونچے کمال خان دکنی کی طرف سے پیغام بھیجا کہ بے تقریب آدمیوں کا خون نکریں بلکہ توپیں کلان طلب
کر کے عمارت کو ڈھادیں اُسکے بعد بلا نزاع خاطر محل میں درآویں ادھر دو بزرگ ادنی اور اعلی کو تیغ کے گھاٹ اتاریں الغرض
مادر صفدر خان کے اشارہ کے بموجب جنگ موقوف ہوئی اور بہادروں کو توپہائے کلاں کے لانے کے واسطے اس
قلعہ میں تعین مقرر کیا اور اپنی سپاہ کو جو شہر میں تھی حکم کیا کہ مسلح ہو کر قلعہ میں ایستادہ ہو اور دوسرا شخص اسمٰعیل عادل شاہ کی
کمک کو نہ پہونچے خواتین دشمنوں کا مشورہ دریافت کر کے آپس میں کہنے لگیں کہ گر توپوں کے لانے سے پیشتر تدبیر
سے کام بناوے خوب ہے پھر رائے صواب اندیش سے یہ قرار پایا کہ معلون کو بام کی پس پشت پوشیدہ کریں شاید کہ
صفدر خان معلوں کے فرار کا گمان کر کے توپ پہونچنے سے قبل آگے بڑھے اور غیب کے حربہ سے اُس کا مہم تنوں کا
کام تمام ہووے اور وہ تدبیر تقدیر کے موافق آئی اور صفدر خان سہل ترین وجہ سے مقتول ہوا اور شرح اس مجمل کی
یوں ہے کہ جب معلی خواتین کے مشورہ کے بموجب پوشیدہ ہوئے صفدر خان اور اُسکے ہوا خواہ معلون کے فرار کا گمان کر کے
بیباکانہ گگن محل کیطرف بہیئت مجموعی روانہ ہوئے اور جب کوئی شخص اُنکا مانع نہ ہوا تیغ و تیر و تبر سے گگن محل کا دروازہ
توڑنا شروع کیا اور وہ شیر زن عورتیں صاحب حوصلہ خاموش رہیں یہاں تک کہ دشمنوں نے دھکے سے دروازہ
توڑا اور صفدر خان مع امرائے معتبر خوشدلی اور خوشحالی سے محل کے اندر داخل ہوئے اور دوسرے پھاٹک
کے توڑنے میں مصروف ہوئے اُسوقت معلی خواتین کے حکم کے موافق نعرۂ تکبیر اور اللہ اللہ بلند کر کے چاروں
طرف تیر و تفنگ و سنگ مارنے لگے چونکہ وہ مقام نہایت کوتاہ تھا دشمن کیطرف کے مرد عمدہ بہت مارے گئے
اور اُسی دار و گیر اور کشمکش میں تقدیرا ایک قاصد تیر سراسری بام محل سے لے کر صفدر خان کی آنکھ میں جا چبھا اگرچہ
زخم کاری نہ تھا لیکن اس مصرع کے مطابق ع صید را چوں اجل آید سوئے صیاد رود • سراسیمہ اور بدحواس ہو کر اُس
دیوار کے نیچے کہ اسمٰعیل عادل شاہ اسیر ایستادہ تھا پناہ لیگیا اور بوبجی خاتون نے والدہ اسمٰعیل عادل شاہ دوسری
طرف ایستادہ تھی اور بہادروں کو ترغیب جنگ کر رہی تھی صفدر خان کو پہچانا اور اپنے فرزند ارجمند کو اشارہ کیا کہ پتھر
گران اس سنگدل کے سر پر ڈالے اسمٰعیل عادل شاہ نے باوجود اس معرکے کے کہ آتش حرب افروختہ تھی ہوش و حواس
بجا رکھکر اپنی والدہ کی فرمائش کے بموجب وہ پتھر اُسکے سر پر دست زبردست سے مارا اور خدا کی قدرت سے وہ پتھر صفدر خان کے

سر پر ایسا لگا کہ اُسکے صدمہ سے اسکا مغز پاش پاش ہوا اور آن واحد مین تڑپ کر مرگیا اور باقی مخالفون نے جب اپنے
سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کی طرف روانہ ہوے اور جب اُسے بھی مذبوح خنجر پایا بلا توقف قلعہ
کا دروازہ کھول کر راہ فرار نا پی اور مغلان و خاکیش نے برآمد ہو کر صفدر خان اور کمال خان دکنی سر نوبت کا سر
تن سے جدا کیا اور تلج سنان کرکے شہر مین پھرایا اور یہ منادی کی بیت کہ ہر کو بود دشمن شہریار ۔ بدین گونہ بیند
سرانجام کار ۔ اور امراے عمدہ مثل عین الملک اور جہان کہ کمال خان دکنی کے ساتھ رابطۂ خویشی اور پیوند کیا تھا
اس حالت کے مشاہدہ سے کہ ہرگز انکے دل مین نہ گذری تھی ہراسان ہوئے اور مال و اسباب سے قطع نظر کرکے
بسرعت تمام اس مملکت سے بھاگ گئے اور سمعیل عادل شاہ نے اُسی دن یوسف ترک جوانمرد جانسپار کی لاش
بادل پاش پاش اس روش اور آئین سے کہ بہتر اس سے نہ تھی غسل وکفن دے کر تابوت صندلی مین رکھی اور خود
بھی گریبان چاک سر و رو آغشتہ بخاک کرکے پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا اور مبلغ دس ہزار ہون کہ پونجی خاتون نے خیرات
کے واسطے بھیجے تھے اور دس ہزار ہون جو خواتین نے ہمراہ کیے تھے اور خود بھی بیس ہزار ہون سے زیادہ براے
کار خیر فقرا و مساکین کو پہونچائے پھر اسے پیوند زمین کرکے اُسکی قبر پر خیمہ شاہانہ الستادہ کیا اُسکے بعد گنبد عالی اُسکی قبر
پر تعمیر فرما کر مجاورون کے وظیفے مقرر کیے اور قریب شام بادل ناکام قلعہ کی طرف بازگشت کی مدۃ الحیوٰۃ ہر مہینے اُسکی ترویج
روح کے واسطے مبالغ کثیر مستحقون کو دیتا تھا اور ہر سال یعنے اُسکے روز قتل ایکبار اُسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہے کہ دوسرے
دن سمعیل عادل شاہ نے تخت دکن پر قدم رکھکر بار عام کیا اور خلائق نے لوازم نثار و ایثار ریش پہونچایا منشیان بلاغت
نشان نے کہ جنکا سر دفتر خواجہ غیاث الدین شیرازی تھا کلک لطائف نگار سے نامجات مشعر استیصال کمالخان دکنی
سر نوبت اور اُسکے متعلقون کی خوشترین عبارت سے تحریر کیے اور سانڈنی سوار تیز رفتار کے ذریعہ سے شاہان اطراف
دکن کو پہونچائے اور غلغلہ دشمن گذاری کا بسیط عالم مین ڈالا اور کمالخان مقتول کے متعلق جو اسیر ہو کر سکتے پونجی خاتون نے
اُس تدبیر کے سبب کہ اُس سے وقوع مین آئی تھی اُسکے قتل سے درگذر کرکے اس عورت پر نہایت رعایت فرمائی
اور حکم دیا کہ دوسرے ملک مین چلی جاوے اور ایک جماعت اُسکے ہمراہ کی کہ کوئی شخص اثناے راہ مین مزاحمت نہ پہونچاوے
اور رنجومیون کو کہ از روے مہارت ایسا حکم کمال خان کے بارہ مین دیا تھا خلعت و زر دیکر معزز و مکرم کیا اور جن لوگون
نے کہ اس واقعہ ہولناک مین ہمراہی کی تھی علی قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب اور جاگیر لائق عطا کی اور ازانجملہ
خوش کلدی آقا اور سکندر آقاے رومی اور مصطفےٰ آقا اور مقرب خان گرد اور مظفر خان رود باری اور خواجہ غیاث الدین
کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلحداری کے پایہ سے بمرتبۂ امارت ترقی کرکے اُنکے رایات شوکت بلند کیے اور میرزا جہانگیر
قمی اور حیدر بیگ اور سوچک بہادر اور امراے سلحدار کو جو کمال خان دکنی کی جور و جفا کی شدت سے گجرات اور خاندیس
اور احمد نگر اور برار اور تلنگ کی طرف بھاگ گئے تھے استمالت نامہ بھیجکر مراجعت اور معاودت کی تحریص و ترغیب کی اور خسرو
ترک جو اصل مین آزاد لاری تھا مصلحۃً اپنے تئین غلامان شاہی کے سلک مین لکھوایا تھا بخطاب اسد خان منصب
امارت پر سر بلند کیا اور بلگوان مع مضافات اُسکے جاگیر مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان گرجی مین منسلک تھا
کوتوال دیوان ہوا اور چونکہ اُس حادثۂ عظمیٰ مین عہد کیا تھا کہ بعد فتح مغل کے سوا کسی کو نوکر نہ رکھونگا لہذا عہد کو وفا کرکے
عمال بحال اور کارگذار ونکو حکم ہوا کہ ہماری دولت مغل کی سعی کی بدولت ہے اور تعلق اُنسے رکھتی ہے دکنی اور حبشی اور مغل زادہ

ملازم رکھ دوبارہ برس یہ حکم جاری رہا تغیر اور تبدیلی نے اسمیں راہ نہ پائی آخر جو مغلوں سے اتفاق کرکے سب ریدن
کی ملازمی کی درخواست کی اور وہ منظور اور قبول ہوئی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغانوں کو بھی نوکر رکھو لیکن حبشی اور دکنی
کسی طور سے ملازم ہونے نہ پاویں اور وہ قاعدہ پسندیدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری اور مستمر رہا اور کسی کی
یہ مجال اور قدرت نہ تھی کہ دکنی اور حبشی کو سپاہ کے درمیان ملازم کرتا عدالت پناہ نے ایسے لشکر کی قوت سے کتنے
راجاؤں اور زمینداروں کو مقہور کیا بلکہ سلطان محمود بہمنی اور امیر برید کو کہ پچیس ہزار سوار لیکر بیجاپور آیا تھا شکست دیکر
لستان فتح و ضروری ملسد کیا اور حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ امیر برید کمال خان دکنی کی عین حیات میں جیسا کہ لکھا
جو بہت سے ممالک اس ملو شاہ کے تصرف میں لایا تھا القصہ قتل کمال خان میر راجہ جہانگیر احمدنگر سے پلٹ کر
شہنشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور احسن آباد کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور اُسنے امیر برید کے سپاہ کو قریب چار سو آدمیوں
کے ضرب تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعۂ نصرت آباد اور ساغر اور اسکو مفتوح کرکے اس حدود کو جیسا کہ چاہیے
مخالفان دولت ابد اتصال کے ہاتھ سے برآورده کرلیا اور امیر برید کے بھائیوں کو بھی جو شجاعت میں مشاہیر دکن
سے تھے تہ تیغ بیدریغ کرکے اپنی ولایت بسہولت تمام مستخلص کی اور امیر قاسم برید یہ خبر سنکر مشتعل اور برہم خورده
پیچ و تاب میں پڑا اور فریب سے شاہ محمود بہمنی کی رہائی جو دعوات والیان دکن کو لکھکر اسقدر الحاح و سماجت کیا کہ
برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے لشکر اپنی کمک کے واسطے مقرر کیا اور
امیر قاسم برید ترک لشکر ملکی کو فراہم کرکے سنہ ۹۲ نوسو ہجری میں بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اُس ولایت کی خرابی میں
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو شاہ محمود بہمنی بھی امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ تھا اسمٰعیل عادل شاہ نے مصلحت
مقابلہ میں نہ دیکھی دم بخود رہا یہانتک کہ وہ الہ پور میں جو یوسف عادل شاہ کا آباد کیا ہوا بیجاپور کے قریب واقع ہے
پہونچا اور ارادہ اُسکے محاصره کا کیا اسمٰعیل عادل شاہ بارہ ہزار سوار کہ اس میں اکثر مغل تھے ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور
جانبین سے لشکر آرا شور و شر ہوا فردوسی بیابان چو دریائے خون شد درست * ز گلگون زره روی رس لالہ رست *
چنان شد ز بس کشتگان روی دشت * کہ پوشیده بارہ دشوار گشت * غرضکہ بعد جنگ صعب اور حرب سخت امیر قاسم برید
ترک اور جمیع لشکر ملکی کو ہزیمت ہوئی اور شاہ محمود شاہ بہمنی اور شاہزاده احمد برید اسکا جو تلاطم امواج میں گھوڑے سے
جدا ہوکر گرفتار ہوے تھے اسمٰعیل عادل شاہ نے از روے تواضع چند راس اسپ مع ساز مرصع اور پالکی خاص حاضر
کرکے انہیں سوار کرکے چاہا کہ بیجاپور میں لاکر امیر قاسم برید ترک سے نجات دیوے شاہ نے پیام قبول نہ کیا اور شہر میں
نہ آیا اور شہر کے باہر جاکر ایک مقام میں فروکش ہوا اور باپ اعضاء کے معالجہ اور تداوی میں کہ پشت اسپ سے
جدا ہونے کے وقت مجروح ہوگئے تھے مشغول ہوا اور بعد تندرست ہونے کے پیام کیا کہ بی بی ستی کو جو شاہزاده
احمد کے عقد ازدواج میں ہے لوازم جشن بجالاکر سپرد کیا چاہیے شہریار نے اس امر کو قبول کرکے اقرار کیا کہ احسن آباد گلبرگہ میں کہ
مزار سید محمد گیسو دراز ہے جاکر شرائط عروسی بجالاویں پھر شاہ اور وہ حضرت باتفاق یکدیگر احسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے
اور وہاں پہونچکر آئین شہریار جشن شادی عروسی ترتیب دیکر بی بی ستی کو شاہزاده احمد شاہ کے سپرد فرمایا اُس وقت
اسمٰعیل عادل شاہ نے پانچ ہزار سوار شاہ کے ہمراہ رکاب کیے اور وہ حضرت بشوکت و تجمل تمام احمد آباد بیدر
کی طرف سوار ہوگئے اور امیر قاسم برید ترک اس خوف سے کہ شاہ نے اسمٰعیل عادل شاہ سے موافقت کی ہو دریا پھر ارسال

میرے دفع کے واسطے ہمراہ لاتا ہی اسباب شاہی اور خزانہ اُٹھا کر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ بفراغ خاطر
واطمینان وافر اس بلدہ مین بے دغدغہ محافظان اور بیم موکلان چند روز شراب پینے و رنڈی نچانے اور
نغمہ سننے مین مشغول ہوا اور داد لاقیدی کی دی اور اُس کے بعد لشکر اسمٰعیل عادل شاہ نے رخصت لے کر
ظاہر احمد آباد بیدر سے کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کرکے فجر کو وہان پہونچا اور چونکہ
اہل شہر اور دروازہ کے محافظ جانتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کی لیاقت نہین رکھتے اور اُن سے
انتظام مملکت نہوگا اس واسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہی خلق خدا کی حفاظت اسکا کام ہی غضب کی جا ہی کہ
جب نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت ہووے تو جنکا یہ محافظ ہی اُنکی کیا حالت ہوگی یہ سوچکر بلا توقف شہر کا دروازہ
کھول دیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر مین در لائے اور امیر مذکور نے بدستور سابق جابجا اپنے مردم معتبر مقرر کیے
اُسکے بعد اپنے کام مین مشغول ہوا اور علی الصباح شاہ محمود شاہ بہمنی کا نشہ اترا ہوشیار ہوا تو احوال دگرگون دیکھا
لیکن اس سبب سے کہ امرا کے تسلط اور غلبہ کا خوگر تھا چندان آزردہ نہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر ہوکر اسباب
عیش وعشرت پر قانع ہوا اور سنوات سابق مین جو ایلچی شاہ جمجاہ شاہ اسمٰعیل صفوی مملکت ایران کے ہندی شاہون
کے پاس آئے تھے تیمراج راے بیجانگر اور شاہ گجرات نے اُنکی تعظیم وتکریم کرکے ایلچیون کو باتحف وہدایاے فراوان
بصد اعزاز واکرام ولایت کی طرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی ایلچی شاہ کو بعزت وحرمت شہر مین لایا اور رعایت
شاہانہ کرکے چاہتا تھا کہ حسب دلخواہ رخصت کرے لیکن امیر قاسم برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب مانع
آنکر ایلچی کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اسواسطے ایلچی نے عاجز اور بہ تنگ آکر اسمٰعیل عادل شاہ کو غائبانہ شکایت نامہ
لکھا اور آنحضرت نے شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کے ایلچی کو اس سے زیادہ تم
نگاہ رکھنا حسن ادب سے بعید ہی چاہیے کہ اُسکی رعایت خاطر مین کوشش کرکے منزل مقصود کو روانہ کرین اور
معرض توقف مین نہ ڈالین امیر قاسم برید ترک نے اس پیام سے نہایت شدت سمجھکر ایلچی کو رخصت کیا اور وہ فوراً
بیجاپور کی طرف گیا اور اسمٰعیل شاہ لوازم استقبال بجالایا اور الیہ پور مین اس سے ملاقات کی اور خلعت فاخرہ زر وجواہر اُس کی
لیاقت سے زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کے سبب بندر مصطفے آباد داہل سے بادشاہ عالیجاہ کی درگاہ مین رخصت
کیا اور اس شہنشاہ دین پناہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر ابراہیم بیگ ترکمان کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع کمر بند وشمشیر مرصع
اور تحف ایران اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بھیجا اور مکتوب جو اُسکے مصحوب تھا اُسمین یہ عنوان درج تھا مجد السلطنۃ والحشمۃ و
الشوکۃ والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ لفظ وخطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہوے تھے نہایت شاد ہوا
اور یہ فرمایا اب شاہی ہمارے خاندان مین آئی اور ایلچی کو اس اعزاز وتکریم سے کہ زبان خوش بیان اُس کی صفت
سے عاجز ہی بیجاپور مین لایا اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور لباس کی موافقت کے واسطے حکم فرمایا کہ جملہ سپاہ مغل زادہ
تاج سرخ دوازدہ ترک سر پر رکھین اور جو شخص تاج نہ پہنے وہ دربار مین میرے مجرے اور سلام کو نہ آنے
پاوے اور بارہ بکریان اُس سے جرمانہ لیوین اگر وہ شخص اسپر بھی باز نہ آوے تو اُس کی سزا یہ ہی کہ سر بازار
اُسکی دستار سر سے اتارین اور بازاری اُسکی نسبت کلام سخت زبان پر لادین اس سبب سے کسی کو سپاہیان
اسلام سے یارا نہ تھا کہ بدون تاج شہر مین پھرے اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدین اور تمام ایام متبرک مین

مسرور پر شاہ اسمٰعیل صفوی کے واسطے فاتحہ سلامتی کا پڑھتے رہیں اور یہ حکم ستر برس آخر عہد علی عادل
شاہ تک جاری رہا اور ارباب دکن کا اتفاق ہے کہ اسمٰعیل عادل شاہ مدار الامور کا عقل پر رکھتا تھا اس سبب
سے کبھی فریب اور بازی نہ کھائی جمیع معارک میں مظفر اور منصور رہا اگرچہ کبھی کبھی بوجہ مستی شراب کے
کیونکہ عقاب شراب کے پنجہ میں طائر عقل زبون ہوجاتا ہے چنانچہ نشہ میں ایسا امر اس بادشاہ عاقل
سے ظاہر ہوا جو عقل سے بہت بعید تھا واعیان احوال شاہان صفیہ آثار اسد برہام سے ایسا گوش زد ہوا کہ جب یوسف عادل شاہ
نے تیغ قہر وسیاست سے شیاطین کفار کتھر مغلوب اور منکوب کرکے ولایت میان دوآب کو عہدہ صمصام کے تصرف
سے برآوردہ کرکے قلعہ رائچور اور مدکل کو مسخر اور مفتوح کیا مدت دراز تک سکان اس حدود کے بیجانگریوں کی مزاحمت
بیجا سے امین اور مصئون رہے لیکن بعد ارتحال یوسف عادل شاہ کہ جبر تر و کمال حال دکنی سرسروت اور لشکر کشی
امیر قاسم برید ترک نے انتشار پایا بیمراج نے قلعۂ رائچور اور مدکل کو حیلہ اگر ہر المحاصرہ کیا اور ساتھ جہد اور
ابرام کے متصرف ہوا اور جو کہ لشکر اسمٰعیل عادل شاہ کا کمال حال دکنی سرسروت سے پراگندہ ہوا اور بعوارض
متعدد سے کوئی برہا بعد اس سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری تک اسکے استخلاص کے گرد نہ پھرا اور فکر میں اسکی پڑا اور اسکے بعد کہ
امرا اطراف وجوانب سے اسکی درگاہ میں حاضر ہوئے ممالک کو امیر قاسم برید ترک کے آدمیوں سے برآوردہ کیا
اور خسرو عدالت شعار نے موسم برسات میں قلعہ رائچور اور مدکل کی استرداد کے واسطے دارالخلافت بیجاپور کیطرف
نہضت فرمائی اور بیمراج بھی جو عسکر مع لشکر قلیل بطور تاخت اسطرف متوجہ ہوا اور آب کشنہ کے کنارے نزول کیا اور تھوڑے
عرصہ میں اقصائے بلاد کہر اور اس حدود کے راجہ کہ فائدہ اسکی اطاعت کرکے حاضر ہوتے تھے لیکن اس معرکہ
میں تمام مطیع اور دوبارہ برد ار ہوئے اور امواج کثیر اور جم غفیر اسکے شریک ہوئی غرضکہ جمعیت اسکی پچاس ہزار
سوار اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہوئی اور اسمٰعیل عادل شاہ بیمراج کی تاخت اور دریا کے گھاٹوں پر قبضہ کرنے
اور قریب جوہر کے راجاؤں کے اتفاق سے کہ ساتھ اس کار دانگوی کے یکدل اور یکزبان ہوگئے تھے چاہتا تھا کہ اس سال
مسع عزیمت کرکے اور وقت پر موقوف رکھے لیکن جو سامان سو مہیا کرکے سراپردہ باہر ایستادہ کیے تھے اور بعضے مقربوں
کی تحریص وترغیب کرنے سے لاعلاج ہو کر اس طرف روانہ ہوا اور مع سات ہزار سوار تاج پوش کہ اکثر غریب
تھے لب آب دشمن کے اردو کے مقابل سراپردہ خسروی اوج فلک پر بلند کیا اور چند روز جو کہ دستار مین
بستر استراحت پر تکیہ کرکے مقابلہ اور مجادلہ کو معرض توقف اور تساہل میں ڈالا اور حسرت کہ باران ترشح کرتا تھا مینہ
ساون کے کلکلوں سے بسر کرکے پیتا تھا اس درمیان میں ایک ندیم کہ ذوق ہوا اس حد سے بالشراب کے بیکر سر خوش
تھا اسے پس پردہ سے یہ بیت آواز موزون ودلکش پڑھی بیت چیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز
پیش ازاں دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز ٭ شاہ خوشآمد ہ ترددسے خاطر کو برآوردہ کرکے بزم عیش وعشرت
کی آراستگی میں عازم اور جازم ہوا اور حکم اقدس ہے کہ گوحب پری پیکراں گل اندام بلعبہ حرام پنجہ دس عرق جواہر
دلیری میں چالاک شوخی وشنگ گری میں عاشق کو طراز دربائی سے طیلسان ہوش دوش عقل سے گرادین اور کاکالیاں
شہرۂ آفاق گانے میں مشتاق جوش آواز نغمہ پرداز انسان تو کیا فرشتہ ایکی دام محبت مین ہوش وحواس ذرا کرے
اور ہر بیان ہوں لگو لطیفہ مع عواطف انبساط میں جمع ہوئے جب کہ رح اقداح طرف حد سے گذر اور مادہ کیفیت انبساط کا

سرشار ہوا آنحضرت نے فکر عبور دریا سے مواج میں مستانہ وار قدم ڈال کر ارکان دولت سے استفسار فرمایا
کہ سبدونکے بنانے میں اسقدر درنگ کا کیا سبب ہے انھون نے عرض کی کہ تین سو سبد چرم گرفتہ موجود ہیں اور
مابقی چند روز میں تیار ہو کر موجود ہونگے جہانبان عدالت نشان نے نشا کی ترنگ اور شراب کی مستی میں دریا کے
عبور پر ہمت مصروف فرمائی اور فیل بابک زاپر کہ مست تھا سوار ہوا اور بغیر اسکے کہ کسی کو اپنے مافی الضمیر سے
مطلع کرے تفرج آب اور گل گشت کے بہانہ دریا کے کنارے گیا اور چونکہ اکثر بروز جنگ اُس فیل پر سوار ہوتا تھا
سپاہ اسلام مضطرب ہو کر سوار ہوئی اور یونہی سر اُٹھائے چلی گئی جب ایک فرسنگ لشکر خصم کے مقابل سے
دور ہوا اکبارگی اظہار ارادہ کر کے حکم دیا کہ آدمی فیلون پر سوار ہو کر عبور کرین اور گھوڑون کو ان سبدون مین کہ چمڑے
سے مڑھکر تیار کیے ہین اُتارین اور جو عقل باور نکرتی تھی کہ فیل اس آب قہار مین کیونکر گذر کریگا لوگ حیران ہوئے
اور کسی نے ہاتھی پانی مین نہ ڈالا اسمعیل عادل شاہ کہ عنان عقل کف اختیار سے دی تھی اعراضی ہو کر بولا کہ وہ بھی
فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی لیگیا تھا مجھے بھی اُسکی پیروی درکار ہے جو فضل خدا یار ہے تو بیڑا پار ہے
یہ کہکر شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی مین ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے آب پایاب ہو گیا حافظ حقیقی نے
صحیح و سالم اس بحر زخار سے پار اُتارا اور ہاتھی بھی کہ اُسکے عدد دو سو سے کم نہ تھے اس لجہ گرداب تلاطم سے پار ہوئے
اور جسقدر آدمی اور گھوڑے سبدون مین سمائے دو دفعہ عبور کر کے پھر چاہتے تھے کہ اور آدمی بھی عبور کرین اس
درمیان مین افواج غنیم کی نمودار ہوئی اور جوانان اور بہادران مغل جو دریا سے عبور کر چکے تھے سپاہ تازی نژاد پر
سوار ہوئے اور صفوف جدال آراستہ کین لیکن اہل اسلام دہ ہزار اور جمعیت کفار تیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے
سے کم نہ تھے باوجود اسکے جو اسمعیل عادل شاہ نائرہ حرب کے اشتعال مین مصر اور مجد تھا مغل جنگ مین یکدل ہو کر
محاربہ مین مشغول ہوئے تلوار چلنے لگی اور ہزار جوان دشمنون کی طرف کے بے روح کر کے خاک ذلت پر ڈالے اور مکنت نا
سپہ سالار رائے بیجانگر کو شربت فنا چکھایا غازیون نے بہادری اور پہلوانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا
آخر کو صدمۂ توپ اور ضرب زن اور بندوق وغیرہ آلات آتشباری سے عاجز ہوئے ایک ہزار پانسو
غازی درجۂ شہادت کو پہونچے اور بقیۃ السیف سراسیمہ عنان تاب ہوئے جو کہ ناؤ بیڑا نہ رکھتے تھے امید کا سلسلہ
ٹوٹ گیا جی چھوٹ گیا ناچار سوار و پیادہ نے فراہم ہو کر بامید نجات گھوڑے اس بحر زخار مین ڈالے نہنگ اجل کے
منہ مین چلے اسطرف ترسون بہادر اور ابراہیم بیگ کہ ردیف اسمعیل عادل شاہ تھے خواہی نخواہی اسکے فیل کو معرکہ سے پھیر کر
پانی کیطرف روانہ ہوئے چونکہ وہ پانی پایاب تھا اسمعیل عادل شاہ اور سات جوان تا چیوش کے سوا باقی ہاتھی اور راکب سب
تمام بحر فنا مین غرق ہوئے اور ایسا حادثہ عظیم کتب تواریخ مین کمتر مطالعہ ہوا کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر سے منفصل ہو کر ایسے
دشمن قوی سے مقابل ہو اور جمیع دولتخواہون کو بحر فنا مین غرق کر کے خود بھی بہ محنت و مشقت تمام ساحل نجات کو پہونچے

بیت به بین یک جرعه در طاس شرابی ۞ چه طوفانهاست از بحر خرابی ۞ شاہ نے طریق مشورت اسد خان لاری سے

کہ ساتھ کسی تقریب کے اس سے پیشتر حرف اُسکا مذکور ہوا تھا درمیان مین لاکر صلاح دولت استفسار کیا اسد خان
لاری نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعہ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نے لغزش کھائی عنان عزیمت دار الخلافت
بیجاپور کی طرف معطوف کرین تا اسواسطے کہ رائے بیجانگر بشوکت و کثرت خیل و حشم تمام رایان ہندوستان سے ممتاز ہے اور شاہان بہمنیہ

با وجود وسعت مملکت اور بسط ولایت اور رد ے کمال حزم و ہوشیاری اُس نواح کے لشکر کے ساتھ تھا ملوکہ اسطے قوام
نہیں کرتے تھے اور مخلصان یکرنگ اور دولتخواہاں یکجہت یہ صلاح دیکھتے ہیں کہ شاہ برہان نظام الملک بحری سے ابواب
مصادقت مفتوح رکھکر بسبب دوستی اور یگانگی درمیان میں لائیے اور بعد موافقت یکدیگر امیر قاسم برید ترک کو کہ موجب
سلسلۂ فتنہ و فساد ہو اُسکی تادیب اور تنبیہ کر کے قلعۂ رایچور اور مدگل کی تسخیر میں کوشش کریں اور کفار عدا سے مملکت پاک
وجود سے انتقام لیں الغرض شاہ کو یہ تقریر دلپذیر پسند آئی اور قسم کھائی کہ جبتک کمند تسخیر کنگرۂ قلعۂ رایچور اور مدگل پر نہ
ڈالوں مجلس شراب و نشاط مجھ پر حرام ہو اور اتفاقات روزگار سے میں نے سنا ہے کہ آنحضرت نے اپنے عہد پر وفا کی اور جبتک
قلعۂ رایچور اور مدگل فتح ہوا ترک شراب اور اکل کباب کی طرف رغبت فرمائی اور انقضائے ایام حیات مستعار تک
ایسا نہ کیا کہ اُس حریف بدخو کا مغلوب ہو کر اثر مستی کا اس سے ظاہر ہووے اور اُنہی حیدر ورکے عرصہ میں خسرو دکن نے
اسد خان لاری کی فہمایش کے موجب ساحل [illegible] سے کوچ کیا اور اپنے متصرفات میں داخل ہوا اور اسد خان لاری
کو سپہ سالاری کا خلعت مرحمت فرمایا اور اعادہ منصب و جاہ سے بھی سرفراز کر کے پایہ اُسکی امارت کا بہت بلند
کیا اور اسکی صلاح کے موافق برہان نظام شاہ بحری سے بنیاد مصادقت ڈالکر سید احمد ہروی کو کہ قبل اسکے
برسم رسالت ایران کی طرف گیا تھا قواعد وداد و اتحاد کے استحکام کے واسطے بلدہ احمدنگر میں بھیجا اور اس سبب سے
کہ شاہ طاہر علیہ الرحمۃ سیادت پناہ کے ساتھ سابق سے تعرف اور رابطۂ آشنائی رکھتا تھا اُسکے قدوم کو اعزاز و اکرام
سے مقرون رکھکر باتفاق ارکان دولت اہل دولتخانہ کے برہان نظام شاہ بحری کے حکم کے موافق استقبال کو گیا اور
رسوم عربی بجا لاکر مجلس وحد برہان نظام شاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بعد چند روز کے کہ دونوں شاہ کے درمیان
میں رسل و رسائل متواتر ہوئے پھر شاہ طاہر اور اسد خان ہروی صدر کی سعی کے سبب قصبہ صدلاپور میں کہ اب
شولاپور مشہور ہے دونوں سریرآرائے دکن آپس میں ملاقی ہوئے قواعد اتحاد اور دوستی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور ماہ رجب کی چوتھی تاریخ سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری میں حضرت قدسی اثر شاہ طاہر نے دانستہ شاہ عدالت پناہ میں
تشریف ارزانی فرمائی اور مجلس ہمایوں کو رشک فردوس بریں کیا اور وہ حضرت فریدون فر اُس دن بالاتفاق اپنے خلف الصدق
شاہزادۂ ملوخان کی مجلس سے چند قدم قدم رکھ کر مراسم استقبال بجا لایا اور لوازم ضیافت بھی خوب تریں وجہ سے
پیش ہو چکا کہ زبان مبارک سے فرمایا کہ جس وقت ایک [illegible] یا ملقا رحمت الٰہی سے [illegible] ایسے درویش کے
مکان پر تشریف شریف ارزانی فرماوے کیا سلوک کرنا چاہیے تا حقوق محبت اور مہربانی کا ظہور ہو شاہ
مقام فروتنی میں ہوا اور کلام محبت التیام بیان کر کے عدالت پناہ کی خاطر عاطر کا باعث تسلی ہوا اور اُسی وقت
اسی مجلس میں حرف وصلت اور پیوند کا درمیان میں لایا اور خود وہ حرف حسن مدعا اور مطلب تھا عدالت پناہ نے قبول
کر کے شاہ کو مسرور اور خوش وقت کیا پھر طرفین سے وہ جو آئین بادشاہی اور طریق فرمانروائی ہے اسی طرح سے جشن شادی کو
ترتیب دیکر خلوت نشین سراپردۂ عصمت مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے موافق اختر تابندۂ جہانداری برہان نظام بحری سے مقرون کیا اور جانبین سے بانواع تحف و ہدایا مراسم مودت
اور مراودت عمل میں آئے اور دوستی اور یگانگی کے بارہ میں عہد و پیماں درمیان میں لائے اور عائد الزام اور [illegible]
اپنے مقر کی طرف مراجعت کی لیکن یہ قرار پایا تھا کہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ زیر حاں برادر حوالہ کئے کہ کمال خان

دلہن نے لیے تھے مریم سلطانی کو جاگیر دیو بن جب اسمٰعیل عادل شاہ نے نہ دی اور لیت و لعل کیا اُس قرابت نے
کچھ اثر پیدا نہ کیا بلکہ منجر بدشمنی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ باتفاق علاء الدین عماد شاہ والی برار مع فوج
جرار بعزم رزم نکلا اور شولا پور مین پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایلچی بھیجکر امیر قاسم برید ترک کو بھی اپنی کمک کی دلالت
کی اسمٰعیل عادل شاہ باوجود اُسکے کہ جانتا تھا کہ دونون بادشاہ چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ رکاب رکھتے ہین
قادر ذوالجلال کے افضال پر توکل کرکے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفندیار خو ہمراہ لیکر غنیمون کے مدفعہ
کو آپہونچا اور جب دونون غنیمون سے کوئی حرب پر آمادہ ہوا اُردوے غنیم کے دو کوس کے فاصلہ پر چالیس روز
تک فرو کش رہا اور جب اکتالیسوین دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہونچا اُسی دن نظام شاہ
بحری صف آرا ہوکر قلب مین مقیم ہوا اور میمنہ پر علاء الدین عماد شاہ کو اور میسرہ پر امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ
نے بھی میدان نبرد مین جولان ہوکر اسد خان لاری کو علاء الدین عماد شاہ کے مواجہہ کو اور ترسون بہادر کو امیر قاسم برید
کے مقابلہ کو مامور فرمایا اور خود دلاوران نامدار سے قلب مین قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیر انداز مغل
داہنی طرف اور مصطفےٰ آقا کو ہزار سوار سے بائین طرف مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ جس طرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مدد کرو جب
صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آور ہوئے فوج ملک گیر تلوار چلنے لگی مثنوی بر آمد خروشیدن
گیر و دار * در آمد بزنہار آن روزگار * ز خون یلان خاک آغشتہ شد * تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد * پہلے اسد خان
نفس نفیس شیر ژیان اور ببر دمان کے مانند علاء الدین عماد شاہ پر لبطور تاخت آیا اور وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کر
برار مین دم لیا اور ترسون بہادر نے بحملہ شیرانہ امیر قاسم برید ترک پر عرصۂ جنگ تنگ کیا اُسکا بھی پاے ثبات زمین
کین سے ہلکیا لسپا ہوکر بیدر کی طرف راہی ہوا لیکن اب تک اسمٰعیل عادل شاہ اور نظام شاہ بحری گرم وغا تھے کہ ناگاہ
مصطفےٰ آقا اور خوش کلدی آقا دونون پہلوان مع تیر اندازان جا ب دست بر آمد ہوئے اور نظام بحری کو
حلقہ مین خط پرکار کی طرح گھیر کر تیر باران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا باگ معرکہ سے موڑی اور اسد خان
لاری تعاقب کرکے اُسکا علم دولت اپنے قبضہ مین لایا اور چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہ کے اہالیون کے
ہاتھ آیا بنگاہ لٹ گئے اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ کے درمیان واقع ہوئی
اور قلعۂ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ جو اسمٰعیل عادل شاہ نے مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو دینے
کا اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا پھر اسمٰعیل عادل شاہ وہان سے بافتح و ظفر مع فوج و لشکر بلدۂ بیجاپور کی طرف
روانہ ہوا اور دار الخلافت مین شاہ کے حکم کے موافق ایک مہینا کامل جشن عظیم رہا صحبت دل پسند رہی صداے
عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی پھر شہریار والا تبار قدردان محظوظ ہوا ارکان دولت وزیر و امیر پہلوانان
و سپہ سالار نامی کو خلعتہاے فاخرہ سے ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا ہر ایک کا زیادہ اعتذار کیا اور اسد خان لاری کو
پانچ فیل کوہ تمثیل اور چھ ہاتھی خرد خلعت کے علاوہ جو برہان نظام شاہ بحری کی لوٹ مین آئے تھے مرحمت فرمائے اور کل
سپاہ کی تنخواہ اور مرسومات مضاعف کرکے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا سنہ ۹۲۳ نو سو تئیس
ہجری مین عماد شاہ سے لڑا اور کسیے شکست دیکر نہایت تمکنت اور غرور سے امیر قاسم برید ترک کو ہمراہ لیکر بقصد خیر
شکست سابق بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اودھر سے یہ خبر سنتے ہی اسمٰعیل عادل شاہ لشکر جو نخوار لیکر اُسکے مقابلہ کو چلا اس کوس راہ

ملو ہوئی تھی کہ فوج قلیل سے جنگ عظیم ہوئی اس مرتبہ بھی حریف دغا شعار یعنی برہان نظام شاہ بحری شکست معرکہ میں کھا کر
فرار ہوا اور خواجہ جہان دکنی اور بعضے امرا اُسکے دستگیر ہوئے اور اسد خان لاری نے حوالی پرینڈہ تک
پیچھا کرکے بیس ہاتھی نامی کہ ایک انمیں سے فیل تخت برہان نظام شاہ بحری کا تھا دستیاب کئے اور اسمعیل عادل شاہ نے
ان تمام فیل کو سوائے فیل تخت کے کہ آلکھش اُسکا نام رکھا تھا اسد خان لاری کو امداد فرمائے اور اسے زبان مبارک
سے فرزند کہا اور اُس سال کہ سنہ ۹۲۴ نو سو چوبیس ہجری تھے اسمعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کی ہدایت
سے علاء الدین عماد شاہ والی برار سے قصبہ او جان میں ملاقات کی اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ موسومہ خدیجہ سلطان تھی
اُسکے ساتھ منسوب کی اور عہد و میثاق دوستی اور یگانگی کے درمیان میں لاکر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف روانہ
ہوئے اور سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری میں بہادر شاہ گجراتی کہ احوال اُسکا اپنے مقام میں مذکور ہوگا برہان نظام شاہ
بحری کی ولایت پر مستولی ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے حسب الالتماس برہان نظام شاہ بحری چھ ہزار سوار اور
دس لاکھ ہون امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطے ارسال فرمائے بعد ازاں بہادر شاہ
گجراتی کے مملکت دکن سے مع لشکر مذکور بیجاپور کی طرف آگیا اسمعیل عادل شاہ کی سمع مبارک میں پہونچایا گیا
کہ امیر قاسم برید ترک اُن امرا کو جو آپ کی رفاقت میں تھے اور اسباب برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطے مامور تھے
اُنمیں تکلیف دیتا تھا کہ میری اطاعت کرو تو ہم تم بیجاپور جاکر اسمعیل عادل شاہ کو مقید کریں اور ولایت کو بانٹ کر
تقسیم کریں بیسکو اسمعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک کی تادیب پر ہمت مصروف فرمائی اور سنہ ۹۳۶ نو سو چھتیس
ہجری میں ایلچی کاروان برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ امیر قاسم برید ترک کی بے ادبی اور
مکر و فریب نے حد سے تجاوز کیا اور آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ اُسنے مکر سے سلطان قلی قطب شاہ اور بیجانگر کے
راجاؤں سے دمساز ہوکر کیا کیا فساد برپا کیے اور یہ مخلص طرح دے کر اُسکے گناہ معاف کرتا ہے لیکن اب دل
میں رائے مودت پیرائے اُسکے دفع شر پر کہ واجبات عقلی اور مہمات شرعی سے ہے عازم و جازم ہوئی ہے کیواسطے
کہ بھیڑیے کے ساتھ ملائمت اور سانپ کے ساتھ نرمی کرنا عقل سے بعید ہے قطعہ کہ ساز زندگی تو بہ ز گرگ ناگشتہ
دمار التش * کہ ما ترک رحم بردن * تا کو سد سر لسد التش * اگر اے دوستان اعلیٰ آپ کریں کی اس امر میں
شریک ہو کر رخصت تادیب کرے شیوہ اُسکی احسن وجہ کی ہاوے جو برہان نظام شاہ بحری اس عرصہ میں اسمعیل عادل شاہ
کے احسان اور امداد کے باعث شرمندہ تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے فوجنے سے مطمئن نہ تھا ہو اسلئے دم موافقت
سے مارکر کہا کہ حضور عدالت شاہ کی خوشنودی اور خیر سندی کی موجب ہو وے یقین کہ غرض مدعائے محبان حاصل ہوا
وہی ہوگی ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور اور مبتہج ہوئے اور بہ نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت انصراف
پائی اور ملازمت میں پہونچکر شنیدہ و دیدہ کو مشروحاً مسامع حقائق مجامع میں پہونچایا اور اسمعیل عادل شاہ
فرصت غنیمت شمار کرکے بلا توقف دس ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ
ہوا اور امیر قاسم برید ترک کہ بڑھاپے کے سبب آنکھوں سے کم دیکھتا تھا تمامیے ہمس کے بمشورہ کہ
اُسکا وزیر تھا قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید اور دوسرے فرزندوں کے رجوع کرکے خود کسی طرف
روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے احمد آباد بیدر میں پہونچکر قلعہ کو حاتم وار احاطہ فرمایا اور اُسکی تسخیر پر بہت مصروف کر

مورچے اور نقب چارون طرف سے پہونچائے اور امیر قاسم برید ترک کے اعوان کہ شجاعت و بہادری مین مشہور
تھے شہر سے برآمد ہو کر اعلام مدافعہ اور مجادلہ کے بلند کرتے تھے اور جو کہ قلعہ کی پناہ مین تھے لڑ بھڑ کر سلامت
نکلجاتے تھے اور جب خبر قریب پہونچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ اُنکی کمک کو آیا تھا پہونچی امیر قاسم برید
کے فرزند پھول کر جامہ سے باہر ہوئے اور از راہ خیرگی پانچ ہزار کو مسلح اور مکمل کیا اور قلعہ سے برآمد ہو کر عازم
قتال آراستہ کی منقول ہے کہ خاتون یعنی امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اُسکے تین بھائی تھے
ہر ایک آپکو لشکر کے برابر تصور کرتے تھے ایک میرزا جہانگیر قمی کی لڑائی مین مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھے عسروند
افواج کے سامنے آن کر اسمعیل عادل شاہ سے مبارزت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مروی و مردانگی وہ ہے کہ عمرو
و زید کی بے اعانت دشمن سے لڑے اسمعیل عادل شاہ اس طعنہ سے طیش مین آیا بلکہ شعلۂ غضب سے
افروختہ ہو کے لال ہو گیا اور بنفس نفیس خود عزم رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقربون کے منع کرنے سے
ممنوع نہوا لشکر کو جمع کر کے باخاطر پریشان میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور وہ دونون مرگ رسیدہ خود سر باری باری
میدان جانستان مین عدالت پناہ کے مقابل آئے اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جانبازون کو دکھا کر اپنی خاک
ہستی کو باد فنا سے برباد کیا دوست و دشمن بآواز بلند یون ثناخوان تھے کہ اس تاجدار نے اُن دونون خود سرون
کو سر میدان کسطرح مار لیا الغرض اسمعیل عادل شاہ فرامان خرامان اپنے لشکر مین آیا اسد خان لاری اور بھی امرا نے
اُسکی رکاب کو بوسہ دیکر زر و جواہر نثار کیا اس درمیان مین ایک طرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار
ہوئی اسمعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کو اُسکے مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم برید ترک کی سپاہ
کے مواجہہ کا امر قرار پایا اسد خان لاری ایک ہزار اور پانسو سوار مغل لیکر برق لامع کی طرح قطب شاہیون پر حملہ آور
ہوا اُن کے خرمن جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور پھر بلا توقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچکر تیغ یمانی
سے چار سو مردون کی سرافشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کے دروازہ تک پسپا کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے
بعد اس فتح کے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت مین لے کر عنایات گوناگون سے ممتاز کیا اور زر و مال سے
بے نیاز کیا اور قلعہ کے محاصرہ کے بارہ مین زیادہ تر اہتمام کر کے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید یہ اخبار
سنکر مضطرب اور بیقرار ہوا اور علاء الدین عماد شاہ سے متوسل ہو کر اپنے بھانجے محمود خان کو اُسکے پاس بھیجکر
التماس قدوم کی تاکہ تشفیع تقصیرات ماضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ ماہری اور ماہور
اُسکے قبضہ سے برآوردہ ہوا تھا اپنے کام مین حیران تھا امیر قاسم برید ترک کی طلب کو اسمعیل عادل شاہ کی
ملاقات کا وسیلہ کر کے برسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ کی استرضائے
خاطر کے واسطے اُسکے قلعہ و دگیر مین نہ گیا اور لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا
اسمعیل عادل شاہ ایک جماعت مخصوص سے اُسکے اردو مین گیا اور لوازم تہنیت قدوم بجا لائے اور علاء الدین
عماد شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دے کر معروض کیا کہ غرض و مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات
آنحضرت ہے لیکن شناعت گناہ امیر قاسم برید ترک اندازہ سے باہر ہے عدالت پناہ نے فرمایا جو اس معرکہ مین اکثر
بہادران قدیمی کام آئے ہین جنکا انتقام اُنکے خون کا نہ لون آپ صلح کی تکلیف نکرین جب علاء الدین عماد شاہ نے

عدالت پناہ کو اس بارہ میں مصر اور مجد پایا پھر دوبارہ اس مقدمہ کا تذکرہ نہ کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے ایک
ہفتہ اپنے دائرہ میں اُسے مہمان کیا اور دعوت کا سامان کر کے جشن عالی ترتیب دیا پیشکش لائق گذرانے
امیر قاسم برید ترک نے جب سنا کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے علاء الدین عماد شاہ کے ملتمس میں دست درازی [illegible] مضطرب
ہو کر اودگیر سے ایلغار کر کے گرد راہ سے علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر گیا اور کہا جو میں نے ہاتھ توسل کا تیرے
دامن میں مارا ہے وظیفہ حمایت کا یہ ہے کہ جس طور سے ممکن اور میسر ہووے حرف صلح کا درمیان میں لا کر میرے فرزندان
اور متعلقوں کو محاصرہ سے نجات دے علاء الدین عماد شاہ نے جواب دیا کہ امر صلح بغیر اسکے کہ قلعہ احمد آباد بیدر اسمٰعیل
عادل شاہ کے سپرد کرے صورت پذیر نہیں ہے امیر قاسم برید ترک کو یہ امر ناگوار ہوا اپنے لشکرگاہ میں جو ایک طرح
لشکر علاء الدین عماد شاہ سے تھا گیا اور دشمن قوی سے اندیشہ نہ کر کے عیش و طرب میں مشغول ہوا اور آدمی اسکے کہ صعوبت
سفر سے خستہ اور ماندہ ہوئے تھے استراحت میں مصروف ہوئے چند لوگوں کے سوا پاسبانی میں تقلیل نہ کرتے تھے اور
وہ بھی بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم فراغت و عشرت میں مشغول ہو گئے قضارا جس دن خبر وصول امیر قاسم
برید ترک کی اسمٰعیل عادل شاہ کی سمع مبارک میں پہونچی وہ رات ظلمت سرشت ایسی تھی کہ زنگی سیہ فام تیرگی اُس
سے استعارہ کرتا اور آواز گرج کی دہشت سے راہ سامعہ گم کرتی تھی اسد خان لاری کو ساتھ ایک جماعت سخت تر
کے خصموں کے واسطے تعینات کیا اسد خان لاری جب امیر قاسم برید ترک کی اردو کے اطراف میں پہونچا [illegible]
ایک شخص کی اُسکے گوش زد ہوئی علف خانہ کر کے آدمیوں کو دست اندازی سے منع کیا چند جاسوس خبر
لینے کے واسطے بھیجے اور انہوں نے آ کر خبر پہونچائی کہ کوئی شخص لوازم حفظ و ہوشیاری میں تمام نہیں رکھتا
اور امیر قاسم برید ترک اور اُسکے پاسبان مست و مدہوش پڑے ہیں اور چند دستار او تلواریں امیر قاسم برید ترک
کے دربار سے اپنے صدق قول کے واسطے اٹھا لائے اسد خان لاری نے لشکر [illegible] کے کنارے
ٹھہرا کر کے فرمایا کہ جب تک لشکر خصم میں شور و ہنگامہ برپا نہ ہووے تم ہرگز حملہ آور نہ ہو مادام کہ [illegible] خود مع پانچسو
جوان یکدل دلیران لیکر پیادہ پا مع پچاس پیادہ جوان دربار قاسم برید ترک کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ [illegible] شراب
اور جام مدام ہر طرف افتادہ ہیں اور پاسبان حریف ہر ایک ساتھ وضع [illegible] کے کثرت بنگ اور بورہ اور شراب
سے خواب غفلت میں مست ہیں اسد خان لاری نے اس قسم کے متوالوں کا قتل کرنا مروت سے بعید جانکر
کچھ پیادہ اُن پر مقرر کئے اور یہ حکم دیا کہ جو شخص اُن میں سے ہوشیار ہو کر سرکشی کرے اُسکا سر تیغ بیدریغ
سے جدا کر کے خاک ذلت پر ڈالیں اور خود مع جماعت دلاوران اس خیال سے بیشتر روانہ ہوا کہ امیر قاسم
برید ترک کے سراپردہ میں جا کر اگر ممکن ہو اُسے زندہ دستگیر کروں یا اُسے تہ تیغ کر کے سر اُس کا جدا کروں
یہ کہکر اسد خان امیر قاسم برید کے خیمہ میں در آیا وہاں کے مردوں کو باہر کی جماعت سے بھی سو درجہ
بدتر پایا یعنے کیا دیکھتا ہے کہ سر حلقۂ رندان جہان امیر قاسم برید ترک مکان [illegible] میں چارپائی پر کہ جسے بہ اصطلاح
دکن پلنگ کہتے ہیں مست و مدہوش سوتا ہے اور ارباب نشاط اور بعضے لوگوں نے شراب کی کثرت
سے قے کی ہے اور کچھ لوگ نے سرود کا ایک ایک وضع پر افتادہ ہیں اسد خان لاری نے اپنے یاروں سے
کہا کہ قتل کرنا ایسے آدمیوں کا آسان ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ہم اسے اسی وضع سے مع پلنگ کے اٹھا کر بادشاہ کے روبرو لیجاویں

اور کسی متنفس کو نہ ستاوین پھر چار پائی اس پیر سن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ اور غافل کاروان کی اٹھا کر باہر لائے اس درمیان مین ایک چراغیون مین سے کہ جسے دکن مین پلونی والا کہتے ہین اور پاسبانی اور حراست ساتھ اُنکے متعلق رہتی ہو اُسنے ہوشیار ہو کر چاہا کر شور مچاؤن اسدخان لاری نے چابکدستی سے ایسا حربہ اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا الغرض یہ جب اپنی فوج مین پہونچے ظاہر ہوا کہ ابھی شب دو پہر باقی ہو اگر ہم قتل و تاراج مین مشغول ہونگے مسلمان ہو کافر مین تمیز ہونی صبح تک ایک جماعت کثیر اہل اسلام سے ضائع ہو گی اب کہ گوہر مقصود دستیاب ہو گیا مناسب یہ ہو کہ سبھون کی تنخ عزیمت کرکے اس مجید کو خداوندجہان کی خدمت مین لیجاوین سبھون نے یہ راے پسند کی اور امیر قاسم برید ترک کی چارپائی کے ساتھ روانہ ہوئے ابھی نصف راہ طے ہوئی تھی کہ جناب خواب مستی سے ہوشیار ہوے اور آپکو عجیب حال مین دیکھا لشکر جن کا خیال کرکے طرفہ فریاد بلند کی اسدخان لاری اُسکے روبرو آیا اور تسلی دینے کے بعد یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سپاہ جن نہین بندہ اسدخان لاری ہو اور تمام سرگذشت آغاز سے انجام تک بیان کی یہ رمز بان سرزنش اور اشارت مین کھولی کہ دشمن کے جوار مین رہنا اور ایسے سن و سال مین اس کثرت اور رسوائی سے شراب پینا کیا معنے رکھتا ہو امیر قاسم برید ترک خجالت اور شرمندگی کے سوا جواب نہ دے سکا خاموش ہوا پھر اُسے لیکر صبح کے وقت اسمعیل عادل شاہ کی ملازمت سے شرف یاب ہو کر ساتھ تحسین اور آفرین کے معزز اور ممتاز ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک سے استفسار فرمایا کہ اس مکر و فساد کا کیا سبب تھا امیر قاسم برید ترک نے ہرگز جواب نہ دیا اور سر جھکا لیا اور اسمعیل عادل شاہ نے اُسے اسدخان لاری کے سپرد کرکے فرمایا کہ اُسے بار عام کے وقت حاضر کرنا اور جب دوسرے دن اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عالی ترتیب دی اسدخان لاری حسب حکم عالی کے موافق امیر قاسم برید ترک کو طوق و زنجیر مین مسلسل اور مطوق کرکے حضرت کے روبرو لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے اُسے دو ساعت دھوپ مین ایستادہ کیا اور مصنفات متقدمین اور متاخرین مین ایسا واقعہ عجیب کہ صاحب سکہ و خطبہ کو خوابگاہ کے اندر سے اس حال خراب سے اُٹھا لیجاوین اور خیل و خشم اُسکا کمال غفلت سے اُسکے کام نہ آوے بہت کم نظر آیا **بیت** چنین عجائب حالی بسا لہا سے دراز ٭ نہ گوش دہر شنیدہ و نہ چشم دوران دید اور چونکہ اسمعیل عادل شاہ نہایت اُس سے آزردہ تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا اور جب جلاد تلوار کھینچکر مرگ ناگہان کی طرح آیا اُسنے عجز و زاری سے یہ عذر بادشاہ سے کیا کہ یوسف عادل شاہ جم نشان کے عہد سے خسرو گیتی ستان کے زمانہ تک مجھسے بے ادبی اور جسارت بہت واقع ہوئین اب مین اپنے گناہ کا معترف ہو کر اپنے وجوب قتل پر گواہی دیتا ہون اگر حضرت سلیمان مکان جان کی امان دے تو قلعہ احمد آباد بیدر کہ کمند تسخیر کسی صاحب توقیر کی اُسکے شرفات پر نہ پڑی ہو مع خزائن و دفائن سپرد کرتا ہون اسمعیل عادل شاہ نے بمقتضاے العفو زکوۃ الظفر اُس کی حاجت روا کی اور امیر قاسم برید ترک نے آدمی اپنے فرزندون کے پاس بھیجکر انھین قلعہ سپرد کرنے کی تکلیف کی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ تو پیر نود سالہ ہوا اور نیر آفتاب عمر موت و فنا کے قریب پہونچا ہو چند روز معدود کے واسطے ایسا قلعہ ہاتھ سے دینا عقل و دور اندیشی سے بہت بعید ہو اور اس جملہ سے انکا مطلب یہ تھا کہ دفع الوقتی کیجیے گھڑی مین گھڑیال ہوتا ہو جو خدا چاہتا ہو وہ ہوتا ہو اور متعاقب اس آدمی کے ایک معتمد مخفی بھیجا کہ اگر اوضاع اور اطوار سے مفہوم ہو کہ باپ کی نجات بغیر تسلیم قلعہ ممکن نہین ہو

لازم ہے کہ یہ بزرگوار کی تسلی کر کے متعہد تفویض قلعہ ہوا اور خبردار اُسے کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچنے پاوے وہ
اُنکا اصرار سمجھکر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا اور جب وہاں پہونچا امیر قاسم برید ترک کو پیغام کیا کہ
علی برید اور تیرے اور فرزند ن نے مجھے بھیجا ہے اگر کام ایں و آن سے برآمد ہو تو متعہد تفویض حصار کے ہونا
کہ ہم نہیں چاہتے کہ کسی طور کا آسیب تجھے پہونچے امیر قاسم برید ترک باطل میں مطمئن ہوا اور بحسب ظاہر اپنے
بیٹوں کی شکایت کی اور جسوقت کہ مجدداً پھر اُسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور ایک فیل مست کو لائے کہ اُسے اُسکے دست
و پا کے نیچے ڈالکر پامال کریں امیر قاسم برید ترک نے بعجز و زاری یہ التماس کی کہ مجھے اس حال سے نجات دیجے کے مقابل
کہ میرے فرزندوں کا لشکر ہے لیجا کر ایستادہ کرو تو میں خود اصالتاً اُنسے گفتگو کر کے اس مقدمہ کو فیصلہ کرون اور جب
ایسا کیا اُسکے بیٹوں نے باپ کو برہنہ سر او بہا تھ بستہ دیکھے بولے ہم ایک شرط سے قلعہ سپرد کرتے
ہیں کہ اسد خان لاری آنکر فلاں دروازہ کے باہر ایستادہ ہووے اور ہمسے عہد کرے کہ کوئی شخص متعرض تمہارے
زن و فرزند کے حال سے ہوگا اور خواجہ سرا اور عورت کی قسم سے بھی تمہاری جمعیت میں نہ کھینچیگے جو چاہیں اندر
سے باہر لیجاویں اور جو کچھ زر و زیور اور پوشش ہماری ہے معاف رکھیں تو ہم بھی قلعہ خالی کر دیتے ہیں اسمٰعیل عادلشاہ
نے انکی عرض پذیرائی کی اور اسد خان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر جاکر بیٹھے خبردار کوئی شخص ہماری فوج
کا قاسم برید ترک کے اہل و عیال سے متعرض ہونے پاوے یہ حکم سنتے ہی علی برید نے جواہر نفیسہ اور مرصع
آلات شاہان بہمنیہ اور نقود و احمر لیے طلائی عورتوں کے سپرد کیا تو زیر برقع چھپا کر نکلوا دیں اور اسمٰعیل عادلشاہ
اُسی دن قلعہ میں داخل ہوا اور شکر الٰہی بجالا کر شاہان بہمنیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوا اسوقت شاہزادہ ملو خان اور ابراہیم خان
کو اسد خان لاری کے ہمراہ علاء الدین عماد شاہ کے پاس بھیجکر التماس قدوم کی اور جب وہ آیا پھر ایک ساعت
کے بعد شاہزادہ عبد اللہ اور علی کو علاء الدین عماد شاہ کی طلب میں روانہ کیا علاء الدین عماد شاہ نے اُسکی
ملتمس قبول فرمائی اور شہزادوں کے ہمراہ جب اس مقام بہر اہتمام کے قریب پہونچا اصالتاً کتوبستان نے
دروازہ تک استقبال فرمایا اور مجلس اُنسی کو اُسکے وجود خاتر الجود سے زیب و زینت بخشی اور اس بادشاہ
کے حضور تمام ذخیرہ او قلعہ کا جو اہر جواہر اور مروارید اور ظروف طلائی اور نقرہ اور صحائف معوری اور بھی
قیمتی اور امتعہ اور بارہ لاکھ ہون نقد از روے پیشکش علاء الدین عماد شاہ کے ملاحظہ میں حاضر لایا کہ جو شے خوش اور
پسند آوے اُسے قبول فرمائیے اُسنے ہاتھ بڑھا کر ایک عصا مرصع اُٹھایا اُسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے
اسد خان لاری کو حکم کیا کہ نقد جنس و مال سے تین لاکھ ہون علاء الدین عماد شاہ کے ملازمون کو تسلیم کرا اور
ایک لاکھ ہون ملو خان اور ابو خان اور ابراہیم خان اور عبد اللہ خان شاہزادوں کو دیوے اور جو بچی اُسکے
مواحق لیوے اور پچاس ہزار ہون سید علی عقیل کو سپرد کرے کہ نجف اشرف اور کربلاے معلےٰ اور مشہد مقدس
میں جاکر زائرون کو تقسیم کرے اور پچاس ہزار ہون سید احمد ہروی کو دے کہ اہل علم و فضل اردو اور شہر بیجاپور
کو پہونچا دے اور علاوہ اُسکے بارہ ہزار ہون مساکین پر قسمت کیے اور باقی سپاہ پر تقسیم کر کے ایک جام اور ایک دینار
خزانہ میں بنگاہ سے رکھا اور رہا تھ اور اس تحائر اس مجلس کو رخاست کب منقول ہے کہ ملا ہاشمی شاعر قمی
کو وہ کمال علم و فضل میں تعریف و توصیف سے مستغنی تھا اور ان دنوں گجرات سے آیا تھا اور شعر و شاعری کے

سبب آنحضرت سے نہایت تقرب پیدا کیا تھا اس روز بادشاہ نے اسکو حکم کیا کہ خزانہ مین جا اور جسقدر
کہ تجھسے اُٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رنج راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسلمند اور ناتوان تھا اُسنے عرض کی
مجھ مین اس روز کہ گجرات سے اِس درگاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا آج سے دوچند قوت تھی اگر شاہ سخن پرور نکتہ فہم
از راہ ذرہ پروری بعد روز چند کے کہ نحیف مین دہی توانائی عود کرے اس خدمت روح پرور پر سرفراز
فرماوے عواطف خسروانی سے بعید نہ ہوگا شاہ نے لب تبسم شیرین سے کھولے اور فرمایا تونے یہ مصرع
نہین سنا مصرع کہ آفتہاست در تاخیر و طالب رازیان دارد چاہیے کہ دو مرتبہ خزانہ مین جا اور جسقدر
تیرے ہاتھ سے اُٹھایا جاوے تقصیر اور کوتاہی نہ کر جب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا نافذ ہوا سر عبودیت
زمین پر رکھکر شگفتہ و خندان دربار سے اُٹھا اور دو مرتبہ خزانہ مین جا کر بیس ہزار ہون طلائی اُٹھا لایا جب
خازن نے یہ خبر بادشاہ کے سمع ہمایون مین پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ مین توت نہین رکھتا اس مقولہ
سے آنحضرت کی نزاکت طبع اور قوت کلام اور فیاضی ارباب ادراک پر واضح اور لائح ہی کسواسطے کہ اس کلام
سے عدالت پناہ کی خوش طبعی اور عالی ہمتی دونون ثابت ہوتے ہین اور اُسی مجلس مین کہ شاہ کا
دریاے سخاوت موجزن تھا شاہ علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم برید ترک کے قصور
معاف فرمائے اور اُسے اپنے امراکی سلک مین منتظم کیا اور ولایت کلیان اور راد گیر اور اُسکے جمیع پرگنات قدیم
تخت احمد آباد بیدر کے سوا اُسکی جاگیر کے واسطے مسلم اور مرفوع القلم رکھے لیکن ساتھ اس مشروط کے کہ مع تین ہزار سوار
ملازم رکاب ہوکر رایچور اور مدکل کو کفار بیجا نگر کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کرے اور قلعۂ ماہور کو بھی بہ محاصرہ
مفتوح کرکے علاء الدین عماد شاہ کے سپرد کرے پھر دونون شاہ احمد آباد بیدر کیطرف سوار ہوئے اور اسد خان لاری
کی تجویز سے احمد آباد بیدر مصطفے خان شیرازی کے تفویض ہوا اور جو کہ ان دنون مین تیمراج قضاے الٰہی
سے فوت ہوا تھا اور بیجا نگر کے راؤن نے رام راج پسر تیمراج کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا تھا اور اُنکی
سرکشی سے بیجا نگر مین آتش فتنہ و فساد شعلہ زن ہوئی تھی حضرت نے فرصت غنیمت جانکر آب کشنہ سے عبور کیا اور
قلعۂ رایچور اور مدکل کو جو سترہ برس سے کفار کے تصرف مین تھے تین مہینے محاصرہ کرکے مفتوح کیے اور اسمٰعیل
عادل شاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کی اور عہد پورا کرکے جام مے لعل فام کے تجرع کی رغبت کی اور
اسد خان لاری کو بھی اسدن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور دو تین جام بے دغدغہ نوش کرکے اپنے ہاتھ سے
اُسے دیے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسد خان لاری کی حسب التماس امیر قاسم برید ترک کو بھی مجلس بزم مین داخل
کیا اور عادلشاہ نے اُسے بھی اپنا ہمکاسہ اور ہم پیالہ کرکے فرمایا کہ مضمون رابعہم کلبہم کا ظاہر ہوا علاء الدین عماد شاہ چونکہ
کرطا لبعلم تھا ہنسا اور امیر قاسم برید ترک اگرچہ مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کے ہنسنے
سے متنبہ ہوا اور متغیر ہوکر اشک اپنی آنکھون مین بھر لایا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے موثر ہوکر از رہ تلطف اُس سے یہ
فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ بیجا پور پہونچنے کے بعد احمد آباد بیدر کو بھی تجھے ارزانی فرماؤنگا پھر ایک مہینا کامل اس اطراف
مین استقامت کرکے جمیع مہمات کو بخوبی انجام دیکر علم مراجعت بلند کیا اور حسب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود دکن
کیطرف متواتر پہونچے مہمات قلعہ ماہور موقوف رکھکر علاء الدین عماد شاہ کو برار کیطرف روانہ کیا اور عدالت پناہ بیجا پور کیطرف

رونق افزا ہوئے اور احمد آباد بیدر امیر قاسم برید ترک کو اس شرط پر مرحمت فرمایا کہ قلعہ کلیان اور قندھار اہالیان
سرکار کے سپرد کرے منقول ہے کہ اس سفر میں اسمٰعیل عادلشاہ علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر تشریف لیگیا
اور اُسے فرط محبت سے جشن کا سرانجام کیا اور چند جوان بہادر جواہر زرنگار لائے اُسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے
بھی اُسے ضیافت کی تکلیف دی اور جب چند روز کے بعد علاء الدین عماد شاہ اسمٰعیل عادلشاہ کا مہمان ہوا تو حضرت
بارہ ہزار سوار مغل و دواسپہ اور تمام یراق اُنکی نظر میں گذرانے اور یہ فرمایا کہ جو کچھ مدت سلطنت میں میں نے حاصل کیا
ہے اور مجھے میراث پہونچا ہے یہ ہے اور یہ جماعت کہ ہر ایک اُنمیں کا شجاعت و مردانگی سے رستم کو نظر میں نہیں لاتا ہے اور اِن سے بہتر
سمجھتا ہوں جو منظور نظر ہو پیشکش کروں علاء الدین عماد شاہ نے محظوظ ہو کر تحسین و آفرین کی اور کہا اگر مجھے بھی
ایسے جواہر نفیسہ لیے لشکر جرار دستیاب ہوتا قلعہ ماہور ہاتھ سے رکھتا اور سنہ ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری میں امیر برید
نے جب کہ بیان قلعوں اور مکانوں کی تصمیم عدالت پناہ قلعہ کلیان اور قندھار کی تسخیر بتہیر کی طرح آمادہ
ہوا اور سراپردہ اور خرگاہ بیجاپور سے روانہ کیے اور امیر قاسم برید ترک نے ایلچی برہان نظام شاہ بحری کے
پاس بھیجکر طالب مدد و حمایت ہوا برہان نظام شاہ نے ایلچی بیجاپور بھیجکر التماس کی کہ جو امیر برید اس
سفر میں مخلص پر بہت حقوق رکھتا ہے اُس طرف کی لشکرکشی کا خیال نہ فرمائیں اور دوستوں کو رہین احسان فرمائیں عدالت پناہ
نے جواب دیا کہ جسوقت آپ قلعہ ماہور کے لینے کی فکر میں تھے ہمنے کبھی ایسے التماس و توقع میں نہ آئے تھے جیسے
ہمنے آپ کا کہا پذیرا کیا اور حسب الاشارہ بیدر کی عزیمت فسخ کی لیکن جو ابتدائے موسم زمستان ہے اور چارہ کسی
مطلوب نہیں ہے سیر حواشی مملکت خصوص تلدرک اور شولاپور کی دل میں مصمم ہوئی ہے مناسب یہ ہے کہ لوا سرحد آں
برادر کی عنوان دیگر تصور نہ کر کے خوف و ہراس کو ساتھ اپنے راہ نہ دیں اور اپنے حال پر بحال رہیں برہان
نظام شاہ بحری نے کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اُس سے خطاب شاہی اور چتر
پایا تھا پیغام دیا کہ بہادر شاہ گجراتی نے مملکت برار اور احمد آباد بیدر وغیرہ مجھسے رجوع کی ہے برادر دولت پناہ
کو ہمارے کہنے سے تکلف نکریں اور حال و مستقبل کو ماضی کی طرح خیال نہ کر کے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہتر امور
جانیں اور یہ پیغام اُسوقت عدالت پناہ کو پہونچا کہ بیجاپور سے نہضت فرما کر محل عین رونق افزا تھے حضرت
بمجرد اطلاع پیغام مذکور نماز مغرب اور عشا پڑھ کر سوار ہوئے اور دوسرے دن قریب شام بارہ سو سوار اور چالیس پیادہ
لیکر آب تلدرک کے ساحل پر کہ اس قلعہ کے زیر دامن گذرتی ہے وارد ہوئے اور برہان نظام شاہ کے ایلچی کو رخصت
کر کے اعلام کیا کہ جو کچھ ہمارا حق تھا ہم بجالائے اب اُس کے منتظر ہیں کہ اپنی عنایت ظاہر کیجیے لیکن جیسا کہ
چند مرتبہ میدان جنگ میں جولانی کی تھی اس دفعہ بھی معرکہ میں چلکر دیباے پر جوش و خروش تیغ و سنان ہر رنگ
کی سیر کیجیے برہان نظام شاہ بحری نے جو کچھ خزانہ میں رکھتا تھا صرف لشکر کر کے پچیس ہزار سوار فراہم کیے اور آٹھ ہزار جوان
مہیا کر کے باتفاق امیر قاسم برید ترک تمکین خان شکستہ سے سات کروہ پر کوچ کر کے اسمٰعیل عادلشاہ کی سرحد کیطرف متوجہ ہوا
اور اسمٰعیل عادلشاہ بھی زرہ پوش درخشاں پیکر شل نہنگ بحر وغا دریائے آہن میں غوطہ لگا کر ابھر آیا جوش پر گستوان
ڈالکر سوار ہوا اور بارہ ہزار سوار بھی اُسکے ہمراہ تیار ہوئے اور لشکرداری اسد خان لاری صفوف حرب آراستہ ہوئیں
الغرض ادھر سے سرداران عادل شاہیہ اور اُدھر سے دلاوران نظام شاہیہ نے جنگ میں سبقت کی اور ایسا معرکہ

وقوع مین آیا کہ جنگہاے سابق اُسکے مقابل بازیچہ تھین **ابیات** چنان گشتہ در حرب بے اختیار ÷ کردست قادہ نامدے زکار ÷ قادے چو دست از تن خشمناک ÷ زغیرت گرفتے گریبان خاک ÷ چو از تن فتادی سر مردکین ÷ زاعراض کندے بدندان زمین ÷ بدانگونہ شد آدمی خوار وزار ÷ کہ خاک از جسد ہا گرفتے کنار ÷ زمین بود از تیغ کین قطع وصل ÷ نمی شد بہم تار خورشید وصل ÷ خلاصہ یہ کہ جبتک آشیان ترکش دلیران مین طایر تیز پرواز تیر کا نشان رہا زاغ کمان ہواے دست بہادرون سے جدا نہ ہوا اور جب تک زبان تیغ سنگان دریاے ہیجا مین نہنگ آسا سراسر دندان تھی کتف شیران بیشۂ شجاعت مین دار وگیر کے سوا سخن سنج نہوئی۔ **ابیات** تیر جان یافتہ ز وصل کمان ÷ تیغ بارید خون ز ہجر نیام ÷ آن نشستہ چو نور در احداق ÷ این روان ہمچو روح در اجسام ÷ آخر الامر جیسا کہ رسم زمانہ ہی کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہی نسیم فتح وظفر اسمعیل عادل شاہ کے پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ مین قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بحال پریشان احمد نگر کی طرف راہی ہوا اثاثہ شاہی یعنے توپخانہ اور ہاتھی اور بھی سازو سلب اسمعیل عادلشاہ فیروز جنگ کے تصرف مین آیا اور پھر اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری کے درمیان کبھی جنگ واقع نہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر سے متوسط ہو کر لوازم صلح درمیان مین لائی اور سرحد پر آپسمین ملاقات کر کے یہ مقرر کیا کہ ولایت پر سلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہوکر آپسمین یکدل رہین اور اسمعیل عادل شاہ امیر قاسم برید ترک سے موافقت کر کے سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین اُسکے ہمراہ تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور پہلے قلعہ نلکنڈہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سے اور سرحد پر واقع ہی محاصرہ کیا اور سلطان قلی قطب شاہ مراعات حزم کر کے میدان مقابلہ اور مقاتلہ مین نہ آیا اور گلکنڈہ سے جو اُسکا دار الملک تھا حرکت نہ کی لیکن اپنے لشکر سے سوار اور پیادہ بہت اہالی حصار کی مدد کے واسطے مامور کیے اور اسد خان لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسد خان لاری تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہوا اور اہالی قلعہ مایوس ہو کر قریب تھا کہ حصار سپرد کرین ناگاہ قادر بیچون کے حکم کے موافق اس ملک کی آب وہوا کی تاثیر سے اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا اور مواد فاسدہ نے اُسکے قلعہ بدن کو محاصرہ کیا اور اعتدال مین عنصر کے فرق آیا سر بالین ضعف وناتوانی پر رکھا اور اسد خان لاری اور امیر قاسم برید کو جو ممالک تلنگ کی نہب وغارت مین قیام کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ اس حدود کی آب وہوا مجھے موافق نہین ہی نہ چاہتا ہون تمھین تسخیر قلاع تلنگ کے واسطے مقرر کر کے شہر احسن آباد گلبرگہ کی طرف جاؤن اور بعد حصول صحت پھر عنان عزیمت اسطرف معطوف کرون انھون نے یہ امر قبول کر کے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پالکی مین سوار ہو کر اسطرف روانہ ہوا وہ قت صبح روز چہار شنبہ ماہ صفر کی سولھوین تاریخ سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجری مین جوار ایزدی مین واصل ہوا اور اسد خان لاری نے اُسکی خبر فوت مخفی رکھکر لاش اُسکی بسواری پالکی رات کیوقت قصبہ کوکی مین روانہ کی اور اُسکے باپ کے پہلو مین دفن کیا اور جب دور دورا اسطرح گذرے اسد خان لاری کہ مرد پیر سال در جہاندیدہ تھا امیر قاسم برید ترک اور تمام معتمدون کو طلب کر کے قصبہ ناگز یر سے آگاہی بخشی اور چونکہ شہزادہ ابراہیم اپنے بڑے بھائی ملو خان کی بادشاہی سے راضی نہ تھا اور بہت سے امرا در پردہ اُسکے شریک تھے اسد خان لاری نے مملکت بیگانہ مین صلاح عدم تعین جانشینی دیکھکر

پوشیدہ ہر ایک شاہزادہ کو پیام دیا کہ جو ساعت خوب ہیں ہم احسن آباد گلبرگہ جا کر سید محمد گیسو دراز کی روح
سے ہمت طلب کر کے تخت موروثی پر جلوس کرو اور انھوں نے جب یہ امر قبول کیا تو قلعہ گلکنڈہ سے کوچ کر کے
دونوں شاہزادوں کو بتدبیر و حکمت احسن آباد گلبرگہ میں بھجوایا اور با وصف اسکے کہ خود بھی ابراہیم کی شاہی
پر راغب تر اور مائل تر تھا لیکن جو ملو خان بڑا بیٹا تھا اور عدالت پناہ نے اُسے ولیعہد کیا تھا چار و ناچار اُس
شاہزادہ نامزد ولیعہد کو چار بالش سلطنت پر متمکن کیا اور ابراہیم کو قلعہ مرچ میں محبوس کیا اور بعض سید احمد ہروی سے
منقول ہے کہ اسمٰعیل عادل شاہ حلیم اور کریم اور سخی تھا اُسکی عالی ہمتی سے دخل اور خرچ مملکت وفا کرتا تھا اور طبقۂ عموم
امرا خاص کو دوست رکھتا تھا اور کھانے اور پینے میں کوشش کرتا تھا اور کلام فحش کبھی اُسکی زبان سے جاری
نہوتا تھا اور ہمیشہ علما اور فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور اُس کی رعایتیں اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانتا
اور علم موسیقی اور شعر میں مہارت رکھتا اور شعر میں وفائی تخلص کرتا تھا اور کسی سلاطین دکن نے اس متانت
اور لطافت سے کلام موزوں نہیں کیا اور یہ اشعار اُسی کے یادگار ہیں غزل دل جو مان رقیب مہر
آرا داشت بیداری * مارا دلبری پر جور و بیداد است بیداری * مرا صد محنت از عشق تو در دل بیشتر ترم
دل ویران عاشق محنت آباد است بیداری * بر عشق قامت سرو سہی را ما بدیا در گل * دلش صد بار در پا
دل آزاد است بیداری * بہ ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش * نصیحتہائے سرد زاہدان باد است بیداری *
دل بلبل وفائی آنچنان خو کردہ با تیرش * کہ بیگانگیش بجائے مرہم امداد است بیداری * ولہ شب ہجر جگر
کبابے دارم * کہ دیدۂ اشکبارے دارم * شمع نگہ بر در فراق تو چل شمع * پروانہ یک حسرت کنارے دارم *
من و عشق در بدری و کوی ملامت * برلہ سلامت گذارے ندارم * ہمان تا کش جور ستم وفائی * کہ غیر از غمش غمگساری ندارم *
ولہ دل بر لعل حکایتے دارد * از دست غم شکایتے دارد * تا کی آزار اہل دل طلبی * بیوفائی نہایتے دارد * چون دل ہجو در
غصہ کہ یار * با رقیبان عنایتے دارد * دل بخش بر آہ من شدہ ام * آہ عاشق سرایتے دارد * ہر وفائی [illegible] * کہ ستم سر برایتے دارد

ذکر ملو عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کی شاہی کا

جو اسمٰعیل عادل شاہ نے اعیان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملو خان عادلشاہ کو میرا جانشین کرنا بالضرورت
اسد خان لاری نے اُسے تخت دکن پر جلوہ گر کیا اور اُسکی دادی پونجی خاتون کو اُسکی خبرداری کے بارہ میں نصیحت
کر کے خود بلگوان کی طرف کہ اُسکی جاگیر تھی چلا گیا ملو عادل شاہ میدان خالی دیکھ کر شرب خمر اور راگ
سننے میں مشغول ہوا بلکہ جو قریب بلوغ تھا وہ امر کہ لازمہ اُسکا ساعت بہ ساعت اُس سے ظہور میں آتے تھے
اور شب و روز لہو و لعب اور ہزل و یاری اور اُس کاموں میں جو مناسب بادشاہوں کو نہ تھے مصروف رہتا
تھا یہانتک کہ خلائق اُس مملکت کی اُس سے متنفر ہوئی اور علاوہ اسکے مصداق [illegible] کے لڑکوں
صاحب حسن و جمال کے مذاق میں مشغوف ہوا اور کام اس انتہا کو پہونچا کہ بزرگوں اور شریفوں کے لڑکوں کو جبراً اُنکے
مکانوں سے کھنچوا منگواتا تھا یہانتک کہ یوسف ترک کوتوال جو امرائے کلاں تاجوش سے تھا اُسکے فرزند کو جبراً
طلب کیا جب وہ مانع آیا ملو عادل شاہ نے مجلس میں آ کر حکم کیا کہ کچھ لوگ بطور تاخت جاویں اور اُسکے
بیٹے کو بقہر تمام پکڑ لاویں اور یوسف ترک کو دہلیز کی بلا توقف گردن ماریں یوسف ترک کہ امرائے ناموس سے تھا

ملوخان کے آدمیون کو زد و کوب کرکے اور اپنے اہل و عیال کو لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ بکور مین کہ اُسکی جاگیر تھی پناہ لیکر بلوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اُسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوئے پونجی خاتون والدہ اسمعیل عادل شاہ نے بھی اُسکے اوضاع اور اطوار ناشائستہ سے نہایت آزردہ اور دل گرفتہ ہوکر یہ تجویز کی کہ ملو عادل شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر منصوب کرین پھر یوسف شحنہ دیوان کو پوشیدہ یہ پیغام بھیجا کہ ملو عادل جہانداری اور فرمانروائی کے قابل نہین ہے چاہیے کہ اسے موقوف کرکے شاہزادہ ابراہیم کو بجاے اُسکے بحال کرے یوسف شحنہ دیوان نے ایک اپنے محرم کو تلنگوان مین اسدخان لاری کے پاس بھیجکر حقیقت حال اعلام کی اسدخان لاری نے جواب دیا کہ مین اُسکے اطوار ناپسندیدہ سے بیجاپور کا رہنا ترک کرکے یہان بیٹھ رہا ہون جو خلقت تمام ملو عادل شاہ کے افعال سے تنفر کرکے اُسکی سلطنت سے راضی نہین ہے سزاوار یہ ہے کہ دودمان عادلشاہی کی صلاح دولت منظور رکھکر جو کچھ مہد علیا پونجی خاتون فرماوے اُسکے فرمان واجب الاذعان سے تجاوز نہ کرے یوسف شحنہ دیوان اسدخان لاری کی تجویز سے مطمئن ہوا اور پونجی خاتون کے آدمیون کو مقضی المرام رخصت کیا اور اُس بلقیس زمانی کے اشارہ کے موافق روز موعود کو دو سو سوار تا جوش لیکر بیجاپور مین داخل ہوا اور بیدرنگ قلعہ ارک مین جاکر قلعہ دار کو جو بقدم ممانعت پیش آیا تھا اُسکے گلوے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادلشاہ کو مقید کرکے پونجی خاتون کے فرمانے کے بموجب اُسکو مع اُسکے بھائی اودخان کے مکحول کیا اور شہزادہ ابراہیم کو بجاے اُسکے منصوب کیا **بیت** چو دہر افگند افسری از سرے ٭ نہد آسمان بر سر دیگرے ٭ اور ملو عادلشاہ کی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز تھی

اندھا ۱۲

ذکر ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی فرمانروائی کا

محرران اخبار اور مدبران وقائع نگار ابو نصر ابراہیم عادلشاہ کا قضایا یون بیان کرتے ہین کہ وہ بادشاہ بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت تہور سے جوشن بیباکی کا زیب تن کرکے سیل تند کی طرح نشیب و فراز سے اندیشہ نہین کرتا تھا آوازہ اُسکے قہر و عبرت کا حلم و خلق کے مانند تمام آفاق مین منتشر ہوا اور جس وقت سے کہ کنجیان ابواب شاہی کی اُس کے ہاتھ آئین مدت العمر افراسیاب کے مانند لشکرکشی اور صف آرائی مین مشغول ہوا اور اُسکے ضبط و سیاست اور کمال عقل سے بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اُسنے بھی گردن کشان دہر اور رعایا سے بخوبی خراج پایا **بیت** ملک را گر قرار خواہی داد ٭ تیغ را بیقرار باید کرد ٭ اور اقوالاً سنا جاتا ہے کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت مین نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ لڑا اور جنگ صعب و معرکہ سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکون مین بنفس نفیس موجود ہوکر لوازم شجاعت اور جلادت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن چونکہ سہم نصرت اُسکے درجہ طالع مین نہ تھا کسی حرب مین سواے جنگ قصبۂ اودخان کے ہم آغوش فتح و فیروزی نہوا اور یہ خاندان عادل شاہیہ سے وہ بادشاہ ہے کہ جسنے اپنے باپ و دادا کے مذہب سے پرہیز کرکے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے بر آوردہ کرکے حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار برطرف کرکے تاج سرخ بارہ کنگرہ کا کہ اُس زمانہ مین سپاہ شیعہ کی وردی اور علامت تھی اُس تاجدار نے یکقلم موقوف کیا اور اُسکے حکم کی تہدید سے کوئی سر پر نرکھتا تھا اور امراے

عزیمت سے اسد خان لاری اور یوسف کلدی آقائے رومی اور شجاعت خان کرد کے سوا سب کو ہر طرف کرکے امارت سے معزول کیا دکنی اور حبشی کہ بکرعوض نصب کیے اور مثل خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ کے کوہ رو رادت ہم ہو چکا تھے اسلیے ارکان دولت نے تمام تین ہزار غریب نوکر خاص سے جو ہمیشہ ملازم رکاب رہتے تھے چار سو کو بحال رکھکر باقی کو رخصت کیا اور یہ پراگندہ ہوکر گجرات اور دکن اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور دفتر فارسی برطرف کرکے ہندوی کیا اور برہمنون کو صاحب دخل کرکے ابراہیم عادلشاہیہ کے تمام ضوابط اور دستور العمل درہم اور قلم امارکیے اور رام راج والی بیجانگر نے جو تھی آومی بھیجکر اکثر معلوں کو ماستمالت تمام اپنے پاس لایا اور اونکی رضامندی اور دلجوئی کے واسطے بیجانگر میں مسجدین بنی تعمیر کروائیں اور خود ہر روز دربار میں اجلاس کرکے مصحف عزیز لیے پہلو میں کرسی اور رحل پر رکھکر اسے کہتا تھا کہ مصحف اقدس کی تلاوت میں مشغول رہو اور مجھے سروکار رکھو اور ابراہیم عادل شاہ نے دوسرے برس بیجانگر کی طرف چڑھائی کی اور مظفر و منصور ہوکر معاودت فرمائی شرح اسکی یون ہے کہ جب شیو رائے والی بیجانگر کہ سات سو برس سے فرمانروائی اسکے سلسلہ میں تھی فوت ہوا اور اسکا فرزند قائم مقام ہوا اور عین جوانی میں وہ بھی ملک عدم کیطرف راہی ہوا اور قصر فرمانروائی اپنے چھوٹے بھائی کے واسطے چھوڑا اور اسنے بھی ابھی گلزار شاہی سے گل عشرت نہ چنا تھا کہ زمانے نے ہمت اس کی صاف پرتیس کی اور اسکا فرزند جو طفل سہ ماہہ تھا ولیعہد ہوا تیراج جو امرائے عمدہ سے تھا رام اختیار کف اقتدار میں لایا سنہ ۹ آٹھ سو نو سے ہجری سے ۹۳۵ ہجری تک ماقتدار بسر کی اور جب صاحب تخت حد رشد اور تمیز کو پہنچا تھا اسے زہر سے ہلاک کرکے دوسرا لڑکا وارث مملکت سے تخت پر تمکن کرتا تھا آخر تیراج کا بھی پیانہ حیات آب فنا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور اسکی مسند پر رام راج قائم ہوا اور شیو رائے کی پوتی اپنے عقد میں لایا اور اس نسبت اور وصلت سے اس کا استقلال حد سے گذرا اور ارادہ کیا کہ خود متکفل مہمات شاہی ہو اور جب سرداروں اور بزرگوں نے انحراف کرکے اسپر یورش کیا ناچار رام راج نے ایک طفل کو جو انھیں خاندان سے تھا تخت پر بٹھایا اور حالو اس لڑکے کا موسوم بھوج رل راج جو شائبہ جنون سے خالی نہ تھا اور اسکے اسم سے کا یہی معنے مستفاد ہوتے ہیں اسکو منصب امارت پر بھیجا کر اور عہد و پیمان لیکر اس لڑکے کی پرورش کیسے اس رجوع کی اور خود رام راج نے ایسی تدبیر سے امرائے سرکش کو دفع کرکے انتظام ملک تو دکھلا اور اپنے ایک غلام کو توئی کہکے بلدہ بیجانگر اور رائے زادہ اسکے سپرد کیا اور خود ان زمانوں کے استیصال کے واسطے جو اسکی شاہی کے مانع تھے مع سپاہ آراستہ ممالک کے اطراف میں متوجہ ہوا اور اکثین سے حیدر راؤن کو مستاصل کرکے ایک قلعہ اس نواح کا محاصرہ کیا اور جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا اور جو زر کہ ہمراہ رکھتا تھا صرف ہوا اسواسطے اپنے غلام سے پچاس ہزار ہون طلب کیے جب غلام نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور اسکی گنج اور جواہر پر بیشمار پڑی خود درست ہوکر علم بغاوت کا بلند کیا اور راج سارے کے لیتے کو مکان سے برآورده کرکے بھوج رل راج کو ساتھ اپنے متفق کرکے خیل و حشم فراہم کرنے میں مشغول ہوا اور جو امراکہ رام راج سے نالاں تھے بسرعت تمام موارت ملک سے پیوستہ ہوئے اور جمعیت عظیم بیجانگر میں ہم پہونچی لیکن بھوج رل راج اس غلام کو اس معاملہ سے کہ رام راج کا یار ہوگیا تھا اور تحمل اعتماد نہین آخر قتل کرکے خود قوی ہوا اور امراء نے محب

طولانی اور فساد عظیم دیکھکر صلح کے واسطے ایک جماعت راؤن کی متوسط کی اور اُنھون نے تجویز کرکے ایسا مقرر کیا
کہ پایۂ تخت بیجانگر راے زادہ کے زیر نگین رہے اور وہ ولایت کہ بالفعل رام راج اپنے تصرف مین رکھتا ہے
اسکے قبضہ مین رہے الغرض رام راج دم بخود ہوا اور جمیع راے اپنے علاقہ کیطرف روانہ ہوئے خالوے ناعہربان
کے دلمین سرداری کے ارادہ نے خطور کیا رایت استبداد بلند کرکے اپنے بھانجے کو ہلاک کرکے مسند شاہی پر قدم
رکھا اور حسب معمول غرور و نخوت سے مبہوت ہوکر خرد و بزرگ کے ساتھ بدمعاشی شروع کی انجام اُسکا یہ ہوا کہ امرا نے
اُس سے متنفر ہوکر رام راج سے ابواب دوستی مفتوح کیئے اور التماس قدوم کی بھوج ترل راج اس امر سے مطلع ہوا
ایک ایلچی مع چھ لاکھ ہون نقد مع تحف دیگر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور التماس کمک کی اور وعدہ کیا
کہ ہر منزل پر لاکھ ہون پیشکش کرونگا اور ابراہیم عادل شاہ سنہ ۹۴۲ نوسو بیالیس ہجری مین بیجانگر کیطرف روانہ ہوا اور
رام راج نے سبب لشکرکشی ابراہیم عادل شاہ معلوم کرکے جنگ تدبیر کا دامن مکر و تزویر مین مستحکم کیا اور ایک نامہ
براطاعت و پشیمانی کردہ خود سے بھوج ترل راج کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرز بوم مین قدم رکھیگی
اُنکے مرکبون کے صدمہ سم سے ہماری مملکت اور معابد منہدم اور مسمار ہوجاوینگے اور شاہان بہمنیہ کے عہد کے موافق اطفال
اور وضیع و شریف اسیر اور دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ ایلچی معتبر اور معتمد ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر التماس
مراجعت کیجیے کہ یہ بندہ من بعد جادہ انقیاد اور فرمانبرداری پر مستقیم ہوگا بھوج ترل راج جو زیور عقل و دانش
سے عاری تھا دام فریب مین آیا اور عہد و میثاق بطریق کفرہ فجرہ جو بیش پہونچا تھا جو الیس لاکھ ہون نقد
ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس معاودت کی جو ابراہیم عادل شاہ کو غرض بھوج ترل راج
کی رفاہیت سے تھی زر نقد وصول کرکے مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشنہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور
تمامی امرا نقض عہد کرکے بسرعت باد و برق بیجانگر کی طرف روانہ ہوئے اور خیل و حشم درونی کو جو شہر کی
محافظت مین قیام کرتے تھے بعضون کو بطمع اور بعضون کو تہدید بھوج ترل راج سے منحرف کیا اور ایسا مقرر کیا
کہ اُسکو گرفتار کرکے ہمارے سپرد کرین تو راے زادہ کے قصاص مین اُسے ہلاک کرین مصورت مین جو عنان کام دست
اختیار بھوج ترل راج سے نکلگئی تھی راہ فرار مسدود دیکھکر فرمایا تو جمیع گھوڑون کو اور ہاتھیون کو اندھا کیا اور جو اہرات
از قسم یاقوت اور الماس اور زبرجد اور موتی وغیرہ جو قرنون کا اندوختہ تھا چکیون سے پیسکر خاک مین ملا یا اور جسوقت دربانون
نے دروازہ کھولا اور رام راج کو شہر مین درلائے بھوج ترل راج خنجر اپنے سینہ پر کینہ پر مارکر جہنم داخل ہوا اور مضمون
کان لم یکن ہویدا ہوا ہان ہیچ ہر سبب نگہبانی ملک و دولت بلاست ٭ گدا بادشاہست ناش گداست ٭ پھر رام راج
بلامنازعت تخت بیجانگر پر متمکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال دریافت
کرکے اسدخان لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ ادونی کے تسخیر کے واسطے رخصت کیا اس درمیان مین تنگنا دری بھائی
رام راج کا اسدخان لاری کے مدافعہ کیواسطے مع سوار و پیادہ بیشمار متوجہ ہوا اسدخان لاری نے ہاتھ محاصرہ سے
کوتاہ کرکے استقبال کیا اور حرب صعب کے بعد اسدخان لاری نے باگ معرکہ سے پھیری اور کفار نے سات فرسنگ تعاقب
کیا اُسکے بعد زمانہ نے ہندوی سیہ فام کیطرح جامہ خم نیلگون فلک مین ڈال کر رایات عباسی بلند کیا اور تنگنا دری ایک
گروہ لشکر منکسر اور منہزم مین فرد کش ہوکر بستر عجب و تکبر پر سویا شیر بیشہ ہیجا یعنے اسدخان لاری چار ہزار

جوان همه وش سخت کوش ابیات همه شیر مردان کارآزمائے ٭ دلیر و صف در کشور کشائے ٭ نگاه وغا هر یکے صفدری ٭ از ایشان یکے در صد لشکرے ٭ لیکن آخر دوے تکنا وڑی پر شجون مارا اور کفار بقدر طاقت دست و پا مار کر مدافعہ میں مشغول ہوئے اور آخر ضرب تیر سیدان گدار اسلامیوں سے قرار کو فرار پر اختیار کر کے راہ ہزیمت پائی ابیات سپاہی بود چنان تیر ٭ کہ ناگاہ سیلے در آید بسر ٭ نماند پیشہ صف دلیر ٭ کہ آنے توان بست او را پریر ٭ پھر تمام ہاتھی بیجانگریون کے اور رن دوہر مد تکنا وڑی کے اسد خان لاری کے ہاتھ آئے اسد خان نے اسی مقام پر پڑاؤ ڈال دیا اور تکنا وڑی اپنے پراگندہ سوار اور پیادے جمع کر کے چھ فرسخ پر اسد خان لاری سے فروکش ہوا اور عریضہ مشتمل ضعف واعجز اور کمک کی استدعا میں رام راج کے پاس ارسال کیا اُسے در جواب لکھا کہ مجھے اُنکی اطراف کے راؤن سے اطمینان کلی حاصل نہین ہوا ہے جس طرح سے میسر ہووے اسد خان لاری سے صلح کر کے اپنے رن دوہر مد کو رہا کر چنانچہ تکنا وڑی نے اسد خان لاری کو صلح کا پیام دیا اور اسد خان لاری نے ابراہیم عادل شاہ کو اعلام کر کے اشارہ کے موافق صلح قبول کی اور باحشمت و عظمت تمام بیجاپور کیطرف معاودت فرمائی اور ابراہیم عادل شاہ نے گھوڑے اور ہاتھی تکنا وڑی کے جو اسد خان لاری نے گذرانے تھے اُسے بخشے اور پایہ اُسکے رتبہ اور جاہ کا افزون کیا اور یوسف ترک شمہ دیوان کو منصب وکالت اور میر جملگی پر مخصوص ہوا تھا اُسے رشک و حسد سے خلوت میں عرض کیا کہ اسد خان لاری مذہب کے اتحاد کے سبب برہان نظام شاہ بحری سے اخلاص زیادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ قلعہ بلگوان اُسے دیکر اُسکا حلقہ بندگی اپنے زیب گوش کرے ابراہیم عادل شاہ نے بلا تحقیق صدق و کذب حاسد کی بات کو باور کر کے اسد خان لاری کے عزل کے بارے مین مشورہ کیا یوسف ترک شمہ دیوان نے جواب دیا کہ اُسے آپ بہانہ جشن شاہزادہ علی بلگوان سے طلب کیجیے جب وہ حاضر ہووے مقید کر کے دل اُسکے وسوسہ سے پاک کیجیے اور یہ مشورہ فاش ہوا اسد خان لاری نے محافظت مین کوشش کی اور جس وقت کہ فرمان طلب صادر ہوا وہ بیماری کا بہانہ کر کے نہ آیا ابراہیم عادل شاہ نے یوسف ترک شمہ دیوان کی تعلیم کے سبب اسد خان لاری کے مقصود کو بھی زہر دے کر رامی کیا لیکن قتل ہو کر مے حدار کھے اُسے کون [illegible] یہ تدبیر بھی راست نہ آئی آخر کو یہ تجویز ہوئی کہ یوسف ترک شمہ دیوان کو بلگوان کے جوار مین جاگیر دیں اور میر جملگی سے معاف رکھکر جاگیر کی طرف رخصت فرمادیں تو بوقت فرصت حکمت عملی سے اُسے اسیر اور دستگیر کرے اسد خان لاری کہ مرد جہاندیدہ تھا غفلت برطرف کر کے ہوشیار رہتا تھا یہانتک کہ ایک روز باغ کی سیر کو کہ بلگوان سے [illegible] فرسخ پر واقع تھا کچھ لوگ ہمراہ لیکر بسرعت تمام سوار ہوا اور ایک غلام حبشی کو مامور کیا کہ چار سو آدمی ہمراہ لیکر آوے اور مخبرون نے یوسف ترک شمہ دیوان کو خبر تنہا سوار ہونے اسد خان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار سے کہ اسد خان لاری کی گرفتاری کو بسبیل استعجال گرم عنان ہوا اور باغ کے اطراف مین پہونچکر جنگ کا نشان بلند کیا اور اسد خان لاری نے بھی دشمن کے مدافعہ مین ہمت مصروف کی طرفین سے مقابلہ ہوا دونون طرف کی فوج مل گئی تن و سر مین جدائی ہونے لگی ابیات سیاست در آمد بگردون بلی ٭ ز چشم جہان دور شد روشنی ٭ غبار زمین [illegible] عنان سلامت بردن شد ز دست ٭ میان گرم گشت آتش کارزار ٭ کہ از نعل اسپان بر آمد شرار ٭ یوسف ترک شمہ دیوان نے اسد خان لاری کے حملون کی برداشت کر کے لوازم ستیز و آویز مین تقصیر نہ کی اس صورت مین

جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیون نے قالب جوہر جان سے خالی کیا بیت ز بس کشتہ افتاد بر روے
دشت ٭ فلک گفت بس بس کہ از حد گذشت ٭ آخر الامر اسد خان لاری بعد از جنگ صایب فائق آیا یوسف
ترک شحنہ دیوان شکست فاحش کھاکر مفرور رہا اور ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ صحبت ... اور رنگ پیدا کیا
اظہار التفات کیواسطے یوسف ترک شحنہ دیوان کو مقید کر کے اسد خان لاری کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اسکی بے ادبی
سے ہماری طبیعت بہت آزردہ ہے مناسب ہے کہ وہ معتمد الدولہ اسے سزا کو پہونچاوے اسد خان لاری نے کہ اس معاملہ سے خبر
رکھتا تھا یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ ہی سے واقع ہوئی امیدوار عفو ہے اور یوسف ترک شحنہ دیوان کو اسپ و خلعت دیکر
رخصت کیا اور جب یہ قصہ بوالعجب برہان نظام شاہ بحری کے گوش زد ہوا از روے تدبیر اپنی مجلس مین مکرر مذکور کیا کہ
اسد خان لاری نے قولاً مہ ہمسے طلب کر کے تعہد کیا ہے کہ ولایت عادل شاہیہ مسخر کر کے ہمارے سپرد کرے اگر مین
اس وقت لشکر کشی کردن آسانی سے وہ ولایت تصرف مین آوے اور ان دنون مین کہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس ہجری
تھے امیر برید ترک سے موافقت کر کے احمد نگر سے روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف مین امیر قاسم برید ترک اور خواجہ جہان
دکنی اُس سے ملحق ہوکر آگے بڑھے اور زرین خان والے ... پانچ پتے جو شولاپور کے تحت تھے مردم عادل شاہیہ
کے تصرف سے برآوردہ کرکے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کیے اور جب برہان نظام شاہ نلگوان کے حوالی مین پہونچا
اسد خان لاری باوجود اُسکے کہ اس معنی سے بالکل آشنا نہ تھا اراجیف کے انتشار سے خوف زدہ ہوکر لاچار چھ ہزار
سوار لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اُسنے قوی پشت ہوکر نہب و غارت کی آگ مملکت عادل شاہیہ مین روشن
کی اور ابراہیم عادل شاہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف راہی ہوا اور اسد خان لاری شعبدہ بازی چرخ
سے متحیر ہوا علی محمد بدخشی کو علاء الدین عماد شاہ کے پاس برار کیطرف بھیجا اور حقیقت حال قلمی کر کے پیام کیا کہ اگر وہ جناب
برسم اعانت ابراہیم عادل شاہ کے قدم رنجہ فرماوین بندہ بھی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کریگا کہ اس پیر غلام کے گناہون
کے تشفیع ہووین اس درمیان مین نامہ ابراہیم عادل شاہ کا بھی پہونچا علاء الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان نظام شاہ
کہ قلعہ ارک بیجاپور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے مکانون مین آگ لگا کر بقصد جنگ باتفاق امیر قاسم برید ترک گلبرگہ کی
طرف متوجہ ہوا اسد خان لاری اثناے راہ مین انکی ترک رفاقت کر کے اپنی فوج لیکر علاء الدین عماد شاہ سے جا ملا اور یہ
کلام کیا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان نے از راہ خود غرضی عدالت پناہ سے عرض کیا کہ یہ بندہ یعنے اسد خان لاری داغ عصیان
جبہہ اخلاص پر رکھکر چاہتا ہے کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج آنحضرت کا مجھسے ایکبارگی منحرف ہوا اور مین
اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سے مظنہ اس قضیہ کا خاطر اشرف سے دور کردن کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور امیر قاسم
برید ترک بہ تعجیل حوالی ناگمراان مین آئے اس سبب سے خاص و عام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کا کہنا
سچ ہے کہ یہ اُسی کی تحریک سے آئے اس واسطے دریاے حیرت مین غوطہ کھاکر اپنی جاگیر کی حفاظت کیواسطے زمانہ سازی
کر کے چند روز اُنسے پیوستہ رہا اب خدمت مین حاضر آن کر جو کہ صدق اور حق ہے گذارش کیا امیدوار ہون کہ عدالت پناہ
کی پابوسی کو مجھے لیجا کر قلم عفو میرے جریدہ اعمال پر کھینچواوین اگر معروض قبول مین آوے زہے سعادت والا نہ بندگان
عدالت پناہ مالک و مختار ہین میری نسبت جو سیاست چاہین تجویز فرماوین تو میری جزا اور سزا پہونچنے سے اوروں
کو عبرت ہوں خلاصہ یہ کہ علاء الدین عماد شاہ اُسی روز بے سابقہ تمہید مقدمہ اسد خان لاری کو ہمراہ لیکر ابراہیم عادل شاہ کے

دائرہ دولت رکھا اور اس طرح سے حقیقت حال واقعی بیان کی کہ اسد خان لاری کی بیگمی اور اعدا کا مکر و فریب لائل
دراہین ثابت اور متحقق ہوا اُسی وقت عدالت پناہ نے اسد خان لاری کو آغوش ملاطفت مین کھینچکر اُس کا منصب
و جاہ افزون کیا اور اُسکے اور علاء الدین عماد شاہ کی صوابدید کے موجب برہان نظام شاہ اور امیر قاسم برید ترک
کی حرب کا عازم ہوا اور وہ طاقت مقاومت نہ لا کر پرگنہ تیر کی طرف روانہ ہوے اور ابراہیم عادل شاہ اور
علاء الدین عماد شاہ نے بھی اُس مقام مین مصلحت توقف نہ دیکھی بالاگھاٹ دولت آباد کی سمت متوجہ ہوے
ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و غارت مین فروگذاشت نہ کیا انھین دنون مین
قاسم برید ترک قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوا اور جناب قدسی منزلت
شاہ طاہر متوسط ہو کر اس طور طالب صلح ہوئے کہ برہان نظام ساڑھے پانچ پرگنہ شولاپور ابراہیم عادل شاہ
کو دیکر پھر قصد فساد کے گرد نہ پھرے اور صلح کے بعد ہر ایک نے اپنے مقام مین مراجعت کی اور دوسرے
برس کہ سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری تھے ابراہیم عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ رابعہ سلطان کو
اپنے عقد مین در لایا اور برہان نظام شاہ بھی سے کہ بادشاہ غیرت دار تھا ساڑھے پانچ پرگنہ کی استرداد کے سبب
سے اپنے اوپر استراحت اور آرام حرام کیا اور جو اُس سنوات مین درمیان ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین
عماد شاہ کے غبار کلفت بلند ہوا برہان نظام شاہ نے فرصت پا کر رام راج اور جمشید قلی قطب شاہ کو جو شاہ
و رامد سے اپنی موافقت مین راغب کیا اور باتفاق علی برید اور خواجہ جہان دکنی ولایت ابراہیم عادل شاہ کیطرف
متوجہ ہوا اور ان ساڑھے پانچ پرگنہ پر متصرف ہو کر قلعہ شولاپور کو بھی محاصرہ کرکے ولایت سرحد سے بہت خراب
اور ویران کیے اور چند مرتبہ ابراہیم عادل شاہ کے لشکر کو کہ اُسکے مدافعہ کے واسطے قیام کیا تھا شکست دیکر متفرق
کیا اور جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک کے سبب اُس طرف سے لشکر ولایت بیجاپور پر کھینچا اور
پرگنہ کاکنی مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکے ولایت گلبرگہ تک تاخت و تاراج عمل میں لایا اُسکے بعد قلعہ ساگر کو بھی محاصرہ کیا
اور اسی طرح سے رام راج نے برہان نظام شاہ کی ہدایت کے مطابق اپنے بھائی تنکا دری کو مع سپاہ گران
قلعہ رائچور کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا ابراہیم عادل شاہ اپنی دولت مملکت کو چار موجہ بلا میں دیکھکر حیرت میں
مضطر ہوا اور اسد خان لاری کو بلگام سے طلب کرکے اُس سے صلاح کی اُسنے بعد تامل و غور یہ جواب دیا کہ ہمارا
حقیقی دشمن برہان نظام شاہ ہے اور دیگر اعدا اُسکے طفیل سے اس مملکت کے متعرض ہوئے ہین اول فتنہ برہان
نظام شاہ کی تدبیر و علاج چاہیے کرنا پھر اور دشمنوں کے دفع مین مشغول ہونا چاہیے اور علاج برہان نظام شاہ
کا یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنہ جو مایۂ نزاع ہین اُسے واگذاشت کرین اُسکے بعد نامہ مروتی اور تواضع سے رام راج
کو کہ بادشاہ عظیم الشان ہے اور دوسرے بائین اُس طرف کو لکھکر مع تحف و ہدایا کے بعینہ مصحوب ایلچیان
لسان شیرین زبان بھیجیں اس لیے کہ کفار کا یہ ملک تھوڑی تواضع مین خوش ہو کر دم دوستی کا مارین گے جو تنکا دری براج
کہ جس نے اس تک اپنی مملکت معطا بین کی ہے اور دیگر راجہ اُس سے سازمت اور مخاصمت رکھتے ہین مصالحہ
کر لیگا اور جس وقت انکا خرخشہ برطرف ہووے جمشید قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میرے ذمہ ہے ابراہیم عادل شاہ
نے اسد خان لاری کی تدبیر پسند کرکے اُس پر عمل کیا اور جو تجویز کہ اسد خان لاری نے کی تھی

اسی طرح مہمات بکفایت تمام انجام ہوئے اُسوقت عادل شاہ نے باطمینان تمام جمشید قلی قطب شاہ کے اندفاع فساد کو اپنے ذمہ ہمت پر لازم و ملزوم جان کر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر اُسکی طرف رخصت کیا اسد خان لاری نے پہلے قلعہ کاکنی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کرکے عین سرما میں بجبر و قہر مفتوح کیا اور اُسے بیخ و بن سے کھود واکر اُسکا نشان باقی نرکھا پھر اتبکر کی طرف متوجہ ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ مین فائدہ ندیکھا ولایت تلنگ کی طرف کوچ کر گیا اور اسد خان لاری نے تعاقب کرکے دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کے واسطے مقرر کی تھی پسپا کیا اور قلعہ گلکنڈہ مین جمشید قلی قطب شاہ مضطر ہو کر خود مرتکب جنگ ہوا اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی **ابیات** سعادت بہ بخشایش داور ست ٭ نہ در چنگ بازوے زور آور ست ٭ کلید ظفر چون نیفتد بدست ٭ ببازو در فتح نتوان شکست ٭ منقول ہے کہ اُس دن بحسب اتفاق جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور تلوارین کھینچکر جھپٹے بجلی سی دونون لشکر کی آنکھ مین چمک جاتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر پر روکی عجب چستی اور چالاکی سے لڑتے تھے قضارا ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کے چہرہ پر لگا اسد خان لاری مظفر ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ مادام الحیات اُس زخم سے اکل و شرب کے وقت ایذا اُٹھاتا تھا پھر اسد خان لاری فتحیاب ہو کر سالماً غانماً بیجاپور مین آیا اور مہمات ممالک حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوے ابراہیم عادل شاہ لشکرکشی کے دغدغہ سے فارغ البال ہوا امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور ۹۵۱ھ نو سو اکاون ہجری مین برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سے احسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور بسبیل استعجال پہونچکر اُسے محاصرہ کیا یہ خبر سنتے ہی ابراہیم عادل شاہ بھی فوج بے حساب جمع کرکے بشوکت و عظمت اُس طرف روانہ ہوا اور دریاے بہورہ کے ساحل پر پہونچا جو سپاہ برہان نظام شاہ لب دریا پر حائل اور سنگ راہ تھی تین مہینے تک عبور میسر نہ ہوا یہان تک کہ ابراہیم عادل شاہ تنگ آن کر آخر برسات میں جرأت کرکے اور پھر اُس بحر زخار سے پار اُترا اور فریقین ترتیب سپاہ مین مشغول ہوئے جنگ عجب کا اتفاق پڑا لیکن بعد اشتعال نائرۂ قتال بخلاف ہمیشہ ابراہیم عادل شاہ مظفر و منصور ہوا برہان نظام شاہ فیل جنگی کوہ پیکر اور گھوڑے سبک چست رفتار بادصر صر چھوڑ کر منہزم ہوا اور ابراہیم عادل شاہ بعد اس فتح غیبی کے اپنی تنگ ظرفی کے باعث بادۂ نخوت سے اُبل چلا اور نوبت یہ پہونچی کہ ہنگام مےنوشی اور شراب کی کیفیت مین برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتین نالائم برہان نظام شاہ کی نسبت زبان پر لاتا تھا اور اندک تقصیر پر ارباب دخل اور مقربون کو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین حسب الحکم برہان نظام شاہ لشکر نظام برید کی ولایت پر پہنچکر قلعہ اوسہ اور قندھار اور اودگیر کی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کو دے کر کمک طلب کی ابراہیم عادل شاہ مثل ہاروت و ماروت بادۂ نخوت سے مدہوش ہو کر اُسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینے کے عرصہ مین دو مرتبہ برہان نظام شاہ سے لڑا ہر مرتبہ شکست فاحش پائی اتاتہ شاہی غنیم کے ہاتھ لگا اسپر بھی جور و ظلم و بدعت سے نہ باز آیا وہ دونون شکستیں مقربون اور نزدیکون اور ارباب دخل کی دغابازی سے تصور کرکے تین مہینے کے عرصہ مین چالیس برہمن اور ستر مسلمان کو بلا جرم قتل کیا خلائق

اُسکے اوضاع سے متنفر اور خائف ہوئی سب نے باہم اتفاق کیا کہ اُسکے بھائی شہزادہ عبداللہ کو تخت پر بٹھا دین
اور یہ خبر پیشتر اس ارادہ سے کہ جو ہنوز تا بعمل نہ آئے اُسکے گوش زد ہوئی مار ر سیاست گرم کیا اور
خلق کثیر کو تیغ دو دم کرکے سرد کیا اور شہزادہ بصد تعجیل بھاگ کر بندر گووہ کی طرف جا کر عیسائیون کے پاس
پناہ لے گیا اور انھوں نے بھی اُس کی عزت و حرمت مین کوشش کی اور ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ
بعضے قصور اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور ربستگیستین اُس کے تعلق سے جان کر رسم پروانہ التفات
اور میوہ بھیجنے کی یکقلم موقوف فرمائی اور اسد خان لاری کہ بلگانون مین تھا اُس نے اپنی ہمت اس پر مصروف کی کہ
نقد اخلاص کو اپنے خداوند نعمت کی محک نظر میں پورا ثابت کرے لہذا ایک جماعت کے ہمراہ دو زنجیر فیل مست جو
ہر جنگ میں ہوشیار تھے اور اسی قدر گھوڑے تازی اور اُسکے سوا اور بھی تحف و لطائف بھیجکر یہ عریضہ اپنے خط ریاض
سے تحریر کیا کہ ای سلیمان سریر سعادت و اقبال و ای سکندر مسند عز و جلال **بیت** چہ بد چہ شد کہ درمیان بندہ
ازمن + چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدۂ ازمن + سبب اس بے عنایتی کا کیا ہے اور باعث اس کم التفاتی کا کون ہے
بیت اگر گناہ کردہ ام ایک سرو تیغ و کفن + ورنہ بیموجب نشاید دوستان آزردن + جو کچھ ارباب غرض
نے اس بندہ کی تقصیرات سے سمع اقدس مین پہونچائے ہین مین ایک کو سوا اقرار کرتا ہون لیکن اس تہمت سے
جو ہین رکھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کی مانند بے گناہ ہون نہ یہ کلمہ میری زبان پر گذرا اور
نہ یہ امر بندہ کے عقیدے اور دل مین جاگزین ہوا ہے توقف کرنا اس حصن حصین میں اور نہ حاضر ہونا خدمت مبارک
مین دفع مضرت اعدا ہے اور اس معنی کو کوتاہ نظر آدمی اور کچھ سمجھکر رقم حرامخواری کی اس پیر غلام کے چہرے پر
کھینچتے ہین اگر مراحم اور عواطف بدیع شاہنشاہی شامل حال پر اختلال ہووے تو اعدا کی بد دلی اور شرمندگی
کے واسطے بوسہ دینے پایہ سریر خلافت مصیر میں سعادت اندوز ہون اور نہ دولت کہ طلبگار اُس کے ہین خلیفہ
کے اہتمام پر پشت کیں **ابیات** سگ ما ما تحفہ و پیشکش بہ تمام جہان مارگہ شاد و خوش نہ باشیم بہر دم
بخدمت کمر + ہم چون قلم بر خط شاہ سر + ابراہیم عادل شاہ اس پر بمقام التفات مین ہو کر چاہتا تھا کہ اُسکے تسلیہ
کو باحسن وجہ بلگانون مین روانہ کرے کہ ناگاہ شاہزادہ عبداللہ کے دیا دیے سر گریبان ملک سے نکالا اور یہ مقدمہ
معرض تعویق میں رہا اور شہزادہ عبداللہ کے قصہ کا یون بیان ہے کہ جب وہ برادر نامہربان کے جلاد غصہ کے
خوف سے بندر گووہ کی طرف معرور ہوا فرنگیوں نے اُسے مقام محفوظ مین ٹھایا اور اُسکے اعزاز و تکریم مین بہت
کوشش کی بعد ایک مدت کے بعضے مردمان بیجاپور کے ہواخواہ سے برہان نظام شاہ بحری اور جمشید قطب شاہ
کی نسبت دربارہ خصومت کے مفتوح کرکے التماس کمک کی یہ دونون شاہ کہ ابراہیم عادل شاہ کے اوضاع اور
اسد خان لاری اور بعضی امرا کی رنجش خاطر سے آگاہی رکھتے تھے ابراہیم عادل شاہ کے عزل اور شہزادہ عبداللہ کے
نصب پر متفق ہوئے اور اپنے موضع سے حرکت کرکے ولایت بیجاپور کی طرف گئے اور فرنگیوں کے پاس آدمی
بھیجکر پیام کیا کہ شہزادہ عبداللہ کو اس طرف رخصت کرین تو ہم اُسے بیجاپور کے تخت پر بٹھادین فرنگی اس امر پر راضی
ہوئے اور عبداللہ کے ورق پر چتر بلند کیا اور برہان نظام شاہ اور جمشید قلی قطب شاہ نے ایلچی اسد خان لاری کے پاس
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جو ابراہیم عادل شاہ کی بے ہنجاری حد سے گذری اور وہ معتمد الیہ بھی اُس سے رنجیدہ ہے ہم اگر چاہتے ہین کہ

شاہزادہ عبد اللہ کو بجائے اُسکے نصب کرین اور وہ خان والاشان اُسکی اتالیقی مین ممتاز رہے مناسب ہی کہ نلگیران سے جلد آپ کو ہمارے پاس پہونچاوے اسد خان لاری نے برہان نظام شاہ کے ایلچی سے درشتی کر کے کہا اگر ایلچی کشی مذموم نہوتی تو مین زخم تیغ سیاست سے تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسد خان لاری کی اعانت سے مایوس ہوا اور اسی عرصہ مین اسد خان لاری کی بیماری کی خبر پہونچی تیمیا نام ایک برہمن کو مخفی مع زر خطیر نلگیران کی طرف بھیجا تا کہ اہل حصار سے مرافقت و موافقت کر کے ایسا کرے کہ اسد خان لاری کے فوت کے بعد قلعہ برہان نظام شاہ کے سپرد کرین اور اسد خان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کے ارادہ پر واقف ہوا اُس برہمن کو جو ایک رعایا کے مکان مین پوشیدہ تھا دستیاب کر کے مع ستر آدمی اُسکے اعوان سے کہ جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا اقبال کیا تھا تہ تیغ کیا اور یہ امر جب جمیع مردم اور افسران سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسد خان لاری ابراہیم عادل شاہ کا دولتخواہ ہی شہزادہ کے پاس جانے کی فسخ عزیمت کی اور شاہزادہ کی جمعیت جو بندر کووہ کے اطراف مین مقیم تھی یہ خبر سنتے ہی شاہزادہ سے جدا ہو کر متفرق اور پریشان ہوئی اور اسد خان لاری نے جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہی اور سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کے مدافعہ کی نرہی اپنے ہاتھ سے عریضہ ابراہیم عادل شاہ کو لکھا اور التماس قدوم مین یہ بیت درج کی **بیت** چو باد صبح گذر کن سوی حدیقۂ انس ❊ چو سرو ناز قدم رنجہ کن درین گلزار ❊ ابراہیم عادل شاہ صلاح دولت اُسکی ملتمس کی اجابت مین دیکھکر بتاریخ غرہ ماہ محرم سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری مین بسبیل استعجال روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین خبر رحلت اسد خان لاری کی سنکر اُسی شب اپنے تئین نلگوان مین پہونچایا اور بازماندون کو امر تصبیر کر کے تمام مہات اور متروکات پر متصرف ہوا اور انصار انے جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت پریشان ہوئی اُسکو پھیر کر بندر کووہ کی طرف لیگئے اور بادشاہ نے بھی اپنے مقر کی طرف معاودت فرمائی اسد خان لاری وفور فراست اور کاردانی مین اتصاف تمام رکھتا تھا اور ضبط و ربط و حل و عقد مہات مین نشان بے شالی بلند کرتا تھا اور رایان بیجانگر اور شاہان دیگر اُس سے طریق مصادقت اور ملائمت کہ عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سے ہی جاری رکھتے تھے اور اسباب جاہ و مکنت اور زر و جواہر اسقدر اُسکی سرکار مین جمع ہوا تھا کہ محاسبان سریع الحساب اُسکے حساب و شمار سے عاجز تھے چنانچہ سو من برنج اور پچاس گوسفند اور ایک سو مرغ اُسکا شلان تھا اور اُسی کے مخترعات سے مثل قبا و خنجر و زین دکن مین شہرت تمام رکھتا ہی اور وہ اول شخص ہی کہ زین پشت فیل پر رکھی اور لگام اُسکی سر پر کر کے بے چابک تحریک انگشت پائے فیل کو مطیع کر کے راہ پر لایا لیکن جو وہ حیوان سرکش ہی اور دہانہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے اطاعت نہین کرتا تھا اس اختراع نے شہرت نپائی منسوخ ہوئی اور یہ بھی منقول ہی کہ ابراہیم عادل شاہ اپنی بیٹی بانی بی بی کو علی برید کے نکاح مین درلایا اور علی برید کو اس خویشی سے ساتھ اپنے متفق کیا اور برہان نظام شاہ نے چند ایلچی لسان چرب زبان رام راج کے پاس بھیجے اور تحف و ہدایا کے ارسال سے بنائے مصادقت ڈالی اور اسطرف سے رام راج نے بھی ہدیہ بھیجکر طریق اتحاد کو جاری رکھا اور عالت پناہ یہ اخبار سنکر برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کہ بیجاپور مین تھے گونہ شکایت درمیان مین لایا اور یہ ہراسان ہو کر بیجانگر کیطرف بھاگے اور وہان پہونچکر رام راج سے عرض پیرا ہوئے کہ جو ابراہیم عادل شاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ بحری ساتھ ان کنار کے قاعدہ ہمارے قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہمنے اپنے تئین اس دیار مین پہونچایا رام راج کہ کافر غیور اور عظیم الشان

خلاص اوصلح سے حاصل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے باپ کے خلاف ابراہیم
عادل شاہ کی دوستی تمہاری دوستی پر قبول کی ہے مناسب یہ ہے کہ تم اب اسکی اسی دغا بازی کے بدلے قلعہ کلیان اسکے
حوزۂ تصرف میں دلا دیں اس صورت میں برہان نظام شاہ بحری کہ اس وقت کا منتظر تھا اس کی صلاح کے بموجب
قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوا اور شوکت وحدت کے ساتھ کوچ متواتر کر کے قلعہ کو محاصرہ کیا ابراہیم
عادل شاہ نے بھی بقصد استخلاص اہالیان قلعہ بیجاپور سے عزیمت فرمائی اور برہان نظام شاہ کے لشکرگاہ سے دو کوس
پر خیمہ و خرگاہ بلند کر کے فروکش ہوا عقب برہان نظام شاہ نے ترک محاصرہ کیا اور حرب میں بھی نہ مشغول ہوا تو ابراہیم
عادل شاہ نے اپنے لشکرگاہ کے گرد اگرد ایک دیوار کھنچوائی اور امرائے برک کو کہ تاخت و تاراج میں مشہور تھے
بیلنے نظام شاہ بحری کے اردو پر مقرر کیا جس سے قحط عظیم ان لوگوں میں واقع ہوا اور آدمی نہایت مضطرب اور بے قرار ہوئے
چنانچہ اکثر عقلا کی رائے اسپر قرار پائی کہ گھوڑے ہماری سواری کے نہایت ضعیف اور لاغر ہوگئے ہیں اور مرکوب
بھی مقابلہ کی قوت نہیں رکھتے لازم ہے کہ احمدنگر کا راستہ لیویں مگر بعد بری امور بطور دیگر تھے چنانچہ تفصیل اسکی واقعات
نظام شاہیہ میں سمت گزارش پاوے گی خلاصہ یہ کہ صبح عید رمضان کو کہ مردم عادل شاہیہ نہایت غفلت کی صف آرائی
میں لوازم عید میں مشغول تھے کہ ناگاہ سیف عین الملک وغیرہ امرائے نظام شاہیہ عادل شاہ کے خیمہ و خرگاہ پر
تاخت لاکر جدال و قتال میں مشغول ہوئے یہ سراسیمہ اور مدہوش ہو کر بھاگے جو ابراہیم شاہ اسدم غسل عید میں
مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نہ پائی سراپردہ سے نکل بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری نے اسی روز راہ
آنا سنگ کے قلعہ کلیان کیطرف عزیمت کی اور قسم کھائی کہ اگر اہل قلعہ اسی وقت قلعہ میرے سپرد نہ کرینگے تمام مرد و
زن کو قتل کر دونگا اہل قلعہ نے کہ ابراہیم عادل شاہ کی شکست سے بیدل ہوئے تھے امان لیکر قلعہ تسلیم کیا اور برہان نظام شاہ
بحری کو تین عیدیں ایک دن میں حاصل ہوئیں اور ابراہیم عادل شاہ نے کہ قتل اور توپخانہ کے تاراج ہونے سے اعراض
تھا ناگاہ ملک نظام شاہیہ میں داخل ہو کر چار لاکھ ہن تحصیل کئے اور جسقدر کہ ممکن ہو سکا اسکی ویرانی اور خرابی میں تقصیر اور
کوتاہی نہ کی اور ناگاہ بطور ایلغار قلعہ پریندہ میں پہنچا اور دروازہ کشادہ دیکھکر یکایک قلعہ میں در آیا اور مردم خواجہ جہان
دکنی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور اس حصن حصین کو ایک دکنی معتبر کو جو بہادری میں مشہور تھا تفویض کر کے بیجاپور
کی طرف گیا اور یہ خبر کلیان کے اطراف میں منتشر ہو کر برہان نظام شاہ بحری اور خواجہ دکنی کو پہونچی تو عازم استرداد ہوئے اور
جب قلعہ پریندہ سے بیس کوس دوری پر پہونچے وہ بہادر دکنی قلعہ چھوڑکر ایسا بھاگا کہ بیجاپور تک کسی مقام میں مڑکر نہ دیکھا اور
شاہ جمال الدین انجو سے جو معاصر برہان نظام شاہ بحری تھا اس دکنی بہادر کا سبب فرار یوں سنا گیا کہ جب خبر توجہ برہان
نظام شاہ بحری کی اسے پہونچی ہراس بقیاس اسپر مستولی تھا اور فکر کرتا پر دل ہی دل میں کسی کو اپنے مافی الضمیر پر مطلع
نہ کیا یہاں تک کہ ایک شب کو اپنے محل میں سوتا تھا چڑیا کی آواز کو خیال صدائے لشکر برہان نظام شاہ بحری سمجھ کر
بے تحاشا سراسیمہ وار دروازہ کھولکر راہ فرار پائی مردم قلعہ بھی اسے ایسا مضطرب دیکھکر اسکے نقش قدم پر دوڑے
اور قلعہ کو خالی چھوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکنی نامرد کی گردن ماری اور قلعہ کلیان کے استخلاص
کی فکر میں ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو جب یہ ارادہ معلوم ہوا تو ایک معتبر کو رام راج کے پاس بھیجکر ابراہیم
عادل شاہ کے ارادہ پر اطلاع دی اور بعد گفت و شنود ایسا مقرر ہوا کہ رائچور کے اطراف میں ملاقات کر کے جو کچھ صلاح وقت

ہو عمل مین لاوین پھر سنہ ۹۵۹ نوسو اُنسٹھ ہجری مین رام راج مع سپاہ بسیار رایچور کیطرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بھی مع خیل وحشم ولایت ابراہیم عادل شاہ کے درمیان سے گزر کر راے بیجانگر سے ملاقی ہوا اور یہ تجویز ہوئی کہ رام راج قلعہ رایچور اور مدکل لیکر برہان شاہ کو شولاپور پر قابض کرے پھر دونون بادشاہون نے اول قلعہ رایچور کو محاصرہ کرکے ایک مدت کے بعد بہ امان فتح کیا اور جب اہالیان حصار مدکل نے یہ خبر سنی اُسکی کنجی بھی رام راج کے پاس بھیجی اُسنے قلعون کو مردم معتبر کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بحری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو بھی فتح کرکے اُسکے سپرد کرین اور رام راج اپنی دار الخلافت کی طرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بیجانگر کی معاونت کے باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بر کوچ آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج و بارہ اُسکا شکستہ کرکے مسخر کیا اور پھر تعمیر کرکے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوا پھر نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد ارکان دولت اور اعیان مملکت کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب مصادقت اور اخلاص کے کشادہ ہوے اور سرحد مین ملاقات کی اور لوازم عہد و پیمان کو سود کرکے مستقر حکومت کیطرف معاودت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار محبت خصومت سے مبدل ہونے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک اور سلسلہ جنبانی کے باعث کہ آندنون حسین نظام شاہ کے خوف سے بھاگ کر بیجاپور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولاپور کے استخلاص کی فکر مین پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری جو حسین نظام سے متوہم ہو کر برہان عماد شاہ کے پاس ولایت برار مین گیا تھا اُسکو حسن تدبیر سے وعدہ ہاے دلفریب پیش کیے اور اسد خان لاری کی جاگیر اُسے سپرد کرکے بخطاب والقاب سیف الدولۃ القاہرہ عضد السلطنۃ الباہرہ امیر الامرا سیف عین الملک دیگر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور مائین اور تنکری اور راے باغ جاگیر دیگر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ مین اُسکی اور خواجہ جہان دکنی کی صلاح سے چتر شاہی شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ بحری کے سر پر کہ اُسکے پاس پناہ لیگیا تھا مرتفع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اُسے تخت احمد نگر پر متمکن کرے بعد اُسکے شولاپور کی تسخیر مین مشغول ہووے پھر سپاہ زر منخواہ بیجاپور سے رخصت کرکے شاہزادہ علی کو مع دوہزار سوار نظام شاہی کے جو اسی عرصہ مین حسین شاہ بحری کے سطوت اور غضب سے مفرور ہوکے بیجاپور آئے تھے سرحد کیطرف اپنی روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور نامے مشتمل بر مواعید اکابر و اشراف احمد نگر کے پاس بھیجکر اُنھین شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے کے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی کی طرف میل اور رغبت نہ کی حسین نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر مع لشکر ملکی برہان عماد شاہ کی سرحد کی سمت متوجہ ہوا ابراہیم عادل شاہ نے بخلاف عادت سر گنج کھول کر تخمیناً چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کیے اور سیف عین الملک کے استظہار کے سبب تنور حرب گرم کرنے مین عازم وجازم ہو کر بکوچ متواترہ سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولاپور مین جانبین سے صفوف مصاف آراستہ ہوئین میمنہ پر عین الملک کنعانی اور انکس خان کو مقرر کرکے میسرہ نوز خان و امام الملک کے سپرد کی اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلب مین قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنے ہراول کیا اور حسین نظام شاہ بحری نے بھی جیسا کہ اُسکے وقائع مین مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بحری خان اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہراول کیا اور آتشبازی کے عرابے پیش لشکر جا بجا قاعدہ سے نصب کیے اور سیف عین الملک اظہار شجاعت اور مجراے خدمت کیواسطے بسرعت تمام دشمن کیطرف روانہ ہوا

اور جلد اول مین تو بچا۔ قلعہ نظام شاہی پر متصرف ہوا اور سپاہ دل کو جو عمدہ لشکر شاہی تھا اُسے درہم برہم کر کے فوج قلعہ مین بھیجا اور حسین نظام شاہ بحری کس مع لشکر خاصہ اور فیل ہائے ابراہیم عادل شاہ کی حرب پر آمادہ ہوا تھا کلری تلنگ تلوار علم کر کے سیف عین الملک پر حملہ آور ہوا اور فوج جانبین اس جنگ سے لڑنے لگی تا آنکہ چیرہ ہوتی تھی اور مقتل اُس کے جنگ مصاف اس زمانہ مین واقع ہوئی تھی ظہور مین آئی جو طرفین جان سے سیر ہوئی شمشیر ہوئی قریب تھا کہ افواج قلعہ نظام شاہی متزلزل ہو کر سعوق ہو دست کر تا کہ شکست راہ نظام شاہیہ سے شل تر خان دکنی اور جہانگیر خان حبشی اور معصوم خان شیرازی کے جو میسرہ ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ جنگ کر کے منہزم ہونے تھے نشان نظام شاہی برپا دیکھکر گرد آوری ہی کی اور اپنے صاحب کی مدد کے لیے عین تغیر اور تاویر مین پہونچے جب کہ سیف عین الملک نے دیکھا کہ افواج نظام شاہیہ کمک کو آئی اور ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے کمک نہین پہونچی ہی بالضرورت حسب عادت اپنی کہ جس وقت دشمن کا غلبہ مشاہدہ کرتا تھا پیادہ یا معرکہ مین ایستادہ ہوتا تھا پاے ثبات رکیب مین گڑا دیا تو بہادران جدائی کو معلوم ہو کہ سردار ارادہ بھاگنے کا نہین رکھتا ہی مالک پر جا ہو کر حق نمک ادا کرین یا لڑائی فتح کرین اُسوقت بھی گھوڑے سے اُتر کر میدان سر مین ایستادہ ہوا تھا کہ دفعۃً ایک کوتاہ نظر نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ خبر پہونچائی کہ مین نے عین معرکہ مین دیکھا کہ سیف عین الملک نے گھوڑے سے اتر کر حسین نظام شاہ کو کہ اُسکا قدیم صاحب ہی سلام کیا اُسکے بعد اپنی سرخروئی کے واسطے اُسکے ہاتھ سے بیڑہ پان کا اس شرط پر لیا ہی کہ تجھے گرفتار کر کے اُسکے سپرد کرے ابراہیم عادل شاہ نے بدون اُسکے کہ تامل کر کے آدمی بھیجے اور اس امر کی تحقیق صدق و کذب مین کوشش کرے فیلا گھوڑا پھیر کر راہ بیجاپور کی لی سیف عین الملک نے مع تہائے سپاہیان خاصے افواج نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا تھا اور یقین تھا کہ قتیماب ہو ابراہیم عادل شاہ کی خبر فرار سنکر اُسنے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اپنے جواہر زادہ صلابت خان کو کہ زخم کاری اُٹھا کر گھوڑے سے جدا ہوا تھا پارچہ مین لپیٹ کر اس ارادہ سے ابراہیم عادل شاہ کے پیچھے دوڑا کہ اُسکو بیجاپور کی روانگی سے مانع آن کر شکست کی درستی مین کوشش کرے جب ابراہیم عادل شاہ کی نظر سیف عین الملک پر پڑی اس گمان سے کہ یقیناً میرے پکڑنے کو آتا ہی بدحواس ہو کر گھوڑا خاصہ کا سرپٹ پھینکا اور بیجاپور تک اُسکی باگ نہ روکی اُسکے بعد سیف عین الملک بلدہ بیجاپور مین پہونچا ایک اپنے معتمد کو عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر عرض پیرا ہوا کہ میرا کل اسباب اور مال چھوڑ کر مع اسپ و تیغ جانہ بدوش بیک بینی و دوگوش آیا اور خیمہ و خرگاہ نہین رکھتا کہ اُسکے سایہ مین بسر کرے اگر خزانہ عامرہ سے کچھ اعانت ہو وے تو البتہ سامان درست کر کے ملازمت میں حاضر ہووے عدالت شاہی سے بعید ہو گا عدالت پناہ جو اس شکست کو اُسکی ترتیبی اور بحش لشوی اور مش روی سے جانتا تھا عطا کا دروازہ اُسکے منہ پر بند کر کے فرمایا نہیں ایسا کر ے اعتدال در کار نہین ہو جس طرف تجھے منظور ہو جا سیف عین الملک نے جو جان نثاری کے سوا کچھ تقصیر کی تھی سمجھ ہو کر پیام سمجھا کہ میں نے از روئے صدق و اخلاص پر کا خدمت گاری اور جان سپاری کا کمر جان پر باندھ کر بچشم سعی یار اور ہمت اپنے فرق مبارک پر نثار کر کے دریغ مال و اسباب سے نہ کیا دوسرے دروازے پر جانے کی تمنا نہین رکھتا بیت جز آستان توام در جہان پناہے نیست سر مرا بجز این در حوالہ گاہی نیست مقصد یہ تھا ہی عدالت پناہ جہاں یا بچا این ہم جا کر اور سلام مین

دوسری سرکار مین نہ جاوینگے اور جو اس پیغام اخلاص اشتمال نے بھی رائحہ سرکشی کا ابراہیم عادل شاہ کے دماغ
معطرہ مین پہونچایا ایلچی کو طمانچہ مار کر دربار سے نکالدیا اور سیف عین الملک نے مایوس ہوکر اپنے اصحاب حل و عقد
سے مشورہ کیا مرتضیٰ خان انجو اور میرزا بیگ سیستانی اور عالم خان اور فتح اللہ خان نے متفق اللفظ و
المعنی ہوکر جواب دیا کہ اس شاہ کی خدمت مین دوبارہ عرض والتماس کا یارا نہ با صلاح وقت یہ ہیکہ ولایت مان
مین جاکر تحصول خریف کا معرض وصول مین لاوین اور ساز و سلب اپنا درست کرین جب لشکر عادل شاہی ہمارے
استیصال کیواسطے مامور ہوے جس طرف مناسب جانین روانہ ہووین سیف عین الملک کو یہ راے پسند آئی
اسی دن بیجاپور سے کوچ کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک سردار کو مع پانچ ہزار سوار اسکے
دفع اور اخراج کیواسطے مقرر کیا اور جب وہ نہر ولایت مان کے کنارے پہونچا صلابت خان با اجازت سیف عین الملک
مسلح ہوکر اس سے آتش کارزار افروختہ کرکے عدالت پناہ کی فوج کو بیحال اتبر ہزیمت دیکر اس کے فیل و اسپ
پر متصرف ہوا اور سیف عین الملک قوی تر ہوکر دندان طمع فصل ربیع پر بھی مارا اور پرگنات جاگیر کے سوا ولایت مرچ و کلہر
وغیرہ پر قابض و دخیل ہوا ابراہیم عادل شاہ نے دوبارہ اسکے قلع و قمع کی فکر مین دس ہزار سوار و پیادہ آراستہ
کرکے دلاور خان حبشی کے ہمراہ جو آخر مین وکیل السلطنت ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا تھا تعین فرمائے اُس مرتبہ سیف
عین الملک اور صلابت خان بعزم جنگ افواج آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کے نواح مین دلاور خان جنگجو سے دوبدو
ہوئے اور خوب تلوار چلی طرفین کے بہادرون نے جانبازی کا کوئی مقدمہ اٹھا نرکھا آخر کو دلاور خان مجروح ہونے سے
لاچار ہوا سیل خون اُس کے سر و رو سے جاری ہوئی پھر میدان کین مین ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پاؤن قرار کا جگہ سے ہلگیا
راہ فرار پائی سب فوج درہم و برہم ہوگئی دلاور خان ایک جمعیت سے بھاگا جاتا تھا سیف عین الملک نے مع
فوج چار کوس تک تعاقب کیا عادل شاہی کے بہت لوگون کو مرکب حیات سے خاک ممات پر ڈالا اور اسقدر
اسباب اور اموال اور اسپ و فیل و شتر دستیاب کرکے مالامال ہوا کہ شکستگی اور نقصان اپنا جیسا کہ چاہیے ہو درست کرکے
قوی حال ہوا اور فوج و حشم تازہ فراہم کرکے پانچہزار سوار خوب دو اسپہ و سہ اسپہ اور فیل اور توپخانہ بہم پہونچایا ابراہیم عادل شاہ
نے تیسری مرتبہ چالیس ہزار سوار مرتب کرکے فیل و توپخانہ جنگی ہمراہ لیکر خود اسکے دفع کے واسطے سوار ہوا جب نہر ولایت
مان پر پہونچا دیکھا کہ سیف عین الملک اپنی سپاہ آراستہ کرکے قصبۂ مان مین مقیم ہے اور نہین بھاگتا چند روز
دریا کے کنارے توقف کیا اور سیف عین الملک کہ لشکر کو فراہم لاکر بھاگنے پر مستعد ہوا تھا بادشاہ کے
توقف و اقامت سے اپنے تئین صاحب وجود جانکر فسخ عزیمت کی اور شیر نر کی طرح جنگ پر آمادہ ہوکر
تین روز پیہم اور متواتر افواج آراستہ کرکے ابراہیم عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف آتا تھا اور پلٹ جاتا تھا اس
پریشانی سے لشکر عادل شاہی کے وضیع و شریف تینون دن مسلح اور مکمل ہوکر صبح سے شام تک گھوڑون کی
پیٹھ پر سوار رہتے تھے رات کو خستہ اور کوفتہ ہوکر خیمہ و خرگاہ کی طرف جاتے تھے جب چوتھے دن سیف
عین الملک صفون کو آراستہ کرکے متوجہ ہوا مردم عادل شاہی اسدن کو بھی روزہاے سابق کی طرح تصور
کرکے اپنے مقام سے نہ ہلے ہرچند قراول کہتے تھے کہ اب سیف عین الملک مع فوج آپہونچا کوئی شخص گھوڑے
پر سوار نہوتا تھا اور ہتھیار اور سازنہ باندھتا تھا کہ ناگاہ میدان کے کنارے سے نشان لشکر سیف عین الملک کے

نمودار ہوئے ابراہیم عادل شاہ نے ناچار ہو کر بغیر اُسکے کہ عزم و احتیاط کے فوج کو آراستہ کرے دشمن کی طرف روانہ ہوا اور سیف عین الملک نے اُسکے مقابلہ اور مقاتلہ سے ہراسان ہو کر مشیروں سے مصلحت پوچھی سب کی یہ رائے ہوئی کہ جس فوج کے ساتھ چتر بادشاہی ہو اُس سے مقابلہ نکرنا چاہیے مرتضی خان انجو کہ سید پر غرور تھا اور سیف عین الملک مریدوں کے مانند اُس سے سلوک کرتا تھا وہ بولا کہ چتر پڑتا ہے اسکا ملاحظہ نچاہیے اس شگون کو فال نیک سمجھکر بعزم رزم گھوڑے جولان کیے اور پانچہزار سوار ایک جگہ جمع کرکے فوج عادلشاہی کے میمنہ و میسرہ کو نظر انداز کرکے دیکھا جس مقام میں کہ چتر سامان تھا حملہ آور ہوا اور مؤلف کتاب نے پدر ایک سپاہی سے جو اس معرکہ میں شریک تھا سنا کہ جب سیف عین الملک نے گھوڑا جولان کیا پانچہزار جوانان یکدل اُسکے ہمراہ تھے ایک مرتبہ گھوڑوں کو جلو دے کر ابراہیم عادل شاہ کی فوج خاصہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اہالی قلب اس حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے اور ابراہیم عادل شاہ نے بیجاپور پہونچکر قلعہ مین دم لیا اور چتر اور فیل اور توپخانہ اور اثاثہ شاہی کہ اُسکے ہمراہ تھا سیف عین الملک کو نصیب ہوا اور ملک کی بیرنگی سے خلل تمام اُسکے دولت میں ظاہر آیا اور وہ موضع تورہ مین کہ بیجاپور سے دو کوس ہے نزول کرکے اکثر ولایت عادل شاہ پر متصرف ہوا اور فوج ہمراہی اُسکی ہر روز شہر کے باہر تاخت لاکر انواع مزاحمت پہونچاتی تھی اور غلہ اور آذوقہ متحصنوں کا سد کیا جاتی تھی عادل شاہ نے اُسکے سوا اور علاج نہ دیکھا کہ رام راج کو اپنا شریک مدد و معاون کرکے اس فساد کے نائرہ کو بجھا دے آخر اُسے سات لاکھ ہون بھیجکر کمک طلب کی رام راج نے اپنے بھائی تنکماوری کو لشکر انبوہ کا سپرد کرکے دفع اعدا کے واسطے روانہ کیا سیف عین الملک نے اسد خان لاری کی تقلید کرکے چاہا کہ لشکر بیجانگر پر شبخون مارے اور تنکماوری نے یہ امر دریافت کرکے تاکیداً اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب خرد و بزرگ ہوشیار ہو کر ہر ایک ایک چوب ساڑھے دس گز کی لانبی بہم پہونچاکر اُسکے سر پر گودڑ تیل مین چرب کرکے لپیٹیں اور رات کے وقت جب غلغلہ ہووے سب کو ایکبارگی روشن کرین سیف عین الملک اس امر سے غافل ہو کر دو ہزار مرد اہل نبرد اپنے لشکر سے انتخاب کرکے باتفاق صلابت خان شبخون پر آمادہ ہوا اور جب بیجاپور سے تین کوس پر بیجانگر کی فوج پر شبخون لیگیا اور مارا مار اُنکے اُردو مین در آیا ہندوؤں نے بموجب مذکور اپنی مشعل روشن کرکے شب تیرہ کو روز پر نور کے مانند کر دیا ایک سے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا اُسوقت بیجانگر کے پیادوں نے چاروں طرف سے ہجوم کرکے ضرب چوب و سنگ تیر و تفنگ سے طرفۃ العین مین تخمیناً ہزار جوان ہلاک کیے سیف عین الملک اور صلابت خان نے بقصد ہمت اس سیل فنا اور غرقاب بلا سے برآمد ہو کر راہ فرار پائی اور سراسیمگی سے اپنے لشکرگاہ کا راستہ بھولکر اودھر طرف جا پڑے اس سبب سے اُنکی تمام فوج متفرق ہو گئی جدھر سینگ سمائے اُدھر راہی ہوئے دو سو آدمیوں سے زیادہ اُسکے ہمراہ نرہے اور جب تین پہر رات گذری اور سیف عین الملک پیدا نہوا اُسکے قتل ہونے کی شہرت ہوئی اُسکے لشکر کے اعلے ادنے بیدل ہو کر کافور ہوئے جب طلیعہ صبح نے اشتہار کیا سیف عین الملک وہاں پہونچا اور اپنے اُردو سے نشان نپایا پانچسو آدمیوں کو ہمراہ لیکر دشت ادبار کی طرف آوارہ ہوا اور وہاں کے راستے سے ولایت نظام شاہیہ کی طرف نکل گیا توفیق الٰہی سے انجام حال و مآل اُس کا قضایاے نظام شاہیہ کے ضمن میں مذکور ہوگا اور ابراہیم عادل شاہ انہیں دنوں مین امراض متضادہ لیے

ناسور مقعد و بواسیر و ذلق الامعا اور تپ مطبقہ اور دوران سر مین گرفتار ہوا ہبت اطباے ہند کہ اُسکے معتمد علیہ تھے جب کسی کا معالجہ اثر پذیر نہوتا تو اُسکو مار ڈالتا اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اُسکے جملہ اطبا نے ولایت سے جلا وطنی اختیار کی اور عطارون نے اپنا پیشہ ترک کرکے دوکانین بند کین اور اُسکی بیماری نے دو برس کا عرصہ کھینچا اور شہور سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین برحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجہیز و تکفین جنازہ اُسکا قصبہ کوکی احاطہ شیخ جنید جبدری مین لیجاکر اُسکے باپ دادا کے پہلو مین مدفون کیا اور اس سے دو فرزند اور دو بیٹیان باقی رہین ایک فرزند علی کہ ولیعہد ہوا اور دوسرا فرزند طہماسپ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی لقب اُسکا ہی بیٹیان باتی بی بی زوجہ علی برید اور ہدیہ سلطان منکوحہ نظام شاہ بحری مدت اُسکی سلطنت کی چوبیس سال اور چند ماہ تھے

ذکر ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی جہانداری کا

راویان اخبار و حاکیان آثار ارقام اقلام عنبرین قام سے مشام ارباب دانش و بینش کو یون معطر کرتے ہین کہ علی عادل شاہ عہد طفلی سے حدت ذہن اور جودت فہم اور شوخی طبع مین موصوف تھا اور جب ممیز ہوکر سن رشد کو پہونچا اُسکا باپ ابراہیم عادل شاہ شکر و سپاس بجالایا کہ معبود حقیقی نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے جد و پدر کے مذہب سے بیزار ہوکر دین حق یعنے مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد اور زاہد اور عارف اور خائف اور کثیر السکوت یعنے بہت کم سخن اور دائم الشکر تھے اختیار کیا اور شعار روافض برطرف کرکے اُس سے ایک اثر نہ چھوڑا علی عادل شاہ کہ اُس مجلس مین حاضر تھا شوخی طبع سے آپ کو ضبط نہ کرسکا عرض پیرا ہوا جو دین آبا کا ترک پسندیدہ ہی تو لازم ہی کہ تمام بنی آدم ایسا کرین ابراہیم عادل شاہ نے غیظ مین آن کر استفسار فرمایا کہ تیرا کیا مذہب ہی اُس نے جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہون آیندہ عالم الغیب عالم و دانا ہی ابراہیم عادل شاہ اُس کی ہمزبانی اور اس جواب کی طلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادل شاہ شیعہ ہی اور یہ اثر خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کرکے علماے ہند سے فتوی لیکر اُس مسکین کو قتل کیا اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بنجاری کو علی عادل شاہ کی تعلیم و تادیب کیواسطے کہ حد شباب کو پہونچا تھا مقرر کیا قضارا وہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانہ کے ملاحظہ سے آپ کو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اس واسطے علی عادل شاہ اُسکو معزز اور گرامی ترجان سے رکھکر اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اتفاقاً اُن دنون مین ایک جماعت مقربان ابراہیم عادل شاہ نے برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ مخفی ہمزبان ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم عادل شاہ کو چاشنی گیر کے ہاتھ سے مسموم کرکے اُسکے بھائی شاہزادہ عبداللہ کو جانشین کرین اور خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھین اور چاشنی گیر کہ سُنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بحری کے ارادہ سے مطلع ہوکر ہاتھ موافقت سے کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدا مین خوان سالار بھی اس امر مین شریک تھا سب کو سزا دی اور ہرچند بجری بھائی کی عدالت پناہ پر واضح نتھی اس پر بھی واہمہ غالب ہوا اور جس وقت عدالت پناہ قلعہ پنالہ کی تفرج کے واسطے تشریف لائے وہ مع مال خطیر بھاگ کر بندر گوہ کی طرف گیا اور جو علی عادل شاہ کا آغاز شباب تھا ابراہیم عادل شاہ اُس سے بھی

متوجہ ہوئے اور آپ سے مع لشکر قلعہ مرج کی طرف بھیجکر سکندر خان قلعہ دار کو اُسکی محافظت کی تاکید کے بادین حکمنامہ تحریر
فرمایا اور یہ بھی حکم تھا کہ روافض کے ساتھ اختلاط اور ارتباط نکرنے پائے مگر حسن العمل سے ، اور اُسکا
داماد کامل خان دکنی کہ اسمٰعیل عادل شاہ کے ملک پر دردہ اور شیعہ مذہب سے تھے ملا دخان کوشش
کرکے اپنا دوست اور عبودیت علی عادل شاہ کا کمر ہمت پر باندھکر اُسکی استرضای خاطر میں کوشش کرتے تھے
اور جب ابراہیم عادل شاہ صاحب فراش ہوا اور دور نزدیک کے آدمیوں کو معلوم ہوا کہ یہ مرض مرض موت
ہے علی عادل شاہ خود بیمار کے وقت بسر برہا کر اوان بطریق شیعہ کہتا تھا اور گاہی کامل خان دکنی کو مامور
کرتا تھا کہ بدین صورت ساتھ مودی کے قیام کرے اور ابراہیم عادل شاہ بحالت بیماری اور شدت مرض مین وہ
اخبار وحشت آثار سنکر چاہتا تھا کہ چھوٹے بیٹے شاہزادہ طہماسپ کو اپنا جانشین کرے جب اُسے دریافت ہوا کہ
بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ وہ بھی اُس سے سو درجہ زیادہ سیہ گری کا مہم تاہی نہایت غمگین ہوا اور فرمایا
کہ میں عمداً عنان اختیار ایک خلق کی رافضی کے ہاتھ میں سو پون اُسے بھی قلعہ نگوان میں بھیجکر محبوس کیا اور مہمات
شاہی قادریون کی تعدیہ کے حوالہ کئے اور جب مہمات عقل منیر ابراہیم عادل شاہ کی زندگی سے مایوس ہوئے
محمد کشور خان کہ بعضے پرگنون کی تحصیل اس سے رجوع تھی مع زر خطیر علی عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور سکندر خان
کو لکھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا خورشید حیات لب بام ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ بعضے مردم ولتی نہ اور جاگیردار حوالی و
حواشی حصار نگوان سے شاہزادہ طہماسپ کے ساتھ گرویدہ ہونے سے فتنہ قوی حادث ہووے لازم کہ سلطان علی
عادل شاہ کے فرق پر چتر بلند کرکے قلعہ سے باہر کھینچ تو قصبہ مرج مین مقام کرے اور خلقت اس سے رجوع
کرے اور جس وقت ابراہیم عادل شاہ کا پیمانہ حیات آب حیات سے لبریز ہوکر ٹوٹے اور یہ خبر تحقیق پاے کہ اُسکے کوچ کرکے
مع لشکر سعادت و اقبال دار الملک کی طرف توجہ فرما دے سکندر خان کو یہ بات پسند آئی چتر اور آفتاب گیر اور لوازم
شاہی بہم پہونچا کر کامل خان دکنی نے لیے داماد کو ملازم رکاب کرکے قلعہ سے برآمد کیا اور کشور خان تعجیلاً جلدی
سا توقف شرف ملازمت حاصل کرکے زر کثیر پیشکش کیا اور خلعت سپہسالاری سے سرفراز ہوا اور بار روپے والی
آدمیون کی دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجاپور کے
اطراف کا اکثر عمت تمام شہزادہ کی خدمت میں موہبت مین حاضر ہوا اور دار السلطنت کے بھی اکثر لوگ کہ مجلسی ہیے
درباری اور جماعت جیل تحیل اس سے جا ملے اور جب آٹھ دنون مین ابراہیم عادل شاہ اس سرای فانی سے
کوچ کرکے دار البقا کی طرف راہی ہوا علی عادل شاہ بسبیل استعجال بیجاپور میں رونق افزا ہوا امرا اشراف و اعیان
ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور بعد تبار روا تا علی عادل شاہ کو محمد کشور خان کے باغ مین کہ بیجاپور سے
ایک کوس پر ہے لیجا کر تخت پر متمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجالائے من بعد اُس ساعت
سعید مین کہ نجومیوں نے اختیار کی تھی بیجاپور میں قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور
بیرون شہر جس مقام میں کہ اول اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ احداث فرمایا اور اُسکا نام شاہ پور رکھا اور اپنے اجداد
عالیجاہ یوسف و اسمٰعیل عادل شاہ کے شیوہ پسندیدہ پر عمل کرکے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم الی
یوم المحشر پڑھا اور لفظ علی ولی اللہ مساجد اور معابد کے کلمات اذان مین داخل کی اور ایرانیون کے واسطے وظائف تجویز

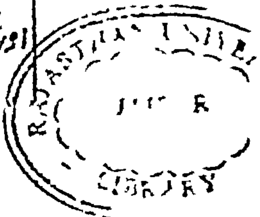
مقرر کرکے فرمایا کہ مساجد اور کوچہ و بازار مین بار عام کیوقت بے اندیشہ اپنے کام مین بآواز بلند مشغول رہین اور سادات
اور علما اور فضلا کو گرامی رکھکر اُنکے واسطے بھی راتب معین کیا اور ہمگی ہمت مردمان خوب کی گردآوری مین کہ مراد
دانشمندان ذی عقول اور مرد میدان کارزار او معقول سے ہے مصروف کی تا خلل انتظام مین نہوا اور تھوڑے
عرصہ مین ایران اور توران اور تمام اقالیم سبعہ سے مرد باکمال متدین اُسکے دربار مین تشریف لائے اور بیجاپور
رشک ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ نے وہ گنج کہ اسے ارث پہونچا تھا اور اس مین ڈیڑھ کرور ہون تھے عرصہ قلیل
مین سادات و مومنین غربا و مساکین شہری اور دیہی اعالی و ادانی پر خرچ کیا اور سب اسکے خوان مائدہ فیض کا
پس خوردہ لیگئے از بسکہ سحاب کرم اُس بحر عطا کا شب و روز کہ دمہ کے کشت زار تمنا پر رسا سب کی آرزو کا کاسہ اُس
سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا رسم سوال و آز و احتیاج جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور
دیدہ علو رت گدا و [illegible] کندیدہ ہوئے عدل کو بیدرواج دیا اور رعیت سے یون رعایت کی کہ حاصل مملکت نے ترقی اور
افزونی قبول کی ہو ستیز کو بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری رکھا اور
حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدکل اور روزنکل اور کلیانی اور شولاپور اور ادونی اور دھار ور دچندر کوٹی مع اور پرگنات
کثیر کہ کسی زمانہ مین بیجاپور سے آگے شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح نہوئے تھے حکمت علمی سے بے تعب و مشقت
انیر متصرف ہوکر دائرہ ممالک کو وسیع تر کیا اور اُس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب دیگر علم کلام اور منطق
اور حکمت مین استاد سے درس کی تحصین اور اکثر علوم کے مسائل سے آشنائی رکھتا تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع
خوب لکھتا تھا اور نوشتونکے ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت
تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حیثیت
سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہرویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہرآئین سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور
ساتھ اس بیت کے مترنم ہوتا تھا **بیت** مائیم و ہمین زمزمۂ عشق فغانے ؎ پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان بود
اور ابتدائے سنہ جلوس مین جب اُسے منظور ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے برآوردہ کرے
محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کو برسم رسالت رام راج کے پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی بچھائی اور محمد حسین صدیقی
صفہانی کو احمدنگر مین روانہ کرکے یگانگی اور موافقت کے بارہ مین کوشش کی اور رام راج بھی سرگریان دوستی سے برآوردہ
کرکے ایلچیون کے اعزاز و تکریم مین مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تہنیت اور مبارکباد جلوس کیواسطے اُنکے ہمراہ
کرکے مقضی المرام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بحری ایلچی کے ساتھ حسن التفات اور عنایات سے پیش نہ آیا اور کسی کو
تہنیت کے واسطے نہ بھیجا بلکہ خبر رابطہ رام راج سنکر اور مقصد سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت کی علی عادل شاہ اس سبب
سے کہ ہمیشہ ہمت تدارک پران خللون کے جو اُسکے باپ کے عہد مین واقع ہوئی تھین مصروف رکھتا تھا زیادہ تر رام راج
سے طریقہ آشنائی جاری کیا یہان تک کہ جب اس عرصہ مین ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور محبت اس سے رکھتا
تھا فوت ہوا خود بنفس نفیس محمد کشور خان کی صلاح و ہدایت سے جرأت اور دلیری کر کے اُسکے عزا پرسی کے واسطے سو
سوار ہمراہ لیکر کہ اُن مین ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس مین حاضر ہو کر
لوازم عزا اور پرسش بجالایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لے گیا تھا اُسے پہنا کر لباس ماتمی تبدیل کروایا اور

رام راج کی زوجہ جو اجی رائے کی نسل سے تھی اُسے بھی علی عادل شاہ سے پردہ نہ کیا اسے اپنا فرزند کہا اور تین روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور جوالی پیش کش پہونچائے اور اُسکی اعانت اور امداد کے بارہ میں تعہد کیا اور جو رام راج نے روز وداع شرائط مشایعت میں قیام نہ کیا اپنے بھائیوں اور اپنے فرزندوں کو اس امر پر مامور کیا تھا آنحضرت نہایت آزردہ اور دلگیر ہوئے اُسکا انتقام اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن باقتضائے وقت ظاہر نہ کرکے فرصت کا منتظر تھا یہانتک کہ سنہ ۹۶۷ ہجری میں اپنا کام درست کرکے بیجانگر کی طرف معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو یہ پیغام کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہے کہ قلعہ شولاپور و کلیانی اِس خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور حسب تقدیر ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں اس سرکار میں اختلال کلی ہم پہونچا وہ دونوں قلعہ نظام شاہیہ کے تصرف میں درآئے اگر آپ کو محبت اور دوستی مدام رکھنی مدنظر ہو تو قلعہ شولاپور اور کلیانی کو واپس دیویں اور جو دونوں کا دینا دشوار ہو کلیانی کے خیال سے گذر کر اس مخلص کو ممنون فرما دیں اور شاہ حسین انجو کہ حسن نظام شاہ بحری کے مصاحبین سے تھا ہر چند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکن کریں سو وہ مفید نہوئی بلکہ روز بروز نائرہ فتنہ و فساد افروختہ رہوتی تھی آخرکو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادل شاہ نے سید علی ایلچی کو محمد نگر بھیجکر نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ ہے کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور رکیک کی نسبت شیوہ سلطان عاقل نہیں ہے اگر انجام امور پر خیال کرکے دونوں قلعہ مخلص کے سپرد کریں بنیاد دوستی اور اتحاد قائم رہے اور یہیں یقین سمجھیں کہ ہماری افواج بحر امواج کی صعوبت سے بہت رعایاں رعایا اور برایا کے شامل حال ہونگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا **ابیات** جہان کار زود را بحکمت رواج ٭ مدہ تا باشد بجنگ احتیاج ٭ بحکمت توان کار را ساختن ٭ کہ بر کوہ نتوان فرس تاختن ٭ نہ مصلحتہا ست در سرد ہی ٭ کہ گردد از آن دین و دولت قوی ٭
حسین نظام شاہ بحری اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور کلام درشت کہ ذکر اُسکا خوب نہیں زبان پر لایا علی عادل شاہ بھی ناراض ہوا اور اپنے علم کو کہ زرد تھا روش نظام شاہیہ سبز کرکے یہ پیغام دیا کہ اگر تجھے ممکن ہو سکے اسا نشان جو نصرت کی نشانی ہو مجھسے لے کس واسطے کہ دکن میں دستور ہے کہ ایک کے نشان کو دوسرا استعمال نہیں کرتا اگر وہی شخص جو اس حیلہ سے لڑنا چاہے اور حسین نظام شاہ بحری نشان سبز کے سبب کہ اختصاص نظام شاہیہ سے رکھتا تھا پریشان خاطر ہو کر سرکشی پر آمادہ ہوا اور علی عادل شاہ نے بھی سنہ ۹۶۷ نو سو سڑسٹھ ہجری میں رام راج کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور باتفاق اُس کے احمد نگر کی طرف نہضت کی اور مضمون اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وقوع میں آیا پرندہ سے جیر تک اور احمد نگر سے دولت آباد تک آبادی کا اثر باقی نرہا اور کافر بیجانگر نے جو سالہائے دراز سے اس مضمونہ میں تھے دست ظلم دراز کرکے وہاں کے باشندوں کے کاشانہ عیش میں خاک کدورت ڈالی اور مساجد اور مصاحف کو جلایا کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہ کیا حسین نظام شاہ بحری توت معاملہ اپنے سے مفقود دیکھکر قاسم بیگ حکیم اور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور شاہ حسین انجو اور کئی عیان دولت کی صلاح اور مشورہ سے بٹن کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ کلیانی علی عادل شاہ کے سپرد کرکے اس سال سارے عرصے کی شطرنج لپیٹی اس کے بعد علی عادل شاہ اور رام راج اپنے دارالملک کی طرف روانہ ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے انھیں دنوں میں جشن شادی کرکے بی بی جمال کو قطب الملک کے سپرد کیا

علے عادل شاہ نے ناچار پھر محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کو بیجانگر بھیجکر رام راج سے استعانت کی اور جب وہ بلا تامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بیجاپور کی طرف راہی ہوا پھر دونون باتفاق منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے **ابیات** زلشکر جہان آنچنان گشت پر * کہ از تنگی جسم بشکست در * زلبسیاری لشکر بے ہراس * زعالم برافتاد رسم قیاس * اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین پہونچے ابراہیم قطب شاہ نے شیوہ ستودہ مرحوم خوش طبع کا ہاتھ سے ندیا کوئی دقیقہ مردی اور مردمی سے فرو گذاشت نہ کیا یعنی باوجود عہد و پیمان آدھی رات کو کوچ کر کے رام راج اور علی عادل شاہ سے ملا حسین نظام شاہ بحری صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنے پہلو مین ندیکھا صلاح توقف مین ندیکھی بسرعت تمام تر احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور عدالت پناہ تعاقب مین تاراج کنان اُس بلدہ کے اطراف مین پہونچے حسین نظام شاہ تختگاہ کے قلعہ کو ذخیرہ اور آذوقہ اور مردان کار آزمودہ سے استحکام دے کر خیبر کی طرف راہی ہوا اور شاہان ثلاثہ احمد آباد کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور بہت امیرون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر آبادی کا اثر قریون اور شہرون مین نہ چھوڑا اور کفار بیجانگر نے بھی قلع اور قمع اور عمارات کے سوخت کرنے مین تقصیر نہ کی انواع فساد ظہور مین لائے اور خانۂ خدا مین بندۂ اصنام بت پرستی مین مشغول ہوئے اور گھوڑے باندھے اسیر بھی باز نہ آئے اور سقفہائے چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا **ابیات** ہمہ شہر و بازار احمد نگر * شد از صدمۂ قہر زیر و زبر * ہمہ کشتہ شد طعمۂ چارپاے * بماند اندران مرز چیزے بجاے * اور جب بارش شروع ہوئی کیچڑ کی کثرت سے قلت وصول غلہ اور آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش اُردوے ظفر قرین مین بہم پہونچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کیطرف رعایت کر کے غلہ اور جمیع مایحتاج قلعہ بندون کو پہونچاتا تھا اور استمالت دیکر نہین چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر ہون بد حواس ہوین علی عادل شاہ نے ان امورون کو بدلائل و براہین دریافت کر کے رام راج سے کہا کہ احمد نگر کے محاصرہ مین بہت طول ہی البتہ شولاپور کا لینا آسان ہی اس بارہ مین بہت فہمائش کی اور جسطور کہ ممکن ہو سکا اُس موضع سے باتفاق کوچ کیا اور جب پانچ منزل راہ طے ہوئی کشور خان نے کفار بیجانگر کی تعدی بیجا اور غلبہ مشاہدہ کر کے عدالت دستگاہ سے کہا محاصرہ قلعہ شولاپور اس وقت مناسب نہین ہی کس واسطے اگر مفتوح ہوگا یقین ہی کہ رام راج آئین طمع کر کے ہمکو دخل ندیگا بلکہ طمع اور ممالک مین بھی کر کے فتنۂ عظیم برپا کریگا بہتر یہ ہی کہ فسخ عزیمت کرین اور صبح کو نلدرک مین جاکر قلعہ نہایت استحکام سے تیار کر کے اُسکے استظہار سے بتدریج و آہستگی تمام قلعۂ شولاپور کو مفتوح کرین علی عادل شاہ کو یہ بات پسند آئی اور جسطور سے بن پڑا رام راج کو نلدرک کی طرف لیگیا اور اُس مقام مین کہ زمانہ سابق مین نل پسر بادشاہ ہندو نے قلعہ تیار کیا تھا جسکے کچھ آثار و علامات اب بھی ظاہر تھے رائے ظالم کی راے سے بنیاد قلعہ کی ڈالی اور موسم برسات مین دیوارین اُسکی گچ اور پتھر سے تیار کروائین اور اُسکا نام شاہ درک رکھا پھر تینون بادشاہ آپس مین رخصت ہو کے قطب شاہ اور رام راج اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوئے عدالت پناہ بیجاپور کی طرف تشریف لائے لیکن رام راج بے ابتہاج نے اُسی سال بمقتضاے اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون پردہ شقاوت اپنے دیدۂ بصیرت پر ڈالکر کافران ظالم کی طرح میدان طغیان مین مرکب عدوان کو جولان دیا اور تجرہ و ولطے کو اپنے تیشۂ و ما ظلمناہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون سے قطع کیا اور چند امر کہ شاہ عدالت پناہ کی طبیعت کے خلاف بلکہ موجب نفرت تھے ظہور مین پہونچائے **بیت** دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر

کانی ور چشم من بحر اگر کشتہ تر روی + عنقریب مادر ایام نے سوا اسکے اعمال ناشائستہ کی اسکے آغوش میں رکھی اور جیسا کہ چاہیے روے زمین کو ارباب شرک وظلام کے محل سے دریا سے مجون کیا ابیات + گر ارکوہ بیسی ساری جواب + کر شاخ خطا سوہ مدہ صواب + شر انگیز مردم سوے شر رود + جو کژدم کہ در خانہ کمتر رود + مدار ادت مردم شر بد مدہ + مبادا دو عاجز تر از خود مدید + قصہ کوتاہ تفصیل اس مجمل کی اس نہج سے مرقوم ہوتی ہے کہ جب پہلی مرتبہ علی عادل شاہ حسین نظام شاہ کی جھگڑے سے تنگ آیا تا چار رام راج کو طلب کیکے یہ شرط اس سے کی کہ کفار سپاہ گر عداوت دینی کے سبب اہالی اسلام کو مضرت مالی نہ پہونچائیں اور انھیں دستگیر اور گرفتار کریں اور مساجد اور معابد ویران اور مسمار ہونے پاویں اور مومنوں کے ننگ وناموس کے ضرر میں ہوویں لیکن خلاف اسکے ظہور میں آیا کفار نابکار نے بلدۂ احمد نگر میں جاکر مسلمانوں کی تخریب وتعذیب وہتک حرمت مین کوئی دقیقہ نامرعی نہ چھوڑا مسجدوں مین بت پرستی کیے سے تھے اسپر بیرنگ لا کے کر سر دو بجاکر گھنٹے بجانے لگے اور عدالت پناہ یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوتے تھے چونکہ قدرت ممانعت کی نہ رکھتے تھے طرح دیتے تھے اور علاوہ اسکے رام راج اُس سفر سے مراجعت کرکے شاہان اسلام کو ضعیف سمجھکر اُنکے ایلچیوں کو اپنے دربار میں آنے نہ دیتا تھا اور جو کبھی بر سر عنایت ہوتا تھا اُنسے ملاقات کرتا تھا اور بخلاف عادت رخصت جلوس نہ دیتا تھا اور جب کبھی سوار ہوتا تھا گھوڑے کو تازیانہ تکبر اور تحقیر مارکر اُنھیں ہمراہ رکاب پیادہ پا اردلی میں دوڑاتا تھا اور بعد اصطرار بسیار حکم سواری دیتا تھا اور سپاہ اور اسکے جب دوسری مرتبہ احمد نگر سے کوچ کرکے بیدر کی طرف متوجہ ہوئے تو اُسکے خاص وعام اردو کے مسلمانوں سے طرح طرح پیش آتے تھے اور استہزا کرکے نظر حقارت دیکھتے تھے اور جب تھانوں کے اطراف مین پہونچا ارادہ تسخیر ممالک عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ کے لیے کی منعکہ تنگا وڑی کو مع لشکر بیشمار کہ مجاسب وہم اور بخشی گمان جسکے حصر واحصاے عاجز تھے دونوں بادشاہ کی ولایت تسخیر کرنیکے واسطے مامور کیا اور یہ دونون بادشاہ اس وقت نظام شاہ کو دشمن جانتے تھے اور طاقت تنگا وڑی کے مقاومت کی نہ رکھتے تھے ناچار ہو کر ہر ایک نے کچھ اپنی ولایت سے اُسے نذر کرکے نہایت فروتنی سے صلح کی چنانچہ علی عادل شاہ نے ولایت اتکر اور باگری کو دیکر صلح کی اور ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ کوپل کسدہ اور پانگل اور گنتور تنگا وڑی کے سپرد کرکے اس حیلہ سے اپنے تمام ولایت نگاہ رکھی اور جب رام راج نے شاہان اسلام پر تعرق اور غلبہ جیسا کہ چاہیے بہم پہونچایا تھا دسائی نے قلعہ پورکل موسوم کو نکتی مین اعلام حرامخواری اور بغاوت بلند کیے اور چونکہ مکان اس کا قلعہ میں تھا حمایت ارحش کے بہانہ ایک جماعت کثیر اپنے اعوان وانصار کو اس میں لیجاکر اس جماعت کی حمایت سے اور بعض برج قلعہ کے موافقت سے تھانہ دار کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف ہوا اور عدالت پناہ نے سوانگر کے قرب وجوار اور رام راج کے توہم کے سبب استرداد اور استخلاص اُس حصار کا سر میں توقف اور التوا میں ڈالکر سکوت اختیار کیا اور دوسرے سال جب قصہ پورکل مین قلعہ شاہ درک مشہور سلدرک کہ برج وسنگ سے نہایت مستحکم اور برج وبارہ اُسکا شل عروج آمال خسروان عالی مقدار سر بابع فلک سے کھینچے ہوئے تھا اور گہرائی اُسکے خندق کی حدود سلطنت کے اندیشہ وقت بیشہ کے مانند گاوماہی بارمن کے قریب پہونچی تھی پورا تیار ہوگیا تو شہریار معدلت آئین عازم انتقام ہوکر مقتضاے آیہ کریمہ الذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ تمام ہمت دفع فتنہ جہاد کفار

بیجانگر پر مصروف فرمائی اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلاکر بطریق وشاورہم نے الامر انجمن مشورہ کی منعقد کی ابیات خدیو جہانگیر لشکر شکن ٭ پے مشورت ساخت یک انجمن ٭ ز درج سخن بر سر بحر دان + بدست نے بان شد جواہر فشان + سخن راند ز اندازہ کار خویش ٭ ز فیروزی خویش و پیکار خویش + کہ تا چند بدخواہ نا اعتمید ٭ شاید سوئیم چون بمقصد امید ٭ بہ تفہیم تدبیر این کار چیست ٭ کہ بر کار بیفکر باید گریست + الغرض خردمندان صاحب رائے اور وزرائے عقدہ کشائے مثل محمد کشور خان اور شاہ ابوتراب شیرازی کے کہ مقربان دولت اور محرمان امر مشورت سے تھے عرض پیرا ہوئے کہ رائے جہان کشائے حقائق انجلائے مثل نسخۂ قضا و قدر اور نعم البدل جام جہان نما ہے عرض بعضے مقدمات کی حاجت نہین ہے لیکن جو حکم جہان مطاع سے تجاوز کرنا سوء الادب ہے اگر حکم اشرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہے مسامع قدسی مجامع مین پہونچا دین کہ جو کچھ کفار بیجانگر کے دفع کے بارہ مین اور انکے نہال دولت کے قلع قمع مین خاطر نصرت مظاہر مین پہونچا ہے عین صلاح و صواب ہے لیکن یہ امر بدون اتفاق شاہان اسلام دکن متعذر ہے کس واسطے کہ رام راج مزید لشکر اور وفور حشم مین انصاف اور اختصاص رکھتا ہے اور زر حاصل اُسکی مملکت کا کہ ساٹھ بندر اور بہت قلعون اور بلاد پر ہے بارہ کروڑ ہون تخمیناً خزانہ عامرہ مین داخل ہوتا ہے اور صولت اور سطوت اُسکے تمام دلون مین سمائی ہے ایسے شخص سے تنہا محاربہ کرنا ضرر کے سوا نفع نہ بخشیگا لازم کہ حسین نظام شاہ بحری کو اپنا موافق کرین اور بساط خصومت درمیان سے لپیٹین علی عادل شاہ نے زبان اہل رائے کی تحسین و آفرین مین گویائی کی اور محمد کشور خان کو اس امر مین سے مختار کیا اور اُسنے پہلے ایک ایلچی علی عادل شاہ کی طرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر اظہار ما فی الضمیر کیا اور وہ بھی کفار بیجانگر کے ہاتھ سے نہایت رنجیدہ تھا متعہد ہوا کہ درمیان علی عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے متوسط ہوکر آپس مین دوستی یکرنگ پیدا کرویگا اور قلعہ شولاپور کو کہ موجب نزاع ہے حسن تدبیر سے علی عادل شاہ کے متعلق کریگا پھر مصطفےٰ خان اردستانی کو کہ سید صحیح النسب اور اُس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا بیجاپور کی طرف بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ اُس بارہ مین جو پیغام کیا ہے پور استعد ہو تو وہان سے احمدنگر جاکر تمہید مقدمات دوستی مین مشغول ہووے چنانچہ مصطفےٰ خان اردستانی علی عادل شاہ کے دربار مین حاضر ہوکر ملازمت سے شرفیاب ہوا اور حسب اُسکے مصرا اور مجدد یکھا احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ بحری سے ملتمس ہوا کہ شاہان بہمنیہ کے عہد مین تمام عرصۂ دکن جولانگاہ سمند ایک دولتمند تھا کبھی اہالی اسلام غالب ہوتے تھے اور کبھی کفار بیجانگر استیلا پاتے تھے اکثر سلاطین بہمنیہ بساط منازعت بقائمی چن کر ساتھ اُس جماعت کے مواسا اور مدارا کرتے تھے اب کہ ولایت دکن چند آدمیون پر منقسم ہوئی ہے طریق عقل وہ ہے کہ سلاطین اسلام متحد ہوکر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھین تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے آسیب سے محفوظ رہے اور دست تغلب اور غلبہ رائے بیجانگر کا کہ جمیع راجہائے کرناٹک اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہین دامن ممالک اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ ودائع بدائع خالق ہے رام راج کی شر سے کہ نہایت قوی اور دلیر ہے اور اس ولایت مین مکرر آنکر نہایت خیرہ ہوا ہے محفوظ رہے اور مسلمانون کے مکانون کو اس سے زیادہ نشیمن گاہ کافران نکرنا چاہیے حسین نظام شاہ بحری سید مغری الیہ کی راست گوئی سے نہایت محظوظ ہوا اور اُسکی رائے پسندیدہ پر ثناخوان ہوا اور سید مغری الیہ نے باتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملا عنایت اللہ



قاسی کہ میاں احمدنگر سے تھے حرف وصلت اور حویلی مذکور کرکے یون مقرر کیا کہ حسین نظام شاہ بحری اسی عصمہ چاند بی بی سلطانہ کو علی عادل شاہ کے عقد ازدواج میں درلاوے اور قلعہ شولاپور اُس کے سپرد کرے اور علی عادل شاہ اپنے بہن ہدیہ سلطانہ کو شہزادہ مرتضیٰ بڑے بیٹے نظام شاہ بحری سے عقد کرکے ساتھ کبھی نہ چھوڑے اُسوقت میں بادشاہ مسلمان رام راج کے استیصال کے سرپر متوجہ کش ہوویں اور توفیق جبار قدید الانعام اُسے مسند تمکین وتکبر سے اتارین اور ملا عنایت اللہ نے ہمراہ مصطفےٰ خان اردستانی برسم رسالت بیجاپور میں آن کر عہد وپیمان کو سوگندہاے مغلظہ موکد اور مشید کیا اور ایک تاریخ میں دونوں طرف سے جشن اور شادی کا فرش معروش ہوا اور احمدنگر تک آئین کلمعات آئینہ بند کیا اور اُس جشن دلکشا مین قامت اور روے ہر کا موی نے خلعت ہر گونہ اور مقاصد ومطالب کی آرائش پاکر دامن آرزو مندوں کے محملہ خاطرین عروس مقاصد کنار میں آگے **ابیات** در ریخت چون قطرہ بار بہار ٭ زر وگوہر ولولے شاہوار ٭ زبس گوہر ورزکہ افشاندہ شد ٭ زر جیب ہر دست ہا ماندہ شد ٭ اور جب سامان سرمائی اُن دو ملدومین انجام کو پہونچا چاند بی بی سلطانہ ساتھ اشرف بیجاپور میں داخل ہوئین قران السعدین حاصل ہوا اور ہدیہ سلطانہ نے ساحت احمدنگر کو ساتھ نور موفور السرور اپنے کے معمور کیا قران زہرہ ومشتری ہوا بعدہ علی عادل شاہ استرداد پرگنہ اسکر اور باکری اور استخلاص قلعہ رایچور اور مدکل کی فکر میں ہوا اور ایلچی رام راج کے پاس بھیجکر محال مذکور طلب کیے رام راج نے ایلچی سے درشتی کی اور اسے دربار سے نکال دیا اور علی عادل شاہ نے اُس کافر مغرور کے استیصال میں کوشش فرمائی اور حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے اتفاق سے نشان عزیمت جہاد بلند کیا چنانچہ سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری میں بمقام بیجاپور کے حوالی مین چاروں بادشاہون نے آپس مین ملاقات کی اور دوئم جمادی الاول مذکور میں گیسوے رایات ہمایت کو دست توفیق سے شانہ ظفر کرکے اور روے نصرت آئینہ شمشیر میں مشاطگی تمت بلند مشاہدہ فرماکر باتفاق اس مقام سے کوچ کیا **ابیات** سران سپہ رات افراشتند ٭ رو دار و لعالم دمام تند ٭ ز لشکر کہ جوش لعرسنگ بود ٭ بیابان بکجیر ترتنگ بود ٭ ہمہ روے صحرا شدہ نوبہار ٭ ز رنگین علمہاے گوہر نگار ٭ اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جب تالیکوٹہ مین جولب دریاے کشنہ واقع ہے محل نزول لشکر اسلامیوں کا ہوا چونکہ وہ حدود علی عادل شاہ سے تعلق رکھتے تھے آنحضرت یعنے علی عادل شاہ نے ان دو بادشاہوں کا میزبان ہوکر دلداری کی ضیافت اور سار وسامان کی مددگاری کی اور جمیع ممالک محروسہ میں فرامین صادر فرمائے کہ مصر دریات سفر لشکرگاہ مین بازارگان بار لاتے رہیں کہ اہل لشکر کسی شی کی تکلیف نہ کھینچیں اور جب راے سی انگر اتفاق سلاطین نامور اور توجہ لشکر نصرت اثر سے آگاہ ہوا کسی طور کا ہراس باوصف عروتی کار اس پر نہ پایا بلکہ انکی جنگ کو کھیل اور سہل ترین امور سمجھکر اول اپنے چھوٹے بھائی کراج کو بیس ہزار سوار اور پانسو فیل اور ایک لاکھ پیادہ جرار سے جلدی تاجیر بھیجا کہ آب کشنہ کے کنارے جاکر راہ عبور یعنے گھاٹ مسدود کرے اور اسکے بعد اپنے منجلے بھائی تنگمادری کو بہ حشمت وشوکت تمام رخصت کیا جب انھوں نے لب آب پر تعلص ہوکر مخالفت عبور اہل اسلام کرلی اس بعد رام راج خود بھی اطراف کے راجاؤں کو ہمراہ لیکر مع لشکر کثیر وجم غفیر مثل اژدہاے آتش فشان وسیلاب دریاے جوشان **بیت** گرائیدہ عمریت آشوبناک ٭ شناسندہ چون اژدہا در ہلاک ٭ روانہ ہوا اور سرکشنہ کے کنارے فروکش ہوا

جب کفار بیجانگر نے جس مقام مین کہ راہ عبور اور مرور جنود اسلام متصور اور ممکن تھی اسطریق سے بند کردی کہ عقل دوراندیش اندیشۂ عبور سے عاجز تھی تو شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالاے آب تیس چالیس کوس تک جا کر گھاٹ تلاش کرین اور اُس جماعت نے بعد تجسس بسیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ دو تین مقام مین واقع ہین مگر جو گھاٹ کہ وہان کا پانی پایاب اور بہت کم ہے اور ایہ و لشکر سہلترین توجہ سے عبور کر سکتا ہے وہ یہی گھاٹ تھا جس کے مقابل کفار نے قبضہ کر کے ایک دیوار بطور دمدمہ کھینچی ہے اور قسم قسم کی توپ اور ضرب زن اُس پر نصب کی ہین شاہان اسلام نے عبور کے بارہ مین انجمن ترتیب دی اور اپنے غواص عقل کو بھی بحر اندیشہ مین غوطہ زن کر کے یہ گوہر خیالی دستیاب کیا یعنے یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کر کے اُس مقام سے دو تین کوچ پے در پے کرین اور جب کفار فریب کھا کر سد راہ ہونے کے واسطے کوچ کرین سلاطین اسلام اُس گھاٹ کی عزیمت کرنیکے واسطے نہضت فرمائی ہو فسخ کر کے بعجالت تمام مثل سحاب معاودت کر کے اُس گھاٹ سے جہان سے کوچ کیا تھا عبور کرین اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہو وین خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین کوچ متواتر کر کے ساحل آب طے کیا کفار اس توہم سے کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کرے اُس مقام سے برخاست کر کے بسرعت تمام دریا کے اُس طرف اسلامیون کے مقابل روانہ ہوئے اور جو کہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی انکی زوال دولت سے متعلق تھی شرائط حزم و احتیاط ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی خبرداری کیواسطے مقرر نہ کیا اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف مراد پر دیکھکر عنان مراجعت گھاٹ اصلی کیطرف منعطف کی اور بطور تاخت تین روز کی راہ ایک روز مین طے کی اور ابھی لشکر رام راج وہان نہ پہونچا تھا کہ اُنھون نے بامید واری باری ایک جماعت قلیل ہمراہ لے کر نہر کشنہ سے عبور کیا اور اُسکے بعد تمام لشکر اسلام اُنکے پیچھے پہونچا اور دوسرے دن علی الصباح رام راج کیطرف کہ پانچ کوس پر تھا روانہ ہو کر نزول کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دلونپر غالب ہوا تھا مگر کچھ علاج نہ رکھتے تھے تمام رات اپنی افواج کو آراستہ اور مسلح کر کے اُردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام دوسرے دن بارہ امام کا علم برپا کر کے صفہاے باصفا کی آراستگی مین مشغول ہوئے میمنہ پر علی عادل شاہ اور میسرہ پر علی برید اور ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے قیام کیا آرابے آتشبازی کی زنجیرون سے استوار ہوئے اور فیلان مست جو جنگ مین ہوشیار تھے جابجا قاعدے اور دستور سے ایستادہ کیے اور متوکلا علی اللہ الاکبر اور متوسلا بالنبی خیر البشر والائمہ اثنی عشر اس ہیئت اور ہیبت سے کہ زہرۂ فلک اُسکے دیکھنے سے آب ہوتا تھا اور بہرام خون آشام اضطراب مین پڑتا تھا سپاہ اعدا کی طرف روانہ ہوئے صداے طبل جنگی اور آواز کرنا ے اور نگی اور حز(؟) کوس دکور کے سے غلغلہ گنبد گردون مین ڈالا

ابیات

زغریدن کوس قالب تہی ٭ درآمد بسر موے را فربہی + زبس تیز آوازی ناے زر + بگوش صدف سفتہ می شد گہر ٭ زمین گفتی از یک دگر میدرید ٭ سرافیل صور قیامت دمید ٭

اور دوسری طرف راے بیجانگر بھی سران سپاہ کو بلا کر بانواع عنایت و شفقت پیش آیا تو رخانہ کا دروازہ کھلوا کر ہتھیار خیل و حشم پر تقسیم کیے اور لشکر کی آراستگی مین مصروف ہوا میمنہ تمراج کے سپرد کر کے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ تنگنا دری کے تفویض کر کے علی عادل شاہ کے مواجہہ مین مقرر فرمایا اور خود قلب مین قرار پکڑا اور نظام شاہ بحری کا مقابلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور ایکہزار

آرائستہ توپخانہ حسب قاعدہ اور ترتیب کے ساتھ نگاہ رکھا اور جس وقت کہ شہسوار معمار فلک نے قدم دائرۂ نصف النہار میں رکھا یعنے آفتاب وسط آسمان میں آیا رامراج نگر سنگاسن مرصع میں بیٹھکر میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا ہرچند اس کے مقربوں نے گھوڑے پر سوار ہونے کے واسطے عرض کی نہایت عجب و غرور سے قبول نہ کیا اور فرمایا لڑکوں کے کھیل میں گھوڑے کی سواری کی احتیاج نہیں پھر اسی ساعت جنگ کھڑی ہوئی القصہ دونوں طرف کے بہادر ایک اہل جیرا اور دوسرے اہل شمشیر تیغ و تیر و تبرزہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگے کہیں جاری تیغ یمانی سے کفار کی سرافشانی کرتے تھے اور کہیں مشرک سنان اژدہا نشان سے شرائط جانستانی بجالاتے تھے اور نہایت جاہلیت سے رام جھنڈے حرارت کے بلند کئے تیغ زہرآلود سے لوازم خونخواری وقوع میں پہونچاتے تھے **ابیات** بجنبش درآمد دو لشکر چو کوہ + کریں جنبش آمد زمین راستوہ + برآمد ز قلب دو لشکر خروش + رسید آسمان را قیامت بگوش + ز جنبش بر آمد دو دریائے خون + شد از موج آتش زمین لالہ گون + زمین کو نسا نے مدآراستہ + عنانہا سبکدار خاے برخاستہ + بہ رنگ تیر باران کہ آمد بجوش + فلک در بلائی ہوا در دوش + زمرغان چوبین ولا ددم + شدہ راہ بر ماہ و خورشید گم + ز منقار پولاد پران خدنگ + گرہ بستہ چون در دل خارہ سنگ + کمان تیغ ابرو و مژگان تیر + ز پیکان خوش سر آورد تیر + دو تو بہ ہنگام کارزار گرم خیز + معلق زنان تیغ ہندی تیز + بیجانگر کے پیادے صف کے آگے ایستادہ ہو کر جانبازان کے طائر روح کے شکار کے واسطے تخمیناً پچاس ہزار بان اور بندوق اور توپ اور ضرب زن ہمیشہ سر کرتے تھے اور سواراں کے جو اکثر گروہ راجپوت سے تھے تیغ ہندی علاف مالی سے نکال کے اور سپر بہادری کی پس پشت کرکے حملہ ہائے مردانہ کرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ قریب تھا چشم زخم لشکر اسلام کو پہونچے کہ دفعۃً رام راج بادشاہ حسین نظام شاہ کے سامنے حیلہ اور ثبات قدم کی برکت سے ایک ضرب نظام شاہی کے ہاتھ میں رہا پہر اسکی ساعت پر ہیکر ناگاہ رام راج نے حسب جنگ مسلمانوں کی اپنے تصور عالی کے برخلاف مشاہدہ کی گھبرا کر سنگاسن سے اتر آیا اور کرسی مرصع پر بیٹھکر شامیانے مخمل سرخ زر دوز کے زیر کہ جس میں چاروں طرف موتی رشتہ اور کلسہ طلائی جھالریں نصب کئے تھے مرتفع کئے اور حکم کیا کہ دونوں جانب اسکے زر سرخ بہ معیار اور تھیلے مرصع اور مروارید ڈھیر ہو اور آفتاب جنگ میں جو وقت بیک تمام رسید اور پیادہ اور ترار دو میں نام یکد اعتبار اور قیمت کرکے یہ بشارت دی کہ جو شخص آثار شجاعت اور مردانگی ظہور میں پہونچا کر مظفر اور منصور میرے پاس آوے اُس کو طباق طلا اور نقرے اقسام جواہر سے مملو عنایت کر کے سرفراز رفتار فرماؤنگا اس بشارت کے سنتے ہی حشمات دکن نہایت محظوظ اور خوش وقت ہوئے خراج اور رنگماڈی اور تمام امراے کفار دو بارہ متفق ہو کر یکبارگی افواج اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اس مرتبہ مقدمہ اور میمنہ اور میسرہ اسلامیوں کے متفرق اور پریشان ہوگئے نزدیک تھا کہ قیامت کا ظاہر ہو اور سلاطین اسلام فتح سے مایوس اور مشوش ہوئے لیکن حق سبحانہ تعالے نے حسین نظام شاہ بحری کے دل میں صبر عطا کیا اور اس نے پاے ثبات زمین کین میں گاڑا باوجود اسکے کہ اسکے کم ہمراہ بسیار میں کوئی رہا تھا اور کفار پھر ایکبار ہزارہا ہزار بان اور تفنگ اور تیر جیب و راست سے سر کر کے بڑھ آتے تھے اصلاً تزلزل کو اپنے دل میں راہ نہ دی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اور چونکہ فصلے شکستہ اور مجمع کشور خان کہ مقدمہ لشکر عادل شاہی تھے

نشان اُس کا اپنے مقام پر برپا دیکھکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ توپ
جس کا نام میدان ملک تھا پیسون سے بھر کر مارو اور متعاقب اُسکے خود بقصد شہادت اگرم عنان ہوا اور متواتر
رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کر کے اُسکے سلک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن اس کا اسی برس کا
تھا سراسیمہ اور بدحواس ہو کر پھر سنگاسن مین جا بیٹھا اور اس درمیان مین ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی
سے جو غلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کے قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا اور کہار
سنگاسن کو مع رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگے اور جو جنگ متفاوت تھی ہر شخص اپنے حال مین مبتلا تھا
کسی نے اُسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہاے دراز سے اُسکا نمکخوار تھا سنگاسن کے پاس
رہا اسوقت فیلبان کی نظر جو اُس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کے سنگاسن پر جا پڑی اُسنے اُسکی طمع سے ہاتھی
اسطرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت مین تھا گمان لیگیا کہ یہ فیل مست سنگاسن اُٹھانے کا قصد رکھتا
ہی اسواسطے از روے عجز و انکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ رام راج ہی گھوڑا اُسکی سواری کے واسطے لا کہ یہ تجھے
امراے عظیم الشان کریگا فیلبان نے جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مرصع سے قطع نظر کر کے ہاتھی کی سونڈ
سے اُس گوہر مقصود کو دستیاب کیا اور بعجلت تمام رومی خان کے پاس جو توپخانہ نظام شاہیہ کا سرگروہ تھا پہونچایا
اور رومی خان نے بلا توقف اُسے حسین نظام شاہ کی خدمت مین حاضر کیا اس تاجدار نے تیغ بیدریغ سے
فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھایا کفار بیجانگر کو جو قتل ہونا رام راج کا محقق ہوا بدیدہ گریان دل
بریان براہ ہزیمت نالی **ابیات** سر کشتہ را چون زنند دیگ شاہ ٭ بہ بردند بر نیزہ تا رزمگاہ ٭ ہزبران لشکر
پس آن دلیر ٭ ہمہ حملہ کردند چون نرہ شیر ٭ بہندو عزیو اندر افتاد پاک ٭ فگندند یکسر تن اندر مغاک ٭ کلاہ و کمر ہا نہید افتند +
خروشیدن و مویہ بر دو اختند ٭ فگندند منجوق و کوس نبرد + گریزان برفتند پر خون و گرد + بہادران اہل اسلام نے
کفار کے لشکر ہزیمت خوردہ کا پیچھا کیا اور تیغ یمانی سے اسقدر مشرکون کی سرافشانی کی کہ اُن تیرہ بختون کے خون
سے زمین نے رنگ لعل رمانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتون کے تین لاکھ پہونچ گئے تھے اور بقول صحیح لاکھ
کافر کے قریب اصل معرکہ اور تعاقب کیوقت تہ شمشیر ہو کر قتیل ہوئے جیسا کہ مقام جنگ سے بلدہ اناکندی تک
جو دس کوس بیجانگر سے ہی جا بجا لاشین پڑی تھین دامن صحرا کفار کے جسد سے ملوث تھا اور مال وافر اور
خزانہ بیشمار از زر و جواہر اور تیغین یمانی اور کمانین دمشقی اور نیزہ خطی اور راسپ و شتر اور خیمہ و خرگاہ اور کنیز و غلام
اسقدر لشکر عساکر نصرت مآثر کے ہاتھ آئے کہ بحر و کان کے مانند مستغنی اور بے نیاز ہوئے دولت اسلام ترقی
اور شوکت کفار گھٹی **ابیات** سر پردہ و سراپردہ و تاج و تخت + بچندان کران بر توانند سخت + جواہر نہ چندان کہ آن
را دبیر ٭ در آرد بانگشت یاد ضمیر + بلورین طبقہا و خوانہاے لعل + ظرائف کشا فرا لغر سود لعل ٭ ہمہ تازی اسپان
با زین زر ٭ غلامان موزون زرین کمر ٭ نورد ملوکانہ بیش از شمار ٭ شتر بار زرینہ بیش از ہزار ٭ دگر جنس ہائے
کہ باشد غریب ٭ ز زر و مخزن و خانہ یا بد نصیب ٭ سلاح و سلب را قیاسے نبود ٭ پذیرندہ راز و سپاسے
نبود ٭ غنی گشت لشکر زبس خواستہ ٭ سراسر سپہ گشت آراستہ + اور سلاطین دین پناہ اسلام نے حضرت
باری کی شکر گذاری مین جبین مہر فرسا زمین نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئے کہ فیل کے سوا

جو شئے جسکے ہاتھ آئی ہے وہ اُسکا مالک و مختار ہے کوئی اس سے مطالبہ نہ کرے اور منشیان ملاغت لسان نے کہ عندلیب خامہ جنکا نغمہ سنج گلزار فصاحت اور زبان کلک شکر ریز مثل منقار طوطی بلاغت تھی فتحنامے تحریر کرکے قاصدان قمر سیر کے ہاتھ اطراف و اکناف میں روانہ کیے **ابیات** ز پرداخت منشی صاحب ہنر ❊ نے نامہ دراں فتح و ظفر ❊ برانگیخت یکران کلک و سیر ❊ رسیدان کا نور گرد حیر ❊ رقم رو سے داستان شریف ❊ بخط لطیف و ادای ظریف ❊ پھر بیجانگر کے حوالی میں جاکر عمارت عالیہ اور مساکن رفیعہ اور تھانے اور کاشانے مسمار کرکے انکا نشان باقی نہ رکھا اور بہت سے شہر اور قریہ ویران کیے اُسکے بعد تنگماڈری برادر رام راج نے جو معرکہ سے جان سلامت لیکر کسی گوشہ محفوظ میں پوشیدہ ہوا تھا ایلچی بھیجکر اور باب فتنہ مسدود کرکے ابواب تضرع و زاری مفتوح کرکے تمام قلعہ اور ریاست عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ اپس دیکر مسلمانوں سے مکس ہو سکا نظام شاہ بحری کو راضی اور خوش کیا اسوقت شاہون نے ہاتھ اُس سے کوتاہ کرکے بعنان فتح و نصرت ہوکر اپنی مسند دولت کی طرف معاودت فرمائی اور اسوقت تمراج پسر رام راج کہ شکست کے وقت سے علی عادل شاہ کے پاس پناہ لایا تھا وہم پیدا ہوا کہ تنگماڈری ذی ہوکر رام راج کا جانشین ہوا ہے اور چونکہ تمام امرا اُس سے گرویدہ ہوئے ہین لہذا عرض گزار ہون کہ جیر سگال کو بھی اپنے ملازمین کے سلک مین منتظم کرکے قلعہ اناگندی کو مع مضافات اُسکے عنایت فرماوین عادل شاہ نے اُسکے حال پر نظر توجہات مبذول فرماکر اُسے اپنا نور چشم اور فرزند کہا اور اُسکی تسلی خاطر میں کوشش جمیلہ کرکے اُسی عرصہ میں چتر اور اثاثہ سلطنت کا لازمہ ایالت بیجانگر ہے اُسے مرحمت فرماکر اناگندی کی طرف روانہ کیا اور تنگماڈری کو لکھا کہ تمراج ہماری طرف سے اسطرف متوجہ ہوا ہے لازم کہ حکومت اناگندی ساتھ اُسکے رجوع کرکے مزاحم اُسکے حال سے نہووے اور تنگماڈری جو عمال تھا اور حکم کی پرکھتا تھا اناگندی اپنے برادر کے حوالہ کرکے خود جمیع بلاد کرناٹک کی حکومت میں مشغول ہوا چنانچہ اس تاریخ سے اسوقت تک ریاست اناگندی تمراج کے خاندان میں اور حکومت بلاد دیگر تنگماڈری کے اولاد سے متعلق ہے اور جو کچھ ولایت اُنکے تصرف مین ہے دونوں کے ایام حیات صعوبت اور ہلاکت میں گذرتے ہین اور باقی معظم ولایت کرناٹک طولاً اور عرضاً سیت بندر رامیشر تک کے قلعجات و پرگنات وغیرہ جات کو امراے دولت مین سے جس کے جو ہاتھ آیا اپنے پنجہ تغلب مین لے کر رایت استقلال بلند کیا ہے اور ملوک طوائف ہوکر کوئی کسی کی اطاعت نہیں کرتا اسی سبب سے بعد از حرب مذکور پھر دوبارہ اسلامیون کو ان کی مقاومت کا خطرہ ہوا اور علی عادل شاہ نے توفیق پاکر قلعہ بنکاپور کو کہ عہد سلاطین بہمنیہ میں بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مفتوح اور مسخر ہوا تھا مع حصار حیدر گوتی او امر عہد مین فتح کیا اور قلعہ ادونی کو کہ سلاطین بہمنیہ اُسکے فتح کی تمنا قبر میں لے گئے تدبیر اور حکمت کے ساتھ اپنے قبض و تصرف مین درلایا اور دیگر ممالک مین سے جو کچھ مفتوح ہوئے تفصیل اُسکی کلک سخن گذار کی ہمدمی سے اس صحیفہ کے واقعات مین مندرج ہوگی اور بلدہ بیجانگر اس زمانہ تک کہ سنہ ۱۰۲۲ ہے ایکہزار تئیس ہجری ہے اُسی طرح سے خراب اور ویران ہے اور تنگماڈری کے اولاد نے اُسکی تعمیر اور آبادی مین صلاح نہ دیکھی تو بلدہ چندرگڈہ کو دارالملک اپنا کیا اور قتل رام راج کا سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری مین واقع ہوا راقم کتاب کے والد غلام علی استرآبادی نے اس کے قتل کی تاریخ بطریق تعمیہ یون موزون فرمائی **مصرع** نے نہایت خوب واقع مشتمل

رام راج چونکہ وقت قتل رام راج سے حرف نہایت کہ جیم ہی ساقط ہووے تاریخ قتل رام راج کہ اعداد اُسکے
نوسو بہتر ہین برآمد ہوا اور منقول ہے کہ اُسی عرصہ مین جب نظام شاہ بحری فوت ہوا اُسکا بیٹا مرتضےٰ نظام شاہ بحری
ولیعہد ہوا علی عادل شاہ فرصت وقت دیکھکر راناکندی کی طرف فوج کش ہوا اور نیت اُسکی یہ تھی کہ تمراج ولد
رام راج کی تقویت کرکے تلکندہ کی حکومت پر اختصاص دیوے اور راناکندی کو مستاصل کرکے بیجانگر پر
متصرف ہووے اور تلنگانا ڈی نے اُس ارادہ پر واقف ہوکر مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور اُسکی والدہ خونزہ
ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو حسین نظام شاہ بحری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادل شاہ طمع اُسکے لینے
کی کرتا ہے امیدوار ہون کہ اپنے اس دست گرفتہ کے مقام حمایت مین ہوکر اس بلا سے نجات دیوین خونزہ
ہمایون ملا عنایت اللہ کی صلاح سے مرتضیٰ نظام شاہ بحری کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف مع لشکر متوجہ ہوئی اور
وہان پہونچکر محاصرہ کیا علی عادل شاہ ناچار راناکندی سے پلٹ کر بیجاپور آیا اور اُس بلدہ کے باہر باہم چند
مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضیٰ نظام شاہ بحری احمدنگر گیا اور دوسری برس کہ ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری تھے خونزہ
ہمایون کی التماس کے موجب علی عادل شاہ نے نظام شاہ کے ساتھ متعہد ہوکر لشکر ولایت برار پر کھینچا
اور اُس حدود کو خراب کرکے موسم برسات مین بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور اُس شہر مین ایک قلعہ گچ
اور پتھر سے بنایا اور محمد کشور خان کے اہتمام سے تین برس کے عرصہ مین تیار ہوا اور چونکہ خونزہ ہمایون کی حکومت
اور اُسکے بھائیون کی بے اعتدالی سے رونق بارہ نظام شاہیہ برطرف ہوئی تھی علی عادل شاہ کو تسخیر بعضے ممالک
نظام شاہیہ کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی محمد کشور خان کو عہدہ اسد خان لاری اور وہ علم کہ جسپر شیر شرزہ کی صورت
نقش تھی عنایت فرمایا اور ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کی طرف تعین فرمایا اور
محمد کشور خان نے اپنے کوکب بخت کو اوج مین دیکھکر بعضے پرگنات سرحد قصبہ گچ تک کہ قریب پرگنہ بیسر ہے
متصرف ہوا اور امراے نظام شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کیواسطے آئے تھے قلعہ مذکور مین شکست دیکر متفرق کیا اور
اس مقام مین پرگنات کے انتظام کے واسطے قلعہ نہایت سنگین بنا کیا اور وہ قلعہ تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچا
اور نام اسکا دارور رکھا اور محمد کشور خان نے اس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور بندوق سے آراستہ کیا پھر دو
برس کا محصول اس مملکت سے تحصیل کرکے دیگر قلاع اور بقاع کے تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری
ان کے غلبہ کے طرف سے خاطر جمع کرکے ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری مین اُسکی مضرت دفع کرنے مین متوجہ ہوا اور
محمد کشور خان نے اُس بادشاہ کے مقاومت پر ہمت مصروف کرکے برج اور بارہ قلعہ کو آلات و ادوات آتشبازی
سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الملک اور انکس خان اور نور خان کہ علی عادل شاہ نے اُسکی مدد کو بھیجا تھا اسباب جنگ
کے تہیہ مین مشغول ہوا لیکن وہ جماعت نہایت نامردی اور بیدلی سے یا نہایت نفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت
رکھتی تھی بلا جنگ بھاگ کر متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا کہ جو ہمین تاب حرب مرتضےٰ نظام شاہ بحری نہین ہے
ہم احمدنگر جاکر خلل پاے تخت نظام شاہیہ مین ڈالتے ہین تاکہ مرتضےٰ نظام شاہ بحری مضطرب ہوکر قلعہ دارور سے
دست بردار ہووے اور ہمارے پیچھے ڈورے اور مرتضےٰ نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور اُس کے قلعہ
کی تسخیر اولیٰ جانکر اُسطرف متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج قلیل سے علم مدافعہ بلند کیا چونکہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے قسم

کمائی تھی کہ جبتک مین قلعہ مفتوح نکر دونگا پاؤں رکاب سے نہ نکالونگا اس واسطے گرد قلعہ کے قلعہ پر تاخت کی اور باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ کئی ہزار بان اور بندوق اور ضرب زن یکبارگی قلعہ سے سر ہوتے تھے کچھ اثر نہ ہوا اور
کسی طرح کا صدمہ اُس شاہ مرتضوی خصال کو نہ پہونچا کام اہالی قلعہ پر تنگ ہوا اور اس وقت کہ بہادران نظام
نظام شاہی مردم حصار پر تیر باران کرتے تھے ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر دریچہ کی راہ سے
محمد کشور خان کے تعلق برکہ تماشائے جنگ کرتا تھا پہونچا اُسکے صدمہ سے جان بر نہوا اور دار البقا کا راستہ لیا
اور جب اسکے ہمراہیوں نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار تاپی اور قلعہ با
سکنہ اور ساماں بہ بہترین وجہ علی عادل شاہ کے قبضہ سے در آورده ہوا اور دار و بالائی سکے اور بھی پرگنے اہالیان
عادل شاہیہ کے تصرف سے نکلگئے اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی نے کہ اُس دولتخانہ مین خطاب چنگیز خان پایا تھا
سرگروہ امرائے نظام شاہی ہو کر عین الملک اور نور خان کے تعاقب اور دار و گیر کے لیے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا پہنچ
اُس نواح مین فریقین نے تلاقی حاصل کی جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی فتح و ظفر
سے مخصوص ہوا اور عین الملک اُس بھوک پیاس مین برچھے کے پھل کھا کر اور آب دم شمشیر پیکر زیست سے
سیر ہو کر خواب مرگ مین سویا اور نور خان زندہ دستگیر ہوا پھر نصف لشکر بحال ابتر بیجاپور مین آیا اور اس سال
چشم زخم عظیم لشکر عادل شاہیہ کو پہونچا اور یہ تمام کوشش اور سعی برباد اور ضائع ہوئی اور اسی طرح سے انہین
سنوات مین علی عادل شاہ نے بقصد استخلاص قلعہ کوہ دا اخراج لشکر سے فوجکشی کی کہ سے فوج ضائع
کی اور محروم و ناکام معاودت کی مس بعد شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی ہدایت سے قلعہ ادونی
کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور وہ ایسا قلعہ تھا کہ شاہان سلف کی کبھی کمند اُس حصن حصین کے شرفات پر نہ پڑی
الغرض انکس خان کو آٹھ ہزار سوار اور پیادہ اور توپخانہ کثیر سے اس طرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک
امرائے کبار رام راج سے تھا اور رائے کے بعد سکہ اس مملکت کا اپنے نام جاری کیا تھا اور اطاعت
وارث مملکت کی نہ کرتا تھا اُسکے مدافعہ مین مشغول ہوا اور چند مرتبہ اُس نے انکس خان سے میدان داری کی
جب مغلوب ہوا علہ اور ذخیرہ قلعہ مین فراہم کرکے قلعہ بند ہوا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا امان طلب
کرکے قلعہ تفویض کیا اور وہ قلعہ ایک تلہ کوہ رفیع اور وسیع پر واقع تھا جس مین چشمہ ہائے آب خوشگوار اور عمارات
سپہر آسا بہت ہیں اور شیو رائے کے آبا و اجداد مین سے جس نے جب قدم تخت پر رکھا شاہان اسلام کے خوف
اور ملاحظہ سے دربے اسکی مضبوطی اور استحکام کے ہوئے تھے ہر ایک نے ایک حصار اس حصار کے گرداگرد کھینچا تھا یعنی
گیارہ قلعہ ایک دوسرے کے دور مین بہم پہونچے تھے تسخیر اُسکے دمدمہ کی سرنگ اور توپ سے نظر عقل مین بعید معلوم
دیتی تھی اور طول ایام مین اُسکا محاصرہ و محصور ہونا العصہ علی عادل شاہ اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے نہایت محظوظ ہوا اُسکے
بعد اور قلعون کے تسخیر کی عزیمت کی کیونکہ ابوالحسن اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی سعی کے باعث
مرتضیٰ نظام شاہ بحری سے سرحد مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری ولایت برار پر تصرف کرے
اور علی عادل شاہ ممالک بیجانگر سے اُس مقدار کہ ولایت برار کے برابر ہو جوزہ تسخیر مین در لاوے تا بہ مقدار
وسعت اور کشادگی ولایت ایک دوسرے پر زیادہ نہ رہے اس کے بعد عدالت پناہ نے سنہ ۹۸۰ھ

اکاسی ہجری مین قلعہ تورکل کی استرداد کے واسطے جو قرات رام راج شقاوت نتاج مین عدالت پناہ کے کارندہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوکر ایک سپاہی کے تصرف مین تھا پیش نہادہمت کرکے پانچ مہینے اُس قلعہ کا محاصرہ کرکے کام متحصنون پر تنگ کیا اُس دار وگیر مین توپ کلان شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون نیک سمجھکر مسرور ہوئے اور بقاے قلعہ کی امید بہم پہونچائی علی عادل شاہ نے توپ کی شکستگی ابوالحسن کی سازش سے تصور کرکے اُسے معزول کیا اور مصطفی خان اردستانی کو جو رام راج کے قتل کے بعد عدالت پناہ کا ملازم ہوا تھا امیر جملہ اور وکیل سلطنت کرکے مہمات ممالکت کلی اور جزوی ساتھ اُسکے رجوع فرمایا مصطفےٰ خان نے قلعہ کے لینے مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر دو مہینے کے عرصہ مین متحصنون کو اس قدر عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کے طالب ہوئے اور جب اُنھون نے عجز وانکسار بہت کیا اس شرط پر اُنکی درخواست قبول کی ونیکتی اور بسائی اور اُسکے فرزندون اور بھائیون کو مقید کرکے حوالہ کرین مردم قلعہ نے اتفاق کرکے ونیکتی اور اُسکے متعلقون کو خان مشارالیہ کے سپرد کیا اور خود اپنے مال واسباب اور اہل وعیال کو لیکر قلعہ سے نکلگئے عدالت پناہ نے ونیکتی کو مع متعلقین بانواع عقوبت ہلاک کیا اور قلعہ اپنے کارندۂ معتمد کے سپرد کرکے مصطفےٰ خان کی صلاح سے قلعہ دارور کے واسطے عازم ہوا اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلاع کرناٹک سے ہے اور اُس عرصہ مین رام راج کے ایک امراے کفرہ کے قبضہ مین تھا ہر سال کچھ ہاتھی تنکنا وری ولد نیمراج کو دیکر قوت اور شوکت بہم پہونچائی تھی اور جب عدالت پناہ نے وہان نزول اقبال فرمایا چھ مہینے اوقات شریف اُسکے محاصرہ مین صرف فرمائے مصطفےٰ خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقول امان مسخر اور مفتوح کیا اور سات مہینے وہان استقامت فرمائی اور اطراف واکناف کو خس وخاشاک باغیون سے پاک کیا بت پرستونکا کھانا پانی حرام کرکے بہر کیف اپنا مطیع اور رام کیا اُسکے بعد مصطفےٰ خان کی تجویز رایات ظفر آیات بعزم تسخیر قلعہ بیکاپور جنبش مین لاکر بعظمت وشوکت تمام اُسطرف روانہ ہوا اور سمی بلپ وزیر جو رام راج کا تبولدار تھا اُسکے مرنے پر قلعہ بیکاپور پر غلبہ پایا اور قلعہ راے جرہ اور رچندر کوٹی ڈگر ورا اور علاوہ اُسکے اور بھی قلعہ اُس کے تحت حکومت مین تھے وہ بادشاہ کی خبر توجہ سنکر مجبوری اور لاچاری سے قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے فرزند کو مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا کہ ہنگام فرصت اُردوے اہل اسلام کے پس وپیش تاخت کرکے رسد غلہ اور آذوقہ بکلی بند کرے اور تنکنا وری ولد نیمراج کو عریضہ اس مضمون کا لکھکر اُنکی طرف بھیجا کہ مین ولی نعمت کی مخالفت اور عداوت سے نادم اور پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقر اور معترف ہون اس وقت کہ شاہ اسلام عازم تسخیر بیکاپور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میرے رقوم جرائم کو اپنے صفحہ خاطر عاطر سے محو فرماکے بنفس نفیس اس نحیف کی امداد کے لیے قدم رنجہ فرماوین یا کسی امراے کبار کو کمک کیواسطے مامور کرین یقین ہے دست برد سپاہ اسلام سے محفوظ اور مصئون رہونگا اور عہد کرتا ہون کہ آیندہ جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری مین ثابت اور راسخ ہوکر گردن طوق فرمان سے نہ پھیرونگا اور ہر سال اس قدر مالی بلا عذر خزانہ مین داخل اور واصل کرونگا تنکنا وری نے جواب دیا کہ تیرے تمرد اور سرکشی کی شامت ہے کہ تو مقربان اور معتبران درگاہ رام راج سے تھا اکثر امرا اس دولتخانہ کو مخالفت اور سرکشی کا دعوی ہوا جمیع ممالک پر متصرف ہوگئے ہین اور شاہان اسلام نے کہ بلند نسبی اور چند اکری کونے مجھے معاف اور مرفوع القلم کیا ہے مین خود اُسکے انتظام اور بندوبست سے عاجز ہون ورتو عرب

جانتا ہی کہ رسیج سعید اور جواہر زواہر کے صرف کرنے سے صلح ہوتی ہی لازم کہ کل سے کنارہ کش ہو کر اس بارہ
مین تقصیر نہ کرے اور جو صلح کسی وجہ سے ممکن ہو لائق یہ ہی کہ ہمیں تدبیر سے ہسکے اطراف و جوانب کے رہنے والون
کو راضی اور مسرور کرکے ایسا کر دیجے کہ فرزند کے ساتھ متفق ہو کر وقت بیوقت مسلمانون کے لشکر گاہ کو آتش
تاخت اور غارت سے اُن کی زندگی تنگ کریں اور راتوں کو مردان جان نثار کو چورون کی طرح اُس کے
معسکر یعنے فرودگاہ میں بھیجین کہ جس طرح بالطبع یا صامت کو پاوین زخم تلوار سے بے روح کرین اور مین نے
اس مقدمہ میں فرمان راجاؤں کے نام جو تیرے ہمسایہ ہین ترقیم کیے ہین اگر سمع قبول سے اصغا کرین اور
تیری اعانت اور مدد مین کوشش فرماوین ہو المراد گویا ایک یہ کام اپنے واسطے عمل لاوین گے کیونکہ یقین ہی بعد
بر آور وہ ہونے قلعہ بیجاپور اور قلعے بھی ہملتریج وجہ سے مسمار باب اسلام ہونگے اس حساب سے ملف و زیر
کو پاس اور بنا اسدی تمام نے منہ دکھایا لیکن ضرورت کے باعث اپنے وارث مملکت کے فرمانے پر عمل کر کے
راے قلعہ جو اور چندر کوٹی اور بعض قلعہ داروں کو ساتھ اپنے متفق کیا تو ہمراہ اُسکے فرزند کے ہیچ مذکور عمل مین لاکے اس
سبب سے علامت بیابوکی اردو میں قحط علانیہ ظاہر ہوا اور ہر شب کو فریاد برپا ہوتی تھی کہ چورون نے فلان فلان کو
قتل کیا اور بیادہ کر مالک کی جان کو کچھ چیز نہین سمجھتے تھے ایک متاع مختصر جانتے تھے طمع اشیاء قلیل پر بہے
تھے اور اس عرض سے کہ گرفتاری کے وقت کسیکا ہاتھ اُنکے بدن پر قرار نہ پکڑے روغن لعزیمہ ملتے تھے اور جس جگہ
موقع پاتے تھے مانند رزون کی طرح تاخت لا کر گھوڑا اور آدمی جو کچھ اُنکے سامنے آتا تھا تہ تیغ کرتے تھے اُسکے بعد رلو
واپس جاتے تھے اور ہر چند اردو کے لوگ اُنکی گرفتاری میں سعی کرتے تھے کہ اُنکی شر کو دفع کرین میسر ہوتا تھا اور یہ بھی
مشہور ہی کہ اُس نواح کے آدمی ساحر ہیں اور جسوقت ملک بیان میں یعنی جہان ہندو کا مرگھٹا ہوتا ہی اور مردے پھونکتے
ہین افسون پڑھکر اُس خاک بیان کو جس مکان یا خیمہ مین چھڑکتے ہین اُسکی تاثیر سے آدمی وہان کے مردون کیطرح
نہایت غافل سوتے ہیں کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہین رکھتے اور اگر اتفاقاً بیدار ہوویں اور چورونکو دیکھیں جبتک
کہ وہ موجود اور حاضر رہین اُٹھنے کی طاقت اور تکلم کی قدرت نہین رکھتے القصہ صحبت عجیب طور مین آئی قریب
تھا کہ لشکر اسلام کوچ کرکے مراجعت کرے مصطفےٰ خان مانع آیا اور چورون اور قحط کے علاج مین معروف ہوا امرائے
رکابکہ بعد مبارک اور شجاع سے تھے ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ سے علی عادل شاہ کے عہد دولت تہد تک صدر
امارت پر تکیہ زن تھے اور تعداد اُنکے سوارون کے چھ ہزار کو پہونچتے تھے مامور کیا کہ لشکر کفار کے مقابل ہوکر ایسا
تدارک کرین کہ وہ اہل اسلام کے راستون مین سنگ راہ ہوکر مزاحمت نہ پہونچاویں اور آٹھ ہزار پیادہ جوار لشکرگاہ کے
گرد بفاصلہ ایک کروہ بٹھا کر حکم کیا کہ بقدر طاقت بشری لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور اگر اتفاقاً چور تحصیل حاصل کرکے اپنے
تئیں لشکرگاہ مین پہونچاویں جو ہین کہ شور و غوغا برپا ہووے تم متنبہ ہوکر اُنکے سدراہ ہوتا اور جس شخص کو دیکھا کہ وہ
لشکرگاہ کے حلقہ سے قدم باہر رکھتا ہی اُسکا توقف قتل کرنا اس سبب سے کوئی شخص رات کے وقت قدم
فرودگاہ سے باہر رکھتا تھا اور جو کبھی چور پیادہ ہاے لشکر کو غافل کرکے لشکرگاہ مین در آتے تھے اور شور و غوغا
بلند ہوتا تھا چور بقصد فرار اردو سے باہر جاتے تھے تو پیادہ پہرہ دار اُنپر حملہ آور ہو کر تیغ سیاست سے قتل کرتے تھے
اور اس تدبیر سے چورون کا شر بالکلیہ دفع ہوا اور لشکر کفار کے بھی صدمہ سے نجات پائی اور بعد غلہ اور تمام

ضروریات لشکر بافراط اطراف و جوانب سے جاری ہوئے اور ہر شئے جو رسد بند ہونے سے گران تھی نہایت ارزان
ہوئی اور ایک برس کامل امراے برکی اور بسیر ملیب وزیر اور بھی راجاؤن سے معرکہ سخت واقع رہا اور آدمی طرفین سے
بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطمینان تمام قلعہ کو محاصرہ کرکے ہر روز بلا ناغہ مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف ہو کر
ابواب دخول و خروج کے مسدود کرنے مین تقصیر نکرتے تھے اور اہل قلعہ بھی باآلات آتشبازی کے استعمال مین کوئی دقیقہ
نامرعی نچھوڑتے تھے اور کمال مردی اور مردانگی سے مدافعہ مین مشغول ہوتے تھے قضارا انہی درمیان دنون لیسر ملیب زیر اجل طبیعی کے
پہونچنے سے دوسرے عالم مین کوچ کر گیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دلشکنی کا موجب ہوا اور ملیب وزیر جوان بیٹے کے مرنے سے
نہایت محزون اور ملول ہوا اور جو کہ ایام محاصرہ نے ایک سال اور تین مہینے کا عرصہ کھینچا ذخیرہ غلہ اور مایحتاج بشری صرف
ہو گیا تھا اس سبب سے رعاے اُس نواح کے جو کمک کو آئے تھے عاجز آئے ہر ایک اپنے مقر یعنے راج کی طرف روانہ
ہوئے اہل حصار شاہ عدالت پناہ سے جان و مال اور اہل و عیال کی امان طلب کرکے استمالت نامہ کے طالب ہوئے
اور آنحضرت نے اُنکی التماس قبول فرمائی اور عہدنامہ اُنکے حسب مدعا تحریر کرکے اُنکے پاس ارسال کیا اور جس روز کہ اہل
قلعہ قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے ازدحام عوام کے دفع کیواسطے مصطفےٰ خان مع لشکر نامعہ قلعہ کے قریب ایستادہ ہوا
تا کہ باطمینان تمام ملیب وزیر اور جمیع مردم حصار مع اسباب و اموال و اہل و عیال برآمد ہو کر کرناٹک کیطرف روانہ ہوں
اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امرا اور مخصوصون سے قلعہ مین داخل ہوا اور مؤذنون نے بانگ محمدی بطریق
مذہب امامیہ بآواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بتخانہ کو توڑ کر عدالت پناہ اور مصطفےٰ خان نے ثواب اخروی کے واسطے
اپنے ہاتھ سے نقشہ مسجد کا درست کرکے پتھر زمین پر رکھے اور بعد اس فتح کے مصطفےٰ خان بمراتب زیادہ اول سے سرفراز
ہو کر بخلعت خاص کہ اسدخان اور کشورخان کے سوا اور کسی شخص نے نپایا تھا مشرف ہوا اور بہت پرگنے اور قصبے کس
محدود کے اُسکی جاگیر کیواسطے مقرر ہوئے اور مہمات سلطنت مین بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادل شاہ کہ عیش و عشرت
اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت اور صحبت گلرخون اور سادہ عذارون مین بسر کرکے مدام مے خوشگوار کے تجرع مین
اقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہر اشرف ہمایون کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفےٰ خان کے حوالہ کرکے
حکم کیا کہ مہمات سلطنت کلی اور جزوی کو اپنی رائے صائب کے موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف اور محول میرے
حکم پر نرکھے اور بعد چار مہینے کے مملکت بنکاپور جیسا کہ چاہیئے اہالیان سرکار کے قبضۂ تصرف مین آئی اور اعیان ولایت
اور رعایا نے زین پوش اطاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اُسکی بادشاہی پر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت
و اقبال قلعہ مین استقامت فرما کر عیش و نشاط مین مشغول ہوئے مصطفےٰ خان کو مع بیس ہزار سوار اور خزانہ اور توپخانہ اور توزخانہ
اور اسباب جہانگیری دیگر قلعہ جرہ اور چندر کوٹی کی تسخیر کیواسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ اولاد مصطفوی قلعون مذکورہ کی طرف
متوجہ ہوا جب قلعہ جرہ کے حوالی مین پہونچا ارجنب نایک والی وہان کا تضرع و زاری پیش آیا اور باج و خراج
قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کہ ابھی قلعہ بنکاپور فتح نہوا تھا اپنے ایلچی مصطفےٰ خان کے پاس بھیجکر بارسال تحف و ہدایا ابواب
اخلاص و آشنائی مفتوح رکھتا تھا التماس اُس کی پذیرا کرکے بار جزیہ اور خراج کا اُس کی گردن پر رکھا اور اس
قلعہ کی تسخیر سے دست کش ہو کر چندر کوٹی کی طرف روانہ ہوا وہان کا راجہ استحکام قلعہ اور جنگل کی انبوہی پر مغرور ہو کر
سرکشی سے پیش آیا مصطفےٰ خان اور جمیع اشراف اور اعیان لوازم محاصرہ مین مشغول ہو کر امراے برکی کو

پس سالار لشکر کفار کے مقابلہ کے واسطے کہ اطراف سے چندرکوٹی کی حمایت اور اعانت کو آئے تھے مامور کیا اور
لسی موورہ چودہ مہینے میں مغلوب کر کے قلعہ کو کہ جو اُس وقت تک کبھی اہل اسلام نے فتح نہ کیا تھا سنہ ۹۸۱
نو سو اکاسی ہجری میں لوٹا اور کر لیا اور عریضہ مشتمل بر فتح عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجکر یہ بیت اُس میں درج
کی بیت ہر دم رسد از عطاے داور + فتح دگر و فتوح دیگر + عدالت پناہ کو رغبت اُس قلعہ کی تفریح کی ہوئی
بیجاپور سے اُس طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور وہاں بھی بدول اہمال اور حلول اجلال فرما کے چند
مدت عیش و عشرت میں بسر کر کے موافق سیر و لطف کرناٹک سے مخطوظ ہوا اور بعد تین برس اور چند روز علم معاودت
بلند کر کے مظفر اور منصور بلدۂ بیجاپور کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور اسی طریق سے بہر حال اپنی مصطفیٰ خان
کے قبضہ میں چھوڑی اور اُسے قلعہ چندرکوٹی میں سرحد کی محافظت کے واسطے معین کر کے حکم فرمایا کہ جس وقت
وہاں واجب الادا جان اہلکاران سرکاری کا مرتب سرتختا ہووے بیجاپور سے چندرکوٹی کی طرف بھیجیں اگر مضمون
اُس کا مصطفیٰ خان کے پسند آوے اور وہ جواب تحریر کرے بہر بادشاہ اور اپنی اُس پر ثبت کر کے دار الملک
بھیجے ورنہ موقوف اور معطل رکھے اور دوسرے سال عرض داشت مصطفیٰ خان کی اس مضمون سے پایۂ سریر
خلافت مصیر میں پہونچی کہ قدیم الایام میں قلعہ چندرکوٹی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اُسکے منہدم ہونے کے بعد لیکن
مدرائے نے قلعہ مذکور کو دامن کوہ میں مستحکم تیار کیا اس بارہ میں دولتخواہ صلاح یہ دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف لا کر
بالائے کوہ کو ملاحظہ کریں اگر معقول دلپسند طبع اشرف ہووے پہاڑ پر اُس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرماویں ورنہ اُس کی
تیاری موقوف کریں علی عادل شاہ یہ سنتے ہی مع ایک جماعت مخصوصان اور کچھ لوگ خاصہ خیل سے اُس طرف روانہ
ہوئے اور جو کچھ کہ مصطفیٰ خان نے پیام دیا تھا مزاج اشرف کے موافق آیا حکم کیا کہ قلعہ روئے زمین کو مسمار کر کے
پہاڑ پر ایک حصار سنگین اور مستحکم تیار کیا جاوے اور معاودت قلعہ بیجاپور کی سیر کی اور جمیع مہمات اس نواح کے دستور
قدیم مصطفیٰ خان سے رجوع کر کے قلعہ تنگواں کے راستہ سے عنان معاودت دار السلطنت بیجاپور کی طرف
معطوف کی مصطفیٰ خان طریق دولتخواہی جاری رکھکر ایک برس کے عرصہ میں قلعہ کی طیاری سے فارغ ہوا
اور عدالت پناہ اُس کے حسب التماس دوبارہ بیجاپور سے اُس قلعہ کی سیر کے واسطے سوار ہوا اور مصطفیٰ خان کی خدمات
شائستہ خاطر ہمایون کی پسند پڑیں اور اُن دنوں میں مصطفیٰ خان نے سنکر نایک راجہ قلعہ کردر کو کہ قریب چندر
کوٹی کے ہے آدمی بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری کی دعوت کی اور راجہ اُس نے زوال مملکت اپنی سے ڈر کر وہ بات
قبول کی اور عدالت پناہ کی پابوس سے مشرف ہوا اور آنحضرت سے اپنی ولایت کی تفریح کی التماس کی علی
عادل شاہ اپنا لشکر چندرکوٹی میں مامور کر کے باتفاق مصطفیٰ خان مع پانچ چھ ہزار سوار کردر کی طرف روانہ
ہوئے اور وہ قلعہ ایک کوہستان پر واقع تھا اور اُسکے اطراف میں جنگل نہایت گنجان محیط تھا اور راہ اُس کے
دخول و خروج کی نہایت تنگ اور دشوار گذار تھی کہ اکثر مقام میں ایک سوار سے زیادہ نہیں جا سکتا تھا اُس
واسطے اس موضع ہولناک میں اکثر لوگ دلگیر ہو کر مراجعت کے خواہان ہوئے اور عدالت پناہ نے خلائق کی خواہش
کے موافق وہ قلعہ سنکر نایک کو عنایت فرما کر چندرکوٹی کی طرف معاودت کی لیکن مصطفیٰ خان نے بمقام
دولتخواہی مت ہو کر سنکر نایک سے تخلیہ میں یہ بات کہی کہ عدالت پناہ تیرا قلعہ اور ولایت اور دوسرے

راجاؤن کے بھی ممالک جو تیرے قرب وجوار مین ہین لینے کی فکر مین عازم وجازم ہی اور بالفعل مین نے بہت سعی اور
کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سے پھیرا ہی اگر تجھے اپنی سلامتی اور بہبودی مدنظر ہو تب تجھے لازم کہ تمام
راجاؤن سے اتفاق کر کے باج وخراج قبول کر تو مین حضرت سے التماس کر کے اُن ممالک اور قلعون کی تسخیر کی
فکر سے باز رکھون سنکر نایک نے یہ کلام سنکر دائرۂ اطاعت مین قدم رکھا ارسب نایک حاکم قلعہ چرہ اور بہرہ دیوی
رانی قلعہ کنار آب اور جلوی نے کہ وہ بھی ایک قلعہ ہاے سواحل دریاے عمان سے تھا راے بندر باسلور
اور باکلور اور بادکلا سب کو فہمائش کر کے بادشاہ کی اطاعت کے واسطے ترغیب کی اُن ... نے سنکر نایک
کے کہنے سے تجاوز نہ کیا اور بعجز وانکسار عدالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سات لاکھ اور پچاس ہزار
ہون بعنوان پیشکش نذر گذرانے اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ ارسب نایک اور سنکر نایک اور بہرہ دیوی اور راے
سندر باسلور اور بھی راجہ آپس مین متفق ہوکر ہر سال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون نقد خزانۂ عامرہ مین داخل کرتے
رہین پھر ہر ایک خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز اور مطمئن ہوکر اپنے اپنے دارالراج کی طرف روانہ ہوئے اور عدالت پناہ
کی مدت العمر تک تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون مصطفےٰ خان کی معرفت خزانہ مین داخل کرتے رہے اور علاوہ
اُسکے ہر سال پوشیدہ تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت اور زبرجد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ گنجائش رکھتی
تھی مصطفےٰ خان کو دیتے کہ سلامتی اور نجات اپنی اُسکی عنایت اور توجہ مین جانتے تھے منقول ہی اُس وقت کہ راجہ
اور راے اُس طرف کے علی عادل شاہ کی خدمت مین آئے اور وداع بخلعت اسپ وقبا و ٹیکا اور شمشیر مرصع
سے اختصاص پایا اور بہرہ دیوی اور جلوی کے واسطے وہ خلعت کہ عورتون کے واسطے مخصوص ہی لائے وہ عورتین شیر
صولت اُس خلعت کے قبول سے انکار کر کے عرض پیرا ہوئین کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہین لیکن مملکت کو بضرب شمشیر کہ
لازمۂ مردونکا ہی تصرف مین رکھتے ہین آنحضرت اس کلام سے نہایت محظوظ ہوئے اور اُنکی تعریف کی اور اسی وقت ٹیکا اور شمشیر
مرصع اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونون رانی سالہاے دراز اور قرنہاے بیشمار سے بطناً بعد
بطن اُس دیار کی حکومت کرتی رہین اور رسم اُس ملک کی آج تک یون ہی کہ عورتین بادشاہ اور شوہر اُنکے سلک
امرا اور خدمتگارون مین منتظم ہوکر مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہین کرتے ہین اور ہر روز عوام الناس کے موافق
ٹیکا خدمت کا کمر جان مین باندھتے ہین اور درمیان شوہرون اور تمام خدمتگارون کے کچھ فرق نہین ہوتا ہی الغرض
جب کہ اُس طرف کے راؤن نے بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادل شاہ نے یندری پنڈت کو کہ اُس
دولتخانہ کے بہامنہ معتبر سے تھا اس طرف کا دیوان کیا اور مصطفےٰ خان کو صاحب اختیار اُس صوبہ کا کر کے وہ تمام
ممالک اُس کی جاگیر مین تفویض فرمائے منصب وکالت اور امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دیکر دوبارہ بیجاپور کی طرف
مراجعت کی اور مصطفےٰ خان نے اس سبب سے کہ ہمیشہ رایات خیر خواہی بلند کیکے کشورکشائی کی فکر مین رہتا تھا
بعد ضبط اُس حدود کے اپنے ایک معتمد کو کہ اُسے علی خان کہتے تھے عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجا اور بلکنڈہ کی
تسخیر کیواسطے کہ دارالملک راے کرناٹک ہوا تھا ترغیب اور تحریض کی اور اس سبب سے کہ یہ التماس عین مراد آنحضرت
کی تھی احضار لشکر کیواسطے حکم دیکر نہایت تجمل اور اجلال سے بیجانگر کیطرف نہضت فرمائی اور اودنی کی سیر کر کے پھر وہانسے وا
ہوا اور اُسکے بعد مصطفےٰ خان مع لشکر کرناٹک اور امراے برکی بنکاپور کے اطراف مین ساتھ اُسکے ملحق ہوکر بکوچ متواتر بلکنڈہ

کی طرف متوجہ ہوا اور تمکنا دری تاب مقابلہ شاہ اسلام پناہ نہ لایا قلعہ گلکنڈہ کو مردم معتبر کے سپرد کر کے بسرعت تمام تر [illegible]
و اثاثہ سلطنت بلدہ حیدرنگری کے سمت روانہ ہوا اور علی عادل شاہ گلکنڈہ میں پہونچا اول اطراف قلعہ اور شہر
امرا پر قسمت کیے اسکے بعد ہر ایک کو مورچوں پر تعین فرمایا اور بعد تین مہینے کے مرمان حصاری غلہ اور آذوقہ
کے فقدان سے طالب عہد و امان ہوکر قلعہ تسلیم کرنے پر آمادہ ہوئے تھے کہ تمکنا دری اس امر سے واقف ہوا اور
از روے اضطرار آٹھ لاکھ ہون اور پانچ ہاتھی ہندیا ہیم نایک کے واسطے کہ امرائے کنارکی سے تھا بھیجکر یہ
التماس کی کہ اپنے ولی نعمت سے علم مخالفت بلند کرے ہندیا ہیم نایک نے زر کی طمع سے قدم بادیہ حرامخوری میں رکھکر
مع چار ہزار سوار اپنے مورچہ سے کوچ کیا اور اردوے شاہی کے اطراف و جوانب میں مزاحمت پہونچا کر باہر نکل
گیا دوسرے دن ہندیا ہیم نایک کے اشارہ کے موافق چار لعراو رکبھی امرائے کنارکی نے نشان غدر اور بغاوت
کا بلند کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر اپنے تئیں ساتھ اُسکے ملحق کیا اور وہ جماعت کہ تاخت اور دزدی میں بے نظیر تھی تاخت
و تاراج شروع کر کے اطراف و جوانب میں ڈاکہ مارنے لگے غلہ اور علف اردوے شاہی سے اٹھا لیجاتے تھے
اور راتوں کو چوری میں تقصیر نکرتے تھے اسواسطے علی عادل شاہ اور مصطفی خان ترک نے محاصرہ کو مناسب و صواب
سمجھکر انکا دفع کرنا واجب جانا اور جب لشکر کوچ کر کے بیکاپور کے اطراف میں پہونچا عدالت پناہ نے مصطفی خان کو اس حد
کے انتظام کیواسطے بیکاپور میں مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال نے ۹۸۶ نو سو چھیاسی ہجری میں بلدہ بیجاپور کی طرف
مراجعت فرمائی جب یہ خبر سمع مبارک میں پہونچی کہ امرائے زنگی ازروے سرکشی اپنی جاگیر پر جو بیجانگر کی سرحد میں
تھی متصرف ہوگئے ہیں اور قدم بادیہ اطاعت میں نہیں رکھتے ہیں مرتضی خان انجو کو کہ جو بعد قتل ہونے سیف
عین الملک اُسکے عہد میں ملازمت کے واسطے حاضر ہوا تھا اور خلعت امارت سے سرفرازی پائی تھی انکو زنگیوں
کی ولایات سے جاگیر دیکر تین ہزار سوار تیرانداز اور چند امرائے دکنی اور حبشی سے کنارکی کے دفع کے واسطے مامور فرمایا
چنانچہ مرتضی خان اور زنگیوں کے درمیان ایکسال میں کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب سے تمیز ہوتا تھا اور طرفین
سے بہت آدمی مقتول ہوے اور یہ معرکہ موقوف ہوتا تھا آخر الامر مصطفی خان نے کہ قلعہ بیکاپور میں استقامت رکھتا تھا
علی خان کو عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجکر پیغام زبانی کیا کہ لشکر کو جو ہند کے مقابل بھیجا اور جنگ کرنا ہوشیاری سے
بعید ہے مناسب یہ ہے کہ انہیں بلطائف الحیل بیجانگر میں طلب کریں اور اُسوقت جو کچھ شائستہ اور سزاوار ہو انہیں
سزا پہونچاویں علی عادل شاہ نے یہ راے پسند کی اسو سیّدت برہمن اور کئی مردمان معتمد کو ہدیہ دیکر اور متواتر [illegible]
کے پاس بھیجا کہ جس طور سے ممکن ہو انہیں دلاسا دیکر بیجاپور کیطرف راغب کریں ہندیا ہیم نایک کہ جو امر
عقل کے موافق نہ آیا ایک انجمن شورہ کے واسطے ترتیب دی اور جوب بیاسے اور ہوچیل نایک اور دیو نایک
اور تما نایک اور دیگر سرداران قوم اپنے جو عمدہ امرائے زنگی تھے انکو حاضر کر کے کہا کہ ہم لوگوں نے اُس زمانہ میں کہ
گلکنڈہ اور تمام ممالک کرناٹک کے مسخر ہوچکے تھے اور قریب تھا کہ سلطنت رام راج کی عاملوں سے علی عادل شاہ
کی طرف انتقال کرے مخالفت کی اور ہم نے آنحضرت کو ایسی دولت سے محروم کیا اب محال ہے کہ ایسا جرم عظیم
بادشاہ کی خاطر دریا مقاطر سے محو ہوا اور ہم بذریعہ کسی خدمت کے ہمکو منظور عنایت جانیں اور جاگیر قدیم پاویں لیکن
ہمکو مسلمان نہیں فریب دیکر چاہتے ہیں کہ بیجاپور لیجا کر انتقام لیں امرائے مذکور نے یہ بات قبول نہ کی اور بیجاپور کے

چلنے پر آمادہ ہوئے اور رہند یا ہیم نایک نے انکی رفاقت ترک کر کے بلدہ گلکنڈہ کیطرف جاکر قطب شاہ کی نوکری اختیار
کی اور اول جوت راے نے بیجاپور جاکر خلعت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار پر
اور بھی امراء قول و شرط درمیان مین لاکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے علی
عادل شاہ نے اس بیت کے مضمون پر بیت سنگ در دست و مار بر سر سنگ + خیرہ رائی بود سکون درنگ
آتش غضب افروختہ کی ایک روز جوت راے کی آنکھین نکال کر ہوج مل نایک اور رولینا کیسا اور تعنا نایک کو
انواع عقوبت سے ہلاک کیا اور لاشین انکی چھڑون پر رکھکر تمام شہر مین تشہیر کین اور اس جماعت کے شر و فساد سے فارغ
ہوکر ماہ شوال ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین آنحضرت نے کہ لا ولد تھے اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طہماسپ
کو ولیعہد کیا اور امرا اور ارکان دولت سے فرمایا کہ میرے بعد تمہارا یہ بادشاہ ہے اور اسی مہینے مین جشن شاہانہ ترتیب دیکر
سنت اسمٰعیل اللہ کے موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا منقول ہے کہ شب ختنہ مین جیسا کہ رسم دکن ہے شہزادہ
عالمیان کو پوشاک سرخ پہنا کر شہر کی گشت کے واسطے قلعہ کے باہر لائے اور آتشبازی کے نوکرون نے آتش
اور درختون اور تصویرون مین کہ دو طرفہ شاہبازار مین جابجا رکھے تھے آگ لگی مردم تماشائی سے سات
سو آدمی کے قریب جلکر مر گئے اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اُس کی سواری
مابین بازار پہونچی تھی کسی طرح کا صدمہ اور گزند نہ پہونچا چنانچہ اُسی روز سے صاحبقرانی اُس بادشاہ صاحب
اقبال کی خاص و عام پر ظاہر اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور گوشمال امراے بربری اور حبشی اور تغلب
شاہزادہ عالمیان کے شاہ عدل پرور کبھی مسند طرب پر رونق افزا ہوکر فروغ لالہ عذاران آفتاب وش اور شعاع جام
شراب بغش سے بزم عشرت کو منور کرتا تھا اور گاہے سریر عدالت پر جلوہ گر ہوکر تشنگان وادی جور و ظلم کو چشمہ سار عدل و انصاف
سے سیراب کرتا تھا ابیات کشیدے بادشاہ صفت اور نگ + گہے در بزم عشرت جام گلرنگ + نشستی گاہ بر تخت
عدالت + بپیچے تا دیب ارباب ضلالت + بنائے عدل را آباد کردے + دل غمدیدگان را شاد کردے + اور وہ باوجود اتصاف
جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر المباشرت تھا لڑکون صبیح الوجہ ملیح العذار کے ساتھ انس کمال اور میل تمام
رکھتا تھا اس واسطے علی برید کے پاس آدمی بھیجکر پیغام کیا کہ مین سنتا ہون آپ کے پاس دو خواجہ سرا صاحب جمال
ہین مناسب ہے کہ از راہ اخلاص دلی ان دونون کو بسبیل استعجال ہمارے پاس روانہ کیجیے ملک برید چند روز عذر
و بہانہ مین بسر لے گیا یہان تک کہ مرتضٰے نظام شاہ نے ملکی طمع سے ایک فوج اُس پر تعین کی ملک برید نے
متحصن ہوکر التجا عدالت پناہ سے کی اُس نے ہزار سوار اُسکی کمک کو بھیجکر مرتضٰی نظام شاہ کے شر سے نجات بخشی
امیر برید نے عدالت پناہ کا یہ احسان عظیم اپنے اوپر دیکھ لیا اور جب عدالت پناہ کو ان خواجہ سراؤن کیطرف حد سے زیادہ راغب
اور مائل دیکھا ناچار دونون خواجہ سرا کو احمد آباد بیدر سے بیجانگر کیطرف روانہ کیا اور جب منزل مقصود مین پہونچے اور سمجھے
کہ ہمین اس کام کیواسطے بلایا ہے ایک اُن دو خواجہ سرا سے کہ بزرگ تر اور بہتر تھا اس نے یہ کام کیا کہ قراول یعنی زیر جامہ
کے درمیان ایک قرولی پوشیدہ کی اور شہریار کو بعد ملاقات امیدوار وصال کرکے بملائمت و چاپلوسی پیش از پیش یہ کام شب
پر ڈالا اور بعد از انتظار بسیار جب روز عمر اُسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس ماتمی پہنا عدالت پناہ باتفاق خواجہ سرا حجرہ
خالی از اغیار مین داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اُس فتنہ کدہ نے قرولی مذکور سے اُس شاہ خجستہ انجام کو بدرجۂ شہادت

دار کیا اور روزگار ِ فتنہ انگیز کے مانند دروازہ جور و ظلم کا کھولکر ایک عالم کو کہ اُسکے ظل دولت مین آسائش رکھتے تھے عیش و عشرت سے محروم کیا ابیات دریغا کہ آن شاہ عالی نژاد + کہ در عدل شالش بگیتی نزاد + بہ تیغ ستم لقد جان بر شاہ + از و تیرہ شد چہرۂ بام و در + بخاک خوابان در این دشت نیست + بخرخون شاہان این طشت نیست + جہان را ہمہ ریت و ریب اوست + پیر زمین رنج و آسیب اوست + چنین ست آئین گردندہ دہر + کہ گشتہ زر غبت شاہ در لقہر + اور یہ حادثۂ عظمیٰ اور واقعۂ کبریٰ ستیسویں ماہ صفر شب پنجشنبہ ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری میں واقع ہوا تھا اور ملا محمد رضائی مشہدی المتخلص بہ رضائی نے مرثیہ اور تاریخ شہادت اس شاہ کامگار کی اس نہج سے سلک نظم میں منظم کی ہے قطعہ آہ کہ دست اجل در چمن عدل و داد + نخل فتوت فکند شاخ مروت برید + سرو کہ گشت از این ماجرا + مہر کرم منخسف ماہ سخا ناپدید + خسرو عادل ملقب شاہ علی نام آنکہ + ظلم ز ران اوکس نہ شنید و ندید + وقت وداع جہان تا ز رود تلخ کام + از کف ساقی دہر شہد شہادت چشید + گفت پئے داران غیب از پئے تاریخ آن + خسرو فتر نوشت شاہ جہان شد شہید + تمام اعیان دولت اور ارکان حضرت اور کافہ سپاہ و رعیت اور گروہ حشم و خدم اور ارواح محترم اُس ماتم میں گریبان چاک اور بیتاب تھے اور دست حسرت سے خاک سر پر اڑاتے تھے اور جو تاب چشم کو خاک رہگذر میں ملاتے تھے ہر ایک اس نشتر غم کی خلش سے مبتلا تھا سراسر ماتم کا سامان تھا شاہ فتح اللہ شیرازی کہ اجل اور اعلم علمائے عصر تھا اور شاہ ابو القاسم انجو اور مرتضیٰ اسمان انجو جو آنحضرت کے انیس و جلیس تھے اور میر شمس الدین محمد صدر جہان اصفہانی اور سادات و علما جو اطراف و اکناف جہان سے اُس دولتخانہ مین اُسکے عہد میں جمع ہوئے تھے غسل و تجہیز کی بیت کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے آخر کار بآئین شاہان رفیع المقدار غسل و کفن دے کر تابوت میں رکھا اور صندوق نعش اُٹھا کر زربفت کی چادر سبز اُس پر ڈالی اور شامیانہ اس پر کھینچا دستے مائین سیاہ ماتم لباس سیاہ و تلوارین کھینچے بحال زبوں نشان سب سرنگوں اور فوج کے سردار محمود گذار پوشاک نیلگوں پہنکر اشک فشان نعرہ زنان چاک گریبان جنازہ کے ساتھ ہوئے اور حظیرہ شہر بیجانگر میں واقع ہوا اور روضہ عالی شہرت رکھتا ہے اُس میں پیوند زمین کیا اور موافق آیۂ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خلعت مغفرت و آمرزش پہنکر اُس کے طائر روح پر فتوح نے حظائر قدس مین آشیانہ کیا رباعی گویند بشگفتہ خواہد بود + وان یار عزیز تند خو خواہد بود + از غیر مقصد مرکوئی باید + خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود + اور دوسرے دن شہریار جوان بخت ابراہیم عادل شاہ کو کہ تخت بیجاپور اُس کے قدوم میمنت لزوم سے قرین اسمان منزلت تھا تخت پر جلوہ گر کیا اور اُس شاہ عدالت پناہ نے اُن دونوں خواجہ سرا کو ایک کو بطور قصاص اور دوسرے کو طرد الکلاب بحرا دسرا پہنچا کر خاک ہستی اُنکی ساتھ صرصر فنا کے ہوا کی فردوسی دو بد خواہ را از رہ بردار کرد + سر خواجہ کش را نگونسار کرد + چو جون خدا و مدیر وہ کسے + دو رنگش بنا شد کیتی بسے + اور اتمام اسکے جامع و مسجد جامع امیر الامرا کا جو بیجاپور مین مسجد جامع امیر تالاب شاہپور اور آب کا ریج جو تمام مردم شہر پر وقف ہوا اور عہد مین اُس شاہ شہید کے کشور جہان کے اہتمام سے اتمام کو پہونچی تھی یادگار رہیں سعادت اُس غفران پناہ کی ساتھ اُس حسب کے تھی کہ جب ابراہیم عادل شاہ برحمت حق واصل ہوا ایک کرور ہون طلائی سے زیادہ خزانہ مین تھے

اور دیگر امتعہ نفیسہ اور جواہر کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود باجود سے زینت بخشی تو تمام اندوختہ مع تمام آمدنی جو اُسکے عہد مین بہم پہونچی تھی بالتمام مردم ایران وتوان وعربستان وروم اور اقالیم سبعہ کہ اُسکے دربار مین حاضر ہوتے تھے اُمیر اور اہل عالم پر ابر نیسان کے مانند درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم فنا سے دارالبقا کی طرف متوجہ ہوا زر کرناٹک کے سوا جو آخر سلطنت مین مصطفے خان اردستانی کے مساعی جمیلہ سے خزانہ مین داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس مین سے بھی مبلغہاے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہو گئے تھے اور علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ مہد مین دو مرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کر کے دونون کو باعزاز واکرام فراوان شہر مین لائے اور حکیم علی کو مع تحف و ہدایا و پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش فرماکر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اُسنے بدون تحف وہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بیجاپور پر

بیت رقم سنج این نقش خاطر پسند + نمونہ چنین دارد از نقشبند + کہ جب دست قضا وقدر نے نقاب سیاہ شب بیسوین ماہ مذکور کو روے رخسار گیتی سے اُٹھایا یعنے نیر اعظم سپہر زنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنے شب گزری سحر نمایان ہوئی **رباعی** چو صبح دربر گردون کشید کسوت نور + جہان کشاد زرخ پردۂ شب دیجور + زفیض چشمۂ خورشید کرد دست قضا + غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور + ارکان دولت اور اعیان مملکت وزیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوئے انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کے آراستہ کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطائف اور ظرائف سے سجا اُس وقت **بیت** بہ نیک طالع وفرخندہ روز و فرخ فال + بسعد اختر ومیمون زمان وخرم حال + اعظم اعدل صاعد مصاعد دین و دولت عارج معارج شوکت وحشمت اردشیر صولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حشم دارا عزم بہرام رزم پرویز بزم زیب دہ اریکۂ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سائبان زرین طناب اُس کے جاہ وجلال کا دامن آخر الزمان تک افراشتہ اور بلند ہے شبستان سلطنت اور سرا بستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خرامان ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ وحشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کاخ مملکت کو ضیاے چہرۂ دلفروز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قلم کا اطاعت اور فرمانبرداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر پاے ادب سے کھڑے تھے خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف اُس کے نو درجے طے ہوئے تھے یعنے کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرہ کامل یعنے دس برس کے نہوئے تھے ہر ایک دولتخواہ کو بعبارت شافی اور تقریر مفید تمر قوی پشت اور فرمانبردار کیا اور کمند نظر عنایت

اور التفات سے خاص و عام کے دلون کو صید دام فیض سحاب انعام اُسکے سے کشت زار رعایا یان کے سایت سرا اور شاداب ہوئے **بیت** آن مژدہ کہ اقبال ہمیداد وفا شد + وان کام کہ ایام ہمی خواست بر آمد + امرا اور ارکان دولت نے عقد جواہر اور زر سرخ و سفید فرق ہمایون پر نثار کرکے لوازم شکر و سپاس اہمال لوازمے ادا کیا اور طلبائے واجب التعظیم خطبہ کو نام و لقب بادشاہ و حرم بارگاہ سے طبد آوازہ کرکے غلغلہ تہنیت اور مبارکباد کا ذروہ سپہر تک پہنچایا اہالی دار السلطنت بیجاپور نے نہایت سرور سے دکاکین اور دیوارون کو دیباے ہفت رنگ اور اقسام المشہے زیب و زینت بخشی **بیت** گذر ہا را عبیر آلود کردند + گلاب افشان و مشک اندود کردند + اور حسب اکر ملک ہند کا دستور ہے آئین اور بکریاں اور گوسفند مست کے ملو فرق ہمایون پر تصدق کرکے مراسم نثار و ایثار بجا لائے اور جشن بیار آستان بارگاہ جہان پناہ پر گھسکر عادتیں لب کھولے **ابیات**

کہ شاہا بقاے تو جاوید باد + لواے تو برتر ز خورشید باد + سر و تختگاہت قصاے سپہر + صور بانوار رخسار مہر + جہان ہر کہ سیر سہ دور مدام + ہواے حکمت بود صبح و شام + سر و گردن ملک مین تا رہیں + سلاطین ایران و توران رہین + بخدمت بہ سد مرشیت کمر + بپیچد کس ار طوق فرمانت سر + اور اُس وقت کہ دم بدم نسیم سلطنت و اقبال اُسکے نسیم مکارم اخلاق کے چلنے سے مثل گل نوبہار شگفتہ اور خندان ہوتے تھے اور گلزار حرکات و سکنات سے عالم عالم بوے امیدواری مشام جان مین پہونچتی تھی ہمیشہ خاطر عین متعاطر اُسکی سواری اور سیر بازی ملکہ جمیع آلات حرب و ضرب و سپاہگری کی طرف مائل رہتے تھے ایک ساعت لہو و لعب کی طرف کہ مقتضاے علم طفلی ہے مشغول ہوکر ہمیشہ اوقات شریف کو تحصیل سعادات اور کسب حسنات مثل تلاوت قرآن اور رتق حاجتمند صرف کرتا تھا اور بے آمیزش تکلف و ثنا گستری وہ شہنشاہ خورشید عدل کہ سبب تالیف اس کتاب کا ذکر واقعات اُسکا ہی اگر شب تار پر سایہ ڈالے آفتاب و مہتاب کی نور بخشی سے صبح نشور تک مستغنی ہووے اور اگر زلف مشکبو اُسکی سے ایک نسیمہ گلستان کو پہونچے عطر بیزی صبا سے بیار ہووے چشم عدل اُس کی حافظ نگہبان کام جاسان ہر لوروال دولت اُسکا تیغ دلیر وری کی رہبری کا نشانہ ہر کسے داد گستر اُس کے التفات سعایت سے حاشیہ بر دوش اور حاتم سخا پرور اُسکے جود نے ہدایت سے حلقہ در گوش اور اُسکے رعب عدالت سے فتنہ خوابیدہ چونک کر بھاگ جاے اور اُسکے عطا کی برکات سے مادر صبا لکھا ر چراغ مردہ روشن کرنے عیسوی دم ہو جاوے اور اُسکے قدمون کی برکت سے بسیط خاک مس کائنات کو واسطے اکسیر شیم ہو **ابیات**

دران قسمت کہ کششہا نمودند + دو ابراہیم را زینت فزودند + یکے دولت سراے دین بیار است + یکے شد کار ملک از عدل او راست + از و گشت آتش سوزندہ ریحان + و زین شد مستمند نور احسان + از ان شد خانہ در یک پر نور + و زین ملک سلیمان گشت معمور + شکست آن یک بت آزر بحیپی + و زین یک دین احمد را درستی بخشش نے وسواس شیطانی سے بہال خلاف کو کہ دیا سر پر ہوا و ہوس کو اپنے برباد دیا اور جس نے اطاعت سے سر و تن راستی مین دیا شاخ شجر نے اسکے مثل طوبے آفات دہر سے گزند پایا مطیع درگاہ نے مثل ماہ سر سادح سپہر بلند کیا اور مخالف بارگاہ ماہ بخشش کی طرح حضیض چاہ میں پڑا حیاط قضا و قدر نے خلعت بادشاہت واللہ یوتی الملک من یشاء اس کے قامت قابلیت پر آراستہ کیا اور علم دولت اُس کا

اور دیگر امتعہ نفیسہ اور جواہر کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود باجود سے زینت بخشی تو تمام اندوختہ مع تمام آمدنی جو اُسکے عہد مین بہم پہونچی تھی بالتمام مردم ایران وتوران وعربستان وروم اور اقالیم سبعہ کہ اُسکے دربار مین حاضر ہوتے تھے اُنپر اور اہل عالم پر ابر نیسان کے مانند درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم فنا سے دارالبقا کی طرف متوجہ ہوا زر کرناٹک کے سوا جو آخر سلطنت مین مصطفےٰ خان اردستانی کے مساعی جمیلہ سے خزانہ مین داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس مین سے بھی مبلغہاے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہو گئے تھے اور علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ مہد مین دو مرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کر کے دونون کو باعزاز واکرام فراوان شہر مین لائے اور حکیم علی کو مع تحف و ہدایا و پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش فرما کر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اُسنے بدون تحف وہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بیجاپور پر

بیت رقم سنج این نقش خاطر پسند + نمونہ چنین دار داز نقشبند + کہ جب دست قضا وقدر نے نقاب سیاہ شب بیسوین ماہ مذکور کو روے رخسار گیتی سے اُٹھایا یعنے نیر اعظم سپہر زنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنے شب گزری سحر نمایان ہوئی **رباعی** چو صبح دربر گردون کشید کسوت نور + جہان کشاد زرخ پردۂ شب دیجور + زفیض چشمۂ خورشید کرد دست قضا + غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور + ارکان دولت اور اعیان مملکت وزیر وامیر و پہلوان وسپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوکے انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کے آراستہ کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطائف اور ظرائف سے سجا اُس وقت **بیت** بہ نیک طالع وفرخندہ روز وفرخ فال + بسعد اختر ومیمون زمان وخرم حال + عظم اعدل صاعد مصاعد دین ودولت عارج معارج شوکت وحشمت اردشیر صولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حشم دارا عزم بہرام رزم پرویز بزم زیب دہ اریکۂ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سائبان زرین طناب اُس کے جاہ وجلال کا دامن آخر الزمان تک افراشتہ اور بلند ہے شبستان سلطنت اور سرا بستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خرامان ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ وحشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کاخ مملکت کو ضیاے چہرۂ دلفروز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قلم کے اطاعت اور فرمان برداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر پاے ادب سے کھڑے تھے خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف اُس کے نو درجے طے ہوئے تھے یعنے کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرہ کامل یعنے دس برس کے نہوئے تھے ہر ایک دولت خواہ کو بعبارت شافی اور تقریر مفید ترقوی پشت اور فرمانبردار کیا اور کمند نظر عنایت

اور انعامات سے خاص وعام کے دلوں کو صید دریا فیض سحاب العام اُسکے سے کشت زار رعایا یان کے نہایت
سرسبز اور شاداب ہوئے **بیت** آن مژدہ کہ اقبال ہمید او وفا شد + واں کام کہ ایام ہمی خواست برآمد + امرا اور
ارکان دولت نے عقد جواہر اور زر سرخ وسفید فرق ہمایون پر نثار کرکے لوازم شکر و سپاس اہل لواہب
ادا کیا اور علماے واجب التعظیم خطبہ کو نام ولقب بادشاہ جم بارگاہ سے ملند آوازہ کرکے علاوہ تہنیت اور مبارکباد
کا ذروہ سپہر تقصو سے گذرانا اہالی دار السلطنت بیجاپور نے نہایت سرور سے دکانین اور دیوارون کو دیباے
ہفت رنگ اور اقسام المشہے زیب وزینت بخشی **بیت** گذر ہا را عبیر آلود کردند + گلاب افشان و مشک اندود
کردند + اور جیسا کہ ملک ہند کا دستور ہے گائیں اور بکریاں اور ٹوکرے سونے چاندی کے مملو فرق ہمایوں پر تصدق کرکے
مراسم نثار و ایثار بجا لائے اور جمع ساکنان آستان بارگاہ جہان پناہ و بر گھسکر و دعا و ثنا میں لب کھولے **ابیات**
کہ شاہا بقاے تو جاوید باد + لواے تو برتر ز خورشید باد + سپہر تحکم است قضاے سپہر + سمور باقوار زحل و مہر +
جہان برکہ سیر سپہر و دور مدام + موافق بحکمت بود صبح وشام + سر و گرز ملک بین تا رہیں + سلاطین ایران و توران
زمین + بخدمت بسند ہمیشت کمر + بپیچد کس از طوق فرمانت سر + اور اُس وقت کہ دم مردم غنچہ سلطنت واقبال
اُسکے نسیم مکارم اخلاق کے چلنے سے مثل گل نوبہار شگفتہ اور خندان ہوتے تھے اور گلزار حرکات وسکنات
سے عالم عالم بوے امیدواری مشام جان میں پہونچتی تھی ہمیشہ خاطر فیض مظاہر اُسکی سواری اور سیر و بازی ملکہ
جمیع آلات حرب وضرب وسپاہگری کی طرف مائل رہتے تھے ایک ساعت لہو ولعب کی طرف کہ مقتضاے عالم
طفلی ہے مشغول ہوکر ہمیشہ اوقات شریف کو تحصیل سعادات اور کسب حسنات مثل تلاوت قرآن اور مشق
خطوط میں صرف کرتا تھا اور رسالے آمیزش تکلف و ثنا گستری وو شہنشاہ خورشید مدار کہ سبب تالیف اس کتاب کا ذکر
واقعات اُسکا ہی اگر سب تار پر سایہ ڈالے آفتاب وماہتاب کی نور بخشی سے صبح نشور تک مستغنی ہووے اور اگر
زلف مشکبو اُسکی سے ایک نصیب گلستان کو پہونچے عطر بیزی صبا سے بے نیاز ہووے چشم عدل اُس کی حافظ و
نگہبان کام جہانیان ہے اور زوال دولت مہمات کا فتح و پیروزی کی رہبری کا نشانہ ہر کسے داد گستر اُس کے التفات
عنایت سے عاشیہ پرورش اور حاتم سخا پرور اُسکے وعدے ہدایت سے حلقہ در گوش اور اُسکے رعب عدالت
سے فتنہ خوابیدہ چونک کر بھاگ جائے اور اُسکے دعا کی برکات سے باد صرصر گلکا ر چراغ مردہ روشن کرنے
عیسوی دم ہو جاوے اور اسپ کے قدمون کی برکت سے بسیط خاک مس کائنات کو واسطے اکسیر شیم
ہو **ابیات** دران قسمت کہ بخششہا نمودند + دو ابراہیم را زینت فزودند + یکے دولت سراے دین بیار است
یکے شد کار ملک از عدل او راست + از و گشت آتش سوزندہ ریحان + ورین دار ستم شد بوستان + از ان شد
خانہ در کعبہ پرنور + ورین ملک سلیمان گشت معمور + شکست آن بت آزر بجیبی + ورین بکر دین احمد را
درستی جس شخص نے وسواس شیطانی سے بہال خلاف کو آب دیا سر پر ہوا وہوس کو اسنے برباد دیا اور جس نے
اطاعت سے سرو تن راستی میں دیا شاخ شجر نے اسکے مثل طوبے آفتاب مہر سے گرم بیا یا مطیع درگاہ نے
مثل ماہ سر براوج سپہر بلند کیا اور مخالف بارگاہ ماہ نخشب کی طرح جیسے چاہ میں پڑا حیاے قضا و قدر نے
خلعت باہمت والله یوتی الملک من یشاء اس کے قامت قابلیت پر آراستہ کیا اور علم دولت اُس کا

کلتبہ انا فتحنا لک فتحا مبینا سے پیراستہ ہوا دائی بخت بلند کی ہمدمی سے سیارون کے بادشاہ کو مطیع کیا اور اقبال
بلند کی دستیاری کے باعث سرمہ چشم دولت مین کھینچا درخت امید اُس کا ہر وقت ثمر غیر مکرر سے بار ور
اور بوستان حشمت اُس کا ہر لحظہ گلہاے تازہ تر سے معطر ہے سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام
اُس کے سے قدم جرأت میدان نبرد سے کھینچکر عجز و انکسار سے پیش آئے اور گردن کشان اکناف اُس کی
آستان آسمان شان پر پناہ لیکر عبودیت اور بندگی مین سرگرم ہوئے امیدواری بجناب کبریاے باری
تعالے و تقدس یہ ہی کہ جو تحفہ دولت کا کہ رخانہ نصر من اللہ سے ہی چہرہ کشا ہوا اور جو عطیہ سعادت کا کہ
مسند وما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ نما ہوا اس مین سے سب سے ٹرا اور پورا حصہ بجناب جلالت مآب
سلطان عالم کہ قبلہ امیدوارون اور کعبہ آرزومندون کا ہی پہونچتا رہے اور انقراض ایام عالم تک کسی
طور کا نقص اور فتور قصر مقصود و قواعد مضبوط خلافت و حشمت مین نازل نہو **نظم** جہان تا جہان آفرین
آفرید ۔ چنین بادشاہے نیامد پدید ۔ ہمہ سودمندی زکردار اوست ۔ خور و ماہ روشن ز دیدار اوست
ایضاً جہان زندہ باین صاحبقران ست ۔ درین شک نیست کو جان جہانست ۔ جز این یکسر ندارد
شخص عالم ۔ مبادا کز سرش موئے شود کم ۔

آغاز واقعات خسرو عدالت آئین یعنے ابراہیم عادل شاہ ثانی

مستخبران احوال عالم کے طبائع آفتاب شعاع پر روشن اور ہویدا ہو کہ جب فرق مبارک اعلیٰحضرت بادشاہی
لازال اقبالہ نے آوان طفلی مین بتاج دہاج انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اختصاص پایا اور ایالت
اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم پر مقرر ہوئے صغر سنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام
نہ کرسکے ابتدائے جلوس مین چند امرائے معتمد حسب نوبت ظلم و تعدی سے ایک دوسرے پر غالب آنکر باگ
حل و عقد سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ذکر انکا جو لائق درج کتب و تواریخ ہی کیفیت نوشخرام قلم میدان
بیان مین جولان ہو کر قدرے حالات اور واقعات اوائل ایام جلوس سے بسبیل اختصار یون مرقوم خامہ سخن گذار
کرتا ہی کہ کامل خان دکنی جو امرائے کبار اس دودمان سے تھا اور جیسا کہ سابق مین مذکور ہوا قلعہ مرج مین شاہ
غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت اخلاص ظاہر کرکے محرمان امور سلطنت سے ہوا تھی اس وقت
بھی امور مہمات ملکی اور مالی پر غالب ہوا اور اپنے معتمدان و متعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کیواسطے
مقرر کیا اور تھانہ دار قلعون پر بھی اپنی جانب سے نصب کیے اور سلوک مستحسن ہمیشہ اختیار کیے اور بادشاہ کی
پرورش و پرداخت چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے متعلق کی اور تمام اشراف مملکت کو فرامین استمالت
بھیجکر اُن کی تسلی خاطر مین کوشش کی اور ہر روز سوائے چارشنبہ اور جمعہ کے چاشت کے وقت آنحضرت
کو حرم سرا سے طلب کرکے سریر کامرانی پر بآئین بادشاہان عظام اور خسروان والا مقام متمکن کرتا تھا اور بار عام
دیتا کہ خاص و عام قدمبوسی اور سلام کے شرف سے مشرف ہوتے تھے اور اُس جم جاہ کے حضور مہمات
سلطنت فیصل ہوتے تھے ہر ناکام کامیاب ہو کر اپنے مطلب کو پہونچتا تھا اور رعب عدل کے سبب کسی

سے کسی کو صدمہ نہیں پہونچا تھا اور جب دو مہینے اس صورت سے منقضی ہوئے کامل خان اس مصرع کے
موافق مصرع بوئے نسیم بادہ بس مستا را + شراب استقلال دور دورہ کے استحکام سے بیہودہ و بیخود
ہوکر چاند بی بی کی نسبت بے ادبی اور بدنامی دینے پر آمادہ ہوا اور وہ ضعیفہ دوران اور معصومۂ زمان آتش غضب
و انتقام افروختہ کرکے درپے اس کی تضییع اور بربادی کی ہوئی اور حاجی کشور خان ولد کمال خان کو جو امرائے
معتبر اس درگاہ سے تھا پوشیدہ پیغام کیا کہ کامل خان منصب جلیل با قدر وکالت کے لائق نہیں ہے
صلاح یہ دیکھی ہوں کہ تسلط اس کا دفع کر تو میں وہ منصب تیرے تفویض کروں لازم ہے کہ جس طور ممکن ہو
اسے درمیان سے دفع کر اور تاخیر اور اہمال اس کی قوت کی زیادتی کا سبب ہے حاجی کشور خان اس
حکم اور بشارت کے سبب قوی پشت ہوا اور تھوڑے مردم اشراف کو ساتھ اپنے متفق کیا چار سو سوار جرار
مسلح اور تیار ہمراہ لیکر اس وقت کہ کامل خان سر محل میں بیٹھکر کچہری کرتا تھا دفعۃً داخل ہوا اور دروازہ اندر
سے بند کرکے تھانہ دار کو قید کیا اس کے بعد سر محل کی طرف متوجہ ہوا اور کامل خان کہ بازی روزگار سے
غافل تھا اس ماجرے سے آگاہ ہوکر سراسیمہ اور بد حواس حرم سرا کی طرف اس امید سے روانہ ہوا کہ چاند بی بی
سلطان میری حمایت کریگی قضارا ایک جماعت خواجہ سراؤں سے جو وہاں حاضر تھی اور ساتھ اسکے دم مصادقت
کا مارتی تھی اسکے پاس آئی اور اسکے کان میں کہنے لگی کہ یہ امر چاند بی بی سلطان کی تحریک کے سبب واقع ہوا اسکے
پاس جانا خلاف عقل ہے کامل خان بحر فکر میں غوطہ زن ہوا اور جو جانتا تھا کہ دروازہ دشمن کے قبضے میں ہے عمارت
شاہی کے پیچھے سے آپ کو دیوار قلعہ پر پہونچایا اور آتش فتنہ جانسوز کے گمان سے مضطرب اور حیران ہوکر ایک
خندق میں کہ اس میں پانی تھا کود پڑا اور تیرکر اسکے کنارے پہونچا اور اس سبب سے کہ اسکی زیست میں تھوڑی
مہلت تھی کسی مردم شہر نے اسے نہ پہچانا کامل خان باغ دروازہ امام پر جو خندق قلعہ ارک کے کنارے واقع
ہے آیا درختوں کی پناہ میں بسرعت باد سریع السیر اپنے تئیں حصار شہر میں کہ بلندی اسکی بارہ گز شرعی کے قریب ہے
پہونچایا اور بے امداد دوسرے کے قلعہ کی دیوار سے اترنے کی تدبیر کی دستار اور پٹکا اور شال دوش امداد اپنی کو ایک
دوسرے میں گرہ دیکر بطریق کمند کنگرے پر مضبوط باندھی اور اسکے سہارے سے اتر آیا اسوقت تک بھی کوئی اس تک نہ پہونچا
اور وہ پیادہ پا اور سراسیمہ اپنے مکان پر جو شہر کے باہر تھا گیا اور بھاگنے پر آمادہ ہوا اور حاجی کشور خان دہیر وجہ ایسی دلیری کا
اس سے گمان رکھتے تھے ایک ساعت تک اس عمارت قلعہ اور جاہائے تاریک میں شرائط تفحص بجا لایا اور
آخر کو جب معلوم ہوا کہ کامل خان دکنی خان کے خوف سے آپ کو حصار قلعہ سے شہر کے بیچ گراکر سلامت اپنے
مکان کی طرف گیا ہے سب نے اتفاق کرکے ایک جماعت کثیر اسکی جستجو اور گرفتاری کے واسطے نامزد کی کامل خان
اس ماجرے سے مطلع ہوا کچھ جواہر اور زر نقد لیکر باتفاق سات آٹھ آدمیوں کے احمد نگر کیطرف مفرور ہوا ابھی
دو کوس راہ طے ہوئی تھی کہ کشور خان کے آدمیوں کے ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور ان لوگوں نے اس توہم
سے کہ مبادا اسکے سپاہی یا ہوا خواہ تاخت لاکر اسے ہمارے ہاتھ سے رہا کریں فوراً سر اس کا تن سے جدا
کرکے تمام مال و جواہر اسکا تاراج کیا ایک اثر اس سے باقی رکھا ہے مصرع قضائے آسمانست این د
دیگرگون نخواہد شد + حاجی کشور خان نے بعد اس معاملہ کے وش کامل خان کی اختیار کی چاند بی بی سلطان

کی معاونت اور التفات کے سبب باگ امور سلطنت کے بندوبست کی اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور رایات استقلال بلند کر کے نہایت غلبہ اور تسلط کے ساتھ مہمات دولتخانہ مین مشغول ہوا اور اس عرصہ مین بہزاد ملک ترک سر نوبت مرتضےٰ نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بقصد تسخیر بعضے پرگنات سرحد عادل شاہ کے احمد نگر سے کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت نظام شاہ کے ارادہ کی بادشاہ کے عرض مین پہونچائی اور حکم کے موافق عین الملک کنعانی اور چند بیر اور انکس خان اور امراے حبشی کو مثل اخلاص خان ودلاور خان کے براے مدافعہ سپاہ نظام شاہ روانہ کیا ان لوگون نے شاہ درک پہونچکر بعد چند روز آرام کے یکایک نقارہ جنگ بجا کر غنیم نظام شاہی پر جو پانچ کوس تھا تاخت کی بہزاد ملک نظام شاہی نے بھی مقابلہ کیا لیکن بعد سخت جنگ کے مجروح ہوکر منہزم ہوا اور خزانہ وخیمہ وہاتھی گھوڑے عادل شاہیون کے ہاتھ آئے یہ اول فتح تھی تب سے اب تک کہ عمر شریف چھتیس ۳۶ سال کی ہوئی ہے برابر ہر معرکہ مین ابراہیم عادل شاہ ثانی کو فتح نصیب ہوتی رہی جب امرا کا فتحنامہ پہونچا تو بیجاپور مین خوشی کا نقارہ تین رات دن بجتا رہا تمام شہر مین شیرینی تقسیم ہوئی پھر کشور خان نے چاند بی بی کے حکم سے امرا لشکر کو خلعت وشمشیر مرصع وگھوڑے مع زین ولگام مرصع ارسال کیے بعد چند روز کے لشکر خان نے بدون اجازت چاند بی بی کے فرمان بھیجا کہ جو ہاتھی لشکر نظام شاہ سے قریب سو کے حاصل ہوئے ہین بھیجدو امرا نے ناخوش ہوکر باہم مشورہ کیا بعض نے صلاح دی کہ چاند سلطانہ کو عرضیہ بھیجکر استدعا کرو کہ سید مصطفےٰ خان کو بیکاپور سے طلب کر کے سربراہ کار کرین اور بعض نے کہا کہ ابھی ٹھہرو چونکہ سید مرتضےٰ سپہ سالار نظام شاہی احمد نگر سے شکست کی تلافی کے لیے متوجہ ہے پہلے اس سے مصاف ہو جاوے تب خود بیجاپور چلکر دولتخانہ کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لین یہ خبر مشہور ہوگئی اور لشکر خان نے مکر سے مصطفےٰ خان کے قتل کا فرمان لکھکر اپنے پاس سے مہر بادشاہی ثبت کر کے ایک پردیسی امین خان کو دیا کہ سید نورالدین محمد مشہدی کے پاس لیجاوے حالانکہ اس مشہدی کو خود سید مصطفےٰ خان نے تربیت کر کے بیکاپور کے نواح مین جاگیر دلوائی تھی لیکن دنیا نے اس کو اندھا کر دیا فرمان اس نے بسر وچشم قبول کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تو مصطفےٰ خان کو قتل کر ڈالے تو اس کا منصب وجاگیر تجھے عطا ہو چنانچہ نورالدین نے لطائف الحیل سے محمد امین مذکور کو قلعہ بیکاپور مین بھیجا اور اس کے ساتھ ایک فرمان لکھدیا کہ بادشاہی حکم سے اگر تم لوگ اپنی جان کی بہتری چاہتے ہو تو مصطفےٰ خان کو قتل کر کے بادشاہی مناصب وجاگیرات حاصل کرو ورنہ مصطفےٰ خان خود چاہتا ہے کہ تم سب کو قتل کر کے قلعہ وصوبہ راجہ کرناٹک کو دیدے محمد امین شام کو قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور کہا کہ ضروری فرمان بنام مصطفےٰ خان لایا ہون مصطفےٰ خان نے اس کو قلعہ مین بلایا اور عمدہ مکان مین مہمان کیا رات مین امین مکار نے راجہ ورانی اپنے ساتھ متفق کیے صبح کو سید مصطفےٰ خان بعد نماز ورد وظیفہ مین مشغول تھا کہ ناگاہ ان لوگون نے زہ کمان سے اس سید بزرگوار کو شہید کیا کہتے ہین کہ بیکاپور مین ایک منجم نہایت بوڑھا تھا اس نے راجہ بیکاپور سے کہا تھا کہ بیس برس بعد سید مصطفےٰ خان اس کو فتح کرے گا

چنانچہ جب فتح ہوا تو مصطفےٰ خان نے شکر تعجب کیا اور بلوا کر اپنا زایچہ پوچھا اس نے بعد اصرار کے کہا کہ فلاں سال ارکان بیجاپور میں سے ایک کے فریب سے تو اس قلعہ میں مارا جائیگا اور وہ شخص بھی تلنگ کو بھاگے گا اور وہان قتل ہوگا۔ چنانچہ جب لشکرخان کی فتنہ پردازی سے مصطفےٰ خان مارے گئے اور چاند سلطانہ کو یہ حال کھلا تو اس محترمہ نے قاتلوں پر لعنت و نفرین کی کیونکہ بیگم ہمیشہ سادات کی تعظیم و تکریم و محبت میں راسخ تھی لشکرخان بڑا مکار تھا اس نے مشہور کر دیا کہ چاند سلطانہ ہمیشہ یہاں کی خبریں اپنے بھائی مرتضےٰ نظام شاہ بحری کو لکھا کرتی ہے کہ وہ موقع پا کر لشکر کشی کریں اور مشورہ طے کر لیا کہ جب تک نظام شاہ کا معاملہ طے ہو چاند سلطانہ کو قلعہ ستارہ میں نظربند رکھیں چونکہ بادشاہ نوعمر کمسن کے گویہ مجبور تھا لشکرخان نے اپنی طرف سے لونڈیاں و خواجہ سرا بھیجکر کمر و قید ہی چاند سلطانہ کو محل سرا سے نکالکر پالکی میں قلعہ ستارہ بھیجدیا اور کمال استقلال سے مغرور ہوا اور اپنے معتمد علیہ میاں مدو دکنی کو سپہ سالار لشکر کر کے بہت سے ہاتھی گھوڑوں سمیت قلعہ شاہ درگ میں سرحد پر بھیجا۔ امرائے دکنی و حبشی یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے استقبال کر کے اس کو لشکرگاہ میں لائے۔ میاں مدو نے جو مرد مومن کارآزمودہ تھا بہت سے وعدہ وعید کر کے عین الملک کنعانی و انکس خان کو جو زبردست امرا میں تھے لشکرخان کا شریک بنا کر باقی امرا کے دفع کرنے کی فکر میں ہوا لشکرخان نے بادشاہی مہر سے ایک فرمان بنام مدو خان تیار کر کے روانہ کیا کہ بادشاہ عالیجاہ کو صحیح خبر ملی ہے کہ امرائے لشکر بدعہدی سے لشکر احمدنگر کے مقابلہ میں تساہل کرتے ہیں بہرصورت ان کو مقید کر کے قلعہ شاہ درگ میں مقید کرے اور ان کے ہاتھی گھوڑے روانہ درگاہ کرے اور خود قلعہ کی حفاظت میں پوری احتیاط رکھے۔ میاں مدو نے چاہا کہ اول اخلاص خان و حمید خان کو ضیافت کے بہانہ سے مقید کرے لیکن وہ لوگ ہوشیار ہو گئے اور فوراً معتمد امرائے حبشی سے مشورت کر کے یہ رائے قرار دی کہ بالفور اخلاص خان سامان ضیافت مہیا کر کے اخلاص و عقیدت سے میاں مدو کو بلا دے اور مقید کر کے فوراً بیجاپور جا کر لشکرخان کو بھی دور کر کے مع سپہ سالار میاں آکر لشکر نظام شاہی کو دفع کریں اخلاص خان نے اپنے میاں تولد فرزند کی خوشی کا جلسہ کیا اور میاں مدو کے پیشکش کے لیے عمدہ تحائف منتخب کیے اور عریضۂ قدوم بھیجا اور آخر میاں مدو مع خواص کے قلعہ میں مقید ہوا اور امرا نے اسی روز بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور انکس خان و عین الملک بھی اپنی اپنی جاگیرون کو چلدیے اور لشکرخان نے نگاہبانی پر دانائی کی اور بادشاہ کو اپنے یہاں لیجا کر جشن عظیم کیا اور بہت سے اموال نفیس پیش کیے تاکہ اس کی ہیبت قائم ہو مگر کچھ ہوا نہ نکلا کہ خلق و امرا اسے گرا تو ڑھیون و لونڈیون سب نے اس پر لعنت کی کہ یہ وہی یزید ہے جس نے اولاد رسول صلعم میں سے مصطفےٰ خان کو ہلاک کیا اور علی عادل شاہ کی بیگم حضرت چاند سلطانہ کو اہانت کے ساتھ ستارہ بھیجا۔ کشور خان سمجھ گیا کہ خاص و عام اس سے بیزار ہیں جب اس نے سنا کہ امرائے حبشی ایک منزل پر آ گئے ہیں تو بادشاہ کو شکار کے لیے باہر لے گیا اور کلاع ماع کے پاس دم بھر توقف کر کے بادشاہ سے عرض کیا کہ

ہوا بہت گرم ہی حضور واپس جا دین اور بندہ کو اجازت ہو کہ شاہ پور ہو کر حضور مین حاضر ہو بادشاہ قلعہ مین چلا گیا اور وہ بدبخت عمدہ خزائن شاہی لیے ہوئے مع چار سو سلح سواروں کے گھر بار چھوڑ کر احمد نگر کی طرف فرار کیا چونکہ وہ لوگ بھی سخت ناخوش تھے سیدھا گولکنڈہ کی طرف قطب شاہیہ کی خدمت کے لیے روانہ ہوا لیکن وہان پہونچنے سے پہلے ایک اردستانی نے بعوض خون مصطفٰے خان اُس کو خنجر سے ہلاک کیا اور منجم بیجاپوری کا زائچہ ٹھیک ہوا۔ لشکر کے امرا اس کے بھاگ گنے سے مطلع ہو کر بشوکت تمام داخل بیجاپور ہو کر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر مقرر ہو کر مختار مال و ملک ہوا اور فی الفور چاند سلطانہ کو اعزاز سے بلا کر بدستور سابق بادشاہ کی پرورش ان کے سپرد کی اور سلطانہ کے کہنے سے پیشوائی کی خدمت موافق عہد عادل شاہ کے فضل خان شیرازی کے سپرد کی اور اس کے مخلص خیر خواہ بہمن پنڈت کو مستوفی الممالک بنایا چونکہ چاند سلطانہ کو پردیسیون کی طرف توجہ خاص تھی اخلاص خان نے محض اس توہم سے کہ مبادا منصب وکالت سے معزول ہو فضل خان اور پنڈت کو ناحق قتل کیا اور افضل المتاخرین شاہ فتح اللہ شیرازی و شاہ ابو القاسم و مرتضٰے خان انجو کو مع دیگر اکابر و اشراف کے جو بیجاپور سے پردیسی تھے بیجاپور سے نکال دیا اور حمید خان و دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت سرانجام دینے لگا اور عین الملک کو جاگیر سے طلب کیا وہ فوراً روانہ ہو کر قریب پہونچا تو ان امرا ثلثہ نے اس کی تکریم کر کے استقبال کیا اس نے ان کو قلیل جماعت پا کر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر کر کے دو تین دن بعد شہر مین داخل ہو کر قلعہ کے دروازہ آلپور سے چند قدم بڑھا تھا کہ مخبرون نے اس کو خبر دی کہ بادشاہی علاقون نے دستور خان تھانہ دار قلعہ کو اس گمان پر کہ عین الملک سے متفق ہو قید کر لیا اور ارک کا دروازہ بند کر کے مستعد جنگ ہین عین الملک خوف کھا کر الٹا پھرا اور سراسیمہ ہو کر قیدی امرا سے بھی غافل ہوا جو ہاتھیون پر لدے ہوئے ساتھ تھے اور ہنوز قیدیون کا ہاتھی شہر کے باہر نہوا تھا کہ غلامان شاہی مین سے مقصود خان مع ایک جماعت کے پہونچا اور قیدیون کو چھین کر ان کی بیڑیان کاٹ دین اور بادشاہ کی خدمت مین لے گیا اور عین الملک اپنی جاگیر کو چل دیا اور حبشیون نے بدستور تسلط کر لیا لیکن عین الملک نے اکثر امرا کو اپنا ساتھی بنا لیا اس وجہ سے دار السلطنت بیجاپور مین ہرج مرج پیدا ہوا بہزاد الملک نظام شاہی جو بعد شکست کے چند منزل ہٹ گیا تھا اس موقع پر سید مرتضٰے امیر الامرا امراے برار کو ساتھ لے کر شاہ درگ کی طرف لوٹا اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ کے مرنے پر اُس کا صغیر عمر کا بڑا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا اور امراے بزرگ کے صوابدید سے مرتضٰی نظام شاہ سے دوستی مین یہ امر قرار دی کہ بہزاد الملک و سید مرتضٰے کی مدد کر کے پہلے قلعہ شاہ درگ فتح کر کے ان کے حوالہ کرے پھر قلعہ گلبرگہ فتح کر کے خود متصرف ہو بنا برین سر ... نے جا کر قلعہ شاہ درگ کا محاصرہ کیا اس مضبوط قلعہ کا محافظ محمد قاسم پردیسی تھا اس نے دلیرانہ مدافعہ مین ہر روز نظام شاہی قطب شاہی جماعت مین سے بہت لوگون کو معدوم کرنا شروع کیا اور جب اُنھون نے اس کو وعدہ لالچ

سے اس کو پھسلایا تو اُس نے یہی عذر کیا کہ اگر آج میں بے وفائی کروں تو کل آپ کو مجھ پر کیا اعتماد ہو گا غرض چار ماہ طول محاصرہ میں بہت کار آمد فوج ماری گئی تو قطب شاہ نے میرزا اصفہانی کو جو باعث محاصرہ و جنگ تھا ملامت کی بہزاد الملک و سید مرتضےٰ بھی نہ تنگ تھے آخر سب نے اتفاق کیا کہ ایسی تکلیف چلکر دار الحکومۃ بیجاپور فتح کرنے میں اُٹھانا مناسب ہے لہذا بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور چالیس ہزار سوار سے راہ میں غارت و قتل و ظلم کرتے ہوئے بیجاپور پہونچے وہاں سوائے دو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے فوج نہ تھی ناچار اُمرائے حبشی نے قلعہ بندی کی اور فرمان شاہی کے موجب عین الملک و انکس خان اگرچہ ساٹھ ہزار سوار سے آکر دروازہ الہ پور پر اُترے تاہم روزانہ جنگ میں دشمنوں کا غلبہ تھا اور بارش کی کثرت سے بیس گز دیوار قلعہ بھی گر پڑی اور حبشیوں کی عداوت سے عین الملک و انکس خان بھی سید مرتضےٰ سے مل گئے اور اشراف بیجاپور بھی نہ آتے تھے لہذا حبشی امرا نے چاند سلطانہ سے عرض کیا کہ حضور ہم کو اپنے آقا کی خیر خواہی مدنظر ہے چونکہ ہم لوگ حبشی غلام ہیں لوگ عار کرتے ہیں آپ کسی نجیب کو امیر الامرا و وکیل شاہی کریں تاکہ یہ فتنہ دفع ہو چاند سلطانہ نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو میر جملہ مقرر کیا انھوں نے اول قاصد چالاک امرائے برکی پاس بھیجے جو علی عادل شاہ کے زمانہ میں کرناٹک چلے گئے تھے اور دوم عاقل آدمی سید مرتضےٰ پاس بھیجے جو خاندان شاہ طاہر کے معتقد تھے خلاصہ پیام یہ کہ جو نمک شاہی پر تیار ہو جس پہونچ جاوین کی اور سوائے خونریزی کے نتیجہ سوائے خسارہ کے نہ نکلے گا بالخصوص جب امرائے برکی پہونچے تو آپ کا سلامت بچ جانا مشکل ہے سید مرتضےٰ جو یہ چاہتا تھا کہ بہزاد الملک و قطب شاہ کی مراد پوری ہو اُس نے اول تو عین الملک و انکس خان کو اس موقع پر بے وفائی کرکے اپنے آپ کو بے اعتبار کرنے پر ملامت کی جس سے وہ واپس جاکر الہ پور دروازہ پر قائم اور شاہ ابوالحسن کے مطیع ہوئے اور دوم ہزار حیلہ سے اس روز حملہ روکا کہ راتوں رات بیجاپوریوں نے دیوار درست کرلی اور بعد ازاں اطراف سے فوجیں و امرائے برکی بھی آگئے اور تاخت و تاراج سے دشمنوں کا غلہ و رسد بند کیا آخر خصوم پشیمان ہوکر بغیر صلح کے متفرق ہوئے اور علاقہ شاہیہ کو تاراج و غارت کرتے ہوئے احمد نگر چلدیے اور محمد قلی قطب شاہ نے راہ میں امیر سید رئیل استر آبادی کو مصطفےٰ خان خطاب دے کر بعض اطراف عادل شاہیہ پر مقرر کیا جس نے وہاں جاکر حسب دلخواہ مراد پائی لیکن ابراہیم عادل شاہ ثانی نے دلاور خان و اخلاص خان حبشی کو مع فوج دلاور و دمیلان کوہ پیکر اس پر مقرر کیا دونوں سرداروں نے سخت جنگ کے بعد فوج قطب شاہی کو بھگا دیا اور غنیمت بے شمار حاصل کی از انجملہ ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کی عنایت ہے کہ دشمنوں کی چالیس ہزار فوج نے بیجاپور کو ایسی حالت میں محاصرہ کیا کہ وہاں فقط دو تین ہزار سوار تھے اور آخر ایک سال کے بعد مدن کچھ حاصل کیے ہوئے بھاگ گئے بلکہ اُلٹے اپنا اثاثہ سلطنت دے گئے۔ دلاور خان نے فتح حاصل کرنے کے بعد منصب وکالت و میر جملگی کی ہوس کرکے حیدر خان تھانہ دار قلعہ ارک کو ملایا اور

قسم کے نذرانہ کے ساتھ عمدہ وعلہ ... کیہ اور حسن آباد اس امید پر جلد روانہ ہو کر قصبہ الاپور میں اُترا
اور اخلاص خان کے پاس اپنے معتمد لوگ بھیجکر اس قدر اخلاص وخوشامد وپا بوسی کی باتیں کہیں کہ وہ
غافل ہوکر اس کو جزو حقیر سمجھا اور کہلا بھیجا کہ موقع ومحل دیکھکر حضور شاہی میں تمہاری عرض داشت پیش کرینگے
کہ قدمبوسی حاصل کر سکو۔ دلاور خان اس کو اپنی خوش نصیبی جانکر منتظر وقت ہوا اور جاسوس
مقرر کیے چنانچہ ایک روز اخلاص خان دیوانداری کے بعد گھر جاکر خواب استراحت بلکہ غفلت
میں سو گیا۔ دلاور خان اس خفتہ بخت کا حال سنتے ہی اپنے فرزندوں وسات سو سوار و پندرہ جنگ
آزمودہ ہاتھیوں سے شہر میں داخل ہوکر نہایت تیزی سے قلعہ ارک کے دروازہ پر پہونچا اور حیدر زمن
نے موافق مواضعہ کے دروازہ کھولکر ارک میں داخل کرلیا۔ دلاور خان نے فی الفور شاہی قدمبوسی
حاصل کر کے جا بجا قلعہ میں بندوبست کرلیا اور توپیں چڑھادیں۔ اخلاص خان نے بیدار ہوکر جب
سنا تو فوراً چار ہزار سوار جنگی لیکر ارک پر چڑھ آیا اور اس کی افواج نے حملہ کرنے میں نہایت جانبازی و
دلیری دکھلائی لیکن توپ کے فائر میں اخلاص کے بہت سے مخلص زخمی ہوکر بیتاب ہوتے اور مارے
جاتے تھے الغرض شام تک پچاس ساٹھ دلیران نامی مارے گئے اور اندر والوں میں سے فقط ایک مارا
گیا۔ رات کو اخلاص خان واپس ہوا اور بلبل خان حبشی کو جو پہلے مصطفیٰ خان کا ملازم تھا قلعہ کے
محاصرہ وآمد و شد کی راہیں بند کرنے پر مامور کیا اس نے ایک ماہ تک اس بارہ میں ایسا انتظام کیا
کہ دوست و دشمن تعریف کرتے۔ آخر دلاور خان نے خلیل خان کو اور اس کے ذریعہ سے بلبل خان بلکہ
سب ... خیل کو ملا لیا اور دلاور خان کی دلاوری بڑھ گئی۔ اخلاص خان نے دوسروں کو محاصرہ پر مقرر کیا اور اپنے
مکان ہی پر دیوانی مقرر کی لیکن دلاور خان مع بلبل خان کے اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر اخلاصیوں
کو گھٹا کر غلہ و روغن وغیرہ ضروریات سب اندر لے جاتے تھے اور اہل قلعہ آرام و رفاہیت سے بسر
کرتے الغرض چار ماہ تک یہی شورش رہی اور اس عرصہ میں اکثر اوقات بیجاپور کے کوچہ و بازار میں
طرفین کے توپ و تفنگ سے رعایا کی خانہ ویرانی ہوتی تھی آخر لوگوں نے تنگ ہوکر بلبل خان کی
کوشش سے اخلاص خان کو تنہا چھوڑ کر اپنی جاگیروں کی راہ لی تب بھی اخلاص خان جاہل اپنے گھر میں
بآرام بیٹھا رہا اور دلاور خان نے کچھ لوگ بھیجکر اس کو گرفتار کرلیا اور چشم مروت بند کرکے بے توقف اس
کی آنکھیں نکلوالیں اور جمشید خان حبشی کو چند روز ذلیل رکھا آخر اس کو بھی محبوس کیا اور امرائے کبار
کو اپنے خویشی کے رشتہ سے ہوا خواہ بنالیا اور بیٹوں کو تربیت کرکے ہر ایک کو ایک عمدہ خدمت
شاہی پر مقرر کرکے بزرگ امرتبہ بنایا۔ بڑا بیٹا محمد خان حضور شاہی کو قرآن وگلستان بوستان پڑھانے
پر مقرر ہوا اور کمال خان امرائے بزرگ سے ہوکر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی ولعب میں شریک
ہوتا اور تیسرا بیٹا خیریت خان بھی امیر بزرگ ہوکر بادشاہ کی حفاظت پر مقرر ہوا اور چوتھا عبدالقادر
باوجود منصب امارت کے تھانہ دار قلعہ ارک بھی مقرر ہوا لیکن چونکہ کم عمر تھا دلاور خان نے اس کی
طرف سے اپنے معتمد علیہ رومی خان کو جو دکنی تھا مقرر کیا اور قریب ایک لاکھ پردیسی وساٹھ ہزار دکنی جن

سے حلوہ خصومت رکھتا تھا طرد کیا یا ہلاک کیا اور شاہ ابوالحسن جو اخلاص خان کے حکم سے ایک قلعہ میں
محبوس تھا مکحول ملکہ ہلاک کیا و حاجی نور سرا پردہ دار کو بھی معزول و موقوف کیا اور چاند بی بی سلطانہ
کا دست تصرف ملک و مال سے بالکلیہ موقوف کیا اور غالب خان تھانہ دار قلعہ اودنی کو حکمت و تدبیر
سے مغلوب کر کے عشرت کے لیے اندھا کر دیا اور مذہب امامیہ موقوف کر کے مذہب اہل السنۃ والجماعۃ
رواج دیا اور سنہ ۹۹۰ نوسو نوے سے اٹھانوے تک بکمال امن و اطمینان سے مہمات بادشاہی
سرانجام دیتا رہا۔ اس کے وقت کے مختصر وقائع یہ ہیں کہ اس نے بلبل خان کو افواج جرار کے ساتھ
خراج ملیبار وصول کرنے کو روانہ کیا۔ ارسنت نایک حاکم جرہ حاضر ہو کر بلبل خان کے ساتھ ہوا اور
سنکر نایک کو قلعہ کرور میں محاصرہ کیا۔ اتفاق سے ایک رات قلعہ والوں نے بلبل خان کو دو
مورچال کے درمیان گرفتار کر لیا اور قلعہ میں لے جا کر پابہ زنجیر کیا اور لشکر والے اس حادثہ سے
متفرق ہو گئے بلبل خان سخت متحیر ہوا اتفاق سے ایک گھسیارا موافق ہو گیا جس نے پہرے
والے موکلوں کو بھی ملا دیا اور ان دنوں پانچ چھ روز متواتر بارش سے قلعہ میں کیچڑ ہو گئی سنکر نایک
حاکم قلعہ نے حکم دیا کہ گائے بھینسیں باہر دھوپ میں لے جاؤ۔ گھسیاروں نے گھاس کے گٹھے
بھی سر پر رکھے۔ بلبل خان نے موافق گھسیارے کے کہا کہ مجھے گھاس کے گٹھے میں باندھ کر باہر
نکال دے۔ گھسیارے و موکلوں نے اس قوی الجثہ کو عجیب سا کر دل وہاں سے قلعہ سے باہر نکالا اور
صحرا میں پہنچ کر گھسیارے و دو تین موکلوں کے ہمراہ ہوا کی طرح بھاگ کر سرحد عادل شاہی میں دم
لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ بیجاپور پہنچ کر دلاور خان کو سب حال لکھ کر لشکر بھیجا دلاور خان
نے اس سال یہ کام متوقف رکھا اور پہلے خاندان نظام شاہیہ سے صلح و صفائی کا ارادہ کیا اور
صلابت خان ترک وکیل السلطنۃ نظام شاہی کی وساطت سے یہ کام پورا ہوا چنانچہ سنہ ۹۹۲ نو سو
بانوے ہجری میں مرتضیٰ نظام شاہ نے محبت آمیز خط ابراہیم عادل شاہ ثانی کو لکھا اور ان کی بہن خدیجہ
سلطان کی جس کو راجہ جو کہا کرتے تھے خواستگاری اپنے فرزند میراں شاہ حسین کے واسطے
کی اور اسی سال قاسم بیگ حکیم اور میرزا محمد تقی نظیری و دیگر اشراف و اعیان احمد نگر قریب چار سو کے
کمال تجمل سے بیجاپور میں اس غرض سے گئے کہ عقد کے بعد عروس کو لے جاویں چنانچہ چار مہینہ
طرفین سے جشن شاہانہ رہے اور بعد عقد کے خدیجہ سلطان کو ہمراہ چاند بی بی سلطان کے جو اپنے بھائی
مرتضیٰ نظام شاہ کے دیکھنے کی آرزو مند تھیں احمد نگر روانہ کیا اور جب عائد احمد نگر خلعتہائے مرصع و گھوڑے
مع زین و لگام مرصع و نقود کثیرہ سے مالا مال ہو گئے تو احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر بعد جشن
دو جوانوں کے شاہزادی موصوفہ کو شاہزادہ موصوف کے سپرد کیا اور وہاں سے بیجاپوری بھی خلعتوں
و انعام سے مالا مال واپس آئے۔ پھر بادشاہ عدالت پناہ ابراہیم عادل شاہ ثانی نے محمد قلی قطب شاہ
کی بہن سے عقد کا قصد کیا اور دلاور خان مدار المہام نے انتظام کر کے ملک التجار خواجہ علی شیرازی
و جماعہ جلیل امراء کو مع سامان عظیم کے بھاگ نگر بھیجا وہاں بھی خوشی سے استقبال ہو کر مراسم جشن کے

بعد عقد ہو گیا چونکہ اس امر مین نظام شاہ سے استصواب غیر ضروری سمجھکر نہین لیا گیا تھا صلابت خان وکیل السلطنۃ نے قطب شاہ کو دوستانہ شکایت نامہ بھیجدیا۔ محمد قلی قطب شاہ بخدرہ عظمی کے بھیجنے مین متامل ہوا۔ جب یہ خبر ابراہیم عادل شاہ کو پہونچی تو غصہ ہو کر افواج طلب کین ۔ چونکہ یہ اول سواری تھی دلاورخان وکیل و امرا و عوام نے ہر قدم پر زر و جواہر نثار کیا اور عادل شاہ نے فی الفور ملکہ جہان کا رخصتی سامان کرکے ڈولا روانہ کیا۔ عادل شاہ نے پہلے ارکان دولت کو استقبال کر لیے روانہ کیا پھر خود آدھ کوس استقبال کیا اور حوالی کلیان سے شکار کرتا ہوا شاہ درک گیا وہان مصطفٰی خان نے سامان جشن شاہانہ کیا اور موافق تاریخ عملہ نجوم وہان زفاف تمام ہوا اور بادشاہ نے قطب شاہیون کو انواع خلعت و انعام سے مالامال کر کے رخصت کیا اور مدار المہام دلاورخان وغیرہ نے بھی خلعت و انعام پایا اور مصطفٰی خان نے بھی خلعت مرصع و اسپ مع سامان مرصع و بارہ ہزار اشرفی نقد وغیرہ انعام پایا اور بادشاہ نے بیجاپور مین آرام پایا اور ملکہ جہان سے اس وقت ایک لڑکا و دو لڑکیان زندہ موجود ہین

کیا معاملہ ہے جب صلابت خان کا معاملہ ظاہر ہوا تو نظام شاہ نے اس کو بر سر مجمع خوار کیا اور وکالت سے موقوف کر کے قاسم بیگ حکیم کو مدار المہام کر دیا اس نے عذر خواہی مین عرائض لکھے اور عادل شاہ نے بھی نظام شاہ کی آدمیت دیکھکر عذر کیا اور کوچ کر کے بھاگ نگر کی طرف کوچ کیا محمد قلی قطب شاہ

ذکر کوچ کرنا عدالت پناہ کا ولایت نظام شاہ کیطرف

جب مرتضٰی نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم کو سپرد کی اور وہ مرد سلیم الطبع کم آزار تھا مفسدون نے جماعت کر کے غلبہ کر لیا اور مرتضٰی نظام شاہ اپنی دیوانگی مین گوشہ نشین تھا۔ مفسدون نے اول اس کو ابھار کر قاسم بیگ وغیرہ اعیان درگاہ کو طرح طرح کے گناہون سے متہم کیا اور خود بڑے بڑے عہدون پر پہونچے اور مرتضٰی نظام شاہ کو بھڑکا یا کہ ا پنے بیٹے میران حسین کو قتل کرے اس نے اسمعیل خان دکنی کو اس کام پر مامور کیا۔ یہ خبر مرزا خان ولد سلطان حسین سبزواری کو پہونچی جو بجاے قاسم بیگ کے ان دنون مدار المہام تھا اور مفسدون سے تنگ آگیا تھا اس کو اس خبر سے سخت اضطراب ہوا اور سوچا کہ اس بادشاہ دیوانہ کو معزول کر کے میران حسین کو بادشاہ کرے لیکن بدون اتفاق عادل شاہیہ کے اس کا پورا ہونا دشوار تھا لہذا اپنا معتمد دلاورخان کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے خاندان نظام شاہی کی بربادی پر افسوس کر کے فوراً مع افواج کوچ کیا اور ۹۹۶ھ نوسو چھیانوے ہجری مین سرحد نظام شاہی مین داخل ہوئے میرزا خان نے بھی امرا کو متفق کر کے (چنانچہ بیان ہوگا) احمد نگر سے قلعہ دولت آباد کی طرف توجہ کی جہان شاہزادہ میران حسین مقید تھا اور قلعہ سے شاہزادہ کو نکالکر بادشاہ کیا اور وہان سے احمد نگر کی طرف

کوچ کیا اور میران حسین نے احمد نگر پہونچکر گوشہ نشین باپ کو قلعہ میں مقید کیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا
اور ابراہیم عادل شاہ نے مبارکباد کے واسطے آدمی بھیجے اور قصد تھا کہ ملاقات کرکے اپنی ہمشیرہ
کو دیکھکر بیجاپور چلے جاویں کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ میران حسین نے بے حمیتی و بے مروتی سے کمال بے عقلی بلکہ
بے دینی سے بزرگوار باپ گوشہ نشین کو ہلاک کر دیا کیونکہ دولت آباد سے چلتے وقت مرزا خان
وغیرہ جماعت نے اس سے کہا تھا کہ جب تک تیرا باپ زندہ ہے تیری سلطنت قائم نہ رہے گی
اور میران حسین نے بدون مشورہ عادل شاہ کے پدر بزرگوار کو ہلاک کر ڈالا۔ عادل شاہ اس خبر سے نہایت
آزردہ ہوا اور ملاقات کا ارادہ چھوڑ کر ایک بیباک شخص کو بطور ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اس طرف لشکر
لانے سے صرف یہ غرض تھی کہ تیری زندگی محفوظ رہے بلکہ تو تخت نشین ہو جاوے اور مرتضیٰ نظام شاہ
کو جو گوشہ نشین تھے آرام کے ساتھ کسی قلعہ میں محفوظ رکھا جاوے اب سنا جاتا ہے کہ تم نے اپنی بد
انجامی و غضب خداوندی سے بے خوف ہو کر پدر بزرگوار کو قتل کیا۔ یہ امر نہایت قبیح ہے اگر تم کو
اُن کی طرف سے اس قدر زیادہ وہم تھا تو بہتر تھا کہ انکو میرے حوالہ کر دیتے کہ میں اُن کی گوشہ نشینی و عبادت کا
پورا اہتمام کرتا اور تم بے خوف رہتے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کو آنکھوں سے معذور کرتے اسقدر یقین
جانو کہ باپ کو مار ڈالنا کسی کو سزاوار نہیں ہوا خصوص بادشاہوں کو لہذا میں بدون ملاقات کے بیجاپور
جاتا ہوں اور ملنا نہیں چاہتا کیونکہ تم نے اپنے آپ کو بادشاہ جبار عزوجل کے انتقام کے لیے پیش
کیا ہے۔ الغرض وہاں سے کوچ کرکے بیجاپور میں داخل ہوا۔ چونکہ رایان ملیبار نے مصطفیٰ خان
اردستانی کی شہادت کے بعد خراج مقبوضہ بالکل ادا نہیں کیا تھا اسی سال بلبل خان حبشی کو
دس ہزار سوار دے کر روانہ کیا کہ تین سال کا خراج اکتیس لاکھ پچاس ہزار ہون اُن سے وصول
کرے اور قلعجات مفتوح کرکے قبضہ میں لاوے بلبل خان اودھر روانہ ہوا اور یہاں ہنوز سال
پورا نہوا تھا کہ میران حسین مارا گیا اور جمال خان مہدوی نے اس دولت پر مسلط ہو کر مذہب مہدویہ
جاری کیا۔ عادل شاہ نے دلاور خان کی رائے سے ۹۹۷ھ نوسو ستانوے ہجری میں افواج موجودہ کو
لے کر احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور متعدد فرامین بنام بلبل خان روانہ کیے کہ وہاں کے معاملات معطل
چھوڑ کر جس طرح ممکن ہو مجھ سے پہلے قلعہ شاہ درگ پر پہونچنے کی کوشش کرے بادشاہ جب
شاہ درگ پر پہونچا تو ایک ماہ تک انتظار کیا اور بلبل خان نہ آیا اور زیادہ توقف میں جمال خان
قوی ہوتا تھا لہذا موجودہ فوج سے آگے بڑھا۔ جمال خان بھی پندرہ ہزار سوار اور توپخانہ بیشمار
لے کر اسمٰعیل نظام شاہ بحری کے ساتھ سرحد پر آکر دشوار گذار مقام میں مورچہ قائم کیا چونکہ برسات قریب
تھی کبھی کبھی بارش ہو جاتی تھی طرفین سے جنگ میں تاخیر ہوئی آخر جمال خان نے بیس روز بعد لوگوں کو
بھیجکر صلح کی درخواست کی عادل شاہ نے بنظر مصلحت قبول کیا اس شرط سے کہ ہمشیرہ خدیجہ سلطان
کی پالکی مع لعل بہای بھیجدے۔ جمال خان نے پالکی مع چھ ہزار ہون بھیجدی۔ جس روز وہاں سے
کوچ تھا بلبل خان مع لشکر جرار و خزانہ کثیر حاضر ہوا باوجودیکہ قلیل زمانہ میں اپنی شجاعت سے اتنا خزانہ

لایا اور سرکشون کو مطیع کیا امیدوار تھا کہ اس کی خدمت قبول ہوگی لیکن دلاور خان کی ناراضی و عداوت سے کچھ نہوا حتی کہ خراج نقد کے عوض جو اموال و اشیا رلائے تھے دس ہزار کی چیز ایک ہزار مین اندازہ کی گئی اور باقی کو ان راجاؤن سے جو بلبل خان کے ساتھ آئے تھے مطالبہ کیا گیا۔ تاکہ بلبل خان کی اہانت ہو لیکن قرائن سے بلبل خان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کو میری طرف نظر التفات ہے تا آنکہ ایک روز دلاور خان بادشاہ کے حضور مین دیوانداری کرتا تھا اتنے مین بلبل خان حاضر ہوا اور مورچل لیکر بادشاہ پر ہلانے لگے دلاور خان نے بنظر حقارت اس کو دیکھکر کہا کہ جس بادشاہ کے حکم سے فلک سرتابی نہین کرسکتا تو نے کیونکر نافرمانی کی۔ بلبل خان نے کہا کہ خاکپائے بادشاہ کی قسم کہ مین نے سرتابی نہین کی اور نہ اختیاری طریقہ سے اس ملک مین چند روزہ توقف کیا مجھے کیا مجال تھی کہ ایسا کرتا لیکن بموجب فرمان مین نے کرناٹک پہونچکر وہان کے راجاؤن کو مقہور کیا اور وہ خراج حاضر کرتے جاتے تھے اگر اس زمانہ مین کوچ کرتا تو ممالک بادشاہی کا انتظام و فوج کا نظام مختل ہوتا اور یہ خزانہ حاصل نہوتا اور خود اہل اسلام ان جنگلون مین مشقت اُٹھاتے تھے لیکن تم سے البتہ تعجب ہی کہ جب تم جانتے تھے کہ بغیر میرے ساتھی لشکر کے تم کچھ نہ کرسکوگے تو کیون بادشاہ کو تکلیف دیکر بیگانہ ملک مین جا پہونچے اگر چند روز اور بھی شاہ درگ مین ٹھہرتے تو مین پہونچ جاتا تب اگر داخل ہوتے تو امید تھی کہ اکثر قلعے مفتوح ہوجاتے باایں ہمہ اپنے قصور کا اقرار کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اس قدر جرم پر بادشاہ خطابخش اس بندہ کو مواخذہ نہ فرمادین گے۔ دلاور خان نے وہان اس توہم سے کہ مبادا امرا سے موافق ہو کر فتنہ برپا کرے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور چونکہ یہ بندگان با اخلاص سے ہی امید ہی کہ بادشاہ کرم فرمادین چنانچہ بادشاہ نے اس کو خلعت دیا اور بعد دربار کے دلاور خان نے بلبل خان کا ہاتھ پکڑ کے محبت کا اظہار کیا کہ مین نے تجھ کو بیٹا کہا ہی اور بظاہر اس لیے سخت گیری کی کہ لوگ نکتہ چینی نکرین اور ارسب نایک کے لڑکے اور راجاؤن سب کو خلعتین دیکر عزت سے رخصت کیا جس سے بلبل خان غافل ہوا اور بیجاپور پہونچکر کینہ کشی کے لیے ناحق بلبل خان کو گناہون مین متہم کرکے قید کیا اور آخر آنکھون سے معذور کردیا بادشاہ کو نہایت ناگوار ہوا۔ اور نتیجۂ ظلم بھی جلد دلاور خان کو پہونچا ٭

ذکر توجہ عادل شاہ بقصد امداد برہان نظام شاہ و جنگ اور نہان با جمال خان

جب میران حسین مارے گئے تو اسمٰعیل برہان شاہ جو حسین نظام شاہ کا پوتا تھا تخت پر بیٹھا جمال خان مہدوی نے مسلط ہوکر اراذل داو باش کو جو اس سے موافق تھے بڑے مدارج پر ترقی دی اور انتظام درہم برہم ہوکر فتنہ و غم کا ہجوم ہوا۔ قصہ یہ کہ مرتضٰے نظام شاہ کے عہد مین برہان شاہ اس کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر رہنے لگا۔ جب اس کو اپنے بیٹے اسمٰعیل بن برہان کے جلوس کی خبر پہونچی تو چاہا کہ بادشاہ دہلی کا لشکر لاکر ملک موروثی

چلیبن نے آخر کچھ سوچکر بادشاہ سے عرض کی کہ اگر میں شاہی لشکر لیکر جاؤنگا تو امراے نظام شاہی مجھ سے بھڑک کر پاس نہ آویں گے اگر حکم ہو تو تنہا جا کر سب کو ملائمت سے مطیع کروں بادشاہ نے رخصت دی اس شرط سے کہ مالک موروثی حاصل ہونے پر ملکت برار جس کو تفال خان نے ۹۸۱ھ لو سوا کیا اسی ہجری مین سدگان حضور کو پیشکش کیا بدستور پیشکش کرے برہان شاہ نے خوشی یا ناخوشی سے اس کو منظور کیا اور روانہ ہو کر پرگنہ ہندیا مین جو سرحد دکن ہے فروکش ہوا اور یہی پرگنہ بادشاہ کی طرف سے اس کی جاگیر تھا اور راجہ علی خان والی اسیر و برہان پور کی راے سے اول خواجہ نظام استرآبادی کو تلنگدر راہ صورت مین امراے برار کے پاس بھیجکر ان کو وہاں سرداری کی دعوت دی و طرح طرح کے مواعید و عہد و قسم سے مطمئن کیا۔ بعض نے اطاعت کی اور بعض منحرف ہوئے اور اطاعت کرنے والوں مین جہانگیر خان حبشی تھا کہ سرحد برار پر خاندیس کے پاس جاگیر رکھتا تھا اور بعد و بہ مدت سے جمال خان کی بربادی چاہتا تھا اور اس نے اول خواجہ کے ہاتھ عرض داشت بھیجی پھر اپنے لواحق میں سے ایک معتمد کے ہاتھ عمدہ تحفے بھیجے اور ہر ایک عرضداشت مین تشریف لانے پر اصرار کیا برہان نظام شاہ چند آدمیوں سے برار پہونچا لیکن جہانگیر خان سے ملاقات کے روز اتفاقاً یا بوجہ تعلق کے طرفین سے جنگ ہوگئی اور برہان نظام شاہ بحال تباہ پھر ہندیا میں واپس آیا اور راجہ علی خان سے بذریعہ تحریر حالات کے مشورہ طلب کیا اس نے لکھا کہ اگر بادشاہ دہلی سے مدد مانگو گے تو سلاطین دکن سب منحرف ہو کر جمال خان کے ساتھی ہو کر جنگ کو طول دین گے اور انجام معلوم نہین اور میرے پاس اس قدر لشکر نہین کہ تنہا جمال خان کو دفع کرسکوں سب سے بہتر یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے مدد مانگو اور کام ٹھیک ہو جائے گا۔ برہان نظام شاہ نے یہی طریقہ اختیار کیا اور مکتوبات محبت اسلوب نظر خوب عادل شاہ کو بھیجکر اسی طرف مہربان کر لیا اور راقم الحروف محمد قاسم فرشتہ کو لکھا کہ مین نے دشمنوں کے خطرہ سے احتیاطاً کرکے یہ مکاتیب بڑی حفاظت سے بھیجے ہیں تاکہ وہ وقائع خوش اسلوبی سے ان کو حضور اقدس عادل شاہ پیش کرکے جواب باصواب جلد روانہ کرے چونکہ مدار کار دلاور خان پر تھا میں نے ایلچیوں کو دلاور خان کی خدمت مین پیش کیا اور دلاور خان نے عمدہ طریقہ سے حضور شاہی مین پیش کیے بادشاہ نے امداد کا اقرار فرمایا اور بہ الصدر افواج فراہم ہو کر اطراف میں روانہ فرمایا اور ربیع الاول ۹۹۵ھ و سو اٹھانوے ہجری مین شاہ درگ کی طرف توجہ فرمائی اور وہان پہونچکر اشراف و اعیان برار کو لکھا کہ ہمت ملوکانہ اس پر مصروف ہے کہ عالی جناب برہان شاہ کو تخت احمد نگر پر متمکن کرکے ان کے جاہل بیٹے اسمٰعیل کو موقوف کردوں تم بھی میرے اشارہ سے انحراف نہ کرکے برہان شاہ سے متفق و مطیع ہو جاؤ۔ اس عرصہ مین برہان شاہ و راجہ علیخان کے قاصدوں نے حاضر ہو کر خطوط پیش کیے خلاصہ یہ کہ حضرت کی لشکر کشی سے دوست دل سے متفق ہوئے اور دشمن تنگدل ہین لیکن احمد نگر کے جاسوس پیہم آئے کہ جمال خان اسمٰعیل نظام شاہ کو لیکر برار کی طرف آتا ہے اس وجہ سے

امراے برار مین سے بعضے متردد و متحیر ہین اگر آنحضرت دو تین منزل بڑھ آوین تو امراے برار خوش دلی سے اس خیر خواہ سے مل جاوین۔ عادل شاہ نے منظور فرماکر ارسنگ کا قصد کیا اور برہان شاہ و راجہ علی خان کو لکھا کہ ہم نے دوستون کے کہنے کے موافق کیا اور آپ بھی سرحد برار پر آجاوین اور امراے احمد نگر کو بلاوین امید ہی کہ جمال خان کو چھوڑکر آپ سے مل جاوین گے۔ جمال خان کو ان معاملات کی خبر پہونچ گئی اس نے دلیرانہ طرفین کا مقابلہ ٹھان لیا اور سید امجد الملک مہدوی سرلشکر برار کو لکھا کہ سلاطین اطراف دو وجہ سے میرا استیصال چاہتے ہین ایک دنیوی لالچ اور دوم مذہب مہدویہ کا برباد کرنا اب جوانمردی کی شرط یہ ہی کہ امراے برار کو ہر طرح دلاسا دیکر مطمئن کرو اور سرحد برار پر جاکر برہان شاہ کو وہان آنے سے روکو اور اگر راجہ علے خان اس سے مل جاوے تو اسمٰعیل نظام شاہ کی خیر خواہی ملحوظ رکھکر میدان جدال مین کمی نہ کرنا کیونکہ جہان تک ممکن ہی مین دلاور خان عادل شاہی سے صلح کرکے جلد تمھاری مدد کو پہونچتا ہون پھر دلاور خان کو مصالحہ کے لیے ہر طرح کی چاپلوسی کے ساتھ مبالغہ سے لکھا اور جب کچھ فائدہ نہوا تو نظام شاہی خزانہ کھولکر دلیر لوگون پر تقسیم کرنا شروع کیا اور عمدہ جنگی لشکر فراہم کرکے اسمٰعیل نظام شاہ کے ساتھ بقصد جنگ دلاور خان روانہ ہوا اور ارسنگ سے سات کوس پر اترکر دوبارہ بہت فروتنی و الحاح کے ساتھ دلاور خان کو صلح کے بارہ مین لکھا دلاور خان نے دوبارہ نا منظور کیا۔ اس عرصہ مین چند خوشامد خوارون نے دلاور خان سے کہا کہ جمال خان ہراسان ہوکر چاہتا ہی کہ مہدویون کی قلیل جماعت سے بھاگ کر نایک دون کے جنگل مین گھس رہے۔ دلاور خان نے بدبختی سے اس کو یقین کرلیا اور عزم مصمم کرلیا کہ امراے کبار کی جماعت لیکر جمال خان پر حملہ آور ہوکر اس کو گرفتار کرلے۔ اتنے مین آہنگ خان حبشی لشکر جمال خان سے جدا ہوکر عادل شاہ کے لشکر مین آیا اور عادل شاہ کی اجازت سے رخصت پائی کہ برہان نظام شاہ سے مل جاوے۔ جمال خان نے مضطرب ہوکر خیال کیا کہ شاید امرا روز بروز جدا ہوکر دشمن سے ملتے جاوین گے لہذا وہان سے کوچ کرکے پہاڑون و نالون کے درمیان قلب جگہ مین اترا تاکہ لشکر کو ضبط مین رکھے دلاور خان یہ خبر بطور فرار سنکر فی الفور بدون اجازت عادل شاہ کے اور بدون تقسیم ہتھیارون کے افواج لے کر روانہ ہوا۔ جب قریب پہونچا تو دریافت کیا کہ یہ سب خیمہ و خرگاہ کیسے نظر آتے ہین بعض نے کہا کہ لشکر عادل شاہیہ ہی اور بعض نے کہا کہ نظام شاہیہ ہی اتنے مین دوسرے جاسوس آئے اور اصل حال بیان کیا تب بھی دلاور خان نے باوجود پشیمانی کے ہٹ باقی رکھی اور اسی موقع پر عادل شاہ کے آدمی نے آکر کہا کہ آج جنگ موقوف کرو۔ بعد انتظام کے شروع کرنا۔ دلاور خان نے ہاتھیون وغیرہ پر مغرور رہکر بادشاہی آدمی سے عذر خواہی کرکے عرض کیا کہ حضور مطمئن رہین ابھی جمال خان کو باندھکر حضور مین لاتا ہون اور امراے بر کی کو حکم دیا کہ جاؤ اور نظام شاہی لشکر کی پشت پر رہو خزانہ باہر نہ جانے پاوے اور مہدویہ کو قتل کرنے مین دریغ نہ کرنا۔ جمال خان نے یہ حال دیکھکر سوائے شمشیر خونریز کے کہین پناہ نہ دیکھی قلیل جماعت اور امراے مہدویہ کو جو شجاع و بہادر تھے ہمراہ لے کر میدان مین آیا اور لڑائی بہت تیزی سے شروع ہوئی امراے کبار

عین الملک و آنکس خاں و عالم خاں وغیرہ جن کو معلوم تھا کہ حضرت بادشاہ کو دل میں دلاور خاں سے رنجش
ہے اول تو ملل خاں کو اندھا کرنے سے تھی اور اب بغیر اجازت جنگ کرنے سے زیادہ ہو گئی ہے اس لیے
عین لڑائی میں شکست کی صورت بنا کر بھاگے اور دلاور خاں کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑا۔ دلاور خاں
نے باوجود اس کے قلت لشکر سے جمال خاں پر حملہ کر کے بھگا دیا اور عوام لشکری لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور
جمال خاں جو اسمٰعیل نظام شاہ کے ساتھ کھڑا تھا موقع پا کر دلاور خاں پر ٹوٹ پڑا اس وقت دلاور خاں
کے پاس فقط دو سو سوار تھے۔ سمجھا کہ ٹھہرنا موت ہے ناچار مع سات ساتھیوں کے جن میں یہ راقم الحروف
بھی تھا بھاگا۔ راہ میں سنا کہ عین الملک و عالم خاں فلاں راہ سے ارسنگ جاتے ہیں تاکہ بادشاہ کی خدمت
میں پہونچکر تجھے برباد کریں۔ دلاور خاں سنتے ہی کوچ بہ کوچ نہایت جلدی کے ساتھ دوسرے راستہ
سے بادشاہ کی حضوری میں پہونچ گیا اور راہ میں قریب تین ہزار شکست یافتہ کے اس سے مل گئے تھے
اور دارارسنگ میں دشمن کے خوف سے۔ ٹھہرا بادشاہ کی رکاب میں شاہ درگ کی طرف روانہ ہوکر صبح کو
وہاں پہونچ گیا۔ جمال خاں کو ناامیدی میں ایسی فتح و غنیمت ہاتھ میسر ہوئے اس نے دارارسنگ کی
طرف کوچ کیا اور راقم الحروف بوجہ زخموں کے بادشاہ کے ہمراہ جانے سے معذور ہوکر قصبہ ارسنگ
میں ٹھہر گیا تھا مہدویوں کے قبضہ میں پڑا اور بلطائف الحیل سے چھوٹا۔ چونکہ جمال خاں کو یہ خبر پہونچی کہ
راجہ علی خاں و امرائے برار نے امجد الملک کو گرفتار کیا اور سب برہان نظام شاہ سے مل گئے ہیں ناچار
دارارسنگ سے جلد کوچ کر کے برار کی طرف روانہ ہوا تاکہ برہان نظام شاہ سے لڑے۔ راجہ
علی خاں و برہان نظام شاہ اس کی توجہ کا حال سنکر بہت پریشان ہوئے اور سید امجد الملک مہدویہ
کو مقید کر کے قلعہ اسیر میں بھیجا اور بہت جلدی کے ساتھ جمال خاں کے تعاقب کے لیے عادل شاہ
کی خدمت میں خطوط بھیجے۔ عادل شاہ وہاں سے روانہ ہوکر قصبہ پاپڑی تک جو اسی کوس ہے تعاقب کیا
تب بھی جمال خاں تک آٹھ روز کا فاصلہ تھا ناچار عادل شاہ نے امرائے برگی کو آٹھ ہزار کی
جمعیت سے روانہ کیا تاکہ تاخت کر کے جمال خاں کا رسد و غلہ بند کریں اور راتوں کو چھاپہ ماریں اور
بادشاہ نے جو ایک جھیل کے کنارے جس کا پانی بہت صاف ہوا دلکش و باغات پرفضا تھی توقف کیا
اور چاہا کہ چند روز یہاں توقف فرماوے دلاور خاں پر جو بہت سوار تھی کوشش کی کہ دوسرے
روز ضرور کوچ ہو اور برکات روہنگیر کے مقام سے پہلے کہیں توقف نہ ہو۔ یہ ارادہ بالکل بادشاہ کے
شوق سے الٹا تھا بادشاہ کو سخت غم ہوا اور بالکلیہ عزم کر لیا کہ دلاور خاں کے قبضہ سے نجات پاویں لیکن
چونکہ امرائے خاصہ خیل بالکلیہ دلاور خاں کے تابع تھے تشویش و تفکر ہوا آخر دو خدمتگار جو مدت دراز
سے ملازم درگاہ تھے ان سے خفیہ پیام کا ذمہ لیا اور وہ دونوں امیر الامراء عین الملک کنعانی کے پاس
پہونچے اور یہ پیام دیا کہ بادشاہ دلاور خاں کے تسلط سے سخت پریشان ہیں آخر یہ رائے ٹھہری کہ جب
دلاور خان خواب غفلت میں ہو سوار ہو کر عین الملک آنکس خاں کی مستعد فوج میں آجاویں۔ بادشاہ
نے چودھویں رجب ۹۹۶ھ کو سوا پہر رات گئے اٹھا کر اپنے غلام کو حکم دیا کہ خاصہ گھوڑا

حاضر کرے اس نے جلو دار سے طلب کیا جلو دار نے کہا کہ بغیر حکم دلاور خان کے کبھی نہ دونگا کفشدار خان
نے فوراً اُس کے طمانچہ مارا اور جب جلو دار سے ممکن نہوا کہ دلاور خان تک خبر پہونچاوے ناچار واپس ہوکر
گھوڑے حاضر کیے بادشاہ مع غلاموں کے سوار ہوکر باہر نکلا - الیاس خان بادشاہی دایہ کا بیٹا پہرہ
پر تھا دوڑکر رکاب چومی اور سواری کا سبب پوچھا بادشاہ نے کہا کہ بات کرنے کا موقع نہین ہی
اپنے ساتھیون کو لے کر ساتھ آؤ وہ قریب ایک سو سوارون کے ساتھ ہوا اور صحیح سالم لشکر سے
نکلکر عین الملک و آنکس خان کے قریب پہونچا وہ لوگ مع افواج کی پابوسی مین حاضر ہوئے
جب یہ خبر پھیلی تو خاصہ خیل و مجلسی و پہرہ والے سب سوار ہوکر خدمت مین پہونچ گئے اور یہ
راقم بھی اُنھین مین شامل تھا الغرض تین ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ بادشاہی طالع کے قوت سے اس
رات امر غریب یہ تھا کہ دلاور خان جس کی عمر اسّی برس سے زائد تھی اس رات اپنی معشوقہ کے
وصل سے غافل تھا - یہ ایک دکنی عورت جس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر غائبانہ عاشق ہوا
تھا اور اتفاق سے اسی رات ساتھ آئی تھی لہذا کسی کو مجال نتھی کہ اسکے وصل مین مخل ہو یہانتک کہ بادشاہ کے
چلے جانے کے بعد مقربین نے بڑی مشکل سے اس کو آگاہ کیا اور وہ فوراً پانچ چھ ہزار سوار و فیلان
بے شمار کے اپنے بیٹون کو ساتھ لیے قریب پہونچا اس کا خیال غلط نہ تھا کہ اس کے دبدبہ و شوکت
سے سب خائف ہوکر مطیع ہوجاوینگے - چنانچہ مشہور ہی کہ عین الملک وغیرہ نے اس سے کہلا بھیجا
تھا کہ بادشاہ جب اتفاقیہ یہان آئے تو ناچار ہم سب حاضر ہوئے اب تم شوق سے لے جاؤ ہم متعرض
نہون گے اگرچہ ظاہر مین بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ ہم لوگ اس کے دفع کرنے کے واسطے مستعد ہین
دلاور خان نے فوج وغیرہ کو کچھ فاصلہ سے چھوڑا اور پانچ سو سوار و چار نامی ہاتھی لے کر حضرت
بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح سوار یہ عرض کیا کہ بادشاہ کو رات مین سواری مناسب نتھی بہتر یہ
کہ حضرت اپنے سراپردہ مین معاودت فرماوین - بادشاہ نے غصہ مین کہا کہ کوئی ہی کہ اس بے ادب
کو سزا دے کہ ناگاہ خاصہ خیل مین سے اوک خان نے بجلی کی طرح گھوڑا چمکا کر دلاور خان کو تلوار
ماری اگرچہ کچھ اثر نہوا لیکن دلاور خان نے گھوڑا پیچھے ہٹایا اوک خان نے چاہا کہ دوسرا وار کرے
لیکن تلوار کی چمک سے دلاور خان کا گھوڑا الف ہوا اور وہ گر پڑا اور ہاتھی بان نے اسکی خیرخواہی
کرکے ہاتھی بیچ مین ڈال دیا کہ دلاور خان سوار ہوکر اپنی فوج مین مل گیا اور چاہا کہ لڑائی شروع کرون
لیکن فوج والے بوجہ غضب و رعب بادشاہی کے اس کو چھوڑکر منتشر ہوگئے - وہ متحیر و پریشان ہوکر
بھاگا اور کمال خان جو دارا رسنگ کی جانب بھاگا تھا گرفتار ہوکر مارا گیا اور دلاور خان نے بیٹون کے
ساتھ بھاگ کر احمد آباد بیدر مین دم لیا - بادشاہ نے عین الملک وغیرہ کو استمالت کے طور پر امان دے کر
عمدہ عمدہ سے مطمئن کیا باوجودیکہ انکا قصور تم نے پہلے سن لیا - الغرض بادشاہ اپنے سراپردہ
مین آیا اور خاص خیرخواہون کو طرح طرح کے الطاف سے سرفراز کیا - اس عرصہ مین عجیب لطیفہ واقع
ہوا کہ دلاور خان نے مذہب شیعہ کا شعار موقوف کردیا تھا - خدام درگاہ نے خیال کیا کہ بادشاہ

کے والد طہماسپ شاہ اور چچا علی عادل شاہ دونوں شیعہ تھے ضرور بادشاہ بھی شیعہ ہوگا لہذا
بہت سے سنی حکام نے ظہر کے اذان کے وقت تشیع کا اظہار کرکے اذان میں اشہد ان علیا
ولی اللہ زیادہ کرنے میں اصرار کیا۔ بادشاہ یہ سنکر غصہ ہوا اور جو لوگ اس کا باعث تھے اُن کو گرفتار
کیا لیکن جب یہ واقعہ عرض کیا تو ہنسکر فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو بصدق دل سنتے و کہتے ہیں
لیکن شیعہ کا شعار قرار دیکر نہیں کہتے۔ آخر بادشاہ نے اُن کے قصور معاف کیے اور بہت دنون
تک ہنسی سے ان لوگون کو متعلق شیعہ کے لقب سے یاد کرتے رہے۔ اب تک بیجاپور میں حضرات
خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا خطبہ جاری ہے اور ائمۂ اطہار علیہم السلام کا نام بھی یوسف
عادل شاہ کے زمانہ کی طرح مذکور ہوتا ہے۔ اسنے مین جمال خان کے مارے جانے اور برہان شاہ
کے فتح کی خبر پہونچی تو بادشاہ عادل نے تہنیت نامہ برہان نظام شاہ کو روانہ کرکے بیجاپور
کی طرف کوچ فرمایا اور وہان پہونچکر بساط عدل و داد مبسوط فرمائی اور زمانہ سابق کے خلل دور کیے

برہان نظام شاہ کی بیوفائی اور اپنے اعمال کا بدل پانا

دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے بھی بھاگ کر احمد نگر میں برہان نظام شاہ کی خدمت میں پہونچکر مسند امارت
پر معزز ہوا اور چند ہی روز مین برہان شاہ کو واہیات لایعنی سے طمع دلائی کہ قلعہ شاہ درگ اور شولاپور مسخر کرکے
ممالک نظام شاہ کا ضمیمہ کر سکتا ہون اور یکایک دولت عظیم سے محروم ہو کر ایسا دیوانہ و مسلوب العقل
ہوگیا تھا کہ برہان شاہ کی مجلس میں بیہودہ باتین نسبت دولت عادل شاہیہ اس سے سرزد ہوتی
تھیں اور مخبروں کے ذریعہ سے عادل شاہ کو پہونچتی تھین بادشاہ عدالت پناہ ایسے امور اسی نسبت
برہان شاہ سے بہت بعید سمجھتے اور بجا بھی تھا کیونکہ حقوق امانت و اسماد بہت سے تھے لیکن برہان
شاہ کی بیوفائی بعض امور سے ظاہر بھی ہوگئی چنانچہ شروع سنہ ایک ہزار میں بادشاہ کے
یہان لڑکا پیدا ہوا اور اس کے ماموں محمد قلی قطب شاہ نے سونے کا پالنا وغیرہ مع مبارکبادی
روانہ کیا لیکن برہان شاہ نے زبانی تہنیت بھی نہ بھیجی باوجود اس کے عادل شاہ نے ملا عنایت اللہ
جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان اس درگاہ کے غلامون سے ہے آپ کی دوستی و محبت کا مقتضا
یہ تھا کہ اس کو مع اُن ہاتھیوں کے جو جمال خان نے اس سے حاصل کیے تھے یہان روانہ فرماتے
کہ باہمی دوستی مستحکم ہوتی۔ برہان شاہ نے بجاے مروت کے پوری کدورت اس طرح ظاہر کی کہ عین برسات
مین دلاور خان کی تحریک سے فوجین لیکر جمادی الثانی سنہ ایک ہزار مین عملداری عادل شاہیہ
مین داخل ہو کر قتل و غارت کرنا شروع کیا۔ عادل شاہ نے یہ اخبار سنکر فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ بیوفا
و عہد شکن بدون میری تلوار کے اپنے کیفر کردار کو پہونچے گا۔ مین پھر بھی چند روز تحمل کرتا ہون شاید
نادم ہو کر اپنی اصلاح کرے ورنہ آخر مین یہی نتیجہ ہے۔ برہان شاہ جب حوالی منگلبیرہ تک ہو گیا اور
ادھر سے کوئی متعرض نہ ہوا تو وہ خائف ہوا کہ شاید حیلہ یہ ہے کہ ملک کے درمیان لا کر مجھے گھیر لین لہذا پھر

کا قصد کیا لیکن دلاور خان کے بہکانے سے پھر ستیزہ روئی اختیار کی اور بیجاپور سے تیس کوس دریاے بیورہ کے کنارے ایک قلعہ بنانے کے لیے ٹھہرا۔ اب بھی عادل شاہ نے مقابلہ کا قصد نہ فرمایا اور امرا کسی قدر متحیر ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ برہان شاہ اس برسات مین قلعہ بنانے کی کلفت مین مشغول ہی مجھے امید ہی کہ وہ طفلانہ گھروندا بنا کر آخر اپنے ہاتھ سے مٹا دیگا اور سواے تکلیف و محنت کے کچھ نہ پاوے گا اور خود عیش و عشرت مین مصروف رہا۔ امراء عادل شاہی بھی متحیر و متفکر تھے اُدھر برہان شاہ نے مجلس مشورت مین پوچھا کہ آخر ابراہیم عادل شاہ کیون خاموش ہی بعض نے کہا کہ نوجوانی مین عیش پرستی سے غفلت ہی بعض نے کہا کہ امراے کبار پر اطمینان نہین ہی۔ اسی عرصہ مین دلاور خان کے خاص فرستادہ حاضر ہوئے اور دلاور خان کی طرف سے عرض کیا کہ حضور کی خاموشی سے دشمن دلیر ہو گئے ہین جہان تک جلد ممکن ہی تدارک فرمایا جاوے تو بہتر ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس مدت تک مین نے خیر خواہون کی قدر نہ جانی اب معلوم ہوا کہ بدون اس معتمد کے سلطنت کو رونق نہوگی چاہیئے کہ ماجراے گزشتہ کو جو اہل غرض کے فریب سے واقع ہوا تھا فراموش کر کے خیر خواہی مین ثابت قدم رہے اور یہان آکر اپنا شغل سابق اختیار کرے۔ دلاور خان اس پیام سے پھول کی طرح کھل گیا لیکن احتیاط کر کے ایک معتمد کو بھیجا کہ اگر حضرت عہد فرمادین کہ مجھے جان و مال کا آسیب نہ پہونچاوین تو بسر و چشم حاضر ہون بادشاہ نے اپنے ایک معتمد سے کچھ کہا پھر عہد ظاہر کیا اور عہدنامہ بھیجدیا۔ دلاور خان اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو ساتھ لے کر برہان شاہ سے بالحاح تمام رخصت حاصل کر کے اس امید پر دوڑا کہ پھر بادشاہ کو معطل کر کے سلطنت کی کنجی اپنے ہاتھ مین لاؤن گا۔ بادشاہ آخر روز باغ سے پورے جلوس کے ساتھ قلعہ ارک جاتا تھا کہ دلاور خان نے حاضر ہو کر رکاب چومی اور پیادہ روانہ ہوا۔ بادشاہ نے الیاس خان کو اشارہ فرمایا کہ دلاور خان کو سوار کر کے ساتھ لاؤ۔ جب قلعہ مین پہونچا اور محصور ہو گیا تو وہ شخص جس سے بادشاہ نے کچھ کہا تھا بہت تیزی سے بڑھا کہ الیاس خان سے ... کر دلاور خان کی آنکھ مین سلائی پھیرے دلاور خان نے بہت عاجزی و الحاح کے ساتھ الیاس خان سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرے کہ مین آپ کے عہد پر اطمینان کر کے حاضر ہوا ہون بادشاہ نے کہا کہ مین اپنے عہد کے خلاف نہین کرتا کہ تجھے بعد عہد کے جان و مال کا ضرر پہونچاؤن یہ شخص کمال البتہ ایسا کرتا ہی۔ آخر دلاور خان قلعہ ستارہ مین قید ہوا اور چھٹے سال وہان انتقال کیا۔ اب بادشاہ نے افواج طلب کین اور اول امراے برکی کو چھ سات ہزار سوار سے روانہ کیا کہ ولایت محفوظ رکھین اور لشکر نظام شاہیہ کو رسد سے تنگ کرین پھر رومی خان کو دس ہزار سوار سے پھر الیاس خان کو تین ہزار خاصہ خیل سے روانہ کیا۔ برہان شاہ نے امراے برکی پر کئی بار فوج بھیجی اور ہر بار شکست کھائی۔ آخر خود تاخت کی چونکہ اُن کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی پریشان ہو کر دریاے بیورہ پہونچے اور اس کو پایاب پا کر پار اُتر کے رومی خان دکنی و الیاس خان سے مل گئے اتفاق سے اُسی وقت سیلاب عظیم آگیا اور برہان شاہ

بار ہوسکا لوٹ گیا اور اسی اثنا میں لشکر نظام شاہ میں قحط پھیلا اکثر سپاہی بے قوت ہوگئے اور اس پر
وبا پھیلنے سے بہت لوگ مرے چنانچہ لشکر میں سے بہت آدمی و ہاتھی گھوڑے ضائع ہوگئے تو ناچار
ہوکر دو تین سال اپنے سرحد کی طرف چلا گیا اور قلعہ جدید جو انکی بورانہ تھا اسد خان گرجی ترک کو مع
سامان استحکام سپرد کیا جب اس کے پاس سامان و غلہ کافی موجود گیا اور وہاں بھی سکون ہوا تو برہان
شاہ نے قلعہ شولاپور کے محاصرہ کا عزم کیا عادل شاہ نے امرائے مذکور کو لکھا کہ دریائے بھیورہ عبور کرکے
برہان شاہ کو مانع ہوں۔ برہان شاہ نے تورنگ خان دکنی کو خلاصہ لشکر کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا اور
جنگ شدید کے بعد تورنگ خان سپہ سالار اعتماد خان سوشتری کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی حالت
میں سہیل خان نے بھی حملہ کیا اور امرائے نظام شاہیہ شکست کھا کر خستہ و مجروح بمشکل تمام برہان شاہ
سے ملحق ہوئے اور امرائے عادل شاہ نے سو بڑے ہاتھی و چار سو گھوڑے و چار سو فوجی گرفتار
فی الفور بیجاپور روانہ کیے اور وہاں سے خلعت و شمشیر و کمر مرصع و انواع عاطفت سے سرور ہوئے
نظام شاہیہ مدت کے سفر و تکالیف سے دل برداشتہ ہوکر بھاگنے لگے بلکہ امرائے دکنی و حبشی نے
چاہا کہ برہان شاہ کو اتار کر اُن کے بیٹے اسمٰعیل کو قید سے رہا کر کے تخت پر بٹھا دیں بلکہ یوسف
خواجہ سرائے و کامل خان دکنی نے برہان شاہ کے قتل کا قصد کیا لیکن بادشاہ نے آگاہ ہوکر
اُن کو دفع کیا اور تختگاہ احمد نگر کی طرف مراجعت کے ارادہ سے اپنی سرحدی قصبہ کر درالیان کی طرف
کوچ کیا۔ رومی خان و الیاس خان نے مع امرائے برکی تعاقب کیا اور ہر طرف سے مزاحمت پہنچا کر
تنگ کیا۔ برہان شاہ اپنے آنے و قلعہ بنانے و ہنگامہ اٹھانے سے نادم ہوکر جان گیا کہ بدون
صلح کے احمد نگر تک پہنچنا دشوار ہے باوجود اس کے انجام اچھا ہوگا لہٰذا قصبہ مذکور کے باہر قیام کرکے
صلح کی خواستگاری کی عادل شاہ نے ابتدا میں توقف کیا اور ایک مدت تک تغافل میں ڈال دیا
برہان شاہ نے وسائل پیدا کیے حتیٰ کہ محمد قلی قطب شاہ نے مصطفیٰ خان استرآبادی کو و راجہ
علی خان نے خواجہ عبدالسلام تونی کو التماس صلح کے لیے بھیجا اور بہت الحاح و ابرام کیا تو عادل شاہ
نے فرمایا کہ بے وجہ برہان شاہ نے ہماری سرحد میں داخل ہوکر حد سے زیادہ رعایا پر ظلم و ستم کیا آخر ہم
نے امرا میں سے ایک جماعت کو بھیجا کہ یہ مضرت دفع ہوگئی اور وجہ نزاع فقط دلاور خان حبشی و
ہاتھی تھے وہ بزور و حکمت ہم کو پہنچ گئے پھر ہم بھی اس ماجرائے ناگوار کو بالکل بھول کر صلح قبول
کرتے ہیں مگر اس شرط سے کہ جو قلعہ جدید بنایا ہے خود ہی اپنے ہاتھوں مسمار کریں۔ مصرع ہم تو پہلے بھی
وفا پر رہے اور اب بھی ہیں ۔ مصطفیٰ خان نے عرض کیا کہ اعیان درگاہ میں سے کسی کو ارسال فرمایا
جاوے کہ اس کے سامنے عہد و قسم درمیان میں آوے۔ بادشاہ نے عاقل فاضل شاہ نواز خان
کو جس کا کچھ حال آوے گا روانہ فرمایا۔ برہان شاہ نے مجلس آراستہ کرکے شاہ نواز خان سے ملاقات
کی چونکہ وکلائے راجہ و دکن وغیرہ موجود تھے چاہا کہ پہلے شاہ نواز خان صلح کا ذکر کرے تاکہ
میری طرف سے قبول پایا جاوے۔ شاہ نواز خان سمجھ گیا اور ملاقات میں حرف صلح کا مطلق ذکر نہ کیا

آخر مصطفیٰ خان و خواجہ عبدالسلام جو بطریق رعایت درمیان مین پڑے تھے صاف بول اُٹھے کہ
اعلیٰحضرت برہان نظام شاہ کی اصلی غرض یہ کہ شاہان سابق کے طریقہ پر صلح و صفا درمیان مین جاری ہو
شاہ نواز خان نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہو کہ بادشاہ عدالت پناہ کی دوستی کا پھل بہت خوشگوار
اور دشمنی بایان محنت کا خانہ زار ہی مخالفون جو منافقون کو دوست سمجھا اور ایسے سیاہ رو اور سیہ بختون
کے کہنے سے دوستون پر لشکرکشی کرنا مذہب مروت و دوراندیشی سے بعید ہے لیکن الحمد اللہ کہ ہنوز
عدالت پناہ کا دل صاف ہے دوستی کا تار نہین ٹوٹا ہے اگر چند امور نامرضیہ کے وقوع سے کچھ کراہت کا ظہور
ہوا ہے تو تھوڑی سعی و کوشش دینے اس کی اصلاح و صفائی ممکن ہے حضار مجلس برہان والاشان کی عجیب
تقریر سے حیرت چھا گئی اور انھون نے عادل شاہ کے دولت اقبال کا اندازہ کیا کہ اس کی درگاہ مین
ایسے عقلاے روزگار جمع ہین احمد [illegible] غرض احتیاط و اتفاق سے قرار دیا کہ برہان شاہ منگلسر جاکر
قلعہ مذکور منہدم کرکے احمدنگر مراجعت فرماوین چنانچہ برہان شاہ نے وہان پہونچکر اپنے ہاتھ سے اس
کی ایک اینٹ منہدم کی پھر تمام لشکر نے دم بھر مین قلعہ وزمین برابر کردی اور برہان شاہ نے
احمدنگر کی طرف کوچ کیا اور قلعہ پرندہ سے شاہ نواز خان کو خلعت و کمر سے سرفراز کرکے رخصت
دی اور وہ بیجاپور پہونچکر کمال تقرب سے سرفراز ہوا۔ اسی سال ہزار مین بادشاہ نے میر خان حبشی کو
اخلاص خان خطاب امارت سے سرفراز کیا اور غایت امانت سے امیر مذکور آج تک کہ سنہ ایک
ہزار اٹھارہ ہے عزت سے قائم ہے۔ راقم الحروف نے پہلے لکھا تھا کہ سید مصطفیٰ خان نے قلعہ بنکاپور
و چندرکوٹی مسخر کرکے سنکر نائک و ارسب نائک و کنک نائک و تنگنا وڑی و بہرہ دیوی و کھسی وغیرہ
وغیرہ کو باج و خراج پر مطیع کیا تھا بعد شہادت مصطفیٰ خان کے معطل ہوا پھر بلبل خان نے مطیع کرکے
سالہاے باقیہ کا کچھ خراج وصول کیا تھا کہ نظام شاہیہ کے فساد نے ادھورا چھوڑا سنہ ۱۰۰۲ ایک
ہزار دو ہجری مین بادشاہ نے منجھن خان ولد بزرگ کمال خان بن کشور خان لاری کو لشکر کثیر کا سپہ سالار کرکے
ملیبار روانہ فرمایا۔ اس نے وہان پہونچکر اول ان راجاؤن کے پاس ایلچی بھیجا کہ فرمانبرداری بہتر ہے ورنہ
جان کا خطر سب نے اطاعت قبول کی چونکہ سب سے پہلی سب سے بڑے راجہ کنک نائک نے
حاضر ہو کر سرفرازی پائی تھی تو باقیون کو خوف ہوا کہ مبادا وہ اپنی کثیر فوج سے ہم کو گرفتار کرلے سب
نے اتفاق کرکے بیس ہزار فوج لے کر دشوار گزار پہاڑون مین حصار اختیار کیا۔ منجھن خان
نے عقلمندی سے پہاڑون مین جانا خلاف مصلحت دیکھکر ارسب نائک کے قلعہ جرہ کی طرف کوچ
کیا تب وہ لوگ مضطرب ہو کر پہاڑون کو چھوڑکر پہاڑی تنگ راستہ پر مزاحم ہوئے اور آخر بعد
تین روز کی جنگ کے متفرق اپنے اپنے قلعہ مین متحصن ہوئے اور ارسب نائک نے عاجز ہو کر دو
بڑے ہاتھی اور بہت سے اموال و نفائس بطریق خراج ادا کیے اور دوامی اطاعت قبول کرکے ساتھ
ہوگیا اور انھین دو تین ماہ مین تنگنا وڑی کا قلعہ میوری مفتوح ہوا اور بیس ہاتھیون کے قریب ہاتھ آئے
اور رفتہ رفتہ تمام ملک مفتوح ہوجاتا تاکہ ناگاہ فتنہ نلگوان کی خبر اڑی اور ملیباریون نے عجب دھام

کیا اور بادشاہ کے فرمان سے یمن خان نے وہاں کا معاملہ معطل چھوڑ کر بیجاپور کی طرف کوچ کیا +

ذکر فتنہ شاہزادہ اسمٰعیل بن طہماسپ و اس کا فرو ہونا۔ علی عادل شاہ

نے وفات کے وقت اپنے بھائی طہماسپ کے بیٹے ابراہیم بن طہماسپ عادل شاہ ثانی کو تخت نشین کرنے کی وصیت کی تھی جس پر عمل کیا گیا۔ چھوٹا بھائی اسمٰعیل بن طہماسپ بچپن میں بادشاہ کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا جب بڑا ہوا تو دستور کے موافق دلاور خان نے قلعہ بلگواں میں مقید و محبوس کیا۔ جب دلاور خان کا سلسلہ دور ہوا تو بادشاہ نیک نہاد نے بلگواں میں آدمی بھیجکر بھائی کی تسلی کی کہ ہر چند اشتیاق دیدار بہت ہے مگر مجبوری ہے نہیں بلا سکتا بالفعل باتوں سے رنجیدہ دل نہ کی جاوے اور قلعہ وسیع میں جہاں پھل ہونے والے درختوں کی بہت کثرت ہے اور مقام پر فضا اور عمارات عالیہ وہاں خوشی کے ساتھ عیش کے جملہ سامان مہیّا کر دیے جاتے ہیں بعیش و عشرت بسر کریں آئندہ حسب موقع انشاء اللہ تعالےٰ ساتھ رہنا نصیب ہونا ممکن ہے اور وہاں کے قلعہ دار وغیرہ کو بہ تاکید لکھا کہ برادر بجان برابر کو ہر طرح کا آرام و آسائش خوشی و خرمی پہونچا دیں لہذا سوائے قلعہ سے باہر جانے کے تمام اقسام عیش مہیّا تھے اور بادشاہ ستودہ خصال متواتر طرح طرح کی سوغات و لطائف سے مسرور فرماتا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ اس ولایت سے ہتیرو انبہ جس سے بہتر انبہ نہیں ہوتے اول پھل آتے اور بادشاہ کے لیے لائے گئے تھے بادشاہ نے واپس کیے کہ پہلے جا کر میرے عزیز بھائی کو کھلاؤ پھر جو پھل اتریں وہ مجھے بھیجا جانا۔ بے شبہ بادشاہ کی نیک نہادی کے واسطے یہ نمونہ بہت کافی ہے اور لحاظ حق قرابت و مروت کو کمال انسانی اس سے واضح مگر ان تمام احسانات و خوبیوں کا عوض اُس بھائی کی طرف سے یہ ہوا کہ اُس نے وہاں کے قلعہ دار وغیرہ کو ملا لیا اور بہت سے امرائے بیجاپور کو بھی وعدہائے مرغوب سے اپنی طرف کر کے ساتویں رمضان سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو ہجری میں نمک مروت و محبت و احسان کے سو جائی و نمک حرامی و بدخواہی کا جھنڈا اٹھایا یہ سمجھ کر ہاں کہ سلطنت عطیۂ حضرت ذو الجلال والاکرام ہے بدون اس کے تمام سعی بے سود ہے یہ بھی سمجھا کہ بادشاہ عدالت شعار کے ساتھ کفران نعمت کا نتیجہ خواری دنیا و آخرت ہے جب یہ خبر تحقیق ہو گئی تب بھی بادشاہ نیک نہاد نے معتمدان بارگاہ میں سے حضرت شاہ نور عالم کو جو حضرت شیخ المشائخ قطب عالم شیخ حمید بغدادی قدس سرہٗ کی اولاد میں تھے مع نصیحت نامہ کے برادر بداختر کے پاس بھیجا کہ شاید راہ راست پر آجاوے مگر شاہزادہ اسمٰعیل نے جواب سخت دیا اور شاہ نور عالم کو مقید کیا اور اپنے معتمد شاہ برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر مدد چاہی۔ برہان شاہ بوجہ شکی کو عین صواب سمجھتا اور ایسے سوانح خدا سے چاہتا تھا فوراً امداد کا اقرار کر کے لکھا کہ امرائے بیجاپور کو بھی بہر صورت متفق کرو خصوص عین الملک کنعانی کو جس کی جاگیر بلگواں کے قریب ہے شہزادہ اسمٰعیل نے خوش ہو کر اول بیگری میں عین الملک سے رابطہ پیدا کر کے میر انکس خان کو بھی متفق کر لیا اور بلگواں میں اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا عین الملک منافق نے بظاہر بادشاہ کے عرائض میں خیر خواہی کا اظہار کیا اور باطن میں شاہزادہ اسمٰعیل سے متفق تھا

بادشاہ نے جب شاہ نورعالم کے مقید ہونے کی خبر سنی تو غضبناک ہو کر الیاس خان کو پانچ چھ ہزار سوار سے نلگوان فتح کرنے کے لیے روانہ فرمایا جس نے سخت محاصرہ کیا چونکہ عین الملک نے ظاہری نفاق سے دھوکا دیا تھا بادشاہ نے اس کی فوج بھی محاصرہ کے لیے طلب کی اور یہ لوگ اپنے مورچل کی طرف سے ہر قسم کا غلہ و رسد قلعہ مین بھیجتے تھے۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر عین الملک کو طلب فرمایا عین الملک نے دربار کے کفار کو اموال خطیر سے موافق کر لیا جو اکثر اوقات اس کی خیر خواہی کا ذکر کرتے تھے بادشاہ کو شک پڑ گیا اور چاہا کہ عین الملک کی تالیف قلبی کرے چنانچہ مجلس عام مین اس کو خطاب و انعام سے سرفراز کر کے رخصت دی اس کور نمک نے تمام حقوق و انعام نابود کر کے شہزادہ اسمٰعیل سے اتفاق کرنے مین زیادہ اصرار کیا آخر یہ خبر فاش ہو گئی اتفاق سے حیات خان کوتوال بیجاپور باروت وغیرہ الیاس خان پاس پہونچانے گیا تھا واپسی مین پرگنہ ہیکری سے گزرا اور عین الملک سے سخت گفتگو کے ساتھ پیش آیا اور اس کو حرام خور کہا تاکہ وہ خوف کھا کر زر نقد سے موہاۃ کرے اس نے اخفا سے مایوس ہو کر حیات خان کو قید کیا اور علانیہ باغی ہو گیا اور حکام قلاع و پرگنات کے نام خطوط لکھکر شہزادہ اسمٰعیل کے خیر خواہی پر مائل کیا اور اکثر موافق بھی ہو گئے اور عین الملک نے برہان شاہ کے حضور مین بھی عریضہ بھیجکر یہان کے امرا کا اتفاق عرض کیا اور درخواست کی کہ اگر حضور کی امداد سے شہزادہ اسمٰعیل تخت نشین ہون تو قلعہ شولاپور و شاہ درک ملازمان حضور کے نذر کرینگے اور اس کا عہد نامہ مُہری بھی بھیجدیا۔ برہان شاہ نے عہد و پیمان لیکر افواج طلب کین اور احمد نگر سے کوچ کیا۔ عین الملک خوشی مین پھولا اور اپنا لشکر بھی جمع کیا اور امرائے اضلاع بھی راہ صواب سے منحرف ہوئے اور مملکت بیجاپور مین عجب شورش پیدا ہو گئی اور اس شورش مین کفار ملیبار نے ملک قلعہ چندر کوٹی دوبارہ چھین لیا اور بیجاپور تک مزاحم ہوئے اور یکایک الیاس خان نے بھی محاصرہ چھوڑ کر ہراس کی حالت مین بیجاپور مین قدم رکھا جس سے عجب اضطراب دارالسلطنت مین پھیلا قریب تھا کہ فتنہ سخت پیدا ہو۔ بادشاہ نے اس وقت غضب شاہی کو تحریک دی اور رومی خان والیاس خان کو جن پر درپردہ لغاوت کا شبہ تھا قید سخت مین ڈالا اور فوراً افواج کے طلب مین فرمان بھیجے چنانچہ سب سے پہلے عالم خان دکنی پہونچکر قدمبوس ہوا اور افواج نے برابر آنا شروع کیا ادھر عین الملک نے میدان خالی پاکر انکس خان کے موافقت سے دس ہزار سوار و بیس ہزار پیادے جمع کیے اور نلگوان پہونچکر شاہزادہ کے سر پر سبز چتر بلند کیا اور برہان شاہ نظام کے آنے کا انتظار نہ کیا۔ بادشاہ عادل نے سنہ ایک ہزار تین ہجری ربیع الاول مین حمید خان حبشی کو سردار فوج کر کے امرائے مخلص کے ساتھ نلگوان روانہ کیا اور بہت سے امور حکمت سمجھا دئے جب حمید خان قریب پہونچا تو عین الملک کے آدمیون نے آکر حمید خان کو شہزادہ اسمٰعیل سے موافقت کرنے پر راغب کیا۔ حمید خان نے بادشاہ عادل کے سمجھانے کے مطابق ان لوگون کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اچھے سلوک کے ساتھ اسی وقت اُن کو رخصت کیا اور پیغام دیا کہ ہم درحقیقت حضور سے لڑنے

ہیں آنے ملکہ۔ دل سے حضور کی قدم بوسی مقصود ہے اور امیدوار ہیں کہ حضور دیر نہ کریں اور جلد باعث
تشریف لا کر ہم لوگوں کے سر پر اپنا سایہ مبارک ڈالیں یقین ہے کہ اصلی مقصود بدون رحمت و شفقت کے
حاصل ہو جاوے۔ بادشاہ عادل کا اقبال دیکھو عین الملک جیسا گرگ باراں دیدہ احتیاط اور دور اندیشی
سے غافل ہو کر برہان شاہ کے آنے کا انتظار نہ کیا اور فوراً شاہزادہ کو قلعہ سے باہر لایا اور کچھ دور
چل کر ایک سطح میدان میں حمید خان و امراء کی ملاقات کے واسطے اہتمام کیا کہ میدان صاف کر کے فرش
بچھا دیں اور سقے آب پاشی کریں اور خود پانوں کے طبق و عطریات و خلعتوں کی تیاری میں مصروف
ہوا۔ عین الملک کا بیٹا عالی خان جو ہمیشہ باپ کو بادشاہ کی حرام خوری و بے وفائی سے منع کرتا تھا
حمید خان کے جواب و طریقہ سے فریب سمجھا اور ہر چند باپ کو معقول دلائل سے سمجھانا چاہا اُس نے
نادانی خیال کر کے سماعت نہ کی۔ سولھویں ربیع الاول روز جمعہ کو سقے آب پاشی کر چکے اور قالین
بچھ گئے اور شاہزادہ نے محض بے پروائی سے جلوس فرما کر شراب اڑانی شروع کی اور عین الملک
یوں ہی نشہ غرور میں سرمست تھا کہ ناگاہ حمید خان نے نزدیک ہو کر توپخانہ کو حکم دیا اور اس جوان
دھارین عین الملک نے شاہزادۂ مست کو سوار کر کے چاہا کہ اپنی فوج سے دار و گیر کرے
کہ ناگاہ سہیل خان خواجہ سرا نے میمنہ سے حملہ کر کے اس کی جماعت توڑ دی اور عین الملک
تلوار کھا کر گرا تو سہیل خان نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا شاہزادہ اسمٰعیل نے چاہا کہ علی خان
و انکس خان کے فوج میں پہنچ کر برہان شاہ سے ملحق ہو جاوے مگر نشہ شراب سے زمین پر گرا اور حمید خان
کے سواروں نے فی الفور گرفتار کر لیا اور حاجی بن شجاعت خان نے بیجاپور سے پہنچ کر اس کو مستقر
اصلی تک پہنچا دیا اور جب عین الملک کا سر بیجاپور آیا تو خرد و بزرگ خوش ہوئے اور چند روز
بطور عبرت لٹکایا گیا آخر بڑی توپ میں رکھ کر اڑا دیا گیا اور حمید خان و سہیل خان و اعتماد خان مشہدی
حاضر حضور ہو کر انعامات و خطابات وغیرہ سے سرفراز ہوئے اور عالم خان بھی خطاب مصطفیٰ خان
سے ملقب دو ہزاری سپہ سالار ہوا اور برہان شاہ اس واقعہ سے متحیر و نہایت نادم و خجل ہو کر
احمد نگر واپس گیا۔ یہ واقعہ اہل عبرت کے لیے قدرت حق عز و جل کے آیات عظمت و کبریائی کی
دلیل تھا کیونکہ شہزادہ اسمٰعیل کی بغاوت میں عمدہ امراء و اکثر حکام اطراف متفق تھے اور بغاوت
کفار علاوہ اور تمام رعایائے ممالک کا حیرت و اضطراب اور دارالملک کی رسد کا انسداد کچھ ایسے
طور سے اسباب ظاہر جمع ہوئے تھے کہ اکثر اہل عقل کے نزدیک معاملہ بہت خطرناک نظر آتا تھا
اور اس میں تو کسی کو بھی شک نہ تھا کہ فتنہ و آشوب دور ہونے کے لیے زمانہ درکار ہے حالانکہ شاہزادہ
اسمٰعیل میں سوائے مستی و شہوت پرستی کے عمدہ خصائل متوہم تھے حضرت مالک الملک تعالیٰ
و تقدس نے ایک دم میں تمام اسباب فتنہ و فساد سوخت کر دیئے اور اس بادشاہ پاک اعتقاد
کے واسطے مزید یقین ہو گیا۔ یہ واقعہ مثل اس حالت کا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
شریف کے اوقات میں عرب کے درمیان ظاہر تھا اور بفضلہ تعالیٰ بہت جلد صاف ہو گیا

ذکر وزیر خوشخصال شاہ نواز خان بیجال

جاننا چاہیے کہ خواجہ علاء الدین محمد شیرازی اپنے عہد کے معارف و مشاہیر سے تھے اُن کے تین بیٹون مین سے خواجہ سعد الدین عنایت اللہ حسن اخلاق و فنون حکمت و ریاضی وغیرہ مین فائق ہوئے ابتدائے عمر مین جناب سید فتح اللہ شیرازی کی خدمت مین انواع علوم حاصل کیے اور جب علی عادل شاہ نے مال خطیر سید موصوف کے پاس بھیجکر بیجاپور مین آنے کی درخواست کی تو خواجہ سعد الدین نے بھی آنجناب کی رفاقت مین سیر کا قصد فرمایا اور بیجاپور و برہان پور و مندو و اوجین و آگرہ و دہلی و لاہور وغیرہ سیر کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت کی اور حج کے قصد سے بغداد و زیارات نجف اشرف و کربلائے معلے سے فارغ ہوکر عراق کی راہ سے مکہ معظمہ مین حج ادا کیا اور وہان سے مدینہ طیبہ پہونچکر بعد ادائے زیارت وطن کی طرف رجوع کیا اور چندے آرام کے بعد ملا شکیبی شاعر و خواجہ عنایت اردستانی کی رفاقت مین پھر سیر دکن کا قصد فرمایا اور بندر جیول سے اترکر چندے وہان کے متنزہات سے مسرور ہوکر دار السلطنت بیجاپور آئے اور سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ نے قدر شناسی فرماکر خطاب عنایت خان و جاگیر لائق سے سرفراز فرمایا۔ یہ دلاور خان کا زمانہ تھا پھر روز بروز ترقی پاکر ندیم مجلس شاہی ہوئے اور سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار ہجری مین معتمد سلطنت ہوکر برہان نظام شاہ سے صلح کرنے اور اُن کے ہاتھون قلعہ ساختہ تڑوانے مین نامور ہوئے پھر محمد قلی قطب شاہ کے پاس بھاگ نگر مین جس کو حیدر آباد نام کیا گیا ہی بطور رسالت گئے اور کام بخوبی انجام دیکھ بیجاپور آئے۔ جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل شروع ہوئی اور بادشاہ عادل کے اکثر حواشی بھی منافقانہ طریقہ سے باغیون سے موافق ہوئے تو شاہ نواز خان نے ذاتی شرافت سے پروانہ صفت خورشید سلطنت کی حفاظت مین سرگرم رہے اپنے اوپر خواب و خور حرام کرلیا اور نہایت عقلمندی سے جس کو منحرف پایا دفع کیا اور جس کو خیر خواہ پایا تقرب دیا یہان تک کہ بفضل الٰہی سبحانہ وتعالےٰ وہ فتنہ دفع ہوا چونکہ یہ کمینہ راقم الحروف بھی بصدق دل حضرت بادشاہ کا مخلص خیر خواہ تھا امیر باتوقیر نے مجھے بھی ذرہ دار آفتاب سلطنت تک پہونچایا حتے کہ حضرت شاہی نے خاص زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ تاریخ روضۃ الصفا کا نسخہ ہی سیاق تاریخ مین پسندیدہ ہی اسی طرح تو بھی شاہان ہندوستان کی تاریخ جو صدق وصفائی کے ساتھ دروغگوئی و مداحی سے خالی ہو اس زمانہ تک مجلد علیحدہ مین تحریر کر کیونکہ کسی نے ہندوستان کی ایسی تاریخ نہین لکھی سوائے نظام الدین بدخشی کے وہ بھی مختصر بہت ہے بندہ نے بعد زمین بوسی اس خدمت مین سعی کی اور چند اجزا بھی حضور مین پیش ہوکر پسند ہو گئے۔ الحق کہ بادشاہ جمجاہ مین وہ تمام خوبیان موجود ہین جو شاہان بزرگ کو سزاوار ہین اس مین کچھ بھی مبالغہ و مداحی نہین ہی افسوس کہ اس زمانہ والے تفسدون مین خود لیاقت نہین کہ رحمت الٰہی سے سرفراز ہون ورنہ یہی بادشاہ ہفت اقلیم ہونے کا سزاوار تھا جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل سٹ گئی تو بادشاہ عادل نے

مدت کا خیال پورا کرنے کی طرف توجہ کی ہے شاہی دیوان میں عیب تمام ہی کہ برہمن صاحب دیوان ہوں جن کو شیطانی انسان کا قدیمی لقب ہے لہذا بادشاہ نے شاہ نواز خان کو وزیر الممالک کا خلعت عنایت فرمایا اور چند روز میں اس کا ثمرہ تمام لوگوں پر ایسا ظاہر ہوا کہ مدتوں کے خسارات و بیرونقی پر حسرت سے انگلیاں کاٹتے تھے کہ شیاطین الانس کس قدر تغلب و تصرف سے سلطنت بیرونق کر رہے ہیں۔ پھر سنہ ایک ہزار بیس ہجری میں وزیر الممالک کے یہاں فرزند ارجمند میر زا علاء الدولہ کا قدم مبارک بساط وجود پر آیا اور مولانا ظہوری نے قصیدہ غرائے تہنیت سنایا اور سب قسم کے لوگوں نے انعام و مراتب انعام پایا چونکہ بادشاہ عادل نے خان موصوف کی قدر افزائی کا قصد فرمایا تھا تو خان موصوف نے نہایت عمدہ و تکلف سے اس وسیع عمارت میں جو کچھ دنوں پہلے حسب الحکم شاہی تیار کی تھی نثار قدوم کا اہتمام کیا جس کے ملاحظہ و طرز آداب سے شاہ والا جاہ بہت محظوظ ہوئے اور خان موصوف کی جاگیر و انعام و احترام میں زیادہ فرمایا اس موقع پر مولانا ملک قمی و مولانا ظہوری و مولانا حیدر کاشی نے قصائد و انواع اشعار سے رونق مجلس کو دوبالا کر دیا۔ خان بلند مکان کے بڑے بھائی خواجہ معین الدین محمد بھی طلاقت و فصاحت میں ممتاز تھے بعد تقرب شاہ نواز خاں کے شیراز سے حضور شاہی میں حاضر ہو کر خلعت و جاگیر سے سرفراز ہوئے لیکن تزدیک رہا ہیں جہان فانی چھوڑ کر ملک جاودانی کی راہ لی اور بادشاہ عادل نے بجنسہ ان کی جاگیر ان کے چار سالہ فرزند محمد طریف کے نام بحال رکھی جو عم بزرگوار کی تربیت میں کسب کمالات سے ممتاز رہے اور چھوٹے بھائی خواجہ ہدایت اللہ بھی بڑے بھائی کی وفات سنکر بطور تعزیت بیجاپور آئے اور بعد رسوم تعزیت کے واپسی کا قصد کیا تو خان والا شان نے شیراز کی مسجد اتابکی کی مرمت کے لیے جو مدرس تھی سالانہ زر خطیر ان کے حوالہ فرمایا اب تک اسی کام میں مشغول ہیں و للہ الحمد والمنہ

بیان قتل ابراہیم شاہ ثانی اور غلبہ سپاہ عدالت پناہ بفضل و کرم ربانی

الحمد للہ علے احسانہ کہ اس خاندان رفیع الشان میں نوبت خلافت اور جہانداری کی ایسے شہریار دنی شوکت عدالت قرین کو پہونچی کہ قوائم ارکان اسکے نصفت کا نمونہ بنیان مرصوص کے مخصوص ہی اور مسند سلطنت اور تاجداری اپنے سلطان عظمت آیت کو واصل ہوئی کہ بارگاہ عرش اشتباہ اسکی منقبت کریمی ذکلہ کان آسمان کے مصروف ہی صورت ہر مامول کی قبل اسکے کہ تشنہ خیال اسکا صفحۂ خاطر پر کھینچے لقدر سرعت کمین چاکے صحرائے ظہور میں خرامان ہووے اور تشریف موہبت کہ خلعت خاصہ و للہ جنود السموات والارض میں فراہم ہی عاست امال اس کا ہر زر دراس کے حاصل کرنے میں مشرف ہووے اور ماہچہ اعلام ظفر علام اسکے لیے کہ جسکی شان و صنعت میں کا تہا کو کب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ رسا ہی جس دیار پر پرتو ڈالا روز گار ظلمانی وہاں کے باشندوں کا سور ہوا اور صیحہ حسام عبوری انکام اسکا کہ مصداق یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار ہی جس مقام میں کہ بانتقام نیام سے باہر آیا سر مخالفوں کے گیسے میدان ہوئے ذوالفقار کی طرح چمکے

مین برق چلنے مین بادفنا ہی آوازہ اُسکی سطوت کا اکناف مشرقین مین واصل ہوا اور صیت کشورکشائی اور
دشمن کشی کا اطراف خافقین مین متواصل ہوا جو شخص کہ تندباد قہر اسکی سے نیچے گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام
پر نہ پہونچا جس شخص نے اسکے حلقہ اطاعت سے سر باہر کیا بادیہ ہلاکت مین ہدف تیر محنت ہوا دلیل اس
معنی کی تحقیق اور برہان اس دعوی کے تصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان ہی کہ
تفصیل اُسکی مولف خامۂ مشاطہ شیرین کار سے چہرۂ عروس روزگار پر لکھتا ہی اور قدرے اقبال شاہجہان
کا نظر جہانیان مین جلوہ گر کرکے مرقوم خامہ زرنگار کرتا ہی کہ جب بادشاہ جہان مطاع نے حصار نلگوان کو
سرکشان بیفکر کے قبضۂ تغلب سے برآوردہ کرکے ہمت معاندان دولت قاہرہ کے دفع پر مصروف
کی بعضے امراے درگاہ کو کہ سر گریبان طغیان سے برلائے تھے منصب ایالت اور ریاست سے معزول
اور محبوس کرکے خاطر دزد خانگی اور مار آستین سے مطمئن فرمائی چونکہ حرکات اور سکنات برہان نظام شاہ
سے غبار کلفت خدایگان اعلیٰ کے گوشۂ دل مین جاگزین تھا اسیلیے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا
کہ خصلت پسندیدہ سلاطین صاحب تمکین سے ہی اُس کے گرد پھرتا تھا لیکن اغماض بھی جو اوصاف
سلاطین عالی مقدار سے ہی مافی الضمیر کو مانع ہوتا تھا اور نہین چاہتا تھا کہ مادۂ فتنہ و فساد ہیجان کرکے
منفک و مازطہور مین پہونچے کہ ناگاہ اس حال کے خلال مین برہان شاہ نے شاہزادہ اسمعیل کے فریب
مین سنگ جفا کا عہد و پیمان کے شیشہ پر مار کر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کے قابل نرہا اسواسطے
کہ جب خبر شہزادہ کے خروج کی احمدنگر کی طرف پہونچی اس کی اعانت کے واسطے قصداً لشکر جمع کرکے بتعجیل ملگوان
کی طرف روانہ ہوا لیکن حوالی قلعہ پرندہ مین خبر قتل ہونے عین الملک اور گرفتاری شاہزادہ سنکر اپنے سوار
ہونے سے پشیمان ہوا اور اپنا سا پس سر کھجا کر احمدنگر گیا اور جو اُس وقت مین قلعہ چندرکوٹی کہ علی عادل شاہ نے
مصطفیٰ خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور مساعی اخلاص سے مسخر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کے قبضۂ قدرت
سے برآوردہ ہوکر کفار کرناٹک کے تصرف مین آیا تھا اور راے بیجانگر نے کہ اُس وقت بلکنڈہ کو دارالراج
بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ پرخاش پر آمادہ ہوکر حدود مین بیشک فوج کش ہوگا اور قلعہ چندرکوٹی
کے سبب کہ ایک راجہ نے لیا ہی اُس کی ولایت مین بھی گزند پہونچاویگا اس سبب سے محزون اور ملول ہوا اور
عالی شاہ پسر عین الملک نے کہ بعد قتل ہونے اپنے باپ کے معرکہ سے بھاگ کر پناہ ساتھ اُسکے لے گیا تھا
کہا علاج اس کا اس پر منحصر ہی کہ اتفاق کرکے تم اس طرف سے چند قلعہ ممالک عادل شاہ پر متصرف ہو اور
ادھر سے برہان نظام شاہ بھی کچھ علاقہ فتح کرلے تاکہ اُس کے تسلط اور غلبہ مین تخفیف ہووے اور اُس
سمت سے دلجمعی ہو راے بلکنڈہ نے یہ راے پسند کرکے برہان شاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط
عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہے اور خوف اس بات کا ہی کہ خدانخواستہ اس کی سپاہ کے سبب سلاطین
اور حکام دکن کو مضرت پہونچے اس بارہ مین فکر واقعی کرکے وہ کام کرین کہ اس اندیشہ سے نجات حاصل ہو
برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر مین شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رامراج قلعہ بیجاپور
اور مدکل پر متصرف ہووے اور خود قلعہ شولاپور اور شاہ درگ کو حوزۂ تسخیر مین لاوے اور برہان شاہ نے

مقدمات سابق مثل تیار کرے اور توڑے قلعہ ہنکلیسر اور نواحی پرندہ سے لے پیل مقصود بہایت مخالفت اور
دامت سے اُس احمدنگر کو مراجعت کرنا مطلق فراموش کرکے لشکرکشی پر آمادہ ہوا اور مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالاری
کرکے ماہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ ایک ہزار بیس ہجری مین بارہ ہزار سوار مسلح اور جرار ملک بیجاپور
کی طرف نامزد فرمائے تاکہ ممالک سرحد کو تاخت و تاراج کرکے ساوہ ورک اور شولاپور کو مفتوح کریں اور
راستے ملکنڈہ بھی فرصت پاکر لیتے قلاع سرحد کرناٹک جو ماہ مقران کے اہلکارون کے تصرف سے آزاد
کرے مصرع رہے تصور باطل رہے خیال محال + مرتضیٰ خان اور تمام امرائے نظام شاہ بعد طی مسافت پاس
قلعہ پرندہ مین پہونچے اور دریافت کیا کہ اتک رائے بی نگر بادشاہ عدالت گستر کی آتش غضب کے خوف
سے اپنے مسکن سے قدم باہر نہیں رکھا اندیشناک ہوکر اس مقام مین توقف کیا لیکن اسکے قراول
لے سرحد کے قریون اور قصبات پر تاخت کرکے مراجعت بجا ہو گئی اور یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک
مین پہونچی امرائے سرحد کے نام فرمان واجب الاذعان مخالفون کی تنبیہ اور گوشمالی کے بارہ مین صادر فرمائے
اور انہیں دنوں مین اُس ملک بہادر جو سالک امرائے عظام نظام شاہی مین منسلک تھا اُس نے عدالت پناہ کی دولتخواہی
مین آن کر نقصان خسارت ملحد کیا تھا لیکن امرائے عادل شاہی کی دست برد سے شربت ہلاک چکھا اس سبب
رعب اور ہراس نظام شاہیوں کے دل پر غالب ہوا اور اس حالت نے متوطنان بلدۂ احمدنگر تک سرایت
کی چاہیے ماہ جمادی الثانی کے اواخر مین کمال غصہ اور غیظ سے برہان نظام شاہ کا مزاج راہ طریق اعتدال
سے منحرف ہوا تپ محرق عارض ہوئی یہانتک کہ رجب المرجب کی نوین تاریخ کو وہ مرض ساتھ اسہال خونی
کے منجر ہوا اس خبر کے انتشار سے ایک شورش عظیم اُسکے لشکر مین جو قلعہ پرندہ کے قریب نازل ہوا تھا
برپا ہوئی اور اخلاص خان حبشی زادہ کہ غلامان دودمان نظام شاہیہ سے تھا اور اُس لشکر مین اُس سے کوئی شخص
بزرگتر اور صاحب شوکت نہ تھا اُس نے تمام امرائے حبشی اور دکنی سے اتفاق کرکے سر گریبان کینہ سے نکالا اور
چاہا کہ بطور جمال خان کے عداوت جبلی کے باعث مرتضیٰ خان اور تمام غریبون کے قتل و غارت مین مشغول
ہوکر پھر اثر اُن کے آثار سے باقی نہ رکھے اس درمیان مین امرائے غریب اُسکے کید و غدر سے واقف ہوکر
باتفاق اپنے اسباب جس کے سوار ہوکے مرتضیٰ خان اور یاسمین خان قزلباش اور سب امراء اور اخوہ سے
بتعجیل تمام احمدنگر کی طرف روانہ ہوئے اور خلیفہ عرب اور قزلباش خان نے مع ایک جماعت کثیر غریبان کے
ولایت عدالت دستگاہ مین پناہ لاکر حبشی اور دکنی کے دست ظلم سے پناہ پائی اور اس اخبار کے درمیان تاریخ کے
سے برہان شاہ کے مرض نے ترقی پکڑی جیسا کہ مفصل اپنے مقام مین مذکور ہوگا اور آخر اس سرائے
پُرحرشہ سے دار البقا کی طرف ارتحال کیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا قائم مقام ہوا اور میان منجو دکنی
پیشوا اور وکیل السلطنت ہوا لیکن امرائے حبشی زادہ کہ جو فتنہ و فساد پر خاطر رکھتے تھے اس کدورت
سے کہ ابراہیم نظام شاہ کی والدہ حبشیہ تھی منصب اور مصاحب اور محرم اُسکے ہوئے اور میاں منجو کہ سعید
تھا اس علت کو اسی حالت پر چھوڑ کر خاموش ہوا اور اس وقت حبشیون اور دکنیون کو تمادیش سے ایسے تعلقات
کہ جدائی سلطنت اور ویرانی مملکت کے موجب ہوں اختیار کیے اور پانوں اپنی حد سے باہر نکالا جیسا ان

عادل شاہی کی نسبت کہ اس دربار مین سے شرائط تعظیم و تکریم کما حقہ بجا نہ لاتے اور دم حریفی اور ہمسری کا
مارکر نشان تکبر اور نخوت کے بلند کیے اور اعمال ناشایستہ آناً فاناً اُنسے سرزد ہوتے تھے اور ابواب خشونت
اور درشتی کے ساعت بساعت مفتوح ہوتے تھے اور یہ بات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق
نہ پڑی اور سبب ازدیاد کدورت سابقہ برہان نظام شاہ ہوئی اور اُنھین دنون مین شہنشاہ کی راے کہ کیفیت
عواقب امور پیشین کے علم الیقین کے ظہور سے جانتی ہی اور مقادیر اشیا کی کلیت قبل از وجود ساتھ عین الیقین
کے دیکھتی ہی یون مقتضی ہوئی کہ مفسدون کی تنبیہ اور تادیب کیواسطے پانون رکاب ظفر انتساب مین لاوے
اور ارباب نخوت کو پایمال خشم و قہر کرے اس واسطے منجمان برجیس فطنت عطارد ذکا کو طلب کرکے استفسار فرمایا
اُنھون نے بعد از تعمق انظار اور تدقیق افکار آثار و انظار ثوابت و سیار مین طالع سرطان کو کہ خانۂ ماہ تابان اور
اعدا کے دفع و رفع کے واسطے شایان ہی اختیار کیا اعیان دولت اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کے
حکم کے موافق اس ساعت مین جو ارباب تنجیم نے قرار دی تھی خیمہ و خرگاہ و پیشخانہ اور بارگاہ بھمن علی کی طرف
بھیجا اور نقارہا سے حربی سے آسمان و زمین مین غلغلہ ڈالا بیت بر آمد ز کوس و ز کورگہ غریو ٭ زبیم آب شد زہرۂ
نرہ دیو ٭ اور اُسکے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پاے فتح و ظفر سریر سلطنت سے رکاب نصرت انتما
مین رکھکر خانہ زین کو رشک نگارخانۂ چین کیا گویا شبدیز سبک خیز اُسکا ایک تند باد ہے جس پر سلیمان زمان مطلق
العنان ہی یا ایک آتشین عنصر ہی ابراہیم دوران اُس پر ہی نہین نہین فلک الافلاک ہی کہ ایک دن مین
آفتاب عالمتاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پہونچاتے اور ایسا تیز تگ ہی کہ ایک دم مین ابلق دہر کو
عرصۂ شتاب مین شہمات کرے **مثنوی** بنازم بآن رخش آگندہ ران + کہ فربہ شد از وصف او داستان ٭
نہنگ بحار و پلنگ جبال + ہوا را عقاب و زمین را غزال ٭ گہ پویہ باد و گہ قطرہ آب ٭ گران چون ورنگ و سبک
چون شتاب ٭ بالجملہ اول روز بیسوین ماہ شعبان سنہ مذکور کو موکب منصور نے بھمن علی مین نزول اجلال
فرمایا اور اطراف و اکناف اُس مقام کے مضرب خیام عساکر بہرام انتقام ہوئے اور ہا ہیچہ علم فرقد ساے اُس
ظل اللہ کا ذروۂ مہر و ماہ پر پہونچا امرا اور افسران سپاہ اُس مقام مین شاہ جم جاہ کی ملازمت مین
مشرف ہوئے اور سب بخلعت کمربند و خنجر مرصع اور اسپان تازی و عراقی سرفراز ہوئے رایات نصرت آیات کو
اس مقام سے شاہ ورک کی طرف متحرک فرمایا **بیت** بخیل و حشم شاہ گردون فراز + روان شد ز جا ہیچو عمر دراز
عزم یہ تھا کہ اگر ساکنان احمد نگر اب بھی بخلاف ازمنۂ ماضی طریق عناد و فساد سے منحرف ہوکر بہیم قلب مستقیم سے
اخلاص و دوستی اختیار کرین اور ایک جماعت صاحب فہم و فراست کو درگاہ مین بھیجکر زبان معذرت
اور استغفار مین کھولین تو سپاہ بہرام انتقام کے تعرض سے مصئون اور محفوظ رہین اور اگر شامت اعمال
اور بخت نامساعد سے شاہراہ اطاعت اور متابعت سے منحرف ہوکر بادیۂ ضلالت اور گمراہی سے باہر نہ
آوین ساتھ تیغ قہر و سیاست کے نوازش پاکر گرداب محنت و غرقاب مصیبت مین گرفتار ہووین اور
جو قصد و ارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا ناچار عنان شبدیز جہان نورد گردون خرام کو روکے ہوئے سر روز
ایک فرسخ کم و بیش راہ طی کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ جو کہین زمین خوش آئین نظر آتی تھی پانچ چھ

روز وہاں مقام کرتا تھا کہ شاہ ارکان دولت نظام شاہیہ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہو کر سلامت اور
موافقت رجوع ہوویں اور مکارم اخلاق خسروانہ کہ ہمارے طلب تھے سر جرائم سے گذر کر شرائط عہود کشتر
سے ان کے تمام راحت انجام کو بسر کریں لیکن امواج شقاوت اور بدبختی نے انکی آنکھیں پیش و پس سے اس
محاصرہ نہ کیا تھا کہ مقدمات سلامتی خاطر نخوت مآثر میں لا کر تفکر غور کو کام فرماتے یا ارباب دانش کے ارشا
کو گوش ہوش میں جگہ دیکر اسکے کہنے پر عمل کرتے الغرض اسکے بعد رایات نصرت آیات خسرو دنیا گیر بعد
طی مراحل و منازل قصبہ شاہ دورک میں پہونچے سراپردہ عظمت و شہریاری رفعت سماک اور قبۂ افلاک
میں بلند ہوا وہ خطہ ایسا تھا کہ ہوا اس سرزمین کی فرح افزا اور پر بہار تھی اور مقام دلچسپ و چشمہائے آب زلال
اور پھولوں کی کثرت سے صحرا امورہ گلستان اور قسم قسم کے گل اور ریاحین شگفتہ اور خندان رہتے تھے اس پر
عمارہ ملک جہان پیما سے عالیہ سیر بن گیا جیسے اس مکان جنت نشان میں توقف کیا ور بر امیر جوانان دبیر
خو صحبت اور ہشیر تھے اُن سے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا اب جلسہ اسباط عیش و نشاط مبسوط
ہووے غرضکہ جشن کی تیاری ہوئی چند شراب کباب ناچ گانا جلسہ نے تکملا ۔ رہا مقدمات لشکرکشی اور
دشمن گذاری پردہ تاخیر میں رہے اس درمیان میں اخلاص خان مولد اور بعضے امرائے دیگر نے کہ ابراہیم
نظام شاہ ثانی کے دور کو محاصرہ کیے تھے اپنی کثرت جمعیت پر مغرور ہو کر اسباب جدال و قتال کے تہیہ
میں اشتغال کیا اور صورت امید ہائے باطل اور افکار روبہ ہائے لاطائل لوح خیال پر نقش کر کے نقش
تصورات محال صفحۂ دماغ باطل اندیش پر کھینچے اور بے تامل و تفکر اپنے نفس سرکش کے حکم پر اپنی باگ ہوا و
ہوس کے ہاتھوں میں سپرد کر کے خزانے بیقیاس اور گھوڑے اور ہتھیار بیشمار سپاہ پر تقسیم کیے اور ابراہیم
نظام شاہ کی ملازمت میں جس کو ایسے امور میں میدان اختیار نہ تھا قدم راہ جسارت میں رکھا اور تیہ بادیہ میں
سراسیمہ اور معمورہ جہل میں حیرت زدہ ہو کر طی منازل اور قطع مراحل کرنے لگے غرضکہ تیس ہزار سوار جرار اور
توپچے ضرب زن بیشمار اور فیلان پائمال اژدہا کردار لیکر بسرعت تمام سرحد بادشاہ سپہر احتشام کیوان غلام میں
پہونچے اور خیال محال اور سودائے فاسد کے باعث آغاز سلطنت کر کے مکر و فریب کا پیشہ کیا اور بطریق
رہان شاہ رایان بیجانگر کو جو ہمیشہ آنحضرت کے خراج گذار تھے واسطے تاخت و تاراج قصبات اور پرگنات
سرحد اودنی وغیرہ کے ترغیب و تحریص کی اور یہ امر زیادہ تر صاحبقران کے موجب خشم و قہر کا ہوا آخر کو حضرت نے
زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ حسب و نسب بھی اعتبار تمام رکھتا ہے ہر چند ہم اس یورش میں ساتھ نرمی اور
مدارا کے پیش آتے ہیں رگ حمیت اعلامان حبشی اور دکنی کی انکو نہیں چھوڑتی کہ خشونت و جلادت چھوڑ کر راہ
مصالحہ اور ادب سے پیش آویں اب ہمارے ذمہ ہمت پر واجب و لازم ہوا کہ انکی خود رائی اور سرکشی کی
و سرا انکے آغوش میں رکھیں اور بے ادبوں کو گوشمال واجبی دیکر مراسم خسروانہ دشمنوں کے دفع پر تعین کریں غرض
بعد اس قرار داد کے فرمان واجب الاذعان یوں صادر کیا کہ امرا اور افسران سپاہ افواج آراستہ کر کے نہایت
تجمل و حشمت سے میدان عرض میں آویں اور جمیع خاصہ سلاحدار اور حوالدار مسلح اور مکمل ہو کر کمال عظمت و شوکت
سے صف آرا ہوویں چنانچہ ذیقعدہ کی اٹھارہویں تاریخ سنہ ایک ہزار تین ہجری میں صبح سعادت کے وقت

کہ فراشان کارخانہ ایجاد وتکوین نے شامیانہ زرین طناب آفتاب کو میدان سپہر لاجوردی مین بلند کیا اور اُسکے فروغ انوار سے جہان بوقلمون کو منور کیا تھا شہنشاہ جم جاہ جوان بخت اس قصر پر جو قصبہ شاہ درک کے باہر واقع تھا برآمد ہوا اور ابواب احسان خلائق کے چہرہ پر مفتوح کرکے مجرائیون کا سلام لیا اور افواج عساکر منصورہ کو ملاحظہ فرمایا اور کمی بیشی اور دیگر کیفیت لشکر ظفر اثر خاطر قدسی مآثر مین لاکر انکے اجراے مطالب اور انجاح آرب کا حکم فرمایا سپاہ تمام نیزہ دار اور شمشیر زن فرق سے نعل مرکب تک غرق دریاے آہن کہ میدان جانستان مین جان وہال سے دریغ نہ کرین اور تیغ آبدار اور پیکان آتشبار سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھون مین ڈالین اور بعد جائزہ کے منادی غیب نے نداے فرح افزاے اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ گوش ہوش مین سنائی **نظم** سپاہی بحر موج و سیل قلاب سپاہے ابر سیر و کوہ دیدار ٭ سپاہے از شمار اختر افزون ٭ سپاہے از حساب عقد بیرون ٭ پھر حمید خان اور شجاعت خان کو مع تیس ہزار سوار تیغ گزار نظام شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور اتمام حجت اور الزام کے واسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمائش کی کہ جبتک دشمن علم جسارت اور سبقت میدان کین مین نہ بلند کرین تم بھی تمہید حرب مین ساعی نہونا اور نظام شاہ کی ولایت مین مزاحمت نہ پہونچانا اور جب وہ ہماری مملکت مین داخل ہوکر جنگ پر آمادہ ہووین اور صف جدال آراستہ کرین مناسب ہے کہ تم بھی رایت اژدہا پیکر عادل شاہی کو جو بنقش اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ کے آراستہ ہی مرتفع کرو اور ہمارے فرزین بند اقبال عالمگیر کے ساتھ محفوظ ہوکر فیل و رخ کی قدرت سے دشمن دغل کو پیادون سے کنار انبساط شہ مات و بیکر شطرنج مین عرقاب کرو یہان تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امراے نظام شاہی نے مخاصمت ہاتھ سے نہ دیکر ہمارا یہ اور مقاتلہ مین کہ انجام اسکا پردہ غیب مین مستور ہے میل و رغبت کی اور فیصلہ اس یورش کا بعہدہ شمشیر آبدار او قطع اسبہ بحیثیت کامحاکمہ خنجر گذار کی طرف رجوع کرکے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اہل بادشاہ قضا قدرت کی سرحد مملکت مین قدم رکھا اور جیسا کہ دستور حرب نظام شاہی تھا حصار اپنی توپ اور ضرب زن سے گرداگرد لشکر کے آراستہ کیا اور ارابے زنجیر اور ریسمان سے مضبوط اور مربوط کیے اور قلب و جناح درست کرکے حرب پر آمادہ ہوے جب یہ خبر حمید خان کے گوش زد ہوئی چشم شجاع مین آثار خشم نمود ہوئے اور جبین پر چین شجاعت ظاہر کرکے ترتیب سپاہ اور صف جنگ گاہ کی آراستگی مین توجہ فرمائی میمنہ پر سہیل خان خواجہ سرا اور عنبر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو مقرر کیا اور آپ پہلوانان آزمودہ کار کو بعید شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر قلب مین قائم ہوا اور مقصود خان شحنہ فیل کو جو فلاں ان گرجی سے تھا مع فیلان کوہ پیکر کے تولہ کے آگے مامور کیا القصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور ہم مقابلہ اور مقاتلہ تک پہونچی بعد حصول تقارب پیک اجل فرمان کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ لایا قاصد جانستان سنان حصار ابدان کے انعدام اور نقب حصن حصین جان کیواسطے دمبدم روان ہوا اور پیک برق آسا رعد صدا یعنے توپ اور ضرب زن کا گولہ اساس حیات کے انہدام کے لیے میدان کین مین متردد ہوا اور بعد فراغ استعمال آلات آتشبازی مبارزان جرار خونخوار مرکب مردانگی کو بہ مہمیز ستیز جولان کرکے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور نیزہ ہاے خطی سے کہ مثل غمزہ سبز عذاران ہند فتنہ انگیز اور مانند مژگان عاشقان مستمند خونریز تھے ایک

دوسرے پر حملہ آور ہوکر حبشیوں کے جسموں سے بہائے اور بساط منقش اور فرش پلوں عرصۂ جنگ پر کھینچا گلستان
شجاعت کے بلند کیے دشت سر و گلزار ہو گیا حد حرج کیا لاشوں کا انبار دیکھا **مثنوی** سر دار مایان آہن سلح
پر از جسم سینہ پر از کینہ دل * جو آتش بشوریدگی گشتہ گرم * نہ مہر و وفا و نہ آزرم و شرم * اور اُسکے بعد کہ دو دو اہلے
سوختہ استعمال الآت آتشبازی سے میدان سپہر زنگاری تاریک ہوا اور شعاع رماح اور عکس مشاعل
سلاح سے صفائے معرکہ پر از برق ہوا قلب و میسرہ کی فوج عادل شاہی نے بمحض حکمت الٰہی شکست
پائی اور ایک جماعت کثیر دو اسپہ صحرائے ناگر رفا کیطرف روانہ ہوئی اور بعضوں نے خستہ اور مجروح ہوکر داخلی قلعہ
کا راستہ لیا اور اسی ہاتھی معرکہ میں چھوڑ گئے لیکن یہ معنی کہ فتح ہوکر اعلام ظفر انجام سپاہ عادل شاہیہ کا مرتفع ہولیاں
اس کلام کا یہ ہے کہ ہنگامہ کارزار کی عین گرمی میں دود آتشباری اور غبار سے میدان ستیز تاریک رہا چونکہ ہوا
مخالفوں کی جانب سے چلنے لگی صفوف میسرہ حداکان عالی دود بارود کے سبب نہایت تیرہ و تار ہوکر
جوانوں اور بہادروں کا اس روز سیاہ کے پیش آنے سے ہی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا مجال توقف
نہ رہی جنگ کرکے متفرق ہوگئے کسی نے مقابلہ نہ کیا صفوف میسرہ کا میدان صاف صاف ہوگیا امرائے
نظام شاہی اس معنے کو فتح پر محمول کرکے ایکبارگی حملہ آور ہوئے فوج قلب اور اکثر افواج میمنہ عادل شاہی
صفوف میسرہ کے مانند متفرق اور پریشاں ہوئی لشکر نظام شاہی مغروروں کے تعاقب میں مشغول ہوا اور ابراہیم
نظام شاہ اس مقام سے کہ اپنے لشکرگاہ کے عقب الآت حرب و ضرب سے بچنے کے واسطے اختیار کیا تھا مشاہدہ
تفرقہ فوج عدالت پناہ سے نفیس فتح کرکے نہایت حضور اور سرور سے مرکب کو جولاں کرکے چند لوگوں سے
آگے بڑھا اور سہیل خاں اور عنبر خاں مع تھوڑے سے امرائے میمنہ عادل شاہی کہ ابتک جدال و قتال میں نہ
مشغول ہوکر کنارے ایستادہ تھے نظام شاہیہ کا چتر و علم دیکھا نکر اُسکی فوج کی طرف متوجہ ہوئے موقصود نجات
ترک سعی اسی فیل کوہ تمثیل جو بدمست اور جنگ میں ہوشیار تھے لیکر ساتھ اسکے ملحق ہوا ایک جماعت جو
ملازم رکاب برہان نظام شاہ تھی یک زبان ہوکر بولی کہ عدد ہماری جمعیت کا پانسو کو نہیں پہونچتا ہے اور جمعیت
غنیم کی ہزار مرد سے متجاوز معلوم ہوتی ہے صلاح یہ ہے کہ ہم معرکہ سے کنارہ کرکے اسقدر توقف کریں کہ ہمارے
امرا فراہم ہو دیں ابراہیم نظام شاہ کہ جوش شباب سے سرجوش تھا اور نشہ شراب کی بدمستی اس پر طرہ مزید
تھا دولتخواہوں اور مقربوں کی عرض پر انکار کرکے ارشاد کیا کہ میرے چھوٹے بھائی اسمٰعیل نے جنگ
دلاوران میں منہ نہ پھیرا میں سہیل خاں بس کٹے خواجہ سرا سے کیونکر پہلوتہی کرونگا یہ کہکر تلوار غلاف سے کھینچکر
اور دس بارہ ہاتھی مست اور کچھ آدمی ہمراہ لیکر فوج شاہی پر حملہ کیا اور بقدر امکان تردد کرکے داد مردی و مردانگی
دی ناگاہ زمانہ کے رسم و عادت کے موافق کمین قضا و کمان قدر سے ایک تیر بمقتل پر نظام شاہ بحری کے ہو چکا
اُس کے صدمہ سے جان بر نہوا القصہ حیات عارن ہشت کے سپرد کی **بیت** دمے چند نشمرد و ناچیز شد زمانہ
بمدید کو بسر شد * مقربان درگاہ نظامیہ بعد تلاش لاش اپنے بادشاہ کی جو غلامان حبشی کی شامت ستیز
سے خاک ہلاک پر افتادہ تھی اُٹھا کر بادل بریان و دیدۂ گریان احمدنگر کی طرف روانہ ہوئے اور اس خبر کے
شائع ہونے سے کہ نہال حیات ابراہیم نظام شاہ بحری کا باد حوادث کے صدمہ سے جیس زندگانی میں

ٹوٹ گیا ہی تمامی امراے حبشی اور دکنی احمدنگر کے جو تاراج مین مشغول تھے بمصداق لایستطیعون حیلۃ و
لا یہتدون سبیلاً ہوکر سلسلہ اُنکی جمعیت کا ٹوٹا اور اسقدر خوف وہراس چھایا کہ کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا لڑائی
موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر میدان قتال کے باہر لے
گئے اور توپخانہ اور فیلخانہ خاص نظام شاہیہ غارت کرا کے دولتخانہ اپنے صاحب کا ضائع اور برباد کیا اور یہ فتح
ساتھ دیگر فتوحات عادل شاہی کی سلک مین منتظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس نظم کے مترنم ہوا **مثنوی**
زمان تا زمان از سپہر بلند + بفتح دگر باش فیروزمند + ہمہ شب کہ مہ طوف گردون کند + چراغ ترا روغن افزون
کند + ہمہ روز خورشید با تاج زر + بپائین تخت تو بندد کمر + اُس وقت جو امر نادر وقوع مین آیا تھا مولف بذریعہ
قلم خجستہ رقم اس کتاب مین درج کرتا ہی وہ یہ ہی کہ جب امراے قلب ومیسرہ نے قدم دائرہ ثبات اور
تہور سے باہر رکھا بہت سپاہی جس طرح کہ عادت مفرورون کی ہی بخیال تعاقب سپاہ غنیم سراسیمہ اور
بدحواس ہوکر ایسا بھاگے کہ قلعۂ شاہ درگ تک کسی نے مڑکر نہ دیکھا اور متفق اللفظ والمعنے نواب شاہ نواز خان
سے یون نقل کی کہ کل عصر کے وقت سپاہ طرفین ملکئی بازار گیر ودار نے رواج پایا اور باد تند کے چلنے
اور باروت کے دھوین کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان نبرد تیرہ ہوا اور سپاہ عدالت پناہ کو
اُسکے سبب سے ایسا صدمہ پہونچا کہ چند امرا نے اس ورطۂ ہولناک سے نجات پائی اور اکثر اُن مین کے
نقد حیات ہاتھ سے کھو بیٹھے اور ایک ہاتھی کے سوا کہ وہ بھی رضوان ترک غلام کی مردی و مردانگی سے معرکہ سے
برآوردہ ہوا ہی تمام ہاتھی معرض تلف و غارت مین آئے یہ تقریر ہو ہی رہی تھی کہ چند مخبر گردارہ سے پہونچے
اُنہون نے بھی مفرورون کے موافق خبر پہونچائی اور اس اخبار کے انتشار سے کہ صبح تاریخ تیسری ماہ مذکور
تک پھیلے رہے تمام آدمی متوحش اور پریشان ہوئے اور آشوب شدید اور دلولہ عظیم عدالت پناہ کی اردو
مین واقع ہوا لیکن سلطان صافی ضمیر بے شبہہ ونظیر کہ آسمان قدر اس کا مثل مدارج فلک الافلاک کے رفیع
اور سپہر سریر اسکا مثل سر سپہر کے وسیع تھا روی نیاز خاک عاجزی پر رکھکر بزبان تضرع وزاری درگاہ ملک
متعال سے ظفر اور برتری مسئلت کی اور اس امر مین خاص وعام کے ساتھ مخالفت کرکے منفرد ہوا اور کسی وجہ
سے اس قول کی صحت اختیار نفرمائی اور جس روز کہ تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھے حضار مجلس کیطرف متوجہ
ہوکر فرمایا کہ جو کچھ نقوش لوح محفوظ نے میرے آئینۂ دل پر عکس ڈالا ہی اسکے برخلاف ہی جو مفرورون اور مجروحون
نے موقف عرض مین پہونچایا ہی عنقریب اقبال شاہی بشارت فتح ونصرت کہ دربار یان اس دربار فلک
اساس سے ہی سمع اولیاے دولت روز افزون مین پہونچا دیگا اور گل مراد چمن اخلاص مخلصان مین شگفتہ
اور شجر بے ثمر زندگانی اعدا سموم ہموم سے زار ونزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام درمیان مین تھا اور مقربان
مجلس اختصاص پھل تسلی اور تسکین کے حضرت کے نہال کلام سے چنتے تھے کہ نواب عرش آستان یعنی
شاہ نواز خان محفل خاد مشاکل سلطان زمان مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ
دیکر یون ثنا خوان ہوا **ابیات** گیتی ز فر دولت فرمان دہ جہان + مانند بعرصۂ ارم وروضۂ جنان + در ہر
طرف کہ چشم کنی جلوۂ نظر + در ہر طرف کہ گوش نہی مژدہ امان + تا شیر دولت روز افزون اور مساعدت بخت

رہنموں سے راست فتح آیت سر آسمان پر گھستا ہے اور آفتاب جہر سیاہ ستارۂ اقبال سے ہر روز ایک مملکت
مفتوح کرتا ہے یعنی اسی دم جاسوسان قمر سرعت فلک سیر لشکر ظفر اثر سے پہونچے اور زبان بشارت نصرت
و فیروزی میں کھولکر یوں عرض پیرا ہوئے کہ ابراہیم نظام شاہ نے میدان جان ستاں میں شہد شہادت چکھا
ملیجانہ اور توپخانہ مع جمیع کارخانجات سپاہ بحر جوش زمد جرد ش کے تحت و تصرف میں آیا ہے حضار مجلس
معانی باطن خورشید مباس بادشاہ سے تعجب میں رہے زبان ثنا اور دعا میں کھولی مضمون ان ابیات کا
باواز بلند سنانے لگے **ابیات** ای شہریار وقت و شہنشاہ روزگار + جاوید باش در کنف لطف کردگار
اجرام رام و تخت بکام و فلک غلام + دولت مطیع و چرخ مساعد زمانہ یار + اور باوجود اس جدال و قتال
کے کہ اکثر عمائد انصار عالی حضرت سلیمانی کام آئے تھے بمقتضائے رحمدلی اور مراحم ذاتی ابراہیم شاہ
کے قتل ہونے سے متاثر اور غمگین ہوکر حکم قضا شیم صادر فرمایا کہ کوئی امرائے دیر و زجنگ اور سپاہ
قیامت شکوہ میں سے نظام شاہ کی حدود مملکت کی تخریب میں پیشقدمی نہ کرے اور رعایائے سرحد کی بھی مزاحم
اور متعرض ہووے اور بیر توقف اور مقام اس اطراف میں موجب ازدیاد رعب دہراس مملکت نظام شاہیہ
ہی لازم کہ بمجرد ورود فرمان رایات دولت و اقبال کو متحرک کرکے آستان خلافت آشیان کی تقبیل کو متوجہ
ہوویں پھر ادا احکام مذکور میں تمام امرا مظفر و منصور ہوکر شاہ درک من پایۂ سریر احتشام حاضر ہوئے
علی قدر مراتب ہر ایک نے نوازش و مرحمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور سہیل خان اور عنبر خان کہ ہنگام
دار و گیر اور زمان رزم و پیکار میں نہایت جوانمردی اور مردانگی ظہور میں پہونچائی تھی منظور نظر عاطفت ہوکر ازدیاد
مناصب و تفویض ولایت میں از سر نو سرفراز اور ممتاز ہوئے پھر سلطان سپہر احتشام نے مقضی المرام ہوکر
جانب میمنت طراز دار الخلافت بیجاپور کی طرف کہ آیۂ بلدۃ طیبۃ و رب غفور اسکے صفحہ پر مسطور ہے معطوف فرمائی اثنائے
راہ میں جب سلخ ماہ ذی الحجہ کو آب بھیورہ سے عبور کیا سید السعید الشہید کربلائی کے لوازم حضرت امام حسین
علیہ السلام کے شرائط عزاداری میں مشغول ہوکر مقام فرمایا مخبران بادشاہی نے حد کرنالک سے مدد لیکر جان
عافیت نشان شاہ نواز خان یہ اخبار حضرت ظل الٰہی کے مسامع قدسی جوامع میں پہونچائے کہ چند نفر ایاں
کفر و بغروہ امرائے نظام شاہی کی تحریک کے سبب قلعہ اودنی کے اطراف میں جاکر لوازم محاصرہ پیش
پہونچایا ہے اور اس سبب سے کہ وہ حدود وا بطال رجال سے خالی ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ متعرض اس جماعت
کے احوال کا ہووے اس وجہ سے ابواب دخول و خروج مسدود ہونے اور اہالی قلعہ تنگی آذوقہ اور
علف سے محنت کھینچتے ہیں سلطان عدالت گستر نے یہ خبر سنتے ہی فوراً حکم صادر فرمایا کہ اسی وقت ایک
جماعت امرائے عظام مع فوج ظفر ارتسام جان شدید جو تہرام اعدائے دولت قاہرہ کی سرکوبی اور پامالی
کے واسطے معطوف کرکے اس طرف روانہ ہووے اور شمشیر آبدار الماس فعل سے سر دشمنان مذکور کے تن
سے جدا کرکے ایسی آتش جانسوز اس جماعت مقہور کے خرمن مرزبوم میں افروختہ کرے کہ قیامت تک
اسکے خار ظلم کا صدمہ کسی کے کف پا میں نہ پہونچے اور بعد روانگی سپاہ ظفر انتساب اور فراغ ماتم
سید الشہدا علیہ السلام اور لوازم عاشورا محرم الحرام سلطان صاحبقران پیک اعتقاد ندی بھیورہ کے ساحل

سے کوچ فرماکر دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور اعیان دولت اور اشراف شہر نے خاقان منصور کی توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اسکا باغ دولت مین شگفتہ اور خندان رہے واقف ہوکر برج و بارہ کو آراستہ و پیراستہ کیا اور تمامی دکاکین اور دیوارون کو دیبائے چینی اور مخمل فرنگی اور تمامی وغیرہ سے پوشش کرکے عجیب و غریب اشیا نظر خلائق مین جلوہ گر کیے سلطان عاقبت محمود ماہ محرم الحرام کی تیرھوین تاریخ سنہ ایک ہزار چار ہجری مین کہ اختر شناسان حکمت نے اصطرلاب فکرت سے اختیار کی تھی نظام شاہی ہاتھی شاہرخ نام پر سوار ہوکر ساتھ اس شوکت اور حشمت کے کہ گردون گردان باوجود اس کے کہ برسون خاک کے کرہ پر پھرا و لیکن تجمل علینک مہر و ماہ سے نہ دیکھا مقر عز و جلال کیطرف خرامان ہوکر بمصداق السلطان فی البلد کالروح فی الجسد ظہور مین لایا اور دار الخلافت کی ہوا اس کے شبدیز کے سم غبار سے عنبر بیز ہوئی اس روز فیروز مین عنقائے قاف سلطنت و اقبال نے فیل فلک شکوہ پر سوار دولت ہوکر دروازہ نورس سے تختگاہ کی جانب توجہ فرمائی امرا اور ارکان دولت اور مقربان حضرت وزیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب مین یمین و یسار جاتے تھے ازدحام خلائق اور تماشائیون کا دروازہ مذکور سے اندر کے دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھے سے کندھا چھلتا تھا بلکہ باد سبک سیر کا عبور راس سے دشوار تھا **مثنوی** دران روز از کثرت خاص و عام ٭ ز بسیاری ازدحام انام ٭ دران راہ راہ نفس بستہ شد ٭ ز حمل خلائق زمین خستہ شد ٭ بادشاہ ظفر قرین بآئین شہریاران صاحب تمکین قلعہ ارک کی اس عمارت مین کہ معمار ہمت نے اسکی بنا کی تھی مع گروہ اصحاب ملاحت و طائفہ ارباب صباحت بزم عیش و عشرت مین ساغر نورانی کے تجرع اور نغمات چنگ و اغانی کے سماع مین مشغول ہوا اور وہ عمارت قریب روضۂ ملا مغربی واقع ہے کہ سیلح سیاہ پوش مردمک دیدہ نے کسی سواد مین مثل اسکا نہ دیکھا اور جاسوس تیز گوش ہوش نے کسی اقلیم مین نظیر اسکا نہ سنا اُسکے دست ارتفاع نے جوزا کا کمربند کھولا اور پاے احترام اُسکا بارگاہ کیوان پر پہونچا فیض بخشی اور خوش ہوائی مین افسانۂ روزگار ہوا اور جان پروری اور دلکشائی مین ضرب المثل اقطار ہوا صفاے فضا اُسکے روضہ ارم کی طرح فرح افزا ہے اور نسیم مشک بیز اُسکی طرہ محبوب کے مانند عنبر سا ہے **قطعہ** چنین بناے ہمایون فلک ندید بچشم ٭ چنان عمارت عالی جہان ندارد یاد ٭ نخست بارگہ اقبال باز کرد درش ٭ دری ز نہلد بروے جہانیان بکشاد ٭ اور بعد فراغ لوازم سور و سرور بساط عدالت بچھاکر دروازہ انصاف اور داد پروری کا رعیت خلائق پر کھولا اور شرائط جہانداری مین مصروف ہوکر یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ کی ندا گوش عالم اور عالمیان مین پہونچائی اور اسوقت جاسوسان خجستہ مقال نے یہ بشارت مسامع جاہ جلال مین گذرانی کہ کفرۂ بیجانگر جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان اکناف کی تحریک کے باعث طریق عصیان مین قدم رکھکر چاہتے تھے کہ کمند تسخیر قلعہ اودنی کے شرفات پر ڈالکر حبل حبل گردن مقصود مین لپیٹین اُسوقت امراے عظیم الشان کے قرب وصول سے جو آب نہر بہورہ کے ساحل سے نامزد ہوئے تھے آگاہی پاکر مضمون آیۂ کریمہ یقول الانسان یومئذ این المفر اپنے حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار کرکے باگ عزیمت اپنے مساکن اور مواطن کیطرف معطوف کی اور کچھ لوگ اس جماعت سے جو اسیر سپاہ ظفر قرین ہوئے تھے سر اُنکے

تن سے جدا کر کے ورک اصل کی طرف روانہ کیے ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۰۰۵ ایک ہزار پانچ ہجری مین کہ سپہ سالار شہود
اور صاحب لوائے دہور یعنی ہاتف غیبی نے پس پردہ لاریب سے غلغلۂ تہنیت اور مبارکباد کا گوش اہل ہوش
مین پہونچایا کہ محض لطف بے انتہائے یزدانی اور عنایت نامتناہی سبحانی سے سیادت مرتبت رفیع منزلت
میر محمد صالح ہمدانی نے اس دیار مین تشریف ارزانی فرمائی ہے کہ ساکنان صوامع ملکوت اور کروبیان سموات
اسکے رشک قدم سے پیچ و تاب مین ہین اور عروس کواکب سماوی نے اسکے انوار جمال کے روبرو کاسۂ
کشکول ہلال کو گدائی کے واسطے ترک دیا اور چند موے مشکبوے سید کائنات خلاصۂ موجودات مفخر عالمیان وتتمہ
دور زمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مصحوب اُسکے ہین اعلیٰ حضرت سلیمانی یہ خبر فرحت اثر سنکر
نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور حمد و سپاس خداوند جہان بجالا کر نہایت تعظیم اور تکریم سے ان بزرگوار کی ملاقات
بابرکات کی سعادت حاصل کر کے موے مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کی شرف زیارت سے اختصاص
پایا حسن اعتقاد اور صفائی نیت اس بادشاہ عیسیٰ سیرت یوسف صورت کی خاص وعام پر ظاہر ہوئی
کس واسطے کہ بعضے سلاطین کہ ہمعصر اس خاقان سکندر نشان کے تھے ہرچند کوشش کی مگر زیارت اس جوہر لطیف
سے سرفراز ہوئے کیونکہ موہای مبارک ایک چاندی کے ڈبہ مین تھے جو سب طرف سے بالکل بند تھا اس مین
کہیں سوراخ نہ تھا جب بادشاہ صافی عقیدت نہایت تمنا سے سر کو قدم ساکر موے مبارک کی زیارت کے
لیے حاضر ہوا اور سونے چاندی کی انگیٹھیوں مین عود و عنبر سلگایا اور تمام ادب سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ
وسلم کی روح پاک پر تحفہ درود و سلام پہونچایا تو خودبخود موے مبارک نے برآمد ہو کر ہزارون انوار سے مالامال
فرمایا اور بادشاہ عالیجاہ کو یقین کامل حاصل ہوا اور خلائق نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا۔ بادشاہ نے میر محمد صالح
کو انعامات بے اندازہ سے غریق بحر احسان فرمایا جب ماہ محرم الحرام مین بادشاہ نے عزاداری کی تو حضرت سید
معزی الیہ کو پیام دیا کہ ہمین نے حضرت کے جد امجد کی عزاداری قائم کی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرما دین تو ہم لوگون کا
شرف ہے حضرت سید نے قدم رنجہ فرمایا اور بادشاہ نے دور سے استقبال کر کے پاکیزہ مکان مین اتارا اور فرش قدوم
مین زر و جواہر عرض کیے اور امرا کو قطعی حکم دیا کہ ہر وقت حاضر رہین ہر فرمائش کی تعمیل کرین اور اکثر اوقات خود بھی
مع نذر زر و جواہر حاضر ہوتا۔ بعد ختم ماہ محرم بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ مدعا ارشاد فرما دین بسر و چشم تعمیل ہو
حضرت سید معزی الیہ نے بعد دعا و ثنا کے فرمایا کہ عمر اسی برس ہو چکی آرزو یہی ہے کہ اماکن متبرکہ کی زیارت ہو اور
حج کے بعد اسی دیار نورانی مین زاد آخرت پورا ہو بادشاہ نے جو ائن ضروری کے ساتھ شاہی جہاز روانے کو بھی
حکم فرمایا کہ طرح سامان سفر مکہ معظمہ درست کر کے بآرام پہونچا دیں سلالۂ آل خیر المرسلین میر محمد صالح نے بوقت
رخصت خوشی سے دو موے مبارک بادشاہ کو دیے جو زرین ڈبہ مین ہین ہر شب جمعہ انکی زیارت فرماتا ہے
اور ان کی برکات سے بادشاہ کے اقبال و دولت مین روز افزون ترقی ہے

نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان مین سلاطین شہر احمد نگر کے جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہین

آراستندگان چمن اخبار و سرایندگان انجمن اسرار پر پوشیدہ اور مخفی نرہے کہ احمد شاہ بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجانگر کی اولاد سے تھا اُسکا اسم اصلی تیما بہت اور اُسکے باپ کا نام بھیرو تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ مہد مین وہ ولایت بیجانگر مین مسلمانونکے ہاتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم بملک حسن ہوکر غلامان بادشاہی کے سلک مین منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب اوراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُسکے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسنے سواد خط فارسی بھی تھوڑے عرصہ مین بہم پہونچایا اور مشہور بہ ملک حسن بہریو ہوا لیکن سلطان محمد شاہ بچپن مین بہریو اچھی طرح نہ بول سکتا تو ہمیشہ ملک حسن بحری اپنی زبان مبارک سے فرماتا اسوجہ سے خاص و عام مین بحری لقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین اُسے تربیت کرکے معتمدین سے گردانا اور ماہی مراتب عطا کرکے بحری نام کی مناسبت سے داروغگی تمام جانوران شکاری کی کہ اصطلاح مغول مین قوش بگی کہتے ہین اسے تفویض فرمائی اور اس تقریب کے باعث اسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور رفتہ رفتہ خطاب نظام الملک بحری ملا اور وزیر اعظم خواجہ جہان کاوان کے التفات سے صوبہ دار تلنگ ہوگیا اور راجمندری اور کندبیل کا علاقہ مع مضافات جاگیر پایا باگ اس حدود کے حل و عقد اور قبض و بسط کی اُس کے قبضۂ اقتدار اور اختیار مین در آئی اور بعد مقتول ہونے خواجہ جہان کاوان کے اُس کا قائم مقام ہوکر خطاب ملک نائب اور منصب سرلشکری سے بھی سرفراز ہوا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ حسب وصیت اُسکے وکیل سلطنت اسکے فرزند سلطان محمود کا ہوکر جاگیر بیر مع دیگر پرگنات کے پائی اور جو

پرگنات دولت آباد کے متعلق تھے تحت میں کیے اور پرگنات اضافہ اپنے فرزند ملک احمد کو دیے اور خواجہ جہان
کے التفات سے وہ بھی منصبدار ہوا تھا اس کو جنیر کی طرف بھیجا وہ جنیر میں حاکم مسندنشین ہوا اور رحل اقامت
ڈالکر علاقہ کے بندوبست میں مشغول ہوا اور ہرچند ملک نائب نظام الملک بحری فرامین حاصل کرکے بھیجتا تھا
کہ قلعہ شیوا اور جوند اور بھی قلعہ ملک احمد کے تصرف میں چھوڑ دیے جاویں ایک جماعت مرہٹوں سے کہ خواجہ جہان
کاوان نے ان پر اعتماد کرکے وہ قلعے انہیں سپرد کیے تھے ان فرامین کے مضامین پر عمل نہ کرتے تھے اور یہ
جواب دیتے تھے کہ جس وقت ہمارا خداوند نعمت سلطان محمود بھی سن رشد اور تمیز کو پہنچکر صاحب اختیار ملک و
مال ہوگا ہم اسکے حلقہ اطاعت میں قدم رکھینگے اور قلعے بھی اس کے سپرد کرینگے لیکن ملک احمد کہ صاحب داعیہ
تھا ہمت ان قلعوں کی تسخیر پر مصروف کرکے پہلے عنان عزیمت قلعہ شیوا کی تسخیر پر معطوف فرمائی اور اسکا محاصرہ کیا
اور وہ قلعہ ایک قلہ کوہ پر واقع تھا اور نہایت ارتفاع سے بام ایوان اسکا فلک کیوان پر کہ چرخ ششم سے مراد
ہے پہونچا اور عقاب بلند پرواز نے اسکے فراز پر پہونچنے سے پروں کاٹے قطعہ کسے مدید فرازش کہ چشم مہر
کسے برفتہ شیس مگر بپایے گمان بملوک بار رسیدن بآن گسستہ امید + عقاب گاہ عروش فگندہ بال تکاپو
اہالی حصار نے جب کام اپنے اوپر تنگ دیکھا اور کوئی شخص انکی مدد کو نہ پہونچا بعد چھ مہینے کے تیغ و کفن
گلے میں ڈالکر مع کلید قلعہ انکی ملازمت کے واسطے روانہ ہوئے اور ملک احمد کی سپاہ و ہجوم کے ساتھ
برج حصار میں داخل ہوئی اور جب معلوم کیا کہ بعد شہادت خواجہ جہان پانچ برس کا محصول مرہٹ اور کوکن کا
اس قلعہ میں جمع ہے تمام روپیہ ملک احمد کے ملاحظہ میں گذرا اس سبب سے ملک احمد کی مہمات میں رواج اور
رونق ظاہر ہوئی اور امرا اور سپاہیوں کے دل بذل نقود سے شاد اور محظوظ کیے اور اسی عرصہ میں قلعہ جوند
ولہا کر و تکی و ترولی و کندہا و لورتند و تورپ و جیوون و گہر درک و مرکس و ماہولی و پالی کو جبراً اور قہراً مفتوح کرکے
تمام کوکن پر قابض و دخیل ہوا اور دندا راجپوری کی تسخیر کی فکر میں تھا کہ خبر قتل اپنے والد ملک نائب کی سنکر
بلدہ جنیر کیطرف معاودت فرمائی اور خطاب اپنے باپ کا اپنے اوپر اطلاق کرکے موسوم و مشہور باحمد نظام الملک بحری ہوا
اور ہرچند اس جناب نے لقب شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی لیکن شہرت اسکی دکن میں باحمد نظام شاہ ہوئی اسواسطے فقیر حقیر
محمد قاسم فرشتہ جو مصنف اصل کتاب ہے اسے باحمد نظام شاہ بحری یاد کرکے مرقوم خامہ تحقیق کرتا ہے کہ بعد
پہونچنے بلدہ جنیر اپنے باپ کی ماتم داری سے فارغ ہوکر پرتو التفات سپاہ و رعیت کے حال پر ڈالا اور تھوڑے
قلیل میں قصبہ شیوا اور شیوگاؤں اور رہیں وغیرہ میں ایسا ضبط کیا کہ خوف تزلزل سے متغلبین نے اسکی مملکت میں
حدود آپس کے تعرض سے اعراض کیا اور گہربانے ہاتھ دامن کاہ کی کشش و تصرف سے کھینچا خلاصہ یہ کہ ہر
چند ایذا و ظلم دور ہوا اور اس سبب سے کہ آثار شان بن کرویل اور راحمدری سے کے ساتھ دریا نام سے
اور بھی کنارا اس حدود سے جنگہائے عظیم کے باعث اسکی شجاعت اور مردانگی عالمگیر ہوئی تھی ہرچند سلطان
محمود امرا اور منصبداران اور سلحداران کو اس کے دفع تسلط اور غلبہ کے واسطے نامزد فرماتا تھا ہرگز قبول
نہ کرتے تھے بعضے عدم قوت و قدرت سے طرح دیتے تھے اور بعضے دوراندیشی اور عاقبت بینی سے
پنبہ درگوش اور خموش رہتے تھے چنانچہ سلطان محمود نے قاسم برید کی تحریک سے چند مرتبہ فرمان بنام مجلس رفیع

یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان دکنی اور زین الدین علی طالس حاکم جاکنہ جنیر کی طرف جاکر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کرے اس جناب سنے معذرت کرکے اُسکے قبول سے انکار کیا بلکہ احمد نظام شاہ کے پاس اپنا ایلچی ماتم پرسی کے بہانہ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس حدود کی ضبط وحفظ مین تقصیر نہ کرے اور اپنا لشکر قلعہ اندر پور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کیواسطے بھیجا تھا بلوا لیا اور اس حصار کو بھی احمد نظام شاہ کے تفویض کیا اور اظہار دوستی اور مصادقت مین کوئی دقیقہ تھوڑا پیوند ملک سے بھی قوی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا اور نصیر الملک گجراتی کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو حق ہمسائگی منظور نظر عاطفت و رافت ہے اور مین اس بزرگوار کو صفت سخاوت مین ابر مطیر اور شجاعت و مردانگی مین برہنہ شمشیر جانتا ہون مناسب یہ ہے کہ رقم بیگانگی صفحہ خاطر سے محو کرکے حرف گذشتہ کو الماضی لا یذکر سمجھین اور آپ کو اس دولت خدا داد مین شریک کرین زین الدین علی نے یہ مقدمہ قبول کرکے اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی لیکن چونکہ شیخ مودی عرب نے جسکا خطاب بہادر الزمان تھا اور مردانگی اور دلیری و جنگی مین تمام امراے امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کے دفع اور اخراج کا بیڑا اُٹھایا اور بارہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر جنیر کیطرف متوجہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے قریب پہونچا تو زین الدین علی طالس نے فسخ عزیمت کی اور راے کو تغیر و تبدل دیکر ارادہ کیا کہ مع جمعیت اپنی اس سے جاملے اس درمیان مین احمد نظام شاہ شیخ مودی کے قرب وصول سے آگاہ ہوا اور اپنے اہل وعیال کو قلعہ شیر مین بھیجکر حرب وضرب ترکتاز کیواسطے جریدہ شیخ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کے اردو کی اطراف مین پہونچا اپنی قلت سپاہ اور کثرت لشکر خصم دیکھکر صف جنگ سے محترز اور مجتنب ہوا اور غنیم کی فرودگاہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور لوازم ہوشیاری مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کے اوضاع واطوار سے یقین حاصل ہوا کہ مین فرصت مین ہے اور چاہتا ہے کہ موقع وقت دیکھکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہو اسواسطے لشکر نصیر الملک اور زین الملک کے حوالہ کرکے خود مع جماعت سلحداران خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ انھین اس دولتخانہ مین حوالدار کہتے تھے شکار کے بہانہ اُردو سے سوار ہوا اور قصبہ جاکنہ پر کہ مقام زین الدین کا تھا تاخت لیگیا اور رات کیوقت کہ کوئی شخص محافظت مین مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہاے چوبی کہ اس کام کیواسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیوارون پر نصب کرکے سب آدمیون سے پیشتر سترہ سپاہی ہمراہ لیکر قلعہ مین در آیا اُسکے بعد لشکر بھی سوار ہوکر چار طرف قلعہ کے فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلح اور مکمل اور اہل قلعہ یعنے متحصن غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اُسکے ہمراہی کہ سات سو مرد تیر انداز بلکہ قدر انداز تھے مقتول ہوئے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی نصیر الملک نے بھی اپنے دل مین ارادہ کیا کہ جب تک احمد نظام شاہ مراجعت کرے مین بھی شیخ مودی پر دست بردی کرکے کار نمایان بجالاؤن پس ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے تین ہزار سے بھی کم تھے ہمراہ لے کر شیخ کی اُردو کی طرف متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے بھیجا اور بعد از جنگ صعب شیخ مودی کے لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا شکست پائی اُسکے بعد شیخ مودی ناچار ہوکر خود سوار ہوا نصیر الملک جو اُن دو فتح کے سبب نہایت مغرور تھا مع لشکر خستہ و مجروح اس کا بھی مقابلہ

اختیار کیا لیکن شکست فاش پاکر بحال خراب طریف الملک کے پاس گیا اور احمد نظام شاہ نے حالکہ سے مراجعت
کی حسب احوال اس بہج سے دیکھا مکارم اخلاق سے نصیر الملک کے ملک پہنچا اور رعایت التفات سے مرہم اُس کے
زخمون پر رکھکر اُسے کلفت اور خستگی سے نجات بخشی اور بعد چند روز کے خیمہ و خرگاہ اُسی مقام مین چھوڑ کر لشکر جرار
آزمودہ کار لیکر آدھی رات کو خصم کیطرف تاخت کر کے شبخون مارا اور سلسلۂ اُنکی جمعیت کا توڑ کر متفرق اور پریشان
کیا اور شیخ موذی عرب مع جماعت کثیر عرب اور دکنی اور حبشی کے مقتول ہوا اور خیمہ و خرگاہ اور سارا اسباب اُنکا
موجب زیادتی اسباب حشمت نظام شاہ ہوا پھر احمد نظام شاہ نے منصور و مظفر ہوکر خوش و دوستکام جنیر کی طرف
معاودت فرمائی اور ایک لحظہ سپاہ و رعیت سے غافل ہوا اور سلطان محمود اس خبر سے نہایت پریشان اور
آشفتہ ہوا اور عظمۃ الملک دبیر کو مع اٹھارہ امرائے نامدار اور لشکر جرار معرکہ گذار جنیر پر نامزد کیا احمد نظام شاہ
مع سپاہ جنیر سے برآمد ہوکر قادر آباد کے کوہستان مین فردکش ہوا اور جس وقت کہ لشکر سلطان گھاٹ جنیر مین
پہونچا احمد نظام شاہ نے تین ہزار مرد اہل سر دا انتخاب کر کے قادر آباد کی طرف سے احمد آباد بیدر کی طرف
تاخت کی اور رات کو بحالت بیخبری اس نواح مین پہونچا جو کہ ایک دربان کو جو شہر کے پھاٹک پر مامور
تھا موافق کیا تھا اُسے رات کو دروازہ کھولدیا اور اُسے شہر مین داخل کیا اور احمد نظام شاہ نائب کے مکان
کی طرف جو متوکل تھا روانہ ہوا اور جاتے ہی اُس کے اہل و عیال اور اس کے باپ کے متعلقون کو پالکیون
مین بٹھا کر ایک جماعت مردم معتبر سے جنیر کی سمت روانہ کیا اور خود تمام رات شہر کے کوچون اور محلّون مین گشت
کر کے امرائے نامرد کے زن و فرزند کو ہر ایک مقام سے دستیاب کر کے صبح کے قریب شہر سے
برآمد ہوا اور قصبہ بیر کے راستہ سے قلعہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوا اور امرا کے زن و فرزند کی حفظ ناموس مین
نہایت کوشش کی اور امرائے نامرد قریب گھاٹ جنیر کے خبر توجہ نظام شاہ بیدر کی طرف سنکر اُس کے
پیچھے روانہ ہوئے اور قصبہ بیر کے اطراف کے قریب جاکر پیغام دیا کہ اس سبب سے کہ تو نے ہماری حفاظت
مین کوشش کر کے اپنے دردمندون کے ناموس نگاہ رکھا ہے ہم تیرے ممنون احسان بلکہ فرمانبردار ہین لیکن شرط مردمی
مقتضی اسکی نہین ہے کہ بطریق چورون اور بدمعاشون کے تو ہمارے مقابلہ سے بھاگ کر احوال مستورات کا متعرض
ہووے اور وہ امر کہ جو گبر و نصاریٰ کے کیش مین روا نہین ہے مرتکب اُسکا ہووے احمد نظام شاہ کو یہ بات ناگوار
ہوئی اسی وقت اُنکے اہل و عیال کو نہایت اعزاز و تکریم سے اُنکے پاس بھیجا اور خود کوچ کر کے قلعہ پرندہ کی طرف
گیا اس درمیان مین فرمان سلطان محمود کا امرا کے نام نہایت ملامت سے بھرا ہوا صادر ہوا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ملک
احمد نظام الملک بحری بکری شکاری کے مانند پرواز کرتا ہے اور تم اُسکے خوف و ہیبت سے آشیان خیمہ و خرگاہ
مین بھاگ کر مع جان کو اُسکے چنگل کے آسیب سے بچاتے ہو اگر تلافی اور تدارک کر کے اس نامی کو گرفتار کر کے
درگاہ میں لاؤ تو بہتر ہے نہیں تو یقین جانو کہ غضب و قہر شاہانہ مین گرفتار ہو کر اپنے باپ دادا کی آبرو چند مدت کی ضائع
اور برباد کر دوگے اُنھوں نے فرمان کے مضمون پر اطلاع پاکر مقام بیر مین قیام کیا اور وہان کے جواب مین تحریر کیا کہ ہم
لوگ آدمی سپاہی ہین اور ہمارا کام تلوار مارنا اور دشمن کا شکوہ اور بیخ و استیصال کرنا ہے مگر دشمن کے احوال سے ہوشیاری
مین غفلت واقع ہوئی وہ عظمۃ الملک دبیر کیجانب سے ہے کہ اُسکا قائم مقام مگر دوسرا سر لشکر مقرر ہووے حضرت کے میامن اقبال

عدومال سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے ظہور مین پہونچیگا سلطان محمود نے عظمت الملک کو درگاہ مین طلب کیا
اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے مع تین ہزار سوار کو اس سے طلب کرکے بخلعت سرلشکری مشرف کیا اور
بجاے عظمۃ الملک جنیر کی طرف روانہ کیا جہانگیر خان کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور اس سے کارہاے خوب
نمایان سرزد ہو ے تھے شجاعت اور حسن تدبیر مین وحید و فرید دکن تھا تمام امرا مستظہر ہوکر بکوچ متواتر
پرندہ کیطرف متوجہ ہوئے اور مخدوم خواجہ جہان قلعہ پرندہ مین در آیا اور اپنے فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ
کے ہمراہ کیا اور وہ حرب مین صلاح ندیکھکر پٹن کی طرف گیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر صورت
واقعہ ظاہر کی اور جب اس سے توجہ نپائی اور جہانگیر خان پٹن کے اطراف مین پہونچا احمد نظام شاہ نے
وہان سے کوچ کرکے عزیمت جنیر کی طرف کی اس کے بعد جیور کی گھاٹی پر چڑھکر اس قصبہ کے پہاڑون مین
در آیا اسی روز نصیر الملک گجراتی مع لشکر کہ قادر آباد مین رہتا تھا مع خزانہ اور غلہ اور آذوقہ اور سامان ضروری
بکثرت تمام لیکر ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور سر گھاٹی جیور کو مسدود کرکے ان پہاڑون مین استقامت کی جہانگیر خان
نے جب سنا کہ گھاٹی جیور کی نظام شاہیہ کے قبضۂ اختیار مین ہے ٹیکا نورگھاٹ سے ٹیکا پور مین پہونچکر احمد نظام شاہ کے سرراہ پر
مع لشکر فروکش ہوا اور دونون لشکرون کے درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینہ کے مقابل ایک دوسرے کے
مقیم رہے اور جو موسم برسات تھا نہایت دشواری احمد نظام شاہ کے سراغ مین اٹھائی آخر کو عیش و عشرت مین مشغول ہوکر فرش
غفلت بچھایا اور مے روح پرور کی ساغر نوشی اور نغمات دلکش کے استماع مین مصروف ہوئے اور غنیم کے وجود کو ہرگز خیال
مین نہ لائے معدوم سمجھے **مثنوی** چو شد دیدۂ بخت آن قوم تار ـ ہوس پود کردند و پندار تار ـ گلیم سیہ بر خود بافتند ـ چرخ
از دانش و حزم بر تافتند ـ اور جب خبر بیخبری اُس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی ماہ رجب کی تیسری رات ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے
ہجری مین اعظم خان کے ہمراہ صبح کے وقت کوہستان قصبۂ جیور سے سوار ہوا اور گھوڑے کو ایسا گرم عنان کیا کہ علی الصباح
ٹیکا پور مین پہونچا اور یکبارگی حوادث زمانہ کے مانند اُنپر تاخت لایا اور کسی کو مجال پیکار و قتال ندی بعضے خواب مستی
مین دار البقا کی طرف راہی ہوئے اور بعضون نے جب آنکھ کھولی دیدہ و دانستہ نقد حیات مستعار پیک اجل کے
سپرد کرکے عدم آباد کی طرف سفری ہوئے جہانگیر خان اور سید اسحق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ
خان کہ امرا سے تھے قتیل ہوئے اور باقی اُنکے سواد ستگیر ہوئے اور احمد نظام شاہ نے اُنھین بھینسون پر سوار کرکے
کپڑے اُنکے زانو تک پارہ پارہ کرکے اپنے اُردو مین پھرایا اور جان کی امان دیکر دار الملک کیطرف روانہ کیا اور مین نے
شاہ جمال الدین حسین انجو سے جن کا تھوڑا احوال خیر مآل وقائع مرتضیٰ نظام شاہ مین تحریر ہوگا سنا ہے کہ اس جنگ نے
بجنگ باغ شہرت پائی اسلیے کہ قصبۂ ٹیکا پور کے قریب جس مقام مین کہ صورت فتح ظہور مین آئی تھی احمد نظام شاہ نے ایک
باغ بناکر کے موسوم بباغ نظام کیا اور اُس کے دور مین چار دیوار بزرگ کھینچکر ایک عمارت زیبا تیار کی اور
تھوڑے عرصہ مین وہ عمارت رشک ارم ذات العماد ہوئی احمد نظام شاہ اور اسکی جمیع اولاد نے اُس کو اپنے اور مبارک
جان کر اس مین قلعہ تیار کرکے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اُس فتح کے شکرانہ مین قصبہ جیور کو
اس وقت کے مشائخ اور علما پر وقف فرمایا اور ان کی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کیا پھر مظفر و منصور ہوکر جنیر کی طرف
گیا اور بے دغدغہ کسی مانع اور بے وجود کسی مزاحم کے مسند جہانبانی پر متمکن ہوا اور اسی سال یوسف عادلخانکی صلاح سے

سلطان محمود کا نام خطبہ سے محو کیا اور چتر سپید کہ اس وقت مین نشان بادشاہ دہلی اور گجرات اور منڈو کا تھا اپنے فرق پر قائم کیا لیکن جب خواجہ جہاں اور بہت امرائے دکن جو اس کے ساتھ طریق مصاحبت رکھتے تھے چتر اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ موجودگی سلطان محمود بہمنی کے چتر سر پر لگانا اور خطبہ اپنے نام پڑھانا نہایت بے ادبی ہی تو نظام شاہ نے کہ زیور عقل و دانش سے آراستہ تھا ملائمت کو مستحسن جانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے امرائے سپاہ کو طلب کر کے فرمایا کہ جو کچھ تم کہو عین صواب اور محض صلاح ہی خطبہ مین نے موقوف کیا لیکن چتر کہ جو سبب ازالہ آسیب حرارت آفتاب ہی اور علامت سلطنت اس مین ملحوظ نہیں ہی اُس کا تغیر مناسب نہیں دکھائی دیتا ہی اُنھون نے جواب دیا اگر ایسا ہی مضائقہ نہیں آپ شوق سے چتر لگا دین بشرطیکہ اور لوگ بھی اسی غرض سے چتر لگا دیں احمد نظام شاہ نے لاچار ہوکر رخصت عام فرمائی اور چتر عام سے پہچان کیواسطے ایک پارچہ سرخ چتر نظام شاہی پر نصب کیا اور عوام الناس کی چھتری بالکل سپید قرار دی اور رفتہ رفتہ دو تہائی عادل شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ مین اسیطور کا چتر شائع ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اٹھارہ سال کو پہونچی ہے سلطان اور گدا دکن کے چتر سر پر لگاتے ہین کسیکو ممانعت نہین ہی بخلاف سائر بلاد ہند کہ بادشاہ کے سوا دوسرے کی مجال نہیں کہ چتر اپنے سر پر بلند کرے اور جب مخدوم جہاں اور اعظم خان اور امرائے دیگر کو بھی یہ چتر کی دولت کہ بادشاہوں کے واسطے مخصوص تھی پہونچی تب سد راہ اس کے احسان کے ہوئے اور بعد دو مہینے کے خائف اور خائن نے اُس سے الحاق کر کے خطبہ کی التماس کی اور جب اُن لوگون نے بکرر مبالغہ اور اصرار کیا آنحضرت نے کہ باعث اس امر کے تھے سبب عظیم اُن پر رکھکر اپنا خطبہ جاری کیا اور بہت تسخیر دولت آباد کی سوچے مین ہوکر دکن کے قلاع متین سے ہی اور سرحد جیول کے حوالی مین واقع ہی مصروف رکھی باوجود اس طرف جاکر دو مہینے اور بقولے ایک سال محاصرہ کیا اور آخر کو صلح سے لے لیا اُس کے بعد قلعہ دولت آباد کی تسخیر کی حرمت اُس کے نصاب دل میں جلوہ گر ہوئی وقت بے وقت اس اندیشہ میں رہتا تھا اور جو یقین تھا کہ وہ قلعہ بزور نہ لے سکون گا اس قلعہ کے والیان کے ساتھ کہ مسمیان ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدارا اور احسان سے ابواب لطف اور ملائمت مفتوح کیے **مثنوی** شنیدم روانائے فرہنگ دوست ❊ کہ در کار ہا رفق و نرمی نکوست ❊ بہ نرمی جو کارے توان برد پیش ❊ درشتی مگوئید را ماندہ پیش ❊ کہتے ہین ملک وجیہ اور ملک اشرف دونوں بھائی حقیقی تھے اور آپس مین کمال محبت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا میں خواجہ جہان گاوان کے ملازمون مین انتظام رکھتے تھے اور اس کی شہادت کے بعد سلطان محمود کے سلحداروں مین منتظم ہو کر زمانہ بسر کرتے تھے آخر میں ملک نائب نظام الملک انکی تربیت کا درپے ہوا اور جملہ امرائے کر کے ملک وجیہ کو قلعہ دولت آباد کا تھانہ دار اور ملک اشرف کو حاکم ولایت کیا اور آنھون نے اس نواح کی صلاح مین مساعی جمیلہ کر کے متمردان اور رہزنان دولت آباد کو جو تمام جہان مین مشہور اور معروف تھے مرف غلط کیطرح معدوم کیا اور سرحد سلطان پور و ندربار اور بگلانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ تاجر وغیرہ بفراغ خاطر آمد و شد کرنے لگے اس کارگذاری اور نیکنامی سے حکومت کی کہ رعیت اُن سے راضی اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آباد اور معمور ہوئی ایک امرائے مرہٹے نے سلطنت بہمنیہ میں خلل دیکھکر قلعہ کا قصد کرکو

بہ تغلب لیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سرگرہ یان موافقت سے برلایا اور رہزنی سے محترز اور مجتنب ہوا اور دونون
بھائی ملک نائب کا حق تربیت منظور رکھکر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتے تھے اُس نے بھی
اُن کے ساتھ بعد فتح باغ نظام و دندراج پوری اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ جو اہل علم و صلاح
سے تھا سلک ازدواج مین کھینچا اور بناے مصادقت کو بمواصلت مضبوط کیا حق سبحانہ تعالی نے سال اول مین
اس عفیفہ سے ایک فرزند نرینہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اُسکا نام احمد شاہ رکھتا تھا بی بی زینب نے جواب
دیا کہ عہد طفلی مین ماں باپ مجھے کمال محبت سے موتی کہتے تھے اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کے موسوم
کرو خوب ہوگا ملک وجیہ نے اُسکا نام موتی رکھا اور اس دُر مکنون کی ولادت سے اُسکی شوکت اور آبرو افزون
ہوئی لیکن ملک اشرف کی دیگ حسد جوش مین آئی اپنے بڑے بھائی کے قتل مین مصر ہوا اسواسطے کہ وہ اس
فکر و اندیشہ مین تھا کہ مین ملک وجیہ کے بعد از فوت دولت آباد اور انتور اور دیگر پرگنات اور قلاع اس حدود پرگنہ جو
اس سے تعلق رکھتے ہین قابض ہوکر صاحب خطبہ و چتر ہونگا اسوقت کہ ملک نائب وجیہ کو احمد نظام شاہ کے ساتھ یہ
نسبت بہم پہونچی اور ایک فرزند زینب سے متولد ہوا اپنے ارادہ مین خلل مشاہدہ کرکے نسبت اخوت کو بعداوت
مبدل کیا اور فرصت پاکے وقت لشکر قلعہ کی امداد و اعانت سے بھائی کو قتل کیا اور اُسکے طفل معصوم کو بھی بسموم
مرگ کیا اور حکومت دولت آباد مین باستقلال مشغول ہوا اور حکام برہان پور اور برار کی نسبت ابواب محبت
اور وداد مفتوح کیے اور سلطان محمود گجراتی سے بھی طریقہ اخلاص جاری رکھکر کبھی کبھی ارسال عرائض اور تحف
سے آپ کو ساتھ اُسکے منسوب کرتا تھا لیکن جب زینب نے بعد از قتل شوہر اور فرزند جنیر کی طرف جاکر دست
تظلم اپنے بھائی کے دامن مین مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے اُسے دلاسا دیکر ۸۹۹ سنہ آٹھ سو ننانوے ہجری مین مع
لشکر و جمعیت دولت آباد کی تسخیر کے ارادہ جنیر سے نہضت فرمائی اور جب ٹیکاپور کے اطراف مین پہونچا نظام پور
کے باغ مین وارد ہوا چند روز بقصد استراحت عیش و عشرت مین مشغول ہوا ایلچی قاسم برید کے میان تاج الدین
دکنی اور وپورس پنڈت اُسکے پاس حاضر ہوے اور یہ گزارش کی کہ یوسف عادل خان نے ہمارے اخراج
کے واسطے ٹیکا کوشش کا کمر ہمت پر باندھکر دار الامارت محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہے اگر وہ جناب اس وقت
مین محاصرہ دولت آباد کی فکر خاطر عاطر سے محو کرکے اپنے محب اور مخلص کی معاونت کے واسطے اس طرف
توجہ فرماوین نیازمند تا مدت العمر طریق یکجہتی اور اخلاص مین سرگرم ہوکر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بلکہ
مخلص بھی یوسف عادل خان کی طرف سے مطمئن ہوکر دولت آباد کی تسخیر مین آپکا ممد و معاون ہوکر جانسپاری مین دریغ
نکریگا احمد نظام شاہ نے اُسکا سوال پذیرا کرکے دولت آباد کی عزیمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کیطرف گیا اور جیسا کہ واقعات
سلطان محمود مین مذکور و مسطور ہوا معاملات کو مفروغ کیا اور اُسی دن دولت آباد کیطرف جاکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور
بعد دو مہینے کے اس قلعہ سپہر اساس کو بنظر تامل و غور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اسکی جبر و قہر سے نہایت مشکل و دشوار
ہے وہاں سے کوچ کرکے جنیر کیطرف متوجہ ہوا اور اثنائے طی طریق مین جب قصبہ ٹیکاری مین پہونچا اُسکی راے مقتضی اس کی
ہوئی کہ اس مقام خود دولت آباد اور جنیر کے درمیان ہے اس مین ایک شہر بناکرکے دار الملک بناوے اور ہر سال ہنگام درو فصل
خریف و ربیع دولت آباد مین لشکر بھیجکر تاخت و تاراج کرے شاید مردم درونی قوت لایموت سے عاجز ہوکر طالب امان ہووین اور قلعہ سپرد

کریں پھر سنہ ۹۰۰ نو سو ہجری میں ایسی ساعت میں کہ نجومیوں نے اختیار کی تھی باغ نظام کے مقابل دریا
کے ساحل پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور جو کہ سمع مبارک اُس فریدون حشم میں پہونچا تھا کہ وجہ تسمیہ احمد آباد گجرات کی جو
آباد کردہ احمد شاہ گجراتی ہے صورت اُسکی یہ تھی کہ اسم بادشاہ اور نام وزیر کفایت دستگاہ اور قاضی شریعت پناہ کا احمد
تھا اور اتفاقات حسنہ سے بعینہ وہ صورت اس شہر کے بنا کے وقت بھی عکس پذیر ہوئی اس سبب سے احمد نگر نام
رکھا اس واسطے کہ نام شہریار کا احمد تھا اور نام اہلی مسند عالی نصیر الملک گجراتی اور نام قاضی عسکر بھی احمد تھا جو کہ اس خلف
کو اس شہر کی تعمیر کی جلدی کا اہتمام تھا عرصہ قلیل میں تمام امرا و منصبداران اور سلحداران نے اُسکی تیاری میں توجہ
کی اور دو تین برس کی مدت میں ایسا آباد اور معمور ہوا کہ دعوی برابری اور ہمسری کا بغداد اور مصر سے کیا اور جیسا کہ مقرر ہوا
تھا ہر سال دو مرتبہ فصلین مذکورین میں لشکر نظام شاہی دولت آباد پر تاخت کر کے زراعت کی خرابی اور پائمالی
اور تاراج غلہ اور آتش افروزی مساکن و منازل رعایا میں تقصیر نہ کرتے تھے اور مضمون عالیہا سافلہا ظہور میں پہونچاتے
تھے اور وقائع نظام شاہیہ میں جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ ثانی کے عہد میں لکھنا شروع کیا تھا اور توفیق اتمام
پاکر وقت ہوا اس میں یوں مرقوم ہے کہ جب غلغلہ دولت اور طنطنۂ حشمت نظام شاہ بحری کا حکام دور و نزدیک کے گوش زد ہوا
عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے ابواب خصوصیت اور اتحاد مفتوح کیے اور قریب دو ہزار سوار کے اُسکی
کمک کیواسطے مقرر کیے کہ ہمیشہ سرحد دولت آباد میں ہمراہ ہو کر اُسکی تسخیر میں کوشش کریں اور اسیطور سے فتح اللہ
عماد الملک کے ساتھ بھی بنیاد دوستی قائم کر کے اپنے باپ دادا کے خلاف روش سلطان محمود گجراتی کیساتھ علم مخالفت بلند
کیا اور وہ مال کہ ہر سال سلطان گجرات کے خزانہ عامرہ میں بھیجتا تھا اُسکے بھیجنے میں توقف کیا سلطان محمود نے سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری
میں سیر ولایت کے بہانہ سے نہضت فرمائی اور ملک اشرف حاکم دولت آباد نے عرضیاں بذریعہ ایلچی سلطان محمود کی خدمت میں بھیجے اور
احمد نظام شاہ بحری کے تسلط اور قلعہ کے محاصرہ کرنے اور خرابی ولایت سے شکایت کر کے التماس قدوم میمنت لزوم کیا
سلطان محمود نے قلعہ دولت آباد کی طمع کے سبب سے ایک لشکر عظیم فراہم لاکر دکن کیطرف متوجہ ہوا اور یہ تجویز کی کہ پہلے عادل خان
فاروقی کی تنبیہ اور گوشمالی کرے اُسکے بعد دولت آباد پر تاخت کرے جب حوالی سلطان پور اور ندربار میں پہونچا
عادل خان فاروقی نے مضطرب اور سراسیمہ ہو کر احمد نظام شاہ بحری سے التماس کمک اور ترک محاصرہ دولت آباد
کیا احمد نظام شاہ بحری پندرہ ہزار سوار مستعد رزم و پیکار لیکر برہانپور کیطرف گیا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جب شہر
برہانپور خیمہ گاہ لشکر پیروزی اثر ہوا اور عماد الملک بھی فوج جرار لیکر کمک کو پہونچا میاں احمد نصیر الملک گجراتی نے سلطان
گجرات سے جو قلعہ اسیر کے اطراف میں وارد ہوئے تھے نظام شاہ کے حکم کے موافق ابواب رسل و رسائل مفتوح کیے
اور بعد چند روز کے ایک اہل گجرات کو کہ سلطان محمود کی خدمت میں بمرتبہ تقرب ممتاز تھا لکھا کہ ہر چند بندہ تقدیر کے موافق
اس سلطان گردون اقتدار کی ملازمت میں ہے لیکن چونکہ مولد اور منشا بندہ کا گجرات ہے دولتخواہی والی خطہ کی اپنے اوپر فرض جانتا ہے
تعجب ہے کہ سلطان کشورستان امور جزوی کیواسطے بنفس نفیس مرتکب ایسی مہمات شاہانہ ہوتے ہیں حاکم برہانپور کہ
لشکر اور جمعیت میں برابری ایک امرائے سلطان سے نہیں کر سکتا ہے اسکے ساتھ مستعد پیکار و مقابلہ ہوتے ہیں خصوصاً اس
اس وقت میں کہ حکام جوان بخت دکن مع سپاہ صف شکن اُسکی معاونت اور مظاہرت کو آیا ہے اگر وہ جناب از روئے
اخلاص اور دولتخواہی سلطان کی عرض میں پہونچا دیں اور مضمون کم من فئۃ قلیلۃ حضرت کے ذہن نشین اور خاطر نشان کریں

فرش منازعت کو لپیٹین تو بہتر کہ صلاح دولت اس مین متصور ہی کس واسطے کہ فتح اور شکست کا مختار خدا ہی اور بتقدیر اگر نصرت نصیب سلطان ہووے خلقت کہیگی کہ سلطان محمود جنود نامعدودسے لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر قضیہ منعکس ہووے یہ کیکی اور بیعزتی انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ مین رہیگی وہ شخص نوشتہ نظام الملک کا بجنسہ سلطان کے ملاحظہ مین ورلایا آنحضرت صلح اور جنگ مین متردد ہوئے احمد نظام شاہ نے ایک فیلبان کو جو سلطان گجرات کے فیل بحری سال کی محافظت مین قیام کرتا تھا زر کثیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شب تار مین کہ سلطان اور سپاہ خیمہ وخرگاہ مین باستراحت مشغول ہوین اُس فیل فلک نظیر کی زنجیر کہ نہایت مست اور بے اعتدال ہی پانوُن سے نکالکر اُردو مین چھوڑ دیا اور اُس شب موعود مین نظام شاہ بحری نے پانچہزار پیادہ توپچی کماندار اور باندار اور پانچہزار سوار کہ تمام تیرانداز تھے گجراتیون کے اُردو کیطرف روانہ کئے کہ کمین گاہ مین بیٹھین جسوقت شور وغوغا لشکرگاہ مین ظاہر آوے تو اطراف وجوانب سے برآمد ہوکر تیر وتفنگ وبان سے ہلاکی اُس قوم مین مصروف ہون اور اُنھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کیا جب لشکر گجرات کے حوالی مین پہونچے اور اُردو کے اطراف واکناف مین مخفی ہوئے اُسکے بعد کہ دو پہر رات آئی تھی فیلبان نمک حرام نے فیل بحری سال کو چھوڑ دیا اُس اژدہائے دمان کے حملہ آور ہونے سے شور وفریاد معسکر کا غلغلہ اوج فلک البروج پر پہونچا پیادے اور سوار کمین سے برآمد ہوئے اور اطراف وجوانب سے نقارہائے حربی پر چوب زنی ہوئی صدائے اُسکی گنبد گردون کو مملو کیا اور بارش تیر وتفنگ مین مشغول ہوے اور جو سلطان محمود اور امرا اُسکے لشکر دکن اور خاندیس سے ایسی جرأت محال جانتے تھے اور بدی نخوت اور تکبر سے سرخوش ہوکر خواب غفلت مین سوتے تھے اس ہنگامہ اور غوغا سے ہشیار ہوکر سراسیمہ سواری کے تہیہ مین ہوے اور سلطان محمود نے جو سنا تھا کہ نظام شاہ نے چارہزار سوار بہادر دکنی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمینہ سے تھے بلطف واحسان اُنھین اپنے خیل خاصہ مین جمع کیا ہی اور مجالس اور محافل مین کہتا ہی کہ مین ان چارہزار آدمی سے مسلح ہوکر میدان جنگ مین سلطان محمود کے علم وچتر پر حملہ آور ہونگا خدا جسے چاہے فتحیاب کرکے سرافرازی بخشے اور جسے چاہے شکست دیکر خاک مذلت پر ڈالے یہ بات بھی اُسکے دل مین ذہن نشین تھی اور اُس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چارہزار سوار جرار شبخون کے واسطے ہمراہ لایا ہی اور چاہتا ہی کہ سراپردہ خاص پر تاخت لاکر خرابی اور مضرت پہونچا دے اس سبب سے سلطان محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادے سراپردہ سے برآمد ہوئے اور دفعةً وہ فیل بحری سال سراپردہ شاہی کے عقب آیا اور چند شقہ سراپردہ شاہی پارہ پارہ کیے صدائے شیون وغوغا اہل حرم سے بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین ہوا کہ احمد نظام شاہ خیمہ اور سراپردہ پر تاخت لایا ہی پھر بلا توقف کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر اردو سے نکل گیا اور جب تین سو یا چارسو آدمی اُسکے پاس جمع ہوئے اور شور ہنگامہ لحظہ بلحظہ ازدیاد ہوتا تھا راہ فرار نابی اور بسرعت تمام تین کوس راہ طے کی جب امرائے گجرات مع فوج ہائے آراستہ جنگ مین مشغول ہوے اور دکنی مراجعت کرکے اپنے اُردو مین چلے گئے اعیان لشکر بہیئت مجموعی سہار کباد کیواسطے دربار شاہی مین گئے اور جب سلطان کو اپنے مقام پر نہ پایا اور سمجھے کہ کیا معاملہ واقع ہوا ہی سب اتفاق کرکے تعفن اور تغیر منزل کے بہانہ سے شبکو کوچ کرکے اُسکے پیچھے گئے سلطان محمود دکینو نکے مکر سے واقف ہوا جو اُس رات کو صلاح مراجعت مین نہ دیکھی اُسی مقام مین قیام کیا اور احمد نظام شاہ بحری نے تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھکر صبح کو باتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنے مقام سے کوچ کیا اور اس مقام مین جہان سلطان نے نزول کیا تھا وارد ہوا

اور وہ امر جو کسی کے مخیلہ میں نہ تھا وقوع میں آیا بیت کار ہا راست کند عاقل کامل نیست ✿ کہ بعد لشکر جرار دشمن
اسکے لعد ان میں سے انھوں نے اکثر نشیب و فراز سمجھا یا حرف صلح دونون بادشاہون کے درمیان آیا صلح پر راضی
ہوئے پھر اپنے اپنے مقر اور مسکن کی طرف روانہ ہوئے اور قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ لحاظ کر کے اس
واقعہ کے شرح و بسط مین نہین کوشش کی ہی واللہ اعلم بالصواب منقول ہی کہ احمد نظام شاہ نے برہانپور سے
مراجعت کی اور بسرعت تمام دولت آباد میں پہونچا اور رات کی مرتبہ لشکر جعیت لشکر کو محاصرہ کیواسطے مامور کیا اور
خود بالا گھاٹ پر جو تیلوہ کے قریب ہی عیش و عشرت مین مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت باغبانون نے چند ڈالی
آم لاکر عرض کیا کہ نقل اسکے جسکو سات برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ حضرت بادشاہ اس قلعہ کی تسخیر کے واسطے اس حدود
مین تشریف لائے تھے اور اس مقام مین فروکش ہوکر آم ہائے لذیذ نوش فرمائے تھے انکی چند گٹھلیان
یہان افتادہ تھین موسم برسات مین وہ سرسبز ہوئین اور غلامون نے انکی محافظت مین کوشش کی اور حضرت
کے اقبال سے وہ درخت پر ثمر ہوئے یہ چند ڈالیان انھین پودھون کی ہین احمد نظام شاہ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ
علامت قوت طالع اور فتح حصار کی ہی ملک اشرف نے جب احمد نظام شاہ کی ہمت فتح حصار مین مصروف دیکھی
سلطان محمود گجراتی کو عریضہ لکھکر بھیجا اور حملہ احمد نظام شاہ اور محاصرہ کرنے قلعہ دولت آباد کے شکایت کی اور پیام
دیا کہ یہ قلعہ اس شاہ جم جاہ سے علاقہ رکھتا ہی اگر ایکبار اور اسطرف قدم رنجہ فرما کر اس دولتخواہ کو اس بڑی مصائب کے چنگ
مصیبت سے رہائی بخشیں خطبہ اس حدود کا آپکے نام جاری ہوئے اور سال بسال ملچ و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان محمود
یہی چاہتا تھا کہ العمال گجرات سے روانہ ہو کر اس مخالفت کا تدارک کرے اور اہل دکن کہ بعد شیون مذکور اسے سلطان محمود بیگرہ
کہتے تھے انکو تادیب اور گوشمال دیوے اسواسطے التماس اسکی پذیرا فرمائی اور حشمت و شوکت تمام دولت آباد کی طرف سوار
ہوا اور جب آب تپتی کے ساحل پر پہونچا احمد نظام شاہ بحری ترک محاصرہ کر کے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور ملک
اشرف نے مضیق محاصرہ سے نجات پائی سلطان قطب کی مسجد مین جاکر خطبہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اوروے
شاہ مین جاکر تحف و ہدایا اور نقود بطور نذر پیشکش گذرانا اور خراج ہر سال کا قبول کر کے سلطان کو اپنے سے راضی
کیا اور سلطان محمود نے اس سال رخصت پاکر خراج کئی برس کا عادل خان سے لیا اور اپنے مقر کی طرف متوجہ
ہوا اور احمد نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر پھر بارہ آیا اور آخر سال مذکور مین پھر بہ تیر پسواری بحری دشتاب روی تمام
دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے بوجہ خطبہ پڑھنے بنام سلطان گجرات اوراسکی ملاقات
کرنے سے متنفر تھے احمد نظام شاہ کے پاس عرائض باین مضمون بھیجین کہ ہم تیرے بندگان فرمانبردار ہے
ہین اور ہم تجھے اپنا ولی نعمت جانتے ہین اور تیرے معتقد اور دولتخواہ ہین جلد اسطرف تشریف لا اور ہماری جانفشانی
اور جانسپاری مشاہدہ فرما احمد نظام شاہ آب گنگ کے کنارے اہل قلعہ کے مضامین عرائض پر مطلع ہوا اور اسی
شب کو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دولت آباد مین داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قضارا ملک اشرف لشکر قلعہ کے
ارادہ پر کہ اکثر قوم مرہٹہ تھے واقف ہو کر غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز کے عرصہ مین ہادم اللذات کہ
عادم آمال ہی اسکے سر پر دو اسپہ تاخت لایا اور کوکب عمر کو اسکے افق مغرب میں پہونچایا بعد اس سانحہ کے
تمام اہل قلعہ جو قلعہ بند تھے مع کلید قلعہ احمد نظام شاہ بحری کی ملازمت کیواسطے حاضر ہوئے اور کنجی فتح قلعہ کی نذر کر کے

مبارکباد دی احمد نظام شاہ نے اُس گروہ پر نہایت نوازش فرمائی اور قلعہ کی سیر کی اور جا بجا کہ قلعہ مرمت طلب تھا اُسے مرمت کیا اور اپنے مردمان معتمد کے سپرد کرکے مظفر و منصور احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور بساعت سعید اور طالع فرخندہ مین بباغ نظام کہ اُسے مبارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اسکے اندر ایک عمارت عالیہ احداث فرمائی اور تصاویر دلکش مثل آئینہ حلب سُرخ و زر دسے اسے آراستہ کیا اور اُن سنوات مین اپنی عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شور اور اُسکے سوا اور بھی قلعہ ہائے اس اطراف کے مسخر اور مفتوح کیے اور راجہ قلعہ کالنہ اور بگلانہ سے پیشکش لیکر اور اپنا مالگذار کرکے مسند حکومت احمد نگر پر متمکن ہوا اور ۹۱۳ھ نو سو تیرہ ہجری مین داؤد خان فاروقی کے مرنے کے بعد برہان پور مین بادشاہ تعین کر نے کے بارہ مین درمیان امرا اور اشراف ممالک کے اختلاف ہوا اور ملک حسام الدین مغل نے جو اُس دولت خانہ کے عمائد سے تھا ایلچی احمد نظام شاہ کے پاس بھیجکر خانزادہ عالم خان کو جو حکام اسیر کے نواسون مین سے تھا اور احمد نگر مین زمانہ بسر کرتا تھا طلب کیا اور اپنی و عماد الملک حاکم کاویل کی راے سے اسکو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیگرہ گجراتی نے عادل خان بن حسن خان فاروقی کو کہ نواسہ اُسکا تھا چاہا کہ اُسے برہانپور کی مسند حکومت پر متمکن کرون اُسکے بعد لشکر فراہم کرکے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عماد الملک سے اعانت طلب کی یہ لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر برہانپور کیطرف روانہ ہوئے اور جو ملک لادن نے کہ وہ بھی اعیان ولایت خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کے ساتھ اعلام مخالفت ملبند کیے اس وجہ سے خلل فاحش مہمات مین اُس عدو کے ظاہر ہوے اور سلطان محمود بھی حوالی تالیز مین پہونچا اور ہزار سوار ملک حسام الدین کی مدد کیواسطے مقرر کیئے اور دونون باتفاق برہانپور سے کوچ کرکے کاویل کی سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہان پور مین توقف میسر نہوا ملک حسام الدین کے بے رخصت کاویل کیطرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھکر عماد الملک کو وداع کیا اور خود دولت آباد مین گیا اور خانزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور نظام شاہ بعد از مراجعت سلطان محمود بسمت گجرات عالم خان کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد مین بیٹھا اور ایک مکتوب ایلچی کے مصحوب سلطان محمود کے پاس باین مضمون بھیجا کہ جو خانزادہ عالم خان سطرف التجا لاکر متوقع اس امر کا ہی کہ قدرے ولایت آسیر اور برہانپور ساتھ اُسکے عنایت فرماوین سلطان محمود کہ اُسکی بے ادبی ہائے سابق سے آزردہ تھا اور عادل خان نے بھی اُسکی شکایت متواتر لکھی تھی ایلچی سے درشتی کرکے فرمایا غلام زادہ سلطان بہمنیہ کی کیا مجال کہ سلاطین کو کتابت کرے اور پاؤن اپنے کملی سے آگے بڑھاوے اگر اپنے اوضاع ناپسندیدہ سے نادم اور تائب نہوگا عنقریب گوشمال پاویگا احمد نظام شاہ اس سے زیادہ جرأت کو موجب خسارت سمجھکر خانزادہ عالم خان کو ہمراہ لیکر بسبیل تعجیل احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کے حسب مدارج اور مطالب حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوئے فلک تفرقہ پرواز اپنے کام مین مشغول ہوا یعنی اول نصیر الملک کہ رکن دولت اُسکا تھا فوت ہوا اور بجائے اُسکے کمل خان حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی سے مایوس ہوکر امرا اور وزرا کو اپنے پاس بلایا اور شاہزادہ جوان بخت کامگار شیخ برہان کو جو سات برس کا تھا ولیعہد کیا اعیان اور ارکان سلطنت سے اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین عہد اور بیعت لی اور ۹۱۴ھ نو سو چودہ ہجری مین

مقتضائے یا ایتہا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ داعی اجل کو لبیک اجابت فرمایا یعنی اس دار ناپائدار سے
رحلت کی **نظم** شد آن لحظہ ہول تمامت عیان + گردون رآمد بغیر عیان + شد از درد غم چشمہا سیل بار +
چو باران کہ بارد بوقت بہار + ملک را زکس تا گرگشت گوش + زنوحہ زمین و زمان در خروش + اگرچہ
خصال حمیدہ اور خصائل پسندیدہ اس شہریار کے اس سے افزون تر ہیں کہ قلم شکستہ رقم اسکے بیان مین زبان آوری کرے
لیکن مورخین کی عادت کے موافق اسکی تمہید تحریر میں مبادرت کرتا ہے کہ جملہ خصال اس شہریار سے کہ عبارت عفت و
صلاح و پرہیزگاری و فلاح سے ہے یہ ہیں کہ سواری کیوقت شہر و بازار مین کسی داہنے اور بائین التفات نہین فرماتا
تھا ایک ندیم گستاخ نے سوال کیا کہ عدم التفات حضرت ابدی اطراف و جہات کی طرف کیوں ہے آنحضرت نے
فرمایا کہ بادشاہ کی عین سواری کے وقت اکثر مرد و عورت بادشاہ کی زیارت اور تماشائے جلوس کے واسطے
آتے ہین اس سبب سے ڈرتا ہون کہ میری نظر عورت نامحرم پر پڑے کہ وبال اسکا عائد روزگار ہو **بیت**
ہزار آفرین بار جہان آفرین + بران شاہ با دانش و داد و دین + دوسرے یہ کہ اوائل سلطنت و جہانبانی مین کہ ایام شباب
و جوانی آنحضرت کا تھا قلعہ کاویل کی تسخیر کے واسطے کہ جہاد بادشاہ کفر تھا دولت سے حرکت فرمائی اور بعد طے مسافت محاصرہ مین
مشغول ہوا اور تائیدات ربانی سے قلعہ مفتوح کیا جملہ اسیران اس قلعہ سے ایک جاریہ تھی کہ حسن و دلبری مین ماہ و مشتری
سے ہمسری و برابری کا دعوی کرتی تھی اور لطافت اور نور گستری مین حور و پری سے برتری ڈھونڈھتی اپنے جمال کے
رخ سے طلیعہ صبح کو دامن گل صباحت بخشتی تھی اور اسکے بالونکی سیاہی ساتھ لشکر شام کو چمن چمن سنبل اور مایہ سر
دیتی تھی اور زلف پرخم اسکی تیرہ قامت کو پرخم تھی اور ابروے مقوس اسکے منشور جمال کیلیے طغرا معلوم ہوتے تھے شاعر
نے گویا یہ شعر بلکہ تمام غزل اسی کے سراپا مین تصنیف فرمائی تھی **شعر** یا رسا ہں طاق ست یا محراب یا قوس قزح + یا ہلال عید یا
ابروے یار ماست این + **مثنوی** پری دخت وری گلعذار است + بریقعہ صاحب کمال ہے + شب افروزے چو
مہتاب جوانی + بسہ چشمے چو آب زندگانی + دو شکر چون عقیق آب دادہ + دو گیسو چون کمند تاب دادہ + خمار آلود چشم نیم بازش +
حمایل سیم گشت از سیم بازش + ملک نصیر الملک دبیر کی جو اس نگار پری کے آئینہ رخسار پر پڑی صبر و قرار
ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا انتظار محبت مین چور ہوا صورت تصویر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا **مثنوی** سطل
میداوش یار دلبر گرفتن + نتوانستش اندر بر گرفتن + چو مسند بماند بالش بخواب دیدہ + بخواب دیدہ می تشنہ آب دیدہ +
پھر دیر کے بعد دل بیقرار کو سنبھال کر یہ کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آیا ہے کہ جس سے دل مضطر بیتاب وحش بیقرار
تہ و بالا ہے اس آفت ناگہانی سے بچنا اولی تر ہے دام الفت کا گرفتار زندگی بھر نہین چھوٹتا یہ سوچکر اس دلبر بےنظیر
کو سلطان جم جاہ کی خدمت مین لے گیا اور اسکی نظر کیمیا اثر مین در لایا اور بوقت فرصت یہ عرض کی کہ قلعہ کاویل
کے جملہ اسیرون مین یہ عورت جملہ ہی مین نے اس در ناسفتہ کو محض طفل سحابی کیواسطے درج حجاب مین نقطہ موہوم
کی طرح نامحرمون سے مستور رکھا ہے اگر حکم ہووے شبستان خاص مین داخل کرون شہریار کا اس خبر کی اہتزار نسیم
سے غنچہ دل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے نہایت راضی ہوا اور تحسین و آفرین فرمائی جب شہنشاہ تخت کا چہارم
اس ایوان نیلگون طارم سے خلوت خانہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور سپہر دوارنے چادر سرمئی زرنگار شب سر پر
ڈالی نصیر الملک نے اس دلبر شیرین ادا پری اطوار دل آرام کو مثل سرکی مین جلوہ گر کیا اور شہریار کا منگا تخت جاسانی

سے شبستان کامرانی کی طرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ ناز و دلستانی سے قوت جان و کامرانی حاصل کرے اپنی شرف ہمزبانی سے سرفراز کرکے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہی اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہی یا گل ناشگفتہ کیطرح بیچارہ ہی یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ اے میری جان بادشاہ پر فدا ہو جیو مین فلان قبیلہ سے ہون اور مان اور باپ اور شوہر میرا بالفعل مجلس شاہی مین محبوس ہی آنحضرت نے کمال عفت و پرہیزگاری سے لفظ شوہر استماع کر کے بہ تجرع اقداح مدام آتش نفس امارہ کہ مراد شہوت سے ہی ساکن کرکے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیرے پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے اُنکے سپرد کر دونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجالائی اور فجر کو جب کہ نصیر الملک خدمت مین حاضر ہوا اور تہنیت اور شبار کباد دیکر وہ یوسف زمان اُسکا کنایہ سمجھے اور مسکرا کر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف فرش لازم المعاش سے محروم و ناکام ہی مین نے اُس سے اُسکے وارثون کی تفویض کا وعدہ کیا ہی نصیر الملک نے حکم کے موافق اُسکے مان باپ شوہر کو حاضر کیا حضرت نے انھین انعام و اکرام سے سرافراز فرمایا اُسکے بعد اس حوروش کو اُنکے سپرد کیا اور فرنا کے وبال سے نجات پائی تیسرے اس بادشاہ کے خصائل سے یہ ہی کہ اگر احیانا کوئی سپاہی معرکہ رزم مین لوازم شجاعت اور شرائط جلادت کو فروگذاشت کرکے پسپا ہوتا آنحضرت واقف ہوکر عمدا اُس سپاہی کو بعد از فتح ہنگام نوازش اول اُسکو برحمت خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور ونکے حال پر جنھون نے لوازم تہور مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مشغول ہوتا تھا ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کرکے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے التفات کا ایسے جوان کے حال پر جس نے معرکہ مین گریز ستیز پر اختیار کی تھی کیون ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب اسکا اور وقت معلوم ہوگا شرح کی احتیاج نہین قضارا اُنھین دنون مین اُس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک کے واسطے لشکرکشی کی اور ردونون نے باتفاق یوسف عادل شاہ کا تعاقب کیا اور حوالی ملین مین ایک فوج عادل شاہ کی سلطان کے طلیعہ سے مقابل ہوکر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کہ پیچھے افواج نظام شاہ تھی انھون نے مقابلہ اور مواجہہ عادلشاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اُس جماعت پر حملہ آور ہوا وہی جوان تھا نظام شاہ نے پھر اسپر نوازش فرمائی اور ندیم سے فرمایا بادشاہ میر شکار ہین اور جوانون کو صید خصم کیواسطے اسطور سے بہچانتے و بناتے ہین اسی طرح جنگ دول کا طریقہ اُس ملک دکن مین یادگار رہی کیونکہ بادشاہ علم شمشیربازی خوب جانتا تھا اور اس فن سے نہایت رغبت رکھتا تھا اور رسم قدیم ہی کہ ہر زمانہ والے اپنے بادشاہ کے پسندیدہ ہنر کے طالب ہوتے ہین اس زمانہ کے خرد و بزرگ اکثر اپنی اوقات اسمین صرف کرتے تھے اور بجائے مکتب خانہ کہ قاعدہ بلاد اسلام ہی احمدنگر کے تمام محلات مین ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیربازی کی کسرت کیواسطے تیار کیے گئے تھے اور بہتر اس سے کسی امر کو نہین جانتے تھے اور ہر ایک مجلس اور انجمن مین اُسکے سوا اور چرچا ذکر نہوتا تھا یہانتک کہ بازار شمشیربازی نے رونق اور رواج تمام بہم پہنچایا جیسا کہ اقتضا آب و ہوائے فتنہ خیز دکن ہی ہر شخص زبان لاف و گذاف کھولکر دعوی انا ولا غیرے کا کرتا اور دوسرے کو اس فن مین مسلم نرکھتا اور یہ امر پر جوانون مین خشونت اور نزاع پہونچی مرافعہ احمد نظام شاہ کے پاس لے گئے اور اُس جناب نے حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعاعلیہ ہمارے سامنے شمشیربازی کرین جو شخص پہلے وار حریف پر کرے وہ بہتر ہی الغرض ہر روز جوان اس بارہ مین مدعی ہوکر جماعت جماعت دیوان عام مین حاضر ہوکر بادشاہ کے حضور شمشیربازی

کرتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان ہر روز در دولت پر قتل ہوتے تھے اور انکے وارث لاش انکی اٹھا لیجاتے
تھے اُسکے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع ہووے بلکہ قلعہ کے دروازہ
کے آگے جو کالا چبوترہ ہے وہاں یہ امتحان ہوا کرے اور ہمادار درمیان ان دونوں شخص کے کہ آپس میں مدعی ہیں حل کرین
وہ حسب دلخواہ آپس میں تلوارین کھینچکر شمشیر بازی کرین آخر ان میں سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص
ہوس جنگ کرکے مقتول ہووے اُسکے قصاص کی پرسش ہووے اور یہ بدعت دکن کے مسلمانوں کو پسند ہوئی اور رفتہ رفتہ
بوسیلہ سلاطین جمیع بلاد دکن میں سرایت کرکے شائع اور رائج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی دلون سے محو ہوئی کہ اب تک طالب علم
اور مشائخ اور ملوک اور اُمرا اور حاکمین مملکت دکن کے اس رسم بد یعنی ڈوئل پر عمل کرتے ہیں اور اسکو حیثیت اور قابلیت
عظیم جانتے ہیں اور اُسکے فرزندوں میں اگر یہ امتحان فرد فرد نکرین شجاعون کے گروہ میں شمار ہوویں اور سرزنش کریں
اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نے بلدہ بیجاپور میں سنہ ایک ہزار دس ہجری میں اپنی آنکھوں سے بالمشاہدہ دیکھا ہے کہ سید مرتضی
اور سید حسن دونوں بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ کے درباریوں میں محسوب تھے
اور تمام آدمی انکو جملہ مردم معقول دکن سے شمار کرتے تھے چنانچہ ان دونوں سے ساتھ تین آدمیوں ریش سفید دکن
کے کہ وہ بھی مردم روشناس سے تھے ایک امر سہل کے واسطے بازار میں تکرار ہوئی پہلے سید مرتضی کا بیٹا جو بیس برس
کا جوان تھا اپنے باپ کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل جاکر قتل ہوا جب سید مرتضی نے اپنے فرزند کو مقتول دیکھا جہان
اسکی نظر میں تیرہ ہوگیا وہ دوسرے دکنی کی جنگ میں مشغول ہوا اور وہ بھی متصل اپنے بیٹے کے ملک عدم کی طرف راہی
ہوا سید حسین نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اُسنے تیسرے دکنی سے سامنا کیا اور گرد مٹی کی اپنے
چہرہ پر ملی باقی لاش ان تینوں سید مردہ کی بیجاپور کے بازار میں پڑی تھی کہ وہ تینوں دکنی کہ مقتولوں کے ہاتھ سے
نہایت زخمی اور چور ہوگئے تھے انھوں نے بھی جان قابض ارواح کے سپرد کی اور ایک لحظہ میں ملاء عداوت
سابق چہ خانوادہ ماتم میں بیٹھے اور بلا کی اسکے خاندان سے ظہور میں آئی فی الواقع مسلمان دکن کے شمشیر بازی و یکتائی
میں بے نظیر اور بے مثل ہیں اور جب تک کوئی شخص اس علم میں کمال حاصل نکرے ان لوگون سے شمشیر مقابل
نہیں ہوسکتا ہے خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ جو اکثر آدمی دکن کے رہنے والے ہیں پرورش شمشیر کرتے ہیں گھوڑے کی
سواری اور تیراندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور باطل ہیں اسواسطے جنگ مخالف میں عاجز
مطلق ہوکر زبون تر ہوتے ہیں اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار میں شیر دل مرد اور مردانہ ہیں اور جمیع سلاطین دکن جنھوں
نے بعد انقراض دولت شاہان بہمنیہ کے اس مملکت میں حکومت کی کسی شخص نے اس فعل شنیع کے دفع میں کوشش نکی
مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقرانی ابراہیم عادل شاہ ثانی میں خانہ جنگی میں جو باصطلاح دکن یکیک کہتے ہیں تخفیف تمام
ہوئی اور امید قوی ہے کہ یہ عمل زشت جو کہ مملکت اور عہد میں مروج تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی برکات
کے سبب بالکل زائل ہوا اور وہ مملکت بھی مثل بہشت ایسے لوث کی نجاست سے پاک ہو اور اسیطرح سے جیسا کہ
ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولایت بیجاپور میں کہ مراد کرہ زمین سے ہے تاکید تمام کرکے یکیک یعنی خانہ جنگی کو تخفیف
تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی تلنگانہ میں اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہے کہ تمام یکیک معدوم ہووے اور

احمد نظام شاہ کی مدت حکومت آئیس سال تھی

ذکر بادشاہی برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا

برہان نظام شاہ بحری مروج مذہب اثنا عشری سات سال تخت احمد نگر پر تمکن رہا **فیض خاوند** اسکی تاریخ جلوس ہوئی اور مکمل خان دکنی کہ مرد عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کے عہد کے موافق منصب پیشوائی اور امیر جملگی پر مخصوص ہوا اور اُسکا فرزند میاں جمال الدین بخطاب عزیز ملکی و منصب سرنوبتی پر معزز اور محترم ہوا اور اس دولتخانہ کو باپ بیٹے نے اپنے تصرف میں لاکر امور مالی اور ملکی میں نہایت استقلال پہونچایا تین برس تک زمانہ انکے موافق رہا جبکہ عزیز الملک سرنوبت بادہ نخوت سے مبہوت ہوا اور غرور اور بے اعتدالی اسکی اندازہ سے باہر ہوئی وزراے صاحب شوکت مثل رومی خان اور شیر خان از روے حسد اُسکی پیشوائی اور سرنوبتی سے آزردہ اور دلگیر ہوئے ہر چند تدبیریں اور سعی اور کوشش اُسکے اخراج کے بارے میں کیں پیش نگئیں جب سب طرف سے عاجز اور مایوس ہوئے اُسوقت ایک عورات حرم سے بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی دودھ پلائی تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اُس سے تمہید خصوصیت اور آشنائی کی کرکے یوں مقرر کیا کہ بوقت فرصت راجا جیو بھائی کہترین برہان شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اُنھیں تسلیم کرے تاکہ اُسے تخت سلطنت پر منصوب کرکے برہان شاہ کو معزول کریں اور مکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پاویں بی بی عائشہ نے ایک روز اُنھیں دنوں میں دو پہر کیوقت راجا جیو کو کہ طفل چار سالہ تھا لڑکیوں کی پوشاک پنہا کر پالکی پر سوار کیا اور شہر کا راستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اُسیوقت بحسب اتفاق اس فرزند دلبند کو یاد کیا اور جب محل میں دستیاب نہوا غلغلہ عظیم مردم درونی اور بیرونی میں ظاہر آیا اور بعضے بولے شاید ان حوضہاے پر آب میں گر پڑا ہو پس ایک جماعت حوضہاے پر آب میں کود کر تلاش میں مشغول ہوئی اور بعضے بی بی عائشہ کے پیچھے شہر کیطرف روانہ ہوئے ابھی وہ رومی خان کے مکان پر نہ پہونچی تھی کہ وہ جماعت وسط شہر میں اُسکے پاس پہونچی اور اُسے مع راجہ جیو قلعہ میں در لائی اور جو بی بی عائشہ آنکو بجاے جدہ ماجدہ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجہ جیو کو کبھی کبھی اپنے مکان میں لیجاتی تھی اور ایک دو دن اپنے مکان میں رکھتی تھی بہانہ کیا کہ میں اسوقت راجہ جیو کو اپنے مکان پر لیے جاتی تھی لیکن بعد چند روز کے جب یہ راز فاش ہوا اور سب آدمیوں نے جانا کہ یہ کام امرا کی تحریک سے ہوا ہے اسواسطے مکمل خان برہان شاہ اور راجہ جیو کی محافظت میں نہایت کوشش کرتا تھا اور ایک لحظہ خبردار سے بیخبر نہیں رہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش میں اسقدر اہتمام بجالایا کہ دس برس کی عمر میں کافیہ اور متوسط کو باستحقاق پڑھا اور خط نسخ خوب لکھا اور مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں کتب خانہ میں رسالہ علم اخلاق اور سلوک بادشاہان میں بخط نسخ پاکیزہ مؤلف کی نظر سے گذرا کہ اُسکے خاتمہ میں یہ عبارت مرقوم تھی کاتبہ شیخ برہان بن ملک احمد نظام الملک الملقب من الحضرۃ البحری اور جسوقت کہ مکمل خان اور امراے ثلثہ کے درمیان عداوت اور خصومت حد سے گذری انھوں نے لاچار ہوکر پانچ چھ وزیروں سے اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے برآمد ہو کر آٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برار کیطرف روانہ ہوئے اور علاء الدین عماد الملک کے دربار میں پہونچے تمہیدات زبانی سے احمد نگر کی تسخیر کی سہل ترین تدبیر اُٹھا سکی عماد الملک نے ارباب غرض کے کہنے سے فریب کھایا اور فوج جمع کرکے کاویل سے الچپور کیطرف متوجہ ہوا اور نظام شاہ کی سرحد پر پہونچکر قصبات اور پرگنات پر قابض ہوا مکمل خان نے یہ خبر سنکر اُس فساد کے دفع کے واسطے سپاہ ظفر دستگاہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت میں اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کو ہمراہ لیکر مع فوج گران بصد شوکت

دشمن عماد الملک کے مقابلہ کو چلا اور قصبہ رانوری کے حوالی میں شہور سنہ ۹۱۶ھ نو سو سولہ ہجری میں فریقین کا سامنا
ہوا دونوں سپاہ رزم خواہ نے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمین گاہ آراستہ کی اور کمل خان نے اس روز
برہان شاہ کو صغر سنی کے سبب آور خان غلام ترک کو جو اتالیق اسکا تھا ردیف کر کے قلب میں قائم کیا اور خود بنفس
شہامت کمر کس کر جنگ میں مشغول ہوا کوس حربی اور نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نالۂ نفیر و کرنا کا فلک پر پہونچا جوش و خروش
نے گوش چرخ آموس کے کر کئے اور زمانہ جنگ کا اس دار و گیر کے مشاہدہ سے ایسا ہراسان ہوا تھا کہ آپ کو جیب
فلک سے باہر ڈالے اور بہرام خون آشام نے بہادران کیوان مقام کے خوف صمصام سے حصار سپہر ہفتم سے قدم آگے
رکھے اور روزگار مردم آزار نے گویا ایکبارگی غارتی کا چہرہ ہستی پر ڈالا اور دست قضا نے رشتہ حیات کائنات کا توڑا دونوں
طرف کی سپاہ ملکی تلوار چلنے لگی سر و تن جدا ہونے لگے جنگ عظیم ہوئی ہنگامہ محشر بپا ہوا صحرا میں سیل خون رواں
ہوئی مثنوی ز باریدن تیغ آتش نشان * ہمی شد بدر از تن کشتہ جان * در آمد چنان در فغان کوس کین * کہ
جوں بس سے جست از جا زمیں * ز غریدن کوس غیرت سروش * تہی ریخت زر دل رکوس * فتادند ز بیم ز
تن کشتگاں * بداں پوش شد دائرہ آسمان * اور جو کارخانہ قضا و قدر میں خلل ظفر برہان دین و دولت کے نام
لکھا تھا اور رقم شکست عماد الملک کے چہرہ حال پر کھچی تھی لہذا کشش اور کوشش مردان ناکام سے اور مرکوب
تردد سے ہار رہے عماد الملک اور تمام امرائے باگ معرکہ سے موڑی بالکل مایوس ہو کر بھاگے کہ کسی مقام میں توقف نکیا اور
مال و منال اور گھوڑے اور ہاتھی اسکے نظام شاہ کے حوزۂ تصرف میں آئے اور ممالک برار بہت خراب اور ویران
ہوئے کمل خان نے نظام شاہ کو لیکر تعاقب کیا اور ولایت برار کے درمیان میں جا آیا عماد الملک سلامتی دارین سمجھ کر
برہانپور کیطرف گیا وہاں کے حاکم نے ایک جماعت علما اور مشائخ کے ذریعہ سے درمیان انکے صلح کروائی اور ہر ایک
اپنے شہر کیطرف روانہ ہوئے منقول ہے کہ ایک اجداد نظام شاہیہ سے کلکرنی پاتری تھا کسی سبب سے جلا وطن ہو کر ولایت
بیجانگر کیطرف گیا اور اس جگہ میں بود و باش اختیار کی تھی جب سلطنت اسکے خاندان میں پہونچی سب بیجانگر سے احمد نگر
کی طرف رجوع ہوئے اور اشتیاق وطن غالب آیا اور کمل خان نے برہان شاہ کی طرف سے عماد الملک کو لکھا کہ جو پرگنہ
پاتری تم سے تعلق رکھتا ہے وہ ہماری سرحد میں واقع ہے مقتضائے دوستی یہ ہے کہ وہ پرگنہ واگذاشت کر کے ہمارے
متعلق کریں اور اس کے عوض اور پرگنہ کہ جسکا حاصل اس سے زیادہ تر ہو ہم سے لیکر اپنے قبض و تصرف میں
لاویں عماد الملک نے یہ امر قبول نکیا چونکہ جانتا تھا کہ آخر کو اس امر پر نزاع ہوگی اسواسطے اس پرگنہ میں احتیاطاً ایک
قلعہ جدید بنایا کمل خان نے پیغام دیا کہ اس قلعہ کا ایسے مقام پر تیار ہونا موجب نزاع ہے کہ اکثر اوقات تمہارے آدمیوں
سے ہماری سرحد میں مزاحمت اور تشویش پہونچیگی مناسب یہ ہے کہ اسے موقوف رکھیں عماد الملک نے کچھ اسکی پروا نکی اور
بیانکر کے طہیان تمام اپنے دار الملک کیطرف مراجعت کی اور برہان کی پاتری سے غافل ہوا تا کہ کمل خان بالاگھاٹ اور
دولت آباد اور معارل بیاورہ کی سیر کے بہانہ لشکر جمع لاکر سنہ ۹۲۰ھ نو سو بیس ہجری میں برہان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب
چند منزل دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور یکبارگی باگ موڑ کر پاتری پر بطور تاخت یلغار ہوا اور قلعہ کو گھیر کر آتش جنگ
افروختگی اور بہادران قلعہ کشا نے خندق سے عبور کر کے بعضوں نے کمندوں کے سہارے حتی و غائے تمام
قلعہ کی دیوار و کنگرہ پر عروج کیا اور بعضے زینہ لگا کر موذنوں کی طرح منارہ پر چڑھے اور متحصنوں کو زبردستی اور

پیشدستی سے زیر کر کے قلعہ کو مفتوح کیا اور ولایت پاتری پر متصرف ہوا میان محمد غوری نے کہ اس قلعہ کے فتح مین اور مجاہدون سے زیادہ تر کوشش اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی بخطاب کامل خان سرفرازی پائی اور ضبط اُس قلعہ اور اس حدود کا اس سے متعلق ہوا اور نظام شاہ نے اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوکر احمد نگر کی طرف معاودت فرمائی جو ابھی سرو نوخیز بوستان سلطنت اور گل گلزار دولت تھا بمقتضائے جوانی ایک لولی آمنہ نام پر عاشق ہوا اور قمری اور فاختہ کے مانند اُسکے قد بالا کی شوق زیارت مین حلقۂ اطاعت گلے مین ڈالکر کوکو کرنے لگا اور جذبہ عشق سے اُسے حبالۂ نکاح مین لاکر افضل حرم کیا اور اُسکے طفیل سے شرب خمر کیطرف رغبت کی کمل خان کہ مرد کامل اور عاقل تھا تخت کے سامنے مودب کھڑا ہوا اور زمین کو لب ادب سے بوسہ دیکر انگشتری وکالت اور وزارت کی اُسے سپرد کر کے عرض پیرا ہوا کہ اس عرصہ مین حضرت ظل سبحانی صغیر سن تھے یہ ناچیز غلام حسب مقدور خدمات مرجوعہ بہر نوع میامن اقبال بادشاہی سے پیش پہونچاتا تھا اب افضال الٰہی سے خود بدولت و اقبال مہمات سلطنت کو انجام بخوبی تمام پہونچا سکتے ہین اپنے اس غلام کو اس امر سے معذور فرمائین بیت رسمی ست کہ مالکان تحریر * آزاد کنند بندۂ پیر * برہان شاہ نے بعد مبالغہ افزون اُسے معذور رکھا اور کمل خان کے ایک فرزند کو امرائے کبار کر کے منصب پیشوائی شیخ جعفر دکنی ساکن قصبہ بکار کو ارزانی فرمایا کمل خان اپنے مکان مین گوشہ نشین ہوا اور کبھی کبھی اپنے عزیزون اور فرزندونکی تکلیف دہی کے باعث روزہاے عید اور ایام متبرک دربار مین آتا تھا اور بادشاہ کو مجرا اور سلام کر کے بعد ایکساعت کے اپنے مکان کو بازگشت کرتا تھا اور کسی وجہ سے مقدمات دنیوی مین دخل نکر کے اپنے حال مین مشغول رہتا تھا یہانتک کہ بجوار رحمت الٰہی واصل ہوا اور سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین شاہ طاہر بمقتضائے وقت احمد نگر مین تشریف لائے اور حضور کے سلک مجلسیان مین منتظم ہوے اور مذہب مہدویہ نے کہ اسوقت مین رواج تمام پیدا کیا تھا برہان شاہ نے اپنی بیٹی ایک مشائخ کو جو مذہب مہدویہ رکھتا تھا دی تھی شاہ طاہر کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ مذہب مستاصل ہوا اور وہ جماعت دربار کی آمد و شد سے ممنوع ہوئی اور آنحضرت اس وصلت سے پشیمان ہوئے اور علمائے پایۂ تخت کو سرزنش بہت فرمائی کہ جیسا شاہ طاہر نے بطلان اس مذہب کا بدلائل و براہین قاطعہ میرے ذہن نشین کیا تمنے کس واسطے ایسا نہ کیا اور سنہ ۹۳۰ نوسوتیس ہجری مین برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے شاہ طاہر کی سعی کے سبب قلعہ شولاپور مین ملاقات کی اور ارکان دولت طرفین بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کو برہان شاہ کے عقد ازدواج مین لائے اور جشن شادی کا آراستہ ہوا اس واسطے کہ اسد خان بلگوانی وغیرہ متعہد ہوئے تھے کہ ہم قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز مین دیوینگے اسواسطے برہان شاہ نے اُس قلعہ کا مطالبہ کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے جوابدیا کہ مجھے اس امر سے خبر نہین ہے اگر بعضے نفر یعنی ملازمین نادانستگی سے کوئی حرف زبان پر لادین اسکا اعتبار نکرنا چاہیے برہان شاہ نے شاہ طاہر کے مشورہ کے سبب دوبارہ اس مقولہ کا تذکرہ نہ کیا اور احمد نگر مین آیا اور بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ جب بی بی مریم کے ساتھ ناہمواری اور بے اعتدالی سے پیش آئی اور ایک مدت اسیطور پر گذری اور یہ خبر اسمعیل عادل شاہ کو پہونچی نظام شاہ کے سفیرون سے جو بیجاپور مین تھے یہ فرمایا کہ طوائف یعنی پتریا کو سلاطین کے فرزندون پریون مسلط کرنا حزم اور اصالت سے بعید ہے اور یہ بات جب برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی قضیہ نے طول کھینچا اور اُسی عرصہ مین شاہ طاہر کو امیر بریدکے پاس اور ملا حیدر استرآبادی کو عماد الملک کے پاس طرفداری کے واسطے بھیجا

اور انھین ساتھ اپنے متفق کرکے سنہ ۹۳۱ نو سو اکتیس ہجری مین باتفاق اس جماعت کے مع تیس ہزار سوار اور تیغ
بستہ قلعہ شولاپور کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے نو ہزار سوار تیر انداز معرکہ گذار ہمراہ رکاب
لیکر اُسکے مقابلہ کو عزیمت کی اور سرحد مین فریقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبیعت اُسکے تصور سے خوف کھاوے
وقوع مین آئی پہلے علاءالدین عماد الملک نے اسد خان لنگوائی کے حملہ سے شکست پائی اور بلاتوقف کاویل کیطرف بھاگا
اور برہان شاہ پر اثنائے جنگ مین کثرت گرد و غبار اور گرمی بازار و ازدحام فوج سے تشنگی غالب آئی بیہوش ہوا اور خورشید نام غلام ترک جو مُہ کا
امدار تھا اُسے گلاب چہرہ کا چھڑکا ہوش مین آیا غلامان ترک حبشی نے شاہ طاہر کی صلاح سے ہتھیار اُسکے بدن سے جُدا
کئے اور پالکی مین بٹھا کے ڈالکر احمدنگر کی طرف روانہ ہوئے اور سنہ ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری مین عماد شاہ نے اسمٰعیل عادل شاہ کی
تحریک سے ہمراہی سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ پاتری کو نظام شاہیہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور برہان شاہ
نے مخدوم خواجہ دکنی اور امیر برید کی رفاقت سے مع لشکر آراستہ و پیراستہ پاتری کی سمت نہضت فرمائی اور دو ہفتے
کے عرصہ مین توپ اور ضرب زن صاعقہ آثار کی ضرب سے قلعہ کی بنیاد مین خلل ڈالکر مفتوح کیا اور قلعہ کو بیخ و بنیاد
سے کھود کر پرگنہ پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ مین نے راویہ معتبر سے سنا ہے کہ نظام شاہ سے سابق
کہ سلطنت نظام شاہ بحری سے چند سال اُدھر اجداد نظام شاہیہ براہمہ پرگنہ پاتری سے تھے اور کسی تقریب کے سبب
تغیر مکان یعنی جلاوطن ہوکر ولایت بیجانگر کیطرف گئے تھے اور اس عدد دین جیسا کہ مذکور ہوا اسیر ہوگئے تھے جب ملک
حسن نظام الملک کے اقبال نے یاری کی اور اہل دول ہوا ملک احمد نے چتر سلطنت اپنے سر پر بلند کیا تو شاہ کے
بھائی بیجانگر سے احمدنگر مین آئے اور یہ باتین ہمیشہ سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتے تھے کہ فلان قریہ قلعہ پاتری سے قدیم الایام
مین ہمارے باپ دادا سے تعلق رکھتا تھا الغرض چندے ملک احمد نے عماد الملک کے پاس یہ پیغام کیا کہ جو ہمین پرگنہ پاتری کے
ساتھ ایسی نسبت ہے مقتضائے یاری اور اخلاص یہ ہے کہ یہ پرگنہ ہماری طرف رجوع کرکے دوسرا پرگنہ کہ محصول اُس کا اُس
سے کہین زیادہ ہو بالعوض اُسکے ہمارے ممالک محروسہ سے لیوین عماد الملک نے یہ امر قبول نہ کیا اور بحث درمیان
مین تھی کہ بتقریبات چند برہان شاہ اُس پرگنہ کو اپنے قبضہ مین لایا اور وہ موضع مورثی اپنے بھائیوں اور اپنے قرابتیون
کو جو دس کنرہ ہو سے تھے بطریق انعام عنایت فرمایا اور عہد علیہ لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تک نسلاً بعد نسلٍ وہ قریہ اُنکے تعلق
مین رہا پھر وہان سے ماہور کیطرف راہی ہوا وہ قلعہ بھی خواجہ عماد و دزبان حبشی کے تصرف مین تھا تسخیر کرکے ایلچپور
کی تسخیر کا عازم ہوا عماد الملک تاب برابری کی نہ لایا بدستور سابق برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ فاروقی
مقام اعانت اور کمک مین ہوکر باتفاق متوجہ جنگ نظام شاہ اور امیر برید ہوئے اور فریقین مین بعد قرب وصول جنگ شدید
واقع ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ بحال ابتر و پریشان برہانپور کیطرف بھاگے نظام شاہ تین سو ہاتھی اور خیمہ اور خرگاہ و کل
تمام کارخانجات سلطنت پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے قبضۂ قدرت مین لایا عماد الملک اور محمد شاہ نے
احوال اس طرح معاینہ کرکے آدمی معتبر مع تحف فراوان سلطان بہادر بادشاہ گجرات کے پاس بھیجکر اعانت
طلب کی سلطان بہادر اُن کی امداد کو فتوحات غیبی تصور کرکے مع امرا اور لشکر بیحد سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس
ہجری مین دربار اور سلطانپور کے راستہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ نے مضطرب
ہوکر اول رسل و رسائل شاہ طاہر کے لکھے ہوئے مشتمل تہنیت جلوس اور اظہار اخلاص اور اعتقاد دلی مین

بابرشاہ کے پاس ارسال کئے اور اس مین یہ فقرہ درج کیا کہ لطائف عواطف الٰہی سے امید واثق ہی کہ عنقریب مخبران
اقبال مژدہ توجہ جنود لشکر ظفر قرین سعادت قران واسطے اخراج اعادی اس حدود کے یکجہتون کے مسامع مین پہونچاوین
اور بشیران مسرت رسان بشارت قل جاء الحق وزہق الباطل اس دیار کے اطراف واکناف مین منتشر کرین تاکہ
منتظران امیدوار اور معتقدان خدمتگار باقبال تمام استقبال کر کے فائز المرام ہووین اور اسی طور سے چند مکتوب متضمن
طلب اعانت اسمٰعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کئے سلطان قلی جو جنگ کفار مین مشغول
تھا یہ بہانہ کر کے متعذر ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے انتخاب کر کے
امیر برید کے ہمراہ جو آپ کو منجملہ امرائے عادل شاہی سے جانتا تھا برہان شاہ کی مدد کیواسطے مع خزانہ موفورہ اور ساز و
یراق سفر روانہ فرمایا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہور اور پاتری کے واسطے ولایت برار کے درمیان آنکر اس ملک
کے لینے کی طمع کر کے چند روز سے مقیم تھا عماد الملک اپنی زوال مملکت کے اندیشہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ ولایت بندگان
صمیمی سے تعلق رکھتی ہی اگر قدم آگے بڑھا کر برہان شاہ کو مستاصل کر کے قدرے اس ولایت سے بندہ کو عنایت فرماوین
تو اپنے زن و فرزند قلعہ کاویل سے وہان بھیجکر یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کر کے ہمیشہ ملازم رکاب رہونگا سلطان بہادر
نے اُسکی عرض قبول کی اور نظام شاہ کے اُردو کیطرف جو کوہستان بیر مین اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید چھ ہزار سوار
عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار اپنے خیل خاصہ سے لیکر مقابلہ کیواسطے عازم ہوا اور مابین قصبہ پٹن اور بیر اثنائے کوچ مین
افواج گجراتیون پر تاخت کی اور تخمیناً دو تین ہزار سوار تہ تیغ بیدریغ کر کے مال و اسباب و ساز و سلب بسیار مع شتر
اونٹ محمول خزانہ گجرات قبضہ مین لایا سلطان بہادر اس احوال کے مشاہدہ سے نہایت برہم ہوا اور جس مقام مین کہ
یہ خبر اُسے پہونچی تھی وہین مقام کیا اور خداوند خان وزیر کو مع بیس ہزار سوار جرار تدارک انتقام کے واسطے نامزد کیا اور
امیر برید نے محاربہ اُس لشکر عظیم کا ساتھ اپنے قرار دیا اور اُن کے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ بہادران طرفین کارزار
مین مصروف ہون دونون لشکر ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہو کر ایک مین ملگئے گلاب دکن نے گلاب گجرات کو شکست دی
قصہ یون ہوا کہ امیر برید اور امرائے عادل شاہ نے دل ظفر پر باندھا اور مقصد کے امیدوار ہوئے اور بعد آراستگی
صفوف حرب امیر برید نے پشت معرکہ پر دیگر کمین گاہ مین گیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی امیر برید
ایکبارگی کمین گاہ سے برآمد ہوا اور بہ ضرب ہائے شمشیر خونخوار ایک دم مین اُنکے لشکر کو زیر و زبر کیا من بعد سلطان بہادر
نے بیس ہزار سوار دیگر عماد الملک اور خداوند خان کے ہمراہ رکاب بھیجے برہان شاہ اور امیر برید اور خواجہ جہان نے
اُس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے مین نہ دیکھی بجناح استعجال پرندہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بھی گجراتیون کے
تعاقب سے اقامت میسر نہوئی جنیر کی سمت مفرور ہوئے اور اسوقت برہان شاہ کی والدہ جو بیٹی ایک اکابر استرآباد
سے تھی قضائے الٰہی سے فوت ہوئی اس بلدہ مین اُسے پیوند زمین کیا اور سلطان بہادر نے احمد نگر مین داخل ہو کر
باغ نظام شاہ مین نزول فرمایا اور سامرا اور منصب دار احمد نگر کے مکانون مین وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ تھپر
اور چونہ جو باغ نظام شاہ مین بعضی عمارات کی تعمیر کے واسطے موجود اور مہیا ہی اُسے باغ کے باہر لیجا کر ایک چبوترہ وسیع اور
رفیع جنگ فیل کے تماشے کیواسطے تیار کرین اور سلطان چالیس روز از صبح تا شام اجلاس کر کے سلام خلائق کا لیتا تھا اور
ہاتھی اور ہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ چند روز یہان اقامت کرون

لیکن امرائے نظام شاہ جریدہ ہو کر یہی چاہتے تھے کہ کسی طرف سے غلہ اور مایحتاج بفراغت گجراتیوں کے اردو میں
پہونچے چنانچہ اس درمیان میں دکنیوں کی مزاحمت کے سبب نہ پہونچنے آذوقہ سے ایک قحط ظاہر ہوا اور بہت آدمی اور
ہاتھی اور گھوڑے ہلاک ہوئے خداوند خان اور امرائے کبار گجرات نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر شاہنشاہ کو واقعی تسخیر اس ملک
کا مرکوز خاطر ہے صلاح دولت یہ ہے کہ اول قلعہ دولت آباد کو کہ سر راہ گجرات ہے مفتوح اور مسخر کریں اسکے بعد احمد نگر کیطرف متوجہ
کر کے دیگر قلعجات اور قلاع کی تسخیر میں کوشش فرماویں سلطان بہادر نے انکی عرض قبول کی لیکن کوچ کرنے میں تامل کرتا
تھا اس درمیان میں ایک خواب مہیب دیکھا کہ باغ نظام شاہ میں ایک جماعت دیووں کی نہایت مہیب و بدشکل کہ بعضے
اپنے ہاتھوں میں انگیٹھیاں آگ کی اور بعضے پہاڑ اور سنگ کلان اٹھا کر اسکے پلنگ کی طرف متوجہ ہو کر چلتے ہیں کہ
اسپر ڈال دیں وہ گھبرا کر خواب سے بیدار ہوا اور ایک جماعت عقلا سے جو اسکے مقرب تھی یہ واقعہ بیان کیا انھوں نے
یہ جواب دیا کہ اس مقام میں نظام شاہ کے عہد میں ایک جنگ عظیم واقع ہوئی ہے اور کفار اور ایک جماعت کثیر مسلمانوں کی
عین بستی میں مقتول ہوئی ہے اور ان کی ارواح کو جو عروج عالم علوی میسر نہیں ہے اس جہان سفلی میں جا بجا اس
مقام میں متوطن رہتے ہیں اور بصورت شیاطین متشکل ہوتے ہیں احتمال رکھتا ہے کہ یہ خواب اسی کے آثار سے ہو سلطان
نے اسی شب کو اس مکان سے نقل کر کے کالا چبوترہ کے قریب خیمہ اور خرگاہ میں استراحت فرمائی اور بعد دو تین
روز کے دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا بعد از وصول عماد الملک اور امرائے گجرات کو قلعہ کے محاصرہ کے
واسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال محمد شاہ فاروقی کے ساتھ بالا گھاٹ دولت آباد میں نزول کیا برہان شاہ
نے ایلچی اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ وہ برادرانہ امداد کے بارہ میں جو کچھ شرط مروت اور یاری تھی بجا لائے
ہیں لیکن جب تک بنفس نفیس اس طرف متوجہ نہوں گے اس ورطے سے رہائی میسر نہوگی عادل شاہ نے جواب
دیا کہ کفار بیجانگر رائچور کے اطراف میں خیمہ گاہ میں خواہان فرصت ہیں جس وقت میں بیجاپور سے حرکت
کرونگا وہ لئیم آب کشنہ سے عبور کر کے اس مملکت کو تاخت و تاراج کریں گے اب میں نے پانسو بہادر مسلح دو اسپہ
حیدر ملک قزوینی کے ہمراہ کمک سابق کے علاوہ روانہ کیے ہیں امید ہے کہ آپ فتح و فیروزی سے مسرور اور محظوظ
ہونگے برہان شاہ عادل شاہ کے آنے سے مایوس ہو کر اپنے کام میں حیران ہوا اور دوسرا سبب حیرانی کا یہ تھا کہ رعیت
اور سپاہ شیخ جعفر کی پیشوائی سے آزردہ اور دلگیر تھی لہذا اسے منصب سے معزول کیا اور کاور سین برہمن کو جو عقل درست
اور امانت اور دیانت میں اتصاف تمام رکھتا تھا خلعت پیشوائی سے معزز اور مباہی کیا اور اسکے مشورہ صائب سے احمد نگر کیطرف
آیا اور بقدر قدرت و امکان لشکر فراہم کر کے بسبیل استعجال بالاتفاق لشکر دکن نہایت حزم و ہوشیاری سے دولت آباد کی
طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر کے لشکر کے اطراف میں پہونچکر چار کوس لشکر گجرات سے فاصلہ پر کوہستان کے درمیان خیمہ کش
ہوا مدارات و دن لوازم ہوشیاری میں تقصیر نکی اور قریب تین ماہ لشکر سلطان بہادر کے مقابل میں مقیم رہا اور دکنی گجراتیوں
کے حوالی میں تاخت کرتے تھے آمد و رفت مسدود کر کے گجراتی فوج کے کوئی ادنیٰ اعلیٰ کارزار پر مستعد ہوے اور باعلام جسارت ملبس کئے
سلطان بہادر نے اس معاملہ سے اطلاع پائی اور بسر بریدہ کہ شجاعت اور جوانمردی میں مشہور و معروف تھا اپنی باری کے دن مسلح اور
مکمل ہو کر طلایہ بنام سابق سہ ہزار سوار کے ہمراہ لیکر سلطان کے لشکر کا کیطرف متوجہ ہوا اور لشکر عادل شاہی کی معیت میں پشت
ہو کر بے اجازت نظام شاہ کے افواج آراستہ کر کے تنگ جنگ صف آرا ہوا اور بعد جنگ دکنیوں کے اردو میں منتشر ہوئی برہان شاہ

کہ شجاعت اور ہیبا کی امیر برید کی بخوبی تمام جانتا تھا فوراً مستعد قتال ہوکر امیر برید کے بعد روانہ ہوا جسوقت آتش
جنگ شعلہ زن تھی اور امیر برید اور بہادران عادل شاہی حرب مین مشغول تھے کہ نظام شاہ نے پہونچکر حملہ کر کے گجراتیونکو منہزم کیا
سلطان بہادر نے جب نظام شاہ کے پہونچنے سے خبر پائی خداوندخان اور عضد الملک اور صفدر خان اور اکثر امرائے کلان کو اُن کے
مدافعہ کیواسطے بھیجا اور وہ جماعت جب اپنی افواج کے ہمراہ متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان میواتی جو عمدہ سرداران احمدنگر سے تھا حملہ اول مین
مارا گیا برہان شاہ اور امیر برید نے صلاح توقف مین ندیکھی باگ معرکہ سے پھیری اور بھاگ کر کوہستان مین پناہ لی اور جب سمجھے کہ
لشکریان گجرات مرد میدان ہین ہم ان کے مقابل نہین ٹھہر سکتے تو کانوزسی کے کہنے سے آدمی میران محمد شاہ اور عماد الملک کے
پاس بھیجکر طالب صلح ہوئے اور وعدہ واپس دینے فیلان اور قلاع کے اپنے ساتھ ملالیا میران محمد شاہ اور عماد الملک دونون مل کر
خداوندخان گجراتی کے پاس گئے جو وزیر سلیم النفس اور نیک اندیش خلائق تھا اور کہنے لگے کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطانکی مدد مین
پہونچکر پاتری اور ماہور نظام شاہ کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کرین اور خطبہ برار اور احمدنگر کا سلطان کے نام پڑھکر ہر سال تحف و ہدایا
اُسکے واسطے ارسال رکھین حالانکہ سلطان طمع اس ملک کی کرکے چاہتا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے انتزاع کرے خداوندخان نے کہا یہ وہ کام ہے
کہ تمنے آپ کیا ہے جسوقت تمام حکام دکن یکجہت اور یک زبان ہوکر اپنے درمیان سے منازعت دور کرینگے مقرون بصواب
ہوگا میران محمد شاہ اور عماد الملک نے مطلب سمجھکر مجلس برخاست کی پہلے عماد الملک نے اپنے مورچہ سے غلہ اور آذوقہ
بہت قلعہ دولت آباد مین منجھن خان کے پاس بھیجا جب خسروانجم یعنے آفتاب برج سرطان کی طرف روانہ ہوا موسم وہ
ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سحاب کے بلند ہووین اور بارش کے سبب سے راہ آمد و شد دشوار ہووے عماد الملک
خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام پر چھوڑ کر آدھی رات کو ایلچپور کیطرف چلا گیا سلطان بہادر نے محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت
کو بلاکر مراجعت اور توقف کے بارہ مین مشورہ فرمایا سبھون نے التماس کی کہ اُسکے بعد برسات کی طغیانی کے سبب سے
تپتی اور دیگر دریاؤن کے پرآب ہونے سے غلہ و آذوقہ ممالک گجرات اور خاندیس سے نہ پہونچیگا اور احتمال کلی رکھتا ہے
کہ سلاطین دکن بھی بالضرورت باتفاق متوجہ ہووین اور جھگڑا طول ہووے صلاح دولت آئین یہ ہے کہ یہ ملک نظام شاہ
اور عماد شاہ پر مقرر رکھکر اُنکو ساتھ اطاعت اور فرمان برداری کے اختصاص بخشین پھر برہان شاہ اور عماد شاہ نے بتجویز
میران محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پڑھکر حاجیون کو مع تحف و تحائف بھیجا اور آتش منازعت ساکن ہوئی اور سلطان بہادر
گجرات کی طرف کوچ کر گیا اور برہان شاہ احمدنگر مین آیا اور میران محمد شاہ نے پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کرو اور قلعہ پاتری اور
ماہور مع فیلان عماد الملک کو واپس دو برہان شاہ نے تیس ہاتھی جو جنگ رانوری مین میران محمد شاہ سے لیے تھے
مع تحف و ہدایائے نفیسہ اُسکے واسطے بھیجے اور عماد الملک کو نیست و ہست کا کچھ جواب ندیا میران محمد شاہ نے جب
اپنا مقصد حاصل دیکھا دوبارہ عماد الملک کی طرف سے اُسنے تحریک نہ کی اور برہان شاہ کے ساتھ ابواب خصوصیت
و اتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کیے برہان شاہ نے دوسرے برس شاہ طاہر کو مع اشیائے نفیسہ اور چند فیل نامی اور
گھوڑے تازی برسم رسالت سلطان بہادر کے پاس گجرات بھیجے لیکن اُسنے شاہ طاہر سے ملاقات نہ کی اور معرض
توقف مین ڈالا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے یون سنا ہے کہ برہان الملک نے ایک مرتبہ سے زیادہ میرا نام خطبہ
مین مذکور نہین کیا ہے میران محمد شاہ مقام صلاح مین ہوا اور درجواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور یکجہت
تمہارا ہے اگر اُس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھین اور اُس کے ایلچی کو حسب الالتماس بندہ

شرف ملازمت سے مشرف فرمادین سلطان بہادر نے سرابسری ملاقات شاہ طاہر سے کی اور اُنکی تعظیم و تکریم مین
توجہ نفرمائی پھر خداوند خان نے اُس جناب کی دانشمندی اور سجادہ نشینی سے آگاہ ہوکر تدارک مافات کے واسطے
ایک مجلس عظیم آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھیجا جس وقت کہ حاضر ہوا تمام علما اور اکابر
سے بالاتر جگہ دیکر کہا کہ اگر ہم سے آپ کے بارہ مین کی نسبت کسی طرح کی تقصیر واقع ہوئی ہو مواخذہ نفرمادین کس واسطے
کہ مجلس اول مین آپ کے مرتبہ کے لائق ہم نے سلوک نہ کیا لیکن اس مجلس مین آپ کی قدر اور شان کے موافق لوازم
اعزاز و اکرام بجا لائیں گے منقول ہے کہ جمیع علماے گجرات اور دکھن کہ اُس مجمع مین حاضر تھے ہر ایک اپنے کو اعلم علماے
شیعہ سے جانتا تھا القدم یعنی بالانشینی شاہ طاہر سے رشک لیگئے اور دیگ حسد کو جوش مین لائے اور کلمات ناشایستہ
زبان پر جاری کرکے پیچ و تاب کھانے لگے سلطان بہادر نے خداوند خان کو حکم فرمایا کہ اہل فضل کو ایسی محفل مین جمع کرکے شاہ طاہر
سے صحبت علم رکھے جب مجلس منعقد ہوئی اور تمام علما شاہ صاحب کے حالات سے واقف ہوئے اُنکی مولویت اور جبلیت کے
بے اختیار معترف و مقر ہوئے اور اپنی بے اعتدالی سے نادم اور پشیمان ہوئے اور یہ امر جب سلطان بہادر کے سمع مبارک مین پہنچا
اُس جناب کے احترام و اعزاز مین حد سے زیادہ تر کوشش کی اور بعد تین مہینے کے رخصت انصراف ارزانی فرمائی نو سو
نوسو سینتیس ہجری مین جب سلطان بہادر سلاطین خلجیہ پر مسلط ہوا اور ولایت مندو اپنے تصرف مین لایا برہان شاہ زیادہ تر
سلطان بہادر کی شوکت سے متوہم ہوا اور شاہ طاہر کو پھر ہمراہ رسیو رکھن کے فتح کی مبارکباد کے واسطے روانہ کیا
قضارا اس وقت کہ برہان پور مین پہونچا سلطان بہادر بھی اس بلدہ مین آیا میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی ملاقات سے
سلطان کو بخوبی تمام محظوظ کرکے اخلاص نظام شاہ کا دلائل و براہین خاطرنشان کیا اور کہا صلاح دولت اُس مین دیکھتا
ہون کہ شاہ کی تقویت کرکے اپنا مخلص کرین سلطان بہادر جو بادشاہ صاحب داعیہ تھا اور فکر ہاے دور دراز کار کو اپنے
دل مین راہ دیتا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کرے ساتھ محمد شاہ کی اپنے صلاے دل مین جلوہ
گر ہین کرکے وہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو الطاف و عنایات سے قوی پشت اور راضی کرکے تعجیل تمام
احمد نگر کیطرف بھیجا کہ برہان شاہ کو جلدی برہان پور مین لاکر سلطان سے ملاقات کرائے شاہ طاہر نے سرعت تمام احمد نگر
مین پہونچکر برہان شاہ کو تکلیف برہان پور کی روانگی کی دی برہان شاہ نے اول جانے سے انکار کیا آخر کو انکی
کے کہنے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ حسین کو ولیعہد کیا اور جمیع امور ممالک محروسہ کا تو دہی سے
رجوع کیے اور ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے سوار و پیادہ سات ہزار بھی نہ تھے ہمراہ لے کر شاہ طاہر کے باتفاق
برہان پور کی طرف متوجہ ہوا خواجہ ابراہیم دبیر تولی اور ساماجی شب نویس کو بطریق ایلچی گری بواسطہ قرار کیفیت ملاقات
اور تعیین پیشکش اور امور دیگر اپنی روانگی سے پیشتر برہان پور کی طرف محمد شاہ کے پاس روانہ کیا اور جب کنارہ آب
تپتی موضع مانکدیوے مین جو برہان پور کے قریب ہی پہونچا محمد شاہ نے استقبال کرکے آنحضرت سے ملاقات
حاصل کی اور بتقریبات چند در چند یون مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر اجلاس کرے اور برہان شاہ تسلیم بجا لاکر
حضور مین ایستادہ رہے برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت مین بلاکر فرمایا یہ ہرگز نہوگا کہ وہان تخت پر بیٹھے اور
مین سلام کرکے ایستادہ رہون بہتر یہ ہی کہ ہم مع ارادہ کہکے اپنا کام کارساز حقیقی کے سپرد کرین شاہ طاہر نے
کہا شرط دنیاداری کی یہ ہی کہ ایک روز اپنی صلاح دولت کے واسطے بہایت فروتنی گوارا فرمادین

اور سالہا سال مسند کامرانی پر بفراغت وشوکت متمکن ہوکر زندگانی بسر کرین برہان شاہ نے کہ بادشاہ عاقل ودانا تھا ستیزہ سے پہلوتہی کرکے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن اسیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلپذیر سوچ کر عرض کی کہ بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہی اور سلطان بہادر یہ خبر سنکر اُسکا خواہان اور شائق ہی میرے دل مین یہ آتا ہی کہ یہ مقدمہ خداوندخان کے درمیان رکھکر روز ملاقات فرقان حمید کو ہمراہ لے جاؤن تو سلطان بے اختیار ہوکر تخت سے اُترآوے اور استقبال کے واسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر سنکر نہایت خوش دل ہوا دوسرے دن جب شہنشاہ شرقی یعنے آفتاب جہانتاب نے تخت نہ پایہ فلک پر قدم رکھا باتفاق میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اُس مقام کی طرف کہ ملاقات کے واسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ سب مسکن بادشاہی کے قریب پہونچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور باتفاق برہان شاہ سراپردہ مین داخل ہوا جونہین سلطان کی دور سے نظر اُس پر پڑی خداوندخان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہی خداوندخان نے کہا قرآن شریف بخط امیرالمومنین علے علیہ السلام ہی سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اُترا اور استقبال کو روانہ ہوا اول مصحف مجید کو لیکر تین مرتبہ بوسہ دیکر آنکھون سے ملا اور اُسی طرح ایستادہ ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان مین فرمایا چونی وتیہ حال واری اُس نے فارسی مین متکلم ہوکر جواب دیا کہ از نیازمندان جانبم واز در دولت بادشاہ خوشوقت وخوش عالم پھر سلطان تخت پر متمکن ہوا برہان شاہ اور شاہ طاہر اور محمد شاہ مقابل مین ایستادہ ہوئے اور سلطان بہادر کو شاہ طاہر کے ایستادہ ہو نے سے نہایت اضطراب بہم پہونچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے عذر کیا جب تین مرتبہ بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہان مطاع سر آنکھون پر ہی لیکن بندہ نظام الملک کے ساتھ نسبت نوکری اور صاحبی کی درمیان مین رکھتا ہی شرط ادب نہین ہی کہ وہ ایستادہ رہے اور بندہ بیٹھے سلطان نے لاچار ہوکر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑکر بٹھایا اور خود زیر دست اُس کے از روے ادب بفاصلہ نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کرکے ہمزبانی بہت فرمائی اور فارسی مین متکلم ہوکر یون برہان شاہ سے کہا درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرانیدی وناسازی روزگار چون بانتہا رسانیدی برہان شاہ نے مراسم تعظیم پیش بہونچا کر یہ جملہ عرض کیا ادبارے کہ اختتام آن باقبال بازگردد وفراستے کہ آخر بوصال انجامد حلاوت اختتامش مرادست وابتدا فراموش گردد بحمد اللہ تعالے وتقدس کہ انچہ بسالہاے دراز گذشتہ بود این حلاوت یک لحظہ تلافی آن ہمہ کرد جب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین وآفرین مین کھولی اور میران محمد شاہ سے کہا تو نے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اُس نے عرض کی جو کہ بندہ دور تھا خوب نہین سنا چنانچہ سلطان بہادر نے سوال وجواب ایک بار بآواز بلند اس طور سے کہ تمام حضار دربار نے سنا بیان کیے شاہ طاہر نے ایستادہ ہوکر عرض کی کہ یہ امر اثر التفات سلطان سے حاصل ہی اور امید قوی ہی کہ روز بروز آثار عنایت وشفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معاینہ ہووین سلطان بہادر نے ٹپکا اور خنجر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر تھا کھول کر اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر مین باندھا اور جو کہ اُسنے اُس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی تھی فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اُسکے بعد اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرکے کہا مین نے سنا ہی کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہی اس گھوڑے عربی خاصہ تند رفتار تیز گام پر سوار ہوکر سراپردہ کے

گرد پھیرے برہان شاہ سوار ہوا اور اُس گھوڑے کو گردش دکن گرم چیرہ دست سے تیز کیا اور کاوہ اشپروں اور پوئی اور
پوقدمہ پر لگایا سلطان بہادر نے اس شہسوار کی تعریف میں زبان کھولی اور یہ فرمایا کہ یہ سواری نے چتر جو شاہ
ہنشین ہوا اشارہ کیا کہ آفتاب گیر یعنی چتر اور سورج مکھی سعید کہ بادشاہ سعد دے سے لی تھی اُس کے فرق پر مرتفع کی اور
محمد شاہ اور خداوند خان کو حکم کیا کہ برہان شاہ کے سر پر چتر اور سورج مکھی میں سواری میں لگا کر سراپردہ سے باہر
لیجاویں اور اُس کے دائرہ میں جا کر سراپردہ سلطان محمود خلجی اُسکے واسطے ایستادہ کر کے مبارکباد کہیں اور دوسرے
دن سلطان بہادر نے چار کرسی طلائی تخت کے سمت بچھا کر لوازمہ جشن عالی ترتیب فرمایا اور نظام شاہ اور شاہ طاہر اور
میران محمد شاہ اور شیخ عارف رالتیج اولیا کو طلب کر کے اُن کرسیوں پر بٹھایا اور تکلفات رسمی اور تواضعات عرفی میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا پانچ راس گھوڑے اور دو زنجیر فیل مست اور بارہ ہرن جنگی نظام شاہ کو دئے اور دو گھوڑے اور ایک زنجیر
فیل کلاں شاہ طاہر کو عنایت فرمایا اور عالم خان میواتی کے بیٹے کو کہ وہ بھی عالم خان خطاب پا کر منصب و جاگیر سے سرفراز اور
ممتاز ہوا تھا اُسے بھی خلعت گزیدہ و خود و شمشیر مرصع فرمایا اور جو سنا تھا کہ برہان شاہ چوگان خوب کھیلتا ہے قریب دو گھڑی نظام شاہ کے
ساتھ سراپردہ کے اندر کہ وسیع تر دائرہ واسطے تھا چوگان بازی کی پھر اسی طرح سے دونوں بادشاہ سوار سراپردہ سے
برآمد ہوئے اور خواجہ ابراہیم اور سپاہی کہ پیشکش اور نذریں لیے ہوئے ایستادہ تھے ملاحظہ میں چلائے سلطان بہادر
نے اگرچہ سب کو بہترین اعانت فرمایا لیکن ان سب پیشکشوں میں سے ایک ہیکل مصحف اور ایک شمشیر کہ اُس پر نام ایک
خلفائے عباسی منقوش تھا اور چار ہاتھی مست اور دو گھوڑے عربی لیکر فرمایا کہ میں نے باقی تمام چیزیں مع ممالک دکن
نظام شاہ کو مرحمت فرمائیں اور اسی وقت رخصت عطا کر کے احمد نگر کو واپس جانے کی اجازت دی بیت از انجا
شادمان مرکب روان کرد * عنان بر سوی احمد نشان کرد برہان شاہ نے مراجعت کر کے حسب الاتفاق دولت آباد
میں نزول کیا شیخ برہان الدین اور شیخ زین الدین کی زیارت کی اور روضہ کے مجاوروں کو نذر و صدقات فراوان سے
مسرور القلب اور خوش وقت کیا جو کہ ہنگام شگفتگی گل چنپہ تھا حوض قتلو کے کنارے استقامت فرمائی اور چند روز
اس حدود مسرات دلکش کی سیر کی اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور بموجب تحریر فرمان شاہزادہ حسن بحر
کالورسی اور بھی امرا اعیان احمد نگر مع ایلچیان عادل شاہ اور قطب شاہ اس کی ملازمت میں حاضر ہوئے اور
سب نے مبارکباد دی اور اس سبب سے کہ درمیان برہان شاہ اور شاہ گجرات کے غبار منازعت بالکل
زائل ہو کر ایسا کام معظم وقوع میں آیا در پے تنبیہ رایان اطراف ہوا اور کالورسی کے حسن تدبیر سے پانچ چھ مہینے کی
کی مدت میں راجہائے مرہٹہ جو عہد نظام شاہ سے اُس وقت تک زبردست ہو گئے تھے مطیع اور فرمانبردار ہوئے
اور تیس قلعے جنگ سے لئے اور شاہ طاہر کو محرم اسرار بادشاہی کر کے جاگیر لائق اور زر بیدریغ عطا فرمائیں اور خواجہ ابراہیم
کو خطاب لطیف خان اور سپاہی کو پرتاب راے خطاب دیگر مقربان درگاہ سے کیا اور باغ نظام کی عمارت جو گجراتیوں نے
خراب کی تھی اور اُس وقت تک مرمت نہ ہوئی تھی بخاطر جمع اصلاح و مرمت فرمائی اور حسب التماس عادل شاہ نے سنہ ۹۲۹ نو
سو انتیس ہجری میں بقصد تسخیر قلعہ کلیان اور قندھار بیجاپور سے نہضت فرمائی امیر برید نظام شاہ سے کمک اور اعانت
کا ملتجی ہوا اور نظام شاہ نے از روئے غرور عادل شاہ کو مکتوب لکھکر اُس قلعہ کی تسخیر کی ممانعت کی اور عادل شاہ نے
اُسکے جواب کلام درشت و نا ملائم تحریر کر کے یہ شکایت کی کہ تم سے اس قسم کے سلوک کبھی مشاہدہ ہوئے تھے

سبب کیا ہی کہ آپ ویرانی احمدنگر اور واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے فقرات نامناسب مرقوم کرتے ہین اگر آپ
بسبب چتر اور سراپردہاے کہنہ شاہان مندو کے مغرور ہوئے ہین گنجائش نہین رکھتا ہی اور جو خطاب شاہی پر نازان
ہوکر فخر کرتے ہین اس معنی نے اسطرف بوجہ اکمل واتم صورت ظہور پائی ہی کسواسطے کہ ہمنے شہنشاہ ایران سے جو پیغمبر آخرالزمان
کا فرزند ہی خطاب شاہی پایا ہی تم گجراتیون کے سرعمل کے سبب سے اس مرتبہ کو پہونچے ہو خیر اب اگر مثل ان امور کے
خیال کرنے سے نادم اور پشیمان ہوجاؤ زہے سعادت اور جو نہین تو اب ہم اور ہمارے اعیان تلوارین برہنہ کرکے
میدان مین کھڑے ہین باغ نظام شاہ سے برآمد ہوچیے اور زور بازوی تہمتنان عادل شاہی دیکھیے نظام شاہ اس
نفرین سے نہایت شرمندہ ہوا اور فوراً سراپردہ باہر بھیجے اور دوسرے دن کوچ فرماکر موضع آمنہ پور مین جو آباد کیا ہوا
شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا چند روز اجتماع سپاہ کے واسطے مقام کیا اور اُسکے بعد جب کہ حالت منتظرہ نرہی مع توپخانہ
اور سامان جنگ بسبیل استعجال عادل شاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین نائرۂ قتال شعلہ زن ہوئی
اور جانبین سے مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میدان مین حملہ آور ہوئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی
ضرب سے خاک معرکہ کو ایک دوسرے کے خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمدنگر پر پڑی اور اس روز ہولناک مین
غریب زادہاے خردسال بیجاپور نے داد مردی اور مردانگی دی اور احمدنگری فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر مغزل
برہان شاہ کو مع سپاہ اس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمدنگری مارے گئے اور توپخانہ اور گھوڑے اور
ہاتھی بہت لشکر عادل شاہی کے ہاتھ آئے اور برہان شاہ کی عجب و نخوۃ مین بہت تخفیف ہوئی اور بعد چند روز ایک جماعت
طرفین نے درمیان مین آکر دونون بادشاہ سے ۹۳۹ھ نوسوانتالیس ہجری مین سرحد پر باہم ملاقات کرائی اور بعد گفت و
شنود اور ردوبدل کے یون مقرر ہوا کہ نظام شاہ مملکت برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کرکے دکن کو آپس مین
برابر تقسیم کرین قضارا انھین سنوات مین اسمٰعیل عادل شاہ فوت ہوا اور تمام مقدمات ملتوی ہوگئے اور ۹۴۴ھ نوسو چوالیس
ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلالت اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام خلفائے ثلثہ خطبہ
سے موقوف کیا عیاذاً باللہ و معاذاللہ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہی **بیت** ہر کہ در سایۂ آن سرو سہی قد باشد ؛
جاش زیر علم سبز محمد باشد ؛ اور چونکہ نشان دوازدہ امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنمونی سے چتر اور نشان اپنے سبز کیے اور تبرائیون
کو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار اور مساجد اور معابد مین خلفاے راشدین اور اُن کے پیروان کے لعن و طعن مین مشغول
رہین اور اُس روز سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ نے امرائے کبار حنفی مذہب کے خوف سے
کہ رافضی کش تھے انھین معدوم کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اس کا ہی کہ کچھ احوال
شاہ طاہر کا بھی بشرح و بسط مرقوم کرون ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمٰعیلیہ مصر اور افریقیہ سے
ہی جنکو علویہ بھی کہتے ہین اور تاریخ حبیب السیر مین مسطور ہی کہ اسمٰعیلیہ نے بلدۂ مغرب اور مصر مین بعزت تمام سلطنت
کی اور مدت حکومت انکی مؤلف کے عقیدہ مین دوسو چھیاسٹھ برس ہی اور اول جس شخص نے اُس طائفہ سے ظہور پکڑا
اور مالک زمام جہانبانی ہوا اُسے ابوالقاسم محمد بن عبداللہ المہدی کہتے تھے اور یہ مہدی بقول اکثر و اشہر اسمٰعیل بن
جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہی حمداللہ مستوفی نے عیون التواریخ مین اُسکے باپ کی اسامی اس طرح سے نقل کی ہی

المهدی بن محمد بن الرضا بن عبداللہ بن التقی بن قاسم بن احمد الرضی بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق ؑ اہل سنت و جماعت مغربیان نے مہدی کو عبداللہ بن سالم بصری کی ذریت سے شمار کیا ہے اور زمرۂ عراقیان نے اولاد عبداللہ بن میمون قداح سے اعتقاد کیا ہے اور فرقۂ اسمٰعیلیہ کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان عبارت محمد بن عبداللہ سے ہے اور حضرت خاتم الانبیا سے روایت کرتے ہیں حدیث علی راس ثلث مایۃ تطلع الشمس من مغربہا کہتے ہیں لفظ شمس اس حدیث مین کنایہ محمد بن عبداللہ سے ہے اور ایک اہل شیعہ کا یہ قول ہے کہ ولادت مہدی مغربی کے شہور ۲۶۰ھ دو سو ساٹھ ہجری میں ہوئی اور ولادت حضرت امام مہدی صاحب الزمان کی بقول اثنا عشریہ سرمن رائے من مسری رمضان ۲۵۸ھ دو سو اٹھاون ہجری مین ہوئی اور بر تقدیر صحت حدیث لفظ شمس عبارت محمد بن حسن عسکری ؑ سے ہے سیادت علویہ مصر کی باتفاق نسابہ اور مورخین مشکوک ہے لیکن جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مرقوم عامہ تحقیق ہوگا عالم رویا میں برہان شاہ سے کہا کہ میا اور ر مد شاہ طاہر جو کچھ کہے اس پر عمل کر ایسا خواب بمقتضائے حدیث صحیح من رانی بقدر انی باتفاق علما یہ خواب شیطانی محل نہین ہو سکتا یقین ہے کہ سادات اسمٰعیلیہ صحیح النسب ہونگے اور نسبت یعنی نسب شاہ طاہر کا ساتھ عبداللہ کے اس طرح مشہور ہے شاہ طاہر بن شاہ رضی الدین بن المولی موسی شاہ بن موسی شاہ بن محمد ملقب شمس تبریزی شاہ و رشاہ بن العالم بن مولی محمد بن مولی جلال الدین بن حسین جلال الدین بن کمال محمد بن مولانا حسن العالم بن المولی علی ابن احمد مستنصر بن مولی نزار بن مولی مستنصر احمد بن مولی محمد بن علی طاہر بن حاکم بن نزار بن المعز بن اسمٰعیل بن محمد القاسم بن عبداللہ المہدی اور نسبت عبداللہ المہدی کی ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بروایت مشہور یون ہے عبداللہ بن الرضا بن التقی قاسم بن المولی احمد بن الرضا المحمد بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق واللہ اعلم بحقیقت الحال خواجہ عماد الملک جوینی تاریخ جہان کشا میں لکھتا ہے کہ بعد از خلفائے راشدین درمیان اسلام کے ایک جماعت پیدا ہوئی جو باطن میں فلاسفہ کے معتقد تھی چنانچہ ہمیشگی عالم اور مواد جسمانی کا اعتقاد رکھتی تھی کبھی ظاہر شریعت کو ساتھ باطن کے بدل کر گریہ اپنے واسطے پیدا کرتی تھی اور طوائف اہل سنت سے انکار کرتی تھی کہ انھون نے آل رسول کی امداد و نصرت نہ کی خاص اس وقت کہ یزید اور اُس کے اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا اور یہ کلام جملہ معترضہ تھا امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک کہ پہلے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیل کو ولیعہد کیا اور جب اسمٰعیل نے میخواری اختیار کی اُسے معزول کر کے امام موسی کاظم کو ولایت عہد دی اور روایت صحیح یہ ہے کہ اسمٰعیل اپنے باپ کے عہد میں فوت ہوا لیکن ایک جماعت کہ جو موسوم بکیسانی ہے وہ کہتے ہین کہ اسمٰعیل اپنے باپ کے بعد از وفات زندہ تھا اور جو اصل نص اول ہے لہذا اسمٰعیل امام ہے نہ موسی کاظم اور بعد اسمٰعیل بیٹا اُسکا محمد امام ہے اور علویہ مغرب تمام اُس کی نسل سے ہین اور محمد اسمٰعیل بھی امام جعفر صادق ؑ کے عہد میں رہ گیا اور مدتہا دری ساتھ اُس کے منسوب ہے اور جب اُس کی اولاد کثرت سے ہوئی خراسان اور قندھار اور سندھ کی طرف جا کر متوطن ہوئی اور اسمٰعیل والدہ کی طرف سے بھی حسینی تھا اور اسمٰعیلیون کے دو پیشوا تھے ایک میمون قداح اور دوسرا عبداللہ بن میمون اور عبداللہ کوفہ اور عراق اور عرب مین گیا اور ایک لڑکا اُسکے ہمراہ تھا کہا مین داعی امام ہون اور امام کا ظہور قریب ہے اور ایک شخص ابوالقاسم کو یمن کی طرف دعوت کے واسطے بھیجا اور وہان پہونچکر دعوت میں مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اس کی قبول کی اور ایک

شخص کو کہ عبد اللہ صوفی کہتے تھے بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندون سے تھا اُس کے ہمراہ مغرب کی طرف گیا ابو عبد اللہ صوفی نے استقبال کیا اور اُس نے خلقت مغرب سے کہا مین امام ہون اور مصلحۃً کہتا تھا وقت ظہور امام کا نزدیک ہی اور آپ کو فرزندان امام اسمعیل سے شمار کرکے مہدی نام کیا اور لوگون نے القادر باللہ عباسی کے عہد مین ایک محضر اُسکے بطلان کی نسب کا ساتھ امام جعفر صادق ؑ کے تحریر کیا اور بعضے کہتے تھے کہ مہدی بیشک وشبہہ اسمعیل کی نسل سے ہی اور روایت کے سبب مہدی اور اولاد اُسکی علوی ہونگی اور ملاحدہ بلاد عجم یعنے حسن صباح اور اتباع اس کے کہ اعیان اسمعیلیہ سے تھے اور بلاد قہستان والموت مین حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندقہ و الحاد کے منسوب ہین اور بعد ترقیم اس روایت کے کہ بعضے حکایات آیندہ مین دخل رکھتی ہی اور مقوی کلام ارباب حسد و تہمت ہی ارباب کمال کی خدمت مین عرض گذار ہوتا ہی کہتے ہین کہ اوائل دولت اسمعیلیہ مین ایک شخص اُنہین سے کہ بمزید فضل و ورع اتصاف رکھتا تھا اور علم فقہ اور تقوے مین علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درویشان مین در آیا اور خلایق کو ساتھ مذہب اثنا عشری کے دعوت کرکے اپنے جد اسمعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر و مغرب نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ اس سید کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ مین اُسکا عتبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اُسکے فرزندون سے ایک بعد دوسرے کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ کی تقویت کرتے تھے اور اُسکے بعد دولت اسمعیلیہ نے ۵۰۷ھ پانسو سات ہجری مین عزل اور انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفاے عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث ملک تھے اُس طرف متعسر ہوا اور ہر ایک ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوے اور آخر مین ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوند مین جو مضافات قزوین سے ہی اور گیلان کی سرحد مین واقع ہی توطن اختیار کیا اولاد اُسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال مسند ارشاد کو اپنے وجود باجود سے مکرم رکھا اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز و مکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی شاہ طاہر حسینی کو پہونچی اور رتبہ اُس کا علوم ظاہری اور باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور وجاہت شان اور سیرت و صورت مین باپ دادا سے افزون تر ہوا شیعیان مصر اور بخارا اور سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اُسکے دامن مین محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوئے اور شہنشاہ ایران شاہ اسمعیل صفوی نے جو خود پیری اور مریدی کی برکت سے صاحب دستگاہ ہوکر منصب جلیل القدر بادشاہی مین پہونچا یا تھا اسلیے درپے اُسکے ہوا کہ سلسلہ جمیع مشائخ ممالک محروسہ کو مٹاوے علی الخصوص سلسلہ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور میرزا شاہ حسین صفہانی نے جو ناظر محکمہ شاہ اسمعیل تھا اور شاہ طاہر کے ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اُسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اُسے مطلع کیا شاہ طاہر سلامتی ترک درویشی ظاہری مین سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو پیچیدہ کیا اور ابتداے ۹۲۶ھ نوسو چھبیس ہجری مین حوالی سلطانیہ مین بذریعہ میرزا شاہ حسین اور بعضے ارکان دولت دربار دلکشاے بادشاہی مین رسائی پیدا کی اور سلک علماے حضور مین منسلک ہوا اور اس سبب سے کہ گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اُسے دیکھتا تھا شاہ طاہر بوسیلہ میرزا شاہ حسین منصب تدریس کاشان حاصل کرکے اُسطرف گیا اور طالب اور مریدون کے ہجوم لا ز سر مسند تعلیم اور تعلم نے فروغ پایا اور مریدون نے بھی اطراف و جوانب سے کاشان کی طرف توجہ کی اور اُس بلدہ کے رئیسون نے از روے حسد ایک عریضہ متضمن بہ سراسر تہمت شاہ کو لکھا کہ حال اسمعیلیہ اور اُنکے واعیان کا اظہر من الشمس ہی احتیاج گذارش کی نہین ہی شاہ طاہر اس عرصہ مین مقتدا اس جماعت کا ہی اس مذہب کے رواج دینے مین کوشش کرتا ہی اور

ملحدان اور چراغ کشان اور محمودیاں اور زندیقان اُس پر مجتمع ہوئے ہیں شریعت پیغمبر کو رواج اور رونق بخشی ہے اور سلاطین
اکناف کے ساتھ بھی ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہے شاہ اسمٰعیل نے کہ بہانہ طلب تھا بغیر اطلاع
مضمون عرائض کے حرف مذہب بہانہ کر کے حکم کیا کہ پروانہ اُس کے قتل کا لکھا جاوے میرزا حسین اس
قضیہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہیں ہے ایک پیک صبارفتار کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا کاشان
کی طرف مستعجل تمام روانہ کیا اور زبانی یہ پیغام کیا کہ اب پروانہ ایسا پہونچا ہے مصلحت یہ ہے کہ وہ بزرگوار بمجرد
آگاہی اس خبر کے نقل مکان کر کے اس بادشاہ قہار کے قلمرو سے نکل جاویں شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ اور مضطرب
ہوا اور اموال اور اثقال سے قطع نظر کی اور اہل و عیال کو ساتھ لیکر بسرعت تمام اور اخفاے مذکور میں بہم
سرایت ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جرون کی سمت متوجہ ہوا اور باتفاق حسنہ جس دن کہ کشتی
ہندوستان کی طرف روانہ ہوتی تھی پہونچا بعد ادائے نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد شاہ طاہر پر چلی نماز جمعہ کے
جمعہ کی بندر گوہ میں جو سادر ہے ہر بجا لایا منقول ہے کہ جب تورجیان کہ وہاں قتل اُن کے پاس تھا کاشان
میں پہونچے اور شاہ طاہر کی خبر فرار سنی بسرعت تمام تعاقب میں رواں دواں ہوئے جو مشیت ایزدی اسکے
اُس کے متعلق تھی کہ شاہ طاہر عاقبت محمود بلاد دکن کو قدوم میمنت لزوم سے رشک گلشن ارم کرے اور
تشنگان اُس سے نور معرفت حاصل کر کے سالک راہ سداد و صلاح ہو دیں لہذا شاہ ایران کے ملازم بر
ساحل دریاے عمان پر اُس وقت پہونچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی سلامت میں بیٹھکر ہندوستان
کی طرف روانہ ہوا تھا کہتے ہیں شاہ طاہر بندر گوہ سے شہر بیجاپور میں پہونچا اسمٰعیل عادل شاہ ارباب شمشیر
کے سوا کسی طائفہ پر نظر عنایت مبذول رکھتا تھا اُس کے احوال پر مشغول ہوا آخر لاچار حج ادا کرنے کا قاصد
ہوکر بندر چیول کی جانب روانہ ہوا تاکہ سفینہ توفیق میں سوار ہوکر زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ رسول اللہ صلعم
و زیارت مشاہد مقدسہ امیر المومنین اور امام حسین و دیگر ائمہ سے مشرف ہو اور بعد اُسکے اطمینان ہو
تو وطن اصلی کی طرف مراجعت کرے اس قصد سے چلا تھا اتفاقاً اثنائے راہ میں قلعہ پرندہ میں وارد ہوا مخدوم
خواجہ جہاں دکنی نے جو امرائے سلاطین بہمنیہ سے تھا اور اُس کے بعد نظام شاہ سے ملتجی ہو کر اس قلعہ میں
رہتا تھا شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے خبر پاکر قسم قسم کی تعظیم و تکریم سے اُن کو بلایا اور بمبالغہ و الحاح
تمام التماس توقف کی اور اُسکے فرزند کتب علمی کے پڑھنے میں مشغول ہوئے اور اتفاقات سے اسی عرصہ
میں برہان شاہ نے بخلاف عادت اپنے استاد مولانا پیر محمد شیروانی کو برسم رسالت خواجہ جہاں دکنی کے
پاس پرندہ میں بھیجا اور وہ وہاں شاہ طاہر کی خدمت میں موہبت میں حاضر ہوا ایک ملک بصورت بشر
اور ایک جہان ملبس وحدت دیکھا بیت عیسیٰ گاہ دانش آموزی بہ وسعی وقت مجلس افروزی اہل جناب
کو دولت شرف اور نعمت غیر مترقب جانکر بیس روز تک کتاب محصلی کے پڑھنے میں مشغول رہا اور تمام دکن
میں یہ غلغلہ ہوا کہ پیدا ہوئے بزرگوار کے وجود سے مزین اور معمور ہے کہ پیر محمد سا اُستاد اُسکے شاگردوں میں اظہار
رکھتا ہے الغرض پیر محمد بیس روز تک تقریبات اُٹھا کر وہاں مقیم رہا اور جب احمد نگر کی طرف معاودت کر کے برہان شاہ
کی ملازمت سے مشرف ہوا آن حضرت نے درنگ اور توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اس سفر میں ایک

دانشمند کی صحبت مین کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور مثل اُس کے مین نے عمر بھر ایران اور توران اور ہندوستان مین کوئی فاضل اور عالم نہین دیکھا تھا معزز ہوا اور نعمت عظمیٰ جانکر کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مصروف ہوا اور اُس جامع فیوضات نا متناہی کی برکت اس بے بضاعت کے شامل حال ہوئی بہت ایسے مجہولات اور اسرار معلوم اور منکشف ہوئے کہ طائر بلند پرواز فہم انسانی اُس کے مدارج عالیہ کے کنہ کمال مین راہ نہین پاتا اور عقل نکتہ دان عقلائے زمان کو اُس کے اطوار سے آگاہی نہین ہی اور اُسے فوز عظیم جانکر درس مین مشغول ہوا **رباعی** در وصف کمالش عقلا حیرانند ۞ بقراط حکیم و بوعلی نادانند ۞ با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال ۞ در مکتب علم او الف بے خوانند ۞ برہان نظام شاہ جو ہمیشہ علما اور فضلا کی صحبت مین رغبت فرماتا تھا اُس قدوہ انام کی صحبت اور مجالست کا خواہان ہوا اسی وقت ایک مکتوب شوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کرکے پیر محمد استاد کے ہاتھ پرندہ مین بھیجا خلاصہ مضمون اُس کا یہ ہی **فرد** چو باد صبح گذر کن سوے حدیقۂ انس ۞ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ۞ خواجہ جہان نے مجبور ہو کر شاہ طاہر کے واسطے سامان سفر درست کیا اور سنہ ۹۲۸ نو سو اٹھائیس ہجری مین بلدہ احمدنگر کی طرف توجہ فرمائی اعیان و اشراف چار کوس سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور شاہ طاہر کو باعزاز و اکرام تمام شہر مین لائے برہان شاہ نے بعد از ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر جملہ مجلسیان حضور سے کرکے پایہ کی قدر و منزلت کا تمام مقربان درگاہ سے بلند کیا **مثنوی** تو دل گوہر قیمتی غم مدار ۞ کہ ضائع نگر واندت روزگار ۞ اگر ریزہ زر ز دندان کاز ۞ بیفتد بہ شمعش بجویند باز ۞ اور بعد از فراغ مہمات سلطان نے اول سے زیادہ تر تعظیم و تکریم مین کوشش کی اور شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمدنگر کے اندر مسجد جامع ہی اس مین مجلس درس منعقد کیجیے شاہ طاہر اُس کے کہنے کے موافق ہفتہ مین دو روز وہان جاکر علماے پایۂ تخت کے ساتھ بحث علمی مین مشغول ہوتا تھا اور جمیع علماے پایۂ تخت کے حاضر ہونے سے مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام بہت رکھتا تھا اکثر اوقات اُس مقام مین حاضر ہو کر مودب بیٹھتا تھا اور جب تک درس و بحث سے علما مفروغ نہوتے تھے برخاست نکرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نے طول کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سے جلد محلسرا مین گیا اور دایہ سے کہا کہ مجھے علما کے کلام سننے کا اس قدر شوق غالب ہی کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم مین تکدر پیدا ہوتا ہی مگر جب تک سخن تمام نہین ہوتا مین برخاست نہین کرتا الغرض جب ایک مدت اس طور سے گذری طائفہ مہدویہ جونپوری کو کہ شاہ نے فریب کھاکر اپنی بیٹی کہ آئین وہی تھی بلدۂ احمدنگر سے نکال دیا اور اُسی عرصہ مین شہزادہ عبدالقادر برادر شہزادۂ حسین کہ اور سب فرزندون مین چھوٹا تھا سو مزاج بہم پہونچا کر تپ محرق مین گرفتار ہوا اور برہان شاہ کہ اُس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور باقی حکماے ہندو اور مسلمانون کو جمع کرکے فرمایا کہ اس فرزند دلبند پر کہ میری حیات اِس کے ساتھ وابستہ ہی مساعی جمیلہ مبذول رکھو اور اگر جانو کہ میرا پارۂ جگر اس لخت جگر کی تداوی کے واسطے بکار ہووے اُس کے دینے مین مضائقہ نکرونگا تم پہلو چیر کر میرا جگر نکال کرکے اُس کے علاج مین صرف کرو کہ اُس کی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہون خلاصہ یہ کہ ہر چند حکماے درگاہ نے اُس کی اصلاح مین کوشش کی اثر پذیر نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نے جواب دیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ برہان شاہ نے عالم اضطرار مین برہمن کے کہنے سے تبخانہ مین صدقات بھیجے اور کافر و مسلمان

کوئی باقی نہ رہا کہ اُس سے التماس دعائے خیر نہ کی ہو شاہ طاہر نے جو ہمیشہ مذہب اثنا عشریہ کی فکر ترویج میں رہتا تھا
اُسوقت فرصت پاکر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کے بارہ میں ایک تدبیر سوجھی ہے لیکن اُسکے
اظہار کرنے میں لاکھوں خطرے متصور ہیں برہان شاہ نے کہ شفائے فرزند کے حصول میں نہایت کوشش کرتا تھا
یہ بات سنکر شاہ طاہر سے فرمایا جو تدبیر تم نے کی ہے اُسے بیان کرو میں بھی اس میں حسب الامکان کوشش کرون
اور جو کہ شرط انصاف ہے بجا لاؤن اور تجھے کسی طرح کا گزند کسی سے نہ پہونچیگا شاہ طاہر نے کہا کہ میں بیگانہ کا اندیشہ نہیں
رکھتا خوف اس امر کا ہے کہ شاید وہ امر شہریار کے مزاج کے موافق نہ آوے اور مجھے معاتب بلکہ معاقب فرماوے
اور قتل کیا اثر سے گر کر اعدا کی شماتت میں مبتلا ہون برہان شاہ زیادہ تر مشتاق طریق شفائے فرزند کے استماع کا
ہوا اور مبالغہ حد سے لیگیا شاہ طاہر نے جرأت کر کے اول مرتبہ اسی قدر کہا کہ اگر شاہزادہ آجکی شب شفا پاوے تو
بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ خطبہ حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے
ہے پہونچاؤنگا برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہیں شاہ طاہر نے بیان کیا اول علی مرتضیٰ ہے جو داماد اور ابن
عم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شوہر حضرت فاطمہ زہرا دوسرے امام حسن اور امام حسین فرزندان فاطمہ زہرا
علیہم السلام ہیں اور اسیطرح سے باقی اماموں کے نام اور صفت ذہن نشین کیے برہان شاہ نے کہا میں نے نام دوازدہ
امام کے عہد طفلی میں اپنی والدہ کی زبانی سنے تھے اُسوقت سے آج تک یہ بات میرے گوش زد ہوئی تھی مگر اب کہ تو
کہتا ہے حسب کہ میں نے تحائفوں میں روپیہ بھیجکر مدد پائی تو کیا مرتضیٰ علی اور بی بی فاطمہ کے فرزندون کے نام لوازم نذر بجا
نہ لاؤنگا شاہ طاہر نے جب اُسے ملائم دیکھا کہا میرا مقصود محض ان بزرگوارون کے نام سے نہیں ہے میرا مطلب
کچھ اور بھی ہے اگر بادشاہ میرے ساتھ عہد کرے کہ جو کچھ میں عرض کرون اگر موافق طبع ہمایون ہووے آزار رسانی نہ پہونچا کر
مجھے اور میرے فرزندون کو رخصت مکہ عطا فرمائے اس شرط پر اپنے دل کا راز عرض کرونگا برہان شاہ نے یہ
امر قبول کیا اور لوازم عہد و پیمان بجا لاکر مصحف اقدس اور صحیفۂ شریف کی قسم کھائی کہ میں تجھے آزار رسانی نہ پہونچاؤنگا
اور روا دار دوسرے کی ایذا رسانی کا بھی ہونگا **مثنوی** مدار بدہ آسمان و زمین ✤ کرو مایہ دار دہمان نہیں چہ مدائے
کرو بہر کہ آگاہ نیست ✤ خرد را بدان بحور راہ نیست ✤ کہ از ما بہ پیچ کہ لطف و بہر ✤ اگر از روش مار باند سپہر ✤ جب
شاہ طاہر کی خاطر شہریار کے قسم و عہود سے وعدہ سے فارغ ہوئی زبان اپنی دوام دولت میں کھولکر فرمایا کہ آج شب
جمعہ ہے بادشاہ نذر کرے کہ اگر حضرت پیغمبر آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج
شب کو شہزادہ عبد القادر کو شفا عطا ہو خطبۂ ائمہ اثنا عشر پڑھواکر اُن کے مذہب کے رواج میں کوشش کرونگا
برہان شاہ کہ ہرگز شفائے فرزند کی امید نہ رکھتا تھا اور اُس کی زندگی سے مایوس ہوا تھا یہ کلام سنکر نہایت محظوظ ہوا
اسی وقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک اپنا شاہ طاہر کے ہاتھ میں دے کر عہد و پیمان بجا لایا اور شاہ طاہر
اپنے مکان پر نہ گیا تمام رات شہزادۂ عبد القادر کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا ہر چند کوشش کرتا تھا کہ لحاف شہزادہ
پر ڈالے کہ تصرف ہوا نہ ہووے اور وہ حرارت کی حدت اور بے چینی سے ہاتھ پاؤن مار کر لحاف پھینکدیتا تھا برہان شاہ نے
اپنے فرزند کی یہ حالت ردی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبد القادر آج کی رات کا مہمان ہے یہ نہایت کرب میں ہے
لحاف اُسپر ڈالو کہ ہوا دیتا کہ ایک ساعت خوش حال ہوا اور برہان شاہ صبح تک اسی طرح سے ملول اور

محزون بیٹھا رہا اور سر عبدالقادر کے پلنگ پر رکھکر سوگیا اُس حالت مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک بزرگوار نورانی شکل اُس کے سامنے سے آتا ہی اور اُن بزرگوار کے یمین ویسار بارہ شخص ہین برہان شاہ استقبال کرکے اُن بزرگوار کو سلام کرکے مودب کھڑا ہوا ایک صاحب نے اُن مین سے فرمایا کہ تو ان بزرگ کو جانتا ہی کہ کون ہین یہ حضرت محمد مصطفےٰ علیہم ہین اور یہ بزرگوار جو آپ کے یمین ویسار ہین دوازدہ امام علیہم السلام ہین اس درمیان مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای برہان حق سبحانہ تعالےٰ نے علی اور اُنکے فرزندونکی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی تجھے مناسب ہی کہ میرے فرزند طاہر کر کہنہ سے تجاوز نکرے برہان شاہ بہ نہایت بشاشت وخوشحالی خواب سے بیدار ہوا دیکھا کہ عبدالقادر پر لحاف پڑا ہی اُسکی والدہ اور اُسکی دایہ کہ بیدار تھین پوچھا کہ یہ لحاف مین نے دور کیا تھا کسنے اس پر ڈالا وہ بولی کہ ہم نے اس پر نہین ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کرکے عبدالقادر پر جا پڑا اور اُس حال کے مشاہدہ سے ہمپر ایسا خوف غالب ہوا کہ ہم مین کلام کرنے کی قوت نرہی برہان شاہ نے ہاتھ زیر لحاف کرکے دیکھا کہ اثر تپ مطلق نرہا اور شہزادہ شبہائے گذشتہ کے خلاف خواب شیرین مین جاکر باستراحت تمام سوتا ہی برہان شاہ شکر الٰہی بجالایا اور اُسیوقت ایک خدمتگار شاہ طاہر کے بلانیکو بھیجا اُس شخص نے جاکر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کی یہ کیفیت تھی کہ دستار مبارک اپنے سر سے جدا کرکے نہایت عجز وانکسار سے پیشانی زمین پر رکھکر درگاہ بے نیاز سے عبدالقادر کے شفا کی درخواست کرتا تھا خدمتگار کے آنے سے نہایت مضطرب ہوا اور سمجھا کہ بادشاہ میر کہنہ سے آرزوہ ہوا اور قاصد جان ہی مجھے زندہ نچھوڑیگا اور یا عبدالقادر اجل مقدر سے مرگیا ہی وہ نذر اپنے اوپر مبارک نجانی یہ تخیلات اُسکے دل مین گذرتے سمجھے کہ ایک شخص اور اُس کی طلب کو آیا خوف وہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کے عقب دیوار سے کودکر بھاگون کہ ناگاہ چھ سات آدمی اور متعاقب اُسکے طلب کو آئے شاہ طاہر تن برضا بقضا دیکر لوازم وصیت بجالایا اور اپنے اہلبیت کو رخصت کرکے شہریار کی خدمت مین روانہ ہوا اور جب خبر آمد اُسکی برہان شاہ نے سنی خلاف عادت دروازہ تک استقبال کیا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر عبدالقادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید مذہب اثنا عشری مجھے تلقین کر تو ساتھ اُس کے قیام کردن شاہ طاہر نے اس بارہ مین تامل کیا اور کہا پہلے شاہ حقیقت حال بیان فرمادے اُس وقت یہ خاکسار جو کچھ مناسب دیکھیگا عرض کریگا برہان شاہ نے کہا اسقدر مجھے صبر نہین ہی پہلے یہ مذہب اختیار کرلون اُسکے بعد جو کچھ مین نے مشاہدہ کیا ہی مشروحاً بیان کردن شاہ طاہر نے کہا بسبب اس اخلاص کے کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین حاصل ہی جب تک مجھے حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیگا خیر سگال اس مذہب کے عقائد ہرگز تلقین نکریگا برہان شاہ نے قصہ خواب اور حکایت لحاف بتفصیل ظاہر کی شاہ طاہر نے باطمینان تمام اسامی دوازدہ امام علیہم السلام اور مناقب اور فضائل ایک ایک کے مذکور کرکے یہ بات کہی کہ ارکان اور قواعد اس مذہب کے اہلبیت کی تولا اور اُن کے دشمنون سے تبرا ہین برہان شاہ نے اِس سحر فیض اثر سے جام سرشار محبت اہلبیت نوش کیا اور ساتھ اس بیت کے مترنم ہوا

بیت

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے ٭ آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند ٭

[حاشیہ: دوستی ۱۲ — بیزاری ۱۲]

اور شہزادہ حسین اور عبدالقادر اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ اور کئی مرد وعورت اور سائر الحرم اُس شراب اعتقاد سے بہرہ ور ہوے اور سب نے نشان اہلبیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ وتبر سر مشرق ہدایت سے برلایا برہان شاہ نے چاہا کہ خطبہ سے نام خلفاے ثلثہ ساقط کرکے خطبۂ اثنا عشری پڑھاوے شاہ طاہر اُسوقت عجلت وشتاب سے مانع آیا اور

یہ فرمایا صلاح دولت یہ ہے کہ حضرت ظل اللہ اس راز کو فاش نہ فرمائیں بہتر یہ ہے کہ علمائے مذہب کو فراہم کر کے کہئے
کہ میں طالب مذہب حق ہوں اتفاق کر کے ایک ان چار مذہب سے اختیار کرو تو میں بھی وہ مذہب بخوش دلی
اختیار کر کے اور مذہب سے احتراز کروں برہان شاہ نے شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا اور ملا پیر محمد استاد اور
افضل خان تابیہ اور ملا داؤد دہلوی اور علمائے چار مذہب جو احمد نگر میں جمع ہوئے تھے اور قلعہ کے اندر اس
عمارت میں کہ جائے درس شاہ طاہر تھی حاضر ہو کر آپس میں بحث کرتے تھے اور ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت
پر براہین اٹھا کر اوروں کے دلائل رد فرماتے تھے اور اکثر اوقات برہان شاہ بھی اس جلسہ میں موجود ہوتا تھا اور کثر
علوم سے آشنا تھا انکی ماہیت کو پہونچتا تھا مگر جیسے ارباب علم کے سطح سے گذرے ان آپس میں مباحثہ
رہا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے یہ فرمایا کہ عجیب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہے کہ ہمارا ان چاروں مذہب کی
کسی کی ترجیح دوسرے پر شخص ہیں ہوتی ہے ہر شخص دعویٰ اپنے مذہب کی صحت کا کرتا ہے پس ان چاروں مذہب سے کیونکر
ایک مذہب اختیار کروں اگر ان چاروں مذہب کے سوا اور کوئی مذہب ہو آپ بیان فرمائیں تو حق و باطل اسکا بھی
دریافت کروں شاہ طاہر نے جواب دیا ایک مذہب اور ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہیں اگر حکم ہوئے اسکے بھی کتب کا
مطالعہ کروں برہان شاہ نے ساتھ اسکے اشارہ کیا اور اس گروہ کے ایک علما کو جس کا نام شیخ احمد نجفی تھا تلاش کر کے لے
لائے اسے علمائے چار مذہب سے مناظرہ کیا اور شاہ طاہر اسکی تقویت اور جانب داری کرتا تھا علمائے اہل سنت سمجھے
کہ شاہ طاہر شیعہ مذہب ہے سب اتفاق کر کے معاملہ بیش آئے اور اکثر اوقات ملزم ہو کر مجلس سے برخاست کرنا چاہتے تھے
القصہ رفتہ رفتہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ شاہ طاہر نے کتب اہل سنت کے درمیان سے برآوردہ کر کے بہت حالات ان فضل البشر
یعنی ابوبکر صدیق اکبر کے بعد حضرت خیر البشر اور حکایت طلب کاغذ و دوات قلم اور بعد و قصہ باغ فدک اور جمل اسکے مذکور کیا برہان شاہ
نے جب دیکھا کہ جمیع علما شاہ طاہر سے ملزم یعنی قائل ہوئے حکایت عبد القادر کی یاد کی اور خواب میں دیکھا حضرت
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قصہ لحاف کا مفصل ظاہر کیا یہ سنکر اکثر علمائے مجلس اور مقربان حضرت اور غلام
ہندی اور ترک اور حبشی اور امرا اور منصب دار اور سلحدار اور شاگرد پیشہ یہانتک کہ جاروب کش اور فراش اور فیلبان تخمیناً تین
ہزار آدمی نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور نام اصحاب ملت ثلٰثہ سے ساقط کر کے حضرات ائمہ معصومین کے اسامی منبر
پر پڑھا کیا اور چتر سعید سلطان بہادر گجراتی کا اس مذہب کے رسوخ کے واسطے سبز رنگ سے مبدل کیا ملک
ملا پیر محمد استاد اور بعضے علما اس اطوار کے مشاہدہ سے پریشان اور ناخوش ہو کر مجلس سے برآمد ہوئے اور بلدہ احمد نگر
میں غوغائے عظیم برپا ہوا اور رات کیوقت امرائے کبار اور منصب دار ملا پیر محمد کے مکان پر جا کر کہنے لگے مصرع
اگر بادصبا این ہمہ آوردہ شکست • اس سید کو کہ بلائے دل و دین ہے تو کہاں سے لایا چونکہ علوم عربیہ سے سرکار ہی ہمارے
صاحب کو گمراہ کیا اور ہمارے علمائے اصول پڑھکر بربان سید کی اب تدبیر کیا ہے بعضے بولے کہ ہجوم کر کے شاہ طاہر کو قتل کیا
چاہیئے ملا پیر محمد نے کہا کہ جب تک برہان شاہ زندہ ہے یہ امر صورت پذیر نہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے برہان شاہ کو سلطنت سے
معزول کر کے عبد القادر کو تخت شاہی پر بٹھا دیں اسوقت شاہ طاہر کو عبرت خلائق کے واسطے سیاست تمام ہلاک کریں و معلکہ جیہ
قصبہ یوسف عادل شاہیہ اور ہجوم خلائق دین کے واسطے وقوع میں آیا بارہ ہزار سوار اور پیادہ سے ملا پیر محمد کے ہمراہ دروازہ قلعہ کے
مقابل ایک کالا چبوترہ کے قریب حاضر ہوئے بسعی ملا مصر و دہمن آراستہ کیں اور شاہ طاہر اور اس کے مریدوں کے مکان

پر پہرے بھیجے اور فتنہ عظیم برپا کیا برہان شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین اور لوگ برج قلعہ اور بارہ پر چڑھکر توپ سے اعدا کو دفع کرین اور بلوہ حد سے افزون ہوا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے بجوش ہوکر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم رمل مین شاگرد ملا شمس الدین جفری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا کہ آپ قلعہ کھولکر سوار ہون اسی وقت آپ تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہوکر اعدا کو دشت ادبار مین متفرق اور پریشان فرما دینگے برہان شاہ فوراً مسلح ہوکر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع چتر سبز و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور شاہ طاہر نے آئیہ سیہزم الجمع مشت خاک پر پڑھکر اعدا کی طرف پھینکی اور ایک جماعت ناجیون کی سمجھکر یہ حکم دیا کہ تم افواج مخالفون کے قریب جاکر بآواز بلند کہو کہ جو وظیفہ خوار و تنخواہ سرکار ہووے وہ بلا توقف چتر اور رایت ملک سا کے سایہ مین حاضر ہووے اور جو کہ حرامخور ہی ملا پیر محمد کا شریک ہوکر قہر و سیاست شاہی کا منتظر رہے جب ناجیون نے شاہ طاہر کے فرمانے پر عمل کیا اُسی وقت امرا اور افسران سپاہ امان خواہ ہوکر رکاب ظفر انتساب مین جا ملے اور ملا پیر محمد سپاہ قلیل لیکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود جو میرزا جہان شاہ کے نواسون سے تھا فوج کثیر سے ملا پیر محمد کے تدارک کو نامزد کیا وہ جاکر اُسے گرفتار کر لایا اور برہان شاہ نے حکم اُسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر نے اُسکے حقوق قدیمی منظور رکھکر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اُسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک قلعہ مین محبوس کیا اور بعد چار برس کے سعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب و عزت پر متمکن ہوا اور اس مقام مین کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کرکے بغداد نام رکھا اور اس موضع مین کہ مدرسہ شاہ تھا حسین نظام شاہ نے اپنے عہد مین ایک مسجد پختہ گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتدائے سلطنت مرتضٰے نظام شاہ مین قاضی بیگ طہرانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اب جامع اس حکایت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ برہان شاہ کا خواب مین دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غازان خان کے خواب سے مشابہ ہے چنانچہ مورخین توران و ایران کا اتفاق ہے کہ غازان شاہ نے مسلمان ہونے کے بعد دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب مین دیکھا اور ہر مرتبہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اُس مسند نشین بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت خاتم الانبیاء نے بعد تعریف عترت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہے تو میرے اہلبیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور اُنکی پیروی کرکے سادات کو گرامی رکھے اس سبب سے غازان شاہ نے اہلبیت پیغمبر آخر الزمان کی محبت اپنے صفحۂ دل پر نقش کی اور سادات کربلا اور نجف کو گرامی رکھکر شیعہ مذہبون کو مقرب درگاہ کرکے ہر ایک کو منصب مناسب پر منصوب فرمایا اور بعضے تواریخ مین یون نظر سے گذرا کہ غازان خان اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ مین اصحاب کبار کا منکر نہین ہون اور اُن کی بزرگی و فضیلت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہون لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے قواعد محبت اور اخلاص مین نسبت جناب ولایت انتساب اور اُن کے گیارہ فرزندون کی سفارش کی ہے جو کچھ لوازم اخلاص اور خدمتگاری ہے اُن کی نسبت بجا لاتا ہون اور غازان خان نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہلبیت اطہار کے رکھتا تھا نزع کے وقت اپنے بھائی الجایتو سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدا بندہ مشہور تھا اہلبیت کی محبت کے واسطے وصیت فرمائی اور اس بادشاہ نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازدہ امام علیہم السلام کا نام خطبہ اور سکہ مین ثبت کرکے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کیے اور مؤلف اس نسخۂ گرامی کا بحیرت مین

غوطہ کھا کر کہتا ہے کہ اگر مذہب امامیہ حق ہے احوال اور مذہب کا کیا ہوگا اور اگر دوسرا مذہب حق ہے سفارش آنحضرت کی
اس مذہب کی رواج میں کیا معنی رکھتی ہے اللہم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین امید کہ عزیزان معاملہ
اہم کار آگاہ جب اس مقام میں پہونچیں مانند باد صرصری کے نہ گذر کریں اور اس مقام میں نہایت غوطہ و فکر تمام
التفات و توجہ دست اقتدار سے نہ چھوڑیں کہ یہ مقام جائے تامل و تفکر ہے اور اس درویش ولایت کو صحیح طریقہ سے
روایت ثابت ہوگئی کہ قصہ خواب برہان شاہ اور عارفان حال کے سراسر ہیچ ہے اور بعضے مردم رفضہ اپنے مذہب کی
ترویج اور ترغیب کے واسطے بالعکس تحریر کرتے ہیں والعلم عند اللہ القصہ برہان شاہ جو اس مذہب کے رواج دینے
میں مصروف تھا تمام وظائف اہلسنت موقوف کرکے شیعہ مذہبوں کو دیئے اور چار ہزاری پتھر اور چونہ سے قلعہ احمد نگر کے
مقابل بطور مدرسہ تیار کی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور قصبہ جومیراود پسور اور آسیاپور اور چند قریہ دیگر اس کے
واسطے وقف کئے اور ہر روز چاشت کے وقت آش پکا کر موسوی کو دیتا تھا اور شاہ طاہر ہمت تمام شاہ کے دو تہائی
کی رعیت پر مصروف کرکے درپے اسکے ہوا کہ محبان خاندان رسالت کو اطراف واکناف سے اس دولتخانہ میں فراہم
لاوے پھر زر خطیر خزانہ بادشاہی سے عراق اور خراسان اور فارس اور گجرات کی طرف بھیجکر اہل تشیع کے آنے کا طالب
ہوا اور تھوڑے عرصہ میں خلاصہ اقالیم سبعہ مثل شاہ اسمعیل صفوی نے رفاقت خواجہ حیلن صاعدی کہ مدت مدید شیراز میں
حکومت کی تھی گجرات میں آنکر اس حدود میں استقامت کی بارہ ہزار ہون برہان شاہ سے لیکر شاہ حسن کی زاد راہ
کے واسطے احمد آباد گجرات بھیجکر شاہ حسن انجو کو بلدۂ احمد نگر میں لایا اور برہان شاہ کی ملازمت میں مشرف کرکے مخلصیان حضور
سے کیا اور اسی طور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی گل استرابادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی
مازندرانی اور ایوب ابو البرکہ اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور ملا محمد امامی استرابادی اور بھی افاضل اور اکابر دکن کی طرف
متوجہ ہوئے اور احمد نگر کو گلستان ارم کیا اور سید حسن مدنی جو اتقیائے مدینہ سے تھے اس بادشاہ نیک اعتقاد کے
شرف دامادی سے مشرف ہوئے اور جاگیر لائق پائی اور علاوہ اسکے مبلغ خطیر کربلائے معلے اور نجف اشرف میں
بھیجکر زوار روضات اور اس حدود کے مستحقون کو تقسیم کیا اور اس سبب سے کہ احمد نگر میں اس مذہب کے جاہلون
اور تبرائیوں نے زبان خلفائے راشدین کے طعن لعن میں دراز کی تھی سلطان محمود گجراتی اور میران مبارک شاہ
فاروقی اور ابراہیم عادل شاہ اور عماد الملک نے آپس میں اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ لشکر کشی کرکے مملکت احمد نگر کو آپس
میں تقسیم کریں اور برہان شاہ نے اس جماعت کی لشکر کشی سے اطلاع پائی تو راستی خان نام ایک عرب کو رسم رسالت
ہمایون بادشاہ کے پاس بھیجا اور ایک عرضداشت مشتمل اظہار اخلاص والتماس اعانت و لشکر کشی گجرات کی طرف ارسال کی
چونکہ بخت شیر شاہ کے درمیان میں آئی کچھ اثر اس پر مترتب ہوا راستی خان پلٹ آیا اور برہان شاہ نے سلطان گجرات
اور برہان پور کو تحف و ہدایا بھیجکر راضی کیا اور جس قدر سپاہیان عرب تیرانداز کہ ابراہیم عادل شاہ نے برطرف
کردیے تھے ملازم رکھے اور جاگیرات خوب دیکر قوی پشت ہوا اور انکی حمایت کے بھروسے پر بیجاپور کی طرف
چڑھائی کی اور حرب و ضرب شمشیر و سنان کے بعد برہان شاہ غالب آیا اور سو ہاتھی اور کئی توپخانہ عادل شاہی پر
متصرف ہوکر شادمانا احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب ملک آوارہ ہوا اور چار برس کے عرصہ
میں چند لڑائیاں کہ اس کی تفصیل مولف کی نظر سے نہیں گذری دونوں بادشاہون کے درمیان واقع ہوئیں

ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور ۹۳۹ھ نوسوانتالیس ہجری مین جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان بلکوانی
کے جو امراے کلان اُس دولتخانہ سے تھا رنجش اور کدورت درمیان مین آئی برہان شاہ باتفاق امیر برید بیجاپور
کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسد خان نے مذہب کی یگانگی کے جہت سے قلعہ بلکوان سپرد کرنے کو مجھے
طلب کیا ہی اور جو یہ بات قریب الفہم تھی ابراہیم عادل شاہ متوہم قلعہ بیجاپور سے برآمد نہوا اور برہان شاہ جب شولاپور
کے اطراف مین پہونچا اور زین خان کے پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور وہ پرگنے خواجہ جہان کو دیکر قدم آگے بڑھایا یعنے بلکوان
کیطرف توجہ فرمائی تو ولایت مرج اور کلہار اور بانن اور بانس کو تاخت وتاراج کیا اور آتش افروزی سے آبادی کا نشان نچھوڑا
اور اسد خان کہ برہان شاہ کی موافقت تہمت سے قلعہ بلکوان مین تھا عادل شاہ کے روبرو نجا سکتا تھا چھ ہزار سوار
ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جا ملا برہان شاہ تیر تدبیر ہدف مراد پہ دیکھکر بیجاپور کیطرف سوار ہوا عادل شاہ جو کہ تاب
مقاومت نرکھتا تھا آب بیورہ سے عبور کرکے حسن آباد گلبرگہ کیطرف گیا برہان شاہ بیجاپور پہونچا اور چند روز اسکا محاصرہ
کیا جب دیکھا کہ کوئی فائدہ نہوگا تو لقصد تعاقب حسن آباد کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان جیسا کہ پہلے اپنے مقام مین
تحریر ہوا بذریعہ عماد الملک کے جو بیجاپور پونکی مدد کیواسطے آیا تھا موقع پاکر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا عادل شاہ
نے مع عماد الملک واسد خان کے نظام شاہ کا مقابلہ کیا برہان شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح ندیکھی امیر برید کے ہمراہ
اپنے ولایات کی طرف راہی ہوا اور اُنھون نے احمد نگر تک تعاقب کرکے اکثر ممالک کو خراب کیا برہان شاہ اور
امیر برید نے مجال توقف وہان نہ پائی دولت آباد کی سمت راہی ہوئے قضارا امیر برید اُس مقام مین اجل مقدر سے مرگیا
نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ اور مخدوم خواجہ جہان کے کہنے سے صلح کی اور پانچ پرگنہ کہ
اس یورش مین متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کئے اور ۹۵۰ھ نوسو پچاس ہجری مین جب سلطان جمشید قلی قطب شاہ متصدی
ولایت تلنگ ہوا برہان شاہ نے تعزیت اور تہنیت جلوس کیواسطے شاہ طاہر کو اُس حدود کیطرف بھیجا اور جمشید قلی قطب شاہ
مچھلی کے شکار کے بہانہ ایک تالاب پر جو راستہ مین احمد نگر کے ہی اور گلکنڈہ اس مقام سے سولہ کوس کے فاصلہ پر ہی روانہ
ہوا اور اس مقام مین شاہ طاہر کی ملاقات پر مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور مریدی کا منظور رکھکر اُس جناب کو گلکنڈہ کیطرف
لیگیا اور اس عرصہ مین برہان شاہ نے انتقام کیلیے نقض عہد کرکے رام راج اور قطب شاہ کو عادل شاہیہ کے اطراف
ممالک کیلیے تحریص کی اور بعد اُسکے کہ شاہ طاہر نے گلکنڈہ سے مراجعت کی خود بھی شولاپور کیطرف روانہ ہوا اور عادل شاہ
نے سیلاب لشکر کا اطراف مملکت مین چار موجہ دیکھکر پانچ پرگنہ نظام شاہ کو دیے اور رام راج کو بھی جس طرح سے
کہ ممکن ہوا راضی کرکے اپنی سرحد سے واپس کیا اور ان سنوات مین فرمانروا ایران یعنی شاہ اسمعیل صفوی نے جب سنا
کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت اختیار کی ہی آقا سلمانی طہرانی المشہور بہتر جمال کو کہ چراغچی باشی مقرب تھا
مذہب کی مبارکباد کیواسطے احمد نگر کیطرف بھیجا اور ایک غلام ترک مسمی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایون شاہ
کیلیے اور ایک قطعہ زمرد کہ اُسپر نام معتصم خلیفہ عباسی منقوش تھا اور بھی تحف و ہدایاے نفائس ایران کہ تعداد اُسکی موجب تطویل
ہی برہان شاہ کیواسطے ارسال کیا اور ایک انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انگشت مبارک مین رکھتا تھا اور کلمہ التوفیق من اللہ اُسپر نقش
تھا شاہ طاہر کیواسطے بھیجی بہتر جمال احمد نگر مین پہونچکر التفات نامہ شہنشاہ ایران مع اشیاے مذکورہ برہان شاہ کے روبرو
لایا آنحضرت پہلے اُسکی نسبت باعزاز وتکریم پیش آئے اور آخر جب اُسنے اُمرا کی مجلسون مین جاکر ہمزبانی کی اور ارباب جاہ کے

دل کو برہم کرنے لگا اور شاہ طاہر سے بے ادبانہ پیش آیا اور کلمات وحشت آمیز زبان پر لایا تو برہان شاہ نے دربار
میں اُس کا آنا موقوف کیا اور اپنے تحف و ہدایا کے مقابل شاہ ایران کو کچھ نہ بھیجا شاہ طاہر معترض ہوا اور اپنے
فرزند شاہ حیدر کو تحصیل و کمال کی صنعت میں موصوف نفائس تبرکات اور سوغات ہند اسی طرف سے دارائے عجم
کے پاس بھیجا اور انھیں دنوں میں برہان نظام شاہ رام راج کی اعانت کے سبب قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کی عزیمت میں روانہ
ہوا اور قصبہ آور جان کے قریب جو مضافات گلبرگہ سے ہی عادل شاہ کی افواج سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع
ہوئی کہ سپہر دوار نے باوصف علیک مہر و ماہ کے ایسی لڑائی نہ دیکھی تھی **مثنوی** دو دریا ز دو سو در جوش آمدند * دو دریا
آتش بجوش آمدند * سم بادپایان فولاد نعل * بخون دلیران زمین کرد لعل * ز درخشیدن تیغ آئینہ تاب * زرہ جہد در چشمۂ آفتاب
پہلے افواج میمنہ اور میسرہ عادل شاہی دشت ادبار کیطرف شکست فاحش کھا کر آوارہ ہوئی آخر میں عادل شاہ چار ہزار
مرد اہل نبرد لیکر کمین سے برآمد ہوا نظام شاہ پر کہ لشکر اُسکا غارت میں مشغول تھا سیل بلا کی طرح حملہ آور ہوا اُس
سبب سے نظام شاہیہ منہزم ہوئے چتر اور علم اور فیل و توپخانہ چھوڑ کر احمد نگر کا راستہ لیا برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید
کے پاس بھیجکر اپنی موافقت کے واسطے ہدایت کی اور علی برید نے بخلاف طریقۂ آبا و اجداد کے عادل شاہ کی
جانب داری اور رفاقت سے ہاتھ کھینچا اور نظام شاہ کے جادۂ اطاعت میں قدم رکھا اور شاہ جہان علی برید کا بھائی کہ
موزون طبع اور شوخ مزاج و متدین اور جمعی مذہب تھا ایک مجلس میں شاہ طاہر سے پوچھا کہ سرگین بخارا طاہر ہی یا نجس جناب
نے فرمایا تفصیل اس مسئلہ کی مجھے یاد نہیں ہی انشاء اللہ تعالیٰ جب احمد نگر جاونگا کتاب دیکھکر تحقیق بھیجونگا تمام مفہوم اور معلوم
کرونگا شاہ جہان اور حضار مجلس اگرچہ شاہ طاہر کا کنایہ سمجھکر یہ سراسر ہذیان ہی تامل کرکے اور باتوں میں مشغول ہوئے
اور قصہ سرگین بخارا کا یہ ہی کہ اُس شہر میں برسات کے موسم میں کیچڑ اور دلدل بہت ہوتی ہی اسواسطے زمانہ سابق کے علمائے
اتفاق کرکے یہ بات تجویز کی کہ اگر ہم اس مٹی کو کہ گوبر اور پیشاب حیوانات کا اس میں داخل ہی نجس جانیں حرج لازم آویگا پس
اولیٰ یہ ہی کہ گرم ملنے سے حکم طہارت کل بخارا کریں پس کہنے لگے طین بخارا طاہر ہی اس سبب سے بالضرورت لازم آیا کہ
سرگین حیوانات بخارا طاہر جانیں شاہ جہان نے یہ روایت مستطرف لے ادبانہ زبان رد کیے لیکن اس مولف کے دل
میں ایسا گذرتا ہی کہ جو بخارا دارالسلام اور علوم دینی کا معدن ہی اور اُس میں رہنی اور خارج کو محل نہیں ہی اور مقام اکثر بزرگان
اور مشائخان اہل نفس ہی اس سبب سے روافض نے از راہ عداوت و خصومت یون مشہور کیا ہی القصہ اُسکے بعد اُس جناب
یعنی شاہ طاہر نے احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور برہان شاہ نے مردم بیدر کی بے ادبیاں اکثر سماعت فرمائیں تادیب
اور انتقام کے ارادہ سے سامان سفر اور یراق لشکر مہیا کیا اور علی برید کے قلعونکی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوا پہلے قلعہ اوسہ کو
محاصرہ کرکے کام متحصنوں پر تنگ کیا علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کرکے طلب استمداد کی
جب عادل شاہ نے بعزم اعانت بیجاپور سے کوچ کیا علی برید اُس سے جا ملا اور دونوں باتفاق اُسکی طرف متوجہ ہوئے
اور نظام شاہ نے اُنکے مقابلہ میں جاکر اوسہ سے ایک کوس پر سورج کو گرم کیا اور دونوں کو معرکہ سے پسپا کرکے پھر
قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہوا اور عرصۂ قلیل میں بقول ولایان محکم مفتوح کیا پھر اُسکے بعد قلعہ اودگیر کیطرف روانہ ہوا اور اُسکو
بھی مسخر کرکے قلعہ قندھار کی فتح پر ہمت والا نہمت مصروف فرمائی اور اُسکے محاصرہ کے وقت ابراہیم عادل شاہ اور علی برید نے
ایکدل اور یکجہت کرکے نظام شاہ کے مقابلہ اور محاربہ میں قیام کیا اور وہی صورت سابق پیش آئی اور بہت گھوڑے

اور ہاتھی اُنکے احمد نگریون کے تصرف مین آئے اور اُسی سال کہ ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری کا تھے جب برہان شاہ نے قلعہ قندھار کا بھی فتح کیا اور احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادل شاہ کے مقربون نے اُسے یہ پیغام دیا کہ لوگ اِس بادشاہ کی بدمزاجی اور قہاری سے نہایت درجہ پر تنگ آگئے ہین کہ عبداللہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کو جو بندر گووہ مین رہتا ہی تخت پر بٹھاوین اور یہ امر آنحضرت کے بدون توجہ و التفات میسر نہو گا برہان شاہ باتفاق جمشید قطب شاہ ولایت عادل شاہ کیطرف متوجہ ہوا اور بحسب اتفاق انہی دنون مین اسد خان قلعہ بلگوان مین بیمار ہوا اور برہان شاہ اپنے مقصود کو ملتوی کر کے اس فکر مین ہوا کہ اس قلعہ پر کسی ڈھب سے متصرف ہون قضارا اُسی عرصہ مین اسد خان نے اس جہان فانی سے انتقال کیا ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنے دار الملک مین آیا اور بعد چند روز کے مزاج وہاج شاہ طاہر کا منحرف ہوا اور ۹۵۶ھ نوسو چھپن ہجری مین اُنکی طائر روح نے آشیانہ جنت کیطرف پرواز کی اکابر اصاغر اُس بلدہ کے محزون اور ملول ہوئے قالب مطہر انکا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصہ کے استخوان اُنکے قبر سے برآوردہ کر کے کربلاے معلے مین بھیجے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گنبد مین بفاصلہ تھوڑے گز ضریح مقدس کے مدفون کیا اور اُنسے تین بیٹیان اور چار بیٹے رہے اُن بیٹون کے نام جو یاد تھے تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن شاہ ابوطالب اُن سب مین شاہ حیدر مولد عراق ہی اور باقی دکن مین پیدا ہوئے اور شاہ حیدر اپنے باپ کے وفات کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ کی خدمت مین تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت صاحب سجادہ ہو کر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اب خامہ اعجاز اسلوب تحریر مین اس حکایات کے مصروف ہوتا ہی کہ شاہ طاہر قدس سرہ عفت اور ورع اور تقوی اور دینداری اور مروت اور سخاوت اور حلم و تواضع مین اتصاف رکھتا تھا اور وجیہ اور خوش محاورہ تھا کس واسطے کہ ایران اور ہندوستان مین ہمیشہ امور اہل اسلام کے سرانجام مین قیام کر کے نقش خیر خواہی صغیر و کبیر کے صفحہ دل پر لکھتا تھا زبان گوہر فشان اُس کی مفسر حقائق مصحف آسمانی تھی اور بیان ہدایت نشان اُس کا مبین دقائق کتب سبحانی تھا باطن خجستہ میامن اسکا مظہر ولایت وارشاد اور خاطر فرخندہ مآثر اُس کے مصدر ہدایت وارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھا اور علم تفسیر اور فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رمل اور جفر مین بے شبیہ و نظیر تھا اور نظم و نثر مین بھی مہارت تام رکھتا تھا دیوان قصائد اور کتاب انشا اُسکی جمیع بلاد خصوص ہندوستان مین سائر اور دائر ہی اور تھوڑے اشعار گہربار اس جناب کے یمنت اور تزئین کتاب کے واسطے مندرج کئے امید کہ ارباب تاریخ معیوب نفرماوین اور تصنیفات سے اُسکی شرح باب حادی عشر در علم کلام مین اور شرح جعفریہ فقہ امامیہ مین اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات اور محاکمات اور محبطی اور شفا اور مطول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ پالکی کہ ایک سفر بارے ہند مین باشنا سے راہ پالکی مین بیٹھکر تصنیف کیا تھا مصنفہ اُس کے ہین کہتے ہین کہ جس وقت شاہ طاہر بطریق ایلچی گری احمد آباد بیدر مین گیا تمام طالب علم اُس کی زیارت کو جا کر سعادت ملاقات سے مشرف ہوئے مگر ایک عالم دکن کہ اپنے تئین نہایت اعلم علماے عصر سے جانتا تھا کمال غرور سے اُس کے مکان پر نہ گیا بعد چند روز کے سامان ضیافت کر کے چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنے مکان پر بلاوین پھر ایک شخص کو اُس کی طلب مین بھیجکر یہ سطر لکھی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ شاہ طاہر نے اُس کے تحت مین لکھا

کہ بارۃ القادم جاوا القا بعباتہ فقطا پھرہ واصل ہوئی پاس حواسے اس اہل عصر کی دانشمندی قیاس کرکے اُسکی
زیارت کو گیا اور آپ کو مثل قطرہ کے دیکھکر دریاے رحمانی کے عالم واصل ہوا اور اُسکے دست حق پرست کا بوسہ لیا اور سعادت
کی اور مشغول ہو کر برہان شاہ نے شاہ طاہر کے بعد اور بات قاسم بیگ حکیم اور رود پال راؤ کو صاحب دخل کر کے
محل اعتماد کیا اور [illegible] بوساطت بعضے مقدمات کے امداد عادل شاہ سے منحرف کیا اور باتفاق جاکر
جہان قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوئے بعد [illegible] ساعت اُس قلعہ کو گھیرا اور قلعہ بندوں پر کام تنگ کیا
ابراہیم عادل شاہ نے امراے برکی کو پیشتر بھیجا اور خود بھی قصد استخلاص پیچھے سے روانہ ہوا اور امراے برکی کے سدراہ
ہونے سے غلہ اور آذوقہ کی رسد بند ہوئی اور امراے برکی دست سوقت بطریق دزدی اور بطور شبخون برہان شاہ کے لشکر
لشکر پر تاخت لاکر آدمیوں کو سونے نہ دیتے تھے برہان شاہ نے حکم کیا کہ لشکر کے گرد اگرد ایک حصار یعنے دیوار میں گز بلند اور
بعضے مقاموں میں چار گز کھینچیں تاکہ قلعہ کلیان کے گرد دوسرا مٹی کا قلعہ تیار ہو جاوے اور ابراہیم عادل شاہ بھی قلعہ
کلیان کے قریب پہونچکر مقام شاہ کے پہلو میں اُترا اور اُس نے بھی اپنے لشکر کے گرد دیوار تیار کی اور جب ماہ
رمضان پہونچا غلہ اور تمام مایحتاج کم ہوا ایک قحط لشکر احمد نگر میں ظاہر ہوا آدمیونکو دو دو تین تین روز تک کھانا میسر ہوتا
تھا [illegible] میں ماہ صیام کے روزے [illegible] کرلیتے تھے برہان شاہ دلگیر ہوا اور ارکان دولت سے اس بارہ میں مشورہ کیا بعضوں
نے صلاح مراجعت میں دیکھی اور بعضے کہنے لگے بہتر یہ ہے کہ دیوار کے اندر جاکر دشمن سے جنگ کریں اگر فتح ہووے
پھر محاصرہ میں مشغول ہو کر تھوڑے عرصہ میں سخر کریں اور اگر شکست ہووے اپنے ملک کا راستہ لیں برہان شاہ نے کہا گھوڑے
واقعی کسی سے نہایت کمزور ہیں دواب [illegible] کی تاب نہیں رکھتے بہتر یہ ہے کہ لڑائی سے پہلوتہی کرکے احمد نگر کیطرف معاودت
کریں اُسکے بعد اطمینان تمام پھر منزل مقصود کیطرف آویں شاہ [illegible] اور طاہر شاہ اور قاسم بیگ حکیم کو یہ رائے پسند نہ آئی اور کہنے
لگے اسی مرتبہ ہم جنگ کرکے حریف پر غالب ہوتے ہیں خدا نخواستہ اگر اس دفعہ قضیہ منعکس ہووے تصور نہیں رکھتا برہان شاہ
خاموش ہوا اور بعد برخاست مجلس تنہا سوار ہو کر [illegible] کے مکان پر گیا اور احوال [illegible] کے مشورہ کا بیان کیا [illegible] نے
عرض کی کہ میں اسکا جواب تحریر کرکے کل کہ روز عید ہے عرض کرونگا لیکن حضرت [illegible] کو حکم کریں کہ دو تنخواہ [illegible] سے
طلب کرے [illegible] برہان شاہ نے جو عماد [illegible] تمام [illegible] رکھتا
تھا [illegible] ایک لاکھ ہون خزانے سے لیکر عین الملک کے مکان پر جو امراے کبار سے تھا گیا اور
کہا احوال ایسا ہی جو آپ مشاہدہ کرتے ہیں نہ جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کیطرف جانا موجب لاکھوں فساد اور
خرابی کا ہے اور ہمراہ اپنے لشکر پریشان اور بدحال کے [illegible] شاہ کو ہمراہ لیجانا اور جنگ صف کرنا نہایت دشوار دکھائی دیتا ہے
آپ اس بارہ میں کیا مناسب دیکھکر فرماتے ہیں عین الملک نے کہا ہم ارباب شمشیر ہیں جو تمہاری رائے میں آوے گا
ہم اُس پر عمل کرینگے [illegible] نے کہا میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ صبح عید کو ہم لشکر آراستہ کر [illegible] بھیری میں کہ
تمام افواج لوازم عیدین میں مشغول ہونگی دائرہ [illegible] پر حملہ آور ہو کر گل نصرت باغ اقبال شاہی سے دستیاب کریں عین الملک
نے یہ مشورہ قبول کیا [illegible] نے [illegible] مذکور اُس کے حوالہ کرکے یہ بات کہی کہ تم یہ روپیہ روز عید کے خرچ
کے بہانہ سے [illegible] تقسیم کرو الغرض جب ہلال شوال چرخ پر نمودار ہوا عین الملک نے وہ زر بقدر [illegible] اور لشکر پر
قسمت کیا اور یہ فرمایا کہ تم سب علی الصباح مسلح اور مستعد رہنا کہ بادشاہ کے سلام کو جاکر

مبارک باد کہین چنانچہ صبح روز عید کو جب خبر پائی کہ مردم عادل شاہی تمام مراسم عید مین مصروف ہین قواعد ہوشیاری مین قیام نہین رکھتے لہذا اپنے دور لشکر کی دیوار مین رخنہ کرکے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جاکر بزور فیلان کوہ پیکر قریب چالیس گز دیوار اُس کے گرد لشکر کی ڈھائی اور بفراغت تمام داخل ہوکر قتل مین مشغول ہوئے مردم عادل شاہی کمال غفلت مین تھے ادنے اعلے نے قدم رکاب فرار مین رکھا اور عادل شاہ کہ اُس ساعت مین روز عید کے غسل مین مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نپائی بتعجیل تمام آپ کو اس معرکہ سے کنارہ کیا اور چتر و علم اور گھوڑا اور ہاتھی بہت مع توپخانہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا اور شکست آور جان کا عوض ہوا اس درمیان مین ایک جماعت سپاہ اُس کی طرف سے آکر باواز بلند مبارکباد فتح کہنے لگی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہین رکھتا تھا کیفیت احوال اُن سے مسموع کرنے کے اُسی وقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایستادہ ہوکر قسم یاد کی کہ اہالی قلعہ اگر آج قلعہ سپرد نکرینگے بجبر و قہر آتش عظیم افروختہ کرکے اُنکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو آگ مین جلاکر خاکستر کرونگا جب یہ خبر متحصنونکو پہونچی ہراسان ہوئے اور اُسی وقت قلعہ اُسکے سپرد کیا اور سطرف سے عادل شاہ نظام شاہ کی ولایت مین درآیا پرگنہ بیر وغیرہ کو خراب اور ویران کرکے بطور ایلغار عالم بیخبری مین قلعہ پرینڈہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا شمشیر میان سے برآوردہ کرکے قلعہ مین حملہ آور ہوا اور بہت آدمی خواجہ جہان کے قتل کرکے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادل شاہ قلعہ ایک دکنی کے سپرد کرکے بیجاپور گیا نظام شاہ نے یہ خبر سنکر قلعہ کلیان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بجناح استعجال کوچ متواترہ سے پرینڈہ کیطرف روانہ ہوا جب دو منزل راہ باقی رہی وہان کا تھانہ دار رات کیوقت مچھر ونکی آواز کو صداے نفیر نظام شاہ تصور کرکے سراسیمہ پلنگ پر سے اٹھا اور قلعہ کا دروازہ کھولکر براہ فرار نا پاباقی آدمی بھی بیدل ہوکر اُسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دن کے وہان داخل ہوا جب قلعہ خالی دیکھا خواجہ جہان کو بدستور سابق سپرد کرکے احمدنگر کیطرف مراجعت کی اور انھین سنوات مین رام راج راے بیجانگر نے لوازم دوستی درمیان مین لاکر مع خیل و حشم درمیان ولایت عادل شاہ سے رائچور کیطرف گیا اور اُس سے ملاقات کرکے یہ مقرر کیا کہ قلعہ رائچور اور مدکل کو رام راج مفتوح کرے اور قلعہ شولاپور اور گلبرگہ پر خود متصرف ہو رام راج نے رائچور اور مدکل کو گھیرا ادھر برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کو مرکز کے مانند درمیان مین لیکر حوزہ تصرف مین لایا پھر باتفاق قلعہ رائچور کو محاصرہ کیا بروایت صحیح بعد چند روز کے برہان شاہ نے تنکنا دڑہی سے کہا کہ عنقریب موسم برسات پہونچیگا ہمین اور رام راج کو اس قلعہ مین قیام کرنا تضییع اوقات ہے اگر راے عالی تجویز کرے ہم شولاپور مین جاکر اُسے گھیر دن تو دونون قلعے ایکبارگی مفتوح ہون تنکنا دری نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کرکے رخصت دی برہان شاہ مع لشکر کثیر امرا کے اُس طرف روانہ ہوا قلعہ شولاپور کو مع اور تیچر سے روے زمین پر نصب تمام کرکے مانند گھیرا اور چلپی رومی خان سے کہا کہ جلد یہ قلعہ تسخیر کرے یہ رومی خان کسی زمانہ مین سلطان بہادر گجراتی کے ملازمون مین سے تھا اور مقصود یہ کہ اسکے بعد قلعہ گلبرگہ کی طرف جاکر اُسے بھی مفتوح کرے اس درمیان مین رومی خان نے بضرب توپ کلان قریب تین گز دیوار مین رخنہ کرکے اسکو مسخر کیا اُسکے بعد خبر پہونچی کہ رام راج نے قلعہ رائچور اور مدکل کو لیکر بیجانگر کیطرف معاودت کی بادشاہ نے اس سال بعلاج گلبرگہ کی روانگی کی بدلکھنی مقرر دولت کیطرف سوار ہواتے ہین چلپی رومی خان جو شاہ طاہر کا دست گرفتہ تھا اُسنے توپین صاعقہ آسا حصار شولاپور کے مقابل نصب کین اور اُسکے برج و بارہ کو ضربت توپ سے مضمون عالیہا سافلہا کا ظہور مین پہونچایا تھا اور مضمون آیہ کریمہ امطرنا علیہم مطرالغنی من حجارۃ مقدوع مین لاکر ہر روز رخنہ اُس حصن حصین مین ڈالتا تھا

لیکن ویسا رعب ہم نہ پہونچا کہ عاریان نظام قلعہ مین داخل ہوتے اور برہان شاہ اس توہم سے کہ مبادا رام راج پیشتر اس
سے قلعہ رائچور کو مسخر کر کے بیجانگر کی طرف معاودت کرے تعجیل فرماتا اور ایسے وقت مین ایک جماعت کفار سے جو ہم
چشمہ رومی خان تھے عرض مین پہونچایا کہ تقصیر رومی خان کی طرف سے ہے اگر وہ چاہے تھوڑے عرصہ مین قلعہ کی دیوار کو
مسمار اور منہدم کر کے خاک کر دے برہان شاہ نے شعلہ غضب مشتعل کر کے چاہا کہ رومی خان کو اپنے دست مبارک سے
بہ تیغ کر کے خاک مذلت پر ڈالے ارکان دولت اور اعیان حضرت نے سر زمین پر رکھکر اُس کی سفارش کی اور رومی خان
خوف سے متعہد ہوا کہ مین دس روز کے عرصہ مین دیوار قلعہ کی خاک کے برابر کرونگا پھر وہ اپنے کام مین مشغول ہوا اور ایام
موعود سے پیشتر دیوار قلعہ کو صفحہ خاک سے جدا کیا اور دلیران سپاہ ظفر پناہ ایک حملہ میں تاناک کے قلعہ مین درآئی اور اُسے مفتوح
کیا برہان شاہ نے اُس قلعہ کو مجدداً تعمیر کیا اور رومی خان کو نوازش بادشاہانہ سے سربلندی بخشی اور از دیاد عزت کے واسطے
اپنے اسپ خاصہ پر اُسے سوار کیا اور شہزادہ حسین کو فرمایا کہ بارہ قدم پیادہ اُس کے رکاب مین جاوے اور اس التفات کے
سبب بعد چند سال کے فتح رام راج بھی جیسا کہ چاہیے اُنکی سعی اور دین کوشش سے وقوع مین آئی اور سنہ ۹۶۰ نوسوساٹھ
ہجری مین پھر عادل شاہ کی تمام ولایت کی تسخیر کے درپے ہوا اور رام راج کو اس بات پر موافق کیا کہ قلعہ شولاپور اور گلبرگہ کو محاصرہ کر کے
اس حدود کے دوسرے پرگنات رائباغ میرچ کے ساحل تک متصرف ہووے اور بیجاپور اور گلبرگہ پر بھی تصرف پاوے
پھر سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین برہان شاہ رام راج کو موافق کر کے بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا عادل شاہ تاب مقابلہ کی نہ لا کر ناچار
محصور ہوا اور برہان شاہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ مین مشغول ہوا قریب تھا کہ مفتوح کرے ناگاہ خود مرض الموت مین مبتلا
مبتلا ہوا اور قاسم بیگ حکیم کی تکلیف دہی سے اور بھی متغیر ہوگیا آخر اُسی مرض مین جان جان آفرین کی سپرد کی اور باغ روضہ
مین پہلوے احمد نظام شاہ سپرد زمین کر کے خاک کے سپرد کیا اور بعد چند مدت کے استخوان دونون بادشاہ
کے برآوردہ کر کے کربلائے معلی مین لے گئے اور حائر آل عبا کے تحت گنبد مین ایک گز کے فاصلہ پر
مدفون کیا اور اُسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی رحمت حق واصل ہوئے پدر مولف مولانا
غلام علی ہندوشاہ نے انکی تاریخ ایک سلک نظم مین کھینچکر مشہور کی قطعہ سہ خسرو در زوال آمد بیکبار + کہ ہر یک بود عدل شان
دار الامان بود + یکے محمود شاہنشاہ گجرات + کہ چون دولت خود نوجوان بود + دوم اسلیم شہ سلطان دہلی + کہ در ہندوستان
صاحبقران بود + سیوم برہان نظام آن شاہ بحری + کہ در ملک دکن خسرو نشان بود + رسن تاریخ فوت ہر سہ خسرو + چو پرسی زوال
خسروان بود + اسامی اولاد ذکور برہان شاہ کے جو اُسکے بعد بقید حیات تھے حسین اور عبد القادر کہ والدہ اُنکی بی بی آمنہ تھی اور شاہ علی
کہ والدہ اُسکی بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی بادشاہ حیدر کہ والدہ مخدوم خواجہ جہان دکنی تھی اور میران محمد باقر جو بیجاپور مین فوت
ہوا اور شہزادہ سلطان محمد خدابندہ جس نے بنگالہ مین وفات پائی۔

ذکر حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری کی سلطنت کا

جس وقت کہ برہان نظام شاہ جیلستان پرخار جہان سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اسکا بیٹا حسین نظام شاہ
کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شہزادہ عبد القادر کہ باپ کے نزدیک بہت عزیز تھا اس امر مین مخالفت کر کے
روز جلوس کو باتفاق جمیع برادران قلعہ سے نکل گیا اور لوگ دو فرقہ ہوئے تمام حبشی اور غریب

حسین نظام شاہ کے شریک ہوئے اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبہ نیکالور کے قریب میران عبدالقادر کے پاس فراہم ہوئے اور چتر اُسکے سر پر بلند کیا اور باقی شہزادے یعنے محمد خدا بندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی ساتھ اُسکے موافق ہوکر دم موافقت کا مارنے لگے قریب تھا کہ بھائیون کے درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووے اور جماعت کثیر طرفین سے ضائع ہو کہ ناگاہ چار پانسو نفر سلحدار اور حولدار قاسم بیگ حکیم کی تدبیر سے اُس سے جدا ہوئے اور حسین نظام شاہ کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور مردم قلعہ نے اس امر سے قوی پشت ہوکر چتر اور سورج مکھی اُس کے سر گائی اور عبدالقادر رفع فساد اور تالیف قلوب کے واسطے زر خطیر لٹانے لگا امرائے دکن مثل خورشید خان اور عالم خان میوتی وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر دیکھکر بوسیلہ قاسم بیگ امان نامہ کہ بہ اصطلاح دکن مین قولنامہ کہتے ہین حاصل کرکے اور عبدالقادر کی رفاقت ترک کرکے ہمراہ اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور عبدالقادر نے زمانہ کی بازی سے حیران ہوکر اپنے بھائیون اور عزیز دارون سے مشورہ کیا جنھون نے صلاح فرار مین دیکھی عبدالقادر مع ایک جماعت مخصوصان سے برار کیطرف عماد الملک کے پاس گیا اور اُس حدود مین وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور محمد خدا بندہ بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور شاہ حیدر پرندہ کیطرف گیا گلشن مملکت موروثی خس و خاشاک این و آن سے پاک ہوئی اور خطبہ بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ باستقلال تمام بادشاہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے ایک جماعت امرا کو جنھون نے عبدالقادر سے اتفاق کیا تھا سزا دی سیف عین الملک جو بعد از سلطان بہادر گجراتی اکثر سپہ سالار برہان شاہ ہوا تھا ہراسان ہوکر برار گیا اور خواجہ جہان حاکم پرندہ نے کہ بیٹی اُسکی شاہ حیدر بن برہان شاہ کے حبالۂ نکاح مین تھی اس امر کا قصد ہوا کہ عادل شاہ کی اعانت اور حمایت سے اپنے داماد کو احمد نگر کا بادشاہ بناوے اس سبب سے رسوم تعزیت اور تہنیت مین قیام نہ کیا اور حسین نظام شاہ یہ اخبار سُنکر اور یہ اطوار دیکھکر برہم ہوا اور برفع حجت کے واسطے ایک مکتوب خواجہ جہان دکنی کو بھیجا خواجہ جہان نوشتہ کے مضمون پر اطلاع پاکر بحر اندیشہ مین غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اپنے حوصلۂ طاقت مین دیکھتا تھا اور نہ عزیمت ملازمت سے نسیم سلامت مشام جان مین پہونچتی تھی دونون طرح مشکل تھی ناچار ایک جواب دور از صواب مرقوم کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ چہرہ اخلاص غبار تقصیر ظاہری سے خراشیدہ ہوا ہی صورت ملاقات کو خوف و ہراس مانع قوی ہی اس وقت تقبیل آستانۂ سلطنت سے معاف رکھین پھر کسی وقت احرام طواف کعبۂ آمال باندھکر دربار ہمایون مین حاضر ہون گا اس جواب سے نظام شاہ کو یقین ہوا کہ خواجہ جہان ملاقات کے واسطے نہین آوے گا اس واسطے قلعۂ پرندہ کی طرف روانہ ہوا اور آگ نہب و غارت کی روشن کی اور خواجہ جہان نے ہراس بقیاس کو اپنے دل مین راہ دیکر اپنے ایک عزیز کو اُس قلعہ مین چھوڑکر لوازم قلعہ داری کے بارہ مین وصیت کرکے خود باتفاق شاہ حیدر عنان عزیمت راہ ہزیمت کی طرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس فریادی گیا **بیت** چو وحشی خبر یافت کان سیل تیز ❊ برآورد زان صید گہ رستخیز ❊ امرائے نظام شاہی نے قلعہ کو محاصرہ کرکے بازو جلادت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کے بامید اعانت مغرور ہوکر ہاتھ آستین جوانمردی سے نکالکر شام تک مدافعہ مین مشغول رہے آخر الامر توپچیان نظام شاہی نے توپ قیامت آشوب کے ضرب سے وہ بنیاد کہ خردمندونکے عہد کے مانند پائدار اور مضبوط تھی زنبورکی تو بہ کیطرح توڑدی اور شیران بیشۂ ہیجا اور نہنگان لجۂ دغا

حصار میں داخل ہوئے اور ضرب تیغ آبدار سے ان متحصنوں کو تھوڑی مدت پر گرایا حسین نظام شاہ نے رخنہ قلعہ کو حرکت
سے مسدود کر کے سالماً غانماً بعنان نصرت ہو کر قلعہ اسے ایک معتمد درگاہ کے سپرد کیا اور خود بدولت و اقبال احمدنگر
کی طرف مراجعت فرمائی اور جو اکثر ساہو ہار وسے اور مخدوم خواجہ جہان دکنی نظام شاہ کے خوف قہر سے ابراہیم عادل شاہ
کے پاس چلے گئے تھے اور سیف عین الملک نے بھی برار سے بیجاپور کی طرف جا کر عادل شاہ کی ملازمت اختیار
کی تھی اسواسطے عادل شاہ نے اسے بھی برادر بھائی میاں شاہ علی کو بہتر رسوخ سمجھی دیا ارادہ کیا کہ امرائے احمدنگر
کو تمام حسین نظام شاہ کے قہر و سطوت سے ہراساں ہیں لہٰذا امید ہے شاہزادہ شاہ علی کے پاس فراہم کر کے تخت احمدنگر پر تمکین کریں
اور یہ خبر جب نظام شاہ کے سمع مبارک میں پہونچی وسواس راہ نہیں کو شماہ انہیں کے [illegible] سمجھا او فرق نکالی اور قسمت
محاکر بالاتفاق عادل شاہ کے فساد کو دفع کریں عماد الملک نے ساتھ ہزار سوار سلیح نظام شاہ کی کمک کو بھیجے اور وہ آنکی
سب و پشت ہو کر شولاپور کیطرف کہ محاصرہ عادل شاہ میں تھا متوجہ ہوا اسیدول سپاہ رزم خواہ احمدنگر اور لشکر عماد الملک
کے شولاپور کی طرف کہ لشکر عادل شاہ محاصرہ میں رکھتا تھا توجہ کی او کنورج سواترہ اس حصار کے اطراف میں ہو کر
نزول اجلال فرمایا اور چو عادل شاہ اس عرین ملازم دھاترم تھا کہ انتقام نظام شاہ سے لیکر شکست ہائے سابق کا عوض لیوے
سپاہ کی آراستگی میں مشغول ہوا اور سررشتہ محبت او صلح کا ہاتھ سے دیکر [illegible] دلیران نے مثل شیر عرین کف عصب
لب پر لاکر میدان کین میں قدم جلادت رکھا **مثنوی** کشیدہ مدگرداں ملازک را وح ❊ دو دریائے طوفاں رآور د موج
ھمائے برآمد بخورشید و ماہ ❊ کہ شد در رزچشم گردوں سیاہ ❊ گلگند دسلاں [illegible] رخ گاں [illegible]
زمین [illegible] ❊ [illegible] ❊ [illegible] ہر سو درا ❊ بمودہ
اجل [illegible] ❊ سیف عین الملک جو عادل شاہ کا عمدہ تھا اسے لشکر عماد الملک [illegible] اور بعضے امرائے نظام
شاہی کو کہ ہراول سے ساتھ نعش کیطرح متفرق اور پریشان کر کے فوج خاصہ نظام شاہی پر حملہ کیا اور اس کے
میسرہ کو بھی متزلزل کر کے اس کے چتر و علم دولت کیطرف متوجہ ہوا تھا اور اس نظام شاہی ہجوم کر کے اسکے
مدافعہ میں مشغول ہوئے اور ایک حالت عجیب گردوں پیر کہتا ہے ہوئی عین الملک نے قریب چار سو مرد اہل سپاہ
کو جو نامی تھے اور تمام معرکہ میں [illegible] سے کار نمایاں ظہور میں آئے تھے تیغ بیدریغ کیا اور [illegible] عین الملک کا بھائی
بھی زخم کاری کھا کر جان [illegible] سے جدا ہو کر مقتول ہو گیا [illegible] عین الملک کا [illegible] تھا کہ جس وقت [illegible] جنگ ہوتا تھا معرکہ میں
سوار ایستادہ ہوتا تھا اور اپنے سپاہیوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اسواسطے اس قتال میں بھی گھوڑے سے
اتر کر آدمیوں کو مقاتلہ میں مصروف کیا اور کام اس بات کو پہونچا کہ احمدنگر کے [illegible] مجروح اور خستہ ہو کر مغرور
ہوئے اور نظام شاہ کے زیر علم ایک ہزار سوار اور سو ہاتھی سے زیادہ باقی نہ تھے باوجود اس حال کے امید
حمایت الٰہی و تائید لاریبی پائے ثبات قائم کر کے جنگ میں اصرار کرتا تھا اور جسا فرمایا کہ تقدیر آسمانی [illegible]
انسان کو اس میں ہرگز دخل نہیں ہے مردم کوتاہ بین نے عادل شاہ کے گوش زد کیا کہ سیف عین الملک جو از راہ مکر
حملہ بیجاپور کیطرف آیا تھا [illegible] نے بچشم خود دیکھا کہ اس نے گھوڑے سے اتر کر نظام شاہ کو سلام کیا عادل شاہ اس بات کو یقین کر کے
امرا اور سپاہ کو جنگ میں چھوڑ کر خود بتعجیل تمام بیجاپور کی طرف روانہ ہوا عین الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو معرکہ
سے باہر کر کے ہزیمت دے کہ ناگاہ یہ خبر سنکر سوار [illegible] اور [illegible] خان کو پادر میں ڈالا [illegible] اور پریشان





مع مردم بقیۃ السیف بیجاپور کا راستہ لیا اور جو نظام شاہ کے پاس تھوڑی جماعت باقی رہی تھی تعاقب مین صلاح نہ دیکھکر
شکر الٰہی بجالایا اور بعد دور و نزد احمد نگر کی طرف راہی ہوا جیسا کہ وقایع عادل شاہیہ مین مذکور ہوا سیف عین الملک
عادل شاہ کی قلمرو سے کنارہ کش ہوا اور اس حدود مین اُسے ٹھہرنے کی مجال نرہی بہزار خرابی اپنی جمعیت کو ساتھ
لیکر وہانسے نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور نظام شاہ اگرچہ اُس کے فساد سے ایمن نہ تھا بلکہ نہایت رنجیدہ اور دلکشیدہ تھا
لیکن بحسب ظاہر خوشحالی کر کے اپنے مصاحبین سے یہ بات کہی کہ ہمارے طالع بلند اور قوی کا نشان یہ ہی کہ عین الملک
پھر اسطرف متوجہ ہوا اور ہمارے حقوق سابق مرعی رکھکر چاہتا ہی کہ پھر امرا کے سلک مین منتظم ہووے اور بے تامل حکیم قاسم بیگ
کو کہ محرم اسرار تھا اور اُس سے بزرگ تر کوئی درباری اس دولتخانہ مین نہ تھا جلدی بطریق استقبال بھیجکر تحریر کیا کہ ہماری خواہش اور
توجہ تجھے اس سرحد کیطرف لائی ہی اگر بحسب تقدیر چند روز ہماری ملازمت ہمایون سے تجھے محرومی حاصل ہوئی ہرگز اسکا اثر
ہماری نظر مین نہین ہی عنایت و اشفاق اور اشتیاق خسروانہ ہمارا اپنی نسبت زیادہ اس سے کہ اوہام مین سماوے تصور
کر کے باطمینان تمام حضور مین روانہ ہووے کہ ساتھ جاگیرات اور منصب قدیم کے سرفراز ہوکر اپنے ہمچشمون مین محسود ہوگا
ہم نے مزید اطمینان کے واسطے امان نامہ اور رہگیر رومال خاصہ مین باندھکر بھیجا ہی لازم ہی کہ ہمراہ محرم بزم
اختصاص و مصاحب مجلس خاص قاسم بیگ حکیم کے درگاہ کی طرف متوجہ ہووے اور زیادہ اُس سے ہمارے
دربار بہشت آثار کو اپنے وجود شریف اور عنصر لطیف سے خالی نرکھے قاسم بیگ نے سرحد مین عین الملک سے ملاقات
کی اور پیام شاہ کا جو کچھ تھا پہونچایا عین الملک نے دو شرط پر قبول کیا اول یہ کہ حسین نظام شاہ اُسکے استقبال کو قلعہ احمد نگر
سے برآمد ہووے دوسرے یہ کہ روز ملاقات قاسم بیگ اُسکی اُردو مین بطریق رہن رہے قاسم بیگ دونون امرون کا
ضامن ہوا عین الملک دو ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور احمد نگر سے دو کوس پر فرو کش ہوا قاسم بیگ نے
اُس سے یہ بات کہی کہ مجھے رخصت کر کہ احمد نگر مین جا کر طریق ملاقات قرار دیکر تیرے پاس انھین قدمون مراجعت کرون تو
اُردو مین تیرے بطریق ضامن رہکر تجھے نظام شاہ کی ملاقات کو بھیجون عین الملک نے یہ تجویز پسند کی اور قاسم بیگ
بادشاہ کے دربار مین آیا لیکن قرینہ اور قیاس سے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے مکان پر واپس گیا اور روغن بھلاوہ سر اور منھ
پر ملکر آماس کے بہانہ بالین بیماری پر تکیہ کیا حسین نظام شاہ نے ایک جماعت اعیان کو مع اطعمہ و اشربہ فراوان
عین الملک کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ فلان ساعت مین نے ملاقات کیواسطے تجویز کی ہی چونکہ قاسم بیگ علیل ہی معطل
نہوکر جلد روانہ ہو کہ ہم تمھارے استقبال کو سوار ہوتے ہین عین الملک نے آدمی معتمد قاسم بیگ کے پاس بھیجے جب
اُسے اُس حال مین مبتلا دیکھا پلٹ آئے اور عین الملک کو اطلاع دی اور یہ بھی عرض کی کہ بادشاہ تمھارے استقبال
کیواسطے سوار ہوا ہی عین الملک مجبور ہوکر صلابت خان کے ہمراہ مع جماعت قلیل روانہ ہوا اور قبول خان جو اُسکا غلام تھا
ہر چند روانگی سے مانع ہوا اور یہ بات کہی کہ قاسم بیگ کی بیماری جعلی ہی اور ملاقات اس بادشاہ عہد شکن کی مین مصلحت نہین
دیکھتا ہون ہرگز اسکا کہنا موثر اور پذیرا نہوا قبول خان غمگین ہوکر اس سے جدا ہوا اور اپنے فرودگاہ مین جا کر یہ
کہا کہ عین الملک نے فرمایا ہی کہ تمام آدمی یہان سے کوچ کر کے شہر مین آوین اور فلان منزل پر کہ بادشاہ نے
ملاقات مقرر کی ہی وارد ہووین یہ کہکر زین بندی کا حکم دیا اور حرم کی عورتون کو لباس مردانہ پہننے پر مامور کیا اور
خود مع خیل و حشم مستعد سواری ہوا عین الملک جب قصبہ نیکاپور کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ نظام شاہ گھوڑے پر سوار

صحرائے وسیع میں ایسا ہوا اور آگے اُسکے دو طرف ہاتھیوں کو ایستادہ کرکے گویا سامان ہے پھر ایک جماعت درباریان حضور آگے
ڈھکر آئے اور صلابت خان کو سواری اسپ اور لائی لیکن پیچھے سے ایک جماعت اور پہونچی اور کہا کہ تم دونوں یہاں
سے پیادہ پا ہو حسن الملک نے اپنے دل میں تجویز کیا تھا کہ سواری اسپ بادشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی اُن کا
تکلف ادنی ہوا بات دل پریشان گذری لیکن چونکہ دونوں مجبور سے سادہ پا ہو کر آگے بڑھے اور بعد سلام دو دو
نے رکاب معلوم ہوئی اُسکے واسطے قدم آگے بڑھائے ابھی وہ ساتھ اس ارادہ کے مشرف ہوئے تھے کہ حکم کے موافق لوگوں نے
اُسے اور صلابت خان کو گرفتار کرکے ہاتھیوں پر سوار کیا نظام شاہ نے شکار کو دام میں لاکر مراجعت کی جب قصبہ کالا پور میں پہنچا
فیلبانوں نے اشارہ کے موجب رشیدہ دونوں کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور دونوں کی لاشیں ہاتھی پر سے پھینکدیں حسن نظام شاہ
دلخواں لکھکر دیا کہ یہ بیچارے ہمارے خوف ہراس سے دہلکر مرگئے پھر انکی تجہیز و تکفین کے واسطے اشارہ کرکے ایک جماعت کو نامزد
کیا کہ انکی عورات کو مع سارے سلف حضور میں لادیں اور رہائی کرتا اح کریں قبول خان نے یہ آئینہ حسن واردات میں شاہد کرلیا
تھا اور گرس پر آوار تھا جب لشکر بادشاہی کی توجہ سے آگاہ ہوا عین الملک اور صلابت خان کی مستورات کو سوار کیا اور قریب
تین سو سوار عین الملک کے ملازم تھے مع اسپ و فیل ولایت ابراہیم قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور چند مقام میں تمام کر کے حوالے
مردم نظام شاہی کے ساتھ ایسی جم جنگ گرم کی کہ زمین و آسمان سے تحسین و آفرین کی صدائیں اندرون حوالی اور ورمن پہونچیں
امرائے نظام شاہی کہ اس حدود میں تھے حقیقت حال پر مطلع ہو کر سر راہ ہوکر مستعد جنگ ہوئے قبول خان نے مثل
شیر خشمناک پلٹ کر اور پانسو سوار کو لیکر باہمراہ سوار نظام شاہیہ سے مقابلہ در معاملہ اختیار کیا اور ایسی کارزار کی کہ ارواح بہادران
اولیں اور آخریں اُسکے ساتھ کے واسطے حاضر ہوئیں آخر کو تسلیم فتح قبول خان کے پرچم پر ماد پر یلی لطیف الملک اور جہاں خان اور
دلاور خان اور یاکبار خان جو امرائے معتبر نظام شاہیہ سے تھے مارے گئے اور غنیمت وافر اس قبول خان کے ہاتھ آئی
اور بخیر سعادت گلکنڈہ کی طرف گیا اور ابراہیم قطب شاہ نے حقیقت وفاداری اُسکی کہ بار بار امکان اپنے صاحب اور ولی نعمت
کی نسبت بجالایا تھا منظور رکھکر بہت گرانی سرفراز کیا قبول خان جبتک زندہ رہا بحال رہا ایک جماعت اہل نگر کہتی تھی کہ عین الملک
اور صلابت خان کی قبر پر کہ قصبہ کالا پور میں واقع ہے انکی تربیت روح کے واسطے آتش اور روٹی فقرا اور مساکین کو تقسیم کرتے
تھے اور قبور کے خادموں کو نقود دیا اور ان محفوظ کرتے تھے اور شجاعت اور مردانگی انکی مستعد دکن میں مشہور ہے کہ جوانان بہادران
اور دیادہور کے واسطے خاک انکی مزار کی چاٹتے ہیں اور انکی ارواح سے استمداد ڈھونڈھتے ہیں اور عین الملک کا باپ
سیف الملک عراقی تھا اور وہ خود گجرات میں پیدا ہوا تھا اور سلاطین گجرات نے آثار شجاعت و مردانگی اُسکے چہرۂ حال سے
مشاہدہ کرکے اسے منصب دار وکیل سلک میں منسوب کیا اور جب اُس نے حد سے زیادہ کلیاں ترقی میں آگے سلک امرا میں
منتظم کیا اور اُسنے بھی بہت فراہم لائے جوانان خوب اور شجاع سفر گزار اور وستھور میں مصرف کی اور عرب اور افغان اور
گجراتی اور حبشی اور دکنی وغیرہ دس بارہ برس کی مدت میں قریب ... ہزار آدمی خوب ہم پہونچا کر اسے سلوک برادرانہ
پیش آتا تھا اور خادمی اور ہمدردی منظور رکھتا تھا اور گھوڑے اور خیمہ خاصہ کچھ ہرگز اُسکی سرکار میں سے تھے جسوقت سواری
کی ضرورت ہوتی تھی گھوڑا کسی جوانوں سے طلب کرکے سوار ہوتا تھا اور جسوقت کوئی سفر پیش آتا تھا اپنے ہمراہیوں کے
خیمہ میں ہوکر مقیم ہوتا تھا اور جب جاگیر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا اپنے امیروں کو بلا کر کہتا تھا کہ حق سبحانہ تعالی نے ملک جاگیر
عزیزوں کے تامردانگی ہی آپس میں تقسیم کردو چنانچہ وہ آپس میں باتفاق برادرانہ کے موافق ... اور اہل حساب کے ہوتے تھے

اور کچھ زر اس جاگیر کے حاصل سے اُسکے مصارف ضروری خرچ خاصہ کے واسطے مقرر کرتے تھے غرضکہ قریب چالیس برس عمر امارت مین بسر کی اور کسی معرکہ مین شکست نپائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظام شاہ کیخدمت مین مشرف ہوکر امیر الامرا ہوا اوران سنوات مین شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کیطرف گیا تھا مراجعت کی چنانچہ حسین نظام شاہ نے منشی علی قلی کو مع پالکی اُس کے ستقبال کو بھیجا وہ باعزاز واکرام فراوان احمد نگر کی طرف لایا اور قصبہ وندا راج پوری اور بھی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تھین اُسے بھی عنایت فرماکر دربار یان حضور سے کیا اور جب ابراہیم عادل شاہ نے جوار رحمت ذو الجلال کیطرف انتقال کیا حسین نظام شاہ نے اُسکے ملک کی طمع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا ملا عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گلکنڈہ کی طرف بھیجکر ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہی مناسب ہی کہ ہم اور تم قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہون ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا فی الفور خیمہ اور خرگاہ روانہ کیا جب نظام شاہ نے یہ خبر سنی کوچ برکوچ احمد نگر سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی بہ سبیل ستعجال اس اطراف مین آیا دونون بادشاہ نے گلبرگہ مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کرین اُس کے بعد اتبگر کو تسخیر کرین چنانچہ ہر دو باتفاق محاصرہ گلبرگہ مین مشغول ہوئے اور نظام شاہ کے گولہ اندازان رومی خان چلپی وغیرہ نے برج بارہ کو توپ اور ضرب زن کی ضرب سے متزلزل کیا اور جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آگیا تو مصطفی خان اردستانی نے کہ جملۃ الملک قطب شاہ تھا اُس سے معروض کیا کہ حسین نظام شاہ قہار اور بے اعتدال اور عہد شکن ہی اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف مین لاویگا آپ کو قلعہ اتبگر سے مانع آویگا اور آپ اُس سے عہدہ برا نہونگے بہتر یہ ہی کہ آپ اُسکی اعانت وتقویت مین کوشش نفرماوین کہ اُسے عادل شاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفی خان کا کلام صادق جانکر خیمہ اور خرگاہ اور اثقال سے قطع نظر کرکے وقت شب کے اپنے دار الملک کیطرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ سے دشمن کے دفع کیواسطے سفارش اور تاکید بہت کرگیا امراے عادل شاہی قوی پشت ہوئے اور قطب شاہ کے کوچ کرنیکی خبر سنتے ہی لشکر نظام شاہ کے گرد تاخت وتاراج کرکے مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ تبنگ آکر بدون اُسکے کہ ہاتھ گردن شاہد مقصود مین ڈالے اپنا پچھلا سر کھجا کر احمد نگر کیطرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ کے اتحاد اور اتفاق کے بارہ مین متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور قہاری سے خائف اور ہراسان ہوکر ناشناسے راہ سے بھاگ کر گلکنڈہ کیطرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش قہر افروختہ کرکے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کے گناہ کا مواخذہ کیا اور قلعہ پرندہ مین دو تین ماہ اُسے قید رکھا پھر مقام عنایت مین آکر اُسے حبس سے نجات دی اور بدستور سابق معزز اور محترم کیا اور علی عادل شاہ نے درپے انتقام ہوکر بانواع تدبیر وحکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور یہ خبر جب احمد نگر مین پہونچی نظام شاہ نے چاہا کہ دریا عماد الملک کو ساتھ اپنے یکجہت ویکزبان کرے پھر ملا ما زندرانی کو کہ اُس کے مصاحبین سے تھا ایلچپور کیطرف بھیجا تو لوازم مصادقت اور مودت درمیان مین لاکر وصلت اور پیوند نسبت سے قوی کرے چنانچہ ملا علی وہان پہونچکر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور سخن مدعا ساتھ اس تقریب کے کہ ہوثر ہووے مذکور کرکے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کے ساحل پر قریب قصبہ سون پت کہ بعد تقریب عروسی بعشرت آباد مشہور ہوا سنہ ۹۷۵ نو سو پچہتر ہجری مین باہم ملاقات کرائی دونون بادشاہ دریاے مذکور کے دو طرف فروکش ہووے خیمہ اور خرگاہ اور سراپردہ اور بارگاہ اوج سپہر اور ذروہ مہر و ماہ پر بلند کیے اور جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوکر

مات

سلطان بنام سرو کی مثنوی زیں از دو سو بارگاہ و طناب * جہاں شد زمین زیر موج و حباب * ہمدم مدم ہمہ آن سرائے شگرف *
میان دو دریا یکے رو شرف * زمین از دو لشکر کو کب نشان * زرد حمد دل آب چون کہکشان * رسیم و زر آن
ہر دو صاحب کلاہ * کشیدند بر آسمان بارگاہ * رہ جانبے کوس عشرت زدند * رہ شادمانی سوے ثرد مد * زمین
آسمان وار آراستہ * عروس نے تاجے برخاستہ * مقدمات جشن و سیر مانی اور مہمات شادی اور مہمانی کے
سامان قبول بہ سامان منجم شناس نے اجتماع نیرین کے واسطے ایک ساعت مختار اختیار کی اور قضات و علماے
مذہب جانب نظیری بی بی دولت شاہ دختر عماد الملک کو حسین نظام شاہ کے عقد ازدواج مین لاے اور جب ملت
شاہ دختر عماد الملک حسین نظام شاہ کے عقد مین آئی ہر شخص خوش و خرم اپنے دار الملک کیطرف روانہ ہوا
اسی سال مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور چلپی رومی خان کو قلعہ ریگنڈہ پر کہ وہان کے کفار اپنے ادارہ سے آگے
کفار مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے تھے نامزد کیا کفار اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہوے اور مسلمانونکی عدم
مزاحمت پر عہد و پیمان درمیان میں لاکے اس جماعت نے معاودت کی اور آخر سنہ ۹۶۷ تسع و ستین و تسعمایہ میں حسین
نظام شاہ نے قلعہ کالنہ پر جو تصرف میں ایک راے کے تھا کہ اسوقت تک نظام شاہ کے تصرف
مین نہ آیا تھا فوج کشی کی اور صرف چار مہینے کے عرصہ مین مع چند قلعہ کے اسکو مسخر کیا اور اپنے مردان معتبر کے سپرد کر کے مظفر
منصور احمدنگر کیطرف مراجعت کی انھین روزون مین یہ مشہور ہوا تھا کہ علی عادل شاہ قلعہ شولاپور اور کلیان کے انتزاع مین
مصر اور مجد ہے اور رام راج کو مع قطب شاہ ہمراہ لیکر احمدنگر کیطرف عازم ہوا ہے حسین نظام شاہ نے بمشورہ قاسم بیگ
شاہ حسن انجو کو جو رخصت مکہ معظمہ لیکر بندر چیول گیا تھا احمدنگر مین طلب کر کے اس سے مشورہ کیا شاہ حسن
نے جواب دیا ہمین تاب مقاومت کی ان تینون بادشاہون سے نہین ہے صلاح دولت یہ ہے کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیکر
لوازم صلح درمیان مین لایئے حسین نظام شاہ نے کہا قلعہ میرے والد بزرگوار نے بضرب شمشیر لیا تھا
و ننگ کی بات ہے اس کو دیکر دشمن کے سپرد کرنا پھر شاہ حسن جرأت کر کے عرض پیرا ہوا عالم پناہ ہر وقت کا موقع اور
محل ہے وہ ہنگام مقتضی لینے کا تھا اور یہ مقتضی دینے کا ہے بادشاہون اور دنیاداروں کو ایسے امور زبردستی اور زیردستی
کے اکثر پیش آجاتے ہین حسین نظام شاہ کسی طرح اس مقدمہ کے راضی ہوا اور اس قدر پرخاش کی کہ تینون بادشاہ
قریب ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے کے ہمراہ رکاب لیکر احمدنگر مین آپہونچے نظام شاہ نے قلعہ احمدنگر کو کہ گلی تھا اور
خندق کچا تھا آذوقہ اور آلات آتشباری سے مملو کر کے مردم جنگی کے سپرد کیا اور خود مع امراء اور اہل و عیال پٹن
کی طرف گیا تو دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو ساتھ اپنے متفق کر کے دشمنون سے مصاف کرے
اتفاقات سے خانخانان بھائی امیر برید عماد الملک کے پاس جاکر مدار علیہ ہوا تھا عماد الملک کو امداد نظام شاہ سے مانع آیا
دو ہزار سوار اور پیادہ لیکر نظام شاہ کے ولایت کی تخریب مین مشغول ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو اسکے مقابلہ
کیواسطے مع دو تین ہزار سوار بھیجا اور حملہ اول مین خانخانان شکست فاحش کھا کر ملا محمد کے مقابلہ سے بھاگا کر عماد الملک
کے پاس شرم سے نہ جاسکتا تھا اسواسطے عادل شاہ کی ملازمت کیواسطے روانہ ہوا اور جہانگیر خان حبشی عماد الملک مع لشکر
برار نظام شاہ کی مدد کو آتا تھا اسے علی عادل شاہ اور رام راج اور قطب شاہ نے احمدنگر مین پہونچکر مکانات اور مساجد
کی ویرانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قلعہ کو گھیر لیا کام مردان درونی پر تنگ ہوا قطب شاہ نے جو بسبب الفت کی

کر کے بچا رہا تھا کہ عادل شاہ بھی نظام شاہ پر فائق ہووے اپنے مور چہ سے راہ آمد و شد مردم درونی پر مفتوح کی اور جمیع مایحتاج پہونچاتا تھا اور قاصد اور معاون بفراغت نظام شاہ کیطرف سے قلعہ میں دوا دوش کرتے تھے اور کسی طور سے محنت اور تعب نہ کھینچتے تھے اور ملا عنایت اللہ کہ اُس وقت میں قطب شاہ کا ملازم تھا اور ایسے امور میں دخل عظیم رکھتا تھا ہمیشہ اہل قلعہ کے ساتھ باب دوستی مفتوح رکھکر عرائض مشتمل بر اخلاص اور دولت خواہی حسین نظام شاہ کے پاس بھیجتا تھا اور جب اس قسم کے امور پوشیدہ نرہے عادل شاہ اور رام راج مطلع ہوکر قطب شاہ سے مقام پرخاش میں ہوے اور جیسا کہ سابق میں وہ خوش طبعانہ قلعہ گلبرگہ سے بھاگ گیا تھا اسیطرح قلعہ احمد نگر کے مورچہ سے بھی رات کیوقت خیمہ اور خرگاہ اور اشیائے سنگین اس مقام میں چھوڑ کر بسبیل استعجال گلکنڈہ کیطرف روانہ ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کوچ کیوقت قطب شاہ سے جدا ہو کر آپ کو قلعہ احمد نگر میں پہونچایا اور وہاں سے ٹھمن میں جاکر حسین نظام شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جو کہ بعد شکست خانجہان کے عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا کر کے مع جمعیت خوب نظام شاہ کی کمک کو بھیجا وہ عادل شاہ کی سرحد پر پہونچکر مانع رسید غلہ اور آذوقہ ہوا غرضکہ ایک قحط عظیم غلہ کا اُردوے عادل شاہ اور رام راج میں بہم پہونچا تمام خلائق فاقہ کشی سے غمگین اور اندوہگین ہوئی اور دونوں بادشاہ کوچ کر کے قصبہ آشتی میں پہونچے اور اس مقام میں استقامت کی اور ورپے اسکے ہوئے کہ امرائے کبار کو مع لشکر بسیار قلعہ پرندہ کیطرف بھیجکر اول اُسے مفتوح کریں اُس کے بعد مراجعت کر کے احمد نگر پر متصرف ہوویں نظام شاہ مضطرب ہوا اور بمشورہ قاسم بیگ حکیم اور شاہ حسین انجو اور ملا عنایت اللہ کے رام راج سے بطریقہ آشنائی مسلوک رکھکر طالب صلح ہوا رام راج نے کہا میں تین شرط سے صلح کرتا ہوں اول یہ کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیویں دوسرے یہ کہ جہانگیر خان سے مضرت بہت ہمارے لشکر کو پہونچی ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے اُسے قتل کریں تیسرے یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان استمالت لیوے حسین نظام شاہ نے یہ بات سنکر اپنے حفظ دولت کے واسطے تینوں امر قبول کر کے دروازے ظلم و جور کے اپنے احباب کے منہ پر کھولے اور اچانک ایک جماعت امرائے کبار کو جہانگیر خان کے دائرہ پر کہ مہمان اور دولت خواہ تھا بھیجکر اسے قتل کیا عماد الملک نے ترس و خوف سے زبان ہاں و نہ میں نہ کھولی تغافل کو بہترین امور سے سمجھا حسین نظام شاہ نے بعد اس بیمروتی کے کہ کافر دوہی کے کہنے سے ملک کی مصلحت کیواسطے ایک دوست جانی کو مقتول کیا عماد الملک کو رخصت کر کے اُردوے رام راج کیطرف روانہ ہوا اور رام راج نے نہایت عجب و تکبر سے تواضع نکر کے نظام شاہ کی ٹھیکر دست بوسی کی حسین نظام شاہ رائے کی نخوت و غرور سے نہایت رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کے ستانے کیواسطے اسی مجلس میں طشت اور آفتابہ طلب کر کے ہاتھ دھویا رام راج یہ حال مشاہدہ کر کے مثل مار دم بریدہ پیچتاب کر کے بزبان کنہری بولا اگر یہ میرا مہمان نہوتا تو اسکا پارچہ بزرگ اُسکے سر انگشتان پہ ہوتا یہ کہکر طشت و آفتابہ اسنے بھی طلب کر کے ہاتھ دھویا من بعد تنگنا ورہی اور تمراج برادران رام راج اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسے کلام کہ آتش فساد ساکن ہو درمیان میں لائے حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان رام راج کو دیکر کہا اسکو تیرے پیشکش کیا رام راج نے اُس کے سامنے کنجی قلعہ کی عادل شاہ کے پاس بھیجی اور پھر اس نے حضرت کو پان دیکر رخصت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادل شاہ کی طرف سے جانتا تھا ملاقات اُس سے نہ کی اور اپنے دائرہ گاہ کی طرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنے اپنے دار الملک اور دار الراج کی طرف روانہ ہوئے حسین نظام شاہ نے احمد نگر جاکر قلعہ کو کہ خشت و گل سے تھا مسمار کیا اور اُس کا دائرہ وسیع کر کے گچ اور پتھر سے

ساڈالی اور اُس کی تیاری کے بارہ مین اہتمام بہت ورکار بہوڑے عرصہ مین یہ کام کو پہونچایا اور اُسکے گرداگرد ایک خندق وسیع
اور عمیق کھودی اور آدمیون نے بھی عمارت کی تعمیر مین کوشش کی اور ابتدائے سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین اپنی بڑی
بیٹی بی بی خدیجہ کو جو بطن خونزہ ہمایون سے تھی شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسن کے عقد نکاح مین دلایا اور اُن
دنون مین خودرا عماد الملک فوت ہوا اُس کا ولد تفال برہان عماد الملک کہ صغیر سن تھا اُس کا قائم مقام ہوا حسین نظام شاہ
بسبب اُس مروت کے کہ قطب شاہ سے احمد نگر کے محاصرہ کے وقت مشاہدہ کی تھی اُس سے درپئے دوستی اور
صداقت کے ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کہ اُس عرصہ مین مصاحب اور ہم پیالہ نظام شاہ کا ہوا تھا ہم قدم درمیان
مین رکھکر ایسا کیا کہ حسین نظام شاہ نے ایلچی قطب شاہ کے پاس بھیجکر باہم یک دلی سے اتفاق کیا اور قرار دیا کہ حوالی
کلیان مین ملاقات آپس مین کر کے لوازم عہد دوستی بجا لاویں اُسکے بعد قلعہ کلیان کو مسخر کیا دین اگر عادل شاہ اور رام راج
بھی انکی طرف متوجہ ہوویں نظام شاہ متعہد رام راج کے قتال کا ہوا اور قطب شاہ مقابلہ عادل شاہ کا اختیار کرے
اور جو کہ حسین نظام شاہ قہار اور بیباک تھا کسی شخص کو اس ارادہ محال کے فسخ مین مجال عرض کی نہ تھی بقدر سکوت اختیار کیا
کہ اوائل سنہ ۹۶۷ نوسو سرسٹھ ہجری مین نظام شاہ اور قطب شاہ نے کلیان کے اطراف مین ملاقات کر کے اپنے آئینہ ہائے
دل کی کدورت صاف کی اور شرائط جشن عروسی درمیان مین لا کر بی بی جمال ست حسین نظام شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کے
حبالہ نکاح مین منتظم کیا اور دونون بادشاہ نے متفق ہو کر قلعہ کلیان کو محاصرہ کیا اور قریب ہوا کہ مردم درون دلی امان
طلب کر کے قلعہ کو سپرد کرین کہ ناگاہ بدستور اول عادل شاہ اور رام راج مع لشکر گران اُس حدود کی طرف متوجہ
ہوئے اور برہان الملک نے کہ اپنے باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا جہانگیر خان کے قتل ہونے سے نظام شاہ سے
رنجش خاطر بہم پہونچائی اور باتفاق علی برید عادل شاہ سے پیوستہ ہو حسین نظام شاہ نے ترک محاصرہ کر کے احمال و اثقال
اور اہل و عیال کو مع شاہزادہ مرتضے اور اپنے داماد شاہ جلال الدین حسین کے قلعہ اوسہ کیطرف روانہ کیا اور خود مع سات
سو ارابہ توپ اور ضرب زن اور پانسو فیل نامی برفاقت قطب شاہ اُسکے مقابلہ کو جا کر چہ کوس کے فاصلہ پر فروکش
ہوا اور دوسرے دن حسین شاہ نے بہت جواہر و کفار بہا نقد بے بہا سپاہیون پر تقسیم کئے اور مستعد قتال ہو کر
رام راج کے اُردو کیطرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کر کے بہ قصد مقابلہ اور
مقاتلہ عادل شاہ اور علی برید اور برہان عماد الملک کے نظام شاہ کے ساتھ روانہ ہوا الغرض ان دنون مین موسم برسات
دتھا ناگاہ ایک گھٹا آسمان پر چھا گئی اور اس شدت سے پانی برسا کہ صحرا اور دشت آب سے بھر گیا اور تالاب اور نالہ دریا
ہوئے آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے نہایت عاجز ہوئے اور سپاہیون نے ہتھیار پھینکدیئے اور توپون کے پہیئے دلدل
مین دھنس گئے صحبت عجیب و غریب واقع ہوئی حسین نظام شاہ نے اُسی دن اپنے لشکر گاہ کی طرف مع چالیس ضرب
توپ کلان معاودت کی اور مرتضی خان یعنی شاہ ابو القاسم انجو کا بھائی کہ نوکران عادل شاہ سے تھا امرائے برگی کی
ہمراہی مین نامردی ظاہر کرنا کہ پیشتر ماکرہی سپاہی اُس لشکر کو دکھاوے تو ہم کو فرصت ہووے کہ مسلح ہو کر میدان کی طرف روانہ
ہوویں اتفاقاً مرتضی خان نے اُثنائے راہ مین ارابہ توپ اور ضرب زن کیچڑ اور دلدل کے درمیان پھنسا ہوا
دیکھے حقیقت اور ماہیت قصہ پر واقف ہوا تعجیل تمام آدمی علی عادل شاہ کے پاس بھیجکر بشارت دی علی عادل شاہ
اور رام راج نے آدمی روانہ کر کے ارابون پر قبضہ کیا اور بلا توقف دائرہ قطب شاہ پر جا کر حملہ کیا قطب شاہ مع ایک

جماعت مخصوصان سے بھاگ کر نظام شاہ کے عقب لشکرگاہ ایستادہ ہوا اور مصطفےٰ خان اردستانی نے کہ اُس کا میر جملہ تھا مع جمیعت اپنی کے رگ سیادت اور غیرت کو حرکت میں لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقارہاے حربی پر چوب زن ہوا اور اسقدر رہا نون زمین کین مین گاڑے کہ نظام شاہ مدد کے واسطے آپہونچا اور اُردو قطب شاہ کا سلامت اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلاکر یہ فرمایا مین توپخانہ کے ذریعے سے چاہتا تھا کہ رام راج کا مواجہہ کرون اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے مقابل مامور کرون مگر اب قطب شاہ مرتضےٰ خان سے کہ ایک امراے عادل شاہ سے ہی بلا جنگ بھاگا اور توپخانہ غنیم کے ہاتھ آیا صورت قتال کی نظر مین آتی انھون نے جواب دیا اسوقت لڑائی مین نقصان کے سوا کچھ فائدہ متصور نہین ہوتا ہی آپ اپنے دارالملک کی طرف مراجعت فرمائین وہ جنگ اور وقت پر محول رکھین جب رام راج اور عمادالملک اور علی برید کے امرا اور افسران سپاہ بطریق روز گذشتہ اُردو کے حوالی مین پہونچے نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کے بہانہ سوار ہوکر احمد نگر کیطرف روانہ ہوے اور دشمنون نے اُردو کو تاراج کرکے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر نظام شاہ کا نبات النعش کیطرح متفرق ہوا زیادہ ہزار سوار سے نظام شاہ کے پاس نہ رہا لیکن نظام شاہ پردلی سے چتر اور علم مرتفع کرکے نہایت تجمل اور وقار سے جاتا تھا اور پانچ چھ ہزار سوار اُس کے چارون طرف تعاقب مین جاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہووین اور اس شیر بیشۂ بادشاہی کیطرف نگاہ پھیر کر دیکھین منقول ہو کہ وہ حضرت نماز کے بہت مقید تھے چاہا کہ نماز وقت پر پڑھون قضا نہ ہو اس روز جب نماز ظہر کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اُتر کر نماز ادا کرون ارکان دولت نے عرض کی کہ اس وقت مین گھوڑے سے اُترنا اور نماز مین مشغول ہونا شرع مین ضروری نہین ہی آپ ایما اور اشارہ سے خانہ زین پر نماز ادا فرمائین اس شہریار روافر تہور نے یہ امر قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا نکرے مین اس وضع سے نماز ادا کرون یہ کہکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز مین مشغول ہوا اور افواج دشمنون کی اُس شہریار کی فوج سے دوچند بلکہ اس سے بھی مضاعف تھی اور گرداگرد ایستادہ تھی کسی کو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم آگے بڑھاتا حسین نظام شاہ جو چیتکا چست زیب کمر کیے تھا فرمایا مذہب شیعہ مین ایسے لباس سے نماز درست نہین تھی اعادہ لازم آیا یہ کہکر چیتکا کھولکر پھر اعادۂ نماز مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا چیتکا باندھ کر سوار ہوا اہل تعاقب یہ جرأت دیکھکر آپس مین کہتے تھے کہ جب ہم نے ایسے وقت مین کچھ کام نہ کیا اب ہم سے کیا ہوسکیگا پھر سب نے باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہی ہم لوگ تعاقب سے دست کش ہوے کہ کسی طرح کا صدمہ ذات اشرف کو نہ پہونچے حسین نظام شاہ جب اوسہ مین پہونچا شہزادہ مرتضیٰ کو ہمراہ لے کر قطب شاہ کو رخصت کیا اور خود احمد نگر کیطرف کوچ کیا اتنے مین یہ خبر سنی کہ عادل شاہ اور رام راج اور برہان عمادالملک اور علی برید کوچ بر کوچ اسطرف متوجہ ہین ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سے مضبوط کرکے جنیر کی طرف روانہ ہوا اور تمام دشمن احمد نگر مین آپہونچے اور کفار بیجانگر نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدین ویران کین اور ایک مسجد کہ چھت اُس کی چوبی تھی تیشہ بیداد سے اُسے بھی ویران کیا اور مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور اُن کی عورات اور فرزندون کی بے حرمتی مین جو کچھ اُن سے بن پڑا تقصیر نہ کی عادل شاہ یہ اخبار سنکر بیحد غمگین ہوا جو قدرت مانعت نہ رکھتا تھا رام راج سے کہا محاصرہ اس قلعہ کا جواب محکم زیادہ دل سے ہوگیا خلاف مصلحت ہی بہتر یہ ہی کہ کوچ کرکے نظام شاہ کے

پیچھے روانہ ہو دین رام راج راضی ہوا علی برید اور برہان عماد الملک کو رخصت معاودت فرمائی اور باتفاق عادل شاہ
کوچ کر کے حسر کی طرف عزیمت کی اور حسین نظام شاہ انکی توجہ سے واقف ہوا بارہ امیر مثل رستم خان حبشی اور
ساماجی وغیرہ کے نامزد فرمائے کہ لشکر مخالف کے پیش و پس تاخت کر کے ہمہ تن تاخت و تاراج میں مشغول ہو دین
کہ غلہ اور رسد اور سامان معیشت کمین ہم نہ پہونچے اور خود مع اہمال و اثقال بل مری کی طرف کہ کوہستان میں واقع ہے روانہ
ہوا رستم خان نواحی قصبہ کانوس مخالفوں کے قریب پہونچا اور بادشاہ کے حکم کے موافق وصول غلہ اور آذوقہ کا مانع ہوا
اس درمیان میں ایک دن علی عادل شاہ شکار میں مشغول تھا اور خالو اس کا ہمراہ فوج بیجاپوری مسافت طے کرتا تھا
رستم خان حبشی جرأت کر کے برخلاف طرز عادت کے افواج عادل شاہی پر کہ نہایت کثرت سے تھی حملہ آور ہوا اور علی
عادل شاہ کے خالو کو قتل کیا اور خود بھی مع دو ہزار مرد کارآزمودہ مارا گیا اور بقیۃ السیف سپاہ نظام شاہ پریشان
اور بدحال ہو کر دشت ہزیمت میں آوارہ ہوئی لیکن رستم خان کی جرأت سے بیجاپوری اور بیجانگری خوفناک ہوئے
اور موسم برسات بھی قریب آیا رامراج اور عادل شاہ پھر احمدنگر کی طرف عازم ہوئے قضارا رام راج بھرسن اور
اُس کے اطراف میں فروکش ہوا اور علی عادل شاہ نے دورتر نزول کیا اور دونوں اپنے ممالک کی طرف
روانگی اور قلعہ احمدنگر کے محاصرہ میں متردد ہوئے اس درمیان میں احمدنگر کے شمال میں اس شدت سے بانی برسا
کہ رات کو دفعتہ سیل عظیم آیا قریب تیس نقارہ اور بہت سے ہاتھی کہ زنجیر انکے ہاتھ پاؤں میں پڑی تھی اور بارہ ہزار آدمی کہ جن
کے نام رامراج کے دفتر میں مندرج تھے غرق ہوئے اب اسی پر مردم پیادہ اور بیگاہ اور گھوڑے گدھے
بیل وغیرہ کی بربادی قیاس کرنا چاہئے کہ کس قدر غرق ہوئے ہونگے رام راج اسکو بدشگون سمجھکر اپنی ولایت کی طرف
متوجہ ہوا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرگ کو از سر نو تعمیر کیا اور رامراج سے کہا اگر تمہاری خوشی ہو تو اسے گچ اور سنگ سے
تیار کروں اور اسے تمہارے نام پر رام درگ سے موسوم کروں رامراج نے منظور کیا اور مزدور اور کاریگر اسکی ساخت میں
مشغول ہوئے اور عادل شاہ باتفاق رامراج کوچ کر کے قصبہ کی طرف کہ قطب شاہ کی سرحد میں واقع تھا پہونچے
رامراج نے طمع عادل شاہ اور قطب شاہ کے ملک کی کر کے برسات کی طغیانی کے بہانہ سے مقیم ہوا اور چند پرگنے
دونوں سے لیکر بیجانگر کی طرف گیا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرگ مرتضی خان کے حوالہ کیا اُسے بھی اپنے مقر کی طرف معاودت
فرمائی اور مرتضی خان قرب و جوار کے سبب وقت فرصت ولایت نولاہی کی تاخت و تاراج میں قیام کرتا تھا حسین نظام شاہ نے امر
عاقل شاہ کی تحریک سے عبور کر کے درپے استحکام قلعہ شولاپور ہوا اور ادھر کیواسطے بارہ ہزار گوس غلہ کی شاہ محمد آخوند اور ... خان
اور ابراہیم خان حبشی کے ہمراہ روانہ کیں مرتضی خان نے عسکر باتفاق امرائے ترکی تاخت کر کے سولاپور اور ... کے
مابین انکے فروکش ہونے کے وقت آتش جدال روشن کی اور حسب اتفاق شاہ تقی نام ایک سید کہ نظام شاہ کے ملازمین
سے تھا شمشیر خان سے سکھ ہو کر آپس میں شمشیر بازی کرنے لگے شاہ تقی مغلوب ہو کر اسیر ہوا دلیسروں کی طرح اسے ہاتھی پر سوار کیا
اور اسوقت فریقین کے درمیان قتال جدال عظیم واقع ہوئی امرائے نظام شاہی پسپا ہو کر بھاگ گئے اور قریب ایکسو
بیس زنجیر فیل برہان اور صنائع کے امرائے مرکی حسبما کہ انکا قاعدہ اور دستور ہے قرار تباہی طرف یکبار تاراج میں مصروف
ہوئے اور سارا غلہ کا جہانتک اٹھ سکا لوٹا اور باقی میں آگ لگادی مرتضی خان اور شاہ قلی ہمایوں نے ہاتھیوں کو جانے
نہ دیا ایسکا اس درمیان میں ایک غلام بچہ حبشی نے کہ غلہ اسیروں سے تھا اور ایک شخص نے اسے ہاتھی پر سوار کیا تھا

گریہ وزاری شروع کی مرتضیٰ خان نے سبب گریہ وزاری پوچھا اور یہ بات کہی کہ اگر تجھے میرے پاس رہنے کی تمنا ہو تو
مین تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤنگا کہ تو با فراغت تمام بسر کریگا اور جو تجھے خواہش اپنے صاحب کی ہو تو تجھے ابھی
آزاد کرتا ہون غلام بچہ نے کہا مین اپنے صاحب کو چاہتا ہون مرتضیٰ خان نے اُسے فوراً آزاد کیا اور وہ بہ تعجیل تمام
شاہ محمد اور امرائے منفرور کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی تاراج مین مشغول ہے اور مرتضیٰ خان
مع جماعت قلیل کہ دو دستہ سے زیادہ نہین فلان مقام مین ایستادہ ہے اسے دستیاب کرکے اپنے فیلونکا عوض لو شاہ محمد
باقر نے دو تین ہزار سوار لیکر یکایک مرتضیٰ خان کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور زنجیر مین مسلسل کرکے احمدنگر کیطرف روانہ ہوا حسین
نظام شاہ نے ازسرنو بارہ ہزار گون غلہ مہیا کرکے اس مرتبہ خود ہمراہ ہوکر بسرعت برق و باد غلہ لشکر شولاپور کو پہونچا کر پلٹ
آیا اور لشکر آمد و رفت مین بارہ دن سے زیادہ عرصہ نہ لگا اس وقت ایک جماعت طرفین سے اصلاح کے درپے ہوئی اور
یہ مقرر کیا کہ طرفین کے اسیرون کو سرحد مین لاکر دفعتہً واحدۃً چھوڑ دین پس مرتضیٰ خان اور شاہ تقی کو سرحد پر لے گئے جب دور
سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اُس طرف سے شاہ تقی اور اس طرف سے مرتضیٰ خان کو چھوڑ دیا ایک بیجاپور کیطرف دوسرا احمدنگر
کی سمت آیا اور بعد اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے فرش لڑائی اور خودرائی کا لپیٹا اور مہمات ملکی اور مالی ملازمان صاحب
رائے سے رجوع فرمائے اور وقائع عادل شاہیہ مین مرقوم ہے کہ دو تین برس کے مساعی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلاثہ
کے عداوت بصداقت مبدل ہوئی چاند بی بی بنت حسین نظام شاہ کو علی عادل شاہ کے عقد مین منعقد کیا اور قلعہ شولاپور کہ
جو مابہ النزاع اور فساد تھا اُسکے جہیز مین دیا اور ہدیہ سلطان بنت ابراہیم عادل شاہ کو مرتضیٰ نظام شاہ ولد حسین نظام شاہ
کے حبالۂ نکاح مین لائے اُن دونون بادشاہ شیعہ مذہب نے نقارۂ یکجہتی اور دوستی کا بجایا اور ۹۷۲ھ نو سو بہتر ہجری
مین ساتھ اُس کیفیت کے کہ داستان علی عادل شاہ مین بیان ہوئی سلاطین دکن سوائے برہان عماد الملک کے سب
رام راج کے قتال اور استیصال مین کہ جو عرصہ دکن مین تغمرانا و لاغیہ کا گاتا تھا یکدل اور یکجہت ہوئے اُسکے بعد نظام شاہ
اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کرکے آب کشنہ سے عبور کیا اور ندی ہیکری کے
کنارے کہ کشنہ سے چھ کوس پر ہے مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کے کہ اُن مین اکثر گولہ انداز اور تیرانداز
تھے بیجانگر سے انکی طرف متوجہ ہوا مسلمان اُسکے حشمت اور شوکت سے متوہم ہوکر آپس مین اس بات پر راضی ہوئے
کہ صلح کرلین اگر رام راج وہ سب والپس دے جو اُس نے ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ سے لیا ہے اور عہد کرے کہ
مین بعد مزاحمت اور تعرض نہ پہونچاؤنگا لیکن وہ کافر اُن بادشاہون کو جزو ضعیف جانکر جملہ موجودات سے ہیچ شمار کرتا تھا اور بدین
نظر حرب مین بھی جلدی کی تنگنا وڑی کو مع پچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو ہاتھی عادل شاہ کے مقابل مقرر کیا
اور ایلتمراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو فیل سے قطب شاہ اور علی برید کے مواجہہ مین معین کیا اور خود مع
پینتیس ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سوار ملکی راجہائے اطراف کے کہ روز جنگ ساتھ اُسکے ملحق ہوئے تھے اور پانچ لاکھ
پیادہ جنگی اور ایک ہزار فیل جنگی اور بروایت دیگر دو ہزار فیل کے حسین نظام شاہ کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور نہایت
تکبر اور تجبر سے خدا کو حاضر اور ناظر نجانکر زمانہ کی بازی سے غافل ہوگیا اپنے سپاہیون کو حکم کیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ دستگیر
کرنا کہ انکو لوہے کی بیڑیان پہنا کر عمر بھر قید رکھون اور اپنے دائین بائین ہراول کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا فوراً سرتن سے جدا
کرکے میرے پاس لانا اور میمنہ ایلتمراج اور میسرہ تنگنا وڑی کے سپرد کیا اور مقدمہ امرائے کبار کے تفویض کرکے خود قلب

مین قائم ہوا سلاطین اسلام نے بھی بقصد غزا و جہاد ڈنکا قتال کا کمر ہمت پر استوار کر کے اور جوش شجاعت دیکر کے کثرت اعدا سے نہ اندیشہ کیا اور بمقتضائے کا ہم میان برصوص صفوف حرب آراستہ کین عادل شاہ میمنہ مین اور قطب شاہ اور علی برید میسرہ مین اور حسین نظام شاہ نے قلب مین مقام کیا اور ہر ایک نے اعلام دوازدہ امام علیہم السلام بلند کر کے نقارہ جنگ پر چوب ماری حسین نظام شاہ نے چھ سو ارابہ توپ کلان اور توپ میانہ اور زنبورک اپنے افواج کے آگے علی الترتیب نصب کین اور ہیطور پر دو سو ارابہ توپ ہائے کلان کی فوج کے آگے داہنے اور بائین قائم کین اور پیچھے اسکے دو سو ارابہ ضرب زن کہ عبارت توپ ہائے میانہ سے ہے چھپے پر چڑھائین اُس کے کلمہ دو سو آرابو رہوک جسے شتر نال بھی کہتے ہین علاوہ اسلوب نصب کین اور چلپی رومی خان کہ ہون آتشباری اور گولا اندازی مین بے نظیر تھا اس کی سرکاری مین مشغول ہوا اور سب کو گولہ اور بارود سے سرکرتا رکھا اس درمیان مین ہزار عریب تیرانداز نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو آہستہ آہستہ بقاعدہ سپاہگری توپخانہ کے روبرو لائے اور رومی خان نے توپ ہائے کلان جن کا نام کھرکوٹر مانک تھا اور لچھما اور دھرتی دھمک اور کولر ران تھا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ خالی ہوئین تو دوسری آلات آتشباری کہ جن کا مذکور سابق مین ہوا استعمال مین لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ رام راج سے مقتول ہوئی وہ کافر اول مسلمانون کے قتال کو حساب مین نہ لاکر اس وقت تک سنگاسن پر سوار تھا اب مسلمانون کے جدال و قتل پر سنگاسن سے اُترا اور شامیانہ زربفتی اور اطلس سرخ کے ایستادہ کر کے چوکی مرصع پر جا کر بیٹھا اور دو طرح ہون اور زر بفت کے دو پہاڑ طلا کے ڈھیر لگائے اور زر دامن دامن اور سپر سپر لشکر پر قسمت کیا اور ارباب اسلام کی جنگ مین ترغیبات کر کے وعدہ کرتا تھا کہ جو شخص مظفر میرے پاس آوے اُس کو پدک مرصع اور اضافہ جاگیر سے سرافراز کرون گا پھر اُسکے میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ نے ہیئت مجموعی افواج اسلام پر حملہ کر کے یمین و یسار نظام شاہی کو کہ مراد عادل شاہ اور قطب شاہ کے صفوف سے ہے پسپا کیا اور خلائق کو گمان ہوا کہ غلبہ کافرون کی طرف سے ہوا اس درمیان مین حسین نظام شاہ نے ایک جماعت کو سلاطین اسلام کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ توفیق سبحانی اور امداد ائمہ معصومین علیہم السلام اسی وقت مظفر اور منصور ہون گے کوشش اور سعی مین تقصیر نکرو اور کاروان کلرگگاہ چلپی رومی خان نے جلدی اور مردانگی کر کے دوبارہ توپ ہائے کلان اور متوسط مین کالے گولے کے گراپ اور تھیلی پیسون کی بھر کر رام راج کے لشکر پر سر کین کہ دفعۃً پانچ چھ ہزار آدمی اور چند ہاتھی اور گھوڑے کاغذ بادی کی طرح اُڑ کر بیجان ہوئے اُس وقت نظام شاہ مع افواج ہمراہی ارابون کے پیچھے سے برآمد ہوا اور باتفاق کشور خان لاری کے کہ سات آٹھ ہزار سوار عادل شاہی کے ساتھ بسرعت برق و باد اُس کے پاس پہونچا تھا اعدا پر حملہ آور ہوا

مثنوی فرو ریخت خون از دم تیغہا ٭ چو قطرہ اطار از میغہا ٭ سنان یلان شعلہ افروز شد ٭ چو برق بہاری جہان سوز شد ٭ اُس وقت کہ طرفین اپنے کام مین مشغول تھے ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جس کا نام غلام علی تھا اور رومی خان کے حوالہ تھا رام راج کے ایک ہاتھی پر حملہ کر کے اسے بھگایا اور اُس کا تعاقب کر کے رام راج کے سنگاسن کی طرف متلاشی ہوا اور وہ فیلون کے صدمہ کے خوف سے کرسی سے اُٹھا اور چونکہ ضعیف ہوا تھا اور قوت سواری نرکھتا تھا یا یہ کہ حکم تقدیر نے تھا اور زوال اُس کے چہرۂ حال پر کھینچا ہوا تھا

تمکنت اور غرور سے گھوڑے پر سوار نہوا سنگاسن مین جا بیٹھا اور کہارون نے اس کو اُٹھایا تھا کہ حسب اتفاق ہاتھی وہان آپہونچے کہار سنگاسن زمین پر ڈالکر بھاگے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن کے طمع سے ہاتھی کو بڑھایا اور سنگاسن کی طرف ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے اُٹھا کر اپنے پشت پر لاوے ایک خواص رام راج کا جو وہان حاضر تھا اُس نے یہ تصور کیا کہ فیلبان نے شاید رام راج کو پہچانا اس واسطے اس کے قتل کا اشارہ کیا ہے وہ از روے دولت خواہی آگے بڑھکر رونے لگا فیلبان کو یقین ہوا کہ اس مین رام راج ہے اسے دولت غیر مترقب جانکر خرطوم فیل سے پشت فیل پر کھینچا اور سنگاسن کی طرف ملتفت نہوا اور بہ مشقت تمام رومی خان کے پاس لے گیا اور رومی خان نے بہ تعجیل اس کو نظام شاہ کے پاس پہونچایا اور نظام شاہ نے اُسے پہچانکر فوراً اسکا سر تن سے جدا کیا اور تلج سنان کر کے اُسے ہاتھی پر مرتفع کیا اور یہ حکم دیا کہ افواج دشمن کے سامنے لیجاوین جب کفار بیجانگر کو اپنے سردار کا قتل متحقق ہوا پاے ثبات اُن کا جگہ سے ہلگیا فرار قرار پر اختیار کی اور رام راج کے بھائیون نے بھی عادل شاہ اور قطب شاہ کے مقابلہ سے کنارہ کر کے اپنے بھائی کی مدد کے واسطے دوڑے اس درمیان مین خبر اُس کے قتل ہونے کی سنی تو انھون نے بھی مثل اورون کے راہ فرار پائی اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک کہ دس کوس بیجانگر سے ہے پیچھا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ مین اول سے آخر تک لاکھ آدمی کفار کی طرف کے قتل ہوے اور نقد و جنس اس کا اس قدر خاص و عام کو نصیب ہوا کہ قلم و زبان اس کی شرح و بیان سے عاجز اور قاصر ہے اور سلاطین نے فیل کے سوا کسی چیز کی طمع نہ کی جو چیز جس کے ہاتھ آئی اُسے ارزانی فرمائی اور حسین نظام شاہ نے پوست سر رام راج کا ہ سے پر کر کے یہ بیت پڑھی **بیت** چہ بیشہ تہی گردد از نرہ شیر شغالان درآیند آنجا دلیر * اور یہ بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر مع سر کافر بصحابت ایلچی تفال خان براری کے پاس بھیجا کس واسطے کہ خان مذکور اُس عرصہ مین رام راج کی تحریک کے سبب فرصت دیکھکر احمدنگر کے اطراف تک مزاحمت پہونچاتا تھا القصہ سلاطین اسلام نے انی کندی سے بیجانگر مین جا کر اس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اس وقت تک کہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری ایک ہزار بیس ہے آبادی کی علامت اس مقام مین محسوس اور مشاہدہ نہین ہوتی ہے اور تنکنادری جو چارہ نہین رکھتا تھا لاچار ہوکر جو قلعے اور پرگنے کہ رام راج نے زبردستی لیے تھے مسلمانون کو واپس دیے اور جس صورت سے کہ ممکن ہوا صلح کی اور سلاطین باتفاق عازم مراجعت ہوکر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف روانہ ہوے لیکن احمد نظام شاہ جب احمدنگر مین پہونچا بعد گیارہ روز کے افراط شراب اور مباشرت کی کثرت سے اس جہان فانی سے وداع ہوکر سراے باقی کی طرف خرامان ہوا **مثنوی** درین دیر فانی کہ آرام دید * کہ بر وے آنکہ جاوید از و کام دید * کسے رخصت ازین خانہ بیرون نبرد * کہ تیر بلاے زگردون نخورد * چگویم زگردون ناپاکباز * کہ باپاکبازان کند ترکتاز * فغان از سپہر شرارت اثر * بکز وعالمے گشت زیر و زبر * مدت سلطنت اسکی بحساب تاریخ وفات اُسکے باپ کے اُسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہے اور یہ مصرعہ اُسکی تاریخ فوت کا مادہ ہے **مصرعہ** آفتاب دکن گشتہ نہان * اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت ایزدی مین داخل ہوا اُس سے چار بیٹے اور چار بیٹیاں کہ چار بی بیون سے پیدا ہوئے تھے باقی رہے بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضےٰ اور برہان اور دو بیٹیان ایک چاند بی بی زوجۂ علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین انجو کی منکوحہ تھی اور سریت سے دو بیٹے شاہ قاسم اور

شاہ منصور اور دوبٹی آمالی کی زوجہ عبدالوہاب بن سید عبدالعظیم اور بی بی جمالی زوجہ ابراہیم قطب شاہ

ذکر ابوالمظفر مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بحری المشہور بدیوانہ کی سلطنت جہاندار یکا

جب حضرت قادر ذوالجلال نے تخت احمد نگر کو ابوالمظفر مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کے وجود باجود سے
مزین کیا اور دائرۂ مملکت اس سلسلہ کا وسیع تر ہوا اور رواج مذہب اثنا عشریہ کمال کو پہونچا اور سادات اور محبان
اہلبیت زیادہ تر معزز اور مکرم ہوئے اور بہت موضع اور قصبہ علما اور سادات اور مستحقین کو وقف ہوئے تب بعد
فتح برار کے بسبب خلل دماغ یا عالی ہمتی کے قریب سولہ برس گوشہ نشین رہا اور مہمات بادشاہی ارکان دولت
سے رجوع کر کے ایک یا دو خدمتگار کے سوا اپنے پاس کسی کو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام عمدہ پیش
آتا تھا اعیان حضرت عریضہ بذریعہ خادم بھیجتے تھے اور آنحضرت ایک جواب بکمال معقولیت تحریر کر کے باہر
ارسال فرماتے تھے اور کسی کتاب میں یہ نظر نہ آیا کہ بادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور خلل اور زوال اس کی
سلطنت میں راہ پاوے حقیر فقیر محمد قاسم فرشتہ عہد سعادت مہد میں اس شاہ عم جاہ کے سن رشد اور تمیز سے تمیز ہو کر سالک
ملازمان میں منتظم ہوا تھا اور جو وہ شہریار آثار جوانی میں تاج جہانداری زیب فرق کر کے امور مالی اور ملکی میں مشغول ہوا تھا
والدہ خونزہ ہمایون نے تخمیناً چھ برس مہمات بادشاہی کو انجام دیا اور اپنے بھائی عین الملک اور تاج خان اور اقربا اعیان
خواجہ سرا کو اپنے امرائے کبار سے کیا اور اپنی تقویت میں اس طرح کوشش کی کہ اوقات اس سے مشہور رہتی
اور ملا عنایت اللہ کو پیشوا کر کے ہر روز پس پردہ بیٹھتی تھی اور قاسم بیگ حکیم کی صلاح سے امور ملکی اور مالی کو
انجام دیتی تھی مرتضیٰ نظام شاہ مع ایک جماعت عرب اور حبشی لہو و لعب میں مشغول ہو کر مہمات سلطنت میں ہرگز دخل
نہیں کرتا تھا اور خونزہ ہمایون متی میا کھون جا جگی پولی جہان شاہ فرو ملو بادسا آور زمانجان یکی اور اسی عرصہ
میں عادل شاہ نے میدان صاف اور زمانہ اپنے موافق دیکھ کر بلدہ الی کندی اور بیجانگر کی تسخیر کے واسطے فوج
کشی کی اور یہ داعیہ کیا کہ تمراج ولد رام راج کو زیر کر کے ملک دہ کی بادشاہی کہ دارالملک کرناٹک ہے اس کے
نام دکیے اور الی کندی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے تحت فرمان لاوے اس سبب سے تمکا دری چلکر
ملک ہوئے مضطرب ہو کر مرتضیٰ نظام شاہ اور خونزہ ہمایون کو عرض داشت در خواست کمک گذرانی خونزہ
ہمایون مع مرتضیٰ نظام شاہ و ملا عنایت اللہ کی صلاح سے بیجانگر کی طرف متوجہ ہوئی علی عادل شاہ نے لاچار
ہو کر ہاتھ وہاں ممالک کرناٹک سے کوتاہ کیا اسکے بعد جب لشکر نظام شاہی بیجاپور کے اطراف میں پہونچا
اور چند روز کا عرصہ گذرا علی عادل شاہ یہ خبر سنکر بطور ایلغار الی کندی سے بیجاپور آیا اور عازم قتال ہوا لیکن
مردمان خیر اندیش نے جانبین سے صلح کے بارہ میں کوشش کی اور آپس میں کہنے لگے کہ دو بادشاہ ہم مذہب کو
آپس میں منازعت کرنی مروت سے بعید ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحہ کر کے بساط نزاع اور کدورت کو لپیٹیں
غرضکہ جب منازعت درمیان سے دفع ہوئی خونزہ ہمایون نے احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور دوسرے برس
مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کر کے بقصد انتقام تفال خان کہ یورش بیجانگر میں اس نے
تعاقب سے کی تھی ولایت برار کیطرف نہضت فرمائی اور دھارپور تک اس سرزمین کو کشت و زراعت کی صلاحیت سے

تعاقب

معدوم کرکے آتش قتل وغارت اُس طرف کے باشندون کے مکانون مین روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہئے
ظہور مین لائے اور جب موسم برسات پہونچا تفال خان نے علی عادل شاہ کو از راہ عجز و انکسار اور بذل نقود اور
ارسال تحف و نفائس اپنے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کے پہونچنے کا بہانہ کرکے باتفاق
نظام شاہ اپنے دارالملک کی طرف معاودت فرمائی اور ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین علی عادل شاہ عازم تسخیر بعضے
ولایات نظام شاہ ہوا اول قلعہ کندالہ کو کہ بیس کوس قصبہ جاکنہ سے ہے وہان کے لشکر کو موافق کرکے اس پر متصرف ہوا
اُس وقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کی طرف نامزد فرمایا خونزہ ہمایون اس امر سے مطلع ہوئی اور بعضے
افسران دکنی کو اُس کے مدافعہ کے واسطے مقرر کیا اور انھون نے قصبہ گچ مین پہونچکر کشور خان سے شکست
کھائی اور بحال پریشان احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور کشور خان رعایا کو دلاسا اور تشفی کرکے ممالک سرحد کے
محصول خریف و ربیع پر کہ قریب بیس لاکھ ہون کے ہوتا تھا متصرف ہوا اور بجائے فتح مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر
کرکے نہایت غلبہ بہم پہونچایا اور چونکہ خونزہ ہمایون نے نصف ولایت نظام شاہ اپنے بھائیون اور عزیزون کو
جاگیر دی تھی اور یہ لوگ سپاہ کے احوال پر نظر التفات مبذول نکرتے تھے اس سبب سے کشور خان کا تسلط رفع
نہوتا تھا لہذا شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان بھتیجا شاہ جمال الدین حسین
انجو کے مصاحبان مرتضیٰ نظام شاہ سے تھے دولتخانہ کے اطوار اور اوضاع مشاہدہ کرکے رنجیدہ ہوئے اور
مرتضیٰ نظام شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی جوابدیا کہ دولتخانہ کی تمام خلائق والدہ کی طرف ہے مین
اُس کا تسلط کیونکر دفع کر سکتا ہون یہ عرض پیرا ہوئے اگر حکم ہووے فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان
کو کہ امرائے کبار حبشی ہین ساتھ اپنے موافق اور متحد کرکے اُس کے تسلط کا علاج کرین نظام شاہ نے یہ امر
قبول فرمایا اور ان لوگون نے امرائے مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کے بہانہ قلعہ مین لاکر عرض مین پہونچایا کہ
فلان فلان شخص حاضر ہوئے ہین اگر ارشاد ہووے ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سراؤن کو حرم کے اندر بھیجکر
خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا جو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان نے
مجلس مے سرانجام کار کیواسطے برخاست کی بحسب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم
سرا مین طلب کیا نظام شاہ کو گمان ہوا کہ میری والدہ اس راز سے مطلع ہوکر چاہتی ہے کہ مجھے سلطنت سے معزول کرے
اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوا اپنی نجات کے واسطے بولا کہ امان جان فلان
فلان اتفاق کرکے آپ کے دشمنون کو قید کیا چاہتے ہین خونزہ ہمایون جب اس امر پر مطلع ہوئی اور غنچہ سربستہ حریفون
کا شگفتہ ہوا دیوانخانہ مین آن کر شام کے وقت پس پردہ بیٹھی شاہ جمال الدین حسین کو گرفتار کرکے مقید کیا اور فرہاد خان
اور اخلاص خان اور حبشی خان اُس کی گرفتاری سے آگاہی پاکر مع جمعیت اپنی اُسی وقت قلعہ سے باہر نکل گئے
اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان پیادون کے درمیان ہوکر قلعہ سے اپنے مکان پر آئے اور سید مرتضیٰ سبزواری
اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور بعضے غریب جو نظام شاہ کے سلک خاصہ خیل مین انتظام رکھتے تھے اور انھین اس
امر مین شریک جانتے تھے سوار ہوکر باتفاق قلعہ سے نکل گئے خونزہ ہمایون نے ایک جماعت کو مرتضیٰ خان
کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور وہ باتفاق سید مرتضیٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور غریبون کے

ہمراہ بیجاپور کی طرف بھاگا اور فرہاد خان مع اور سامان تمام شب مردان کا لاچوترہ میں مع افواج ہمراہی مقیم رہا اور آدمی اپنے
اہل عیال کی طرف بھیجکر حکم دیا کہ مع مال اپنے گجرات کی طرف روانہ ہوویں جو رہ ہمایوں نے ایک معتمد اپنا
اسکے پاس بھیجکر حکم دیا کہ تم تو اس امر میں شریک نہ تھے تمہاری وحشت اور دہشت کا سبب کیا ہے تم بالمینان تمام اپنے
مکان میں جاکر اپنے حال میں مصروف رہو یہ لوگ جانتے تھے کہ بی بی وقت کو متقضی دیکھکر دیدہ و دانستہ چشم پوشی
کرتی ہے ان باتوں سے فریب نہ کھانا مگر دوسری مرتبہ بی بی نے مضطرب ہوکر قاسم بیگ حکیم کو کہ فرہاد خان کا
صاحب تھا اُس کے پاس بھیجا اور وہ جاکر حق رسالت بجالایا وہ بولے کہ تمام آدمی جانتے ہیں کہ ہم اس شورش
میں داخل تھے اور بی بی اس امور کو بخوبی جانتی ہے غرض اُس کی یہ ہے کہ ہمیں غافل کر کے انتقام لیوے بہر حال
کہ ہماری سلامتی ہماری رفاقت میں دیکھکر اس ملک سے جلا وطن ہوکر یہاں کا رہنا مصلحت و مناسب نہیں قاسم بیگ
حکیم نے اسکا کہا باور کیا اور اپنے فرزند کمال الدین حسین کو ہمراہ لیکر اور صندوق جواہر کہ اُس کی عمر بھر کا حاصل
اس میں تھا چھپاکر شاہ رفیع الدین ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کیا پھر فرہاد خان باتفاق اُن لوگوں کے رات کو گجرات
کی طرف روانہ ہوا جو رہ ہمایوں نے چند امرا کو اُن کے تعاقب کے واسطے مامور کیا اخلاص خان اور حبشی خان
نے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور فرہاد خان کہ زیادہ خوف و وہم اُن کے دلوں پر غالب ہوا
تھا بتعجیل تمام گجرات کی سرحد پر پہونچے اور وہاں پر تعاقب کرنے والے اُن پر ہجوم لائے کمال الدین حسین
ولد قاسم بیگ کو جو ستر برس کا تھا اسیر و دستگیر کیا اور جو قدم ملک بیگانہ میں رکھ سکتے تھے احمد نگر کی طرف پلٹ
آئے اور بی بی نے سب آدمیوں کی طرف سے دلجمعی کر کے کمال الدین حسین کو قلعہ دوریب میں بھیجا اور پھر بعد
تھوڑے عرصہ کے مقام لطف و عنایت میں ہوکر اسے قید سے نجات دی اور بدستور سابق جاگیر اور حرمت دیکر
اختصاص بخشا اور اپنے اعوان و انصار کی تقویت میں زیادہ تر کوشش کر کے شاہ احمد اور مرتضی اعمال
کو امان نامہ جسے دکنی قول نامہ کہتے ہیں لکھکر بھیجا اور پرسے طلب کیا اور قول نامہ قاسم بیگ اور فرہاد خان کے واسطے
بھی ارسال فرمایا فرہاد خان نے مراجعت کی اور قاسم بیگ نے احمد آباد گجرات میں توقف کیا اور آدمی شاہ
رفیع الدین حسین کے پاس احمد نگر میں بھیجکر صندوق جواہر کا طلب کیا شاہ رفیع الدین نے اُسی طرح سے صندوق
سر بمہر اس شخص کے سپرد کیا اور اُس نے جب قاسم بیگ کے پاس پہونچایا سب شئے بحال خود مشاہدہ کی
مگر کیسہ کہ جو اقسام جواہر نفیسہ سے مملو تھا نظر نہ آیا قاسم بیگ سراسیمہ ہوکر نعرہ زن ہوا اور کہا افسوس کیسہ کہ بہتر
پھر اُسی وقت بیمار ہوا اور چند روز کے بعد انتقال کیا جو رہ ہمایوں کشور خان کا ظلم و تسلط حد و اندازہ سے باہر
دیکھکر اُس کی موافقت اور اتحاد مالی ملا عنایت اللہ سے سمجھی ملا عنایت اللہ کو قلعہ جوند میں محبوس کیا اور
پھر چند عرصہ کے بعد لشکر جمع کر کے اور سامان جنگ درست کر کے سنہ ۹۷ نو سو ستر ہجری میں کشور خان کے
بقصد دفع مع اسما ہمراہ اپنے فرزند مرتضی نظام شاہ احمد نگر سے رخصت فرمائی جب دامن کاوں میں پہونچی ملا حسین
تبریزی اور شاہ احمد اور مرتضی خان نے کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے دلیری کر کے پھر نظام شاہ کو
اُس کی والدہ کی گرفتاری اور اُس کے دفع تسلط میں ترغیب اور تحریص کی نظام شاہ کہ اپنی ماں کے ظلم سے
نہایت آزردہ تھا اس مرتبہ اُس کے علاج اور فکر میں ہمہ تن مصروف ہوا اور رات کو اپنی والدہ سے کہا اگر اجازت

ہو صبح کو شکار کے واسطے جاؤن اُس نے رخصت دی نظام شاہ نے اُس شب کو فرہاد خان اور اخلاص خان
اور حبشی خان کو خبر دی کہ مین کل اپنی والدہ کی رضا کے موافق شکار کو جاؤنگا لازم کہ تم اور اکثر امرا میرے ہمراہ رکاب
رہو دوسرے دن کو صبح دولت جکی وہ شہریار سراپردہ سے برآمد ہوکر صحرا کی طرف روانہ ہوا سوائے تاج خان
اور عین الملک اور اعتبار خان کے تمام امرا اُس کی رکاب ظفر انتساب مین روانہ ہوئے خونزہ ہمایون کہ عورت
عاقلہ تھی از روئے ہراس اُس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و انصار سے سوار
ہوئی لیکن جو کادبار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیمون مین گئے کوئی اُسکے دربار مین
حاضر رہا نظام شاہ اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد درشت اور بڈھا تھا اپنی والدہ کی گرفتاری کے
واسطے مامور کیا اور اُس کے پیچھے فرہاد خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اس کے خود مع مردم خاصہ خیل
اور مصاحبین اور بعضے امراے دیگر متوجہ ہوا حبشی خان جب سراپردہ کے قریب پہونچا خونزہ ہمایون نے
واقف ہوکر برقع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر زیب کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار
ہوکر اُسکے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ بطریق عورات پردہ نشین محلسرا مین تشریف رکھیے اور مہمات
مالی اور ملکی مین دخل نہ دیجیے خونزہ ہمایون غضبناک ہوکر بولی ای غلام تیری یہ مجال ہے کہ ہماری نسبت ایسی بات
کہے حبشی خان نے چاہا کہ اُس کا بازو پکڑکر گھوڑے سے اُتارے خونزہ ہمایون نے جرأت کو کام فرمایا اور خنجر
میان سے برآوردہ کرکے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر بران سے اُس کی رگ زندگانی کاٹے حبشی خان نے
بچابک دستی اُس کا ہاتھ پکڑکر ایسا اُمیٹھا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک اور تاج خان اپنی بہن کی رہائی
مین نہ مشغول ہوئے راہ فرار نابی حبشی خان نے بدجمعی تمام خونزہ ہمایون کو پالکی مین بٹھاکر مرتضے نظام شاہ کے
پاس پہونچایا نظام شاہ نے اُسے حوالات مین کیا اور پھر بارگاہ سلطنت مین پہونچا ہر ایک امرا سے بلطف و مرحمت
پیش آیا ملا حسین تبریزی کو کہ اُس روز فدویانہ پیش آیا تھا خطاب خانخانان دیکر منصب پیشوائی سے اختصاص بخشا
اور کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کے راستہ سے پلٹ آیا تھا باسم پدر موسوم کیا اور اُسکے اعزاز
و اکرام مین کوشش کی اور مرتضی خان کو جملہ امرا سے کیا کہ اُس زمانہ مین شاہ احمد کہتے تھے بخطاب مذکور سرافراز
کرکے اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑا اور ہاتھی اور مال و اسباب اسے سپرد فرمایا اور ایک جماعت عین الملک
اور تاج خان کے تعاقب مین روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سے لائے اور تاج خان طی
مسافت مین استعجال کرکے ابراہیم قطب شاہ کی ولایت کی سرحد مین پہونچا اور جو لوگ کہ اُس کے تعاقب مین
گئے تھے واپس آئے منقول ہے کہ مرتضے نظام شاہ وام کانو سے احمد نگر کیطرف آیا اور ایک جماعت عزیزون سے
کہ خبر قضیہ خونزہ ہمایون سُنکر بتعجیل اُس کی ملازمت کے واسطے آئی تھی بمنصب لائق مسرور ہوئی اور تھوڑی عرصہ
مین رایات نصرت آیات کو قلعہ دارور کی طرف کشور خان کے استیصال کے لیے متحرک کیا اور ایلچی ابراہیم
قطب شاہ کے پاس بھیجکر کمک طلب کی اور قطب شاہ کے پہونچنے سے پیشتر کشور خان مارا گیا قلعہ دارور مفتوح
ہوا اور جو نتیجہ اس قلعہ کی عجائب اور غرائب سے خالی نہ تھی لہذا اب اُس کی شرح مین مشغول ہوتا ہون وہ یہ ہے کہ
جب مرتضے نظام شاہ قلعہ دارور کی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کے کنارہ پر نزول فرمایا خود بدولت و اقبال

مع شاہ احمد اور مرتضیٰ خان اور کئی مقربوں کے اپنے ہاتھ کھانا پکانے میں مشغول ہوا اسی درمیان میں ایک محرم
کشور خان کے پاس سے آیا اور ایک کاغذ سربمہر لاکر نظام شاہ کے ملاحظہ میں گذرانا جب اُسکا لفافہ کھولکر پڑھا تو نظام شاہ
اُسکی عبارت سے ادبار پڑھکر آشفتہ ہوا اور اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوکر یوں کہا کہ میں جب تک قلعہ کو فتح نہ کرونگا
اس گھوڑے سے نہ اُترونگا اور جب قلعہ کے قریب پہونچا دروازہ کی طرف متوجہ ہوا یہ حال دیکھکر مرتضیٰ خان اور
تمام مقربوں نے عرض کی کہ طریق قلعہ کشائی کا یہ نہیں کہ گرد راہ اور صعوبت سفر بعد رفع کئے ہوئے ایسی قلعہ محکم کو
بسواری اسپ مفتوح کریں نظام شاہ کو فتح قلعہ میں جد اور مصر ہوا تھا اُنکی التماس درجہ پذیرائی کو نہ پہونچا اور کہا کہ میں خداوند ملک
کی توفیق اور تائید سے قریب دروازہ جاکر ابھی تیغ و تبر سے شکستہ کرکے داخل ہوتا ہوں اگر میری اجل نہیں کسی طور کا
مجھے آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا اور جو پیمانہ عمر آب فنا سے لبریز ہوچکا ہے اس بلا سے کنارہ کرنا نہ بچا سکیگا
و لیکن تم اسکے کہ اس سے عزت ملوکانہ کو کام فرمایا ہے یہ کسی طرح سے فسخ عزیمت نہ کریگا پھر التماس سلاح پوشی
کی نظام شاہ نے اس امر سے بھی انکار کیا اور آخر کو جب کہا کہ سلاح پہننا سنت سرور کائنات و ملجائے موجودات ہے
لہذا جوشن زیب تن کرکے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر روانہ ہوا اور ادھر سے یعنی برج قلعہ سے آگ برسنے لگی ہر دفعہ
دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور بان سر کرتے تھے گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی کثرت سے ضائع ہوئے گویا ہول
قیامت وقوع میں آئی اور باوصف اس خلل اور آفت کے نظام شاہ نے باگ نہ موڑی گھوڑا سرپٹ پھینکتا ہوا
اس مقام میں پہونچا کہ اس سے دیوار قلعہ تک پچاس گز کا فاصلہ رہا اُس وقت بہادران نظام شاہی تیراندازی میں
مشغول ہوئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئے باوصف اس کے دو تین گولیاں بندوق کی
نظام شاہ کے اسلحہ پر پہونچیں کسی طرح کا گزند نہ پہونچا خیر گذری اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اُسے ممانعت کے بارہ
میں فہمائش کرتا ناگاہ جوش و خروش متحصنوں کا برطرف ہوا اور توپ و تفنگ موقوف ہوئی لوگ اس طرف کے متحیر
ہوئے ایک ساعت کھڑکی توڑکر قلعہ میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک تیر کشور خان کے لگا وہ اس کے صدمہ سے
جاں بحق ہوا لاش اُس کی خاک پر افتادہ ہے اور قلعہ میں کوئی نہیں میدان صاف ہوچلا ہے اُس کا سر تن سے جدا
کرکے برج قلعہ پر آویزاں کیا نظام شاہ نے احوال مشاہدہ کرکے شکر الٰہی بجا لایا **مثنوی** سلاطین کہ کشور کشائی کنند
بتوفیق حق پادشاہی کنند * چو تائید یابند از لطف حق * شود حال ایشان دیگر نسق * بسازند چون دیگر کسان کارشان
بود لطف حق حملہ کردار شان * چو سازند اعلام ہمت بلند * بسر بر نہند حلقہ کمند * اگر ملک تسخیر کشور کنند * بیک حملہ
حلقے مسخر کنند * مشغول ہی بعد از واقعہ کشور خان عین الملک اور نور خان کہ امرائے بزرگ عادل شاہی سے
تھے مع دس بارہ ہزار سوار نظام شاہ کی ولایت تاراج کرنے کو احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے امرائے نظام شاہی
مثل فرہاد خان اور اخلاص خان پانچ چھ ہزار سوار لیکے بہ سپہ سالاری خواجہ میرک دبیر اُن کی طرف متوجہ ہوئے
جب قریب پہونچے خواجہ میرک امرا کو آگے کرکے خود کمین گاہ میں بیٹھا جس وقت فریقین کا سامنا ہوا صفوف
جنگ آراستہ کیں میں گرمی معرکہ میں چالیس ہاتھی بادشاہی مع علم ہائے سبز اور چار سو سوار خاصہ خیل کو ہمراہ
رکھتا تھا معرکہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ نظام شاہ آپہونچا عین الملک اور نور خان نے بمقتضائے
نظام شاہ کا یقین کرکے وادی ہزیمت کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ میرک نے تعاقب کرکے عین الملک کو قتل کیا

اور نور خان کو زندہ دستگیر کر کے مظفر و منصور دارور کی حوالی مین نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور قطب شاہ نے
اُن روزون نظام شاہ سے ملحق ہوکر اظہار یکجہتی کی تھی دونون بادشاہ متفق ہوکر بعزم تسخیر بیجاپور ولایت عادل شاہ
مین داخل ہوئے شاہ ابوالحسن نے کہ عادل شاہ کا میر جملہ تھا سید مرتضےٰ سبزواری کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر
پیغام دیا کہ اخلاص اور اعتقاد اس دولت خواہ کا موروثی ہے شہادت وگواہ کا محتاج نہین اگر حکم ہووے یہ
مخلص بو فور خیر اندیشی شرف بساط بوسی سے مشرف ہوکر جو صلاح دولت ہو معروض کرے ذرہ پروری سے
عجیب و غریب نہوگا نظام شاہ نے جواب دیا کہ شاہ ابوالحسن ہمارا پیرزادہ ہے اگر یہان تشریف لاوے ہم اُس
کی صلاح سے تجاوز نہ کرین گے ابوالحسن امیدوار مرحمت ہوکر موضع واگدری مین خانخانان کے بذریعہ نظام شاہ
کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور تحف و ہدایائے نفیسہ گذرانکر عرض پیرا ہوا کہ حسین نظام شاہ جانتا تھا کہ
دوستی اور آشنائی عادل شاہی موجب راحت و آرام ہے اور فوائد کلی اُس مین شامل ہین لہذا نسبتین درمیان
مین لاکر رام راج سے بادشاہ کو بادشاہی سے خارج کیا اگر بسبب مرد مان کوتہ اندیش غبار نزاع چند روز
سے مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آب شمشیر سے زائل ہوا اب ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر
اعتماد کرنا اور عادل شاہ کی نسبت مقام خشونت مین ہونا حزم اور دوراندیشی سے بعید معلوم ہوتا ہے اگرچہ بحسب
ظاہر تم سے موافق ہے لیکن پوشیدہ زبان دوسرون سے رکھتا ہے پھر وہ کتابت نفاق آمیز کہ اُن دنون
مین قطب شاہ نے عادل شاہ کو لکھی تھی اور شاہ ابوالحسن اُسے ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کے ملاحظہ مین
لاکر اپنے دعوے پر شاہد عادل گذرانا اور خانخانان نے اُس کی تصدیق کلام کی اور سخنان وحشت آمیز سے
اُس بادشاہ کی آتش قہر کو اس طرح روشن کیا کہ اُسی دربار مین نظام شاہ نے امرا اور افسران سپاہ کو قطب شاہ
کے گوشمال اور تادیب کے لیے نامزد فرمایا قطب شاہ اپنی سلامتی فرار مین معلوم کر کے فوراً سوار ہوا اور
خیمہ و خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑکر عنان عزیمت گلکنڈہ کی طرف معطوف کی مرحوم نظام شاہ نے اُس کے اُردو
کو تاراج کر کے اُس کا تعاقب کیا اور اس قدر ظلم اور تاراج و غارت مین اصرار کرتے تھے کہ قطب شاہ کا بڑا بیٹا
شاہ عبدالقادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اپنے باپ کی خدمت مین عرض گذار
ہوا کہ مرحوم نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہین اور ہمارے تعاقب سے دست کش نہین ہوتے
اگر حکم عالی اس فرزند کمینہ کے نام صادر ہو تو فوج قلیل سے کمین گاہ مین ایستادہ ہون اور دشمن کے تعاقب کے
وقت اُن کے عقب آکر دست برد کرون یہ امر مقرون صواب ہوگا بشرطیکہ اس کے کہ آنحضرت متعرض احوال
نہون قطب شاہ کہ اس وقت جلو ریز جاتا تھا کچھ جواب وہ نہ دیا جب گلکنڈہ پہونچا اُسکے چہرہ سے آثار تہور و شجاعت
دیکھکر متوہم ہوا اُسے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور بعد چند روز کے اُس شاہ بیمروت نے اس جرم پر کہ حقیقت مین
عین دولتخواہی تھی شربت موت اُسے پلاکر پیوند زمین کیا اور شاہ ابوالحسن رسالت اور دولتخواہی جیسی کہ چاہیے بجالایا
اور وکالت کر کے علی عادل شاہ اور مرتضےٰ نظام شاہ کے ساتھ یکجہتی اور یگانگی کے بارہ مین عہد و شرط وقوع
مین پہونچایا اس وقت نظام شاہ نے سالماً و غانماً احمدنگر کی طرف مراجعت فرمائی اور خانخانان کہ ملا عنایت اللہ
سے نہایت ڈرتا تھا اور اسے اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہو نظام شاہ اُسے پھر زندان سے برآورد کر کے منصب

پیشوائی سے سرفراز کرے اس واسطے اُس نے ہنگام فرصت مقدمات ہمت آمیز نظام شاہ کے ذہن نشین
کئے اور پروانہ اُسکے قتل کا حاصل کرکے اِس بیچارہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے بدرجہ شہادت پہونچایا لیکن
یہ حرکت علاوہ قباحت تاریخ اُردوے قطب شاہی ہوکر اعلیٰ ادنیٰ اس سے متنفر ہوئے مقارن اس حال
کے قطب شاہ نے جب یہ ماجرا سنا مرتضیٰ نظام شاہ کو لکھا کہ ہمیں اس برادر کا نگاہ سے یہ توقع نہ تھی کہ مفسدوں
کے کہنے سے دوستوں کے قتل کی طمع کریں لیکن وہ کیا مال ہے میں نے آپ کے پیشکش کیا کس واسطے کہ یہ وہ
متاع ہے کہ ہمارے ملک اور دکن میں بکثرت ہے اور باوصف میسر آنے مردم بزرگ اور اصیل اور کارآگاہ کے جو
آپ کے دولتخواہ ہیں بہت ہیں اُستاد نوری جراح کے بیٹے کو وکیل سلطنت کرنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے نظام شاہ نے
اس ملاحظہ سے کہ مبادا قطب شاہ عادل شاہ کو موافق کرکے دعویٰ میلوں کا کرے اس واسطے جانخانان کو
معزول کرکے شاہ جمال الدین حسین کو خلعت منصب وکالت سے سرفراز کیا اور جو اُس عرصہ میں فرنگی قلعہ ریکدہ
کے استحکام اور متانت کے سبب مغرور ہوکر قدم اپنے اندازہ سے بڑھا کر ارباب اسلام کو نظر حقارت سے
دیکھتے تھے اور ایذا رسانی کے درپے ہوکر اہانت بہت کرتے تھے مرتضیٰ نظام شاہ نے شاہ جمال الدین
حسین اور شاہ احمد مرتضیٰ خان اور دوسرے سادات انجو کے مشورہ سے کہ مدارالمہام سلطنت کا اُن پر تھا سنہ [illegible]
میں قلعہ ریکدہ کی طرف جو بندر چیول کے جوار میں واقع ہے نہضت فرمائی اور طے مسافت کرکے محاصرہ میں مشغول
ہوا اور عیسائیوں نے بھی لشکر مدافعہ اور مجادلہ بلند کیا اور قریب دو سال وقت لے وقت اہالی کفر و اسلام
میں جنگ قائم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت ضرب توپ و تفنگ اور گولہ ہائے بم اور سیل سے شہد شہادت
چکھ کر روضہ رضوان میں داخل ہوتے تھے اور ہر ایک طرف لشکر میں آواز نوحہ و زاری بلند تھی تکمیل تسخیر
سے فرصت نہ ہوتی تھی کس واسطے کہ امرا سوء تدبیر او بکمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی میں نہ مشغول ہوتے
تھے اور خاکریز اور نقب اور دمدمہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور سست ہمت اس امر پر مصروف کرتے
تھے کہ زینہ لگا کر قلعہ کی دیوار پر چڑھیں اور مردم درونی کو زیر کرکے قلعہ مسخر کریں اور اس سبب سے کہ نصاریٰ
استعمال آتشبازی میں مہارت تمام رکھتے تھے یہ امر صورت پذیر ہوتا تھا اور قلعہ پر سے اس قدر گولہ سیل بم
کے برساتے تھے کہ ہر مرتبہ کتنے مسلمان کو جل بھکر جست نصیب ہوتی تھی اور شور نوحہ مسلمانوں سے برپا ہوتا
تھا آخرش یہ مقرر ہوا کہ برادرے دخول و خروج متحصنوں پر بند کرکے اسباب معیشت سے انہیں محروم کریں
اس امر کے باعث تمام عیسائی بحر اضطراب میں پڑکر چاہتے تھے کہ قلعہ خالی کرکے اور بنادر کی طرف معرور ہوں
لیکن بعضے مردم فرنگ طامع آئے اور یہ التماس کی کہ جو کچھ مال سلطان کہ سوداگران درون قلعہ کے پاس ہے ہم
ملازمان تلاویین صرف کریں جب یہ امر فائدہ نہ رکھتے تھے کا اُس وقت راہ فرار مسدود ہو گی دوسرے بندر میں اپنے
آپ کو پہونچا دیں گے چنانچہ امرائے نظام شاہی بخصوص اخلاص خان اور فرہاد خان حبشی نے طامع خطیر نقد و جنس
رشوت لے کر اور شراب پرتگالی سے مست ہوکر سایر مہمات رات کے وقت بھیجکر انواع خصوصیت مفتوح
کرکے ایسا کیا کہ ہر شب ہر ایک امیر آذوقہ اور تمام اجناس فرنگیوں کو پہونچانے لگے اور ہر روز رفع الزام اور
مطلب کے واسطے زینہ چوبی دیوار قلعہ پر لگا کر لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم کرتے تھے اور نصاریٰ آتشبازی کے

استعمال مین مشغول ہوکر بہت مجاہدون کو ضائع کرکے مسلمانون سے فریاد و نوحہ بلند کروا تے تھے اور فرنگی باطمینان تمام لشکر اسلام کے مدافعہ مین قدم استوار کرکے دادِ مردی اور مردانگی دیتے تھے اور قلعہ کسی صورت سے فتح نہوتا تھا اور شاہ جمال الدین حسین بمقتضائے جوانی مہمات ملکی ومالی مین نہ مصروف ہوتا تھا عیش وعشرت مین مشغول رہتا تھا اور خواجہ میرک دبیر کو اپنا وکیل کرکے ایک لحظہ کی عشرت کو سلطنت دکن سے بہتر اور افضل جانتا تھا مرتضےٰ نظام شاہ طول ایام محاصرہ اور محنت سفر سے بہ تنگ آنکر کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی سے رنجیدہ ہوکر خواجہ میرک سے شکایت کرتا تھا اس درمیان مین کشتی مسلمانون کی بندر جرون سے بندر چیول کی طرف آتی تھی فرنگی سدراہ ہوکر غالب آئے اور مسلمانون کو قید کرکے اُن کے مال واسباب پر متصرف ہوئے اور اُن مسلمانون مین دو جوان غریب جنھی تھے ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان جو اُنکے چہرہ اور اوضاع سے اطوار سپاہگری واضح اور لائح تھے فرنگی انھین برج وبارہ پر بھیجکر مسلمانون سے لڑنے کا حکم دیتے تھے آخر وہ ناچار ہوکر گاہ گاہ تیر وتفنگ لشکر اسلام کی طرف پھینکتے تھے اور آخر کو وہ اپنے اس اطوار ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوے جو امرائے نظام شاہی ساتھ فرنگیون کے متفق تھے یہانتک کہ ایک دن فرنگیون کا افسر اپنی مجلس مین مذکور کرتا تھا کہ جمیع امرائے نظام شاہی ہم سے متفق ہین لیکن خواجہ میرک دبیر کسی طرح ہم سے موافق نہوا اور ہمیشہ درپے مجادلہ اور پرخاش ہے رستم خان اور شمشیر خان نے یہ بات سنکر آپس مین یہ تجویز کی کہ کسی طرح قلعہ سے کود کر مسلمانون سے جا ملین اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کرکے تیر مین باندھ کر خواجہ میرک کے لشکر کی طرف پھینکا اور رات کو بند وسلاسل توڑ کر بلندی قلعہ سے رسی اور کمند کے سہارے خواجہ میرک کے مورچہ کی طرف اُترے اور اُسکے مورچہ مین پہونچکر اس نہج سے فرنگیون کی قید سے نجات پائی اور جب یہ خبر نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی انھین خلوت مین بلاکر حقیقت حال مردم درونی کی قوت وضعف سے استفسار فرمایا اُن دونون نے بے ملاحظہ جو کچھ نفس الامر تھا اس تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ مین بفراغت تمام ہین اور اُن کے شوق وذوق اور خوشدلی سے ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ مین گرفتار ہین کسواسطے کہ اسباب معیشت کی انھین کچھ پروا نہین ہر شب اطراف قلعہ سے امرائے حبشی اور دکنی صندوق ہاے پر زر لے کر غلہ اور روغن اور مرغ اور گوسفند اور جس شے کی اُنھین خواہش ہوتی ہے پہونچاتے ہین اور روز جنگ زرگری کرکے مردم سلطانی کو قتل کرواتے ہین سوائے خواجہ میرک دبیر کے سب امرا اُن سے ہمزبان ہین نظام شاہ نے حال مخالف اور موافق کا دریافت کرکے خواجہ میرک دبیر کو زیادہ تر معزز اور مکرم کیا اور شاہ جمال الدین حسین سے رنجیدہ ہوکر نہایت بے لطف ہوا شاہ جمال الدین حسین اس امر سے واقف ہوکر وکالت سے دست کش ہوا اور مرتضیٰ نظام شاہ کی بلا اجازت احمدنگر کی طرف گیا اور آنحضرت نے ترک محاصرہ کے بارہ مین خواجہ میرک سے صلاح کی اُسنے معروض کیا کہ جو کچھ حضرت دام ظلہ فرماتے ہین نہایت بہتر ہے لیکن وقت مقتضی اسکا ہے کہ ترک محاصرہ کرکے خود بدولت واقبال احمدنگر کی طرف تشریف فرما ہووین اور وہان نزول اجلال فرماکر جو کچھ ارادہ مرکوز خاطر ہو ظہور مین پہونچاوین مرتضیٰ نظام شاہ نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کرکے کوچ کیا اور جب احمدنگر مین پہونچا فرہاد خان اور اخلاص خان حبشی کو کہ اُن سے بزرگتر کوئی امیر نہ تھا مقید اور محبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو مع اُسکی زوجہ برہانپور کیطرف نکالدیا اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کرکے چنگیز خان خطاب دیا اور سربلندی بخشی اور خداوند خان کہ اُسکی حبشی اور باپ اُس کا مشہدی تھا

اور بعابت ملبند بالا اور قوی ہیکل اور شجاع تھا چنگیز خان کے تجویز سے سلک امرائے کبار میں منتظم کیا اور اسی طرح جمشید خان شیرازی وغیرہ کی دستگیری کر کے منصب امارت پر پہونچایا اور چنگیز خان کہ نہایت عقیل اور فہیم تھا عہدہ منصب وکالت سے جیسا کہ چاہیئے بیکام ہوا اور شہر احمد نگر کو عدل و احسان کی آبیاشی سے رشک بوستان ارم کیا **فـــرد** محتاج بود ملک بہ پیرایۂ چنین * آخر مرا ملک ز خاکر زر روزگار * اور علی عادل شاہ نے چنگیز خان کا مرتبہ ملاحظہ کر کے ارادہ کیا کہ ابراہیم قطب شاہ سے ملاقات کر کے اسے ساتھ اپنے موافق کرے چنگیز خان اس کے مشورہ پر مطلع ہوا اور قبل اس سے کہ وہ ملاقات قطب شاہ سے کرے نظام شاہ کے ہمراہ رکاب عادل شاہ کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سے ملاقات قطب شاہ کا مانع ہوا اور مقدمات اُس کے برہم کیئے اور عادل شاہ اور نظام شاہ کو آپس میں سرحد پر ملاقات کرائی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ ممالک کرناٹک پر بقدار اسکے کہ محصول میں مملکت برار اور بیدر کے برابر ہو متصرف ہووے اور مرتضےٰ نظام شاہ ولایت برار اور بیدر کو قبضۂ اقتدار تفال خان اور علی برید سے برآوردہ کر کے اُس پر قابض ہوا اور قطب شاہ بحال اپنے ہوکر کسی جانب سے سروکار نرکھے پھر دونوں بادشاہوں نے ایک دوسرے کو رخصت کر کے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور خیل و حشم کی ترتیب و آراستگی میں کوشش فرمائی اور وہ نقصان کہ قلعہ ریکندہ کی جنگ میں واقع ہوا تھا اصلاح میں آیا میں نے ہزار عرب ترکش بند لوکر رکھکر نظام شاہ ولایت برار کی تسخیر کے واسطے سنہ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری میں روانہ ہوا ملا حیدر کاشی کو کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور علم و فضیلت میں آراستگی رکھتا تھا برار امیت تفال خان کے پاس برار بھیجکر لکھا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تھا بعد اس کے فوت کے برہان عماد الملک کہ اس کا بڑا بیٹا ہے وہ وارث ملک ہے جب وہ طفل اور صغیر تھا تجھ پر واجب تھا کہ متکفل و متصدی مہام ملک ہوکر اس کی پرورش کرے اب وہ طفل حد بلوغ میں رشد اور تمیز کو پہونچا اس کو مکان میں قید رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونا معنی نہیں رکھتا ہے چاہیئے کہ بر ورود حکم نامہ ہذا اُس کے حکم سے تجاوز نکرے اور مہمات مالی اور ملکی ہاں عماد الملک سے رجوع کرکے آپ کو محض سپہ گری کرے اور جو نہیں تو منتظر رہ کہ جو کچھ تجھے پہونچنا چاہیئے سو پہونچیگا اور یہ ابیات بھی اُس میں درج فرمائیں **ابیات** گردن ز اطاعت شہ راہ و سرکش * کار بزرگ را نتوان داشت مختصر * سہرہ دارچیں نتوان کرد قصد قاف * چوں حوصلہ درباش دخورد ز بالی پرا * بیروں کس از دماغ خیال محال را * تا در سر سرت نرود صد ہزار سر * تفال خان نامہ پڑھکر اضطراب میں پڑا اور اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک سے کہ وہ رستم کو اپنا حاشیہ کش جانتا تھا مشورہ کیا اور اُس نے جواب دیا کہ یہ حرف وصوت ہے نظام شاہ حوصلہ اور داعیہ اس ممالک کی تسخیر کا رکھتا ہے ان باتوں سے اس کا مآل یہ ہے کہ رعیت اور لشکر کو ہم سے منحرف اور برگشتہ کرے اور ہم بھی لشکر اور خزانہ اور استعداد میں اُس سے کم نہیں ہیں لازم ہے کہ پاؤں رکاب شجاعت میں ڈالکر جواب نامہ ایلچی بعدہ شمشیر آبدار رجوع فرماویں تفال خان کہ سپاہ کثرت ادبار نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اپنے بیٹے کے کہنے سے راہ صواب سے دور ہوکر حرف صلح اور سخن ملائم زبان پر نہ لایا ملا حیدر کو رخصت انصراف دی اور نظام شاہ نے ماہری کے اطراف میں برسات بسر کر کے الجپور کی طرف کوچ فرمایا اور آخر سے شمشیر الملک مستعد لشکر بود و باش معاملہ کے واسطے روانہ ہوا اور نظام شاہ کے طلیعہ

کو غافل کر کے منہزم کیا چنگیز خان نے اور سرداروں کو اُس کے تدارک کے واسطے نامزد فرمایا شمشیر الملک نے
باپ سے کمک طلب کی اور تفال خان مع جمیع سپاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہونچا اور اُدھر چنگیز خان اُس کے آنے
سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بحری خان اور رستم خان اور چندا خان کو امرائے حبش کی مدد کے
واسطے بھیجا اور پھر ساتھ اُنکے اکتفا نکر کے از راہ احتیاط اور دوراندیشی خود بھی بادشاہ سے رخصت حاصل کر کے
مع فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند بادشاہی اُس لشکر کی کمک کے واسطے بسرعت برق و باد روانہ
ہوا جس وقت مقابلہ صفوف کا طرفین سے ہوا چنگیز خان نے وہان پہونچکر شیر گرسنہ کی طرح مخالف پر حملہ کیا
اور حرب شدید اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارزار اس طرح سے افروختہ ہوئی کہ اُس کے خوف آسیب
سے ہلال فلک الافلاک پر بھاگا اور آفتاب سپر زرین چہرہ پر کھینچکر اس حال کے مشاہدہ کے گریان ہوا۔

مثنوی دو لشکر نگویم دو دریائے خون ٭ بلسیاری از ریگ جیحون فزون ٭ زہر سو دلیران وزور آوران ٭
کشیدند شمشیر کین از میان ٭ چنگیز خان معرکہ مین خود مباشر جنگ ہوا اور پانسو جوان یکدل اور یکجہت تمام لشکر
سے انتخاب کئے تھے اور اس مدت مین ساتھ اُن کے مصاحبانہ سلوک کرتا تھا اور اس جماعت کے حال
سے ہر دم باخبر رہتا تھا اور اپنے حسن سلوک سے اپنا نام فدوی جان نثار کیا تھا مع ان دلیران کے تفال خان کے
قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنے دست زبردست سے تفال خان کے علمدار پر ہاتھ جنیو کا مار کر خاک مذلت پر ڈالا
اور جوانون نے بھی کوشش مردانہ کر کے سپاہ دشمن کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور تفال خان
اور شمشیر الملک پھر تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر **مصرع** شکستہ صلاح و گستہ کمر ٭ پیش و پس نہ پہچانکر
ایلچپور کی طرف بھاگے اور دو سو ستر ہاتھی کلان کہ عمدہ فیلان برار سے تھے چنگیز خان کے ہاتھ آئے اور
مظفر و منصور نظام شاہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور پایہ اُس کی قدر و منزلت
کا بہتر ہوا اور پھر اُس نے پہلے رعایا کو بعنایات بادشاہ امیدوار کر کے استمالت نامجات رعایا کے واسطے
مملکت برار کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور سب نے اظہار اطاعت کیا اور جمیع زمیندار و مقدم اور
تعلقہ داران اس ولایت کے دربار مین حاضر ہوئے سب کو خلعت ہائے شاہی سے سرفراز کیا پھر نظام شاہ
بخاطر جمع مقام فتح سے روانہ ہوا اور تفال خان اور شمشیر الملک نے پھر دوبارہ حوصلہ صف جنگ کا نہ کیا
جنگل مین بھاگ کر پناہ کی اور مرتضی نظام شاہ نے اُن کا تعاقب کر کے جابجا متفرق و پریشان کیا اور قدم اُن کا
ایک مقام پر جمنے نہ دیا یہان تک کہ بعد چھ مہینہ کے تفال خان اور اس کا بیٹا دونون ایسے جنگل مین کہ راہ گزر ممکن
نہ تھی در آئے مرتضی نظام شاہ بھی اُس حدود مین پہونچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سلب و اثاثہ دولت
دستیاب کرے کہ ناگاہ میر موسے مازندرانی کہ سید مجذوب تھا نظام شاہ کے سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھے دوازدہ
امام علیہم السلام کی قسم ہے یہان سے قدم آگے نہ بڑھا جب تک دوازدہ امام کی محبت مین مجھے بارہ ہزار ہون
نذر نہ دے نظام شاہ نے جس دم نام دوازدہ امام سنا فیل مست کو کہ جس پر سوار تھا تحکمک مار کر ایستادہ کیا اور سید کا
اصل و نسب پوچھا دیکھا کہ محب اہلبیت ہے آدمی بھیجکر چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمۂ لشکر تھے طلب کیا
اور کہا کہ بارہ ہزار ہون اس سید کے تفویض کرو چنگیز خان نے عرض کی کہ خزانہ پیچھے ہے مکان پر پہونچکر دونگا

صلاح یہ ہے کہ زیادہ اس سے توقف نہ فرماویں کہ اسی وقت تفال خان اور شمشیر الملک مع خزانہ و اسپ گرفتار
ہو گئے نظام شاہ نے فرمایا اگر تفال خان مملکت برار سے دو حصہ زیادہ میرے سپرد کرے مجھے دوازدہ امام
کی دہائی اور قسم ہے جو اور نکروں گا چنگیز خان نے پھر سید سے یہ بات کہی کہ بعد مشقت بسیار ۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ غنیم
گھر گیا ہے اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہے خدا کے واسطے تو بادشاہ سے یہ بات کہہ کہ یہ ملک مجھے وصول ہوئے
انشاء اللہ تعالیٰ مکان پر پہونچکر یہ روپیہ بلا قصور ادا کروں گا سید نے جواب دیا کہ کتنے برسوں کے بعد اس
مقصود ہاتھ آتا ہے باوجود دیوانگی کے خوب جانتا ہوں کہ نقد کو نسیہ پر نہ بیچنا چاہیے چنگیز خان نے یہ تحمل تمام گھوڑے
بادشاہی اور ارکان دولت کے کہ قیمتی تھے فراہم کر کے سید سے کہا کہ یہ گھوڑے بطور رہن اپنے پاس رکھئے
منزل پر جا کر زر رہن دیکر فک کروں گا سید نے کہا یہ امر بھی مجھے منظور نہیں ہے قیمت ان کی تحصیل کر کے میرے
حوالہ کر کے پھر تو مجھے دوبارہ بھیجیگا اور یہیں تجھے دیکھونگا چنگیز خان نے ناچار ہو کر سوداگروں کو بلا کر قیمت کے معاملہ فیصل کیا لیکن اس
وقت تفال خان فرصت پا کر جنگل سے برآمد ہوا اور جو کہ اسے کہیں پناہ نہ ملتی تھی آسیر اور برہان پور کی طرف بھاگا

مثنوی بود روشن این نکتہ چون آفتاب ۔ کہ از روئے خورشید راند نقاب ۔ سہا را نباشد مجال ظہور ۔
گر ایران شود ہیچو ظلمت ز نور ۔ پھر نظام شاہ نے سرحد میں خاندیس کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اس
ولایت کو تحریر کیا کہ تفال خان ہمارے عساکر نصرت مآثر کے روبرو سے بھاگ کر اس طرف آیا ہے اسے اپنی
ولایت میں پناہ نہ دیویں اور اپنی مملکت سے نکال دیوین واہ کیا دانائی اور دور اندیشی اس جناب کی تھی در
یقین تھا کہ جس وقت لشکر فیروزی اثر بقصد تعاقب دشمن اس دیار میں گذر کرتا مضمون عالیہا سافلہا ظہور میں
پہونچتا میران محمد شاہ نے وہ نوشتہ بجنسہ تفال خان کے پاس بھیجا اور وہ مضمون اس کا سمجھکر دوسرے راستہ
سے ولایت برار میں در آیا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھا کہ دولتخواہ ایک لشکریوں آنحضرت سے
ہے ان دنوں حکام دکن مذہب کی موافقت سے اتفاق کر کے چاہتے ہیں کہ یہ مملکت بندہ کے تصرف سے
برآوردہ کریں لہذا بندہ نے برضا و رغبت ولایت برار کو بندگان درگاہ کے پیشکش کی امرائے سرحد کو
مامور فرمائیے کہ اس حدود میں آکر قابض ہوویں تو مخلص سر سے قدم کر کے درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوا اور
اس جماعت کے شر بیجا سے مصئون اور محفوظ ہووے ابھی جواب عریضہ کا نہ پہونچا تھا کہ تفال خان اور شمشیر الملک
نے عاجز اور تنگ آن کر چاہا کہ تحصن اختیار کریں تفال خان قلعہ پرناله میں جو کوہ رفیع پر واقع تھا قلعہ بند ہوا
اور شمشیر الملک نے قلعہ گاویل میں پناہ لی اور بعدہ نظام شاہ تسخیر مملکت کے واسطے زیادہ تر آمادہ اور مستعد ہوا
اور قلعہ پرناله میں خیمہ اور سراپردہ برپا کئے اور امراء و لشکری نے اس کو احاطہ کر کے ملنگ اور مورچے آگے بڑھا کر
قدم اس کوہ فلک شکوہ کے دامن میں رکھا اور عریضہ تفال خان کا مکہ گجرات میں اکبر بادشاہ کے پاس پہونچا ایک مرد
درگاہ کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ تفال خان بندگان درگاہ سے ہے اور ولایت برار تعلق ہمارے بندگان
ہمایوں سے رکھتی ہے لازم کہ تسخیر اس ولایت اور محاصرہ پرناله سے دست کش ہو کر تفال کا متعرض احوال ہوئے مرتضی
نظام شاہ چنگیز خان کی ہدایت کے سبب ایلچی کے ساتھ بطرز ریش نہ آیا اور اسے رخصت انصراف نہ دی ایلچی اکبر دین
پہونچکر شاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور نظام شاہ کی سرکشی معروض کی چونکہ اس وقت معاملہ بنگالہ کا درمیان میں تھا بادشاہ دہلی

نے اس طرف التفات نفرمائی نظام شاہ باطمینان تمام قلعہ کے لینے مین زیادہ ترساعی ہوا اور تفال خان کے بھی مدافعہ مین تقصیر نہ کرتا تھا اور اسد خان جو بادشاہ گجرات کے غلامان چرکس سے تھا اور سکندر رومی خان بیٹا حبشی رومی خان کا یہ دونون گولہ اندازی اور فن آتشبازی مین وقوف تمام رکھتے تھے باتفاق ہرچند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی توڑین یہ امر اثر پذیر نہوتا تھا اس درمیان مین احمد نگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہونچی اور چنگیز خان نے فیض کامل اُس کی تاریخ کہی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوا اور اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا نظام شاہ پر غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہوکر ارادہٗ مراجعت کیا اتفاقاً اُن دنون مین نظام شاہ نے ایک طفل امرد پر کہ جس کا نام صاحب خان تھا حالت فریفتگی پیدا کی تھی وہ بھی راغب اور مائل احمد نگر تھا ترک محاصرہ اور احمد نگر کی روانگی کے بارہ مین بجد اور مصر ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو ضائع کر کے نظام شاہ کو لیجاوے اس درمیان مین ایک تاجر افغان نام نے کہ ہندوستان کی طرف سے چند گھوڑے اور اشیائے نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خان سے یہ بات کہی کہ مین یہ اسباب اور گھوڑے تفال خان کے واسطے لایا ہون اگر آپ رخصت فرماوین قلعہ کے اندر لیجا کر فروخت کرون یہ امر مروت سے بعید نہوگا چنگیز خان نے کہا کہ مین تجھے ایک شرط پر اجازت دیتا ہون کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کر کے ترک تجارت کرے کس واسطے کہ آثار عقل و کیاست و علامت شجاعت و شہامت تیرے چہرہ سے ہویدا ہین اور ایسا شخص شائستہ سزاوار اس کے ہے کہ ملازم شاہ ہووے وہ طمع خام مین پڑکر بولا اگر یہ امر میسر آوے زہے سعادت چنگیز خان نے موقع وقت پاکر کہا رقم سرداری تیری ناصیہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتخواہی مین تقصیر نکرے تاجر نے قبول کیا اور جس دن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتمد کو لباس تجارت پنہا کر زر خطیر اُسکے ہمراہ کیا اور یہ فہمائش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع مین رکھکر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجانا اور عمدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ سے موافق کر کے یہ روپیہ اُنھین دینا اور سمجھانا کہ تم ترک محافظت کر کے نظام شاہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمھین مال دنیا سے مستغنی اور بے نیاز فرماویگا چنانچہ اُس شخص نے اُس کی فہمائش پر عمل کر کے اکثر آدمیون کو موافق کیا اور وہ رات کے وقت جس حیلہ سے کہ بن پڑا قلعہ سے برآمد ہوکر چنگیز خان کے پاس پہونچے اور قلعہ کی پاسبانی کے واسطے کوئی قلعہ کے اندر نرہا اسد خان اور رومی خان بخاطر جمع توپ ہائے کلان قلعہ کے قریب لے گئے اور گولون کی ضرب سے ایک دیوار مع برج اُڑائی اور جو اُس قلعہ مین آدمی نہ رہے تھے کہ اس رخنہ کو بند کرتے آخر کو ایک جماعت لشکریان خاصہ چنگیز خان شہور سنہ ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین داخل قلعہ ہوئی اور دار وگیر کی آواز بلند کی تفال خان مع جماعت مخصوصان قلعہ کا دروازہ کھولکر مفرور ہوا اور چنگیز خان نے سید حسن استر آبادی کو کہ اُس کے سلک ملازمون مین منسلک تھا مع جماعت غریبان اُس کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اور خود بادشاہ کے ہمراہ رکاب قلعہ مین گیا اور نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ اپنے قبضہ اقتدار مین لا کر فاتح ملک برار تاریخ فتح کہی بعد اُس کے نظام شاہ نے برہان عماد الملک کو کہ قلعہ پرنالہ مین تفال خان نے گرفتار کیا تھا مع تفال خان اور اُس کے فرزندان اور جمیع وارثان مملکت برار کو مقید کر کے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ مین وہ سب اجل طبیعی یا اور طرح سے عالم فانی سے جہان باقی کی طرف راہی ہوئے اور اُن کا نام و نشان مثل حرف غلط صفحہ دنیا پر باقی نرہا من بعد

مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے مملکت برار کو اپنے سرداروں پر تقسیم کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی خواجہ میرک دبیر
الملقب بہ چنگیز خاں نے کہا کہ علی عادل شاہ سے یوں مقرر ہوا تھا کہ مملکت برار اور احمد آباد بیدر دونوں حضرت
کے متعلق رہیں جو علی عادل شاہ قلعہ بیکاپور کی تسخیر میں مشغول ہے فرصت پاکر احمد آباد بیدر کو بھی مفتوح کر لیجئے غرض نظام
شاہ قبول کرکے بیدر کی طرف روانہ ہوا اور محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر دانہ برار و برہان الملک کو فرزندی
دریا عماد الملک منسوب کیا اور مع چھ ہزار سوار برار کی طرف اُسے روانہ کیا جب وہ سرحد برار کے اطراف میں پہونچا
سات آٹھ ہزار آدمی نوکر قدیمی جو گوشہ اور کنارہ میں مختفی تھے اُس کے پاس فراہم ہوئے اور اکثر تھانہ ہائے
نظام شاہی اُٹھا دیے خداوند خان اور خورشید خان اس فساد کے علاج سے عاجز آگئے اور یہ بیت عریضہ
میں درج کی **بیت** سررشتہ دار دو گر روزگار ÷ آئین ست اوباش و برو روزگار ÷ اور دوسرے دن عریضہ اُن کا
اس مضمون سے پہونچا کہ اگر حضرت بنفس نفیس اس طرف توجہ فرماویں اور محمد شاہ کو گوشمال دیویں صلاح ملک کے
واسطے بہت انسب ہوگا اور امرائے برار نے بھی عریضہ تحریر کرکے یہ بیت درج کی **بیت** بحر خسر نیر ماو
پایان شاہ ÷ کس این گرد برار نذارد ز راہ ÷ نظام شاہ نے مضمون عریضہ پر اطلاع پائی اور اُسی وقت صدر یعنی
سرداری کو کہ انہیں دنوں میں حسب فرمان بجا پور سے آیا تھا سپہ سالار کرکے مع آٹھ ہزار سوار اپنے سے
پیشتر مخالفوں کے لشکرگاہ کی طرف روانہ فرمایا اور خود پیچھے سے مع جماعت مقربان اور مخصوصان برار کی سمت
نہضت فرمائی اور چنگیز خاں کو حکم دیا کہ جلد کوچ کرکے آوے وہ حسب الحکم باتفاق جمیع امداد افواج آراستہ
بحالت استعجال مسافت طے کرکے بادشاہ سے ادھر دس کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہرچند کوشش کی کہ
اُس دن نظام شاہ وہاں مقام کرے صورت پذیر نہ ہوئی وہ دس کوس پر اور آگے رونق افزا ہوا اور آنحضرت
کے قبل نزول سید مرتضیٰ مع جمعیت اپنے آپہونچا اور برہان الملک کی فوج جعلی کو زور شمشیر سے غرق یا درپریشان
کیا بلکہ اکثر اُس قوم کا چھوٹا اور نظام شاہ نے جب گھاٹ روہنگر سے عبور کیا محمد شاہ فاروقی نے جو اسی سرحد
میں بیٹھا تھا بھاگ کر قلعہ آسیر میں پناہ لی اور نظام شاہ نے برہان پور تک باگ سمند ملک پامال نہ روکی اور
اس حدود میں بہت خرابی وقوع میں لایا اور چنگیز خاں نے جو قلعہ آسیر کی بہت تعریف سنی تھی نظام شاہ سے قدغن
حاصل کرکے اس قلعہ کی سیر کے واسطے دو ہزار سوار خاصہ کہ اکثر اُن میں غریب تھے لیکر روانہ ہوا محمد شاہ نے واقف
ہوکر اپنے امرا کو کہ سات آٹھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے حکم کیا کہ اچانک جاکر چنگیز خاں کو گھیر کر ہلاک کر دو اس واسطے
لشکر خاندیس نے مسلح اور مکمل ہوکر حملہ کیا چنگیز خاں دشمن کی کثرت خیال میں نہ لاکر نشان مدافعہ بلند کیا بعد جنگ
شدید مخالفوں کو شکست دی اور مردمی سے ایک جماعت اعیان اُس ولایت کو دستگیر کیا اور نظام شاہ اُس کے
بعد برہان پور سے وہاں گیا اور صحرا کو ریزیمہ خرگاہ کھینچ کر اتنک اور مورچے امرا پر تقسیم کئے تاراجیوں نے مملکت
خاندیس میں از آبادی کا بھوٹا محمد شاہ نے بعد گفتگو کے درار دقیل وقال بسیار چھ لاکھ مظفری نظام شاہ اور چار لاکھ
چنگیز خاں کو رسم نعل بہا دیکر ایسا کیا کہ وہاں سے برار کی طرف متوجہ ہے بلکہ شاہ میرزا اصفہانی قطب شاہ کا صاحب
کرسارا گیا دفتح کے واسطے آیا تھا سمجھا کہ رایات نظام شاہی بیدر کی طرف حرکت کرینگے چنگیز خاں کو بر خطیر جامع
کرکے برار کہ قطب شاہ مجھے متوقع ہے کہ اگر تو دولت بیدر کی تسخیر سے دست کش ہووے تو اُسی وقت دو لاکھ ہون تسلیم

کرتا ہون کہ اپنے سپاہیون کے صرف مین لاچنگیز خان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میرے متعلق ہی اُس کی بدولت مجھے کسی شی کی کمی نہین ہی میرا مقصود یہ ہے کہ وہ خار سر راہ برطرف ہو کر تھارے اور نظام شاہ کی مملکت مین فاصلہ نہ رہے اور بادشاہ دکن کہ محب اہلبیت ہین آپس مین برادرانہ سلوک کر کے دغدغہ اور آسیب لشکر بادشاہ دہلی سے مصئون اور محفوظ رہین شاہ میرزا چنگیز خان کے جواب باصواب سے مایوس ہوا پھر صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیلہ نقود و جواہر محظوظ کر کے ایک دن محفل شراب مین صاحب خان سے یہ بات کہی کہ چنگیز خان چاہتا ہی کہ مہار سلطنت اپنے قبضہ مین لا کر خطبہ اپنے نام پڑھے اور اس وقت نصف لشکر نظام شاہ کا اُس کا پرورش یافتہ ہی اپنا ارادہ احسن وجہ سے ظہور مین پہونچا سکتا ہی اور اسی واسطے تمھین صحرا بصحرا پھرایا ہی کہ موقع پا کر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا کا صدق و حق سمجھکر چنگیز خان کے درپے تضییع ہوا قضارا اس عرصہ مین بحسب الاتفاق صاحب خان جو شراب پیکر بندگان ہمایون کی نسبت مصدر بے ادبی ہوا تھا چنگیز خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اُسکی تنبیہ اور تادیب کر کے غبار بے عزتی کا اُس کے سر پر جھاڑا چنانچہ وہ بے سعادت اُس کی عداوت مین ساعی ہوا جس وقت فرصت پاتا تھا باتین وحشت آمیز اُس کی نسبت بادشاہ کے دربار مین مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کے بھی سمع مبارک مین پہونچاتا تھا اور نظام شاہ اُس کی باتون کو معلل بغرض جانکر کہتا تھا کہ ہم نے جو ضبط اور تادیب تیری ساتھ اُسکے رجوع کی تھی اس لیے از روئے عداوت کے یہ بیہودہ گوئی کرتا ہی یہان تک کہ ایک دن صاحب خان بادشاہ کے ساتھ شراب پیتا تھا اور بازار نازو نیاز گرم تھا پھر چنگیز خان کی غیبت مین غیبت شروع کی اور وہی جواب سنا صاحب خان نے گریان ہو کر کہا اگر بندہ عداوت اور دشمنی سے کہتا ہی شاہ میرزا سے جو اُس کا ہم شہر ہی اُسے بلا کر حقیقت حال دریافت فرمایئے نظام شاہ نے شاہ میرزا کو رات کے وقت کہ کوئی شخص واقف نہووے اپنی مجلس مین طلب کر کے تفتیش کیا اُس نے صاحب خان کی تقریر کے موافق جو معروض کی تھی نہایت آب و تاب سے اپنے دروغ بافروغ کو مذکور کر کے مزاج صاحب تخت و تاج کا چنگیز خان سے منحرف کیا لیکن باوجود اس کے آنحضرت نے ان باتون کو بھی غرض تصور کر کے چند روز بنظر تحقیقات تامل اور تفکر مین بسر فرمایا یہان تک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے چنگیز خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت دلگیر ہو گئے ہین چاہتے ہین کہ احمد نگر کی طرف مع الخیر والسعادت معاودت فرماوین چنگیز خان نے کہ مقدمات اعدا سے واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ مملکت تازہ چند روز سے اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ہین لائق یہ ہی کہ پانچ چھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائین تو رعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کے رکھے اور بعد اُس کے اس بندہ دولتخواہ کو مامور فرمائین کہ اس ملک مین چندے رہکر نظم و نسق کرے بعدہ ملازمت مین مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر حریفون کا کہنا یقین کر کے چنگیز خان سے نہایت ناراض ہوا چنگیز خان آثار غضب شاہ کے چہرۂ حال سے مشاہدہ کر کے چند روز بیماری کے بہانہ دیوان عام مین نہ گیا نظام شاہ زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصری کو مع شربت مسموم معالجہ کے بہانہ اُس کے پاس بھیجا چنگیز خان نے پہلے اس شربت زہر آلود کے پینے سے انکار کیا اور آخر مین وفاداری اور نمک حلالی منظور رکھکر نوش کیا

اور حالت نزع میں بادشاہ کو یہ عریضہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ میرک دبیر کہ آفتاب عمر اُس کا ساٹھ برج طے کر کے
بروج ستر میں تھا سر آستانہ پر رکھکر عرض رکھتا ہے کہ جو حضرت آنحیات ین آمیز کہ سے اس دولتخواہ کے واسطے
عزیمت فرمایا تھا فدوی نے بذوق و شوق تمام کوشش کیا اور بقدر وفا اور اخلاص بادشاہ کا کہ پرورده نعمت حضرت
ہے صندوق سینہ میں رکھکر اب بہانہ قبر میں کہ جو اول منزل ہے اور اعمال کے سوا اور کوئی مونس و ہمدم نہیں
لیے جاتا ہوں جب تک میری خاک رہے بادشاہ کو بقا ہو جیو اور امیدوار ہے کہ بندہ کو بندگان دولتخواہ سے شمار
کر کے جو دستور العمل کہ بندہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا ہے اُس پر عمل کریں اور اس خیر خواہ کا کالبد خاکی کربلائے معلیٰ
بھیجیں اور سید مرتضیٰ اور شاہ قلی اور صلابت خان اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری اور قاضی بیگ
طہرانی کو جملہ کار آمدنی شمار کر کے ان کے احوال سے غافل نہ ہوویں اور جس قدر غریب کہ فدوی کی سرکار میں ہیں اُنہیں
اپنے سلحداروں میں داخل فرمائیں یہ عرض داشت اور دستور العمل سید حسن کی مصاحبت سے مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس
بھیجکر پلنگ پر تکیہ کیا اور زہر ہلاہل کے اثر سے حال اُس کا متغیر ہوا دوسرے دن صبح صادق کے وقت شہور سنہ ۹۷ نو سو
ہتر ہجری میں اس سرائے عاریتی سے دار الباقی کی طرف انتقال کیا اور جو کہ سرزمین دکن دولتخواہ کار آمدنی کے
ساتھ موافق نہیں ہے اس سبب سے مثل عماد الدین محمود اور خواجہ جہاں کاوان اور خواجہ میرک چنگیز خان اور
مصطفیٰ خان اردستانی کی کہ اکثر امور میں بے نظیر تھے سپہر سر نگون کی اعانت سے ناحق اُس مملکت میں جانیں
ضائع ہوئے القصہ چنگیز خان نے اس سرائے عاریتی سے انتقال کیا اس کی متروکہ سے بن چار خط شاہ میرزا
برآمد ہوئے کہ اُنکی تحریر سے چنگیز خان کی پاکی اور دولتخواہی ثابت اور تحقیق ہوئی جب نظام شاہ نے اُسے
دریافت کیا چنگیز خان کے تلف ہونے سے نہایت درجہ غمگین اور محزون ہوا جو فائدہ رکھا تھا اور روئے عکس
شاہ میرزا کو اپنے اردو سے نکلوا دیا اور خود بھی کسی عرصہ میں احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب منزل مقصود میں
پہنچا حکیم محمد مصری کو پیشوا کیا اور بعد چھ ماہ اُسے معزول کر کے قاضی بیگ یزدی کو ابتدائے سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی
ہجری میں پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور میرزا محمد نظیری اور امین الملک نیشاپوری کو دبیر کیا اور سید مرتضیٰ سرداری
کو سپہ سالار لشکر برار کر کے خداوند خان مولد اور جمشید خان اور بحری خان ترک باش اور رستم خان دکنی اور چغتائی
ترکمان اور تیمداد خان استرآبادی اور شیر خان ترشیزی اور حسین خان تونی اور خدا خان دکنی اور دستور خان
خواجہ سرا وغیرہ کو جو سرداران معتبر سے تھے ہمراہ اُس کے برار کی طرف روانہ فرمایا اور قاضی بیگ اور میرزا
محمد تقی اور شاہ احمد خان اور مرتضیٰ خان اور اسد خان اور امین الملک نیشاپوری اور قاسم بیگ حکیم مصری اور
جمیع اشراف احمد نگر سے کہا آگاہ ہو کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی نہیں ہے اپنے میں اس قدر حالت نہیں دیکھتا
ہوں کہ عدل ظلم سے اور ظلم عدل سے تمیز کروں اکثر اوقات ظلم کو بصورت عدل وقوع میں لاتا ہوں آخرت
کا خوف دامنگیر ہے اس واسطے بادشاہی اور حکومت سے بیزار ہو کر تمہیں گواہ کرتا ہوں اور
قیامت کے دن کہ روز جزا ہے تم سے طلب شہادت کروں گا کہ قاضی بیگ کو کہ فرزند رسول آخر الزمان ہے اُسے
میں نے اپنا وکیل مطلق کیا کہ موافق شریعت غرا اور عدالت عالیہ خلائق کے ساتھ سلوک کرے اور ہرگز معاملات
اور مقدمات قوی کو ضعیف پر ترجیح نہ دیوے حق کو منظور رکھے اگر کسی بڑھیا کی ایک سوئی یا کوئی چیز جبر و تعدی سے

لیویگا اور قیامت کے دن مجھسے پوچھینگے کہ تیرے عہد مین ایسا ظلم واقع ہوا اور تو غافل اور بیخبر تھا اس مین
یہ جواب دونگا کہ ان امور مین مجھے کسی طور کا دخل نہ تھا مین نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا
تھا اس سے پوچھو الغرض اگر وہ اس کار مشکل سے عہدہ برا ہو سکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ
کو ساتھ اپنے متفق اور شریک اس امر مین کرکے مہمات کو جاری کرے کہ مین قہر و عذاب الٰہی سے خائف اور
ہراسان ہون اور نیز اس امر سے کہ چنگیز خان کی نسبت وقوع مین آیا پشیمان اور نادم ہوکر چاہتا ہون کہ
مدت العمر گوشہ عزلت اختیار کرکے معبود برحق کی عبادت مین مشغول رہون یہ کہا اور مائل عزلت ہوکر
قلعہ احمدنگر کے اندر کہ وہ عمارت موسوم بغداد ہی اُس مین گوشہ نشین ہوا اور صاحب خان کے سوا کسی کو
اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا اور بعد دو تین ہفتہ کے ایسا تنہائی کا خوگر ہوا کہ ہدیہ سلطان والدہ
میران حسین اور تمام عورتون کو قلعہ سے برآورده کرکے دوسرے مکان مین بھیجدیا اور دروازہ قلعہ کا شاہ قلی
کوکہ شاہ طہماسپ نے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اور اس دولت خانہ مین وہ بخطاب صلابت خان سرفراز
تھا سپرد فرما کے امرائے کبار سے کیا اور حکم دیا کہ صاحب خان کے سوا کسیکو میرے پاس نہ آنے دینا الغرض
قاضی بیگ کے عہد وکالت مین اکبر بادشاہ سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری مین شکار کنان سرحد مالوہ مین پہونچا اور
جب مخبرون نے یہ خبر احمدنگر مین پہونچائی قاضی بیگ نے عریضہ مشتملبر خبر توجہ اکبر بادشاہ جانب دکن بذریعہ
صاحب خان نظام شاہ کے پاس اندر قلعہ کے بھیجا اور جو وقت رات کا تھا پلٹ کر اپنے مکان پر گیا صاحب خان
نے نظام شاہ کو دیکھا کہ خواب استراحت مین ہی اس قدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اس وقت عریضہ گذرانا جب مضمون
اس کا واضح ہوا نظام شاہ بے توقف پالکی مین سوار ہوا اور تھوڑی جماعت مردم پہرہ دار سے کہ زیادہ سو آدمی
سے نہ تھے اور صلابت خان اور صاحب خان بھی از انجملہ تھے ہمراہ لیکر دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جماعت
قلیل مردم اعیان نے نہر گنگ کے قریب اس کے پاس پہونچکر معروض کیا کہ بادشاہون کے دشمن بہت
ہوتے ہین تنہا سوار ہونا اور اس طرح دشمن قوی کی طرف متوجہ ہونا حزم و ہوشیاری سے بعید ہی آپ اس مقام
مین اس قدر توقف فرماوین کہ لشکر احمدنگر اور برار آپہونچے نظام شاہ نے چند روز مقام کیا جب پانچ چھ ہزار
سوار خاصہ خیل اُس کی ملازمت مین پہونچے فرمان احضار سپاہ برار کے واسطے بھیجا اور خود بقصد مقابلہ
اکبر بادشاہ وہان سے پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور مردم معتبر نے چادرین گردن
مین ڈالکر سر زمین پر رکھا اور تضرع وزاری کرکے کہنے لگے کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کے ساتھ اس قدر فوج
سے مقابلہ کرنا خوب نہین ہی صلاح دولت یہ ہی کہ ہاتھ دامن صبر پر مار کر اس قدر اور توقف فرماوین کہ توپخانہ
اور لشکر بھی آپہونچے نظام شاہ نے فرمایا ایسے امور مین صبر و تحمل اچھا نہین ہی مع بہادران خاصہ خیل فوج خاصہ
اکبر بادشاہ پر حملہ کرتا ہون فتح و ظفر بتقدیر آسمانی ہی **بیت** اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد
خداے ٭ مقربان درگاہ یہ کلام سُنکر بحر حیرت مین غوطہ زن ہوکر متحیر ہوے قضارا اس حال کے درمیان
مخبرون نے پہونچکر یہ خبر پہونچائی کہ اکبر بادشاہ نے سرحد مالوہ مین شکار کرکے بدولت وسعادت اپنے
دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی نظام شاہ یہ بشارت سنکر تبہج اور مسرور ہوا اور دولت آباد کی طرف معاودت

کی اور حوض قتلو کے کنارے مقام کرکے سید مرتضیٰ اور امرائے برار کو جو حاضر آئے تھے انھیں مخلع کرکے
رخصت معاودت فرمائی اور خود احمد نگر جاکر بدستور سابق مہمات مملکت ارکان دولت کے تفویض کرکے پھر
گوشہ نشین ہوا اور اس وقت صاحب خان کے جمیع عزیز و اقارب نے منصب امارت پر پہونچکر جاگیرین
خوب پائیں اور اس مدت کا استقلال اندازہ سے گذرا کیونکہ مزاج اقدس میں تصرف تمام کیا تھا الغرض
نظام شاہ مین موسم برسات میں دولت آباد کی سیرہات کی سیر کے واسطے کہ آیۂ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد
اس کی معدود و قیہ ہی عازم ہوا اور وہان پہونچکر قریب چار ماہ بالاگھاٹ پر مقام فرمایا بعد انقضائے موسم برسات
اس سرزمین کے مشائخ کی قبور کی زیارت کرکے اُن کی ارواح طیبہ کی ترویح کے واسطے نقود وافر فقرا اور
مساکین پر تقسیم کیا اس وقت صاحب خان سے پوشیدہ جامہ درویشان زیب تن کرکے صبح کے وقت
بقصد زیارت امام رضا علیہ السلام پیادہ پا سراپردہ کے عقب سے روانہ ہوا اور عسکر کے دو تین کوس کے
فاصلہ پر کسی پیادہ نے آپ کو دیکھکر خبر ارکان دولت کو پہونچائی وے پہلے سراپردہ بادشاہی کی طرف
دوڑے اور جو اثر بادشاہ کا پایا اس کی تلاش مین روانہ ہوے پھر اُس کی ملازمت سے مشرف ہوکر بمبالغہ
الحاح تمام واپس لائے ہرچند کوشش کی لیکن ایک مہینے کامل لباس فقرا بدن سے جدا نہ کیا اور تاج و
تخت کی طرف رغبت نفرمائی قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نے سر زمین پر رکھکر سبب نفرت اور کراہیت کا بادشاہ
سے استفسار کیا فرمایا سبب نفرت اس دنیائے فانی کا ظاہر ہے اس کی الفت اور محبت کا سبب البتہ پوچھنا
چاہیے اس سے زیادہ کلام نہ کیا سکوت اختیار کیا اور جب جانا کہ ارکان دولت میرے ارادہ کے مانع ہوتے
ہین بادشاہ لاعلاج ہوکر احمد نگر مین تشریف لایا اور باغ ہشت بہشت میں جو اس شہر کے شمال مین واقع تھا
گوشہ نشین ہوا اور حسب حکم قاضی بیگ اور صلابت خان کے اشارہ کے موافق اس باغ کے گرد اگرد خیمہ
اور خرگاہ برپا کرکے اُس کی حفاظت میں مشغول ہوا اور ان دنون میں صاحب خان نے بے اعتدالی شروع
کرکے اکثر اوقات مست اور بدہوش مع دو تین ہزار اوباش اور اجلاف دکن اور میلان بسیار کوچہ و بازار
احمد نگر مین پھرتا تھا اور رعایا برایا کے لڑکون اور لڑکیون کو بجبر و زور مکانون سے برآمد کرکے بافعال قبیحہ مائل
کرتا تھا اور ہرچند اس کے بھائی میان جلال خان اور جسم خان نے سرزنش کرکے ان اعمال شنیع سے
منع کرنے کچھ فائدہ نہ بخشا تھا یہان تک کہ ایک دن ایک جماعت کو بھیجکر ارادہ کیا کہ مثلی میر مہدی کو کہ ایک
سادات صحیح النسب ایران سے تھا اور سلحداران کے سلک مین انتظام رکھتا تھا زور وجبر کر لالاوے میر مہدی
دروازہ مکان کا سد کرکے پشت بام پر برآمد ہوا اور تیر و تفنگ کی ضرب سے صاحب خان کے آدمیون کو متفرق
اور پریشان کیا اور قاضی بیگ اور دیگر بزرگان صاحب دخل کے پاس آدمی بھیجکر کمک طلب کی ازبسکہ صاحب خان
کے سوا کوئی بادشاہ تک رسائی رکھتا تھا اور استقلال اور اقتدار اس کا اندازہ سے باہر تھا قاضی بیگ وغیرہ
نے طرح دیکر اُس کے علاج مین کوشش کی صاحب خان نے اسی عرصہ میں اپنے چھوٹے بھائی عنبر خان
کو مع دو تین ہزار سوار اور پیادہ اور چند فیل میر مہدی کے سر پر نامزد کیا اور اس سید بیکس نے جب کسی طرف
سے کمک اور مدد نپائی تنہا قتال مین مشغول ہوا اور تین چار دکنی معتبر کو بضرب تیر و تفنگ قتل کیا اور آخر

کو جب ازدحام اور ہجوم حد سے گذرا میر مہدی کے پسران ناخلف کہ نوکر صاحب خان کے تھے ہدایت کر کے فیلان
مست کو عقب خانہ سے دیوارین توڑ کر اندر لائے اور اس سید مظلوم کو درجہ شہادت مین پہونچایا اور اُس کی
دختر کو صاحب خان کے واسطے لے گئے اور آخر ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری مین سید مرتضےٰ سبزواری مع امراے
برار حکم بادشاہی کے موافق لشکر کے جائزہ کے واسطے درگاہ کی طرف متوجہ ہو کر باغ ہشت بہشت مین فروکش ہوا
اور جو نام علی صاحب کا حسینی تھا اور وقت بے وقت نظام شاہ اور بھی آدمی اُس کو حسین خان کہکر پکارتے تھے
اس واسطے صاحب خان نے حسین خان سخت کمان ترشیزی کو جو امراے برار سے تھا پیغام دیا کہ نام اپنا بدل ڈال والا منزا
گوشمال رحسین خان نے یہ امر قبول نہ کیا آخر یہ معنی منجر بہ نزاع و خشونت ہوے اور صاحب خان فیل مست پر سوار ہو کر
مع پانچ چھ ہزار فوج سے اُس کے مقابلہ کے واسطے یعنے حسین خان کے دائرہ کی طرف گیا اور حسین خان
بھی چند سواران سے اُس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا صاحب خان نے حملہ اول مین اُس کی جمعیت کو متفرق
اور پریشان کیا حسین خان کو شجاعت و دلیری بھاگنے سے مانع ہوئی تنہا فوج صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور
ایک تیر چلہ مین جوڑ کر ایسا پیشانی فیل صاحب خان پر مارا کہ سوفار تک پیوستہ ہوا فیل چنگھاڑ مار کر بھاگا اور
درختوں کے درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہان تک کہ صاحب خان نے باغ مین جاکر فوج سے یہ بات کہی
کہ بادشاہ نے تمام غریبون کے قتل کا حکم نافذ فرمایا ہے لازم کہ حسب الحکم کاربند ہو کر اُن کے مال و اسباب زن
و فرزند پر متصرف ہو دکنیان اور حبشیان واقعہ طلب ایسا معاملہ خدا سے چاہتے تھے ادنیٰ اعلیٰ غریبون کے
قتل پر آمادہ ہو کر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کی طرف روانہ ہوے اُمرا اور سلحداران غریب وغیرہ
سوائے قاضی بیگ اور سید مرتضےٰ اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری کے کہ رضا بقضا دیکر دیوان عام
مین بیٹھے تھے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی نے مسلح ہو کر دفع مضرت کے واسطے صفوف حرب آراستہ کین صاحبخان
نے جنگ کر کے انھین منہزم کیا اس وقت مرتضیٰ نظام شاہ حمام کے اندر کہ کنارہ باغ ہشت بہشت کے واقع
تھا چلہ مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا شور و غوغا سنکر باغ کے دروازہ سے برآمد ہوا قضارا اس وقت
صاحب خان آشفتہ بادشاہ کی ملازمت مین گرد آلودہ پہنچا اور عرض کی کہ جمیع غریب آپس مین اتفاق اور ہجو
کرکے چاہتے ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کرکے میران حسین کو تخت پر بٹھا دین نظام شاہ تحقیق صدق و کذب کے
واسطے پیادہ پا باغ سے برآمد ہوا جب افواج غریب کو مسلح اور مکمل دیکھا اور نظر بانیکہ تنفیہ سے بخوبی خبر رکھتا تھا
صاحب خان کا کلام سچ جانکر بے تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا امرا اور خاصہ خیل حبشی اور دکنی کو جو صاحبخان
کے کہنے سے حاضر تھے غریبون کے مقابلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضےٰ خان اور قاضی بیگ نے آدمی
غریبون کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ تجبت نے رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا تم ہرگز
تلوار مردمان دکن پر نہ کھینچنا کہ باعث بدنامی اور حرام خوری کا ہے امراے غریب مثل چغتائی خان اور بابی خان
اوزبک اور حسین خان ترشیزی اور تیر اندازان استر آبادی نے گھوڑے سے اُتر کر بادشاہ کو دور سے سلام کیا
اور ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوے صاحب خان مع برادران اور اعوان و انصار شہر
کی طرف حملہ آور ہوا بعضے غریبان سے کہ اپنے مکانون کے گوشہ مین مخفی ہو رہے تھے اُن کو تہ تیغ کیا

اور ان کے اموال اور زر و زر کی گرفتاری میں مشغول ہوا اور مضمون یوم عبدالرحمن احمد نامہ دامنہ سید صلابت
و سیہ ظہور میں پہنچایا **مثنوی** سر فتنہ از خواب بیدار گشت ٭ بساط فراغت تھا در نوشت ٭ زبیل ملا شد
عیان رستخیز ٭ نہ روئے اقامت نہ پائے گریز ٭ نہ در خانہ بودن کسے را قرار ٭ نہ در کوچہ دیدی طریق فرار ٭
کس از خانہ گریا نہادی بدر ٭ نہ دستار رحلے نہادی بسر ٭ قاسم بیگ اور سید مرتضیٰ صلابت خاں سے
جو مخالفت میں بادشاہ کی کوشش کرتا تھا کہنے لگے کہ کام ہاتھ سے گیا اور قریب ہے کہ عرض و ناموس
غریبوں کے خاک میں ملا دے لازم ہے کہ تم عرضداشت ہماری جس تدبیر سے کہ ممکن ہووے بادشاہ کے
ملاحظہ میں گذرانو صلابت خاں نے حسب موقع پا عرضداشت انکی بغل میں دبا کر دربار کی طرف متوجہ ہوا اور
جو کہ صاحب خان اس وقت حاضر نہ تھا نامہ پہنچانے کے بہانہ باغ کے اندر گیا اور آپ کو محرن نظام شاہ
میں پہنچایا اور آواز بلند نظام شاہ کی دعا و ثنا میں معروف ہوا اور نظام شاہ نے
آواز صلابت خان کی پہچانی جو اس کا آنا خلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے باچار حمام کے
دروازہ پر ایستادہ ہو کر سبب آنے کا پوچھا صلابت خان نے عرض داشت ارکان دولت پیش کی اور
زبانی بھی حقیقت حال مشروحاً اور مفصلاً معروض کی نظام شاہ نے متحیر ہو کر صلابت خان کو حکم فرمایا کہ صاحب خان
کو خواہی نخواہی شہر سے پھیر لاؤ کہ غریبوں کے ایذا اور آزار میں نہ کوشش کرے صلابت خان نے شہر میں
جا کر صاحب خان کو زجر و اہانت تمام پھیرا اور اس کے بعد صاحب خان صلابت خان کے قتل میں ساعی
ہوا جو زمانہ اُس کے موافق تھا اس واسطے صلابت خان جنگل اہمک دون کی طرف بھاگا نظام شاہ اس
حال سے مطلع ہوا اور صلابت خان کو طلب کیا اور امارت کلاں اور منصب سرنوبتی سے قوی کیا اور خان
جیل کو اس کا محکوم فرمایا اور ان دنوں میں ایک جماعت اعیان سے قاسم بیگ کی حمایت پر مٹی ہوئی
تھی نظام شاہ نے اُسے معزول کر کے ایک قلعہ میں قید فرمایا اور بعد دو تین مہینے کے دشمنوں نے عرض
کی کہ قاسم بیگ دو لاکھ ہون نقد اور جواہرات خزانہ سے لے کر متصرف ہوا ہے اور جو کچھ مملکت میں دست
اندازی کی اُس کے علاوہ ہے اگر حکم ہووے یہ مبالغ اس سے ہم واپس کریں نظام شاہ نے اپنے ہاتھ
سے یہ عبارت اس کے درخواست پر رقم فرمائی کہ جب ایسے سید عزیز نے دولت حیات اپنی نسبت قرار
دیکر اس مختصر جیفہ دنیا کو ہمارے خزانے سے طمع کی اس سے واپس لینا نہایت بیمروتی ہے یہ روپیہ ہم نے
اسے یکقلم معاف کیا چاہیے کہ اسے قید سے رہا کر کے مع جمیع جہات و عیال و اطفال کشتی پر سوار کر کے
وطن مالوف کی طرف روانہ کرو چنانچہ عہدہ داران نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اس کے بعد منصب جملگی
اگرچہ اسد خان ترک کے ساتھ رجوع ہوا لیکن صلابت خان نے اس منصب سے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا استقلال
اس کا اندازہ سے گذرا اور صاحب خان وکیل مطلق ہوا اور باوجود اس حال کے تعلق خاطر بادشاہ اپنی
نسبت جانتا تھا کہ کس درجہ ہے لیکن صلابت خان کی سخت گیری سے عاجز آیا اور از روئے تکبر و نخوت
باتفاق اعوان و انصار مع دو تین ہزار سوار اور فیلان بسیار احمد نگر سے نکل گیا نظام شاہ اس خوف سے کہ گر
لشکر اس کے پکڑنے اور پھیرنے کے واسطے نامزد فرمایا جاوے مبادا از روئے بے اعتدالی جنگ





کرے اور مارا جاوے اس واسطے خود تعشق اور دل کے میلان سے پالکی مرصع مین سوار ہوکر پیچھے اُس کے روانہ ہوا قضارا صاحب خان جب حوالی احمد آباد مین پہونچا بے ملاحظہ پاے حصار تک گیا اور مردم درونی نے وصول لشکر بیگانہ سے واقف ہوکر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلان اور متوسط اُسکی فوج پر سر کین اور ایک جماعت مردم معتبر سے ضائع ہوئی اس درمیان مین نظام شاہ پیچھے سے پہونچا صاحب خان جو چارہ نرکھتا تھا ایلچی اُس کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ دو شرط سے میرا وصال میسر ہوسکتا ہی ایک یہ کہ صلابت خان کو درگاہ سے دفع کرے دوسرے یہ کہ شہر بیدر علی برید سے لیکر مجھے جاگیر مین عطا فرمایا جاوے نظام شاہ کہ اس کا عاشق زار تھا دونون امرون کا متعہد ہوا صلابت خان کو قصبہ بیر کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی رخصت فرمایا اور شہر بیدر کو محاصرہ کرکے اُسکی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید نے عادل شاہ سے کمک طلب کی اُس نے ہزار سوار اُس کی مدد کو مقرر کیا درمیان اس حال کے خبر پہونچی کہ اس کا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ مین قید تھا خروج کرکے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہی نظام شاہ نے میرزا یادگار کندی اور سرلشکر ابراہیم قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار کے بیدر کے محاصرہ کو نگاہ رکھکر خود بہمراہی صاحب خان احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ مین لشکر عادل شاہی احمد آباد و بیدر کے اطراف مین پہونچا مردم قطب شاہ کہ بہانہ طلب سے تھے گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے اور میرزا یادگار ترک محاصرہ کے واسطے مشغول ہوا اور شہزادہ برہان احمد نگر کے اطراف مین آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحبخان کی وضع اور اطوار سے رنجیدہ تھے اس سے ملحق ہوئے اس سبب سے نظام شاہ پریشان ہوا صلابت خان اور خاصہ خیل اور دیگر امرا کہ صاحب خان کی بے اعتدالی سے آزردہ تھے فرامین استمالت بھیجکر انھین طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچے صاحب خان نے صلابت خان کے آنے سے پھر رنجش بہم پہونچائی ابھی احمد نگر کی طرف نہ پہونچا تھا کہ وہ اپنے بھائیون اور اعوان کو لیکر پٹن کی طرف گیا اور نظام شاہ نے اُس کی طرف اصلا توجہ نفرمائی احمد نگر مین داخل ہوا اور ہاتھی پر سوار ہوکر کوچہ و بازار مین پھرا دوسرے دن جب شاہزادہ برہان بلغ ہشت بہشت مین آیا پھر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور کالا چبوترہ کے نزدیک ہاتھی کو ایستادہ کیا اسد خان اور دوسرے سرداروں کو مع توپخانہ شہزادہ برہان کے مقابلہ کو نامزد فرمایا اُنھون نے جنگ کرکے شہزادہ کو برہان پور کی طرف مفرور کیا اور نظام شاہ مظفر اور منصور قلعہ مین داخل ہوکر بدستور اول گوشہ نشین ہوا اور سید مرتضے سپہ لشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب خان کو تسلی کرکے بمحافظت و اعزاز تمام حضور مین روانہ کرے اگر وہ انکار کرے اُس کی گردن مارکر گھوڑے اور ہاتھی اُس کے درگاہ مین بھیجے اتفاقا صاحب خان جب قصبہ عنبر کی حوالی مین پہونچا جو کہ اُس کی طبیعت مین ناراستی جبلی تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سبب سے بحری خان قزلباش کو جو امراے برار سے تھا اور قلعہ رنجی مین اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حبالہ نکاح مین لاکر متنظر فلاح رہ بحری خان نے اُس بیجا کو جواب دیا کہ مرغ فروش کی بیٹی کو کیا مناسبت کہ امراے کبار سے طالب پیوند دولت ہووے صاحب خان یہ جواب سنکر آشفتہ ہوا اور قصبہ رنجی پر تاخت لے گیا بحری خان کہ جماعت قلیل رکھتا تھا تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل و عیال کو لیکر جالنہ کی طرف بھاگا اور باتفاق جمشید خان شیرازی کے سید مرتضے

کو حقیقت حال لکھکر طریق اخلاص اور سمات استفسار کیا جو سید مرتضیٰ کو فرمان صاحب خان کی روانگی کے بارہ میں
پہونچا تھا لہذا خداوند خان اور دوسرے امرا کو نامزد کرکے یہ چاہا کہ صاحب خان کے پاس جاکر اُسے
احمد نگر روانہ کردو اور پوشیدہ خداوند خان سے کہا کہ اس بدبخت کے دست تظلم سے ایک عالم ایذا میں ہے مناسب
ہے کہ کوئی تقریب اُٹھا کر اُسے قتل کریں خداوند خان اور امرائے دیگر حسب طریق استعجال حالہ کی طرف پہونچے
جمشید خان اور بحری خان بھی ان کے رفیق ہوکر صاحب خان کے اُردو کی طرف متوجہ ہوئے
اور وہ اجل رسیدہ اپنی جگہ سے نہ ہلا یہان تک کہ یہ لوگ وہان پہونچے اور سراپردہ کے باہر ایستادہ ہوکر ازروے
تمسخر اور استہزا پیام کہا کہ ہم بادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہین اگر حکم ہو سلام کے واسطے مشرف ہوں باعث
سرفرازی ہوگا صاحب خان اس وقت مے نوشی مین مصروف تھا بلا توقف اُنکو سراپردہ میں طلب کیا جب
اُس کی نگاہ ان پر پڑی مسلح دیکھکر مضطرب ہوا اور تعظیماً ایستادہ ہوا اور ایک ایک امرا کو بطور غور و تامل سے دیکھا جب
خداوند خان کی باری آئی اُس سے بغلگیر ہوا اور خداوند خان نے فریاد اُٹھائی کہ صاحب خان مجھے بغل میں
دبا کر پسلیاں توڑے ڈالتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا گلا گھونٹے حالانکہ خداوند خان نے عمدًا اُسے آغوش میں پکڑ کر ایسا
دبایا کہ اُس کے پہلو کی ہڈیاں شکستہ ہوئیں اور وہ بیہوش ہوگیا اسپر بھی اکتفا نکرکے ضرب شمشیر سے کام اُس ناپاک کا
تمام کیا اور بہائیون اور انصاروں نے جب ایسا دیکھا ہر ایک نے اپنی راہ لی اور جب خداوند خان شرائط
حیثیت کا دفع کرکے مع امرا سید مرتضیٰ کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی سید مرتضیٰ نے عریضہ نظام
شاہ کو لکھا کہ خان نثار نے بعرض واجب الاذعان کے موافق ایک جماعت کو صاحب خان کے پاس بھیجکر
تاکید کی کہ اُسے دلاسا دیکر درگاہ عرش اشتباہ میں روانہ کرو صاحب خان جاہل عقل و دست استقلال سے
چھوڑ کر جنگ و جدل میں مارا گیا اور اس سبب سے کہ مردم حضور اس معنی سے راضی تھے مضمون
عریضہ کا اس ڈھب سے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ وہ مقام پرخاش میں ہوا اور پھر دوبارہ اس مقولہ سے
ایک حرف زبان پر جاری نہ کیا اُس کے بعد صلابت خان معاند کے بلا شرکت متکفل مہمات سلطنت ہوا چند
سال باستقلال تمام حکمرانی کی اور اس عرصہ میں محمد اکبر بادشاہ کا ایلچی بکر احمد نگر مین آیا اُسے خوش وقت اور
مقضی المرام رخصت کیا اور صلابت خان کے عہد پیشوائی مین اس مرتبہ عدل اور ضبط نے رواج پایا تھا کہ تجار
وغیرہ بفراغ تمام آمد و شد کرتے تھے اور بعد سلطان محمد بن علاء الدین حسن بہمنی کی ولایت مرہٹ میں کسی شخص نے
مثل صلابت خان کے امنیت و ضبط مرتبہ کمال نہ پہونچایا تھا خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ اور
مثل ان کے اور لوگون کو لشکر و حشم دیگر حکم کیا کہ جمیع ممالک محروسہ میں ہمیشہ رہ گشت پھرتے رہیں اور جس شخص
پر چوری کا اطلاق ضعف بھی ثابت اگرچہ ایک حبہ ہو بلا توقف قتل کریں اور خود بھی آبادی ملک اور باغ و
بستان اور مصابت کے احداث مین کوشش کرکے عمارات عالیہ تیار کی ازانجملہ عمارت باغ فرح بخش آثار
اُس کے سے ہے اس واسطے کہ چنگیز خان نے دراصل اس کی بنیاد ڈالی تھی اور نعمت خان بمائی نے اہتمام کرکے
۹۷۹ھ نوسو اناسی ہجری میں اتمام کو پہونچایا اور جب نظام شاہ نے اس باغ کی سیر کے واسطے تشریف ارزانی
فرمائی وہ عمارت اُس کی طبع مشکل پسند کے پسند نہ پڑی نعمت خان کو اس عمارت کی وارفتگی سے معزول کیا

اور صلابت خان کو بجاے اس کے منصوب کر کے فرمایا کہ اس عمارت مین اگرچہ زر خطیر صرف ہوا ہی لیکن مسمار کر کے اور نقشہ دیگر طرح سے بنا کرے جب وہ باغ تیار ہوا شاہ احمد مرتضیٰ خان انجو نے یہ تاریخ اُس کی صفت مین کہی **تاریخ** ارباب نشاط راخبر کن شاہا ٭ بر باغ فرح بخش گذر کن شاہا ٭ نعمت خان را ز بہر تاریخ بنا ٭ از باغ فرح بخش بدر کن شاہا ٭ اور یہ امر بھی خلائق کے درمیان مین مشہور ہی کہ صلابت خان کے عہد وارو غگی مین پانچ لاکھ درخت انبہ اور املی کے اُس کے لگائے ہوئے مدت دراز تک رہے اور باعث ذکر خیر ہوئے اور جملہ توقیعات صلابت خان سے تربیت ملا ملک قمی اور ملا ظہوری ہی اُن کے قدوم کو گرامی رکھکر وظائف اور انعامات لائق سے مخصوص کیا اور جب عمارت فرح بخش دوبارہ سنہ ۹۹۱ھ نو سو اکیانوے ہجری مین تیار ہوئی صلابت خان نے اس باغ مین شادی اور جشن قرار دیکر اعیان و اشراف اور شعرا کو طلب کیا اور ہر ایک سے بہ لطف و عنایت پیش آکر مسرور اور مبتہج فرمایا اور ملا ملک قمی نے ایک قصیدہ غرا اُس کی صفت مین کہا **قصیدہ**

ای تو بہشت برین این چہ شکوہ شتشان
بام ترا نہ فلک پایہ آز نرد بان
ہم یم فیض ازل با گہرت ہم نشین
کاخ تو بر خاک ریخت آب رخ کہکشان
چرخ زگر در ہت دوختہ بر تن حریر
ساختہ ترک قدر زار برے طاقت کمان
لطف تو گر در خیال بگذرد اندیشہ را
خامہ بہزاد را تاب دہد و ربتان
بسکہ زمین نقش بست وصف ترا در ضمیر
خاک دہد مردہ را زندگی جاودان
سدہ تو کعبہ وار ما من فتح و ظفر

پیشگہت شہ نشین بارگہت شہ نشان
کوس تحکم بزن بین کہ درختان سرو
ہم گل ریے صفا با اثرت توامان
سنبل بستان تو صید طرب را کند
مشتری از فتنہ ات ماند بسر طیلسان
از گہر فیض تو ابر بدست صبا
چہرہ ما فی الضمیر دیدہ بہ بیند عیان
غنچہ تصویرت ار بشگفد از ابر کلک
مید مد از جیب خاک سبزہ سنبل زبان
فیض ہوایت اگر مایہ دہد باد را
طاق تو محراب دار قبلہ پیر و جوان
بر نظر خاکیان آب شود استخوان ٭

بزم تراہشت خلد شقہ از پیش گاہ
صف زدہ از چار سوے بر صفت چاکران
سقف تو بر باد داد رفعت خرگاہ چرخ
خار گلستان تو چشم حسد را سنان
یافتہ دست قضا از گل سقفت سریر
تحفہ فرستد بہ بحر ہدیہ فرستد بکان
گر کند ابر و بلند شاہد تصویر تو
عقد کند خندہ ات در گلوئے زعفران
گر بعناصر دہد لطف تو سرمایۂ
ثقل جبلی برد از تن کوہ گران
خاک سبکروحت ار سرمہ دہد باد را

اور سنہ ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری مین علی عادل شاہ شہید ہوا اُس کا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ نو برس کے سن مین نائب مناب ہوا صلابت خان نے یہ امر نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا اور تسخیر اُس کے ممالک کی بہ سہل ترین وجہ نظام شاہ پر ظاہر کی اس واسطے نظام شاہ نے صلابت خان کو ارسال لشکر کے لیئے مامور کیا اور بہزاد الملک کو کہ غلامان چرکس سے تھا سپہ سالار کیا اور امیر الامرا سید مرتضٰے کو مع لشکر برار ہمراہ کر کے بہ عظمت و شوکت تمام عادل شاہ کی سرحد مین روانہ کیا جب یہ جماعت قلعہ شاہ ورگ کے اطراف مین پہونچی امراے عادل شاہی اُس کی مواجہہ کو روانہ ہوے اور پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر ایک مہینے کامل ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ ایستادہ کر کے فرو کش رہے آخر کو امراے عادل شاہی کو جب دریافت ہوا کہ سید مرتضٰے بہزاد الملک کی سپاہ گری سے آزردہ ہی اور کمک نکریگا افواج آراستہ کی اور ابھی کچھ ساعت باقی تھی کہ روانہ ہوے اور صبح کیوقت کہ ترشح باران تھا

اور مردم فوج نظام شاہی نہایت غفلت میں اپنے اپنے خیمہ اور پال مین پڑے سوتے تھے منزل مقصود مین پہونچکر نقارہ حربی
بجانے لگے اور بہزاد الملک نے کہ ہوا و ہوس کے موافق دیکھکر مجلس شراب آراستہ کی تھی سراسیمہ برخاست کرکے اردو سے
باہر گیا اور امرا اور سپاہ اسکے پاس فراہم ہوئے تھے کہ دشمن کی فوج اسپر تاخت لاکر جنگ میں مصروف ہوئی اور تقریباً ڈیڑھ سو
ہاتھی نامی کے لیکر بہزاد الملک کو بحال ابتر منہزم کیا اور سید مرتضی نے کہ اس سے بہت فاصلہ پر فرودکش ہوا تھا حاضر نہ ہو سکنے
کا بہانہ کرکے صلابت خان کو لکھا کہ بہزاد الملک نے جو تعجیل جنگ میں کی اور رفقا کے پہونچنے کا انتظار نہ کیا اس سبب سے
اسے چشم زخم پہونچا انشاء اللہ تعالیٰ بات احسن وجوہ سے تدارک ہوگا صلابت خان نے فرمان سپہ سالاری اس کے نام بھیجا
سید مرتضے اس امر سے خوش ہوا اور خیل وحشم کی فراہمی مین کوشش کی اس درمیان مین ابراہیم قطب شاہ جوار رحمت ایزدی
میں داخل ہوا اور اس کا فرزند محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اور ایک لشکر قطب شاہ کا بالحاح نظام شاہ کی کمک کیواسطے
اس سفر مین ہمراہ تھا سیل ہو کر متفرق ہوا اور سید مرتضے نے شاہ میر اصفہانی کو کہ قطب شاہ کا وکیل سلطنت تھا توافق
کرکے ایسا کیا کہ محمد قلی قطب شاہ کو مدد کیواسطے طلب کیا اور باتفاق قلعہ شاہ درگ کو محاصرہ کیا اور چار پانچ مہینے تک
ہر چہار طرف سے بنیاد جنگ ڈالی اور خداوند خان اور بکری خان قزلباش سلطان دلوں میں نہایت جانثاری اور
مردانگی کرکے نشان شجاعت کے فلک الافلاک پر پہونچاتے تھے۔ دار قلعہ محمد آقا ترکمان نے اعلام مانعہ بلند کرکے
قلعہ کی محافظت مین تقصیر نہ کی اور ہر چند نظام شاہ اور قطب شاہ اس سے منصب اور امارت وغیرہ کا وعدہ کرکے
چاہتے تھے کہ فریب دیویں مفید نہ پڑا اور اسنے محافظت ہوشیاری اور حفاظت حصار مین بے تقصیر کی ہمہ تن مصروف ہوا اس سبب سے
ہر روز ایک جماعت لشکر نظام شاہ اور قطب شاہ سے مقتول ہوتی تھی اور فتح میسر نہوئی اور سید مرتضی اور قطب شاہ طول
محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سے دلگیر ہو کر کہنے لگے کہ ہم بہت عبث تسخیر قلعہ مین کھینچتے ہین مناسب یہ ہے کہ بیجاپور
کی فتح میں مشغول ہوں اور جسوقت دار الملک مفتوح ہوا اور قلعوں اور شہروں کی تسخیر بسہل ترین وجہ میسر ہوگی پھر باتفاق
وہاں سے کوچ کرکے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ اس مقام میں بھی ملازمان بزرگ کے درمیان مناصب کے
سبب آپس مین نزاع تھی کوئی شخص بشکر بنگاسے کے بیج سر مین متوجہ ہوتا تھا سید مرتضے اور قطب شاہ نے بخوبی تمام اسے
محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید بیجاپور کی فتح سے مایوس ہو کر قطب شاہ نے اپنی ولایت اور سید مرتضی
اور بہزاد الملک نے نظام شاہ کی مملکت کیطرف مراجعت کی اور سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین صلابت خان نے نظام شاہ کے
حکم کے موافق قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری کو مع جماعت مردم معتبر بیجاپور کیطرف بھیجا تو عادل شاہ کی بہن کو
شہزادہ میران حسین کے واسطے خواستگاری کرے اُس وقت مین فرمان جمشید خان شیرازی کے نام صادر ہوا کہ مع
لشکر و جمعیت اپنی قاسم بیگ کے ہمراہ بیجاپور کیطرف جاوے جمشید خان نے جواب دیا میں تابع سید مرتضے کا ہون
مضمون فرمان اُسے مین سناتا ہون جو کچھ وہ فرماویگا اس پر عمل کرونگا اور سید مرتضے نے کہا کہ نظام شاہ نے مجھ سے
فرمایا ہے جب تک وہاں میرے خاص سے فرمان ہو عمل نہ کرنا چونکہ یہ برخلاف اسکا ہے متحمل نہیں ہے میں اس پر عمل نہیں کرتا اور
تجھے رخصت نہیں دیتا ہوں جمشید خان نے یہ مضمون صلابت خان کو لکھکر فساد کا سامان کیا اور یہ کلام اس نہایت
کو پہونچا کہ اسی سال سید مرتضے مع لشکر بانہایت شوکت و شان سے صلابت خان کے دفع کے ارادہ سے احمدنگر کی
طرف متوجہ ہوا لیکن اس مرتبہ ایک جماعت مردم معتبر سے درمیان مین آئی اور صلابت خان اور سید مرتضے

کے درمیان صلح و مصالحہ کرادیا سید مرتضےٰ برار کی طرف روانہ ہوا اور بعد چھ ماہ کے پھر دروازے خصومت کے
مفتوح ہوئے سید مرتضےٰ پھر دوبارہ سنہ مذکور مین صلابت خان کے دفع کے واسطے عازم و جازم ہوا اور بدون
اسکے کہ احمدنگر سے لشکر اسیر نامزد ہووے بدستور سابق لشکر برار فراہم لاکر باشوکت و ہیبت تمام احمدنگر کی سمت
متوجہ ہوا صلابت خان نے یہ سنکر بہت اُس کے علاج پر مقرر کی مرتضےٰ نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت سے باغ
فرح بخش مین لیگیا وہان تقریبات اٹھاکر عمارت بغداد کو کہ قلعہ کے اندر واقع ہے اسکی عبادت کیواسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ
قلعہ احمدنگر کیطرف تشریف نلیجاوین اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو کہ حسن و جمال سے آراستہ و شطرنج بھی خوب کھیلتی تھی
خدمت کے بہانہ قلعہ مین داخل کیا اور نظام شاہ بعد چند روز کے اُس پر فریفتہ ہوا اسے اپنی ہمبستری سے مشرف
کیا اس درمیان مین سید مرتضےٰ مع لشکر عظیم احمدنگر کے اطراف مین درآیا اور کالا چبوترہ کے قریب فروکش ہوا اور صلابتخان
نے اسکا آنا اسطرح سے نظام شاہ کے ذہن نشین کیا کہ اس سے رخصت حاصل کی اور شاہزادہ میران حسین کے ہمراہ
رکاب سید مرتضےٰ کے مقاتلہ کیواسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضیٰ اور خداوندخان مغلوب اور منکسر
ہوکر برار کیطرف بھاگے اور ساز و سلب اور ہاتھی اُسکے صلابت خان کے ہاتھ آئے اور صلابت خان کے تعاقب
لشکر سے انھین توقف میسر نہوا برہان پور کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گئے اور اس سال شہزادہ برہان کو بعضے
مردم فتنہ انگیز ملباس درویشان احمدنگر مین لائے اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو حالت غفلت مین پہلے قتل کرین
اس کے بعد نظام شاہ کو معزول کرکے برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت پر بٹھائین قضارا جس رات کی صبح کو یہ ارادہ
وقوع مین لایا چاہتے تھے صلابت خان نے آگاہی پائی برہان شاہ اسی لباس مین کوکن کی طرف بھاگا اور اس مقام
مین بھی توقف موجب ہلاکت سمجھکر گجرات کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گیا قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی عادل شاہ
کی بہن کو میران حسین کے عقد نکاح مین لائے اور اکبر بادشاہ نے اس سال تسخیر دکن کی عزیمت کی خان اعظم عزیز کوکا
کوکہ اس عرصہ مین مالوہ کا حاکم تھا سپہ سالار کرکے مع برہان شاہ اور سید مرتضیٰ اور تمام سرداران دکن کے اُسکے ہمراہ
کرکے ولایت نظام شاہ کی طرف روانہ کیا اور ان دنون مین چاند بی بی زوجہ عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کو دیکھنے
آئی تھی صلابت خان نے دلاورخان وکیل سلطنت عادل شاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو چاند بی بی
کے جہیز مین دیا تھا اب عادل شاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہوکر اسطرف آئی مناسب ہے کہ وہ قلعہ نظام شاہ کے
گماشتون کے سپرد کرین دلاورخان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادل شاہ کی
بہن کو مع شہزادہ میران حسین دولت آباد کی طرف بھیجا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیوے جشن و شادی
کرکے دولہن کو داماد کے سپرد کرین والا موقوف اور معطل رہے اور اس عرصہ مین خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ مین پہونچی
صلابتخان نے اس بیت پر عمل فرمایا بیت کار نہ این گنبد گردان کند * ہرچہ کند ہمت مردان کند * اُسکے دفع پر ہمت مصروف
کرکے میرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار اُن کے مقابلہ کو بھیجے میرزا محمد تقی برہانپور مین گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات
کرکے اُسکو ساتھ اپنے متفق کیا اور عزیز کوکا نے یہ سنکر شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علیخان کے پاس بھیجا تو اسے لشکر دکن کی
موافقت سے پشیمان کرکے ساتھ اکبر بادشاہ کے متفق کرے یہ امر صورت پذیر نہوا شاہ فتح اللہ نے بے نیل مقصود
عزیز کوکا کے پاس مراجعت کی اور جوان دنون مین عزیز کوکا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان منازعت

بھی میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع لشکر دکن اعلام جسارت کے بلند کر کے اکبر بادشاہ کی ولایت میں در آئے اور
ہنڈیہ کی طرف کہ مالوہ اور دکن کی سرحد ہے بمقابل عزیز کوکا کے روکش ہوئے چند روز کسی نے جنگ میں پیشقدمی اور
سبقت نہ کی آخر الامر عزیز کوکا نے صلاح صف جنگ میں نہ دیکھ کر رات کے وقت تاخت کی اور سرراہ سے ولایت برار میں
آکر بلدہ ایلچپور اور بالاپور کو غارت کیا اور جو میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان ہنڈیہ سے کوچ کر کے تعاقب کے واسطے دوڑے عزیز کوکا
کو توقف میسر ہوا اور راہ بدر بار سے ولایت مالوہ کی طرف مراجعت کی اُسوقت راجہ علیخاں برہانپور کیطرف گیا اور میرزا محمد تقی احمد نگر کی
سمت راہی ہوا اکبر بادشاہ جو متوجہ اور مہمات میں تھا اور سلاطین دکن بھی نہایت شوکت اور قوت میں تھے طرح دیگر
مہم میں ساعی ہوا اور ان صوبات میں فتحی شاہ ارباب نشاط جو دستگرفتہ صلابت خاں تھی اُسے نظام شاہ کے مزاج مبارک میں
تصرف تمام بہم پہنچایا اور چند قصبہ جاگیر پائے اور قسم جواہر اور زیور مرصع سے جو کچھ چاہتی تھی اس بادشاہ کی سرکار سے
لیتی تھی اور روز بروز قرب و منزلت اُسکی افزون ہوتی تھی یہاں تک کہ دو مالے تھے کہ رام راج کی غنائم سے تھے
اور مروارید اور یاقوت و لعل اور زمرد وغیرہ قرینہ سے آمیختہ اور منتظم تھے طلب کئے مرتضیٰ نظام شاہ نے بسبب دور
عشق اور استغنائی کے کہ ہر دو کان اُسکے نزدیک ایک جو دو نہیں رکھتا تھا صلابت خان کو حکم کیا کہ وہ دونوں مالے فتحی شاہ لولی
کے حوالہ کرے لیکن صلابت خان نے معذرت کر کے اُسکے دینے سے انکار کیا جب مبالغہ بادشاہ کا حد سے گذرا
ارکان دولت سے مشورہ کیا سبھون نے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ دو مالے اور ان مالوں کی شبیہ فتحی شاہ کو دینا
چاہیئے صلابت خان نے اُنکے کہنے پر عمل کیا اور بعد چند روز کے فتحی شاہ اس معاملے سے واقف ہو کر بادشاہ سے
عرض پیرا ہوئی کہ یہ مالے رام راج کے نہیں ہیں نظام شاہ غضبناک ہوا اور صلابت خان سے فرمایا کہ جسقدر جواہر میری
سرکار میں ہیں صندوقچوں سے برآوردہ کر کے جواہر خانہ میں فراہم کر کہ نظر ثانی اور تماشا کرون صلابتخان نے مقصد سمجھکر ان
دو تسبیح اور جواہر نفیسہ کو پوشیدہ کیا اور باقی اموال بعمدہ قرینہ اور ترتیب سے چنا نظام شاہ لوگون کو علیحدہ کر کے مع
فتحی شاہ وہاں گیا اور جب وہ تسبیح اور جواہرات قیمتی نہ دیکھا نہایت ناراض ہوا اور اپنے ہاتھ سے اس جواہرات کو
ایک جا فراہم کر کے فروش نفیسہ میں کہ وہاں موجود تھا لپیٹ کر آگ میں ڈالا اور وہاں سے برآمد ہوا اور جب ارکان دولت
اُس اشیا کی محافظت کے واسطے دوڑے فرش و فروش سوختہ کے سوا کچھ نظر نہ پڑا لیکن تمام آگ کو بجھا کر جواہر اور
زیور مرصع برآوردہ کیا موتیون کے سوا کسی چیز کو آسیب نہ پہونچا تھا اور لوگون نے اسبات کو بادشاہ کے جنون اور
دیوانگی پر گمان کیا اس تاریخ سے خلقت اُسے دیوانہ کہنے لگی اور لوگون نے نظام شاہ سے عرض کیا کہ ارکان دولت
آپکی پروہ تسبیبی سے دلگیر ہو کر چاہتے ہیں کہ آپکے فرزند شاہزادہ میران حسین کو تخت پر بٹھا دیں یہ سنکر لخت جگر کے قتل پر
عازم ہوا ہر چند کوشش کی کہ اُسے کسی طور دستیاب کر کے ہلاک کرے صلابت خان اُسے نہ دیتا تھا حیلہ حوالہ میں دفع الوقت
کرتا تھا اسی درمیان میں ابراہیم عادل شاہ دلاور خان حبشی کے صلاح و مشورہ کے باعث مع فوج جنگی نظام شاہ کی سرحد میں آیا
اور یہ پیام دیا کہ شہزادہ میران حسین کی زوجہ کو رخصت کرین تا اُسکی پالکی جو بھیجے ہیں کبھی یہی واپس پہونچیں صلابت خان نے
جواب دیا کہ جبتک قلعہ شولاپور نہ دوگے یہ مقصد حاصل نہوگا عادل شاہ صلابتخان کی سخت گوئی سے مقام خصومت میں
ہوا اور بادسہ کو محاصرہ کیا نظام شاہ یہ امر صلابت خان کی بے اعتدالی سے سمجھکر رنجیدہ ہوا اور اُس سے پوچھا کہ تو
مزدور ہے یا مستقل مختار صلابت خان نے جواب دیا کہ میں بندۂ با اخلاص ہوں نظام شاہ نے کہا میں تیری ناگرانی سے

آزردہ ہون اور قدرت تیری قید وحبس پر نہین رکھتا صلابت خان نے سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ کوئی قلعہ میرے محبس کے واسطے مقرر فرماوین تو مین خود مطوق اور مسلسل ہوکر اس مین جاکر غبار خاطر اقدس محو کرون نظام شاہ نے کہا قلعہ وندا راجپور کی طرف رجوع ہو وہ ترک سادہ فی الفور اپنے مکان پر آیا اور زنجیر اپنے پانون مین ڈال کر پالکی مین سوار ہوا اور اپنے متعلقون کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ دنداراج پور مین قید کردو اور نظام شاہ نے عہدہ وکالت پر قاسم بیگ حکیم کو اور منصب وزارت پر میر محمد تقی نظیری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادل شاہ کے ساتھ صلح کرین چنانچہ انھون نے اُس کے فرمانے پر عمل کیا یعنے عادل شاہ صلح کرکے سرحد سے پلٹ گیا اور خواہر عادل شاہ کو کہ اب تک داماد کے سپرد نہ کیا تھا جشن شادی بزرگ ترتیب دے کر میران حسین شہزادہ کے سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی سے یہ بات کہی کہ اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا غالب ہوا اسے میرے دربار مین حاضر کردیہ خوش ہوکر شکر الٰہی بجالائے اور اُسی وقت شہزادہ کو قلعہ کے اندر باپ کے پاس بھیجا ابتدا مین نہایت شفقت سے پیش آیا اور عمارت بغداد کے قریب اسے ایک حجرہ مین جگہ دی دوسرے دن اسے نہالی اور بالاپوش مین لپیٹ کر حجرہ مین آگ لگادی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جس طرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالاپوش کے درمیان سے برآمد ہوا اور جو حجرے مین دھوئین کے سبب اندھا دھند تھا آپ کو شگاف دروازہ مین پہونچاکر از روے اضطراب فریاد کی یہان تک کہ فتحی شاہ لولی خبردار ہوئی اور اس نے رحم دلی اور ترحم سے دروازہ کھولا اور میران حسین کو برآوردہ کرکے قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچایا انھون نے اسے پالکی مرصع مین بٹھاکر پوشیدہ دولت آباد کی طرف بھیجدیا نظام شاہ بعد دو تین روز کے اس حجرے مین گیا جب ہڈیان اپنے فرزند کی اس خاکستر مین نہ دیکھین فتحی شاہ لولی سے استفسار کیا اُس نے عرض کی شاید استخوان اسکے خاکستر ہوگئین ہون نظام شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور اُس پر تشدد اور تہدید نہایت کی فتحی شاہ نے کہا مین نے اسے قاسم بیگ اور میرزا تقی کے سپرد کیا ہی نظام شاہ نے قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کے دروازہ کے قریب طلب کرکے حقیقت حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کے واسطے انکار کرکے بولے ہم اس واقعہ سے خبر نہین رکھتے نظام شاہ طیش مین آیا فوراً دونون امیرون کو مقید اور محبوس کرکے مہمات سلطنت میرزا محمد صادق رودباری سے رجوع فرمائے جب اُس نے بھی شہزادہ کے قتل مین اطاعت نہ کی بعد نوروز کے اسے بھی مقید اور محبوس کیا پھر سلطان حسین سبزواری کو جس کا مولد احمد نگر تھا منصب وکالت دیکر بخطاب میرزا خان عہدۂ پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ جوار ادہ بادشاہ کا جانتا تھا فتحی شاہ اور اُس کے عزیز واقارب کو زر خطیر دے کر راضی کیا اور پوشیدہ ولاور خان کے پاس ایلچی بھیجکر پیغام کیا کہ یہ بادشاہ محض دیوانہ ہوکر چاہتا ہی کہ اپنے فرزند کو قتل کرے اگر تم میری امداد اپنے ذمہ ہمت پر مناسب اور فرض جانکر اس سرحد کی طرف متوجہ ہو ممکن ہی کہ ہم باپ کو معزول کرکے بیٹے کو تخت پر تمکن کرین ولاور خان نے یہ امر قبول کیا اور مع عادل شاہ سرحد کی طرف متوجہ ہوا میرزا خان نے بذریعہ فتحی شاہ نظام شاہ کے گوش زد کیا کہ عادل شاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے نشان عزیمت بلند کرکے بہ تعجیل تمام آتا ہی اس بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی نظام شاہ جو مقدمہ سے بیخبر رکھتا تھا تدارک اور علاج اسکا

میر جملہ سے رجوع فرمایا میر جملہ نے امرائے کبار کو اس بہانہ سے کہ عادل شاہ کی لشکرکشی انکی تحریک کے سبب سے ہے مقید کیا اور خود اپنے عزیز و اقارب کو بجائے اُنکے مقرر کرکے مع جمیعت خوب احمد نگر سے برآمد ہو کر قصبہ جالنہ کے قریب فروکش ہوا نظام شاہ میر جملہ کے مقام کرنے سے متوہم ہوا اور بسود اس اوراق یعنی محمد قاسم فرشتہ کو اس معاملہ کی تحقیق کیواسطے امرا کے پاس بھیجا جو میر جملہ اخلاص میر شہریار کی نسبت لوازمی جانتا تھا یقین کیا کہ یہ حقیقت حال دریافت کرکے راست راست بے کم و کاست بادشاہ سے معروض کریگا اس سبب سے لشکرگاہ کے جانے سے اضطراب میں پڑا و فتحی شاہ سے کہا اگر تو حکم حاصل کرے سکے میں لشکر میں جاکر امراکو منگ دشمن کی ترغیب تحریص کرنا نہایت شفقت و مرحمت ہوگی اور اُسکے لشکر ایس بارہ ہزار ہوں اتفاق تھا سے صرف رزم کیواسطے دیگر بارہ ہزار کامی شاہ سے جو مین نام بارہ ہزار ہوسکا سا و نظام شاہ سے عرض کرکے ایک حکمنامہ بخط خاص حاصل کیا کہ میر جملہ خود لشکر میں جاکر دشمن کے مدافعہ میں قیام کرے وہ اس امر سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوا اور بلا توقف بارہ ہزار ہوں فتحی شاہ کے تفویض کیئے اسوقت تک یہ مولف لشکر میں تھا کہ میر جملہ بطور بلا اجازت وہاں آیا جو راز اسکا فاش ہوگیا تھا اور خاص و عام اسکے ارادہ پر مطلع تھے اس امر کا عازم ہوا کہ مولف کو محبوس اور مقید کرے تو امرا اُردوے بادشاہ کے موقف عرض میں نہ پہونچے اس درمیان میں ایک دوست نے مجھے اس سانحہ سے آگاہ کیا میں گھوڑے پر سوار ہو کر قریب شام اُردوے میں آگیا میر جملہ واقف ہوا اور ایک جماعت کثیر میرے تعاقب کیواسطے نامزد کی جنہوں نے مشعل اور لالٹین وغیرہ خاموش کر دی تھین اور انھوں نے برعکس اسکے روش کی تھین میں سب اُنکے تعاقب سے بچکر بترتیب بہانہ بفقیر قریب صبح نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچا سرا پردہ کے پیچھے سے میں نے میر جملہ کا قصد و ارادہ بتفصیل تمام معروض کیا فتحی شاہ جو کہ میر جملہ سے شناسی رکھتی تھی معترض ہو کر بولی کہ تو جھوٹ کہتا ہے میر جملہ سے جو رنجوری کبھی ہوگی میں نے جواب دیا کہ مجھے اور میر جملہ سے کسی طرح کی عداوت نہیں ہے کہ میں نے اُسکے حق میں تہمت کی ہے جو میں نے سنا تھا وہ اپنے صاحب سے عرض کیا امید ہے کہ جلد صدق و کذب سراسر پیدا و ظاہر ہووے یہ حرف و حکایات ابھی حصول ہو رہی تھی کہ اسی وقت مخبروں نے یہ خبر پہونچائی کہ میر جملہ مع جمیع امرا دولت آباد کیطرف گیا ہے کہ میران حسین شہزادہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اسے بادشاہ بناکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہووے نظام شاہ دریائے حیرت میں پڑا اسوقت سے تدبیر پوچھی میں نے گذارش کی کہ علاج اس علت کا دو طرح پر متصور ہے اول یہ کہ آپ پس پردہ سے برآمد ہو کر سوار ہو دیں اور مع ان دو تین ہزار سلحداران خاصہ خیل جو ہمراہ رکاب ہمایوں ہیں دشمن کیطرف تاخت کرکے میر جملہ کے سد راہ ہوں کہ یہ مجموعہ اس غرض کے جمیع امرا اور سپاہ میر جملہ کی ترک رفاقت کرکے ہمیشہ حضرت کے سایہ میں فراہم ہونگے نظام شاہ نے کہا کل اسکے چند روز ہوئے کہ ملازمان خواجہ سرا کھانا میرے واسطے لایا اُس کے کھاتے ہی میری طبیعت برہم ہوئی اور شکم میں درد پیدا ہوا آخرش اسہال دموی شروع ہوئے اتک میرے احشا میں درد ہے اور قدرت سواری کی نہیں رکھتا گمان میرا یہ ہے کہ میر جملہ نے خواجہ سرا کو موافق کرکے کھانا زہر آلود کیا تھا میں نے عرض کی کہ دوسرا علاج یہ ہے کہ فرمان مشعر استخلاص جمال خان قلعہدار لاج پوری میں لکھکر تعمیل اسکو اور بھی دوسرے آدمیوں کو کہ قلعہ میں محبوس ہیں طلب کریں اور خود بھی بدولت و سعادت پالکی میں سوار ہو کر بہانہ شکار جنیر کیطرف کہ جمال خاں کے سر راہ ہے تشریف لیجاویں کہ جمال خاں کو مالوسی میں مشرف ہوتے ہی تمام خیل و حشم شہزادہ

اور میرزا خان سے جدا ہوکر عالم پناہ کی ملازمت مین حاضر ہوسنگے بادشاہ نے فوراً فرمان صلابت خان اور قاسم بیگ
اور میرزا محمد تقی اور حکیم مصری کے طلب مین ترقیم فرمایا اور بصحابت قاصدان تیز رفتار کے روانہ کیا اور نجومی بھی ساعت
نیک اختیار کرکے سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ فتحی شاہ لولی نمکحرام نے سر اُسکے پانون پر رکھکر ہاے ہاے کرکے رونا
شروع کیا اور کہا کہ بمجرد روانگی قلعہ احمد نگر سے یہ آدمی خاصہ خیل کہ حاضر ہین اپنے حق خدمت ادا کرنے کیواسطے
آپ کو شہزادہ کے پاس لیجاوینگے نظام شاہ نے یقین کرکے فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت مین
اشتغال رکھتا تھا اُسدن حضور اقدس مین طلب کرکے بمکالمہ شریف سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی ہیکل گندم گون
اور فراخ چشم بلند اندام اور باشوکت وصلابت تھا اور زبان فارسی مین خوب مہارت رکھتا تھا فقیر سے فرمایا فتحی شاہ ایسا
ایسا کہتی ہین بہتر یہ ہے کہ اس قلعہ مین رہ کر صلابت خان کا انتظار کرون فقیر جو چارہ نرکھتا تھا آنحضرت کے مزاج اور مرضی
کے موافق گفتگو کرکے راضی بقضاے آلہی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی جمیع مردم سوار و پیادہ کہ اُس کے
پاس باقی رہے تھے مایوس ہوکر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوے اور میرزا خان صلابت خان کے پہونچنے
کے خوف سے دو منزلہ راہ طی کرکے بتعجیل تمام تر شاہزادہ کو احمد نگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ نے
ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرکے صلابت خان کے پہونچنے تک محافظت کرے لیکن جب صغیر و کبیر اعلیٰ و ادنیٰ
قلعہ سے برآمد ہوکر شاہزادہ سے ملحق ہوئے اور سواے فتحی شاہ اور اُسکے پرستار سبزہ نام اور تین چار پردہ دار کے
کوئی قلعہ مین نرہا مسوداس اوراق نے ہاتھ مدافعہ سے کوتاہ کرکے سکوت اختیار کیا اس درمیان مین شاہزادہ اور میرزا خان
تیس چالیس آدمی اوباش سے قلعہ مین داخل ہوے اور تلوارین میانسے کھینچکر عمارت بغداد مین کہ مسکن نظام شاہ تھا
در آے اور جو سامنے آتا تھا اُسے زندہ نچھوڑتے تھے شاہزادہ نے بندہ کو پہچانا اور پاس ہم مکتبی کا کرکے میرے
قتل کا مانع ہوا اور مجھے اپنے ہمراہ عمارت بغداد مین لیجاکر قولاً و فعلاً ہر ایک بدزبانی کہ عالم مین متصور ہے اپنے باپ کی
نسبت بجالایا نظام شاہ سکوت اختیار کرکے اُسکی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کرکے اس کے شکم
پر رکھی بولا کیا کہتا ہے اس تلوار کا پیلا ایسا تیرے پیٹ پر مارون کہ پشت کی ہڈیان توڑکر نکلجاوے نظام شاہ آہ سرد
کھینچکر بہ طیش تمام بولا اے مردود حق اور عاق پدر تیرا باپ دو تین روز کا مہمان ہے اگر باپ کے حال پر ترحم کرے مروت
ہوگی والا تجھے اختیار ہے شہزادہ نے جب تقریر دلپذیر سنی حرکات ناخوش ترک کرکے عمارت بغداد مین نازل ہوا اور
باوجود اس کے کہ باپ اس کا مرض الموت مین گرفتار تھا میرزا خان کی ہدایت سے صبر نکرکے حکم کیا کہ اسے حمام
مین لیجاکر دروازہ اور روزن اُسکے مسدود کرین اور اُس کے آتش خانہ مین آگ شدت سے جلاکر جمیع منفذ بند
کرین اور اُسے پانی ندیوین تاکہ وہ حالت تشنگی مین تڑپ تڑپ کر جان جان آفرین کو تسلیم کرے جب یہ سانحہ عمل مین
آیا آنحضرت رجب کی اُٹھاروین تاریخ سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوے اور علما اور
فضلا مذہب امامیہ یعنے شیعونکے طریق پر اُسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے اور برسم امانت صندوق مین رکھکر روضہ باغ
مین مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نے اُس کے استخوان برآوردہ کرکے کربلاے معلے بھیجے اور اُسکے باپ دادا
کے پہلو مین دفن کیا اور مرتضےٰ نظام شاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس اور پانچ مہینے تھی مرثیہ ورد اکہ اساس
چرخ را نیست قرار ٭ از دائرہ زمانہ دور است مدار ٭ زنہار امان ز دہر امید مدار ٭ گر تیغ ستم کشد نیا بد زنہار

تذکرہ میران حسین بن مرتضیٰ نظام شاہ کی سلطنت اور اُسکے واقعات پرشور وشین کا

جب میران حسین نے میرزا خان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حمام میں قید کر کے ہلاک کیا اور احمد نگر کے تخت پر
متمکن ہوا اور میرزا خان کو صاحب اختیار کیا میرزا خان نے چاہا کہ دلاور خان کی تقلید کر کے میران حسین کو کہ طفل
دو سالہ ہی گھر میں بٹھا کر خود متصدی جمیع مہمات ہووے لیکن چونکہ میران حسین شوخ طبیعت اور اطلاف پیشہ اور
بے اعتدال اور بادہ پرور اندیش تھا یہ صورت وقوع میں نہ آئی ہر روز سوار ہوتا تھا اور ایک جماعت اوباش زادگان اور
اپنے ہمسایگان کو منصب امارت دیکر مقرب کیا اور رات دن لہو و لعب میں بسر کرتا تھا اور راتوں کو جماعت اراذل و اوباش
ہمراہ لیکر احمد نگر کے کوچہ و بازار میں پھرتا تھا اور حالت مستی میں جو شخص اُسکے سامنے آتا تھا تیر و تفنگ سے اسے ناحق قتل
کرتا تھا اس درمیان میں بعضے مقربان نے میران حسین کے گوش زد کیا کہ میرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضیٰ نظام شاہ
کو قلعہ سے طلب کر کے اپنے مکان میں پوشیدہ کیا ہے تا وقت فرصت تجھے معزول کر کے اُسے منصوب کرے
میران حسین یہ سنکر خائف ہوا اور میرزا خان کو موکلوں کے سپرد کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط ہے
پھر میرزا خان کو معزز اور معتبر کر کے پایہ اُسکے مرتبہ کا بلند کیا میرزا خان نے شبہ دفع کرنے کے واسطے میران حسین کی
خدمت میں عرض کی کہ جو وارثان مملکت سو جب فتنہ و فساد ہیں صلاح دولت اس میں ہے کہ شاہ قاسم مع آل و اولاد قتل
کئے جاویں میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور فرمان ان لوگوں کے قتل کا جاری فرمایا یہاں تک کہ اپنے اعمام اور اُنکی
اولاد ذکور کو کہ پندرہ مرد تھے ایک روز میں سب کو تیغ بیدریغ سے نیست و نابود کیا اور جب میرزا خان کا استقلال اور
غلبہ حد سے گذرا انکس خان اور طاہر خان کہ برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی میران حسین کے ہوتے تھے حالت
مستی اور ہوشیاری میں شکایت میرزا خان کی کرتے تھے اور میران حسین اس سے بدتر ہو کر کبھی کہتا تھا کہ اُسے دستیاب
کر کے فلانی تلوار سے اُسکی گردن مارونگا اور کبھی کہتا تھا کہ فلاں فیل مست کے زیر پا اُسے ڈالونگا اور یہ خبر میرزا خان کو ہوئی اس
نے بوطبع دنیوی دل حشمت جاہ سے نہ اٹھا سکتا تھا اور اپنے تئیں بادشاہ بے باج و تخت تصور کیے ہوئے تھا علاج
اسکا میران حسین کے قلع و قمع میں تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کر کے جمادی الاول کی بارھویں تاریخ
سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے ہجری میں بحیلۂ ضیافت انکس خان کے مکان پر گیا تو اسکا کام تمام کرے میرزا خان بیماری کا حیلہ کر کے
عذر خواہ ہوا اور آقا میر شیرازی کو کہ اسکے اعوان سے تھا اور میران حسین اسکو اپنے مخلصان سے معلوم کرتا تھا اسے
انکس خان کے مکان پر بھیجا آقا میر اسوقت وہاں پہونچا کہ میران حسین طعام تناول فرما چکا تھا انکس خان نے اُسکے واسطے
کھانا علیحدہ حاضر کیا اس میں قدرے تناول کیا اور مضطرب سے میرزا خان نے اُسے خارش کی تھی قے کرتا ہوا مجلس سے
باہر نکلا اور اپنے مکان پر گیا میرزا خان نے میران حسین کو پیغام کیا کہ آقا میر آپکے امرائے کلاں سے ہے چاہیے کہ اُسے قلعہ
احمد نگر کے باہر بھیجکر مکان خوب میں جگہ دیویں اور حکما کو اُسکے معالجہ کیواسطے مقرر فرماویں تو آپکی توجہ کی برکت سے شفا
پاوے میران حسین انکس خان کے مکان سے پلٹ کر باغ سرون قلعہ میں رونق افزا ہوا اور میرزا خان نے اسکی ملازمت میں
پہونچکر یہ عرض کی کہ میں نے ظاہر ایسا ہے آقا میر نہایت بدحال ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ اس مرض سے نجات پاوے اگر بادشاہ
اُس کے حقوق خدمت کو منظور رکھکر اسکی عیادت کو تشریف ارزانی فرماوے کمال بندہ پروری ہوگی میران حسین شراب کے

نشہ مین انجام نہ سونچا دو تین آدمی مقربون سے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور میرزا خان کے ساتھ قلعہ کیطرف روانہ ہوا اور وہان
جو میرزا خان کے اعوان و انصار کے سوا دوسرا نہ تھا دروازہ بند کرکے اُسے قید کیا اور میرزا طاہر نیشاپوری تلعولماکر
مین برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹون کے بلانے کو کہ صغیر سن تھے بھیجا تو ان مین سے جسکو مناسب جانے تخت
پر بٹھاوے میر طاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرزند کو کہ ایک کا نام ابراہیم دوسرے کا اسمٰعیل تھا احمد نگر مین
لایا میرزا خان نے بزجر و تعدی قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور میرزا صادق اور میر عزیز الدین استرآبادی اور
تمام اعیان اور افاضل غریبان کو جو اپنے اپنے مکانپر تھے اور اس معاملہ کی خبر نہ رکھتے تھے سولھوین تاریخ ماہ مذکور کو
شہر سے قلعہ مین طلب کرکے مجلس آراستہ کی اور ظہر کیوقت چھوٹے بھائی اسمٰعیل کو جو بارہ برس کا تھا تخت پر بٹھا کر مبارکباد
مین مشغول تھے کہ یکبارگی قلعہ کے باہر غوغا بلند ہوا لوگ متلاشی ہوے اور ایک جماعت کو حقیقت حال دریافت کرنے
کیواسطے بھیجا انھون نے پلٹ کر یہ اخبار پہونچائے کہ جمال خان مولد مہدوی کہ منصب داران عمدہ سے ہی مع ایک جماعت منصبداران
دکنی و حبشی سے اتفاق کرکے آیا ہی اور کہتا ہی کہ چند روز گذرے ہین ہم اپنے بادشاہ میران حسین کی زیارت سے محروم ہین اور
اُسکے حال سے خبر نہین رکھتے کہ کیونکر ہی یا اسے ہمارے پاس بھیجو یا ہمین اُسکی ملازمت کیواسطے جانے دو میرزا خان نے
نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین لیاقت و قابلیت بادشاہی کی نہین رکھتا ہی اب ہمارا اور تمھارا بادشاہ اسمٰعیل
نظام شاہ ہی سیوقت برآمد ہوکر تمھارا اسلام لیتا ہی جمال خان نے یہ سنکر زیادہ تر مقام پرخاش مین ہوکر فرمایا کہ شہر احمد نگر مین منادی
کرادو کہ اہل دکن سمجھین اور آگاہ ہو وین کہ میرزا خان اور جمیع غریبان نے قلعہ مین جمع ہوکر میران حسین شاہ کو قید کیا ہی اور
دوسرے کو بادشاہ کیا چاہتے ہین لازم کہ جمیع خاص و عام اپنے بادشاہ کی رہائی پر ہمت مقرر کرکے غریب و غریب زادون
کا تسلط اپنے سر سے دفع کرین اور نہین یقین جانین کہ بعد اس مبحث کے زن و فرزند دکنیون کے اُن کی کنیزی
اور غلامی مین گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تجرع شراب کے مست تھے جب یہ بات سنی مسلح اور مکمل ہوکر فوج فوج قلعہ
کی طرف متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت مین پانچ چھ ہزار سوار و پیادہ اور بہت بازاری وغیرہ جمال خان کے پاس
مجتمع ہوئے اور تمام حبشی قلعہ کے قریب ہجوم لاکر اُنکے شریک ہوئے اور جو دولت میرزا خان کی زوال اور انحطاط مین
تھی اور جو کچھ کہ مشیت ایزدی نے ساتھ اُنکے تعلق پکڑا تھا چاہتے تھے کہ وقوع مین آوے ابتداے حال مین
جمال خان مع بیس پچیس سوار کے جب قلعہ کے قریب آیا تھا میرزا خان نے کور مغزی اور بے عقلی سے
ایک جماعت کو اُس کے دفع شر کے واسطے نہ بھیجا اور جس وقت ہجوم عام ہوا یعنے سوار و پیادہ بے شمار اسکے پاس
مجتمع ہوے ہر ایک مردم درونی کو ایک ایک ہمیان زر سرخ دیکر اپنے خالو محمد سعید اور کشور خان کو مع ایک سو پچاس
غریب زادہ اور سات غریب اور بیس دکنی اور ایک فیل مست کے کہ غلام علی نام رکھتا تھا جمال خان کے مدافعہ
اور مقابلہ کے واسطے نامزد کیا اور کشور خان ہرچند جانتا تھا کہ اس جماعت معدودہ سے اس لشکر گران کے ساتھ
کچھ کام نکر سکونگا ناچار قلعہ سے برآمد ہوکر حملہاے مردانہ کیئے اکثر غریب زادے کام آے اور دس پندرہ آدمیون نے
کہ نہایت زخمی اور نیمجان ہوے تھے بھاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور میرزا خان کے پاس پہونچے میرزا خان نے جب
غریب زادون کو کہ اُنکی حمایت اور پشتی سے مرتکب ایسے امر خطیر کا ہوا تھا مقتول دیکھا مضطرب اور حیران ہوکر بولا کہ بلوہ
دکنیون کا میران حسین شاہ کے واسطے ہی لازم ہی کہ ہم اُسے قتل کرین تو آگ فساد کی ساکن ہووے پھر ایک غریب زادہ

نے کہ جس کا نام اسمٰعیل خان بن ذوالفقار خان تھا حکم کیا کہ حسین شاہ کا سر تن سے جدا کر کے تاج سان کرو اور برج یا قلعہ کے دروازہ پر نصب کرو جب یہ واقعہ مالمہ محل میں آیا لیسے سر اس تاجدار کا نوک نیزہ پر چڑھا کر یہ شور و خروش بلند کیا کہ اگر ہجوم اور جنگ تمہاری حسین شاہ کے واسطے ہے یہ سر اس کا تاج سان ہے دیکھ لو لازم ہے کہ اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ کی سلطنت پر راضی ہو کر اپنے مکانوں پر جاؤ کہ اسکی حمایت سے سر دار ہو گئے بعضے دکنی اور حبشی کہ جو مستعد تھے عازم مراجعت ہوئے اور جمال خان ان کے ارادہ پر واقف ہو کر مانع آیا اور کہا اگر حسین شاہ مارا گیا چاہیئے کہ اس کا بدلہ لیں انتقام لیکر باگ ہات سلطنت کی اسمٰعیل شاہ کے قبضہ اقتدار میں باہم بالاتفاق امور بادشاہی کا سرانجام کریں کیا ضرور ہے کہ غریب متصدی اس امر خطیر کے رہیں پس پھر سب جمال خان کو اپنا سوار کر کے دشمنان کے درمیان عہد و شہاک کے قلعہ کے محاصرہ میں ساعی ہوئے اور عوام الناس کی دلجمعی کے واسطے کہ مخدوم دستگیر ہو رہیں ایک جماعت کو نزدیک دروازہ برج و بارہ کے بھیج کر پیغام کیا کہ لوگ کہتے ہیں یہ سر میران حسین کا ہے اگر سر کو نیچے ڈالیں تو دکنی اور حبشی یکبارگی مایوس ہوویں اور ہاتھ جنگ سے کوتاہ کریں چنانچہ میر زا خان نے باور کر کے سر میران حسین کا قلعہ کے نیچے ڈالا اور جمال خان اور یاقوت خان حبشی اگرچہ جانتے تھے کہ یہ سر میران حسین کا ہے لیکن اخفاص کر کے بولے یہ سر اسکا نہیں ہے پھر لیے چادر میں لپیٹ کر ایک گوشہ میں پوشیدہ کیا اس درمیان میں ایک سوزگار کو علف اور پاچک دشتی اور بھوسے سے لدے ہوئے قلعہ کے آگے سے فروخت کے واسطے لیے جاتے تھے جمال خان نے فرمایا انہیں قلعہ کے متصل لیجا کر گدھے اور علف کو قلعہ کے دروازہ پر انبار کر کے آگ لگا دی جب ایسا کیا آگ دروازہ کے تختوں میں لگی دروازہ تمام جلگیا اور جو آگ کے انگارے سر راہ پڑے تھے مردم درونی اور بیرونی کی راہ آمد و شد مسدود ہوئی اور جب آدھی رات گئی اور آگ کے شعلے ساکن ہوئے اور باہر کے آدمیوں نے جا بجا قرار و آرام پکڑا میر زا خان مع جماعت اعیان و انصار مثل باقی خان اور امین الملک نیشاپوری اور حاجی تاتار اور سید محمد سمانی اور بہادر خان گیلانی اور میر طاہر علوی اور آقا میر شیروانی اور تہمارخان دکنی اور اسمٰعیل خان کرد شمشیریں غلاف سے بر آوردہ کر کے ہیئت مجموعی گھوڑوں کو مہمیز کر کے دروازہ سے بر آمد ہوا بعضے خاص شہر میں اور بعضے حوالی شہر میں مارے گئے میر زا خان جنیر کی طرف بھاگا اور چند روز تک کہیں اس کا سراغ پیدا ہوا اور دکنی اور حبشی اس شب کو قلعہ میں داخل ہوئے جس قدر کہ غریب وہاں تھے سوائے چار آدمیوں کے یعنے قاسم بیگ اور سید شریف گیلانی اور اعتماد خان شستری اور خواجہ عبدالسلام تولے کہ کھانے محفوظ میں پوشیدہ ہوئے تھے باقی کو کہ قریب تین سو مرد کے تھے تہ تیغ کیا اور جملہ مقتولاں سے میرزا تقی نظیری اور میر زا صادق اردوباری اور میر عزیز الدین استرآبادی اور ملا نجم الدین شستری ہیں اور یہ ہر ایک اس زمانہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے میرزا صادق باوصف فضل و دانشمندی خوب تھا اور شعر پاکیزہ کہتا تھا یہ چند رباعی اس کے کہ مولف کو یاد تھیں تحریر ہوئیں **رباعی** اے رہبر کاروان رہ در پہ ہیر + ... حمی آمیز + در کے تو از ہجوم خار گیاں + سے جلے سا ذست دنے پائے گریز + **ایضاً** راہم کہ رہ تم سلکی کردم صبر + اکنون خلش از خار دارد سر صبر + گر سوز میں از خلش درون شد چہ عجب + سوزندہ تراست آفتاب تہ ابر + **ایضاً** اے مصحف اقدس مقدس کیشم + من ہیکل علوی قضا اندیشم + خواہی ز زمانہ چشم رحمت نرسد + تعویذ تمام خدا کن از خویشم + **ایضاً** اے روشنی چشم رہبران بیدار + اے وصل تو مرہم درون افگار + از ہجران تو بیقرار ست دلم +

یک لحظہ کنار رخا طرم گیر قرار ؛ القصہ جب صبح صادق ہوئی غریبون کے کشتون کے پشتے نظر آئے جمال خان
مع اعوان و انصار قلعہ مین داخل ہوا اور حکم کیا کہ لاشین غریبون کی اُٹھا کر صحرا مین ڈالدو اور اُن کے متعلقون
کو کفن و دفن سے ممانعت کرو اور میران حسین شاہ مقتول کو باغ روضہ مین دفن کر کے اسمعیل نظام شاہ کو تخت
پر بٹھایا اور پھر مجدداً غریبون کے قتل اور ان کے مال کے تاراج اور عمارت جلانے اور کھودنے کے بارہ مین حکم
فرمایا لشکریان اور غارتگران نے ہاتھ ظلم کا آستین تعدی سے برآوردہ کیا وضیع و شریف اور امیر و فقیر نوکر اور سوداگر
اور مجاور اور مسافر کو بزجر و رسوائی تمام قتل کرتے تھے اور آگ اُنکے عمارت عالیہ مین لگا کر جنکا سر فرقدان پر تھا زمین سا
اور پائمال ظلم و جفا کیا اور ان کی دوشیزہ لڑکیون کو جو مہر و ماہ سے منہ چھپاتی تھین بال کھینچکر مستون کی بزم مین لائے
اور چوتھے دن میرزا خان کو جنیر کے حوالی مین گرفتار کر کے جمال خان کے حکم کے موافق گدھے پر سوار کر کے شہر کے
کوچہ و بازار مین تشہیر کیا اس کے بعد تیغ ستم سے پرزے پرزے کر کے سر بازار آویزان کیا اور جمشید خان شیرازی کو مع اسکے
بھائی سید حسین اور سید محمد کے اور اسکے فرزند سید مرتضی کے بسبب اس جرم کے کہ وہ میرزا خان کے موافق تھے قتل کر کے
انکی لاشین توپ کے منہ مین رکھکر آگ دی یہانتک کہ ہر ذرہ اُنکے اعضا کا ہر مقام مین متفرق ہو کر گرا اور سات دن تک
غریبونکا قتل عام رہا اور ایک ہزار غریب شہر و قصبات مین مقتول ہوئے مال و اسباب و ساز و سلب انکا تاراج ہوا اس
درمیان مین فرہاد خان حبشی کہ امرا کبار سے تھا اپنی جاگیر سے آیا اور اجلاف اور اوباش پر سیاست اور تہدید کر کے
فی الجملہ آتش فساد ساکن کی اور ایک جماعت قلیل غریبون کی کہ حبشیون اور دکنیونکی حمایت مین بسبب آشنائی کے کسی
گوشہ اور کنارہ مین پوشیدہ تھی اُس نے اس بلا سے نجات پائی **مثنوی** کہ دانکہ این دخمہ دیو و دد ؛ چہ تار نجہا دار داز نیک
بد ؛ چہ نیرنگ با لخیر دان باختست ؛ چہ گردن کشان را سرانداختست ؛ فلک نیست یکسان در آغوش تو ؛ ہزارش
دو رنگست بر دوش تو + مدت سلطنت میران حسین شاہ مقتول دو مہینے تین روز تھی والبقاء للملک المعبود اور کتب تواریخ
مین مسطور ہے کہ شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کیا سال اسپر خیریت سے نہ گذرا اور اسی طرح منتصر باللہ خلیفہ عباسی اپنے
باپ متوکل عباسی کے قتل مین ترکون کا شریک ہوا ایک سال زندہ نرہا اور اسیطور سے میرزا عبد اللطیف بن میرزا
الغ بیگ بن میرزا شاہ رخ بن امیر تیمور صاحبقران نے قصد پدر کر کے میرزا الغ بیگ فاضل عصر کو قتل کیا چھ ماہ
سے زیادہ بادشاہی نصیب نہوئی اور دکن مین میران حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم مین مبتلا کر کے ہلاک کیا
اس پر بھی سال نہ پلٹا لعقوبت تمام قتل ہوا **فرد** پدر کش بادشاہی رانشاید ؛ وگر شاید بجز شش مہ نپاید ؛

ذکر اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا ؛

قبل اس سے وقائع مرتضی نظام شاہ کے ضمن مین مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لہا کر مین قید
تھا اس تقریب سے کہ اس کا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہے یا دیوانہ ہوا ہے اور مہمات سلطنت مین مشغول نہین ہو سکتا
خروج کیا اور جنگ کر کے شکست پائی اور ہزیمت کھا کر اکبر شاہ کے پاس گیا اور اُس کے اسوقت مملکت دکن مین
دو بیٹے تھے ایک ابراہیم اور دوسرا اسمٰعیل لیکن ابراہیم جسکی ماں حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور صورت ظاہری سے بھی
چندان بہرہ نرکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسمٰعیل کہ اس کی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت و سیرت

میں اختصاص تمام رکھتا تھا اور صلابت خان نے دونوں کو قلعہ لہاگڑ میں قید کیا تھا جب میرزا خان بیجاپور میں
کے درپئے عزل ہوا کوئی وارث ان دو بھائیوں کے سوا مملکت نظام شاہ میں موجود نہ تھا اس واسطے انہیں
قلعہ لہاگڑ سے طلب کیا اور باوجود اس کے کہ ابراہیم بڑا بھائی تھا میرزا خان نے اسمٰعیل کو تخت حکمرانی پر تمکن کیا
اور جیسا کہ تحریر ہوا جمال خان مہدوی نے بھی اسمٰعیل کی بادشاہی قبول کی اور زمام اختیار اپنے قبضہ قدرت میں لایا
اور بہت پرورش مہدویہ پر مصروف رکھی اور اسمٰعیل کو کہ کمسن تھا اپنے طریق پر لایا اور طریقۂ اثنا عشریہ برطرف کیا واضح ہو کہ
مہدوی کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص جس کا مذہب سید محمد نام نے ہندوستان میں آخر سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری میں
دعویٰ کیا کہ میں مہدی موعود بلسان شرع ہوں اور جتنے آثار و علامات کہ مہدی آخر الزمان علیہ السلام میں قرار پائے
ہیں اس میں تھے اس کے قول کی تصدیق کی آسے راقم اس اوراق کا محمد قاسم فرشتہ اس سے ساکت ہو کر سررشتہ
مطلب کا دستیاب کر کے یہ کہتا ہے کہ تھوڑے عرصہ میں اطراف و جوانب ہندوستان سے ایک گروہ مہدویہ
فراہم ہو کر اسمٰعیل نظام شاہ کے فدوی ہوئے اور جمال خان کو اپنا خلیفہ جانکر اکثر شجاعت اور جان نثاری
اپنی بنایان کی از انجملہ اسی اثنا میں صلابت خان نے کہ قلعہ کھرلہ سرحد برار میں محبوس تھا میران حسین شاہ
کی حسن قتل سکر خروج کیا اور امرائے برار کہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے اسکی طرف گرویدہ ہوئے
اور جمال خان کے استیصال کے واسطے احمد نگر کی سمت متوجہ ہوا اور دلاور خان نے بھی ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت
سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور بیجاپور سے روانہ ہوا جمال خان نے جماعت مہدویہ کی حمایت کے
سبب ہمت ان ہر دو امور صعب میں مصروف رکھی اول اسمٰعیل نظام شاہ کے ہمراہ رکاب صلابت خان کے مقابلہ
کو روانہ ہوا و رپٹن کے اطراف میں جنگ کر کے اسے برہان پور کیطرف بھگایا اور وہاں سے عادل شاہیہ کے استیصال
کے واسطے روانہ ہوا اور قصبہ اشتی میں فریقین کا سامنا ہوا پندرہ روز تک ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے کوئی حرب میں
حرکت اور سبقت نہ کرتا تھا پھر آخر کو رسل و رسائل درمیان میں آئے اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جمال خان پالکی زردوز میران حسین
شاہ مقتول مع ستر ہزار ہون نقد بیجاپور روانہ کرے جمال خان بعد ارسال اعطائے مبالغ مذکور احمد نگر گیا اور بروز عید
رمضان اسی سال میں باقی حرب کہ فرہاد خان کی شجاعت سے قید حیات میں تھے اور قریب تین سو مرد سے
زیادہ نہ تھے انکو پیادہ اور بدحال بیجاپور کیطرف اخراج کیا دلاور خان نے احوال انکا ابراہیم عادل شاہ سے عرض کیا
اور ان لوگوں کو اس دولت خانہ کے سلک میں منتظم کیا اور راقم حروف بھی صغر سنی میں اکیسویں تاریخ سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے
ہجری میں احمد نگر سے بیجاپور آیا اور بذریعہ دلاور خان شرف آستانہ بوسی شاہ عدالت گستر سے مشرف ہوا اور اس
کے ملازمان کے سلک میں انتظام پاکر تا یوم تحریر جاکر وہاں اس عتبہ علیہ سے ہے اور انہیں دنوں میں صلابت خان
کہ قریب ستر سال اس کی عمر سے گذر رہے تھے آثار رحلت اپنے میں مشاہدہ کر کے اسمٰعیل نظام شاہ سے
بوسیلہ جمال خان مولانا سے حاصل کر کے آسیا در برہان پور سے احمد نگر میں آیا اور مدت قلیل تک قصبہ بیکاپور میں
کہ آباد کیا ہوا اس کا تھا ساکن ہوا اور اجل طبیعی کا منتظر ہو کر اسی سال سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے ہجری میں اس کے
مع روح نے عالم قدس کیطرف پرواز کی اور ایک گنبد کہ کوہ مشرقی احمد نگر پر اپنے عہد ولایت میں تعمیر کیا تھا مدفون ہوا
اور اس کا ایک فرزند موسوم بہ تقی یادگار رہا اور ملازمت مرتضیٰ نظام شاہ میں بسر لیتا تھا اور جب عمر

جلوس سمعیل نظام شاہ تخت احمد نگر پر اکبر بادشاہ کے سمع مبارک مین پہونچی برہان شاہ کو ولایت بنگش سے
کہ ما بین سند و کابل کے ہی اور وہان جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی کہ سلطنت احمد نگر ارثاً اور
استحقاقاً تجھے پہونچتی ہی ہم نے تجھے مرحمت فرمائی جس قدر لشکر اُس ملک کی تسخیر کے واسطے درکار ہو ہمراہ لیکر
اپنے فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروث کے واسطے توجہ کر برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر سپاہ بادشاہ ہمراہ
ہوگی دکن کے آدمی متوحش ہوکر درپے تمرد و عناد ہونگے اگر حکم ہووے تنہا سرحد دکن مین جاکر وہان کے باشندونکو
اپنا مطیع اور فرمان بردار کرکے بملائمت و نرمی اس ملک موروث پر متصرف ہون بادشاہ نے یہ راے پسند کرکے
اسے دکن کیطرف رخصت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ اُسے جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی اعانت
اور امداد مین تقصیر نہ کرے برہان شاہ نے جب سرحد دکن ہنڈیہ مین مقام کیا اور زمینداران ولایت نظام شاہ
اور اس ملک کے سردارون کو قولنامے یعنی امان نامے کہ رسم دکن ہی اصدار فرمائے اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری
کی ہدایت اور دلالت کی سب اظہار اخلاص اور یکجہتی کرکے طالب قدوم ہوے برہان شاہ کندوانہ کے راستہ سے
مع چند سوار و قدرے پیادہ ولایت برار مین داخل ہوا اور جہانگیر خان حبشی جو امراے سرحد سے تھا عہد و میثاق
سے پشیمان ہوا اور اتفاق اور وفاق کو نفاق سے مبدل کرکے جنگ پر قیام کیا اور برہان شاہ منہزم ہوا
چغتائی خان لنگ کہ اس کے امراسے تھا مارا گیا برہان شاہ نے خستہ و بدحال ہنڈیہ کیطرف مراجعت کی اور رات دن
جمال خان کے دفع کے اندیشہ اور ملک موروث کے لینے کی فکر مین رہتا تھا جب ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علیخان
بمقام اعانت مین اس جناب کے ہوے ہنڈیہ سے برہان پور آنکر لشکر جمع کرنے کے درپے ہوا اور جمال خان اس ارادہ
سے مطلع ہوا طائفہ مہدویہ کو کہ قریب دس ہزار کے تھے طلب کرکے مشورہ کیا بعد قیل و قال و گفتگوے بسیار یہ تجویز کی کہ
سید امجد الملک مہدوی سپہ سالار لشکر برار کو مع امراے اس حدود کے راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے واسطے
مقرر کرین اور جمال خان مع سپاہ احمد نگر عادل شاہ کے مدافعہ کے واسطے قیام کرے پھر جمال خان اسمٰعیل شاہ کے ہمراہ
عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور قصبہ دارسنگ کے اطراف مین دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور مہدویان فدوی
کی سعی اور شجاعت کے سبب غالب آیا تین سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ دارسنگ مین تھا کہ چوتھے
دن خبر پہونچی کہ امراے برار عادل شاہ اور راجہ علی خان کی سعی اور کوشش سے برہان شاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوے
اور سرحد مین برہان پور کی اُس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر نہایت شوکت اور حشمت سے برار کی طرف روانہ ہوا
لیکن عادل شاہ نے حسب الایماے برہان شاہ اور راجہ علیخان کے جمال خان کا تعاقب کرکے امراے برکی
کو مامور کیا کہ تمام مقام مین گرد اُردوے نظام شاہ تاخت کرکے ایسا انتظام کرین کہ ایک دانہ اور آذوقہ کا اس
کے اُردو مین نہ پہونچے اس سبب سے بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کرکے برہان شاہ کے پاس گئے
اور جمال خان اعتقاد مہدویہ کے اخلاص قدیم پر کرکے سوار ہوا یہانتک کہ گھاٹ ردہنگیر پر پہونچا اور جو برہان شاہ
کے آدمیون نے اس گھاٹ کو روکا تھا دوسرے راستہ سے کہ نہایت سخت اور دشوار گذار تھا لشکر برہان کی طرف
متوجہ ہوا **ابیت** کسے راکہ دولت برافتد ز راہ ٭ براہے شتابد کہ افتد بچاہ ٭ اس راستہ مین آب کمیاب تھا اور گرمی
کی گرما گرمی سے لو چلتی تھی جمال خان اور اُسکے ہمراہیون نے نہایت محنت کھینچی رواروی منزل مین حیران ہوے

اس درمیان مین خبر ہوئی کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک ایسا مقام ہے کہ اس مین پانی بافراط تمام ہے لاچار اس طرف
متوجہ ہوا لیکن برہان شاہ اور راجہ علیخان جمالخان سے پیشتر پانی کے کنارہ پہونچکر وارد ہوئے اور جمال خان اور اسکا لشکر
کہ اس پانی کی امید پر روان و دوان ہوا تھا تشنگی سے بدحال ہو کر اُس حدود مین پہونچا باعث یہ جبر سی لاچار ہو کر اس صحرا مین
جو نشان محشر سے دیتا تھا اور خشکی اسکی داغ تشنگی کا آفتاب کے جگر پر رکھتی تھی فروکش ہوا **بیت** ز سیبے ریگ و گرد
ز آتش تر ہوائے ز دوزخ مگر تاب ترجمہ لشکر جمال خان کا سراسیمہ ہو کر لشکرگاہ کے اطراف و جوانب میں
متلاشی دوڑا ایک کوس کے فاصلہ پر ایک نخلستان دیکھا لوگ اُسطرف روانہ ہوئے اور اسقدر پانی ہاتھ آیا کہ
حیوان ناطق اور صامت کے سد رمق ہوا اور ہلاکت سے نجات پائی اور جمالخان نے اُسوقت یہ صلاح دیکھی کہ اُسی
کے دن بلکہ اسی ساعت کہ گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی سیراب ہین صفوف جنگ آراستہ کر کے آتش حرب روشن کرے اور
اُسکے اعوان و انصار بھی اس امر مین شریک ہوئے بلا توقف افواج آراستہ کر کے رجب کی تیرھوین تاریخ سنہ ۹۹۹ نہ
نوسو ننانوے ہجری مین برہان شاہ اور راجہ علیخان کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور باوصف اُسکے کہ درمیان دونون
سپاہ کے اتنا فاصلہ تھا کہ ایک نقل کو اُس سے عبور دشوار دکھائی دیتا تھا جمعیت فراوان اُس سے عبور کیا اور مہدیان
مہدوی کی اعانت کے باعث جنگ کو بازیچہ تصور کر کے اُنکے مقابل گیا اور برہان شاہ اور راجہ علیخان بلاچار ہو کر صفوف
حرب آراستہ کر کے میدان جالستان کیطرف روانہ ہوئے اور فریقین کے درمیان لوازم حرب وقوع مین آئے موج
ملکی تلوار چلنے لگی مہدویون نے افواج عظیم بہت قتل اور مغرق کی قریب تھا کہ غالب ہووین قضا ایک گولی بندوق
کی برہان شاہ کے لشکر سے آ کر جمال خان کی پیشانی پر لگی وہ جانکہ زین سے زمین پر آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن
سے ترپ کر پرواز کر گیا اور یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اور بھی امرا نے توقف مین
صلاح نہ دیکھی اسمٰعیل نظام شاہ کے ہمراہ راہ فرار پائی اور امرائے برہان شاہ نے انکا پیچھا کیا اور یاقوت خان اور خداوند خان
کے سر پر پہونچکر اُن پر غالب آئے اور سر اُنکے تن سے جدا کئے سہیل خان نے حال مشاہدہ کر کے اسمٰعیل نظام شاہ کو ایک
قصبہ مین جو نزدیک تھا لیکر کیطرف فرار ہو گیا اور امرائے برہان شاہ نے اسمٰعیل نظام شاہ کو دستیاب کر کے سہیل خان سے
قطع نظر کی اور اسے باپ کی ملازمت مین پہونچایا برہان شاہ نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بعد اسکے راجہ علیخان کو کہ اُس
یورش مین امداد و اعانت بے تقصیر کی تھی چند گھوڑے اور ہاتھی پیشکش کر کے رخصت کیا اور خود احمدنگر کی طرف
مراجعت کی محمد شریف کربلائی نے بطریق تعمیہ تاریخ اس فتح کی یون کہی **مصرع** بگو مروج مذہب سر
جمال گرمت ہے جس وقت کہ مروج مذہب سر جمال کو کہ جیم ہے لیوے تاریخ فتح بر آمد ہووے اور مدت سلطنت ۹۹۶
اسمٰعیل نظام شاہ کی دو سال تھی ۔ ۹۹۹

ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کی سلطنت کا

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں قلعہ لوہاگڑھ مین قید تھا اور بیگار لائق اوقات شریف
زراعت تمام بسر کرتا تھا اور یون مین صاحب خان نے سر بے اعتدالی سے اُٹھایا اور امرا اور سپاہ مرتضیٰ نظام شاہ
کے اوضاع سے متنفر ہوئے اور جس وقت کہ نظام شاہ صاحب خان کے دنبال بیدر کیطرف گیا تھا اس جماعت نے

فرصت پاکر برہان شاہ کو عرائض اس مضمون کے تحریر کئے تھے کہ آپکا بھائی دیوانگی کے سبب بادشاہی کے قابل نہین ہی اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائین ہم سرحلقہ فرمان مین لاکر مخلصان یکجہت سے ہونگے برہان شاہ نے حاکم قلعہ کو موافق کرکے خروج کیا اور پانچ چھ ہزار سوار جنبر مین اُسکے شریک ہوئے اور چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا جب یہ خبر حوالی بیڈر مین نظام شاہ کے گوش زد ہوئی بتعجیل تمام احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ سے مع تین سو آدمی اس قلعہ مین پہونچا اور اُسیدن عصر کیوقت عوام الناس کے دفع مظنہ کے واسطے جو کہتے تھے کہ نظام شاہ زندہ نہین ہی پس پردہ سے برآمد ہوکر ہاتھی پر سوار ہوا اور شہر مین داخل ہوا جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کی بازار مین پہونچا خواجہ زین سمنانی اُسکے قریب دوکان کہ وہ مرد ہنرمند اور وجیہ تھا اور ادویہ فروشی اُسکا کام تھا ہاتھی کو ایستادہ کرکے اُس سے پوچھا کیا بیچتا ہی اُس نے جواب دیا کہ قسم معاجین اور ادویہ اور اشربہ یعنے پینے کی چیزون سے جو شی درکار ہو حاضر ہی نظام شاہ نے کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ بخشے تیرے پاس موجود ہی بولا ہان سب قسم کے اجزائے جلاب موجود ہین نظام شاہ نے فرمایا مین اپنے تئین دیوانہ نہین جانتا کسواسطے کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین ہوکر رہنا چاہتا ہون بادشاہی کرونمیرا بھائی بے تقریب آپکو خرخشہ مین گرفتار کرکے لشکر کشی مجھ پر کرتا ہی خواجہ زین نے عرض کی خود بدولت وسعادت تخت سلطنت پر متمکن رہین مہات سلطنت خوب ترین وجہ سے جاری ہوتے رہینگے برہان شاہ خود دیوانہ ہی کہ باوجود کمال فراغت ایسے بھائی مشفق و مہربان پر خروج کرتا ہی اور اس نعمت کی قدر نہین جانتا ہی نظام شاہ اس بات سے خوش ہوا اور تھیلی ایک ہزار روپیون کی اسے عنایت فرمائی اور وہان سے معاودت کی اور باوصف اسکے کہ بعد آٹھ برس کے آدمیون کے درمیان آیا تھا اکثر اپنے ملازمین اور شاگرد پیشہ کو پہچان کر اُن سے ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کے بازارون کی سیر کرکے قلعہ مین گیا اور دوسرے دن کی صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت مین پہونچکر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کے سوار ہونے کی خبر نے انتشار پایا تھا اکثر لوگ جو کہ برہان شاہ کے شریک ہوے تھے ترک رفاقت کرکے احمد نگر کی طرف راہی ہوئے اور ظہر کیوقت نظام شاہ بطریق روزہائے سابق ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اُس کے چتر کے سایہ مین فراہم ہوئے اور کالا چبوترہ کے قریب ایستادہ ہوا اور صلابت خان کو سپہ سالار کرکے مع توپخانہ اور فیلان نامی اُسکے سر پر نامزد کیا اور ہشت بہشت کی حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھاکر بیجاپور کی طرف فرار ہوا اور بعد دو برس کے برہان شاہ بطلب بعضے امرا بلباس درویشان احمد نگر مین آیا اور اعوان و انصار کو مقرر کیا کہ جس روز صلابت خان دیوان خانہ مین بیٹھکر اپنی مہمات مین مشغول ہووے مع پانسو بہادران یکدل ویکزبان تاخت کرکے اُسے قتل کرین اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو ایک قلعہ مین قید کرکے خود امور سلطنت کا متکفل اور متصدی ہووے اتفاقاً جو وقت موعودہ نہ پہونچا تھا صلابت خان واقف ہوا اور ایک جماعت کو کہ برہان شاہ کے اتفاق اور یکجہتی مین مشہور تھی بشدائد تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش مین ہوا برہان شاہ جو فقیری لباس مین تھا دن کو کسی جگہ اور شب کو کسی مقام مین رہتا تھا دستیاب نہوا مفرور ہوکر قطب الدین خان محمد غزنوی کے پاس کہ گجرات مین رہتا تھا گیا اور بعد چند روز کے اکبر بادشاہ کے خدمت مین پہونچا اور آغاز مین بہ منصب سہصدی سرفراز ہوا اور جس وقت کہ خان اعظم کوکا دکن کی طرف نامزد ہوا منصب ہزاری پر اختصاص پایا اور جو خان اعظم

سے ملک پٹنک غارت کر کے حصول مقصد مراجعت کی برہان شاہ نے ہمراہ صادق محمد خاں افغان امین
آب سیلاب اور کابل کے تعین ہو کر ولایت سنگش سے جاگیر پائی اور جب اُس کا بیٹا احمد نگر میں بادشاہ ہوا اکبر شاہ
نے اسے سنگش سے طلب کر کے دکن بھیجا جیسا کہ احوال اُس کا سابق میں مذکور ہوا القصہ اس طلب
شیئاً وعدہ موعدہ آخر میں صاحب تخت و تاج ہوا اور مذہب مہدویہ کو کہ اُن دنوں اُس کے بیٹے کے عہد میں رواج
پایا تھا، منع کیا اور حکم کیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اُسے زندہ نہ چھوڑیں اور مال و اسباب انکا غارت کریں اس واسطے
تھوڑے زمانہ میں اُن کا اثر باقی رہا اور روش سابق مسدود ہوا اور بازاروں میں خطبہ اثنا عشریہ نے رب و زینت پائی
اور مذہب اثنا عشریہ نے رواج تمام پیدا کیا اُس دولتخانہ کے غریب جو میرزا خاں کی شامت کے باعث سے جلا وطن
ہوئے تھے احمد نگر کی طرف آئے پھر وہ ملک و جاہ و گاہ ارباب کمال ہوا اور دلاور خاں حبشی جو ابراہیم عادل شاہ کے
خوف قہر سے شہر محمد آباد بیدر کی طرف بھاگ گیا تھا اکثر دکنیوں کے روانہ ہوا اور ساتھ جاگیر لائق اور الطاف شاہانہ کے مخصوص
ہوا لیکن یہ امر عادل شاہ کے مزاج کے موافق نہ آیا برہان شاہ کو پیغام دیا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی مقتضی اسکی
ہے کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہیں اور نیکی و بدی میں شریک ہو کر بیگانگی کو راہ نہ دیں چنانچہ اثر
سے تعجب ہے کہ اس دولتخانہ کے غلام نمک حرام کو اپنی سرکار اشرف میں راہ دیکر ایسا مقرب درگاہ کیا ہے چاہیے کہ حق ملازمی
اور شیوۂ حق گذاری کو منظور رکھکر دوستوں کے پاس خاطر میں کوشش کریں اور اس امر کو موجب دولت دوام
جانکر ایسا کام اختیار کریں کہ ہماری خوشنودی کا مستلزم ہووے برہان شاہ اس پیغام سے پریشان اور آزردہ
ہوا اور حالت اضطرار میں صبر نہ کیا اور باہمی بنیاد دوستی کو مستحکم نہ پاتا تھا اور دوست کو دشمن سے جدا نہ کیا تھا کہ اس
پیغام کے درجواب باتیں وحشت آمیز اور فتنہ انگیز زبان پر جاری کیں اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ
عادل شاہ درپے عداوت ہو کر اظہار خصومت میں ساعی ہوا اور ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام کیا کہ تین
سو زنجیر فیل جو دلاور خاں کی خامی اور نادانی سے سرکار نظام شاہیہ میں منتقل ہوئے ہیں دوستی کی رعایت کر کے
اس طرف روانہ کریں اور تعامل و تامل میں نقصان عظیم تصور کر کے عاقبت کی وخامت سے اندیشہ کریں
برہان شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ ہوا اور احضار لشکر کا حکم دیا باوجود اس کے کہ امرا نظام رنجش و
نفاق میں تھے اور انکی سلطنت سے بار ہیں تھے بسبیل استعجال اور کوچ متواتر عادل شاہ کی ولایت میں آیا
لیکن عادل شاہ نے اسے کچھ خیال میں نہ لاکر بیجاپور سے نہضت نہ فرمائی برہان شاہ منگلبیرہ کی طرف آب بھیورہ کے کنارہ پہونچا
وہاں سے قدم آگے بڑھانے میں صلاح دولت نہ دیکھی اور بمشورہ دلاور خاں اور بعضے مقربان کے اس مقام میں دائرہ
کر کے یہ تجویز کی کہ مہرہ کو سکے اُس پار قلعہ جات کے ولایت عادل شاہ پر وہانتک متصرف ہوویں اور وہ قلعہ
درمیان انکے سرحد ہووے اُس کے بعد بتدریج شولاپور اور شاہ درک کو بھی مسخر اور مفتوح کریں پھر ساعت نیک
اختیار کر کے ایک جماعت اعیان کو عین شدت تابستان میں مع ہمرسداں جانک دست آب بھیورہ سے کہ پایاب
تھا اس پار اتارا اور اس مقام میں کہ جہاں نشان قلعہ قدیم الایام کا تھا اور بمدت مدید گذرنے سے منہدم اور مسمار ہو گیا
تھا پایا اُس کے پایہ پر رکھکر قلعہ کی تعمیل تمام انجام کو پہونچایا اور جیسا کہ مذکور ہوا مصلحت کے سبب سے بیجاپور
سے لشکر اُس کے مدافعہ کے واسطے نامزد نہوا یہ بخاطر جمع اپنے کام میں مشغول رہے اور جب موسم

برسات قریب آیا اور دغدغہ اس امر کا ہوا کہ ایسا نہو پانی نہر بیورہ کا چڑھکر درمیان قلعہ اور لشکر برہان شاہ کے حائل ہووے اور مردم عادل شاہی بجبر و قہر متصرف ہووین اس واسطے قلعہ نا تمام پر دروازے نصب کرکے توپ اور گردے وغیرہ جابجا برج و بارہ پر چڑھادیے الغرض عین موسم برسات مین بصرف نقود وفراوان اُس کے اتمام مین ساعی ہوئے اس عرصہ مین دلاور خان بسبب اس خیال کے کہ عادل شاہ عہدہ برا نہو سکے گا اور محتاج مثل میرے دانشمند کا ہوجاہا کہ امان نامہ جسے دکنی قولنامہ کہتے ہین عادل شاہ سے لیکر بیجاپور کیطرف جاوے اور پھر بدستور سابق زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لاوے عادل شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا قولنامہ بھیجا ہرچند برہان شاہ نے اُسے جانے سے منع کیا فائدہ نہ بخشا بیجاپور کی سمت متوجہ ہوا لیکن بمجرد پہونچنے کے اپنی سزا کو پہونچکر مقید اور محبوس ہوا اُس وقت عادل شاہ نے بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع بسیاری امرا لشکر برہان شاہ کے دفع مزاحمت کے واسطے نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ نہوے امرائے بر کی نے کہ پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے جریدہ آب بیورہ سے عبور کیا اور لشکر نظام شاہ کے حوالی تک تاخت کرکے آسائش اور آرام اُنکے درمیان سے اٹھادیا جب یہ لوگ آب بیورہ سے اترکر مزاحمت تمام اردوے برہان شاہ مین پہونچانے لگے برہان شاہ اس جماعت کی جرأت اور بیباکی سے پریشان ہوا اور جو اپنے امرا کے اخلاص پر اعتماد رکھتا تھا غور رات کیوقت اُنکے فرودگاہ پر کہ ندی بیورہ کے ساحل پر تھا تاخت کرکے قریب صبح اُنکے حوالی مین پہونچا اور انھون نے دور سے سیاہہ فوج دیکھا جو کہ نہر مذکور پایاب تھی اُن لوگون نے فوراً پانی سے عبور کیا اور باتفاق رومی خان و الیاس خان و دیگر امرا افواج مسلح اور مکمل کرکے اُسطرف بقصد مقابلہ اور مقاتلہ صفوف آراستہ کرکے کھڑے ہوے قضارا اُسیوقت سیل عظیم آئی عبور برہان شاہ پر دشوار ہوا پھر اس پار سے چند کار توس توپ کلان کے افواج عادل شاہ پر فیر کیے جب سمجھا کہ عبث ہے اپنے اُردو مین معاودت فرمائی اور اسیدن پھر امرائے بر کی نے آب سے عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ مین شروع کی اور اسکے بعد ایکمدت اسی نہج پر گذری اور آثار قحط ظاہر ہوے برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ مستحدث کو اسد خان ترک کے سپرد کرکے ابطال رجال سے پر کیا اور وہان سے کوچ کرکے چند منزل اپنی ولایت کیطرف جاکر مقیم ہوا تاکہ غلا و آذوقہ نظام شاہ کی ولایت سے بفراغت پہونچے اور محنت غلہ سے نجات حاصل ہووے اُسوقت رومی خان اور الیاس خان نے فرصت پاکر مع تمامی لشکر ندی بیورہ سے عبور کیا اور نظام شاہ کا پیچھا کرکے مزاحمت پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا برہان شاہ مضطر اور پریشان ہوا اور خان امیر الامرائے برار کو کہ شجاعت مین مشہور و معروف تھا مع اکثر امرا جنگ عادل شاہیہ کیواسطے مقرر فرمایا اور اُردو کے دو تین کوس کے فاصلہ پر فریقین کے درمیان حرب شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا نور خان طعن نیزہ اعتماد خان شوستری سے کہ سر لوتبیان عادل شاہ سے تھا مارا گیا شکست فاحش برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور ایک سو بچاس ہاتھی عادل شاہیہ کے تصرف مین آئے اور برہان شاہ مخذول اور منکوب ہوا امرا نے بنظر حقارت و اہانت اُسے دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اُس کے کہ امرائے معتبر سے تھے چاہا کہ اُسے بادشاہی سے معزول کرکے اسمعیل کو تخت سلطنت پر قائم کرین برہان شاہ اس ارادہ سے واقف ہوا کامل خان اور اُسکے بھائیون کو بسیاست و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سے زیادہ تر متوحش اور متنفر ہوے برہان شاہ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال مین اپنا نظیر نرکھتا تھا اور برہان شاہ

کا نہایت مقرب تھا اُسے اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کو وقت اثنائے خواب میں اسے قتل کرکے سہل کو بادشاہ
کرے یہ خبر برہان شاہ کے سمع مبارک میں پہونچی لیکن باور نہ کی یہانتک کہ رات کے وقت اتفاقاً وہ بستر خواب پر لیٹا اور
عمداً آنکھیں بند کرکے خراٹے لینے لگا یوسف خیمہ میں آیا اور ہاتھ خنجر پر رکھا برہان شاہ نے جست کرکے
اس کا ہاتھ پکڑا اور جو نہایت درجہ اُسے چاہتا تھا آپ کو نادیدہ کرکے اُسکے قتل سے درگذرا جو محمد قلی قطب شاہ
اور رامہ ملیٹان نے صحبت غلیظ دیکھی ایک جماعت مردم معتبر صاحب اعتبار مثل مصطفےٰ خان استرآبادی اور خواجہ
عبدالسلام تونی کو بیجاپور کیطرف بھیجکر برہان شاہ کے لیے طالب صلح ہوئے اور مین میں عادل شاہ نے صلح سے انکار
کیا بعد مبالغہ اور الحاح اُن دونوں بادشاہ کا عہدے گذرانا اس شرط صلح پر راضی ہوا کہ برہان شاہ نے جو طور سے اس قلعہ کو
احداث کیا ہے اپنے ہاتھ سے مسمار کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کرے خواجہ عبدالسلام اُسکا ذمہ دار ہوا اور معروض کیا
کہ اتفاق صلح اور قلعہ مسمار کرنے کو ایک معتمد درکار ہے بعضمن تو اُسکے مواجہ میں مہمات مفصل ہووین عادل شاہ نے اُسکی
التماس پر رائی شاہنواز خان استرآبادی کو کہ کچھ احوال اُس کا دل و وقائع عادل شاہیہ میں تحریر ہوا برہان شاہ کے
پاس بھیجا اور جب شاہنواز خان اردوے برہان شاہ کے قریب آیا ارکان دولت اُس کے لوازم استقبال اور اعزاز
بجا لا کر متبع اور مسرور ہوئے اور برہان شاہ نے اُس کے روبرو قلعہ منہدم کیا اور اثر اُس سے باقی رکھا پھر احمد نگر
کی طرف روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف سے شاہنواز خان کو بعزت تمام رخصت معاودت فرمائی اور خود جلدی
کرکے احمد نگر میں داخل ہوا اور سلامتی کو نعمت شگرف سمجھا اور سلسلہ ایک ہزار ایک ہجری میں عیسائیان ریکدندہ
کے دفع پر عازم جازم ہوا ایک جماعت امرا کو سردار ہول کیطرف نامزد فرمایا اور حکم کیا کہ اس پہاڑ پر جو ساحل سمندر پر واقع
ہے اور کشتیاں اُن کی وہاں سے ریکدندہ کی طرف آتی جاتی ہیں ایک قلعہ سنگین تیار کرو اور اُس کے برجوں پر توپ اور
ضرب زن وغیرہ نصب کرکے فرنگیون کی آمد و شد کے مانع ہو انھون نے حسب الایما کیا وہ قلعہ باسم کھوالہ مشہور ہوا
عیسائیوں نے مدار تردد و شت پر منحصر رکھکر جمیع سادر ہندوستان سے کہ تعلق عیسائیوں سے رکھتے تھے طالب
مدد ہوئے کیچا ایسے حکمے انہیں مدد پہونچی اور اس عرصہ میں بلاشبہ لشکر اسلام پر لائے اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کرکے
غالب ہوئے برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکنیون کے قتل ہونے سے راضی تھا لیکن حسب ظاہر اظہار
کدورت کرکے فرہاد خان اور شجاعت خان حبشی کو مع امرائے کبار دکن کہ اُن سے متعلق اور رائیس تھا اور ایک
دس ہزار سوار رکھتے اُس طرف روانہ کیا بموجب مضمون اس مصرعہ کے مصرع رہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است
اور مدین سبب کہ بندر ریولسا ہے اور وہ اس سے جو درمیان گجرات اور دکن واقع ہے افواج کمک مردم ریکدندہ کو پہنچی
تھی بہادر خان گیلانی کو سپہ سالار کرکے بالاتفاق امراے غریب ملکی وہاں اُن سادر پر نامزد کیا بہادر خان جب وہاں پہنچا
روز چہارشنبہ شوال کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور میں ایک ہزار فرنگیان جو توپ اندازی اور تسلیمی زنگیان وہ ساز ہے نے علم مخالفت بلند
کیا اور حبشیون اور دکنیون نے جو قلعہ کھوالہ مین نامرد ہوئے تھے کشش اور کوشش میں تقصیر کرکے نشان فرنگیوں کا
نگونسار کیا اور قریب ایک سو فرنگی اور دو دوسو نصرانی کے مع عزت سے قتل کرکے مظفر و منصور ہوئے جب یہ خبر فتح برہان شاہ
کو پہونچی نہایت محظوظ ہوا محفل جشن و شادی کی ترتیب کا ارشاد فرمایا اور عمارت آئینہ خانہ یعنی شیش محل میں جو برہان شاہ
نے بغداد کے پہلو میں تیار کی تھی مجلس بزم آراستہ کی اور مصاحبان ارسطو فطرت اور شعرائے نکتہ سنج عطارد فطرت

اور مطربان ناہید عشرت حاضر ہوئے اور جو وہ مجلس مشابہت بہشت جاودان کے ساتھ رکھتی تھی اس شہریار
نے قلم تکلیف وضیع وشریف سے اٹھا کر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شے کی تمنا کرے محروم بادشاہی حاضر کرین اور
ساقیان خورشید عذار شراب سرخ مجلس مین لائے اور پیش خدمتین مشتری صورت ماہ سیما نے معاجین روح پرور
اور گزک غیر مکرر جلوہ گری اور بعضے اشخاص نے کہ ہمیشہ مے نوشی کے عادی اور شراب کی آرزو دل مین رکھتے تھے
بے تکلف مے نوشی کیطرف رغبت فرمائی **بیت** عیش خلد ست درو بادہ حلال ست حلال ؛ بزم شاہ ست درو توبہ حرام ست
حرام ؛ اور بعضون نے کہ اُن مین صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیائے حلال کیطرف میل کر کے اشربہ لذیذ اور اطعمہ لطیف
تناول کیے اور مطربان باربد نوا کہ سرمایہ نشاط اور پیرایہ مجلس انبساط تھے انھون نے چنگ دعود و سرود چھیڑ کر ناہید کو بام فلک
سے اس تماشا گاہ مین بلایا اور بہ نغمہ بربط ورباب چرخ کبود رندان کو رقص مین لائے اور اہل مجلس نے اس بزم دلکشا کی تعریف مین
سخنان دلپذیر اور عبارات واستعارات مین ہمزبانی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک آسمانی مولانا قمی یہ رباعی
عراقی بدیہہ اُس محفل جنت نظیر کی تعریف مین بحر خاطر سے ساحل بیا نمین لایا **رباعی** آنے کہ جہان کرشمۂ نرگس تست ؛ گنجور
دوکون سدۂ مفلس تست ؛ آئینہ اسکندر وجام جمشید ؛ باطبع ملک دریچۂ مجلس تست ؛ اور اُسی سال ماہ ذیقعدہ مین برہان شاہ کو
خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخانان اور بیرم خان کو مع سپاہ گران ولایت مالوہ کیطرف بھیجا ہے اور شاہرخ میرزا بادشاہزادہ
اور شہباز خان کو سلطانپور اور ندربار کیطرف روانہ فرمایا ہے اور جو یہ امر شعر اس مظنہ پر تھا کہ ایسا ہو خانخانان مملکت برار کیطرف لشکرکشی
کرے اس واسطے برہان شاہ نے عماد خان کو راجہ علیخان کے پاس بھیجکر اُس سیلاب کے سد کے بارہ مین مشورہ کیا اس درمیان
مین حادثہ عظیم ولایت چیول مین واقع ہوا وہ یہ ہے کہ جب قلعہ کھوالہ تیار ہوا اور اُسکے برج وبارہ پر توپین صاعقہ آثار اور گردے
شہاب کردار نصب ہوئے فرہاد خان حبشی اور اسد خان اور تاج خان اور نصیر الملک اور دولت خان اور انی راے اور دوست علی
مولد اُس قلعہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور کسی طرف سے مدد قلعہ ریکدندہ مین نہ پہونچنے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاریٰ
بہ تنگ دعا عاجز آکر جلا وطن ہوئین کہ ناگاہ برہان شاہ اُن دنون گرفتار نفس امارہ ہوکر امردون اور عورتون کی مباشرت اور مخالطت
کا حریص ہوا اور حکم کیا کہ جس مکان مین عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق ہووے شوہردار خواہ بے شوہر ہو اُسے
شہریار کے شبستان مین حاضر کرین یہ امر خاص وعام کو ناگوار رہا برہان شاہ سے متنفر ہوئے اور جب سنا کہ شجاعت خان
حبشی کہ امراے معتبر سے تھا عورت جمیلہ رکھتا ہے اُسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اُسکے بھیجنے سے انکار کیا برہان شاہ اُس پر غضبناک ہوا اُسے
موکلون کے سپرد کیا اور اُسکی عورت کو بجبر وقہر اپنے حرم سرا مین طلب کیا اور جیسی کہ اُسکی تعریف سنی تھی اُسکے پسند طبع نہ آئی ہاتھ اُسکی طرف دراز کیا
اُسکے گھر بھیجدیا لیکن شجاعت خان نے شجاعت کو کام فرمایا یعنی خبر سنتے ہی خنجر اپنے شکم پر مار کر مرگیا اور جب یہ خبر مشتہر ہوئی فرہاد خان اور
جمیع امراے کھوالہ برہان شاہ کے اوضاع واطوار ناپسندیدہ سے دلگیر ہوئے اور محافظت قلعہ اور جنگ نصاریٰ مین مثل اول کے اہتمام
نکیا اور درپے اسکے ہوئے کہ رخصت پاکر احمد نگر کیطرف روانہ ہوکر نشان بغاوت کا بلند کر کے برہان شاہ کے دفع مین کوشش کرین اہل فرنگ اس امر کو سمجھ کر
ساٹھ غراب پر از افواج جنگی واسباب قتال وجدال جمیع بنادر سے طلب کر کے اپنے پاس ریکدندہ مین لائے اور شب تار
مین بالائے حصار کھوالہ سے عبور کر کے ریکدندہ کیطرف پہونچے جمعہ کے دن علی الصباح ذی الحجہ کی سولھوین تاریخ کو چار ہزار
فرنگی بہئیت اجتماعی اس قلعہ کیطرف متوجہ ہوئے اور تاج خان اور انی راے جو لشکر قلیل کیساتھ قلعہ کے باہر خوابکش ہوے
تھے سراسیمہ خواب سے بیدار ہوکر قلعہ کیطرف بھاگے اور فرہاد خان جو نہایت رنجیدگی سے محافظت مین مثل اول کے اہتمام نرکھتا

تھا اور دریاؤں سے تاریکی میں دروازہ آدمیوں کی آمد شد کیواسطے کھولا تھا سپاہ فرنگ نے کہ تعاقب میں مستعد ہو چکا تھا ہجوم کر کے دست
درازی کرنے کی بندی اور تاج خان اور رائی رائے کو زد و زدہ قلعہ میں لائے انکے عقب میں خود بھی داخل ہو گئے اور قتل
شروع کیا بہادر خان اور اسد خان اور تمامی آدمی قلعہ کا شور و غوغا سنکر سراسیمہ خواب صبح سے بیدار ہوئے اور باوجود اسکے
کہ فرنگیوں کے دو چند بلکہ چہار چند تھے شامت غفلت سے مدافعہ میں اُنکے مشغول ہوئے اور تمام حیران اور مبہوت ایستادہ
رہے اور فرنگیوں نے بہتیں تمام طرح مثل گوسفندان قربانی قتیل اور ذبح کیا اور ایک ساعت میں دس بارہ ہزار آدمیوں کو
شہید کیا اور قلعہ کھوالہ کو بھی مسمار اور منہدم کر کے تمام ساز و سلب پر جو قلعہ میں تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان کو کہ زخمی تھا
زندہ اسیر کیا اور باقی جمیع امرا کو اہل فرنگ نے شربت ممات چکھایا اور جب برہان شاہ نے یہ اخبار سے اس جماعت کا قتل
ہونا میں فتح سمجھا اور منتظر اتفاقات غریب ہو بیدل ہو کر مرتضیٰ خان انجو اور شیخ عبد السلام عرب اور احمد بیگ اور قزلباش خان
اور حلیمہ عرب اور دلاور بہادر اور خواجہ صادق اور بابا الٰہی وغیرہ کو منصب امارت سے مشرف کیا اور چاہا کہ انھیں بیدر ہوں کیطرف
روانہ کر کے کفار فرنگ کو مستاصل کرے کہ ناگاہ عادل شاہ کا بھائی کہ جسے قلعہ تلنگوان سے عروج کیا تھا الچی نظام شاہ کے
پاس بھیجکر طالب امداد ہوا اور درمیان دار اس امر کا ہوا کہ جب متمکن و بااستقلال ہوں تو لکھوں ہون اور دو سو ہاتھی اور قلعہ شولاپور
برہان نظام شاہ کے سپرد کر دیگا برہان نظام شاہ نے طمع آن اشیا کی کر کے اپنے دل میں کہا بہتر یہ ہے کہ پہلے اس کام کو انجام
دوں بعد اسکے ریکدنڈہ کے فرنگیوں کو مستاصل کروں یہ کہکر ماہ ربیع الاول سنہ ایک ہزار تین ہجری میں احمد نگر سے تلنگوان
کیطرف روانہ ہوا اور قلعہ پریدہ کے حوالی میں خبر قتل برادر عادل شاہ سنکر نہایت خجالت اور ندامت سے پلٹ آیا اور رنج
وقلق اور کلفتوں کے علاوہ ہوا بستر ناتوانی پر تکیہ دیا اور عادلشاہ کی فوج مدد ہی شہزادہ اسمعیل سے کہ عادل شاہ کا بھائی تھا
نہایت آزردہ ہوا اور امرائے سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ میں تاخت کر کے ہر طرح خرابی میں قصور نکریں برہان نظام
نے سکتاوڑی راجہ کرنالک سے اتفاق کر کے اُسے یہ فہمائش کی کہ تم اُسطرف سے چڑھائی کر کے قلعہ بیکاپور پر متصرف ہو
اور ہم اسطرف سے لشکر قلعہ شولاپور پر بھیجکر مفتوح اور زیرنگین کرلے ہیں راجہ کرنالک نے جب یہ امر قبول کیا برہان شاہ
جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ مذکور کو مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالار کر کے مع ملا عصمان ملدار اور شیخ عبد السلام اور تمام امرائے
عرب قریب بارہ ہزار سوار کے امرائے برگی کے مانعہ اور عادل شاہ کی ولایت کی پامالی اور خرابی کیلئے روانہ کئے اور
کہا میں بھی اس مرض سے شفا پا کر پیچھے سے مع لشکر بار اُس طرف روانہ ہونگا مرتضیٰ خان جب حوالی قلعہ میں پہنچا اور ملک بہادر
کو مع بعضے امرائے طلیعہ لشکر کے پیشتر امرائے برگی کے مقابلہ کو بھیجا قضارا اس مقام میں ہی لشکر برہان شاہ نے شکست فاحش
کھائی اور ملک بہادر مارا گیا برہان شاہ یہ خبر سنکر زیادہ غمگین اور مغموم ہوا اور مزاج اُسکا اس طرح اعتدال سے منحرف ہوا کہ
حکمائے حاذق اور اطبائے ماہر اُسکی اصلاح سے عاجز ہوئے اور رفتہ رفتہ مرض سوء القنیہ اور اسہال دموی اور تپ
محرقہ بہم پہونچا کر یکبارگی صاحب فراش ہوا اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اور اسمٰعیل کو اسواسطے کہ مہدوی مذہب اور عربوں کا
دشمن تھا سلطنت سے باز رکھا اخلاصخان کہ اسمٰعیل کی سلطنت پر راغب تھا یہ خبر سنکر دلگیر ہوا اور بے اجرم مونگی طرف سے
تصور کر کے مرتضیٰ خان کے لشکر میں مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت ہوا اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے عہد کے موافق تمام عربوں کو
قتل کر کے انکا مال و اسباب تاراج کریں مرتضیٰ خان اس امر سے آگاہی پاکر مسلح ہو کر مع بعضے امرائے عرب احمد نگر
کی طرف راہی ہوا اور اسمٰعیل نے تمام آپ کو برہان شاہ کے پاس پہونچایا اور بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے

فوت ہونے کا یقین ہوا اور مع بعضے امرائے غریب بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور شیخ عبدالسلام عرب اعتماد حبشیون کی دوستی پر رکھکر وہین رہا تھا دکنی اور حبشی نے اتفاق کرکے اُسے اور اُس کے متعلقین کو شربت شہادت چکھایا اور اخلاص خان نے غریبون کی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل کرکے مہات کو یکرو کہا اور برہان شاہ کے مدافعہ کے واسطے جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر احمدنگر کیطرف گیا برہان شاہ ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر لوازم نصائح بجالایا اور جب اُسے تمرد و عصیان مین راغب اور راسخ پایا باوجود ضعف و ناتوانی پالکی مین بیٹھکر قلعہ سے برآمد ہوا اور چتر اور سورج مکھی اور سامان سلطنت ابراہیم کو ارزانی رکھا اُس روز ہمایون پور مین کہ بنا کیا ہوا اس کی والدہ خونزہ ہمایون کا تھا نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو اخلاص خان نے ایک صف مثل اپنے قلب کے متزلزل اور ناراست آراستہ کرکے اپنے ولی نعمت کے مقابل نشان کفران اور طغیان کا بلند کیا اور بموجب **بیت** با ولی نعمت اربرون آئی ÷ گر سپہرے کہ سرنگون آئی ÷ بعد از حرب و ضرب شکستہ اور بدحال ہوکر پرندہ کیطرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منصور احمدنگر کے قلعہ مین تشریف لے گیا جو اس معرکہ مین نہایت قلق اور صدمہ اٹھائے تھے دوسرے دن کہ اٹھارہ دین ماہ شعبان سنہ ایک ہزار تین ہجری کی تھی اس کے طائر روح پرفتوح نے آشیان جنان کی طرف پرواز کیا مصرع ع بقا بقائے خدا یست ملک ملک خدائے ÷ اور مدت سلطنت اس کی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا ظہوری نے ساقی نامہ مخترع کہ قریب چار ہزار بیت ہے برہان شاہ کے نام مزین کیا اُس مین داد شاعری دی ہے اکثر شعرا اور عقلا اور صاحب طبع اس کو پسند کرتے ہین

ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہانبانی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنے باپ کے بعد ارتحال مالک تاج و نگین ہوا اور میان منجو دکنی کہ اتابک برہان شاہ تھا اُس نے وصیت کے موافق امر وکالت مین قیام کرکے اپنے بیٹون اور بھائیون اور اعوان کو سلک امرا مین منتظم کیا اور اخلاص خان مولد باوجود ایسی حرامخوری کے کہ ولی نعمت سے صف آرا ہوکر لڑا تھا اپنے ایلچی بھیجکر ابراہیم نظام شاہ سے عفو تقصیر و امان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میان منجو نے اُس کے فساد اور سرکشی سے اندیشہ کرکے امان نامہ ارسال کیا اور وہ احمدنگر مین آیا ایک جماعت حبشیان اور مولدان سے فراہم کی یعنی دو فرقہ ہوئے ایک میان منجو کے شریک اور دوسرا اخلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب داعیہ ہوکر دوسرے کی بزرگی اور تزک کو دیکھکر سر نہ جھکاتا تھا اس واسطے مہمات سلطنت نے خوب رواج نہ پایا یہ لوگ آپ کو رستم دستان اور افراسیاب زمان سمجھکر مجلسون مین زبان لاف و گزاف مین کھولتے تھے کبھی ذمہ دار مقابلہ لشکر اکبر بادشاہ ہوتے تھے اور کبھی متکفل مدافعہ امرائے عادل شاہ ہوتے تھے اور ساتھ ایلچی عادل شاہ کے کہ جس کا میر صفوی نام اور سادات صحیح النسب سے تھا سلوک ناہموار کرکے باتین موحش مذکور کرتے تھے جب یہ اخبار عادل شاہ کے سمع مبارک مین پہونچے نظام شاہ کے دولتخانہ کی اصلاح اور درستی اور بےادبونکی گوشمال اور تنبیہ کیلیے بیجاپور سے شاہ درگ کیطرف متوجہ ہوا اور اخلاص خان اور اُس کے تابعون کی رائے یون مقتضی ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کیطرف روانہ ہوکر عادل شاہ کے ساتھ محاربہ کرین اور میان منجو نے یہ رائے ناپسند کرکے جواب دیا کہ ہمارا خیل و لشکر بےسامان اور بےسرانجام ہے اور امرا جیسا کہ چاہیے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہین ہین مناسب ہے کہ تحفہ و ہدایا بھیجکر اس سے صلح کرین اور ہم باطمینان تمام

ملک وہاں ہو لشکر میں مشغول ہو کر یہ چاہتے کار زار عادل شاہ ہوں اخلاص خان سے کہ مرد نادان اور احمق تھا یہ امر قبول کیا
اور شاہ ورک کی لشکر کشی میں اصرار کیا اور جو نظام شاہ کو بھی یہ امر مد نظر تھا اس واسطے میاں سیہو نے سکوت اختیار
کیا اور بادشاہ وغیرہ اس طرف متوجہ ہوئے اور جب سرحد پر پہونچے میاں سیہو نے اتمام حجت کے واسطے
اکابر اور بزرگوں کو جمع کر کے کہا کہ عادل شاہ اپنی مملکت میں مقیم ہے اس سے اور اُس کی سپاہ سے کسی طرح کی
مزاحمت ہمارے ملک کو نہیں پہونچی صلاح دولت نہیں ہے کہ ہم نزاع میں ابتدا کر کے اسکی مملکت میں داخل ہوں کیونکہ دلاور
صلح کشادہ ہے ساتھ اُسکے طریق ملائمت اور دوستی میں قدم رکھ کر بساط قتال اور جدال نہ بچھاویں ابراہیم نظام شاہ کو شرب شغل
میں امرا کے ایک لحظہ ہوشیار نہ رہتا تھا جب اُس نے اخلاص خان اور باغیوں کی خواہش طبع جنگ میں دیکھی
میاں سیہو کی فہمائش گوش ارادت سے نہ سنی عادل شاہ کی ولایت میں قدم رکھا اور حمید خان حبشی کہ سپہ سالار عادل شاہ
تھا اور اپنی سرحد میں مقام رکھتا تھا افواج آراستہ کر کے نشان مدافعت اور ممانعت بلند کیا میاں سیہو نے کہ مرد جہاندیدہ اور
کہن سال تھا جنگ مناسب نہ دیکھی ایک جماعت حمید خاں کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ ہمارا بادشاہ جوان اور بے تجربہ
ہے اور سوائے اس کے ایک جماعت شریر کہ دائرہ انسانیت سے خارج ہے اُن کے ہاتھ میں گرفتار ہے اور
شرب مدام سے زمام عقل ہاتھ میں نہیں رکھتا اعراض کرتے ہیں کہ یہ دن روز ہائے ماہ ذی الحجہ سے ہے اور
جدال و قتال اس مہینے میں حرام ہے جنگ موقوف رکھ کر طرح دیویں شاید ہم وقت پا کر اُسے بسبب نصائح سودمند
اور مواعظ ارجمند کے اس ارادہ سے باز رکھیں الغرض جو کہ اس بارہ میں حمید خان کو عادل شاہ نے سوگند دی تھی اُسے
یہ امر قبول کیا نظام شاہ نے سر راہ سے کنارہ کر کے اُسکے دست راست کی طرف کہ ایک کوس کا فاصلہ تھا درکش
ہوا نظام شاہ جب وہاں پہونچا اور حمید خان کو اپنے مقابل نہ دیکھا شراب کے نشہ میں سمجھا کہ وہ ہم سے ڈر کر ہٹ گیا ہے
مسرور سے مطمئن ہوا اس دن وہاں نزول کیا اور اس رات کو میاں سیہو اور اُس کے ہوا خواہوں نے ہر چند سمجھایا کہ بہ نسخ عزیمت
جنگ کرے جو کہ اجل اُنکی آ پہونچی تھی اُن کا ارشاد اُس کے کام نہ آیا دوسرے دن صفوف آراستہ کیں اور حمید خاں حبشی
کو یہ خبر پہونچی وہ بھی سامان جنگ درست کر کے مع لشکر گراں بہ سرعت برق و صولت رعد میدان قتال کی طرف روانہ
ہوا اور پچاس ہزار سوار سے طرفین نے مقابل ایک دوسرے کے صف جنگ کھینچی پہلے بہادراں اور یکہ سواراں نے
گھوڑے جولاں کیے اور شمشیر و خنجر سے زمین جنگ گاہ ایک دوسرے کے خون سے رنگین کرنے لگے اور دلاوری
اور مردانگی دیتے تھے اس وقت جمیع افواج جوش و خروش میں آکر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور حرب و
ضرب میں مشغول ہو کر آثار دلیری ظاہر کیے **مثنوی** سپاہی چو پیلان آشفتہ مست * ہمہ سرو و تیغ و خنجر بدست *
سوک سنان دیدہ حد تنگ * زبود مدار روے خورشید رنگ * ازین روز لک سا عجیب و غریب * دو فوج میں آیا میمنہ نظام شاہ
نے میسرہ عادل شاہ کو متفرق اور پریشان کر کے تین کوس پسپا کیا جو اعتقاد طرفین کا یہ تھا کہ فتح ہماری طرف سے ہے
ایک دوسرے کے سامان سلب مال و اسباب کے تاراج میں مشغول ہوئے ابراہیم نظام شاہ مع ایک جماعت مخصوصان
کہ دو سو آدمی سے زیادہ نہ تھے اور مع چند فیل معرکہ میں رہا حسب اتفاق سہیل خان خواجہ سرا اور منصور خان ترک شحنہ فیل
ایک ہزار سوار اور ستر فیل جنگی لیکر وہاں پہونچے اور ایک جماعت مقرباں ابراہیم نظام شاہ نے عرض کیا کہ ہم قلیل ہیں
اور فوج دشمن کی کثیر صلاح یہ ہے کہ معرکہ سے کسی گوشہ میں جاکر ساعت بیٹھیں جب امرا لشکر درستی کے واسطے حاضر ہوں

اس وقت اس فوج کو دفع کرین ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی نہوا اور شراب کی کیفیت اور نشہ کے سرور مین تلوار خلاف سے کھینچکر اور فیلان مست کو آگے بڑھاکر سہیل خان کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوا اور حملہ اول مین ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادل شاہی کے ضرب نیزہ سے خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا اور مرغ روح اُس کا قفس تن سے پرواز کر گیا جنگ کی شامت نے اپنا کام کیا سہیل خان نے اسے پالکی مین ڈالکر حکم کیا کہ اس کو احمد نگر پہونچا دین اور فیلون پر متصرف ہوا اور جب رات ہوئی اسی طرح گھوڑے پر سوار رہکر وہ رات بسر کی اور امراے نظام شاہی میسرہ عادل شاہی کا پیچھا کر کے غنیمت بہت ہاتھ لاے تھے جب خبر ابراہیم نظام شاہ کے قتل کی سنی ہر ایک اپنی طرف بھاگا اور سہیل خان دوسرے دن توپخانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادل شاہ کے پاس پہونچایا اور میان منجو نے آپ کو سب سے پیشتر احمد نگر مین پہونچایا تھا اور احمد نام بارہ برس کے لڑکے کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ خاندان نظام شاہ سے ہی دولت آباد سے طلب کر کے چتر شاہی اُس کے سر پر بلند کیا اور شاہزادہ بہادر پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ طفل شیر خوار تھا قلعہ جوند کیطرف بھیجکر محبوس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ اور دو روز تھی

ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسرے سردارون نے جنگ و عناد برپا کر کے تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پژمردہ کیا میان منجو بسبیل استعجال احمد نگر مین آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنے تصرف مین لایا اور اخلاص خان اور اعیان درگاہ کو قلعہ مین بلاکر انجمن آراستہ کی اور بادشاہ کے تعین کے بارہ مین شورہ کیا امراے حبشی نے بلقیس زمان چاند سلطان کے التفات خاطر کو بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کی طرف مشاہدہ کر کے سبب اسکی سلطنت پر راغب و مائل ہوے اور میان منجو اور بعضے امراے دکنی نے بہادر شاہ کی صغر سنی سے کہ اس عرصہ میں ایک برس اور سات مہینے کا تھا اندیشہ کر کے یہ امر قبول نہ کیا اور کہنے لگے **مثنوی** ہمابانی و پائگاہ تہی ✤ کلاہ کیانی و کیخسروی ✤ کسی را سزد کو بہنگام جنگ ✤ شتابد شتاب و نماند درنگ ✤ امراے حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان کی جانب داری سے کشیدہ ہوکر میان منجو کے شریک ہوے اور لوازم عہد و شرائط بجا لاے اور آپس مین اتفاق کر کے خواجہ ستر آبادی کو جس نے درگاہ برہان نظام شاہ سے خطاب میر سامان پایا تھا مع جماعت مردم معتبر و معتمد قلعہ جوند جنیر کی سمت بھیجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمد نگر مین بلایا اور عید الضحیٰ کے دن کہ ۱۰۰۳ھ ایک ہزار اور تین ہجری تھی تخت احمد نگر پر متمکن کر کے خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھایا اور منصب اور جاگیر آپس مین تقسیم کین اور بہادر شاہ کو جو چاند سلطان کی آغوش عطوفت مین پرورش پاتا تھا بجبر و تعدی قلعہ جوند مین بھیجکر قید کیا اور بعد چند روز کے جب ظاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہین ہے اخلاص خان اور امراے حبشی اپنے کیے ہوئے سے نادم اور پشیمان ہوکر اس کے عزل کے درپے ہوے اور اس داستان کی توضیح یون ہے کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری نے اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اُسکے بھائی سلطان محمد خدابندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبد القادر اور شاہ حیدر مملکت موروث مین توقف کو سبب ہلاک جانکر ہر ایک ایک سمت اطراف ہندوستان سے بھاگ گیے اور بعد مدت مدید مرتضی نظام شاہ کے عہد مین ایک شخص

موسوم بہ شاہ طاہر حیدرآباد کے اطراف میں ہو چکا مشہور ہوا کہ سلطان محمد خدابندہ ولایت بنگالہ میں فلاں تاریخ
کو رحمت ایزدی میں واصل ہوا اور میں اُس کا فرزند صلبی ہوں اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروثی میں
پناہ لایا ہوں ارکان دولت اور اعیان حضرت مرتضیٰ نظام شاہ خصوصاً خان معزت نشان صلابت خان اُسکے
احوال کے تجسس اور تفحص میں ہوکر شرائط تحقیقات بجا لائے لیکن طول عہد اور تغیر اوضاع کے باعث حق و باطل
کی تمیز سے عاجز ہوئے لب تصدیق اور انکار میں رکھوتے تھے اور از راہ حزم و احتیاط کہ مبادا کوئی جماعت
اوباش اس کے پاس فراہم ہوکر فساد برپا کرے اسواسطے اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور مردم معتبر و دانا کو
جو سلطان محمد خدابندہ اور اُسکے متعلقوں کو خوب پہچانتے تھے آگرہ کی طرف برہان شاہ ثانی کے پاس کہ ان دنوں میں
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ملازم تھا بھیجکر پیغام دیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا ظاہر کرتا ہے کہ میں سلطان محمد خدابندہ
کا فرزند ہوں اور میرا نام شاہ طاہر ہے چونکہ تمام عمر سلطان محمد خدابندہ کی اس حدود میں بسر ہوئی ہے یقین ہے کہ حضرت
کو اس کا حال کماہی دریافت ہوگا امیدوار ہیں کہ جو کچھ واضح اور روشن ہووے اعلام بخشیں تو بندگان درگاہ تردد و
تعرض سے نجات پاویں برہان شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ کی حیات مستعار میرے مکان میں اختتام
کو پہونچی ہے اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں کہ فلاں فلاں ہیں میری صحبت میں زمانہ بسر کرتی رہیں اگر کوئی شخص عرصاً آپ کو
سلطان محمد خدابندہ کے فرزند کا ہمنام ہوکر دعوی فرزندی کرتا ہو محض غلط اور عین افترا ہے صلابت خان اور تمام
اعیان حقیقت حال دریافت کرکے اپنے دل میں کہنے لگے کہ بالفعل اس شخص نے سلطان محمد خدابندہ کی فرزندی
کی شہرت پائی ہے اب خلاف اسکے عوام الناس کے ذہن نشین کرانا مشکل معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ مدت العمر یہ قلعہ میں رہے
غرضکہ سبھوں نے ایسا ہی کیا آخر کو وہ اجل طبیعی سے مرگیا اور اس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ میاں
منجو نے فریب کھا کر اُسے تخت سلطنت پر بٹھایا اخلاص خان اور تمامی امرائے حبشی اور مولد اس مقدمہ
کے سبب میاں منجو سے منحرف ہوئے اور آخر ماہ مذکور میں کالا چبوترہ کے درمیان صف جنگ آراستہ کی میاں
منجو نے احمد بادشاہ کو برج پر بٹھا کر چتر اُس کے سر پر مرتفع کیا اور میاں حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنوں کے
دافعہ کے واسطے بیرون قلعہ بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا طرفین سے بہت لوگ
کام آئے اور اس درمیان میں کہ حبشی اصراف توپ قلعہ کیطرف فیر کرتے تھے ایک گولہ احمد بادشاہ کے چتر پر لگا
ولولہ اور غوغا اور آشوب لوگوں کے درمیان وقوع میں آیا اور میاں حسن کثرت اور غلبہ اعدا مشاہدہ کرکے پسپا ہو کر قلعہ
میں در آیا پھر اخلاص خانیان کی شوکت اور غلبہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب سے
مورچے اور سرنگ تیار کیے اور ابواب دخول و خروج مسدود کرکے آدمی حاکم دولت آباد کے پاس بھیجا کہ آہنگ
خان حبشی اور حبشی خان مولد کو جو برہان شاہ کے عہد سے اس زمانے تک محبوس ہیں روانہ کرے تھانہ دار
دولت آباد نے اطاعت کرکے انہیں روانہ کیا اور جو کہ تھانہ دار مذکور نے بہادر شاہ کو بے حکم میاں منجو دیا وہ بھی
اتفاق کرکے ایک لڑکا مجہول النسب بارہ احمد نگر سے لائے اور اسے خاندان نظام شاہ سے منسوب کرکے سکہ
اور خطبہ اُسکے نام کیا اور اس تقریب کے سبب بارہ ہزار سوار جمع ہوکے میاں منجو اور محصورین دریائے حیرت میں
غوطہ زن ہوئے اور رجب نجات اور اخلاص سے مایوسی ہوئی ایک عرضیہ سلطان مراد ولد اکبر شاہ کو لکھکر گجرات

کی طرف بھیجا اور التماس قدوم کی اور شاہزادہ جو کہ باپ کی طرف سے تسخیر دکن کے واسطے مامور تھا اور جویائے فرصت تھا بسبیل استعجال لشکر فراہم کرکے احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا لیکن ابھی عرلفیہ گجرات مین نہ پہونچا تھا کہ امرائے حبشی کے درمیان مناصب اور جاگیرات کے سبب غبار کدورت بلند ہوا اور شمشیر نفاق میان سے باہر لائے اور ایک دوسرے کے قتل مین ساعی ہوے اور بعضے امرائے دکن نے کہ ہمراہ اُن کے تھے اس اختلاع کے مشاہدہ سے متنفر ہوکر ترک رفاقت کی اور مع خیل وحشم قلعہ کی طرف جاکر میان منجو کے شریک ہوئے اور اُس نے اس لطیفہ غیبی اور فضل لاریبی کے باعث حیات تازہ اور قوت بے اندازہ بہم پہونچائی اور قلعہ سے برآمد ہوا اور ربیع کے دن محرم کی پچیسوین تاریخ ۱۰۰۴ ایکہزار چار ہجری مین عیدگاہ کے اطراف مین امرائے حبشی سے خوب جنگ کی اور انھین شکست دیکر اُن کے بادشاہ کو مع چند نفر اسیر کیا اور سلطان مراد کے بلانے سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اسی اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بہ خانخانان اور راجہ علیخان حاکم خاندیس شاہزادہ مراد سے ملحق ہوئے مع بیس ہزار مغل اور راجپوت اور افغان مسلح از پا تا بہ فرق آہن مین غرق احمد نگر کے اطراف مین پہونچے میان منجو کہ اُن کے بلانے سے نادم تھا قلعہ احمد نگر غلہ اور آذوقہ اور خیل وحشم سے مملو اور مضبوط کرکے انصار خان کو کہ وہ اُس کے جملہ انصار سے تھا سپرد کیا اور چاندبی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی نرکھتی تھی اُسے بھی مع جواہر ونقود قلعہ کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم لانے اور طلب کمک عادل شاہ اور قطب شاہ کے احمد شاہ کے ہمراہ قلعہ اوسہ کی طرف گیا اور زہرہ فلک طہارت و پرہیزگاری چاندبی بی سلطان نے ہمت لشکر مغل کے مدافعہ مین صرف کی اور اس خوف سے کہ مبادا انصار خان جو انصار میان منجو سے تھا دشمن کے شریک ہوکر قلعہ انھین سپرد کرے محمد خان بن میان محب اللہ دایہ زادہ مرتضےٰ نظام شاہ کو مامور کیا کہ اسے دفع کرے اور محمد خان نے اُس کے قتل مین نہایت شجاعت اور مردانگی بہم پہونچائی اور اسی دن شہر اور قلعہ مین پوشیدہ خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام پڑھایا اور شمشیر خان حبشی کو کہ فرزند اُسکے مثل اولاد گودرز اور گیو کے زیادہ ستر نفر سے تھے افضل خان تفرشی اور دوسرے مردم کارآمدنی کے ہمراہ قلعہ کے اندر بلالیا اور جب ماہ ربیع الثانی کی بیسوین تاریخ سنہ مذکور مین سلطان مراد باتفاق امرائے کبار مغل سیلاب کی طرح کہ پہاڑون کی چوٹی سے فضائے صحرا کی طرف رجوع ہووے احمد نگر کے شمال کی طرف نمودار ہوا اور عیدگاہ کے اطراف مین ایستادہ ہوکر ایک جماعت بہادران جنگ جو و معرکہ طلب کو بعزم حرب و ضرب کالا چبوترہ کے میدان مین قائم کیا اہل حصار چاندبی بی سلطان کے فرمانے کے بموجب مستعد رزم و آمادہ پیکار رہے اور چند توپ قیامت آشوب دشمن کی طرف فیر کرکے سنگ تفرقہ اُن کی جمعیت مین ڈالا اور جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نے باغ ہشت بہشت مین جو برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ کا ساختہ تھا نزول کرکے تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری مین قیام کیا **مثنوی** دگر روز کین شہسوار سپہر ✤ برافراخت رایت برافروخت چہر ✤ برآمد برین خنگ زیبا خرام ✤ برآورد رخشندہ تیغ از نیام ✤ شاہزادہ نے ایک جماعت کو محافظت شہر اور برہان آباد کے واسطے جو برہان نظام شاہ ثانی کے متحدثات سے تھا بھیجکر وہان کے باشندون کی استمالت مین نہایت التفات ظہور مین پہونچائی اور ہر محلہ اور کوچہ مین ندائے امان ادنیٰ و اعلیٰ کے گوش زد کرکے ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نے پائے توقف وامن وتسکین مین کھینچکر مغلون کے قول پر اعتماد کیا اور

دوسرے دن شہزادہ اور امرائے کبار مثل مرزا شاہرخ والی بدخشاں اور نواب سپہ سالار خانخانان اور شہباز خان
کنبو اور محمد صادق خان اور سید مرتضیٰ سرداری اور راجہ علیخان حاکم برہانپور اور راجہ جگناتھ اور بھی امرا کہ تعداد
اُن کے نام کی موجب تطویل ہے قلعہ کے گرد مرکوز ہوئے مورچل اور لنگر آپس میں تقسیم کیے اور اُس بلوکی سانحون
تاریخ کو ابوالفضل کہ جو خود شہباز خان کنبو کو شکری اور سید ادبیں مشہور و معروف تھا سپاہ اکبری میں شہزادہ کے
نے وہاں سے لشکر کشہر سرگشت کے بہانہ سوار ہوا اور اُس غارتگر عصبیت نے اپنی سپاہ کو شہر و قصبہ کے تاراج کا حکم کیا اور
طرفۃ العین میں تمام مکانات اور عمارات احمد نگر اور برہان آباد کی نو کر سالی کے مکان کی طرح غارت کرکے نشان آبادی
کا کچھ نہ چھوڑا اور چونکہ مذہب سنت و جماعت میں نہایت تعصب رکھتا تھا چاہا کہ محلہ اہلبیت کا مکان جو لنگر دروازہ
امام مشہور ہے غارت کرکے وہاں کے باشندوں کو قتل کرے شاہزادہ اور خانخانان اس ارادہ بیجا سے واقف
ہوئے اسے نہایت زجر و ملامت کی اور بہت لٹیروں کو عبرت کے واسطے ہر قسم کی عقوبت اور سیاست پہونچائی لیکن
احمد نگر کی خلقت کے پاس جو متاع دنیوی سے کچھ رہا تھا غارات کو مت حلادل ہو کر ہر ایک ایک سمت راہی ہوئے
اور امرائے نظام شاہ اس عرصہ میں متفرق ہوئے اور کوئی کسی کی اطاعت قبول نہ کرتا تھا اول میاں منجو کہ احمد شاہ کو
بادشاہ سمجھ کر عادل شاہ کی سرحد کی طرف مقیم تھا دوسرا اخلاص خان حبشی جو والی دولت آباد میں موتی شاہ نام ایک طفل مجہول
کو باسم سلطان مخصوص کرکے لشکر اس کے حلقۂ اطاعت میں در لایا تھا تیسرا آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی
سرحد میں تھا شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ عمر اُس کی تخمیناً ستر برس کو پہونچی تھی اور بیجانگر میں توقف رکھتا تھا
اپنے پاس بلا کر چتر اُس کے سر پر لگا کر بادشاہ بنایا جب اخلاص خان جرأت کرکے مع دس ہزار سوار جمعیت دولت آباد
کو ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا خانخانان نے دولت خان لودھی سپہ سالار کو کہ شجاعت اور جوانمردی میں اوصاف
رکھتا تھا مع پانچ چھ ہزار سوار جرار شائستہ کارزار کہ لشکر اکبری سے انتخاب کیے تھے اور اُس کی شجاعت پر وثوق
تمام اور اعتماد کمال رکھتا تھا اُس کے دفع کے واسطے نامزد کیا اور دریائے گنگ کے ساحل پر اخلاص خان
سے مقابل ہوا اور بعد جنگ اہل دکن نے شکست کھائی دولت خان اور سپاہ مغل نے پیچھا کرکے قتل و غارت
شروع کیا اور وہاں سے قصبہ پٹن کی طرف کہ نہایت آباد تھا روانہ ہوئے وہاں کے مرد اور عورتوں کو ایسا لوٹا
کہ عورتیں ستر کی محتاج ہوئیں اس کے بعد احمد نگر روانہ ہوئے چونکہ چاند سلطان بہادر شاہ کی اسیری اور احمد شاہ
کے اخلاص کے سبب میاں منجو سے ناراض تھی آہنگ خان کو پروانہ لکھا کہ ایک جماعت حبشیان و بہادران
قلعہ کی محافظت اور دشمنوں کے مدافعہ کے واسطے کہ محل اعتماد رکھتے ہوں ہمراہ لیکر آپکو قلعہ احمد نگر کیطرف پہونچائے
آہنگ خان مع سات ہزار سوار و پیادہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور جب احمد نگر کے چھ کوس پر پہونچا ایک مخبر کو طریق
دخول حصار کے دریافت کیواسطے بھیجا تاکہ اطراف و جوانب اسکا بطور احتیاط دور دور دریافت کرکے مراجعت کرے
جاسوس نے لوازم تجسس و تفحصات بہم پہونچا کر خبر دی کہ قلعہ احمد نگر کی شرقی جانب سپاہ مغل کے نزول سے
خالی ہے اور کوئی امرائے مغل اس طرف کی محافظت میں قیام نہیں رکھتا ہے اس وجہ سے آہنگ خان رات کے وقت
جاسوس کی ہدایت سے شاہ علی اور اُس کے فرزند مرتضیٰ کی ملازمت میں حصار کیطرف متوجہ ہو کر قطع مسافت میں
مشغول ہوا اور اسی روز صبح کو عجیب اتفاق ہوا کہ سلطان مراد قلعہ کے ملاحظہ اور مورچل اور لنگر کی تاکید کو وہاں

ہوکر مثل ماہ سیر کنان ہوا ناگاہ جانب شرقی ملازمان سے خالی دیکھی اس طرف کی نگاہبانی خانخانان سے رجوع
فرمائی اور اس نے اسی دن باغ ہشت بہشت کے حوالی سے کوچ کرکے جاے مجوزہ مذکورہ مین نزول کیا اور
آہنگ خان اس کیفیت سے خبردار نہ تھا تین ہزار سوار انتخابی اور ایکہزار پیادہ توپچی لیکر شب تاریک مین وہان پہونچا
اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جانکر دست بہ شمشیر ہوا **مثنوی** ز شمشیر خونریز آشفتگان ٭ شب خون درآمد
بشب خفتگان ٭ شد از تابش تیغہا تیرہ شب ٭ چو زنگی کہ بکشاید از خندہ لب ٭ ز بس کار شمشیر بارید خون ٭ شب تیرہ را چہرہ شد
لالہ گون ٭ خانخانان مع دوسو سوار تیرانداز کہ اُس کی اردلی مین رہکر پہرہ دیتے تھے سہادت خانہ کے کوٹھے پر چڑھکر تیراندازی
مین مشغول ہوا اور دولتخان لودھی کہ میر شمشیر اس کا تھا ہوشیار ہوکر چارسو جوان افغان نامدار لیکر اس کی کمک کو پہونچا تنور
جنگ گرم ہوا اور طرفین سے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے کہ دولت خان کا بیٹا پیر خان بھی مع چھ سو بہادران
رستم آثار میدان مین پہونچکر دست بہ شمشیر و نیزہ ہوکر حرب مین مصروف ہوا اور آہنگ خان زیادہ اس سے توقف
اور ثبات قدم کو مستلزم ہلاک جانکر باتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلوانان دکنی کہ عدد اُن کے چارسو
سے تھے اُردوئے خانخانان کے خیمہ و خرگاہ سے برآمد ہوکر قلعہ احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ علے کہ ایک مرد ضعیف
اور نحیف تھا اس نے قلعہ کے اندر جانے سے انکار کیا اور چند روزہ حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس
راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولت خان نے اُس کا پیچھا کرکے تخمیناً نوسو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار
ویرانی احمدنگر اور غلبہ طائفہ مغلیہ پرخاش جو کا دارالسلطنت بیجاپور مین پہونچا اور نوشتہ ہاے چاند سلطان مشتمل بر التماس اعانت
بمبالغہ عادل شاہ کے پاس پہونچے اس واسطے آنحضرت نے اُسکی کمک کے درپے ہوکر سہیل خان خواجہ سرا کو کہ
صفت شجاعت مین موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درگ کیطرف روانہ کیا اور میان منجھو باتفاق احمد شاہ اور
امرا اور اخلاص خان مع اعوان و انصار یہ خبر سنکر سہیل خان کے شریک ہوئے اور مہدی قلی سلطان ترکمان بھی
سپہ سالار لشکر تلنگ ہوکر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بےشمار محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے ساتھ اُس کے ملحق
ہوا اور جب خبر لشکر دکن کے شاہ درگ مین فراہم ہونیکی شاہزادہ مراد کے سمع مبارک مین پہونچی چونکہ اس کے اور
خانخانان کے درمیان مین غبار نفاق تھا اس واسطے صادق محمد خان آتابک اور امراے کبار کو فراہم کرکے مشورہ کیا
سبھون نے مراسم استخارہ اور لوازم استشارہ بجالاکر متفق اللفظ و المعنی ہوکر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود
مین پہونچے سرنگ کھودنے اور دیوار قلعہ کے گرانے مین سعی اور کوشش کرکے قلعہ کو مفتوح کرنا چاہیے
شاہزادہ نے یہ راے پسند کی اور اس کام کے واسطے اشارہ فرمایا امراے عظام نے اس غرض سے کہ محصورون
کو مواضع نقب سے کسی طرح خبر نہو ہر طرف سے ابواب دخول و خروج بند کرنے مین ایسی کوشش کی کہ خیال کو بھی مجال
تردد نرہی اور نقب زنان آہنی چنگ فرہاد طاقت نے عرصہ قلیل مین شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ
سرنگین جڑ یعنی نیو مین پہونچائین اور جڑ دیوار اور برج قلعہ کو مجوف اور مشبک کیا اور شب جمعہ عشرۂ رجب کو نقبون
کو باروت اور توپ اور تفنگ سے مملو کرکے سوراخ اُن کے گچ اور چونہ سے بند کیے اور چاہتے تھے کہ دوسرے
دن بعد از نماز جمعہ آگ اُن مین ڈالکر قلعہ کو اُڑا دین قضا را خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے مین لشکر مین رہتا تھا
وہ رحم دلی سے شب تار مین مردم حصار کے پاس پہونچا اور اُنھین مواضع نقب اور سپاہ مغل کے ارادہ سے خبردار

کیا اہل قلعہ اس کے ممنون احسان ہوئے اور اعلیٰ و ادنیٰ بہادر سلطان کے حسب الحکم آتش کو کھودنے اور توڑنے ارکان حصار میں جس جگہ کہ محمد خان سے نشان دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے طرف دو نقب سراغ لگا کر ماردت اُس کی نکالی اور دیگر سرنگوں کے تجسس و تلاش میں تھے اور شہزادہ اور صادق محمد خان چاہتے تھے کہ فتح خانخاناں کے نام ہووے سے اطلاع اُس کے مسلح ہو کر حصار کے دروازے پر افواج آراستہ کریں اور جلا کر نقبوں میں آگ دیویں تاکہ جب قلعہ میں رخنہ ظاہر ہو اُس وقت ہجوم لا کر غنیم کو فرصت نہ دیویں اور قلعہ میں داخل ہو دیں
مثنوی دلیران میدان کین تاختند * سروتن زخود و زرہ ساختند * زجوشن شد آراستہ یال و دوش * شد آرایش رزم جوشن پوش * رواں شد بسوئے محیط ستیز * زہر سو یکے دجلۂ موج ریز * اور جب امرائے لشکری خانخاناں کے سوا شاہزادہ کے حکم کے موافق مع خیل و حشم اور طبل و علم اس حصن حصین کے قریب پہنچے نقبوں میں آگ دینے کا اشارہ کیا اور ایسے وقت میں کہ اہل قلعہ کہ تیسری نقب جو ان نقبوں سے بڑی تھی کھود کر ماردو ورآور دہ کرنے کے تہیہ میں تھے کہ ناگاہ دود ماس نقب بادیہ آسا سے برآمد ہوا شعلہ بالا کا دیوار قلعہ میں پڑا قلعہ کی بنیاد متزلزل ہوئی زمین و آسمان اس کی ہیبت سے جنبش میں آئے اور ایک صدا اس بنیاد کی کہ صد و تہ سنگ شدا داتی پیدا ہوئی گویا کہ صور قیامت پھونکا اور یہ اس کے بیلدار ماردت نقب کے رو رستے اس شدت سے اڑی کہ ہر سنگ اس سا سے سیر الوار کا قطر میں شہروں کے گرا
مثنوی چو شد آتش تیز زیراں شرار * فرو ریخت از یکدگر آں حصار * خلل یافت آں کوہ ماں زلزلہ * گسستہ شد آں آہنیں سلسلہ * شد آں صور عار تگ زندگی * سرافیل را داد شرمندگی * شد آں لحظہ ہول قیامت عیاں * مگر دون فکر نعرعان * زمین گفتی از یکدگر بر درید * سرافیل صور قیامت دمید * بخندق فرو ریخت آں شہر بند * دو دریا و لقا د کوہے بلند * ایک جماعت کہ ہر دیک اس دیوار کے نقب کاٹنے میں مشغول تھی سنگ و خاک کے نیچے ہلاک ہوئی اور کچھ لوگ مثل مرتضیٰ خان ولد شاہ علی اور آہنگ خان اور شمشیر خان اور محمد خان دایہ زادہ اور صاحب قلعہ اور اعلیٰ و ادنیٰ کہ اس سے نکلے اور دور تھے قلعہ کی دیوار منہدم دیکھ کر فرار بیاختیار کر کے سراسیمہ اور بدحواس گوشہ اور کنارہ میں بھاگے اور رخنہ ایسے نقب کو اسی طرح چھوڑ کر دل قلعہ کی محافظت سے خالی کیا لیکن عکس سعی اس عفیفہ مریم خصال کے کہ قطعہ فرمان نعل سمند تو ہلال غرۂ دولت * شال سایۂ چتر ش سواد دیدہ کشور * ہزار بار ز دور سے شکستہ اور رنگین * شکوہ مقصد او کلاہ گوشہ سحر * ز عکس تش کشیدہ شمال گوشہ زرع * زعکس نگہت خیال و اس مشک * اور اہل دوستان کی حمایت سے چاند سلطان نے اس واقعہ ہولناک پر اطلاع پا کر بوڑا برقع اوڑھ کر سلاح جنگ زیب تن کئے اور پارچہ شمشیر ہاتھ میں لی اور مع ایک جماعت آدمیوں کے کہ اس کی خدمت میں حاضر تھے سرائے سے برآمد ہوئی اور بسرعت تمام سوار ہو کر اس رخنہ کی طرف روانہ ہوئی اہالیان قلعہ یعنی مرتضیٰ خان اور آہنگ خان اور شمشیر خان وغیرہ لاچار ہو کر گوشہ اور کنارہ سے کہ پوشیدہ ہوئے تھے ملازمت میں حاضر ہوئے اور جو کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان اور تمام امرا اور سپاہ مغل انتظار اور سرنگوں کے اڑنے اور دیواریں گرنے کا کھینچے تھے قلعہ بندوں نے فرصت پا کر اطراف توپ تماشا آشوب اور بان اور سندق اور ضرب زن اور آلات آتشباری اس رخنہ پر نصب کیا کہ مانند و طیر ودو تیرہ ہوئی اور آخر کو جب لعو کی شعلوں سے مایوس ہوئے امرا اور سپاہ مغل شاہزادے کے حسب الحکم رخنہ کی طرف ناحق لائے چنانچہ مردم دردلی اور بیرونی

کے درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نہ کرنا چاہیے واقع ہوئی اور جو بسبب تقویت
اور جرأت اس شیرزن کے کہ ہر دفعہ رخنہ اور برجون کے اوپر سے دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تفنگ اور تیر
فیر کرتے تھے اس قدر بہادران اکبری کام آئے کہ اُن کی لاشون سے خندق پٹ گئی **مثنوی** چو با مغلیان
بہنگام جنگ * ببارید ازان بارہ سنگ و خدنگ * تو گفتی ازان بارہ ابر سطیر * تگرگش ہمہ سنگ و بارانش تیر *
زپیکان چنان آتشے برفروخت * کہ پر ملک بر فلک زان بسوخت * ہر چند لشکریان مغل آخر ثلث روز سے غروب
آفتاب عالم افروز تک گرم وغا رہے اور کوشش اور جانبازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح نہوا اس سبب
سے شہزادہ اور صادق محمد خان دلگیر ہو کر اپنے مساکن اور مواطن کیطرف روانہ ہوئے اور اردوئے مغل کے خرد و
بزرگ نے از راہ انصاف زبان اس شیرزن مبارک پیدائش کی تعریف مین کھولی کہتے تھے کہ انتہا تہور و شجاعت
کی یہ ہی جو اس عفیفہ مریم خصال نے ظہور مین پہونچائی اور اس تاریخ سے نام اس بلقیس زمان کا جو چاند بی بی تھا
بعد اس کے چاند سلطان ہوا الغرض جو پردہ شب ظلمانی درمیان دو جنگ جو کے حائل تھا چاند سلطان خانہ زین پر
اسقدر رونق افروز رہی کہ معماران چابک دست فرہاد آہنگ نے اس رخنہ دیوار منہدمہ کو گل و سنگ سے دو تین
گز بلند کیا اور انھین دنون مین نامہ جات سرداران دکن کو کہ باتفاق سہیل خان ولایت بیر کے اطراف مین پہونچے تھے
تحریر کرکے اس مین کچھ کچھ احوال غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار اور قلت آذوقہ درج فرما کر روانہ کیا اتفاقاً وہ جاسوس
کہ حامل اُن نوشتون کا تھا مردم مغل کے ہاتھ گرفتار ہوا اسے خانخانان اور صادق محمد خان کے روبرو لائے
اُنھون نے ایک مکتوب سہیل خان کو لکھا کہ ایک مدت سے ہم انتظار تمھاری توجہ کا رکھتے ہین تاکہ یہ مناقشہ اور منازعہ
جلدی رفع ہووے اور جس قدر جلد ادھر تشریف لایئے گا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشتہائے چاند سلطان اُسی قاصد کے
ہاتھ ارسال کئے منقول ہے کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اُس کے مضمون پر مطلع ہوا اسیوقت بسرعت تمام کوہستان
مانک دون کے راستہ سے قلعہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور جو لشکر مغل مین قحط بدرجہ نہایت پہونچا تھا گھوڑے فاقہ
کے سبب نہایت کمزور اور لاغر ہو گئے تھے اور اس خبر کے سننے سے شہزادہ اور تمام امرائے اکبری متفکر ہوئے
اور انجمن مشورہ کے واسطے ترتیب دی سب کی رائے نے یہ اتفاق کیا کہ اسوقت جنگ سپاہ دکن سے موقوف
رکھکر چاند سلطان سے پیام صلح اس طور پر درمیان مین لاوین کہ آن علیا حضرت ولایت برار بادشاہ کو پیشکش کرے
اور باقی ولایت حسین شاہ کے عہد کے موافق اپنے تعلق رکھے پھر سید مرتضیٰ جو قدیم سے تربیت یافتہ اور برگزیدہ
خاندان نظام شاہیہ سے تھا شاہزادہ کیطرف سے مقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نے اضطرار
سپاہ مغل دریافت کرکے پہلے استغنا کیا اور آخر کو اُس نے بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ دیکھی جو کہ محاصرہ کے
مضیق سے تنگ آئی تھی تعجیل کرکے جس طرح سے کہ مرقوم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان گھاٹی چہور
اور دولت آباد کی راہ سے ابتدائے ماہ شعبان مین برار کیطرف روانہ ہوئے اور سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ اور
محمد قلی سلطان سر لشکر سپاہ قطب شاہ اور میان منجھو احمد شاہ کے ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کے عرصہ مین احمد نگر پہونچے
میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمد نگر کا بادشاہ رہے لیکن آہنگ خان نے احمد شاہ کو قلعہ
سے برآوردہ کرکے میان منجھو کے آنے کا دروازہ مسدود کیا اور ایک جماعت کہ تھانہ دار جوند

کے پاس بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا اور قلعہ میں خطبہ اُسکے نام پڑھا آہنگ خان
اور تمام امرائے نظام شاہی نے اطاعت کی اور میاں منجھو مقام تمرد اور عصیان میں ہوکر چاہتا تھا کہ آتش فساد کو
مشتعل کرے ابراہیم عادل شاہ نے مصطفیٰ خان لاری کو کہ عمدہ امرائے درگاہ تھا مع چار ہزار سوار متجمل احمد نگر
کیطرف بھیجکر میاں منجھو کو پیغام دیا کہ اس وقت میں ایسی حرکت کرنا بانی نقصان کا سبب ہے لازم یہ کہ تمہید
مقدمات ترک کرکے سہیل خان کے ہمراہ بیجاپور کیطرف آویں تو احوال ریاست کہکے جو کچھ صلاح ملک و دولت ہو
پیش ہو بجا لائی جاوے میاں منجھو کہ مرد عاقل اور فہمیدہ تھا عادل شاہ کے فرمان سے شاد ہو کر مع مصطفیٰ خان کے
ہمراہ بیجاپور گیا اور جب عادل شاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ نظام شاہ کی اولاد سے نہیں ہے اس کو اپنا ملازم کرکے اور
جاگیر لائق دیکر سرفرازی بخشی اور میاں منجھو اور اُسکے بیٹے میاں حسن کو سلک امرائے عظام میں انتظام دیکر جاگیر جو عطا کی تھی
مسرور اور متمتع کیا مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ تھی

تذکرہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

ناظرین والاتمکین کے ضمائر پر مخفی نہ رہے کہ جب چاند سلطان نے بہادر شاہ کو کوشش حیلہ سے صاحب مہم
کیا محمد خان میاں منجھو داماد کو پیشوا کیا اُس نے بھی تھوڑے عرصہ میں جیسا کہ رسم و عادت ہے اپنے استحکام میں کوشش
کرکے اپنے اعوان و انصار کو ساتھ مناصب ارجمند کے قوی پشت اور قوی پایہ کیا اور نشان ناپیدی مشغلی اور استقلال
کا بلند کرکے آہنگ خان اور شمشیر خان کو کہ مرد با اقتدار میں شہرت رکھتے تھے حسن تدبیر سے گرفتار کرکے محبوس کیا
امرا یہ اطوار دیکھکر رنجیدہ اور دل تنگ ہوئے ہر ایک ایک سمت روانہ ہوا چاند سلطان مضطرب ہوکر عادل شاہ سے
ملتجی ہوئی اور یہ پیغام دیا کہ ایسے دنوں میں کہ دشمن قوی کمین میں بیٹھکر ہنگام فرصت کا جویا ہے اس دولت خانہ کے بعضے
مثل سرکشی اور عصیان کا اختیار کرکے ہر ساعت فساد اٹھاتے ہیں اور ہر لحظہ ایک آشوب ظاہر کرتے ہیں اگر تم نے
اس جماعت کی گوشمالی میں کوشش نہ فرمائیں گے عنقریب یہ باقی مملکت بھی اکبر بادشاہ کے تصرف میں جاویگی
عادل شاہ نے بیجا باتوں پر توجہ کی اور سہیل خان سپہ سالار کو فرمایا کہ احمد نگر جاکر حسب امر خوشنودی چاند سلطان
کی عمل میں لاوے سہیل خان شہور سنہ ایک ہزار پانچ ہجری میں احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور محمد خان قلعہ میں
قلعہ بند ہوا جب چاند سلطان کی اطاعت میں نہ آیا سہیل خان بتجویز چاند سلطان محاصرہ میں مشغول ہوا اور قریب
چار مہینے اسی میں اوقات صرف کرکے محمد خان کے دفع میں راسخ اور ثابت رہا اور محمد خان عریضہ خانخانان کو
لکھکر طالب کمک ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہو کر سب اُس سے پھر گئے اور اسے قید کرکے
چاند سلطان کے سپرد کیا چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو کہ غلامان درگاہ سے تھا اس پر اعتماد کرکے
پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت سے مخلع کرکے باعزاز و احترام رخصت معاودت عطا فرمائی
اور وجہ ناسازی مراجعت راجہ پور کے اطراف میں کہ دریائے گنگ کے ساحل پر واقع ہے پہونچا امرائے بکری
قصبہ پاتری وغیرہ پر جو مملکت برار سے خارج ہے نقض عہد کرکے متصرف ہوئے اس واسطے اُس موضع میں توقف
کرکے عریضہ مشتمل برحقیقت حال عادل شاہ کو لکھا اور اسی عرصہ میں چاند سلطان اور آہنگ خان

نے بھی مغل کی حرکت اور اُن کے نقض عہد پر واقف ہو کر بتعجیل تمام آدمی بیجاپور کی طرف بھیجا اور مبالغہ والحاح سے کمک طلب کی تاکہ سپاہ مغل کو ملک سے خارج کرے عادل شاہ نے بدستور سابق سہیل خان کو سپہ سالار کر کے مغل کے محاربہ کا حکم دیا اور قطب شاہ نے بھی پیروی عادل شاہ کی کر کے مہدی قلی سلطان کو مع لشکر تلنگ سہیل خان کے پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی قریب ساٹھ ہزار سوار برار کیطرف روانہ ہوئے اور جب قصبہ سون پت میں پہونچے قیام کر کے سامان جنگ میں کوشش کی اور خانخانان سپہ سالار مغل کہ قصبہ جالنہ میں اقامت رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیون کا دریافت کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور خود بلدہ شاہ پور میں شاہزادہ کے پاس گیا اور حقیقت حال معروض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح میرے نام ہووے شاہزادہ اور اُسکے اتالیق محمد صادق خان کو شاہ پور میں نگاہ رکھا اور خود باتفاق جمیع امرائے اکبری اور راجہ علیخان برہان پوری مع بیس ہزار سوار کارگذار دکنیون کے رزم پر متوجہ ہوا اور دریائے گنگ کے کنارے دکنیون کے مقابل خیمے اور خرگاہ بلند کیے اور لشکر کے گرداگرد خندق کھود کر پندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ دکن کی تعداد دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلایہ اور قراولان سے طرح اور طور ورآمد برآمد کے معلوم کیے ماہ جمادی الثانی کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۵ ایکہزار پانچ ہجری میں چاشت کے وقت عازم جنگ ہو کر صفین آراستہ کین لیکن عصر کیوقت تلاقی طرفین کی واقع ہوئی اور سہیل خان نے آلات آتشبازی کے استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگناتھ راجپوت کو کہ مواجہہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار بہادر ہلاک کیا اور چونکہ امرائے نظام شاہی اور قطب شاہی بھی افواج اکبری کے تاب مقاومت نہ لاسکے دشت ہزیمت کی طرف منہزم ہوئے تھے سہیل خان نے مقابلہ اور مقاتلہ افواج دشمن کا اپنے اوپر فرض کر کے قریب وقت شام میمنہ اور میسرہ سپاہ مغل پر حملہ کیا اور اس طرح ان کی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہ پور میں شاہزادہ کے پاس پناہ لی اور صادق محمد خان اس امر کے درپے ہوا کہ شاہزادہ کو بھی مملکت دکن سے باہر نکالے لیکن خانخانان نے باوجود تفرقہ لشکر اُسی طرح معرکہ میں قدم ہنوز استوار کر کے مع فوج قلیل اُس رات کو توقف کیا اور سپاہ دکن قرار فتح کا ساتھ اپنے دیکر غارت میں مشغول ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کی اور سوائے سہیل خان اور ایک جماعت خاصہ خیل عادل شاہی کے تمام فوج غنائم کو جابجا مضبوط اور مستحکم میں پہونچانے کے لیے متفرق ہوئی اور حسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان بجماعت قلیل ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر معرکہ میں رہے اور پہر رات تک احوال ایک دوسرے سے کچھ خبر نپائی آخرالامر جب واقف ہوئے دونون اپنی محافظت میں کوشش کر کے لشکر جمع لانے کے درپے ہوئے اور جب خورشید ترک غدار یعنی آفتاب نے دریچہ مشرق سے سپاہ ہندوے شب کو منہزم کیا وہ دونون سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک دوسرے کے ایستادہ ہوئے اور خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حرف صلح درمیان میں لاکر بقائی ایک دوسرے کے جدا ہووین لیکن سہیل خان بعضے آدمیون کے وسوسہ کے سبب جنگ میں راسخ ہو کر مع فوج خانخانان کی طرف روانہ ہوا تب اُس نے بھی لاچار ہو کر نشان قتال بلند کیا اور طرفین سے ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ پہلے دن کی اُس کے مقابل ایک بازیچہ معلوم ہوتی تھی آخر کو تائید ربانی سے نسیم فتح وظفر خانخانان کے پرچم مراد پر چلی سہیل خان شاہ درک کیطرف فرار ہوا اور امرائے نظام شاہی اور قطب شاہی جو پہلے دن بھاگ گئے تھے بحال تباہ احمد نگر

اور حیدر آباد کی طرف راہی ہوئے حیات مستعار کو غنیمت جان کر شکر الٰہی بجا لائے اور خانخانان نے بعد اس فتح عظیم کے
ایک جماعت کو قلعہ پرنالہ اور کاویل کے محاصرہ کو کہ مملکت برار کے قلاع سنگین سے تھے تعین کیا اور خود قصبہ
جالنہ پور میں اقامت پذیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان ہراتی کی تحریک سے خانخانان کو
پیغام دیا کہ جو وقت فرصت ہے مناسب یہ ہے کہ ہم احمد نگر کی طرف متوجہ ہو دیں اور اُسے بھی مفتوح کر کے مملکت نظام الملکی
کو اپنے قبض و تصرف میں لاویں خانخانان نے جواب دیا کہ صلاح وقت یہ ہے کہ امسال برار میں جا کر وہاں کے
ملعون کو فتح کریں جب وہ مملکت تمام و کمال زیر نگیں ہو کر قید ضبط میں آوے اُسکے بعد اور معاموں کی طرف متوجہ
ہو کر لواے تسخیر بلند کریں اور جو یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ آیا اُس تفصیل سے کہ واقعات اکبر بادشاہ
میں تحریر کلک صحت ہوا ہے اظہار رنجش اور کدورت فرمایا اور شہزادہ اور صادق محمد خان نے چند عرائض شکایت آمیز
اکبر بادشاہ کو لکھیں اکبر بادشاہ نے خانخانان کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابو الفضل کو سپہ سالار دکن کیا اور میرزا
یوسف خان کو بھی اُسکا شریک فرمایا اور خانخانان شہور سنہ ایک ہزار چھ ہجری میں متوجہ درگاہ ہوا اور آہنگ خان
نے فرصت پا کر عداوت میں چاند سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہادر شاہ کو دستیاب کر کے اُس بدبلا
کو ایک قلعہ میں قید کرے اور خود نقارہ کو انا ولا غیری پر چوب مارے اور وہ اُس ارادہ سے واقف ہوئی
بہادر شاہ کی محافظت میں نہایت درجہ کوشش کر کے دروازہ حصار کا آہنگ خان کے منہ پر بند کیا اور یہ
مقرر کیا کہ وہ قلعہ کے باہر با اتفاق ارکان دولت کچہری کرتا رہے آہنگ خاں نے چندے اظہار اطاعت
اظہار کر کے آخر کو مخالفت کو برملا کی اور اکثر اوقات فریقین کے درمیان جنگ ہوتی تھی اور عادل شاہ
ایلچی کو بھیج کر ہر چند سعی فرماتا تھا کہ انکے درمیان سے نفاق دفع ہو کر اتفاق ظاہر ہو مگر کسی بیچ سے یہ سعی صورت پذیر
نہ ہوئی اور استقلال اور استیلا آہنگ خان کا حد سے گذر رہا اور میدان معرکہ خانخانان کے دفع ہونے سے خالی دیکھ کر
عین موسم برسات میں کہ ہر گنگ بھی پر آب تھی اور شاہزادہ کی طرف سے کمک پہونچانا مشکل تھا ایک جماعت سرداران
کو قصبہ بیڑ کی جانب بھیجا کہ اُسکو امرائے اکبر شاہی کے تصرف سے برآوردہ کرے اور وہاں کا حاکم شیر خواجہ بھی
کوس شجاعت کر کے اُس جماعت کے مقابل ہوا اور بعد جنگ شدید شکست پائی اور مجروح ہوا اور بہ صعوبت تمام
آپ کو قصبہ بیڑ میں پہونچا کر متحصن ہوا اور عرضی اکبر بادشاہ کی خدمت میں ارسال کی اور دکنیوں کے تسلط اور
شیخ ابو الفضل جاہی اور سید یوسف خان کی کمک نہ بھیجنے کے باب میں فقرات شکایت آمیز درج کیے
اکبر بادشاہ سمجھا کہ خانخانان کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہیے دکن کی سپہ سالاری سے عہدہ برا ہو سکیگا
اس واسطے اُس کا گناہ معاف کر کے عازم ہوا کہ پھر اُسے سرفراز فرما کر صاحب اختیار اور سپہ سالار دکن کرے
اتفاقاً ان دنوں میں شہزادہ مراد نے شرب مدام اور عورتوں کی صحبت مدام سے امراض عسیر کو بہم پہونچا کے
اور بلدہ شاہ پور میں جو اسکا تعمیر اور آباد کیا ہوا تھا بہ رحمت حق واصل ہوا اور اکبر بادشاہ نے مالک دکن شہزادہ
دانیال کو کہ اُس کا چھوٹا بیٹا تھا عطا کر کے خانخانان کے ہمراہ اُسے دکن میں روانہ کیا اور ابھی سرحد دکن میں
نہ پہونچا تھا کہ خود بھی حسب الالتماس شیخ ابو الفضل اور سید یوسف خاں شہور سنہ ایک ہزار آٹھ ہجری
میں دار الملک آگرہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور جو اکبر بادشاہ کو معلوم تھا کہ چاند سلطان

اور آہنگ خان کے درمیان نزاع اور نفاق بہت تھا جو خود قلعہ آسیر کے محاصرہ مین مشغول تھا اور شہزادہ دانیال اور
خانخانان کو احمدنگر کی تسخیر کیواسطے بھیجا اور آہنگ خان حبشی کو جو پندرہ ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ
وہ مغلون کا شہ جنیر لیکر بہادر نظام شاہ مغلون کے ساتھ مقابلہ کرے قلعہ احمدنگر کے اطراف سے برخاست کرکے اُس طرف
متوجہ ہوا اور شاہزادہ اور تمام امرا اس امر سے واقف ہو کر قریہ موری کیطرف کہ صحرائے وسیع ہے بقصد احمدنگر
روانہ ہوئے آہنگ خان حبشی سراسیمہ ہو کر خیمہ اور رفقا اور احمال و اثقال مین آگ دیکر بغیر اسکے کہ تصدی جنگ ہونے
پائے احمدنگر جاکر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی خبر لیوے برعکس اسکے ساجری کا سر پر ڈالکر جنیر کی جانب بھاگا شاہزادہ
اور امرائے مغل نے بے روک ٹوک قلعہ احمدنگر کے قریب ہو کر بدستور سابق محاصرہ کیا اور مورچے آدمیون پر
قسمت کئے شاہزادہ دانیال کی طرف سے خانخانان اور میرزا یوسف خان نے نقب کھودنا شروع کیا
اور دمدمہ تیار ہوئے قریب تھا کہ قلعہ مسخر اور مفتوح ہو جائے چاند سلطان نے حبشیہ خان خواجہ سرا سے جو قلعہ کے
افسر تھا یہ فرمایا کہ آہنگ خان اور دوسرے سردارون نے نقض عہد کرکے اسقدر سرکشی اور بے اعتدالی
کی کہ انکی شامت سے اکبر بادشاہ خود دکن کیطرف متوجہ ہوا اور یہ قلعہ بھی چند روز مین مفتوح کرینگے حبشیہ خان نے
کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب جو رائے صواب نما سے اقتضا فرماوے ارشاد کیجیے تو ہم اسکے موافق عمل کرین اور
حتی الوسع بجا لاوین چاند سلطان نے کہا صلاح اس مین ہے کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے جان اور مال اور
ناموس کی امان طلب کرکے بہادر شاہ کے ہمراہ جنیر کی طرف روانہ ہو دیرم اور وہان استقامت کرکے فضال
غیبی کے منتظر رہین حبشیہ خان نے اہل حصار کو طلب کرکے باآواز بلند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امرائے
کبار اکبر بادشاہ کے یکزبان ہو کر چاہتی ہے کہ قلعہ سپرد کر دے دکنی یہ صدا سنتے ہی حرم سرا مین در آئے اور
اس علیہ حضرت کو بشدت عقوبت تمام شربت شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نے اسی عرصہ مین نقبین
دو ڈالکر دیوار حصار اُڑائی اور قلعہ مین داخل ہوئے اور عورتون اور لڑکون اور جوانون کو اسیر کیا اور حبشیہ خان اور
جمیع باشندگان ادنے و اعلے مرد اور عورت اور غنی اور فقیر کو بہادر شاہ کے علاوہ جو قلعہ مین تھے تہ تیغ کیا اور
شہزادہ دانیال نے سرکار نظام شاہی کے نقد اور جواہر اور نفائس پر متصرف ہو کر قلعہ معتمدون کے سپرد کیا اور
بہادر شاہ کو اسیر کرکے اکبر بادشاہ کے پاس برہان پور لے گیا اور ان دنون مین قلعہ آسیر کو بھی اکبر بادشاہ نے مسخر اور
مفتوح کیا تھا پھر دکن اور خاندیس شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیساکہ وقائع خدیو جہان پناہ ابراہیم عادل شاہ مین تحریر
ہوا ہے بعدہ دارالخلافت کیطرف روانہ ہوا اور امرائے نظام شاہی نے مرتضے ولد شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کرکے چند
روز قلعہ پرینده کو دارالملک بنایا اور مدت بادشاہی بہادر نظام شاہ کی کہ تا غایت تحریر قلعہ گوالیار مین محبوس ہے تین برس اور چند ماہ تھی

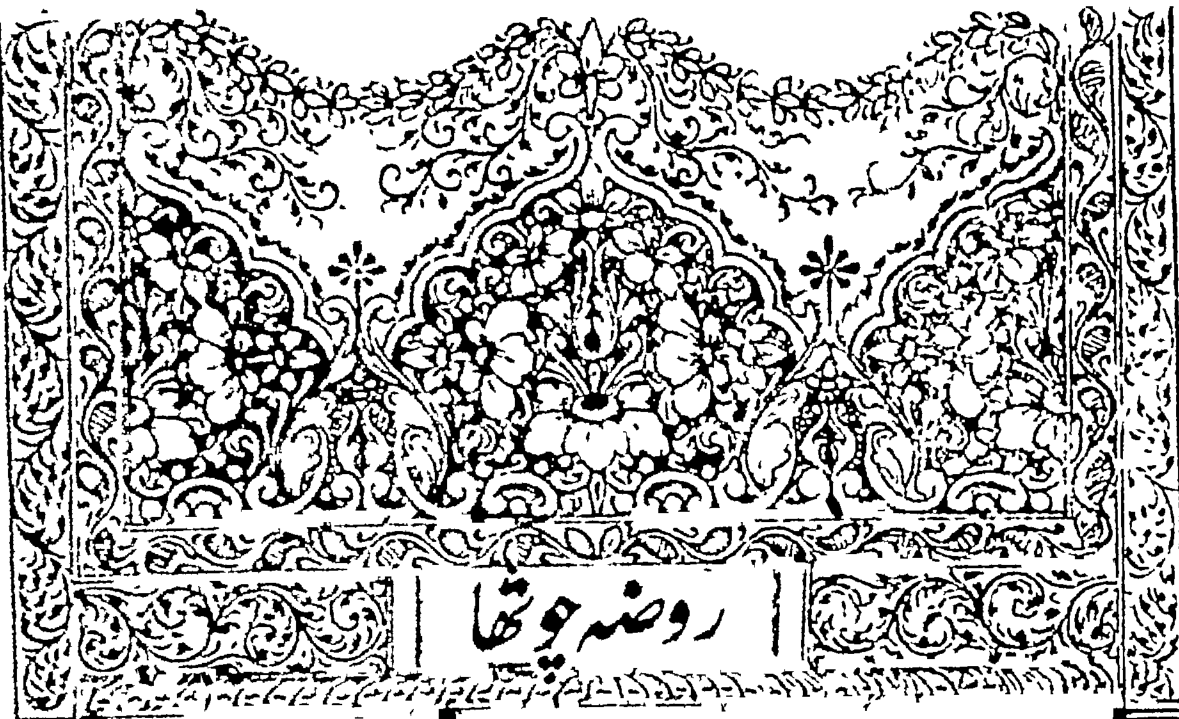
ذکر مرتضے نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی سلطنت کا

جب اکبر شاہ برہان پور سے آگرہ کی طرف تشریف لے گیا نظام شاہ کے ملازمون نے باوجود اسکے کہ خیل و حشم
نرکھتے تھے اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے امرائے کبار اور صاحب اختیار ہو کر نشان استقلال بلند کیا اور یوم
تحریر حال کتاب تک تتمہ سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ مغل کی صدمہ سے محفوظ رکھا چنانچہ ایک عنبر نامے

حبشی سرحد تلنگ سے ایک فرسخ قصبہ بیر تک اور چار کوس جنوبی احمد نگر اور دس کوس دولت آباد و بندر چیول تک
متصرف ہوا اور دوسرا راجو دکنی دولت آباد سے شمالاً سرحد گجرات اور جنوباً چھ کوس احمد نگر تک اپنے تصرف
میں در لایا اور دونوں نے بحسب ضرورت مرتضیٰ نظام شاہ کی اطاعت قبول کر کے قلعہ اوسہ کو مع چند قریہ
اخراجات ضروری اور مصارف لابدی کے واسطے سپرد کیا اور یہ دونوں سردار اس فکر اور تلاش میں تھے کہ
ایک دوسرے کو مغلوب کر کے اُسکے ممالک پر بھی متصرف ہووین لامحالہ درمیان ان دونوں کے ہمیشہ عداوت
رہی آپس میں صفائی نہوئی اور خانخاناں نے یہ امر سمجھکر اپنے ہمراہیون کو مامور کیا کہ قدرے ولایت عنبر پر کہ تلنگ کی
طرف واقع تھی متصرف ہوویں اور عنبر حبشی جمعیت کر کے سنہ ایک ہزار دس ہجری میں مع سات آٹھ ہزار سوار
اس طرف روانہ ہوا اور مغلو جو تھانے اٹھا کر اپنے ممالک اُسکے تصرف سے برلایا اور خانخاناں نے اپنے بڑے
بیٹے میرزا ایرج کو جو زیور شجاعت اور مردانگی سے آراستہ تھا مع پانچ ہزار سوار انتخابی مقابلہ اور مقاتلہ کو مامور کیا قصبہ
ناندیر کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا ایک نے ناموری اور بلند نامی کیواسطے اور دوسرے نے اپنے حفظ ملک
کے لیے از روے قہر و غضب افواج آراستہ کر کے توجہ کی اور نہایت شدت اور خصومت سے ایک دوسرے
پر حملہ آور ہوکر شرط مردی اور مردانگی بجا لائے اور گرد و سر ہو شمشیر و تیر سے آپس میں سرخ و زخمی کر کے صفحہ سرخ کمانی
پر جداول خون جاری کیں **مثنوی** دران رزمگہ تشنہ شد بلند بسکہ رحمت یا مدبیر ار گرد * جہان گشت از غنچ آن معا[illegible]
مروت چو سیمرغ در کوہ قاف * بسم بادپایان شدہ فرق ساف * سر سرکشان اماد در زیر پای * بعد اسکے کہ طرفین سے
ایک جماعت کثیر نے قالب ارواح سے خالی کیے اکبر بادشاہ کے اقبال نے اپنا کام کیا عنبر حبشی زخمہاے
کاری اٹھا کر جانبر رہی سے جدا ہوکر میدان جانستان میں گرا ایک جماعت حبشیون اور دکنیون سے کہ اسکے مخلص
تھے ہجوم لاکر اُسے سوار کر کے میدان سے باہر لیگئے عنبر پھر درپے لشکر فراہم لانے کے ہوا اور اپنے ممالک کی محافظت
کیواسطے دوڑ دھوپ سے مارا آیا اور خانخاناں جو اُسکی شجاعت اور مردانگی کو مشاہدہ کر کے یقین جانتا تھا کہ وہ پھر
سرکشی کی فکر میں ہے اسوجہ سے صلح پر آمادہ ہوا اور عنبر نے بھی عدم اتفاق راجو دکنی سے ملک ساے معرکہ مذکور کو
اُسکی تحریک سے جانتا تھا مصالحہ کو وجہ نیک جانکر خانخاناں سے ملاقات کی اور عہد و شرطین قرار دے کر لوازم
عہد و پیماں درمیان میں لایا پھر رخصت ہوکر اپنے ممالک کی طرف مراجعت کی اُسوقت سے اس وقت یعنی تحریر
کتاب ہذا تک نقض عہد و پیمان واقع نہوا اور عنبر خانخاناں سے بکمال اخلاص و اعتقاد پیش آتا ہے اور انھیں
دنون میں تلنگ راے کول اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل خواجہ سرا اور دیگر سرداران دکن نے عنبر حبشی کی ترک
رفاقت کر کے مرتضیٰ نظام شاہ کی ملازمت اختیار کی اور شاہ موصوف کو عنبر کے دفع پر عازم جازم کر کے قلعہ اوسہ
کے اطراف میں لشکر کشی کیا اور عنبر بھی اپنے اعوان کو ہمراہ لیکر اُسطرف گیا نظام شاہ سے مقابلہ کر کے غالب آیا
اور تلنگ راے کو زندہ اسیر دستگیر کر کے مقید کیا نظام شاہ نے باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل کہ عمدہ امرا
تھے مضطرب ہوکر عنبر سے صلح کی اور عنبر چاہتا تھا کہ قلعہ پرندہ کو اپنے تصرف میں لاوے اسواسطے نظام شاہ کے
ساتھ مین آخر ربیع الثانی سنہ ایکہزار بارہ ہجری مین قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور تھانہ دار قلعہ بھین خان حبشی نے کہ قریب
بیس برس سے وہان کا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام دیا کہ مین حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت جانکر قلعہ کے

اندر جگہ دیتا ہون لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر بادشاہ کا نوکر ہوا ہی مین اُسپر اعتماد نہین کرتا اور اسے قلعہ مین داخل نہ کرون گا عنبر نے جواب دیا کہ مین تہنگ راے اور فرہاد خان اور ملک صندل کے غدر سے بے خوف نہ تھا اصلاح وقت دیکھکر خانخانان سے بسبب ظاہر ملاقات کرکے اُنکا طرفدار ہوا لیکن دلسے اپنے تئین نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ لوازم دولتخواہی بجالاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت مین مساعی جمیلہ پیش پہونچاؤن منجھن خان نے اس عذر کو قبول نہ کیا اور ابواب حرف و حکایات مسدود کرکے خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر قلعہ مین در آوے اور منجھن خان اُسکے سبب قوی پشت ہووے اُسے گرفتار کرکے نظر بند کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے نظام شاہ کی گرفتاری سے دلگیر ہوکر آپ کو پاے قلعہ مین پہونچایا اور منجھن خان نے قریب ایک ماہ نشان مدافعہ بلند کیا اور جو کہ منجھن خان کا بیٹا موسوم بسونا خان بے اعتدالی کرکے اہل حصار کے زن و فرزند پر دست درازی کرتا تھا انھون نے ہجوم کرکے اسے قتل کیا بدین سبب منجھن خان نے اپنے توقف مین صلاح نہ دیکھی جریدہ قلعہ سے بھاگا اور باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل اور دوسرے آدمیون کے التجا عادل شاہ کی طرف لیجاکر سب اُس کے ملازم ہوئے اور متحصنون نے روش منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز قلعہ مین متحصن رہے اور آخرش عنبر بحسن تدبیر اس پر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو حوالات سے نجات دے کر چتر اُس کے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان کے ساتھ اُس قلعہ مین مقیم کرکے خود مع خیل و لشکر باہر روانہ ہوا اور محرم ۱۰۱۳ھ ایک ہزار تیرہ ہجری مین شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کے لینے کو راہ ناسک اور دولت آباد سے احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر تکلیف کی کہ وہ بھی بطریق عنبر فرمانبردار ہوکر ہماری ملازمت کے واسطے حاضر ہووے اور وہ مملکت جاگیر پاکر بازگشت کرے راجو نے اعتماد اس کے عہد و قول پر نہ کیا شہزادہ طیش مین آیا اور اُس کے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان جرأت کا بلند کرکے مع آٹھ ہزار سوار اس کے مقابلہ کے لیے عزیمت کی اور اگرچہ مرتکب جنگ صف نہوتا تھا لیکن لشکر مغل کے حوالی اور حواشی کو تاخت و تاراج کرنے سے اس قدر مزاحمت پہونچائی کہ شہزادہ نے ایلچی خانخانان کے پاس جالنہ پور مین بھیجکر کمک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آپہونچا اور باعث آرام و آسائش ہوا اور بعد وصول خانخانان کے راجو نے ترک تاخت و تاراج کرکے اپنے ممالک کی راہ لی اور شہزادہ نے مع خانخانان احمدنگر کیطرف جاکر پالکی عروس کے ہمراہ معاودت کی اور قلعہ پٹن کے باہر نہر گنگ کے کنارہ لوازم جشن شادی بجالایا اور خانخانان نے جالنہ مین مقام کیا اور شاہزادہ برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی راجو قلعہ پرندہ مین جاکر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور عنبر کے دفع کرنے کا ذمہ دار ہوا غرض کہ چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کی طرف سے ظہور مین پہونچے عنبر مضطرب اور سراسیمہ ہوکر آدمی خانخانان کے پاس بھیجکر طالب کمک ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار بسرداری میرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر سے اُسکی مدد کے واسطے بہ تعجیل روانہ کیے عنبر اُس کمک کے آنے سے قوی پشت اور قوی دل ہوا اور

راجو کو دولت آباد کی طرف منہزم کیا اور جو سلطنت دکن کی شاہزادہ دانیال کو بھی مبارک ہوئی برہان پور میں وفات
ہوا اور اس عرصہ میں خانخانان برہان پور میں تھا عنبر نے فرصت پاکر خوب لشکر فراہم کیا اور بقصد انتقام دولت آباد
کی سمت راجو پر فوج کش ہوا راجو اس مرتبہ تاب اسکے مقابلہ کی نہ لایا آدمی برہان پور بھیجکر خانخانان سے التجا کرکے
کمک کی درخواست کی خانخانان بھی بعضے امور کے سبب اپنا رہنا اس بلدہ میں مناسب نہ جانتا تھا بہانہ ہی چاہتا تھا
فوراً دولت آباد کی طرف روانہ ہوکر چند روز درمیان لشکر عنبر اور راجو کے حائل ہوا اور نہ چاہا کہ ایک دوسرے پر تاخت
کرکے غالب ہووے عنبر نے جو خانخانان کو راجو کی حمایت میں نہایت مصروف دیکھا اسکے کہنے سے راجو کے
ساتھ صلح کرکے پرندہ کے سمت راہی ہوا اور خانخانان بھی جالنہ پور گیا اور ملک عنبر چونکہ راجو کی پہلی لشکرکشی بھی مرتضیٰ
نظام شاہ کی فتنہ انگیزی سے جانتا تھا درپے اسکے ہوا کہ اسے معزول کرکے دوسرے شخص کو خاندان نظام شاہیہ
سے شاہ کرے لیکن اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ اس امر پر راضی نہ تھا ارادہ اسکا قوت سے فعل میں نہ آیا
اور ابتدائے سنہ ۱۰۱۶ ایک ہزار سولہ ہجری میں عادل شاہ کے فرمانے کے بموجب نظام شاہ کے ساتھ ابواب الفت
مفتوح کیے رفتہ رفتہ صفائی کلی انکے درمیان بہم پہونچی اعتماد ایک کا دوسرے پر ہوا پھر دونوں متفق ہوکر مع دس
ہزار سوار جنیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نظام شاہ بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ اپنے باپ دادا کے مسکن میں
استقامت پذیر ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کی طرف راجو کی گوشمالی کیواسطے کہ اسکے خوف
سے عنبر جنیر کی طرف جا نہ سکتا تھا نامزد کیے اور راجو بعد زد و خورد گرفتار ہوا اور مملکت اسکی بھی نظام شاہ کے حوزۂ
تصرف میں آئی اور عنبر اس مملکت میں صاحب اختیار ہوا اور استقلال اسکا حد سے گذرا اور ان دنوں کی حالت
تحریر میں سلطنت دودمان نظام شاہیہ کی مرتضیٰ نظام شاہ ولد شاہ علی کو پہونچی اور رتق و فتق اور حل و عقد عنبر حبشی کے قبضۂ اقتدار
میں ہے اور بحسب ظاہر دولت نظام شاہیہ انحطاط میں ہے اور بادشاہان دہلی انکی تتمہ مملکت کی طمع کرکے حوالۂ فرصت
میں دیکھیے مشیت ایزدی اور ارادۂ لم یزلی سے کیا ظہور میں آتا ہے فقط



بیان حالات حکام تلنگ مین کہ موسوم بہ قطب شاہیہ مین

واقفان اسرار عالم کون وفساد پر مخفی اور محجب نہ رہے کہ شاہ خور شاہ نام ایک شخص مردم عراقی سے نے عہد ابراہیم قطب شاہ مین
بہ فن تاریخ ایک کتاب مبسوط لکھی اور نقیر وحقیر وقائع قطب شاہیہ بھی اس کتاب مین لکھ دیے لیکن وقت تحریر اس مین
صحائف سے جو وہ کتاب مؤلف کے پیش نظر نہ تھی لہذا بہ تفصیل اُن کے حوادث ایام نہ لکھ سکا بلکہ اس سلسلۂ عظیمہ کے
بادشاہون کے نام اور مجمل واقعات عظیمہ پر اکتفا کی

تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانبانی کا

سلطان قلی ترکان بہارلو اور قوم میر علی شکر سے ہی اور بعضے اس دودمان کے منسوبان سے دعوی کرتے ہین کہ
سلطان قلی بادشاہ عراق میرزا جہان شاہ مقتول کے نواسون سے ہی لیکن روایت اول صحت سے قریب تر ہی اور
بہر تقدیر اُسکی جاے پیدائش ہمدان ہی اور عہد آخر سلطان محمد شاہ بہمنی مین آغاز جوانی مین ولایت سے دکن کیطرف
آیا اور چونکہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اُسنے اپنے تئین غلامان ترک کے سلک مین منتظم کیا اور جو
علم حساب سے ماہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا بنا برین محلات حرم کا شرف مقرر ہوا اور خواتین اُسکے حسن سلوک
اور امانت اور دیانت سے راضی اور شاکر ہوئین اور اُن دنون مین جاگیرین اہل حرم کی تمام مملکت تلنگ سے متعلق
تھین اور وہان کے اقطاع سے عرضیان شکایت آمیز پہونچین کہ چورون اور راہزنون کی پرگنون مین کثرت ہی اور رعایا
دن بدن تمرد اور سرکشی کرتی ہی اور سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کر کے اداے مال وجہات مقرری مین تامل و تعلل کرتی ہی اگر
فوج کشیر درگاہ سے باغیون کے دفع کیواسطے مامور ہووے ولایت اصلاح مین آوے اور محصول بادشاہی وصول ہو اور
اگر سرکار اسال تدارک نہ کریگی تو دسوان حصہ بھی مال مقرری خزانہ مین داخل نہوگا سلطان محمد شاہ نے چاہا کہ ایک امراے کبار

مع دو تین ہزار سوار اس طرف روانہ کیے سلطان قلی ایک دو تین جوم کو متوسط کر کے اس غرض پر دار ہوا کہ اگر یہ خدمت
دو لخواہ سے رجوع ہو دے بدون لشکر اس طرف جا کر اقبال بادشاہ کی برکت سے تمام باغی اور طاغی کو دفع کرے
سلطان محمد شاہ نے اُسے بطور لطف عنایت کر کے اس خدمت پر سرفراز کیا اور وہ مع اپنے متعلقان کے ان پرگنات
میں گیا اور کس تدبیر ہمت سے یومیہ داروں کو موافق کر کے اُنکے باتفاق چند عرصے میں چوروں اور رہزنوں کو پست و نابود کر کے
ایک نشان باقی نہ رکھا اور امرائے بزرگ کی جاگیر ان خواص پرگنات کے حوالی اور حواشی میں تعین اہل بغی کے فساد
سے صاف کر کے شجاعت اور مردانگی میں موصوف و معروف ہوا اور سلطان محمود بہمنی کے عہد میں جیسا کہ تحریر ہوا مرتبہ
امارت پر پہونچا اور خطاب قطب الملکی پا کر ملک تلنگ میں سے بلدہ گلکنڈہ مع مضافات جاگیر پائی بعد اُسکے چند مدت
اُس حدود کا سپہ سالار رہا اور فرمانوں میں اُسے صاحب السیف والقلم لکھتے تھے اور جب یوسف عادل شاہ اور
احمد نظام شاہ اور عماد الملک نے دعوی سلطنت کر کے چتر سر پر لگایا اور یوسف عادل شاہ نے کہ سو صفے کے وہ بھی
مرید خانوادۂ مشائخ صفویہ تھا خطبہ میں اسامی بارہ امام علیہم السلام داخل کیے اسواسطے سلطان قلی نے بھی ایام امارت
اور سپہ سالاری میں نام ائمہ اثنا عشری کو خطبہ میں مذکور کیا اور جو بادشاہی سلطان محمود بہمنی نے حد سے زیادہ ضعف
پیدا کیا تھا وہ بھی سنہ ۹۱۸ ہ نو سو اٹھارہ ہجری میں بتمہید امر سلطنت ہوا اور اپنا نام قطب شاہ مشہور کیا اور جمیع امور میں قاعدہ
اور روش پادشاہان ولایت پیش نہاد ہمت کر کے باوجود مملکت مختصر رواج و رونق میں کوشش کی اور
خلاف عادل شاہ اور عماد شاہ اور برید شاہ کے بطریق بادشاہان ولایت نوبت پنج وقتی بجائی اور اپنے عزیز و
اقارب کو مناصب ارجمند پر منصوب اور مخصوص کیا اور ہر ایک کے ساتھ در خور حالت ایک خدمت اور مہم لائق
رجوع فرمائی اور حقوق تربیت سلطان محمود رعایت کر کے ہمیشہ تحف و ہدایائے لائق اور نقود وافر ہر ماہ اُسکے
واسطے شہر احمدآباد بیدر میں مرسول رکھتا تھا اُس کے بعد جب جلوس شاہ اسمعیل صفوی تخت ممالک ایران پر منتشر ہوئی
مدنظر کر اُسے مرشد زادہ اپنا جانتا تھا خطبہ میں آنحضرت کا اسم اپنے نام سے مقدم کیا اور نام اصحاب ثلثہ
کے تدریج خطبہ سے ساقط کیے اور جو برہان شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت کے موجب خطبہ بطریق شیعہ
پڑھا تھا سلطان قلی نے اس کی حمایت اور استظہار کے باعث نہایت اطمینان سے اُس مذہب کے شعار
بر ملا رواج دیے اور بہت سے شیعہ مذہب والوں نے زبان طعن بے ادبی کی حضرات صحابہ ثلثہ کی نسبت
کھولی اور اس زمانہ تک کہ تخت سلطنت پر محمد قلی قطب شاہ اجلاس فرما ہیں اُن ممالک میں اسی طریق سے
خطبہ اثنا عشر منبروں پر پڑھ کر اول فاتحہ سلامتی بادشاہ ایران شاہ صفوی کا قرأت کرتے ہیں اعتقاد اور
اخلاص میں اُسکے قصور نے راہ نہیں پائی اور خواہش صادق اور ارادت واثق ساتھ مشائخ صفویہ کے
رکھتے ہیں اور سلطان قلی قطب شاہ اپنے ایام سلطنت میں سلاطین دکن کی نسبت سلوک برادرانہ کرتا تھا
مگر اُس ایام میں کہ سلطان بہادر گجراتی نے عماد الملک بہاری کے حسب الالتماس مملکت دکن میں داخل ہو کر
بہت خرابی اور ویرانی ولایت نظام شاہ میں پہنچائی سو تب خلاف مروت عمل کر کے ایلچی اُسکے پاس بھیجا اور اظہار
یکجہتی کر کے چاہتا تھا کہ ساتھ اُسکے دم دوستی کا مارے لہذا جب معاملہ سلطان بہادر کا منقطع ہوا اسمعیل عادل شاہ
نے برہان شاہ کی تجویز قصد کر لیا کہ پھر اُس کے ملک سے مسخر کیجے اور قطب شاہ نے ہر چند کوشش کی

کہ برہان شاہ سے موافقت کرکے آتش اس فساد کی آب تدبیر سے بجھا دے میسر نہوئی یہانتک کہ اسمٰعیل عادل شاہ
نے سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین اس قلعہ کو جو سرحد پر واقع ہے لشکر لیجا کر محاصرہ کیا قطب شاہ نے جو طاقت اُسکے مقاومت کی
نہ رکھتا تھا اپنے مرکز سے حرکت نہ کی البتہ کچھ سوار اور پیادہ اُس حدود کی طرف بھیجے کہ وقت بوقت مردم گروہ سے عادل شاہ
کو مزاحمت پہونچا کر انھین بتنگ اور عاجز کرین قضارا انھین دنون مین اسمٰعیل عادل شاہ کا نامہ زندگی اختتام کو پہونچا اس دار
ملال سے رحمت ذوالجلال مین واصل ہوا اور قطب شاہ نے بدون ایلچی گری کے ہر روز ہی کے اُس مخمصہ سے نجات پائی
اور ایک جماعت اعیان و حکام سے برہان شاہ کے پاس بھیجی اور شاہ طاہر کے مساعی جمیلہ سے ان دونون بادشاہ
ہم مذہب مین کدورت ساتھ صفائی کے مبدل ہوئی لوازم اتحاد اور دوستی کے جانبین سے ہوئے اور جب سلطان قلی
قطب شاہ بسبب اجل طبیعی کے اس دار ناپائدار سے جلد تر جوار رحمت ایزدی مین انتقال نکرتا تھا اسواسطے اسکا
بیٹے نے جمشید کہ جسے تمنائے شاہی مین ریش سفید کی تلخی باپ کی طول عمر سے بتنگ آکر ایک غلام ترک کو اس امر پر راضی اور
موافق کیا کہ فرصت پاکر کام اس سلطان کا تمام کرے اتفاقاً سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین ایک روز سلطان قلی قطب شاہ ندیا کے
کنارے بیٹھکر جواہر صندوقون سے برآورد کرکے تماشا کرتا تھا کہ اس غلام ترک نے کہ جو مدت سے فریب دیتا
تھا بلاے ناگہانی کی طرح پیچھے سے آیا اور ضرب شمشیر آبدار سے اس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کے ڈر سے
جمشید کیطرف کرجھنا راس مجلس سے بھاگا جمشید نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہو قاتل کو زحمت کلام کرنے کی
نہ دی اور قتل کر دیا اور جو یہ اولاد اکبر تھا اپنے باپ کی جگہ تخت مملکت تلنگانہ پر قائم ہوا اور باگ حکومت کی تھامی
کی سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد نرینہ مین سے تھے جمشید اور حیدر اور ابراہیم اور مدت سلطنت کی [illegible]

ذکر جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا

جب جمشید قطب شاہ افسر شاہی زیب سر کرکے زمام حکومت اپنے کف اقتدار مین لایا اُسنے بھی اپنے باپ کے شیوۂ
مستودہ پر عمل کیا اور مذہب اثنا عشر کے رواج مین بدرجۂ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزا پرسی اور
مبارکباد جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو احمد نگر سے دارالملک گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور جب اس دیار سے
چھ کوس کا فاصلہ رہا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اس قدسی منزلت کا باعزاز و اکرام تمام کیا اور سنگاسن خاصہ
مین سوار کرکے نہایت احترام سے شہر مین لایا اور اس دیار کے باشندے اُسکے انوار جمال کے پرتو سے فیضیاب
ہوئے اور اُسکی خاک اقدام کو کحل الجواہر دیدہ ہاے بینائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے
ایسے کلمات کہ دنیا دارون کے کام آوین درمیان مین لاکر قطب شاہ سے برہان نظام شاہ کے ساتھ موافقت
اور یکجہتی کے بارہ مین عہد و پیمان لیا اور تھا ور ذوالجلال کے حفظ و امان مین پھر احمد نگر کیطرف تشریف لیگیا اور جو ان دنون مین
درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ کے بسبب بعضے مقدمات کے غبار نزاع اور خشونت مرتفع ہوا جمشید قطب شاہ
نے نظام شاہ کے بھروسے پر بلکہ اسکی تحریض و ترغیب کے سبب در دروازہ خزانون کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور پیادہ
فراہم لاکر ولایت عادل شاہ مین داخل ہوا اور پرگنہ کاکنی مین تین چار ماہ کے عرصہ مین ایک قلعہ نہایت سنگین بناکر کے
اتمام کو پہونچایا اور ابراہیم عادل شاہ اُس سبب سے کہ خرخشہ نظام شاہ اور رام راج سے مفروغ نہ تھا اُسکے مدافعہ

یہ مشغول ہو سکتا تھا مختصر قطب شاہ نے قلعہ مستحدث کو مردم معتبر کے سپرد کر کے عزم تسخیر بقیہ قلعوں کی سے اتفاقاً
تمام قلعہ آہنگر کیطرف جو قریب قلعہ شاعر ہے روانہ ہوا اور اُسے محاصرہ کر کے الغنک اور مورچے آگے بڑھائے اس میان
میں عادل شاہ نے رامراج اور نظام شاہ سے پھر صلح کی اور اُنکی طرف سے مطمئن ہوکر اسد خاں لاری کو مع جمعیت خاصہ
لشکر تلنگ کے معاملہ کے واسطے نامزد فرمایا اور قطب شاہ نے مضطرب ہو کر ایلچی برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میں آپ
کے قول پر اعتماد کر کے اس سفر کا مرتکب ہوا ہوں آپ کے مکارم اخلاق حمیدہ سے تعجب ہے کہ اس مخلص کے بغیر
شورہ اور مشورہ احمد نگر کیطرف تشریف فرما ہوتے ہیں برہان شاہ نے جواب دیا کہ میں نے مصلحت وقت دیکھکر
عادل شاہ کے ساتھ صلح کر کے سالہا سال رعایت عہد کی ہے لازم کہ آپ محافظت قلعۂ کاکنی میں کوشش کریں بعد موسم
برسات پھر یہاں آویں اور گلبرگہ اور رائچور اور ساغر کے اسطرف سے آب مورہ کے کنارہ تک تعلق تمہارے ہوگا
اودہ پورا اور ملدرک کے اُس طرف سے کنارہ مورہ تک ہم متصرف رہیں گے اور قطب شاہ باوجود اس کے کہ
جانتا تھا کہ برہان نظام شاہ بادشاہ محیل اور مکار ہے اُسکے فریب میں آکر قلعہ آہنگر کی محافظت میں راسخ اور عازم
ہوا اور اسد خاں لنگوائی سے پہلے قلعۂ کاکنی کو محاصرہ کر کے تین ماہ کے عرصہ میں بزور و قہر مفتوح کیا اور مردم درونی کو
قتل عام کیا اور وہاں سے بشوکت و صولت تمام و استعجال بکمال آہنگر کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ نے صلاح
اُسکے مقابل ہونے میں نہ دیکھی قلعہ آہنگر کے گرد سے برخاست کر کے اپنی سرحد کیطرف روانہ ہوا اسد خاں نے اُسکا پیچھا
کیا اور چند جنگ واقع ہوئیں اور ہر مرتبہ اسد خاں مظفر و منصور ہوا قطب شاہ شکست کھا کے بے نیل مرام واپس گیا
اور جنگ آخر میں حسب اتفاق قطب شاہ اور اسد خاں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور گیارہ ضرب تلوار کی انکے
درمیان آپس میں چلیں چنانچہ ایک زخم قطب شاہ کے چہرہ پر لگا سر اور ناک اور ایک طرف کا کلہ گوشہ لب تک
کٹ گیا تمام عمر اکل و شرب میں محنت اور مشقت بہت کھینچی اور کسی کے سامنے کچھ تناول نہ کرتا تھا منقول ہے کہ جس
وقت قطب شاہ اس سفر پر آمادہ ہوا ملا محمود گیلانی رمال کو کہ اُس کے ملازمان سے تھا بلا کر فال سفر سے سوال
کیا ملا محمود نے قرعہ ڈالکر کہا یہ سفر سلطان کے حق میں خوب نہیں معلوم ہوتا صلاح دولت یہ ہے کہ موقوف کریں
قطب شاہ نے برائی کی تفصیل استفسار فرمائی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا ملا محمود عرض پیرا ہوا کہ اس کے تصریح میں
خطرے ہیں لیکن جو حضرت مبالغہ فرماتے ہیں ناچار معروض کرتا ہوں کہ اس سفر میں اگرچہ ابتدا میں اکثر کام
بندگان عالی کے حسب دلخواہ ہونگے لیکن آخر کو غلبہ دشمن کا ہوگا اور آپ کا سارا و سلب مال و اسباب بہت تاراج
ہوگا اور حضرت کی ناک کو بھی صدمہ پہونچیگا قطب شاہ یہ تقریر سنکر طیش میں آیا اور ناک بھوں چڑھاکر ملا محمود کی
الف بینی صفحۂ چہرہ سے حک کر کے اپنے قلمرو سے نکال دیا پس از آنجا اُس کے کہنے کے موافق
بعینہ وہ صورت ظہور میں آئی سلطان نہایت غمناک اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوا اور سپاہ ایک
معتمد بلدہ بیدر میں اُس کے پاس بھیجکر گلکنڈہ میں ملا بھیجا مولوی نے جواب دیا کہ دولتخواہ نے حتی المکان
جستجو کی لیکن اسوقت تک دوسری ناک بہم نہیں پہونچی انشاء اللہ تعالی جس وقت بہم پہونچیگی سر کو قدم کر کے
ملازمت اقدس میں مشرف ہونگا اور بھی آپ کے امر مبارک پر تصدق کرونگا قصہ کوتاہ قطب شاہ نے
بعد اس واقعات کے عادل شاہ سے صلح کی اور بہت ولایت کھیتی کو مفتوح کیا بعد اس کے بیمار ہو کر

قریب دو سال روز بروز شدت مرض سے ضعیف و نحیف ہوا اور نہایت کج خلقی اور بدمزاجی سے آدمیون کو تھوڑے قصور پر قتل کرتا تھا اور قیدخانہ بھیجتا تھا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے متنفر ہوکر اُسکے بھائیون سے متفق ہوئی اور چاہا کہ حیدرخان کو والی کرین لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کے کہ ظہور مین آوے واقف ہوا دونون بھائی بزور بازوے مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہوکر گلکنڈہ سے بھاگے اور شہر بیدر مین جاکر پناہ لی حیدرخان اسی عرصہ مین فوت ہوا ابراہیم بیجانگر کیطرف گیا اور قطب شاہ رنج والم کے وفور سے تپ دق مین مبتلا ہوا اور شہور سنہ ۹۵۵ نوسو پچپن ہجری مین جان جان آفرین کے سپرد کی مدت اسکی سلطنت کی سات سال سے کچھ زیادہ تھی

ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب دانا صابطہ مدبر ہوشیار جواد تھا لیکن قہر و غضب اُسکے مزاج پر غالب تھا تھوڑے جرم پر بندگان خدا کو عجیب طرح کے عذاب کرتا چنانچہ فرماتا تھا کہ مظلومون کے پاؤن کے ناخن بضرب تازیانہ سر انگشت سے جدا کرکے ایک ظرف مین رکھکر میرے روبرو لاوین تو مجھے تسلی ہووے اور اُس کے باورچیخانہ مین کھانا نہایت تکلف کا پکتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُس کے حکم کے بموجب خوان مائدہ فیض مین تناول کرتے تھے اور علم تاریخ اور نقل حکایات بادشاہان پیشین مین رغبت زیادہ رکھتا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ مین مثل ایک جنگل کے چورون اور رہزنون سے پر تھی اس طور سے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور مالدار وغیرہ بیقافلہ اور رفیق رات دن آمد و شد کرکے رہزنون کے دغدغہ سے امین تھے اور اُس کے عہد مین بہت سے نوکر درجہ اعلے کے بہم پہونچے جن سے یہ خاندان سب بلند نام ہوا اور جب یہ اپنے بھائی کے خوف سیاست سے بیجانگر بھاگا رامراج نے اُسکی تعظیم مین کوشش کی اور جاگیر ایک امراے حبشی کی کہ عنبرخان نام رکھتا تھا چھینکر اُسکے حوالہ کی اور رسم دکن ہی کہ ایسے مقدمات مین بالضرور نزاع واقع ہوتی ہی اس سبب سے عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز ابراہیم قطب شاہ رامراج کے دیوانخانہ مین جاتا تھا حبشی نے سدراہ ہوکر کہا کہ ہم تم لڑین جو غالب آئے جاگیر وہ لیوے ابراہیم قطب شاہ نے کہا بادشاہون کو اپنے ملک کا اختیار ہی جس شخص سے چاہین چھین لین اور جسے چاہین دین اس امر مین نزاع کرنی عقل سے بعید ہی عنبرخان نے کہ عقل سے خالی اور حمق سے بھرا تھا اُس کی تقریر دلپذیر گوش ارادت سے نہ سنی اور باتین رکیک اور بیہودہ بکنے لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑ ے سے اُترکر جس طرح سے کہ دکن مین شائع ہی اسے جواب سخت دے کر ایک ضرب شمشیر عنبر کے شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی اور طائر روح اُس کا پرواز کر گیا عنبرخان کے بھائی نے چاہا کہ اپنے بھائی کے خون کا انتقام لون اور پھر قطب شاہ سے یکیکی کرون لیکن ایک کردی پردیسی نے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور علم شمشیربازی مین وقوف تمام رکھتا تھا اُسکا مقابلہ اختیار کیا وہ بھی اُس حبشی پر غالب آیا اور اسے قتل کیا اور قطب شاہ عنبرخان کی بیرق پر کہ اصطلاح دکن مین بیرق نشان کو کہتے ہین متصرف ہوکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اس دیار مین اپنے بھائی کی قید حیات تک بود و باش اختیار کی جب وہ قضاے الٰہی سے مرگیا مصطفےٰ خان اردستانی اور صلابت خان غلام ترک اور بھی ارکان دولت نے اتفاق کرکے جمشید قطب شاہ کو کہ طفل دوسالہ تخت سلطنت پر بٹھایا اور دکھنیون نے ہجوم کرکے

دولتواہ کے رواج اور رونق شاہی مصطفےٰ خان اور صلابت خان سے متعلق ہوکر یہ تحریک کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو بیجانگر سے طلب کرکے بادشاہ بناوین اور دکھینوں نے واقف ہوکر اسے استحکام اور ہوشیاری میں کوشش کی مصطفےٰ خان اور صلابت خان نے کہ اپنے ارادہ پر راسخ اور مضبوط تھے رامراج کو عریضہ لکھکر استدعا کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو گلکندہ کی طرف روانہ کرین رام راج نے اُنکی درخواست قبول کرکے ابراہیم قطب شاہ کو رخصت کیا اور جب وہ سرحد ملنگ پر پہونچا مصطفےٰ خان سب آدمیوں سے پیشتر اُسکی ملازمت میں حاضر ہوکر خلعت میر جملگی سے سرفراز ہوا اور ہندو مہاجنوں سے دو لاکھ ہون قرض لیکر امور سلطنت کے سامان میں مشغول ہوا اور جب خبر مصطفےٰ خان کی میر جملگی کی گلکندہ میں پہونچی تمام آدمی خوشحال ہوکر بادشاہی ابراہیم قطب شاہ پر راغب ہوئے اور صلابت خان مع دو تین ہزار سوار کہ اُن میں اکثر عرب تھے اُسی دن بزور ضرب شمشیر گلکندہ سے برآمد ہوکر سرحد کیطرف متوجہ ہوا اور اس کے بعد اور لوگ بھی جمشید قطب شاہ کے بیٹے کی ترک رفاقت کرکے اُسکی خدمت میں حاضر ہونے لگے یہانتک کہ سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے انھیں ہمراہ رکاب لیکر گلکندہ کی طرف روانہ ہوا جب دار الملک کے حوالی مین پہونچا باقی آدمی بھی جان ومال کی امان چاہکر اُسکے شریک ہوئے اور ابراہیم قطب شاہ بساعت سعد شہر مین داخل ہوا اور اپنے باپ کی مسند حکومت پر قدم رکھا ارکان دولتخواہ لوازم نثار بجالائے اور قطب شاہ نے بھی بارہ ہزار ہون طلا فقیرون اور مستحقون کو تقسیم کرکے مسرور الخلق اور خوشحال کیا اور رستان کمو د عمر خان کو نشانی فتح اور مبارکبادی جاکر خاصہ بادشاہی کیا اور اپنی ہمشیر مصطفےٰ خان کے حبالہ نکاح مین لاکر اُسے سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہوکر مقرر کیا کہ ہم اور آپ باتفاق قلعہ گلبرگہ اور راتنگر کو لیکر گلبرگہ پر آپ اور راتنگر پر ہم متصرف ہووین اس واسطے دونون بادشاہون نے ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ ہجری مین علی عادل شاہ کی سرحد میں داخل ہوکر گلبرگہ کو محاصرہ کیا اور جب فتح ہونے کے قریب ہوا قطب شاہ حسین نظام شاہ کے کر وفر سے ہراسان ہوا اس وجہ سے اُسے منظور ہوا کہ قوت اور شوکت اُس کی زیادہ ہووے لہذا خیمہ و خرگاہ اور اسباب سنگین اپنے مقام مین چھوڑکر آدھی رات کو کوچ کرکے گلکندہ کی طرف آیا اور حسین نظام شاہ تنہا مہمات ملک گیری کو انجام نہ دے سکتا تھا وہ بھی ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب عادل شاہ اور رامراج اور امیر برید نے نظام شاہ کی گوشمال کے واسطے اتفاق کیا اور قطب شاہ کو بھی اپنی اعانت کے واسطے طلب کیا وہ ناچار ہوا اور رعایت قوی کو ہاتھ سے نہ دیکر ہمراہ اُن کے احمد نگر کی طرف گیا اور قتل اور دن کے وہ بھی قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہ بھی مشرف بفتح ہوا اپنی سنت سیئہ یعنی پہلی چال پر عمل کرکے خیمہ و خرگاہ چھوڑا اور آدھی رات کو پاے قلعہ سے برخاست کرکے بسرعت برق باد گلکندہ کی طرف روانہ ہوا اور عادل شاہ اور رام راج کے منصوبے مین خلل ڈالا جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا جب رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر سے بازگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ پھر حسین نظام شاہ کی نسبت دروازے خصوصیت کے مفتوح کرکے اُس کی دختر مسماۃ بی بی جمال کا خواستگار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط پر قبول کیا کہ میرے ہمراہ جاکر قلعہ کلیان کو عادل شاہ کے تصرف سے برآورده کرے قطب شاہ نے منظور کیا اور ...



اکہتر ہجری مین حسین نظام شاہ احمد نگر سے اور قطب شاہ گلکنڈہ سے روانہ ہوئے اور اطراف قلعہ کلیان مین پہونچکر
ایک نے دوسرے کی ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بجا لاکر مہمات عروسی سے فارغ ہوئے اُسکے بعد دونون
بادشاہ محاصرہ مین مشغول ہوئے اور جو رام راج اور عادل شاہ اور تفنالخان اور امیر برید باتفاق مزاحمت رفع   تفنالخان
کرنے مین متوجہ ہوئے جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت مین ثبت ہوا قطب شاہ گلکنڈہ کیطرف اور نظام شاہ احمد نگر
روانہ ہوئے اور رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر تک اُس کا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت و
تاراج کرکے پلٹ آئے اور پہلے قطب شاہ کی سرحد پر قبضہ اور کی مین استقامت کی اور مملکت تلنگ مین
بھی سخت خرابی کی آخر شر قطب شاہ کی حسن تدبیر سے ہر ایک صلح کرکے اپنے مقر کی طرف راہی ہوا اور سنہ ۹۷۲
نوسو بہتر ہجری مین عادل شاہ اور نظام شاہ کی موافقت کے سبب رام راج سے جنگ کرکے مظفر و منصور
ہوکر اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کی اور معاودت کے وقت رائچور کے اطراف مین مصطفےٰ خان اردستانی
کہ ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے ڈرتا تھا طواف خانۂ خدا اور مدینہ رسول اللہ صلعم کی زیارت کے بہانہ
اُس سے جدا ہوکر علی عادل شاہ کا نوکر ہوا اور مرتضےٰ نظام شاہ کے عہد مین جو اُس کی والدہ خونزہ ہمایون
کی حکومت کے سبب مملکت احمد نگر مین ہرج مرج ظاہر آیا تھا کشور خان لاری یعنی سپہ سالار عادل شاہ
نظام شاہ کی سرحد مین قلعہ بدار و دھارور مین پہونچکر بہت پرگنات پر اُس کے متصرف ہوا لہذا مرتضےٰ نظام شاہ
نے اپنی والدہ کو ایک قلعہ مین قید کیا اور ملا حسین تبریزی کو خطاب خانخانان دے کر پیشوا کیا اور قلعہ دھارور کی   حسین
طرف نہضت فرمائی اور قطب شاہ کے پاس ایلچی اور کتابت بھیجکر کمک طلب کی قطب شاہ مع لشکر تلنگ کے تعجیل
تمام روانہ ہوا لیکن قبل اس کے پہونچنے کے مرتضےٰ نظام شاہ قلعہ کو مفتوح اور کشور خان کو مقتول کرکے
عادل شاہ کی ولایت مین آیا تھا اس واسطے قطب شاہ نے بھی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور نظام شاہ
کی اُردو کے پہلو مین آدھ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور علی عادل شاہ مسمی ابوالحسن ولد شاہ طاہر
کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر قطب شاہ کا نامہ جو کہ اتحاد اور یکجہتی کے بارہ مین عادل شاہ کو لکھا تھا باتفاق
خانخانان ملا حسین کے نظام شاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور نظام شاہ خانخانان کے اغوا کے باعث قطب شاہ   حسن کے
سے رنجیدہ ہوا اور اپنے امرا کو اُس کے اُردو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سے واقف ہوا اور گلکنڈہ
کیطرف بسبیل استعجال جریدہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نے قطب شاہ کی اُردو کو تاراج کرکے سرحد تلنگ تک
تعاقب کیا قریب ایک سو اور پچاس فیل کوہ تمثیل کو گرفتار کرکے قطب شاہ کے بہت آدمی مقتول کیے اور
افواج نظام شاہیہ سرحد تلنگ مین پہونچکر تعاقب سے باز نہ آئی ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بیٹا موسوم بہ عبدالقادر
کہ زیور شجاعت اور علم اور حسن خط سے آراستہ تھا اُس نے باپ کی خدمت مین عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ نشان
جرأت بلند کرکے ہمین اور ہمارے آدمیون کو بہت مزاحمت اور خرابی پہونچاتی ہے اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھ امراے
کمینگاہ مین جاکر انکے عقب سے آنکر انھین شمشیر قہر سے معدوم کرکے ایسا کرے کہ سبب عبرت و تنبیہ و سرزنش
کا ہو وے شاید سرفرازی اس فرزند کی ہو گی قطب شاہ اپنے فرزند کو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ امرائے
کبار کی تحریک سے جانکر متوہم ہوا اور اثنا سے راہ مین کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ مین پہونچا اپنے لخت جگر کو

حبش

میمند ور مصور ایک قلعہ میں قید کیا لیکن اس پر بھی اکتفا نہ کی اُسے زہر دے کر ہلاک کیا اور اس سبب سے کہ یہ حادثہ ملا حسین خانسامان کی جانب سے جانتا تھا اور اس سے نہایت آزردہ تھا حکم کیا کہ اُس کے قلمرو میں جو شخص نوشتہ رکھتا ہو اُس کی پشت پر یہ فقرے لکھیں اُستاد نوری حجام دہ دان کن شہر تبریز کے محلہ مکا میں رہتا ہے اور لوگوں کے دروازوں پر چکر لگاتا ہے اور دانت جس شخص کے صحت کرتے ہیں اُسے اُکھاڑتا ہے اور دو پیسہ لیتا ہے اور زنان یہودی کے بھوے پشت سونڈتا ہے اب فرزند اُس کا حسین حجام ہے اس کی تعریف میں ہمارے بھائی حضرت مرتضےٰ نظام شاہ اسکندر رہا سے ارسطو تدبیر وکیل السلطنت لکھتے ہیں حالانکہ اُسکے بچپن کے زمانہ میں اس سب کے ساتھ محمد جو بردہ فروش لے اور شومی تقلید رہے اور نارو لقی سے اعلام و مرتعلی کی تھی القصہ اس زمانہ میں چنگیز خان اصفہانی کہ مرد مدبر اور دانا تھا نظام شاہ کا پیشوا ہوا اُس نے تسخیر برار کا ارادہ کیا قطب شاہ نے چاہا کہ عادل شاہ کے ساتھ ملاقات کر کے بالاتفاق اس کے تفال خان کی حمایت کرے چنگیز خان اُن کے ارادے سے آگاہ ہوا اور اس وقت کہ دونوں بادشاہ بقصد ملاقات اپنے مواضع سے سفر میں تھے نظام شاہ کو اُبھار کر ولایت عادل شاہ کے درمیان میں لایا اور پیغام دیا کہ قطب شاہ اور تفال خان کو نظام شاہ کی دوستی پر اختیار کرنا ہیچ ملا مع ہے علی عادل شاہ نے متنبہ ہو کر شاہ ابوالحسن کے مشورے سے قطب شاہ کی فسخ ملاقات کر کے نظام شاہ کے ساتھ ملاقات کی اور اس مجلس میں ایسا مقرر ہوا کہ نظام شاہ ولایت برار اور احمد آباد بیدر کو مسخر کرے اور عادل شاہ اس قدر ولایت کرناٹک پر جس کا محصول برار اور بیدر کے محصول کے برابر ہو متصرف ہووے اور قطب شاہ کچھ طرفین سے واسطہ اور سروکار نہ رکھے لیکن قطب شاہ نے اُس وقت کہ نظام شاہ تسخیر برار میں تھا لشکر تفال خان کی کمک کو کھینچا اور اس کے بعد وہ ملکت نظام شاہ نے مفتوح کی پھر شہر بیدر کے لینے کے درپے ہوا اور قطب شاہ نے اپنی زوال مملکت سے اندیشہ کر کے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ میر جملہ اُس کا تھا نظام شاہ کے پاس بطور رسالت بھیجکر نہایت کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چنگیز خان وکیل السلطنت نظام شاہ کہ باعث لشکر کشی تھا تلف ہوا اور سنہ ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری میں علی عادل شاہ بھی بدرجۂ شہادت فائز ہوا مرتضےٰ نظام شاہ نے قصد تسخیر بیجا پور کا کیا اُس کی سرحد کا کہ حب قطب شاہ سے مدد چاہی اُس نے ناچار کچھ امرائے نظام شاہی کی معاودت کے واسطے بھیجے ابھی اس معاملہ سے نجات حاصل ہوتی تھی کہ سنہ ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری میں ابراہیم قطب شاہ نے حکم قضائے الٰہی سے وفات پائی مدت اُس کی بادشاہت کی تیئیس برس اور چند ماہ تھی

بیان سلطنت حلیم الرؤف محمد قلی قطب شاہ کی سلطنت کا

ابراہیم قطب شاہ کے بعد از وفات تین بیٹے اُسکے زندہ تھے محمد قلی قطب شاہ اور خدابندہ اور سلطان قلی ازانجملہ محمد قلی قطب شاہ کہ بڑا بیٹا اُس کا تھا بساعت نیک اور بطالع سعد میں اپنے باپ کا جانشین ہوا اور بارہ برس کی عمر سے مسند فرماں دہی تلنگ کو اپنے وجود با جود سے آراستہ کیا اور شاہ میرزا اصفہانی کی بیٹی کہ سادات صحیح النسب طباطبائی سے تھا اور مدت دراز سے میر جملگی ابراہیم قطب شاہ کی ساتھ اُس کے تعلق

رکھتی تھی عقد نکاح مین لایا اور اُسی کے کہنے سننے و رغبت دلانے سے خاندان نظام شاہیہ کے ساتھ خالص دوستی ظاہر کرنے کے لیے بذات خود سید مرتضےٰ سنبرداری میر لشکر احمد نگر کی مدد کے واسطے عادل شاہ کی ولایت کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلے قلعۂ شاہ درک کو فتح کر کے نظام شاہ کے متعلقون کے سپرد کرے اور اُس کے بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت او رکمک سے قلعہ گلبرگہ اور اتبکر کو مفتوح کر کے خود متصرف ہووے جب قطع مسافت کر کے سید مرتضےٰ کے پاس پہونچا اور تختگاہ بیجاپور مین کہ امرا کی بے اتفاقی کی شامت سے خلل تھا باطمینان تمام باتفاق امراے نظام شاہی قلعۂ شاہ درک کو گھیرا اور جب وہان کے تھانہ دار محمد آقا ترکمان نے نشان مدافعہ اور علم دولتخواہی کا بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کر کے داد مردی اور مردانگی اور محافظت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ اور قطب شاہ کی توپ اور بندوق سے ضائع ہوئی اور سب اس سفر سے ملول اور محزون ہوئے مجلس مصلحت آراستہ کر کے یہ تجویز کی کہ ہم یہ مشقت جو تسخیر قلعہ شاہ درک مین کھینچتے ہین عبث ہے مناسب یہ ہے کہ بیجاپور کی طرف کہ دار الملک ہے جا کر اُس کے لینے مین کوشش کرین یہ کہکر اُس طرف روانہ ہوے جب مدت مدید اُس کے محاصرہ مین گذری اور متحمل مشقت ہوئے اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سے رنجیدہ ہوا اور ارکین سلطنت نے فرصت پاکر معروض کیا کہ سلاطین دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہے کہ جس وقت ایک اُن مین سے بنفس خود کسی طرف سوار ہووے اور اُسے کمک کی احتیاج ہو اور دوسرے بادشاہ کو مدد کے واسطے بلاوے طریق مروت مین اس پر واجب ہے کہ خود سوار ہو کر اُس کے پاس جاوے چنانچہ یہ دستور ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ کے مرعی اور مروج رہا ہے اس صورت مین ہرگز مناسب دولت نہ تھا کہ حضرت شاہ میرزا کے کہنے سے بنفس نفیس امراے نظام شاہی کی مدد کے واسطے تشریف لائے اس بات نے نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاودت گلکندہ عازم و جازم ہوا سید مرتضےٰ یہ امر سمجھکر قبل اُس کے کہ بادشاہ اظہار کرے پیش دستی کر کے عرض پیرا ہوا اصلاح وقت یہ ہے کہ ہم اپنی ولایت کی طرف جا کر بہت پرگنے عادل شاہ کی سرحد سے نظام شاہ کے قبضہ مین لاوین اور حضرت اپنی مملکت کی طرف جا کر حسن آباد گلبرگہ کو مسخر کرین قطب شاہ نے اس کلام کو عین مدعا دیکھکر قبول کیا اور باتفاق قلعہ بیجاپور سے کوچ کر کے ہر ایک اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے لیکن قطب شاہ جب حسن آباد کے اطراف مین پہونچا امیر رسل استرآبادی المخاطب بہ مصطفےٰ خان کو سپہ سالار کر کے مع سات ہزار سوار اور فیلان بسیار اُس مملکت کی تسخیر کے لیے اُس مقام مین چھوڑا اور خود اپنے مقربان اور مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بجناح استعجال گلکندہ کی طرف تشریف لے گیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور بعد چند عرصہ کے اُس کا گناہ معاف کر کے حکم دیا کہ اُسے کشتی مین سوار کر کے مع مال و اسباب ضروری اصفہان کی طرف کہ وطن مالوف اُس کا ہے روانہ کرین چنانچہ شاہ میرزا کشتی مین بیمار ہو کر قبل اس کے کہ منزل مقصود کو پہونچے فوت ہوا اور مصطفےٰ خان نے حسن آباد کے نواح مین قیام کیا اور اکثر مضافات پر اُس کے متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجاپور مین پہونچی دلاور خان حبشی سپہ سالار ہو کر مع سپاہ عظیم اُس کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے تاخت لایا اور دونون کے درمیان

جنگ شدید واقع ہوئی مصطفےٰ خان شکست کھا کر منہزم ہوا اور اپنے تئیں مشقت کمال تلنگ کی سرحد پر پہونچایا اور قریب ایک سو مست فیل نامی قطب شاہ کے اور بھی اشیاے نفیسہ کہ مالیت کثیر رکھتے تھے عادل شاہ کے تصرف میں آئے اور اس تاریخ سے اب تک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرتا ہے عادل شاہ اور قطب شاہ کے درمیان دروازے کلفت کے مسدود ہوے راہ مصادقت اور موافقت کی جاری ہے اور آخر سنہ ۹۵ نوسو پچاس ہجری میں خواجہ علی شیرازی المخاطب بہ ملک التجار مع ایک جماعت مردم اعیان بیجاپور سے گلکنڈہ کی طرف آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن کو سلطان عصر ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ کے واسطے خواستگاری کی اور لوازم جشن شادی بجا لا کر پالکی اس بلقیس زمان کی ساعت مسعود میں بیجاپور کی طرف لے گیا اور اس قطب سپہر اجلال نے ابتداے بادشاہی میں ایک فاحشہ بھاگ متی پر عاشق ہو کر ہزار سوار اس کے ملازم کئے تھے تا بطریق امراے کبار دربار میں آمد و شد کرتی ہے اور ان دنوں میں جو آب و ہوا کی ردی اور فساد سے خلائق وہاں کی رہنے سے متنفر اور غمگین تھی اس واسطے قطب شاہ نے بلدۂ مذکور سے چار کوس پر ایک شہر کہ ہندوستان میں شہرہ اور رونا اور خوشنما اور شاذ و ساتھ اس لطافت و صفائی کے مشاہدہ میں نہیں آیا بنا کر کے اپنا دار الملک بنایا اور اسی کمینی کی رعایت سے نام اس کا بھاگ نگر رکھا پھر اپنے بدنیتیاں نادم ہو کر موسوم بہ حیدرآباد کیا لیکن وہ خلائق میں بھاگ نگر مشہور ہے حیدرآباد کوئی نہیں کہتا اور دور اس کا قریب پانچ کوس کے ہے اور ہر ایک بازار اس کی بخلاف سائر بلاد ہندوستان بطرز خوب واقع ہیں اور وہ شہر باوصف وسعت اور صفائی کے آب و ہوا لطیف اور معتدل رکھتا ہے اور مسافر کے ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم مارتا ہے اور اس کی اکثر بازاروں میں دو طرفہ جداول نہر آب رواں ہے اور جداول کے کنارے درخت سایہ دار موزوں بٹھائے ہیں اور دکانیں نہایت دل پسند گچ اور پتھر سے تیار کی ہیں اور منازل شاہی کہ آئین گچ کا تصور واقع نہیں اس طرح سے ساختہ اور پرداختہ ہوئی ہیں کہ مسافران ہفت اقلیم اس کی صفائی دیکھ کر وجد میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے مثل اس کا کسی ملک میں نہ دیکھا اور واقفان عالم پر مخفی نہ ہوگا کہ کتب اہل ہند میں مسطور ہے کہ تین مملکت ایک دوسری کی محاذی واقع ہوئی ہیں اور ہوا بھی ان ولایتوں کی تاثیر و خواص میں ایک دوسری سے قریب ہے وہ یہ ہیں تلنگ[1] و دنگ[2] و سنگ[3] ولایت تلنگ ہندوستان کے جنوب میں واقع ہے اور سلاطین قطب شاہیہ کے تصرف میں ہے اور بنگ ولایت بنگالہ ہے اور مملکت دنگ ان دو ولایت کے مابین واقع ہے اور کسی بادشاہان اسلام کو تسخیر اس کی میسر ہوئی اب یہ بادشاہ اس کی فتح کے درپے ہوا اور بہت مملکت دنگ کو اپنے قبض و تصرف میں لایا اور حاکم وہاں کا موسوم بہ بابا بلندر اپنی ولایت کے آخر میں بھاگ کر بہزار جا خوار و خستہ و خوار ہوا اور شہور سنہ ۱۰۱۷ ایکہزار سترہ ہجری میں واقعۂ عجیب کہ کبھی اس خاندان میں مثل اس کے واقع نہیں ہوا تھا ظہور میں آیا یعنی شہر کے باہر بلندی پر کہ جس کو سات گھاٹ کہتے ہیں ایک عمارت بادشاہی احداث ہے اور محمد قلی قطب شاہ کبھی کبھی وہاں تشریف لیجاتا تھا جب تک دروازہ اس کا کھلتے تھے اور نہیں تو مسدود اور معطل رہتا تھا اتفاقاً ایک جماعت سوداگران عرب سے ایک شب کو تنہا مہتاب میں شراب کے سرور میں مسرور اور مبہوت ہو کر مع ارباب نشاط زنانہ و مردانہ کہ ان میں خواجہ سرا و اور

سازندہ بھی تھے عمارت کے دروازہ پر دار و ہوئی اور قفل کو توڑا اور دروازہ کھولکر عمارت مین داخل ہوئی اور
بزم شراب آراستہ کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوئی مردم باوشاہی جو اُس کی حفاظت کے واسطے
مقرر تھے اس حال سے واقف ہوئے پہلے وہ اس جماعت سے بملائمت پیش آئے اور سمجھایا کہ یہ عمارت
باوشاہی ہی اس مین ہر ایک کے جانے کی قدغن ممانعت ہی مناسب یہ ہی کہ تم اس مین سے نکل آؤ اور دروازہ
بند کرو کسی نے اُن کہنا نہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور محافظ اس کے مجبور کو شہر کی طرف روانہ ہوئے اور
اس طرح سے اُن لوگون کی شکایت کی کہ باوشاہ یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور آتش قہر و غضب کو مشتعل کرکے
فرمایا اُن غریبون کو کہ خلاف ورزی کرکے فرمان شاہی سے سرتاب ہوئے ہین تیغ سیاست سے قتل
کرو کہنی موافق اس مصرع کے مصرع عشاق ترا بہانہ بس باشد و بس بہ حکم قتل عام غریبان دے کر تلوارین
غلاف سے باہر و کرکے جوش و خروش مین آئے اور غریبون کے قتل مین عموماً و خصوصاً مشغول
ہوئے اور ہجوم عام ہوا اور مال و اسباب اُن کا معرض تاراج مین آیا قطب شاہ نے اس معاملہ سے مطلع ہوکر
کوتوال کو حکم دے کر اپنے اور مخصوصان کو بہ تعجیل تمام بھیجا کہ اہل دکن پر سیاست کرکے اس فساد کو ساکن
کرین چنانچہ نصف ساعت مین تنو غریب مارے گئے اور مکان اُن کے تاراج ہوئے اور عجیب شور و غوغا
بلدہ بھاگ نگر مین ظاہر آیا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ باوشاہ کا سبب قہر اور موجب غریب کشی کیا ہی اور اس قطب
فلک اقبال کو کئی چیزین نصیب ہوئین کہ وہ اور باوشاہون کو بہت کم میسر ہوئی ہین اول یہ کہ بھائیون کو مسند
عزت پر متمکن کرکے اپنا انیس و جلیس کیا اور اُن کے ساتھ بے و غدغہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا اور بھائی
اُسے امر عظیم جانکر نہایت اخلاص اور یکجہتی سے پیش آتے تھے اور کبھی تیس برس کے عرصہ مین اُن
کی طرف سے کسی طرح کے غبار نے اس باوشاہ کے آئینۂ خاطر اشرف مین راہ نہ پائی اور یہ ایک ایسا عطیہ
ایزدی ہے کہ ہر شخص اُس کے ساتھ سرفراز نہین ہوتا ہی اور دوسری یہ کہ میر محمد مومن استرآبادی کہ اُس
کے باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز اور مکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہماسپ حسینی معروف
بشاہزادہ حیدر میرزا کے عہد مین پچیس برس آنحضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید معزی الیہ جمیع
علوم متداولہ مین منقول و منقول سے متبحر اور اعلم علمائے عصر ہی اور تقوے اور زہد اور نیک نفسی
اور تواضع مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا اور شعر خوب کہتا ہی اور کمال اہلبیت مع مراتب دینوی جمیع
رکھتا ہی اور یہ اشعار اُس کے نتائج افکار سے ہین

غزل

شادمانی ست بندۂ غم ما
اے خوشا روزگار در ہم ما
شاہ اقلیم دہر و خم مائیم
سور شد داغ دار ماتم ما
ید بیضاے وصل کو کہ فراق
روز وصل از زبان ابکم ما

عالم دیگر است عالم ما
شکر ورد تو چون کنیم کہ ہست
ملک ہجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیدہ خوش کیست
گشتہ ثعبان آتشین دم ما
غمگساری مجو از و مومن

حبذا عشق و ستخیز بلا
داغ بالاے داغ مرہم ما
سایۂ عشق کم مبادا و کرد
کم زکو شرمگین زمزم ما
حرف اے ہمنشین مگو با ما
غم ما از کجا و مرہم ما

ولہ

جدا از او ار ہاں از شور بختی دلفگارے را | کہ بس برباد شوقت دادہ ام خوش روزگارے را
دلا پیوستہ با ناسازگاران سازگارے کن | کہ باشد سازگار خود کسی ناسازگارے را
خماری بر خمارم می دہد گردون زیک مستی | چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خمارے را
مرا بس اینکہ دارم حکم بر اقلیم ناکامے | مسلم باد ملک کامگاری بختیارے را
رشید ما گوار ہیچ کام عافیت سوزد + | نگہدار اللہ نصیبم کرو رہ ہر خوشگوارے را
یکمی جان مدہ کثر حدیث کام گو مومن | چہ غم از تلخی ناکامے ناکامگارے را

ولہ

بحد دار دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را | بیارم ماکجا لحرایں اظہار قدرت را
رسیم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ از شکوہ | لصد خون جگر پنہاں کند دل آہ حسرت را
رخوبیں داغہا سے من فلک را دو تہا ماوا | کہ خوش آئی ورنگی وا وگلزار جنت را
نسیم لطف جاناں کم شدای ما دسو گاہی | مدد کن تا بکوش آریم درہا ہاے رحمت را
کرم کن ای مروت را اگر ماے بزم او | بیار بر ما مرادے عرصہ کن آن بمروت را
حہ عہدے بود عہد وصل جاناں ہر جا بارے | دریغا ما ندانستیم ای دل قدر فرصت را
ندائے رسم عادت سوز خود کردم کہ در عہدش | محب دیہاے دیدم سرای رسم و عادت را
مکن سست لعرم در وفا آزار د یگر کن | سراپا غیر کم سید برمن ان مدلت را
لشر ست گر بس میانی سرو ار دیگر در | پریشان داشت طرح وضع صحبت معر طاقت را
اگر ایست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم | بہ برمش خون خورد بیرون ساگداز جرأت را

ولہ

خوشتم کہ بر دل من عشق مدعا نگذاشت + | مرا بہ بوالہوسیہاے خویش وا نگذاشت

اور سب سے بہتر اور خوشتر یہ کہ محمد قلی قطب شاہ جیسا کہ واجب تھا اُس سید بزرگوار کی قدر و منزلت پہچانکر اُس سے سلوک کرتا ہے اور لوازم تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتا اور ساس قدر اعتماد اُس ہوشمند روشن ضمیر کی اصابت رائے میں رکھتا ہے کہ جمیع مہمات سلطنت خصوصًا کارہاے بزرگ ساتھ اُس کے رجوع کرکے خود مع ندیماں و سادراں لہو و لعب اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا ہے اور ہمیشہ بزم طربی اور رنگین آراستہ کرکے تو مائہ تا پائدار سے داد کامرانی کی لیتا ہے اور زبان حال اس رباعی سے سرکم کرتا ہے فرد ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست ٭ دوسرے جملہ تو فیقات آسمانی اور اقبال یزدانی سے کہ اُس شہریار مذہب اہلسنت اظہار کے شامل روزگار ہوئی وہ یہ ہے کہ جس وقت سے آفتاب رایت اسلام افق ہندوستان سے طالع ہوا کسی سلاطین سابق اور حال اس دیار کو شاہان عظیم الشان ایران کے ساتھ مسدت و مصلحت اور یوملی

میسر نہوئی اس عہد مبارک میں شہنشاہ قباد بخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نے اپنے ایک معتمدان درگاہ عرش اشتباہ کو دکن کی طرف بھیجکر دختر بلند اختر حاکم تلنگ کو اپنے ایک فرزند ارجمند کے واسطے خواستگاری فرمائی اور آنحضرت نے شرف دنیا و آخرت اُس کے قبول میں جانکر تہیہ سامان شادی میں ہر کہ اُس کریمہ سعادت مند کو بروش سلاطین کامگار ایران کی طرف روانہ کرے

روضہ پانچواں عماد الملک کی سلطنت کے بیان میں کہ برار میں حکومت کی تھی

سلاطین دکن کے تتبع احوال سے ایسا واضح ہوا کہ فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور لڑکپن میں مسلمانوں نے اُسے اسیر کیا اور خانجہان جو سپہ سالار ولایت برار تھا اُس کے غلاموں میں انتظام رکھتا تھا اور عہد شباب میں آثار رشد اور قابلیت اُس سے ظاہر ہوئے جس سے وہ مقرب ومعتمد درگاہ ہوا اور اس کی وفات کے بعد اس عقلمند نے اپنے آپ کو غلامان سلاطین بہمنیہ کے سلک میں منسلک کیا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے دور میں خواجۂ جہان کاوان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور سنہ ۸۸۲ھ آٹھ سو بیاسی ہجری میں قلادۂ سلطنت گردن میں ڈال کر سکہ اور خطبہ برار میں اپنے نام جاری کیا اور جب اس جہان گذران سے انتقال کیا اُس کا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک قائم مقام اس کا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلند کیا

ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے مانند لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق کرکے قلعہ کاویل کو دارالحکومت کیا اور سلطان محمود بہمنی امیر برید کے موکل سے بھاگ کر اُس کے پاس پناہ لایا اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کے ہمراہ محمدآباد بیدر کی طرف گیا کہ امیر برید کو مستاصل کرکے وارث ملک کو صاحب مسند شہر بیدر کرے نظام شاہ نے صلاح دولت اپنی اس میں نہ دیکھی اور امیر برید کی کمک کی جیساکہ مذکور ہوا سلطان محمود اثنا سے جنگ میں امیر برید کے ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہوکر کاویل کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۲۳ھ نو سو تیئیس ہجری میں امیر برید نے قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوندخان حبشی کو قتل کرکے اس قلعہ پر متصرف ہوا عماد الملک نے خداوندخان کے بیٹوں کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرنے لگا اور امیر برید نے باقتضائے وقت دونوں قلعہ خداوندخان مقتول کے فرزندوں کو دے کر انہیں عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک نے آہستہ آہستہ دونوں قلعہ اولاد خداوندخان کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے آدمیوں کے سپرد کیے اور وہ برہان شاہ کے پاس جاکر نالشی ہوئے اور اس تقریب کے سبب درمیان اُس کے اور برہان نظام شاہ کے دوستی ساتھ دشمنی کے مبدل ہوئی اور محاربات واقع ہوئے اور عماد الملک ہر مرتبہ شکست کھاکر کاویل کی طرف بھاگا اور اُسی عرصہ میں اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن کی

خواستگاری کرکے اپنے عقد نکاح میں لایا اور جو کہ عادل شاہ کو گرتا رائے سنگھ کو دیکھا حصار رہا ہو را اور راگر پر محصر کیا اور سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری میں باتفاق پسران محمد شاہ حاکم برہان پور بقصد مبارک جنگ نظام شاہ میں متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پھر نظام شاہ غالب آیا اور اُن کے فیل اور توپخانہ پر متصرف ہوا اور دونوں بادشاہ بھاگے جو عادل شاہ کو عار پیدا کرکے جو حبشہ میں مقید تھا سلطان بہادر گجراتی سے ملتجی ہوا اور سلطان بہادر جو ہمیشہ دکن کی تسخیر کی خواہش میں رہتا تھا فرصت پاکر مع لشکر عظیم برہان پور کے راستہ سے مملکت برار میں آیا اور عماد شاہ نے جو سلطان بہادر کو تا حد تسخیر دکن دیکھا اُسکے ملانے سے پشیمان ہوا لیکن چونکہ مجبور تھا اس واسطے فرماں برداری کرکے خطبہ برار کا اُس کے نام پڑھا اور والی برہان پور کی اعانت کی سبب ایسا کیا کہ جیسا اپنے مقام میں مذکور ہے الغرض عماد شاہ دولت آباد سے برار کی طرف گیا اور سلطان بہادر نے اپنی دار الحکومت کی سمت معاودت کی جب علاء الدین نے بطریق پدر راہ ناگریز ممات طے کی اُس کا بڑا بیٹا دریا عماد الملک مسند بادشاہی پر جلوہ گر ہوا

ذکر علاء الدین دریا عماد شاہ کی سرداری کا

اُس کے بعد جب کہ علاء الدین دریا عماد شاہ نے تاج سرداری زیب فرق کیا اپنی دختر مسماۃ دولت شاہ کو حسین نظام شاہ کی سلک ازدواج میں کھینچا اور حکام دکن کے ساتھ طریقہ یاری اور مروت کا جاری کرکر ایام سلطنت باکلفت وجمعیت بسر کیے اُس کے بعد اُس کا بیٹا عماد شاہ صغر سن میں صاحب چتر و افسر ہوا اور نام سلطنت کا اُس پر جاری ہوا

تذکرہ برہان عماد شاہ ولد دریا عماد شاہ کی حکومت کا

تفال خان دکنی اُس دو دمان کے غلاموں سے تھا اُس پر مسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اور جارودیہ کے حسن اتفاق کے باعث نشان شوکت بلند کیا اور آخر کو برہان عماد شاہ کے پانوں میں بیڑی ڈالکر قلعہ پرناله میں قید کیا اور خطبہ برار کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی سر پر لگایا اور وہ حاکم شجاع اور جواد تھا

بیان تفال خان کے غلبہ کا عماد الملک پر اور ذکر انتقال اس دولت کا نظام شاہیہ کی طرف

بعد اس کے کہ برہان عماد الملک کو درمیاں سے اُٹھا کر استقلال تمام بہم پہونچایا اور آخر کو یہ خبر اس حکایت کو پہونچائی کہ مرتضے نظام شاہ اُس کے استیصال کے واسطے مملکت برار کی طرف آیا اور جب تفال خان اُسکی سخت گیری سے بہ تنگ ہوا علی عادل شاہ سے ملتجی اور مستدعی ہوا اور بوسیلہ تحف و ہدایائے نفیسہ اور عطایائے نقود وافر آنحضرت کو بسر التفات لایا اور نظام شاہ اس معنی کو سمجھکر اپنی والدہ ماجدہ خونزہ ہمایوں کی خواہش کے سبب باتفاق عماد شاہ برار سے پلٹ گیا لیکن آخر سنہ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری میں نظام شاہ پھر

تسخیر برار کی فکر مین پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کے بہانہ اس طرف متوجہ ہوا تفال خان نے
مضطرب ہوکر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر تلنگ کی اعانت سے چنگیز خان پیشواے نظام شاہ
سے جنگ کرکے مغلوب اور مقہور ہوا اور مدت دراز تک سپاہ نظام شاہ کے خوف سے جا بجا جنگل
جنگل بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ برنالہ مین اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل مین دونون متحصن ہوئے
اور نظام شاہ نے حصار برنالہ کو کہ پہاڑ پر واقع تھا اور تسخیر اُسکی توپ اور منجنیق اور خاکریز وغیرہ سے دشوار
تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کرکے احمد نگر کی طرف تشریف لیجاوے میر جملہ
اُس کا چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر سے خزانہ دینار و درم اکثر مردم درونی کو کہ
قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دیکر راضی کیا اور وہ بھی محاصرہ کی تنگی سے تنگ آئے تھے راتونکو
برج وبارہ سے کمند نیچے ڈالکر اُترے اور چنگیز خان کے شریک ہوئے اور انعام وافر اور منصب اعلیٰ
اور جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوئے اور آدمی درونی بھی یہ خبر سنکر بذوق تمام اور شوق کمال جسطور سے کہ ممکن ہوا قلعہ سے
برآمد ہوکر بوسیلہ چنگیز خان نظام شاہ کی سرکار سے مطالب ومقاصد علیا کو پہونچے لہذا قلعہ مین
گولہ اندازون اور آتشبازون کی قسم سے زیادہ بارہ نفر سے کوئی نہ رہا مردم نظام شاہی نے قابو پاکر
مورچے آگے بڑھائے اور توپہاے کلان کی ضرب سے دیوار قلعہ مین روزن ظاہر کیے اور جو کہ مردان
جنگی سے قلعہ مین کوئی نہ رہا تھا لشکریان خاصہ سے چنگیز خان اٹھائیس آدمی اور ایک نفیرچی لیکر قلعہ کے
قریب گیا اور زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھا اور قرنا جو کہ خاصہ چنگیز خان سے تھی بجائی تفال خان آواز اُس کی سنکر سمجھا
کہ چنگیز خان خود قلعہ مین آیا ہی سراسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مخصوصان سوار ہوا اور دروازہ
عقب قلعہ کو کھولکر شہور سنہ ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگا اور مرتضےٰ نظام شاہ نے
قلعہ مین داخل ہوکر زر نقد اور مال واسباب نفیسہ اُٹھاکر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کرین
اور سید حسن استرآبادی جس نے تفال خان کے تعاقب مین تاخت کی تھی اُس کو دستگیر کرکے تیسرے
دن فتح پور مین نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اُس کے تھوڑے عرصہ مین قلعہ کاویل بھی بہ امان مفتوح کیا
اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تفال خان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ
اُس قلعہ مین قید تھے اپنی مملکت کے ایک قلعہ مین بھیجا اور انھون نے ایک شب کو جان شیرین قابض
ارواح کے سپرد کرکے زمانہ کی کشمکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہین کہ اس قلعہ کے محافظان نے
نظام شاہ کے حکم کے موافق انھین قلعہ مین دفعۃً واحدۃً گلا گھونٹکر ہلاک کیا اور بعضون کا یہ قول ہے کہ
پاسبانون نے انھین بانیت حجرۂ تنگ وتاریک مین بند کرکے منفذ اُس کے بند کیے تھے کہ وہ بہ تنگ
آنکر ہمین رشوت دیکر راضی کرین اور جو کہ بہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا سلوک
نہ کرسکے شدت اور سختی گیری اُن پر زیادہ ترکی چونکہ ہوا کمال تیزی اور حرارت مین تھی ایک شب کو وہ تمام
آدمی صغیر وکبیر مرد وزن کہ قریب چالیس کس تھے ایکبارگی دم گھوٹ کر مرگئے اور پاسبانون نے جب صبح
کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور مین سلاطین عماد شاہیہ اور تفال خانیہ نے

العرض قبول کیا کوئی شخص اُن دونوں سلسلہ سے بید حیات میں نہ رہا

روضہ ششم میں ذکر حکومت بریدیہ ہے جو شہر بیدر میں تھی

اس زمانہ تک کہ قلم معوسیاں سیاس دہر میں بہ مشک انشائی ہر سات شخص نے اس خاندان سے بعد ضعف دولت سلاطین بہمنیہ کے احمد آباد بیدر میں خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھا اول اُن میں جو کہ مدعی بلدۂ بیدر ہوا قاسم برید تھا

ذکر قاسم برید کی حکومت کا

قاسم برید سلک غلامان ترک گرجی میں انتظام رکھتا تھا اور خواجہ شہاب الدین یزدی اُسے دکن میں لایا اور سلطان محمد شاہ فاروقی کے ہاتھ فروخت کیا چونکہ قاسم برید مرد شجاع اور بہادر تھا اور نواز اُس کے خوشنویس اور ساز روں کو بھی خوب بجاتا تھا اس بادشاہ کے عہد میں منصب امارت پر فائز ہوا اور رکتا دمرہٹہ ناجی جو نامن ولایت پائین اور عالیہ سے اُن کے دفع کے واسطے نامزد ہوا اور اُس حدود میں فتح بزرگ کہ موجب افتخار اور بلند نامی ہو وقوع میں آئی اور صاحب دستگاہ ہوا اور سانا جی مرہٹہ کو جو عمدہ سرداران کوہ اُس اطراف سے تھا قتل کیا اور اُس کی بیٹی اپنے بیٹے امیر برید کے حبالۂ نکاح میں لایا اور جب قاسم برید نے ملتجار کی طرف سے سانا جی کی مملکت جاگیر پائی عزیز و اقارب اس لڑکی کے کہ قریب چار سو نفر اور سب مردانہ اور شجاع تھے اُس کے نوکر ہوئے اور اُن میں سے اکثر رفتہ رفتہ بشرف اسلام مشرف ہوئے اور اُس جماعت کی اعانت اور حمایت کے سبب کہ تمام مخلص اور جان نثار تھے سلطان محمود کے عہد سلطنت میں تسلط اور استقلال تمام پیدا کیا اور دوسروں کی طرح بادشاہی کے اندیشہ میں پڑا عادل شاہ اور سلطان شاہ اور عماد شاہ کی تحریر قلعہ اوسہ اور قندھار اور اودگیر میں خطبہ اپنے نام پڑھا اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر سلطان محمود کو اور رائی رکھی اور بارہ برس بادشاہی کی اور باسمی سلطان محمود لقب حیات اور زندہ تھا کہ نامہ عمر اُس کا لپیٹ دیا گیا اور سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری میں جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور بڑا بیٹا اُس کا قائم مقام ہوا

تذکرہ امیر علی برید کی حکمرانی کا

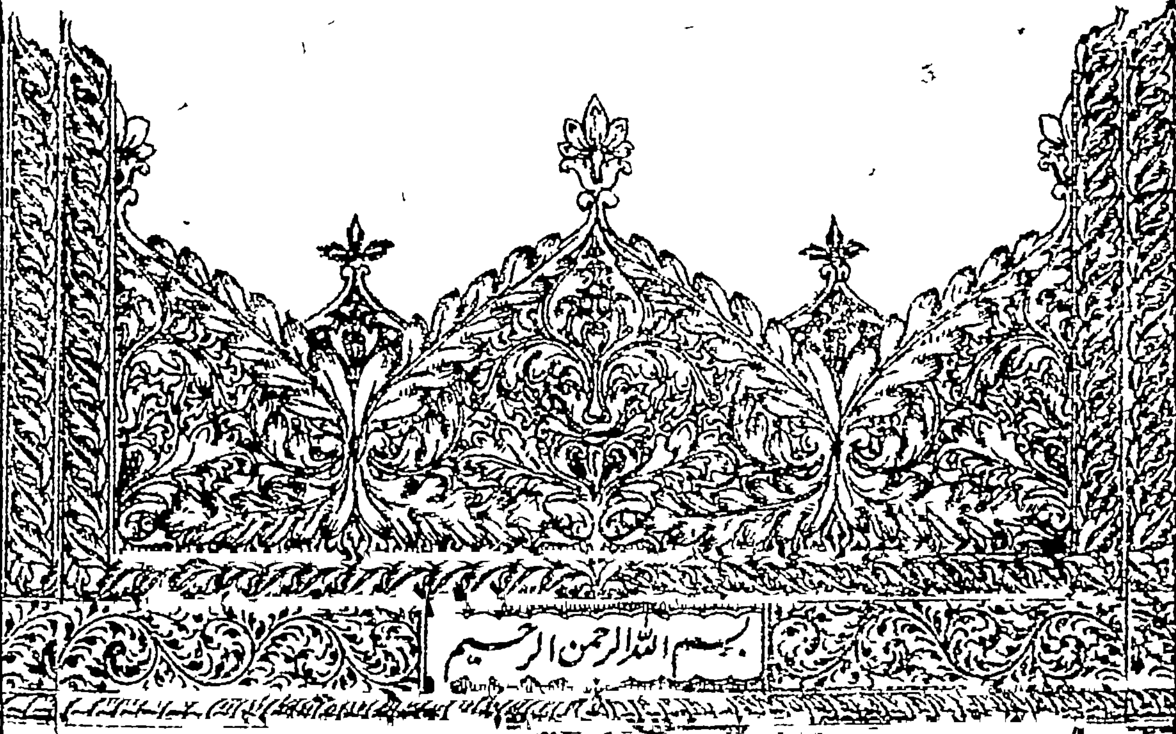
امیر برید ولیعہد اور قائم مقام پدر ہوا اور اُس کے عہد میں سلطان محمود نے وفات پائی اور سلطان کلیم اللہ کہ جو آخر بادشاہان بہمنیہ سے تھا احمد نگر کی طرف بھاگا اور اُس کے عہد میں شہر بیدر اسمٰعیل عادل شاہ کے تصرف میں آیا اور پھر ساتھ اُس کے رجوع ہوا اور اُس عرصہ میں سلطان بہادر عماد الملک اور محمد شاہ والی برہان پور کے حسب التماس مملکت دکن میں آیا اور امیر برید اسمٰعیل عادل شاہ کے حکم کے موافق اپنی جمعیت کو ہمراہ لشکر بیجاپور کی طرف گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار عرب تاج پوش اُس کے ہمراہ کر کے اُسے سپہ سالار

کیا اور نظام شاہ کی مدد کے واسطے بھیجا جیسا کہ اپنے مقام مین خامہ دو زبان نے اُس کی شرح و بسط مین کوشش کی ہے اور اُس نے بمقابلہ لشکر گجرات جنگہاے رستانہ کے بعد اُس کے چند سال مسند کامرانی پر متمکن رہا اور اواخر عمر مین برہان نظام شاہ کی کمک کے واسطے گیا اور دولت آباد کے اطراف مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کے بھائی خان جہان نے جنازہ اُس کا احمد آباد بیدر مین لے جا کر قاسم برید کے حظیرہ مین مدفون کیا اور مدت اُس کی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن مین یہ لطیفہ اُس سے شہرت عظیم رکھتا ہی کہ علی برید ایک شب جاڑے کے موسم مین باغ کتانہ کی عمارت مین بیٹھکر شراب پیتا تھا کہ گیدڑون نے خلاف عادت مرغزار مین آن کر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نے پوچھا کہ کس واسطے شور کرتے ہین ایک ہمنشین گستاخ نے عرض کیا کہ سردی کی شدت سے حیران ہو کر سلطان سے فریاد کرتے ہین علی الصباح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کر کے باغ و صحرا مین ڈالین تو شغال شب کو لحافون مین رہین اور سرما کی شر اور سختی سے محفوظ ہو وین ٭

ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اوّل وہ شخص اس خاندان سے ہی جس نے برہان نظام شاہ کی حمایت سے لفظ شاہ جزو اسم اپنا کیا اور جب شاہ طاہر اُس کی مبارکباد جلوس کے واسطے احمد آباد گیا نہایت آزردگی مین معاودت کی تب برہان شاہ نے اُس سے رنجیدہ ہو کر چڑھائی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بد حواس ہوا اور قلعہ کلیان ابراہیم عادلشاہ کے پیشکش کر کے التماس قدوم کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور نظام شاہ نے اُس یورش مین قلعہ اوسہ اور اودگیر اور قندھار اُس سے چھین لیا اور اس قدر ولایت کہ جس کا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُسکے قبضہ مین رہے اور مرتضیٰ نظام شاہ اپنے عہد مین صاحب خان کے حسب التماس ۹۸۷ھ نو سو ستاسی ہجری مین وہان پہونچا اور بلدۂ احمد آباد کو محاصرہ کیا متحصنان کی سخت گیری مین کوشش کی برید شاہ نے ایلچی عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کر کے طلب اعانت کی علی عادل شاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو نفر خواجہ سرای فلان فلان کو جو تیری سرکار مین ہین اگر مجھے دے تو مین تیری مدد کرون برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتا تھا اس معنی کو قبول کیا اور علی عادل شاہ نے ہزار سوار اُس کی کمک کے واسطے مقرر کیے مرتضیٰ نظام شاہ اس خبر سے اور برہان شاہ کے رہا ہو کر فتنہ برپا کرنے کی خبر سے مضطرب ہوا اور میرزا یادگار کو مع لشکر تلنگ محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بیدر کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ کی محنت و تعب سے رہائی پائی اور اُس نے ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری مین وہ وعدہ وفا کیا یعنی ان دونون خواجہ سراؤن کو اُس کے پاس بھیجا اور خواجہ سرا باوجود اُس کے کہ نس کئے تھے لیکن رگ حمیت اُن کی جنبش مین آئی اپنی آبروریزی کی شرم سے عادل شاہ کو بضرب خنجر شربت شہادت چکھایا غرض کہ اس کا ذکر سابق مین وقائع عادل شاہیہ مین مفصلاً اور تشریحاً مرقوم ہوا ہی اور علی برید بھی انھین سنوات مین پینتالیس ۴۵ سال سلطنت کر کے تختہ تابوت کو تخت شاہی پر اختیار کر کے اُس سراے عاریت سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور بڑا بیٹا اُسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب ہوا

سات برس سلطنت کر کے اجل طبعی سے مرگیا لیکن قاسم برید شاہ تیس برس محمود آباد کی حکومت میں سرگرم
رہا آخر کو اُس نے بھی شربت ناگوار ممات نوش کیا اور اُس کا چھوٹا بیٹا امیر علی برید جو چار برس کا تھا بجائے تمام
شغل حکومت میں مشغول ہوا اور ایک شخص کہ جس کا نام میرزا علی اور اُس خاندان کی اولاد سے تھا سلسلہ
ایک ہزار دس ہجری میں خروج کر کے اُس کو بھاگ نگر کی طرف کہ تختگاہ محمد قلی قطب شاہ ہے ہزیمت دے کر
خود بادشاہ ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہے اُس ملک میں حکمرانی کے چراغ بریدشاہیہ
کو روشن رکھتا ہے اور ناظرین حق کو احوال ملوک ماضیہ انار اللہ مرقدہم سے آگاہ ہونے کا شوق ہے اُن کی طبائع
آفتاب شعاع پر مخفی و محتجب نہ رہے کہ حکایات عماد شاہیہ اور برید شاہیہ کسی کتاب متداولہ میں مسطور نہیں ہو
کر محمد قاسم فرشتہ نے اس کتاب میں لکھا ہے مرقوم کہیں سال سے کہ معاصران بادشاہوں کے ہوگئے ہیں
یا اُن دونوں سلسلہ کے قریب العہد ہوئے ہیں اُن کی زبان صدق ترجمان سے سن کر ان اوراق
میں ثبت کیا ہے ناظرین والا تمکین سے عرض گذار ہے کہ سال جلوس اور وفات ان کا اگر معلوم ہو جاوے
یا وقائع مذکورہ میں سے کوئی واقعہ بہ ہیچ دیگر محقق ہو وے عبارات مصالحہ ان دو جا تو اُس کو بقلم
اصلاح مشرف فرماویں اور حیات اور ممات میں اس مؤلف کو ممنون احسان کریں کہ ارباب کرم کا
یہی داب اور تقاضا ہے فقط



مقالہ چوتھا سلاطین گجرات انار اللہ برھانہم و نور مرقدہم کے بیان مین

تاریخ مبارک شاہی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہی کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو کہ اُسے نظام شاہ مفرح بھی کہتے تھے سپہ سالار گجرات کر کے اس مملکت کا صاحب اختیار کیا اور بعد وفات سلطان فیروز شاہ اُسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے بھی تخت گجرات کی حکومت ساتھ اُسکے بدستور مقرر رکھی لیکن فرحت الملک جو داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اور اس حدود کی زمینداروں اور مشرکون کی نسبت طریق اخلاص جاری کیا تھا اور اُنکی خوشنودی اور رضامندی کے واسطے شعار کفر اور رسوم بت پرستی کو رواج دیا تھا اس سبب سے گجرات کے علما اور فضلا نے ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری مین عریضہ پایۂ سریر آسمان نظیر سلطان محمد شاہ مین ارسال کیا مضمون اُسکا یہ کہ فرحت الملک نے اغواے شیطانی اور ہوا و ہوس جسمانی سے مرتکب اعمال ناشائستہ ہوکر اسقدر رواج اصنام اور رونق اوثان مین کوشش کی کہ بلدۂ سومنات قبلۂ اہل ضلال ہوا اور شعار اور وثار مسلمانی روز بروز منخفض ہوتا ہی منبر کو عزت و حرمت سے کچھ حصہ اور مسجد کو صوم و صلواۃ سے کچھ نصیبہ باقی نہین رہا اگر اس وقت مین ایسا تدارک کہ موجب تقویت دین و رواج اسلام ہووے ظہور مین پہونچے فہو المراد اور جو نہین کام ہاتھ سے گیا سلطان دین پناہ یہ مضمون سنکر محزون اور غمگین ہوا اور بعد از تامل فراوان اور غور بے پایان واسطے انتظام شرع خواجۂ کائنات علیہ افضل الصلواۃ کے اور حکومت گجرات کے اعظم ہمایون ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امراے کبار سے تھا مقرر کیا اور ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ مذکور مین خلعت خاص عنایت فرمایا اور اُسکی توقیر و حشمت کے لیے چتر سفید اور بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہون کے واسطے تھی اسے عطا کی اور وہ اُسی دن نقد رخصت حاصل کر کے شہر سے برآمد ہوا اور حوض خاص پر فرودکش ہوکر اپنے سامان مین مشغول ہوا اور سلطان محمد شاہ دوسرے دن کہ چوتھی تاریخ ماہ مذکور سنہ صدر تھی

بطریق مشایعت ظفر خاں کے دیکھنے کے واسطے گیا اور اُس کے کان سے حتی الامکان دُرر نصائح اُس آویزۂ مواعظ سے گرانبار کیے اور پھر خلعت خاص عنایت فرما کر رخصت گجرات کی

تذکرہ سلطان مظفر گجراتی کی سلطنت اور بیان ظفر خان المخاطب بہ مظفر شاہ کی ولادت کا

شہر دہلی مین اتوار کے دن محرم کی پچیسوین تاریخ سنہ ۷۴۳ سات سو تینتالیس ہجری کو اُسکے باپ نے رتبہ سرابداری فیروز شاہ سے درجۂ امارت پر ترقی کی اور سلطان مرحوم کی درگاہ مین صاحب اعتبار ہوا اور ظفر خاں سلطان محمد شاہ کے عہد مین بسبب حسن سلوک اور پرہیزگاری اور شرع محمدی کی پابندی اور امانت اور دیانت کے نہایت مشہور اور معروف ہوا اور اسواسطے کہ حسب عرضداشت علماء گجرات دہلی مین پہونچی سلطان نے اُسکا ہاتھ پکڑکر جیسا کہ مذکور ہوا گجرات کا صاحب صوبہ کیا معقول ہو کہ وزیرون نے فرمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق القاب کی جگہ خالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یون ترقیم فرمایا کہ برادرم مجلس عالی ہمایون معظم عادل باذل مجاہد سعد الملۃ والدین ظہیر الاسلام والمسلمین عضد السلطنۃ یمین المملکت قامع الکفرۃ والمشرکین قاتل الکفرۃ والمتمردین قطب سماء المعالی نجم فلک الاعالی صفدر روزوغا تہمتن قلعہ کشا کشورگیر آصف مدبر محافظہ امور عالم مصلح جمہور ذو الیمامن والسعادات صاحب الرائے والکفایات ناشر العدل والاحسان دستور صاحب قران الغ قتلق اعظم ہمایون ظفرخان اور جب بکوچ متواتر دہلی سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین یہ بشارت فیض اشارت پہونچی کہ تاتارخان بن ظفرخان جو وزیر سلطان ہوا تھا اُسکے گھر بیٹا سے احمد خان پیدا ہوا ظفرخان نے اُس کو شگون خوب اور فال نیک سمجھکر جشن عالی ترتیب دیا اور اکثر امرا سے لشکر کو خلعت دیے جب ناگور مین پہونچا کنبایت کے باشندے نظام مفرح سے ناخوش ہوکر مستغاثی ہوئے ظفر خان نے اُس جماعت کو دلاسا دے کر ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی ملازمت مین یون مذکور ہوا کہ تو نے مال واجب سلطانی کئی برس کا اپنے حوائج میں صرف کرکے ایک دینار خزانہ عامرہ مین داخل نہین کیا اور علاوہ اُسکے دست ظلم وجور دراز کرکے اس محال کے تمام باشندگان کو رنجیدہ کیا ہو اکثر لوگ متواتر دہلی مین فریادی آئے اور جو سامان حل وعقد مہام اُس طرح کی تیرے سپرد کی ہو بہتر یہ ہو کہ زر محصول جالعدہ جسقدر موجود ہو بتعجیل اپنے پاس سے دہلی مین ارسال کرکے اور مظلومون کی تسلی کرکے خود بھی دار الملک کیطرف متوجہ ہو چنانچہ نظام مفرح نے جواب لکھا کہ جو آپ مسافت بعیدا دور دراز طے کرکے آئے ہین اُسی مقام مین مقیم رہیے اور زیادہ تکلیف نکھینچیے مین خود وہان آکر حساب واصلات گذرانون گا بشرطیکہ کہ مجھے موکلون کے سپرد نکرین اس جواب سے بغاوت اُس کی ظفرخان پر ثابت اور یقین ہوئی آساول کی طرف کہ بالفعل احمد آباد بجائے اُس کے واقع ہوا ہو گیا اور جو نظام مفرح نے گجراتون اور کافرون سے رشتہ داری کرلی تھی اور اُن کو موافق کرکے دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار بہم پہونچا کر اِرادہ جنگ کا رکھتا تھا ظفرخان نے پہلے اتمام حجت کے واسطے ایک ایلچی اُسکے پاس سرداہ کیطرف کہ ساحل پٹن کے شہرت رکھتا ہو روانہ کیا اور بطریق نصیحت اور ملائمت پیغام دیا کہ مراحم سے اندیشہ کرکے اپنے ولی نعمت سے جدا ہوا اور کافرون اور گجراتیون کے بھروسے

اور حمایت بر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتنان کی نہین رکھتے فریب نہ کھا کر اپنے تئین دہلی مین رکاب ہمایون
سلطان محمد شاہ مین پہونچایا پھر سے پاس آنکر مسند امارت پر متمکن ہوا اور اُسکے سوا کسی طرح اندیشہ کو اپنے دل مین راہ نہ دے
ورنہ موجب خرابی اور باعث بربادی ہوگا بیت بناید نہادن دل اندر فریب + کہ ہست از پسے ہر فرازی نشیب + چونکہ
نظام مفرح کی مدت اقبال آخر ہونے پر تھی اور داعیہ سلطنت اپنے دل مین رکھتا تھا ایلچی کو جواب سخت اور نامناسب
دیا ظفر خان نے ناچار ہو کر اپنی سپاہ فراہم کی اور سنہ ۷۹۴ھ سات سو چورانوے ہجری مین چار ہزار سوار تیغزن نیزہ گذار ہمراہ لیکر
مانند رعد اور برق جوشان و خروشان نہروالہ کی طرف روانہ ہوا اور نظام مفرح نے بھی یہ خبر سنکر دس بارہ ہزار آدمیون کو
مواجب یعنی تنخواہ دیکر نہروالہ سے خروج کیا اور موضع کانتھو مین جو بارہ کوس اُس شہر سے ہے پہونچکر ظفر خان کے مقابل ہو
اور صفوف حرب آراستہ کرکے تنور جنگ گرم کیا اور بعد استعمال آلات حرب و ضرب آفتاب نصرت و فیروزی افق بخت
ارجمند ظفر خان سے طلوع ہوا نظام مفرح بہ قصد تحصن نہروالہ کیطرف بھاگا اور ظفر خان مع سپاہیان مظفر و منصور ہوکر بشوکت
تمام نہروالہ کیطرف گیا اور عدل و داد کی برکت سے اُس شہر کو مثل فردوس برین سبز اور شاداب کیا اور سنہ ۷۹۵ھ سات سو
پچانوے ہجری مین کھنبایت کیطرف کہ جاے نزول مسافران اور تاجران ہے جاکر رعایا کی پرداخت مین مشغول ہوا اور حکام اور
کارندہ مقرر کرکے عنان معاودت اساول کیطرف معطوف فرمائی اور سنہ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین مخبرون نے
یہ خبر پہونچائی کہ راے بدکیش اور بدرگ جو ہمیشہ زین پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھکر بمقام
فرمانبرداری مین تھا ان دنون مین منحرف ہوکر گردن بند فرمانبرداری کا سر سے کھینچا اور باوجود شرک و بت پرستی
زیر دستون سے بزبردستی پیش آتا ہے ظفر خان اُس مردود کے قلع اور قمع کے واسطے لشکر بیحساب ہمراہ رکاب
لیکر اُسطرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند مرتبہ جنگ صعب وقوع مین آئی اور
ہر مرتبہ مردم بیرونی سے قرین ظفر ہوکر قلعہ بندون کی سخت گیری مین کوشش کی اور اطراف ولایت ایدر کو مسخر کرکے ہاتھ
نہب و غارت پر دراز کیا اور جو بتخانہ بتون سے آباد پایا اُسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کے اطفال کو
کنیزی اور غلامی کیواسطے لیگئے اور مدت قلیل مین اہل قلعہ پر رسد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط پڑا کہ شدت گرسنگی
مین حرام و حلال کا تمیز مطلق نہ رہا کتا بلی سے بلی کتے سے نہ بچتے اور آدمی سے دونون نہ بچتے تھے اس [illegible]
راے خودراے اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملازمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بڑے بیٹے کو
چند مقربون کے ہمراہ مع پیشکش ہاے وافر و تحائف متکاثر بھیجا تاکہ وہ دربار مین حاضر ہوکر زمین درگاہ کو لب ادب
سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہوے کہ اگرچہ چندے از خلاف رضا ایک امر ظہور مین آیا اور کلید حصار کے بھیجنے مین اس
وجہ سے توقف ہوا کہ حفظ ناموس و دولت کرکے تجشمون مین معذور ہون اب خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ہون
اگر جریمہ سابق کی پرسش اور مکافات مد نظر ہوئی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو کہ تیغ یمانی سے سر
افشانی کرین اور اگر جانستانی ملحوظ نہیں بمقتضاے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین قلم
عفو ان کی جرائد تقصیرات پر کھینچیے آیندہ کسی مقدمہ مین ہم مصدر تقصیر نہون گے ظفر خان نے صلاح وقت
صلح اور عفو مین دیکھی پیشکش فراوان اور نقود دوچند لے کر ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا
سومنات کی طرف کہ قریب بندر دمن واقع ہے روانہ ہووے اس درمیان یہ خبر پہونچی کہ ملک راجہ

المخاطب بعادل خان و سلطان فاروقیہ برہان پور کا جد ہے وہ نشان استقلال کا بلند کر کے اسی جاگیر کے سوا
تھالنیر تمام ناحیہ کو لیکر تمام ولایت خاندیس کو اپنے قبض و تصرف میں لایا ہے اور اسپر بھی اکتفا نہ کر کے بیست پرگنہ
گجرات سے متصل سلطان پور و ندربار کو مزاحمت پہونچاتا ہے ظفرخان علاج اس علت کا واجب جانکر اسطرف متوجہ ہوا
ملک راجہ کہ مرد عاقل اور دانا تھا اپنے تئین مرد میدان اُس کا نہ جانکر قلعہ میں متحصن ہوا اور صلاح اتحاد و موافقت
میں دیکھی اور ایک جماعت علما اور صلحا اُسکے پاس بھیجی تو سخنان مخالصت آمیز اور کلمات صداقت انگیز سے رخنہ نزاع
مسدود کر کے ابواب دوستی اور یکجہتی کو مفتوح کریں ظفرخان کہ اہل علم و فضل سے رغبت کمال تمام رکھتا تھا اور سلطنت گجرات
کی آرزو اُسکے دل میں پوشیدہ تھی علما کو گرامی رکھکر وہ عہد و پیماں جو اُس زمانہ میں مروج اور متعارف تھے
درمیان میں درلایا اور اُس کے بعد تحف و لطائف طرفین سے پیش ہوئے پھر ظفرخان نے احمد آباد کیطرف مراجعت
کی اور اُن دو مرد کے درمیان طریقہ محبت اور یاری جاری ہوا اور اس وجہ سے کہ ملک راجہ دعوے کرتا تھا
کہ میں اولاد خلیفہ دوم حضرت فاروق سے ہوں ظفرخان کتابت و مراسلات میں مرتبہ پیش آکر اُس کے القاب
کے اعزاز میں کوشش کرتا تھا اور ۷۹۷ھ سات سو ستانوے ہجری میں حدود ایدر کیطرف کہ عرف عام میں واقع ہے
فوج کشی ہوکر ایک مدت تک اس حدود کے کفار کے قتل و غارت میں کہ نہایت متمرد اور سرکش تھے مشغول رہا
اور بموجب مضمون خورشید جمال اور جمیع پسران پری تمثال مسلمانوں کی قید میں آئے اور کشتیاں اُن کی اموال
غارت سے مالا مال ہوئیں بعد اُس کے راے ایدر نے عاجز ہوکر اظہار یکجہتی اور فرمانبرداری کیا اور تحف و
ہدایا بہت گذرانا پھر وہاں سے کوچ کر کے سومنات کی طرف گیا اور بتوں اور بت پرستوں کے اعلام کی
نگونساری میں کوشش کر کے وہاں مسجد جامع احداث فرمائی اور ارباب مناصب شرعیہ کہ مراد مؤذن و پیش امام
اور خادم خانہ خدا سے ہے تعین کیے اور تھانہ ٹھاکر ٹن کی سمت متوجہ ہوا اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے
ہجری میں مخبروں اور اخبار نویسوں نے یہ خبر پہنچائی کہ مندل گڑھ کے راجپوتوں نے استیلا پاکر کہ ہر کس
نواح کے مسلمانوں نے اُنکے دست تعدی سے مفارقت اوطان اختیار کی ہے اور راجپوت سر گریبان حمق و نخوت
سے برآوردہ کر کے جادۂ اطاعت اور مالگذاری سے انحراف رکھتے ہیں ظفرخان اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر کوچ بکوچ
اُسطرف روانہ ہوا ابیات لوائیکہ نصرت سرفراز است + سام اندرو دمی از فتح باز است + بگذشتہ ملحق از ماسک
ماہ + طراز از رامش نصر من اللہ + اور جب اُس حصار کے نواح میں اہل اسلام کے خیمے ایستادہ ہوئے راے
اُس ولایت کا موسوم بہ پدر متحصن ہوا اہالی اسلام اُسکے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور منجنیقیں نصب کر کے ہر روز ایک
جماعت راجپوتاں کو سنگسار کرتے تھے چونکہ قلعہ نہایت سنگین تھا منجنیق کارگر ہوتی تھی حکم کیا کہ چاروں طرف
دمدمے باندھکر جب وہ تیار ہوگئے اور اُن سے بھی کچھ فائدہ ہوا ظفرخان طول محاصرہ سے ملول اور غمگین تھا
ناگاہ لطائف غیبی سے کئی دنوں میں قلعہ کے اندر وبا اور طاعون پیدا ہوا اور اہل قلعہ مرگ مفاجات میں مبتلا ہوکر
بکثرت تمام مرنے لگے راے پدر نے محصوروں کا حال تنگ دیکھکر ایک جماعت اپنے اعیان کو تیغ و کفن گردن میں ڈالکر
ظفرخان کی ملازمت میں بھیجا اور عورتوں اور بچوں نے سر برہنہ کر کے قلعہ پر چڑھکر گریہ و زاری سے امان چاہی ظفرخان نے اسے
تائید آسمانی سے سمجھکر اُنکی درخواست مبذول کی اور پیشکش لیکر روضۂ خلاصۃ العارفین رئیس الواصلین خواجہ معین الدین چشتی

قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کیواسطے عنان عزیمت اجمیر کیطرف معطوف کی اور جب اُس مقام کعبہ احترام مین پہونچا لوازم زیارت اور مراسم نذر و نیاز بجالا کر اُن کی روح پر فتوح سے استمداد فتح و ظفر چاہی کہ کفار اشرار اور اعدائے نابکار پر مظفر و منصور رہی چونکہ تمام ہمت اُسکی غزا اور جہاد مین مصروف تھی جلد وہان سے جلوارہ اور بلوارہ کی سمت کہ بت پرستی اُس حدود مین رواج و رونق تمام رکھتی تھی لوائے غزا بلند کر کے اس مرز بوم کے باشندونکو طعمۂ شمشیر بیدریغ کیا اور معابد اور کنائس اُنکے منہدم اور مسمار کر کے نشان باقی نہ رکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کے مفتوح کر کے اپنے معتمدون کے تفویض فرمائے اور بعد تین سال سالماً و غانماً پٹن کی طرف مراجعت کی اور الفی کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس سفر سے مراجعت کے بعد ظفرخان نے خطبہ اپنے نام کر کے اپنے تئین مظفر شاہ مشہور کیا اور ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین ساتھ اس تفصیل کے کہ سلاطین دہلی کے وقائع مین مرقوم ہوا تاتارخان ولد مظفرخان جو وزیر سلطان محمد شاہ تھا سلطان ناصرالدین محمود شاہ کے عہد مین سارنگ خان سے لڑا اور اُسے ملتان کی طرف مفرور کیا اور اُسکے اوضاع اور اطوار سے داعیہ سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا تو ملو اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل مطلق العنان تھا اُسکے دفع کے واسطے پانی پت کیطرف متوجہ ہوا تاتارخان نے صلاح اُسکے مقابلہ مین نہ دیکھی دوسرے راستہ سے آکر دہلی مین پہونچا یا اور چاہا کہ اُسے محاصرہ کر کے تصرف مین لاوے اقبال خان پانی پت کو سر کر کے بشوکت و صولت تمام جوشان و خروشان دہلی کی طرف روانہ ہوا تاتارخان نے اسوقت بھی اُسکا مقابلہ نکیا اور ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری مین گجرات کی طرف بھاگا اور اپنے باپ مظفر شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور اسے دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریض کی مظفر شاہ یہ امر قبول کر کے لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ مین مصروف ہوا لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ امیرزادہ پیر محمد نبیرۂ صاحب قران امیر تیمور گورکان نے ممالک ہندوستان مین قدم رکھا اور ملتان کو سر کیا تو مظفر شاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ امیرزادہ پیر محمد ہراول صاحب قران کا ہی اسواسطے دہلی کا خیال ترک کر کے دوسرے شہرون کیطرف متوجہ ہوا اور باتفاق اپنے بیٹے تاتارخان کے بقصد تسخیر قلعہ ایدر نہضت فرمائی اور نہب و غارت مین مصروف ہو کر قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور متحصنان کی تنگی مین کوشش کی راجہ نول رائے ایدر نام نے نہایت عجز و انکسار سے ایلچی بھیجکر پیشکش دینا قبول کیا اور جو ممالک دہلی پر فتنہ اور آشوب تھے مظفر شاہ نے پیشکش پر اکتفا کر کے شہر رمضان سنہ مذکورہ مین مراجعت کی اور اس عرصہ مین ایک خلقت کثیر دہلی کی طرف سے بوجہ حادثہ صاحب قران بھاگ کر پٹن مین آئی اور مظفر شاہ نے تفقد اُس جماعت کے احوال پر واجب و لازم جانکر ہر ایک کے حق مین حسب لیاقت شفقت اور عنایت مبذول فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ بھی صاحب قران سے بھاگ کر ولایت گجرات مین آیا جو کہ مظفر شاہ نے صلاح دولت سلطان کے آنے مین نہ دیکھی اسقدر بدسلوکیان اور معاش نالائق اُس کے ساتھ عمل مین لایا کہ یہ تنگ اور دلگیر ہو کر مالوہ کی طرف گیا اور ۸۰۳ھ آٹھ سوتین ہجری مین مظفر شاہ دوبارہ قلعہ ایدر کیطرف متوجہ اور احاطہ کر کے اُس کی تسخیر مین ساعی ہوا اور راجہ نول رائے ایدر نے اس وقت سوائے فرار کے چارہ نہ دیکھا شباشب قلعہ کو خالی کر کے بیجانگر کی طرف بھاگا اور صبح کیوقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے اور ایک سردار صاحب شوکت اُس قلعہ مین مقرر کر کے خود پٹن کی طرف معاودت فرمائی اور ۸۰۴ھ آٹھ سو چار ہجری مین مخبرون نے یہ خبر مظفر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ کفار سومنات نے ہجوم کر کے تھانہ اسلام کو اُٹھا دیا ہی اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کے زندہ کرنے مین کوشش کرتے ہین مظفر شاہ

ایک فوج عظیم اُس طرف روانہ کرکے خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور جس روز کہ راے سومنات اور کفار اُس
حدود کے دریا کے راستہ سے لشکر اسلام پر بکثرت ہجوم کرکے حملہ آور ہوے تھے اسی وقت معرکہ میں سلطان مظفر
پہونچ گیا اور دلیرانہ سخت حملہ کرکے کفار کے جسموں سے جداول خون جاری کیں چنانچہ اُنمین طاقت اور قوت نہ رہی
رہی اور دل شکستہ ہوکر باتفاق راے قلعہ دیپ مین پناہ لی بیت جدا داد ہمت شہنشاہ را + ہزیمت دراعدا جدا داد
سلطان مظفر شاہ نے جاکر اُس قلعہ کو محاصرہ کیا اور تکبیر و صلوۃ کی آواز اور شور دمامہ رعد آواز اور کرناے فتنہ پرداز نے عالم
کے ارکان دولت مین زلزلہ اور شور ڈالا ایک روز میں بزور شمشیر وہ قلعہ فتح کیا اور جمیع مردان بالغ کو اُس سے
علف تیغ بیدریغ اور طعمہ زاغ و زغن کرکے راے کو تمام پر دلے اُس جماعت کو فیل کے پیروں کے ہاتھ پاؤن کے نیچے
پامال کیا اور اہل و عیال عورتیں اور فرزندوں کو اُسکے مسلمان لیگئے اور اُنکے اموال اور اثقال اور سار و سلب پر متصرف
ہوے اور سلطان مظفر شاہ بزم جشن ترتیب دیکر شکر عنایت الٰہی بجالایا اور ایک بڑا بتخانہ مسمار کرکے بجاے اُسکے مسجد
عالی بنائی پھر ضبط اُس نواح کا ایک امراے کبار سے رجوع کیا اور مع غنائم موفورہ ملک کی طرف مراجعت فرمائی اور
اس فتح و تائید کی وجہ سے اُسکی استقلال اور عظمت ایک سے ہزار درجہ ہوئی پھر اس فکر مین ہوا کہ دہلی کی طرف
لشکر کشی کرکے اُسے بھی مفتوح کرے اور اپنے فرزند تاتار خان کو بخطاب القاب غیاث الدنیا والدین سلطان محمد شاہ
مخصوص فرمایا اور اساول سے کوچ کرکے حسب قصبہ سور مین ہو کا مزاج اُسکے بیٹے محمد شاہ کا طریق اعتدال سے منحرف ہوا
اس سبب سے کہ آفتاب عمر اُسکا افق غروب مین پہنچا تھا اطباے حاذق کا معالجہ اور دوا دوش کارگر ہوئی ملک ثانی
کی طرف سفری ہوا اور مظفر شاہ بھی فسخ عزیمت کرکے اساول کیطرف گیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ تاتار خان نے بہ مدد
مین اساول مین جاکر اپنے باپ پر خروج کیا اور چونکہ وہ ضعیفی کے سبب نہایت ناتوان اور کمزور ہوگیا تھا اُسے
گرفتار کرکے ایک قلعہ میں قید کیا اور اپنے چچا شمس خان کو وکیل السلطنت کرکے بلقب ناصر الدین محمد شاہ صاحب
سکہ و خطبہ گجرات ہوا اور بارادہ تسخیر دہلی سامان سفر اور لشکر کی فراہمی مین کوشش کرکے کوچ کیا اور سلطان
مظفر شاہ نے اپنا ایک معتمد شمس خان کے پاس بھیجکر مبالغہ تمام اپنی رہائی و بیٹے کو ہلاک کرنے کے بارہ
مین اصرار کیا شمس خان نے جواب دیا کہ محمد شاہ آپ کا فرزند رشید اور قابل ہے اور اُس کی طرف تعلق خاطر
بہت بہتی ہو اب جو مین اُسکی ہلاکت مین قیام کرون اُسکے عدقیقین ہو کہ مین آپ کی پشیمانی کے وقت
ہدف تیر ملامت ہونگا مناسب یہ ہے کہ اس بارہ میں نہایت فکر اور اندیشہ کرکے جواب دیجیے سلطان
مظفر شاہ نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ اے برادر مہربان برابر میری طرف سے کسی طرح کی مکافات کا اندیشہ نہ کرکے
اس امر کا لحاظ کرے کہ جسوقت ایسا فرزند اپنے باپ کی نسبت ناحق حرکت پیش آوے عاق ہے اور
قطع رابطہ عطوفت اور مہربانی ہوکر نسبت پدری اور فرزندی مسلوب اور زائل ہوگئی پس لازم ہے کہ
وہ بھائی میری ضعیفی اور پیری پر رحم کرکے اس عاق کو سزاے اعمال قبیحہ پہونچاوے کہ میرا کام
ہر وقت کے رنج و تعب اُٹھانے سے اس نہایت کو پہونچا ہے کہ اگر کل زندہ بچا تو پرسوں نہین آفتاب عمر
میرا مغرب فنا کے قریب پہونچا ابیات کس راچہ خبر ز آہ جانسوز دلم + دردا تقوہ قیامت افروز دلم امروز
مینالم کہ بہردانہ سحم + فرداے قیامت ست امروز دلم + شمس خان نے ناچار ہوکر اپنے بھائی کی

ضعیفی اور سختی پر رحم فرمایا اور قصبۂ سورین میں جو دہلی کے سر راہ ہے محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی کو قید خانہ سے بر آوردہ کر کے مسند حکومت پر متمکن کیا خیل حشم جو پروردہ اُسکی نعمت کے تھے اور محمد شاہ کی دست تعدی سے ایذا اٹھائی تھی سب اُسکے شریک ہوئے اور حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم جنہوں نے اس کام کی اُسے ترغیب دی تھی ہراسان اور متواہم ہوکر مفرور ہوئے پھر بھی سلطان مظفر شاہ نے ترحم ذاتی اور مراحم قلبی سے اُنکی خطا معاف کی اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ میں جو محمد شاہ مسموم کا بیٹا تھا منتظم کیا اور جو دلاور خان والی مالوہ فوت ہوا تھا ہوشنگ شاہ اُسکا قایم مقام ہوا اور اُن دنون میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہوشنگ شاہ نے ملک کی طمع کے سبب اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا اسوجہ سے مظفر شاہ سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری میں مع ساز و یراق حسن آباد اور دھار کی طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ شاہ جو جوان اور شوخ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلا عاقبت اندیشی کہ لشکر گجرات میں اُسکی فوج سے زیادہ بلکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اُس کی مدح و تحسین میں کھولی سپاہ مالوہ منہزم اور منکسر ہوئی اور ہوشنگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کر کے خطبہ اور سکہ اُس ولایت کا اپنے نام جاری کیا اور صوبہ مالوہ اپنے بھائی کو تفویض فرماکر اساول کی طرف مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کے سپرد کر کے حکم فرمایا کہ اسے ایک قلعہ میں محبوس کر احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا اور بعد چند ماہ کے عریضہ ہوشنگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشتمل بر عجز و زاری اپنے جد کے ملاحظہ میں گذرانکر التماس رہائی کی اور جو مالوہ میں بلوہ ہوگیا اور لوگون نے نصرت خان کو دھار سے نکال دیا التماس سلطان احمد شاہ کے معرض قبول میں آئی پہلے ہوشنگ شاہ کو قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے چتر سفید اور سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی عنایت کر کے تمام ولایت مالوہ اور منڈو اُسے دیکر احمد شاہ کے ہمراہ اُس طرف بھیجا تاکہ اُسے اُس ولایت کی مسند حکومت پر جلوہ گر کرے احمد شاہ نے حسب الحکم ہوشنگ شاہ کو تخت مالوہ پر متمکن کر کے مسرور و محظوظ ہو کر گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ اواخر ماہ صفر سنہ ۸۱۴ آٹھ سو چودہ ہجری میں بیمار ہوا اور جب معلوم ہوا کہ مرض الموت ہے مراسم وصیت بجا لایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت اور لیاقت اپنے بیٹون سے زیادہ تر دیکھی اُسے ولیعہد کر کے اپنی اولاد کو اسکی اطاعت کے بارہ میں وصیت فرمائی اور ربیع الثانی کی آٹھوین تاریخ سنہ مذکور مین کہ عمر اُسکی اکہتر برس اور چند ماہ کی تھی ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کر کے سفر آخرت اختیار فرمایا اور مدت اُسکی حکومت کی بعد از وفات خدایگان کبیر بیس برس اور قدرے زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمان روائی کا

سلطان احمد شاہ جم جاہ اپنے جد کی وصیت کے موافق متکفل حکومت خطۂ گجرات ہو کر رایات عدل و داد بلند کر کے رعیت پروری اور مظلوم نوازی میں ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اُسکی سنہ ۷۹۳ سات سو ترانوے ہجری میں ہوئی نجومیون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کر کے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا امر ظہور میں آویگا کہ جسکے سبب اُسکا نام نیک جہان فانی میں باقی رہیگا ظاہر وہ امر بناے شہر احمد آباد گجرات ہے اور سنہ ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری میں فیروز خان نے کہ بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا شروع جلوس اُسکی مین نشان بغاوت گجرات کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک بشیر اور ملک کریم شمس و ادر جیچند اور پیاگدا اس طرح کہ

مشاہیر امرائے مظفری تھے اور شرارت ذاتی اور فتنہ انگیزی میں موصوف اور معروف تھے ساتھ اس کے ملحق
ہوئے اور فوج کے فراہم کرنے میں مشغول ہوئے اور امیر محمود ترک حاکم کنبایت کو ساتھ اپنے متفق کر کے فیروز خان
کو کنبایت کی طرف لے گئے اور بہت خان بن سلطان مظفر مع لشکر سورت کے حدود میں اُسکے پاس آیا اور سعادت خان
اور شیر خان بن سلطان مظفر نے اپنی جاگیروں سے بہت خان کے ملحق ہونے کی بس تو دونوں کنبایت کی طرف گئے اور دریائے
نربدہ کے کنارے لشکرگاہ کیا اور آپس میں مشورہ کر کے مع سات آٹھ ہزار سوار نہایت تجمل اور حشمت سے
بروچ کیطرف گئے اور فیروز خان نے چتر سرخ سر پر مرتفع فرمایا اور سراپردہ اور بارگاہ بھی سرخ بہم پہونچا کر سلطان کا حکم
کا ملتمس کیا اور ایک خط استعانت اور استمداد کے بارہ میں سلطان ہوشنگ کو ترقیم فرمایا اور سلطان ہوشنگ سے یہ
شرط قبول کیا کہ بعد حصول مقصد ہر ایک منزل کا مصارف کرور تنکہ دیوے اور پیاگداس اور جسودھ کی ہدایت
سے زمینداروں کو اپنی اطاعت کے واسطے گھوڑا اور خلعت اور فرمان بھیجا اور سلطان احمد شاہ نے باوجود
نوجوانی کے جلد بازی نہ کی بلکہ ایک خط نصیحت آمیز لکھکر ایک جماعت کے ہاتھ فیروز خان کے پاس روانہ کیا اور
جب جسودھ کے فساد و شرارت کی وجہ سے پند و نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو آدم بھیکر کو تھوڑی فوج کے ساتھ
اُسکے دفعیہ کے لیے مامور کیا مگر یہ لوگ بعد جنگ شدید شکست کھا کر میدان سے مفرور ہوئے اور یہ فتح پیاگداس
کے نام ہوتی اور اس سے نخوت اور غرور نے اُسکے دماغ میں راہ پائی خود رفتہ ہو کر بہکنے لگا اور آخر اُسکے تسلط کی وجہ سے
سب نے متفق ہو کر اُسکے قتل میں مبادرت کی اور اکثر لوگ فیروز خان کی ملازمت سے جدا ہو کر سلطان احمد شاہ کے دربار
میں روانہ ہوئے بادشاہ بکمال متواتر بروچ کی طرف متوجہ ہوا جب فریقین قریب ہوئے تو فیروز خان مع راوین
قلعہ بروچ میں متحصن ہوا اور سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان کے پاس بھیجکر پیغام کہا کہ میرے جد امجد سلطان
مظفر شاہ نے بحکم قادر بیچون و بے نظیر اس ملک کے حل و عقد کی مہار اس بیمقدار کے قبضۂ اقتدار میں سپرد کی ہے شکر خدا
کر میاد قصر رفیع الاستوار سلطنت امرائے سپہر احتشام کی حسن اطاعت اور اتمام کی موافقت سے جیسا کہ چاہیئے استحکام
پکڑتی ہے مناسب ہے کہ آپ گرد و رید کے جمع ہو جانے سے مغرور اور فریفتہ نہ ہوویں اور اعمال و افعال قبیحہ سے نادم ہو کر دست تمسک
اس معذرت میں مضبوط کریں کہ بدی کا انجام بد ہے اور وہ جاگیر کہ جد امجد نے تمہیں عنایت فرمائی ہے اُس پر قانع ہو کر
امیدوار دیگر الطاف کے بھی رہو بھائیوں نے بعد پہونچنے ایلچی اور سننے پیغام جد امجد کے سب نے آئندہ
کیا اور بہت خان کو جو حقیقی سلطان احمد شاہ کا تھا بادشاہ کے پاس بھیجکر اظہار ندامت کیا سلطان نے اُنکو
بانسام عواطف نوازش فرمائی اور رقم عفو اُن کے جرائد جرائم پر کھینچی اور بہت خان مشمول عنایت سلطانی ہو کر قلعہ
بروچ کی طرف گیا اور باتفاق فیروز خان اور سعادت خان اور شیر خان سلطان کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور
اُس نے ہر ایک کو اُن میں سے بعنایت تازہ سرفراز فرما کر جاگیروں کی طرف رخصت کیا اور پٹن کی طرف سوار
ہونے کی عزیمت کی کہ اس درمیان میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خان نے کمک کے واسطے
طلب کیا تھا دارالملک سے گجرات کی طرف آتا ہے سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو مع لشکر کثیر مستعد کارزار
اُس کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے مع جماعت ظاہری اور باطنی روانہ ہوا اور عماد الملک جو
سرعت تمام طے منازل کر کے سلطان ہوشنگ کے قریب گیا تو وہ نہایت مضطرب و خائف ہو کر کوچ مرکوچ سے لوٹ گیا

اپنے ملک کی طرف راہی ہوا اور عماد الملک نے چند منزل پیچھا کیا اور اُن زمینداروں کو جو ہوشنگ شاہ کے شریک
ہوئے تھے گرفتار کر کے مطیع اور فرمان بردار کیا سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کے آجانے کے بعد اساول کی طرف
کوچ کیا اور وہان کی آب و ہوا پسند کر کے آخر سال یعنی ۸۱۵ھ آٹھ سو پندرہ ہجری بعد از استخارہ و استشارہ حقائق پناہ شیخ احمد
قدس سرہ کے دریائے سنبھرے کے کنارے ایک شہر جدید بنا کر کے موسوم بہ احمد آباد کیا اور تھوڑے عرصہ مین انجام
کو پہونچکر دار الملک سلاطین گجرات ہوا اور قصبۂ اساول کو ایک محلات اُس شہر سے قرار دیا اور عمارات بادشاہون
اور بزرگون کی پختہ ہین اور اکثر مکان سفالین ہین اور اس شہر کے سرے پر دربار بادشاہی کے متصل تین محراب خشت
پختہ سے تیار کی ہین اور مسجد اور سار دج سے اُسپر استرکاری کی ہے اُسکو ترپولیہ کہتے ہین اور ایک بازار نہایت وسیع
اور کشادہ ہے جیسا کہ دس ارابہ ایک دوسرے کے پہلو مین برابر جا سکتے ہین اور دوکانین خشت پختہ لاکھوری سے تیار
کر کے اُسپر گچ سے استرکاری کی ہے اور قلعہ اور مسجد جامع بنیاد کر کے شہر کے باہر تین سو ساٹھ پورہ آباد کر کے ہر ایک
پورہ مین بازار اور مسجد اور چار دیواری گرد اگرد تیار کی ہے اور اگر احمد آباد کی آبادی اور خصوصیات کی نسبت یہ
کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان مین ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر
موجود نہین تو مبالغہ نہووے اور ابھی اُس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چارون بھائی ملک علائی بدر کے اعوا
کہ سردار کلان سے تھا اور قرابت قریبہ بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادۂ اعتدال سے منحرف ہو کر اپنے کام
کی فکر مین ہوئے اور اسپ مخالفت پر زین کس کے پانون رکاب بغاوت مین رکھا نظر اس امر پر کہ پانچ چھ ہزار
سوار اور پیادہ رکھتا تھا بوعدہ عطائے قلعہ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابراہیم المخاطب برکن الدین خان جاگیر دار
موراسہ بھی ساتھ اُن کے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کر کے مع شان
شوکت بادشاہی موراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین فتح خان رکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ سے
منحرف ہو کر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور رکن خان کو قلعہ موراسہ مین نگاہ رکھکر خود باتفاق
رائے مل موضع اُنکھریین جو موراسہ سے پانچ کوس ہے مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنے شیوہ قدیم پر
عمل کیا یعنی جب باغیون کے حدود مین پہونچا اول ایک جماعت علما کو ملک بدر اور رکن الدین خان کے
پاس بھیجا تو پردہ غفلت کا اُنکی نظر سے اُٹھا کر راہ راست کی طرف ہدایت اور دلالت کرین لیکن ایلچیون نے جب
جواب حسب مدعا نہ سُنا رنجیدہ اور دلگیر ہو کر پلٹ آئے سلطان احمد شاہ صفوف حرب آراستہ کر کے قلعہ کی طرف
روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کے واسطے بھیجکر اُسے جنگ کی ترغیب کی اس واسطے
ملک بدر و رکن الدین خان اور انکس خان اور دوسرے سردار ظاہر حصار مین افواج کو مستعد بجنگ کر کے
سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی نوبت استعمال سیف و سنان نہ پہونچی تھی کہ صولت بادشاہی نے اُن کے
دل مین اثر کیا سراسیمہ اور بدحواس ہو کر قلعہ کی طرف بھاگے اور بہ تعجیل تمام قلعہ مین داخل ہو کر متحصن ہوئے
احمد شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلچی بھیجکر اُنھین صلح کے بارہ مین ترغیب کی ملک بدر اور انکس خان
نے از راہ مکر و غدر کے جواب دیا کہ اگر فلان فلان امرا قلعہ کے پاس آنکر عہد و پیمان کرین تو ہماری خاطر جمع ہو اور ہم قلعہ
سے برآمد ہو کر ملازمت مین حاضر ہووین سلطان احمد شاہ نے اُنکے حیلہ اور مکر سے غافل ہو کر خان اعظم آذر خان اور ملک الشرق

جوہر الملک تو رنگ سمہ کو اور نظام الملک اور سعد الملک تو رنگ بیرہ کو جو عمدہ درگاہ اُسکے تھے اُن کے حسب التماس
دروازہ قلعہ کے قریب بھیجا اور کبھی دیکھا کر اور غدر ملک بدر سے پرحذر رہا اور قلعہ کے اندر نہ جاتا ملک بدر
اور ایکس خان نے بوکالت فیروز خان دیوار قلعہ پر سے باتیں ملائم کہیں اور جب معلوم کیا کہ جماعت یوں گرفتار
ہو گی کھڑکی قلعہ کی کھولکر اتفاق صلح کے بہانہ باہر آئے اور امرائے مذکور اُن سے قریب تر ہوئے اور گھوڑے
پر سوار ہو کر اُنکی باتوں میں مشغول ہوئے ناگاہ ایک جماعت کہ خندق میں بطور کمین کے تھی اُنکی طرف متوجہ ہوئی
اور جوہر الملک ہمیر کے گھوڑے کو سرپٹ پھینک کر احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نظام الملک اور سعد الملک
گرفتار ہوئے جس وقت کہ ایکس قلعہ کی طرف لیچلے اُنھوں نے آواز بلند کہا کہ ہم تو گرفتار ہوئے سلطان ملاحظہ ہمارے
حال کا نہ کرے قلعہ پر تاخت لاوے کہ قلعہ ایک حملہ میں ہاتھ آئیگا سلطان احمد شاہ نے حملہ سلطانی کا حکم دیا
اور تھوڑے لوگ اُسی دن اور تھوڑے بعد میں زور سے مفتوح کیا اور ملک بدر اور ایکس خان تیغ بے دریغ سے مارے گئے
اور نظام الملک اور سعد الملک دونوں سلامت احمد شاہ کی ملازمت میں مشرف ہوئے فیروز خان اور کمل راے اندر پہاڑ
اور جنگل میں در آئے اور بعضے کتب تواریخ میں یہ حکایات شرح دیگر مسطور ہیں اختصار کے واسطے اُسکے ذکر میں مشغول ہوا
اور کمل راے فیروز خان سے مخالفت کرکے تمام ہاتھی اور گھوڑے اور سامان شوکت اُسکا چھین لیا اور عجز و نیاز اپنا ظاہر کرکے کو
احمد شاہ کے پاس بھیجا اور فیروز خان ناچار ہوکر ناگور کی طرف جاکر وہاں کے حاکم کے پاس ہوتے مشغول ہوا
اور سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری میں سلطان احمد شاہ نے راجہ جلوآر و پر لشکر کشی کی اور راجہ نے سلطان ہوشنگ سے
مدد کی درخواست کی اور احمد سرگی اور شہ ملک مثا شیخ ملک آدم لشکر نے کہ امرائے عظام مظفر شاہی سے تھے رشک
حسد ایک جماعت سے کہ احمد شاہ کی درگاہ میں مقرب ہوکر بہادت تیغ خلاف ساتھ اُسکے رجوع کیے گئے تھے ہوکر اس
عرصہ میں سلطان احمد جلوارہ میں کا میدان خالی پاکر علم طغیان اور عصیان بلند کیا اور موجود ہوا تھا طلب تھیو اطراف و اکناف
سے اُسکے پاس فراہم آئے سمت ولایت گجرات کو تاراج کیا اور ہوشنگ شاہ جب نامہ جالواری کی تحریر کے لائق
پہونچا اور اتفاق امرا کی اُسکے ہمراہ لشکر جرار ساتھ احمد شاہ کو بالکل خاطر سے فراموش اور کرکے فرصت غنیمت جانی
اور نہایت سامان سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اُس کی تاراجی اور خرابی میں تقصیر نہ کی سلطان احمد شاہ نے مہمات
جالواری کو اور وقت پر محول کرکے باشوکت و صولت تمام چپاسر کے الحاقہ میں آنکر نزول اجلال فرمایا اور ملک عماد الملک
سمرقندی کو مع لشکر جنگجو ہوشنگ شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی لطیف خان کو جو بڑا
لیاقت دار تھا سداتا کی نظام الملک شہ ملک اور احمد سرگی اور امرائے دیگر کے مدافعہ کے واسطے تعین
فرمایا اور ہوشنگ شاہ جو لشکر گجرات کی جنگ سے مظفر شاہ کے عہد میں خوف زدہ تھا آسیب ہزیمت کی
تاب گجرات کی طرف سے اسی موڑی کر دھار تک کسی مقام میں دم نہ لیا اور شہ ملک اور احمد سرگی وغیرہ جو
وساوس نفسانی اور خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے وہ بھی بد حواس اور سراسیمہ ہوکر معرور ہوئے
اور شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک اُن کا پیچھا کرکے پہلی منزل میں اُن کے ساز و سامان اور اموال و اثقال پر
متصرف ہوئے اور آخر شہ ملک اور احمد سرگی ناچار ہوکر پلٹ پڑے اور جنگ کرکے شکست پائی اور دوسری روایت
سے یوں واضح ہوتا ہے کہ شہ ملک نے اُنکے تعاقب سے تنگ آنکر شبخون مارا اور اپنے مقصد کو نہ پہونچا بلکہ

ایک جماعت کو ضائع اور برباد کرکے راجا کرنال کے پاس بھاگا اور احمد شاہ نے بعد فتح ارجمند او رجوع کرکے بمستقر اجلال اور مقر اقبال کی طرف معاودت فرمائی اور جو تعریف کوہ کرنال اور اُس کے استحکام کی اُسنے بہت سُنی تھی اور اُسطرف کے راجہ نے اُس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت نہ کی تھی ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری مین راے کرنال کی گوشمال کے واسطے سیر کے بہانہ اُس طرف نہضت فرمائی اور بعد اُسکے وہان کے پہاڑون پر آیا راے کرنال مع اقبال و لشکر بشمار چند مقام مین اُسکا سد راہ ہوا او رہر مرتبہ افواج شاہی کی سیلاب تند کے مقابل اُسے توقف میسر نہوا لیسپا ہوکر قلعہ اول مین جو اسوقت ساتھ جونہ گڈھ کے اشتہار رکھتا ہی قلعہ بند ہوا او رسپاہ اسلام نے چارون طرف سے یورش کرکے اسے گھیرا او رکام مروم درونی پر تنگ کرکے عاجز کیا راجہ لعجز تمام پیش آیا او رارسال تحت ہدایا او رقبول باج اور خراج ہر سالہ اپنے ذمہ ہمت کرکے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے سید ابوالخیر او رسید ابوالقاسم دونون بھائیون کو جو امراے کبار سے تھے مال مقرری کی تحصیل کے واسطے اس سرحد پر مقرر فرمایا او رعنان مراجعت احمد آباد کی طرف معطوف فرمائی اور اثناے راہ مین سید پور کے تبخانہ کو جو ساتھ اقسام زیور اور نقوش کے آراستہ تھا بیخ و بن سے منہدم کرکے خاک برابر کیا او راموال بقیاس پر متصرف ہو کر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال فرخندہ مآل مین ملک تحفہ کو جو جاگیرات بہنکر سے سرفراز تھا خطاب تاج الملکی دے کر مع سپاہ خیر خواہ بقصد غزاے کفار جو گجرات کے اطراف و اکناف مین سرکش تھے مقرر کیا او راُسنے بہت برسون یہ جہاد کرنے مین اور متمردون کے قتل اور باغیون کی گوشمالی مین جہد موفور بیش پہونچائی اور بار جزیہ اور خراج اُنکی گردن پر رکھا اور بہت مشرکون کو حلقۂ اسلام مین لایا اور ممالک گجرات کا ایسا مضبوط کیا کہ کوئی شخص نام کراس او ربواس کا نہ سنتا اور ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہ قصد غزا او رجہاد طرف ناگور کے سوار ہوا او رراہ مین متجسس حال معابد کفرہ اور متلاشی اخبار مساکن اصنام فجرہ رہتا جس جگہ سُراغ تبخانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے اُسے بیخ و بن سے اُکھاڑتا تھا اور غنائم وافر لیتا تھا اور جب ناگور مین پہونچا اُس کی تسخیر او رمحاصرہ کی کوشش کی اور جب خضر خان والی دہلی اُس طرف عازم ہوا اور موضع تنگ مین پہونچا احمد شاہ نے وہان سے برخاست کرکے مالوہ کے اطراف سے گذر کر احمد آباد کی طرف معاودت فرمائی چونکہ کبھی کبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان ہوشنگ حاکم مالوہ دشمنی کی قدم سے حظہ سلطان پور اور ندربار کو برہم اور پامال کرتے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان احمد نے ۸۲۱ھ آٹھ سو اکیس ہجری مین اسطرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہونچا تھا کہ ایک فوج عظیم اور جم غفیر قلعہ تنبول کی سرحد پر جو گجرات و دکن اور خاندیس کی سرحد مین واقع ہی نامزد کی اور اس کے بعد خود بدولت و اقبال ندربار کے حوالی مین پہونچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر مین دم کیا اور وہ جماعت جو قلعہ تنبول کی طرف روانہ ہوئی تھی وہان کے راجہ کو دلاسا اور تشفی کرکے مع تحف و ہدایا سلطان کی پابوس کے واسطے لائے اور موسم برسات بھی آپہونچا تھا سلطان احمد شاہ احمد آباد کی سمت عنان عزیمت معطوف کرنے پر تھا کہ مخبران سریع السیر نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ راجہ ایدر اور چنپانیر و مندل او رنادوت نے عرائض بھیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات کی سمت طلب کیا ہی اور اُسی وقت ایک شتر سوار تیز رفتار خطۂ ناگور سے نو روز کے عرصہ مین ندربار مین پہونچا اور عریضہ فیروز خان بن شمس خان دندانی لایا مضمون اُس کا یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے آپ کو دور دیکھکر تسخیر گجرات

کا ارادہ کیا ہے اور اس گمان سے کہ بندہ کو آنحضرت کے ساتھ صفائی عقیدت ہے اس حقیر کو لکھا ہے کہ زمینداران گجرات نے عرائض اخلاص اور یکجہتی بھیجکر مجھے طلب کیا ہے لہذا میں عازم گجرات ہوں آپ بھی جلد مستعد ہو کر تشریف لائیں کہ بعد از فتح گجرات ولایت نہروالہ آپ کے پیشکش کر دونگا جو حضرت میرے مسلہ دیکھتے ہیں لہذا واجب اللازم جانکر اطلاع کی سلطان احمد شاہ نے باوصف موسم بارش بکوچ متواتر دریائے بربدہ سے عبور کرکے دہندری میں نزول کیا اور کچھ لشکر اسحالی ہمراہ لے کر بطور یلغار ایک ہفتہ کے عرصہ میں نہروالہ کے اطراف میں پہونچا اور سلطان ہوشنگ نے اُس کی توجہ سے بدحواس اور سراسیمہ ہو کر اپنا سر کھجایا اور بصلاح استعمال اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوا سلطان احمد شاہ نے اجتماع سپاہ کے واسطے چند روز نہروالہ میں مقام کیا راجہ سورت نے یہ خبر سنکر سر حلقۂ اطاعت سے نکالا اور ادائے مال مقرری اور خراج معمولی سے انکار کرکے قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی فرصت پاکر استخلاص قلعۂ تھالیر کے بارہ میں کہ جو اُس کے بھائی ملک افتخار کے تصرف میں تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے اپنے فرزند غزنین خان کو مع ایک جماعت امرا اُس کی کمک کو بھیجکر سلطان پور کی طرف مراجعت سے ہوچکائی اور ملک احمد صاحب نے صوبۂ سلطان پور میں قلعہ بند ہو کر عرضداشت شکایت آمیز درگاہ میں ارسال کیں اور سلطان احمد شاہ نے نہروالہ سے ملک محمود ترک کو مع لشکر بزرگ راے سورت کے دفع تمرد کے واسطے نامزد فرمایا یہاں تک کہ اُس نے وہاں جا کر بعد قتل و غارت مال مقرری وصول کیا اور اسی طور سے محمود ترک اور مخلص الملک کو جو سرداران کلان سے تھے ملک نصیر اور غزنین خان کی گوشمالی کے واسطے ارسال کیا انھوں نے بھی اثنائے راہ میں نادوت پر تاخت کرکے وہاں کے راجہ سے بزور شمشیر پیشکش لی اور جب سلطان پور کے اطراف میں پہونچے ملک نصیر تھالیر کی طرف پناہ لے گیا اور غزنین خان کو بھاگا ہوا دیکھکر بذریعۂ محمود ترک ایک جماعت سلطان کی ملازمت میں بھیجی اور بعد آمد دستدلسار سلطان نے رقم عفو اُس کی جریدۂ جرائم پر کھینچی اور خلعت فاخرہ سے مخلع کرکے خطاب نصیر خانی دے کر تھالیر بخشا اور احمد آباد کی طرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے شروع میں یعنی ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس ہجری میں گجرات نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ مندل سے انعام لیا اُس کے حوالہ کیا اور خود بدولت نہروالہ سے سلطان ہوشنگ کی تنبیہ اور تادیب کے لیے مالوہ کی طرف مع لشکر آراستہ باوجود حرارت ہوا درستگی راہ کوچ بکوچ روانہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ کے واسطے شتابی کی اور کالیادہ میں پشت بدیوار گرکے زمین قلب میں فروکش ہوا اور اپنے سامنے کے رستے درخت قطع کرکے خار بندی کی اور سلطان احمد شاہ نے صحرائے کشادہ میں ایستادہ ہو کر یہ تدبیر کی کہ سردار میمنہ کا احمد ترک اور میسرہ کا ملک فرید اور عماد الملک سمرقندی اور محافظ ہنگاوہ کا عضد الدولہ ہوا اتفاقاً اس ہنگام میں کہ شروع جنگ کا ہوا تھا اُس کا ملک فرید کے دائرہ پر پڑا اور اس جگہ ایک خدمتگار کو اُس کی طلب کے واسطے بھیجا اور اُسے خطاب اُس کے باپ کا عماد الملک ارزانی فرما کر چاہا کہ اپنے ہمراہ لیوے ایلچی نے پلٹ کر عرض کی کہ ملک فرید تیل بدن پر ملکر بعد ایک ساعت کے آوےگا سلطان نے کہا آج روز جنگ ہے اور فرید اس تاخیر میں ہی آخر افسوس اور ندامت کھینچیگا اسی عرصہ میں ملک فرید بلا توقف جنگ گاہ کی طرف متوجہ ہوا جب

دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش وخروش مین آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سواروں کو ہر طرف دوڑایا غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نے تیر خانہ کمان مین جوڑ کر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے بہادران جنگجو برآمد ہو کر گجراتیون کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل مین پیدا ہوا اور چونکہ ہوشنگ شاہ فیروز جنگ نہ تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ مین ملک فرید بھی میدان کیطرف متوجہ ہوا ہر چند کوشش کی ضیق راہ اور خار بندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ مین ایک راہ جانتا ہون اور ممکن ہے کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ مین رکھا اور جسوقت دونون مل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تمیز نہوئی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے ظاہر ہو کر شیر گرسنہ کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اُسوقت بھی حرب سخت کی جب نصیب نے یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ مظفر اور منصور ہو کر تھوڑا تعاقب کر کے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیون نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ بدحواس ہو کر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر وکبیر متمول اور مالا مال ہوئے اور درخت مثمر اور غیر مثمر جس قدر کہ مندو کے اطراف مین تھے قطع کر کے خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو موسم برسات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سر راہ تھی دونون کو پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کر کے جشن متواتر اور پیہم کر کے مستحقین اور علما اور سادات کو صلہہاے خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا اُسے الطاف خسروی سے امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمائے اور اواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نے قلعہ سونگرہ کی مرمت کر کے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا چونکہ ایلچی سلطان ہوشنگ کے حاضر ہو کر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تئیس ہجری مین پاے عزیمت رکاب سعادت مین لا کر بقصد تسخیر چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہان کا راجہ بعجز وانکسار پیش آیا سلطان احمد شاہ نے پیشکش لے کر زر ہر سالہ اُس پر مقرر کیا اور اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ نے پھر سخنان موحش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو پر پہونچکر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ مین کوشش کر کے امرا پر مورچل قسمت کیے اور جو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کرون کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہو کر اُس سے ایک یادگار دست روزگار مین رہے پھر تخت گاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جو وفور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا سپرد کر کے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہو کر جاجنگر کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی ست

اور خوب وسقاب کرکے فراغت کرے اور جب اپنی فوج مردی سے جاجنگر کیطرف گیا اور ساتھ اُس تفصیل کے کہ اپنے
مقام مین ذکر اسکا ثبت ہوا ہی میلاں توی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کے پلٹ آیا اور دارالملک مین داخل ہوا تو لوگوں نے
نشان کنگرہ پر بلند کرکے نقارے شادی کے بجانے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان ہوشنگ کے سفر سے واقف
نہ تھا سبب نشان کنگرہ پر بلند کرنے اور نقارے شادی کے بجانے کا استفسار فرمایا حد شکاروں نے حقیقت حال
عرض کی تھی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے متعجب ہوکر فرمایا کہ ایسے قلعہ سنگین کی کیا تدبیر کرون کہ
باوجود ایسی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کرکے مقیم ہی وہ قلعہ سے برآمد ہوکر مملکت بیگانہ دور دست مین
جاکر چھ مہینے کے بعد واپس آیا اور ہمیں اصلا خبر ہوئی پھر اُس قلعہ کی تسخیر سے قطع نظر کرکے ولایت مالوہ مین آیا اور
اُس ناحیہ مین خرابی بہت پہونچائی اور اُس سے اور سلطان ہوشنگ سے چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور بتائید
آسمانی سب ہر دفعہ غالب آکر گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور میرے اُستاد ملا احمد نے تاریخ الفی میں یہ حکایت اسطور
سے مرقوم جامہ صحت فرمائی ہی کہ ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں سلطان ہوشنگ سوداگرون کا لباس پہنکر جاجنگر کیطرف
گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ عرصہ سے سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ سے کسی طرف جاکر پوشیدہ ہوا ہی اور امرا در
امرائے سپاہ اُس کی ولایت تقسیم کرکے متصرف ہوئے ہیں مدین سبب لاہیہ گجرات سے بکوچہائے متواتر مالوہ کے سمت
متوجہ ہوا اور قلعہ دھیر کو کہ ممالک مالوہ سے ہی بصلح لیکر قلعہ مندو کے قریب آیا اور جب امرا تا قدام ممانعت و مدافعت پیش کئے
محاصرہ مین مشغول ہوا اور لشکر تاخت کیواسطے اطراف مالوہ مین بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نرکھا جب موسم برسات آیا اور
سمجھا کہ یہ قلعہ آسانی سے ملکہ مطلقاً مفتوح نہوگا کوچ کرکے اُجین کیطرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہ کو تقسیم کرکے اُس کے
تحصیل پر متصرف ہوا اور اسباب قلعہ کشائی کا مثل منجنیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سے طلب کیا اور جب ملک مقرب کو دل
جو کچھ طلب کیا تھا وہ احمد آباد سے لایا تو سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعہ مندو کیطرف گیا اور ملک مقرب کو مارا ایلکی
راہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اس وقت خبر سلطان ہوشنگ کے معاودت
کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اُسے امرا کو جو پرگنات کے لیے مین مصروف تھے سب کو ایکجا فراہم کرکے ارشاد
کیا کہ دستور سابق ولایت کے درمیان مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہو یہ کہکر مندو سے سارنگ پور کی
جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اُسکے ارادہ سے اطلاع پائی تو دوسرے راستہ سے سارنگ پور
پہونچ گیا اور اثنائے راہ مکر و حیلہ سے ایلچی سلطان گجرات کے پاس بھیکر اس قدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے
سارنگ پور کے قریب پہونچکر جنگ دی کسی اور محافظت اور شب بیداری میں سستی کی اور اسی شب کو کہ شب
دوازدہم محرم ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری تھے سلطان ہوشنگ نے لشکر گاہ اُس کے اردو پر شبخون لیجاکر بہت
گجراتیون کو کہ غافل تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئے سلطان احمد شاہ جب بیدار ہوا تو
دولتخانہ کے در اردو پر ملک جونا رکابدار کے سوا کسی متنفس کو وہان نپایا اور گھوڑے چوکی کے جو حاضر تھے
ایک گھوڑے پر خود سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کرکے صحرا کیطرف متوجہ ہوا اور وہان پہونچکر ایک گوشہ
محفوظ مین ایستادہ ہوکر بعد ایک ساعت کے ملک جونا کو اردو کیطرف خبر کو بھیجا ملک جونا جب اردو مین آیا دیکھا کہ ملک
مقرب اور ملک فرید مع اپنے مردان ہمراہی کے دولتخانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہیں سب نے اُسے دیکھکر

دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش وخروش مین آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سواروں کو ہرطرف دوڑایا غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نے تیر خانہ کمان مین جوڑکر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہرطرف سے بہادران جنگجو برآمد ہوکر گجراتیون کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل مین پیدا ہوا اور چونکہ ہوشنگ شاہ فیروز جنگ نہ تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ مین ملک فرید بھی میدان کیطرف متوجہ ہوا ہرچند کوشش کی ضیق راہ اور خاربندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ مین ایک راہ جانتا ہون اور ممکن ہے کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ مین رکھا اور جسوقت دونون مل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تمیز ہوئی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے ظاہر ہوکر شیر گرسنہ کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اُسوقت بھی حرب سخت کی جب نصیب نے یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ مظفر اور منصور ہوکر تھوڑا تعاقب کرکے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیون نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ بدحواس ہوکر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر وکبیر متمول اور مالامال ہوئے اور درخت مثمر اور غیر مثمر جس قدر کہ مندو کے اطراف مین تھے قطع کرکے خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو موسم برسات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سرراہ تھی دونون کو پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کرکے جشن متواتر اور پیہم کرکے مستحقین اور علما اور سادات کو مبلغہاے خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا الطاف خسروی سے امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمائے اور اواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نے قلعہ سونگرہ کی مرمت کرکے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا چونکہ ایلچی سلطان ہوشنگ کے حاضر ہوکر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تئیس ہجری مین پاے عزیمت رکاب سعادت مین لاکر بقصد تسخیر چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہان کا راجہ بعجز وانکسار پیش آیا سلطان احمد شاہ نے پیشکش لے کر زر ہر سالہ اُس پر مقرر کیا اور اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ نے پھر سخنان موحش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو پر پہونچکر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ مین کوشش کرکے امرا پر مورچل قسمت کیے اور جو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کرون کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہوکر اُس سے ایک یادگار دست روزگار مین رہے پھر تخت گاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جو وفور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا سپرد کرکے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہوکر جاجنگر کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی ست

اور خوب دستیاب کرکے مراجعت کی اور جب اپنی قوت مردی سے جاجنگر کیطرف گیا اور ساتھ اُس تفصیل کے کہ اپنے مقام میں ذکر اسکا شثبت ہوا ہے میلان توی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کے پلٹ آیا اور دار الملک میں داخل ہوا تو لوگوں نے نشان کنگرہ پر بلند کرکے نقارے شادی کے بجائے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان ہوشنگ کے سفر سے واقف نہ تھا سبب نشان کنگرہ پر بلند کرنے اور نقارے شادی کے بجانے کا استفسار فرمایا حدمتگاروں نے حقیقت حال عرض کی اور ریاست کی تھی سو عرض کی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے متعجب ہوکر فرمایا کہ ایسے قلعہ سنگین کی کیا تدبیر کروں کہ باوجود ایسی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کرکے مقیم ہے وہ قلعہ سے برآمد ہوکر مملکت بیگانہ دور دست میں جاکر چھ مہینے کے بعد واپس آیا اور ہمیں اصلا خبر ہوئی پھر اُس قلعہ کی تسخیر سے قطع نظر کرکے ولایت مالوہ میں آیا اور اُس ناحیہ میں خرابی بہت پہونچائی اور اُس سے اور سلطان ہوشنگ سے چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور بائیداد آسانی سے ہر دفعہ غالب آکر گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور میرے اُستاد ملا احمد نے تاریخ الفی میں یہ حکایت اسطور سے مرقوم خامہ صحت فرمائی ہے کہ سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری میں سلطان ہوشنگ سوداگروں کا لباس پہنکر جاجنگر کیطرف گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ عرصہ سے سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ سے کسی طرف جاکر پوشیدہ ہوا ہے اور لعلا در امسرلن سپاہ اُس کی ولایت تقسیم کرکے متصرف ہوئے ہیں بدیں سبب ولایت گجرات سے کوچ کرکے متواتر مالوہ کے سمت متوجہ ہوا اور قلعہ مہیسر کو کہ ممالک مالوہ سے ہے صلح لیکر قلعہ مندو کے قریب آیا اور جب امرا کا اقدام ممانعت و مدافعت پیش آئے محاصرہ میں مشغول ہوا اور لشکر تاحت کیواسطے اطراف مالوہ میں بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نہ رکھا جب موسم برسات آیا اور سمجھا کہ یہ قلعہ آسانی سے ملکہ مطلقاً فتح نہوگا کوچ کرکے اُجین کیطرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہ کو تقسیم کرکے اُس کے محصول پر متصرف ہوا اور براساب قلعہ کتائی کا نشل سحیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سے طلب کیا اور جب ملک مقرب کو وہاں جو کچھ طلب کیا تھا وہ احمد آباد سے لایا تو سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعہ مندو کیطرف گیا اور ملک مقرب کو بار اپنی راہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ میں مشغول ہوا اس وقت خبر سلطان ہوشنگ کے معاودت کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اپنے امرا کو جو گجرات کے لیے میں مصروف تھے سب کو یکجا فراہم کرکے ارشاد کیا کہ بدستور سابق ولایت کے درمیان مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہویہ کہکر مندو سے سارنگ پور کی جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اُسکے ارادہ سے اطلاع پائی خود دوسرے راستہ سے سارنگ پور پہونچ گیا اور راہ مکر و عالمچی سلطان گجرات کے پاس بھیجکر اس قدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے سارنگ پور کے قریب ہوکر جنگ میں دیر کی اور حارسندی اور شب بیداری میں سستی کی اور ناسی شب کو کہ شب دوازدہم محرم سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری تھے سلطان ہوشنگ نے یکبارگی اُس کے اردو پر شبخون لیجاکر بہت گجراتیوں کو کہ غافل تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئے سلطان احمد شاہ جب بیدار ہوا تو دولتخانہ کے دروازہ پر ملک جوتا رکابدار کے سوا کسی شخص کو وہاں نہ پایا اور گھوڑے چوکی کے جو حاضر تھے ایک گھوڑے پر خود سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جوتا کو سوار کرکے صحرا کیطرف متوجہ ہوا اور وہاں پہونچکر ایک گوشہ محفوظ میں ایستادہ ہوکر بعد ایک ساعت کے ملک جوتا کو اردو کیطرف خبری کو بھیجا ملک جوتا جب اُردو میں آیا دیکھا کہ ملک مقرب اور ملک فرید مع اپنے مرداں ہمراہی کے دولتخانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہیں سب نے اُسے دیکھکر

سلطان احمد شاہ کی خبر پوچھی ملک جونا حقیقت حال بیان کرکے دونون کو ہمراہ لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا جو
سلطان مسلح نہ تھا ملک مقرب نے اپنے ہتھیار سلطان کے زیب تن کیے اور جنگ کی رخصت طلب کی سلطان
نے فرمایا ایک ساعت تامل اور تحمل کرو کہ سپیدۂ صبح ظاہر ہووے اور ملک جونا کو پھر آردو کیطرف بھیجا تو تفحص احوال
کرے کہ سلطان ہوشنگ کہان ایستادہ ہے اور کس کام مین مشغول ہے وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت مین مصروف ہے اور
سلطان ہوشنگ مع اسپان وفیلان خاصہ اور سپاہ قلیل سے فلان مقام مین اُردو کے کنارہ ایستادہ ہوکر تاراجی کی
سیر کرتا ہے سلطان احمد شاہ طلوع صبح کے وقت کہ فی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کے
دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان قرینہ اور لباس سے اسے پہچانکر آگے بڑھا اور دونون بادشاہون
مین جنگ عظیم ہوئی اس قدر دونون نے جانبازی مین بہ نفس نفیس کوشش فرمائی کہ دونون زخمی ہوے اس
عرصہ مین فیلبانان گجراتی ان ہاتھیون کو جن پر سوار گرفتار ہوئے تھے اپنے صاحب کو پہچانکر باتفاق یکدیگر
ہاتھیون کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر ریلکر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب مقاومت نہ لاکر بدحواس ہوکر
قلعۂ سارنگ پور کی طرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیون کے اُردو لوٹ سے لیگئے تھے پھر اُنکے ہاتھ آیا اور علاوہ اس کے
سات ہاتھی نامی جاجنگر والے شوکت احمد شاہ مین اضافہ ہوے اور جب وہ سارنگ پور کے محاصرہ سے تنگ آیا
بقصد معاودت وہان سے برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پاکر سارنگ پور کے قلعہ سے برآمد ہوا اور
سلطان احمد شاہ کو پیچھا کرکے قتل وغارت مین تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا
جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نو سو نفر مالوی مارے گئے سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعہ سارنگ پور مین
درآیا اور پھر کئی ہاتھی فیلان جاجنگر سے کہ سلطان ہوشنگ اُنسے نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلان گجراتی مین شریک
ہوئے اور اس کے بعد سلطان احمد سالماً غانماً احمد آباد کی طرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کنبو کا کہ اُس نے فتوحات کی
بشارت دی تھی اعزاز واحترام بہت فرمایا گجراتیون کا اُس جناب کے دل مین اعتقاد اور اخلاص اندازہ سے
زیادہ بہم پہونچا اور اس وجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر مین نہایت محنت اور مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت
مین مشغول ہوئے اور ۸۲۹ھ آٹھ سو اُنتیس ہجری مین اپنے شہنشاہ صاحب اقبال کے ہمراہ رکاب ایدر کیطرف متوجہ
ہوئے اور سلطان احمد شاہ نے نہر صابرمتی کے کنارہ ایک شہر جدید احداث کرکے اسکا نام احمد نگر رکھا اور ایک قلعہ
بھی اُس کے پہلو مین بنا فرمایا اور افواج اس ولایت کے حدود مین بھیجکر آتش غضب ہر تر وخشک مین لگائی اور جو
شخص ہاتھ آیا اُسے زندہ نچھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کرکے مع خیل وحشم ولایت ایدر مین آیا اور
سوائے اُس قلعہ کے کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز مین تین قلعہ اس مملکت کے مفتوح فرمائے اور پونجا رائے
وہان سے بھاگ کر بیجانگر کے پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کی طرف معاودت کی اور دوسرے سال
کہ ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری تھی قلعہ اور شہر مذکور اتمام کو پہونچا پھر عنان عزیمت ولایت ایدر کی تسخیر کے واسطے منعطف
کی اور پونجا رائے نے اپنے باپ دادا کا اندوختہ صرف کرکے سوار اور پیادہ بہت بہم پہونچائے اور بقدر امکان
دست وپا مارے آخر کو ناچار ہوکر اپنی مملکت موروثی سے نکلگیا اور پرگار کے مانند اپنی ولایت کے گرد پھر کر حرکت
مذبوحی کرتا تھا یہان تک کہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس ہجری مین ایک جماعت

لشکریان سلطان سے اتفاقاً ایک جماعت لشکر کے علف لانے کے واسطے دامن کوہ ایدر میں روانہ ہوئی پونجا
نے فرصت پاکر اُن پر حملہ کیا اور بعد جنگ شکست کھا کر مراجعت کی لیکن ایک ہاتھی نامی فیلان بزرگ گجراتیوں
سے دستیاب کرکے ہمراہ لیے جاتا تھا گجراتیوں نے فیل کے لیجانے سے اُسکا تعاقب کیا اور پہاڑ کے درے
میں کہ راستہ تنگ تھا یکایک اُسکے سر پر جا پہنچے چونکہ راستہ ایک تھا پونجا راے نے جنگ پر آمادہ ہوکر گھوڑا
کو حرب سے باز رکھا لیکن فیلبان نے کہ ہاتھی مروانہ تھا جب دیکھا کہ پیچھے لشکر آ پہنچی اور فرصت ہے حق نمک کا پاس
کرکے حلال نمکی پر کمر باندھی اور ہاتھی پونجا راے کی طرف ہولکر دوڑایا اور گھوڑا اُسکا رم کرکے پہاڑ سے گرا ایک اور
مرکوب دونوں ہلاک اور قصہ پاک ہوا ملازمان بعد اُس کے کہ کوئی اس امر سے واقف ہووے ہاتھی کو لشکر گجرات میں لایا
اور مردم ایدر شکست کھا کر اپنے مالک کی لاش خاک و خون میں آغشتہ چھوڑ کر اپنے مقام پر گئے کسی نے اس کی
خبر لی دوسرے دن اتفاقاً سے ایک شخص سلطانی پونجا راے کی لاش پر گذرا اور اُسے پہچانا اور سر اُسکا تن
سے جدا کرکے سلطان احمد شاہ کے روبرو لایا سلطان اس حال کی تحقیق کے واسطے کہ یہ سر کس کا ہے آدمی اُسکے
شناخت کو طلب کیے کسی نے اُسے نہ پہچانا آخر الامر ایک شخص کہ چند روز پونجا راے کا نوکر رہا تھا اس بعد مدت
مدید سے گجراتیوں کی اُردو میں نوکری کرتا تھا حاضر آیا جب نظر اس کی پونجا راے کے سر پر پڑی پہچانا اور اس
سبب سے کہ اُسکا نمک کھایا تھا پہلے اس سر کا سجدہ کیا اس کے بعد احمد شاہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ سر پونجا راے
کا ہے سلطان کو اُس کی وفاداری پسند آئی اُسپر نظر الطاف مبذول فرماکر بزرگ کیا **بیت** باش قائم در
اخلاص و وفاداری ابد * کہ بہرہ مند کند عاقبت ترا اخلاص * القصہ سلطان دوسرے دن ایدر کی طرف متوجہ
ہوا اور افواج کو حکم اُس ولایت ایدر اور بیجانگر کے مواضع کی خرابی کا حکم صادر فرمایا اور بیرا فرزند پونجا راے
جو اپنے باپ کی جگہ پر رہکر اپنے قبیلہ کا حاکم ہوا تھا دم دار باج و خراج ہوکر یہ اقرار کیا کہ میں ہر سال تین
لاکھ تنکہ نقرہ بلا عذر خزانۂ عامرہ میں داخل کرونگا اور احمد شاہ نے صدر الملک کو احمد نگر میں چھوڑ کر ولایت کیواڑہ
کو پامال اور تاراج کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۲۲ آٹھ سو تیس ہجری میں سلطان احمد شاہ
نے پھر ایدر پر چڑھائی کی اور صفر کی تیئیسویں تاریخ سنہ مذکور میں ایک قلعہ سنگین ایدر کا فتح کیا اور قلعہ میں داخل
ہوکر شکر الٰہی بجا لایا بعد اس کے مسجد جامع بنا کر احمد نگر تشریف لے گیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری میں راجہ
کانکا اور جالوارہ کے راجہ کو یقین ہوا کہ سلطان ایدر کی مہم سے فارغ ہوا اب ہم پر چڑھائی کرکے ملک صاف کریگا
صلاح جلاوطنی میں دیکھی اور اسباب و اموال لے کر راہ فرار پائی اور خبر احمد آباد میں پہنچی ایک فوج ان
کے تعاقب میں روانہ ہوئی راجہ کانکا نے افتان و خیزان اپنے تئیں ولایت آسیر اور برہانپور میں پہنچایا
اور دو فیل رکاب معلوک نصیر خان کے پیشکش کیے اور اس نے بسبب حمایت قرابت بادشاہان دکن سلطان
گجرات کے حقوق تربیت کو عقوق سے بدل کرکے اُس کو اپنی ولایت میں جگہ دی اور بعد چند روز کے کانکا نے
نصیر خان کی صلاح سے سفارش نامہ اپنا سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس لیکر التماس اعانت کی وہاں سے کچھ لشکر
اُسکی مدد کے واسطے تعین ہوا تو کچھ مواضع ندربار اور سلطانپور کے تاخت اور تاراج کیے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو اُس مہم کے تدارک کیواسطے مع معین الملک سپہ سالار اور امرائے کلاں مثل سید

ابو الخیر اور سیّد ابو القاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو ندربار مین بھیجا اور جنگ کر کے لشکر دکن پر ظفر پائی چنانچہ ایک جماعت کثیر دکینون سے قتیل اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کی طرف بھاگے اور جب یہ خبر سلطان احمد شاہ بہمنی کو پہونچی اپنے فرزند بزرگ شہزادۂ علاء الدین اور منجھلے بیٹے مشہور خانخانان کو شہزادہ کی جنگ کے واسطے بھیجا اور قدر خان دکنی کو جو امراے معتبر دکن سے تھا سپہ سالار کر کے مہام سپاہ کا سرانجام اُس کے سپرد کیا اور شہزادہ علاء الدین نے قدر خان کے صوابدید کے سبب بکوچ متواتر قلعہ دولت آباد کے باہر نزول فرمایا اور اس منزل مین شہزادہ کا خسر نصیر خان باتفاق راجہ کا تھا اور راجہ جالوارہ اُر دوے دکینون مین ملحق ہوئے اور اُنھین قوت تمام حاصل ہوئی پھر اُنھون نے چند منزل سبقت کی کے پیش قدمی کی اور نایک سنچ کی کھائی پر محمد خان شہزادہ ان کے مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثناے کارزار مین ملک مقرب اور قدر خان دونون سپہ سالار بحسب اتفاق آپس مین سرگرم وغا ہوئے اور قدر خان پشت مرکب سے خاک ذلت پر گرا اس درمیان مین ملک افتخار الملک نے حملہ کر کے شہزادہ کی فوج خاصہ کو درہم وبرہم کر کے متفرق کیا اور فیلان کوہ پیکر کو غنیمت مین لیا اور شہزادہ دکن کا پاے ثبات اس سے زیادہ زمین کین مین نہ جم سکا دولت آباد کی طرف بھاگا اور نصیر خان اور کا تھا کلندین جو کہ ولایت خاندیس مین واقع ہے بنا دے لے گئے اور محمد خان نے شکر قادر ذو الجلال ادا کر کے اپنی ولایت کیطرف مراجعت کی اور اُسی سال قطب نام ایک شخص کہ گجراتیون کی طرف سے جزیرہ مہایم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی تلافی کی فکر مین رہتا تھا اس وقت فرصت پا کر حسن عزت کو جس کا خطاب ملک التجار تھا بھیجا اور اُسکی حُسن تدبیر اور کوشش سے وہ ولایت دکینون کے قبضہ مین آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُس کے استخلاص اور انتزاع کی فکر مین ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے ظفر خان کو بہ سرداری افتخار الملک اُس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کو توال بندر دیو کو لکھا کہ بنادر کے جہازون کو مہیا کر کے ظفر خان کی ملازمت مین حاضر ہون اور مخلص الملک نے حسب الحکم بتعجیل تجیل سترہ جہاز خرد و کلان بندر دیپ اور بندر گھوکہ اور خطہ کنبایت سے بہم پہونچا کر ولایت مہائم کے قریب ظفر خان کی خدمت مین مشرف ہوا ظفر خان نے باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کے راستہ سے روانہ کر کے خود خشکی سے متوجہ ہووے اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ مین کہ وہان بھی دکینون کا تھانہ تھا پہونچے شہزادہ نے افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کے ہمراہ اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور کوتوال اُس بلدہ مین قلعہ بند ہوا امراے مذکور نے محاصرہ کیا محاذی اُس کے جہاز بھی دریا سے آ پہونچے راستہ مسدود کیا اور دو تین دن جنگ قائم رہی اُسکے بعد شاہزادہ ظفر خان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نے قلعہ سے برآمد ہو کر داد مردی اور مردانگی دی جب کوئی اُس کی کمک کو نہ پہونچا ناچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار نمائی اور شہزادہ امرا کی صوابدید سے ایک فوج تھانہ مین چھوڑ کر مہایم کی طرف عازم ہوا الملک افتخار نے بڑے درخت چھتنار کاٹکر مہایم کے ساحل کو خاربست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خاربندی سے برآمد ہو کر صفوف جنگ آراستہ کی اور آتش قتال کرۂ ناری تک مشتعل ہوئی اور ابتداے طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب جہانتاب تک طرفین کے دلاورون نے حرب وضرب مین سعی کی اور طرفین سے بہادران جانباز اور تہمتنان نامی

مقتول ہوئے اور ایک دوسرے کے خون سے بساط رنگین روئے زمین پر کھینچا اس درمیان میں ہاتھی ظفر
خان کے چتر پر بیکس کیا ملک التجار شکست کھا کر ایک قریہ میں اسی حلقے میں در آیا اور استحکام میں کوشش کی
اور جب جہاز دریا کے راستے سے بہت سے سپاہ گجرات نے بحر کو گھیر لیا ملک التجار نے ایک عریضہ سلطان احمد شاہ
بہمنی کو کمک کی طلب کی سلطان احمد شاہ بہمنی نے دس ہزار سوار اور ساٹھ زنجیر فیل اپنے چھوٹے بیٹے محمد خان کے
ہمراہ کر کے خواجہ جہان وزیر کو صاحب اختیار اس لشکر کا کر کے روانہ کیا اور جب لشکر دکن مہایم کے قریب
پہونچا ملک التجار محاصرہ کی صعوبت اور تنگی سے نجات پا کر شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد گفتگوے دراز اور
رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ پہلے کوشش قلعۂ تھانہ کے استخلاص میں کرنا چاہیے چنانچہ اس قرار کے موافق تھانہ
کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہزادہ ظفر خان بھی مستعد جنگ ہو کر وہاں کے مردم شعلۂ کمک کے لیے روانہ ہوا
اور تھانہ میں فریقین کا سامنا ہوا پہلے دن غروب آفتاب تک دونوں لشکر جنگ میں معروف رہے آخر کو لشکر دکن
نے شکست کھائی ملک التجار قصبۂ جاکنہ کی سمت اور شہزادہ مع فوج ہمراہی دولت آباد کی طرف راہی ہوئے
اور ظفر خان فتحیاب ہو کر جزیرہ مہایم میں داخل ہوا بعضے عمال ملک التجار کہ دریا کے راستے سے بھاگے تھے جہاز
دوڑا کر انھیں گرفتار کیا اور قسم قسم کا اسباب از قسم زر سرخ و سفید اور بھی عمائم چند کشتی پر بار کر کے اپنے
باپ کی خدمت میں ارسال کیے اور تمام ولایت مہایم اور تھانہ کو تصرف میں لا کر امرا اور افسران سپاہ پر
قسمت کیا پھر اس سال خبر پہونچی کہ فتح خان بن مظفر شاہ گجراتی جو سلطان مبارک شاہ دہلوی کا ملازم تھا امیر
شیخ علی والی کابل کی جنگ میں مقتول ہوا چنانچہ سلطان گجرات نے لوازم ماتم پرسی اور زیارت کے پوشیدہ مشی
ہو چکا اس کی روح پر فتوح کی ترویج کے واسطے زر سرخ و سفید فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور سلطان نے
سنہ ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس ہجری میں شہزادہ محمد خان کو جو گجرات کی سرحد میں مقیم تھا اسے گجرات کی محافظت کے واسطے
مقرر فرمایا اور خود بشوکت و صولت تمام چنپانیر کی طرف سوار ہوا اور سلطان احمد شاہ دکنی کینہ جوئی سے سامان
جنگ درست کر کے بگلانہ کی سمت کہ سورت کے قریب ہے آیا اور وہاں کا راجہ جو شاہ گجرات کا مالگذار تھا متحصن
ہوا اور ولایت تمام تاراج ہوئی شہزادہ محمد خان نے اپنے والد کو عرضی لکھی کہ بندہ ملازمت سے محروم ہے اور
طول ایام سفر کے سبب ملازمین اور خواہ مین اپنے مکانوں میں گئے اب زیادہ جمعیت اس حدود میں نہیں ہے
اور سنا جاتا ہے کہ سلطان احمد بہمنی ولایت بگلانہ میں آیا ہے اور اس طرف کا بھی ارادہ رکھتا ہے جب یہ عریضہ
سلطان احمد شاہ کے ملاحظہ میں آیا چنپانیر کا محاصرہ اور فتح پر محمول کر کے نادوت کی سمت متوجہ ہوا اور اس
ملک کو بھی نہب و تاراج کر کے بکوچ متواتر قصبہ ندربار میں نزول کیا اور شاہزادہ محمد خان اور امرائے
سرحد شرف خدمت سے مشرف ہو کر محظوظ اور مسرور ہوئے اور اس مقام میں مخبر خبر لائے کہ
سلطان احمد شاہ بہمنی جو قلعہ تہول کے قریب مقیم تھا سلطان کی آمد کی خبر سنکر ایک جماعت کو اپنی
سرحد میں چھوڑ کر دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان گجرات نے کہ کیون کا نہایت ملاحظہ رکھتا تھا
مسرور اور منتج ہو کر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور جب بکوچ متواتر دریاے پتھی سے
عبور کیا پھر خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی نے پلٹ کر قلعہ تہول کو محاصرہ کیا

اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جانسپاری اور جانفشانی مین دریغ نہین کرتا ہی سلطان نے ایک ایلچی مشہور
اسمٰعیل ایلچی کو سلطان دکن کے پاس برسالت بھیجکر پیغام دیا کہ آپ اگر اس قلعہ سے دست بردار ہو کر وہان کے
باشندون سے متعرض اور مزاحم نہو وین بنا ے دوستی اور قواعد محبت مین خلل اور زلل راہ نہ پا ویگا اور اساس
مودت استحکام قبول کریگی سلطان احمد شاہ دکنی نے اس بارہ مین اپنے وزرا اور امرا سے مشورہ کیا وہ اسوجہ سے
کہ سرکشی مرحوم دکن کا آئین ہی سب یکدل اور یکزبان ہوکر بولے کہ آب دغلہ قلعہ مین کم ہی اور اقبال عدو مال کی کثرت
سے ملک کے پہونچنے تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہو جاویگا ایلچی نے مشورہ اور عندیہ دکنیون کا دریافت کرکے اپنے
صاحب کو بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتے ہی آب تپتی سے عبور کرکے بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور سلطان
دکن اس کیفیت سے واقف ہوا اور پیکون اور پیادون کو خلعت و انعام وافر سے سرگرم کرکے فرمایا کہ کمک
عنقریب پہونچتی ہی تم اگر آج کی رات ایسی تدبیر کرو کہ قلعہ کا دروازہ کھل جاوے تو تمھین اس قدر انعام دونگا
کہ تم مال دنیوی سے مالامال اور بے پروا ہوگے جب قدرے رات گذری پیکون نے اپنے تئین دامن قلعہ مین
پہونچایا اور آہستہ آہستہ پتھرون کے سہارے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ مین در آئے اور چاہتے تھے کہ
دروازہ کھولکر مرحوم دکنی کو قلعہ مین داخل کرین کہ ملک سعادت [illegible] نے آتے ہی اکثر اس جماعت کو قتل کیا
اور لبقیۃ السیف قلعہ کی دیوار سے کودکر ہلاک ہوئے اور اسپر بھی اکتفا نہ کرکے دروازہ کھولکر اس مورچے پر جو
دروازہ کے محاذی تھا شبخون لایا اور جو اکثر اُن مین کے خواب غفلت مین سوتے تھے اُن کو مجروح اور پریشان کیا
اور جس وقت کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہونچا سلطان دکن نے پاے قلعہ سے برخاست کی اور باستقلال
تمام اپنے امرا اور افسران لشکر کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہو کر دہایم پر متصرف ہوا ہی
اگر اس مرتبہ ہم سستی اور تاخیر کرینگے ملک دکن ہاتھ سے جاویگا یہ کہکر صفوف جنگ آراستہ کرکے معرکہ قتال کو
درست کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کرکے مقابل آیا جنگ عظیم وحرب شدید واقع ہوئی اژدر خان
نے کہ امراے معتبر دکن سے تھا باطمینان تمام گھوڑا میدان مین جولان کرکے آواز ہل من مبارز بلند کی
عضد الملک اُس کے مقابلہ کو گیا غرضکہ دونون سردار حرب و ضرب مین مشغول ہوئے اژدر خان مغلوب ہوکر
گرفتار ہوا اُس وقت دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی داد مردی دی جب دن آخر ہوا اور نقارہ بازگشت پر چوب پڑی
ہر ایک اپنے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جو سپاہ دکن سے بہت آدمی تلف ہوکر کام آ گئے تھے سلطان احمد
بہمنی بدحواس اور سراسیمہ ہو کر اپنے دار الملک کی طرف راہی ہوا اور سلطان نے قلعہ ہیول مین جاکر ملک سعادت
کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو وہان چھوڑکر چنپانیر کی طرف راہی ہوا اور قلعہ تعمیر کرکے نادوت کو تاخت و تاراج
کیا اور عین الملک کو اُس طرف متقرر کیا اور خود سلطان پور اور ندربار کے راستہ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
اور بعد چند روز کے راے دہایم کی دختر کو شہزادہ فتح خان کی سلک ازدواج مین کھینچا اور سراج التواریخ
دکن مین قصہ محاصرہ کا اور طرح سے بیان کیا ہی اور تذکرہ طبقہ دکن مین مرقوم قلم معجز رقم نہین ہوا اور مؤلف
کے خیال مین یہ حکایت منتشر تھی مورخ دکن نے یہ قصہ دانستہ نہ لکھا باقی قلم انداز کرگیا اور جو کچھ مورخین
گجرات نے لکھا ہی ساتھ صحت کے قریب تر ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الاحوال اور سلطان احمد شاہ ۸۳۶ھ آٹھ سو

چھتیس ہجری میں ناگور اور میوات کی طرف گیا اور پہلے جب ڈونگر پور میں پہونچا وہاں کے زمینداروں سے پیشکش بہت لی اور ولایت کیلوارہ اور میلوارہ جو رانا موکل کے متعلق تھے اور راجہ مذکور قلعہ چتوڑ میں رہتا تھا حتے المقدار اُسے خراب اور ویران کیا اور جب ولایت میوات اور لقمہ میں آیا پھر ایلدار اور ولائتی کی طرف گیا اور اُس طرف کے راجاؤن سے باج اور خراج لیا اور فیروز خاں بن شمس خاں دندانی کہ سلطان مظفر کا بھتیجا اور ناگور کا حاکم تھا ملازمت مین آکر کئی لاکھ روپیہ پیشکش لایا اور سلطان نے اُسے معاف کرکے نوازشہائے خسروانہ اُس کے حال پر مبذول فرمائیں اور گجرات کی طرف مراجعت کی اور فقراء اور مساکین کو زر خطیر عطا فرمایا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انتالیس ہجری میں سلطان محمود خلجی جو ملازمان ہوشنگ شاہ سے تھا ولایت مالوہ پر غالب ہوا اور مسعود خاں بیٹا محمود شاہ کا بھاگ کر گجرات مین آیا اور ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس ہجری مین سلطان احمد شاہ نے اُس کی تقویت اور اعانت کرکے بقصد اجلاس اُس کے تخت مندو پر مالوہ کی طرف روانہ ہوا اور جوش جنگ پور تک پہونچا تھا وہاں سے ایک فوج مردم معتبر کار دیدہ سے جاسوسان کی طرف کہ چندیری سے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا تھا تعینات کی اور جاسوسان آگاہ ہوکر بطور یلغار اپنے ورود سلطان محمود [illegible] کے پاس پہونچا اور سلطان احمد شاہ نے محاصرہ مین قیام کیا اودھر ور ایک جماعت روز باہر آکر بازار جنگ کو رونق دیتی تھی اور پھر قلعہ میں جاکر پناہ لیتی تھی سلطان محمود نے بعد ایک مدت عزیمت شبخون کی اور مردم قلعہ سے سلطان احمد شاہ کو خبر کی اور سلطان محمود کو اس کی خبر مطلق نہ تھی شب تاریک مین قلعہ سے برآمد ہوا اور گجراتی جو جنگ پر مستعد اور آمادہ تھے فریقین کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی بہت مارے گئے اور سلطان محمود نے صبح کے وقت قلعہ مین مراجعت کی اور سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خان کو مع پانچ ہزار سوار سارنگ پور کی طرف بھیجا وہ اُس ولایت پر متصرف ہوا اس درمیان مین عمر خاں ولد سلطان ہوشنگ نے بھی چندیری مین خروج کرکے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور باوجود اس حال کے سلطان محمود دور ہو اور کارروائی سے مضطرب ہوکر اس طور سے قلعہ کی محافظت کرتا تھا کہ کوئی شخص مصارف لابدی اور اسباب معیشت کی تکلیف نہ کھینچتا تھا اور لشکر گجرات مین ایک قحط ظاہر آیا حیوان ناطق اور جماعت تکلیف اور ایذا میں مبتلا ہوئے اور جب اُس نے دیکھا کہ قلعہ بند ہونے میں مطلب نہیں نکلتا ہے اپنے باپ کہ کہان کو قلعہ میں چھوڑا اور خود تنہا راپور کے دروازہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حاجی علی گجراتی کہ محافظت کتیل کے راستہ کی کرتا تھا اس وقت سلطان محمود کے آدمیوں سے لڑا اور ہزیمت پاکر سلطان احمد کی خدمت مین حاضر ہوا اور خبر دی کہ سلطان محمود فلاں راستہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے اپنے فرزند ارجمند کو سارنگ پور سے طلب کیا جب وہ باپ کی ملازمت میں شرف اندوز ہوا ساتھ اس تفصیل کے کہ داستان خلجیوں مین ذکر اُس کا آوے گا سلطان محمود قوی ہوا اور عمر خان کو تہ تیغ کیا اور وبا کہ ہندوستان میں بہت کم ہوتی ہے گجراتیوں کی اردو میں اس شدت کے ساتھ پہونچی کہ آدمیوں کو تجہیز و تکفین کی فرصت نہ ہوتی تھی سلطان

احمد شاہ اس سانحہ ہائلہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے سمجھا اور بیماری کی حالت مین احمد آباد کیطرف
عنان عزیمت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ سنہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین پیمانۂ حیات
اُسکا آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدایگان مغفور لقب پایا اور ۳۳ تینتیس سال اور چھ
مہینے اور بیس روز عمر مستعار سلطنت اور جہانگیری مین بسر کی اور یہ بادشاہ اقسام مکارم اخلاق سے متحلی تھا
اور کمند فتوت اس کے حلق فشار جان دشمنان اور دست ہمت اُس کا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل
وافر اور فتوت کامل رکھتا تھا اور با خلاق تمام زندگانی بسر کی

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی کا

بعد ارتحال احمد شاہ اُس کا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا آدمیون کو انعام و احسان فراوان سے اپنا مطیع کیا
اور سال جلوس مین ایدر کی طرف فوج کش ہوا اور رزاحت الملک نے مقام اطاعت مین ہوکر اپنی بیٹی اُس
کے سپرد کی محمد شاہ نے اُس دختر کی التماس کے موافق وہ مملکت تمام وکمال اُسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہان
سے ڈونگر پور کی طرف گیا وہان کے مقدمون نے اطاعت پیشکش کے ذریعہ اپنے مراتب کی محافظت
کی بعد اُسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی حکومت کیطرف معاودت کی اور سنہ ۸۵۳ھ آٹھ سو ترپن ہجری تک کسی طرف سوار نہوا
اور سنہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین قلعہ چنپانیر کی سمت عنان عزیمت معطوف فرمائی اُس قلعہ کا راجہ مسمی کنکداس بعد جنگ
اور ہزیمت قلعہ بند ہوا اور جب مدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر ہر منزل کے ایک
لاکھ تنکہ نقرہ کے حساب سے قبول کرکے کمک طلب کی اور اُس نے بطمع مال و انتقام کہ جو کچھ گجراتیون نے مالوہ مین
کیا تھا التماس اُسکی قبول کی آخر سال مذکور مین اُس طرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اس سبب سے اکثر چارپائے بارکش
اُسکی اُردو کے محنت سفر مین تلف ہوئے تھے اور بیدلی بھی اُسکے علاوہ دامنگیر ہمت تھی سلطان محمود کے قرب وصول سے
خبر پاکر خیمہ و اسباب زیادتی کو آگ دے کر جنگ سے دست بردار ہوا اعیان حضرت ہر چند اُسے جنگ خصم کی
تحریض اور ترغیب کرتے تھے اصلاً قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور جب دوبارہ سلطان
مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار بلکہ زیادہ مندو سے بقصد تسخیر مملکت گجرات نہضت فرمائی امرائے گجرات نے
آپس مین اتفاق کرکے اُس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ روز بروز ساحت مملکت مین زیادہ تر
مزاحمت پہونچاتا ہے مناسب ہے کہ آپ سپاہ اور سامان جنگ درست کرین تو ہم اُس سے مقابلہ کرکے رعایا
کو اُس کے شر سے نجات بخشین سلطان محمد شاہ نے کسی وجہ سے یہ امر قبول نہ کیا اور دیپ کی طرف مفرور
ہونے پر تھا امرا و وزرا مضطرب ہوکر سلطان محمد شاہ کی زوجہ کے دردولت پر کہ اس عصر مین ذی اقتدار
اور صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ شوہر کو چاہتی ہین یا یہ کہ بادشاہی اُس
خاندان مین رہے اُس مخدومہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمھارا مدعا کیا ہے سب نے یک زبان ہوکر التماس
کی کہ آپ کا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہین کرتا ہے اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہے آپ کو
مناسب بلکہ لازم ہے کہ اُسکے عزل اور مفارقت پر راضی ہون تو ہم جس طور سے چاہین اُسے تخت سلطنت سے

اُٹھادیں اور آپ کے بڑے بیٹے قطب خان کو کہ جوان میں برس کا ہی تخت شاہی پر جلوہ گر کریں صیغہ سے ضرورتاً یہ امر قبول کیا اور اس جماعت نے کفران نعمت پر کمر باندھی محرم کی ساتوین تاریخ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری میں محمد شاہ کی رقم ہستی کو کلک بیداد سے ورق زمانہ سے حک کی اور مورخین مدت ایام فرماندہی اُس کے آٹھ برس اور نو مہینے چودہ روز نشان دیتے ہین اور احمد شاہ نے بعد وفات خدا ئگان کریم لقب پایا

تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمان دہی کا

شب دوشنبہ ماہ جمادی الثانی ۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری میں اُس کی ولادت شہر نڈربار میں واقع ہوئی اور بعد اپنے باپ کے تخت احمد آباد پر جلوس کیا اور سلطان محمود خلجی نے اس عرصہ مین قلعہ سلطان پور کو بہ امان ملک علائی سہراب ترک سے لیکر اُسے اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا اور کوچ بکوچ کر کے دار الملک احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان قطب الدین بھی بادشاہ مالوہ کی شوکت حشمت سے متوہم ہوا اور ایک نقال سے جو اُسکی خدمت میں بہت بار اور تقرب رکھتا تھا مشورہ کیا اُس نے کہا صلاح یہ ہی کہ سلطان بالفعل مصلحۃً ولایت سورت کی طرف روانہ ہو دین اور جب سلطان محمود تھانہ اور لشکر بلاد گجرات میں چھوڑکر مندو کی طرف بازگشت کرے سلطان بطور راحت مع افواج بحر موّاج جاکر بآسانی تمام انھیں اپنی مملکت سے دفع کرین سلطان اُس کے کلام کی تصدیق کر کے اُس کے کہنے سے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ اُمرا اور وزرا اس سے واقف ہوئے اور اُسے سرزنش اور ملامت کر کے اُس کی رگ غیرت کو جنبش میں لائے اور مقاتلہ اور مقابلہ کے بارہ میں اصرار کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو روانہ کیا ملک علائی سہراب فرصت پاکر مع اپنے لشکر کے مالویوں کے دائرہ سے بھاگا اور اپنے بادشاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس میں سات مرتبہ خلعت پاکر خطاب علاء الملک بلند مرتبہ ہوا صغیر و کبیر گجرات اُس کے آنے سے محظوظ ہوئے اور جشن برپا کیے اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور جب بین الفریقین تین کوس کی مسافت رہی سلطان محمود نے یہ بیت ترقیم کر کے سلطان قطب الدین کے پاس بھیجی فرد شنیدم گوی می باری در دن جانہ نے چوگان ✦ اگر داری سر دعوے بیا زین گوے در میدان سلطان قطب الدین نے صدر جہان سے اُس کے جواب کی فرمائش کی اُس نے یہ لکھا فرد اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوے بربایم ✦ دلے تنگست از ین کارم اسیر خود برہانم ✦ اور اس بیت میں یہ اشارہ ہی کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیر نے اسیر کیا تھا اور پھر اُس پر نظر الطاف مبذول فرماکر ولایت مالوہ عطا کی تھی الغرض صفر کی سلخ کو سلطان محمود خلجی بقصد شبخون سوار ہوا اور راستہ بھول کر اُس صحرا میں کہ اس کے دورمین نزدیک تو م کے درخت بکثرت سے تھے جا پڑا اور صبح تک منزل مقصود کو نہ پہونچا گھوڑا استادہ رکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال دریافت کر کے اُس کے فجر کو صفوف لشکر آراستہ کر کے جنگ مین مشغول ہوا اور گجراتیون کے میسرہ نے شکست پائی بدحواس ہو کر احمد آباد کی طرف بھاگے اور میمنہ اُن کے مالویوں پر غالب اور فائق ہوئے میمنہ مالوہ کا راستہ لیا اور دونوں طرف سے دونوں بادشاہوں نے پاے ثبات

زمین کین مین محکم کیے مالویون کے میمنہ نے بگمان فتح مطمئن ہوکر گجراتیون کی اُردو کے تاخت اور تاراجی پر کمر باندھی اور سلطان قطب الدین کے مردم قول جو قطب کے مانند پاے ثبات قلبگاہ مین گڑے ہوئے تھے فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اُس جماعت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اس قدر لڑا کہ کوئی اس کے پاس نہ رہا اور ترکش تیر سے خالی ہوگیا آخر لاچار ہوکر معرکہ سے تیرہ مرد اہل نبرد ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین کے اُردو کی طرف گیا اور سراپردہ خاص پر پروانہ کی طرح گرا اور تاج اور پٹکہ مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کرکے اپنے اُردو کیطرف کہ اُسکے عقب مین تھا پہونچا اور جب فوج متفرق اُسکے پاس جمع ہوئی اس مقام مین فروکش ہوا اور مشہور کیا کہ آج شب کو لشکر گجرات پر شبخون لیجاؤن گا اور گجراتی یہ خبر سنکر ہوشیار ہوئے اور لشکر کی محافظت کیواسطے گھوڑونکی پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نے پہر رات گئے بخاطر جمع سوار ہوکر مالوہ کی طرف معاودت کی اور صبح تک مسافت بعید قطع کرکے گجراتیون کے تعاقب سے محفوظ اور امین ہوگیا سلطان قطب الدین یہ فتح عطایاے جزیل الٰہی سے تصور کرکے مع اکاسی فیل اور غنائم نفیسہ اپنے باپ دادا کے عیش آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بزم عشرت آراستہ کرکے لشکر بیشمار سلطانپور کیطرف بھیجا اور قلعہ مندویون کی دست تصرف سے برآوردہ کیا اُسکے بعد دولتخواہون کی حسن تدبیر سے ان دونون بادشاہ کے مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دو جانب سے جسقدر بلاد کفار سے مفتوح ہو اسکا فتح کرنے والا مالک اور مختار ہووے اور اُن دونون بادشاہ مین سے کوئی رایان اطراف وجوانب کی حمایت اور اعانت مین لشکر نہ کھینچے اور راجہ رانا کہ نہایت سرکش اور مثل فرعون صاحب استعداد مشرک ہے اُسکا دفع کرنا اپنے اوپر فرض شمار کرین اور سنہ ۸۶۰ آٹھسو ساٹھ ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ فیروزخان دندانی حاکم ناگور فوت ہوا اور فیروزخان کا بھائی مجاہد خان بجہد و مردانگی تمام اُس ولایت پر متصرف ہوا اور فیروزخان کے بیٹے شمس خان نے اپنے چچا کے خوف سے بھاگ کر رانا کو نبھا مقدم چتیور کی پناہ لی اور چونکہ قدیم الایام سے رانا اور زمینداران ناگور کے درمیان دشمنی تھی رانا نے فرصت پاکر اسکی امداد قبول کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین کنگرہ اُس قلعہ کے ویران کرے کس واسطے کہ اُس کے باپ دادا کو یہ امر میسر ہوا تھا اور مدت دراز سے اُن ہنود کے دل مین ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگوریون پر تسلط کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروزخان دندانی سے جنگ کرکے منہزم ہوا تھا اور تین ہزار آدمی معتبر اُس کے معرکہ گریز مین قتل ہوئے تھے القصہ شمس خان نے یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کیطرف متوجہ ہوا اور مجاہد خان تاب مقاومت نہ لاکر گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نے قلعہ مین داخل ہوکر چاہا کہ اس شرط کو وفا کرے اُن مین سے ایک مرد بولا کہ کاش ایسے فرزند کے عوض آفریدگار عالم فیروزخان کو بیٹی عطا فرماتا کہ حفظ ناموس کرکے دشمنون کو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دیتی اُس بات نے شمس خان کے دل مین تاثیر کی اُسی وقت قلعہ کی تعمیر اور ترمیم مین مصروف ہوا اور رانا کے پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا تو بجالایا لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ سے ممکن نہین ہے کس واسطے کہ اگر مین تجھے قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہون تو خلقت اُس ولایت کی مجھے زندہ نہ چھوڑیگی بہتر یہ ہے کہ تم اپنی ولایت کی طرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کے

سوا کوئی امر منظور نہیں ہے رانا متاسف ہو کر پلٹ گیا اور لشکر کثیر اور حشم عظیم فراہم کر کے پھر ناگور کی طرف آیا اور
شمس خان قلعہ کی شکست و ریخت درست کر کے تمام لشکر کے مردان معتبر کو اُس قلعہ میں تعینات کر کے
بصلاح استعجال استمداد کے واسطے احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اور سلطان قطب الدین اُسے مشمول عواطف خسروانہ
کر کے اُسکی بیٹی اپنے حبالۂ نکاح میں لایا اور بعد اتمام شادی خود بھی شمس خان کو حضور میں نگاہ رکھا اور رائے رامچند
اور ملک گدا اور بعضے امرائے دیگر کو ناگور کی کمک کو بھیجا اور اُنھوں نے رانا سے جنگ کی تو بہت گرانی آنکی
تیغ خونریز سے مقتول ہو کر جنت کی طرف راہی ہوئے بقیۃ السیف نے راہ فرار لی قطب الدین یہ خبر سنکر
طیش میں آیا اور خود مع افواج بحر امواج ولایت رانا کی طرف متوجہ ہوا اور جب قلعہ آبو کے اطراف میں پہنچا کچھ فوج
رسیدہ سالاری عماد الملک اُس ولایت کی تسخیر کے واسطے نامزد کی اس نے قلعہ پر جنگ صعب کر کے آدمی بہت
ضائع کیے اور کچھ کام نہ کیا اور ہزیمت کھا کر مراجعت کی بعد اسلطان خود رانا کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور
اُس قلعہ کیطرف التفات نہ فرما کر سروہی کی سمت آیا اور وہاں رانا سے اور رانا کے عزیز و اقارب کے ساتھ جنگ
عظیم ہوئی اور آخر کو یہ نوبت پہنچی کہ بادشاہ مع سالہ اور دلیر ہو کر مخالفوں کو متفرق و پریشان کر کے دشت ادبار
کی طرف آوارہ کیا اور وہاں سے بسبیل استعجال کوہستان کو مکلمیر ولایت رانا کو بھیا میں مدد آیا اور اکثر ولایت کو لوٹ
اور بہت سی عورات اور اطفال ہو و اسیر کر کے قلعہ کو مکلمیر کا آ کر محاصرہ کیا اور لشکر رانا کو چند مرتبہ شکست دی
اور ایک جماعت کو علف تیغ اسلام کیا آخر کو رانا نے لشکر خود جنگ میں مشغول ہوا اور شکست کھا کر قلعہ کی طرف بھاگا
اور طالب صلح ہوا سلطان قطب الدین نے بلحاظ محکمی قلعہ یہ امر قبول کر کے اور پیشکش وافر لے کر گجرات کی طرف
معاودت کی اور تاج خان کہ سلطان محمود خلجی کا وزیر کل تھا اس وقت برسم رسالت گجرات میں آیا اور سلطان
محمود کی طرف سے یہ پیام دیا کہ گذشتہ کو لا یذکر سمجھ کر فی الحال صلح اور عہد تازہ کر کے باتفاق رانا کو حرف
غلط سمجھ کر درمیان سے دفع کریں اور جس قدر ولایت رانا گجرات کی متصل ہے عساکر قطبی نہب و تاراج
کریں اور ملک داور اور ولایت میوات اور اجمیر کو لشکر مندو تاخت کر کے اُس کی خرابی میں تقصیر نہ کرے
اور بعد الحاجت ایک دوسرے کی امداد اور اعانت میں سرگرم رہیں جب علما اور صلحا جانبین سے چاپانیر
میں آ کر جس طرح سے کہ مذکور ہوا عہد و پیمان بجا لائے اور ساتھ ایمان کے مؤکد کر کے عہدنامے علمائے
عصر کی مہر و گواہی سے درست ہو کر تقسیم ہوئے سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری میں سلطان قطب الدین مع لشکر
بسیار رانا کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے راہ میں قلعہ دیور کو لیکر اپنے ایک امرا کے سپرد کر کے آگے بڑھا
اور اُسی اوقات میں سلطان محمود خلجی بھی دوسری طرف سے اس ولایت میں آیا رانا اُس کی حرب میں متوجہ ہوا
چاہتا تھا لیکن سلطان قطب الدین سروہی سے تحصیل تمام ولایت کیا بیر میں پہونچا اس وجہ سے جنگ
مالویوں کی توقف میں ڈال کر گجراتیوں کی حرب میں قیام کیا اور شکست فاحش کھا کر ایک مقام ملک میں کہ چیتور
کی سرراہ تھا توقف کیا اور سلطان قطب الدین نے وہاں جا کر نائرۂ قتال کو دوبارہ مشتعل کیا اور جب رات
ہوئی طرفین نے اپنے اپنے لشکرگاہ میں مقام اور آرام کیا دوسرے دن علی الصباح پھر معرکہ جنگ
طرفین نے آراستہ کیا اور سلطان قطب الدین بذات خود رستم اور افراسیاب کے مانند حرب میں تردد ات

مردانہ کرکے غالب آیا رانا پہاڑ مین مخفی ہوا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور بھی نفائس سلطان قطب الدین کو دے کر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر مضرت نہ پہونچاؤنگا اور اس سبب سے کہ سلطان محمود پیشتر از لشکر گجرات رانا کی ولایت مین در آیا تھا سلطان قطب الدین نے اظہار رنجش کرکے احمد آباد کی طرف معاودت کی اور غیبت مین بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود سے وقوع مین آیا تھا انشاء اللہ تعالے اُس کے اسم کے ذیل مین تحریر ہوگا اور ۸۶۱ھ آٹھ سو ۶۱ ہجری مین رانا نے نقض عہد کرکے پچاس ہزار سوار سے قلعہ ناگور کی طرف توجہ کی اور وہان کے حاکم نے مشتمل بر کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اس رات کو کہ سلطان صحبت شراب مین مشغول تھا عماد الملک وزیر کے پاس لایا اور وہ اُسی شب کو سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور جب اُسے شراب کے نشہ مین مست اور مدہوش پایا انتظار ہوشیار ہونے کا نہ کھینچا اور اُسے محفہ مین سوار کرکے شہر سے برآمد ہوا اور دوسرے دن ایک منزل جاکر ایک مہینے تک اجتماع فوج کے واسطے متوقف ہوا مخبرون نے جب خبر سلطان کی نہضت کی رانا کو پہونچائی متنبہ ہوکر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوا اور یہ خبر سلطان قطب الدین سنکر شہر مین آنکر عیش وعشرت مین معروف اور مشغول ہوا اور پھر اُسی سال سلطان قطب الدین سروہی کی طرف فوج کش ہوا اور وہان کا راجہ جو قرابت قریب رانا سے رکھتا تھا بھاگ کر کوہستان کنبل مین در آیا اور لشکر احمد آباد کا تاخت وغارت مین معروف ہوا اور جو اُن دنون مین سلطان محمود کی افواج بھی قلعہ چتیور پر تاخت لائی تھی سلطان قطب الدین تعاقب کرکے رانا کو کہین ٹھہرنے نہ دیتا تھا یہانتک کہ وہ قلعہ کنبل مین در آیا اور بادشاہ اسلام نے چندروز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہوگا وہان سے برخاست کی اور ولایت چتیور اور دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کرکے مع غنیمت بیقیاس دار السلطنت کی سمت معاودت فرمائی اور بعد چندروز کے سید قطب عالم کی قدمبوسی کو قصبہ بتوہ مین گیا اور دل مین یہ بات کہی کہ کیا خوب ہووے جو آفریدگار عالم اس بزرگوار کی برکت سے مجھے فرزند شایستۂ سلطنت کرامت فرماوے سید قدس سرہ نے باطن کی صفائی سے دریافت کرکے سلطان سے فرمایا تمہارا چھوٹا بھائی حکم فرزندی رکھتا ہے اور خاندان مظفر شاہی کو وہ زندہ اور روشن کریگا پھر سلطان نے مایوس ہوکر مجلس برخاست کی اور اسی عرصہ مین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تیئیسوین تاریخ ۸۶۳ھ آٹھ سو ۶۳ ہجری مین اُس کی عنقاے روح نے قاف عزلت جسم سے سراپردۂ لقا کی طرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی حظیرہ مین مدفون ہوا اور مناشیر اور فرامین مین اس کو غازی لکھتے تھے اور شمس خان بن فیروز خان جس نے لڑکی اپنی دے کر قرابت بہم پہونچائی تھی سلطان کو زہر دینے مین متہم ہوا اس واسطے مردمان دولتخانہ نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور سلطان قطب الدین کی والدہ نے حرم سرا مین شمس خان کی بیٹی کو اُسی علت اور تہمت مین ماخوذ کرکے بہت سیاست کی آخر اُن لونڈیون کو جو اُس کی دشمن جان تھین سپرد کیا اور انھون نے اُسے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہلاک کیا منقول ہے کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ وجود اس کا زہر قہر اور غضب سے سرشتہ تھا خصوص شراب کے نشہ کے وقت مجرمون کو سواے شمشیر آبدار کے نہ پوچھتا تھا اور گنہگارون کو خنجر جان گداز کے سوا نہ نوازتا تھا اور مرغ عفو اور چشم پوشی اُسکے گرد بہت کم پرواز کرتا تھا اور عروس شفاعت اُس کے عہد مین

کبھی کبھی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت اُس کی سلطنت اور فرمانروائی کی سات برس اور سات مہینے تھی تمام عمر مستی
اور مے نوشی مین گذری اور ساغر شراب اُسکے لب سے دور نہوا

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین کے اُسکا چچا داؤد خان بحسب اتفاق عماد الملک وزیر اور تمام امرا اور ارکان دولت
کے سریر آمال پر قدم رکھکر گجرات کا بادشاہ ہوا لیکن پیشہ بدمعاشی اور سفلہ پروری کا اختیار کرکے ایک
فراش کو جو اس کا ہمسایہ تھا خطاب عماد الملک دیکر امرائے کبار سے کیا اور اسی طرح سے اور بھی کام جو ملکداری
اور جہانبانی کے شایان اور موافق ستھے اختیار کیے طبیعت اس کی سوائے کمینہ پروری اور
اختلاط کے میل نفرماتی تھی اس واسطے اہل حل وعقد نے ساتھ عماد الملک وزیر کے سرگریبان اتحاد سے برآورده کرکے
داؤد خان کو کہ سات روز سلطنت کی تھی معزول کیا اور عماد الملک کے صوابدید سے سلطان قطب الدین
کے چھوٹے بھائی کو کہ محمود خان نام رکھتا تھا چودہ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر متمکن کیا اور خلائق عالی قدر
مراتب اُسکے بحر انعام سے بہرہ مند ہوئی اور اسپان تازی اور عراقی اور ترکی اور خلعت ہائے قیمتی و کمربند و شمشیر
مرصع اور جواہر ہائے زرافشان کے سوائے ایک کرور تنکہ نقد سادات اور علما و صلحا کو تقسیم کیا

ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور بسلطان محمود بیکرہ کی سلطنت کا۔

واقعات اسرار ملوک پیشین نے یون مرقوم خامہ عنبرین شمامہ کیا ہے کہ بعد جلوس سلطان محمود شاہ تمام امور سلطنت
کہ حل وعقد اور قبض وبسط اور داد وستد سے مراد ہے عماد الملک وزیر با تدبیر کے مفوض ہوئے کارہائے سلطنت
اور مہمات مملکت نے خوب رواج اور رونق پیدا کی اور جمیع خلائق وضیع وشریف اُس کی سلطنت سے راضی
اور شاکر ہوئی کسی طرح کا خلل درمیان مین نہ تھا لیکن بعضے کوتہ اندیشان مانند عضد الملک اور شمع الملک
اور حسام الملک کے جو ذاتی اور صاحب اقتدار تھے اور بعلاقہ ممالک گجرات اُن کی جاگیر پائے تھے تو حقین کی مکیر
ہونے سے بہت فراغت رکھتے تھے یک حسد اور رشک کو جوش مین لائے اور بعد چند ماہ کے کہ جلوس سے
گذرے تھے اتفاق کرکے بولے کہ ہم عماد الملک کے ظلم اور سخت گیریون سے تنگ آئے ہیں اگر سلطان اُس کو
معزول کرے فہو المراد ورنہ ہم سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اُسکے بھائی حسن خان کو تخت بادشاہی پر بٹھا دیکے
بیت لسانمی بکہ بورش جا۔ اودحت + جو عاقل گشتی آموجانہ راسوحت ++ اور بروایت مورخ نظام الدین حسن
کے ان حاسدون نے یہ عرض کیا کہ عماد الملک چاہتا ہے کہ اپنے فرزند شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھاوے
اور بطور ملک مغیث خلجی کے شاہی اپنے خاندان کی طرف منتقل کرے اب سزاوار دولت یہ ہے کہ قبل اس
سے کہ آتش مکر وغدر اس کی شعلہ زن ہو چاہیے کہ زنجیر تدبیر اُسکے پاؤن مین ڈالکر دست مکر اُسکا دامن مقصود سے
کوتاہ کریں سلطان محمود نے باوجود صغر سن فراست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہے لیکن مگر اس مجلس
مین حسب مدعا اُنکے حکم عماد الملک کے حبس وقید کا نافذ کر دیگا یہ لوگ مجھے سلطنت حیات سے معزول کرینگے

لہذا مصلحت وقت سمجھکر اُن سے بکشادہ پیشانی پیش آیا اور کہا مین بھی اندنون عماد الملک کے چہرۂ حال سے صورت مکر و فریب مشاہدہ کرتا تھا اور اُسکے حرکات اور سکنات سے شمیم فتنہ انگیزی میرے دماغ مین پہونچی تھی لیکن اِس خیال سے کہ مبادا تم لوگ میری بیمروتی اور بیوفائی سمجھو مین نے اُس کے علاج مین کوشش نہ کی الحمد للہ علے احسانہ کہ حقیقت حال تم دولتخواہان اور خیر اندیشان پر منکشف ہوئی اب اگر اُس کو مقید کرون گا خاص و عام کے نزدیک ناشکری اور حق ناشناسی مین بدنام ہون گا اب وہ امر کہ جس مین صلاح ملک اور فلاح دولت ہو عمل مین لاؤ یہ کہکر عماد الملک کو زنجیر مین مسلسل کرکے پانسو نفر معتمد کے سپرد کرکے قلعہ احمد آباد کے دروازہ کے بام پر قید کیا اور سلطان محمود نے اُسدن اس سپر تدبیر سے اپنے تئین شمشیر مکر اعداسے محفوظ رکھا اور عماد الملک کی رہائی کی فکر اور امراے اربعہ کے دفع کی تدبیر مین ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سردار اور خاصہ خیل اُن کے تابع ہین کسی شخص سے اِس امر کا اظہار نکیا بلکہ بطرز اپنی تدبیر پر رکھا اور خلا و ملا کی باتین زبان پر جاری کرتا تھا کہ عماد الملک میرا دشمن جانی ہے ایسے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید دیکھتا ہون چاہتا ہون کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دلکا بخار نکالون اور اگر امراے کبار اُس کی سفارش کرینگے اُن سے بھی جان سے رنجیدہ ہونگا یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی دل مین نہایت شاد ہوئے اور آپس مین کہنے لگے کہ اگر سلطان عماد الملک کے قتل پر آمادہ ہو ہم لوگون کو اس کی ہرگز شفاعت نکرنی چاہیے سلطان محمود نے ایک شب اسی فکر و اندیشہ مین استراحت نفرمائی صبح کے وقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنی مہتاب کی خوش معلوم ہوئی کلفت اور دلگیری کے دفع کے واسطے قصر پر برآمد ہوا اور دریچہ مین بیٹھکر ہر طرف نگاہ کرنے لگا ناگاہ فیلخانہ کے گماشتہ ملک عبداللہ کو دیکھا کہ زیر قصر ایستادہ ہے اور کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن جرأت نہین کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر عبداللہ نے غیر کو وہان نہ دیکھکر عرض کی کہ سلطان کا عماد الملک کے مثل کوئی دولتخواہ نہین اور امراے اربعہ نے جو کچھ اُس کی نسبت معروض کیا ہے سب بہتان اور خلاف ہے اور امرا خود عازم و جازم ہین کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ کرین سلطان نے اس کی تعریف کرکے فرمایا کہ تو نے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی ورنہ مین چاہتا تھا کہ عماد الملک کو علی الصباح قتل کرون لازم ہے کہ دوسرے سے یہ راز بیان نکرنا اور صبح صادق کے وقت تمام فیلان کو مستعد اور کمل کرکے دربار مین حاضر کرنا الغرض جب نیر اعظم کے اثر طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی اور ملک بہار الدین اور ملک کالو اور ملک عین الدین کہ معتمدان سلطان سے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو مین نے فور غضب سے کہ عماد الملک کی نسبت جوش زن تھا نہ سویا اُسے جلد میرے پاس حاضر کرو کہ شمشیر تیز خونریز سے اس کی گردن مار کر آتش غضب کو ساکن کرون ملک شرف جب عماد الملک کے احضار کے واسطے گیا نگاہبانون نے عرض کی کہ ہم عضد الملک کی بلا اجازت اسے سپرد نہین کرسکتے اُس نے آنکر یہ عذر گذارش کیا پھر سلطان خود بام برج پر برآمد ہوا اور بآواز بلند کہا عماد الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کے پیر کے نیچے ڈالکر اُسے پامال کرون موکلون نے جب آواز بادشاہ کی سنی حجاب مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جونہی نگاہ سلطان کی اُس پر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو

اُسے لاؤ کہ مجھے اس سے کچھ استفسار کرنا ہے جب بادشاہ کے پاس لائے حکم دیا کہ زنجیر پاؤں سے قطع کرو امرائے علا
کے تو اخلاص کے موافقت میں مشغول تھے یہ حال مشاہدہ کر کے ایسے ہراسان ہوئے کہ بعضے کوٹھے پر سے
کود پڑے اور بعضوں نے فریاد الامان کی بلند کی اور سلطان محمود نے صبح صادق کے وقت دربار کے
عرصہ میں برآمد ہو کر مجرائیوں کا سلام لیا اور دست پاک عماد الملک کے ہاتھ میں دے کر اپنے پہلو میں
ایستادہ کر کے مگس رانی پر مقرر کیا اور یہ خبر امرائے اربعہ کو پہونچی بروایت حاجی محمد قندھاری وہ مع
تیس ہزار سوار اور پیادہ مستعد کارزار ہو کر دارالامارہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طبل جنگی کی صدا سے گنبد چرخ
کو پر صدا کیا اور اس وقت تین سو نفر بندہ اور آزاد سے زیادہ سلطان کی خدمت میں حاضر تھے سب
زندگی سے ہاتھ دھو کر مضطرب ہوئے اور ایک جماعت عرض پرداز ہوئی کہ ہم فلان قصر میں جا کر دروازہ
بند کریں اور دشمنوں سے لڑیں اور بعضے بولے کہ جواہر اور نقد بقدر مقدور اٹھا کر کسی طرف نکل جاویں
سلطان محمود عاقبت محمود نے ایک بھی ان دونوں رایوں سے نہ پسند کی اور سلاح جنگ زیب تن کر کے
ترکش کمر پر باندھے اور مع تین سو سوار او فیلان سحاب کردار کہ عدد ان کے دو سو سے زیادہ نہ تھے
بقصد قتل اعدا محل سے برآمد ہوا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن سب طرف سے زور لاویں بہت کو پیل
بند کے ساعت آہستگی سے روانہ ہوا جو کہ نقاش نگار خانہ ایجاد و تکوین نے ایوان سلطنت کا سائبان شمشیر
تائید اللہ سے آراستہ کیا ہے اور فرمان خلافت کو منشی تخت گاہ قضا و قدر نے ساتھ طغرے انا جعلناک خلیفة
فی الارض کے محلی فرمایا ہے وہ دشمنوں اور مخالفوں کے ہجوم اور انبوہ سے خوف نہیں رکھتا چنانچہ بمجرد پہونچنے
خبر سواری بادشاہ اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کے لشکر تمام سرداروں اور افسروں اور خاصہ خیل نے
امرائے اربعہ کی ترک رفاقت کر کے بعضے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکثر گوشہ اور کنارے
میں چھپے منقول ہے کہ اس دن مضمون یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه متحقق ہوا اور اکثر محلے
احمد آباد کے بے تحریک سیف و سنان غارت ہوئے اور محض تقدیر یزدان اور دبدبہ سلطان سے
کوچہ و بازار میں اس قدر جوشن اور چار آئینہ اور خود و سپروں کے اور اسباب اور اونٹ اور بیل ایک
دوسرے پر پڑے ہوئے تھے کہ راستہ آمد و شد کا مسدود ہو گیا تھا اور امرائے اربعہ سنگ تفرقہ اپنے
شیشہ جمعیت میں دیکھ کر اور گرد بدبختی کی اپنے چہرۂ حال پر مشاہدہ کر کے شہر سے نکل گئے برہان الملک کا
جو جسم سقیم تھا دم چڑھنے سے بھاگ نہ سکا قریب قصبہ سرکھیج نہر جاری کے ٹھہرا اور کچھار میں پوشیدہ ہوا ایک نے
خواجہ سرایان سلطانی سے جو احمد کھٹو کی زیارت کے واسطے جاتا تھا اس کو دیکھ کر پہچانا اور اُسے گرفتار کر کے
سلطان کی خدمت میں لایا سلطان نے اُسے فوراً فیل مست کے پاؤں کے نیچے ڈالکر پامال کر کے خاک
کے برابر کیا اور عضد الملک نے مع ایک نفر کے اپنے تئیں کراسیان میں پہونچایا جو ایام دولت میں اس
نے ایک جماعت ان میں سے مقتول کی تھی اس وقت اُن کے وارثوں نے پہچان کر تہ تیغ کیا اور اس کا
سر کاٹ کر اظہار خدمت کے واسطے احمد آباد کی طرف بھیجا اور حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کوتوال
کے پاس پٹن میں گیا اور وہاں سے دونوں بھائی مالوہ کی طرف بھاگ گئے اور صفی الملک بھی دستیاب ہوا

چونکہ چندان گناہ اُس کی نسبت عاید نہ تھا قتل سے نجات پاکر دیپ مین محبوس ہوا **مثنوی**

بر گرد و بخت آن سبک راے ‏ ‏ کافزون ز گلیم خود نہد پاے ‏ ‏ مرغیکہ نہ اوج خویش دارد
ہنگام ہلاک پیش دارد ‏ ‏ روبہ کہ زند طپانچہ بر شیر ‏ ‏ پیداست بدست کیست شمشیر
نیکو مثلی زد آن سپہدار ‏ ‏ کاندازۂ کار خود نگہدار ‏ ‏ انجیرفروش را چہ بہتر
زانجیرفروشی اے برادر ‏ ‏ بر پایۂ قدر خویش نہ پاے ‏ ‏ تا بر سر آسمان نہی پاے

برپای

اور بعد اس فتح و نصرت کے عماد الملک نے قرار امور ملک و سلطنت کو بسبب بدعہدی روزگار کے ناپایدار سمجھکر باختیار خود ترک وزارت کی اور گوشۂ عافیت مین معتکف ہوکر معبود حقیقی کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شائستہ اس کے منظور نظر کیمیا اثر رکھکر اُسے معذور رکھا اور اُس کے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرف عطا کرکے امراے کبار سے کیا اور بادشاہی مین مستقل ہوکر عدل و داد مین مصروف ہوا اور ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین نظام بہمنی والی محمدآباد بیدر نے ایک مکتوب متضمن تظلم سلطان محمود خلجی اور آنا اُس کا ولایت دکن مین سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیجکر اعانت اور کمک چاہی اور سلطان محمود گجراتی نے بمجرد اطلاع اِس حال کے سراپردہ سُرخ اور بارگاہ روانہ کرکے امداد دکنیوں کی اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یون عرض گذار ہوے کہ داؤد خان ایک ہفتہ تک متکفل امر سلطنت ہوکر کمین صحبت قرار مین ہے اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت جیسا کہ چاہیے اب تک ضبط مین نہین آئے ایسے وقت مین اپنے پاے تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسرون کی اصلاح امور کے واسطے سوار ہونا جاے تامل اور تفکر ہی سلطان محمود نے باوجود اس کے کہ آغاز شباب تھا **بیت** ہنوز زش گرد گل نارستہ شمشاد زسوسن سرو او چون سایہ آزاد ٭ زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک اور عناصر ساتھ اِس ہیئت اور روش کے آپس مین موافقت اور آمیزش نکرین نظام عالم کون و فساد مین سراسر فتور و خلل واقع ہووے اور اگر آدم ابوالبشر کی اولاد سلسلۂ محبت اور مشارکت کو توڑین بنیاد توالد و تناسل طبیعی انہدام قبول کرے مین قربۃ الی اللہ مسلمانان دکن کی امداد کرتا ہون یقین کہ بحکم باری تعالیٰ مجھے اِس یورش مین کسی طرح کا ضرر نہ پہونچے گا ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت مین بجد ہین تو مناسب یہ ہی کہ مالوہ کی طرف لشکر عظیم روانہ فرماوین کہ اُس ولایت مین جاکر انواع خرابی اور مزاحمت پہونچاوے تو سلطان محمود یہ خبر سنکر بدحواس ہوکر دکن سے بھاگے یہ التماس بھی معرض قبول مین نہ پہونچی بلا تامل رایات نصرت آیات مع سپاہ بیحد اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کیے اور دو منزل کو ایک کرکے جب ندربار مین پہونچا اور خواجۂ جہان گاوان کہ عمدہ اہل دکن تھا جریدہ اس کے ملازمت مین حاضر ہوا اور اُس سے کمک لیکر سلطان محمود کی جدال و قتال کے واسطے روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہوکر قلعہ محمدآباد بیدر سے کوچ کرکے چاہا کہ عین دولت آباد کے راستہ سے اپنے ملک کی طرف راہی ہووے جب وہ راستہ لشکر گجرات سے مسدود دیکھا عنان اشہب عزیمت ولایت برار کی طرف معطوف رکھکر ایلچپور کے راستہ سے کونڈوارہ مین آیا اور بیغولہ

اور جنگل سے عبور کرکے مالوہ میں پہونچا اور بعد اِس کے ایلچی نظام شاہ کا گجراتیوں کے اُردو میں آیا اور اُس کی طرف سے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے قدم رنجہ فرمانے میں تکلیف گوارا فرمائی اور سلطان نے مقتضی الزام اور دوستکام گجرات کی طرف حافظ حقیقی کی ضمان حمایت میں معاودت فرمائی اور ۸۶۷ھ آٹھ سو سرسٹھ ہجری میں سلطان محمود خلجی نے دوبارہ دکن کی طرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گجراتی سلطان بہمنی کے حسب الالتماس پھر دکن کی طرف بقصد اعانت روانہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ خبر سُنکر دولت آباد تک تاخت کرکے غنیمت بہت و سیاست کی اور اپنی ولایت کی طرف پھیر و سعادت مراجعت فرمائی بادشاہ گجرات بھی بعد اس کے کہ معذرت نامہ نظام شاہ کا اور ایلچی مع تحف و ہدایا پہونچے بدولت و سعادت مقر حکومت کی طرف توجہ فرماکر فراغت اور استراحت میں مشغول ہوا اور سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بے وجہ مسلمانوں کی ولایت پر جانا آئین اسلام اور مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور بر تقدیر وقوع ملاجنگ پھر تا قلیع ہے اگر اس بعد متوطنان دکن کو کچھ آزار پہونچے گا تو ہمیں چاہیے ہم بھی مالوہ کی تخریب پر متوجہ ہوں گے سلطان خلجی سزاوار جواب بھیجا کہ جو ہمت عالی اہالی دکن کی امداد پر مصروف ہے پھر کہ اس دیار کے باشندوں کو مضرت نہ پہونچے گی اور ۸۶۹ھ آٹھ سو انہتر ہجری میں سلطان محمود مع فوج بیشمار قلعہ باور اور سدر دون کی طرف جو مابین گجرات اور کوکن کے واقع ہے روانہ ہوا اور اُس ولایت کے حاکم نے چند مرتبہ جنگ کرکے شکست کھائی اور ناچار ہوکر امان چاہی اور ملازمت میں حاضر ہوا اور قلعہ اور ولایت سپاہ اسلام کے سپرد کی اور قلعۂ باور قلاع نادرہ سے ہے اور سر بفلک کشیدہ اور محکمی اور سنگینی میں سد سکندری سے برابری کرتا ہے اس وقت تک اس سلسلہ مسلمانوں کے دست تصرف میں نہ آیا تھا اور راے ولایت دون نے کہ ایک ہزار موضع اُس کے تحت میں تھے اور اُس قلعہ کے استظہار کے سبب با غرور اپنے کار و فلاح میں بکر لشکر اور دھرہ بہت اپنے پاس فراہم کیا تھا اور ایک جماعت بدسرشت عول طبیعت کو راستوں کے سروں پر تعین کرکے مسافروں اور متردّدوں کی راہزنی کے واسطے مشغول رکھتا تھا بیت ۔ عیاری چنان روی سپردی ۔ کہ بیاز میان چشم زردی ۔ سلطان خراج اور دفائن پر متصرف ہوا اور اُسی عرصہ میں راے کو خلعت اور کمر بند اور شمشیر طلا سے سرفراز رکھا اور وہ قلعہ اور ولایت اُسے بخشا اور جائے نیاس سے کرا احمد آباد کی طرف معاودت کی اور شہروں کی آبادی اور رعایا پرورا کی تفتیش حال میں مشغول ہوا اور ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری میں شکار کے واسطے احمد نگر کی طرف سوار ہوا اثنائے راہ میں ایک دن بے سبب ظاہری بہار الملک بن الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور خوف قصاص سے ایدر کی طرف بھاگا اور سلطان نے یہ خبر سنکر ملک حاجی اور عمدۃ الملک کو کہ مصدر مہمات بادشاہی تھے بہار الملک کی گرفتاری اور تعاقب کے واسطے مامور فرمایا انہوں نے تھوڑی دور جاکر بہار الملک کی جانبداری کی اور یہ تدبیر اپنے دل میں سوچے یعنی دو آدمی جو کہ بہار الملک کے ملازم تھے بعض کچھ مال پر فریفتہ اور راضی کرکے رہائش کی گرد و نکاری کے وقت تم اظہار کرنا کہ ہم قاتل ہیں بادشاہ رحیم ہے تمہارا جرم معاف کریگا و قطع نظر اُس کے سلطان سے مشورہ ہمارے تمہارے قتل کا حکم جاری ہونے نہ دیگا

اور جو کہ پیمانۂ عمر اُن کا آب بقا سے لبریز ہو چکا تھا اپنے صاحب قدیم کی خیر خواہی مین جیسا کہ سکھلایا تھا بادشاہ کے حضور مین اقرار کیا اور سلطان نے بفتواے علما اُن ناجرمون کو حکم قتل دیا پھر اس سفر سے واپس آنے کے بعد بادشاہ کو حال کھلا کہ عماد الملک وعضد الملک نے اپنی کارستانی سے بے گناہون کو قتل کرایا ہی اور سلطان محمود ایسا برافروختہ ہوا کہ دونون کو تیغ قہر سے معدوم کیا باوجودیکہ ان دونون سے بڑھکر اس کے دولتخانہ مین کوئی متقرب نہ تھا مگر عدالت کی رعایت سے ان پر سیاست کی بلکہ لوگون کی عبرت کے لیے اُن کے پوست گھاس سے بھر کر چار طرف لٹکائے طبقات محمود شاہی مین مذکور ہی ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین سلطان محمود نے جمال جہان آراے حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ نے بنظر شفقت دو طبق عنایت فرمائے۔ اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ چندہی روز مین بادشاہ کو بہت بڑی دو نعمتین نصیب ہوئین (اول) فتح ولایت دون بارو اور (دوم) فتح کرنال جو ایک بلند پہاڑ پر واقع ہی اور قدیم زمانہ سے زبردست بادشاہان دہلی کو اس کے تسخیر کی آرزو رہ گئی بلکہ ہندوستان کے راجا بھی مدتون اس کی تسخیر کے واسطے کوشش کرتے کرتے مر گئے۔ آخر مین یہ دولت سلطان محمود بیکرہ کے حصہ مین آئی۔ اس پہاڑی قلعہ کی صورت یہ ہی کہ اوّل تو وہ بہت بلند پہاڑ پر ہی پھر اِسکے گرد بہت سے پہاڑ بطور دائرہ کے محیط ہین جن مین بے شمار کھڈ و درے ہین اور ہر درہ کا ایک نام ہے از انجملہ ایک درہ مودری ہے جس کے آگے نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کو آج کل جوناگڑھ کہتے ہین اور دوسرا درہ بنام دھابلہ مشہور ہی کرنال پہاڑی مقام گرم ہی اور راے منڈلک کے باپ دادا ایک ہزار نو سو برس سے اس پر قابض تھے اب راے منڈلک وارث ہوا اور کسی بادشاہ کا قدم اس ولایت مین نہین پہونچا سواے سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے۔ الغرض سلطان محمود بیکرہ نے اللہ تعالٰی کے بھروسے پر اس خواب کی تعبیر سے قوی دل ہوکر کرنال پر فوج کشی کی اور جب کرنال چالیس کوس رہا تو اپنے مامون تغلق خان کی راے سے ایک ہزار سات سو جوانان بہادر لشکر سے انتخاب کرکے اُن پر اسی قدر عمدہ گھوڑے وطلائی خنجر وہتھیار تقسیم کیے اور حکم دیا کہ دھاوا کرکے درہ مین داخل ہون اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا۔ جوانون نے یلغار کیا اور اچانک درہ مین گھس پڑے اور محافظ جنکو براون کہتے تھے غفلت مین مارے گئے اور بہادران محمودی تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے راے منڈلک یہ خبر سنکر شکار کے بہانہ قلعہ کرنال سے اُترا اور افواج کثیر سے درہ دھابلہ تک پہونچا جب اس نے دیکھا کہ گجراتی بہت تھوڑے ہین تو دلیرانہ حملہ کیا۔ اسی اثناء مین سلطان مع افواج پہونچا اور پے در پے فوجین ان کی مدد کے لیے روانہ فرمانے لگا۔ راجپوت بکثرت مارے گئے اور جو بچے شکستہ و بدحال راے منڈلک کے ساتھ بھاگ کر قلعہ کرنال مین محصور ہوئے اور افواج اسلام نے درہ دھابلہ والے اسیر کرکے حوالی کرنال کے تنجانون پر تاخت کی اور وہان کے برہمن وبراون لڑکر مارے گئے چنانچہ اس روز سلطان نے اپنے ہاتھ سے بمقابلہ دو تین کافر مارے اور بکثرت مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اب سلطان کا قصد ہوا کہ لشکر تاخت وتاراج کے لیے اطراف مین روانہ کرے۔ راے منڈلک نے مضطرب ہوکر بہت سے مقربین کو حضور مین

ارسال کیے کے معافی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ عاریوں کے ہاتھ جواہر و نقود اور بوڑھی غلام
وغیرہ سے بھرے ہوئے ہیں اور ہاتھی بھی لنگڑے ہوگئے ہیں کہ میدان میں ٹھہرنا دشوار ہے اس لئے حصار دروا اور
پیشکش پر اکتفا کر کے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری میں سنا کہ راے منڈلک
بادشاہوں کی طرح چتر اور دورباش وغیرہ لوازم شاہی کے ساتھ سوار ہوتا ہے اور دربار میں بھی تخت جواہر
ہنگار پر بیٹھتا ہے یہ امر سلطان کو ناگوار ہوا اور چالیس ہزار فوج اس پر مقرر کی کہ اگر تمام لوازمہ بادشاہی
چتر و تاج و تخت و جواہر وغیرہ تمہارے سپرد کرے تو اس کی ولایت سے متعرض ہو ورنہ اس کی تسخیر میں
کوشش کرنا چونکہ راے منڈلک کو اس لشکر سے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی اس نے لوازم شاہی سپرد
کر دئے اور ولایت کو محفوظ رکھا۔ نظام الدین احمد نے تاریخ میں لکھا ہے کہ جو کچھ اثاثہ دولت راے منڈلک
سے لیا تھا سلطان نے ایک مجلس میں قوالوں وغیرہ کو بخشدیا واللہ اعلم بالصواب ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر
ہجری میں سلطان نے خود اپنی ممالک کا دورہ کیا اور جنگلوں کو کٹوا کر ویرانوں کو آباد کرنے میں پوری سعی
فرمائی اور کہیں ورسا نہ چھوڑا اور ۸۷۴ھ آٹھ سو چوہتر ہجری کے واقعات عظیمہ سے یہ ہے کہ ایک روز
سلطان ایک مست ہاتھی پر سوار ہو کر باغ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک مست ہاتھی زنجیر
تڑا کر سامنے آیا اور فوج کے ہاتھی اس کی صورت دیکھتے ہی بھاگے۔ اس نے سلطان کے ہاتھی کی طرف
رخ کیا اور دو تین ٹکروں کے بعد اس کو بھگا دیا اور اس کا پیچھا کیا اور پہونچکر اس کے شانہ پر ایسا دانت
مارا کہ گوشت پھاڑ کر سلطان کے پاؤں پر لگا اور خون جاری ہو گیا سلطان نے جوش شجاعت میں اس
کی پیشانی پر ایسا تیر مارا کہ خون جاری ہوا اس عفریت مست نے غصہ میں دوسری ٹکر ماری اور فوراً دوسرا
تیر اس زور سے کھایا کہ فوارہ کی طرح خون ابلنے لگا اس بدمست نے تیسری ٹکر ماری اور تیسرا تیر
ایسا کھایا کہ بیتاب ہو کر بھاگا۔ سلطان خیریت کے ساتھ دولتخانہ پر پہونچ گئے اور کثرت خیرات و صدقات
سے تمام مستحقین کو بہرہ مند فرمایا چند روز کے بعد امرائے سرحد کو مع افواج طلب فرما کر جوناگڈھ اور
کرنال کو فتح کرنے کا قصد کیا اور ایک رات دن میں پانچ کروڑ روپیہ سپاہ پر تقسیم کیا اور دو ہزار پانچ سو
گھوڑے جن میں سے بعضوں کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی بہادروں میں تقسیم کئے اور پانچ ہزار تلواریں
و سات سو پٹکہ کمر مرصع اور سترہ سو خنجر مرصع انعام دیئے اور منزل بمنزل رواں ہو کر جب ولایت سورٹھ
میں پہونچے جو ولایت کرنال سے متصل ہے تو راے منڈلک نے عرض کی کہ میں ایک مدت سے حضرت
کی فرمانبرداری میں بسر کرتا ہوں اور اپنے خیال میں مجھ سے کوئی امر خلاف بھی صادر نہیں ہوا ہے اس کی جہاں
قدر پیشکش کے واسطے حکم ہو مجھے عذر نہیں ہے سلطان نے فرمایا کہ اصل مقصود میرا یہ ہے کہ ان ممالک کو
دار الاسلام بناؤں۔ راے منڈلک نے فحوائے کلام سے معلوم کیا کہ اس لشکر کی صورت اتنی سابق
سے کے جیسی نہیں ہے لہذا فرصت پاکر رات کو بھاگ کر تین منزل پر قلعہ جوناگڈھ میں متحصن ہوا سلطان نے وہاں
سے کوچ کر کے قلعہ جوناگڈھ کے قریب نزول فرمایا دوسرے روز کچھ لوگ لشکر سے جدا ہو کر قلعہ کے
قریب گئے اور راجپوتوں کا لشکر بھی قلعہ سے نکلکر مقابل ہوا لیکن شکست کھا کر قلعہ میں بھاگ گیا دوسرے

روز بھی سپاہ اسلام غالب رہی تیسرے روز خود سلطان نے صبح سے شام تک جنگ کی چوتھے
روز بارگاہ سلطانی دروازہ کے قریب لائے اور محاصرہ سخت کیا اور ہر طرف سے ساباط بنانے
لگے اور راجپوت بھی اکثر اوقات قلعہ سے نکلکر اچانک ٹوٹ پڑتے اور لوگوں کو مار جاتے تھے
چنانچہ ایک روز عالم خان فاروقی کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شہید کیا سلطان محمود نے
محاصرہ کو زیادہ تنگ کردیا کہ محصوروں کو نکلنے کی گنجائش نہ رہی اور نہایت نزدیکی سے بعض اوقات
گوپھن کے پتھر سلطان محمود کے تخت کے آگے گرتے تھے اور جب سال مذکور کے آخر تک محاصرہ
نے طول کھینچا تو راے منڈلک نے مضطرب ہوکر بار بار آدمی بھیجکر تضرع وزاری سے صلح کی درخواست
کی لیکن قبول نہوئی اور شروع ۸۷۵ھ آٹھ سو پچھتر ہجری میں راے منڈلک وغیرہ سب راجپوتوں
نے عاجز و زبون ہوکر امان مانگی اور قلعہ سپرد کرکے خود قلعہ کرنال میں چلے گئے۔ اور جو رہی فوج واکرنی
پیشہ کرلیا۔ سلطان نے غصہ ہوکر زبردست فوج جونا گڈھ میں چھوڑی اور خود جاکر قلعہ کرنال کو محاصرہ
کیا اور راے منڈلک کو عاجز کرکے وہ قلعہ بھی اس سے چھین لیا جو ایک ہزار نو سو برس سے اس
کے باپ دادوں کے قبضہ میں رہا تھا۔ سلطان محمود بیگرہ نے بھی بطور سلطان محمود غزنوی کے تمام
تبخانے توڑے اور جو بُت پرست لڑے وہ مارے گئے اور راے منڈلک نے وہاں کی حکومت
و رہزنی سے دل برداشتہ ہوکر سلطان کے پاس آمد و رفت شروع کی تاکہ ملازمت حاصل کرے لیکن
سلطان کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ دیکھکر اسلام کا شیفتہ ہوا اور ایک روز عرض کی کہ بندہ
کو حضرت شاہ شمس الدین کی صحبت سے جو پنجاب میں رہتے ہیں اسلام کی محبت بیشک حاصل ہوئی
تھی اور اب جو میں نے حضرت سلطان کی ملازمت پائی تو مجھے یقین ہوگیا کہ دین حق یہی دین اسلام
ہے اب صدق و اخلاص سے بدون کسی دنیاوی طمع کے دین اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں سلطان
محمود نے نہایت خوش و بشاش ہوکر راے منڈلک کو مسلمان کرکے گلے لگایا اور اس کے ختنہ
کے لیے بڑا جلسہ کیا اور چند روز کے بعد اس کو خان جہان خطاب دے کر امیر کبیر بنایا اور بہت عمدہ
جاگیر عطا فرمائی اس وقت سے خان جہان اور اسکی اولاد کو اس خاندان شاہی میں کمال عزت و عروج رہا۔ شیخ
سکندر مصنف تاریخ گجرات نے راے منڈلک کے اسلام لانے کا واقعہ دوسری طرح بیان کیا ہے کہ
جب راے منڈلک ہمراہ سلطان کے احمد آباد میں آیا تو ایک روز اس کا گزر رسول آباد کی طرف ہوا
جہان حضرت شاہ عالم قدس سرہ آفتاب ولایت مقیم تھے وہین ان کا مزار مقدس بھی ہے اور خانقاہ
کے دروازے پر بہت سے ہاتھی گھوڑے اور آدمیوں کا ہجوم دیکھکر پوچھا کہ یہ کس رئیس و نواب کی
ڈیوڑھی ہے لوگوں نے کہا کہ نواب کی کیا حقیقت یہ تو حضرت شاہ عالم کا در دولت ہے۔ راے نے
پوچھا کہ آخر کس سے موالات رکھتے ہیں اور جاگیر کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سواے خدا کے کسی سے
موالات نہیں رکھتے اور نہ جاگیر قبول کرتے ہیں بلکہ حضرت باری تعالےٰ ہی ان کی کارسازی فرماتا
ہے نہ ہی روزی دیتا ہے یہ کسی کی ملازمت نہیں کرتے۔ راے نے کہا کہ اچھا میں بھی ان کی زیارت

کرون۔ یہ کہکر سواری سے اتر کر خانقاہ میں داخل ہوا جیسے ہی راے کی نظر اس نور مقدس پر پڑی بیساختہ خوش محبت میں باادب بیٹھا اور عرض کی کہ مجھے دین حق تعلیم فرمایئے۔ حضرت نے اسلام سے سرفراز کیا اور وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر نعمت عالیہ سے سربلند ہوا سلطان محمود کو منظور تھا کہ اس نواح میں شعار اسلام جاری فرماوے بناءً علیہ شہر مصطفےٰ آباد کی بنیاد کی اینٹ اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی اور مساجد و معابد و عمارات عالیہ و باغات و بازار وغیرہ تیار کیے اور جمیع امراء نے بھی مکانات بنوائے اور چند مدت میں وہ شہر نفیس بن گیا لیکن ملک کے چوروں اور رہزنوں سے جو مدتوں کے مشاق تھے ایسا سر اٹھایا کہ احمد آباد کا راستہ ان کے خوف سے مسدود ہو گیا سلطان نے شیخ ملک کے بیٹے ملک جمال الدین کو محافظ خاں خطاب دے کر علم و کرنائی دے کر احمد آباد کا کوتوال کیا محافظ خان نے تھوڑے دنوں میں ایسا مضبوط و محفوظ کیا کہ چند ہی روز میں پانچ سو رہزن جو سرگروہ تھے گرفتار کر کے سولی پر لٹکا دیے اور اس سیاست سے رہزنی و چوری تمام ملک سے بالکل معدوم ہو گئی۔ سلطان نے حسن خدمت کے صلہ استیفاے ممالک وغیرہ کے مناصب و جاگیرات کے اضافہ سے سرفراز فرمایا اور رفتہ رفتہ وہ ایسے بڑے امراء میں ہو گیا جس کے اصطبل میں ایک ہزار سات سو گھوڑے بندھے گئے اور عمدہ عمدہ سپاہی اس کے نوکر ہوئے اور آخر میں اس کی نوبت و شوکت یہاں تک پہونچی کہ اس کے بیٹے ملک خضر نے راجہ پاکر واندرو سرہی سے پیشکش لیا سلطان محمود نے مصطفےٰ آباد میں سنا کہ ایک گروہ متمردوں نے کچھ میں جو سندھ کی سرحد پر واقع ہے مسکن بناکر رہزنی پیشہ اختیار کیا اور شریعت نبوی کا التزام نہیں کرتے اور بہت دوری کی وجہ سے بادشاہ دہلی کے تابع نہیں ہوتے ہیں سلطان غایت محمود نے سنہ ۸۷۹ھ آٹھ سو اناسی ہجری میں فوج لیکر سوار کوچ کیا اور جب مقام سوربین پہونچا تو چھ سو آدمیوں کو انتخاب کر کے تاخت کی اور ایک رات دن میں ساٹھ کوس طے کر کے اچانک ان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ لوگ چوبیس ہزار کماندار تھے یہ خبر سنکر مقابلہ پر آئے اور سلطان نے جب دور سے ان کی سپاہی دیکھی تو اتر کر ہتھیار بندی کی اور ترتیب سے صف بستہ ہو کر ان کی طرف چلا حضرت حق ذوالجلال والاکرام کی قدرت دیکھئے کہ باوجود اس قدر قلت کے دشمنوں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ اپنی کثرت و قوت جسمانی و تیر اندازی سب بھول گئے اور ایسے ہراساں ہوئے کہ ان کے سردار تیغ و کفن کے ساتھ حاضر ہو کر فریادی ہوئے کہ بادشاہ ہم پر رحم فرماوے آئندہ ہم کبھی رہزنی نہ کریں گے بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارا دین و مذہب کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہم جنگلی لوگ ہیں سواے کھانے سونے کے کچھ نہیں جانتے ہیں اب جب بادشاہ عالم کی توجہ ہمارے حال پر مبذول ہے تو امید ہے کہ سرچشمہ اسلام سے سیراب ہو کر ترقی کریں بادشاہ نے عذر قبول فرما کر ان کے سابقہ جرم معاف کیے (شاید ان لوگوں نے مملکت گجرات کے قافلہ پر ڈاکہ ڈالا ہو اور جب بادشاہ دہلی سے کچھ تدارک نہ ہوا تو سلطان محمود نے جو ان کا قصد فرمایا واللہ اعلم) اور ان کے بعضے سرگروہ اپنے ساتھ احمد آباد لایا اور مسلمانوں کو سپرد کر کے حکم فرمایا کہ

ہند

ان کو دین توحید تعلیم کرین اور عملدرآمد موافق اجتہاد امام ابوحنیفہ رح کے سکھلا دین۔ اور جب وہان کے
لوگون کی آمد ورفت مصطفٰی آباد مین جاری ہوگئی تو ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ ولایت شور کے
اُس پار ایک ولایت سندہ ہی جو بادشاہ سندہ کے تابع ہی اور بلوچ کے چار ہزار خانہ دار وہان رہتے
ہین اور چار ہزار ایسے تیرانداز وہان سے مل سکتے ہین کہ بال کا نشانہ اڑادین اور سب رافضی
مذہب ہین اور کچھون نے بھی انھین کا رنگ سیکھ لیا ہی اور اس بیابان مین ان بدمعاشون کی معاش
فقط رہزنی یا شکار سے حاصل ہوتی ہی اور کبھی کبھی سرحد گجرات پر بھی چھاپہ مارتے ہین سلطان ۸۸۰ھ
آٹھ سو اسی ہجری مین اُن کے دفعیہ کے لیے روانہ ہوا اور جب ولایت شور مین پہونچا تو حکم دیا کہ ایک ہزار
سوار دلیر و چالاک دو گھوڑے ہمراہ لیکر ایک ہفتہ کا آب و دانہ ساتھ لین اور دن و رات مین ساٹھ کوس
طے کرین۔ جب سلطان اس طریقہ سے سندہ مین داخل ہوا تو رات کے وقت ایک صحرا مین استراحت
کے لیے اترا تاکہ دوسرے روز اس قوم پر تاخت کرے اتفاق سے اس روز کچھ بلوچ اس صحرا مین موجود
تھے جو اونٹ چرانے لائے تھے اُنھون نے واقف ہوکر فورًا سانڈنی سوار اپنی قوم کے پاس دوڑایا
اور اس قوم نے سلطان محمود کے نام سے واقف ہوتے ہی غارون و کھڈون مین پناہ لی چنانچہ
دوسرے روز جب سلطان وہان پہونچا تو ان کا نشان نہ پایا۔ اتفاق سے اس نواح کے کچھ لوگ ہاتھ
آئے جنھون نے پتہ بتا دیا اور سلطان نے ان رہزنون کو غارون سے نکال کر ہلاک کیا اور ان کے
اموال و اثاثہ پر قبضہ کرلیا۔ جب سلطان نے واپسی کا قصد کیا تو ارکان دولت نے عرض کی کہ ہم
لوگون نے بڑی مشقت سے یہان پہونچکر اس ولایت کو صاف کیا ہی مناسب یہ کہ یہان اپنا داروغہ
و حاکم مقرر فرمایئے۔ سلطان نے فرمایا کہ ملکہ سلطانہ بیگم مخدومہ جہان اسی ملک کی شاہزادی ہی لہذا
صلہ رحم کی رعایت سے مین اس ملک پر قبضہ نہین کرتا پھر وہان سے مصطفٰی آباد واپس آیا۔ چونکہ
مدت سے سلطان سنتا تھا کہ بندر جگت مین بت پرستی کا زور بہت ہی اور وہان کے برہمن مسلمانون
سے سخت تعصب و عداوت رکھتے ہین سلطان کا قصد تھا کہ اس طرف جاوے لیکن عزم نہ فرماتا تھا
اتفاق سے مولانا محمد سمرقندی جو علماے عصر سے تھا اور سلاطین بہمنیہ کی خدمت مین عمر بسر کرکے
ایام پیری مین رخصت لیکر مع اہل و عیال و تمام عمر کا اندوختہ مال لیے ہوئے بندر ہرموز کی راہ
سے وطن جاتا تھا لیکن راہ مین جب کشتی بندر جگت کے سامنے پہونچی تو وہان کے راجہ بھیم نے
اپنے مذہب کے برہمن پنڈتون کے فتوے کے موافق مسلمان مسافرون کا قتل و غارت کرنا
ثواب سمجھکر مع فوج و عوام کے حملہ آور ہوا اور غالب ہوکر ثواب کے واسطے بہت سے مسلمانون کو
قتل کیا اور عورتون کے حق مین بے ناموسی کی اور بکثرت عورتین قید کرلین ازانجملہ ملاے موصوف
کے زوجہ تھی اور ملا محمد مع اپنے دو چھوٹے بیٹون کے بمشکل تمام سر و پا برہنہ مصطفٰی آباد مین پہونچا
اور بادشاہ سے یہ دردناک سانحہ مفصل عرض کرکے کہا کہ آپ ایسے بادشاہ کے جوار مین کافرون کا ایسا
ظلم و ستم کب جائز ہوسکتا ہی سلطان نے مولانا کو احمد آباد بھیجکر وظیفہ مقرر کردیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھیے کہ

انتقام (?)

انشاء اللہ تعالے تمھاری سب لوٹ تم کو مل جائیگی اور اپنے امراء و ارکان دولت کو جمع کرکے کہا کہ اگر قیامت
کے روز مجھ سے سوال ہو کہ تیرے جوار میں کفار اس قدر جور و ستم مسلمانوں پر کرتے تھے اور تم نے باوجود
قدرت کچھ نہ کیا تو تم کیا جواب دے سکتے ہو۔ امراء اگرچہ ہر سالہ کوچ و سفر سے تھکے ماندے تھے پھر
بھی بولے کہ ہم فرمانبردار ہیں اور ایسے ظالم پرجرم کافروں کو دفع کرنا واجب۔ لہذا سلطان نے سامان سفر کرکے
جگت کی طرف کوچ کیا اور منزلیں دشوار گزار طے کرکے قلعہ جگت پر پہونچا جہاں ایسے برہمن شیطان صفت
جمع تھے اور جب تکبیر کی آواز پہونچی تو وہ ظالم بیدین متحیر و مبہوت ہوئے اور جس طرح بن پڑا جزیرہ بیت میں
بھاگ گئے اور سلطان نے قلعہ جگت میں داخل ہو کر چار ماہ اقامت کی چونکہ اس نواح میں سانپ
و بچھو و شیر و بھیڑیے نہایت کثرت سے تھے جاریوں نے کفار بدکار کے ہمراہ بہت سے سانپ
وغیرہ مارے چنانچہ جہاں سراپردہ شاہی تھا خاص وہاں ایک پہر کے عرصہ میں سات سو سانپ
مار ڈالے تو باقیوں کو اسی پر قیاس کرو۔ سلطان نے جگت کا بتخانہ توڑ کر مسجد بنائی اور اس مدت میں
جب بکثرت کشتیاں تیار ہوگئیں تو آلات جنگ و مردان جنگی سے آراستہ کرکے جزیرہ بیت پر چڑھائی کی
اور کافروں نے بیس مرتبہ دریا میں لڑائی ڈالی آخر جاریوں نے حملہ کرکے کافروں کو ہٹایا اور جزیرہ میں
اتر کر حصار بیت فتح کیا اور بکثرت راجپوت مارے گئے اور ان ظالموں کا سرغنہ راجہ بھیم کسی ترکیب سے
کشتی پر بیٹھکر بھاگا اور سلطان محمود نے بھی اس کے تعاقب میں فوج روانہ کی اور خود شہر بیت میں داخل
ہوئے اور جماعت مسلمانوں کو قید کفار سے نجات دی اور وہاں سے بکثرت غنیمت ہاتھ آئی اور بہت
برہمن و ڈاکو قید ہوئے اور رضی الملک امیر کبیر کو وہاں کا حاکم کیا اس عرصہ میں تعاقب کرنے والے
راجہ بھیم کو گرفتار کرلائے اور بارگاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ سلطان نے مراسم شکر ذوالجلال ادا کرکے
مصطفے آباد کی طرف معاودت کی اور حکم دیا کہ فرمان لکھکر ملا محمد کو احمد آباد سے بلاؤ۔ جو فرمان لکھا گیا
تھا کہ ملا محمد خود آگئے اور سلطان نے بہت خوش ہو کر ان کی بی بی ان کو سپرد کی اور راجہ بھیم کو بھی اسی
طرح زنجیر میں مقید ان کے حوالہ کیا کہ جو چاہو کرو چونکہ مولانا کو اس کی طرف سے سخت اذیت پہونچی تھی
عرض کی کہ حضور اس کو محافظ خاں کے پاس روانہ فرماویں تاکہ احمد آباد میں مشتہر ہو کر عبرت کے واسطے
قتل کیا جاوے۔ چونکہ سلطان بھی اس ظالم برہمن کو اسی قابل سمجھتے تھے لہذا درخواست مقبول فرماکر
اسکو احمد آباد بھیجا کہ وہاں اپنی سزا کو پہونچا۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں سلطان محمود شہر مصطفے آباد کی تعمیر میں سرگرم
تھا گجرات کے لوگ ہر سالہ کشمکش سے تنگ آگئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ احمد آباد چھوڑ کر کوہستان
مصطفے آباد میں جاکے سکونت تلاش کرنی چاہیے اور صغیر و کبیر اس سے نالاں ہوئے۔ سلطان محمود نے
اس بات کو سمجھ کر مصطفے آباد سے کوچ کیا اور احمد آباد میں آکر ملک کا بندوبست کر امراء کے سپرد کیا
اور خود ولایت گرنال کی مضبوطی اختیار کی چنانچہ بہاء الدین عماد الملک کو سورٹھ کا حاکم کیا [illegible] الملک
کو حاکم جگت و بیت کیا اور نظام الملک کو حاکم نایب کیا اور خداوند خان وزیر الممالک کو شاہزادہ مظفر
کا اتابک قرار دے کر احمد آباد میں چھوڑا اور خود مع ایک جماعت امراء کے مصطفے آباد میں جاکر باغات

وبساتین وعمارات بنانے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد خداوندخان و راے رایان و دیگر امرا نے
اتفاق کیا کہ شہزادہ مظفر کو تخت احمد آباد پر بٹھا کر سلطان محمود کو معزول کرین پس عید رمضان کے بہانہ سے
عماد الملک و دیگر امرا کو احمد آباد مین بلا کر خلوت مین عماد الملک سے قرآن ہاتھ پر رکھکر راز فاش نہ
کرنے کی قسم لیکر اس بھید سے مطلع کیا چونکہ اس وقت عماد الملک کا لشکر تھانہ مین تھا اُسنے یہ امر قبول
کیا اور روز عید تک کی مہلت چاہی اور فی الفور معتمد آدمی بھیجکر لشکر طلب کر لیا جو عید سے پہلے ہی احمد آباد
مین آ گئے۔ عید کے روز عماد الملک نے فوجین آراستہ کین اور شاہزادہ کے دربار مین جا کر حسب
معمول اس کو نماز کے لیے باہر لایا اور بعد نماز کے بحفاظت تمام شہر مین پہونچایا اور خداوندخان وغیرہ جو
اس روز اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر آمادہ تھے عماد الملک کے برتاؤ سے کچھ سمجھ کر خاموش رہے گویا
کچھ بات ہی نہ تھی اور قیصر خان نے جو سلطان کے مقربین سے تھا یہ پراگندہ افواہین سنکر خلوت مین سلطان سے
یہ حال عرض کیا سلطان نے دوست و دشمن کے امتحان کے لیے مجمع مین کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ حج کو جاؤن
غرض یہ تھی کہ جو موافقت کرے کہ خوب ہے وہ دشمن ہے پھر جہازات تیار کیے اور کئی لاکھ تنگہ عاملون کو
اشیاے ضروری خریدنے کے لیے دیے اور خود مصطفےٰ آباد سے کھرلہ گیا اور کشتی مین سوار ہوکر
بندر کھمبایت مین اترا اور جب یہ خبر احمد آباد مین پہونچی تو تمام امرا مع شہزادہ کے خدمت مین حاضر ہوئے
سلطان محمود نے جس روز اکثر امرا حاضر تھے فرمایا کہ اب چونکہ شہزادہ بڑا ہو گیا ہے اور امرا بھی اُس کے
حسب دلخواہ تربیت یافتہ ہین میرے دل مین آتا ہے کہ مہمات سلطنت ان کے سپرد کر کے خود سعادت
حج حاصل کرون عماد الملک نے کہا کہ ایک بار سلطان والاشان احمد آباد کو تشریف لے چلین پھر جو کچھ
راے عالی ہو مناسب ہے سلطان کچھ سمجھ کے احمد آباد مین آیا اور ایک روز فرمایا کہ جب تک حج کی اجازت
نہ دوگے کھانا نہ کھاؤن گا۔ امرا نے جانا کہ یہ امتحان ہے سب چپ ہو رہے۔ عماد الملک نے عرض کی
کہ بندہ زادہ بھی بڑا ہو گیا ہے امیدوار ہون کہ میری جگہ اس کو دے کر مجھے خدمت سے جدا نہ فرمایا جاے
سلطان نے فرمایا کہ خوب ہے اگر میسر ہو لیکن مہمات سلطنت بغیر تمہارے چل نہین سکتے اور جب آفتاب
سر پر آ گیا یعنی دوپہر ہو گئی اور سلطان بھوکے ہوئے تو عماد الملک کے کہنے سے نظام الملک نے
جن کی داڑھی سفید تھی بادشاہ سے عرض کی کہ پہلے سلطان والاشان قلعہ چنپانیر کو حفاظت اہل حرم و
خزانہ کے لیے فتح فرماوین پھر بخیر و خوبی سعادت حج حاصل کرنے جاوین سلطان نے فرمایا کہ انشاءاللہ
تعالی میسر ہوگا اور طعام طلب فرما کر نوش کیا اور چند روز عماد الملک سے بات نہ کی عماد الملک نے خلوت مین عرض
کیا کہ اس بندہ بے قصور کو بے عنایتی کا سبب ظاہر نہین ہوتا سلطان نے فرمایا کہ جب تک حقیقت
حال نہ کہے گا تجھ سے بات نہ کرون گا۔ عماد الملک نے کہا کہ مین نے مصحف مجید کی قسم کھائی تھی
لیکن لاعلاج ہو کر عرض کرتا ہون کہ حقیقت حال یون ہے سلطان نے تحمل کیا اور خداوندخان کو کچھ آزار
نہ پہونچایا سواے اس کے کہ اپنے ایک کبوتر کا نام خداوندخان رکھا۔ اور مدت کے بعد پٹن گیا اور وہان
سے عماد الملک اور قیصر خان کو جانور و ساچور مسخر کرنے کے لیے روانہ کیا جب یہ دونون روانہ ہو کر

درگاہ حاجی رجب کے پاس آ بیٹھے تھے تو خداوند خان کی بدبختی نے اپنا کام شروع کیا یعنی اس کے بیٹے مجاہد خان نے اپنے خالہ زاد بھائی صاحب خان کو ساتھ لیا اور رات کو قیصر خان کے خیمے میں گھس کر اس کو قتل کیا اس علت میں کہ اس سے چپلی کھائی تھی سلطان کو گمان ہوا کہ یہ کام اودر خان نے کہ ہمیں کو قیصر خان سے عداوت تھی لہذا اس کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ اتفاق سے مجاہد خان و صاحب خان خود بخود متوہم ہو کر بھاگ گئے اور بادشاہ کو حال کھل گیا تو اودر خان کو رہا کیا اور خداوند خان کو مقید فرمایا اور احمد آباد واپس آئے۔ اس عرصہ میں عماد الملک نے بیمار ہو کر قضا کی اور اس کے بیٹے اعتبار الملک نے باپ کی جگہ پائی اور اس کی وزارت ایسی چمکی کہ خاص و عام اس کے یہاں حاضر ہوتے تھے سلطان محمود اس کے بعد مصطفےٰ آباد میں آکر مدت تک رہتے اور ماہ رجب ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری میں یہ قصد کیا کہ کچھ لوگ وہاں چھوڑ کر چپانیر فتح کرنے جاویں۔ اتنے میں خبر ملی کہ ملیباریوں نے بہت سی کشتیاں بنا کر سمندر میں رہزنی اختیار کی ہے سلطان نے قصد چپانیر چھوڑ کر چند جہازات مردان جنگی و آلات توپ و تفنگ و تیر مہیا کر کے اسے ساتھ لے کر ملیباریوں پر چڑھائی کی وہ لوگ بھاگے اور گجراتیوں نے تعاقب کر کے ان کی چند کشتیاں گرفتار کیں اور کھمبایت میں واپس آئے اور سلطان بھی پلٹ کر احمد آباد میں آ گئے۔ اس سال گجرات میں بارش نہ ہونے سے سخت قحط پڑا اور بکثرت آدمی ہلاک ہوئے اور رعایا کی حالت خراب ہو گئی سلطان نے اسی سال ستاسی کے ذوالقعدہ میں چپانیر فتح کرنے کے لیے چڑھائی کی۔ یہ حصار بہت بلند پہاڑ پر آسمان سے باتیں کرتا ہوا اور اسی سطح کوہ پر دوسرا پہاڑ اس سے بھی بہت بلند ہے اس پیچ و پیچ سے دیوار مستحکم بنا کر مضبوط برج بنائے گئے ہیں اس کا حاکم راے پتاہی راجپوت تھا اور ہزاروں برس سے جس کی ابتدا لوگوں کو یاد نہیں ہے اس کے باپ دادے حکومت کرتے چلے آتے تھے چونکہ ساٹھ ہزار سوار و پیادے اُن کے ملازم تھے تو تکبر کے سبب کسی کی برابری نہیں کرتے تھے جب راے پتاہی کو وہاں کی حکومت حاصل ہوئی تو اس نے کمال غرور سے گجرات کے علاقہ رسول آباد پر کئی بار تاخت کی اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان ہونے کی وجہ سے بہت ایذا پہنچائی اور بکثرت مسلمان قتل کیے۔ آخر سلطان محمود انار اللہ برہانہ نے چڑھائی کی اور جب قصبہ بڑودہ میں پہنچے تو راے پتاہی مضطرب ہوا اور متعصب برہمنوں کو بہت ملامت کی اور ایلچیوں کو بھیج کر معافی مانگی وہ قبول نہ ہوئی اور عضد الملک و تاج خان و بہرام خان آگے بڑھے اور ساتویں صفر ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی ہجری میں مورچہ بنا کر پہاڑ کے نیچے اترے اور راجپوت بھی نکل کر زور لڑتے اور قلعہ میں چلے جاتے تھے سلطان نے ہوشیاری سے خیال کیا کہ شاید بادشاہ غیاث الدین صاحب مالوہ اس کی مدد پر آمادہ ہو لہذا بڑودہ سے کوچ بکوچ روانہ ہو کر چپانیر کے موضع کرناری میں مالوہ کی راہ پر ہی مقام فرمایا۔ راے پتاہی نے نہایت اضطرار سے دوبارہ اپنے حاجب اور سونے کے دو ہاتھی اور دیگر تحف و نفائس بھیج کر بہت تضرع و زاری کی کہ میرا گناہ معاف ہو۔ سلطان نے وہ بھی منظور نہ کیا تب راے پتاہی نے اطراف کے راجاؤں سے مدد مانگی اور فوج کثیر جمع کر کے قلعہ

سے اترا اور مورچون پر دھاوا کرکے ان کو درہم برہم کردیا اور بڑھکر سلطان کے مقابل صف آرا ہوا
سلطان نے جناب باری تعالی مین التجا کرکے فوج آراستہ کی اور کفار سے سخت مقابلہ ہوا راجپوت بھی
جان توڑ کر لڑے آخر بہت مارے گئے اور راے مذکور شکست فاحش اٹھا کر بھاگا اور دس بارہ ہزار
راجپوتون سے قلعہ مین داخل ہوا اور سلطان محمود نے قلعہ کے نزدیک ہوکر چارون طرف سے ملاحظہ
فرمایا اور ہر ایک موقع پر امرا کو مورچل پر مقرر فرماکر محاصرہ کی تاکید فرمائی اور خود موضع کریاری مین لوٹ
گیا اور سید بدر کو راہ کی حفاظت و رسد لانے کے لیے مقرر فرمایا۔ اتفاقاً ایک روز رسد پر راجپوت
ٹوٹ پڑے اور مسلمانون کو قتل کرکے رسد لے گیے۔ سلطان نے خشمناک ہوکر محاصرہ کا دائرہ بہت تنگ
کردیا اور حکم دیا کہ ساباط قلعہ تک پہونچاؤ۔ راے پتاہی نے بالکل عاجز ہوکر اپنے وزیر جنگ سورگہ کو
سلطان غیاث الدین خلجی کے پاس مالوہ بھیجا اور نہایت منت والحاح سے مدد مانگی اور ہر کوچ کے
عوض ایک لاکھ تنکہ نقرہ قبول کیے۔ سلطان غیاث الدین اپنا لشکر آراستہ کرکے روانہ ہوا اور موضع
نعلچہ مین اترا۔ سلطان محمود یہ خبر سنکر افروختہ ہوا اور امرا کو جابجا محاصرہ کے واسطے تاکید فرماکر خود صاحب مالوہ
کے مقابلہ کے واسطے بڑھا اور جب قصبہ دھوتک پہونچا تو وہان خبر پہونچی کہ سلطان غیاث الدین نے علمار
سے پوچھا کہ جب بادشاہ اسلام کسی قلعہ کفار کا محاصرہ کرے تو کیا شرع مین روا ہے کہ ہم کفار کی مدد کرین
علمار نے کہا کہ ہرگز روا نہین ہے لہذا اسی وقت واپس ہوکر مندو چلا گیا ہے۔ سلطان محمود نے خوش ہوکر
کچھ تعرض نکیا اور چنپانیر واپس آکر قصبہ مین جامع مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنیاد ڈالدی۔ اس وجہ سے
ہر کس وناکس کو یقین ہوگیا کہ سلطان بغیر قلعہ فتح کیے نہ جاوینگے بالضرور سب نے محاصرہ و فتح کے
واسطے اہتمام کیا اور سب سے پہلے وہ ساباط تیار ہوگئی جو سلطان نے اپنے اہتمام مین لی تھی اور اس
کے ساتھ ہی سلطان کے غلام خاص ایاز نام کی ساباط پوری ہوئی ایک روز خاصہ خیل کے سپاہیون
نے ساباط سے دیکھا کہ صبح کے وقت اکثر راجپوت بخیانہ پھرنے و منھ دھونے چلے جاتے ہین
اور مورچہ مین چند آدمی رہجاتے ہین سلطان نے فرمایا کہ ساباط خاص سے کچھ خاصہ خیل والے قلعہ
مین گھس پڑین شاید قلعہ فتح ہو لہذا قوام الملک سرجاندار و لشکریون نے قلعہ مین داخل ہوکر جماعت
کثیر مار ڈالی اور جب راجپوتون نے واقف ہوکر ہجوم کیا تو ان کو بھی بقدرت حق عزوجل مغلوب کرکے
حصار دوم کے دروازہ تک بھگا دیا۔ اتفاق سے چند روز پہلے مغربی جانب بڑی توپ کے گولہ سے
بڑے قلعہ کی دیوار مین رخنہ پڑ گیا تھا اس جنگ کے وقت سلطان کے خاص غلام ایاز نے موقع
پاکر کچھ سپاہیون کو ساتھ لیا اور رخنہ مذکور پر پہونچ گیا اور اس راہ سے گھس کر کوٹھون کے راستہ سے اس
چھت پر آیا جس کے نیچے قلعہ کا بڑا دروازہ تھا۔ اس وقت سلطان محمود نے ساباط پر اہل اسلام کا خیال
کرکے حضور کبریا عزوجل کی جناب مین سجدہ کرکے فتح و نصرت مانگی اور فوج کمک کے لیے
مقرر فرمائین۔ راجپوتون نے متحیر ہوکر حقہ باروان سپاہیون پر مارا جو دروازہ قلعہ پر جنگ مین مصروف
تھے اگر وہ پڑتا تو ضرور خاصہ خیل والے ہلاک ہوجاتے مگر نصرت و لطف الہی شامل حال تھا کہ وہ

حقہ بارود ہوا کے جھونکے سے اُلٹ کر رائے باہی کے صحن میں گرا اور آگ لگ گئی۔ راجپوتوں نے یہ حال دیکھکر اپنی بربادی پر یقین کیا اور زبردستی اپنی عورتیں و بچے پکڑکر اُسی آگ میں جھونک دیے اور ہتھیاروں سے مسلح ہوکر موت کی لڑائی لڑنے لگے اور صبح کو تاریخ دوم ذی القعدہ سنہ ۸۸۹ھ آٹھ سو نواسی ہجری میں مغلوب و مقہور ہوگئے اور سپاہ اسلام نے حملہ کرکے قلعہ کا بڑا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ میں گھسکر بہر مقاتل کو تہ تیغ کیا اور سلطان کا علم اس دروازہ پر بلند ہوا اور سب راجپوت حصار کے بڑے حوض پر مجتمع ہوئے اور اس میں نہاکر مرنے پر آمادہ ہوئے کیونکہ گناہ مال بچون کو ہلاک کرنے کے بعد سلطان کی عفو سے ناامید تھے اور فوج اسلام میں سے ایک جماعت نے شوق شہادت میں اُن کا مقابلہ کیا اور بہت لوگ شہید ہوئے اور سب راجپوت بھی مارے گیے سوائے رائے باہی اور ڈونگرسی اور سورک دبیر کے کہ یہ لوگ زخمی گرفتار ہوئے اور سلطان نے اُن کو معالجہ کے واسطے سپرد کیا اور شکر حق عزوجل ادا کرکے قلعہ کے نیچے ایک شہر آباد کرنے کا حکم دیا اور اس کو بنام سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم محمدآباد موسوم کیا اور رائے باہی سے پوچھا کہ تم نے لڑائی کی نوبت یہاں تک کیوں پہونچائی اس نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ راج مجھے میراث ملا تھا اور میں بھی یہین پیدا ہوا تھا لاچار تمام لوگوں کے طعن تشنیع سے نجات کے لیے میں نے اپنا مرنا گوارا کیا کہ یہ نہ کہا جاوے کہ باپ دادا کی جگہ کھوئی۔ بادشاہ نے یہ سنکر اُس کی بہت تعریف کی اور اُسکی عزت و تکریم کے لائق سب سامان مہیا کردیا۔ جب وہ زخموں سے اچھا ہوگیا تو رسول آباد کے بہت لوگوں نے جو اس کے تیغ ظلم سے ناحق قتل ہوئے تھے داد خواہ ہوئے۔ سلطان نے علما سے پوچھا کہ اس کے بچنے کی کوئی صورت ہے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر یہ مسلمان ہوجاوے تو ممکن ہے بادشاہ نے اس کو سمجھایا اور وعدہ دیا کہ اگر دین حق منظور کرے تو میں اس کو امارت و راج عطا کردوں اس نے محض انکار کیا اور بادشاہ نے باوجود اس کے پانچ مہینہ تک اس کو قید رکھا اور ہر طرح سے سمجھایا مگر اس نے کہا کہ میری حمیت مقتضی نہین ہے کہ مین اس کو قبول کرون لاچار سلطان نے اس کو مع دبیر کے قصاص میں قتل کردیا پھر سلطان نے مصطفےٰ آباد اپنے چھوٹے شہزادہ خلیل خان کے سپرد کیا اور خود شہر محمدآباد کی تعمیر میں اہتمام فرمایا اور فتح حصار سے پہلے جس مسجد جامع کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے بے شمار ستون تھے پورے اہتمام سے تمام کی اور مدت کے بعد سنہ ۹۱۴ھ نو سو چودہ ہجری میں اس کے محراب کے سامنے نہایت خوبصورت منبر بنا تھا۔ ایک عربی نے اس کی تاریخ یون لکھی ہے

حضرت شاہ عاقبت محمود
منبرے ساخت خوب و خوش منظر

آن سلاطین پناہ دین پرور
سال تاریخ منبر و محراب

پیش محراب مسجد اعظم
قلمی شد بحلۂ و منبر+

جس سال چانپانیر فتح فرمایا اسی سال ایک معتمد کو احمدآباد روانہ کرکے حکم دیا کہ اس شہر کو شہر پناہ و برج و قلعہ تیار کریں چنانچہ اس کی تاریخ بھی ایک فاضل نے اس آیت میں پائی مَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا حضرت سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے اعمال خیر و آثار پسندیدہ اکثر ملوں کے نمونہ ہیں جو بادشاہوں کو عموماً نصیب

ہوئے ازانجملہ سنہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری مین سوداگرون کی ایک جماعت محمدآباد مین پہونچی اور اُنھون نے فریاد کی کہ ہم لوگ چارسو گھوڑے واسباب تجارت لاتے تھے آبو کے راجہ نے قلعہ سے اُترکر ہم پر تاخت کی اور گھوڑے مع اسباب لوٹ لیا اور ہم کو ٹکڑون کا محتاج کردیا۔ سلطان اُنکی آہ وزاری سے دردمند ہوا اور حکم دیا کہ سوداگرون کو گھوڑے واسباب کی قیمت خزانہ سے دیجاے اور خود سامان سفر کرکے روانہ ہوا اور دوسری منزل پر مقام کرکے راجہ آبو کے نام فرمان لکھا کہ مین نے سُن لیا کہ تم نے بیچارے سوداگرون کے گھوڑے واسباب سب لوٹ لیا ہو لہذا فرمان پہونچتے ہی جو کچھ تم نے لیا ہو بجنسہ واپس کرو اور سوداگرون کو راضی کرو اور اگر اسکے خلاف ہوا تو قہر بادشاہی کے منتظر رہو جو قہر آلہی جل جلالہ کا نمونہ ہے۔ یہ فرمان انھین سوداگرون مین سے ایک جماعت کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ راجہ اس فرمان سے آگاہ ہوتے ہی ڈر گیا اور سوداگرون کا استقبال کرکے بہت تکریم وتعظیم کی اور تین سو ستر گھوڑے مع دیگر اسباب کے جو بجنسہ موجود تھے سوداگرون کے سپرد کئے اور باقی گھوڑے واسباب جو تلف ہوا تھا اُنکی اعلیٰ قیمت دیکر ان کو راضی کیا اور اپنا ایلچی مع پیشکش کے سوداگرون کے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ عفو خطا کے بعد امیدوار ہون کہ حضرت بادشاہی کے ملازمون مین قبول فرمایا جاؤن۔ بادشاہ نے عرضی منظور فرمائی اور وہان سے محمدآباد تشریف لائے اور اس کے گرد برج دوبارہ بہت مستحکم تیار فرماے سنہ ۹۰۰ھ نوسو ہجری مین بہادر گیلانی نے جو بعض امراے سلطان محمود بہمنی کا نوکر تھا بغاوت کرکے بندر گووہ اور دوائل وغیرہ ولایت دکن پر قبضہ کرکے دس بارہ ہزار سوار سرحد گجرات پر بھیجے اور لوٹ مار سے بہت خرابی کی یہان تک کہ چند جہاز خاصہ سلطانی پر قبضہ کرکے بندر مہایم جلاکر غارت کیا اور چاہا کہ اس کو مسخر کرے۔ سلطان محمود گجراتی نے صفدر الملک کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا کی راہ سے مقرر کیا اور قوام الملک سردار خاصہ خیل کو مع ایک جماعت خاصہ خیل کے خشکی کی راہ سے مہایم روانہ کیا اور صفدر الملک کے جو جہاز وہان تھے وہ پیش قدمی کرکے مہایم پہونچے لیکن اتفاق سے طوفانی ہوا اس شدت سے چلنے لگی کہ سمندر کی موجون مین انکا ٹھہرنا دشوار ہوا اور بیڑہ لوٹ کے متفرق ہوگیا اور موجون کی شدت سے جو جہاز ساحل کے قریب تھے اُنھون نے بہادر گیلانی کے آدمیون سے جو ساحل مہایم پر مقیم تھے امان چاہی اُنھون نے منظور کی لیکن جب یہ لوگ ساحل کے قریب ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ بہادر گیلانی والے غدر کا ارادہ رکھتے ہین لہذا مستعد قتال ہوئے اور اہل غدر سے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ سمندر دریاے خون بن گیا لیکن اضطراب امواج سے بالآخر مغلوب ہوئے اور صفدر الملک مع بعض معتبرین کے گرفتار ہوگئے اور سب کشتیان دشمنون کے تصرف مین آگئین اور قوام الملک جب تک مہایم پہونچین دشمن اپنا کام کرکے بہادر کے پاس چلتے ہوئے۔ قوام الملک نے وہان توقف کرکے سلطان محمود کو عرضی بھیجی کہ یہ بندہ دولتخواہ چاہتا ہی کہ بہادر سے انتقام لے لیکن راستہ بادشاہ دکن کے ملک سے ہی بدون اس کے بہادر تک رسائی ممکن نہین لہذا جیسا حکم ہو بجالاؤن سلطان نے ایلچی مع خط کے سلطان محمود بہمنی کے پاس دکن روانہ کیا اور بادشاہ بہمنی نے حق جوار کی رعایت کرکے باوجود تسلط امرا کے وباوجود تزلزل سلطنت کے بذات خود لشکر بہادر گیلانی پر لیجاکر اُس کو مارکر صفدر الملک کو

مع جواہرات و تحفہ و ہدایاے نفیسہ کے اس امید پر بادشاہ گجرات کے پاس مع خط خاص روانہ کیا کہ بادشاہ
گجرات مدد کر کے اس کو اس کے امرا کے تسلط سے نجات دے چونکہ اس کے معاملہ کی اصلاح غیر ممکن نظر آتی
تھی بنا برین بادشاہ گجرات نے تغافل و تساہل کیا۔ اور سنہ ۹۰۱ھ نو سو ایک ہجری میں راے ایدر کے علاقہ باگڑ پر
چڑھائی کی جب بادشاہ اس سرحد میں پہنچا تو راے ایدر سے گھنگو بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور
چار سو گھوڑے اور چار لاکھ تنکہ طلا و کثرت ہتھیار و نفایس شاہانہ پیش کر کے جزیہ قبول کیا اور بہت تملق
و چاپلوسی کر کے اپنی ولایت کو بچا لیا سنہ ۹۰۳ھ نو سو تین ہجری میں سلطان محمود نے اپنی مملکت کا دورہ اس
غرض سے کیا کہ حالات سپاہی و رعیت اور عمال کی تعریف و شکایت معلوم کرے اور اس معاملہ میں انصاف
کا علم تو تیر واں سے بھی اونچا قائم کیا اور سنہ ۹۰۴ھ نو سو چار ہجری میں الف خان بن الف خان نے جو اس خاندان کا
غلام زادہ تھا بغاوت کی اور اسیر قاسمی پر جو سلاطین بہمنیہ کے امرا میں سے گجرات چلا آیا اور یہاں بھی امیری پر
سرفراز تھا" اس غلام زادہ کے دفعیہ کو مقرر ہوا اور اس کو جنگلوں و پہاڑوں میں بھگاتا پھرا آخر وہ سلطان پور
کے راستہ سے مالوہ میں بھاگ گیا اور وہاں سے قول نامہ حاصل کر کے گجرات واپس آیا لیکن چند ہی روز
بعد خواہ موت سے یا زہر سے مرگیا سنہ ۹۰۵ھ نو سو پانچ ہجری میں قاضی سپیع بعضے امرا کے عادل خان بن
مبارک خان فاروقی کے سر پر (جس نے مدت سے باج و خراج نہ دیا تھا) مقرر ہوا اور خاندیس میں داخل
ہو کر تاراج کرنے لگا۔ عادل خان نے لاچار ہو کر عماد الملک حاکم برار سے مدد مانگی اور نہ پائی تو تمام
گذشتہ کا مال مع نفایس لیکر چیاسریں سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند روز میں معزز و مکرم واپسی کی اجازت
پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس مہم میں خود سلطان محمود دریاے ٹپتی تک پہنچے تھے کہ عادل خان نے
پیشکش بھیجکر عذر خواہی کی اور سلطان محمود نے رشتہ داری کا خیال کر کے عفو کیا اسی وقت میں دولت آباد
کے قلعہ دار ملک اشرف اور ملک وجیہ نے عرضی بھیجکر اظہار کیا کہ سلطان بہمنی تو امیر برید ترک کے قبضہ
میں بیکس ہوگیا اور یہ قلعہ ہم دونوں کے قبضہ میں آیا ہے اور احمد نظام الملک اس کی طمع میں ہر سال اس پر لشکر کشی
کرتا ہے اور بالفعل بھی محاصرہ کئے ہے اگر سلطان اس قلعہ کو اپنی مملکت میں تصور فرما کر معاونت فرماویں تو
ملازمت میں حاضر ہو کر اپنے دسترس کے لائق نذرانہ پیش کریں سلطان نے دکن کی طرف رخ کر کے
دو تین منزل پر مقام کیا نظام الملک بحری نے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر جنیر کی طرف کوچ کیا اور دولت آباد
والے شاہی در لشکر حاضر ہوئے اور سلطان دونوں کام کر کے محمد آباد میں آئے۔ چند روز بعد
ربیع الدین محمد بن مرشد الدین صفوی کہ زہد و علم سے موصوف تھے اپنے والد کے طریقہ پر گجرات میں
آئے اور محمد آباد میں مجلس سلطانی کو اپنے نور حضور سے منور فرما کر مسند عزت پر قائم ہوئے سلطان محمود
نے ان دونوں دیدۂ بصیرت سے خاندان سلاطین بہمنیہ پر توجہ کی کہ کس طرح امراے بے وفا نے
تسلط کر کے سلطنت کو مٹایا اور جابجا طوائف الملوکی قائم کرلی اس سے سلطان کو پیش بینی کرنی پڑی
چنانچہ سنہ ۹۰۶ھ نو سو چھ ہجری میں احمد آباد میں آئے اور تدبیر و حکمت عملی سے بہت سے امراے صاحب
اقتدار کو جن کی ذات سے شرارت و دعوے سلطنت کی بو پائی معزول یا مقتول کر کے ان کے بجائے

دوسرے باوضع قایم گیے تاکہ آیندہ اس کی اولاد کے ساتھ سرکشی ومخالفت نہ کرسکین ؎ رخنہ گر ملک سر انگندہ بہ + لشکر بدعہد پراگندہ بہ + سرنہ کشد شاخ نو از سرو بن + تا نزنی گردن شاخ کہن ؎ ۹۱۲ھ نوسو بارہ ہجری مین سلطان کو محمد آباد دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا اور وہان تشریف لائے دو تین ماہ سے زائد نہوا تھا کہ یہ خبر پہونچی کہ امسال کفار فرنگ نے ساحل پر ہجوم کرکے چاہا کہ قلعجات بناوین اور سلطان روم نے اپنے دشمنون کی یہ خبر پاکر چند جہازات ان کو روکنے کے لیے روانہ کیے ہین۔ چنانچہ چند جہازات رومی گجراتی بندر رون مین بھی آئے ہین۔ سلطان محمود نے بھی چند جہاز مجاہدین کے بندر دلسی اور دمن وبندر مہایم مین روانہ کیے اور جب خطہ دمن مین پہونچے تو اپنے غلام خاص ایاز کو جو امیرالامرا وسپہ سالار تھا بندر دیپ سے چند کشتیان فوج وسامان جنگ سے آراستہ دیکر کفار پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور رومی بڑا جہاز جو اسی غرض سے آیا تھا سپہ سالار ایاز کے ساتھ ہوا اور بندر چیول پر جاکر فرنگیون سے مقابل ہوا اور عین جنگ مین مسلمانون کے توپ گولے سے فرنگیون کا بڑا جہاز جس پر ان کا امیرالبحر اور ایک کرور کا مال تھا ٹوٹ کر غرق ہوگیا اور ایاز نے فتح پاکر بکثرت فرنگی قتل کیے اور واپس آیا اور ان لڑائیون مین رومی اگرچہ چار سو نفر شہید ہوئے انھون نے تین ہزار کفار جہنم واصل کیے۔ سلطان محمود بنادر گجرات کا پورا بندوبست کرکے محمد آباد مین آیا۔ چونکہ آسیر مین محمد داؤد شاہ فاروقی کے مرجانے سے فتنہ وفساد پھیلا تھا اور سلطان کے نواسہ عادل خان ولد حسن خان نے عرضی بھیجکر ناناسے مدد مانگی تھی لہذا سلطان محمود تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان ۹۱۳ھ نوسو تیرہ مین اس طرف کوچ کیا اور رمضان تربدا کے کنارے موضع سیلی مین پورا کرکے شوال مین ندربار کی طرف کوچ کیا وہان جاکر معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ نے احمد نظام الملک بحری اور عماد الملک کا ویلی کے اتفاق سے عالم خان کو تخت آسیر وبرہانپور پر تمکن کیا اور نظام الملک بالفعل برہانپور مین ہے۔ سلطان محمود یہ خبر سنکر تھانیسر کی طرف متوجہ ہوا چونکہ بادشاہ کو کچھ ضعف طاری ہوا تھا خود چند روز توقف کیا اور آصف خان وعزیز الملک کو لشکر دیکر نظام الملک وحسام الدین وعالم خان کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ نظام الملک بحری نے تھوڑا لشکر عالم خان کی مدد کے لیے چھوڑا اور دونون کا دیل چلے گئے اور ملک لادن استقبال کے واسطے آیا۔ آصف خان اس کو ساتھ لےکر سلطان کی خدمت مین آیا اور چند روز بعد ملک حسام الملک بھی اپنی حرکت سے پشیمان ہوکر سلطان کے حضور معافی مانگنے حاضر ہوا سلطان نے دونون کو معافی دیکر اعزاز کیا اور عید ضحیٰ کے بعد اپنے نواسہ عادل خان کو اعظم ہمایون خطاب دیکر چار ہاتھی اور تین لاکھ تنگہ مددخرچ دیکر آسیر وبرہانپور کی حکومت عطاکی اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دیکر موضع بناس جہان فتنہ پیدا ہوا تھا معافی دیدیا اور عماد الملک کے بیٹے ملک تاتہا کو غازی خان خطاب دیا اور عالم شاہ تھانہ دار تھانیسر کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیا اور ان سب کو اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور اپنے عمائد مین سے نصرۃ الملک اور مجاہدۃ الملک گجراتی کو بھی اعظم ہمایون کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور خود سترہ ذی الحجہ کو بقصد واپسی کوچ فرمایا اور

حسام الملک

منزل اول میں ملک حسام الدین کو شہریار خطاب دیکر سلطان پور کا موضع و عقوبہ مع دو ہاتھی کے انعام سے کر
رخصت دی اور خود تیزی کے ساتھ کوچ کیا اور راستہ سے راہ میں برخلاف عادت شہزادہ مظفر خان کے
بیٹے شہزادہ بہادر خان کو جو اس سفر میں ہمراہ تھا عمدہ عمدہ گھوڑے عربی و عراقی و نامی ہاتھیوں اور دیگر تحف
ولباس کے عطیہ سے سرفراز کیا اور جب محمد آباد کے قریب پہونچے تو اپنے پوتے شہزادہ بہادر خان کو اپنے
پاس رکھ لیا اور سلطان مظفر کو اس کی جاگیر بڑودہ کو رخصت کیا۔ سلطان کی غیبت میں اعظم ہمایون نے حسام الدین
شہریار کو قتل کر کے اس کے ساتھیوں کو بھی تمام قتل کر دیا جب ربیع الاول سنہ ۹۱۴ھ نو سو چودہ میں یہ مفصل حال
سلطان محمود کو پہونچا تو فرمایا کہ جو شخص ملک حرام نمک کی پاسداری نہیں کرتا آخر برباد ہوتا ہے اسی عرصہ میں اعظم
ہمایون نے زبانی پوسے عرضی بھیجی کہ شیر خان و سیف خان جن کے قبضہ میں قلعہ آسیر ہے دونوں نے اتفاق
کر کے نظام الملک بحری کو خط لکھا ہے اور وہ عالم خان کو اپنے ہمراہ لے کر راجہ کالنہ کو موافق کر کے اپنی
سرحد پر آتا ہے اگر آگے بڑھے گا تو مردانہ اس سے لڑوں گا۔ سلطان محمود نے پانچ لاکھ تنکہ نقرہ اعظم ہمایون
کے اور دلاور خان و قدر خان و صفدر خان و دیگر امرا کو حکم دیا کہ اعظم ہمایون کی کمک کریں اور جواب میں لکھا
کہ وہ فرزند خاطر جمع رکھے کہ ضرورت ہو تو میں خود اس طرف آؤنگا اور نظام الملک جو ایک بادشاہ
دکن کا غلام ہے اس کو یہ جرأت کہاں کہ اس فرزند کی ولایت میں قدم رکھے۔ جو امرائے مذکور روانہ ہوئے
تھے کہ بڑودہ سے شہزادہ مظفر اپنے والد کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اور اپنے بھائی کے اعظم ہمایون کے
لیے سات لاکھ تنکہ لیکر بذریعہ امرا روانہ کیے اور چند روز کے بعد نظام الملک بحری کا صاحب محمد آباد
میں آیا اور نظام الملک کا ایک خط بادشاہ کے نام لایا جس کا مضمون یہ تھا کہ شہزادہ عالم خان التماس
سے ملتجی ہوا ہے توقع ہے کہ ولایت آسیر و برہان پور کا ایک ٹکڑا اس کو عنایت فرماویں۔ سلطان اس خط سے
خشمناک ہوا اور فرمایا کہ نظام الملک سلاطین بہمنیہ کا غلام تھا اس کو یہ مرتبہ نہیں کہ عرض داشت چھوڑ کر بادشاہوں
کو خط لکھے اگر آئندہ ایسی حرکت کرے گا تو پوری گوشمالی پاوے گا۔ نظام الملک بحری یہ خبر سنکر فی الفور احمد نگر کی
طرف کوچ کر گیا اور امرائے مذکور جب قصبہ ندربار پہونچے تو شیر خان و سیف خان نے امان مانگی اور
وہاں سے دکن چلے گئے اور اعظم ہمایون کو لشکر گجرات سے قوت حاصل ہوئی تو اس نے راجہ کالنہ کی
ولایت پر حملہ کیا اور اس کے چند پرگنے تاراج کیے تھے کہ وہاں کے راجہ نے پیشکش بھیجکر اپنی تقصیرات سے
معافی مانگی اور عالم خان نے آسیر میں آکر دلاور خان کو تعظیم و تکریم کے ساتھ گجرات رخصت کیا سنہ ۹۱۶ھ
نو سو سولہ ہجری میں سلطان سکندر خان لودھی نے از روئے اخلاص و محبت کے کچھ سوغات و تحفے سلطان
محمود کے واسطے بھیجے اور اس سے پہلے کبھی کسی بادشاہ دہلی نے بادشاہ گجرات کو تحفہ نہیں بھیجا تھا۔ اور اسی
سال کے ماہ ذی الحجہ میں سلطان نے پرگنہ نہروالہ کی جانب سواری فرمائی اور وہاں کے علما و فضلا و شعرا
کو انعامات و التفات خاص سے خوشدل کیا اور فرمایا کہ یہاں آنے سے غرض یہ تھی کہ حضرات مخدومین کی
زیارت سے مشرف ہو کر وداع کر دوں شاید دوبارہ دیدار کی اجل فرصت نہ دے۔ علما و فضلا میں سے
ہر ایک نے بنظر خاص دعا دی اور سلطان اسی مجلس سے سوار ہو کر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت

کو گیا اور بعد فراغت احمد آباد میں جاکر شیخ کھتو رحمہ اللہ تعالے کی زیارت سے فارغ ہو کر محمد آباد وچنپا نیر میں واپس آیا اور جب بدن شریف میں ضعف و بیماری مشاہدہ کی تو شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کر کے نصائح دلپذیر فرمائے اور چار روز بعد جب صحت کے آثار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ کی طرف رخصت دی لیکن چند روز بعد بیماری نے عود کیا کہ نہایت ضعیف و نزار ہو گئے اور فوراً شاہزادہ مظفر کو طلب فرمالیا۔ اسی عرصہ میں فرحۃ الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران نے یادگار بیگ قزلباش کو ایک جماعت قزلباش سے تحفہ ہائے نفیس کے ساتھ بطور ایلچی گری بھیجا ہے۔ سلطان محمود نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے قزلباشوں کی صورت نہ دکھاوے کہ ظلم و بدعت ایجاد کر کے اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہتے ہیں۔ سلطان عاقبت محمود کی دعا رقبول بارگاہ احدیت ہوئی کہ ہنوز یادگار بیگ قزلباش وہاں نہ پہونچا تھا کہ سلطان نے عصر کے وقت بروز دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ نو سو سترہ ہجری کو اس دار ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار فرمایا ایک مہینہ کم اکسٹھ برس کی عمر شریف تھی از انجملہ پچپن سال و ایک مہینہ دو روز بادشاہت کی۔ مناشیر میں اس کا لقب خدایگان حلیم لکھتے تھے اور محمود بیگرہ بھی کہتے ہیں د بیگرہ ایسے بیل کا نام ہے جس کے سینگ اوپر جاکر حلقہ کیے ہوں چونکہ بادشاہ کی مونچھیں اسی شکل پر تھیں بیگرہ کہنے لگے مگر شاہ جمال الدین حسین انجو سے یوں سننے میں آیا کہ جب سلطان نے دو مشہور قلعہ کرنال وچنپانیر فتح کیے تو ... سے بیگرہ یعنی دو قلعہ والا۔ لقب ہوا اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ سلطان محمود انار اللہ برہانہ میں صفات کریمہ بہت خوب جمع تھیں شجاعت میں کامل سخاوت میں نامی۔ بہت مہربان و بردبار حلیم اور بہت حیا وادب و عقل و فراست اور راست گوئی ایسی کہ کبھی اپنے قول سے خلاف نہ کیا۔ باوجود ان تمام اوصاف کے بہت متشرع و خداترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا۔ شکار کا بہت شوق تھا اور حیا اس درجہ تھی کہ تنہائی میں بھی نامحرموں سے پاؤں پوشیدہ رکھتا۔ اس کی زبان پر گالی کبھی نہ آتی۔ طبقات محمود شاہی والا لکھتا ہے کہ سلطان باوجودیکہ نازک بدن تھا بچپن سے وفات تک ایام سفر میں اور جنگ کے روز زرہ و جوشن ایسا پہنتا تھا کہ پہلوان اس کو اُٹھانے میں گھبراتے تھے اور کمر پر تین سو ساٹھ تیروں کا ترکش باندھتا اور شمشیر و نیزہ اُس کے علاوہ تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ اکثر صلحا رسے اس کا مرتبہ اس وجہ سے بھی زیادہ نظر آتا ہے کہ اس نے حضرت سرور عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور صدق اعتقاد اس کے آثار واطوار سے ظاہر ہے رحمہ اللہ تعالیٰ برحمتہ الواسعتہ ۞

ذکر سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی کا۔

جب سلطان محمود نے اس جسم کے تنگ کوچہ سے وسعت آباد روحانی میں مقام فرمایا تو دو گھڑی رات گزرے جس کی صبح کو تیسری رمضان روز سہ شنبہ تھا شاہزادہ مظفر نے بڑودہ سے محمد آباد میں پہونچکر تخت آبائی پر جلوس کیا۔ امرا و معارف نے نذر و نثار کے بعد حسب الحکم نعش بادشاہ مغفور جانب قصبہ سرکھیج احمد آباد

روانہ کی تاکہ مزار فائض الانوار قدوۃ السالکین شیخ گھو کے احاطہ میں دفن کریں اور عزیز الملک کو دو لاکھ
تنگہ نقرہ وطلا حوالے کیے کہ اس قصبے کے مستحقین پر تقسیم کرے اور تمام ارکان مملکت کو خلعتیں دیں اور بعضوں
کو مناسب خطابات عطا کیے اور اسی روز سارا سلام پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ بادشاہ روز یکشنبہ
بستم شوال ۹۷۵ھ نو سو پچھتر ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ تاریخ ولادت کا مصرع تاریخ سہ ہے سال سلا دس کہ
باد (تا) بد در ملک جود + بحصہ وہفتاد و پنج از ہجرت خیر البشر + سلطان مظفر نے ابتدائے شاہی میں
اپنے خاصہ خیل میں سے ملک جوش قدم کو عماد الملک اور ملک رشید کو خداوند خان خطاب دے کر
وزارت پر مقرر فرمایا اور جب شوال سال مذکور میں یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمٰعیل صفوی دار
محمد آباد میں پہنچا تو سلطان مظفر نے تمام امرا کو اس کے استقبال کے لیے روانہ کیا اور بیگ
احسان سے اس کا خیر مقدم کیا۔ یادگار بیگ نے وہ تمام تحائف جو سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے حضور
کے لیے لایا تھا شاہ مظفر کے حضور میں پیش کیے اور بادشاہ نے اسکو مع ساتھیوں کے خلعت وانعام
سے سرفراز کیا اور سرائے خاص ان کے رہنے کو عنایت فرمائی اور ہر طرح ان کی تکریم کی گئی۔ چند روز
بعد ٹرو جوش جاکر دولت آباد اس کا نام رکھا اور اسی روز شادی آباد مندو (دار الحکومہ مالوہ) کے بادشاہ
کا بیٹا صاحب خان اپنے بھائی کے خوف سے بھاگ کر بڑودہ پہنچا سلطان مظفر نے امرا کو استقبال
کے لیے بھیجا تاکہ پوری عزت سے شہر میں لائے اور ملاقات کے بعد چند روز لوازم ضیافت میں گزرے
پھر بادشاہ وہاں سے محمد آباد میں آیا اور قیصر خان کو قصبہ دھور بھیجا تاکہ سلطان محمود خلجی احوال مملکت مالوہ
و اوضاع امرا غور سے مشاہدہ کر کے تحقیقی خبریں پہنچا دے چونکہ اس عرصہ میں موسم برسات آگیا اور لوگ
جان جس نے پیادہ پائی مقیم ہوا تاکہ یہ موسم گزر جائے تو کاموں کی طرف توجہ ہو صاحب خان نے گھبرا کر
پیغام بھیجا کہ اس فقیر کو حاضر رہتے مدت گزر گئی اور ابھی ہمارے کام کا کچھ انجام نظر نہیں آتا ہے۔ بادشاہ نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد برسات کے بعض ولایت مالوہ جس طرح ہو بادشاہ محمود خلجی کے قبضہ سے
نکال کر تم کو سپرد کروں گا۔ چونکہ صاحب خان کا ستارہ گردش میں تھا اس کا انجام اس وجہ سے یہ ہوا کہ
صاحب خان کا قرب وجوار قزلباشوں سے پیدا ہوا جن کو گجراتی لوگ سرخ ٹوپی والے کہا کرتے
تھے ایک روز اتفاق سے صاحب خان و یادگار بیگ کے نوکروں میں کسی بات پر باہم تکرار ہوئی
اور جنگ کی نوبت آگئی اور یادگار بیگ کا گھر لٹ گیا آخر قزلباشوں نے تیروں سے کچھ لوگ مجروح کیے اور
لشکر گجرات میں یہ افواہ پھیل گئی کہ یادگار بیگ نے صاحب خان کو گرفتار کر لیا اس کنایہ آمیز طعن سے شہزادہ
صاحب خان خشمناک ہوا اور بغیر اجازت سلطان کے آسیر چلا گیا اور وہاں سے کاویل جانا ہے شاہد
عماد الملک دکنی اور حاکم برہان پور کی تحریک سے ہو اور بعض حال طبقۂ حکام مالوہ کے ذیل میں آوے گا
صاحب خان کے جانے کے بعد سلطان مظفر کو یہ خبریں پہنچیں کہ سلطان محمود خلجی مغلوب ہو گئے
جاتے ہیں اور پوربیہ راجپوت غالب ہوئے جاتے ہیں سلطان مظفر نے غیرت کھا کر عزم کیا کہ سلطان
خلجی کو مدد دیکر پوربیوں کو مغلوب کرے اس ارادہ کے اہتمام میں اول احمد آباد آیا کہ وہاں کے

بزرگ زندہ و مردہ سے استمداد ہمت کرے اور سرحدون کو مضبوط کرکے پھر مالوہ جاوے۔ احمد آباد
مین آکر ایک ہفتہ توقف کیا وہان سے کودھرہ گیا اور لشکرون کے جمع ہونے تک چندے توقف ہوا
اسی عرصہ مین سنا کہ ملک عین الملک حاکم ٹپن اپنی فوج لیے ہوئے بقصد ملازمت آتا تھا راہ مین
اس کو معلوم ہوا کہ ایدر کا راجہ راے بھیم فرصت پاکر دریاے سانبرمتی تک تاخت لایا۔ ملک عین الملک
نے ازراہ دولتخواہی قصد کیا کہ پہلے راے بھیم کو مقہور کرکے تب خدمت مین جاوے۔ راجہ بھیم نے
دوسرون سے مدد لے کر بڑی جمعیت بہم پہونچائی تھی اور عین الملک کے مقابلہ مین بڑی فوج لایا اور
لڑائی بہت سخت واقع ہوئی اور امیر عبدالملک مع دوسو آدمیون کے شہید ہوا اور عین الملک نے جنگ
سے منہ پھیرا سلطان مظفر یہ سنکر ادھر متوجہ ہوا جب قصبہ مہراسہ مین پہونچا تو جماعتون کو تاخت وتاراج
کے لیے روانہ کیا اور راے ایدر قلعہ ایدر خالی کرکے کوہ بیجانگر مین مخفی ہوا اور سلطان مظفر جب ایدر پہونچا
تو وہان کوئی نہ تھا سواے دو راجپوتون کے جو عمداً مرنے کے لیے وہان رہے تھے اور بذلت وخواری قتل
ہوئے اور وہان کی عمارات وبتخانہ وباغ ودرخت وغیرہ سے کچھ نشان باقی نہ رہا۔ راجہ ایدر نے
عاجز ہوکر گوپال نام ہندو کو سلطان کے حضور مین بھیجکر معذرت چاہی اور عرض کی کہ عین الملک کو اس
خادم سے سخت عداوت ہو اسنے اس ولایت کو تاخت وتاراج کرنے کا قصد کیا تھا اسوجہ سے فدوی سے
یہ گستاخی سرزد ہوئی اور اگر ابتدا سے کوئی تقصیر میری جانب سے ہوتی تو البتہ سلطانی سزا وغضب کا
مستحق تھا اب مبلغ بیس لاکھ تنکہ اور سو گھوڑے بطریق پیشکش کے حضور کے وکلا کے ہاتھ نذر کرتا ہون
تاکہ معافی بخشی جاوے۔ چونکہ سلطان مظفر کو مالوہ مسخر کرنے کی فکر پڑی تھی اس کا عذر قبول کرکے گودھرہ
گئے اور وہ بیس لاکھ تنکہ وسو اسپ ملک عین الملک کو عطا کیے کہ سامان کرے اور موضع گودھرہ
سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت پر رخصت کیا جب قصبہ دھورہ مین پہونچے تو قیصر خان
کو حکم دیا کہ موضع دیولہ کو سلطان محمود خلجی کے نوکرون سے چھین لے اور خود بادشاہ موضع دھار کیطرف
متوجہ ہوا۔ جب دھار کے عمائد استقبال کو نکلے اور امان مانگی تو سلطان نے امان دے کر
قوام الملک اور اختیار الملک بن عماد الملک کو رعایاے دھار کی حراست کے واسطے پہلے روانہ کیا
اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ سلطان محمود خلجی پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے کر امراے چندیری پر گیا ہے جنھون
نے بغاوت کی تھی۔ سلطان مظفر نے اپنے امرا کو دھار سے واپس بلا لیا اور فرمایا کہ اس سفر سے اصلی غرض یہ
تھی کہ کفار پوربیہ کو دور کرکے ولایت کو سلطان محمود اور صاحب خان ولد سلطان ناصرالدین کے درمیان
تقسیم کرون اب معلوم ہوا کہ سلطان محمود انھین پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے گیا ہے ایسی حالت مین ان
کے ملک مین داخل ہونا جوانمردی ومروت سے بعید جانتا ہون۔ لیکن جب قوام الملک نے آکر دھار
کے آہوخانہ کی تعریف بیان کی تو سلطان کو سیر وشکار کی رغبت نے لیا اور قوام الملک کو لشکر کی
حفاظت کے لیے چھوڑ کر دو ہزار سوار و دیڑھ سو ہاتھی ساتھ لے کر دھار کا قصد کیا اور وہان پہونچکر اسی
روز عصر کے وقت مزار شیخ عبداللہ چنگال اور شیخ کمال الدین مالوہی کی زیارت کو گیا۔ نقل ہے کہ راجہ بھوج بادشاہ

کے زمانہ میں راجہ کا دربار سج مل تھا جو خاص طریقہ سے داخل اسلام ہو کر بنام شیخ عبداللہ موسوم ہوا اور
مجاہدات و ریاضات سے کمالات نفسانی کو پہونچا اور اب ان کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے۔ القصہ
جب موضع دلاورہ میں شکار رہا تو نظام الملک آگے بڑھ کر موضع تعلیہ میں آیا اور مراجعت کے وقت
کچھ پوربیہ راجپوتوں نے پہونچکر اس کے باقی آدمیوں کو مزاحمت پہونچائی۔ سلطان مظفر نے اس پر
واقف ہو کر نظام الملک کو عتاب و خطاب کیا اور وہاں سے محمد آباد چینپانیر میں آیا۔ ان دنوں راجہ ایدر
مرگیا تھا اور اس کا بیٹا راجہ بہارمل قائم مقام ہوا لیکن رانا سانگا نے قلعہ و ولایت ایدر اس سے
چھین کر اپنے داماد رائے مل بن سورج مل کو دی اور بہارمل بھاگ کر سلطان مظفر سے ملتجی ہوا۔ سلطان
نے غرہ شوال سنہ ۹۲۱ نو سو اکیس ہجری کو فرمان بنام نظام الملک صادر فرمایا کہ اس نے جا کر ولایت ایدر
و قلعہ رائے مل سے لے کر بہارمل کے سپرد کر دی اور اس عرصہ میں سلطان مظفر احمد نگر گیا اور راہ میں
خداوند خان کو لشکر کی حراست پر چھوڑ کر خود پٹن گیا اور وہاں کے ساکنین کو عموماً اور علما و صلحا کو خصوصاً
نوازشات و انعامات سے مسرور فرما کر لشکر میں واپس آیا۔ ادھر نظام الملک نے رائے مل کو مستاصل
کرنے کے لیے کوہ بیجانگر پر چڑھائی کی جہاں رائے مل مختفی ہوا تھا اور طرفین سے بہت لوگ مارے گئے
سلطان مظفر نے یہ خبر سنکر نظام الملک کو لکھا کہ جب ایدر قبضہ میں آگیا تو بعث سپاہیوں کو ضائع کرنے
کے لیے بیجانگر پر چڑھائی بیکار رہی۔ نظام الملک وہاں سے احمد نگر میں حاضر خدمت ہوا۔ سلطان اس کو احمد نگر
میں چھوڑ کر احمد آباد میں آیا اور جشن عظیم کر کے شاہزادہ سکندر خان کا بیاہ کیا اور امرا و معارف شہر کو اسپ
و خلعت سے سرفراز کیا اور برسات کے بعد بطور سیر و شکار کے ایدر گیا اور جب نظام الملک حاکم احمد نگر
بیمار ہوا تو وہاں الماس ملکی بھیجے اور سنہ ۹۲۳ نو سو تیئیس ہجری میں محمد آباد گیا اور وہاں سے نصرۃ الملک
کو ایدر بھیجکر نظام الملک کو اپنے حضور میں طلب کیا اور نظام الملک یہ خبر سنکر نصرۃ الملک کے پہونچنے
سے پہلے ظہیر الملک کو سو سوار سے ایدر میں چھوڑ کر خود جلدی کر کے محمد آباد روانہ ہوا اور رائے مل نے
موقع پا کر ایدر پر تاخت کی اور ظہیر الملک نے باوجود کثرت دشمن کے مقابلہ کر کے ستائیس آدمیوں سے
شہادت پائی۔ سلطان مظفر نے نصرۃ الملک کو فرمان لکھا کہ بیجانگر پائمال کرے جہاں متمرد و رہزن رہا کرتے
ہیں۔ اس عرصہ میں شیخ حامد جو اپنے زمانہ کے پیشوا تھے اور حبیب خان منقطع بوجہ تسلط پوربیہ کے مندو
سے بھاگ کر خدمت میں حاضر ہوئے اور پوربیہ راجپوتوں کے مظالم کی شکایت کی اور چند روز بعد
داروغہ دھور پہونچا کہ راجپوتان پوربیہ کے غلبہ سے سلطان محمود خلجی بھی مندو سے بھاگے اور سرحد
گجرات پر آگئے ہیں جب موضع منلور میں پہونچے تو مندو کے سلطان کی خدمت میں پہونچکر حتی الوسع
خدمت کی۔ سلطان مظفر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور قیصر خاں کو مع سراپردہ و بارگاہ و سرخ وغیرہ جمیع کارخانجات
بادشاہی مع تحف و ہدایائے نفیسہ سلطان خلجی کی خدمت میں روانہ کیا اور پیچھے سے خود بعزم استقبال
سوار ہوا اور نواح دیوالہ میں دونوں بادشاہوں میں ملاقات ہوئی اور سلطان مظفر نے بہت دلجوئی کی
اور کہا کہ خیال واولاد کی معاودت سے خاطر جمع فرمائیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب جماعت پوربیہ

کا استیصال کر کے مملکت مالوہ بالکل مصفا خدمت مین نذر ہوگی اور وہین سے اجتماع عساکر کا حکم نافذ فرمایا اور تھوڑے ہی دنون بعد لشکر بے شمار لیکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب سندلی راے پوربیہ نے سنا تو نتھوراے کو مع جماعت راجپوتون کے قلعہ مندو مین چھوڑا اور خود دس ہزار سوار و فیلان محمودی لے کر دھار کو آیا اور وہان سے رانا سانکا کے پاس کمک لینے گیا اور سلطان مظفر نے فوج مندو کی طرف روانہ کی اور راجپوت بھی قلعہ مندو سے نکلکر خوب لڑے آخر قلعہ مین بھاگ گئے دوسرے روز پھر نکلکر سخت لڑائی کی اور قوام الملک نے متواتر سپاہیون کو نمایان کر کے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور سلطان مظفر نے اطراف قلعہ کو امرا پر تقسیم کر کے محاصرہ تنگ کیا۔ اس عرصہ مین مندلی راے نے راے نتھو کو لکھا کہ مین رانا سنکا پاس پہونچا اور بہت جلد تمام مارواڑ کے راجپوتون کو مع نواح کے کمک پر لاتا ہون تجھے لازم ہے کہ ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو لیت ولعل مین معطل رکھ۔ نتھو راے نے مکر و فریب سے ایلچی بھیجے کہ سلطان عالیشان کو معلوم ہے کہ ایک مدت سے قلعہ مندو پر راجپوتون کا قبضہ ہے اور ان کے عیال و اطفال اس مین موجود ہین اگر سلطان کرم فرما کر محاصرہ کشادہ فرماوین تاکہ یہ جماعت یہان سے نکلجاوین تو مین بھی حضور مین حاضر ہوکر خدمتگذاری مین مصروف ہون سلطان نے سمجھ تو لیا کہ غالبًا وہ کمک کا منتظر ہے لیکن چونکہ سلطان محمود خلجی کے اہل وعیال بھی قلعہ مین تھے ناچار منظور کیا اور دو تین کوس پیچھے ہٹ گئے جب بیس روز تک کچھ آثار ظاہر نہوئے اور یقین ہوا کہ اس نے فریب کیا اور راے مندی نے بہت سے ہاتھی وخزانہ رانا سنکا کو دے کر اس کو نواح اوجین مین کمک کے لیے بلایا ہے تو سلطان مظفر نے غیرت کھاکر عادل خان فاروقی کو جو ابھی آسیر و برہان پور سے لشکر قوی لے کر شامل ہوا تھا ہمراہ قوام الملک کے رانا سنکا سے لڑنے کو بھیجا اور خود جابجا امرا کو معین کر کے قلعہ پر لڑائی ڈالی اور چار روز تک متواتر شب و روز جنگ قائم رکھی کہ اندر والے خواب و آسایش سے محروم رہے پانچوین روز شروع رات سے لڑائی موقوف کردی اور راجپوتون نے نہایت خستگی مین تکیہ پر سر رکھا اور خواب عدم مین غافل ہوئے۔ ادھر سلطان بیدار بخت نے آدھی رات کو کچھ فوج دلیر روانہ کی یہ قلعہ کے نیچے پہونچے اور غافل پاکر نردبان لگا کر قلعہ پر پہونچے اور محافظان دروازہ کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیا کہ فوج فوج لشکری قلعہ مین داخل ہوگئے اور امراے راجپوت اس وقت ہوشیار ہوئے کہ موت اُن کے سر پر تھی ناچار ... بحسب دستور اہل وعیال قتل کرنے مین اور جلانے مین جلدی کی لیکن سلطان مظفر نے صبح ہوتے ہی چودھوین صفر ۹۲۴ھ نوسو چوبیس ہجری کو قتل عام راجپوتون کا حکم دیا چنانچہ انیس ہزار راجپوت اس روز مارے گئے اور ان کے اہل وعیال سب گرفتار ہوئے جب سلطان ان کے قتل سے فارغ ہوا تو سلطان محمود خلجی نے حاضر ہو کر تہنیت و مبارکبادا دا کی اور پوچھا کہ اس غلام کے حق مین کیا حکم ہے سلطان مظفر نے کمال مروت سے جو کم کسی بادشاہ سے ظاہر ہوئی ہوگی یون فرمایا کہ میری غرض اس مشقت اٹھانے سے یہ تھی کہ تجکو مندو مین مالوہ کا بادشاہ بناؤن اب یہ قلعہ و مملکت تجھے مبارک ہو اور وہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین تشریف لائے اور دوسرے روز رانا سنکا سے

ڈنے کو کوچ فرمایا۔ اس عرصہ میں ایک نامی راجپوت جو قلعہ مندو سے بھاگ کر نکل بھاگا تھا رانا کے لشکر میں ہو گیا اور اس نے سلطان مظفر کے قتل عام و شدت انتقام کو بیباک صورت سے بیان کیا اور ہائے کرکے آہ ہ مر گیا۔ رانا اس کے ساتھیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور چہرے زرد پڑ گئے اور بادشاہ کے کوچ کی خبر سنی تو بے اختیار ہو کر بھاگا اور چتور میں جا کر دم لیا اور عادل خان فاروقی نے تعاقب کرکے اس کے پچھلے لشکروں کو نیست و نابود کر ڈالا اور سلطان مظفر نے عادل خان کو طلب فرما لیا اسی دوران سلطان محمود خلجی مندو سے دھار میں آیا اور ادب سے استادہ ہو کر عرض کی کہ حضرت بادشاہ بجائے میرے باپ و چچا کے ہیں امیدوار ہوں کہ اس حقیر کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر میرے کلبۂ تاریک کو اپنے قدوم سے منور فرمادیں۔ سلطان نے منظور فرما کر شاہزادہ بہادر خان و لطیف خان کو اور عادل خان حاکم آسیر و برہان پور کو ساتھ لے کر رات کو قصبہ نعلچہ میں قیام کیا صبح کو ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ مندو میں داخل ہو کر سلطان محمود کے مکان میں قیام کیا اور سلطان محمود نے مہمانداری میں کوشش کی اور خود کھڑے ہو کر خدمت کی اور طعام سے فراغت کے بعد ہر قسم کے نفائس سے بادشاہ کے لائق نذرانہ عرض کیا اور ہر ایک شاہزادہ کے آگے بھی رکھا اور بہت عذر خواہی کی سلطان وہاں کے سلاطین قدیم کے عمارات کی سیر کرکے دھار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں سے سلطان خلجی کو رخصت دے کر دو ہزار سواران کی کمک کے لیے آصف خان کے ہمراہ چھوڑے اور خود گجرات کو روانہ ہوئے سلطان محمود باوجودیکہ رخصت پا چکا تھا کمال محبت سے بطور مشایعت کے موضع دیولہ تک آیا اور وہاں از سر نو اجازت حاصل کرکے مندو کو روانہ ہوا سلطان مظفر چند روز محمد آباد چانپانیر میں رہا اور اکابر و اشراف دور دور سے مبارکباد کے لیے حاضر ہوئے اور انعام شاہی سے کامیاب ہو کر خوش و خرم واپس ہوئے۔ اس عرصہ میں ایک ندیم نے عرض کیا کہ جس زمانہ میں سلطان نے تسخیر مالوہ کا قصد فرمایا تھا ایدر کے راجہ رائے مل نے بیجانگر سے نکل کر پٹن کے ایک حصہ و نواح کے قصبات کو تاراج کیا اور جب نصرۃ الملک نے اس کی طرف توجہ کی تو جا کر بیجانگر کے پہاڑی غاروں و جنگلوں میں گھس رہا سلطان نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد برسات کے اس کی معقول فکر کی جاویگی چنانچہ ۹۲۵ھ نو سو پچیس ہجری میں اس قصد سے ایدر کیطرف گیا اور راجہ مل جہاں رائے مل کا ٹھکانا تھا پہلے اس کی ولایت کو خاک سیاہ کر ڈالا و چند روز بعد نصرۃ الملک کو ایدر میں چھوڑ کر خود محمد آباد میں آیا اور اس کے نام ایک مخاصمت لکھکر چند سرداروں کی کمک دے کر خوش کیا اور اس کے چند ہی روز بعد خود بھی بطریق شکار کے ایدر میں گیا اور وہاں عمارات کی سیر کی اور نصرۃ الملک کو اپنے ہمراہ احمد آباد میں لایا اور ایدر کی حکومت مبارز الملک کو عطا فرمائی اور قوام الملک کو احمد آباد میں چھوڑ کر خود محمد آباد میں آیا اس عرصہ میں یہ واقعہ ہوا کہ مبارز الملک کے خدمت میں کسی شاعر نے رانا سانگا کی بہادری و مردانگی کا ذکر کیا اور مبارز الملک نے کمال نخوت و غرور سے رانا کے حق میں بدکلام کیے اور ایک کتے کا رانا سانگا نام رکھکر ایدر کے دروازہ پر باندھا اور وہی شاعر بھی یہاں سے

راناسنکا کے پاس گیا اور یہ سب حال نقل کیا۔ وہ حمیت وغیرت مین آگیا اور جہان تک ہو سکا فوجین لیکر
ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور مبازرالملک کے جاگیر کے حدود تاخت وتاراج کرکے ولایت باگرہ مین
پہونچا اور باگرہ کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا مطیع تھا لیکن مضطر ہوکر اس سے مل گیا اور رانا وہان سے ڈونگرپور
مین آیا۔ مبازرالملک نے حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع دی چونکہ بادشاہ کے وزرا کا دل
مبازرالملک سے صاف نہ تھا بادشاہ سے عرض کی کہ مبازرالملک کی یہ حرکت کچھ لایق نہ تھی کہ ایک
کتے کا نام راناسنکا رکھکر اس کو غیرت مین لاوے اب ڈر کر کمک مانگتا ہی سلطان نے مدد بھیجنے
مین تامل کیا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ ایدر کی مدد کے لیے سلطان نے جو لشکر مقرر فرمایا تھا ان مین سے
اکثر سپاہی برسات کی وجہ سے احمدآباد مین آئے تھے مبازرالملک کے پاس تھوڑے لوگ تھے۔
مبازرالملک پریشان ہوا اور راناسنکا نے حالات معلوم کرکے ایدر کی طرف توجہ کی اور مبازرالملک
چند سردارون کے ساتھ باوجود قلت فوج کے ایدر سے نکلا لیکن بدون مقابلہ کے ایدر مین واپس
آیا۔ سردارون نے کہا کہ فوج کی قلت سب پر ظاہر ہوچکی ہی مدد پہونچنے تک قلعہ احمدنگر مین محصور
ہوجایئے اور خواہ مخواہ مبازرالملک کو لیکر احمدنگر چلے گئے۔ دوسرے روز صبح کو راناسنکا ایدر مین
پہونچا اور مبازرالملک کا تفحص کیا۔ زمینداران گجرات جو قوام الملک کے پاس سے بھاگ کر راناسنکا
سے مل گئے تھے کہنے لگے کہ مبازرالملک بھاگنے والا نہین ہی لیکن امرا اس کو زبردستی قلعہ احمدنگر
مین لے گئے ہین۔ راناسنکا فوراً ایدر سے احمدنگر روانہ ہوا اور وہی ہندی کبت جس نے مبازرالملک
سے راناسنکا کی تعریف کی تھی پھر آیا اور مبازرالملک سے کہا کہ راناسنکا بڑی فوج لیے ہوئے آیا ہی اور
آپ ایسے بہادرون کا مفت مارا جانا قابل افسوس ہے آپ قلعہ مین متحصن ہوجاوین کہ رانا قلعہ
کے نیچے اپنے گھوڑے کو پانی پلاکر واپس چلا جائیگا۔ مبازرالملک نے کہا کہ یہ غیرممکن ہی کہ بغیر جنگ اس کو
اس ندی سے پانی پلانے دون اور اسی وقت اپنی قلیل فوج جو رانا کے مقابلہ مین سوان حصہ بھی
نہ تھے ساتھ لیکر ندی سے پار ہوکر مقابلہ کیا اور نہایت سخت معرکہ پیش آیا اور اسدخان مع چند سردارون
کے شہید ہوئے اور مبازرالملک وصفدرخان نے چند مرتبہ رانا کے لشکر پر سخت حملہ کیا آخر زخمی
ہوئے اور جب اکثر گجراتی مارے گئے تو دونون باگ پھیر کر احمدآباد کی طرف راہی ہوئے اور رانا
نے احمدنگر کو غارت کیا اور دوسرے روز وہان سے ڈونگرپور روانہ ہوا ڈونگرپور کے لوگون نے
نکلکر رانا سے کہا کہ ہم بھی تمھاری طرح زناردار ہین اور تمھارے باپ دادے ہمیشہ ہمارے باپ
دادون کا اعزاز واکرام کرتے رہے رانا نے ڈونگرپور کو نہین لوٹا اور بیل نگر کی طرف روانہ ہوا
اور وہان کا تھانہ دار ملک حاتم بامید شہادت مقابل ہوکر اپنے مقصود کو پہونچا اور رانا نے
بیل نگر کو لوٹ لیا اور وہان سے اپنے ملک کو چلا گیا اور ملک قوام الملک نے کچھ فوج مبازرالملک
وصفدرخان کے ہمراہ کردی وہ وہان سے احمدنگر مین آیا اور شہیدون کا کفن دفن کیا اسی حالت مین
ایدر کے کولی وکراس یہ سمجھکر کہ مبازرالملک کے پاس بہت کم فوج ہی ہجوم لائے اور مبازرالملک نے

قلعہ احمد نگر سے نکلکر لڑائی میں اکثر کو اس قتل کرکے مظفر و منصور ہوکر معاودت کی - چونکہ احمد نگر ویران ہو چکا تھا غلہ و ضروریات حاصل ہونے لیے دشوار تھے لہذا وہاں سے قصبہ پیتھ میں آ گئے - جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہونچی تو عماد الملک اور قیصر خان کو سو ہاتھی اور فوج کافی کے ساتھ رانا کے مقابلہ کو روانہ کیا یہ دونوں احمد آباد پہونچے اور قوام الملک کو ساتھ لے کر قصبہ پیتھ گئے اور وہاں سے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ رانا سنکا لوٹ مار کرکے لوٹ گیا ہے اگر اجازت ہو تو چیتور پر تاخت کریں - بادشاہ نے لکھا کہ بعد برسات کے جیسے تور لشکر کشی کی جاوے لہذا امرا نے احمد آباد میں قیام کیا اور سلطان مظفر نے لشکر کو ایک سال کا علوفہ خزانہ سے نقد دے کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور رانا سنکا کی گوشمالی کے واسطے چیتور کا عزم کیا - اس عرصہ میں سلطان محمود اماراء مندر رانا کا غلام خاص جس کو ایاز خاص کہتے تھے اور بندر سورت و کنارہ سمندر کے بلاد اس کی جاگیر تھی بیس ہزار سوار و پیادہ بہت سے توپ خانہ کے ساتھ حضور میں آیا و عرض کیا کہ حضرت سلطان کو اس تکلیف کی ضرورت نہیں ہے رانا سنکا کی گوشمالی کے واسطے ہم ایسے خدمتگار کافی ہیں اور ہم لوگ اسی دن کے واسطے پرورش کیے جاتے ہیں - سلطان نے جواب نہ دیا اور محرم ۹۲۳ھ کو ستائیس ہجری میں احمد نگر آیا اور جب لشکر جمع ہوا تو پھر ملک ایاز خاص نے درخواست کی کہ رانا سنکا کی گوشمالی پر مقرر کیا جاوے - سلطان نے ایک لاکھ سوار اور سو ہاتھی ہمراہ کرکے رانا سنکا کے تادیب کے لیے روانہ کیا جب ملک ایاز و قوام الملک مقام دہراسہ پر اترے تو سلطان نے دور اندیشی و احتیاط سے تاج خان نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار سے اسی خدمت پر مامور فرمایا - ملک ایاز نے عرضی لکھی کہ رانا سنکا کی گوشمالی کے لیے اس قدر امرائے معتبر کے بھیجنے میں اس کی ماموری کا اعتبار گھٹتا ہے اور یہ بندہ اس خدمت کو بخوبی انجام دے سکتا ہے بلکہ بہت سے ہاتھی بھی واپس کر دیے اور صفدر خان کو لکھا کہ راجپوتوں کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا صفدر خان نے باوجود دشوار مقام و دشوار گزار جنگل کے تاخت کرکے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور باقیوں کو گرفتار کرکے ملک ایاز کے پاس لایا اور ملک ایاز نے وہاں سے کوچ کیا اور ڈونگر پور و بانسوالہ کو جلا کر خاک کر دیا اور چیتور کی طرف متوجہ ہوا - اتفاق سے وہاں ایک شخص نے حاضر ہوکر شجاع الملک سے کہا کہ اُدے سنگھ راجہ مال مع ایک جماعت رانا سنکا کے اور اگرسین پوربیہ سب پہاڑ کے پیچھے اس غرض سے چھپے ہیں کہ رات کو شبخون ماریں شجاع الملک و صفدر خان نے کسی کو خبر دی بلکہ دو سو سوار ہمراہ لے کر گھوڑے ڈال دیے اور پہونچکر سخت جنگ واقع ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور راجپوت میدان میں گرے باقی بھاگ نکلے اور ہنوز فتح کی خبر نہ پہونچی تھی کہ ملک ایاز سلطانی مع لشکر آراستہ کے کمک کو پہونچا اور جنگ گاہ میں جاکر یہ حال دیکھکر شجاع الملک و صفدر خان کی تعریف کی اور انکی شجاعت سے متحیر ہوا - دوسرے روز قوام الملک اس گروہ فراری کی تلاش میں کوہ بانوالہ میں داخل ہوا اور وہاں آبادی کا نشان چھوڑا اور اگرسین زخمی بھاگ کر رانا کے پاس پہونچا اور سب حال بیان کیا - جب ایاز خاص سلطانی مندسور پہونچا تو محاصرہ کر لیا اور رانا سنکا اپنے تھانہ داروں کی کمک کے واسطے آیا اور بارہ کوس

پر ٹھہر کر ملک ایاز کو پیغام دیا کہ مین اپنے ایلچی سلطان کی خدمت مین روانہ کر کے دولتخواہون مین داخل ہوتا ہون آپ محاصرہ اُٹھا لیجیے ۔ ملک ایاز نے اس کے ایلچیون سے ایسی چند باتین کہین جو ممکن نہ تھین اور خود قلعہ مندسور فتح کرنے کا قصد کیا اور نقب اتنی دور پہونچ چکی تھی کہ صرف ایک دو روز کا کام رہ گیا تھا۔ اس عرصہ مین شرزہ خان شروانی از جانب سلطان محمود خلجی پہونچا اور ملک ایاز کو پیام دیا کہ اگر کمک کی احتیاج ہو تو اینجانب بھی وہان آوین ۔ ملک ایاز خاص نے متردد ہوکر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا۔ سلطان محمود خلجی فی الفور سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لے کر مندسور پہونچا رانا سنگا سلطان خلجی کے آنے سے بہت بدحواس ہوا اور میدنی راے کو سلہدی کے پاس بھیجا کہ باوجود ہمقوم کے مدتون ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے آپ کے اخلاق سے ہر طرح نیکخواہی کی امید ہے بالفعل آپ سے امید ہے کہ صلح مین سعی کرین چنانچہ اُسنے کفر کی تقویت مین صلح کی بہت کوشش کی لیکن مفید نہوئی مگر رعونت وحسد کی بد اخلاقی نے البتہ اپنا کام کر لیا۔ اس کا بیان یہ ہے کہ قوام الملک نے زبردست پنجہ سے انتقام کے لیے اپنا مورچل آگے بڑھا کر چاہا کہ آج ہی قلعہ مین داخل ہو ملک ایاز نے حسد کر کے دیکھا کہ اگر ایسا ہوا تو اسی کے نام فتح ہوگی لہذا حاکمانہ اس کو اس روز جنگ سے روک دیا قوام الملک دل شکستہ ہوا اور امراے گجرات بھی ناراض ہوگئے ۔ دوسرے روز مبارز الملک وچند سردار بدون اجازت ایاز خاص کے رانا سے لڑنے کو بڑھے اور ملک تغلق شہ فولادی جاکر راستہ سے ان کو پھیر لایا اور ملک ایاز کی غرض یہ تھی کہ اس کے مورچہ کی نقب تمام ہو تو آگ دے کر اپنے نام فتح کا نقارہ بجاؤن اس وجہ سے اس کے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہوا لیکن امرا بخوف سیاست سلطانی دم نہ مار سکتے تھے آخر ملک ایاز نے نقب مین آگ لگائی جب برج گرا تو معلوم ہوا کہ راجپوتون نے صورت معاملہ سے آگاہ ہوکر برج کی محاذی دوسری دیوار محکم بنائی ہے ۔ دوسرے روز رانا سنگا کے ایلچیون نے آکر کہا کہ رانا سنگا کہتا ہے کہ مین نے عزم کیا ہے کہ آیندہ سے سلطانی دولتخواہون مین داخل رہون اور جو ہاتھی جنگ احمدنگر مین ہاتھ آئے ہین ان کو اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت سلطان کی خدمت مین روانہ کرون یہ سب بے لطفی وسخت گیری کیون فرمائی جاتی ہے ۔ ملک ایاز نے قوام الملک وامرا کی مخالفت سے یہی مناسب دیکھا اور صلح جائز رکھی ۔ دوسرے امرا ایسی صلح سے ناراض ہوکر سلطان محمود خلجی کے پاس گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا کہ چہارشنبہ کو جنگ کرین ۔ اس مجلس کے ایک آدمی نے آکر ملک ایاز خاص کو اس حال سے مطلع کیا ۔ ایاز خاص نے اُسی وقت ایک ایلچی خدمت سلطان محمود خلجی مین بھیجکر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے اس لشکر کا اختیار اس بندہ کے ہاتھ مین عطا فرمایا ہے تاکہ جس امر مین بادشاہ کی خیرخواہی متصور ہو عمل مین لاؤن اور چونکہ آنجناب بتحریک امراے گجرات رانا سے جنگ کرنا چاہتے ہین بندہ اس امر پر راضی نہین ہے اور شاید نفاق کی وجہ سے مقصود حاصل نہو اور چہارشنبہ کی صبح کو ملک ایاز وہان سے کوچ کر کے موضع خلجی پور مین اترا اور رانا سنگا کے ایلچیونکو خلعت دے کر رخصت کیا سلطان محمود خلجی

بھی اس وضع سے ناخوش ہو کر مندو روانہ ہوا۔ اور شومیِ حسد و نفاق سے یہ تمام کوشش بے کار
ہو گئی۔ جب ایاز خاص خاصہ خیل میں سلطان کی خدمت میں مشرف ہوا تو بادشاہ نے اس کو عتاب و
خطاب سے مکلف کیا کہ سدر دلو میں جا کر اپنے آدمیوں کا سامان کر کے برسات بعد پھر خدمت
میں حاضر ہوا اور یہ قرار پایا کہ بعد برسات کے سلطان بذات خود رانا سنگا کی گوشمالی کے
واسطے متوجہ ہوگا۔ ایاز خاص نے اپنا ایک معتمد آدمی رانا سنگا کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ چونکہ
امرا اس حدود سے بے حصول مقصود واپس آئے ہیں ساریں سلطان کی خاطر گراں ہے بعد
برسات کے خود اس طرف آنے والے ہیں اس میں بہت خرابی متصور ہے اور مجھ پر آپ کی خیرخواہی
واجب ہے لہذا جس قدر جلد ممکن ہو اپنے بیٹے کو بھیج کر سلطان کو راضی کرو تاکہ اس حدود کے
یاروں کو زحمت نہ پہنچے اور سلطان مظفر ماہ محرم ۹۲۸ھ نو سو اٹھائیس ہجری کو احمد آباد آیا کر وہاں
سے لشکر کا پورا انتظام فرما کر چتور کا عازم ہوا اور چند روز میں سامان کر کے کانکرہ میں اترا اور وہیں
روز آمد لشکر میں توقف ہوا اس عرصہ میں خبر پہنچی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیے ہوئے حضوری
میں آتا ہے اور مہراسہ تک پہنچا ہے چنانچہ وہ حاضر ہوا اور مال عظیم پیشکش کیا اور باپ کی خطا معاف
کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے اُس کے باپ کی خطا معاف کر کے اُس کو شاہانہ خلعت دیا
اور نواح جالوارہ میں چند روز سیر و شکار کے بعد احمد آباد میں آ کر رانا کے بیٹے کو دوبارہ خلعت
دے کر رخصت کیا اور خود قصبہ سرکھیج کی طرف گئے۔ اور اسی سال ایاز خاص سلطانی نے انتقال
کیا اور بادشاہ نے غمگین ہو کر جاگیر اس کے بیٹے کو عنایت کی اور ۹۳۰ھ نو سو تیس ہجری میں مفسدین
و متمردوں کی گوشمالی کا قصد فرما کر جنیانیر سے سوار ہوا اور مہراسہ و ہرسول کے درمیان میں چند
روز توقف کر کے حصار مہراسہ کو از سر نو تعمیر فرما کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ میں
حرم سلطانی جو سب سے زیادہ محبوب تھی بیمار ہو کر مر گئی بادشاہ اور شہزادہ غم و الم میں گرفتار ہو کر چند
مرتبہ اس کی تربت پر جا کر فاتحہ خوانی کے بعد عازم احمد آباد ہوئے لیکن بادشاہ غمگین رہتا تھا۔
ایک روز خداوند خان نے جو وزرا میں سے فضیلت میں ممتاز تھا عمدہ تقریب سے صبر و سکون
کے فضائل بیان کر کے بادشاہ کو خوش کیا اور موسم برسات میں بادشاہ کو محمد آباد جنیانیر کی سیر پر
راغب کیا۔ وہاں ایک روز سکندر خان لودھی بادشاہ دہلی کے بیٹے عالم خان نے عرض
کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے بوجہ بدخوئی و ناتجربہ کاری کے تیغ ظلم سے بہت سے
امرائے بزرگ کو قتل کر ڈالا ہے اور کچھ لوگ جو باقی بچے ہیں مگر ان کی عرضیاں بندے کے پاس پہنچی ہیں چونکہ
بندے نے مدت سے اس امید پر خدمتگاری کی کہ اس خاندان عالیشان کی توجہ سے ایک روز
دولت ملے گی اب وہ وقت ہے کہ اگر حضور اس فقیر کے حال پر خاص توجہ مبذول فرما دیں تو امید ہے کہ
بخت پژمردہ کا گلشن پھلے پھولے اور مملکت موروثی ہاتھ آوے۔ سلطان مظفر نے ایک جماعت
اُس کے ہمراہ کر کے زر نقد خزانہ سے عطا کر کے جانب دہلی روانہ کیا جس کا بقیہ حال بادشاہان لودھی

کے ذیل مین پہلے گزر چکا ہی اور سنہ ۹۳۱ نو سو اکتیس ہجری مین سلطان مظفر چینا نیر سے ایدر کی طرف متوجہ
ہوا اثناے راہ مین شاہزادہ بہادر خان نے کمی آمدنی و کثرت خرچ کی شکایت پیش کرکے چاہا کہ
اس کا وظیفہ بھی مثل بڑے بھائی شاہزادہ سکندر خان کے مقرر فرمایا جاوے بادشاہ نے بعض
موانع پر نظر کرکے بالفعل اس درخواست کے پورا کرنے مین وعدہ وعید پر ٹالا اور شاہزادہ بہادر خان
ملک رو ملول ہوکر بے اجازت جانب احمد آباد راہی ہوا اور وہان سے راجہ بال کی ولایت مین
گیا۔ راجہ بال نے قدوم شاہزادہ بہادر کو نعمت غیر مترقبہ خیال کرکے ہر طرح خدمتگزاری کی اور
شاہزادہ وہان سے ولایت چیتور مین آیا تو رانا سنکا نے بھی استقبال کرکے بہت پیشکش نذر
کی اور عرض پرداز ہوا کہ یہ ولایت حضور شاہزادہ کے متعلق ہی جس کو منظور ہو عنایت فرماوین
شاہزادہ نے رانا کی عالی ہمتی کی تعریف کرکے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بدستور آپ کو یہان
کی حکومت نصیب رہے اور بہت خوشی کے ساتھ وہان سے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری
قدس سرہ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کا عزم کیا اور وہان سے ولایت میوات مین آیا اور
حسن خان میواتی نے چند منزل بڑھ کر استقبال کیا اور لوازم ضیافت بجا لایا۔ شہزادہ نے وہان
سے دہلی کا قصد کیا۔ اتفاقاً ان دنون فردوس مکانی بابر بادشاہ نے ملک ہند مسخر کرنے کے
قصد سے نواح دہلی مین نزول فرمایا تھا۔ بادشاہ ابراہیم نے بوجہ قدوم شاہزادہ کے مستظہر و قوی دل ہوکر
کمال اعزاز و احترام کیا۔ ایک روز شاہزادہ بہادر خان نے جوانان گجرات کو ساتھ لے کر میدان کا
رخ کیا اور امراے مغل سے خوب لڑا۔ امراے افغان جو بادشاہ ابراہیم سے متنفر تھے اس امر پر
متفق ہوئے کہ بادشاہ ابراہیم کو دفع کرکے شاہزادہ بہادر خان کو تخت دہلی پر بٹھا دین۔ بادشاہ
ابراہیم اس بات کو سمجھ گیا اور چاہا کہ کسی فریب سے بہادر خان کو آزار پہونچاوے شاہزادہ بہادر خان
نے جانب جون پور قصد کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ مظفر کو پہونچی کہ شاہزادہ بہادر خان دہلی پہونچا اور
بادشاہ بلند اقبال ظہیر الدین بابر شاہ افواج مغل کے ساتھ نواح دہلی مین موجود ہی تو فرزند رشید
کی مفارقت سے بہت ملول و محزون ہوا اور خداوند خان کو حکم دیا کہ خطوط و عرائض لکھکر شاہزادہ
کو بلاؤ اور اسی درمیان مین دیار گجرات مین قحط عظیم ظاہر ہوا کہ خلق خدا مضطر ہوئی بادشاہ مظفر نے
شفقت عام سے ختم کلام ربانی شروع کیا اور حق تعالے نے اس کی نیک نیتی سے رحم فرماکر خلق
سے یہ بلا دور کر دی اور سلطان انھین دنون ایسا بیمار ہوا کہ روز بروز مرض بڑھتا جاتا تھا اور
علاج مفید نہوتا تھا۔ ایک روز اسی عالم یاس مین سلطان مظفر شاہ نے اپنے فرزند رشید شاہزادہ
بہادر خان کو یاد فرماکر فرط محبت سے آنسو بہائے۔ ایک شخص نے موقع دیکھکر عرض کیا کہ لشکر والے
دو فرقہ ہوگئے ہین ایک فرقہ کی یہ خواہش ہی کہ شاہزادہ سکندر خان ولیعہد ہو اور دوسرے
فرقہ کی خواہش یہ ہی کہ شاہزادہ لطیف خان ولیعہد ہو۔ سلطان مظفر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا
بلکہ یون فرمایا کہ بھلا شاہزادہ بہادر خان کے حال سے بھی کچھ خبر پہونچی ہی یا نہین۔ اس وقت مجلس

میں جو عقلائے روزگار اور دور اندیش موجود تھے انہوں نے خواہ مخواہ کلام سے یہ بات نکالی کہ بادشاہ کی دلی رغبت یہی ہے کہ شاہزادہ بہادر خان میرا قائم مقام ہو لیکن حالت موجودہ کے لحاظ سے اس کو زبان سے کہنا خلاف مصلحت دیکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس سے ایک قوی فتنہ پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔ بلکہ سلطان مظفر نے اس فتنہ کا راستہ بند کرنے کی غرض سے جمعہ کے روز تاریخ دوم جمادی الاولیٰ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری کو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو روبرو طلب فرمایا اور اپنی حالت سے اطلاع دے کر اس کو بعض ضروری نصائح سنائے اور سب سے زیادہ ضروری وصیت یہ کی کہ بھائیوں کے حق میں واجبی شفقت کا برتاؤ رکھے اور ہمیشہ ان کا لحاظ رہے اور بعد اس وصیت و نصیحت کے اس کو رخصت کیا اور مجلس سے اٹھ کر حرم سرا میں تشریف لے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر تشریف لا کر مسند پر بیٹھ گیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد اذان جمعہ کی آواز گوش مبارک میں پہنچی اور نماز کے واسطے مضطرب ہوا لیکن اپنے مزاج میں اتنی قوت نہ دیکھی کہ مسجد میں جا کر شریک نماز ہو سکے اور فرمایا کہ میں اپنے بدن میں اتنی طاقت نہیں پاتا ہوں کہ مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکوں پھر لوگوں کو رخصت کیا کہ جا کر مسجد میں نماز پڑھیں اور خود نماز ظہر ادا کر کے فارغ ہوا اور بعد ادائے نماز کے ایک ساعت ہی بیٹھا تھا کہ ادائے کلمہ شہادت کے ساتھ جوار رحمت حق میں انتقال فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی تمام مدت چودہ برس نو مہینے تھی اور اس کی عمر شریف انتقال کے وقت فقط سیالیس برس کی تھی۔ سلطان مظفر ایسا بادشاہ تھا کہ شرع شریف کی پیروی میں فرق نہ کرتا ہر حال میں متشرع رہتا اور باوجود ظاہری تشرع کے اچھا پرہیزگار خدا ترس تھا اور حضرت سید کائنات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف کی پیروی و تلاش بہت کرتا تھا اور خط تو اچھا تھا خط نسخ و ثلث و رقاع بہت خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن مجید لکھا کرتا تھا جب وہ تمام ہو جاتا تو عزت و حرمت کے ساتھ مع تحف ہدایا کے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بھیجتا تھا اور اس کی آوازہ سخاوت اور فضل و دانش کو سن کر عربستان و روم و ایران و توران کے اکابر و اشراف بہت کثرت سے خشکی و تری کی راہوں سے گجرات میں آئے اور سب ہی اپنی اپنی لیاقت کے موافق اس کے فیض انعام و احسان سے مالا مال ہو کر مسرور و خوشدل اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے اور جن کی خواہش یہاں قیام کی ہوتی تھی وہ مسند عزت پر متمکن ہو کر گجرات میں قیام کرتے تھے اور اسی بادشاہ داد گستر رعیت پرور کے عہد دولت میں شیراز کے مشہور معروف خوشنویسوں سے جن کا نام نامی ملا محمود سیاوش تھا شیراز سے گجرات کا عزم کیا اور یہاں پہنچ کر کمال عزت و حرمت سے سرفراز ہو کر مقیم ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی جہانبانی کا

جس وقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادہ لطیف خان

کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعضے اس کی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوئے لیکن اس واسطے
کہ سلطان مظفر نے اُسے وصی کیا تھا اکثر امراے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان
شاہزادہ سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہوکر اپنی جاگیر ندربار اور سلطان پور
مین گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبیعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کی میت
سرکچ کی طرف بھیجکر لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنے بعد سوم تعزیت برخاست کرکے
محمد آباد و جینانیر کیطرف نہضت فرمائی اور جب قصبہ انتوہ مین پہونچا وہان کے بزرگون کی زیارت کی اور
یہ بات سمع مبارک مین پہونچی کہ شیخ چینو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سے ہین انھون نے فرمایا ہی
کہ یہ سلطنت شاہزادۂ بہادر خان کی طرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور حرفہاے
نالائق شیخ چینو کی نسبت زبان پر جاری کرکے انکی مذمت کی اور جب جینانیر مین پہونچا اپنے خدمتگارون کو جو ایام
شاہزادگی کے لازم تھے اُنکے حال پر نوازش کرکے ولایتین دین اور اپنے باپ دادا کے امرا پر تلطف اور تفقد
روا نرکھا اس وجہ سے تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہوکر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئے خصوصاً عماد الملک
حبشی جو از بندہ ہاے مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضے
تربیت یافتہ ہاے سلطان سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئین اور ایکبارگی تمام سپاہ اور
رعیت کا دل اُس سے بیزار ہوا اُس کا زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دن مجلس آراستہ
کرکے امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت کرکے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے
چونکہ اکثر انعام بیجا و بے موقع تھے خلائق کو اور بھی زیادہ رنج پہونچا اور ہمت تخت نشینی شاہزادہ بہادر پر
مصروف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہوکر اپنے مآل کار مین متفکر اور ہراسان
ہوا اس درمیان مین معلوم ہوا کہ شاہزادۂ لطیف خان ندربار اور سلطانپور مین خیال شاہی کا رکھتا ہے اور
منتظر وقت ہے اس واسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی ارزانی کرکے شاہزادہ
لطیف خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور ملک لطیف نے ندربار کی سرحد پر جاکر دریافت کیا کہ شاہزادہ
لطیف خان کوہستان منڈکا پتھم اور رجپور کے جنگل مین رہتا ہے تامل جنگل جنپور مین گیا راجہ جنپور
اعتماد جنگل اور قلعی مکان پر کرکے جنگ پر آمادہ ہوکر اُس کے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعت
سرداران نامی شہید کیا اور چونکہ راستہ فرار کا مسدود کرچکا تھا راجپوتون نے پیچھے سے آنکر ایک ہزار اور
سات سو آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کرکے منتظر نتیجہ
کے ہے اور سلطان سکندر نے قیصر خان کو مع لشکر گران اُس گروہ بے شکوہ کی گوشمال کے واسطے تعین
کیا اسی عرصہ مین امراے مظفری نے جو شرارت مین موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ
سکندر تیرے قتل کی تدبیر مین ہے ہم نے از راہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گروہ
بے شکوہ کے کہنے سے منحرف ہوا اور اس تدبیر مین پڑا کہ جس طور سے ممکن ہو شاہ سکندر کو دفع کرکے شاہ مظفر
کے فرزندان سے ایک کو تخت سلطنت پر قائم کرون اور مین خود مہمات مالی اور ملکی مین مشغول ہون چنانچہ

ایک روز شاہ سکندر سیر کے واسطے سوار ہوا عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کر کے اُس کے قتل کے واسطے پیچھے سے روانہ ہوا لیکن فرصت نہ پائی اثنائے راہ مین ایک شخص نے صورت حال سلطان سکندر سے ظاہر کی شاہ سکندر سادہ لوح نے جواب دیا کہ خلائق جانتی ہے کہ امرا اور علما ان مسند شاہی کو آزار پہونچاویں عماد الملک شاہی ہمارے بندہ ہائے موروثی سے ہے کیونکر اس امر قبیح کا مرتکب ہوگا لیکن یہ خبر سکر متاثر اور متالم ہوا اور ایک خاصان اور محرمان سے فرمایا کہ کبھی کبھی جو دریبان عوام کے مذکور ہوتا ہے کہ شاہزادہ بہادر خان تسخیر گجرات کے واسطے دہلی سے آتا ہے اس سبب سے ہمارا دل پریشان ہے اتفاقاً اُسی شب کو قدوۃ السالکین سید جلال بخاری اور شاہ عالم اور شیخ جیو اور ایک جماعت مشائخ کو خواب میں دیکھا اور سلطان مظفر بھی اُن کی خدمت مین حاضر تھا اُس نے یہ کہا کہ اے فرزند سکندر تم تخت سے اُٹھو اور شیخ جیو نے بھی فرمایا کہ اُٹھو کہ یہ جگہ تیری نہین ہے تخت مظفر شاہی کا وارث شہزادہ بہادر خان ہے جب صبح کے وقت خواب سے بیدار ہوا اُسی وقت ایک شخص کو طلب کر کے اپنا خواب اُس سے بیان کیا اور اُس خواب سے پریشان ہو کر تفریح دل کے واسطے چوگان بازی کے لیے سوار ہوا اور خواص سے بعض شخصون نے اطلاع پائی سلطان سکندر ایک پہر کے بعد دولتخانہ مین تشریف لایا اور جامہ نوش کر کے استراحت فرمائی جب امرا اور مخصوص اپنے مکانوں پر گئے شعبان کی انیسوین تاریخ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری میں عماد الملک باتفاق امرا اور اعیان مملکت مثل بہار الملک اور داور الملک اور سیفخان اور دولتخان ترک مظفر شاہی اور ایک لعل غلام سلطان سکندر کے دولتخانہ مین در آیا اور اُس جماعت سے خواص کے ہمراہ تھی یہ بات کہی کہ اس محل کی عمارت عجائب روزگار سے ہے تماشا کر و جب یہ حوض کے قریب پہونچے نصرت الملک اور ابراہیم جو ہر دہان موجود تھے اُس جماعت نے اُنکو دیکھکر تلوار میان سے لی اور اُن پر حملہ کیا اور وہ دونون بھی تلوار کھینچکر جنگ میں مشغول ہوئے لیکن اُن کی تلوار نے کام نہ کیا آخر وہ ناکام مارے گئے بعدہ وہ جماعت سلطان سکندر کے خوابگاہ کی طرف متوجہ ہوئی سید علم الدین جو سلطان کے پلنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کر کے دست بشمشیر ہوا اور دو آدمی کو زخمی کر کے خود بھی شہید ہوا اور اُنھون نے شاہ کے پلنگ کے قریب جاکر دو تین وار تلوار کے لگائے اور شاہ مظلوم ہراساں ہو کر پلنگ سے کود کر زمین پر آیا اُن مین سے ایک سنگدل نے ایسی ضرب ملوار کی ماری کہ سلطان سکندر شہد شہادت نوش کر کے جنت کیطرف خراماں ہوا مدت اُسکی حکومت کی تین مہینے سترہ دن تھی

تذکرہ سلطان محمود بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی تباہی کا

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے باتفاق بہار الملک نوڑ العمر خان کو حرم سرا سے برآورد کر کے تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا خوف و ہراس سے اطراف مین پراگندہ ہوئے اور اُنکے مکان لٹ گئے اور سلطان سکندر کی لاش موضع ہالول کی طرف کہ عیدیاہ کے متعلق ہے بھیجکر پیوند زمین کی اور امرا اور اعیان گجرات بالضرورت آنکی تہنیت خوان ہوئے عما الملک

بطریق عمل درآمد امرا اور اعیان کو خلعت دے کر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سو اکاسی امرا کو
خطاب دیا لیکن اُن کا مواجب یعنے تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اس واسطے اکثر لوگ انتظار شہزادہ بہادر
کے آنے کا کھینچتے تھے اور اُس کے طلب مین رسل و رسائل بھیجتے تھے خصوصًا خداوندخان اور تاج خان
اس بارہ مین دوسرون سے زیادہ سبقت کرتے تھے اور جس وقت شہزادہ بہادر نے جانپور مین خبر فوت
سلطان مظفر کی سنی بہ تعجیل گجرات کی طرف روانہ ہوا عماد الملک نے سراسیمہ اور مضطرب ہو کر برہان نظام
شاہ بحری کو بذریعہ عرضی زرخطیر بھیجکر سلطان پور اور ندربار کی سرحد پر طلب کیا اور مالپور کے راجہ کو
بھی کتابت کر کے محمد آباد جنپانیر کی سرحد پر بلایا اور نہایت ہوشیاری اور دور اندیشی سے حضرت
فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرض داشت لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج تاہرہ سے بندردیو
کی سمت روانہ فرمائی جاوے تو ایک کرور تنکۂ نقرہ خدمتگارون کی مدد خرچ کے واسطے پیشکش کرونگا
برہان نظام شاہ بحری نے تحف و ہدایا اور اشیاے نفیسہ لیکر تغافل مین ڈال دیا اور راجہ مالپور قرب وجوار
کے لحاظ سے سامان جنگ درست کر کے جنپانیر کے اطراف مین آیا اور تھانہ دار ڈونگر پور نے عماد الملک
کے عریضہ پر کہ بادشاہ کو لکھا تھا اطلاع پا کر تاج خان اور خداوندخان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے بادشاہ
کو عرضداشت لکھکر آنحضرت کو طلب کیا ہی امراے گجرات نے ایلچی کاروان شاہزادہ بہادر کی خدمت
مین روانہ کر کے جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی مین شاہزادہ کی حضوری سے شرف یاب ہوا اور عرائض امرا
کے گذرانے اتفاق سے اس وقت پایندخان بھی افغانان جونپور کیطرف سے بہادر شاہ کی طلب مین آیا تھا
کہ اُسے لے جاکر جونپور کے تخت پر بٹھاوین شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کی طرف زیادہ تر تھا لہذا
پایندخان کو رخصت دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا منقول ہی کہ جس وقت گجرات اور جونپور سے
لوگ شہزادہ بہادر کی طلب کو آئے ہر ایک اِس کے لے جانے مین کوشش کرتے تھے اور شہزادہ
بہادر نے انھین یہ جواب دیا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی طرف جاتا ہون اور باگ گھوڑے کی ہاتھ
سے چھوڑکر مطلق العنان کرتا ہون جس طرف چاہے لے جاوے پھر گھوڑا گجرات کی سمت روان ہوا اور وہ
جب اُس طرف متوجہ ہو کر چتوڑ پور کی نواح مین پہونچا تو گجرات سے سپاہی متواتر پہونچے اور شاہ سکندر کے واقعہ
ہائلہ یعنی قتل ہونے کی خبر دی اور شاہزادہ چاند خان اور شاہزادہ ابراہیم فرزند شاہ مظفر جو رانا چتوڑ پور
کے پاس تھے آنکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سے مسرور اور محظوظ ہوئے اور شاہزادہ چاند خان رخصت
ہو کر اُس مقام مین رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین جبیپور سے عبور کیا اور
اودے سنگھ راجۂ مالپور اور بعضے متعلق سلطان سکندر مثل ملک مسرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر
اشخاص سلطان کی خدمت مین پہونچے اور سلطان نے بہار الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت تاج خان
اور امراے دیگر کے پاس بھیجکر اپنی آمد سے اطلاع بخشی اور تاج خان جو عماد الملک سے خالف ہو کر اپنی قوم
و قبیلہ کی جماعت سے فوجین آراستہ کیے ہوئے زندوقہ مین سلطان بہادر کے سر راہ بیٹھا تھا فی الفور
کوچ کر کے شاہزادہ بہادر خان کے خدمت کے لیے روانہ ہوا اور شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر

کہ اس کے ہمراہ رہتا تھا اُسے مدد خرچ دے کر اپنے پاس سے رخصت کیا کہ اب وزارت مظفری یا محمودی
آپہونچا تمہارا یہاں رہنا مناسب نہیں لطیف خاں با دل بریاں و دیدۂ گریاں شاہزادہ فتح خاں کے
پاس کہ شاہزادہ بہادر کا چھوٹا بھائی ہوتا تھا جا کر ملتجی ہوا جب شاہزادہ بہادر ڈونگر پور میں ہو کر پٹن
اور بھی جوا میں اُس کے استقبال کے واسطے دوڑے اور امرا اور سردار ہر طرف سے اس کے پاس
حاضر ہونے لگے عماد الملک کے دل پر نہایت ہراس طاری ہوا اور لشکر کے فراہم کرنے میں جرات
حالی کرنے لگا اور ایک جماعت کثیر کو مع لشکر مستعد اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ کر کے قصبہ مہرسہ
کی طرف بھیجا تو جا کر خلائق کی آمد و شد کا راستہ سد کرے اور کسی کو شہزادہ بہادر کے پاس جانے نہ دے
شاہزادہ بہادر خاں جب قصبۂ محمود نگر میں پہونچا بعضے امرائے سکندری کہ خان کے خوف سے بھاگے
تھے شہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عضد الملک احوال اس طرح کا دیکھ کر محمد آباد کی سمت عماد الملک
کے پاس گیا جب شاہزادہ قصبۂ مہرسہ میں پہونچا تاج خاں مع چتر اور جلوس شاہی ملازمت میں حاضر ہوا اور
شہزادہ بہادر خاں نے بشوکت تمام رمضان المبارک کی چھبیسویں تاریخ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری میں
شہر پٹن نزول کیا اور وہاں سے نشان بادشاہی بلند کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور رمضان کی
اٹھائیسویں تاریخ کو قصبۂ سرکھیج میں جا کر مشائخ عظام اور آبائے کرام کی زیارت کر کے احمد آباد میں داخل
ہوا عماد الملک نے حالت پریشانی اور بدحواسی میں سپاہیوں کو ایک سال کی تنخواہ بخشی دیکر ایک
شخص کو شہزادۂ لطیف خاں کی طلب کو بھیجا کہ شاید اُس کی مدد سے شاہزادہ بہادر سے لڑے اور جنگ
وہ پہونچے شہزادہ بہادر خاں کوچ پر کوچ محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امرا کہ عماد الملک کی طرف
سے دلگیر اُس سے لڑنے کو جاتے تھے راہ میں اُس سے ملحق ہوتے تھے اور بہار الملک وردار الملک
سلطان سکندر کے قاتل تھے یہ بھی عماد الملک سے کنارہ کر کے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
شہزادہ بہادر خاں موقع وقت دیکھ کر اُن کی دلجوئی اور تالیف قلوب میں کوشش کرتا تھا تاکہ
عماد الملک پر غالب ہو کر محمود شاہ کے فرش حکومت کو اُٹھا دے نصیر خاں المخاطب محمود شاہ کی
مدت دولت چار ماہ تھی

ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

بروز عید الفطر ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری میں کہ نجومیوں نے ساعت جلوس اختیار کی تھی بہادر شاہ نے امرا اور اعیان
مملکت کی سعی سے بلدۂ احمد آباد میں اپنے باپ دادا کے تخت پر تمکن ہو کر رسوم تصدق اور خیرات جاری
کیے اور امرا اور افسران سپاہ کو افزونی تنخواہ اور زیادتی انعام اور خلعت اور گھوڑا دے کر خوش دل اور
مسرور کیا اور ابتدائے شوال میں احمد آباد سے کوچ کر کے محمد آباد چنپانیر کی طرف چلا پہلی منزل میں
معظم خاں ایک جماعت سرداران معتبر سے لے کر خدمت میں حاضر ہو کر مشمول عنایت اور الطاف ہوا
اور جب اُس منزل سے کوچ کیا یہ خبر پہونچی کہ آسا ترک اس قدر طغیانی پر ہے کہ لشکر کا عبور دشوار اور متعذر ہے

سلطان بہادر نے قصبۂ سوتج مین مقام کرکے تاج خان کو دریاے پاترک کے کنارہ بھیجا تو لشکر کو باہستگی تمام بذریعہ کشتی اوتارے دوسرے دن تمام امراے محمد آباد جنھون نے خزانہ سے اموال انعام لیے تھے خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ مال انھین معاف ہوا اور جب سلطان بہادر آب پاترک سے عبور کرکے آب مہندری کے کنارے اور چاند پور کے گھاٹ پر پہونچا فوج نے اترنا شروع کیا عماد الملک نے عضد الملک اور ایک جماعت کو برودہ اور دوسرے اطراف مین اس لیے مہیا و مستعد کیا تھا تو غبار فساد برپا کرکے شاہ کو اپنی طرف مشغول کرین شاہ نے اُس جماعت کی طرف توجہ نفرمائی اور بسبیل استعجال پانی سے عبور کرکے محمد آباد چنپا نیر کی طرف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہونچا ضیا ءالملک بیٹا نصیر خان کا آیا سلطان بہادر نے اس سے فرمایا کہ پیشتر جاکر اپنے باپ کو حکم پہونچا کہ عماد الملک کا مکان گھیر کر اُسے گرفتار کرے اور بعد اُس کے تاج خان کو مع چند خوانین عماد الملک کے تدارک اور گرفتاری کے واسطے تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جاکر عماد الملک کے مکان کو محاصرہ کیا اور عماد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ چنو صدیقی کے مکان مین پناہ لے گیا اور شاہ چنو کا مکان تمام لٹ گیا اور اُس کے فرزند قید ہوئے سلطان بہادر اتفاقاً خداوند خان کے مکان کے سامنے سے نکلا تو خداوند خان کہ اس عرصہ مین گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک لحظہ کے بعد عماد الملک کو خداوند خان کے غلام شاہ چنو صدیقی کے مکان سے گرفتار کر لائے شاہ نے فرمایا کہ عماد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو دار پر کھینچین اور رفیع الملک توکل کے بیٹے کو جو غلام سلطان مظفر تھا خطاب عماد الملک و بکہ بخشی الممالک کیا اور عضد الملک یہ اخبار سنکر برودہ سے کسی طرف بھاگا جاتا تھا کولیان نے راستہ مین تمام ساز سامان اور مال اُس کا تاراج کیا اور سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضد الملک کی گرفتاری کے واسطے مقرر کیا اور بعد اُس کے نظام الملک کو محافظ خان کے سر پر بھیجا اور وہ بھاگ کر راے سنگھ کے پاس ملتجی ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے مال و اسباب اُس کا لوٹ کر مراجعت کی اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین پسر عضد الملک اور شاہ چنو صدیقی اور ایک جماعت جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھی قدر خان کے مکان مین ماری گئی اور بہار الملک باوجود سلطان بہادر کی چشم پوشی کے متوہم ہوکر محمد آباد چنپا نیر سے مفرور ہوا شحنہ وہی اس کو راستہ سے گرفتار کر لایا چونکہ اس نے بھی سلطان سکندر پر تلوار کا وار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کے ہاتھ سے اُسے پہونچا تھا اب تک تازہ تھا شاہ نے حکم دیا کہ اُس کی کھال کھینچکر سولی پر چڑھاؤ اور تین نفر اور جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھے دکن کی سمت مفرور ہوکر جاتے تھے راہ مین گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کے حکم کے موافق انھین توپ کے منہ مین رکھکر اُڑا دیا خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عدالت کو کام فرماکر عرصۂ قلیل مین سلطان سکندر کے قاتلون کو بسیاست تمام قتل کیا منقول ہے جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد چنپانیر مین داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ لطیف خان پسر شاہ مظفر جو عماد الملک و امراے کے بلانے سے اُس نواح مین آیا تھا شہر مین پہونچکر چند روز پوشیدہ رہا قیصر خان اور الغ خان اور بعضے امرا نے لطیف خان سے

یہ پیغام کیا کہ اس سے زیادہ شہر میں توقف لائق نہیں ہے آپ کو ایک گوشہ محفوظ چاہیے پھر شہزادہ
لطیف خاں مایوس ہو کر ولایت پال پور کی طرف گیا اور عضد الملک اور مجاہد خاں بھی ولایت مونگاپور
کی طرف گئے اور سلطان بہادر باطمینان تمام رعیت پروری اور لشکر کی دلجوئی میں مشغول ہوا امرائے لائق
اور جمیع گروہوں کو انعام سے سرفراز کیا اور تنخواہ سپاہ کی علی العموم س کے مس ا ر دس کے تیس
اور دس کے چالیس اضافہ فرمائے اور ایک برس کا مواجب خزانہ سے دے کر سب کو راضی اور
شاکر کیا اور فقرا سے مزار سرخیز اور بٹوہ اور رسول آباد کا وظیفہ بھی ایزاد کر کے خوشدل کیا اور جو اس وقت
میں دار الملک گجرات قلعہ محمد آباد چانپانیر تھا بادشاہ اُس ممالک کے وہاں تخت پر بٹھلائے جاتے تھے
ذیقعدہ کی گیارھویں تاریخ کو میمون سے ساعت نیک پوچھ کر دوبارہ دروازے شرقی کے قریب تخت
مرصع جواہر نگار رکھا کر سلاطین سلف کی آئین کے موافق آراستہ کیا اور تاریخ مذکور ۹۳۲ھ نو سو بتیس
ہجری میں سلطان نے ملبوس شاہی زیب سر فرما کر اپنے باپ دادا کی رسم و آئین کے موافق جلوس فرمایا
اور اکابر اور مشائخ اور خواتین نے مبارکباد دی اور لوازم نثار اور ایثار پیش ہو چکے اور اُس دن
ایک ہزار آدمی نے خلعت سلطانی سے امتیاز پایا اور جمیع امرا خطابوں اور نوازشوں سے سربلند ہوئے
اور غازی خاں کا مواجب کہ جلوس احمد آباد کے دن س کے بیس اضافہ کیے تھے اس روز بیس
اور اضافہ فرمائے اور نذر بار اور سلطان پور کی حکومت پر تعین فرمایا اور ان دنوں میں خبر ہوئی
کہ شاہزادہ لطیف خاں عضد الملک اور مجاہد خاں کے بہکانے سے نذر بار اور سلطان پور کے
اطراف میں کہ اواس میں حاکر ارا و فساد کا رکھتا ہے باستماع اس کے سلطان بہادر نے ایک فوج
تعین کی کہ باتفاق غازی خاں اس کی دفع و رفع میں قیام کریں چونکہ اس جلوس کے عید روز بعد ہی روز
عید اضحیٰ ہو چکا اس دن بھی جشن عالی ترتیب دے کر اکثر امرا کو خلعت اور کمربند خنجر اور شمشیر مرصع عطا فرما کر
اپنے سے راضی کیا اتفاقاً ان دنوں میں قحط واقع ہوا اور بہشت الملک کو جو وقت سواری کا خزانہ دار تھا
فرمایا کہ سواری کے وقت جو شخص سوال کرے ایک مظفری یعنی اشرفی منسوب بسلطان مظفر اُسے
بلا توقف دے سائلیں ان دنوں میں ہر روز دو مرتبہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوتا تھا اور سلطنت کے
ہر ایک شہر میں متعدد لنگر جاری فقرا اور مساکین کے واسطے مقرر فرما کر احوال رعایا کی رفاہ اور آسودگی میں
کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ بلاد گجرات میں اقبال الٰہی سے رونق اور رواج تازہ ظاہر ہوئی اور ابھی کچھ
عرصہ نہ گذرا تھا کہ ارباب فتنہ حرکت میں آئے شجاع الملک بھاگ کر لطیف خاں سے جا ملا اور امرائے
دولتخواہ نے اس حال پر آگاہی پا کر سلطان کی عرض میں پہنچایا سلطان نے الغ خاں کو [illegible]
مع لشکر کثیر لطیف خاں کے سر پر تعین فرمایا ابھی وہ روانہ ہوا تھا کہ بعضے دولتخواہوں نے عرض کی
کہ قیصر خاں اور الغ خاں سلطان سکندر کے قتل میں عماد الملک کے ساتھ متفق تھے اور اب بھی پوشیدہ
لطیف خاں کے شریک ہیں اور قسم قسم کی اعانت کرتے ہیں سلطان اس فکر میں تھا کہ تاج خاں نے
سمع مبارک میں پہنچایا کہ قیصر خاں اور الغ خاں نے لطیف خاں کو غیر مشہور راستہ سے ما د ت کی

طرف طلب کیا ہی اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اِس بات مین ہرگز خلاف نہین ہی دوسرے دن جب امرا
دربار مین مجرے کو حاضر ہوئے سلطان نے قیصر خان اور رانع خان کو قید کیا اور اس کے چند روز کے
بعد داور الملک جو کسی بہانے سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک اور خواجہ بابو کو کہ اس
جماعت کی مصاحبت مین متہم تھے انھین پا برہنہ اور ہاتھ باندھکر بارعام مین حاضر لائے اور اہل شہر
نے بلوا کر کے ان کے مکانون کو تاراج کیا ضیاء الملک نے رسی گلے مین ڈالکر عجز و زاری کی اور بابو
نے پچاس لاکھ تنگہ خون بہا دے کر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے اُن کا خون معاف کر کے
رہائی کا حکم نافذ فرمایا اور مملکت فتنہ و فساد کی آلایش سے پاک ہوئی کسی طرف سے وغدغہ نرہا اور ۹۳۳ سنہ نو سو
تینتیس ہجری مین ایک جماعت سلاحداران خاصہ سے کہ عدد اُن کا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع
مین دادخواہ ہوئی کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہین ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنے سے مانع ہوئی
سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خان کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہین حکم ان
کی تقسیم تنخواہ کا دیا انھین دنون مین عرض داشت غازی خان کی پہونچی کہ لطیف خان نے مع جمعیت تمام
سلطان پور مین آنکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور ہم نے اُس کے مقابلہ مین قیام کیا بعد لڑائی کے
عضد الملک اور محافظ خان بھاگ گئے اور رائے بھیم مع بھائیون کے اس جنگ مین مارا گیا اور شاہزادہ
لطیف خان زخمی گرفتار ہوا سلطان بہادر نے بعد استماع اس خبر کے محب الملک اور ایک جماعت امرا
کو بھیجا کہ لطیف خان کے حال پر کمال تفقد کر کے اس کے زخمون کی مرہم پٹی مین مصروف ہون اور اُسے
بعزت تمام حضور مین لاوین لیکن لطیف خان جو زخم اُسے کاری لگا تھا راہ مین فوت ہوا اور موضع ہالول توابع
چنپا نیر مین اُس کا تابوت لے جا کر سلطان سکندر کے پہلو مین دفن کیا اور اُسی سال دوسرا بھائی
نصیر خان جس کا نام سلطان محمود ہوا تھا اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا اور سلطان
بہادر نے اُن کے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام پختہ اور خام تقسیم کے واسطے مقرر فرمایا
اور اُسی سال خبر پہونچی کہ رائے سنگھ راجہ پال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبہ
دھور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کر کے اس ملک کی خرابی مین
کوشش کرتا ہی سلطان بہادر یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور خود اس طرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان
نے معروض کیا کہ ابتداے سلطنت مین ایسے امور بہت حادث ہوتے ہین اس سبب سے غبار کلفت
اور ملال کو آئینہ دل صفا منزل مین راہ نہ دیوین اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال الٰہی اور
اقبال عدو مال بادشاہی کی برکت سے دشمنون اور مفسدون کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے
فوراً اُسے خلعت سپہ سالاری دے کر ایک لاکھ سوار رائے سنگھ کی تنبیہ کے واسطے ہمراہ کر کے
رخصت کیا تاج خان ولایت پال مین داخل ہوا اور اس کی خرابی اور تاراجی مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا
رائے سنگھ نے از راہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امراے مظفری سے تھا بھیجکر
اپنے عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُس کے جرائد اعمال پر نہ کھینچا پھر تاج خان نے زیادہ تر

اُس کی مملکت میں خرابی اور بربادی کی اور راجہ رائے سنگھ ناچار ہو کر جائے قلعت انحصار کرکے بلچ خان کے مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر رائے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ قتل نہ ہوا تاج خان نے چند روز ولایت مال میں اقامت کی آخر کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت میں روانہ ہوا اور سلطان ربیع الاول سنہ مذکور میں شکار کے واسطے برآمد ہوا اس وقت میں ایک جماعت رعایائے بندر کھنبایت سے وہاں کے عامل کے دست جور سے فریادی ہوئی سلطان نے تلچ خان کو اس کے سرانجام کے واسطے معصوب کرکے عامل کھنبایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد چنپانیر کے اطراف میں پہونچا پسر رانا سنگا ملازمت میں حاضر ہوا بعد چند روز کے اسے خوشدل و خوشحال کرکے رخصت انصراف دی اور سنہ ۹۳۴ نو سو چونتیس ہجری میں ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور عرصۂ قلیل میں اسے مفتوح کرکے چنپانیر کی طرف معاودت کی اور اُس کے چند روز کے بعد قلعۂ بھروچ کی عزیمت کر کے وہاں بھی رایات نصرت آیات بلند کیے اور کھنبایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کے کنارے رسم تفریح آ تا تھا ناگاہ ایک جہاز بندر دیپ سے پہونچا اور اہل جہاز نے خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیوں کا باد مخالف سے بندر دیپ کی طرف پھینکا اور قوام الملک نے اس جہاز کو گرفتار کرکے فرنگیوں کو سلک عبودیت یعنی غلامی میں منسلک کیا شاہ یہ خبر سنکر محظوظ ہوا اور براہ خشکی کے راستے سے بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک استقبال کرکے فرنگیوں کو ملاحظہ میں دلایا اور سلطان نے ان میں سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا پھر کھنبایت مراجعت بلند کیا اور اس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجا سلطان بہادر کا تھا اس کا نوشتہ اس مضمون سے پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ از روئے عجز و تقصیر ملتجی ہوا تھا کہ برہان نظام شاہ بحری اور قاسم برید ترک بیدری نے از روئے تعدی کے ملک برار پر داخل کیا ہی فقیر اس کی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق ہوا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال میں برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور راستے سے متفرق اور پریشان کیا اس درمیان میں فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لے گیا اور قلعہ ماہور پر کہ عظیم تر قلاع اس بلاد سے ہی تعدی متصرف ہوا اس بارہ میں جیسا کہ امر جلیل القدر نافذ ہووے عمل میں لاوے در جواب اُس کے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ میں عرضی علاء الدین عماد شاہ کی آئی تھی اور ملک عین الملک حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جاکر فریقین کے درمیان صلح کروائی اور اب جو پیشدستی کی تہمت برہان نظام شاہ سے ہوئی امانت خطلومان بر ذمہ ہمت کریماں فرض اور واجب ہی پھر محرم سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری میں بقصد تسخیر ولایت نظام شاہ مع لشکر بیشمار متوجہ ہوا اور قصبۂ برودہ میں نزول کر کے ایک مدت سپاہ کے سامان میں مصروف رہا اور سنہ مذکور کے اوسط سال میں جام فیروز حاکم ٹھٹہ معلوں کے غلبہ سے جلا روطن ہو کر بحالت تباہ سلطان بہادر کے ظل عاطفت میں پناہ لایا اور سلطان نے تعقد اُس کے حال پر اختلال پر مبذول فرماکر بارہ لاکھ تنگہ خرچ عطا کر کے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا ملک موروثی معلون کے قبضہ سے برآورده کر کے تیرے سپرد

کرون گا جب آوازۂ شوکت بہادر شاہی اور اُس کے جلال کا ربع مسکون مین منتشر ہوا تو اس سفر مین قریب و بعید کے راجہ اس کی درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور گوالیار کے راجہ کا بھتیجا مع جماعت پوربیہ حاضر ہوکر سلک ملازمان خاص مین منسلک ہوا اور بھیرون بن پتھی راج بھتیجا راجہ سنگا کا بھی مع چند راجپوت معتبر آنکر ملازمون مین داخل ہوا اور بعضے سرداران دکن نے بھی نقد سعادت حضور حاصل کی اور حسب علی قدر مراتب انعامات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصہ دراز تک محمد آباد چنپانیر مین توقف واقع ہوا علاء الدین عماد شاہ نے بیتاب ہوکر خضر خان اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجکر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ بحری نہایت بادۂ غرور کی بیخودی سے صلح کا خیال نہین رکھتا ہے اگر آنحضرت ایک مرتبہ دکن کی طرف نہضت فرماوین بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووے چنانچہ سلطان بہادر التماس اس کی قبول کرکے دکن کیطرف روانہ ہوا اور جب آب نربدہ کے کنارے پہونچا میران محمد شاہ فاروقی استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور سلطان کو ضیافت کے واسطے برہانپور لے گیا اور لوازم ضیافت بجالایا اس کے بعد عماد الملک بھی جریدہ کاویل سے اس کی ملازمت مین حاضر ہوا اور چند راس گھوڑے اور تحف وہدایا گذرانے اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کے واسطے کہ بیہودہ ہو رہے کے اطراف مین تھا برار کے راستہ سے روانہ ہوا اور جب جالنہ پور مین پہونچا چند روز مقام کرکے دندان طمع اس ملک پر تیز کیے اور عماد الملک نے مضطر ہوکر خطبہ برار کا سلطان بہادر کے نام پڑھایا اور میران محمد شاہ فاروقی کو متوسط کرکے ایسا کیا کہ سلطان وہان سے کوچ کرکے آگے بڑھگیا اور جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ مین تحریر ہوا ہے احمد نگر مین پہونچا اور بسبب دیکھنے خواب مہیب کے دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور بالا گھاٹ مین حوض قتلو کے کنارے فروکش ہوا اور عماد الملک کو مع امراے کثیر گجرات اُس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے تعین کیا لیکن بعد چند روز کے علاء الدین عماد شاہ نے دکنیون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے غلب کرنے سے نادم اور پشیمان ہوا اور رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کرکے راہ فرار نالی اور جب دکنی گجرات کا راستہ گھیر کر رسد غلہ پہونچنے کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ علامت قحط غلہ اُردو مین ظاہر آئی اُس وقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو بنوید واپس دینے ملک ان میران محمد شاہ فاروقی کے اپنی طرف سے راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اس کے نام پڑھا سلطان بہادر ۹۳۶ھ نوسو چھتیس ہجری مین گجرات گیا اور برسات کا موسم محمد آباد مین بسر کرکے ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع جانپور سے خاوندخان اور رفیع الملک المخاطب بہ عماد الملک کو مع لشکر آراستہ اور فیل بسیار باگر کے سمت بھیجا اور خود بندر کھنبایت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک روز رات بسر کرکے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کئی جہاز اطراف سے بنادر سے پہونچے تھے جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازون مین تھی خرید کرکے کارخانون مین داخل کی اور ازانجملہ ایک ہزار چھ سو من پستہ اور منقے تھے اور جماعت رومیون کی جو باتفاق مصطفی خان رومی

برسم تجارت آئی تھی اُن کے حال پر لطف و الطاف مبذول کر کے اُس قوم کے واسطے مرتبہ اور منصب تعین فرمایا اور ملک ایاز سے سعادت عربا کی کہ کے ولایت بانسوالہ اور ڈونگر پور کی سمت گیا اور ایک مدت اس ملک میں لگا کر وہاں کے راجاؤں سے پیشکش لی پھر بخیر و سعادت محمد آباد چانپانیر کی طرف معاودت کی اور عمر خان اور قطب خان بن دیگر امرائے سلطان ابراہیم لودھی کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات کی طرف آ گئے تھے خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے سلطان بہادر نے پہلے دن تین سو قبائے زربفت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنگہ بطور انعام دیئے اور جب اُن کی دلجوئی سے فارغ ہوا نہرواسہ کی طرف کوچ کیا اور جب نہرواسہ میں وارد ہوا محمد خان اور سب امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے پھر کوچ متواتر سے باگر میں پہونچکر اُس ولایت کا انتظام جیسا کہ چاہیئے فرمایا اور ہر ایک مقام میں تھانہ دار مقرر کیے اور پرسرام راجہ باگر کا لاعلاج ہو کر ملازمت میں حاضر ہوا اور سلطان بہادر کے حضور اُس کا بیٹا بشرف اسلام مشرف ہو کر حلقہ مقربان درگاہ سے ہوا اور جگا جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل میں پھرتا تھا اس وقت خان کے خوف سے تیسی پسر راناسنگا کے پاس ملتجی ہوا کہ میرا وسیلہ ہو کر مجھے سلطان کی خدمت میں پہونچا دے اور معافی دلوا دے اتفاق سے سلطان بہادر شکار کے واسطے جب بانسوالہ میں آیا ترتیسی بن راناسنگا نے از راہ ملائمت و عجز ایلچی بھیجکر جگا کے عفو گناہ کی درخواست کی سلطان بہادر نے عرض قبول فرما کر جگا کو طلب کیا اور گجرات کٹرچی کے مقام میں مسجد بنائی اور وہ قصبہ پرتھی راج کو دیا اور باقی ولایت باگر دو سال پرتھی راج اور جگا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چند روز شکار کے واسطے اس مقام میں قیام کیا مخبروں نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی جو کہ ممنون احسان اور مرہون التفات سلطان اعلیٰ شاد ہے شرزہ خان حاکم مندو کو بھیجا کہ بعضے قصبے ولایت چیتور کو تاراج کرتا ہوا اجین میں سلطان محمود خلجی سے ملحق ہوا اسی درمیان میں ایلچی ترتیسی پسر رانا نے آ کر درخواست کی کہ سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کو مانع ہوں کہ متوجہ ہو کر عداوت کو حرکت میں نہ دیویں پھر اس وقت خبر ہوئی کہ سلطان محمود اجین سے سارنگ پور کی طرف جا کر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی اُس کی مافی الضمیر سے واقف ہوا تا آنکہ سکندر خان میواتی کے بھاگ کر ولایت چیتور میں ترتیسی ولد راناسنگا کے پاس آیا ہے اور چند روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندر خان اور بھوپت پسر سلہدی اُردو کی طرف متوجہ ہو کر دونوں نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو خلعت زربفت اور ستر راس گھوڑے انہیں انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان میں سلطان محمود خلجی کا نوشتہ پہونچا کہ میں بھی ارادہ شرف حضوری کا رکھتا تھا لیکن سوانح کے سبب سے تعویق میں پڑا ان شاء اللہ تعالیٰ ملاقات گرامی سے مسرور ہوں گا سلطان بہادر نے دریا خان سے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ نوید ملاقات سلطان محمود خلجی گوش زد ہو چکی ہے اگر وہ آ کر ملاقات کرے ہم اُسکے عذر کو اپنے ممالک میں پناہ دیں گے پھر ایلچی کو مشمول الطاف کر کے رخصت کیا اور جو بانسوالہ کی عزمت

کی اور جب آب کرجی کے کنارے پہونچا برتنسی بن رانا اور سلہدی بھی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلطان بہادر نے پہلے دن تیس زنجیر فیل اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زربفت اُنھین بخشے اور چند روز کے بعد برتنسی رانا کو جیتور کی طرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اُردو مین رہا سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کے وعدہ ملاقات کے بنیاد پر سنبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آوے گا ہم لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالاوین گے اور دیولہ گھاٹ تک جاکر اُسے رخصت کرکے دار الملک کی سمت مراجعت کرین گے اور اس منزل مین محمد خان آسیری آیا تھا اور جب موضع سنبلہ مین پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا انتظار کھینچا پھر دریا خان سلطان محمود خلجی کی طرف سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار مین گھوڑے سے گر پڑا ہے اُس کا دہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہین ہے شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے چند بار خلاف وعدہ کیا نہ آیا اگر مرضی اس کی ہووے ہم آوین پھر دریا خان نے کہا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود کے پاس ہے اگر شاہ آوے اور چاند خان کو سلطان محمود خلجی سے طلب کرے دینا اُس کا نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا بھی نہایت متعذر ہے اور فی الحقیقت آنے کا مانع یہی امر ہے شاہ بہادر نے فرمایا مین شاہزادہ چاند خان کو نہ طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہ کہ وہ جلد میری ملاقات کو آوے جب ایلچی سلطان محمود کا رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ بیاپی طی منازل اور قطع مراحل کرتا تھا اور سلطان محمود کے آنے کا راستہ دیکھتا تھا جس وقت دیپالپور مین پہونچا معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ مندو مین نگاہ رکھے اور خود قلعہ سے جدا ہوکر گوشہ مین بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نکرے اس درمیان مین بعضے امراے سلطان محمود خلجی کہ بوجہ سلوک ناموافق اُس سے آزردہ تھے خدمت سلطان بہادر مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوئے کہ سلطان محمود خلجی حیلہ حوالہ مین ایام گذاری کرتا ہے وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آویگا سلطان بہادر بکوچ متواتر شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا اور جب نعلچہ مین پہونچا لشکر شادی آباد مندو کے محاصرہ کو مقرر ہوا اور محمد خان آسیری بجانب غربی ساتھ مورچال شاہ پول کے نامزد ہوا اور لقمان کو بہل پور کی طرف بھیجا اور جماعت پوربیہ کو سہلوانہ کی طرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمود پول مین قرار پکڑا اور شعبان کی اونتیسوین شب سنہ ۹۳۷ نوسوسینتیس ہجری مین سلطان بہادر مع جمعیت بہادران کے دو نفر اہل مندو کی ہدایت سے قلعہ مین داخل ہوا اور فصیل پر اس قدر توقف کیا کہ بہت آدمی اُس کے قلعہ مین در آئے پھر صبح کی نماز کے وقت سلطان محمود خلجی کے مکان کیطرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اس طرف سے کہ نہایت بلند ہے خاطر جمع رکھتے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے اور اسی وقت چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اُترا اور راہ فرار نالی اور سلطان محمود خلجی مع جماعت قلیل مسلح ہوکر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے مین قوت برابری کی نہ دیکھی شہر سے نکل گیا اور پھر ایک مقرب کی ہدایت سے احوال عیال واطفال کی رعایت کے واسطے پھر کر اپنے محل کی طرف چلا اور افواج

ظفر امواج سلطان بہادر نے یکایک اطراف محل کو گھیر لیا اور سلطان بہادر نے مردمان لشکری کو حکم دیا کہ محل اور حرم بادشاہوں اور امیروں کا امان میں ہے خبردار کوئی اُن کے مال اور ناموس کا متعرض ہو اس واسطے بعضے ہواخواہان اور رفقا نے سلطان محمود خلجی سے عرض کی کہ شاہ گجرات ہرچند بیمروتی کرے مگر اُس کی بیمروتی اوروں کی مروت سے بہتر ہوگی ضرور ناموس سلطان کی حفظ میں کوشش کریگا اور ظن غالب یہ ہے کہ رسم پدر اختیار کرکے ولایت مالوہ سلطان کے معتمدین چھوڑے گا اس درمیان میں سلطان بہادر لعل محل کے کوٹھے پر آمد ہوا اور ایک شخص کو سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر طلب کیا اور سلطان محمود مع سات امرا کے آیا سلطان بہادر اپنے دل میں خواہش عفو رکھتا تھا اُس سے ہمکلام ہو کر سبب نہ آنے کا پوچھا لیکن چونکہ سلطان محمود خلجی کا بخت برگشتہ اور زمانہ ناموافق تھا اُس نے جواب سخت دیا سلطان بہادر اس سبب سے آزردہ ہوا پھر باقی مجلس خاموشی میں گذری آخر کو غصہ میں آکر سلطان محمود خلجی کو مع فرزندان مقید کرکے الف خان اور آصف خان کے ہمراہ محمد آباد چینا پیر میں بھیجا اور خود مندو میں قیام کیا اور امرائے مالوہ کو گجرات میں جاگیریں دیں اور گجرات کے امرا کو مالوہ میں جاگیریں عنایت فرمائیں اور میران محمد شاہ فاروقی کو معزز اور مکرم کرکے برہانپور میں روانہ کیا اور بعد برسات سنہ ۹۳۸ نوسو اٹھتیس ہجری میں برہانپور اور آسیر کی سیر کے واسطے روانہ ہوا چونکہ برہان نظام شاہ بحری نے اسمٰعیل عادل شاہ کے برخلاف لفظ شاہی اپنے خود اسم کی تھی میران محمد شاہ فاروقی کی ہدایت اور دلالت سے برہانپور میں آیا اور شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے سلطان بہادر شاہ نے چتر سفید اور آفتاب گیر جو سورج مکھی اور طرہ سرخ سلطان محمود خلجی کا برہان نظام شاہ بحری کو دیکر فرمایا کہ ہم نے تمہیں نظام شاہ بحری خطاب دیا یعنی دشمنوں کو بادشاہی سے معزول اور دوستوں کو سلطنت پر منصوب کیا اور سلطان بہادر کی غرض نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر اور برہانپور دونوں بادشاہ دہلی کے جنگ میں کوشش پہلو ہمت اپنے کی تھی موافقت کریں گے حالانکہ برخلاف اُس کے وقوع میں آیا کس واسطے کہ برہان نظام شاہ بحری نے نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی جنگ میں ساتھ اُس کے ہمراہی کی بلکہ چند سال پیشتر ایلچی اپنا اُس کی درگاہ میں بھیجکر ولایت گجرات کے تسخیر کی ترغیب دی تھی کہتے ہیں کہ سلطان بہادر شاہ نے شاہ طاہر جنیدی کی کہ علمائے گجرات اور برہانپور اور مندو اور دہلی اس کی اُستادی اور دانشمندی قبول رکھتے تھے عزت بہت کی یہانتک کہ اُسکے حضور تخت پر بیٹھتا تھا اور جو بیٹھتا تھا اُسے بھی کرسی مرصع پر بٹھاتا تھا اور جس وقت کہ شاہ برہانپور میں تھا سعی بہت کی کہ اُسے برہان نظام شاہ سے لیکر اپنا وکیل السلطنت کرے شاہ طاہر نے اس بہانہ سے کہ میں ارادہ مکہ کی روانگی کا رکھتا ہوں یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمد نگر میں جاکر چند عرصہ کے بعد برہان نظام شاہ کو شیعہ مذہب بنایا اور چتر سراپردہ سرخ کو رنگ سبز کہ نشان بارہ امام ہے تبدیل کیا القصہ یہ داستان کلی جزوی احوال نظام شاہیہ میں تحریر ہوئی حاجت تقریر نہیں ہے وہاں معلوم فرماویں اور سلطان بہادر بعد ملاقات برہان نظام شاہ بحری خوشدل اور کامیاب ہو کر شادی آباد مندو سے دھار کیطرف گیا اس درمیان میں معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ بسبب اس کے کہ عہد

سلطان محمود خلجی مین عورات مسلمہ بلکہ بعضے حرمہاے سلطان ناصرالدین کو اپنے مکان مین نگاہ رکھا تھا اور
اب بھی اپنے مکان مین رکھتا ہو اِس سبب سے حضور مین آنے کی خواہش اور پروا نہین رکھتا سلطان بہادر
نے فرمایا کہ خواہ وہ آوے یا نہ آوے ہمارے ذمہ فرض ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر اور خواری بندگی سے
نجات بخشیں کر اُس کو سزاے بلیغ اور تنبیہ ایسی کرین کہ باعث عبرت ناظرین ہو پھر مقبل خان کو محمد آباد چنپانیر
کی طرف رخصت کر کے حکم دیا کہ وہان جا کر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توپخانہ و خزانہ
خدمت مین بھیجے اور مقبل خان نے سلطان کے حکم کے موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار خان
مع لشکر گران اور توپخانہ اور خزانہ اکیسوین ربیع الآخر سال مذکور کو قصبہ دہار مین آیا اور سلطان بہادر
سے ملحق ہوا اور شاہ نے گجرات کی روانگی کا آوازہ مشہور کیا اور فوراً شادی آباد مندو کی طرف گیا اور
اختیار خان کو وہان کی حکومت پر چھوڑ کر جمادی الاولے کی چھبیسوین تاریخ کو نعلچہ مین نزول کیا اور اُسی میان
مین بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ ہمراہ تھا عرض مین پہونچایا کہ جو راجیات عالی دارالملک گجرات کی طرف
متوجہ ہین اگر بندہ رخصت اجین کی پاوے سلہدی کو ملازمت مین حاضر کرے سلطان بہادر نے کمال
دوراندیشی سے رخصت دی اور خود بھی بکوچ متواتر اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور پندرھوین تاریخ شہر مذکور
کو قصبہ دہار مین پہونچکر لشکر کو وہان چھوڑا اور خود برسم شکار دیپال پور اور سعدل پور کی طرف گیا سلہدی
پوربیہ یہ خبر سنکر اپنے فرزند بھوپت کو اُجین مین چھوڑ کر خود ملازمت مین حاضر ہوا اور امیر نصیر کہ سلہدی پوربیہ
کی طلب مین گیا تھا اُس نے خلوت مین عرض کی کہ سلہدی پوربیہ خیال اطاعت اور فرمان برداری کا
نہین رکھتا لیکن فقیر بوعدہ دینے کنبایت اور ایک کرور تنگہ نقد کے اس کو فریب دے کر لایا ہی ورنہ
چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑ کر ولایت میوات کی طرف جاوے اور اب اگر رخصت پاوے گا اس کا دوبارہ دیکھنا
محال ہی شاہ سعدل پور سے دہار کی طرف روانہ ہوا اور امرا اور مقربون سے سلہدی پوربیہ کی گفتگو درمیان
مین لایا اور جب اُردو کے قریب پہونچا لشکر کو باہر چھوڑ کر قلعہ دہار مین وارد ہوا اور سلہدی پوربیہ کو بھی ہمراہ
لیگیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا موکلون نے آنکر اُسے مع دو نفر پوربیہ گرفتار کیا اُسوقت ایک
خواص سلہدی پوربیہ فریاد کر کے دست بخنجر ہوا سلہدی پوربیہ نے کہا تو چاہتا ہی کہ مین مارا جاؤن اُس نے
جواب دیا کہ مین نے یہ خنجر تمھارے بچانے کو نکالا تھا اگر اس سے تم کو صدمہ پہونچتا ہی تو یہ خنجر مین اپنے ہی
مارے لیتا ہون تا کہ تم کو صدمہ نہ پہونچے اور اپنے پیٹ پر مار کر جہنم واصل ہوا اور جب سلہدی پوربیہ
کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر نے مال و متاع سلہدی کا تاراج کر کے ایک جماعت کثیر
کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر سلہدی کے بیٹے کے پاس جس کا نام بھوپت تھا پناہ لی اور اسباب
اور ہاتھی گھوڑے سلہدی کے سرکار شاہی مین ضبط ہوے اور آخر روز کو سلطان بہادر نے رفیع الملک
المخاطب بعماد الملک کو بھوپت کی گوشمال کو روانہ کیا اور خداوند خان کو اُردو کے ہمراہ چھوڑ کر دوسرے
دن کی صبح کو خود بھی اُجین کی طرف عازم ہوا اور دریا خان مالوہی کو حکومت اُجین عنایت کر کے سارنگپور
کی سمت متوجہ ہوا اور سارنگپور کو ملوخان بن ملوخان کے سپرد کیا جو سلطان مظفر کے ایام [illegible] مین

مدد سے جاکر ملازم ہوا تھا اور شیر شاہ سور کے عہد شاہی میں اپنا خطاب تاج شاہ کر کے اس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام کیا تھا غرضکہ کچھ احوال اس کا عنقریب مرقوم قلم صدق رقم ہوگا اور حبیب خان والی آشتہ کو آشتہ کی طرف رخصت دے کر خود بھیلسہ اور رایسین کی طرف عازم ہوا اثنائے حال سے جاتے ہی ایک جماعت کثیر پوربیہ کو قتل کیا اور آشتہ پر متصرف ہوا اور جب شاہ بھیلسہ میں پہونچا معلوم ہوا کہ اٹھارہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یہاں سے آثار اسلام منقطع ہوئے اور علامات کفر شائع ہیں اس برس میں مخبروں نے اس کی سمع مبارک میں پہونچایا کہ بھوپت پسر سلہدی اپنے باپ کی گرفتاری اور متعین ہونا ربیع الملک کا سنکر کمک طلب کرنے کے واسطے چیتور کی طرف گیا اور لکھمن بھائی سلہدی پوربیہ کا رایسین کے قلعہ کو استوار کر کے معرکہ آرائی میں سعی کرتا ہے اور انتظار کمک چیتور کی کھینچتا ہے سلطان بہادر وہیں دن مسجدوں کو آباد کرنے اور معابدات مشرک درست کرنے کے لئے اس قصبہ میں مقیم ہوا اور جمادی الاول کی ساتویں تاریخ سنہ مذکور میں طبل ضروری بجاکر رایسین میں بارگاہ بلند کی ابھی لشکر آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ دو فوج ہوکر قلعہ سے اترے اور سلطان بہادر شاہ نے بہادری کو کام فرمایا کچھ لوگ ہمراہ رکاب لیکر شیر گرسنہ کی طرح ان پر تاخت لایا اور دو ہیں پوربیہ ضرب شمشیر و تیر سے دو ٹکڑے کیے اس عرصہ میں سپاہ گجرات پیچھے سے دوڑ کر آپہونچی اور کفاروں کو قتل کیا پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی شجاعت اور مردانگی دیکھ کر بھاگے اور قلعہ میں جاکر دم لیا اور سلطان بہادر نے اس دن لشکر کو جنگ سے منع کر کے کل کا وعدہ کیا دوسرے دن اس سرزمین سے کوچ کر کے قلعہ کو مرکز کے مانند گھیر کر مورچے تقسیم کیے اور بنیاد ساباط کی ڈالی تھوڑے عرصہ میں ساباط اہل قلعہ کے قریب پہونچے پھر سلطان نے رومی خان کو مع توپخانہ وہاں چھوڑ کر اپنے مقام پر معاودت فرمائی اور رومی خان نے توپ کی ضرب ور دوسے دو برج قلعہ کے گرائے اور دوسری طرف سے سرنگ میں آگ دی یہاں تک کہ چند گز دیوار اس طرف سے گر پڑی اور سلہدی نے احوال قلعہ اور زبونی پسر سلہدی بھوپت دشمن کا مشاہدہ کر کے پیغام دیا کہ یہ بندہ چاہتا ہے کہ پہلے شرف اسلام سے مشرف ہووے اسکے بعد اگر حکم ہوا اوپر جاکر قلعہ کو خالی کر کے اولیائے دولت بہادر شاہی کے سپرد کرے سلطان اس خبر سے مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے روبرو بلا کر کلمۂ توحید اسے پڑھایا پھر اسے خلعت خاص دیکر باورچیخانہ سے قسم قسم کا لذیذ کھانا اسے کھلایا اور ہمراہ اپنے قلعہ کے نیچے لے گیا سلہدی نے اپنے بھائی لکھمن کو طلب کر کے کہا جو میں زمرۂ اسلام میں داخل ہوا ہوں سلطان بہادر شاہ علو ہمتی سے مجھے مراتب عالی کو پہونچا دیگا مناسب یہ ہے کہ قلعہ کو ملازموں کے سپرد کر کے ہم تم سب خدمت شاہ میں حاضر ہوں لکھمن نے پوشیدہ اس سے یہ بات کہی کہ اب جو زبری تیری مسلمانوں کے مذہب میں جائز نہیں ہے بھوپت مع چالیس ہزار آدمی کمک کیواسطے آتا ہے ایسا کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لینے میں توقف ہوئے سلہدی نے یہ رائے پسند کی اور سلطان سے کہا کہ آج کے روز مہلت ہو کل بعد دوپہر کے قلعہ کو خالی کر کے ملازموں کے سپرد کرونگا سلطان بہادر شاہ وہاں سے مراجعت کر کے اپنے مکان پر آیا اور دوپہر تک دوسرے روز منتظر تھا جب معاد سے ایک ساعت گذری سلہدی کے جی میں ڈر پیدا ہوا کہ اگر حکم ہو بندہ قریب قلعہ جاکر صورت حال دریافت کر کے عرض میں پہونچا دے

عنایت سلطان سے دور نہین ہو سلطان بہادر نے سلہدی کو معتمدون کے سپرد کرکے نزدیک قلعہ کے بھیجا
اور سلہدی نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کے گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ ای راجپوتان غافل و جاہل
مسلمانون سے حذر کرو ورنہ سلطان بہادر اسی مورچہ سے آنکر تمھین قتل کریگا اور غرض اُسکی یہ تھی کہ فی الفور ان برجون
کو جو توپ کی ضرب سے مسمار ہوگئے ہین بند کرو لکھمن نے جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بحسب ظاہر پلٹ گیا
لکھمن نے قلعہ کے استحکام مین کوشش کی اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ کرکے
بھوپت کی طلب کیواسطے روانہ کیے اور پسر سلہدی نکلکر روانہ ہوا چونکہ اس کی موت آگئی تھی ناگاہ کچھ فوج بادشاہی
نمودار ہوئی اور وہ جاہل اپنی کثرت پر مغرور ہوکر جنگ مین مشغول ہوا سپاہ گجرات نے طاقت بشری سے
زیادہ تر کوشش کرکے بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کے بیٹے کا بھی سر تن سے جدا کرکے
مع سر دیگر راجپوتان کے شاہ کی خدمت مین بھیجا سلہدی نے جب خبر فوت پسر سنی الفت پدری سے حواس
اُس کے بجا نرہے اور سلطان بہادر اصل راز سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی فوراً اس
نے برہان الملک کے سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندو مین قید کرے اِس درمیان مین خبر پہونچی کہ بھوپت
چونکہ جانتا ہو کہ سلطان جریدہ ہو اس واسطے رانا کو ہمراہ لیکر از روے جرأت بکوچ متواتر آتا ہی یہ خبر سنکر شاہ
کی قوت غضبی نے طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ مین اگرچہ جریدہ ہون لیکن بمقتضاے نصوص ایک مسلمان دس
کافر کو کافی ہی یہ کہکر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانرواے برہان پور اور رفیع الملک المخاطب بعماد الملک کو
اُنکے گوشمال کیواسطے رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کرکے جنگ کے واسطے
متوجہ ہوئے اور جب کہیرلہ کے قریب پہونچے پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار راجپوت
پوربیہ اُس مقام مین حاضر ہوا اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نے عرض داشت کی کہ پورنمل
بیٹا سلہدی پوربیہ کا رانا سے ملگیا اور رانا بھی قریب پہونچا ہی اگرچہ جمعیت اُسکی اندازہ سے باہر ہی لیکن اعتماد
تائید الٰہی اور اقبال عدو مال شاہی پر رکھکر ہمہ تن اُسکے مدافعہ مین مشغول ہونگا اور تردد مین کسی طور اپنے
تئین معاف نرکھونگا شاہ نے بعد وصول عرض داشت اختیار خان اور دیگر امرا کو محاصرہ کے واسطے چھوڑ کر
خود بھی بطور تاخت ایک رات دن مین ستر کوس مالوہ کے طی کرکے بجلی کیطرح کہیرلہ کے نواح مین پہونچا اور
میران محمد شاہ فاروقی والی برہان پور استقبال کیواسطے آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنے مقام و منزل پر
لیگیا اور اس عرصہ مین مخبرون نے رانا اور بھوپت کو خبر پہونچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر مین ملحق ہوا
اور پیچھے سے افواج بیشمار مور و ملخ کی طرح متواتر چلی آتی ہی رانا یہ خبر سنکر ایک منزل پیچھے ہٹ گیا اور فجر کو
سلطان بہادر کہیرلہ سے کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑھا اس منزل مین دو نفر راجپوت بطور ایلچی کے تحقیق
اخبار کے واسطے لشکر سلطان مین آئے اور رانا کیطرف سے یہ پیغام گذارش کیا کہ رانا ایک ملازمان درگاہ
سے ہی اور اس حدود مین اُسکے آنے سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگے رکھکر طلب عفو سلہدی پوربیہ کے
تقصیرات کا کرے سلطان نے ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اُس کی ہمسے زیادہ ہی اگر
پہلے جنگ کا ارادہ نکرکے عرض داشت کرتا البتہ الحاح تمھاری قبول ہوتی جب یہ جواب ان دونون راجپوت نے

حاکر کہا کہ ہمنے شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی رانا اور رجپوت باوجود اس شوکت و جمعیت کی تین چار منزل کو
ایک منزل کرتے ہوئے بھاگے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ الغ خان مع تیس ہزار سوار اور ملیغار اور ترکتاز کا
گجرات کے بہت قریب پہونچا سلطان نے نہایت شجاعت سے ہرگز الغ خان کے پہونچنے تک توقف جائز نہ رکھکر
مع لشکر موجودہ کے ستر کوس تک تعاقب کیا اور رانا نے چیتور کیطرف آیا شاہ نے اسکی گوشمال دوسرے سال
پر حوالہ کرکے خود قلعہ رائسین کیطرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور آخر ماہ رمضان سنہ مذکور میں لکھمن لنگ سے
مایوس ہوا صورت ہلاکت اپنی معائنہ کرکے از راہ عجز و انکسار عرض داشت کی کہ اگر امکان سلہدی کو حضور مین
طلب کرکے قلم عفو اسکے صفحہ جرائم پر کھینچین تو قلعہ رائسین کو خالی کرکے ملازمون کے سپرد کردوں شاہ نے
بعد تامل باوجود بسیار لیے دلیس کہا کہ غرض اس یورش سے یہ ہی کہ عورات مسلمہ کفر کی ذلت سے رہا ہوویں اگر التماس
اسکی قبول نہین کرتا ہوں جان آن ضعیفوں کی عصمت جاتی اسواسطے ملتمس لکھمن کی پذیرائی اور سلہدی پوربیہ کو شاہی آدمیوں
نے حضور میں طلب کیا چنانچہ برہان الملک سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر خدمت مین لایا رہان امان حاصل کرکے
قلعہ میں گیا لکھمن تمام راجپوتون کو مع اہل و عیال قلعہ سے پہاڑی پر لایا اور پلٹ کر شاہ کے عرض مین پہونچایا کہ
قریب چار سو عورت متعلق سلہدی پوربیہ کے ہی اور رانی درگاوتی ماں بھوپت کی ساتھ اسکے ہی کہ سلہدی پوربیہ کی
صد ہا سے خاص مین ہوا اگر قلعہ میں آکر اپنے عیال سے خود قلعہ کو خالی کرے تو غیرون کے طعنہ سے محفوظ ہوگا شاہ
نے ملک علی شیر کو سلہدی پوربیہ کے ہمراہ کرکے قلعہ مین بھیجا جب سلہدی پوربیہ وہان گیا لکھمن اور تاج خان نے سلہدی
سے پوچھا کہ غرض سلطان کی قلعہ رائسین کے لینے سے کیا تھی سلہدی نے کہا بالفعل قصبہ رود مع مضافات
ہمارے واسطے مقرر ہوا عنقریب ہی کہ سلطان علو ہمتی سے اپنی کسی علاقہ سے سرفراز کریگا رانی درگاوتی اور لکھمن اور تاج خان
بولے کہ اگرچہ سلطان ہمارے احوال پر بنظر الطاف مبذول فرماویگا لیکن ہمنے ایک مدت دراز سے اس زمین پر بادشاہی
کی اور داد کامرانی کی دی فی الحال فلک شعبدہ باز نے عاری کرکے ہیں بہتر ایکیلا ہی طریق مردانگی یہ ہی کہ اپنے
عیال و اطفال کو جوہر کرکے آگ میں جلادو اور خود بھی تلوار کے قسم پر چڑھکر مارے جاؤ تو کوئی آرزو دل مین باقی
نہیں غرضکہ سلہدی پوربیہ رانی درگاوتی کے سحر تقریر سے بے حال بیچارہ ہوا اور قدم جادہ تمرد اور عصیان مین رکھا ہر چند
ملک علی شیر نے نصائح مشفقانہ کرکے سمجھایا نامفید ہوا اور ملک علی شیر کے درجواب یہ کہا کہ ہر روز ایک کروڑ
مان اور کئی سیر کافور سری حرم سرا مین صرف ہوتا ہی اور دس سو عورت ہر روز پوشاک نئی پہنتی ہیں آئندہ دیکھئے یہ میسر
ہوتا ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ ہم مع اپنے فرزندون اور عورتون کے قتل ہو جائین تا کہ ہمارے ناموس مین
بدنامی کا دھبا نہ لگے ساتھ عزت اور ناموس کے مرین واہ ری عزت و شرافت سلہدی پوربیہ نے طرح
جوہر کی ڈالی رانی درگاوتی کہ بیٹی رانا سانگا کی تھی دو بچے خورد سال ہمراہ لیکر جوہر مین آئی اور مع سات سو عورت
پری پیکر جل گئی اور سلہدی پوربیہ اور تاج خان اور لکھمن مع جوانان و برادران کہ مجموع سو نفر ہوتے تھے ہتھیار
لیکر برآمد ہوئے اور مسلمانوں کی جمعیت قلیل سے کہ قلعہ پر گئے تھے جنگ مین مشغول ہوئے اور جب یہ خبر اردو
مین پہونچی سپاہ گجرات بسبیل استعجال قلعہ میں در آئی اور اس گروہ حق ناشناس اور ناعاقبت اندیش کو واصل جہنم
کیا اور سلطان بہادر کے لشکر سے چند پیادہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل کی اور بھی اکیس دن

مین سلطان عالم حاکم کالپی صدمہ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے پاس پناہ لایا تھا
قلعہ رایسین اور چندیری مع ولایت جاگیر پائی سلطان بہادر شاہ نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ کاکرون
کی تسخیر کے واسطے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین رانا کے تصرف مین آیا تھا نامزد کیا اور خود ہاتھی کے شکار مین
مشغول ہوا اور کوہ کاکورا کے متمردون کو گوشمال اور سزا دیکر الغ خان کے حوالہ کیا اور اسلام آباد اور ہوشنگ آباد
اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمینداروں کے تصرف مین آ گئے تھے اپنے تصرف مین لا کر امراے گجرات اور اپنے معتمدون
کی جاگیر کی اور جو میران محمد شاہ فاروقی کاکرون کیطرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی بسرعت تمام کاکرون
مین جا پہونچا اور رام جی نامے کہ رانا کی طرف سے حاکم کاکرون تھا قلعہ خالی کر کے بھاگا اور شاہ بہادر چار دن اُس
قلعہ مین جشن اور صحبت مین مشغول رہا اور ہر ایک مقرب کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا اور رفیع الملک المخاطب
بہ عماد الملک اور اختیار خان کو کہ اُسکے امراے کبار سے تھے قلعہ رسور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد منڈو کی
طرف متوجہ ہوا اور حاکم رسور کہ وہ بھی گماشتہ رانا کا تھا قلعہ چھوڑ کر مفرور ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ مین قلعہ
کاکرون اور قلعہ رسور سلطان بہادر کے تصرف مین آئے اور سلطان بہادر شادی آباد منڈو سے فرنگیون
کے مدافعہ مین متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کے قریب پہونچا سب فرنگی بھاگ گئے اور توپین کلان اُن
کی کہ ویسی توپ دیار ہندوستان مین نہ تھی دستیاب ہوئین اور شاہ بہادر ان توپون کو بجبر ثقیل محمد آباد چنپانیر مین
بھیجکر عازم تسخیر چیتور ہوا اور بندر دیپ سے کنبایت کی طرف آیا اور وہان سے احمد آباد مین آ کر مشائخ کرام اور آباے
عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کر کے مع توپخانہ بندر دیپ گجرات سے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت
یعنی سنہ ۹۴۰ھ نو سو چالیس ہجری مین محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ مین قید تھا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس التجا لایا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے ایلچی بہادر
شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر نے نہایت تکبر سے جواب تک نہ دیا
ہمایون بادشاہ نے پھر اُسے مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور مین نہین بھیجتے تو اُسے اپنی ولایت سے
نکالدیوین سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اُس کا معکوس ہو کر لا بقا ہوا تھا پھر کتابت کے جواب مین مقید ہوا
اور وہ باتین کہ اندازہ سے زیادہ بلکہ باہر تھین زبان پر لایا اور یہی حرکت سبب اُس کے خرابی کی ہوئی یعنے
جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے برخلاف محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور جب چیتور مین
پہونچا رانا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا طول کھینچا اور اکثر اوقات طرفین سے مردان مرد جنگ
و نبرد مین مستعد ہو کر حق شجاعت ادا کرتے تھے اور ظفر اور فیروزی گجراتیون کی شامل حال ہوتی تھی آخر الامر رانا
نے عاجز اور تنگ آ کر پیشکش قبول کی اور تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا مع چند راس
اسپ و فیل اور تحف و نفائس شاہ گجرات کو دیکر واپس کیا اور یہ فتح اور آنا محمد زمان میرزا اور فراہم ہونا اولاد
بادشاہ بہلول لودھی کا اُسکی خدمت مین باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی نصیر الدین
محمد ہمایون شاہ کے ساتھ سلسلہ جنگ کو تحریک دیوے اور بادشاہی دہلی کی مہار اپنے قبضۂ تصرف مین لاوے پہلے
ایک اولاد شاہ بہلول لودھی کو کہ سلطان علاء الدین نام رکھتا تھا اعزاز و اکرام کیا اور اُسکے بیٹے تاتار خان کو امراے

گردا گرد مملکت دہلی میں پھیلے ہوئے مردم درگاہ پر قسمت کی اور اس ارادہ کے پورے ہونے کے واسطے تاتار خان کو
جو شجاعت اور شہامت میں اپنے ہمچشموں سے ممتاز تھا تربیت کر کے تیس کروڑ مظفری برہان الملک حاکم
قلعہ آسیر کے سپرد کیں تو باتفاق اور صوابدید تاتار خان کے لشکر کی فراہمی میں صرف کرے چنانچہ تھوڑے
عرصہ میں چالیس ہزار سوار تاتار خان کے پاس جمع ہوئے اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون
بادشاہ کے اطراف مملکت میں مزاحمت شروع کی اور قلعہ بیانہ پر کہ آگرہ کے اطراف میں ہے سنہ ۹۴۱
نو سو اکتالیس ہجری میں متصرف ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اپنے بھائی ہندال مرزا
کو اس کے دفع کے واسطے بھیجا اور وہ جب قریب حدود بیانہ پہونچا افغان جو نہایت لاف و گزاف سے
تاتار خان کے پاس فراہم آئے تھے متفرق ہو گئے دو ہزار سوار سے زیادہ اس کے پاس باقی رہے
تاتار خان نے نہایت خجالت اور شرمندگی سے کہ ذخیرہ لشکر سوائے افغانوں میں صرف کیا تھا سلطان
بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدد بھی طلب نہ کی ناچار ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور جب طرفین مقابل ہوئے
ہندال مرزا کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور مردی اور مردانگی کو کام فرما کر مع تین سو مرد قتل ہوا قلعہ بیانہ
ہندال مرزا کے تصرف میں آیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اس امر کو شگون نیک جان کر
سلطان بہادر شاہ کے دفع کو مع لشکر فراوان توجہ فرمائی اور شاہ بہادر شاہ کہ پھر رانا پر لشکر کشی کر کے قلعہ کو
گھیرا تھا تاتار خان کے مارے جانے اور جنت آشیانی کی چڑھائی سے مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور یہ مشورہ
کا درمیان میں ڈالا چنانچہ رائے اکثر امرا کی اس پر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کر کے شاہ کے مقابلہ کو جانا مناسب
ہے اور صدر خان جو امرائے کبار سے تھا اس نے یہ عرض کی کہ ہم نے کفار کو محاصرہ کیا ہے اگر اس وقت
بادشاہ مسلمان حمایت کفار کر کے ہم سے لڑیگا قیامت تک درمیان اہل اسلام کے مطعون اور بدنام ہوگا
لائق دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیویں اور یہ بھی ظن غالب ہے کہ آنحضرت یعنی ہمایون شاہ ہمارے
اور باحت نہ لادینگے منقول ہے کہ جب ہمایون بادشاہ نے سارنگ پور میں نزول فرمایا اور خبر اس مشورہ
کی آنحضرت کے گوش زد ہوئی آنحضرت نے از راہ مروت سلطان بہادر کی ولایت کو تعرض نہ پہونچایا باعتقاد ہاں
توقف کیا کہ شاہ بہادر نے سامان و ذخیرہ سے مذکور میں قلعہ چیتور کو جبراً وقہراً فتح کیا اور راجپوت بہت تیغ
آبدار سے قتل کیے اور اس طرف کی مہم سے مطمئن ہو کر یکبارگی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ سے
جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور ذخیرہ لشکر پر قسمت کر کے آگے بڑھا جنت آشیانی اس حرکت سے مکدر ہو کر ناچار اس کے
استیصال پر عازم و جازم ہوا اور قلعہ مندسور کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی خیمہ برپا نہ کیا تھا کہ سید علیخان سیستانی
جو سلطان بہادر کا ہراول تھا لشکر گجرات سے بھاگ کر جنت آشیانی کے لشکر نصرت اثر میں ملحق ہوا اور گجراتی چال
مشاہدہ کر کے شکستہ دل ہوئے پھر سلطان بہادر نے امرا اور افسروں کو اکٹھا کر کے جنگ کے بارہ میں مشورہ کیا
صدر خان نے جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کس واسطے کہ ابھی ہمارے سپاہیوں نے چیتور کے فتح کرنے سے
قوت اور استظہار پائی ہے اور ابھی ان کی آنکھ سپاہ مغل کی شوکت و صولت سے نہیں جھپکی ہے اور رومی خان کہ توپخانہ کا داروغہ
اور صاحب اختیار تھا اس نے یہ التماس کی کہ توپ اور صندوق سرکار میں اس قدر افراط سے موجود ہیں

کہ قیصر روم کے سوا دوسرے کو اس قدر آلات حرب میسر ہونگے صلاح دولت یہ ہی کہ لشکر کے گرداگرد خندق کھودکر آلات حرب چارون طرف قرینے سے لگائے جاوین اور ہر روز بلاناغہ آتش حرب مشتعل ہووے تاکہ جوانان شوخ لشکر مغل مقابل آنکر توپ کی ضرب سے ہلاک ہوین شاہ بہادر نے یہ راے پسند کی اور لشکر کے گرداگرد خندق تیار کی اُن دنون مین سلطان عالم کالپی کہ شاہ بہادر نے رائسین اور چندیری اور وہ صوبہ اُس کی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام آنکر ملحق ہوا اور دو مہینے کامل دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور اکثر اوقات جوانان عاشق جنگ اور طالبان نام وننگ برآمد ہوکر جنگ مردانہ اور حرب رستمانہ کرتے تھے اور سپاہ مغل اپنے فرمانده کے فرمانے کے بموجب توپ وتفنگ کے مقابل اور زد پر نہ جاتے تھے تین چار ہزار سوار تیرانداز سلطان بہادر کے اُردو کے اطراف مین تاخت لیجاتے تھے اور حسن تدبیر سے راہ آمد ورشد غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اُس وتیرہ سے منقضی ہوے لشکر گجرات مین قحط عظیم واقع ہوا اور چارہ بھی باقی نہ رہا جس سے جانورون کی زندگی ہوا اور فوج مغل کے تیراندازون کے غلبہ سے کسی گجراتی کو یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سے باہر جاکر غلہ اور چارہ لاتا اور سلطان بہادر نے جب دیکھا کہ اب یہان توقف کرنا موجب گرفتاری ہی ایک رات کو مع پانچ امراے معتبر کہ ان مین ایک والی برہانپور اور دوسرا ملوخان حاکم مالوہ تھا سراپردہ کے پیچھے سے برآمد ہوکر شادی آباد مندو کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے پاے قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کرکے راہ مین بہت آدمی مفرور قتل کیے اور صدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کے پیچھے جاتا تھا بعد جنگ سخت شدید زخمی ہوکر بھاگا اور سلطان بہادر شادی آباد مندو مین قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کے ہندو بیگ اور دیگر امراے مغل مع سات سو نفر قلعہ مین در آئے اور سلطان بہادر شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بدحواس ہوکر اُٹھا جب گجراتیون کو مضطرب اور مفرور دیکھا خود بھی راہ فرار پائی پانچ چھ سوار سے محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور صدر خان اور سلطان عالم حاکم رائسین نے قلعہ سنکر مین جاکر پناہ لی اور بعد دو دن کے امان خواہ ہوکر جنت آشیانی کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے صدر خان کہ زخمی تھا وہ سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رائسین سے جو حرکات ناملائم وقوع مین آئین تھین جنت آشیانی کے حکم سے اُسے پلے کیا سلطان بہادر شاہ یہ اخبار سنکر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد چنپانیر مین تھا آدمیون کے ہاتھ بندر دیپ کی طرف بھیجا اور خود کنبایت کی طرف راہی ہوا اور جنت آشیانی شادی آباد مندو کو مردم امین کے سپرد کرکے قلعہ محمد آباد چنپانیر کے سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراجی سے غنیمت بیحد وحساب سپاہ مغل کے ہاتھ آئی اور آنحضرت بھی وہان سے بجناح استعجال کنبایت کے سمت عازم ہوئے اور سلطان بہادر کنبایت سے گھوڑے تازہ زور لے کر بندر دیپ گیا اور آنحضرت جب کنبایت مین پہونچے اور سلطان بہادر کو نہ دیکھا معاودت فرماکر محمد آباد چنپانیر کو محاصرہ کیا اور ساتھ اُس تدبیر کے کہ آنحضرت کے وقائع مین تحریر ہی قلعہ اول پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد چنپانیر بھاگ کر قلعہ ارک کی طرف کہ جس کو مولیا کہتے ہین پناہ لے گیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی



چونکہ وہ فضائل و کمالات میں تمام امرائے گجرات سے امتیاز رکھتا تھا ندمائے مجلس خاص میں اختصاص پایا
اور خزائن سلاطین گجرات کہ عمرہاے دراز میں فراہم ہوئے تھے بادشاہی تصرف میں آئے اور زر لشکر پر
تقسیم ہوا اور ابتدائے ۹۴۲ھ نو سو بیالیس ہجری میں باوجودیکہ حضرت آشیانی محمد آباد چانپانیر میں توقف رکھتا تھا
عوام رعایائے گجرات کی متواتر سلطان بہادر کے پاس اس مضمون کی پہونچیں کہ اگر آنجناب ایک اپنے ملازم کو
تحصیل مال کیواسطے مقرر فرماویں مال واجبی خزانہ میں پہونچایا جاوے سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو
جو حسن تدبیر اور مزید شجاعت میں اتصاف رکھتا تھا مع لشکر گران تحصیل مال ولایت کیواسطے بھیجا اور عماد الملک
سپاہ جمع لانے میں مصروف ہوا اتفاقاً مع پچاس ہزار آدمی احمد آباد کے باہر وارد ہوا اور وہاں سے عاملوں کو
اطراف میں متفرق تحصیل شروع کی اور جب یہ خبر حضرت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کو پہونچی تردی بیگ خان
کوکہ ایک امرائے کبار امر معتمد علیہ سے تھا خزانوں کی محافظت کیواسطے مقرر کرکے محمد آباد چانپانیر کیطرف بھیجا اور عسکری مرزا
کو مع یادگار ناصر مرزا اور میر ہندو بیگ کے اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور محمود آباد کی نواح میں کہ احمد آباد سے
بارہ کوس ہے عسکری مرزا اور عماد الملک سے جنگ سخت واقع ہوئی اور عماد الملک نے شکست پائی
اور گجراتی بہت قتل ہوئے اسکے بعد حضرت آشیانی نے ظاہر احمد آباد میں نزول فرمایا اور حکومت وہاں کی
عسکری مرزا کو اور پٹن گجرات یادگار ناصر مرزا کو اور بھروچ قاسم بیگ مرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ قوچین کو
اور محمد آباد چانپانیر تردی بیگ خان کو سپرد کیا اور خود بدولت و اقبال نے عنان عزیمت برہانپور کی
طرف منعطف فرمائی اور وہاں باقتضائے وقت توقف کرکے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان
میں خانجہان شیرازی کہ ایک امرائے سلطان بہادر شاہ سے تھا جمعیت بہم پہونچا کر قصبہ نوساری
پر متصرف ہوا اور رومی خان بندر سورت سے خانجہان سے جا ملا دونوں باتفاق بھروچ کی طرف متوجہ
ہوئے اور قاسم حسین مرزا کہ طاقت مقاومت کی نہ رکھتا تھا محمد آباد چانپانیر میں تردی بیگ خان کے پاس گیا
اور کل گجرات میں خلل امور واقع ہوا اور بہت لوگ سلطان کے خواستہ ہوئے اسوقت میں غضنفر بیگ کہ
امرائے عسکری مرزا سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنے کی ترغیب کی چنانچہ
اسی تحریک پر مذکور بہادر جب تمام امرا تردی بیگ کے سوا احمد آباد میں جمع ہوئے اور سلطان بہادر گجرات کی
طرف عازم ہوا عسکری مرزا نے تمام امرائے مشورہ کرکے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان بہادر سے مقابلہ
نہایت دشوار اور اشکال ہے اور حضرت آشیانی شادی آباد مندو میں توقف رکھتا ہے اور شیر خان پٹھان نے
بھی آگ فساد کی بنگالہ میں روشن کی ہے مصلحت یہ ہے کہ خزانہ محمد آباد چانپانیر کا متصرف کرکے آگرہ کیطرف متوجہ
ہوویں اور اس حدود کو بھی اپنے تصرف میں لاکر خطبہ عسکری مرزا کے نام پڑھاویں اور منصب وزارت ہندو بیگ
کے متعلق ہے اور میرزایان مگر جس مقام کو چاہیں اسپر متصرف ہوویں اس اقرار اور امید پر صوبہ گجرات جو
کیسی محنت و مشقت سے ہاتھ آیا تھا مفت ہاتھ سے کھویا اور محمد آباد چانپانیر کیطرف روانہ ہوئے اور جب تردی
بیگ خان نے میرزایان اور امرا کے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلعہ کی استواری میں کوشش کی پھر
ناچار ہوکر میرزاؤں نے آگرہ کیطرف کوچ کیا اور جنگل نے ناموسی کی پیمائش شروع کی سلطان بہادر نے بعد

خالی دیکھا تردے بیگ خان کے دفع کے واسطے محمد آباد چنپانیر کی طرف عازم ہوا اور تردے بیگ خان جس قدر خزانہ کہ اٹھا سکا اونٹون پر لاد کر آگرہ کی طرف راہی ہوا سلطان بہادر چند روز محمد آباد مین توقف کرکے مہمات کے بندوبست مین مشغول ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے غلبہ ایام مین ازروے عجز و ناچاری بندر گووہ اور بندر چیول اور ریگ وندہ کے فرنگیون سے مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت ملک گجرات پر کہ خالی ہے متصرف ہوگی اس واسطے بہ تعجیل تمام محمد آباد چنپانیر سے ولایت سورت اور جوناگڈھ کی طرف متوجہ ہوا تاکہ جس طریق سے ممکن ہو اس گروہ کو اس طرف آنے سے باز رکھے اور چند روز اس حدود مین بسیر و شکار مشغول رہا اس درمیان مین پانچ چھ ہزار فرنگی غرابون مین بیٹھکر بندر دیپ کیطرف آپہونچے سلطان بہادر بسبیل استعجال بندر مذکور مین آیا اور فرنگی سلطان بہادر کے استقلال اور غلبہ اور جنت آشیانی کی مراجعت کی خبر سنکر اپنے آنے سے نادم اور پشیمان ہوئے اور آپس مین قرار دیا کہ جس حیلہ سے بن پڑے بندر دیپ پر متصرف ہووین پھر انکے سردار نے مصلحتاً تمارض کرکے خبر اپنی بیماری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نے کئی آدمی اُسکی طلب مین بھیجا لیکن جواب سُنا کر بیمار ہون اور چلنے پھرنے کی قوت نہین رکھتا پھر سلطان بہادر اس خیال سے کہ فرنگی میرا لحاظ اور ملاحظہ رکھتے ہین خود مع جماعت قلیل اُن کی تسلی کیواسطے غراب پر سوار ہوا اور اس مقام مین کہ کشتیون کو لنگر کیا تھا گیا اُسے دیکھکر فرنگی ایک بڑی ناو پر سوار ہو کر آئے سلطان نے آثار غدر فراست سے دریافت کرکے چاہا کہ پلٹ جاوے جبکہ وہ فرنگیون کی کشتی سے اپنی کشتی مین سوار ہونے لگا فرنگیون نے چالاکی اور پھرتی سے اپنی کشتی ہٹائی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا دریا مین گرا اور ایک غوطہ کھا کر سر ابھارا اُسوقت ایک فرنگی نے جہاز پر سے ایک نیزہ اُس کے سر پر مار کر مجروح کیا اس وقت سلطان بحر عدم مین ایسا غوطہ زن ہوا کہ دوبارہ سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کرکے بلا توقف احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک ۹۴۳ھ نو سو تینتالیس ہجری مین بندر دیپ فرنگیون کے تصرف مین آیا اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت پندرہ سال اور تین دن تھی اور تاریخ بہادر شاہی اس کے نام نامی پر تحریر کی گئی لیکن جو توفیق اصلاح نپائی غلطی بہت اُس نسخہ مین نظر آتی ہے اعتماد اُسپر نکرنا چاہیے

ذکر سرفراز ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر بحر فنا مین غرق ہوا مخدومۂ جہان والدہ اس کی مع امرا کہ ملازم رکاب تھے بندر دیپ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئی اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محمد زمان میرزا جسے سلطان بہادر نے بایا ہم فتور دہلی اور لاہور کی طرف بھیجا تھا کہ ہندوستان مین باعث خلل ہو کر مغلون کو پریشان اور شکستہ خاطر کرے حدود لاہور سے پلٹ کر احمد آباد مین پہونچا اور اُسی وقت خبر واقعۂ سلطان بہادر سنکر گریہ و زاری مین مشغول ہوا اور بہت تاسف کرکے لباس تغیر کیا اور تعزیت کے واسطے چلا بعد چند روز کے محمد زمان میرزا جب اُردو مین پہونچا مخدومۂ جہان نے اُس کے علی قدر مراتب اسباب ہمانی کا بھیجا اور لباس ماتمی اس کا تبدیل کرا دیا لیکن میرزا سے سعادت ہند نے عوض والدہ شاہ کے التفات کا کہ اُس

کے حال پر مبذول فرمایا تھا یہ کیا کہ کوچ کو مع اپنی ایک جماعت کے ہمراہ گجرات پر تاخت لایا اور
تھوڑے ساتھ سو صندوق طلا اس میں سے نکال لیگیا اور اپنے تئیں گوشہ صحرا میں پہونچا کر بارہ ہزار مغل اور
ہندوستانی جمع کیے امرائے گجرات یہ فساد جدید مشاہدہ کرکے بیقرار اور سراسیمہ ہوئے اور سپاہ مقرر کرنے کے
واسطے آپس میں مشورہ کیا جو کہ سلطان بہادر شاہ نے بارہا اپنے بھانجے محمد شاہ فاروقی کو ولی عہدی کا
اشارہ کیا تھا سب تحریر مخدومہ جہان اُس کی بادشاہی پر راضی ہوئے اور غائبانہ خطبہ اور سکہ اُس
کا عمل میں لائے اور ایلچی اُس کے بلانے کو بھیجا اور عماد الملک کو مع لشکر کثیر گوشمالی محمد زمان میرزا کے
واسطے تعین کیا اور محمد زمان میرزا کہ مرد عیاش اور فراغت طلب تھا کچھ جنگ کرکے بار دیگر سے بھاگ کر
ولایت سندھ میں آیا اور پھر اُس کی مہم نے صورت نہ باندھی اور میران محمد شاہ فاروقی کہ سلطان
بہادر شاہ نے اُسے لشکر چغتائی یعنی مغل کے تعاقب میں مالوہ تک بھیجا تھا بعد ڈیڑھ مہینے خطبہ
پڑھنے کے اُس جا وہیں قضائے الٰہی سے فوت ہوا

ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

جب میران محمد شاہ فاروقی جوار دنیا سے معمور آباد عقبیٰ کی طرف خراماں ہوا اور کوئی وارث سلطنت کا سوائے
محمود خاں شاہزادہ لطیف خاں بن سلطان مظفر کے نہ رہا اور وہ برہان پور میں سلطان بہادر شاہ کے
حکم کے موافق کہ داعیہ سلطنت گجرات رکھتا تھا میراں محمد شاہ کے قید میں تھا اختیار خان کو اُس کے بلانے کو
بھیجا میراں مبارک شاہ برادر میراں محمد شاہ نے اُسکے بھیجنے میں تامل اور مضائقہ کیا تب امرائے گجرات لشکر
آراستہ کرکے برہان پور کے جانے پر آمادہ ہوئے اور اُس نے یہ خبر دریافت کرکے محمود خاں کو تخت
گجرات کی طرف بھیجا چنانچہ ارکان دولت نے ذیحجہ کی دسویں تاریخ ۹۴۴ھ نو سو چوالیس ہجری میں محمود خاں کو تخت
گجرات پر بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار خان صاحب اختیار رہا اور مہام مملکت گجرات کی مہار
اُسکے دست اقتدار میں آئی اور بعد چند ماہ ۹۴۵ھ نو سو پینتالیس ہجری میں امرا کے درمیان نزاع اور خصومت
واقع ہوئی چنانچہ دریا خان اور عماد الملک نے اتفاق کرکے اختیار خان کو قتل کیا بعد اس کے عماد الملک
امیر الامرا اور دریا خان غوری وزیر کل ہوا اور آخر سال میں ان کے درمیان کمال مخالفت ظاہر ہوئی
دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ شہر سے باہر لیجا کر محمد آباد چانپانیر کی طرف گیا اور عماد الملک لشکر
کثیر فراہم کرکے محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد دو تین کوچ کے اکثر سپاہ گجرات حضور نے اس سے رخصت
حاصل کیا جدا ہو کر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عماد الملک بدحواسی اور عالم اضطرار میں صلح پر
راضی ہوا اور یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گالو در سورت کی طرف جا رہے اور سلطان محمود احمد آباد کی طرف
مراجعت کرے اور ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس ہجری میں دریا خاں غوری عماد الملک کے اخراج کے واسطے شاہ محمود کو ہمراہ لیکر
مع لشکر آراستہ ولایت سورت کی سمت متوجہ ہوا اور عماد الملک بعد محاربہ بھاگ کر میراں مبارک شاہ حاکم آسیر اور
برہان پور کے پاس پناہ لے گیا اور میراں مبارک شاہ از روئے حمیت اور غیرت اُس کی مدد کے

واسطے آمادہ ہوا اور لشکر گجرات سے لڑکر شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا اور عماد الملک ملو خان المخاطب بقا ور شاہ حاکم مالوہ کے پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس مین استقامت کرکے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان ڈال کر از راہ صلح سلطان محمود کی ملازمت کی عماد الملک کے بھاگ جانے سے دریا خان غوری کو پوری قوت حاصل ہوگئی اُس نے تمام معاملات مالی و ملکی مین پورا استقلال پیدا کرلیا کہ خود ہی سرانجام دیتا اور کسی کو دخل نہ تھا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ محمود اُس کے ہاتھ مین کھلونا رہ گئے وہی درحقیقت بادشاہی کرنے لگا آخر ایک رات سلطان محمود اپنے کبوتر باز جیہ کی سازش سے ارک احمد آباد سے نکلکر عالم خان لودی کے پاس چلے گئے جس کی جاگیر دولقہ و دندقہ تھی۔ عالم خان نے بادشاہ کا پورا اعزاز و اکرام کیا اور اپنا لشکر چار ہزار جمع کیا اور دریا خان غوری نے محافظ خان وغیرہ رشتہ دارون کے اغوا سے ایک طفل مجہول النسب کا نام مظفر شاہ رکھکر تخت پر بٹھایا اور تمام امراء کو زیادتی جاگیر و خطاب دیکر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور لشکر لے کر دولقہ کی طرف متوجہ ہوا عالم خان لودی نے سلطان محمود کو بڑے لشکر کے ساتھ اپنے مقام پر چھوڑا اور خود اپنی فوج لے کر غوری کے مقابل ہوا اور حملہ اول مین دریا خان غوری کی فوج کو شکست دے کر اُس کی خاص فوج پر ٹوٹ پڑا اور اچھی مردانگی و شجاعت سے کارزار کیا لیکن جب وقت معرکہ سے نکلا تو فقط پانچ سو سوار اُس کے ساتھ تھے۔ اس حالت کو دیکھکر پریشان و حیران ہوا آخر اس کے خیال مین یہ تدبیر آئی کہ حملہ اول مین دریا خان کی ہراول فوج شکست کھاکر ضرور احمد آباد مین پہونچی اور شکست کی خبر سنائی ہوگی مجھے فی الفور احمد آباد پہونچ جانا چاہیے تقدیر موافق تدبیر پڑی اور انھین پانچ سو سوارون سے نہایت تیزی کے ساتھ احمد آباد مین داخل ہوا اور فتح کا نعرہ مارتا ہوا شاہی دولتخانہ مین داخل ہوگیا شہر والون کو شکست ہراول سے یقین کلی ہوا کہ دریا خان برباد ہوا ہے لہذا فوج فوج خدمت مین آنے لگے اور عالم خان نے حکم دیا کہ دریا خان کا گھر لوٹ لو اور شہر کے دروازے محکم بند کرو اور دریا خان کا گھر لوٹنے کے بعد لوگون نے خواہ مخواہ اس سے اتفاق کیا اور عالم خان نے شیر خان کو بادشاہ محمود کو لانے کے واسطے روانہ کیا۔ دریا خان غوری نے اپنی فتح کے خیال مین اسی میدان مین مقام کیا تھا کہ ناگاہ احمد آباد سے قاصدون نے پہونچکر اس حال سے اسکو مطلع کیا وہ بدحواس ہوکر فوراً احمد آباد کی طرف دوڑا چونکہ امراء کے اہل و عیال سب شہر مین تھے ناچار اکثر امراء نے اس کی رفاقت ترک کی اور عالم خان لودی کے پاس چلے آئے اور اسی موقع پر سلطان محمود بھی شہر مین داخل ہوا۔ دریا خان غوری یہ حال سنکر و واقعات دیکھکر برہان پور کی طرف بھاگا اور وہان بھی نہ ٹھہر سکا بھاگ کر شیر شاہ سور کے پاس گیا اور وہان بہت مراعات پائی۔ دریا خان کے دفع ہونے کے بعد عالم خان لودی نے وزارت ہاتھ مین لی اور آخر اس کو بھی غرور نے گھیرا اور دریا خان کے قدم بقدم چلنے کا ارادہ کیا۔ سلطان محمود نے ہوشیار ہوکر امراء کو اپنے ساتھ متفق کیا اور چاہا کہ عالم خان کو گرفتار کرے وہ بھی آگاہ ہوکر نکل گیا اور شیر شاہ کی خدمت مین پہونچکر بہت نوازش پائی۔

سلطان محمود

سلطان محمود کو جب امرا ناری سے نجات حاصل ہوئی تو مملکت کے نظم و نسق پر اور رعایا کی بہبودی و کثرت زراعت و آبادی پر توجہ مبذول فرما کر چند ہی روز میں گجرات کو سرسبز و شاداب کر دیا اور ارکان دولت و عمائد کے ساتھ نیک روش اختیار کر کے استقلال پیدا کیا اور احمد آباد سے بارہ کوس پر ایک شہر محمود آباد بسایا لیکن ہنوز پورا نہ ہوا تھا کہ دار ناپائدار سے کوچ فرمایا اور عمارت نو ساختہ دوسرے کے ہوس میں چھوڑی مصرع ع دین عمارت بسر نبرد کسے + قطعہ حضرت سعدی کا بو یاد آیا اسی بادشاہ کے عہد میں ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری میں قلعہ سورت دریائے عمان کے کنارے نہایت مستحکم مہیب تعمیر ہوا جس کو ترکی غلام صفر آقا نے جس کا لقب خداوند خان تھا اپنی لیاقت سے پورا کیا اور اس کی تعمیر سے پہلے فرنگی لوگ سورت کے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف پہونچاتے تھے جب صفر آقا نے اس کی تعمیر شروع کی تو چند مرتبہ کشتیوں پر سوار ہو کر فرنگیوں نے مزاحمت کے لیے سخت جنگ کی لیکن ہر دفعہ شکست کھائی آخر لاچار ہو کر نرمی و مدارات کر کے صفر خان کو بہت مال دینا قبول کیا کہ قلعہ نہ بناوے خداوند خان نے کہا کہ سلطان کی بدولت مجھے مال کی کچھ پروا نہیں ہے آخر فرنگیوں نے کہا کہ اگر قبول نہیں کرتے تو یہی دریا کے رخ اور قلعہ کو پرتگالی شکل پر بناؤ کیونکہ پرتگالی شکل پر ہو۔ خداوند خان نے کہا کہ میں نواب تعمیل کی امید پر اسی شکل سے بناؤں گا۔ یہ حصار بہت مضبوط ہے اور اس کے دو جانب خشکی سے متصل ہیں ان میں بیس گز چوڑی خندق اتنی گہری کہ پانی سے مل گئی ہے اور خندق کی دیوار پتھروں کی چونے کی چوڑائی سے بنائی اور جا بجا دراز در میں سیسہ پلایا اور ہر دو پتھر کو آہنی قلابوں سے مستحکم کر دیا ہے اور دیوار کی چوڑائی بیس گز ہے اور بیس گز اونچی ہے اور اس کے اوپر برجیں ایسے عمدہ طور پر بنائے ہیں کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی ہے اور جوناگڑھ سے بہت سی بڑی و چھوٹی توپیں جس کو سلیمانی کہتے تھے منگوا کر جا بجا موقع سے استوار قائم کیں اور ملا محمد استر آبادی متخلص بہ رضائی نے تعریف سلطان محمود و صفت خان اعظم صفر بیگ ترک کے ساتھ قطعہ تاریخ کہا جس کا تاریخی شعر یہ ہے

شعر این بنا آمد بگوش از بہر تاریخش رقیب + سد بود بر سینہ و جان فرنگی این بنا +

مترجم کہتا ہے کہ انقلاب زمانہ سے وہ قلعہ جو واہل فرنگ کے قبضہ میں آگیا اور ان کے لیے سامان راحت بن گیا۔ والملک للہ الواحد القہار سلطان محمود ۹۶۱ھ نو سو اکسٹھ تک باستقلال بے مخاصم و منازع بادشاہ رہا غایت یہ کہ آثار انقلاب میں سے کثرت شہوات و مساد یات کا ظہور عوام الناس میں بڑھ گیا تھا چنانچہ آخر ایک خادم نے جو ظاہر میں اکثر اوقات طاعات و عبادات میں مصروف رہتا تھا ہوس دنیا میں پڑ کر بادشاہ کا قاتل بن گیا اس کی توضیح یہ ہے کہ برہان نام خادم سلطان جو بظاہر پرہیزگاری کرتا تھا سلطان اکثر شکاروں میں اس کو نماز کا امام بناتا تھا البتہ کسی زمانہ میں اس سے قصور خدمت ایسا سرزد ہوا تھا کہ بادشاہ نے غصہ ہو کر اس کو دیوار کے درمیان چن دیا مگر قسمت سے زندہ رہا دوسرے یا تیسرے روز سلطان ادھر سے گزرا اور اس نے ترحم کے واسطے آنکھ و ابرو کے اشارہ سے سلام کیا بادشاہ نے رحم کھا کر اس کو معاف کیا اور نکلوا کر اس کے معالجہ میں اہتمام فرمایا لیکن اس

سے غافل کہ روسے زخم خوردہ قابل اعتماد نہیں ہوتا سلطان نے اس کو مقرب کر لیا۔ اتفاقاً شکارگاہ میں دوبارہ
اس سے حرکت ایسی سرزد ہوئی کہ قابل سزا ہوا اور مثل مشہور ہے کہ بادشاہوں کا تقرب اگر شیرین شہد
ہے بے نیش زنبور نہیں ہے بادشاہ وہاں سے قریب شام کے واپس آیا اور غسل کر کے عادت سے
زیادہ نشہ استعمال کر کے پلنگ پر سو رہا۔ بادشاہ دو سو حبشی اور جو شیر پر غالب آتے تھے اپنے پہرہ
پر رکھتا تھا اور یہ برہان بیوفا ان کا افسر کیا گیا تھا اس نے ان جانوروں کو امیر بنانے کے وعدے
دے کر اپنے ساتھ متفق کر لیا اور موقع اپنے کینہ دیرینہ کا دیکھتا تھا اس رات کو دیکھا کہ بادشاہ بہت
بے ہوش ہے اپنے بہن کے لڑکے خواجہ نام سے سلطان کو قتل کرنے کا مشورہ مستحکم کر لیا اور لوگوں سے
ظاہر کیا کہ بادشاہ کے سر کے بال جو بہت دراز تھے خشک کرنے جاتا ہوں اور ہاتھ سے پکڑ کے
کھینچے اور جب بہت بے خبر پایا تو پایہ سے مضبوط باندھے اور سلطانی تلوار غلاف سے نکال کر ذبح
کرنے چلا اور سلطان نے بیدار ہو کر ہاتھ حائل کر دیے لیکن ہاتھ مع حلق کے کٹ گئے اور برہان
بدبخت نے سوچا کہ دولت تو بیدار لتی کر چکا اگر تدبیر سے امرا کو بھی قتل کروں تو میں ہی بادشاہ ہو جاؤنگا
چنانچہ باہر نکل کر اول یہ حکم زبان بادشاہ سے سنایا کہ مطرب و گانے والے بلند آواز سے گاتے رہیں
دوسرا حکم پہونچایا کہ دس شیر کش خدمت کے لیے اندر حاضر ہوں اور لے جا کر ان کو ہتھیاروں
سے مسلح کر کے جا بجا قائم کیا۔ پھر امرا اور وزرا طلب کیے۔ آدھی رات گزر چکی تھی کہ غضنفر بیگ
یعنی خداوند خان بانی قلعہ سورت اور آصف خان وزیر حاضر ہوئے اُن کو اندر لے جا کر قتل کیا ایسے
ہی دو مہر سے دو آدمی امرائے کبار سے بلا کر مار ڈالے۔ جب اعتماد خان کو بلایا تو اس بوڑھے تجربہ کار نے
کہا کہ ایسے وقت کبھی ہم لوگوں کو بادشاہ نے نہیں بلایا آج کیا بھید ہے۔ اتنے میں دوسرا آدمی بلانے آیا
اعتماد خان زیادہ متوہم ہوا اور نہ گیا۔ برہان مردود نے عبدالصمد شیرازی مخاطب بافضل خان کو بلا کر کہا
کہ یہ خلعت وزارت بادشاہ نے تمہارے لیے بھیجا ہے تم بوڑھے آدمی تجربہ کار ہو بادشاہ خداوند خان
و آصف خان سے رنجیدہ ہوا تم کو ان کا قائم مقام کرتا ہے افضل خان نے کہا کہ جب تک بادشاہ کی حضوری
میسر ہو میں ایسے بھاری کام کی خلعت نہیں پہن سکتا ہوں برہان نے بہت مبالغہ کیا کہ مبادا شاہ ناخوش
ہو جاوے۔ افضل خان نے ایک ہاتھ آستین میں ڈالا اور کہا کہ قسم ہے کہ دوسرا ہاتھ بغیر حضوری بادشاہ
کے آستین میں نہ ڈالوں گا۔ برہان وہاں سے افضل خان کو ساتھ لایا اور بادشاہ کی لاش پر کھڑا کر کے
کہا کہ میں نے بادشاہ و اکابر کا کام تمام کر دیا اور تجھے وزیر کرتا ہوں کہ پورا اختیار تجھے حاصل ہے
افضل خان نے دردناک ہو کر بلند آواز سے برہان کو گالی دی اس پلید نے اس بوڑھے کو
شہید کر دیا اور اس وقت جو اوباش و عوام حاضر تھے سب کو خطابات امارت دے کر تخت پر بیٹھا اور
صبح تک زر بخشی میں مصروف رہا ع سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است ؎ اور شاہی ہاتھی و
گھوڑے اوباش کو دے کر صبح کو تزک و احتشام سے تیار ہوا اور سلطان کے شہید ہونے کی خبر
منتشر ہو گئی۔ چنگیز خان کا باپ عماد الملک اور الغ خان حبشی و دیگر امرا نے جمعیت بہم کر کے

اس بدبخت کے سر پر گئے اور وہ کافر نعمت اپنے سر پر چتر پھراتا ہوا اور ماتم کو ساتھ لیے ہوئے متقابل ہوا اور دلیران جنگجو نے حملہ اول میں اس کو خاک خواری پر گرایا اور سرپلن خان نے اس بد دولت کو ذبح کر ڈالا پھر اُس کی ٹانگ میں رسی باندھکر ہر گلی کوچہ میں گھسیٹتے پھرے سلطان محمود کی مدت سلطنت اٹھارہ سال سے کچھ اوپر تھی اتفاق سے سلیم شاہ بن شیر شاہ بادشاہ دہلی اور نظام الملک بحری حاکم احمدنگر بھی اسی سال ۹۶۱ھ نو سو اکسٹھ ہجری میں منتقل بآخرت ہوئے چنانچہ میرے والد مولانا غلام علی ہندو شاہ نے اُن کی وفات کی تاریخ میں چند اشعار کہے ہیں

سه خسرو را زوال آمد بیکبار
که همچون دولت خود نوجوان بود
سوم آمد نظام الملک بحری
که هندار عدل شاه والا مکان بود
دگر اسلام خان سلطان دهلی
که در ملک دکن خسرو نشان بود
الهی محمود شه سلطان گجرات
که اندر عهد خود صاحبقران بود
ز تاریخ وفات این سه خسرو
چه می پرسی زوال خسروان بود

سلطان محمود شاہ نیک نہاد اور پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات علما اور فضلا کی صحبت میں بسر کرتا تھا اور روز ہائے بزرگ یعنی روز مولود اور وفات حضرت سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور روز وفات اپنے جد والا اور دیگر روز ہائے متبرک میں فقرا اور مساکین اور مستحقین کو کھانا کھلاتا تھا اور خود اپنے دست حق پرست میں آفتابہ لے کر آدمیوں کے ہاتھ دھلاتا تھا اور پارچہ ہائے میر تعاف وغیرہ کہ اُس کی پوشاک کے واسطے مقرر تھے اُس میں سے اول دستار اور جامہ فقیروں کا تیار ہوتا تھا اس کے بعد اُس کی پوشاک تیار کرتے تھے اور آب کنار ندی کے کنارے ایک جزیرہ تیار کیا کہ سات کوس کے رقبہ میں دیوار سراسر کھینچی ہوئی تھی اور اُس آہو خانہ میں چند عمارات دلکشا اور باغیچہ ہائے روح افزا تیار کر کے ناچنے والی اُس کی عورتوں صاحب جمال کی طرف کو جمع فرمائی اور ہر قسم کے جانور اُس میں چھوڑے اور اُنھوں نے توالد و تناسل سے کثرت تمام پیدا کی اور خود شاہ عورتوں کی صحبت کا حریص تھا ہر وقت اپنی حرموں کو لے کر اُس میں شکار اور چوگان بازی کرتا تھا اور خواتین کہ اُس چار دیواری میں تھے اُن پر محل سرو و سرخ لپیٹا تھا مقبول ہو کر اس سے کوئی فرزند نہ رہا اور اُس کی حرموں میں جب کوئی حاملہ ہوتی تھی فوراً اس کی اسقاط کا حکم فرماتا تھا اور جو خان کہ علامان ہندی سے تھا سلطان اُس پر اعتماد کلی رکھکر اپنی حرم میں محرم کر کے عورتوں کا سنگار اُس سے رجوع فرماتا تھا اور اُس نے بوجہ احتیاط اور ملاحظہ کے کافور کھا کر رجولیت یعنی مردی کو اپنے سے ساقط کیا اور جو گجرات میں عورتیں مزاروں اور آدمیوں کے مکانوں پر ہر ہفتہ سے جاتی تھیں اور فسق و فجور کی رسم و رواج اس قدر مروج ہوئی تھی کہ وہ بری نہ معلوم ہوتی تھی سلطان محمود اول منع کر کے پھر امتحان کے واسطے ایک جماعت مردم مجہول کو اُن کی طلب کو بھیجتا تھا جب وہ آتی تھیں اُنھیں بسیاست و عقوبت تمام ہلاک کرتا تھا اس سبب سے کوئی سد باب ہوا

ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاولد تھا اعتماد خان نے آتش فتنہ و فساد کی تسکین کیواسطے رضی الملک نام ایک خردسال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا باتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے امرا کے تخت شاہی پر تمکن کرکے سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے مہات مملکت ساتھ اپنے رجوع کرکے اسم شاہی کے سوا کوئی شی اُس کے اختیار مین نہ چھوڑی اور جب پانچ برس اسی طور پر گذرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہوکر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کے پاس جو امرائے کبار سے تھا گیا بدین تقریب موسی خان فولادی اور ساوات خان اور عالم خان لودھی اور اعظم خان مالوہی اور بھی آدمی اُس کے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خان باتفاق عماد الملک پدر چنگیز خان اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور اختیار الملک اور امرائے گجرات کے مع توپخانہ سید مبارک خان کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خان کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن معرکہ قتال کو آراستہ کیا اور اس درمیان مین ایک گولہ توپ کا سید مبارک کے لگا کہ اُس کے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شکست کھاکر بھاگا چندروز صحرا اور جنگل مین سرگردان رہا اس صورت مین عماد الملک اور تاتار خان غوری اعتماد خان کے مکان پر آئے اور توپ مین لگا کر فیر کین اعتماد خان تاب مقاومت نہ لاکر پال کی طرف جو محمد آباد چنپانیر کے نواح مین ہی گیا اور جمعیت کرکے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن ہو لوگون نے درمیان مین آکر صلح کروائی اور امر وکالت بدستور سابق اعتماد خان کے سپرد کیا اور ولایت بھروچ اور محمد آباد چنپانیر اور نادوت اور بھی پرگنات جو آب نربدی اور نربدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دی اور موازی ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کے واسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی کبھی بے عقلی اور نادانی سے اپنے ہمدمون سے اعتماد خان کے قتل کے بارہ مین مشورہ کرتا تھا اور بمقتضائے خردسالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اعتماد خان کو بھی اسی طریق سے دو پرکالہ کرونگا جب اعتماد خان اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیش دستی کرکے ایک رات کو اُسے قتل کیا اور لاش اُس کی دیوار قلعہ سے وجیہ الملک کے مکان مین پھکوا کر مشہور کیا کہ سلطان احمد لونڈی کے واسطے وجیہ الملک کے مکان مین در آیا تھا نادانستہ مارا گیا مدت اس کی حکومت کی آٹھ برس تھی ؂

ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا

آخر ۹۵۹ھ نوسو انسٹھ ہجری مین اعتماد خان نے ایک لڑکا امرائے گجرات کی مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا ہے ماں اس کی جس وقت حاملہ ہوئی شاہ نے اسقاط حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل سے پانچ مہینے گذرے تھے مین نے اس امر پر قیام نہ کیا پس امرانے چار اور چارہ نہ جانتے تھے

تمام مملکت اپنے درمیان قسمت کر کے کمال مشغولی بہم پہونچائی اور ولایت پٹن پرگنہ کڑی تک موسیٰ خان
اور شیر خان فولادی کے قبض و تصرف میں آئی اور رادھن پورا اور تروارہ اور مورچیو راور دیگر پرگنات
پر فتح خان بلوچ متصرف ہوا اور جو پرگنے کہ آب مہارستی اور مہندری کے درمیان واقع تھے
اعتماد خان اُن پر متصرف ہوا اور شہر سورت اور ناودت اور محمد آباد عنبا نیر چنگیز خان بن عماد الملک
غلام ترک کے پاس رہا اور رستم خان کہ بھائی چنگیز خان کا تھا بھروچ پر متصرف ہوا اور دولقہ اور
دندوقہ سید میران ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر میں مقرر ہوا اور قلعہ چانپانیر اور سورت کو
امین خان غوری اپنے قبضہ میں لایا اتفاق امرائے گجرات سے کنارہ کش ہوا اعتماد خان
سلطان مظفر کو اپنا قیدی جانتا تھا اسے دربار کے روز خلق کے دکھانے کو تخت پر بٹھا کر خود
اُس کے پیچھے بیٹھتا تھا اور امرا سلام اور مجرے کو حاضر ہوتے تھے اور جب چند روز اس دیر
پرگذرے چنگیز خان اور شیر خان فولادی سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد کے واسطے احمد آباد میں
آئے اور بعد ایک سال کے فتح خان سے بسبب قرب و جوار جاگیر کے فولادیوں سے عداوت
اور مخالفت بہم پہونچی جنگ اُن کے درمیان واقع ہوئی اور فتح خان شکست پاکر اعتماد خان کے پاس
گیا اور اعتماد خان اس حرکت سے طیش میں آیا اور لشکر فراہم کر کے بشوکت تمام فولادیوں کی سر پر گیا
اور فولادی قلعہ پٹن میں قلعہ بند ہوئے اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہو کر بعجز پیش آئے اعتماد خان
نے عذر اُن کا قبول نہ کیا اور محاصرہ میں کوشش کی جب کام اعیان فولادی پر تنگ ہوا اعوانان
تحمل اس جماعت کے جمع ہو کر موسیٰ خان اور شیر خان سے کہنے لگے کہ جس وقت یہ ہمارا
عجز و انکسار قبول نہیں کرتے تو سوائے لڑ مرنے کے اور چارہ نہیں ہے پھر قریب پانسو آدمی ایکبارگی قلعہ
سے برآمد ہوئے اور موسیٰ خان اور شیر خان فولادی بھی اپنے ہمراہیوں کو لیکر وہیں ہمراہ تھے
ناچار باہر آئے اور اعتماد خان مع لشکر گجرات کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا میدان میں آکر صف آرا
ہوا فولادیوں نے اعتماد خان کی فوج خاص پر تاخت کر کے منہزم کیا حاجی خان یعنی سلیم شاہ بن
شیر شاہ کا غلام کہ عمدہ فوج اعتماد خان سے تھا بھاگ کر فولادیوں کے پاس گیا فولادیوں نے اعتماد خان
کو پیغام کیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آیا اُس کی جاگیر اس کو واگذاشت کرو اعتماد خان نے اُن کی
التماس پذیرا نہ کی اور یہ جواب دیا کہ ہمارا نوکر تھا جب بھاگ گیا اُس کی جاگیر کیوں دینی چاہیے موسیٰ خان
اور شیر خان جمعیت کر کے حاجی خان کی جاگیر پر جا کر قصبہ جوتھانہ میں مقیم ہوئے اعتماد خان افواج
کثیر فراہم کر کے اُن کے مقابلہ کو گیا اور چار ماہ مقابلہ میں پڑے رہے آخر جنگ کی نوبت آئی
اعتماد خان اس مرتبہ بھی شکست کھا کر بھروچ میں چنگیز خان کے پاس گیا اور اُسے مدد اور کمک
کے واسطے لایا لیکن صلاح جنگ میں نہ دیکھی صلح کی اور حاجی خان کی جاگیر واگذاشت کر کے احمد آباد
گیا اور چنگیز خان نے بھی دم استقلال سے مار کر اعتماد خان کو پیغام دیا کہ ہم اس درگاہ کے خانہ زاد
ہیں اور تمام امور حرم پر اطلاع رکھتے ہیں شاہ محمود شاہ ثالث فرزند نہیں رکھتا تھا اب جو اس لڑکے

کو شاہ محمود کا بیٹا مشہور کیا ہی یہ کیا بات ہی اور تو اُس کے دربار مین بیٹھتا ہی اور تیرے ہی لوگ اُس کی نگہبانی کرتے ہین اور جب تو دربار مین نہین آتا کوئی شخص اُس کے سلام کو نہین جاتا ہی اور اگر فی الواقع وہ فرزند سلطان محمود شاہ ہی پس تو بھی مثل تمام امرا اور خاصہ خیل کے اُس کی خدمت مین حاضر رہ اور جس وقت اور امرا دربار مین بیٹھین تو بھی بیٹھ اعتماد خان نے جواب دیا کہ مین نے بروز جلوس بزرگون کے سامنے قسم کھائی ہی کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہی اور بزرگون نے میرے قول کا اعتماد کرکے تاج شاہی اُس کے سر پر رکھکر بیعت کی ہی اور یہ جو تو کہتا ہی کہ اُس کی مجلس مین تو کیون بیٹھتا ہی سبب اُس کا یہ ہی کہ میری قدر و منزلت سلطان جنت آشیان کے نزدیک سب سے زیادہ تر تھی اور تو اُس زمانہ مین طفل صغیر تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا وہ اس بات کی تصدیق کرتا اور یہ جوان کہ جسے تخت سلطنت پر جلوس کرکے زیب و زینت بخشی ہی میرا اور تیرا ولی نعمت ہوتا ہی تیری خیریت اسی مین ہی کہ سر اُس کی خدمت گذاری سے نہ پھیرے اور جس طور کہ تیرا باپ خدمت اُس کے والد ماجد کی کرتا تھا تو بھی اُس کی خدمت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جا مگر ہمہ تن مصروف رہے تو پھل مراد کا درخت امید سے حاصل کرے الغرض شیر خان فولادی نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خان کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تم چند روز پاؤن دامن صبر مین کھینچکر وزیر کے ساتھ طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور بے تقریب مسند عالی کے ساتھ اظہار مخالفت نہ کرو لیکن جو چنگیز خان طمع کا دانت قصبۂ برودھ پر لگائے ہوئے تھا اس نے یہ امر قبول نہ کیا اور اعتماد خان کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس فراہم ہوئے ہین اور یہ ولایت مختصر جو میرے تصرف مین ہی ساتھ اس جماعت کے کفایت نہین کرتی ہی چونکہ حل و عقد مہام مملکت اُس مسند عالی کی رائے خیر آثار کے مفوض ہی لہذا اس بارہ مین فکر فرماوین اعتماد خان نے چاہا کہ ہم اِس کو حکام برہان پور کے ساتھ منازعت مین ڈالین تاکہ برہان پوریون کے خوف سے اس طرف کا ارادہ نہ کرے اس واسطے اس نوشتہ کے درجواب لکھ بھیجا کہ قصبہ ندربار ہمیشہ امراے گجرات کے تصرف مین رہا اور جن دنون مین کہ سلطان محمود قلعہ آسیر مین باتفاق میران مبارک شاہ رہتا تھا میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر حق سبحانہ تعالے بادشاہی مالک گجرات کی میرے دست اقتدار مین سپرد فرماوے گا تو قصبۂ ندربار تجھے انعام فرماؤن گا غرضکہ اس کے بعد جب سلطان شہید نے تخت جہانبانی پر جلوس فرمایا ایفاے وعدہ کے واسطے کہ بزرگون پر فرض عین ہی قصبۂ ندربار میران مبارک شاہ کو دیا اب سلطان کہ درجہ شہادت مین پہونچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہی کہ تم مع اپنی جمعیت کے جاکر قصبۂ ندربار پر جلد تر متصرف ہو کر زائد وظیفہ سمجھو اور آیندہ تمہارے بارہ مین فکر معقول کی جاوے گی چنگیز خان فریب کھا کر فوج کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سنہ ۹۷۶ نوسو چھہتر ہجری مین بکوچ متواتر اُس طرف روانہ ہوا اور قصبہ ندربار پر متصرف ہو کر

قدم حرص کا آگے بڑھایا یہاں تک کہ تھانیسر کے حدود میں گیا اتفاقات سے اُن دنوں یہ خبر
پہونچی کہ میران محمد شاہ فاروقی ولد میراں مبارک شاہ مع تفال خاں حاکم برار کی جنگ کو آتا ہے
اور چنگیز خان نے اپنا لشکر اُس مقام میں کہ نشیب و فراز اور ناہمواری بہت رکھتا تھا اُتارا اور جس
طرف کہ زمین ہموار تھی اُس طرف آرائش میں زنجیر کھینچی اور محمد شاہ اور تفال خاں اُس کے مقابل
صف آرا ہو کر غروب آفتاب تک ایستادہ رہے چنگیز خاں اپنے دائرہ سے باہر نہ آیا اور اُس
غرور اور نخوت کی شامت سے جو سر میں رکھتا تھا اس طرح کا خوف و ہراس اُس پر غالب ہوا کہ رات
کو مع تمامی لشکر بھاگ کر بھروچ کی طرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے غنیمت بہت دستیاب کر کے
ندربار تک پیچھا کیا اور پرگنہ پر متصرف ہوا اور اس عرصہ میں سلطان محمد میرزا کے بیٹے کہ چھ نفر تھے
اور اسامی اُن کے یہ ہیں محمد حسین میرزا مسعود ابراہیم میرزا حسین مرزا مسعود حسین میرزا شاہ میرزا
سب کے سب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے خوف سے سنبھل سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گئے
اور جب لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا سنہ ۹۷۵ نو سو پچھتر ہجری میں مالوہ کی طرف متوجہ ہوا یہ ناچار
اور لاعلاج ہو کر چنگیز خان سے ملحق ہوئے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے واسطے انہیں غائبانہ
امرائے سلطان مظفر کی سلک میں منتظم کیا اور چند پرگنے اپنی ولایت سے انہیں دیئے اور
اُسی سال باتفاق میرزایان مذکور اعتماد خاں کے سر پر لشکر کھینچا پہلے بلا جنگ قصبۂ بڑودہ
پر متصرف ہوا جب محمود آباد میں پہونچا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ عالم اور عالمیان پر ظاہر اور
باہر ہوا ہے کہ باعث اصلی اور سبب حقیقی شکست کا میرے تیرے نفاق سے ہے کس واسطے
کہ اگر ہماری کمک کے واسطے تو خود آتا یا ایک جماعت کو بھیجتا اصلا غبار فرار دامن غیرت پر نہ
بیٹھتا اور اب تقریب تہنیت اور مبارکباد شاہی کے میں احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور یقین ہے
کہ اگر تم شہر میں رہو گے ایک مخالفت اور نزاع ظاہر آوے گی بہتر یہ ہے کہ تم اور امرا اپنی
جاگیر پر جا کر سکوت اختیار کرو اور دست تصرف سلطان کو قوت دو تو مملکت موروثی میں جس
طور سے چاہے دست تصرف دراز کرے اعتماد خان نے پیغام پہونچنے سے پیشتر سلطان فراہم
لشکر کیا تھا جب یہ پیغام پہونچا شاہ مظفر کے سر پر چتر بلند کر کے باتفاق سادات خاں بخاری
اور اعتبار الملک اور ملک اشرف اور الغ خاں اور جھجار خان حبشی اور سیف الملک شہر سے
برآمد ہوا اور موضع کاوری میں جو محمود آباد سے چھ کوس ہے طرفین کا سامنا ہوا اور صفوف جنگ
آراستہ ہوئیں جب نظر اعتماد خان کی فوج چنگیز خاں پر پڑی اور سابق میں بھی میرزاؤں کی
شجاعت اور مردانگی سُنی تھی اس واسطے ہر ایک دلیر معرکہ نبرد کو قالب اژدہا تصور کر کے
بلا جنگ ڈونگرپور کی طرف مفرور ہوا اور امرائے دیگر اعتماد خان پر آفرین کر کے ہر ایک
نے ہر ایک طرف راہ فرار پائی سادات خان بخاری دولقہ کی سمت اور اعتبار الملک
محمود آباد کی طرف گئے الغ خان اور جھجار خان مع سپاہ سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد

کی طرف راہی ہوئے اور چنگیز خان نے فتح غیبی کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوکر
مہوہ مین نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو الغ خان اور جہاز خان اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کالیور
کے دروازے سے برآمد ہوکر بیرپور اور معمورآباد کی سمت روانہ ہوئے اور مظفر شاہ کے
برآمد ہونے کے وقت چنگیز خان احمدآباد مین درآیا اور اعتماد خان کے مکان مین قیام کیا اور
شیرخان فولادی نے جب قصبہ کری کے اطراف مین یہ خبر سنی چنگیز خان کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمام
ولایت اعتماد خان کو سلطان کے مصارف ضروری کے واسطے چھوڑی گئی تھی اب جو تم تنہا اُس پر
متصرف ہوئے ہو آئین مروت اور رسم فتوت سے بعید ہے اس کے بعد خود بھی مع جمعیت بسیار
کوچ کرکے احمدآباد کی طرف متوجہ ہوا چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت مین لڑنا لائق نہین ہے
اقرار کیا کہ جو ریاست دریاے صابرمتی کی اس طرف ہے تمھارے تعلق رہے اس سبب سے بعضے
پوروی احمدآباد کے مثل عثمان پور اور خان پور کے بھی شیرخان کے متعلق ہوئے اور چنگیز خان
میرزایان موصوف سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کے سبب باعزاز و تکریم پیش آیا اور میران محمد شاہ
ولد میران مبارک شاہ جو فتح اول مین دلیر ہوا تھا مملکت گجرات شاہ سے خالی یا کر امرا کی منازعت
اور مخالفت کو نعمت عظمیٰ تصور کرکے اُس مملکت کی تسخیر کے واسطے مع لشکر روانہ ہوا اور احمدآباد
تک باگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور چنگیز خان میرزایان کے بالاتفاق عازم جنگ ہوکر شہر
سے برآمد ہوا اور بعد جنگ میران محمد شاہ نے شکست پائی پریشان اور بے سامان ہوکر آسیر
کی طرف گیا اور جو فتح میرزایان کے حسن تردد سے واقع ہوئی تھی چنگیز خان نے اُن کی دلجوئی
کرکے چند پرگنہ معمور اور آباد سرکار بھروچ سے اُن کی جاگیر مقرر کی اور انھین واسطے اس کے
کہ سامان اور استعداد بہم پہونچاوین جاگیر کی طرف رخصت دی اور میرزایان موصوف جب اپنی
جاگیر مین گئے مردم اوباش اور واقعہ طلب اُن کے پاس فراہم ہوئے اور شرف الدین حسین میرزا
کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا اور داماد جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ کا ہوتا
تھا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگردان ہوکر میرزایان سے جا ملا اس واسطے جاگیر نے ان
کے خرچ پروفانہ کی بعضے محالون پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئے اور جب یہ خبر چنگیز خان
کو پہونچی تین ہزار حبشی اور پانچ ہزار گجراتی اُن کے سر پر تعینات فرمائے اور میرزایان نے چنگیز خان
کی فوج کو شکست دے کر کچھ آدمیون کو تہ تیغ کرکے تعاقب کیا اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو
جو دستیاب ہوئی تھی انہین جو خردسال اور بے ریش تھے خدمت حضور کے واسطے نگاہ رکھے اور جو کہ
جوان ریش دار تھے تیر اُن کی ناک مین کرکے اور مشکین باندھکر ایک حلقہ لکڑی کا ان کے گردن
مین ڈالکر نہایت اہانت سے چھوڑ دیا اور جب ایسا کیا سمجھے کہ چنگیز خان خود ہمارے مقابلہ کو آویگا
علاج واقعہ پیش از وقوع عمل مین لائے یعنے چنگیز خان ابھی اپنے مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ ولایت
برہان پور کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان بھی دست انداز ہوکر ولایت مالوہ کی طرف گئے اور باقی

احوال اُس کا محمد اکبر بادشاہ کے ضمن میں مذکور ہی القصہ جب الغ خان اور جہاز خان باتفاق شاہ مظفر ولایت کاٹھ کی طرف گئے اور سیر آب نربدی سے ہو کے بہت دن انتظار کھینچتے رہے کہ شاید اعتماد خان خود آوے یا اپنے بیٹے شیر خان کو بھیجکر مظفر شاہ کو لے جاوے جب اُس سے صلح ظاہر ہوئی سلطان مظفر کو ہمراہ اپنے دو نگر پور کی طرف لے جاکر اعتماد خان کے سپرد کیا اور بعد چند روز کے اعتماد خان سے اپنے سپاہیوں کے واسطے خرچ طلب کیا اعتماد خان نے جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہی کہ جس قدر ہی اور ہر سال کیا صرف ہوتا ہی اور پھر شہر میں ہی کہ کسی شخص سے قرض لیکر دیا جاوے اِس سبب سے الغ خان حبشی اور امرا اعتماد خان سے آزردہ ہوئے چنگیز خان نے اِس امر پر اطلاع پائی خطوط استمالت ہر ایک کو بھیجکر اپنے حضور طلب کیا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک اور بھی حبشی اعتماد خان کی بلا اجازت محمود آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں سے اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کر کے باتفاق یک دیگر احمد آباد کی سمت عازم ہوئے جب حوض کانکریہ پر جو شہر کے قریب ہی ہو کے اور لباس تبدیل کرنے کے واسطے سلطان محمود کے باغ میں فروکش ہوئے اس درمیان میں چنگیز خان اُن کے استقبال کو روانہ ہوا اختیار الملک اور الغ خان اور حبشیاں کو باغ میں دیکھا اُن کی تسلی اور دلجوئی کی الغ خان اور جہاز خان بولے کہ تمام عالم اور عالمیان پر روشن اور ہویدا ہی کہ ہم سب سلطان محمود کے غلام اور خانہ زاد ہیں اگرچہ دولت نے ہم میں سے ایک کی طرف انتقال پایا ہو لیکن نسبت میں ہرگز فرق نہیں ہی اور ملاقات میں رعایت اس نسبت کی چاہیے کہ منظور رہے مناسب یہ کہ بندہ ہائے سلطان سے چند بعضوں نے مزید عدوت کے باعث امتیاز پایا ہی اور اب وہ سب اِس مجلس میں حاضر ہیں جس وقت ملاقات اور سلام کو آویں امیدوار ہیں کہ درمیان کسی کو مانع ہو دین چنگیز خان نے انکسار تمام یہ امر قبول کیا اور امرا کو اپنے ہمراہ لے کر شہر میں آیا اور مکان خالی کر کے اُن کے سپرد کیے اور بعد چندے ایک مخبر نے آنکر الغ خان کو خبر کی کہ چنگیز خان تجھے اور جہاز خان کو تیغ بے دریغ سے ہلاک کیا چاہتا ہی اور قرار دیا ہی کہ تم کو تعین میدان چوگان میں تاکر ہنگام غفلت جو رنگ کرے اگر کل وہ تالاب کانکریہ کی طرف چوگان بازی کو گیا کچھ خوف نہیں ہی کس واسطے کہ وہاں صحرا وسیع ہی ہر طرف بھاگ سکوگے اور جو میدان ہندرین جوارک کے پاس ہی گیا یقین جانو کہ کام مشکل ہی وہ وہاں اپنا ارادہ ظہور میں لاوے گا اور ابھی جاسوس یعنی مخبر اِس کلام سے فارغ ہوا تھا کہ چنگیز خان کا فرستادہ آیا اور بعد دعا کے یہ پیام دیا کہ کل چنگیز خان میدان ہندرین چوگان بازی کو جاوے گا تم بھی صبح کے وقت حاضر ہو الغ خان یہ خبر سنکر متردد اور مضطرب ہوا اور سوار ہو کر سیف الملک حبشی کے مکان پر گیا اور وہاں جاکر جہاز خان اور رشیدی بدر شاہی اور مجلدار خان اور خورشید خان کو بلاکر یہ راز ظاہر کیا اور بعد رد و بدل اور گفتگوے و بار سبھوں نے یہ تجویز کی کہ پہلے سبقت اور پیشدستی کر کے چنگیز خان کو قتل کیا چاہیے غرضکہ دوسرے دن الغ خان اور جہاز خان حبشی لیے

یارون کو لے کر سوار ہوئے اور چنگیز خان کے دربار مین گئے اور جو ابھی لشکری اور ہوا دار اُس کے حاضر نہوئے تھے آدمی بھیجکر انھین دعا پہونچائی اور پیغام دیا کہ اشارہ کے موافق حاضر ہین اور جلدی چوگان بازی کے واسطے چلین اور چنگیز خان شراب صبح کہ جس کو صبوحی کہتے ہین پیکر بدمست اور سرخوش تھا ایک جوڑا کپڑا گری کا پہنکر تنہا مکان سے برآمد ہوا اور باتفاق حریفان دغا پیشہ میدان بہد کی طرف توجہ فرمائی جب تھوڑی راہ قطع کی الغ خان حبشی جو چنگیز خان کے داہنی طرف اور جہاز خان بائین سمت جاتے تھے اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہی یہ سنتے ہی جہاز خان حبشی نے فوراً ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی چنگیز خان کے رسید کی کہ ایک ہی وار مین سر اُس کا تن نازنین سے جدا ہوا اور لاش اس کی خون کی ندی مین غرق ہوئی اور وہان سے جلو ریز اپنے مکانون مین جاکر جنگ پر مستعد ہوئے اختیار الملک بھی ان کی موافقت پر آمادہ ہوا اور رستم خان بھانجا چنگیز خان کا کہ پیچھے سے مع فوج آتا تھا لاش ماموں کی ہاتھی پر ڈال کر بدون اُس کے کہ مکان پر لیجاوے بہروچ کی طرف روانہ ہوا اور اوباش شہر نے دست تاراج مردم چنگیز خان پر دراز کیا اور جب یہ تحقیق ہوا کہ رستم خان بہروچ کی طرف گیا الغ خان حبشی اور اختیار الملک اور جہاز خان اور بھی امرا قلعہ ارک مین کہ ساتھ بہدر کے شہرت رکھتا ہی داخل ہوئے اور ایک خط اعتماد خان کو سب نے لکھا حقیقت حال سے اطلاع بخشی اور اُسے احمد آباد کی طرف طلب کیا اور اُسی روز بدر خان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہینت اور مبارکباد کے واسطے شہر مین آئے اور ہر ایک امراے لشکر کے واسطے ایک گھوڑا پیشکش لائے اور الغ خان اور جہاز خان حبشی نے امراے مذکور کے ساتھ جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنے پرگنانون کی طرف پلٹ گئے دوسرے دن شیر خان فولادی نے جاسوس بھیجکر خبر لی کہ مردم اُمرا سے کوئی شخص محافظت کے واسطے بہدر مین نہین رہتا ہی اس واسطے چنگیز خان کے قتل کی تیسری رات کو ساوات خان کو کہ ایک امراے شیر خان سے تھا مع تین سو آدمی بھیجا اور اُس نے آتے ہی دیوار قلعہ کی خان پور کیطرف سے مسمار کر کے بہدر پر متصرف کی اور بعد چند روز کے اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنے ہمراہ لیکر احمد آباد مین آیا اور جو قلعہ بہدر ساوات خان کے تصرف مین تھا مظفر شاہ اپنے مکان مین مقیم ہوا اور قلعہ بہدر کی رہائی کے بارہ مین ایک خط شیر خان کو تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ قلعہ بہدر سلاطین کا مکان ہی جب بادشاہ نہووے ملازمین اور ہوا خواہون کو لازم ہی کہ اپنے صاحب کے مکان کی محافظت کرین نہ یہ کہ خود اُس مین سکونت کر کے متصرف ہو وین اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر مین داخل ہوا ساوات خان کو فہمایش کرو کہ قلعہ بہدر کو خالی کرے شیر خان نے اُس حقوق کی رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُس پر مبذول رکھا تھا اُس کے کہنے پر عمل کر کے فوراً قلعہ خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنے مکان مین جاکر استقامت فرمائی درمیان اِس حال کے مخبرون نے خبر پہونچائی کہ میرزایان ولایت مالوہ سے بھاگ آئے اور راستہ مین جب خبر چنگیز خان

کے قتل کی سے خوش دل اور مسرور ہو کر ولایت بھروچ اور سورت کی طرف اس نیت سے متوجہ ہوئے کہ اس صوبہ پر متصرف ہوویں اور اختیار الملک اور الغ خان نے اعتماد خان کے مکان پر جا کر یہ بات کہی کہ ولایت بھروچ حاکم سے خالی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میرزایان مذکور اس طرف متوجہ ہیں بہتر یہ ہے کہ تمام امرا جمعیت کر کے بھروچ کی طرف روانہ ہوویں اور اس مقام کو اپنے قبض و تصرف میں لاویں اور اس کام میں تامل اور تساہل کو اپنی طبیعت میں ہرگز راہ نہ دیویں کس واسطے کہ بھروچ اگر میرزایان کے تصرف میں در آوے گا پھر نہایت دشواری سے اس جماعت کے تصرف سے برآوردہ ہوگا اعتماد خان نے اپنا آدمی شیر خان فولادی کے پاس بھیج کر صلاح پوچھی شیر خان نے اسی رائے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ تمام افواج کے تین جز ہوویں اول الغ خان مع حبشیان ایک منزل آگے جاوے جب وہ اس منزل سے کوچ کرے اعتماد خان و اختیار الملک اور امرائے دیگر کہ جز دوسرا ہے اس منزل میں فروکش ہووے اور جب جز دوسرا اس منزل سے آگے بڑھے تیسرا جز کہ شیر خان فولادی و دیگر امراء سے مراد ہے اس منزل میں قیام کرے اور سادات خان بخاری اپنی جگہ اور مقام میں رہے جب اس رائے نے قرار پکڑا الغ خان اور جہجار خان و سیف الملک مع حبشیان تمام محمود آباد میں پہونچے اعتماد خان متوہم ہوا اور شہر سے باہر جا کر یہ حرکت الغ خان اور اس کے یاران ہمدم یہ حرکت اس کی طرافت پر گمان کر کے آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے اس کے دشمن چنگیز خان کو جو اپنا قتل رکھتا تھا ہلاک کیا اور وہ ہم سے نعاق کرتا ہے صلاح یہ ہے کہ اس کی ولایت آپس میں تقسیم کر کے متصرف ہوویں چنانچہ قرار داد پر عزم مصمم کر کے پرگنہ کنبایت اور پرگنہ جالاوار اور بعضے اور پرگنات پر متصرف ہوئے اس صورت میں میرزاؤں کو فرصت ہوئی کہ قلعہ چانپانیر اور قلعہ بندر سورت اور دیگر مواضع پر قابض ہوئے اور رستم خان جو قلعہ بھروچ میں قلعہ بند ہوا تھا میرزاؤں سے لڑا آخر کو امان چاہی اور قلعہ ان کے سپرد کر کے برآمد ہوا اور جب مردم نے جاگیر گجرات کے شہر سے برآمد ہو کر الغ خان کے شریک ہوئے الغ خان نے جہجار خان سے کہا کہ جو سپاہی شہر سے برآمد ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں مناسب ہے کہ اعتماد خان کے پرگنات میں سے اس جماعت کے واسطے کے لیے جاگیر مقرر کریں جہجار خان نے کہا کہ جو کچھ اس جماعت کو دیتے ہو وہ مجھے دو اور جو اس گروہ سے امید کی ہے وہ مجھ سے وقوع میں آوے گی ان باتوں کے سبب الغ خان اور جہجار خان کے درمیان تنازع واقع ہوا پھر اعتماد خان فرصت پا کر جہجار خان کو مکر و فریب سے فریفتہ کر کے اپنے پاس لے گیا اس سبب سے حبشیوں کی شوکت میں فتور عظیم نے راہ پائی الغ خان حبشی اور سادات خان بخاری شیر خان فولادی سے جا ملے اور جب کہ یہ استقلال شیر خان فولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت پا کر ایک روز عمل الغروب آباد کھڑکی سے برآمد ہوا اور بسبیل استعجال عیاث پور کی منازل میں کہ قریب قصبہ سرکیج ہے الغ خان کے دائرۂ لشکر میں پہونچا اور الغ خان اسے دیکھتے ہی شیر خان کی خدمت میں گیا اور یہ بات کہی کہ سلطان مظفر بدون اس کے کہ مجھے پہلے اطلاع بخشے میرے لشکرگاہ میں آیا ہے

لیکن ابھی تک مین نے اُس سے ملاقات نہین کی ہی شیرخان فولادی سے نے کہا کہ جہان عزیز ہوتا ہی تم جاکر
حقوق خدمتگاری بجالائو اور علی الصباح خط اعتماد خان کا شیرخان فولادی کو پہونچا کہ جو مظفر شاہ فرزند
محمود شاہ ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اس واسطے مین نے اُس کو تخت شاہی سے اُٹھا کر نکالدیا تاکہ میرزاؤن
کو بلا کر تخت سلطنت پر متمکن کر کے ملک گجرات اُن کے سپرد کر دون یہ خط پڑھکر شیرخان فولادی نے
سید حامد کے لشکر گاہ مین جاکر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کے جلوس کے وقت اعتماد خان نے کیا کہا تھا سید حامد
اور دیگر سادات نے جواب دیا کہ اعتماد خان نے قرآن مجید اُٹھا کر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند سلطان محمود ثالث
ہی اب اُس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہی شیرخان فولادی سید حامد سے رخصت ہوا اور رانع خان حبشی کی
فرودگاہ مین آیا اور کمان ہاتھ مین لیکر جس طور سے کہ نوکر اپنے آقا کی ملازمت کرتا ہی سلطان مظفر کی شرف
ملازمت سے مشرف ہوا اور رانع خان حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کر کے اپنے مکان پر لایا اور
اُس کی خدمت گذاری مین قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤن کو بھروچ کی حدود سے طلب کیا جب یہ
پانچ چھ ہزار سوار لیکر احمد آباد مین پہونچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤن کو مع مردم اختیار الملک کے حبشیون
کی جنگ کے واسطے بھیجتا تھا یہان تک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچا اور اعتماد خان نے
جب دیکھا کہ کوئی تدبیر پیش نہین جاتی ہی اس واسطے عرض داشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ملاحظہ مین بھیجکر
گجرات کی تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اس وقت کہ سنہ ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری تھی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
ناگور کیطرف تشریف لایا اور پیر محمد خان کو جو بہ خان کلان مشہور تھا مع جماعت کثیر امراے نامدار سروہی کی تسخیر
کے واسطے بھیجا تھا اور جب پیر محمد خان راجہ سروہی کی سروہی سے زخمی ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
بسعادت و اقبال پیر محمد خان کے لشکر گاہ کیطرف متوجہ ہوا اور اس وقت مین عرضیان خوانین گجرات کی پہونچین
پھر وہان سے بلا توقف گجرات کی عزیمت کی چنانچہ اس تفصیل سے جو اپنے مقام مین مذکور ہی رایات نصرت
آیات اکبری پٹن گجرات کی طرف پہونچی شیرخان فولادی کہ اس وقت احمد آباد کو محاصرہ مین رکھتا تھا بدحواس
ہو کر کسی طرف مفرور ہوا اور ابراہیم حسین مرزا اور بھائی اُس کے برودہ اور بھروچ کی سمت راہی ہوئے
اور اعتماد خان اور میرزا ابو تراب شیرازی اور رانع خان حبشی اور جہاز خان اور اختیار الملک سلطان اکبر
فلک آشیان کا احرام آستان باندھکر دولت خواہون کے سلک مین منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیرخان
فولادی سے جدا ہو کر آنحضرت کی ملازمت مین حاضر ہو کر اختصاص پایا اور گجراتیون کی سلطنت اور دولت
نے رجب کی چودھوین تاریخ سنہ ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری مین زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ کے ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اور اسی یورش مین قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے تصرف
سے برآوردہ ہوا اور سلطان فلک آشیان مراجعت کے وقت جب نواح بھروچ مین پہونچا والدہ
چنگیز خان نے سلطان سے فریاد کی کہ میرے فرزند کو جہاز خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ نے جہاز خان حبشی کو کہ ملازم رکاب تھا قصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنے ہمراہ آگرہ کی طرف لیگیا
اور جس وقت کہ منعم خان خانخانان بنگالہ کی طرف جاتا تھا اُس کے سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادی خانم

کو اُس کے عقد میں دلایا اور بعد چند عرصہ کے اُس سے بدگمان ہو کر اُسے قید کیا اور وہ فرصت کے
وقت قید خانہ سے بھاگ کر ۹۸۹ھ نو سو نواسی ہجری میں ولایت گجرات میں گیا اور لشکر بہت ہم پہونچا کر
قطب الدین خاں حاکم گجرات سے لڑا اور اُسے قتل کیا اور نو برس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پر متصرف
ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چندے بادشاہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے ۹۹۱ھ نو سو
اکانوے ہجری میں میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خاں ترکمان کو جس کا خطاب خانخاناں تھا اُس کے دفع
کے واسطے تعین کیا وہ تھوڑی جماعت سے احمد آباد کی طرف گیا اور شاہ مظفر کو جوناگڈھ کی طرف
بھگایا اور پھر از سر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف میں آیا اور اب تک وہ مملکت بہشت آئین اُس
خاندان عالیشان کے قبضہ میں ہے مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگام تنزل تک تیرہ سال اور چند
ماہ تھی فقط



مقابلہ پانچوان حکام مملکت مالوہ اور مندو کے بیان مین

ناظرین پرتمکین پر پوشیدہ نہ ہے کہ بلاد مالوہ ایک مملکت وسیع ہے اور ہمیشہ حکام ذی شان اُس ملک مین رہتے تھے اور راجہاے کبار اور رایان نامدار مثل راجہ بکرماجیت کے کہ مدار تاریخ ہنود اُسکی ابتداے سلطنت سے ہے اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اِس کے جو راجہاے ہندوستان سے ہین مالوہ کی حکومت پر امتیاز رکھتے تھے اور بعد سلطان محمود غزنوی کے جس کی وجہ سے اسلام ہندوستان مین شائع ہوا سلاطین دہلی مین سے سلطان غیاث الدین نے اِس مملکت پر غلبہ پایا بعد اِس کے سلطان محمد بن فیروز شاہ تک وہ مملکت بادشاہان دہلی کے تصرف مین رہی اور دلاور خان غوری نے کہ نام اصلی اُسکا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کے اولاد مین سے تھا بعد قتل سلطان محمد بن فیروز شاہ کے اس مملکت کی حکومت پر فائز ہو کر باستقلال سلطنت کی اور اِس وقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گیارہ نفر نے جداگانہ ۹۷۹ھ نوسواناسی ہجری تک ایک نے بعد دوسرے کے حکومت کی اور اُس عرصہ مین براے چندے سلطان بہادر اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مالوہ کی حکومت پر فائز ہوئے منقول ہے کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ نے ایک جماعت کو کہ جسنے ایام فرار ہونے مین اُسکی ہمراہی اور رفاقت کر کے وفاداری کی تھی جب وہ سلطنت پر فائز ہوا اعلیٰ قدر مراتب طریقہ رعایت وسلوک مسلوک رکھکر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سرور کو خطاب خواجہ جہان دیکر وزیر کل کیا اور ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خان کو حاکم ملتان اور دلاور خان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چارون شخص صاحب سلطنت ہو کر شاہ ہوے الغرض دلاور خان دھار مین مقیم ہوا اور بازوے شجاعت اور راے صائب کی قوت سے

ولایت مالوہ کو ضبط مین لایا اور دست تصرف جلجیہ کو اُس مملکت کے اطراف واکناف سے کوتاہ کیا چونکہ ہمیشہ
اُس کے دل مین یہ خیال گذرتا تھا کہ شادی آباد مندو کو اپنا دار الملک بناؤں لہٰذا کبھی کبھی جا کر اُس کی تعمیر مین
کوشش کرتا تھا اور پھر دھار کیطرف مراجعت کرتا تھا اور سنہ آٹھ سو ایک ہجری مین سلطان محمود بادشاہ دہلی
بوجہ صولت صاحبقران امیر تیمور کے گجرات کی طرف مفرور ہوا اور جب شاہ مظفر نے سلوک اس کی مرضی
کے مطابق نہ کیا اُس سے رنجیدہ ہو کر دھار کی سمت متوجہ ہوا جس وقت مالوہ کی سرحد پر پہونچا دلاور خان
نے اپنے عزیز و اقارب اور امرا کو استقبال کیواسطے بھیجکر یہ حکم کیا کہ منزل بمنزل جشن اور ضیافت کرتے ہوئے لادین اور
لوازم خدمت بہترین وجہ سے بجالاوین اور جب دھار سے آٹھ کوس ادھر پہونچا دلاور خان خود بھی استقبال کے
تہیہ مین ہوا الپ خان ہوشنگ کہ اپنے باپ دلاور خان سے اس امر مین راضی نہ تھا مع اکثر لشکر مالوہ شادی آباد مندو
کی طرف گیا اور دلاور خان سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور اُن حضرت کو باعزاز و احترام
تمام شہر دھار مین لایا اور تمام نقود اور جواہر اپنا سلطان کے ملاحظہ مین گذرانکر کہا کہ تمام نقد و جنس حضرت کا
ہے اور بندہ غلام اور جمیع اہل حرم پرستار ہین ناصر الدین محمود شاہ بہت مسرور ہوا اور اُسے دعاے خیر دیکر
انھین سے جسقدر کہ حاجت تھی لیا باقی کو واپس دیا اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین محمود شاہ امراے دہلی کی التماس
کے موافق دلاور خان کو وداع کر کے اس طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ یہ خبر سنکر باپ کی ملازمت کا عازم ہوا اس
تین سال کی مدت مین کہ ہوشنگ مندو مین تھا ایک قلعہ سد اسکندر سے سنگین تر تیار اور کا بنانے
سانے لگا اور اُسے اپنے عہد سلطنت مین تیاری کو پہونچایا جیسا کہ اسکی تعریف عنقریب آتی ہے اور جب
ناصر الدین محمود شاہ مر گیا اور دہلی کی سلطنت نے خلل تمام قبول کیا دعوی استقلال کا کر کے بطور سلاطین
خطبہ مالوہ کا اپنے نام پڑھا اور چتر اور سرا پردہ اپنا سرخ کیا منقول ہے کہ اسکا دادا جو غور کا باشندہ تھا بادشاہان
دہلی کی درگاہ مین صاحب جاہ ہوا اور اُسکا بیٹا درجۂ امارت کو پہونچا اور اسکا پوتا کہ دلاور خان غوری سے
مراد ہے وہ فیروز شاہ کے عہد مین امراے کبار سے ہوا اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین جب مالوہ جاگیر مین پایا
آداب ملک داری مین سلاطین کی روش اختیار کی اور مدت دراز حسب خواہش دل بسر کی اور سنہ آٹھ سو
آٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے کوچ کیا اور بعضے کتب کی نظر سے گذرا کہ وہ ہوشنگ کی کوشش سے مسموم
ہوا مدت حکومت اُس کی بیس سال تھی ان مین سے کچھ اوپر چار برس سلطنت کی

ذکر ہوشنگ بن دلاور خان غوری کی سلطنت کا

الپ خان اپنے باپ کے بعد مالوہ کی حکومت پر متمکن ہوا اور طغراے حکومت اپنے نام لکھکر اپنے تئین
سلطان ہوشنگ ملقب کیا اور اُس نواح کے امیرون اور بزرگون نے اُس سے بیعت کی اور حلقہ اُسکی
اطاعت کا زیب گوش کیا لیکن ابھی مہمات سلطنت اور بنیاد دولت نے استحکام نہ پایا تھا کہ مخبر خبر لائے
کہ سلطان مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خان غوری نے اپنے باپ دلاور خان کو طمع دنیا کے سبب
زہر دے کر ہلاک کیا اور اپنا ہوشنگ شاہ نام رکھا ہے چونکہ دلاور خان غوری اور سلطان مظفر

گجراتی کے درمیان عقد اخوت یعنی بھائی چارہ تھا وہ سامان جنگ درست کر کے اسطرف متوجہ ہوا سلطان ہوشنگ بھی بقصد جنگ قلعۂ دھار سے برآمد ہوا اور سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری میں طرفین صف آرا ہو کر نہایت مردی اور مردانگی سے جنگ مین مشغول ہوئے یہان تک کہ سلطان مظفر اُس معرکہ مین زخمی ہوا اور سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پراختلال کے دونون نے پاے شجاعت کو متزلزل نہ کیا حرب و ضرب سے دست زبردست باز نہ رکھے جو کہ فتح اور شکست کوشش سے میسر نہین ہوتی عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کے پرچم مراد پر چلی اور ہوشنگ بھاگ کر قلعہ مین پناہ لے گیا اور جب طاقت مقابلہ اپنے مین نہ پائی ناچار امان طلب کر کے شاہ مظفر گجراتی کے پاس حاضر ہوا اور اُسیوقت سلطان نے اُسے مع امرا مقید کر کے حوالات مین سپرد کیا اور اپنے بھائی خان اعظم نصرت خان کو قلعۂ دھار مین مع جمعیت کثیر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کر کے سالماً غانماً گجرات کی سمت متوجہ ہوا اور نصرت خان ناکردہ کار نے جو اول سال رعایا کے مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بدسلوکی اختیار کی اور سلطان مظفر گجرات مین پہونچ چکا تھا لشکر مالوہ نے فرصت پا کر نصرت خان کو قلعۂ دھار سے نکال دیا اور چونکہ نصرت خان اُس نواح مین توقف کر کے ولایت مالوہ سے نہ جاتا تھا اِس سبب سے پیچھا کر کے بعضے پس ماندون کو ایذا بہت پہونچائی مگر نصرت خان شاہ مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑ کر قلعۂ شادی آباد مندو مین کہ بروج سنگین اُسکے منطقۃ البروج کے ساتھ لاف برابری کا مارتے تھے مقیم ہوا اور سپاہ نے موسیٰ خان کو جو سلطان ہوشنگ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات مین سلطان ہوشنگ کو پہونچی اُس نے عرلضیہ اپنے ہاتھ سے لکھکر سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اُس کا مضمون یہ تھا کہ آن خداوند جہان و جہانیان فقیر کے بجاے باپ اور چچا کے ہوتے ہین اور جو بات کہ بعضے اہل غرض نے معروض کی ہے خدا جانتا ہے کہ خلاف واقعہ ہے اور ان دنون مین سُنا جاتا ہے کہ امراے مالوہ نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی اور موسیٰ خان کو سردار بنایا اور وہ مالوہ پر متصرف ہو کر دم استقلال کا مارتا ہے اگر فقیر کو قید سے رہا کر کے ممنون احسان فرماوین یقین ہے کہ وہ بلا و ہاتھ آوین سلطان نے ایک سال کے بعد اُسے قید سے رہا کر کے عہدنامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کر کے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی کمک کے واسطے رخصت کیا اور اُسنے دھار اور اُسکے اطراف کو امراے کے تصرف سے برآورده کر کے اُسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہوشنگ نے چند روز دھار مین استقامت کی جب ایک جماعت خاصہ خیل سے اُسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعۂ شادی آباد مندو کیطرف امرا کی استمالت کو بھیجکر اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سُنکر سب مسرور اور خوشحال ہو کر اُس کے خواہان ملازمت ہوے لیکن جو عیال اور اطفال اپنے ہمراہ قلعۂ شادی آباد مندو مین لیگئے تھے اس سبب سے اُس کی خدمت مین حاضر نہو سکتے تھے لہذا سلطان ہوشنگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر قصبۂ دھار سے قصبۂ دہر کی طرف گیا اور آتش جنگ شعلہ زن کی اور ہر روز ایک جماعت اُس کے ہمراہیون سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدبیر پیش نجاتی تھی اس واسطے سلطان ہوشنگ نے صلاح اِس مین دیکھی کہ وہان سے کوچ کر کے ولایت کے بیچ مین قیام پکڑے اور قصبون

اور پرگنوں پر متصرف ہو گئے اس درمیان میں ملک مغیث نے جو سلطان ہوشنگ کا پھوپھی زاد بھائی تھا ملک
خضر عرف میاں آغا سے طریق مشورہ درمیان میں رکھا کہ اگرچہ موسیٰ خان جوان شائستہ ہے اور ہمارا چچیرا بھائی
ہوتا ہے لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور دلاوری میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اور یہ سلطنت ارثاً اور استحقاقاً
اُسے پہونچتی ہے اور مادر اس کے اُس نے ایام طفلی میں میری والدہ کے آغوش شفقت میں پرورش
پائی صلاح اس میں ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اس کے دست اقتدار میں سونپی جاوے ملک خضر عرف
میاں آغا نے رائے ملک مغیث کی پسند کی اور باتفاق شب کو قلعہ شادی آباد مندو سے برآمد ہو کر
سلطان ہوشنگ کے پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث کو وعدہ وزارت کا دیکر مسرور
اور محظوظ کیا اور موسیٰ خان نے جب یہ خبر سنی رشتہ استقلال سلطنت کو مقراض مایوسی سے قطع کر کے اپنے
انجام کار میں متفکر ہوا اور آخر کو قلعہ خالی کر کے نکل گیا اور سلطان ہوشنگ نے قلعہ شادی آباد مندو میں
جا کر دار الامارۃ میں قرار پکڑا اور ملک مغیث کو ملک الشرق خطاب دیکر منصب وزارت پر سرفراز کیا
اور اُس کو اپنے جمیع امور میں نائب اور قائم مقام کیا اور سنہ ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ ہجری میں جب شاہ مظفر نے حیات
مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور احمد شاہ ابن محمد شاہ بن سلطان مظفر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا
فیروز خان اور ہیبت خان فرزندان شاہ مظفر نے نشان عداوت خطۂ بہروچ میں بلند کر کے سلطان ہوشنگ
سے اعانت طلب کی اُس نے حقوق پرورش مظفر شاہی اور رعایت احمد شاہ کو طاق نسیان پر رکھا
اور کینۂ دیرینہ نے اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ملک گجرات میں جا کر اس سلطنت کے قواعد کو مختل کرے
لیکن سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر مع لشکر فراوان بہروچ کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور فیروز خان
اور ہیبت خان سپاہ احمد شاہی کے خوف و ہیبت سے امان طلب کر کے اُس سے جا ملے سلطان
ہوشنگ راہ سے مراجعت کر کے دھار میں آیا اور ابھی عرق ندامت اور خجالت کا اس کی پیشانی سے
خشک نہ ہوا تھا کہ پھر مرتکب ایک حرکت شنیعہ کا ہوا وہ یہ ہے کہ سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری میں سلطان
ہوشنگ کو خبر پہونچی کہ احمد شاہ گجراتی جالوارہ کے راجہ کی سرکوبی واسطے لشکر کش ہوا ہے اور انہیں دنوں میں راجہ
جالوارہ کا عریضہ سلطان ہوشنگ کے پاس باستدعائے کمک پہونچا اور حامل عریضہ نے کمک کے بارہ میں
مبالغہ حد سے زیادہ کیا ہوشنگ شاہ مقدمات سابق کو بالکل فراموش کر کے مع لشکر کثیر دھار سے
گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ممالک میں بہت خرابی پہونچائی اور سلطان احمد شاہ گجراتی بمجرد پہونچنے
اس خبر کے اُسکے دفع کا عازم جازم ہوا اور جب طرفین کا سامنا ہوا اور راجہ جالوارہ سے مدد نہ پہونچی
سلطان ہوشنگ نے مجبور ہو کر اپنی ولایت کی سمت مراجعت کی اور اس عرصہ میں نصیر خان فاروقی اس امر
کا قاصد ہوا کہ قلعہ تھالنیر کو جو اسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اُسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے
تصرف میں لاوے اور جب نصیر خان فاروقی سلطان ہوشنگ سے طالب کمک ہوا اُسنے اپنے بیٹے
غزنین خان کو مع پندرہ ہزار سوار اس کی مدد کے واسطے بھیجا نصیر خان فاروقی اس کی اعانت کے سبب
قلعہ تھالنیر کو لیکر سلطانپور کے اطراف میں گیا سلطان احمد شاہ گجراتی اُن کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا



اور زمینداران گجرات یعنی راجہ جالوارہ اور راجہ جینیا نیرا اور راجہ نادوت اور رایدرسنے فرصت پاکر عرضیان
متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت مین روانہ کین کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری مین تساہل اور تجاہل
واقع ہوا لیکن اِس مرتبہ جانسپاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگا اگر آنحضرت گجرات کی طرف متوجہ
ہوویں ہم کچھ راہبر آپ کی خدمت مین بھیجین کہ وہ لشکر کو ایسے راستہ سے لیجاویں کہ ملک گجرات کے
پہونچنے تک سلطان احمد واقف نہووے جو یہ خجالت عداوت سابق کے سوا ہوئی تھی سلطان ہوشنگ نے
اس ارادہ سے سامان جنگ درست کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین مع شوکت تمام مہراسہ کے
راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً اُن دنون مین سلطان احمد سلطان پور اور نندربار کے اطراف مین
پہونچا غزنین خان مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی آسیر کیطرف گیا اور جب احمد شاہ گجراتی کو خبر
پہونچی کہ سلطان ہوشنگ مہراسہ کیطرف گیا ہو اُس کی آتش فتنہ کی تسکین تمام امور پر مقدم سمجھکر باستعجال
تمام مہراسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت باراندگی تھوڑے عرصہ مین بطور تاخت آپ کو وہان پہونچایا
اور جاسوسون نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی بیقرار ہوکر زمیندارون
کو کہ جنھون نے عرضیان بھیجکر غبار فتنہ وفساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب اُن سے بوے
خیر نہ سونگھی زبان ملامت کھولکر حروف ناسزا زبان زد کیے اور جس راستہ سے کہ آیا تھا سر کھجا کر پلٹ گیا
احمد شاہ گجراتی نے چند روز قصبۂ مہراسہ مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ ساتھ اُس کے ملحق ہووے اور بعد اجتماع
لشکر ماہ صفر سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری مین ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر کالیادہ کے
نواح مین مقام کیا اور سلطان ہوشنگ چند منزل بڑھکر جنگ مین مشغول ہوا اور بعد اس کے تاب مقاومت
نہ لاکر قلعۂ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے شادی آباد مندو کے دروازہ
تک تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے ظفر آباد نعلچہ تک گیا اور چند
روز وہان مقام کرکے افواج ولایت کے اطراف مین بھیجین اور جو قلعہ شادی آباد مندو نہایت سنگین
اور مستحکم تھا ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہان سے چاہا کہ اُجین مین جاوے جو موسم
برسات پہونچا تھا امرا اور وزرا عرض پیرا ہوئے کہ صلاح دولت اس مین ہو کہ اس سال آنحضرت دارالملک
گجرات کی طرف معاودت فرماکر اُن مفسدون کو کہ باعث فتنہ وفساد ہوئے ہین گوشمالی بواجبی دیوین
اور سال آیندہ مین بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر مین مشغول ہوویں القصہ احمد شاہ گجراتی اس قرار پر دھار سے
مراجعت کرکے گجرات مین داخل ہوا اور اس سال مالوہ مین جب کچھ آثار نجابت اور کار روائی ملک محمود فرزند
ملک مغیث کے جبین مبین پر واضح اور لائح ہوے سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر
مہمات ملکی مین جو اُس کے باپ سے رجوع تھے شریک کیا اور جب کہین جاتا تھا ملک مغیث کو مہمات ملکی
کے انتظام کو قلعہ مین چھوڑ جاتا تھا اور محمود خان کو اپنے ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سال مذکور مین سلطان احمد شاہ
کو یہ تمنا ہوئی کہ ولایت مالوہ مین جاؤن اور جو کچھ میرے ہاتھ سے بن آوے اس مین تقصیر نکرون سلطان
ہوشنگ نے اُسکے ارادہ پر آگاہ ہوکر ایلچیان زبان آور کو مع تحف وہدایا بھیجکر صلح چاہی سلطان احمد شاہ نے

مشکش لیکر اس وقت احمد آباد کیطرف مراجعت کی اور سنہ ۸۲۳ھ آٹھ سو تیئیس ہجری میں سلطان ہوشنگ قلعہ کھرلہ پر
جو برار کی سرحد میں ہے لشکر لیگیا اور حاکم کھیرلہ یعنی نرسنگھ رائے مع پچاس ہزار سوار اور پیادہ مقابلہ کو آیا
اور بعد جنگ شدید سلطان ہوشنگ ظفریاب ہوا اور نرسنگھ رائے مارا گیا پھر سلطان نے قلعہ سارنگپور
کو جو نرسنگھ رائے کے متعلق تھا محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور مال اور جواہر اور چوراسی ہاتھی نامی دستیاب کیے اور
نرسنگھ رائے کے بیٹے کو کہ قلعہ کھیرلہ میں تھا اپنا فرمان بردار اور باج گذار کرکے سالمًا و غانمًا شادی آباد مندو
کیطرف رونق افزا ہوا اور سنہ ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنے لشکر سے
انتخاب کرکے سوداگروں کے لباس میں ولایت جاجنگر کیطرف کہ بیچ کا راستہ ہے متوجہ ہوا اور گھوڑے
رنگ نقرہ کہ وہاں کا راجہ بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ مال اور متاع جو اس مملکت کے آدمی رغبت تمام
لیتے تھے اپنے ہمراہ لے گیا اور سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ گھوڑوں اور متاع کے عوض میں
ہاتھی انتخاب ہمراہ لا دے اور فیلوں کی قوت سے سلطان احمد شاہ گجراتی سے انتقام لیوے لیکن
جب جاجنگر کے نواح میں پہنچا ایک شخص کو جاجنگر کے راجہ کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ ایک سوداگر
ہاتھی خریدنے کو آیا ہے اور گھوڑے رنگ نقرہ اور سبزہ اور سرنگ اور کمیت اور قماش و مال بھی بکثرت
تمام ہمراہ لایا ہے راجہ جاجنگر نے کہا کس واسطے شہر سے دور فروکش ہوا ہے ایلچی نے جواب دیا کہ سوداگر
بہت سے اسکے ہمراہ آئے ہیں وہ آب و صحرا دیکھکر مقیم ہوا ہے غرضکہ رسم اس ولایت کی یہ تھی کہ اگر کوئی
سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب تجارت اپنے ہمراہ لاتا راجہ بیشتر آدمی بھیجتا کہ سوداگر گھوڑوں کو
زین کرکے اسباب کو روبرو زمین پر قرینہ سے چنتا اور راجہ سوار ہوکر وہاں پہنچکر اس اسباب اور گھوڑوں کو
ملاحظہ کرتا جو چیز پسند فرماتا اُسے ہاتھیوں کے ساتھ معاوضہ کرتا یا قیمت نقد دیتا اس دستور اور قاعدہ
کے سبب راجہ جاجنگر نے کہا کہ میں فلاں روز قافلہ کیطرف آؤنگا مناسب ہے کہ اس روز سب سوداگر
اپنے اپنے گھوڑے تیار رکھیں اور اسباب نفیس اور اشیاے لطیف کو زمین پر چنیں تو ملاحظہ کرکے
اگر وہ ہاتھی معاوضہ میں لوں بہتر اور جو نہیں زر نقد میں دونگا جب ایلچی پلٹ آیا سلطان ہوشنگ نے
اپنے آدمیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں فرماؤں اُس کے خلاف عمل میں نہ لانا پھر روز موعود کا انتظار کرنے لگا
جب وہ دن آیا راجہ جاجنگر نے چالیس زنجیر فیل ان کے قافلہ کیطرف بھیجے تو سوداگر دیکھکر پسند کریں پھر
اپنے آنے سے اعلام کرکے پیغام دیا کہ اسباب کو کھولکر گھوڑوں کو ساز و سامان سے درست رکھیں جو کہ موسم
برسات تھا سلطان ہوشنگ نے پہلے عذر کرکے یہ بات کہی کہ ابر اور ہوا موجود ہے ایسا ہو کہ مینہ برسے اور
ہمارا اسباب ضائع اور برباد ہووے لیکن راجہ کے آدمیوں نے تاکید تمام اسباب کھلوایا اس
درمیان میں راجہ بھی پانسو آدمی ہمراہ لیکر آ پہنچا اور اشیا کے دیکھنے میں مشغول ہوا تھا کہ ابر شدید
آکر برسنے لگا اور گرج کی آواز اور بجلی کی چمک کی ہیبت سے ہاتھی بھاگے اور جو متاع کہ زمین پر
گستردہ تھے ہاتھیوں کی پامالی سے خراب ہوئے اور وہ سپاہ جو سلطان ہوشنگ کے ہمراہ سوداگروں
کے لباس میں آئی تھی وہ فریادیوں کی طرح جوش و خروش میں آئی اور سلطان ہوشنگ نے

برسم سوداگران کچھ بال اپنی ریش کے اُکھاڑ کر یہ بات کہی کہ جب ہماری متاع خراب وضائع ہوئی پھر ہمین
زندگانی بکار نہین ہی یہ کہکر باتفاق اُس جماعت کے جو اپنے ہمراہ لایا تھا گھوڑون کی پشت پر سوار ہوکر راجہ
کیطرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور سوداگرونکے اول حملہ مین منہزم ہوا اور کچھ
لوگ اُسکے مارے گئے اور کچھ شہر کی سمت بھاگ گئے اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس
وقت راجہ سے یہ کلام کیا کہ مین مالوہ کا سلطان ہون اور ہاتھیونکے خریدنے کو آیا ہون جب اسباب ضائع ہوا
لاچار مین نے تجھے گرفتار کیا راجہ نے سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سے متعجب ہوکر اپنے امراکو پیغام کیا کہ
تمام فیل خوب اور نامی بھیجو اُنھون نے پچھتر ہاتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی سلطان ہوشنگ
راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اس کی سرحد سے برآمد ہوا راجہ کو رخصت کرکے اپنے شہر مین داخل
ہوا جو راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی تھی چند فیل نامی اور اُسکے واسطے بھیجکر عذر خواہ ہوا و سلطان
ہوشنگ نے راستہ مین سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو خالی دیکھکر مالوہ مین در آیا اور بالفعل
شادی آباد مندو کو محاصرہ رکھتا ہی اس واسطے جب ولایت کھیرلہ مین پہونچا از روے احتیاط اور ہوشیاری کے
عازم تسخیر اُس حدود کا ہوا اور وہان کا راجہ کہ مطیع تھا اُسے گرفتار کرکے قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مردم
معتمد کے سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کے کہ مالوہ سے اُسکی خدمت مین پہونچا تھا شادی آباد مندو کی سمت
روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امرا اور سپاہ کو مورچون سے طلب کرکے جنگ پر مستعد
ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سے پہلو تہی کرکے دروازہ رانسے پور کی طرف سے جاکر قلعہ مین داخل ہوا

تارا پور

چونکہ شادی آباد مندو کا قلعہ نہایت سنگین اور دنیا کے قلعجات مین سے انتخابی تھا بہ مناسب محل کچھ احوال مجمل
وہانکا کہ کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرا تھا لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ پہاڑ نہایت رفیع اور دور
اُسکا اُنیس کوس بلکہ زیادہ ہوگا اور بجاے خندق اُسکے گرداگرد ایک غار نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا
اُس قلعہ پر ممکن نہین اور قلعہ کے اندر آب و علف بہت تھا اور اس قدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان
ہووے اس مین موجود تھی اور ایک لشکر چاہیے کہ اُسکو محاصرہ کرے بسبب بعد مسافت کے ممکن نہین
کس واسطے کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان کے باہر تھا اور اکثر مقام اُس قلعہ کے اطراف کے سپاہ
کے فروکش ہونے کے لائق نہ تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کی طرف سا تھ تارا پور کے مشہور
ہی نہایت سخت تھا چنانچہ سوار بہ مشکل تمام برآمد ہو سکے اور تم جسطرف سے قلعہ مین آنا چاہو تو پہلے تم کو
نہایت دشوار گذار ٹیلہ طے کرنا ہوگا اور وہ آدمی کہ راستون کی محافظت کے واسطے قیام کرتے تھے
راستون کی دوری اور پہاڑون کے حائل ہونے کے سبب ایک دوسرے کے حال سے خبردار نہین
ہوتے تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دہلی کیجانب ہی دوسری راہون سے بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ
گجراتی نے محاصرہ مین صرفہ نہ دیکھکر ترک محاصرہ کیا اور ولایت کے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا اور اُجین سے گذر کر
سارنگپور کیطرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے اس امر پر مطلع ہوکر دوسرے راستہ سے بطور تاخت اپنے تئین حصار
سارنگپور مین پہونچایا اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام درمیان مین ہی تاراجی اُنکی ولایت کی

اور سویرے اُن کی سمت رواں رکھتی ہے اور کیونکر صف جنگ آراستہ ہووے کہ مسلمان جماعت جماعت
اور فوج فوج کشتہ ہو گئے لائق و انسب یہ ہے کہ زیادہ تر اس سے خرابی نہ پسند کریں اور عنان عزیمت اپنے
دارالملک کی طرف منعطف کریں کہ پیچھے سے ایلچی مع پیشکش پہونچیگا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اعتماد اُسکی
باتون پر کرکے اُس رات کو لشکر کی محافظت اور حزم و احتیاط میں تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ
انتظار وقت و فرصت کرکے ماہ محرم کی بارھوین تاریخ سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین شبخون لایا جو گجراتی غافل
تھے انکی طرف کے بہت آدمی قتل ہوئے ازانجملہ سلطان احمد شاہ کی بارگاہ کے قریب راجے سات
ولایت دہ دوم پالسو راجپوت کے قتل ہوا اس وقت سلطان احمد شاہ گجراتی اپنے سراپردہ سے برآمد ہوا جب
احوال فوج کا دگرگون دیکھا مع ایک شخص اُردو سے برآمد ہو کر صحرا مین ایستادہ ہوا اور صبح کے قریب تمام فوج اُس
کے پاس جمع ہوئی اور دم صبح صادق کے ہوتے سلطان ہوشنگ کی فوج پر تاخت لایا اور معرکہ جدال و قتال کا ایسا
گرم ہوا کہ دونون بادشاہ جنگ مین مستعد ہو کر زخمی ہوئے آخرالامر سلطان ہوشنگ نے بھاگ کر سارنگ پور
کے قلعہ مین دم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع غنائم دیگر گجراتیون کے ہاتھ آئے اور ربیع الثانی کی چوتھی کو سلطان
احمد شاہ کوچ کرکے بفتح و فیروزی گجرات کیطرف عازم ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اس امر سے اطلاع پائی
نہایت دلیری و غرور سے قلعہ سارنگ پور سے برآمد ہو کر گجراتیون کا تعاقب کیا اور بہت سے عقب ماندگان
کو ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے ناچار ہو کر پھر بازگشت کی اور دونون لشکر کے درمیان آتش قتال افروختہ
ہوئی اور اول حملہ مین سلطان ہوشنگ نے فوج غنیم کو درہم و برہم کیا اور سلطان احمد شاہ نے یہ حالت مشاہدہ
کرکے خود بنفس نفیس میدان کارزار مین اس قدر کوشش کی کہ نسیم فتح اُسکے نشانون پر چلنے لگی اور سلطان
ہوشنگ مارے شجاعت شکست کھاکے پھر قلعہ سارنگ پور مین بھاگ گیا اور اس دن چار ہزار سوار و پیادہ آدمی
مالوہ معرکہ اور حالت مفروری مین تیغ بیدریغ سے ہلاک ہوئے اور اُنکا تمام ساز و اسباب اور اثاثہ تجمل گجراتیون
کو نصیب ہوا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی آباد مندو میں در آیا
اور شکست و ہزیمت اپنی درست کی اور سلطان ہوشنگ کی جاجنگر جانے اور واپس آنے کی یہی توجیہ
ہے جو یہان مذکور ہے اور دوسری روایت جو کہ ضعف سے خالی نہیں وہ وقائع گجرات مین تحریر ہوئی ہے اسی پر
اکتفا کی دوبارہ اُس کی تکرار اس مقام مین مناسب نجانکر قلم انداز کی اور سلطان ہوشنگ اسی سال
مین قلعۂ کاکرون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور عرصۂ قلیل مین اپنے تصرف مین لایا اور پھر اُسی سال قلعہ
گوالیار کی عزیمت تسخیر مین بکوچ متواترہ منزل مقصود مین پہونچکر قلعہ کو گھیرا اور بعد ایک سال کے اور چند روز
کے سلطان مبارک شاہ بن خضر خان بیانہ کے راستہ سے راے گوالیار کی کمک کے واسطے فوج کش ہوا اور جب
یہ خبر مشہور ہوئی پاے قلعہ سے برخاست کرکے دہل پور کے تالاب پر گیا اور چند روز کے بعد حرف
صلح درمیان مین آیا ایک نے دوسرے کو تحفہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنے اپنے دارالملک کی طرف معاودت
کی اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن نے قلعۂ کی جانب بقصد تسخیر
عزیمت فرمائی بعد وصول منزل احاطہ کرکے اس کی تسخیر مین ساعی ہوا اور ضابطۂ حصار یعنی نرسنگھ راے

مقتول کے فرزند نے جو سلطان ہوشنگ کی طرف سے وہانکا حاکم تھا سلطان ہوشنگ کے پاس ایلچی بھیجکر امداد
طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کے قریب پہونچا دکنی کوچ کرکے اپنی ولایت
کیطرف متوجہ ہوئے اور ہوشنگ شاہ نے یہ امر دکنیون کے عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ اُنھون نے
ہم سے دب کر ترک محاصرہ کیا پھر راے کھیرلہ کے بھڑکانے سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی
مع چند امراے خاصہ خیل کمین مین ایستادہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے مامور کیا اور سلطان ہوشنگ
کہ بطور تاخت تعاقب کرکے مسافت طی کرتا تھا اثناے راہ مین فوج دکنیون کو آمادہ قتال اور مستعد جدال
دیکھکر ایستادہ ہوا ہر چند لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مردم عقب کے آنیکا انتظار نہ کھینچکر پیکار بد مین مشغول ہوا
شاہ احمد بہمنی تدبیر موافق تقدیر کے جانکہ کمین گاہ سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کی طرف سے
آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جوان لوگون سے بے خبر تھا مضطرب ہوا اور بعادت قدیم دکنیون
سے شکست فاحش پاکر احمال واثقال چھوڑکر بھاگا اور اُسکی عورتین اور بیٹیان تمام مردم فوج کے ہاتھ اسیر
ہوئین اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہوکر طریق مروت مسلوک رکھکر اسی وقت خواجہ میران
معتمد کو معین کرکے اُن کی حفاظت مین نہایت درجہ کوشش کی اور لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالاکر ہر ایک
کو جامۂ زرین اور فاخرہ سے اختصاص بخشا اور مردم امین اور دیانت دار کے ہمراہ کرکے مع پانسو سوار سلطان
ہوشنگ کے پاس بھیجا اور سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبد القادر نام نوکر
سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین تھا مندو سے متوجہ ہوا جب اُس نواح مین پہونچا سنا کہ
سلطان ابراہیم شرقی بھی مع لشکر بسیار اپنے دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کیواسطے بکوچ متواتر آتا ہے
ہوشنگ اُسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھکر اُسکی جنگ مین متوجہ ہوا جس وقت دونون لشکر قریب پہونچے
اور تنور جنگ آج کل مین گرم ہونے پر تھا شاہ ابراہیم شرقی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرمانرواے
دہلی انتظار وقت کرکے جونپور کیطرف عازم ہوا ہے سلطان ابراہیم یہ خبر سنتے ہی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر
جونپور کی طرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور
چند روز وہان رہکر وہان کی حکومت عبد القادر کو جو سابق مین وہان کا حاکم تھا عطا فرماکر مالوہ کی طرف مراجعت
کی اثناے راہ مین تھانہ دارون کی عرضیان پہونچین کہ کوہ جابیہ کی طرف بدمعاشون نے ولایت مین آنکر بعضے
مواضع اور قریات کو تاخت کرکے حوض بھیم کو ملجا و ماوا اپنا کیا ہے اور حوض بھیم کی کیفیت اس طور پر ہے کہ راے بھیم
نے اپنے عہد دولت مین ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہاے اُس کی ولایت کے واقع ہے سنگ کو تراش کر
بند باندھا تھا اور عرض و طول اُس کا اس قدر ہے کہ دوسری طرف سے دکھائی نہین دیتا اور عمق اُس کا
پیدا نہین الغرض بروقت پہونچنے عرائض تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد مین ایک نزاع واقع ہوئی
شرح اُس واقعہ کی یہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کے سات فرزند اور تین دختر تھین اور تین بیٹے عالم خان حاکم آسیر
کی بیٹی سے متولد ہوے تھے عثمان خان او فتح خان اور ہیبت خان یہ آپس مین متفق تھے اور تین بیٹے دوسرے
احمد خان اور عمر خان اور ابو اسحاق اُسکے بڑے بیٹے غزنین خان سے اتحاد رکھتے تھے اور ہمیشہ سے عثمان خان و غزنین خان کے درمیان

رواج تھی ایک جماعت امرا اور سپاہ سے اس کی طرف اور کچھ اُس کی جانب تھے اور سلطان ہوشنگ اس
مخالفت سے کلفت رکھتا تھا اور ملک مغیث اور بیٹا اُسکا محمود خان کہ نہایت عاقل اور کاردان تھے سلطان
کی طلب رضا میں کوشش کرتے تھے اور غبار آزار نظر دولیعہدی اسکی لوح خاطر سے دور کرتے تھے چنانچہ مکرر
سلطان کی زبان پر گذرا کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکھتا ہے ملک مغیث نے نہایت عجز و انکسار
سے عرض کیا کہ شاہزادوں کی عمر دراز ہو ہم دو بندہ ہیں کہ ہمیں خدمتگاری اور جانسپاری کے سوا کوئی اور
امر منظور خاطر نہیں ہے اور کالپی کے راستہ میں ایک روز عثمان خان نے اپنے بڑے بھائی غزنین خان کی نسبت
بے ادبی کی یہانتک کہ ایک اپنے نوکر کو سلطان زادہ غزنین خان کی حرم سرا میں بھیجا اور اُسے جاکر
غزنین خان کو برا بھلا کہا ہر چند پردہ داروں اور خواجہ سراؤں نے منع کیا ممنوع ہوا آخر کو ان دونوں کے درمیان
مارپیٹ کی نوبت پہونچی ایک نے دوسرے کو لات اور گھونسا مارا اور شہزادہ عثمان خان اسی قباحت پر عمل
کرکے باپ کے غصہ سے ڈرا اور رات دوسرے نکل گیا پھر اس مقام میں او کسی امر کا مرتکب ہوا اور اُمرائے ناعاقبت اندیش
کو بوعدہائے دلفریب فریفتہ کرکے غدر پر آمادہ ہوا اور سلطان ہوشنگ اُن برائیوں سے واقف ہوکر زیادہ
غضبناک ہوا اور ملک مغیث کے ساتھ مشورہ کرکے انجام کار کی تدبیر کا جویا ہوا اس نے یہ التماس کی کہ جو
شاہزادوں سے اِس قسم کی حرکتیں اور برائیاں مکرر سکرر ظہور میں آئیں اور آپ نے انہیں معاف فرمائیں
اِس مرتبہ بھی چشم پوشی فرمادیں تو شاہزادہ ملازمت میں حاضر ہووے سلطان ہوشنگ نے یہانتک
تامل فرمایا کہ عثمان خان تمہید مقدمات کرکے اُردو میں آیا اور جب سلطان ہوشنگ نے ملدہ آمین میں پہونچکر
ایک روز مجلس دربار کو آراستہ کرکے بار عام دیا چنانچہ اس مجلس میں عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان کو
عتاب و خطاب سے ایذا بہت دیکر موکلوں کے سپرد کیا اور بعد چند روز تینوں شاہزادوں کو پابزنجیر کرکے ملک
مغیث کے سپرد کرکے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف بھیجا اور خود بدولت و اقبال کوہ جابیہ کے بدمعاشوں کو
سرکشوں کی گوشمال میں متوجہ ہوا اور بہ کوچ متواتر جاکر حوض بھیم کا بند توڑا اور وہاں سے بسبیل استعجال طی
مسافت کرکے اُس حدود کے متمردوں کو تیغ بیدریغ سے ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور کوہ جابیہ کا
راجہ پیادہ پا جنگل کیطرف بھاگ گیا اہل و عیال اور مال و منال اس کا لشکر اسلام کے ہاتھ آیا قصبہ اور شہر
غارت ہوا اور لڑکے اور لڑکیاں بہت دستگیر ہوئے اس وقت سلطان ہوشنگ نے مظفر اور منصور ہوکر
اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد میں موسم برسات بسر کیا اس عرصہ میں ایک دن بقصد
شکار سوار ہوا اثنائے سیر میں لعل درخشاں تاج سلطانی سے جدا ہوکر گر پڑا اور تیسرے دن ایک پیادہ نے لاکر
حضور میں گذرانا پانسو تنکہ انعام فرمائے اور سلطان ہوشنگ نے ساتھ اس تقریب کے ایک حکایت
نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان فیروز شاہ کے تاج سے جدا ہوکر گر پڑا اور اُسے بھی ایک پیادہ
نے لاکر گذرانا فیروز شاہ نے اُسے پانسو تنکہ مرحمت فرمائے اور یہ ارشاد کیا کہ یہ علامت اور تنبیہ آفتاب
عمر کے غروب ہونیکی ہے اور بعد چند روز کے اس دار فانی سے رحلت کی اور میں بھی جانتا ہوں کہ فرمان میری عمر کا
پیچیدہ ہوا چاہتا ہے چند نفس سے زیادہ تر باقی نہیں ہیں حضار مجلس بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ سلطان فیروز شاہ نے

یہ بات اُس روز کہی تھی کہ عمر اُس کی نوے سال کو پہونچی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی مین
ہین سلطان ہوشنگ نے کہا انفاس عمر زیادہ اور کم نہین ہو سکتے جوان اور بوڑھے کو اس امر ناگزیر سے چارہ
نہین اس بارہ مین حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون آخرش جو سلطان
نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلس البول مین مبتلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر
غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائے ہوشنگ آباد سے شادی آباد مندو مین
تشریف لایا اور ایکدن دربار عام کر کے امرا اور وزرا اور افسران سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے خلف الصدق
غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اسے ولی عہد کر کے ہاتھ اُسکا ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے سپرد فرمایا
اور محمود خان نے لوازم آداب بجالا کر عرض کی کہ جب تک بندہ کی ایک رمق زندگانی سے باقی رہیگا بندہ
اپنے تئین خدمتگذاری اور جان نثاری سے معاف نرکھیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عموماً وصیت فرمائی
کہ میدان مملکت کو غبار نفاق اور دشمنی سے مکدر نکرین اور جو فراست اور دوراندیشی سے دریافت کیا تھا کہ
محمود خان داعیہ رکھتا ہی کہ امر سلطنت ساتھ میرے منتقل ہووے لہذا اُس دن اُسکے کان حسب الامکان در نصائح
اور مواعظ سے گرانبار کیے اور حقوق پرورش اُسے یاد دلا کر کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت اور صاحب
شمشیر ہی اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل مین رکھکر فرصت وقت کا منتظر ہی اگر انجام مہام مملکت اور پرداخت
احوال سپاہ اور رعیت مین تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کی جانبداری پوری نہوگی تو البتہ عزم تسخیر اس
ولایت کا مصمم کر کے آپ کی جمعیت کو تفرقہ سے مبدل کرے گا اور دوسری منزل مین غزنین خان نے
محمود خان نامے کو جو عمدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان وزیر کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حضرت
وزارت پناہی عقد بیعت کو ساتھ سوگند کے موکد کرے باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شہزادے کی
ملتمس قبول کر کے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان تھے وہ
خواجہ نصر اللہ کے وسیلہ سے عرض گذار ہوے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شایستہ اور فرزند خلف ہی
اگر قید سے رہا فرما کر ملک مالوہ سے ایک حصہ اُس کی جاگیر کے واسطے مقرر کیا جاوے انسب و لائق معلوم
ہوتا ہی سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل مین خطور کیا تھا لیکن اگر مین عثمان خان کو قید سے
رہا کرونگا امر سلطنت خلل پذیر ہو کر فساد عظیم مملکت مین پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سنا کہ بعضے امرا نے
عثمان خان کی رہائی مین سعی کی ہی پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس
بھیجکر پیغام کیا کہ اگر آپ حضور مین فقیر کے اس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام دیوین اور بھی اطمینان حاصل ہووے
پھر ملک محمود المخاطب بہ محمود خان وزیر نے راستہ مین شہزادہ کی سواری مین جا کر قسم کھائی کہ جب تک ایک
رمق حیات سے باقی رہی رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امرا جب اس امر پر واقف ہوے ملک
عثمان خان جلال کو جو امراے کبار اور سردار معتبر سے تھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کر کے محمود خان کی خدمت
مین بھیجا اتفاقاً محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی ملازمت مین حاضر تھا وہ
دونون امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان وزیر نے محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو حضورگاہ مین

چھوڑکر جو دنگلکر جو گاوں کے باہر سست کی تاکہ جو کچھ مذکور ہووے عمدۃ الملک بھی مع میر ملک مبارک غازی نے
دعا شہزادۂ عثمان اور امرا کی طرف سے پہونچا کر معروض کیا کہ جب سے آپ امر سلطنت اور وزارت پر بکمال سرانجام دیتے
مثل آپ کے اور کوئی وزیر مسند وزارت پر متمکن ہوا لیکن تعجب کا مقام ہے کہ باوجود اسکے کہ عثمان خان ساتھ زیور
سخاوت و شجاعت اور انصاف اور رعیت پروری کے آراستہ ہے آپ نے ولی عہدی شاہزادہ غزنین خان کی تجویز
فرمائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان دامادی کی نسبت بھی ملک مغیث المخاطب بملک شرق کے ساتھ
رکھتا ہے اور فرزند اس کے آپ کے فرزند ہوتے ہیں اور اگر ضعف سلطان پر غالب ہوتا اور اُس کے حواس
میں فتور راہ پاتا تو کبھی اس امر پر پیشقدمی نہ کرتا اب جمیع خوانین اور امرا استدعا کرتے ہیں کہ تو صاحبی شاہزادہ عثمان
شامل حال کرکے ہاتھ مرحمت کا اس کے سر پہ رکھے۔ انھا دنوں ملک محمود المخاطب بہ محمود خان جو چاہتا تھا کہ
عثمان خان کہ فی الواقع رشید اور شائستۂ سلطنت ہے درمیان میں نہ رہے یعنی قتل ہو جاوے اسواسطے جواب دیا کہ مدت
کو سدگی سے کام ہے علاوہ مدی اسکے صاحبی سلطان جانتے ہیں اپنی عمر امر معقول کے گرد نہ پھرا ہوں نہ پھرونگا القصہ
ملک مبارک غازی جب رخصت ہوا محمود خان المخاطب نے عمدۃ الملک کو باہر طلب کرکے یہ بات کہی جا تو نے جو
کچھ سنا ہے شاہزادۂ غزنین سے گوش زد کر چنانچہ عمدۃ الملک غزنین خان کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا
اُس سے تقریر کیا غزنین خان ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی طرف سے مطمئن اور خوشحال ہوا اور بعد اُس کے
امرا سلطان ہوشنگ کی زیست سے مایوس ہوئے عثمان خان کہ وکیل ملک عثمان جلالی کا تھا اس فکر میں ہوا کہ
شہزادہ عثمان کے نگہبانوں اور محافظوں کو ساتھ اپنے متفق کر کے عثمان خان کو مغرور کر کے اس بیت
سے سلطان کے اُردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو پہونچی فوراً شاہزادہ غزنین خان کو واقف کیا اور
وہ اس کے تدارک میں مشغول ہوا اور ملک حسن اور ملک برخوردار کو حکم فرمایا کہ پچاس گھوڑے اصطبل سے
حاضر کرے داروغۂ اصطبل جو عثمان خان کا ہوا خواہ تھا اس نے یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زندہ ہے میں بغیر حکم
اُسکے ایک گھوڑا نہ دونگا اور کسی بالصورت ایک خواجہ سرا سے کہ وہ بھی شہزادۂ عثمان خان کا خیر خواہ تھا یہ بات
تقریر کی خواجہ سرا نے اس امر کو غضب سلطانی کا باعث تصور کر کے داروغۂ اصطبل کو تعلیم فرمایا کہ تو بادشاہ کی
خوابگاہ کے قریب جاکر یہ بات بآواز بلند کہہ تاکہ سلطان سنے اور اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا
کرے کہ میں ابھی زندہ ہوں اور غزنین خان میری حین حیات میرے مال میں دست درازی کرتا ہے اصطبل
کے داروغہ نے یہ بات اس تب و تاب سے کہی کہ سلطان نے بیہوشی کے عالم سے کچھ ہوش میں
آکر وہ تقریر سماعت کی اور یہ فرمایا کہ میری ترکش کہاں ہے اور امرا کو طلب کیا لیکن امرا اس لحاظ سے کہ شاید
سلطان نے رحلت کی ہو اور غزنین خان ارادہ تردید چاہتا ہو کہ ہمیں دستیاب کر کے ضائع کرے سلطان کی
خدمت میں حاضر ہوئے لیکن جب یہ خبر غزنین خان کو پہونچی ایک رعب اور ہراس نے اُسکے دل پر غلبہ کیا
اور چونکہ ضعیف العقل تھا اس مقدمہ کو بغیر ریاست سمجھے کار کردن کی ہمت کر لشکر سے تین سو اسپ کا فاصلہ تھا بھاگ گیا
اور عمدۃ الملک کو محمود خان کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمام امرا نے عثمان کی تخت نشینی پر اتفاق کیا ہے اور تمہارے
سوا کسی کو اپنا خیر خواہ نہیں رکھتا اور اس وجہ سے کہ سلطان نے ترکش طلب کیے تھے میں نے ڈر لیا ہو مجھے قید کرا کے

بھائیون کے ہمراہ کرے لہذا اُردو سے مفرور ہوکر یہان آیا ہون محمود خان نے اُسکے ورجواب لکھ بھیجا کہ تم سے کوئی امر سلطان کے خلاف مرضی سرزد نہین ہوا ہی اور قصہ طلب کرنے پچاس گھوڑے کا مین کسی تقریب او محل مین عرض کرونگا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو بھیجکر یہ تقریر کی کہ اگرچہ آن وزارت پناہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہی لیکن مین جانتا ہون کہ خواجہ سراؤن نے میری طرف سے حرف ناملائم معروض کیے ہین اس خیال سے مجھ خوف مستولی ہوا محمود خان نے جواب دیا کہ یہان کسی طرح کا قضیہ اور بحث نہین ہی آپ شوق سے اُردو مین تشریف لاوین کہ وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونے پر ہی اور ایک خط عمدۃ الملک کے روبرو تحریر کرکے ملک مغیث کو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہی اور بیماری نے حضرت کو ایسا نحیف اور ناتوان کیا ہی کہ مقربون نے امید حیات قطع کی ہی چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافظت مین نہایت کوشش اور اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نے غزنین خان کی خدمت مین یہ پیغام پہونچایا اور خط کا بھی مضمون نقل کیا غزنین خان مسرور ہوکر اُردو مین آیا خانجہان بخشی الممالک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کے ترقی خواہ تھے اُنھون نے جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گلگیر قضا سے قطع ہونے پر ہی آپس مین یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح بغیر اُس کے کہ امرا محمود خان کو اطلاع دیوین ہم سلطان کو پالکی مین ڈالکر بسرعت تمام منڈو کیطرف روانہ ہون اور شہزادہ عثمان خان کو محبس سے برآوردہ کرکے تخت سلطنت پر بٹھاوین سب نے یہ راے پسند کی چنانچہ دوسرے روز فجر کو سلطان کو پالکی مین ڈالکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوے اور جب تھوڑی راہ طے کی سلطان قضاے الٰہی سے دار البقا کی طرف عازم ہوا اور محمود خان نے یہ سانحہ سنکر آدمی بھیجکر خواجہ سراؤن اور مقربون کو ملامت کی اور پالکی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شاہزادہ نے وہان پہونچکر نزول کیا اور خواجہ سراؤن کو تعجیل کے بارہ مین چشم نمائی کی اُنھون نے جواب دیا کہ سلطان عین حیات مین تعجیل کرتا تھا کہ تم مجھے جلد شہر کے اندر لے چلو ہم اُس کے حکم کے موافق روانہ ہوئے شہزادہ اور محمود خان نے یہ بات سُنکر کچھ جواب نہ دیا پھر محمود خان بارگاہ سلطانی نصب کرکے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا اور ہر ایک امرا ایک گوشہ کیطرف روانہ ہوے اور محمود خان بعد تجہیز و تکفین کے برآمد ہوا اور باآواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے امر حق کے سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلف الصدق اس کا ہی اپنا ولی عہد اور قائم مقام کیا جو شخص کہ اِسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہووے بیعت کرے اور جو مخالف ہووے وہ لشکر سے جدا ہوکر اپنی فکر مین رہے یہ کہکر غزنین خان کے ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کرکے بہت رویا پھر ہر ایک امرا غزنین خان کا قدم چو منے لگا اور ہاے ہاے کرنے لگے اور جو ساتھ سلطنت غزنین خان کے امرا اور بزرگان وقت نے بیعت کی اس سبب سے سراسر ... نے استحکام قبول کیا پھر سلطان ہوشنگ کا جنازہ اُٹھا کر شادی آباد منڈو کے مدرسہ کی طرف متوجہ ہوے اور ذیحجہ کی نوین تاریخ روز عرفہ کو اس شاہ جم جاہ کو پیوند زمین کیا نظم

کجا نید شاہان جم اقتدار | ز ہوشنگ وجم تا باسفندیار | فریدون وکیخسرو وجام گو
کجا رفت شاپور و بہرام گو | ہمہ خاک دارند بالین وخشت | خنک آنکہ جز نام نیکی نہ کشت

اُس کے بعد سلطان ہوشنگ کے قصر میں مجلس عالی آراستہ ہوئی ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف اور
خان جہاں اور تمام امرا بیعت کر کے لوازم نثار اور ایثار بجا لائے اور سلطان ہوشنگ کی مدت
سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات اُس کی لفظ آہ شاہ ہوشنگ نماند سے معلوم اور مستفاد ہوتی ہے اور شہر
مندو میں حظیرہ شاہ ہوشنگ کا گچ اور پتھر سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کی طرف سے پانی ٹپکتا ہے اور مؤلف
نے بھی اس کو مشاہدہ کیا ظاہراً اُس ہوا سے جو پتھر کے سوراخوں میں سے آمد و رفت کرتی ہے وہ
صلاحیت استحالہ بہم پہنچا کر منقلب آب ہوتی ہے اور ترشح ہوتا ہے لیکن اہل ہندا سے سلطان
ہوشنگ کی کرامات سے جانتے ہیں

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب بہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوری کا

جب سلطان ہوشنگ بحکم خالق ارض و سما تخت جہانی سے رحلت کر کے سر گریبان عدم میں لے گیا
اس کا فرزند غزنین خان ذی الحجہ کی گیارھویں تاریخ سنہ ۸۳۸ آٹھ سو اڑتیس ہجری میں ملک مغیث کی کوشش
سے اور الملک محمود خاں کی سعی کے سبب تاج شاہی زیب سر کر کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا
سلطان محمد شاہ نام رکھا اور اُمرا جو مختار سلطان ہوشنگ تھے انہوں نے خوشی اور ناخوشی سے بیعت
کی اور ہر شخص اپنی جاگیر پر بدستور اور وظیفۂ دائمی پر بحال رہا اور ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف اور
محمود خان کی حسن تدبیر اور کاردانی کے باعث رواج اور رونق تازہ ظاہر ہوئی تمام خلائق اُس کے
استقلال سلطنت کی خواہاں ہوئی پھر ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف کو مسند عالی خطاب دیکر منصب
وزارت پر منصوب کیا اور اُسکے بیٹے ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کو امیر الامرا کیا لیکن جب بعد چند روز کے
بھائیوں کو تیغ ظلم سے قتل کیا اور نظام خان اپنے بھتیجے اور داماد کی آنکھوں میں مع اسکے تین بیٹوں کے سلائی
پھیری اس واسطے تمام مملکت کے آدمی اس سے آزردہ اور متنفر ہوئے اور سب کے دلوں میں بجائے
محبت کے عداوت پیدا ہوئی اور جب برادران مظلوم کی ناحق خونریزی سے بارک اور راست نہ آئی تھوڑے
عرصہ میں اُس کی مملکت میں آشوب اور فساد برپا ہوا اور ارباب فساد نے نشان بغاوت اور طغیان کے
بلند کر کے غبار فساد کا اٹھایا بیت چو بد کردی مشو ایمن ز آفات ٭ کہ واجب شد طبیعت را مکافات
از انجملہ ولایت نادونی کے راجپوتوں نے قدم دائرہ اطاعت سے باہر رکھا اور کچھ ولایت کو تاخت اور
تاراج کیا جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خان جہاں کو ربیع الاول کی پندرھویں تاریخ سنہ ۹۳۹
نو سو انتالیس ہجری میں تین زنجیر فیل اور خلعت خاص دے کر اُس جماعت کی تادیب کے واسطے
تعین فرمایا اور سرانجام مہام سپاہ اور ولایت کو طاق نسیان پر رکھ کر عیش و نوشی کا عادی ہوا ہمیشہ صبوح
کو ساتھ غبوق کے اور غبوق کو ساتھ صبوح کے پیوستہ رکھتا تھا جب خان جہاں محمود خان کے
عزیز و اقارب نے جاگیریں خوب پائیں اور اُن کی حشمت و شوکت درجۂ اعلیٰ کو پہونچی تمام گروہ لشکر اور
مردم شہر اور اعیان و ارکان کہ عمدہ اُس دولت کے تھے اور محمود خاں اُن سے دغدغہ رکھتا تھا

خان جہان کے ہمراہ گئے اور کسی کو اندیشہ اُس جماعت کے مقابلہ کا دل مین نہ رہا ایک جماعت مردم قدیم دولتخواہ نے انتقال سلطنت اور زوال دولت غوریہ سے متوہم ہوکر ایک حرم کے ذریعہ سے پیغام بھیجا کہ محمود خان کے دماغ مین زاغ حرص نے بیضۂ عجب و نخوت کا رکھا ہو اس فکر مین ہو کہ سلطان کو درمیان سے اُٹھا کر سریر سلطنت پر بیٹھے اور سلطان محمد نے ساتھ اُن آدمیون کے اتفاق کر کے فرمایا کہ پیشتر اُس سے کہ یہ خیال فاسد اُسکا وقوع مین آوے اُسے درمیان سے اُٹھایا چاہیے اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی کہا الحمد للہ علی کل حال کہ نقض عہد میری طرف سے نہوا یہ کہکر اپنے کام کی فکر مین ہوا یعنی ہر وقت سامان کی فکر مین رہتا تھا اور از روے احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور جو سلطان محمد طریقہ ہوشیاری کا محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف و ہراس ہوتا تھا یہان تک کہ ایک روز محمود خان کا ہاتھ پکڑکر حرم سرا مین لیگیا اور اپنی بی بی کو جو محمود خان کی ہمشیر ہوتی تھی بلاکر یہ بات کہی کہ محمود خان سے مین کہتا ہون کہ میرا گناہ بخش اور امید یہ ہو کہ مجھے بصرت جانی نہ پہونچا دے اور یہ سلطنت تجھے بے نزاع اور مخالفت مبارک ہو محمود نے یہ سنکر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر عاطر سے شاید عہد و پیمان فراموش ہوا کہ ایسے کلام زبان پر لاتے ہین اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسدہ کے لیے عرض اقدس مین پہونچایا ہو آخر کو وہ نادم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کے دل مین کسی طور کا دغدغہ ہو مین اس وقت تنہا ہون اور میرے پاس کوئی ممانعت اور مزاحمت پہونچانے والا نہین ہو **بیت** گر سر بہر داری اینک دل ٭ ور سر قہر داری اینک جان ٭ سلطان محمد نے عذر کیا اور طرفین سے کلام ملایمت اور چاپلوسی درمیان مین آئے لیکن سلطان خفیف العقل کے دل پر جو داہمہ غالب ہوا تھا ہر لحظہ وہ امر کہ مشعر نا اعتمادی ہو وے اس سے سرزد ہوتا تھا اس واسطے محمود خان حصول مطلب مین جد و جہد بہت کرنے لگا اور سلطان محمد کے ساقی کو زر کثیر دیکر موافق کیا اور اُس نے شراب زہر آلودہ کر کے اُسے پلائی وہ اسکے سبب سے ایسا مست اور مدہوش معلوم ہوتا تھا کہ صور اسرافیل سے بھی خواب عدم مین نہ چونکیگا اور عالم سکرات مین سلطان محمد مظلوم مسموم کی زبان حال ساتھ اس مقال کے مترنم تھی **قطعہ** دمی چند گفتم برآرم بکام ٭ دریغا کہ بگرفت راہ نفس ٭ دریغا کہ بر خوان الوان دہر ٭ دمی چند خوردیم و گفتند بس ٭ جب امرا اس سے واقف ہوئے خواجہ نصر اللہ وزیر اور بشیر الملک اور لطیف زکریا اور بعضے سردارون نے اتفاق کر کے خبر فوت اس کی پوشیدہ رکھی اور شہزادہ مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور تخت سلطنت پر بٹھایا اور سب نے یہ تجویز کی کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیان سے دفع کرین پھر بایزید شیخا کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ سلطان محمد تمھین بسرعت طلب کر کے چاہتا ہو کہ رسالت کے واسطے گجرات کی طرف بھیجے محمود خان سلطان محمد کے فوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ مین شغل دنیوی سے دست کش ہوکر چاہتا ہون کہ باقی عمر سلطان ہوشنگ کے مزار کا مجاور رہون لائق ہو کہ امرا میرے مکان پر آدین اور آپس مین مشورہ کرین جو کچھ قرار پاوے جا کر معروض رکھین ملک بایزید شیخا نے اُن امرا کو یہ خبر دی کہ محمود خان ابھی سلطان محمد کی فوت سے آگاہ نہین ہو تم باتفاق اُس کے مکان پر چلو وہ

تمہارے ہمراہ دولتخانہ میں آوے گا اسوقت تمہیں جو امر منظور ہو اُس کے انجام میں کار بند ہونا امرا یہ بدشیجا
کے کہنے کے سبب محمود خاں کے پاس گئے اور اُسنے آدمی اپنے گوشوں میں پوشیدہ کر رکھے تھے
جب امراء سے اُسنے پوچھا کہ سلطان ہوشیار ہوا یا مست پڑا ہے اسی وقت لوگ حجرے سے برآمد ہو کر امرا پاحت
لے اور سب کو مقید کر کے موکلوں کے سپرد کیا جو یہ خبر غیرت اثر باقی امرائے سُنی رگ حمیت اور غیرت
جنبش میں آئی سپاہ ہمراہی اپنے جمع کیے اور چتر سلطانی کو مستعد کر کے چتر ہوشنگ شاہ کی قبر سے اُٹھا کر
مسعود خاں کے فرق پر بلند کیا محمود خان یہ خبر سنکر گھوڑے پر سوار ہو کر مع فوج دولتخانہ کی طرف متوجہ
ہوا تا شاہزادہ مسعود کو دستیاب کر کے اپنے دل کی تمنا پوری کرے جب دولتخانہ کے قریب پہنچا
طرفین دست بشمشیر و نیزہ و تیر ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور غروب آفتاب تک معرکہ جدال و قتال
گرم رہا جب خسرو فلک اپنا نیر و شعاع لیکر پس پردہ پوشیدہ ہوا شاہزادہ عمر خاں نے قلعہ کے دروازہ سے
نکلکر راہ فرار لی اور مسعود خان نے شیخ جاملدہ کے پاس جو بزرگان وقت سے تھا پناہ لی اور باقی امرا
نے بھاگ کر گوشۂ عافیت میں دم لیا اور محمود خاں صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا جب سپیدۂ صبح
کا تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود خاں کو مخبروں نے خبر پہنچائی کہ دولتخانہ خالی ہے اور تمام مخالف
جائے مخصوص میں پوشیدہ ہوئے محمود خاں دولتخانہ میں آیا اور ایک مکتوب بیک تیز رفتار کے ہاتھ
اپنے باپ کی طلب میں روانہ کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ سلطنت آپ کا حق ہے جلد تشریف لاکر تخت سلطانی
پر جلوس فرمائیے اور یہ بھی پیغام دیا کہ جو جہاں کو بغیر جہانبان کے چارہ نہیں ہے اگر تخت سلطنت وجود بادشاہ
سے خالی رہے جہان میں خاطر رہا ہے قسم قسم کے فسا متولد ہوویں کہ تدارک اُسکا اشکال ہووے اور
مملکت مالوہ نے ایک وسعت قبول کی ہے اور مفسدان اور متمردوں نے ابھی خواب غفلت سے سر نہیں
اُٹھایا ہے ورنہ ہر طرف سے فساد برپا ہوتا عالی جہاں نے جواب لکھا کہ جب تک کوئی شخص عالی نسل اور
کمال سخاوت اور شجاعت اور زیادتی عقل سے موصوف ہو مہمات سلطنت اُسکے رواج اور رونق سے
انجام نہیں پاتے الحمد للہ علی احسانہ کہ جمیع صفات کہ جو سلاطین میں چاہیئے ہیں اس فرزند ارجمند میں موجود
ہیں لازم ہے کہ ساعت سعید میں بساط سلطنت پر قدم رکھکر سریر فرمانروائی پر جلوس فرماوے جب ایلچی
یہ جواب لایا تمام امرا اور بزرگان ممالک اور اکابر شہر نے اُس کا ہاتھ چوم کر مبارکباد سلطنت دی
بیت یکے گر رود دیگر آید بجائے ٭ جہان را نماند سرے کدخدائے ٭ سلطان محمود شاہ غوری
کی مدت حکومت ایک سال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مخفی نہ رہے کہ کتب تواریخ ہند خصوصاً تاریخ الفی سے جو مرقوم قلم ریز رقم میرے استاد ملا احمد
موی سے ہے واضح ہوا کہ جب اولاد غوریہ مستاصل ہوئی ماہ شوال کی انتیسویں تاریخ روز دوشنبہ ۸۳۹
آٹھ سو انتالیس ہجری میں سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر خلافت مالوہ پر جلوس فرمایا اور

تاج مرصع زیب فرق کرکے سرہمت کا آستان سلطنت پر جھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پر رکھا اور
سن اوس کا اس وقت مین چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ مین خطبہ اور سکہ اُس کے نام ہوا اور جمیع امرا
کو باقسام عنایت و انواع نوازش مسرور کرکے ہرایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور ان
مین سے ایک جماعت کو انتخاب کرکے خطاب دیے ازان جملہ مشیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر
منصب وزارت اُس کے دست اقتدار مین سپرد کیا اور ملک برخوردار کو تاج خان لقب دیکر
عہدہ بخشی گری ممالک اُس کے تفویض فرمایا اور خانجہان کو امیر الامرا کرکے خلاصہ مالوہ اُس کے سپرد
کرکے خطاب اعظم ہمایون ارزانی رکھا اور چتر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین تھی عطا فرمایے اور حکم
دیا کہ نقیب اور چوبدار اعظم ہمایون کے عصا طلائی اور نقرئی ہاتھ مین لیوین جس وقت سوار ہووے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اُس زمانہ مین قاعدہ خاصہ سلاطین تھا زبان پر جاری کرین جب سلطنت نے
اُس پر قرار پایا بہت عالمون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام مین
کسی اہل کمال کو سنتا تھا روپیہ بھیجکر اُسے طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت مین مدرسہ جاری کرکے بتقرری
وظائف علما اور فضلا اور طلبا کو فائدہ رسانی عوام مین مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ من جمیع الوجوہ
اس کے ایام دولت مین محسود شیراز اور سمرقند ہوا الغرض جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے
التیام قبول کیا ملک قطب الدین سمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جرجانی اور ایک جماعت اور امراے
ہوشنگ شاہی نے از روے حسد باتفاق ملک یوسف قوام الملک کے ارادہ غدر کا کیا اور اس
نیت سے ایک شب کو سیڑھیان بام مسجد پر کہ متصل دولتخانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہان سے
صحن قصر مین اُتر کر اس فکر مین تھے کہ اب کیا کرین اس عرصہ مین محمود شاہ بنفس نفیس بملاحظہ اس کیفیت
کے بہ کمال شجاعت ترکش کمر پر باندھکر دولتخانہ سے برآمد ہوا اور تیر خانہ کمان مین جوڑکر کتنون کو ہدف
تیر کرکے مجروح کیا اس درمیان مین مشیر الملک المخاطب بہ نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے
واقف ہوے اور سپاہیان چوکی خانہ کو مسلح کرکے آپہونچے وہ جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی
مفرور ہوئی لیکن ان مین سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا اُسے گرفتار کیا اُس
نے ہنگام استفسار نام اُن لوگون کے جو اس غدر مین شریک اور داخل تھے فرداً فرداً لکھوا دئیے اور
سلطان نے سبھونکو علی الصباح سزایاب کیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک
یوسف قوام الملک اور ملک نصیر الدین دبیر اگرچہ اس غدر مین دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہمایون
نے اُن کی تقصیرات کی معافی چاہی اور شہزادہ کو کہ اسی عرصہ مین برہانپور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد
دیا اور ملک یوسف قوام الملک کو قوام خانی خطاب دے کر بھیلسہ جاگیر دی اور ملک جہاؤ کو ہوشنگ آباد
کی جاگیر اور ملک نصیر الدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر چندیری عنایت کی اور ان کے لیے جاگیر
کی رخصت ملی شاہزادہ احمد خان جب اسلام آباد مین پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمعیت
اور قوت اس کی زیادہ ہوئی اور نائرہ فساد نے عروج پکڑا اعظم ہمایون نے سلطان محمود کے ارشاد

کے موافق پہلے اس کے کان کو ہر چند وعظ سے گرانبار کئے جب کچھ نصیحت اُس کو کارگر ہوئی اس وقت
تاج خان کو اُس کے دفع کے لیے نامزد کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ اسلام آباد کے نیچے مقیم رہا
جب وہ قلعہ سر ہوا اعظم خاں نے سلطان محمود سے بذریعہ عرضی الیاس ملک کی معارف اس حال کے
مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ ملک حماوے ہوشنگ آباد میں اور نصرت خاں نے چندیری مین نشان
مخالفت اور علم بغاوت بلند کیا ہے پھر ملک مغیث المخاطب بہ اعظم ہمایوں نے خان جہان کو اُس گرد و نواحی
اور مہام ملکی کے انتظام کے واسطے رخصت فرمایا وہ جب دو کوس پر اسلام آباد کے قریب فروکش ہوا
تاج خان اور دوسرے سردارون نے اس سے ملاقات کی اور بعد ملاقات کے حقیقت حال مشروحاً عرض
کی پھر دوسرے روز کوچ کر کے قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو محاصرہ کیا اور مورچے تقسیم کیئے اور اُس کے
دوسرے دن ایک جماعت صلحا و مشائخ کو احمد خان کے پاس بھیجا کہ از سر نو کان اُس کے دُرر نصائح اور
جواہر مواعظ سے ملوک کے نقض عہد اور پیمان کو تجدید کریں علما اور مشائخ نے ہرچند آیات ترغیب و ترہیب
پڑھیں لیکن دل اُس کا کہ مثل پتھر کے سخت تھا نرم ہوا اور نصائح کے جواب مین کلام ناقص کہکر ناصحان
مشفق کو رخصت کیا اور خود قلعہ سے برآمد ہوا اور قوام خان مذکور نے بھی کہ امرائے شاہی سے تھا مخالفت کر کے
کچھ اسباب اور آلات جنگ اپنے مورچہ سے شہزادہ احمد خان کے واسطے بھیجکر بنائے اخلاص کو عہد و
پیمان سے مضبوط کیا اور محاصرہ نے طول پکڑا یہاں تک کہ ایک دن ایک گوئیے نے اعظم ہمایون کی سازش
یا اور مقدمہ کے سبب احمد خان کو زہر شراب مین دے کر ہلاک کیا اور خود قلعہ سے بھاگ کر اعظم ہمایون
کی اردو مین پہونچا اور اُسی دن قلعہ فتح ہوا پھر اعظم ہمایون نے اس مقام سے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ
کیا اور راستہ مین قوام خان اپنے گناہ کا خیال کر کے اعظم ہمایون کی اردو سے مفرور ہو کر بھیلسہ کی سمت
گیا اور اعظم ہمایون ملک حماؤ کی مدافعت مقدم جانکر ہوشنگ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حماؤ طاقت
مقابلہ کی نہ لایا اور تمام اسباب اور اشیا اپنے چھوڑ کر کوہ پایہ گنڈوانہ کی جانب راہی ہوا اور
گنڈواڑیون نے جب جانا کہ وہ اپنے ولی نعمت سے روگرداں اور منحرف ہو کر آیا ہے ہجوم عام کیا
اور سد راہ ہو کر اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور اُس پر بھی اسے زندہ نہ چھوڑا شمشیر خون آشام
سے اس کا کام تمام کیا اعظم ہمایون یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد
مین در آیا اور بند و بست اُس ناحیہ کا کما حقہ تمام کیا اور اپنا ایک معتمد وہان چھوڑ کر نصرت خان کی
گوشمالی کے واسطے چندیری کی طرف عازم ہوا اور جب چندیری کی دو منزل اُدھر پہونچا نصرت خاں
آپ کو عاجز سمجھکر استقبال کو آیا اور از راہ خوشامد اور چاپلوسی چاہا کہ اپنے اعمال ناپسندیدہ کو
چشم پوش کرے اعظم ہمایون نے سادات اور اکابر اور شرفائے شہر کو طلب کر کے محضر کیا اور ہر
شخص سے احوال نصرت خان کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت خان کے دماغ
مین زاغ عجب و غرور نے بیضہ رکھا تھا اس سبب سے آثار مخالفت اور طغیان اس سے ظاہر ہوئے
پھر اعظم ہمایون نے حکومت چندیری کی نصرت خاں سے لے کر ملک الامرا حاجی کالا کے حوالے کی اور خود نیکیہ

کی طرف روانہ ہوا اور چند مردم معتبر قوام خان کے پاس بھیجکر اسے راہ راست کی ہدایت اور دلالت
کی لیکن فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اُس پر تنگ ہوا بھیلسہ سے نکلکر بھاگا اور اعظم ہمایون نے
وہان چند روز استقامت کی اور اس طرف کے مہمات سے مطمئن ہوکر دار الملک شادی آباد مندو
کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبر یہ خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی طرف تسخیر کے واسطے
آتا ہی اور شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود سے امان پاکر گجرات کی طرف گیا تھا مع فوج دریاموج
اور بیس زنجیر فیل کوہ تمثیل تعین کیا یہ سنتے ہی اعظم ہمایون بسرعت تمام روانہ ہوا چھ کوس لشکر سلطان
احمد شاہ سے گذر کر اپنے تئین تارا پور کے دروازہ سے قلعہ مندو مین پہونچایا اور سلطان گجرات
نے آتے ہی قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنے باپ کی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور
شاد ہوا اور لوازم شکر بجالایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کر کے تنور جنگ کو گرم
رکھتا تھا اور کمال تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکلکر جنگ صف کرے لیکن امراے
ہوشنگ شاہی کا خار نفاق اُس کا دامن گیر ہوتا تھا اور اسی طرح اور خطرون نے اُس کے دل
مین قرار پکڑا یہان تک کہ اپنے عزیزون اور رفیقون کو اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بذل اور عطا
آستین جود و سخا سے برآوردہ کر کے تمام آدمیون کو جو کہ بجہت تنگی محاصرہ مین مبتلا تھے آسودہ رکھتا
تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقرا اور مساکین کو غلہ دیتا تھا اور لنگر خانہ غریب و فقیر کے واسطے آراستہ
کر کے کھانا پختہ اور خام پہونچاتا تھا اس وجہ سے تمام آدمی اُس کے دوست ہوئے اور قلعہ مین اُس
کی سخاوت کی برکت سے غلہ وغیرہ اردوے سلطان احمد شاہ گجراتی کے بہ نسبت بہت کثرت سے
تھا اور بعضے امرا مثل سید احمد اور صوفی خان ولد عماد الملک اور ملک شرف الملک محمود بن احمد سلاحدار
اور ملک قاسم اور ملک قیام الملک کو جو بسبب بدبختی سلطان احمد کے نسبت طریقہ نفاق کا جاری رکھتے
تھے انھین عطاے زر خطیر اور جاگیرون کا وعدہ کر کے اپنی خدمت مین طلب کیا اس سبب سے
فی الجملہ کچھ شکستگی نے سلطان گجرات کے امور مین راہ پائی اور اُس جماعت کی صلاح سے جو اُردوے
سلطان گجرات سے آئے تھے شبخون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان جو سلطان ہوشنگ کے دواب
کا داروغہ تھا اس داعیہ اور ارادہ پر واقف ہوا اور سلطان احمد کو خبر کی اس واسطے جب افواج
سلطان محمود خان خلجی قلعہ سے اُتری تو اُردو کے آدمیون کو حاضر پایا اور راستے بند دیکھے باوجود اس
کے بزور بازو مقابل آنکر جنگ مین مشغول ہوا صبح صادق تک طرفین سے بازار لڑائی کا گرم رہا اور
خلقت کثیر مقتول اور مجروح ہوئی صبح کے وقت محمود شاہ خلجی قلعہ مین داخل ہوا اور بعد چند روز مخبر یہ
خبر لائے کہ شہزادہ عمر خان جو مندو سے گجرات گیا تھا وہان سے ولایت رانا مین جاکر انتظار وقت فرصت
کھینچتا تھا اور اس وقت خلل مالوہ کا سنکر چندیری مین آیا ہی اور چندیری کے باشندگان اور اُس
حدود کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بے وفائی کر کے عمر خان کو وہان کا حاکم بنایا ہی اس سبب
سے شاہزادہ محمد خان ولد احمد خان گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سارنگ پور کی طرف

متوجہ ہوا اور وہاں کا حاکم اس سے کامل ہو سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا یہ قرار پایا کہ ملک
مغیث المخاطب باعظم ہمایوں کہ وجہ تاج سلطنت و دولت ہے قلعہ شادی آباد مندو کے ضبط و
ربط میں مشغول ہووے اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہو کر اپنی ولایت میں استقامت کر کے
ملک کی محافظت کرے پھر وہ اس رائے کے موافق سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور تاج خان
اور منصور خان کو قبل اپنے راہی کیا اور چونکہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حاجی علی کو محافظت راہ
کے واسطے گھاٹوں پر چھوڑا تھا تاج خان اور منصور خان سلطان محمود خلجی سے پیشتر وہاں پہونچکر جنگ
میں مصروف ہوئے اور ملک حاجی بھاگ کر شاہ احمد کے پاس بیامے گیا اور سلطان احمد کو خبر کی کہ
سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہے پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد
سارنگ پور کی طرف بھیجا تاکہ شاہزادہ محمد خان سلطان محمود خلجی کے پہونچنے سے پیشتر اپنے تئیں راہ
اُجین سے پہونچاوے شاہزادہ محمد خان نے بعد پہونچنے قاصد کے نہایت ہوشیاری سے سارنگپور
سے کوچ کیا جو شاہ احمد گجراتی اجین میں آیا تھا اُس مقام میں اُس کی خدمت میں پہونچا اور ملک اسحاق
بن قطب الملک جاگیردار سارنگ پور نے عرضی سلطان محمود خلجی کے حضور بھیجکر اپنے جرم
سے طلب استغفار کی اور یہ تحریر کیا کہ محمد خان حضرت کی خبر قدوم سنکر سارنگ پور کو چھوڑکر اجین
کی طرف متوجہ ہوا لیکن شاہزادہ عمر خان نے بقصد تسخیر سارنگ پور ایک فوج اپنی روانگی سے
پیشتر بھیجی اور خود بھی پیچھے سے پہونچنے والا ہے سلطان محمود مضمون عریضہ سے اطلاع پاکر مسرور اور
محظوظ ہوا اور ملک اسحاق کے صحیفہ تقصیرات پر قلم عفو کھینچا اور تاج خان کو اپنے سے پیشتر اُس
کی استمالت کے واسطے سارنگ پور بھیجا اور ملک اسحاق نے مردم معتبر اپنے ہمراہ لے کر سلطان
محمود خلجی کا استقبال کیا اور سلطان محمود خلجی نے بعد دریافت حسن خدمت ملک اسحاق کو دولت خان
خطاب دے کر علم اور قرطاس اور قبائے زردوزی اور دس ہزار تنکہ نقد مرحمت فرمائے اور مشاہرہ
مقرری اس کا اضافہ کیا اور گروہ سرداران سکنہ شہر کو چند راس اسپ اور پچاس ہزار تنکہ انعام
دیے تو آپس میں تقسیم کریں اور جب سارنگ پور میں نزول اجلال کیا خبر آئی کہ شاہزادہ
عمر خان قصبۂ بھیلسہ میں آگ لگاکر سارنگ پور کی سرحد پر پہونچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی مع بیس ہزار
سوار اور تین سو زنجیر فیل اُجین سے برآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود نے
عمر خان کا دفع مقدم جان کر آخر شب کو عازم ہوا اور جب درمیان دونوں لشکر کے چھ کوس کا فاصلہ
رہا ایک جماعت کو بطور قراولی بھیجا تو عمر خان کی سپاہ کا اندازہ اور اُس کا عدد دریافت کیے اور
نظام الملک اور ملک احمد سلاحدار اور ایک جماعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کریں اور علی الصباح
فوج کے چار رن آراستہ کر کے شہزادہ عمر خان کے تدارک کے واسطے روانہ ہوا وہ بھی سلطان
محمود خلجی کی عزیمت سے خبردار ہو کر مقابلہ کے واسطے چلا اور افواج آراستہ کر کے مقابل ہوا اور خود
مع ایک جماعت پہاڑ کی پشت کو کمین گاہ قرار دیکر منتظر بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود خلجی

کو خبر پہونچائی کہ شہزادہ عمر خان مع فوج پس کوہ کمین گاہ مین پوشیدہ ہوا ہی سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ
شہزادہ عمر خان کی سمت روانہ ہوا اس وقت شہزادہ نے اپنے ہمراہیون سے یہ بات کہی کہ نوکر کو
بھاگنے مین کسر شان اور ناموس ہی بلکہ مفرور ہونے سے قتل ہونا بہتر ہی اور ساتھ اس جماعت کے
کہ جس کے کہنے پر عمل کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لا کر دستگیر ہوا اور سلطان کے حکم کے
بموجب مارا گیا اور سر اُس کا تاج سنان کر کے لشکر چندیری مین پھرایا اور سردار چندیری کے یہ سانحہ
مشاہدہ کر کے متحیر اور ہراسان ہوئے اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کے دن معاف فرمایئے علی الصباح
ہم خدمت مین حاضر ہو کر تجدید بیعت مین مشغول ہونگے سلطان نے ان کا عذر پذیرا کیا اور قرار داد پر دونون
لشکر فرو کش ہوئے اور جب رات نے پردۂ ظلماتی سے جہان تیرہ و تاریک کیا اور لشکر چندیری اپنی ولایت
کی طرف متوجہ ہوا اور ملک سلیمان بن ملک مشیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمر خان کا نائب اور اقربا سے تھا
سلطان شہاب الدین خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اس کے دفع کے
واسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کے واسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا نہوا تھا کہ شاہ
احمد شاہ گجراتی کے بعضے صلحا ر لشکر نے حضرت خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ
فرماتے ہین بلائے آسمانی نازل ہوئی سلطان احمد سے کہو کہ اس ملک سے سلامت نکل جاوے جب
یہ خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اُس نے چندان التفات نہ کیا اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین
احمد شاہ گجراتی کے لشکر مین اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے اور مردون کے
دفن و کفن سے فرصت نہوتی تھی شاہ احمد شاہ ناچار ہو کر آشتہ کے راستہ سے گجرات کی طرف متوجہ
ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آئندہ مین یہ ملک لیکر تیرے تفویض کیا جاویگا
الغرض سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سترہ روز مین سامان لشکر درست کر کے
نائرہ فساد چندیری کے ساکن کرنے کو روانہ ہوا اور ملک سلیمان المخاطب بہ سلطان شہاب الدین
باتفاق امرا قلعہ سے برآمد ہو کر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ مین دم لیا اور
اُسی دو تین دن کے عرصہ مین مرگ مفاجات سے مرگیا امرائے چندیری دوسرے شخص کا نام سلطان
شہاب الدین رکھکر دوبارہ سامان جنگ درست کر کے اور قلعہ سے برآمد ہو کر لڑے اور بعد جنگ
بھاگ کر پھر قلعہ مین پناہ لی اور جب مدت محاصرہ نے آٹھ مہینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات
کو فرصت پاکر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور اُس کے بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ مین در آئے اور قلعہ
فتح ہوا اور جماعت کثیر علف تیغ خون آشام ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر اوس قلعہ
مین جو پہاڑ پر واقع ہی قلعہ بند ہوا اور چند روز کی بعد امان چاہی سلطان محمود خلجی نے اس شرط پر
امان دی کہ سب مع زن و فرزند مال و اسباب ہمارے اُردو کے درمیان سے چلے جاؤ تو
عالم پر ہماری راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہووے اُنھون نے اُس کے فرمانے پر عمل کر کے سلامت
باہر چلے گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس حدود کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کر کے مراجعت

فرمائی پھر جاسوس یہ خبر لائے کہ ڈونگرسین نے مع راے قلعہ گوالیار آن کر کے شہر کو محاصرہ کیا ہی سلطان محمود باوجود اس کے کہ چندیری کی تردد جنگ اور طول محاصرہ کے سبب سے پریشان ہوا تھا لیکن بکوچ متواتر گوالیار کی سمت عازم ہوا اور وہان پہونچتے ہی ہاتھ ہٹ وتاراج مین دراز کیا اور راجپوتون کی ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی جو افواج محمود شاہی کے صدمہ اُٹھانے کی طاقت نرکھتی تھی بھاگ کر سور اجہاے قلعہ میں در آئی اور ڈونگرسین بھی یہ خبر سنکر شہر سے برخاست ہوکر گوالیار کی جانب بھاگ گیا اور جو سلطان محمود کی غرض سے شہر کے استخلاص سے تھی گوالیار کی تسخیر مین نہ مشغول ہوا شادی آباد مندو کی طرف توجہ فرمائی اور سنہ ۸۴۳ آٹھ سو تینتالیس ہجری مین روضہ سلطان ہوشنگ اور مسجد جامع جو دروازہ رامپول کے قریب واقع ہی اور دو سو اٹھائیس استطوانہ رکھتی ہی کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ مین پوری کی اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری مین امراے میوات اور اکابر و مشاہیر دہلی کی عرضیان متواتر پہونچین کہ سلطان محمد مبارک شاہ امر خطیر سلطنت کا انتظام جیسا کہ چاہیے نہیں کرسکتا ہی اور ظالمون اور غاصبون نے ہاتھ آستین جور وستم سے دراز کیے ہیں اور امن وامان باقی نہیں رہا اور جو جامہ قضا و قدر نے خلعت سلطنت کا آپ کی سلطنت پناہ کے قامت بارین کے واسطے سیا ہی اس لیے اس ملک کے تمام باشندے چاہتے ہیں کہ آپ کا حلقۂ بیعت برضا و رغبت اپنی گردن اطاعت اور فرمانبرداری مین ڈالین لہذا سلطان محمود خلجی با عرصہ مذکور مین مع لشکر آراستہ تسخیر دہلی کے واسطے متوجہ ہوا اور قصبہ ہندون کے نواحی مین یوسف ہندوی خدمت مین پہونچا جب سلطان اُس موضع سے کوچ کر کے آگے بڑھا سلطان محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کے واسطے استقبال کیا تھا لیکن جب دونون لشکر قریب پہونچے باوجود کثرت سپاہ سلطان محمود خلجی کی جنگ سے ایسا ہراسان ہوا کہ قریب تھا دہلی کو چھوڑ کر پنجاب مین جاکر دم لیوے پھر امرا کی شرم اور کچھ اپنی ہمت کی غیرت سے یہ بات کہی کہ میرے سوار ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہی تم افواج آراستہ کرکے شہزادہ کے ہمراہ جاکر سرگرم دغا ہو امرا حکم کے موافق جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور ملک بہلول لودھی اس وقت مین سلطان محمود شاہ کے ملازمین مین منسلک اور تیراندازون کی جمعیت اپنے پاس خوب رکھتا تھا پیشتر روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے جب سنا کہ بادشاہ دہلی خود نہین آیا اس واسطے اس نے بھی چند ہزار سوار جرار اور چیدہ اپنے پاس مہیا رکھکر تمام لشکر اپنے بیٹوں سلطان غیاث الدین اور قدر خان کے ہمراہ بھیجا چنانچہ مبارزان سر آکر باہے جانبین سے برآمد ہوکر ظہر سے غروب آفتاب تک داد جوانمردی اور مردانگی دی اور آخر کو طرفین سے نقارہ بازگشت کا بجا پھر سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور لشکرگاہ مین قرار پکڑا اتفاقاً اسی شب کو سلطان محمود نے خواب مین دیکھا کہ چندیری کے اوباش اور دیہاتیوں نے قلعہ شادی آباد مندو پر عروج کرکے چتر شاہ ہوشنگ کی سر قبر سے اُٹھا کر ایک مجہول النسب کے فرق پر بلند کیا ہی اور جب صبح ہوئی اثر تردد اور نے مرگی کا اُس کی طبیعت پر ظاہر ہوا اور راس

اندیشہ مین ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کرون جو یہان سے معاودت کرکے مالوہ مین سلامت پہونچون ناگاہ
محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت مین موصوف تھا بیتاب اور مضطرب ہوکر ایک جماعت صلحا
اور علما کو صلح کے واسطے بھیجا سلطان محمود خلجی فورًا الحسب ظاہر اُن پر بار احسان رکھکر مالوہ کی سمت
متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین یہ خبر پہونچی کہ بحسب اتفاق اُسی شب کو ایک جماعت اوباش نے
شادی آباد منڈو مین غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہمایون کی حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعضے
تواریخ مین مؤلف کی نظر سے گذرا کہ سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی
عزیمت تسخیر مالوہ رکھتا ہی اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی اور یہ روایت صحت کے قریب معلوم
ہوتی ہی القصہ سلطان محمود ابتداے ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری مین شادی آباد منڈو مین پہونچ
اور مستحقین کو اپنے انعام و اکرام سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال سلطان نے ظفر آباد نعلچہ کے اطراف
مین ایک باغ کی بنیاد ڈال کر اُس مین گنبد عالی و چند مقام مین قصر رفیع تعمیر فرمائے اور عرصہ
قلیل مین اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کرکے ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین راجپوتون
کی گوشمالی کے واسطے کوچ کرکے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت مین خبر پہونچی کہ نصیر ولد عبد القادر
حاکم کالپی جس نے نہایت بے اعتدالی سے اپنا نصیر شاہ نام رکھا ہی باغی زندیق ہوا ہی اور اکابر
و اہالی ولایت نے بھی اس مضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر رکھکر
طریق زندقہ اور ملاحدہ کا مراحل پیما ہوا ہی اور ہم لوگ اُس کے دست تعدی سے عاجز ہوکر فریادی ہین
چنانچہ سلطان محمود یہ خبر سنکر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر کالپی کی طرف عازم
ہوا اور نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہوکر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام
پیشکش سلطان کی خدمت مین عرض داشت کی کہ لوگون نے میرے حق مین جو عرض کیا ہی وہ
سراسر زیور صدق سے عاری اور باطل اور اس خیر سگال کی نسبت کذب اور افترا برپا کیا ہے
حضرت کو مناسب ہی کہ اس امر کی تصدیق اور تنقیح کو آدمی صادق القول بھیجکر دریافت کرین اگر شمہ بھی
سچ ہووے بندہ کو جس جزا اور سزا کے لائق جانین ماخوذ فرمائین لیکن چند روز سلطان محمود نے
اُس ایلچی معلم کو اپنے دربار مین نہ بلایا کوچ بر کوچ جب سارنگپور کے نواح مین پہونچا اعظم ہمایون
اور اعیان دولت کی سفارش سے قلم عفو اُس کے جرائد جرائم پر کھینچا اور ایلچی کو اپنے دربار مین
طلب کرکے اُس کی پیشکش قبول کی اور فرمان مشتمل بر نصائح اور مواعظ بھیجکر سارنگپور کے اطراف
سے ولایت چیتور کے طرف متوجہ ہوا اور جب آب بھیم سے عبور کیا ہر روز افواج ولایت چیتور کے اطراف
مین بھیجکر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی دستیاب ہوتا تھا اُسے محبوس فرماتا تھا اور بتخانون کو
مسمار کرکے بجاے مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل مین تین چار روز توقف کرتا تھا اور جب کوسلمیر کے
حوالی مین کہ اُس دیار کے قلعون سے نامی اور بہت سنگین اور وسیع ہی نزول کیا اس قلعہ مین دیپا
نام وکیل راے کونبھا کا قلعہ بند ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور اُس قلعہ کے محاذی مین ایک بتخانہ بناکر



کے اس قلعہ کے گرداگرد حصار کھینچکر ذخیرہ وآلات حرب سے پُر کیا تھا سلطان نے ہمت اُس حصار کی تسخیر پر مصروف کرکے ایک ہفتہ میں اُسے فتح کیا اور جمعیت راجپوتوں کو تیغ اسلام سے قتل اور دستگیر کرکے بتخانہ کو غارت کیا اور اس کے بعد اُس میں لکڑیوں کا انبار کرکے آگ دی جب آگ دیوار اور چونہ اور کاسپ میں افروختہ ہوئی اُس پر پانی سرد چھڑکا چنانچہ وہ عمارت عظیم کہ سالہائے دراز میں تیار ہوئی تھی طرفۃ العین میں پاش پاش ہوکر گر پڑی اور بتوں کو قصابوں کے حوالہ کیا تو ترازو سے گوشت فروشی کے باٹ بناویں اور بڑے بڑے بت جو سنگتراشوں نے سنگ مرمر سے بصورت گوسفند تراشے تھے اُن کا چونہ بناکر راجپوتوں کو دیا تو اپنے معبودوں کو کھاتے رہیں اور اس عمل کے بعد جو سلاطین گجرات کو باوجود طول مدت محاصرہ میسر ہوا تھا شکر الٰہی بجالایا پھر چیتور کی طرف توجہ فرمائی اور اس ناحیہ میں پہونچکر وہ قلعہ جو کوہ چیتور کے دامن میں واقع ہے اُسے جنگ لیکر بہت راجپوت قتل کیے اور چیتور کے محاصرہ کی فکر میں تھا اس عرصہ میں یہ خبر پہونچی کہ رانا کونبھا قلعہ میں بیٹھا ہے آج قلعہ سے برآمد ہوکر کوہ مایہ کی طرف کہ اُس نواح میں ہے جاکر مقیم ہوا ہے سلطان نے اُس کا پیچھا کیا اور فوج کے چند سردار جدا جدا کرکے ہر ایک طرف رانا کو بھاگنے کے تعاقب میں بھیجے حسب اتفاق ایک فوج سے جنگ شدید واقع ہوئی اور رانا مذکور شکست کھاکر قلعہ چیتور میں آیا سلطان محمود نے اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے ایک فوج نامزد فرمائی اور خود ولایت کی سرحد پر مقیم ہوا اور بہرہ ہانامہ ولایت کی تاخت وتاراج کے واسطے افواج بھیجتا تھا اور اعظم ہمایوں کو بلاکر یہ حکم دیا کہ تم ولایت حنتونا میں کہ مندسور کے اطراف میں واقع ہے جاکر مصروف ہو جب خان جہان اعظم ہمایوں مندسور میں پہونچا مرض الموت میں مبتلا ہوکر مرگیا اور سلطان محمود خلجی یہ سانحہ سنکر نہایت مغموم اور ملول ہوکر رویا اور حالت اضطرار میں اپنا چہرہ مجروح کیا اور مندسور میں پہونچکر نعش اپنے باپ کی بھیجی اور تاج خان کو کہ خویش اور کشتی لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہمایوں کے ہمراہ تھا سردار کرکے اعظم ہمایون خطاب دیا پھر اپنے اُردو کی طرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات پہونچا سلطان نے ارادہ کیا کہ کوئی اونچا ٹیکرا زمین کا ہو اُس مقام میں اقامت کرکے بعد موسم برسات چیتور کے محاصرہ میں مشغول ہووے اور رانا نے کو بتاریخ شب جمعہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری میں دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادے لیکر شبخون لایا سلطان نے اس طور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محافظت کی کہ رانے کو بجائے کچھ بن پڑا اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ کو بھاگنے کے دائرہ لشکر پر شبخون مارا کو بھاگ کر چیتور کی سمت بھاگا اور راجپوت بہت مقتول ہوئے اور غنیمت وافر محمودیوں کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے مراسم شکر الٰہی پیش ہو کیا کہ فتح چیتور کی دوسرے سال پر حوالہ کی اور رسانا اور رعانما شادی آباد کی طرف معاودت فرمائی آخر ذی الحجہ سال مذکور میں مدرسہ اور منارہ ہفت منزلی کی مسجد جامع ہوشنگ شاہی کے قریب بنیاد ڈالی اور سنہ ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری میں ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور مع تحف وہدایا حاضر آیا اور سوغات پیش کرکے

یہ پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر الموسوم بہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے صراط مستقیم شریعت سے منحرف ہوکر مذہب الحاد اور زندقہ اختیار کرکے روزہ و نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو رباپیون کے سپرد کیا ہی تاکہ گانا اور ناچ تعلیم کرین اور جو سلطان ہوشنگ کے عہد سے حکام کالپی ولایت مالوہ سے نسبت رکھتے تھے لہذا سلطان شرقی نے اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانا کہ پہلے اس کا احوال آپ کے ضمیر حق پذیر پر ظاہر اور مبرہن کرے اگر بالفعل آپ کو اس کی گوشمالی کی فرصت نہو تو اینجانب کو اشارہ کیجیے کہ اُسے اُس طور سے گوشمال دیجاوے کہ اورون کو عبرت ہوئے سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ لشکر ہمارا بیشتر مندرسور کے مفسدون کی تادیب کے واسطے روانہ ہوچکا ہی اب آپ کی نصرت دین پیش نہاد ہمت کی مبارک ہو اور ایلچی کو سر دربار خلعت و زر سے کہ یہ رسم اس زمانہ مین مروج تھی عطا کرکے رخصت کیا اور انہی چند روز کے عرصہ مین سلطان محمود خلجی نے اپنے بیٹون کی شادی کے واسطے جشن عظیم ترتیب دے کر بارہ ہزار قبا کہ اکثر اُن مین زر دوزی تھین اُس جشن مین امرا اور لشکریون کو مرحمت فرمائین اور جب ایلچی سلطان شرقی جون پور مین پہونچا اور جواب معروض کیا سلطان شرقی نہایت مسرور اور خوش حال ہوا بیس زنجیر فیل اور اور بھی اجزاے نفیسہ دوسری مرتبہ برسم تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجین اور مع لشکر آراستہ کالپی کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر عبد القادر کو مگس شیر کی طرح اُس ملک سے نکال دیا نصیر عبد القادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ خیر خواہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے آج تک مطیع و فرمان بردار رہا اب سلطان محمود مشرقی از رہِ تسلط و غلبہ اس بلاد پر متصرف ہوا ہی چونکہ مین ہمیشہ حضرت سے ملتجی رہا اور اب بھی درگاہ معلی کو قبلہ آمانی و آمال جانکر حدود چندیری کی طرف منزل پیما ہوا ہون سلطان محمود خلجی نے علی خان کو مع تحف و ہدایا محمود شاہ شرقی کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ جو نصیر خان بن عبد القادر نے آپ کی مرضی کے موافق افعال ناپسندیدہ اور اعمال ذمیمہ سے تائب ہوکر طریق شریعت غرا سلوک رکھا ہی اور سلطان ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے مالوہ کی طرف ملتجی اور مستدعی رہا ہی توقع یہ ہی کہ مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو منظور و ملحوظ رکھکر قلم عفو اُس کے جرائم پر کھینچین اور اُس کی ولایت اُسے واگذار فرمائین الغرض بعد وصول علیخان کے شاہ محمود شاہ شرقی نے کچھ جواب شافی نہ دیا اور لیت و لعل مین ایام گذاری کی محمود شاہ خلجی نے از روے حمیت اور مردانگی نصیر عبد القادر کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر لازم رکھکر دوسری شوال سنہ ۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین چندیری کی طرف توجہ کی اور اُس حدود مین نصیر شاہ نے آن کے ملازمت کی اور سلطان بلا توقف ایرچ اور بہاندیر کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود شرقی کو پہونچی شہر سے برآمد ہوکر ایرچہ مین نزول کیا اور مبارک خان ولد جنید خان کو کہ باپ دادا کے زمانہ سے وہان کا حاکم تھا مقید کرکے ہمراہ لے گیا اور وہان سے برخاست کرکے دریاے جون کی بیٹرین کر ... تنگ ... گذارتی اور وہان غنیم کو جانے کی قدرت نہ تھی فروکش ہوا اور اپنے لشکر کے گرد خندق ... کی محمود شاہ خلجی اس کی غریت فسخ کرکے کالپی کی طرف عازم ہوا پیچھے سلطان شرقی بھی عنان

صر ہاتھ سے دے کر کالپی کی طرف روانہ ہوا اس درمیان میں بہادران فوج خلجی نے شاہ شرقی کی شکست و ہزیمت
کر کے غنیمت بہت دستیاب کی پھر وہ بھی اپنے آدمیوں کی حمایت پر پلٹ کر جنگ میں مصروف ہوا اور
شام تک قتال و جدال کا معرکہ گرم رہا اور غروب آفتاب کے بعد دونوں سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور
مقام میں قیام کیا اور بعد دو تین روز کے جو موسم برسات قریب ہو چکا تھا سلطان محمود خلجی نے دوبارہ
جنگ میں صرفہ نہ دیکھا سے مواضع کالپی کو غارت اور تاراج کر کے فتح آباد کی طرف معاودت کی اور قصبہ
ست کھنڈا وہاں بسا کیا اس درمیان میں رعایا اور باشندے قصبہ ایرچ کے مبارک خان کے ظلم و
تعدی سے کہ پھر حاکم اُس قصبہ کا ہوا تھا داد خواہ اور فریادی ہوئے سلطان خلجی نے ملک الشرق مظفر
ابراہیم حاکم چندیری کو مع لشکر کثیر ایرچ کے سر پر نامزد فرمایا اور وہ جب ایرچ کے نواح میں پہونچا خبر آئی
کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرقی نے اس کے مقابلہ کو بھیجا مظفر ابراہیم اُس کے مقابلہ کو گیا اور قصبہ راٹھ
میں فریقین کا سامنا ہوا ملک کالو کچھ جنگ کر کے بھاگا اور ملک مظفر ابراہیم ولایت کی محافظت ایرچ کی
قسم پر بقدم رکھکر اُس حدود کی طرف عازم ہوا اور فوج سلطان شرقی یہ خبر سنکر راٹھ میں پلٹ گئی اور
جب اُن دونوں سپاہ کے مارے سے ملک کھپا طرفین سے مسلمان قتل ہوتے تھے اور شیخ جاملدہ
کہ اکابر وقت سے تھا اور کشف و کرامات میں بھی شہرت رکھتا تھا سلطان شرقی کے کہنے پر اُس نے
صلح کا خط سلطان محمود خلجی کو لکھ بھیجا اور شیخ کی سعی کے سبب اس طرح پر صلح واقع ہوئی کہ فی الحال سلطان شرقی
قصبہ راٹھ اور صوبہ نصیر خان کے سپرد کرے اور سلطان محمود خلجی کے بعد مراجعت جب چار ماہ کا عرصہ
منقضی ہو خطہ کالپی بھی واگذار فرماوے اور چار مہینے کی میعاد کی یہ وجہ تھی کہ اس مدت میں نصیر خاں
کی حقیقت دین و ملت ظاہر ہووے اس قرار داد پر سلطان محمود خلجی نے دار الملک شادی آباد کی طرف
مراجعت کی اور ۸۴۹ھ آٹھ سو اُنچاس ہجری میں دار الشفا کی بنیاد ڈالی اور چند مواضع خرچ ادویہ وایکتاح
کے واسطے وقف کیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جو خطاب حکیم الحکما مخاطب تھا بیماروں اور مجنونوں کی
مراعات احوال کے واسطے مقرر فرمایا اور رجب کی بیسویں تاریخ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری میں مع لشکر
گران قلعہ مندل گڑھ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور کوچ بکوچ جاکر آب بیاس کے کنارہ فرودکش ہوا اور
راجا کو بھاگ جو طاقت برابری اور مقابلہ کی نہ رکھتا تھا قلعہ مندل گڑھ میں قلعہ بند ہوا اور دوسرے یا
تیسرے دن راجپوتوں نے قلعہ سے برآمد ہو کر مردمی اور مردانگی کا حق ادا کیا لیکن آخر کو بعجز و انکسار پیش
آئے اور پیشکش دی قبول کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کی رضا دی اور بشوکت و تجمل
تمام اپنے دار السلطنت کی طرف مراجعت کی اور تھوڑے عرصہ میں سامان جنگ درست کر کے قلعہ
بیانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور جب بیانہ کے قریب پہونچا محمد خان وہاں کے حاکم نے اپنے
فرزند واحد خان کو مع سو گھوڑے اور ہاتھی تنگ بعد رسم پیشکش روانہ کیا سلطان محمود خلجی نے اسے خلعت
خاص مرحمت فرمایا اور رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور محمد خان کے واسطے تمامے زردوزی اور
تلک مرصع بجواہر اور پٹکا طلائی اور گھوڑے تازی تراد مع ساز و یراق زرین بھیجا محمد خاں نے خلعت پہنکر

سلطان محمود خلجی کی صفت وثنا مین زبان کھولی اور خطبہ اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان شادی آباد منڈو پڑھکر مطیع اور فرمانبردار ہوا سلطان نے یہ خبر سنکر عطف عنان کی اور اثناے راہ مین قصبہ بنور کو کہ رنتھنبور کے قریب ہی فتح کرکے تاج خان سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر فیل قلعہ چیتور کی تسخیر کو بھیجا اور خود قلعہ کوٹہ کے راجہ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنگہ نقد پیشکش لیکر شادی آباد کی طرف عازم ہوا اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین گنگ داس قلعہ چنپانیر کے راجہ نے بھی پیشکش بھیجکر عرض داشت کی کہ سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ نے قلعہ چنپانیر کو محاصرہ کیا ہی اور جو یہ بندہ قدیم ہمیشہ سے آپ سے التجا رکھتا ہی لہذا اب بھی امید وار امداد و دستگیری ہی اس سبب سے سلطان محمود خلجی راجہ گنگ داس کی امداد کے لئے متوجہ ہوا لیکن راستہ مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش لینے کو ایدر کی طرف آتا ہی سلطان محمود خلجی اُسکو ضعیف اور عاجز تصور کرکے مارا سپور کی سمت روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چارپایہ ہاے بارکش کے سقط ہونے سے خیمہ اور خرگاہ مین آگ دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے آگاہ ہوکر راستہ سے پھرا اور آب مہندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس تیرہ لاکھ تنگہ نقد اور چند راس اسپ پیشکش لاکر حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قباے زر دوزی دے کر رخصت کیا اور خود دارالملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین راے سیمرایدر کے راجہ کو پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنگہ نقد انعام دے کر رخصت کیا اور ایک مدت شادی آباد مین استقامت کرکے ولایت اور سپاہ کے سرانجام مین مشغول ہوا اور ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لے کر مملکت گجرات کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور کانی نوالی سے عبور کرکے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب نے کہ محمد شاہ کا گماشتہ تھا چند روز متواتر قلعہ سے برآمد ہوکر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوا امان طلب کرکے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمان بردار ہوا اور سلطان محمود نے اُس کے عیال اور اطفال کو قلعہ شادی آباد منڈو مین بھیجکر اسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگردان نہودے اُس کے بعد خطاب مبارز خانی اُسے عنایت فرماکر اپنے لشکر کا مقدمہ یعنے ہراول اور پیشرو کیا اور بہ کوچ متواتر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی باوجود اس کے کہ سلطان محمود گجراتی کی سلطنت لینے کا ارادہ مصمم رکھتا تھا لیکن کمال مروت سے ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھکر اُس کے باپ کی ماتم پرسی کی اور اجلاس تخت کی مبارکباد دی اور اس حال مین قصبہ بڑودہ کو ویران کرکے کوئی دقیقہ اسیری اور غارت مین نا مرعی نچھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کافر کو گرفتار کرکے چند روز قصبہ مذکور مین توقف کیا بعدازان احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بسبب استعجال جاتا تھا اسوقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت فرصت

کا منتظر تھا سلطان قطب الدین کے پاس بھاگ گیا اور طاہر اُس نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں اپنے صاحب سے نمک حرامی نہ کرونگا اور قطب الدین شاہ کا خیال اپنے دل میں ہمیشہ رکھتا تھا اور کمال حلال نمکی سے اپنے دل پر جبر کرکے اہل وعیال کو چھوڑ گیا سلطان محمود خلجی کوچ متواتر جاکر سرکیج نزد احمدآباد سے پانچ کوس پر نازل ہوا اور شاہ قطب الدین گجراتی نے موضع جاپور میں جو قصبہ نکوسے تیس کوس پر ہے نزول کیا اور چند روز دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور ماہ صفر کی چاردرات کو سنہ مذکور میں سلطان محمود بقصد شبخوں سوار ہوکر اپنی اُردو سے برآمد ہوا تھا کہ راہ بہم راستہ بھول گیا اور سلطان مع فوج تمام رات ایک صحرائے وسیع مین ایستادہ رہا بحرکو میمنہ لشکر سارنگپور سے آراستہ کرکے سرداری اس فوج کی اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو تفویض فرمائی اور امرائے چندیری کو فوج میسرہ مین مامور کرکے اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خاں کو سردار کیا اور خود قلب لشکر مین قرار پکڑ کر متوجہ کارزار ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گجرات صف آرا ہوکر میدان کی طرف روانہ ہوا اور ہراول فوج سلطان گجرات ہراول فوج مالوہ کے مقابلہ سے بھاگ کر سلطان قطب الدین گجراتی سے جاملا اور ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امرائے کبار سے تھا سلطان شادی آباد مندو کی فوج میسرہ سے جدا ہوکر شاہ گجرات پر تاخت لایا اور وہ فوج تاب اُس کے مقابلہ اور صدمہ کی نہ لائی پسپا ہوکر بھاگ گئی اور ملک شرف مظفر ابراہیم نے سلطان قطب الدین کی اُردو تک پیچھا کیا اور ہاتھ غارت وتاراج میں دراز کرکے سلطان قطب الدین کے خزانہ مین در آیا اور یکبار زرنقد ہاتھیون پر لادکر اپنے لشکرگاہ مین بھیجا اور جب وہ ہاتھی زرمحمولہ پہونچاکر اس نیت سے پھر آئے کہ دوبارہ اُن پر خزانہ بارکرکے بھیجے اس درمیان مین یہ خبر سنی کہ کچھ فوج لشکر سلطان قطب الدین کی فوج شاہزادہ فدائی خان کو تنگ کررہی ہے دیکھکر اُس پر حملہ آور ہوئی اور وہ تاب جنگ نہ لاکر فرار ہوا ہی اور جان سلامت لے گیا ملک شرف مظفر ابراہیم ہاتھ تاراج سے کوتاہ کرکے اپنے تئین ایک گوشہ مین کھینچکر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور شکست فوج سے متحیر ہوکر مع دوسو سوار میدان مقابلت مین ایستادہ رہا اور جب تک تیر ترکش مین رہے کمانداری کرکے داد مردی اور مردانگی دی اُس وقت شاہ قطب الدین گجراتی مع فوج آراستہ اُس گوشہ سے کہ مخفی تھا برآمد ہوکر سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی حق شجاعت وتہور بجالاکر مع تیرہ آدمی میدان سے نکل گیا اور اظہار شجاعت کے واسطے بعض بعض مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ خاص پر جو جنگگاہ کے عقب تھا پہونچا اور تاج اور ٹیکا مرصع شاہ گجرات کا جو کرسی پر رکھا تھا اُٹھایا اور گھوڑے کو بجلی کی طرح چمکاکر اپنے اُردو مین داخل ہوا اور جب پانچ چھ ہزار سوار جمع ہوئے مشہور کیا کہ آج شب کو گجراتیون پر شبخون لے جاؤنگا جب اور تھوڑی رات گئی شبخون کے بہانہ شادی آباد مندو کی سمت متوجہ ہوا اور قطع مسافت میں کوئی اور بخیل نے اُس کے لشکر کو مضرت تمام پہونچائی اور سلطان محمود خلجی نے ابتدائے طلوع آفتاب دولت سے انقراض سلطنت تک اس شکست کے



سوا کوئی شکست نہین پائی ع عیبے نبود شکست مردان ہنر است ٭ جب شادی آباد مندو مین پہونچا
سپاہ کی شکست وریخت کی درستی مین مصروف ہوا او شہزادہ غیاث الدین نے بھی کچھ مواضع بندر
سورت کے تاخت کرکے مراجعت کی اور بسبب اتفاق مخبرون نے سلطان محمود خلجی کو شیر الملک
المخاطب بہ نظام الملک وزیر اور رئیس کے بیٹون کی خبر مکر اور غدر و نفاق کی پہونچائی اور سلطان
محمود کے حکم کے موافق سیاست اور سزا کو پہونچے اور ۸۵۷ھ آٹھ سو ستاون ہجری مین سلطان محمود خلجی
نے ولایت مالکہ وار کی عزیمت کی اور چو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دلجمعی نرکھتا تھا یہ
صلاح دیکھی کہ پہلے سلطان قطب الدین گجراتی سے صلح کرون اُس کے بعد راے کونبھا کی ولایت
کی تسخیر مین مشغول ہون اور اس بھید کو اپنے دل مین پوشیدہ کرکے لشکر کی فراہمی اور آراستگی
کا حکم دیا اور شادی آباد مندو سے قصبہ دہار کی طرف گیا اور وہان سے تاج خان کو مع لشکر
آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدمہ صلح کی تمہید کرے اور تاج خان نے وہان جاتے ہی سلطان
قطب الدین کے وزیرون کو مکتوب تحریر کرکے ایلچیان چرب زبان کے ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام
دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث پریشانی خلائق ہے اور صلح اور اتحاد غنیمت اور رفاہیت کا
موجب ہے لہذا قیل و قال اور گفتگو سے وزرا سلطان قطب الدین گجراتی نے صلح کی رضا دی اور طرفین
سے اکابر اور معارف درمیان مین آئے اور بنیاد مصالحہ کو عہد و قسم سے استحکام بخشا اور یہ قرار پایا کہ
ولایت رانا کونبھا سے جو کچھ گجرات کے متصل ہے لشکر قطبی اُسے تاخت و تاراج کرے اور بلاد میوات
اور اجمیر اور اس نواح پر سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاہ دوسرے
شاہ کی امداد و اعانت مین دریغ نفرماوے سلطان محمود ۸۵۸ھ آٹھ سو اٹھاون ہجری مین اُن راجپوتان
متمردون کی تادیب کو کہ نواح ہاروتی مین نشان تمرد بلند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبہ ہاروتی مین جا کر کتنے راجپوتون
کو علف تیغ اسلام اور اس جماعت کے اطفال و عیال کو اسیر کرکے مندو کی طرف بھیجا اور وہان سے
گوالیار کو طی کرکے عازم بیانہ ہوا اور جب اس کے قریب پہونچا داؤد خان حاکم بیانہ نے پیشکش بہت
بھیجکر جادہ اخلاص مین قدم رکھا اور وہ جادہ اس پر مسلم ہوئے اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی اور
حاکم بیانہ کے درمیان تھی اپنی مساعی جمیلہ سے اُسے بھی بہ محبت و مودت مبدل کیا اور مراجعت کے
وقت سلطان محمود خلجی نے نئے شہر اور ہاروتی اور اجمیر کی حکومت فدائی خان کے سپرد فرمائی بعدہ
اپنے دار الملک کی طرف نزول اجلال فرما کر سایہ امن و امان کا وہان کے باشندون پر مبسوط فرمایا
اور اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے کہ امراے کبار سلطان علاء الدین بہمنی سے
تھے عرائض سلطان محمود کی خدمت مین بھیجکر قلعہ ماہور کی تسخیر پر کہ قلاع اعظم برار سے ہے تحریص کی اور
سلطان محمود مع لشکر آراستہ ہوشنگ آباد کے راستہ سے ماہور کی طرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے
نواح مین سکندر خان بخاری نے آن کر ملازمت کی جب قصبہ ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ
بہمنی مع لشکر آراستہ کہ مور و ملخ سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے جب اپنے

میں طاقت مقاومت نہ دیکھی ملک عالی شان کو مع تاج خاں اور سکندر خاں بخاری مقرر کرکے خود
بازگشت فرمائی اور قلم مشکین رقم سے یہ داستان طبقہ ہمیہ میں مشروحاً اور مفصلاً تحریر کی ہے اور اثنائے
مراجعت میں یہ خبر سمع مبارک میں پہونچی کہ مبارک خاں حاکم آسیر ولایت بگلانہ پر جو دکن اور گجرات کے
کے مابین واقع ہے تاخت لایا ہے جو کہ وہاں کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و منقاد تھا سلطان نے اُس کی
حمایت اور رعایت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جان کر عنان عزیمت اُس طرف معطوف فرمائی
اور اپنی روانگی سے پیشتر اقبال خاں اور یوسف خاں کو بھیجا میراں مبارک شاہ فاروقی مع لشکر گران
مقابلہ کو آیا اور بعد مقابلہ ایسا مدہوش ہو کر بھاگا کہ آسیر تک باگ نہ موڑی اور سلطان محمود خلجی نے بعضے
مواضع اور قریہ بلاد آسیر کو تاخت کرکے شادی آباد مندو میں معاودت کی اور پھر اُسی سال سلطان محمود
خلجی کو مخبروں نے یہ خبر پہونچائی کہ بہیر راے ناہور راجہ ولایت بگلانہ میں اسکا ارادہ رکھتا ہے اور میراں
مبارک خاں فاروقی حاکم آسیر اُس کی ولایت میں داخل ہو کر جدائی کر رہا ہے اور اُس کے آنے کا
بھی مانع ہے سلطان محمود خلجی نے شاہزادہ غیاث الدین کو بطریق استعجال اُس کے مدافعہ کو نامزد فرمایا
اور جب یہ خبر مبارک خاں کو پہونچی اپنے ملک کی سمت معاودت کر گیا اور بہیر راے ناہور پیشکش
بہت سلطان کی خدمت میں لا کر سرفراز ہوا اور باعزاز و اکرام تمام بعد رخصت حاصل کرکے اپنی
ولایت میں گیا اور شہزادہ غیاث الدین رنتھنبور کی طرف متوجہ ہوا اور ان دنوں میں سلطان محمود خلجی نے
بھی ولایت چتور کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی راناکونبھا نے طریق مدارا اختیار کرکے کچھ
اشرفی اور روپیہ مسکوک پیشکش بھیجا جو وہ سکہ راناکونبھا نے اپنے نام پر جاری کیا تھا باعث
ازدیاد غضب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کرکے اپنے لشکر کو حکم نہب و غارت دے کر
اکثر آبادی اور معموری کا نہ چھوڑا اور منصور الملک کو ولایت مندسور کی تاراج کے واسطے نامزد
کیا اور جب ارادہ کیا کہ تھانہ داروں کو اس ولایت میں مقرر کرے تو چاہا کہ اس ولایت کے مابین
خلجی پور نام ایک قصبہ آباد کرے راناکونبھا یہ خبر سن کر بعجز و انکسار پیش آیا اور سلطان محمود خلجی کی خدمت
میں یہ پیغام دیا کہ جس قدر پیشکش کا حکم ہو قبول کروں اور اُس کے بعد جادۂ اخلاص اور دولت خواہی
سے قدم آگے نہ رکھوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ سلطان قصبہ خلجی پور کی تیاری و تعمیر ترک فرما دے اور
چونکہ موسم برسات قریب تھا اس واسطے سلطان نے پیشکش دلوا لے کر شادی آباد کی طرف
معاودت کی اور ایک مدت تک اس شہر میں قیام کیا اور سنہ ۸۵۹ھ آٹھ سو انسٹھ ہجری میں پھر ولایت
مندسور کی تسخیر کے واسطے عازم و جازم ہوا اور وہاں پہونچ کر افواج اس ناحیہ کے اطراف و اکناف
میں بھیجی اور خود وسط ولایت میں قرار پکڑا اور ہر روز خبر فتح بارہ اُسے پہونچتی تھی اور وہ مراسم
شکر الٰہی بجا لاتا تھا اتفاقاً ایک روز عریضہ ایک فوج کا کہ ہاڑوتی کی طرف تعینات ہوئی تھی بایں مضمون
پہونچا کہ الحمدللہ آفتاب اسلام ممالک ہندوستان میں افق اجمیر سے طالع ہوا اور حضرت
مرشد الطوائف شیخ معین الدین سجزی قدس سرہ اس بقعہ شریف میں آسودہ ہیں اب یہ خطہ پاک



جب سے کفار کے تصرف مین آیا ہو اثر اسلام اور مسلمانی کا باقی نرہا جب مضمون عرضی کا مسامع فیض مجامع
مین پہونچا اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر مزار فائض الانوار کے قریب نزول فرمایا
اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی روح پر فتوح سے مدد طلب کر کے لشکر کو حکم کیا کہ باتفاق امرا قلعہ
کو محاصرہ کر کے مورچہ تقسیم کرین اس درمیان مین گجادھر نامے کہ اہل قلعہ کا سردار تھا مع فوج راجپوتان
نامی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی کے صدمہ شمشیر کی تاب سے بیتاب ہو کر قلعہ مین
درآیا اور چار دن تک تنور رزم اور معرکہ قتال گرم رہا پانچوین دن گجادھر فیل مست کی طرح برآمد ہوا
اور جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی کے مفروروں مین مخلوط ہو کر قلعہ کے
دروازے مین درآئی اور قلعہ فتح ہوا اور ہر کوچہ مین راجپوتون کے کشتون کے پشتے نمود ہوئے
حتیٰ کہ ہر سمت سیل خون کی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر الٰہی بجالا کر اس بزرگوار کے مزار کی
شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کر کے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان خطاب
دے کر وہان کی حکومت تفویض فرمائی اور اس بقعہ شریفہ کے مجاوروں کو انعام اور وظیفہ سے خوشدل
کر کے قلعہ مندل کی طرف مراجعت کی اور بکوچ متواتر آب بیاس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرا کو
اطراف قلعہ مین تعین کیا اور رانا کو نبھا نے بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کر کے باہر بھیجا اور جنگ عظیم
واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بیشمار علف تیغ
اسلام اور طعمہ زاغ و زغن ہوئے جب آفتاب جہان تاب فلک چہارم سے اپنے خلوت سرا
کی طرف متوجہ ہوا طرفین نے اپنے دائرہ مین قرار پکڑا اور صبح کو اس دولت خانہ کے تمام امرا اور
وزرا فراہم ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ امسال جو مکرر لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب
پہونچا اگر آنحضرت چندروز دارالملک شادی آباد مین سپاہ کی درستی شکست و ریخت کے واسطے
قرار اور آرام فرمائین اور بعد از برسات بسامان وشوکت ملوکانہ اس قلعہ کی تسخیر کے لیے عنان اشہب
عزیمت معطوف کرین لائق اور سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کر کے چندروز استقامت کی اور محرم
کی چھبیسوین تاریخ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین مندل گڑھ کے محاصرہ کیواسطے روانہ ہوا اثنائے راہ مین جس جگہ بتخانہ نظر آیا اسے
مسمار کر کے نشان نچھوڑا اور منزل مقصود مین پہونچکر درختون اور عمارتونکو قلع قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نرکھا اور قلعہ کو
محاصرہ کر کے مورچے خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ملحق اور متصل کیے اور تھوڑے عرصہ مین تائید یزدانی اور توفیق سبحانی سے
فتح کیا اور خلقت کثیر اور جم غفیر کو اسیر اور دستگیر کر کے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف دوسرے قلعہ
مین جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لے جا کر اُس کے استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازان ہوئے اور
ضربہائے توپ کلان کی صدمہ سے پانی جو قلعہ کے حوضون مین لبریز تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو
قلعہ اول مین تھا لشکر محمودی کے قبضہ مین آیا آخر کو بے آبی نے عجب … کر نشہ کو زائل کیا اور شدت
تشنگی سے بیتاب ہو کر نعرہ العطش اور صدائے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنکہ قبول کر کے قلعہ سپرد کیا
القصہ یہ فتح عظیم ذی الحجہ کی بچیسوین ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین کرسی ظہور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی

مراسم حمد و شکر الٰہی بخضوع و خشوع تمام مودی کر کے دوسرے دن قلعہ میں داخل ہوا اور بتخانے ویران
اور خراب کر کے اُس کا مصالحہ مسجد کی عمارت میں صرف کیا اور قاضی و مفتی و خطیب اور مؤذن مقرر کئے
اور محرم کی پندرہویں تاریخ سنہ ۸۶۳ھ آٹھ سو ترسٹھ ہجری میں چیتور کی سمت عازم ہوا اور اس ناحیہ میں پہنچکر
سلطان غیاث الدین کو ولایت کھیلوارہ کی تاخت و تاراج کے واسطے بھیجا شہزادہ نے اُس
ولایت کو خراب اور ویران کر کے اور بہت بردے دستیاب کر کے مراجعت کی اور چند روز
کے بعد سلطان نے شہزادہ فدائی خان اور تاج خان کو قلعہ بوندی کی تسخیر کے واسطے نامزد کیا
جب شاہزادہ قلعہ بوندی کے اطراف میں پہونچا راجپوتوں نے قلعہ سے برآمد ہو کر داد مردی اور
مردانگی دی آخر کو ہزیمت پاکر اکثر علف تیغ بیدریغ ہوئے اور جنھوں نے عمداً اپنے تئیں خندق میں
ڈالا گرفتار ہوئے اور شہزادوں نے پہلے روز قلعہ بوندی کو بزور بازوے شجاعت مفتوح کیا اور
شکر اس عطیۂ عظمیٰ اور موہبت کبریٰ کا بجا لائے بعدہ ایک سردار معتبر وہاں چھوڑا اور مظفر و منصور
ہو کر اپنے ولی نعمت کے ہمراہ رکاب شادی آباد مندو کی طرف معاودت کی اور سلطان محمود سنہ ۸۶۶ھ
آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری میں پھر راجپوتوں کی گوشمال کے واسطے سوار ہوا اور موضع اہار میں جاکر نزول
اجلال فرمایا اور شہزادہ غیاث الدین اور تاج خان کو ولایت کی تاخت و تاراج کے لیے نامزد کیا
اور وہ اُس ولایت کو خاک برابر کر کے کوتلمیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب اپنے والد ماجد کی ملازمت
میں حاضر ہوئے قلعہ کوتلمیر کی بہت تعریف کی سلطان محمود دوسرے دن قلعہ کوتلمیر کی جانب عازم ہوا
اور راستہ میں بتخانوں کو ویران اور خراب کر کے قطع منازل اور طے مراحل کرتا تھا جب قلعہ کے حوالی
میں نزول کیا دوسرے دن سوار ہوا اور اُس ٹیلے پر جو قلعہ کے پورب طرف ہی برآمد ہو کر شہر کو ملاحظہ
کیا اور فرمایا کہ یہ قلعہ بے محاصرہ چند سال کے فتح ہوگا پھر دوسرے دن کوچ کر کے ڈونگرپور کی
طرف متوجہ ہوا راے سیام داس راجہ ڈونگرپور کا بھاگ کر کوہ بیابہ میں پناہ لے گیا اور وہاں
سے بعجز و انکسار تمام دو لاکھ تنگہ اور بیس راس گھوڑے پیشکش بھیجے سلطان محمود نے وہ قبول
فرما کر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ محرم سنہ ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری میں جو کہ طفل
صغیر السن نظام شاہ نام نے تخت دکن پر جلوس کیا تھا اور امراے درگاہ جیسا کہ چاہیئے اُس کی اطاعت
نہ کرتے تھے سلطان محمود خلجی نظام الملک غوری کے اغوا و تفہیم سے بکوچ متواتر عازم تسخیر بلاد
دکن ہوا اور جب آب نربدہ سے عبور کیا خبر لائے کہ مبارک خان حاکم آسیر قضاے الٰہی سے
فوت ہوا اور اُس کا بیٹا غازی خان ملقب بہ عادل خان اُس کی جگہ پر جانشین ہوا اور ارکان
دولت میں دست تعدی آستین جور سے برآوردہ کر کے سید کمال الدین اور سید سلطان کو بے
قصور شہید کر کے گھر مظلوموں کا غارت کیا اور بعد چند روز کے اُن سادات مظلوم کا بھائی
سید جلال نام فریادی آیا سلطان محمود نے از روے حمیت چاہا کہ عادل خان کو گوشمال دیوے
چنانچہ خاص اُسی نیت سے آسیر کی طرف راہی ہوا اور عادل خان نے از روے عجز و نیاز کی

ایک فرزندان قطب عالم فرید الحق والدین مسعود شکر گنج کو اُس کی خدمت مین بھیجا پیشکش مرسول رکھا اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود جو کہ جانتا تھا کہ تیر تدبیر کسی قلعہ کشا کا بروج سخت و دشوار گذار آسیر پر اب تک نہین پہونچا اور علاوہ اس کے مآل اس سفر کا تسخیر دکن ہے قلم عفو اُس کے جرائم پر کھینچا اور در نصیحت سے اُس کے کان گران بار کرکے ولایت برار اور ایلچپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قصبہ بالا پور مین پہونچا جاسوس اور مخبر یہ خبر لائے کہ وزرائے نظام نے سرحدون سے لشکر طلب کیا ہے اور فوج کی فراہمی مین مصروف ہن اور دو کرور تنگہ خزانہ سے برآوردہ کرکے امرا اور سپاہیون کو بطور مدد خرچ دیا ہے اور ڈیڑھ سو فیل کوہ تمثیل لے کر شہر سے برآمد ہوے ہین اور تقدیر الٰہی کے منتظر ہین سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ کرکے بکوچ متواتر نظام شاہ بہمنی کے تین فرسخ اُدھر پہونچا اور وزرائے دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ برس کا تھا سوار کیا اور اس کے سر پر چتر بلند کرکے باگ اُس کے گھوڑے کی خواجہ جہان ملک شہ ترک کے ہاتھ مین دی اور سرانجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور میمنہ کا خواجہ محمود گیلانی کے کہ ملک التجار خطاب رکھتا تھا حوالہ کیا اور جب دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہونچے ملک التجار سبقت اور پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ سرداران میسرہ سے تھے مقتول ہوے اور میمنہ کی جمعیت کو اُنھون نے متفرق اور پریشان کیا شکست عظیم لشکر مندو پر پڑی فوج نظام شاہی نے دس کوس تعاقب کرکے سلطان محمود خلجی کے اردو کو تاخت تاراج کیا اس درمیان مین سلطان محمود آپ کو گوشہ مین کھینچکر فرصت وقت کا جویا تھا جب کہ اکثر سپاہ نظام شاہی تاراج مین مشغول تھے اور نظام شاہ کچھ لوگون سے ایستادہ تھا دو ہزار سوار لے کر فوج نظام شاہ کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور بروایت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عمدہ سردار قلب سے تھا قلب کو مضطرب کرکے عنان شبدیز نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ مین تھام کرکے احمد آباد بیدر کی طرف بھاگا اور لڑائی کا رخ بدل گیا یعنے وہ لوگ جو تاراج کیواسطے گئے تھے اُنھون نے متاع نفیس زندگانی ضائع اور برباد کی اور والدۂ نظام شاہ نے امرا کے غدر اور مکر سے اندیشہ کرکے شہر بیدر کی طرف محافظت کے واسطے ملو خان کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروز آباد مین گئی اور وہان سے ایک محبت نامہ سلطان محمود گجراتی کو بھیجکر کمک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے بیدر کا محاصرہ کیا اور لشکر سفر ور نظام شاہ کے پاس فیروز آباد مین جمع ہوا اور خبر پہونچی کہ ملک التجار سپہ سالار مع لشکر عظیم نظام شاہ کی مدد کے واسطے بسبیل تعجیل پہونچے گا سلطان محمود خلجی نے اپنے اعیان دولت سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولی اور انسب یہ ہے کہ تسخیر اس بلاد کی دوسرے سال پر موقوف کرکے مراجعت کی جاوے چنانچہ دوسرے دن اس بہانہ سے کوچ کرکے اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا اور راہ مین جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین جو خیال تسخیر ولایت دکن سر مین رکھتا تھا اور ملک التجار نے اُس کے ساتھ

شرارت و مخالفت کی تھی چاہتا تھا کہ اس کا عوض لوں پھر لشکر کو آراستہ کر کے ظفرآباد نعلچہ میں فروکش
ہوا اور ابھی ظفرآباد نعلچہ میں تھا کہ عریضہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا اس مضمون سے پہونچا کہ نظام شاہ
بہمنی نے نظام الملک کو مع لشکر کثیر تھانہ دار کھیرلہ کے سر پر نامزد فرمایا ہے چند روز میں پہونچے گا
یہ خبر سنکر بحکم استعجال عازم حمایت تھانہ دار کھیرلہ ہوا اثنائے راہ میں یہ خبر سنی کہ نظام الملک ترک
نے آن کر قلعہ کھیرلہ کو گھیرا ہے اُس وقت سراج الملک تھانہ دار وہاں مے نوشی میں مشغول تھا
اور نشہ کی شدت سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتا تھا اُس کا پسر قلعہ سے برآمد ہو کر لڑا اور
شکست کھا کر بھاگا اور نظام الملک مغرورانہ کا پیچھا کرتا ہوا قلعہ میں در آیا لیکن اُسی دن بعد تصرف
قلعہ پیادگان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مقبول خان کو مع چار ہزار
سوار قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے واسطے دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور اثنائے راہ
میں رائے سرکچہ کے ایلچی اور رائے حاجی نگر کے وکیل کہ پانسو اور تیس زنجیر فیل برسم پیشکش لائے
تھے سلطان کے ملاحظہ میں گذرانے سلطان نے وکلا کو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا اور موضع
خلیفہ آباد میں نزول فرمایا اس درمیان میں فرمان سلطنت اور خلعت ایالت کا ایک خدام امیر المومنین
یوسف بن محمد عباسی مصر سے اُس کے واسطے لایا سلطان نہایت سرور اور خوش حالی سے رسم
استقبال بجا لایا خادمان خلیفہ سے باعزاز و اکرام پیش آن کر ضیافت اور مہمانداری میں مصروف
ہوا اور گھوڑے مع ساز و یراق مرصع اور خلعتہائے زر دوزی انعام دیے جب دولت آباد کی
سرحد پر پہونچا یہ خبر آئی کہ سلطان محمود گجراتی شاہ دکن کی مدد کے واسطے اپنے دارالملک سے برآمد
ہو کر اس حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود مالکنڈہ کی جانب عازم ہوا اور کچھ مواضع اور قریات
کو تاخت کر کے کونڈوارہ کے راستہ سے اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور روایت صحیح
یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو سنہ آٹھ سو ستر ہجری میں بھیجکر قلعہ کو لیا
ناظرین تفصیل اس اجمال کی شاہان بہمنیہ کی داستان سے دریافت فرماویں اور سلطان محمود خلجی
نے چند روز اپنے دارالملک میں قرار کیا بعد سنہ آٹھ سو اکہتر ہجری میں مقبول خان کو مع فوج
ایلچپور کی تاخت کے لیے بھیجا اور اُس جماعت نے ایلچپور کے اطراف کو مع شہر غارت کیا اور پھر
راست گئے وہاں کا حاکم اپنے ہمسایگان مثل قاضی خان اور پیر خان کو جمع کر کے مع ایک ہزار
پانسو سوار دے تیار ہو کے بقصد جنگ آیا یہ خبر مقبول خان کو پہونچی غنائم اور اسباب و
سامان اپنا مع ایک فوج روانہ کیا اور مرد خوب اور کار آمدی کو انتخاب کر کے اپنے ہمراہ نگاہ
رکھا اور ایک جماعت کو حرب کے واسطے تعین کیا اور خود کچھ لوگ لے کر کمین گاہ میں بیٹھا جب
فوج طرفین جنگ میں مشغول ہوئی مقبول خان کمین گاہ سے برآمد ہوا اور قاضی خان کا پائے ثبات
زمین کین سے ہل گیا ایلچپور میں بھاگ کر دم لیا اور مقبول خان نے ایلچپور کے دروازہ تک پہنچا ایک
بیس نام سردار معتبر قتل کیے اور تیس نفر زندہ اسیر ہوئے اُس وقت مقبول خان نے وہاں سے



مراجعت کی اور مظفر و منصور محمود آباد مین پہونچا اور جمادی الاول سنہ ۸۷۱ آٹھ سو اکھتر ہجری مین والی دکن اور مالوہ نے ایلچی مصالحہ کے واسطے بھیجے بعد رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ والی دکن ایلچپور اور ولایت گونڈوارہ اور بقول ے قلعہ کھیرلا تک سلطان محمود کے قبضہ مین واگذار کرین اور سلطان محمود مین بعد دیار دکن مین مضرت نہ پہونچائے سلطان محمود نے فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا تاریخ قمری پر رکھین تاریخ شمسی کو یک قلم برطرف کرین اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین شیخ علاء الدین کہ علمائے وقت سے تھا شادی آباد کے اطراف مین پہونچا سلطان محمود خلجی نے حوض رانی تک استقبال کیا اور گھوڑے پر سوار ایک دوسر ے سے بغلگیر ہوئے اور سلطان نے اُس کی تعظیم و احترام مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین مولانا عماد الدین ایلچی سید محمد نوربخش کا سلطان محمود کی خدمت مین پہونچا اور خرقہ شیخ کا برسبیل تبرک لایا سلطان در وہ خرقہ کو نعمت کبرے تصور کر کے مولانا عماد الدین کے آ نے سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوش حالی مین خرقہ پہنکر دست بذل اور احسان کا کھولا اور اس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس مین حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا اور محرم سنہ ۸۷۲ آٹھ سو بہتر ہجری مین پیکون نے یہ خبر پہونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آباد کو جو بالفعل ساتھ کھیرلہ کے مشہور ہی تاراج کر کے والی دکن سے ملتجی ہوا ہی اور چند زنجیر فیل کہ مصالحہ ملکی کے واسطے اُس کے ہمراہ رہتے تھے کھیرلہ کے نایزادہ کے حوالے کیے اور رائے زادہ قصبہ محمود آباد پر متصرف ہوا اور جو مسلمان کہ قلعہ مین مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ گوندان کو ساتھ اپنے موافق کر کے راستہ مسدود کیا سلطان محمود نے یہ خبر پہونچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کے واسطے رخصت فرمایا اور خود بھی بتاریخ آٹھوین ربیع الاول سنہ مذکور مین ظفر آباد نعلچہ مین نزول کیا اور چند روز کے بعد محمود آباد کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ تاج خان روز دسہرہ کو کہ برہمنہ کا روز ہائے بزرگ سے ہی ستر کوس تاخت کر کے اس مقام مین پہونچا اور جب سنا کہ رائے زادہ کھانا کھانے مین مشغول ہی تاج خان نے کہا کہ دشمن غافل کے سر پر جانا مردانگی سے بعید ہی اس مقام مین گھوڑے کی باگ روکی اور ایک شخص کو اس کے پاس بھیجکر خبردار کیا رائے زادہ نے ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیون کو مسلح کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی کوشش ظہور مین آئی کہ اُس پر اور زیادتی متصور نہین ہی قضارا ایک جماعت کثیر اُس کے ہمراہیون سے علف شمشیر ہوئی اور وہ خود سروپا برہنہ بھاگا اور گوندان سے ملتجی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنائم اور قصبہ محمود آباد دستیاب ہوا اور جب عریضہ تاج خان کا سلطان محمود کو پہونچا نہایت مسرور ہوا اور ملک الامرا ملک وا ور کو اُس گروہ کی تنبیہ اور تدارک کے لیے کہ رائے زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا اور جب یہ خبر اس گروہ کو پہونچی رائے زادہ کو مقید کر کے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از فتح فسخ عزیمت محمود آباد کر کے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبہ سارنگ پور مین آن کر نزول کیا اور اس مقام مین بعد چند روز کے خواجہ



جمال الدین استرآبادی از جانب میرزا سلطان سعید رسم ایلچی گری مع تحفہ اور سوغات آیا سلطان خواجہ کے آنے سے بہت خوش وقت ہوا اور اُسے بھی نوازش خسروانہ سے خوش دل کر کے رخصت کیا اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور قماش اور چند کنیز ناچنے گانے والی اور چند فیل مع ہولہ زر اور گھوڑے عربی اور قصیدۂ غرا کہ سلطان ایران کی مدح میں کہا تھا اور ظاہرا زبان ہندی میں تھا مصحوب شیخ علاء الدین ہمراہ خواجہ جمال الدین کے بھیجا اور خود دارالملک شادی آباد میں قرار پکڑا اور شہنشاہ ایران اس قصیدے سے جو شاہ مالوہ کا طبعزاد تھا اس قدر محظوظ ہوا کہ اور ہدایا سے اس قدر خوشحال نہ ہوا اسی سال گوالیار کے راجہ نے جب سنا کہ میرزا سلطان ابوسعید کو علم موسیقی اور سنگیت کی طرف میل تمام ہے اس فن کے دو فن سے معتبر مردم عالم اور کتاب خوان کے ہمراہ ارسال کیے بعد اس کے اس کا بیٹا راجہ کوپ بھی اخلاص موروثی کا لحاظ کر کے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجتا تھا اور ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری میں عارض جان کی عرض داشت اس مضمون سے پہونچی کہ کھوارہ کے زمینداروں نے شاہراہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہے سلطان محمود پہونچتے اس عریضہ کے اس جماعت کی تادیب کے واسطے عازم ہوا اور لشکر عظیم اس ملک میں روانہ کیا اور خود اُس ولایت کے داخل اور مخارج کی صعوبت کو ملاحظہ کر کے مابین ولایت استقامت فرمائی اور قلعہ کی بنیاد ڈال کر چھ روز کے عرصہ میں اس عمارت کو شرف اتمام بخشا اور اُس کا نام جلال پور رکھکر میرزا خلجی کے سپرد فرمایا اور اسکی محافظت کی تاکیدکی اور شعبان کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور میں شیخ حبلی اور کنور چند پسر راجہ گوالیار رسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی فتح آباد کی نواحی مین خدمت میں سلطان کی حاضر ہوکر جو تحفہ کہ لائے تھے گذرانا اور اُس کے بعد زبانی یہ معروض کیا کہ سلطان محمود شرقی ہم سے دست کش نہیں ہوتا اگر آنحضرت ہماری امداد و اعانت کے واسطے اطراف دہلی میں تشریف ارزانی فرمائیں اور اُس کے فتنہ و فساد سے ہمیں نجات بخشیں مراجعت کے وقت قلعہ بیانہ کو مع توابع پیشکش کرونگا اور سلطان کی سواری کے واسطے چھ ہزار گھوڑے مع ساز و سامان خدمت مین بھیجوں گا سلطان محمود نے فرمایا جس وقت سلطان حسین دہلی کی طرف متوجہ ہو دے میں بسرعت تمام کمک اور امداد کو پہونچوں گا اس قرارداد کے بعد ایلچیون کے حال پر تفقد کر کے دارالملک شادی آباد کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ ان دنوں ہوا نہایت گرم تھی راستہ میں حرارت کی شدت کے سبب مزاج اعتدال سے منحرف ہوا اور روز بروز مرض کو ترقی اور قوت کو تنزل حاصل ہوتا رہا یہاں تک کہ ذیقعدہ کی انیسوین تاریخ ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین نولاسہ کچھوارہ خرابہ و یلسے دارالملک عقبیٰ کی سمت خرامان ہوا اس کی مدت سلطنت چونتیس سال تھی بیت بکجاہ ارچہ برآسمان تخت زدہ بپاہ بکد عاقبت رخت زدہ سلطان محمود کی عمر جس قدر تخت نشینی کے وقت تھی اسے قدر مدت سلطنت کرنا ندرت اور غرابت سے خالی نہیں ہے امیر تیمور صاحبقران گورگان نے بھی چھتیس سال کے سن مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور مدت اُس کی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی ناظرین

احوال سلاطین مالوہ پر مخفی نہ ہے کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئین لیکن اس کتاب کے مولف ملا محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کرکے وہ فتوحات اس مقدمہ مین درج نہین کین جاننا چاہیئے کہ سلطان محمود بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور باسخاوت تھا اور اس زمانہ مین کہ زمام سلطنت مالوہ اس کے قبضہ اختیار مین تھی چارون طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اس کی طرف مائل ہوے جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہین ہوا کہ بے نہضت گذرا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسایش اور فراغت کو لشکرکشی اور جنگ وجدل مین جانتا تھا اور ہمیشہ مورخان کہن سال اور سیاحان جہان سے احوال بادشاہون اور بزرگون کا خوب دریافت کیا کرتا تھا اور قواعد جہانداری کے تحصیل مین بھی غافل نہ رہتا تھا اور شاہان ماسلف اور خلف کے اخلاق پسندیدہ اور روش ستودہ کو اپنے دل مین نگاہ رکھتا تھا اور اپنے دربار مین درباریون اور مجرائیون کے روبرو نقل فرماتا تھا اور اس چیز سے جو انکے باعث زوال دولت اور موجب خرابی خاندان ہوئی اس سے پرہیز کرتا تھا اور اس کی سلطنت مین چور اور ٹھگ کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر احیاناً کسی تاجر یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا بعد ثبوت وزدی فوراً اپنے خزانہ سے اُسے پہونچاتا تھا اور بعد اُس کے وہ مال مسروقہ اس موضع کے چوکیدارون اور نگہبانون سے برآمد کرواتا تھا اس سبب سے جو امیر یا فقیر اس کی مملکت مین آتے تھے صحرا مین نروکش ہوکر اپنی جان ومال کی نگہبانی اور محافظت نکرتے تھے ایک روز شیر یا ببر نے دریا کے کنارے ایک مسافر پر حملہ کیا اور اس کے فرزندون نے درگاہ سلطان مین آن کر درندہاے دشتی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نے حکمنامجات اپنے تمام ممالک محروسہ مین اس مضمون کے جاری کیے کہ بمجرد صدور حکمنامہ تمام حکام اپنے اپنے علاقہ کے حیوان شکاری اور درندہ کو ہلاک کرین اور رمن بعد جس کے علاقہ مین شیر یا چیتا وغیرہ نظر آوے وہان کے حاکم کو عوض مین اُس کے قتل کرین اس سبب سے اس کے عہد معدلت مہد مین اور اس کے بعد بھی برسون ولایت مالوہ مین شیر و گرگ وغیرہ کی صورت دکھائی نہ دیتی تھی اور ایک شاعر نے اُس کی تاریخ وفات یہ کہی تھی یادگار کے واسطے درج کتاب ہوئی قطعہ تاریخ شاہ خلجی نژاد سلطان محمود ۞ از دار فنا چو راہ عقبیٰ پیمود ۞ تاریخ وفات حضرت سلطان شد ۞ از بام بہشت عدن باقی مقصود

ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کی جہانداری کا

جب سلطان محمود خلجی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُس کا بڑا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامہ گروہ خلق کو اپنی ذات خاص سے راضی اور شاکر کیا اور وہ زر کہ بیوم جلوس اُس کے چتر پر نثار کیا تھا بلغ خطیر ہوتا تھا اہل استحقاق پر تقسیم کیا اور فدوی خان اپنے بھائی کو نئے شہر کے ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جو کہ سلطان محمود خلجی کے عہد مین اپنے



تصرف میں رکھتا تھا مامور کر کے مسرور کیا اور اپنے بڑے بیٹے عبدالقادر کو ناصر الدین خطاب دیکر
ولیعہدی پر منسوب فرمایا اور شغل وزارت اُسے ارزانی کر کے چتر اور پالکی اور جاگیر بارہ ہزار
سوار کی اُسے عنایت فرمائی اور بعد الفراغ جشن سلطنت جمیع مناصب کو مردم امین کاردان سے
رجوع کر کے اُن سے یہ فرمایا کہ مین نے سلطان مرحوم کے عہد مین چار برس لشکرکشی کی
تھی اب وقت آسایش و آرام ہے میں پاؤں دامن قناعت میں کھینچکر ابواب عشرت اپنے منہ پر کھولتا ہوں
تم اس مملکت کی محافظت میں کہ جو باپ سے مجھے پہونچی ہے کوشش کرو پھر در مقصود کو مفتوح کر کے
حکم فرمایا کہ ہمارے قلمرو میں جس قدر اسباب عیش اور سامان طرب سے بہم پہونچے حاضر کریں
اور جو کچھ ممالک غیر میں یعنے ایران اور توران اور روم سے ممکن ہو لیکن کھینچکر جس طور سے ہو سکے
بہم پہونچاوین چنانچہ گائیں اور خواصین صاحب جمال کی اسکے حرم سرا مین کثرت ہوئی اور جو کہ
سلطان غیاث الدین عورتون کے فراہم کرنے مین درپے تھا عورات آزاد اور بندہ اور راجاؤن
وغیرہ کی بیٹیاں دس ہزار تخمیناً اُس کے شبستان مین جمع ہوئین اور راجاؤن اور رئیسون کی
بیٹیوں کے مناصب جو کہ سلاطین کے دولتخانون مین ہوتے ہیں مرحمت کیئے رفتہ رفتہ یہ نوبت
پہونچی کہ جس قدر عہدہ دار اور مناصب اور عملہ باہر تھا اُسی قدر محلسرا مین بھی بہم پہونچا یعنے وکیل
اور وزیر اور بخشی اور سرائچی اور داروغہ توشک خانہ اور امیر الامرا اور منشی اور محرر اور مشرف اور منجم
اور معمم ہوئین اور بعضے صدر اور مدرس اور حکیم اور ندیم اور محتسب اور مفتی اور موذن اور حافظ اور
معرف ہوئین اور اسی طریق سے لونڈیون اور خواصون کو صنائع اور وہ ہنر کہ جہان مین شائع او
مشہور ہین سکھائے چنانچہ بعضون کو ناچنا اور گانا اور باجا بجانا تعلیم فرمایا اور بعضوں کو زرگری آہنگری
نجاری سادہ کاری عمل بافی شالبافی ترگری کمانگری کوزہ گری جلد بافی جیالی ترکش دوزی کفش دوزی کشتی گیری
شعبدہ بازی اور قسم قسم کے ہنر جن کا بیان موجب تطویل کتاب اور درازی سخن ہے سکھائے اور
ان کے فرقے اور طبقے علیحدہ علیحدہ کر کے ہر ایک کو ایک کے سپرد کیا اور پانچ سو کنیز ترک کو
لباس مردانہ پہنا کر تیر اندازی اور برچھی بازی اور بکیتی تعلیم کی اور انھین سپاہ ترک موسوم کر کے
اپنی میمنہ میں جگہ دی تو پیرے ہاتھ مین لے کر اور ترکش کمر پر باندھکر ایستادہ رہین اور پانسو کنیز
حبشی کو عورتون کے لباس سے برآوردہ کر کے برق اندازی اور شمشیر بازی تعلیم کر کے
میسرہ ان کے حوالہ کی اور اپنے حرم سرا مین ایک چوپڑ کی بازار تعمیر فرما کر اُسے آباد کیا جو چیز
شہر کے بازار مین بکتی تھی وہان بھی فروخت ہوتی تھی اور کوئی عورت بڑھی اور بدنما پرستارون
اور خواصون میں نہ تھی اور اگر کوئی بصورت کسی وجہ سے حرم مین رہتی تھی تو وہ مجلس سلطان مین علیحدہ
ہوتی تھی اور یہ امر بھی عجائبات سے ہے کہ وظیفہ تمام عورتوں اور کنیزوں کا جو سرداروں اور منصبدارون
کے سوا تھین یکسان اور برابر مقرر کیا تھا دو تنکہ نقد اور دو من غلہ ہر روز اس طرح ہر ایک کو دیتا
تھا اور ہر ایک جاندار کو کہ اس کی محلسرا مین تھے اسی اسم دو تنکہ اور دو من غلہ مقرر تھا چنانچہ طوطی اور مینا

اور کبوتر کا بھی دو من غلہ اور دو تنگہ مقرر کیے تھے ایک دن اس کے مکان مین ایک چوہا نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنگہ اُس کے واسطے بھی مقرر کر کے موش کو ایک کے حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سوراخ موش کے قریب رکھتی رہین اور وہ لونڈیان اور عورتین جن کی طرف اس کی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوف تھی انھین زیور طلائی اور مرصع مرحمت فرمایا تھا لیکن مشاہرہ مین سب کے برابر تھین اور یہ امر مقرر کیا تھا کہ ہر شب میرے سرہانے سو اشرفی طلائی رکھکر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی رہین اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اُس کی نظر عیال اور اطفال اور اسباب اور ادوات سلطنت پر پڑے شکر کرے بلکہ جس وقت لفظ شکر اُس کی زبان پر جاری ہووے پچاس تنگہ مستحقون کو پہونچا دے اور سب سے یہ آئین خوشتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کے درمیان مین سلطان جس شخص سے ہمکلام ہو وہ خواہ بزرگ ہو خواہ خرد اُسے ہزار تنگہ عطا کرین اور ہزار کنیز حافظ قرآن مجید حرم مین رکھتا تھا انھین یہ حکم دیا کہ جس وقت مین لباس تبدیل کرین سب باتفاق قرآن مجید ختم کر کے دم کرتی رہین اور جب ایک پہر رات سے باقی رہتی تھی اداے لوازم عبادت مین مشغول ہوتا تھا اور جبین انکسار زمین نیاز پر رکھکر اپنے مطالب اور مآرب درگاہ الٰہی سے درخواست کرتا تھا اور اہل حرم کو تاکید تھی کہ نماز تہجد کے واسطے مجھے بیدار کرتی رہین اور اگر مین نیند کے غلبہ سے بیدار نہ ہون پانی منھ پر چھڑک کر جگاوین اگر اس تدبیر سے بھی نہ جاگون مجھے زور سے ہلاوین اور اگر یہ بھی مفید نہو ہاتھ پکڑ کے اٹھاوین اور اپنے مقربون کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دنیا مین مشغول ہونے کے وقت وہ چیز کہ جس کا نام کفن ہے اُسے دکھلاتے تھے تو وہ متنبہ ہو کر مجلس برخاست کرتا تھا اور تجدید وضو کر کے توبہ اور استغفار مین مشغول ہوتا تھا اور اس کی مجلس مین کلام نامشروع اور وہ سخن کہ موجب ملالت طبع ہو نہین کہتے تھے اور مسکرات کی طرف ہرگز رغبت نہ کرتا تھا اور مسکر کی چیزون سے ایسا پرہیز کرتا تھا کہ ایک دن حکمانے لاکھ روپیہ خرچ کر کے سلطان کے واسطے معجون تیار کی اور اُس کے پاس لائے فرمایا کہ اس مین کیا اجزا شریک ہین میرے سامنے بیان کرو خلاصہ یہ کہ تین سو اور چند ادویہ مین فقط ایک درم جوز بوا داخل تھا فرمایا کہ یہ معجون میرے کام کی نہین اسے آگ مین جلا دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی کہ یہ معجون اور لوگون کو عطا ہووے فرمایا حاشا جو شے کہ مین اپنے اوپر روا نہین رکھتا وہ دوسرون کے واسطے بھی تجویز نہین کرتا اور مروت اور جوانمردی سلطان مین اس درجہ تھی کہ ایک مرتبہ سلطان کے عرض بیگی شیخ محمود لقمان کا ہمسایہ تھا دہلی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شیخ سے یہ بات کہی کہ مین سلطان کے عطایاے عام کا شہرہ سنکر آیا ہون تاکہ آپ کے ذریعہ سے اپنی دختر کے کار خیر سے نجات پاؤن شیخ نے جواب دیا کہ یہ کام تیرا مین انجام کر سکتا ہون اس نے کہا مین تجھسے نہین لونگا چاہتا ہون کہ عطیہ سلطان سے میری آبرو بڑھے شیخ نے ہرچند تکرار کی وہ راضی نہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ مین اور سائلون کو جو میرے پاس آتے ہین سلطان کی ملازمت مین لے جا کر اُن کے باپ دادا کی بزرگی یا اُن کے فضائل



بیان کرتا ہوں اور ابروان دونوں ابروں سے عاری ہیں تبلاییں تیری کیا صفت کر دوں اُس نے کہا میرے بخت رسائی رسائی سے آپ کا دامن دولت ہاتھ آیا ہے آپ اپنی عقل و دانش کو کام فرمائیں بالغرض شیخ اس مرد کو سلطان کے دربار میں لے گیا اور وہ گیہوں جو فقرا اور مساکین کے واسطے درن کرتے تھے اس سے فرمایا کہ تو اس میں سے کسی قدر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ چھوڑ اس نے حسب ایما عمل کیا اور شیخ سلطان کے روبرو حاضر ہوا اور رسائل بھی سایہ کی طرح اُس کے پیچھے کھڑا ہوا سلطان نے پوچھا کہ یہ کون ہے شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہے اور دہلی سے آیا ہے اور یہ اس کا گندم ہے سلطان نے کہا اسے کس واسطے یہاں لایا ہے اس کے پاس جانا سزاوار اور لائق تھا شیخ نے کہا اسے ایسی لیاقت اور قابلیت نہیں کہ سلطان اس کی ملاقات کو تشریف لے جاتے سلطان نے جواب دیا اگر یہ لائق نہ تھا اس کا ہدیہ تو جو ہر تھا آخر سلطان نے مبالغہ کرکے یہ حکم دیا کہ یہ شخص بعد ادائے نماز جمعہ مسجد میں اپنا ہدیہ گذرانے خلاصہ یہ کہ اُس شخص نے سلطان کے حکم کے موافق بعد نماز جمعہ سر پر چڑھا کر گیہوں سلطان کے دامن میں ڈالے سلطان نے توجہ اور التفات کرکے اُسے قسم قسم کے عطا سے سرفراز فرمایا منقول ہے کہ ایک دن سلطان نے اپنے مقربوں سے یہ فرمایا کہ میں نے کئی ہزار حرم صاحب جمال بہم پہونچائے لیکن وہ صورت جو میرا دل چاہتا ہے آئینۂ شہود میں جلوہ گر ہوئی ایک شخص نے اُن میں سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ جو اس خدمت پر مامور ہیں صورت خوب اور بیکر مرغوب کی تمیز کامل نہیں رکھتے اگر بندہ اس خدمت پر مامور ہووے یقین ہے کہ وہ صورت جو طبع سلیم کے موافق ہو بہم پہونچائے سلطان نے فرمایا تجھے صورت خوب کی کیا دانست ہے اس کی صفت بیان کر اُس نے جواب دیا کہ خدا وند نعمت صاحب جمال کی یہ صفت ہے کہ وہ ایسا متناسب الاعضا ہووے کہ جو عضو اُس کا نظر آوے دیدہ کو دوسرے اعضا کے دیکھنے سے مستغنی کرے مثلاً اگر اُس کا قد موزوں دیکھے اُس پر ایسا شیدا اور مفتون ہوئے کہ اُس کے چہرہ کے دیکھنے کی پروا نہ کرے سلطان نے اس کا یہ حسن تمیز پسند کیا اور اُسے اس خدمت پر مامور کیا اور وہ بقدر رخصت حاصل کرکے ملا و مجمع وغیرہ میں برآمد ہوا ہر چند وہ شہر بشہر پھرا لیکن وہ صورت آئینۂ نظر میں عکس پذیر ہوئی اتفاقاً جب پلٹ کر سلطان کی ولایت میں آیا ایک مجمع میں ایک لڑکی زہرہ جبین غیرت ماہ دیکھی وہ خراماں خراماں جاتی تھی کیفیت رفتار اور حسن قامت نے اُسے مفتون کیا پھر جب اور اس آفت روزگار کا منہ دیکھا نظر اُس کے جمال باکمال پر پڑی جو کچھ چاہتا تھا اُس سے بھی زیادہ تر پایا آخر بس چند روز اس موضع میں بسر کئے بس حیلہ اور تدبیر سے بن پڑا اُس لڑکی کو وہاں سے اپنے ہمراہ نکال لایا اور سلطان کی بارگاہ میں پہونچا کر نہایت محظوظ کیا اور کہا کہ میں نے اسے کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہے جب اُس کے عزیز و اقارب کہ اُس کی جستجو میں تھے ناگاہ اُنھیں یہ خبر پہونچی کہ ایک شخص نے چند روز اس موضع میں قیام کیا تھا وہ لڑکی کو نکال لے گیا ہے اس کی ماں اور باپ سدہ میں آن کر سر راہ عین سواری میں سلطان سے فریادی ہوئے سلطان نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ماجرا کیا ہے اس صورت میں وہاں سے آگے

قدم نہ اُٹھایا اور علما کو طلب کر کے فرمایا تم حکم شرع مجھ پر اجرا کرو داد خواہون نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر عرض کی کہ ہماری داد خواہی اس واسطے تھی کہ شائد وہ شخص لڑکی کو اور کہین لے گیا ہوا ب ہمین دریافت ہوا کہ وہ سلطان کے حرم مین ہی ہمارے تئین عین شرف و سعادت ہی اب ہمین اُس شخص سے کچھ دعوی نہین ہی سلطان نے علما سے کہا اب وہ عورت مجھ پر مباح ہوئی لیکن ایام گذشتہ کے بارہ مین جو کچھ حکم شرع ہو میری نسبت بجالاؤ علما نے فرمایا کہ جو حرکت ناوانستگی اور لاعلمی سے سرزد ہو وہ شریعت مین معاف ہی اور اس کی تلافی کفارہ ہی سلطان نے باوجود اس حال کے اس امر سے پشیمان ہوکر فرمایا کہ سن بعد آدمی عورتون کی تلاش سے باز آوین اور سلطان غیاث الدین کی بیوقوفی اور حسن اعتقاد اور سادہ لوحی کی نقل کرتے ہین کہ ایک روز ایک شخص ایک سم گدھے کا لا کر عرض پیرا ہوا کہ سُم خر عیسی علی نبینا و علیہ السلام ہی سلطان نے اسے پچاس ہزار تنگہ سیاہ دلوائے اور وہ سم خرید کیا القصہ اُس کے بعد تین آدمی اور بھی خر عیسی کا ایک ایک سم لائے اور اُسی قیمت پر بیچا اتفاقات حسنہ سے ایک شخص پانچوین نے بھی ایک سم خر لا کر دعوے کیا کہ یہ سم خر عیسی ہی سلطان نے اُسے بھی مول لیکر حکم کیا کہ اُس کی قیمت بھی پچاس ہزار تنگہ سیاہ دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی شاید خر عیسی کے پانچ پائون تھے کہ حضرت نے اُس کی قیمت بھی اُسی تعداد پر دلوائی سلطان نے ارشاد کیا شاید یہ امر جو تو کہتا ہی راست ہو یا ایک شخص ان مین سے غلط لایا ہو اور آنجناب کو شکار کی بہت رغبت تھی اس واسطے آہوخانہ کثرت سے بنا کر قسم قسم کے جانور اقسام طیور اُس مین جمع کیے تھے اور مع عورات بسیار سوار ہوکر آہوخانون مین شکار کرتا تھا اور اُس سبب سے کہ زنان صاحب جمال اور نغمہ ساز کی صحبت کا بہت مائل اور راغب تھا اکثر اوقات ایک مرتبہ بر آمد ہوکر ایک لحظہ تخت پر اجلاس کر کے سلام مجرائیون کا لیتا تھا اور سلطنت کے امور معظم اور عمدہ کو دریافت کر کے باقی مہمات وکلا اور وزرا سے رجوع کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ اور دو ہفتہ تک بر آمد نہوتا تھا لیکن ارکان دولت اور اعیان حضرت کو حکم کیا تھا کہ امور عمدہ جو کچھ مملکت مین شائع ہون یا عرایض سرحد سے پہونچے حرم سرا مین فلان عورت کے پاس بھیجتے رہین تو اُس سے دریافت کر کے اُس کا جواب لکھتا رہون اور لوازم جہانداری کے مانع عشرت نہووین اور اُس کے عہد مین کسی طور کا خلل مملکت مین واقع نہوا لیکن سنہ ۸۹۵ آٹھ سو پنانوے ہجری مین کہ سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی نے پالنپور مین کہ مضافات اُس سے یعنے نئے شہر سے ہی خرابیان بہت واقع کین جب یہ خبر مندو مین پہونچی کوئی شخص قدم جرأت کا آگے رکھکر یہ مضمون معروض نکر سکا لیکن وزرا کی مصلحت اور صوابدید کی وجہ سے حسن خان نے ایک روز موقع فرصت دیکھکر عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول سلطان سعید محمود شاہ خلجی کو زر خطیر برسم پیشکش بھیجتا تھا اور ان دنون مین سُنا جاتا ہی کہ وہ دائرہ اطاعت سے منحرف ہوا اور اُس کی فوج نے قصبہ پالن پور مین دست درازی کی ہی یہ خبر سنکر فورًا شیر خان بن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھ بھیجا کہ لشکر بھیلسہ اور سارنگ پور کو ہمراہ لے کر سلطان بہلول کی گوشمالی کے لئے متوجہ

ہوئے محروم رہے فرمان شیر خان سامان جنگ درست کر کے سانہ کی طرف روانہ ہوا اور جو سلطان بہلول
نے طاقت مقاومت اپنے میں مفقود دیکھی سانہ کو چھوڑ کر دہلی کی طرف راہی ہوا شیر خان پیچھا کر کے دہلی کی طرف
متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو بہ مصالحہ اور ہدیہ تعاقب سے باز رکھا اور اُس نے قصبہ بالپور
میں جا کر از سر نو اُسے تعمیر کیا اور چندیری کی سمت گیا اور اسی سال سلطان غیاث الدین راجہ جیلپور
کی التماس کے موجب سراپردہ سرخ تعلیم کی طرف بھیجکر خود بھی سوار ہوا اور قصر جہان نما میں مقیم ہو کر
علما کو طلب کر کے راجہ کی کمک کے بارہ میں استفسار کیا سب علما نے متفق اللفظ والمعنی ہو کر جواب دیا
کہ کفار کی حمایت جائز نہیں ہے سلطان پشیمان ہو کر لوٹ آیا نظام الدین احمد بخشی نے اسی تاریخ میں
مرقوم کیا ہے کہ ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری میں قران علویین واقع ہوا یعنے زحل اور مشتری برج عقرب میں
دروہ دقیقہ متحد اور مقارن ہوئے اور کواکب خمسہ نے بھی برج واحد میں اجتماع قبول کیا اور اس نحوست
نے اکثر ممالک میں ظہور پایا خصوصاً ممالک خلجیہ میں خلل عظیم ظاہر آیا اور آنا سلطان بہلول کا اور ویرانی
پالپور کی اس کے اثر سے تھی اور گیارہویں جمادی الآخر ۹۰۲ھ نو سو دو ہجری میں شیخ المحدثین والمعتبرین
قدوۃ المحققین شیخ سعد اللہ قاری المشہور بہ سدودی کا طومار حیات پیچیدہ ہوا یعنے فیصلہ الٰہی سے فوت
ہوئے اور سلطان محمود خلجی کے گنبد میں دفن ہوئے اور شہر کی خلائق کا ہجوم کیا سلطان غمگین اور محزون
ہوا کچھ بعد ۹۰۰ھ نو سو میں ہجری میں جو سلطان غیاث الدین نہایت ضعیف اور پیر ہوا تھا اس کے بیٹے
ناصر الدین اور شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین کہ برادر حقیقی تھے دونوں میں نزاع واقع ہوئی اور اُن کی
والدہ رانی خورشید راجہ بگلانہ کی بیٹی تھی اُسنے چھوٹے بیٹے کی جانبداری کر کے امرا کو ساتھ اپنے موافق
اور متفق کیا اور ناصر الدین کو باپ کی نظر سے گرایا بلکہ ایک روز ایک جماعت اُس کی گرفتاری کے واسطے مامور
کی ناصر الدین خبردار ہو کر ۹۰۵ھ نو سو پانچ ہجری میں مندو سے بھاگا اور اسباب اُس کا علاء الدین کے
تصرف میں آیا اور پھر ناصر الدین کی ہلاکت پر آمادہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہو کر ولایت کے درمیان
منتشر ہوا اور اطراف و جوانب سے امرا اور سپاہ اس کے پاس فراہم ہوئی اور اُس نے قوت پکڑی
اور کام اُس کا اس انتہا کو پہنچا کہ چتر سر پر بلند کر کے قلعہ شادی آباد کے قریب آیا اور اُسے محاصرہ
کیا اور خود وہ سالہائے دراز تک منصب وزارت پر منصوب رہا تھا اس وجہ سے اکثر آدمی شہر کے
اُس سے راضی اور شاکر اور اُس کی آرزو کرتے تھے اُس وقت میں سب اُس کے شریک اور یکزبان
ہوئے اور یکایک شہر کا دروازہ کھول دیا اور بحالت بے خبری سکان شہر اُسے شہر میں لے آئے
شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے کہ قلعہ کی محافظت میں قیام کرتا تھا بھاگ کر باپ کے مکان
میں پناہ لی اور ناصر الدین نے نشان جسارت اور بے ادبی بلند کر کے ایک جماعت کو نامزد کیا
جنھوں نے علاء الدین اور رانی خورشید رذیل طبیعت کو باپ کے مکان سے بجبر و قہر باہر
نکالا اور قساوت پر کمر باندھ کر علاء الدین اور اُس کے فرزندوں کو گوسفند کی طرح ذبح کیا اُس
وقت ناصر الدین نے مہمات سلطنت ساتھ اپنے رجوع کر کے تاج شاہی سر پر رکھا اور سلطان

غیاث الدین کہ مجلس اُس نظر بند تھا چند روز مین فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین باپ کے زہر دینے کے اتہام سے تمام عالم مین بدنام ہوا سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت تینتیس سال (سی و سہ سال) اور چند ماہ تھی ؛

ذکر سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانداری کا

سلطان ناصر الدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات مین پیدا ہوا تھا اور سلطان سعید نے نہایت سرور و نشاط سے ایک ماہ کامل بساط عیش بسوط رکھکر پوتے کے شکرانہ کے واسطے کہ موہبت عظمیٰ ہے عامہ رایا کو عموماً اور اہل فضل کو خصوصاً اپنے خوان احسان اور مائدہ فیض سے بہرہ یاب کیا تھا منجمان اختر شناس نے اُس کے زائچہ اور طالع مسعود کو دیکھکر ایسا حکم کیا کہ لوگ داستانون مین اُس کا تذکرہ کرین گے اور ساتوین روز شہریار اُسے آغوش عاطفت مین لے کر بزرگان دین کے سامنے لایا اور اُس کا نام عبد القادر رکھا اور جو علامت شہریاری کی اُسکی جبین مبین سے روشن اور ہویدا تھی جس وقت سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُس کے باپ سلطان غیاث الدین خلجی نے اُسے ولیعہد کرکے شغل وزارت تفویض فرمایا اور اُس کا چھوٹا بھائی شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین اگرچہ بحسب ظاہر اس سے نہایت موافقت رکھتا تھا لیکن نفاق باطنی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اواخر سلطنت سلطان غیاث الدین خلجی مین ایک دن اُس نے یہ معروض کیا کہ ناصر الدین کے ساتھ ایک جماعت اوباش شریک ہوکر اُسے مخالفت اور ملک گیری کی تحریص و ترغیب کرتی ہے اس صورت مین علاج واقعہ کا وقوع سے پیشتر بہت ضرور ہے سلطان غیاث الدین خلجی نے پہلے ارادہ اُس کی گرفتاری اور مقیدی کا کیا لیکن چونکہ آثار نجابت اُس کے چہرہ حال سے واضح اور عیان تھے چاہا کہ بند لطف اور زنجیر احسان مین مقید کرے لہذا منصب اور جاگیر اُس کی اضافہ کی اور ممالک کے بخشی کو حکم کیا کہ امرا اور افسران سپاہ کو پروانگی دیوے کہ ہر صباح سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر جاکر اُس کے ہمراہ رکاب دولتخانہ مین حاضر ہوا کرین الغرض جب سلطان ناصر الدین باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا تمام محالون مین اپنے گماشتے مقرر کیے اور عمال پرگنات کو کہ موسے خان اور کھن خان عمائد سرداران سے تھے انھین معزول کرکے اُن کی خدمت پر شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو منصوب کیا اور عمال مذکورہ معزول ہوکر رانی خورشید سے ملتجی ہوئے اور رانی خورشید کہ اپنے چھوٹے بیٹے شجاعت خان مشہور بعلاء الدین سے محبت زیادہ تر رکھتی تھی اور بڑے بیٹے سے اُسکا دل صاف نہ تھا باتفاق شجاعت خان مشہور بعلاء الدین عرض عالی مین پہونچایا کہ ملک محمود کوتوال اور سوند اس بقال ابلیس کے مانند غدار اور مکار ہوکر سلطان ناصر الدین کے شریک اور مخصوص ہوئے ہین اور فساد برپا کیا چاہتے ہین چونکہ سلطان کا مدار کار صحبت زنان پر تھا بے پرسش و تفحص انھین قتل کیا اور مکان اُن کے ضبط اور غارت کیے سلطان ناصر الدین نے اس امر کے



بعد دربار کی آمد و شد بالکل موقوف کی اور چند روز حاضر ہوا اور رانی خورشید اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین کی سعی اور اہتمام سے موتی خان اور لچھمن خان نقال نے کلمات عرض آمیز بہ لباس عرضی معرض سلطانی میں پہنچائے اور از روے استقلال مہمات ملکی میں مصروف ہو کر دست تصرف خزانہ میں دراز کیا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا نے فرصت دیکھکر موتی خان نقال کو جو فتنہ و فساد کا مصدر تھا قتل کیا اور حرم سلطانی میں گھس گئے اور رانی خورشید نے یہ داستان عجیب آب و تاب سے سلطان کے سمع مبارک میں پہنچائی تاکہ نائرۂ غضب سلطانی مشتعل ہو لچھمن خان کو فرمایا کہ موتی خان نقال کے قاتلوں کو سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان سے گرفتار کر لا دے اور رخصت کے وقت اُسے آہستہ یہ بھی فہمایش کی کہ خبردار کوئی دقیقہ سلطان ناصر الدین کے دقائق حرمت سے فروگذاشت نہ کرنا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اس امر سے خبردار ہو کر سلطان ناصر الدین کے محل سرا سے برآمد ہو کر جنگل کی سمت مفرور ہوئے اور راستہ میں کہتے جاتے تھے کہ ہم قاضی کے مکان پر جاتے ہیں جس شخص کو موتی خان کے خون کا دعوےٰ ہو وہ قاضی خان کے مکان پر آوے اور لچھمن خان جب سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر آیا اور سلطان کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا کہ موتی خان کے قاتلوں کو حوالہ کریں ناصر الدین نے جواب دیا کہ اُن لوگوں نے میرے حکم سے موتی خان کو قتل نہیں کیا مجھے کیا معلوم کہ وہ کہاں گئے ہیں لچھمن خان نقال نے یہ جواب معقول سنکر رانی خورشید کی تحریک کے سبب سلطان ناصر الدین کے مکان پر تین روز تک قفل بندی رکھی سلطان غیاث الدین جو پیار رکھتا تھا شیر الملک اور سبھے خان کو سلطان ناصر الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر فرزند ارجمند کے دل میں کسی طرح کے رنج نے راہ پا کر غبار کلفت سے ساحت دل کو مکدر نہیں کیا ہے تو دستور قدیم آمد و رفت رکھے کہ زیادہ اس سے طاقت مفارقت اور مہاجرت نہیں ہے سلطان ناصر الدین باوجودیکہ حبس و قید وغیرہ شرف پابوس ولی نعمت سے مشرف ہوا اور باپ بیٹے نے ہر طرح کے کلام درمیان میں لا کر غبار کلفت کو صحائف خاطر سے زائل کیا سلطان ناصر الدین پھر سرگرم خدمت ہو کر بہرہ ور الطاف حد بے انتہا نسبت مشاہدہ فرماتا تھا اور باپ کے ہمسایہ میں اپنی سکونت کے واسطے ایک مکان کی بنیاد ڈالی تاکہ جس وقت چاہے شرف خدمت حاصل کر سکے رانی خورشید نے فرصت دیکھکر کہا کہ سلطان ناصر الدین اپنا مکان حرم سرا کے متصل تعمیر کرتا ہے ظاہرا غدر کیا چاہتا ہے اور سلطان غیاث الدین کہ کبر سنی اور پیرانہ سالی سے ہوش و حواس کامل میں نہ رہا تھا ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری میں غالب خان کوتوال کو فرمایا کہ عمارت سلطان ناصر الدین کو منہدم کرے سلطان ناصر الدین آزردہ ہو کر باتفاق امرا و انصار دہار کی طرف کہ بیابان میں واقع ہے عازم ہوا اور شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل نے اُس مقام میں آن کر ملازمت کی اور رانی خورشید اور شجاعت خان نے سلطان غیاث الدین کی بلا اجازت تاتار خان کو مامور کیا کہ ناصر الدین شاہ کے پاس جا کر دلجوئی اُس کی کر کے اُسے شہر میں لا دے اور تاتار خان سپہ سالار نے اپنی جمعیت کمین گاہ میں نگاہ رکھکر باتفاق ملک فضل اللہ میر شکار سلطان

ناصرالدین کی خدمت مین جاکر پیغام پہونچایا اور اُس نے عریضہ لکھکر تاتارخان کے ہاتھ سلطان غیاث الدین کے حضور مین ارسال رکھا لیکن ابھی جواب نہ گیا تھا کہ رانی خورشید جو کمال تصرف سلطان کے مزاج مین رکھتی تھی اُس نے بخشی ممالک کو یہ پروانگی دی کہ تاتارخان کو سلطان ناصرالدین کے دفع کے واسطے تعین کرے اور تاتارخان جو چارہ نرکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہوکر کہیا پور مین پہونچا اور اپنے کام مین متفکر ہوا اس واسطے کر اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر مین شہزادہ ناصرالدین سے لڑتا ہون ایام سلطنت مین وہ میرا کیا حال کرے گا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک دہتہ اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کے امرائے کبار سے تھے سلطان ناصرالدین کے شریک ہوتے اور اُس کی قوت وشوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کرکے قصبہ اجاوید مین پہونچا مولانا عمادالدین افضل خان اور بعضے زمیندار اس سے موافق اور ایک دل ہوئے اور عیدالفطر نہایت دھوم دھام سے ادا ہوئی اور اسی مقام مین امرا کے مشورہ سے چتر سر پر بلند کرکے سرداروں کو خلعتہائے فاخرہ سے خوش دل کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ شجاعت خان کی فوج بآہنگ جنگ کنکانو سے بڑھکر قصبہ کندہرو مین آئی ہی ناصرشاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُس کے اقبال کا اوج پر تھا بعد جنگ وجدل نسیم فتح پرچم دولت ناصرشاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنایم بسیار قصبہ اجادبہ مین ناصرشاہ کی ملازمت کے لیے معاودت کی اور شوال کی سولھوین تاریخ ۹۰۵ھ نوسوپانچ ہجری مین اُس منزل سے کوچ کرکے جب اُجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا وحکام ممالک مع خیل وحشم ساتھ اُس کے ملحق ہوتے گئے یہانتک کہ اجین مین جمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ علاءالدین اور رانی خورشید نے حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصرشاہ عنقریب مندو مین آن کر محاصرہ کرے گا سلطان غیاث الدین نے شیخ الاولیا شیخ برہا کو کہ مردم عزیز سے تھے برسم رسالت ناصرشاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہمنے عنان امور سلطنت اُس فرزند کے دست اقتدار مین رکھی ہی اگر ازروے اخلاص ویگانگی مردم اوباش اور غدار کو جو اُس کے پاس فراہم ہوئے ہین رخصت دے کر حضور مین آوے پھر امور سلطنت کا اختیار اُس فرزند کے سپرد کیا جاوے ناصرالدین ملتفت اور مقید جواب نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین اُجین سے قصبہ دہار مین نزول کرکے چند روز مقام فرمایا اور اس مقام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ لکھن خان جو بانی اُس نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہوکر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہی ناصرشاہ نے ملک عطا کو مع پانسو سوار نامی اُس کے مقابلہ کو بھیجا اور موضع ہانسپور مین آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک سو سپاہی لکھن خان کے مارے گئے ملک عطا ظفریاب ہوا اور لکھن خان بھاگ کر مندو گیا اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر بآہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصرشاہی سے بھاگ کر مندو مین آیا اور ناصرشاہ ذیحجہ کی بائیسوین

تک سنہ مذکورین کو شکست خان مابین فروکش ہوا اور اُس مقام مین مخبرون سے یہ خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین
بعض ایسے فرزند کی تسلی کیواسطے قصد آنیکا رکھتا ہے ناصر شاہ مسرور و محظوظ ہو کر اپنے باپ کے قدوم مسرت لزوم
کا منتظر ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید مجھہ سلطان کا ہمراہ لیکر ظفر آباد و نعلچہ کیطرف متوجہ ہوئے
کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ مین لاکر اُسکا کام تمام کرین لیکن جب سلطان دہلی دروازہ پر پہونچا از بسکہ پیری اور
کرسی نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنے مقربون سے پوچھا کہ مجھے کہاں لیے جاتے ہو بعضون نے حقیقت حال
راست راست عرض کی سلطان نے فرمایا آج میری سواری پھیر دین کل جاؤنگا کہار دحد تمکار مجبور ہو کر پلٹے رانی خورشید
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ امر سلطان ناصر الدین کے خبر جواہو کی وجہ سے صادر ہوا پھر اس جماعت کو طلب
کر کے باتین سخت و سست کہین اور مراجعت کا سبب پوچھا سب باتفاق بولے کہ سلطان اپنی خوشی اور اختیار
سے پلٹ آیا کسیکو اس امر مین کچھ مداخلت نہین ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے رانی خورشید کے
ایماسے قلعہ کی شکست و ریخت درست کر کے مورچے تقسیم کیے اور سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی مع فوج آکر قلعہ کو گھیرا اور بازار
حرب نے رونق اور رواج پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل ہوتی تھی سلطان سے مصالحہ کی تمہید
کیواسطے قصی القصات منیر الملک کو بھیجا اُسنے جب جواب موافق مدعا نہ پایا تو وہین رہا اور جب محاصرہ سخت ہوا اور معاملہ
بالکل بہ بیوپچنے سے اہل قلعہ مضطر ہوئے بعضے امرا مثل مواقف خان اور ملک فضل اللہ منیر شکار نے رخصت پاکر
اپنے تئین سلطان ناصر الدین کی خدمت مین پہونچایا اور رانی خورشید نے اس امر سے واقف ہو کر علیخان
کو قلعہ کی حکومت سے معزول کیا اور ملک سیارہ کو خطاب علی خانی دے کر قلعہ اور شہر کی محافظت اُس
کے سپرد کی اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کے موافقوں سے خاص تھے
قتل کروایا امرا اور سکان شہر یہ سیاست مشاہدہ کر کے شکستہ خاطر ہوئے اور سلطان ناصر الدین خلجی
کو عرضیاں لکھیں اور پروانہ استمالت حاصل کر کے اُس کے پاس حاضر ہوئے اور شہر مین رواج
اور رونق نرہی اور صفر کی سترھوین تاریخ ۹۰۶ھ نو سو چھ ہجری مین ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کے ارادے سے
سوار ہوا آدمی مورچے کے حاضر ہوئے اس قدر تیر باران کرکے بندوقین سر کین کہ مردم کا ہلاکت
زخمی ہوئے سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے ساتھ سو سیڑھیان مورچون کی طرف لگاکر
قلعہ مین داخل ہوا اس درمیان مین شجاعت خان واقف ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھکر
جنگ مین مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی پاے ثبات رکین میں استوار کر کے
بنفس نفیس تیر اندازی میں ستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اُس کے تیر سے ہدف تیر قضا ہوئے
اور جو لحظہ بلحظہ علاء الدین کو کمک پہونچتی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اُس وقت صلاح مراجعت دیکھکر
قلعہ سے برآمد ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچا اور جن لوگوں نے اس حرب مین تردد مردانہ اور
جانسپاری کی تھی ہر ایک کو لطف و عنایت تمام سے تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چند روز کے
شیر خان بن مظفر خان حاکم چندیری مع اولاد اور ہزار سوار اور گیارہ زنجیر فیل ناصر شاہ کی ملازمت مین
حاضر ہوئے چنانچہ پہلی ملاقات میں اس کے بڑے بیٹے کو جس کا شیر خان نام تھا مظفر خان اور دوسرے

بیٹے کو سعید خان خطاب دیا اور مردم اُردو کو لشکر چندیری کے پہونچنے سے یک گونہ قوت اور شوکت
حاصل ہوئی اور بعضے مردم قلعہ جو سلطان ناصر الدین سے استمالت نامہ نہ لے کر ساتھ اس کے
ملتجی ہوئے تھے اس وقت ناصر شاہ کی نصرت اور دولت خواہی مین بجد ہوئے از انجملہ محافظان دروازہ
بالاپور نے پیغام دے کر طلب کیا ناصر شاہ نے ربیع الثانی کی پچیسوین تاریخ کو شیخ حبیب اللہ
اور خواجہ سہیل اور موافق خان کو بالاپور کے دروازہ پر بھیجا جس وقت آدمی محافظ خان کے دروازہ
پر پہونچے زبردست خان بن ہزبر خان دروازہ کھولکر امراے ناصر شاہی کو قلعہ مین درلایا شجاعت خان
یہ خبر سنتے ہی بجناح استعجال اس طرف تاخت لایا اور ان لوگون سے کچھ دیر لڑکر آخر کو مفرور ہوا
اور سلطان غیاث الدین کے دولتخانہ مین پناہ لی شیخ حبیب اللہ نے انگشتری بھیجکر سلطان ناصر شاہ
کو طلب کیا وہ طرفۃ العین مین ان کے پاس پہونچا امراے درونی مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے اور
ہجوم عام کر کے شہر کی تاراجی اور غارت مین مشغول ہوئے چنانچہ بعضے مکانات اور عمارات شاہی
مین آگ لگائی اور سلطان ناصر شاہ کے حکم کے موافق رانی خورشید اور شجاعت خان کو گرفتار کر کے
بحال پریشان قصر شاہی سے نکال لائے اور سلطان ناصر شاہ بخشی ممالک کے محل سے سوار
ہو کر محل سرسی مین کہ سلطان غیاث الدین نے عیش و طرب کے واسطے تیار کیا تھا داخل ہوا
اور ربیع الثانی کی ستائیسوین تاریخ روز جمعہ کو ناصر الدین نے سریر سلطنت پر اجلاس کیا خطبہ اور سکہ
اپنے نام جاری کر کے جو جواہر اور مروارید اور نقد کہ چتر پر نثار ہوا تھا فقرا اور مستحقون کو تقسیم کیا اور
مکھن خان بقال اور محافظ خان اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اس سے بمخالفت پیش آئے تھے
ایک کو زندہ نچھوڑا اور اُسی چند روز مین شجاعت خان المشہور بعلاء الدین کو قتل کر کے رانی خورشید کو
موکلون کے سپرد کیا اور اس کی طرف سے خاطر جمع کی اور ا نز منجھلے بیٹے کو کہ منجھلے میان مشہور تھا
ولیعہد کر کے سلطان شہاب الدین خطاب مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان دے کر
امراے کبار سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو سپہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقون کو جاگیر علے
قدیم ارزانی فرما کر اُن کی عزت و توقیر افزون کی اور جمادی الثانی کی تیرہوین تاریخ کو اپنے والد ماجد
کی ملازمت مین مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اُسے آغوش مین لے کر بہت رویا اور سر اور منہ
پر اُس کے بوسہ دے کر سید محمد نوربخش کی قباے موئینہ کہ بروز بار عام یار وز ہاے متبرک پہنتا
تھا اُسے مرحمت کی اور تاج سلطنت سر پر رکھکر کنجیان خزانون کی اُس کے سپرد کر کے سلطنت کی
تہنیت اور مبارکباد دے کر اپنے محل خاص مین رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے
سولھوین رجب سنہ مذکور کو وہ قباے موئینہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دے کر بیس زنجیر
فیل اور سو راس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سراپردہ سرخ اور بیس لاکھ تنگہ نقد
خرچ کے واسطے عنایت فرمائے اور جو اس عرصہ مین مقبل خان حاکم مندسور نے جادہ اطاعت
سے قدم باہر رکھکر سرکشی اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خان کو اُس کے حاضر لانے کے واسطے بھیجا

اور ہمت خان کی کوشش نے کچھ فائدہ نہ کیا اور وہ ناصر شاہ کے غضب سے ہراساں ہو کر شیر خان
حاکم چندیری کے پاس گیا اور علی خان اور بعضے مدت کر اپنی بداعمالی سابق سے متوہم تھے وہ
بھی شیر خان سے پیوستہ ہوئے اور اُس نے جب دیکھا کہ سلطان ناصر الدین نشہ شراب میں اپنے
باپ کے امرا اور سرداروں کو قتل کرتا ہے اور ہر روز اُس سے ایک ظلم جدید سرزد ہوتا ہے اس لیے
ہراساں ہو کر اُس نے علم مخالفت بلند کر کے چندیری کی طرف توجہ کی اور جادہ عناد میں قدم رکھا
سلطان ناصر الدین نے مبارک خان اور عالم خان کو اُس کی تسلی کے واسطے بھیجا لیکن شیر خان راضی
اور مطمئن نہوا بلکہ اُن کی گرفتاری کی فکر میں ہوا عالم خان گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور مبارک خان
گرفتار ہوا اور اُس کے دو آدمی قتل ہوئے اور شیخ حبیب اللہ المخاطب بہ عالم خان نے سلطان
ناصر الدین کی خدمت میں جا کر حالات بیان کیے اور وہ غصہ ہوا اور ماہ شعبان سنہ مذکور قصبہ جانلما
میں نزول کیا اور شیر خان جب اُجین میں پہونچا ہمت خان کے اغوائے و تعلیم سے پھر بقصد
جنگ پلٹ کر دیپال پور میں آیا اور قصبہ ہدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین یہ خبر سنکر فوراً کوچ کر کے
کوشک دھار میں مقیم ہوا اس درمیان میں مخبروں نے خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین خزانہ
دنیا سے معمورآباد عقبیٰ کی طرف عازم ہوا اور چونکہ امرائے کبار مخالفت کر کے سلطان غیاث الدین
خلجی کی سلطنت کے خواہاں تھے اور ان دنوں میں خبر اُس کے وفات کی مشہور ہوئی تو سب آدمیوں
نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اُسے زہر دے کر ہلاک کیا ہے مؤلف کہتا ہے کہ اس امر کا تجربہ
بخوبی ہو چکا کہ باپ کا قتل کرنے والا ہرگز سال تمام کر کے کامیاب نہیں ہوتا اور سلطان ناصر الدین
نے مدت مدید تک فرمانروائی اور جہانداری کی شاید باپ کو زہر دینے کا قصہ اُس کی نسبت تہمت
ہو واللہ اعلم الغرض سلطان ناصر الدین اپنے باپ کے مرنے سے بہت رویا اور تین روز سوگوار
رہا چوتھے روز شیر خان کے دفع کے لیے چندیری کی طرف کوچ کیا اور عین الملک وغیرہ بعضے
سرداروں نے ترک رفاقت کر کے سلطان ناصر الدین سے شرکت کی اور سلطان نے شیر خان کا
تعاقب کیا وہ سارنگ پور سے پلٹ کر سلطان سے لڑا اور شکست پا کر ولایت ایرچہ میں پناہ لی
اور سلطان ناصر الدین نے چندیری میں جا کر چند روز مقام کیا وہاں کے شیخ زادوں نے شیر خان کو ایک
خط لکھا کہ اکثر سپاہ اور امرا اپنی جاگیروں کی سمت روانہ ہوئے اور موسم برسات کے سبب افواج
جلد فراہم ہو سکے گی اگر آپ اُس طرف سے چندیری کی طرف متوجہ ہوویں مردم شہر کے اتفاق سے
سلطان کو گرفتار کر سکتے ہیں سلطان ناصر الدین خلجی نے شیخ زادوں کے مشورہ سے اطلاع پائی اور
اقبال خان اور ملو خان کو مع لشکر جنگ جو اور ملان بسمت شیر خان کے دفع کو بھیجا وہ چندیری سے
دو کوس جا کر شیر خان سے جنگ میں مشغول ہوئے اور اثنائے حرب و ضرب میں شیر خان زخمی
ہوا اور سکندر خان کہ عمدہ اُس قوم کا تھا مارا گیا اس واسطے ہمت خان نے شیر خان مجروح کو ہاتھی
کے حوضہ میں ڈال کر راہ فرار پائی اور جب وہ راستہ میں مرگیا اُس کی لاش پیوند زمین کر کے بہت دور



سرحد کی طرف بھاگا اور سلطان ناصرالدین خلجی نے جنگ گاہ مین جاکر شیرخان کی لاش قبر سے برآوردہ کرکے چندیری مین بھیجکر دار پر چڑھائی اور اُس ملک کی حکومت بہجت خان سے رجوع کرکے بکوچ متواتر سعدل پور کی سمت گیا اُس مقام مین شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان جوارادہ غدر کا رکھتا تھا اُسے مقید کرکے اپنے سے پیشتر شادی آباد مندو مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے وہان پہونچا اور اپنے بھائی کے قدیم نوکرون سے بتوہم نفاق رنجیدہ ہوکر اپنے آدمیون کی پرورش کی اور اپنی والدہ رانی خورشید کا پاس عزت نہ کرکے خزانہ باپ کا جو اُس کے پاس تھا بجبر و تعدی لیا اور اُس کے بعد اُس کی عمر عیش نوشی اور خونریزی مین گذرتی تھی اور نہایت سخت دل و ظالم ہوگیا کہ بے وجہ لوگون کے گھر لوٹ لیتا اور ایسا روز کوئی نہ تھا کہ ظلم و جور ناحق کسی مظلوم پر سرزد نہوتا تھا ایک روز کا مذکور ہی کہ سلطان حرم سرا مین حوض کالیادہ کے کنارے نشہ شراب مین بدمست ہوکر سوگیا اور کروٹ بدلتے ہی حوض مین گر پڑا چار خواصین کہ حاضر تھین اتفاق کرکے بعض نے بال اُس کے سر کے پکڑ کر بمشقت تمام باہر کھینچا اور وہ کپڑے اُس کے بدن سے برآوردہ کرکے دوسری پوشاک زیب بدن کی جب ہوشیار ہوا اور دوسرے کی شکایت کی خواصون نے آداب اور دعا بجا لاکر صورت حال ظاہر کی وہ قضیہ منعکس سمجھ کر غضب اور طیش مین آیا اور بے تامل اور تفکر تلوار آبدار غلاف سے کھینچکر چارون خواص نامراد اور عاجز و دلسوز مہربان کو ظلم و جور سے قتل کیا اور زبان حال اُن بے چارون کی ساتھ ان ابیات کے مترنم ہوئی

ابیات

مرا بہ ظلم بکشتی طریق داد این بود | ز بادشاہی حسن توام مراد این بود
بروز حشر زنم دست و دامنت گیرم | کہ آنکہ داد عبث خاک من بباد این بود
شنیدۂ سخن غیر را تو در حق ما | مرا کجا بتو اے دوست اعتقاد این بود

سلطان ناصرالدین ٩٠٨ھ نوسو آٹھ ہجری مین ولایت کچھوارہ پر تاخت کی ارادہ سے تعلیچہ مین فروکش ہوا اور بکوچ متواتر جب قصبہ آگرہ مین پہونچا اور وہان کی ہوا طبع اقدس کے پسند پڑی ایک قصر رفیع اور ایک عمارت عالی کی بنیاد ڈالی جو عزائب روزگار سے ہی اور ولایت کچھوارہ کو تاراج اور برباد کرکے نشان مراجعت بلند کیا اور ٩٠٩ھ نوسو نو ہجری مین جیپور کی طرف حرکت کی اور رانامل اور رکھی تمام زمینداروں نے پیشکش بھیجی اور چھونداس نے جو رانا سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی بیٹی سلطان کے نذر کی اور سلطان نے اُس کا نام رانی جیپوری رکھا اور عازم مراجعت ہوا اور اثنائے راہ مین سنا کہ احمد نظام شاہ بحری بعضے مقدمات کے سبب در پے خصومت و خشونت ہوکر ولایت برہانپور کو تاخت و تاراج کرتا ہی اور داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر مین پوشیدہ ہوکر تاب اس کے مقابلہ کی اپنے حوصلہ مین نہین دیکھتا ہی اور جو حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصرالدین خلجی سے ملتجی رہتا تھا سلطان نے اس واسطے اس کی حمایت مذہب مروت اور فتوت مین فرض شمار کرکے اقبال خان اور خواجہ جہان کو مع لشکر گران اُس طرف رخصت فرمایا اور جب احمد نظام شاہ بحری نے لشکر مالوہ کے پہونچنے سے خبر پاکر

دارالملک احمد نگر کی طرف مراجعت کی اقبال خان خط نامہ شاہی یہاں پر بیں پڑھکر پلٹ آیا اور چونکہ سلطان
ناصرالدین خلجی نے اپنے باپ سے نسبت سرکشی بہت کی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین
سے ڈرتا تھا سلطان شہاب الدین اس بات کو سمجھا اور جو اپنے باپ کی بیباکی اور ظلم طبیعی سے خوب
واقف تھا بہت ہوشیاری سے اُس کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصرالدین کے مقربین اگرچہ
جانتے تھے کہ خلائق اُس کے ظلم سے تنگ ہوکر اُس کی ہلاکی چاہتے ہیں لیکن کسی کو یہ جرأت نہ تھی
کہ شہزادہ شہاب الدین سے معروض کرے یہاں تک کہ سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری میں مالوہ کے بعضے امرا
اس کے شریک اور موافق ہوئے اور سلطان شہاب الدین کو مخالفت پدر کی تحریص و ترغیب کی اور سلطان
شہاب الدین ایک رات کو مع اعوان و انصار قلعہ شادی آباد مندو سے بھاگا اور ولایت کے درمیان
داخل ہوا اور بہت خلق بشمار کہ اُس کے باپ کے ظلم و جور سے تنگ آئی تھی اُس کے پاس فراہم
ہوئی اور سلطان ناصرالدین خلجی مع اُس لشکر کے جو ہمراہ رکھتا تھا بیٹے سے جنگ کے واسطے برآمد
ہوا اور بعد جنگ ضعف باوجود اس کے جمعیت قلیل رکھتا تھا پدر پر ظفریاب ہوا اور سلطان
شہاب الدین معرکہ سے بھاگ کر دہلی کی طرف گیا اگرچہ سلطان ناصرالدین خلجی ہزیمت کے وقت اس
کو متاصل کرنے کی قدرت رکھتا تھا لیکن شفقت پدری مانع آئی ایک جماعت کو اُس کے پاس بھیجا کہ
وہ نصیحت کرکے پھیر لاوے سلطان شہاب الدین نے اعتماد باپ کے قول پر نہ کرکے قبول نہ کیا اور سرعت
تمام سے دہلی کی سمت روانہ ہوا اور یہ خبر جبکہ سلطان کو پہونچی یہ مصرع پڑھا **مصرع** ع تخمیکہ در ہوائے
تو کشتیم خاک خورد * اور جب دارالملک شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا شراب کی افراط باعث
خلط اور ہوا کے تصرف سے اسے تپ محرق عارض ہوئی اور باوجود موسم سردی پانی سرد میں آن کر
ایک ساعت توقف کیا اور اُس کے مرض نے شدت پیدا کی اور علت ہائے متضادہ پیدا ہوگئیں
اور حکما اور اطبا کے معالجہ سے فائدہ نہ بخشا بقول مولانا روم رحمۃ اللہ **بیت** از قضا سرکنگبین صفرا فزود
روغن بادام خشکی مے نمود * جب سلطان نے اپنا حال دگرگوں دیکھا امرا اور اعیان مملکت
کے حضور تیسرے فرزند سلطان محمود کو موضع ہستت پور میں ولیعہد کرکے لوازم وصیت بجالایا اور جمیع
مناہی سے توبہ کرکے ایک ساعت کے بعد داعی حق کو لبیک اجابت کی مدت اس کی سلطنت کی
گیارہ سال اور چار ماہ اور تین دن تھی

ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصرالدین خلجی کی سلطنت کا

جب سلطان ناصرالدین خلجی کی موت منتشر ہوئی سلطان شہاب الدین عزیمت دہلی فسخ کرکے راستے
سے پھرا اور دوسرے راستہ سے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف تاخت لاکر متصل پہونچے سلطان محمود خلجی
کے نصرت آباد نعلچہ میں پہونچا اور محافظ خان خواجہ سرا اور خواص خان نے دروازہ قلعہ کا بند کرکے
راہ نہ دی اور جب سلطان محمود نزدیک پہونچا وہ بلاد آسیر کی طرف بھاگا اور سلطان محمود دشمن کی

بلامزاحمت قلعہ مین درآیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور یاقوت رمانی سے مکلل تھا اور صفہ عرض محالک مین رکھا تھا جلوس فرمایا اور سات سو زنجیر فیل جو قلعہ مین تھے مخمل اور زربفت کی جھولون سے آراستہ کرکے دربار مین لائے اور اکابر اور اعیان تمام حاضر ہوئے قسم مروارید اور زر سرخ و سفید اسقدر چتر پر نثار کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا اور مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسرون نے اتفاق کرکے لبسنت راے کو جو لڑکپن سے سلطان کی خدمت مین تھا اس سبب سے کہ بہا و التقرب و تسلط بہم پہونچا وے قتل کرکے معروض کیا کہ راے مذکور امرا اور سپاہ کو بھڑکا کر چاہتا تھا کہ دولت خانہ کی رونق اور انتظام کو زائل کرے ہم نے عین دولت خواہی جان کر اُسے قتل کیا اور جہان پناہ کو چاہیے کہ نقد الملک کو بھی کہ اُسی کے قدم پر قدم رکھتا ہے اور بہت محیل اور مفتری ہے اس کے بھی وجود ناپاک سے سلطنت کے میدان کو پاک کرین سلطان محمود نے ناچار ہو کر نقد الملک کو اُن کے پاس بھیجکر فرمایا کہ اُسے شہر بدر کرکے مضرت جانی نہ پہونچاوین امرا نے اس قدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا یعنے اُس کے خون سے درگذرے شہر سے نکال دیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اُس کی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی نہات سلطنت کو سست دیکھکر اُسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا اور ایک روز اُس نے بھی نادانی سے سلطان محمود خلجی سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ مین قید ہین اور وقت فرصت کا انتظار کرکے تجھے تخت سے اُٹھایا چاہتے ہین اگر تجھے سلطنت عزیز ہے انھین ہلاک کر نہین تو اپنی سزا پاویگا سلطان محمود خلجی کو اس کا طرز کلام مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تم لوگون کو بھی یہ قدرت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارے مین سعی کرو اور دربار شاہی مین کلام گستاخانہ اور بے ادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت مغرور تھا اُس نے پھر حرف بیجا اور ناراست زبان پر جاری کئے سلطان محمود طیش مین آیا اور شمشیر آبدار جو اُس کے ہاتھ مین تھی مع غلاف دو دستی اُس کے سر پر ماری کہ سر اُس کا شکستہ اور زخمی ہوا اور جدول خون کی اُس کے صفحہ رخسار پر جاری ہوئی وہ اُسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کرکے اُسی روز بقصد خون سلطان دربار مین آیا اور جو امراے کہ خواہان اس امر کے تھے طرح دے کر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقربین اور سپاہیان خاصہ خیل سے کہ اُن مین اکثر عراقی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا اور وہ بد ذات دولت خانہ سے بھاگ گیا اور بیرونی دربند پر قبضہ کرکے علم طغیان اور بغاوت کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بمشقت و محنت تمام بسر کیا اور شب نے پردہ ظلمانی جہان پر ڈالا جمعیت حرام خواردارن کی بلحظہ بلحظہ ساعت بساعت افزون ہوئی اور سلطان کی کمک کو کوئی نہ آیا سلطان نے علاج توقف مین نہ دیکھی اُسی راتکو مع ایک جماعت قلعہ سے نکل گیا اور محافظ خان خواجہ سرا نے اُس کے بھائی صاحب خان کو قید سے برآورد کرکے تخت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی مملکت کے درمیان مقام کرکے لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سب سے پہلے امرا مین سے میدنی راے

مع ہدیہ و اقارب اور قوم اُس کی پابوسی کو حاضر ہوا اور اُس کے بعد شیرزہ خان پسر بہجت خان حاکم
چندیری ملازمت مین سرفراز ہوا پھر تو فوج فوج لشکر اطراف و جوانب سے متوجہ ہوکر اُس کے ظل
رایت مین مجتمع ہوا سلطان محمود خلجی فوج کے آنے سے قوی پشت ہوکر اکثر امرائے تلنگانہ کو بھی
بوعدہ ہائے خسروانہ صاحب خان کی رفاقت سے برگشتہ کر کے اپنے پاس لایا اور صاحب خان
اور محافظ خان خواجہ سرا نے دست تصرف و اتلاف خزانہ مین دراز کر کے لشکر کثیر اور جم غفیر
جمع کیا اُس کے بعد سلطان محمود خلجی بشوکت و سامان تمام دارالملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ
ہوا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین صاحب خان نے جرأت کر کے افواج سلطان پر
سخت حملے کئے اور اس درمیان مین ایک ہاتھی سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے فیلبان
کے سینہ پر ایسا تیر مارا کہ سینہ سے پار نکل گیا اس وقت مندلی رائے نے مع جمعیت راجپوتان قدم
جرأت آگے بڑھا کر ضرب برچھا اور جمدھر سے صاحب خان کی فوج کو درہم برہم کر کے اکثر سپاہ
کو ہلاک کیا اور صاحب خان نے اس سے زیادہ اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی بھاگ کر قلعہ مندو
مین پناہ لی یعنی قلعہ کا دروازہ بند کر کے قلعہ بند ہوا سلطان محمود حوض حسین تک پہنچا کر کے
دورکش ہوا اور اپنے بھائی صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ ہو صلہ رحم درمیان مین ہے قلعہ داری کے
خیال محال سے درگذر اور تجھے جس قدر مال اور جس صوبہ کی تمنا ہو مین تجھے ارزانی کرون صاحب خان
نے قلعہ کے استحکام اور تنگی پر مغرور ہوکر قبول نہ کیا سلطان محمود محاصرہ مین مشغول ہوا اور اہل قلعہ
کی تنگی مین کوشش کی بعضے امرا جو قلعہ مین تھے اُنھوں نے محافظ خان سے دشمنی شروع کی اور
سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو فلان مقام سے قلعہ مین لاوین گے مطمئن رہیے محافظ خان یہ
خبر سنکر مضطرب اور حیران ہوا جواہر قیمتی اور نقود وافر لے کر صاحب خان کی ملازمت سے سنہ ۹۱۷ھ نو سو سترہ
ہجری مین گجرات کی طرف گیا اور اس مقام مین ایلچی شاہ اسمعیل بادشاہ ایران سے نزاع واقع ہونے
سے معطل ہوا اور رہنا اس کا اس طرف دشوار ہوا پھر سلطان مظفر کی بلا اجازت آسیر کی طرف گیا اور
وہان سے بھی مع تین سو سوار کاویل مین عماد الملک کے پاس جاکر کمک طلب کی اور چونکہ عماد الملک اور
سلطان محمود کے درمیان مین نہایت دوستی اور محبت تھی کئی تدبیر اس کی مدد خرچ کے واسطے مقرر
کر کے امداد سے متامل اور متغافل ہوا مقبول ہر کر جب صاحب خان شادی آباد مندو سے مفرور
ہوا سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مین داخل ہوکر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اقبال خان اور
مخصوص خان جو پہلے کسی تقریب سے آسیر کی طرف بھاگ گئے تھے صاحب خان کی یہ خبر سنکر قریب سلطان
شہاب الدین کے سر پر بلند کر کے چتر کی عین گرمی مین کہ مچھلی قعر دریا مین جلتی تھی اور سمندر اپنے
آتش طبع کے عرق مین غرق ہوتا تھا برہان پور سے شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوئے اور
شبانہ روز مین تیس کوس مسافت طے کی چونکہ انکو صاحب خان اور محافظ خان کے بھاگنے کی خبر تھی کسی
مقام مین قیام نہ کیا اور عین مراد اُن کی یہی کہ دارالملک شادی آباد مندو کے زمانہ اختلال مین دوبارہ پہنچکر



اپنا کام کرین اور جب تک تنور گرم ہو روٹی پکا لیوین قضا را حرارت ہوا اور مشقت راہ سے سلطان شہاب الدین کا مزاج ایسا منحرف ہوا کہ پھر اعتدال پر نہ آیا آخر کو فوت ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دیکے چتر اُس کے سر پر بلند کر کے ولایت مالوہ مین داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست کھا کر بہا گڑہ مین بھاگ گئے اور بعد چند روز کے اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین آن کر خلعتہاے نفیس اور جاگیرات قدیم سے بہرہ یاب ہوئے اور میدنی راے جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اس نے عرض مین پہونچایا کہ افضل خان اور اقبال خان شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسائل دکن مین بھیجکر حرف و حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود نے ان کلمات غرض آمیز کو بیغرض تصور کر کے فرمایا کہ کل جس وقت دونون سلام کے واسطے دربار مین آوین قتل کئے جاوین دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دونون کو گرفتار کر کے بند بند جدا کیے سلطان محمود خلجی نے میدنی راے کی تحریک سے بہجت خان حاکم چندیری اور امرا کو بھی طلب کیا بہجت خان نے باوجود خانہ زادی میدنی راے کے استقلال سے ہراسان ہوکر برسات کے پہونچنے کا عذر پیش کیا سلطان چشم پوشی کر کے خاموش ہوا منصور خان حاکم مقطع بھیلسا کو سکندر خان کے دفع کے واسطے کہ وہ بھی دار الملک سے بھاگ کر ولایت مین بغاوت کرتا تھا اور کندھرسے قصبہ شہاب آباد تک تصرف مین رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ گونڈوانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خان سے کے مقابلہ پر جمع آیا تھا نامبردہ نے تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت مین معروض کی اور میدنی راے کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اُس نے در جواب لکھا کہ اقبال بادشاہ کا اُس کے دفع کے واسطے کافی ہے قدم بڑھانا چاہیئے منصور خان اپنے کام مین حیران ہوا ناچار باتفاق جہاز خان کہ امراے کلان سے تھا بہجت خان کے پاس گیا سلطان یہ خبر سنکر دہار کی طرف روانہ ہوا اور میدنی راے کو مع لشکر انبوہ اور پچاس زنجیر فیل سکندر خان کے دفع کیواسطے نامزد فرمایا **مصرع** ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است ٭ میدنی راے کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ رکھتا تھا اس نے سکندر خان کی عیش صافی کو مکدر کیا سکندر خان نے دب کر صلح کر کے استمالت نامہ حاصل کیا اور میدنی راے کے پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی راے کا استقلال حد سے گذرا اور اس وقت کہ سلطان سفر مین تھا شادی آباد و مندو کے اوباشون نے ایک مجہول النسب کو بادشاہی پر آمادہ کر کے چتر سلطان غیاث الدین کا جو اُس کی قبر پر تھا اُٹھا کر اُس کے سر پر بلند کیا اور داروغہ نے مردانگی کر کے اُن کا شر دفع کیا بہجت خان میدنی راے کے عروج اور سلطان کی عاجزی سے زیادہ تر ہراسان ہوا ایک جماعت کا دیل کی سمت بھیجکر صاحب خان کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان سکندر خان لودھی لکھکر دہلی مین بھیجا کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانون پر برپا کیا ہے اور میدنی راے کہ سردار

اُس فرقہ کا ہی مال و ملک کا صاحب اختیار ہوا ہے اور بہت ملازمان قدیم کو جو اس دولت خانہ کے
خیرخواہ تھے بعید از تصور بہ تیغ کیا ہے اور کچھ بھاگ کر اطراف و جوانب میں پراگندہ ہوئے اور سلطان محمود
کہ بادشاہ ہمارا ہے کوتہ دست اور راجپوتوں اور میدنی رائے کے عروج دینے سے پشیمان ہے
اور وہم و واہمہ میں مبتلا ہو کر بیٹھا رہے اور پر اعتماد نہیں کرتا ہے بلکہ میدنی رائے کی تحریص سے ہم بقیۃ السیف
کے خون کا پیاسا ہے اور حکم شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے یک قلم موقوف ہوا اور مسجدوں
اور مدرسوں میں بتوں نے نشیمن کیا ہے یقین ہے کہ چند روز میں رائے رایان ولد میدنی رائے
سلطان کو درمیان سے اٹھا کر اس مملکت کی فرمانروائی کرے اگر فوج منصورہ اور عساکر قاہرہ بھیج کر
صاحب خان کو تخت پر بٹھائیے خطبہ آنحضرت کا چندیری وغیرہ میں پڑھا جاوے گا العرض محافظ خان جو اکیلا
کہ گجرات سے دکن کی طرف صاحب خان سے جدا ہو کر پھر وہاں سے بجانب دہلی گیا تھا بارہ ہزار سوار
بسرداری عماد الملک لودھی اور سعید خان کے اُس کی مدد کے واسطے مقرر ہوئے اور خلعت خاصہ
اور خطاب سلطان محمد بھی اسے عنایت ہوا اس وقت میں شاہ مظفر گجراتی بھی مع لشکر بیشمار و فیل بسیار
دھار کی طرف آیا اور سکندر خان نے بھی پھر علم بغاوت بلند کر کے خلل مملکت میں ڈالا اور جمعیت کثرت
ظہور میں آئی میدنی رائے نے ہمت سب کی دفع کے واسطے مصروف کی سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے
برآورد کر کے ایک فوج راجپوتوں سے لشکر گجرات کے مقابلہ کو بھیجی اور حاکم کہندوی اور ملک لودھ
کو سکندر خان پر نامزد فرمایا تھا سو ایک فوج لشکر گجرات سے جو دار الملک کے نواح میں آئی تھی اُس
نے شکست پائی اور سلطان مظفر نے اُسے شگون جانکر اور مالویوں پر احسان رکھکر اپنے ملک کے
سمت مراجعت کی اور ملک لودھ نے بھی سکندر خان کے مقابل آن کر اُسے شکست دی لیکن غارت
کے وقت ایک سپاہیان سکندر خان سے کہ اُس کے عیال اسیر ہوئے تھے اس نے پابوسی کے
بہانہ ملک لودھ تک اپنے تئیں پہونچایا اور جمدھر سے اس کا پہلو شگافتہ کیا کہ زندگی اُس کی برطرف
کی اور سکندر خان یہ واقعہ سنکر پلٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور تیس ہاتھی نامی لے کر
سواس کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے میدنی رائے کی صلاح سے اُس مہم کا فیصلہ اور وقت
پر منحصر رکھا اور صاحب خان کے دفع کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں
اُسے یہ خبر پہونچی کہ صاحب خان قریب پہونچا اور منصور خان نے استقبال کر کے چتر اُس کے فرق
پر لگایا اور لشکر دہلی بھی مع عماد الملک لودھی اور سعید خان ہمراہی محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان
کی کمک کو آیا ہے سلطان یہ خبر سنکر پریشان خاطر ہوا اکبارگی صدر خان اور مخصوص خان اُس کے
لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صاحب خان نے محمود نام ایک
شخص کو سپہ سالار کر کے سارنگپور کی طرف بھیجا اور وہ افواج سلطانی سے مغلوب ہو کر بحال
پریشان بھاگا اور اُسوقت عماد الملک لودھی اور سعید خان نے محافظ خان خواجہ سرا کی حسن تدبیر سے بہجت خان
کو پیغام دیا کہ تم خطبہ اور سکہ سلطان سکندر کے نام پڑھکر اور سکہ پر اُس کا نام جاری کرو بہجت خان

نے جواب حسب مدعا نہ پایا اُنھون نے بہ بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور سلطان سکندر کا فرمان پہونچتے ہی دہلی کی طرف راہی ہوئے اور ایک روایت مین یہ بھی ہو کہ چندیری مین سلطان سکندر کے نام خطبہ پڑھا لیکن جب چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر مین فراہم ہوئے اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی تو فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود لطف الٰہی سے مسرور ہوکر شکر سپاس بجا لایا پھر چند روز شکار مین مشغول ہوا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محافظ خان خواجہ سرا صاحبخان کے اور بہجت خان کے حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد منڈو کی طرف متوجہ ہوا ہی سلطان نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امرا سے راجپوتان اُن کے دفع کے لیے رخصت کیا اور ظفر آباد کے حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کفران نعمت کی شامت سے مارا گیا اور بہجت خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کے پلٹ جانے اور محافظ خان کے قتل ہونے سے اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور صاحبخان سے اجازت چاہی کہ صلح کی درخواست کرین صاحبخان نے قبول کیا اور شیخ اولیا نام ایک فاضل وقت کے وسیلہ سے سلطان کی عرض مین پہونچا یا سلطان نے یہ امر لطائف غیبی اور عنایات لاریبی سے تصور کر کے قلعہ رائسین اور قصبہ بھیلسا اور ہاموتی صاحبخان کے سپرد کر کے دس لاکھ تنگہ سیاہ خرچ کیواسطے اور بارہ زنجیر فیل انعام دیے اور فرمان استمالت بہجت خان اور دوسرون کے واسطے بھیجے اور بہجت خان نے دو لاکھ تنگہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھے اور باقی صاحب خان کو دیے مفسدون نے صاحب خان کو یہ خبر پہونچائی کہ بہجت خان تجھے قید کیا چاہتا ہی صاحب خان ہراسان ہوکر سلطان سکندر لودھی کے پاس کہ سرحد مین تھا پہونچا اور بہجت خان اور باقی امرا استمالت نامہ طلب کر کے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور خلعتہاے خاص سے مخصوص ہوکر جاگیرہاے قدیم کی طرف روانہ ہوئے سلطان محمود خلجی نے مظفر و منصور اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور میدنی راے کی راے ناصواب سے تیغ بیدریغ امرا اور افسران سپاہ کے گلے پر رکھی اور ہر روز ایک کو ناحق اور بعید و قصور متہم اور مطعون کر کے بسیاست تمام قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اُس کی یہ نوبت پہونچی کہ مزاج سلطان محمود خلجی کا تمام امرا بلکہ جمیع مسلمانون سے پھر گیا اور عمال اور احکام قدیم کہ مدت ہاے دراز سے سرکار غیاثی اور ناصر شاہی مین متکفل مہمات دیوانی تھے اُن کے ناصیہ احوال پر رقم عزل کھینچکر ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور اُن کی جگہ پر میدنی راے کے انصار اور اعوان کو مقرر اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سرداروں اور ملازمون کو نہایت ناگوار ہوا اور شکستہ دلی سے اپنے اہل و عیال کو لے کر جلاوطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد منڈو کہ اس قلمرو مین دار العلم اور جاے ورود فضلا اور مشائخ تھا کافرون کا مسکن ہوا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ دربانی فیلبانی بھی راجپوتون کے حوالہ کی اور راجپوت زنان دوشیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئے اور علی خان نام امرا قدیم سے جو حاکم شہر تھا کفار راجپوت کے تسلط سے دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود جن دنون مین مع کفار شکار کے واسطے گیا تھا قلعہ منڈو پر متصرف ہوا اور منڈو ی بھی کفار کے غلبہ سے آزردہ خاطر تھے علی خان



شریک اور موافق ہوئے سلطان محمود نے بر سبیل استعجال معاودت کی اور قلعہ کو محاصرہ کر کے کام محصورین پر تنگ کیا علی خان مع اپنے اعوان قلعہ سے بھاگ گیا اور سلطان محمود قلعہ میں داخل ہوا اور ایک جماعت راجپوتوں کی علی خان کے تعاقب میں نامزد کی جنھوں نے اُسے دستیاب کر کے قتل کیا اور بعد اس واقعہ کے انکار کی میدنی راے مطلق العنان ہوا تمام امرا اور منصب داران مالوہ کو اپنی طرف مائل کیا اور رجوع کیا اور سلطان کے خاصہ خیل قدیم میں دو سَو سے زیادہ مسلمان نہ رہے سلطان محمود راجپوتوں کے غلبہ اور تسلط سے متفکر ہوا چونکہ اہل ہند میں رسم ہے کہ جس وقت اپنے نوکر کو رخصت یا جان سے وداع کرتے ہیں اُسے بیڑا رخصت کا دیتے ہیں سلطان نے ایک طرف بیڑا اور پان سے پُر کر کے آرائش خان کے ہاتھ میں دے کر میدنی راے کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اس بعد تمھیں رخصت ہے ہماری ولایت سے نکل جاؤ راجپوتوں نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار سوار نے آج تک ہوا خواہی اور جانسپاری میں تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کون سی تقصیر ہم سے سرزد ہوئی جو مستوجب اس خطاب کے ہوئی اور اس کے بعد راجپوت چاہتے تھے کہ سلطان محمود کو درمیان سے اُٹھا دیں میدنی راے نے اُنھیں یہ جواب دیا کہ بالفعل فی الحقیقت سلطنت مالوہ ہمارے قبضہ قدرت میں ہے اگر سلطان درمیان میں نہ ہوگا سلطان مظفر گجراتی حملہ ور آن کر اس ولایت پر متصرف ہوگا بہرکیف جس طور سے ممکن ہو اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی میں کوشش کرنی چاہیے غرضکہ پھر سلطان کی خدمت میں آن کر عذر معذرت کی سلطان نے جو کہ لاعلاج تھا ان شرائط پر قبول کیا کہ جمیع کار خانہ بدستور قدیم مسلمانوں کے حوالے کرو اور مہمات ملکی میں دخل نہ دو اور عورات مسلمہ کو اپنے مکانوں سے نکال دو اور ظلم و تعدی سے دست کش ہو میدنی راے نے یہ سب امر قبول کر کے اور سلطان کی نہایت دلجوئی میں مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالباہن پوربیہ کا مرلے راجپوت سے تھا سر حلقۂ اطاعت سے بر آورد و کر کے اعمال ناشائستہ اور افعال ناپسندیدہ سے باز نہ آتا تھا سلطان محمود نے دور شجاعت سے باوجود اس جماعت قلیل کے کہ دو سَو مسلمان سے زیادہ نہ تھے بعضوں مخصوصوں سے یہ مشورہ کیا کہ جب میں شکار سے مراجعت کروں اور میدنی راے اور سالباہن اپنے مکان کی سمت رخصت ہو دیں اثناے مراجعت میں دونوں کو ضرب تیغ شمشیر سے قتل کر کے سد سد سے جدا کر نا غرضکہ دوسرے دن جماعت موجود کو جابجا چھوڑ کر شکار کے واسطے گیا اور معاودت کر کے خلوت خانہ میں داخل ہوا اور میدنی راے اور سالباہن رخصت ہوئے اس وقت دس سوار کمین گاہ سے برآمد ہوئے اور دونوں کو ضرب تیغ شمشیر سے وار کر کے سالباہن مارا گیا اور میدنی راے کو جو زخم کاری نہ پہونچا تھا اس کے نوکر ہجوم کر کے مکان پر اُٹھا لے گئے راجپوت یہ سانحہ سنکر میدنی راے کے مکان میں جمع ہوئے اور اس کی بلا اجازت جنگ پر آمادہ ہو کر دربار کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خلجی اگرچہ عقل سے اُس کا بے بہرہ خالی تھا لیکن شجاعت اور مردانگی میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا مع سولہ سوار اور چند پیادہ مسلمان کے بہ ست حصول نقد شہادت دولتخانہ سے برآمد

ہوا اور کئی ہزار کا فرخاسر کے مقابل ہوکر جنگ میں مشغول ہوا ایک راجپوت پور بیہ کہ مردانگی مین
اشتہار رکھتا تھا اُس نے پہلے قدم میدان تہور مین رکھکر ایک وار سلطان پر ڈالا سلطان نے اُس
کی ضرب کو رد کرکے ایسی تلوار اُس کے ماری کہ مثل خیار دو ٹکڑے ہوکر جہنم واصل ہوا پھر دوسرا
راجپوت میدان جانستان مین خرامان ہوکر سلطان کے مقابل ہوا اور برچھے کا وار اُس پر ڈالا
سلطان نے اُس وار کو بھی خالی دے کر اُس کے بھی گلے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا
راجپوت یہ حال مشاہدہ کرکے بغیر اس کے کہ جنگ مغلوبہ ہووے بھاگ کر میدنی راے کے
مکان مین کہ احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے اور وہان دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر میدنی راے
سے رخصت جنگ طلب کی میدنی را ے نے یہ جواب دیا کہ سلطان محمود نے اگر ارادہ میرے
قتل کا کیا کچھ قصور نہین رکھتا اس واسطے کہ وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہے تم میری حمایت سے
دست بردار ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کس واسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود شہید ہوگا سلاطین
اطراف خصوص گجرات اور خاندیس اور برار اُس کے انتقام پر قیام کرینگے الغرض اُس نے راجپوتون
کی تسلی کی اور سلطان محمود خلجی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت مین خیر سگال نے نمک حلال کھایا تھا
اس وجہ سے ان زخمون نے ذبح کیا اگر فی الواقع اس نمک خوار کے قتل ہونے سے امور سلطنت
انتظام پاوین مضائقہ نہین ہے مصرع سرا نیک جدا کن بہ تیغ از تنم ٭ سلطان محمود خلجی نے جب جانا
کہ یہ ان زخمون سے نہ مریگا مقام صلح اور ملائمت مین ہوکر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہوا کہ میدنی راے
میرا خیر خواہ ہے اور کمال خیر خواہی سے راجپوتان ناہموار کو فتنہ و فساد سے باز رکھا سالبا ہن کہ
بانی فساد اور مادہ خشونت تھا الحمد للہ کہ اس کا شر دفع ہوا انشاء اللہ تعالے بعد اس کے بخیر و خوبی
امور سلطنت مین مشغول ہوگا اور بعد اُس کے کوئی امر وقوع مین نہ آویگا اور میدنی راے نے بھی بحسب
ظاہر جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری مین قدم رکھا اور امور گذشتہ سے کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی حفاظت
مین ہر وقت ہوشیار اور واقف کار ہوکر جب دربار مین آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اس کے ہمراہ رہتے
تھے لیکن اس وضع سے سلطان محمود خلجی بتنگ آیا ایک روز اس نے شکار کے بہانہ راجپوتون
کو دوا دوش سے نہایت خستہ اور ماندہ کرکے رات کو اپنی محبوبہ کو جس کا نام رانی کینا تھا سوار کرکے
مع چند پیادہ قلعہ سے برآمد ہوا اور گجرات کی سرحد تک گھوڑے کی باگ نہ موڑی اور حکام سرحد گجرات
کے اس کے ساتھ بسلوک نیک پیش آئے اور سراپردہ اور جمیع مایحتاج حاضر کی اور عرض داشت
سلطان مظفر کو لکھکر قدوم سلطان محمود خلجی سے خبر دی سلطان مظفر نے قیصر خان اور تاج خان اور
قوام الملک اور امراے کبار کو اُس کے استقبال کو بھیجکر گھوڑے عربی اور چند زنجیر فیل اور اسباب
توشک خانہ اور فراشخانہ اور سراپردہ سرخ اور چتر اور دیگر کارخانجات کہ سلاطین کو درکار ہین ارسال
کیے اور خود بھی چند منزل استقبال کیا بعد اس کے جب دربار مین ایک تخت پر قران سعدین
اور اجتماع نیرین واقع ہوا سلطان مظفر نے پرسش بزرگانہ فرماکر تحفہ و ہدایاے شاہانہ گذرانے

اور آئین مروت اور جوانمردی کے ساتھ تمام وجوہ سے رعایت کرکے مراسم لطف و تفقد اُس کے
جملے مطالب پر رکھا اور ہمت والا نہمت راجپوتاں کی دفع کرنے اور سلطان محمود کو تخت مندو پر
بٹھانے میں مصروف کی اور سامان اور سرانجام لشکر مہیا فرما کر ۹۲۳ھ نو سو تئیس ہجری میں باتفاق سلطان محمود
خلجی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا میدنی رائے نے بعد رخصت سلطان محمود کے قلعہ شادی آباد اپنے فرزند
بھورائے کے سپرد کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اس کے پاس چھوڑے اور خود قلعہ دہار
میں جا کر اس کے استحکام میں کوشش کی اور اس کے بعد جب کہ سلطان مظفر قریب پہنچا لشکر
گجرات کے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت اپنے میں نہ دیکھی پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ و توپچی اور کماندار
قلعہ دھار میں چھوڑے اور قریب دس ہزار سوار کے بھورائے کی مدد کے واسطے بھیج کر خود واسطے
امداد چتوڑ کی طرف رانا سنگا کے پاس گیا اور سلطان مظفر قلعہ دھار پر آیا اور عرصہ قلیل میں اُسے مفتوح
کیا اور لشکر مالوہ قریب دس ہزار سوار اور پیادہ جو میدنی رائے کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق
ہوگئے تھے سلطان محمود کے پاس جمع ہوئے اور دھار کے فتح ہونے کے بعد سلطان مظفر نے
بشوکت و عظمت تمام جا کر قلعہ مندو کو محاصرہ کیا اور عادل خان فاروقی حاکم آسیر کو مع امرائے کثیر
رانا سنگا اور میدنی رائے کے سر پر رخصت کیا چنانچہ مفصل حال گجراتیوں کے احوال میں تحریر ہوا
ہے اور ابتدائے ۹۲۴ھ نو سو چوبیس ہجری میں قلعہ مفتوح ہوا اور اس روز انیس ہزار راجپوت مارے
گئے اور جنھوں نے جوہر کرکے اپنے آپ کو جلا دیا اور مار ڈالا ان کا شمار علیحدہ ہے اور سلطان محمود
خلجی نے کہ پیچھے رہا تھا آن کر مار کاٹ دیکھی اور ازروئے اضطراب پوچھا کہ ہمارے واسطے خداوند
جہان کیا فرماتے ہیں سلطان مظفر نے ازروئے جوانمردی کے فرمایا کہ سلطنت مالوہ کی تجھے مبارک
ہو اور یہ فرما کر فوراً قلعہ اس کے سپرد کرکے اپنے اردو کی طرف گیا دوسرے دن سلطان محمود کو
کہلا بھیجا کہ آپ اور چند روز بعضے امور کی درستی اور سامان کے واسطے شہر میں رہیں اور خود کوچ
کرکے رانا سنگا اور میدنی رائے کی تنبیہ و گوشمال کے لیے اُجین کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ دھار
میں آیا مخبروں نے خبر پہنچائی کہ عادل خان اور امرائے گجرات دیپال پور سے نہ گئے تھے کہ دشمن
خبر فتح لشکر چندیری کی سمت بھاگ گئے اور سلطان محمود اپنا سامان درست کرکے سلطان مظفر کے
پاس دھار میں آیا اور یہ التماس کی کہ آپ ایک روز قدم رنجہ فرما کر مندو کی طرف تشریف ارزانی فرماویں
نہایت سرفرازی اور بندہ نوازی ہوگی **بیت** از ان طرف بندہ را کمال تو نقصان * و زیں طرف
شرف روزگار من باشد * سلطان مظفر اُردو کو دھار میں چھوڑ کر قلعہ شادی آباد مندو میں آیا سلطان
محمود نے طریق خدمت گاری و اطاعت بجا لا کر سر مجلس ایستادہ ہو کر لوازم ضیافت میں قیام کیا بعد جشن اور
شادی سے فارغ ہو کر سلطان مظفر کو باغات اور مواضع مرغوبہ مندو کی سیر و گشت کرائی اور رخصت
کے دن پیشکش لائق گذرانی اور جو کچھ حق تواضع اور مہمانداری کا تھا بجا لایا اور چند منزل تک بطور مشایعت
گجرات کی طرف گیا اور جو آصف خاں گجراتی مع چند ہزار سوار سلطان محمود کی مدد کے واسطے مقرر ہوا تھا

اسے مراجعت مندو کی رخصت فرمائی اور سلطان محمود مندو مین رونق افزا ہوکر امور جہانبانی مین مشغول ہوا
اور مملکت کے بندوبست مین حتی الوسع کوشش کی اور جو چندیری اور کاکرون بتصرف میدنی راے
اور قلعہ رایسین اور بھیلسا اور سارنگ پور سلہدی راجپوت کے قبضہ مین تھا سلطان محمود خلجی ان
کے دفع کی فکر مین ہوا اور اول قلعہ کاکرون پر چڑھائی کی اور میدنی راے اس مرتبہ بھی رانا سنکا
سے ملتجی ہوکر اُسے مع لشکر فراوان کمک کو لایا اور اس دن کہ جنگ واقع ہوگی سلطان محمود بہت مسافت طی
کرکے رانا سے سات کوس پر اُدھر فرودکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنکا کو پہونچی اُسنے امرا کو طلب کرکے
یہ بات کہی بہتر یہ ہی کہ اسی وقت غنیم کے سر پر کہ ماندگی کے سبب قوت تردد کی نہین رکھتا ہی تاخت لاوین
اور اپنا کام کرین یہ کہکر سلاح جنگ لگا کر جنگ پر آمادہ ہوکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوا جب مسلمانون کے
لشکر کے قریب پہونچا اور اُس کی افواج آراستہ نمود ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تھا سوار ہوکر اُردو سے
برآمد ہوا اور امرا اور سپاہ اس حال سے واقف ہوکر اس کی ملازمت مین حاضر ہوئے ہر چند آصف خان
گجراتی اور بھی امرا نے عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہین ہی سلطان محمود خلجی نے کہ عقل سے بے بہرہ
تھا کسی کے کہنے پر التفات نہ کی اور بے ترتیب صفوف جنگ مصاف مین مشغول ہوا جیسا کہ
طرفۃ العین مین بتیس سردار نامی مع لشکر کثیر شہید ہوئے اور آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اُس
کی کمک کے واسطے نامزد کیا تھا وہ بھی مع پانسو سوار گجراتی شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کیطرف
راہی ہوا اور لشکر مالوہ سے سواے سلطان محمود خلجی اور دس سوار کے کوئی معرکہ مین نہ رہا سلطان بوفور
شجاعت اس تصور سے کہ دس سوار سے کام نکل سکتا ہی اور جتنا سوار ما بھاڑ چھوڑتا بیفائدہ لشکر کفار پر کہ
قریب پچاس ہزار سوار کے تھی تاخت لایا اور ظاہر ہی اس کا قصد درجہ شہادت کے حصول سے
تھا غرض وہ دسون سوار بھی حملہ اول مین قتل ہوئے اور سلطان محمود خلجی خنگ بادپا کو جولان کرکے
دریاے حرب مین غوطہ زن ہوا اور اس قدر راجپوتون کو جہنم واصل کرکے کارزار کی کہ راجپوتون
نے انگشت حیرت دندان تفکر مین دبائی اور سو زخم اُس کے جوشن پر پہونچے جو کہ دو جوشن اُس کے
زیب تن تھے پچاس زخم اُن دونون سے گذر کر اس کے بدن پر پہونچے تھے باوجود اس حال کے
غنیم سے منھ نہ موڑا اور جب تک ایک رمق اس مین قوت باقی رہی معرکہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا
یہان تک کہ راجپوتون نے ہجوم کیا اور سلطان نخانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا راجپوتون نے
اُسے پہچانا اور زندہ رانا سنگا کے پاس لے گئے اور راجپوتون کے سردارون نے زبان
اُس کی مدح و ثنا مین کھولی اور پروانہ وار اُس کے گرد پھرتے تھے اور اس کی بہادری اور شجاعت کی
تعریف کرتے تھے اور رانا سنگا بھی اسے مقام مناسب مین بٹھا کر دست بستہ اس کے روبرو ایستادہ
ہوا اور شرائط تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگاری مین تقصیر نہ کی اور سلطان کے زخمون کے معالجہ مین
مشغول ہوا اور جو اس روز جنگ مین تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور راجپوتون کے ہاتھ آیا
تھا تاج مرصع سلطان ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اُس درمیان مین نہ تھا زبان اُس کے



طلب میں کھولی سلطان محمود خلجی نے اُسے بھی رانا کے سپرد کیا جب سلطان کے زخموں نے اندمال
کیا اور صورت مراد آئینہ تمنا میں مشاہدہ ہوئی رانا سانگا نے لوازم جوانمردی کو کام فرمایا ہمراہ راجپوت
سلطان محمود خلجی کے ہمراہ کر کے لعزت وحرمت تمام شادی آباد مندو میں بھیجا کہ تخت پر بٹھا کر مراجعت
کریں سلطان محمود تیسری مرتبہ تخت شادی آباد پر اجلاس کر کے اپنی شکست و ریخت میں مشغول ہوا
لیکن جو ہیبت ریاست ممالک مالوہ سے امرا اور تابعین کے تصرف میں تھی اور رعایا حق الطاعت
جیسا کہ چاہیے بجا نہ لاتی تھی خلل عظیم اس کی بادشاہی میں ظاہر ہوا اور سکندر خان سوائی بہت سے
پرگنوں پر متصرف ہو کر دم استقلال کا مارتا تھا اور میدنی رائے چندیری اور کاکرون اور دوسری
جاگیروں پچھلی تغلب سے لے کر اطاعت نہیں کرتا تھا اور اسی طرح سے اور حکام بھی اطراف اور
سرحدوں میں قدم اندازہ سے باہر رکھکر ضعف سلطنت کے باعث ہوتے تھے اور سلطان محمود
خلجی بخلاف سلطان محمود ماضی انار اللہ برہانہ کے مدار کار سلطنت کو شمشیر پر رکھکر تدبر اور عقل کو
درمیان میں راہ نہ دیتا تھا ۹۲۶ھ نوسو چھبیس ہجری میں سلہدی پوربیہ کے دفع کیواسطے روانہ ہوا اور اس
نے راجپوت بہت جمع کر کے میدنی رائے سے کمک طلب کی اور سارنگپور کے نواح میں صفوف
جنگ آراستہ کر کے سلطان سے مقابلہ پیش آیا پہلے لشکر اسلام کو متفرق اور پریشان کر کے
ظفریاب ہوا اور فوج اس کی تاراج میں مشغول ہوئی سلطان محمود خلجی کہ قلب کے باسد فوج قلیل
سے پائے ثبات زمین کیں میں قائم رکھتا تھا فرصت پا کر سلہدی پوربیہ پر حملہ آور ہوا اور بدترین
وجہ سے اُسے شکست دی اور ہنگام تعاقب چوبیس زنجیر فیل لے کر سارنگپور کو اس کے
تصرف سے برآورد کیا اور سلہدی راجپوت جاگیر قدیم پر قانع ہو کر اظہار اطاعت پر سرگرم
ہوا سلطان محمود خلجی نے اُسے غنیمت جان کر دارالسلطنت شادی آباد میں مراجعت فرمائی اور
۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری میں جب امرا سلطنت گجرات نے سلطان بہادر شاہ گجراتی سے تعلق پکڑا
شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ گجراتی بھاگ کر شادی آباد میں آیا سلطان محمود خلجی نے جو شاہ
مظفر کا رہن احسان تھا اُسکے اعزاز وتکریم میں کوئی دقیقہ از دقائق مروت فروگذاشت نہ کیا اور
رضی الملک جو گجرات کے امرائے معتبر سے تھا بہادر شاہ کے ڈر سے اور صولت سے بھاگ کر
فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سے ملتجی ہوا اور ہمت اس پر مصروف کی کہ بہادر شاہ کو معزول
کر کے چاند خان کو قائم مقام اس کا کرے اور اسی نیت سے آگرہ سے شادی آباد مندو میں آیا
اور چاند خان سے مشورہ کر کے پھر آگرہ میں گیا جب یہ خبر سلطان بہادر گجراتی کو پہونچی ایک خط
سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ محبت اور اخلاص سے بہت تعجب ہوا کہ حرام خوار کو آپ نے چھوڑ دیا ہے
کہ چاند خان کے پاس آن کر فتنہ انگیزی کر کے پھر آگرہ میں جاوے اتفاقاً رضی الملک ارکان دولت
فردوس مکانی سے کچھ کام کر کے دوبارہ شادی آباد مندو میں آیا اور پھر پلٹ کر آگرہ میں گیا لیکن اس
مرتبہ شاہ بہادر گجرات پر نہ لایا بلکہ سلطان محمود خلجی کی فکر میں ہوا جو زوال دولت خلجیہ آ پہونچا تھا

سلطان محمود خلجی اُس کے تدارک کی فکر مین نہوا اور جس وقت رانا سنکا کی خبر فوت پہونچی اور اُس کا
بیٹا رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شرزہ خان کو بھیجکر بعضے قصبات جیپور کو تاخت و تاراج
فرمایا اور رتنسی جو کم توجہی اور رنجش سلطان بہادر کی سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم
لاکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اُجین سے
گذر کرکے سارنگ پور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اُس کے منھ بولے فرزند معین خان
کو کہ دراصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا سو اس سے مدد کے واسطے طلب کرکے مسند عالی
خطاب دیا اور سراپردہ سرخ جو بادشاہون کے لیے مخصوص تھا اس کو عطا کیا اور سلہدی پوربیہ
کو بھی رائسین سے بلایا اور چند پرگنے اُس کی جاگیر قدیم پر اضافہ فرمائے اور سلہدی پوربیہ
سلطان محمود خلجی سے متوہم ہوکر باتفاق معین خان کے رتنسی رانا کے پاس گیا اور وہان سے
معین خان اور بھوپت ولد سلہدی پوربیہ دونون نے ہمراہ ہوکر سنبلہ کے حوالی مین شاہ بہادر گجراتی
کے دربار مین جاکر اپنے ولی نعمت کی شکایت تحفہ مجلس کی سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان
لودھی کو سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ حقوق اس سلسلہ کے مجھپر بہت ہین اور مسافت
تھوڑی باقی رہی چاہتا ہون حضور مین پہونچکر مبارکباد سلطنت کہون سلطان بہادر نے جیسا کہ اُس
کے وقائع مین مذکور ہوا جواب آدمیانہ دیا اور بکوچ متواتر آب کرجی کے کنارہ پہونچکر نزول کیا
اور اس منزل مین رتنسی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور
سلطان محمود سے شکایت کی اور رتنسی اسی منزل سے رخصت ہوکر اپنے مقام مین گیا اور سلہدی
سلطان بہادر کی اُردو مین کہ امیدوار سلطان محمود کے آنے کا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود
تیشۂ ناکامی اپنے پاے دولت مین مارکر ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان
کے نوکرون کے دفع کرنے کے بہانہ سے سواس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک
دن شکار مین مشغول ہوکر گھوڑے سے گرا کہ اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اسے فال بد سمجھکر فسخ عزیمت
کی اور شادی آباد مندو مین جاکر قلعہ داری کے سامان مین مصروف ہوا **بیت** چو تیرہ شود
مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ٭ سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے
مایوس ہوکر شادی آباد مندو کی سمت راہی ہوا اور ہر منزل مین سلطان محمود خلجی کے ملازم فوج فوج
آن کر اُس کے شریک ہوتے تھے اور شرزہ خان حاکم دھار بھی اُس سے موافق اور ملحق ہوا اور
جب ظفرآباد نعلچہ مین پہونچا قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار
آدمی سے قلعہ مین متحصن ہوا ہر شب ایک بار جمیع مورچون پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین
کے مدرسہ مین استراحت فرماتا تھا جب اسے اہل قلعہ کا نفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنے
محلون مین جاکر عیش و طرب مین مشغول ہوا اور بعضے نیک اندیشہ اس بارہ مین جو اسے سمجھاتے
تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور موقع ہے انھین یہ جواب دیتا تھا کہ اب الفاس والپسین کا سامنا ہے



چاہتا ہوں آگے عیش و عشرت میں بسر کروں پھر شعبان کی نویں تاریخ ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری میں صبح صادق کے وقت نشان دولت بہادر شاہی افق قلعہ سے طالع ہوا اسی وقت چاند خان جو بانئ فساد و نزاع تھا قلعہ سے نکلکر دکن کی سمت بھاگا اور سلطان محمود خلجی مسلح ہو کر مع ایک جماعت قلیل بہادر شاہ کے مقابل آیا اور طاقت مقابلہ کی اپنے میں نہ دیکھکر پلٹ گیا اور جو آفتاب دولت خلجیہ نے اوج بلندی سے پستی کی طرف میل کیا تھا باوجود وسعت اور قدرت قلعہ سے ولایت کے درمیان رہ گیا اور ہزار سوار لے کر اپنے حرم کے قتل پر آمادہ ہوا بیت

جو بخت کسے رو نہد در زوال ٭ بتدبیرے گر آید کرد و بال ٭ لیکن جس وقت محلوں میں پہونچا ایک جماعت مانع ہوئی اور یہ نمایش کی کہ بہادر شاہ گجراتی تمہاری حفظ ناموس میں جیسا کہ چاہیئے کوشش کرے گا بہتر یہ ہے کہ قلعہ سے باہر نکل جاویں اور لشکر جمع کر کے دشمن کے دفع میں مشغول ہوویں یہ ذکر ہوتا ہی تھا کہ بہادر شاہ گجراتی محلات کے گرد آپہونچا اور لعل محل کے کوٹھے پر برآمد ہو کر آدمی سلطان محمود کی طلب میں بھیجا سلطان اپنے سرداروں کو چھوڑ کر مع سات سوار بہادر شاہ کے پاس آیا سلطان بہادر شاہ نے اس کی تعظیم کے واسطے قیام کر کے معانقہ کیا اور سلطان محمود بہادر شاہ کے بیٹھنے کے بعد کچھ درشتی کر کے خاموش ہوا لیکن علامت تغیر بہادر شاہ کے بشرہ پر ظاہر ہوئی اور وہ حرف کہ اس کی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو ہم نے امان دی وہ سب اپنے مکان پر جاویں اور بعضے لوگوں میں لطف سے گذرا کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی مقام عفو میں تھا جب سلطان محمود نے درشتی کی سب حکم حبس فرمایا اور جمعہ کے روز منبر دکن پر شادی آباد مندو کے خطبہ پڑھا اور سنیچر کی رات کو سلطان محمود کے پاؤں میں زنجیر ڈالکر مع سات بیٹوں کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ چانپانیر میں محبوس کرے وہ لے کر روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں ماہ شعبان کی چودھویں شب کو دو ہزار بھیل اور کولی منزل دھودمیں آصف خان کے اُردو پر شبخون لے گئے اور اسی لحظہ سلطان محمود نے نماز سے فارغ ہو کر سر بالین پر رکھا تھا کہ شور اور غوغا بلند ہوا جب بیدار ہوا بقصد گریز اپنے پاؤں کی زنجیر توڑی اس درمیان میں نگہبان واقف ہو گئے اور اس خوف سے کہ مبادا اس کے ہوا خواہوں بھیجے ہیں اور یہ ان سے ملحق ہو کر مملکت میں غبار برپا کرے اُسی ساعت تہمد ملا اس کے حلق زندگی میں ڈال کر شہید کیا آصف خان نے علی الصباح اُسے غسل و کفن دے کے اسی مکان میں حوض دھودر کے کنارہ مدفون کیا اور اُس کے بیٹوں کو محمد آباد چانپانیر میں قید کیا اور عرصہ قلیل میں محمد شاہ بن ناصر الدین کے سوا جو بہادر شاہ کی ملازمت میں رہتا تھا اس خاندان سے کوئی وارث نہ رہا سلطنت خلجیہ مالوہ آخر ہوئی اور دولت اُن کے سلسلہ کی حکام مملکت گجرات میں منتقل ہوئی یہاں تک کہ ۹۴۲ھ نوسو بیالیس ہجری تک حکومت اُس دیار کی اس جماعت کے قبضۂ اقتدار میں رہی بعد اُس کے جیسا کہ مذکور ہوگا تھوڑے دن دست بدست ہو کر ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری میں اکبر شاہ کے قبضۂ قدرت میں ٹھہری اور بزرگوں

نے سچ فرمایا ہی کہ دنیا مکارہ ہی سیاہ چشم اور بدکارہ ہی سفید چشم گندم نما ہی جو فروش اور عجوزہ ہے پرنیان پوش طالب اُس کا ابتدا مین خود رفتہ اور بیہوش رہتا ہی اور آخر کو غم و اندوہ مین مبتلا ہو کر شور و خروش کرتا ہی

ابیات

مشعبد جہانیست فرتوت سر
بو و کار او جادوان این چنین
نہ اول بکام تو بود آمدن

کند کار دیگر نماید دگر
ندانی چو خواندت کجا خواندت
نہ آخر بہ کام تو باشد شدن
میان دو ناکامی اندر جہان

بخواند بمہر و براند بہ کین
ندانی چو راندت کجا راندت
نہ بر کام دل زیستن چون توان

تذکرہ زوال دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کے تسلط اور غلبہ کا

اس طرح مرقوم خامۂ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کے سلطان بہادر شاہ گجراتی نے مملکت خلجیہ پر غلبہ پایا اور امراے مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرۂ فرمانبرداری مین تھے انھین الطاف خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور سلہدی پوربیہ نے اس لیے کہ وہ سب سرداروں سے پیشتر اُس کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اجین اور سارنگ پور اور رایسین جاگیر پائی اور آخر کو جیسا کہ طبقۂ گجراتیون مین بیان ہوا بہادر شاہ کے جنگ غضب مین گرفتار ہوا اس نے قلعہ رایسین مین اپنے تئین ہلاک کیا اور اُس کا بیٹا بھوپت حضور سے بھاگا سلطان بہادر شاہ نے اجین دریا خان لودھی کو اور رایسین عالم خان حاکم کالپی اور شادی آباد اختیار خان کو تفویض کر کے محمد آباد چنپانیر کی طرف عازم ہوا بعد اس کے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے جس وقت کہ گجرات کو فتح کر کے زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بندر دیپ کی سمت بھاگا آنحضرت نے شادی آباد مندو مین آن کر خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنے متعلقون کے سپرد کیا چنانچہ مذکور ہوا جب آگرہ مین تشریف لے گیا ملو خان بن ملو خان کہ غلامان خلج اور امراے کبار سے تھا زور لایا اور بعد ایک سال کے لشکر چغتائی کے قبضۂ سے برآوردہ کر کے اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھیلسہ سے آب نربدہ تک متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور بھوپت اور پورنمل جو سلہدی پوربیہ کے بیٹے تھے قلعہ جیپور سے برآمد ہو کر قلعہ رایسین اور اُس نواح کو اپنے قبضہ مین لائے اور اطاعت سلطان قادر کی کر کے پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شیر خان افغان سور نے ایسے وقت مین کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اُس کے دفع کرنے مین مشغول تھا بنگالہ سے ایک فرمان پیشانی پر مزین بمہر و طغرا کر کے بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ جب سپاہ مغل بنگالہ مین آگئی ہی تو طریقہ اخلاص مقتضی ہی کہ آنعزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہووین یا فوج بھیجکر آگرہ کے اطراف



میں خلل اندازی کریں تو معلوم سراسیمہ اور بدحواس اس ملک سے دست کش ہو دیں اور ہمیں ملک کشائی کی فرصت ہووے قادر شاہ شیر شاہ سور کے فرمان لکھنے سے آشفتہ ہوا اور اپنے منشی سے یہ فرمایا کہ تو بھی اس کے درجواب فرمان لکھکر اس پر ہماری مہر ثبت کرکے روانہ کر منشی نے اُس حکم کے موافق عمل کیا یعنی فرمان لکھکر مہر پیشانی پر کرکے روانہ کیا اس صورت میں سیف خاں دہلوی کہ اُس کا ندیم تھا اور ہمیشہ از روے گستاخی باتیں راستی سے بے تکلف عرض کرتا تھا وہ عرض پیرا ہوا کہ شیر خان فی الفعل بادشاہ بنگالہ اور جونپور ہی اور اس قدر سپاہ اور شوکت رکھتا ہی کہ شاہ دہلی کے مقابلہ کو آیا ہی آخر وہ آپ کو فرمان لکھکر مہر اُس پر ثبت کرے بجا ہی قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ بنگالہ اور جونپور کا ہی میں بھی افضال ربانی اور توفیق سبحانی سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہوں جبکہ وہ ہم سے طریق ادب جاری نہیں رکھتا ہمیں کیا ضرور ہی کہ اس سے بفروتنی پیش آویں اور اُس کی حرمت کی رعایت رکھیں بعد اس کے کہ فرمان قادر شاہ کا شیر شاہ کے ملاحظہ میں گذرا وہ بہت طیش کھاکر آزردہ ہوا اور مہر کا غذ سے اکھاڑکر یادگاری کے واسطے غلاف خنجر میں نگاہ رکھی اور یہ کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ملاقات اور حضوری کے وقت سبب اس گستاخی کا استفسار کیا جاوے گا اور بعد اس کے جبکہ شیر شاہ بادشاہ دہلی ہو گیا اور سواد اعظم ہندوستان اپنے تصرف میں لایا تو ۹۴۹ نو سو انچاس ہجری میں بہ قصد تسخیر مملکت مالوہ نہضت فرمائی جب وہ سارنگپور کے اطراف میں پہونچا قادر شاہ اُس بے ادبی سے زیادہ تر ہراساں ہوکر انجام کی فکر میں ہوا سیف خاں دہلوی کہ مصاحب اُس کا تھا اُس نے یہ مالش کی کہ جو آپ اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے مناسب یہ ہی کہ آپ سماح استعجال بکار جاکر اُس سے ملاقات کریں قادر شاہ کو یہ رائے پسند آئی اُجین سے بطور یلغار سارنگپور کی طرف روانہ ہوا اور شیر شاہ سور کے دربار میں پہونچا دربانوں نے حقیقت حال عرض کی شیر شاہ افغان نے اُسے اپنے روبرو طلب کرکے خلعت خاص سے سرفراز کرکے نظر الطاف اس پر مبذول فرمائی اور پوچھا کہ کہاں فروکش ہوا ہی کہا فلاں مقام میں پھر شیر شاہ نے اپنا پلنگ خاص مع جامہ خواب اور اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور پھر دوسرے دن کوچ کرکے اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور شجاعت خان کہ اُس کے مقربوں سے تھا اُسے حکم دیا کہ مہمان عزیز کی میزبانی سے سرفراز رہا اور اُسے جس شی کی ضرورت ہو سرکار سے دیا اور جب وہ خطہ اُجین میں پہونچا شیر شاہ افغان نے سلطان قادر کے خلاف توقع ملع اس ملک کی کی اور اُسی وقت سرکار لکھنوتی اُسے دے کر حکم کیا کہ اپنے عیال اور متعلقان کو وہاں بھیجکر خود ہماری خدمت میں رہے قادر شاہ صحبت نئی اور رنگ تازہ دیکھکر بار بار اپنے عیال و اطفال کو وہیں سے بر آوردہ کرکے اس باغ میں جو اُجین اور قصبہ کے درمیان تھا فروکش ہوا اور اسی عہد روز میں معین خان سکندر خان میواتی کے مسمی لے در رد نے بھی آن کر شیر شاہ کی ملازمت کی اور سکندر خلعت خطاب پاکر جاگیر لائق سے سرفراز ہوا ایک روز قادر شاہ اپنے مکان سے شیر شاہ کے دربار میں

جاتا تھا اثنائے راہ مین چند مغلون کو جنھین پٹھانون نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گلگاری مین اشتغال کر کے ہمیشہ اُس کی اُردو کے گرد خندق بناتے ہین اور جب سلطان قادر شاہ اُن کے قریب سے گذرا ان مین سے ایک شخص نے یہ مصرع پڑھا **مصرع** مرا ے بین بدین احوال وفکر خویشتن مسکین + قادر شاہ متنبہ ہوا اور اپنے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو بھی شیر شاہ کی ہمراہی اور رفاقت مین رہے گا یقین ہو کہ تجھے بھی بیلداری اور گلگاری کا حکم فرماویگا بہتر یہ ہو کہ اس کی رفاقت ترک کیجئے اور جان بوجھکر تیشہ اپنے پائون پر نہ ماریئے اس کے بعد بھاگنے کی فکر مین ہوا شیر شاہ نے فورًا یہ امر دانائی سے دریافت کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادر شاہ کے حرکات اور سکنات بیجا سے مین نہایت آزردہ ہون اور مین خوب جانتا ہون کہ وہ مجھ سے وفا نکرے گا لیکن جو کہ وہ بے طلب میری ملازمت مین حاضر ہوا ہی اس واسطے مین اُسے گوشمالی نہین دے سکتا اب اس سے کچھ نہ کہو خواہ رہے خواہ بھاگ جاوے بعدہٗ اُسے گرفتار کر کے اُس گناہ پر مواخذہ کرین قضارا قادر شاہ فرصت پاکر بھاگ گیا شیر شاہ نے ایک جماعت اس کے تعاقب مین نامزد فرمائی اور وہ اُن کے ہاتھ نہ آیا آخر پلٹ آئی شیر شاہ نے بدیہہ یہ مصرع پڑھا **مصرع** باما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی + اور شیخ عبدالحی بیٹا شیخ جمالی شاعر کا کہ شیر شاہ کے مصاحبین مین منتظم تھا اُس نے دوسرا مصرع کہا **مصرع** قولیست مصطفٰے رالاخیر فی عبید + شیر شاہ افغان نے قادر شاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اُجین مین مقام کر کے ولایت مالوہ کو امرا پر قسمت کیا اور قصبہ اُجین اور سارنگ پور اور دیگر پرگنے شجاعت خان کو جاگیر دے کر اُس مملکت کا سپہ سالار کیا اور خود کوچ کر کے قلعہ رسن پور کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس کے فاصلہ پر سرائین اور مسافر خانہ تیار کر کے حکم کیا کہ مسافرون کو کھانا دیتے رہین اور جب شیر شاہ نے قادر شاہ کے مفرور ہونے کے بعد اس خیال سے کہ ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے اُسے قید کیا تھا اُس وقت نصیر خان اس کا بیٹا سیواس سے لشکر جمع کر کے شجاع خان کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے اعوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار کر دو تو ہم اوسے سکندر خان کے عوض قید رکھین اور اس تقریب سے اُسے زندان ستم سے رہا کرائین ہنگام اشتعال نائرہ قتال نصیر خان اور اُس کے بعضے نوکرون اور مصاحبون نے اپنے تئین شجاع خان کے پاس پہونچایا اور اس کا گریبان اور بال پکڑ کر کشان کشان اپنی فوج مین راہی ہوئے اس درمیان مین مبارک خان شیروانی نے اس حال سے آگاہ ہو کر بشجاعت اور تردد مردانہ شجاع خان کے پاس پہونچکر اسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشمش مین ایک پائون اُس کا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اس پر غالب ہوا گھوڑے سے گرا نصیر خان کے آدمیون نے ہجوم لا کر اس کا سر تن سے جدا کیا چاہتے تھے کہ راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق راجپوتان تاخت کر کے اس پر جا پڑا نصیر خان جو کچھ حق تردد اور مردانگی تھا بجالایا جو کہ فتح و نصرت کوشش سے میسر نہین ہوتی ہزیمت پائی اور ولایت

کوڑواڑہ میں پناہ لی اور شجاع خان کو کہ پانچ چھ زخم سہہ اور بار وار گردن پر رکھتا تھا چادر میں ڈال کر دائرہ میں لے گئے ابھی اس کی زخم دوری اور مرہم پٹی ہوئی تھی کہ حاجی خان حاکم دھار کا خط اس مضمون کا آیا کہ تاتار خان مع جمعیت دو ہزار سوار سے میرے مقابلہ کو آیا ہے اور آج کل میں آتش حرب شعلہ زن ہوا چاہتی ہے شجاع خان یہ سنتے ہی اسی وضع سے پالکی میں بیٹھکر بطور تاخت دھار کی طرف متوجہ ہوا اور آخر رات کو اپنے تئیں مع ڈیڑھ سو سوار حاجی خان کی آردو میں پہونچایا اور حاجی خان کو کہ سوتا تھا بیدار کر کے اُسی وقت میدان جنگ قائم کی اور تاتار خان کو شکست دے کر اس طرح گجرات کی طرف بھگایا کہ دوبارہ اُسے جنگ کا حوصلہ باقی رہا اور شجاع خان کی روز بروز قوت اور شوکت بڑھنے لگی اور تمام سرزمین مالوہ بلا جنگ اس کے تصرف میں آئی اور جب شیر شاہ افغان سور نے قلعہ کالنجر میں سرمایۂ حیات کو آتش وبا سے جلایا سلیم شاہ افغان سور اُس کا قائم مقام ہوا اور وہ ہر چند کہ شجاع خان سے ناراض اور مکدر تھا اُس کی طرف سے دل صاف نہ رکھتا تھا لیکن جو دولت خان سمبولا فرزند شجاع خان کا مقرب درگاہ اور نہایت قرب اور منزلت رکھتا تھا اس کی دلجوئی کے واسطے التفات ظاہری سے دریغ نہ کرتا تھا اور اپنے باپ کے عہد کے موافق اس ملک کی زمام مہام اُس کے سپرد کر کے اس کے اعزاز و احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا یہاں تک کہ عثمان خان نام ایک شخص ایک روز شراب پیکر دیوانخانہ میں اور حالت نشہ میں متواتر آب دہن فرش پر گرانا فراش مانع ہوا عثمان نے ایک طمانچہ اُس کے منہ پر مارا اس سبب سے شور و غوغا بلند ہوا اور جب یہ ماجرا شجاع خان کے گوش زد ہوا فرمایا کہ اس سے چند گناہ سرزد ہوئے ہیں اول یہ کہ اس نے شراب پی دوسرے اُس حالت میں دیوانخانہ میں آیا تیسرے فراش کو مارا یہ کہکر اُس کے دونوں ہاتھ قطع کر کے چھوڑ دیا عثمان خان رنجیدہ رہا اور گوالیار میں کہ سلیم شاہ افغان سور کا دارالحکومت تھا جا کر یہ ماجرا عرض کیا سلیم شاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بعد ایک مدت کے جب شجاع خان گوالیار میں گیا عثمان خان دوبارہ دادخواہ ہوا سلیم شاہ سور نے اُس سے یہ بات کہی کہ تو خود جا کر اپنا انتقام لے منقول ہے کہ جب یہ خبر شجاع خان کو پہونچی نہایت آزردہ ہوا اور کلمات بیجا اور حرف نا ملائم خان کی نسبت زبان پر لایا جو سکہ ایک دن پالکی پر سوار ہو کر قلعہ گوالیار میں سلام کے واسطے جاتا تھا جب تبالول کے دروازہ پر پہونچا دیکھا کہ عثمان خان اپنے تئیں پارچہ کہنہ میں لپیٹے ہوئے ایک دوکان میں بیٹھا ہے شجاع خان نے چاہا کہ اُس کا احوال پوچھے اور دلاسا دیوے کہ ناگاہ عثمان خان نے دوکان سے کود کر نہایت چالاکی ایک ضرب شمشیر شجاع خان کے بدن پر رسید کی شجاع خان کے سپاہیوں نے جو سنگتان کے ہمراہ اردلی میں جاتے تھے فی الفور اُسے گرفتار کر کے قتل کیا پھر دیکھا کہ اس نے ایک ہاتھ لوہے کا بنا کر بجائے دست مقطوع نصب کر کے اُسی دست جعلی سے ایک ضرب ماری تھی شجاع خان پلٹ کر اپنے مکان پر گیا اور اس کے بیٹوں اور عزیزوں نے اس کی تیمار آوردہ کر کے دیکھا کہ اسکے

بائین پہلو پر زخم خفیف پہونچا ہی اور سبب اس کا یہ تھا کہ عثمان خان کا ہاتھ قوت نرکھتا تھا زخم اوچھا پڑا
تھا لوگون نے دیکھکر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو کنایتہ برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ اس ماجرے سے آگاہ
ہوا اور اعیان دولت کو اول مزاج پرسی کے واسطے بھیجا اور خود بھی ارادہ کیا کہ عیادت کو جاؤن
شجاع خان کو خبر ہوئی آنے سے مانع ہوا کس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ میرے عزیز و اقارب اور
مصاحب عثمان خان کی جرأت کو جو ظہور مین آئی ہی سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرتے
ہین ان کی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ کرتا تھا کہ مبادا فساد برپا کرین اور قصہ طول کھینچے
سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہی اور سب پر یہ امر ظاہر ہی کہ کمترین نے
اپنی جان کا لحاظ و پاس نہ کیا فقط چھتیس آدمیون کے اتفاق سے آپ کا علم دولت بلند کیا اور آب
بھی اگر زندہ بچا ایک نہ ایک روز آپ کے کام آؤنگا میری عرض یہ ہی کہ آپ قلعہ سے برآمد ہون
انشاء اللہ تعالےٰ بعد صحت بندہ خود ملازمت مین حاضر ہوگا اور چونکہ شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا
اور حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ اگرچہ شجاع خان اس کے امرا کے طرز کلام سے سمجھ گیا
تھا کہ وہ کیا کہتا ہی لیکن تحمل کیا اور دوسرے دن اُس کی پرسش کو خود گیا اور فتح خان شجاع خان
کا سالا اور اس کے لڑکون کا ماموں جو نہایت قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اس
کا پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اس نے جب دیکھا کہ سلیم شاہ سراپردہ کے قریب تنہا آیا ہی مار دم بریدہ
کی طرح اُس نے پیچ و تاب کرکے ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے بڑے بیٹے سے کہ جس کا
نام میان بایزید اور مشہور بایزید بہادر تھا بہ ایما و اشارہ اس مقدمہ مین مشورہ کیا چنانچہ وہ بھی اس
امر مین شریک ہوا اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی تو فتح خان کو اس بہانہ سے
کہ گھوڑے پیشکش کے واسطے تیار کرے باہر بھیجا اور بعد ایک لحظہ کے سلیم شاہ سے التماس
معاودت کی یعنے آپ یہان سے تشریف لے جائیے اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیع نہ کیجیے گا
بندہ ملاحظہ کرتا ہی کہ مبادا حقوق خدمت سالہا سال کے ضائع ہون اور علم دولت کا کہ اس
محنت سے برپا ہوا ہی سرنگون ہووے الغرض شجاع خان نے چند روز کے بعد غسل کیا اور صدقے
اور نذرین بہت مستحقون کو دے کر دوسرے دن سلیم شاہ کے سلام کو گیا چنانچہ سلیم شاہ نے
سو گھوڑے اور سو بقچہ قماش نفیس بنگالہ کے اُسے انعام دیئے اور نہایت الطاف ظہور مین پہونچایا
اور شجاع خان اس تملقات یعنے ظاہرداری کو نفاق سمجھکر اس مجلس کو جس طور سے ممکن ہوا بسر
لے گیا اور اپنی منزل مین جاکر نوکرون سے یہ بات کہی کہ یہان سے اسباب اپنا لاد کر کوچ کی
طیاری کرو کہ ہم دوسرے مقام مین فروکش ہون گے یہان غلاظت اور عفونت بہت ہوگئی
ہی بعدہ جب تمام ہمراہی اسباب لاد کر مسلح ہوئے کوچ کا نقارہ بجا کر سوار ہوا گوالیار سے
سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور سلیم شاہ افغان سور یہ حال مشاہدہ کرکے غضب مین آیا
اور کچھ سپاہ اُس کے تعاقب مین تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کرکے خود بھی اس کے پیچھے روانہ

ہوا اور شجاع خان سارنگ پور مین پہونچکر فوج کی فراہمی مین مصروف ہوا جب سلیم شاہ آبادی تعمیر مکان کے اندیشہ مین ہوا لیکن بعضے آدمیون نے ملک کی رخصت کی اُسنے جواب دیا کہ سلیم شاہ میرا ولی نعمت زادہ ہی میں اس سے ہرگز مقابلہ نکرونگا اور کوئی شخص میرے رفقا سے اس امر کا ارادہ نکرے جب سلیم شاہ بہت قریب آیا شہر سے برآمد ہوا اور اپنے اعیال واطفال لیکر بانسوالہ کی طرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو اپنے تصرف مین لایا اور عیسی خان سور کو مع میں زنجیر فیل اور دو ہزار سوار کے ملک اجین مین چھوڑکر خود گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان نے باوجود قدرت اور استعداد کسی طرح کی مضرت ولایت مالوہ میں نہ پہونچائی اور سلیم شاہ اعیان بیاری کے فساد کے سبب سے لاہور کی روانگی کا ارادہ رکھتا تھا دولت خان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اُس نے شجاع خان کے عفو گناہ کی استدعا کرکے شجاع خان کو دربار میں بلاکر ملازمت سے سرفراز کرایا سلیم شاہ نے قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچا اور ایک سو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک ست طشت اور آفتابہ طلائی مرحمت کیا اور ولایت رائسین اور سارنگ پور اور بعضے محال اور بھی اسے جاگیر دیکر سپہ سالار کیا اُس کے بعد سلیم شاہ قضاے الٰہی سے مرگیا اور مبارز خان عدلی اس کا قائم مقام ہوا اس نے بھی بدستور سابق ولایت مالوہ شجاع خان کے قبضۂ اقتدار میں سونپی شجاع خان نے وہ مملکت اپنے فرزندون اور اعوان پر تقسیم کی اجین اور بولاہی دولت خان کو اور آحالا اور رائسین اور بھلیسہ ملک مصطفیٰ اپنے چھوٹے بیٹے کو ارزانی رکھا اور خود سارنگ پور مین دیوار امن پر پشت دیکر بیٹھا اور جب ایک مدت منقضی ہوئی سلطنت دہلی نے خلل قبول کیا اور ہر شخص نے گوشہ مین پناہ لی تو شجاع خان نے طرز شاہانہ اختیار کرکے چاہا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کرون لیکن فلک نے فرصت نہ دی اس کے چند روز کے بعد یعنی آخر سنہ ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی اور اسکا بڑا بیٹا بایزید جس کا خطاب باز بہادر تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ برس تھی اور قصبہ شجاع پور کہ اجین کے قریب ہے اسی کا آباد کیا ہوا ہے اور بھی آثار اور یادگار اُسکے مالوہ مین بہت ہیں

بیان باز بہادر کے تخت مالوہ پر بیٹھنے اور تذکرہ اُس کی گرفتاری کا امراے اکبری کے ہاتھ مین

شجاع خان کے بعد فوت اُس کا بڑا بیٹا ملک بایزید ہندیہ سے سارنگ پور میں پہونچا اور بآتامہ حشمت اور سلطنت بدریہ متصرف ہوا دولت خان اس کے ساتھ بمقام مکارہ پیش آیا جو کہ وہ سلیم شاہ کے نزدیک معزز اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اُس کے ہواخواہ ہوئے میان بایزید نے اپنی والدہ کو مع ایک جماعت مردم عزیز کے دولت خان کے پاس بھیجا تو آپس مین مصالحہ کرکے صفائی ہم پہونچائی بعد گفت و شنود بسیار یہ مقرر ہوا کہ سرکار اجین اور مندو اور بعضے اور محال پر دولت خان متصرف ہووے اور سارنگ پور اور سیواس اور سروہی اور براہمہ اور بھلیارہ اور محال خالصہ

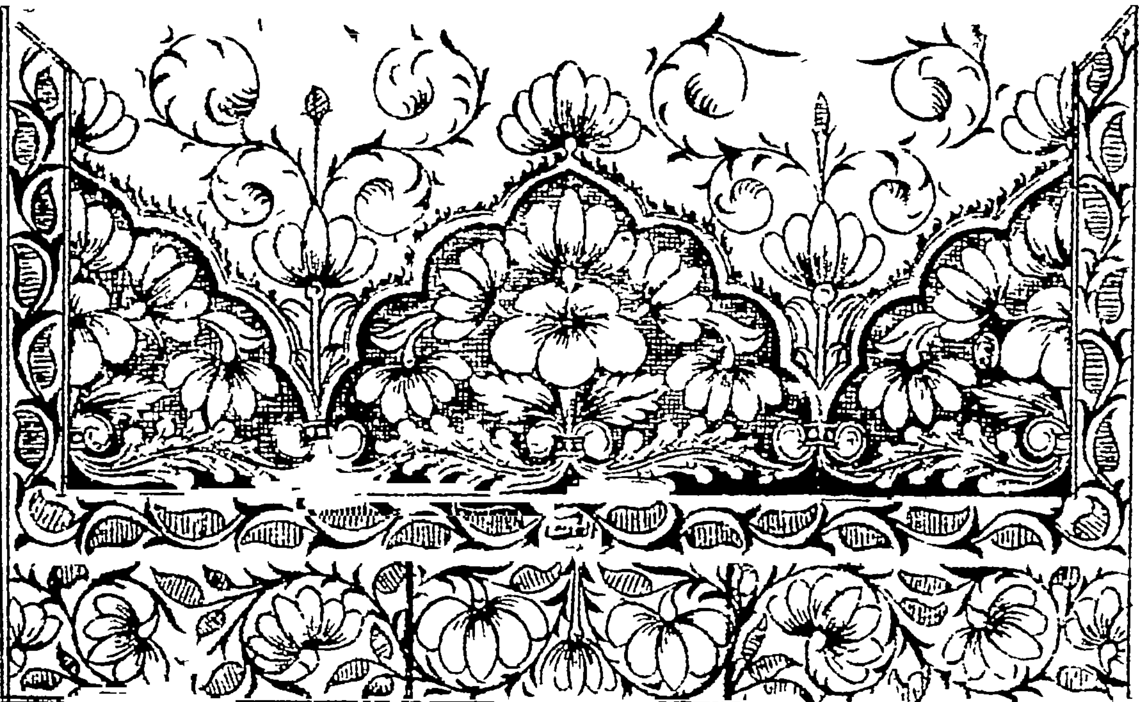
شجاع خان میان بایزید کے متعلق ہون اور سرکار رائسین اور بھیلسا اور محال جو اس نواح مین واقع
ہین اسپر ملک مصطفے قابض ہوے پھر بعد اقرار صلح میان بایزید بقصد غدر اوجین کی طرف متوجہ ہوا
اور آدمیون کے درمیان مین کہتا تھا کہ مین ماتم پرسی کے واسطے میان دولت خان کے پاس جاتا ہون
اور دولت خان خون گرفتہ اُس کے غدر سے غافل تھا آخر اس کے ہاتھ سے مارا گیا اور سر اُس کا
سارنگ پور مین بھیجکر دروازہ پر آویزان کیا اس وقت اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا اور شہور ۹۶۳ھ نوسو
ترسٹھ ہجری مین چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنا نام باز بہادر شاہ رکھا پھر
اس صوبہ کا انتظام کرکے رائسین کے سمت متوجہ ہوا ملک مصطفے خان کہ شجاعت مین
خصوصیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعددہ کے بعد منہزم ہوا اور رائسین اور بھیلسا بھی باز بہادر
کے تصرف مین آیا اس کے بعد گدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو اس کے بعضے سردار سلوک ناہموار
کرتے تھے اس تہمت انھین گرفتار کرکے کنوئین مین ڈالکر ہلاک کیا اور خود گدوالہ والون کی طرف
متوجہ ہوا اور بعد تردد و کوشش بسیار اُسے بھی فتح کیا لیکن جن دنون محاصرہ اور محاربہ مین مشغول تھا
ایک گولی فتح خان کے جو باز بہادر کا ماموں تھا لگی اس کے صدمہ سے جانبر نہوا باز بہادر
نے اس کی جگہ اس کے بیٹے کو مقرر کرکے عزیمت سارنگپور کی کی اور چند روز کے بعد بقصد
راجہ گنبھکہ مع لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اس کی فوج کشی کی خبر رانی درگاوتی کو جو راجہ گنبھکہ کی
زوجہ تھی اور وہ اپنے خاوند کے بعد فوت حکومت کرتی تھی پہونچی کونڈ والون کو جمع کرکے پہاڑ
کی گھاٹی پر ڈیرا ڈالکر جنگ کی بنیاد ڈالی اور جو رانی کے پیادے زیادہ مور و ملخ سے تھے اطراف
وجوانب سے تاخت لاکر باز بہادر کی اُردو کو گھیر لیا باز بہادر حیران ہوکر پسپا ہوا اور تمام ساز
وسلب اور مردم نامی اور کارآزمودہ اس کے رانی کے ہاتھ اسیر آئے اور اکثر مارے گئے
اور باز بہادر نے بہزار محنت و مشقت آپ کو سارنگپور پہونچایا اور شکست کی اصلاح مین کچھ
کوشش نہ کی بلکہ رفع کلفت کے واسطے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور جو فن موسیقی مین کمال
مہارت رکھتا تھا گانیون کی صحبت اختیار کرکے تدبیر مملکت سے دست کش ہوا اور ایک عورت
مغنیہ سے کہ روپ متی اُس کا نام تھا اور علم موسیقی مین بھی خوب ماہر تھی نہایت تعلق اور تعشق بہم
پہونچایا اور شہرہ ان کی عاشقی معشوقی کا تمام ہندوستان مین منتشر ہوا اور لحظہ بھر ایک کو بغیر دوسرے
کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب خبر غفلت اس کی اکبر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور لشکر مالوہ
کی پریشانی اور بے سامانی اس پر واضح ہوئی اُس ملک کی طمع کرکے ایک جماعت امرائے درگاہ
کو بسرداری ادہم خان ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری کے آخر مین مالوہ کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا اور
باز بہادر خواب غفلت اور بے شعوری سے اس وقت بیدار ہوا جب لشکر چغتائی ولایت مالوہ
مین در آیا بعد خرابی بصرہ حرکت مذبوحی کا خیال آیا امرا اور لشکر کو اطراف سے فراہم کرنے لگا اتنے
مین لشکر مغل سارنگپور سے کوس بھر کے فاصلہ پر پہونچا سلطان باز بہادر نے خواب غفلت

سے آنکھ کھولکر عورتوں کی صحبت برخاست کرکے معرکۂ رزم کو مجلس بزم تصور کیا اور نہایت بے سامانی
سے میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مشتعل کرکے اول ہی حملہ بہادرون کی تاب
نہ لا یا اپنے ممالک کی سرحد کی طرف بھاگا کہتے ہین کہ باز بہادر کے قسمت مین تمام عمر کا اندوختہ
یہی روپ متی وغیرہ پاتریان تھیں ابتداء عزیمت جنگ کے وقت ایک جماعت کو شہر سارنگپور
مین مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ اگر شکست واقع ہووے اُن بیچاریون کے قتل مین اقدام کرین خلاصہ
یہ کہ جب باز بہادر نے شکست پائی تو اُس جماعت نے حکم کے موافق تلوارین میان سے
نکالکر روپ متی اور بعضے اور ارباب نشاط خاصہ کو حالت اضطرار اور بدحواسی مین زخم لگائے اور
اپنی دانست مین اُنکو مردہ اور کشتہ کرکے دوسرے اہل حرم کے قتل کو متوجہ ہوئے اور
وہ عورتین روپ متی اور دیگر معینہ کا سا کمہ بس چکی تھیں ہر ایک جان شیرین کے خوف سے پیشتر
عدم سبیل سیاسے بھاگ گئیں اور اس جماعت کو فرصت ان کی جستجو اور تلاش کی نہ رہی باز بہادر
شاہ کے بھاگنے کے بعد ادہم خان شہر مین داخل ہوا اور ایک جماعت زنان گریختہ کو دستیاب
کرکے اُن سے احوال روپ متی کا کہ شہرہ آفاق تھی پوچھا انھون نے جواب دیا کہ وہ بیدرا دجورلقا
فلان محل مین مع اکثر ارباب نشاط شمشیر ظلم سے قتل ہوئی ادہم خان نے اُن کی تحقیق کلام کے واسطے
آدمی بھیجکر اُس کا حال دریافت کیا آخر کو یہ خبر پائی کہ روپ متی اور دو تین عورتین زخمی ہوئین
لیکن اُن کی حیات کا رشتہ تیغ جفا سے منقطع نہیں ہوا ہے ادہم خان یہ مژدہ سنکر محظوظ اور مسرور
ہوا اور از راہ فریب اُسے یہ پیغام حسرت انجام بھیجا کہ تو اپنی دوا دارو مین کوتاہی نہ کر بعد حصول شفا
اور اندمال زخمون کے تجھے بعزت و توقیر تمام باز بہادر کے پاس بھیجونگا روپ متی کا گلزار جان
اس نسیم بشارت سے شاداب اور تازہ ہوا قوت بے اندازہ حاصل ہوئی اس وقت زبان حال
عقیق لب کو ادہم خان کی دعا و ثنا مین گہر ریز کرکے اس بیت کے مضمون کے موافق
مترنم ہوئی بیت ازین مژدہ گر جان فشانم رواست ✽ کہ این مژدہ آسایش جان ماست ١٢ اس
کے بعد زخم اُس کے اس نوید کے مرہم سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کرکے ادہم خان کو یہ پیغام
بھیجا کہ اس ضعیفہ کو مرہم لطف خداوندی سے صحت کامل ہوئی اور قوت رفتار بہم پہونچی ہے امیدوار ہون
کہ بہ مقتضاے الکریم اذا وعد وفا اگر مجھے باز بہادر کے پاس بھیجئے اور اپنے قول کو پورا کیجئے گا
مردۂ صد سالہ کو زندہ کرکے اعجاز عیسوی ظہور مین پہونچایئے ادہم خان کی قوت طامعہ حرکت مین
آئی جو مغلوب نفس امارہ ہو کر یہ جواب دیا کہ اگر باز بہادر اکبر بادشاہ کا حاشیہ اطاعت دوش پر
لے کر اس کی درگاہ کی طرف متوجہ ہوتا بلا توقف تیرا سوال مین قبول کرتا اب کہ وہ باغی اور شاہ
سے روگردان ہے اگر تجھے بادشاہ کے بے حکم اس کے پاس بھیجون اور یہ خبر سلطان کو پہونچے مزاج
اقدس کے خلاف ہوگا اور وہی مجمل بعد اس معذرت کے آدھی رات کو آدمی اس کے مکان پر بھیجکر
طالب وصال ہوا اور روپ متی حیلہ ادہم خان کا سمجھ گئی جو کہ باز بہادر کے تیغ تیمار عشق مین گرفتار

اور عاشق زار تھی اور اُس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا دوسرے سے الفت اور موافقت
نہ کرونگی وہ مقام حیرت مین ہوئی اور ادہم خان کے ایلچیون کے طرز کلام سے سمجھی کہ اگر تو اس امر کو قبول
نہ کرے گی تو جبرًا اور قہرًا تجھے لے جاوینگے لہذا بعجز و انکسار پیش آئی اور اظہار بشاشت کر کے کہا
مجھے نواب صاحب کے پاس آنے مین کچھ عذر نہین اگر آنجناب آفتاب مثال ذرہ پروری فرماکر
اس نحیفہ کے مکان پر تشریف لاوین اور مثل سلیمان مور بیچارہ کے مہمان ہون بعید از الطاف
خداوندی نہوگا ایلچیون نے ادہم خان کے پاس جاکر یہ پیام بصد آب و تاب عرض کیا ادہم خان کہ
جوان عیاش اور شاہد باز تھا یہ مژدہ روح افزا سنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا
مہیا کیا اور بادشاہ کے خوف سے کہ ایسا نہو یہ خبر اسے پہونچے لباس بدل کر دو تین آدمی معتبر اپنے
ہمراہ لے کر رات کو منزل مطلوبہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے مکان مین آیا اور اُسے
نہ پایا اس کی لونڈیون اور پرستارون سے پوچھا کہ وہ کہان ہے سب یک زبان ہوکر بولین کہ پلنگ
پر استراحت کرتی ہے ادہم خان نہایت شوق سے اس کے پلنگ کے قریب گیا اور چادر اُس کے
منھ سے کھینچکر دیکھا کہ خوشبو بہت مگر پھولون کے ہار گلے مین ڈال کر خواب مرگ مین سوتی ہے ادہم خان
متحیر ہوا اور حقیقت حال اُس کے مقربون سے پوچھی سبھون نے یہ جواب دیا کہ جس دم آپ کے آدمی
اُسے بلانے آئے تھے اور جواب سنکر پلٹ گئے تھے روپ متی اپنے بادشاہ باز بہادر کو یاد
کر کے بہت روئی اور قدرے کافور اور تلی کا تیل پیکر بیٹھی جب اُس کا حال متغیر ہوا اٹھکر پلنگ پر لیٹ
رہی ادہم خان نے اس کے حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہوکر اس کے دفن کفن کا حکم دیا
اور اسی عرصہ مین ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور
سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین سلطان باز بہادر کی تنبیہ کے لیے فوجین لے کر سرحد مالوہ پر گیا
سلطان باز بہادر نے تفال خان حاکم برار اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہان پور سے
ملتجی ہوکر کمک طلب کی اور وہ قبول کر کے سامان جنگ اور فراہمی لشکر مین مشغول ہوئے
پیر محمد خان اس امر کو سمجھکر ولایت کی تاخت و تاراج مین مصروف ہوا اور برہان پور مین پہونچکر فتنہ و فساد
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس درمیان مین حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ پیر محمد خان شروانی
کے مدافعہ کو متوجہ ہوئے اور وہ بسبیل استعجال عازم معاودت ہوا اور اُنھون نے پیچھا کر کے
پس ماندگان کے قتل و غارت مین تقصیر نہ کی پیر محمد خان اس طرح کہ داستان سلاطین دہلی مین تحریر
ہوا ہے ہنگام گریز آب نربدہ مین ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کے تعاقب سے امرائے اکبری
کو توقف مالوہ مین دشوار ہوا آخر کو نکل گئے اور باز بہادر دوبارہ تخت مالوہ پر متمکن ہوکر خیل و حشم
کے جمع لانے مین مشغول ہوا لیکن ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبد اللہ خان اوزبک جو امرائے اکبری
سے تھا سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین مع سپاہ کینہ خواہ اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور باز بہادر کہ
عیش و عشرت کا عادی تھا مشقت جنگ اپنے اوپر نہ گوارہ کر کے بلا جنگ اس مملکت سے

نکل گیا اور کام اپنے اوپر آسان کر کے مدت مدید مالوہ اور حاندیس اور دکن کے جنگلوں اور پہاڑوں کے درمیان سرگرداں رہا اور لشکر مغل کے ساتھ حرب و ضرب کرتا رہا آخر کو جب ترکش تدبیر مین کوئی تیر بر ہاسیر مقاومت اور تردد و چھیک کر استمالت نامہ دربار اکبر شاہی سے حاصل کر کے ملازمت میں حاضر ہوا اور امراے دو ہزاری کے سلک مین منتظم ہو کر زمانہ آسودگی تمام بسر کیا یہان تک کہ اسی آستان پر عمر گرامی اختتام کو پہونچائی اور اسی طرح سے میاں مصطفے یعنی باز بہادر کا چھوٹا بھائی بھی اکبر شاہ کے پاس جا کر امارت کو پہونچا جس وقت کہ حکیم ابوالفتح اعیان یوسف زئی کے سر پر گیا وہان اس معرکہ مین مارا گیا باز بہادر کی مدت سلطنت مع تزلزل و انقلاب و سرگردانی صحرا و جبال کے سترہ برس سے کچھ زیادہ تھی ۹۷۸ سنہ نوسو اٹھتر ہجری سے اب تک کہ ۱۰۱۸ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہین مملکت مالوہ بادشاہ دہلی کے قبضہ مین شامل ہوتی ہے

فقط



مقالہ چھٹا سلاطین فاروقیہ برہانپوریہ کے بیان مین

پہلے وہ شخص کہ اس خاندان سے ولایت خاندیس کی حکومت پر فائز ہوا ملک راجہ فاروقی تھا اُس کا باپ خان جہان فاروقی نام کئی پشت ۔ ۔ ۔ سے بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق کے امرا ے صاحب اعتبار سے تھا جب وہ مرگیا اسکا بیٹا ملک راجہ زمانہ کی گردش اور لیل و نہار کے تصرف و انقلاب سے درجۂ امارت پر نہ پہونچا نہایت پریشانی اور افلاس مین عمر عزیز بسر کرتا تھا آخر بہ ہزار حیلہ اس نے اپنے تئین سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصۂ خیل کے درمیان مین پہونچایا ایک گھوڑے کی سواری سے خدمت کرتا تھا اور قلت تنخواہ سے اوقات بعسرت تمام بسر کرتا تھا لیکن باوجود اس کے جو طبیعت اس کی شکار کی طرف نہایت مائل تھی ہرگز بے شکار نہین رہتا تھا اور وقت بے وقت اُس کی اوقات اُسی مین صرف ہوتی تھی اس زمانہ مین کہ سلطان فیروز شاہ منڈو سے گذر کر کے گجرات مین آیا ایک روز شکارگاہ مین ایک جماعت مخصوصان سے ایک صید کے تعاقب مین چودہ پندرہ کوس گیا اور بھوک کی شدت سے منتشر ہوا جو آبادی دور تھی اور اس کے ہمراہ کسی قسم کا کھانا نہ تھا بیتاب ہوکر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور دور سے ایک سوار کو دیکھا کہ چند کتے تازی اور کئی جانور شکاری ہمراہ رکھتا ہی اور صحرا مین شکار کے تعاقب مین پھرتا ہی سلطان جو کہ بھوک سے بے طاقت تھا اُس سے پوچھا کہ کچھ کھانے کی قسم سے تیرے پاس موجود ہی اس نے جواب دیا ہان یہ کہکر جو کچھ رکھتا تھا ور ویشانہ اس کے روبرو لایا اور ادب سے ایستادہ ہوا بادشاہ نے اُس مین سے کچھ تناول فرمایا اور اُس کے حسن گفتار اور آداب خدمت سلطان کو پسند خاطر آئے پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہی اُس نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض کیا کہ خان جہان فاروقی کا بیٹا ہون اور اس گم نام کا

تام ملک راجہ فاروقی ہے اور حضرت کے خاصہ خیل کے درمیان خدمت کرتا ہوں بادشاہ جوجہان فاروقی کو بخوبی تمام جانتا تھا اور آج اُس کی حسن خدمت بھی پسند پڑی اپنے ایک مقرب سے فرمایا کہ جب میں بار عام کروں اسے میرے حضور حاضر کرنا الغرض چند روز کے بعد جب سلطان کی طرف ملازمت میں فائز ہوا سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ شخص دو حق ہم پر رکھتا ہے ایک حق آشنائی سابق اور دوسرا حق خدمت لاحق کہ شکار میں بجا لایا ہے یہ کہکر اسے دربار میں منصب دو ہزاری مقرر فرما کر جاگیر تھالیز اور کرند کہ جو علاقہ مالک خاندیس سے دکن کی سرحد میں واقع ہے خصوصیت بخشی اور ملک راجہ ۷۷۲ھ سات سو بہتر ہجری میں اُس سرحد کو روانہ ہوا اور اس حدود کے بند و بست اور انتظام میں کوشش فرمائی اور راجہ بہارجی جس نے اُس وقت تک سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش نکیا تھا بزور شمشیر آمدار با حکرار کرکے پانچ ہاتھی کلاں اور دس فیل خرد مع امتعہ نفیسہ اور نقود وافر اُس سے پیشکش لے کر فیلوں کو بر دوش دکس رنجیر طلائی اور نقرئی سے مزین کرکے جھولیں رنگ رنگ مخمل اور زربفت سے سرا پا آراستہ کیا اور نقود جرانہ اور اقمشہ کو اونٹوں پر بار کرکے اور انھیں بھی پوشش ہائے مخمل اور زربفت سے بحکر بارگاہ سلطانی میں روانہ کیا اور جب اس آراستگی اور زیبائی اور رنگینی کیساتھ بہارجی کی پیشکش لاحظہ میں گذری نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا جو خدمت کہ حکام دکن کے متعلق تھی ملک راجہ نے پوری کی پھر فرمان بمنصب ہزاری اور لقب سپہ سالاری خاندیس اس کے نام تحریر فرمایا اور اُس کے طالع کے ستارے نے عروج کرکے تھوڑے عرصہ میں بارہ ہزار سوار کا لشکر انتخابی بہم پہونچائے جو محصول ولایت خاندیس اُنھیں کفایت نکرتا تھا گوندوارہ اور دیگر راجاؤں کی ولایات پر تاخت لاکر اُن سے پیشکش لیتا تھا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ راے جاج نگر نے باوجود مسافت بعیدہ اُس سے طریق محبت اور اخلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت بازو کے سبب دستگاہ سلطنت بہم پہونچا کر غالب ہوا اور سلطان کے بعد وفات دلاور خان غوری نے حکومت مالوہ پر اختصاص پایا اور ان دونوں کے درمیان میں نہایت دوستی اور تپاک کا مرتبہ بہم پہونچا تھا آپس میں برابر اور سلوک برادرانہ کرتے تھے پیوند وصلت درمیان میں لائے ملک راجہ کی دختر ہوشنگ کے سلک ازدواج میں منسلک ہوئی اور دلاور خان کی بیٹی نصیر ولد ملک راجہ کے عقد نکاح میں آئی اور اس کے بعد سلطان مظفر گجرات کی حکومت پر فائز ہوا اور جب اسکی مملکت میں یک گونہ خلل ظاہر ہوا ملک راجہ فرصت اور موقع دیکھکر دلاور خان کی حمایت سے قوی پشت ہوا اور سلطان پور اور ندربار کو مزاحمت پہونچا کر مظفر شاہ گجراتی کا تھانہ اٹھا دیا سلطان مظفر کہ جنگ کفار میں مشغول تھا اُسے معطل رکھکر بسرعت تمام تر سلطان پور کے اطراف میں پہونچا ملک راجہ جو طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ تھالنیر میں قلعہ بند ہوا اور ایک جماعت علما اور صلحا روزگار کو متوسط کرکے شاہ مظفر گجراتی سے صلح کا طلبگار رہا اور شاہ مظفر گجراتی کہ صاحب داعیہ اور اولوالعزم تھا اور حاکم

خاندیس اور مالوہ کے ساتھ سد ارا پیش آنے والا تھا اس واسطے اُس نے صلح کی اور اتحاد وصداقت
کے بارہ مین عہد اور پیمان درمیان مین لاکر گجرات کی طرف معاودت فرمائی ملک راجہ فاروقی بعد
اس کے تعمیر ملک اور تکثیر زراعت مین مشغول ہوکر آخر عمر تک کسی طرف سوار نہوا جب مرض موت
مین متبلا ہوا اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو ولیعہد کر کے خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اپنے پیر شیخ
زین الدین سے حاصل کیا تھا اسے دیا اور قلعہ تھالیز کو مع مضافات اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار
کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسوین تاریخ ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک ہجری مین بجوار رحمت ایزدی
واصل ہوکر شہر تھالیز مین مدفون ہوا اور محرر اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ ۱۰۱۳ھ ایک ہزار تیرہ ہجری مین
بیگم سلطان ابراہیم عادل شاہ کی صاحبزادی کی سواری کے ہمراہ بیجاپور سے برہان پور مین آیا تھا
خواجہ میرزا علی اسفرائینی سے جو بعد فتح قلعہ آسیر جائزہ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ لیتا تھا اس سے
ایسی کتاب کا کہ مشتمل اُن کے وقایع پر ہو طالب ہوا جواب دیا کہ اس کتب خانہ مین ایسی کتاب نظر نہین
آئی لیکن چند اوراق کہ مشعر اُن کی اصل و نسب سے تھے تاریخ جلوس اور فوت ان کی اس کتاب خانہ کی
کتابون مین دیکھکر اس کی نقل کی اور مخلص نے اُن اوراق کا مطالعہ کر کے دریافت کیا کہ ملک راجہ
اپنے تئین خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہے اور اس نہج سے اپنے
تئین ساتھ اُن کے پہونچاتا ہے ملک راجہ ابن خان جہان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ
بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین
و برہان العارفین ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر
بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن فاروق عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید
شیخ الاسلام والدین شیخ زین الدین دولت آبادی کا ہے اور اُس سے خرقۂ ارادت پایا اور اُس
سے اُس کے بڑے بیٹے نصیر خان فاروقی کو جو اُس کا ولیعہد تھا پہونچا اور اسی طرح سے بمدت
دو سو سال اور کچھ زیادہ حکومت خاندیس کی اس خاندان مین رہی خرقۂ ارادت بطنا بعد بطن جو شخص
ولیعہد ہوتا تھا اسے پہونچتا تھا یہانتک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان نے کہ ختم الملوک ہے وہ
خرقہ پایا اور حکومت ملک راجہ کی اُنتیس برس تھی

ذکر نصیر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد مین اُس خاندان مین رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوئی اور اس فکر مین ہوا کہ مردم
خوب جیسی کہ روش سلاطین کبار ہے بہم پہونچاوے اس واسطے ارباب فضل و کمال خاندیس مین
جمع ہوئے اور ہر ایک کو اس نے علی قدر مراتب وظیفہ اور جاگیر دی اور اُن کے طفیل سے اُس
خاندان مین بزرگی ظاہر آئی جیسا کہ ایندہ مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور خطاب نصیر خان سلطان احمد شاہ
گجراتی سے پاکر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھایا اور وہ آرزو کہ باپ اُس کا قبر مین لے گیا اُس کے

بیٹے کو حاصل ہوئی یہ کامروا ہو کر سراپردہ سرخ کر کے چتر سر پر لگایا اور قلعہ آسیر آسا اہیر کے قبضہ
سے برآورد کر کے شہر برہان پور احداث فرمایا اور قلعہ آسیر کا حال یہ ہے کہ ایک کوہ آسمان شکوہ
پر مسمی آسا اہیر جو خاندیس کے زمینداران معتبر سے تھا سکونت پذیر تھا اور اس کے باپ
دادا سات سو برس سے گائے اور بھینسوں اور مال کی حفاظت کے واسطے اس پہاڑ پر
ایک قلعہ تھوڑی مٹی سے بنا کر زمانہ بسر کرتے تھے جب آسا اہیر کی نوبت آئی سامان اور دستگاہ
اُس کا حد سے افزوں ہوا خلاصہ یہ کہ پانچ ہزار بھینس اور پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار بکریاں
اور ایک ہزار گھوڑے اُس کی سرکار میں بہم پہنچے اور عدد نوکروں کے جو خدمت اور
نگہبانی مواشی کی کرتے تھے دو ہزار سے زیادہ تھے اور آدمی گونڈوارہ اور رعیت خاندیس
کے ہنگام ضرورت غلہ اور نقد جو کچھ انہیں درکار ہوتا تھا اس سے قرض لیتے تھے اور اسی
طریق سے اس حدود کے امرا کو جب احتیاج قرض یا گھوڑوں کی ہوتی تھی اس کے پاس جا کر مقصد
حاصل کرتے تھے اس تقریب سے آسا اہیر کہ ایک چرواہا تھا ستارہ بہروقت سے ہوا اسکا کام یہیں
کا اس انتہا کو پہنچا کہ جس وقت دو آدمی میں یا دو گروہ ہندو یا مسلمان میں کسی طرح کی نزاع ہوتی
تھی یا کوئی مشکل پیش آتی ساتھ اُس کے رجوع کرتے تھے تو وہ اپنی عقل اور کیاست سے تصفیہ
کرتا تھا اور اس دیار میں قبل پہنچنے ملک راجہ فاروقی کے تھوڑے عرصہ کے بعد مملکت خاندیس
اور مالوہ اور برار اور سلطان پور اور ندربار میں ایک قحط عظیم پڑا خلائق بیشمار قوت لایموت کے نہ ملنے
سے ہلاک ہوئی جیسے کہ گونڈوارہ وغیرہ میں کوئی اور بھیل سے زیادہ دو تین ہزار آدمی سے زندہ رہے
اور خاندیس کی بھی بہت رعایا ہلاک ہوئی جو لوگ کہ زندہ رہے آسا اہیر کے پاس پناہ لے گئے
اور آسا اہیر کو گونڈوارہ میں دو ہزار انبار غلہ کے رکھتا تھا اُس کے کارندوں اور وکیلوں نے
غلہ فروخت کرنا شروع کیا اور قیمت اس کی آسا اہیر کے پاس بھیجتے تھے اور آسا اہیر کی عورت بھیرہ
بھی اُس نے اپنے خاوند سے بات کہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں مال دنیوی سے مالامال اور
مستغنی کیا ہے اور ہمیں احتیاج قیمت غلہ کی نہیں ہے ایسا کام کر کہ جس سے دنیا اور آخرت کی بامقصود
ہووے آسا اہیر نے کہا وہ کیا ہے عورت نے کہا کہ دنیا کی مضبوطی منحصر اس پر ہے کہ اس پہاڑ پر ایک
قلعہ سنگ اور پتھر سے تیار کر اور آخرت کا استحکام اس میں ہے کہ جس قدر غلہ تیرے قبضہ میں ہے لنگر کرکے
ہر روز کھانا پکا کر فقیروں اور محتاجوں کو تقسیم کر آسا نے دونوں امر قبول کئے ممالک اور اطراف
خاندیس میں لنگر جاری ہوا کئے اور قلعہ سابق کی چار دیواری قدیم مسمار کرکے ایک قلعہ سنگ اور پتھر سے
تعمیر کیا وہ مشہور بقلعہ آسا اہیر ہوا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے مخفف ہو کر اس کا نام آسیر رہا جب یہ
خبر سلطان فیروز شاہ باربک کو پہنچی اس توہم سے کہ مبادا آسا اہیر اُس قلعہ کی سنگینی سے مغرور
ہو کر بستان مخالفت کا ملمع کرے حاکم خاندیس کو فرمان لکھکر سرزنش کی کہ تم نے آسا اہیر کو کیوں اس
قدر مہلت دی کہ اُس نے ایسا قلعہ بے نظیر پہاڑ پر بنا لیا بعد اس کے اُسے معزول کر کے ملک راجہ

فاروقی کو اُس ملک کی حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمانبردار رہا اور مریدانہ سلوک کرنے لگا اور ملک راجہ بھی اگرچہ اس قلعہ کی تسخیر کی فکر مین تھا لیکن چونکہ استحکام مرہون احسان تھا اور علاوہ اس کے اس قلعہ کی تسخیر بحسب ظاہر جملہ محالات سے معلوم ہوتی تھی اس لیے اپنا ارادہ ظاہر نکرتا تھا مگر نصیر خان نے اس کے مرنے کے بعد تمام ہمت اُس قلعہ کی فتح پر مصروف رکھی اور ابتدا سے حکومت مین ایک تدبیر اندیشہ کر کے آسا اہیر کو پیغام بھیجا کہ راجہ بگلانہ اور انتور نے جمعیت بہت بہم پہونچائی ہے اور خداوند خان مرحوم ملک راجہ فاروقی کے زمانہ کے مطابق سلوک نہین کرتے ہین اور راجہ کھیرلہ کی تحریک اور اعانت کے سبب سرکشی حد سے کر کے اس ولایت پر تاخت لانے کے درپے ہوتے ہین اور قلعہ تھالنیر پر ملک افتخار خان حسب وصیت پدر متصرف ہی اور قلعہ تلنگ کہ دشمنون سے نزدیک ہے اس پر اعتماد نہین رکھتا ہون اس واسطے چاہتا ہون کہ میرے عیال واطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دے تو باطمینان تمام دشمن کے مدافعہ مین مشغول ہون اور تیرا بھی ممنون احسان رہون آسا نے اپنی خوشی سے یہ امر قبول کیا اور قلعہ آسیر مین ایک مکان وسیع اُن کے رہنے کے واسطے مقرر کیا نصیر خان نے پہلے دن چند سواریان عورتون کی بھیجین اور ان عورتون سے یہ فہمائش کی کہ اگر عورتین آسا کی تمھاری ملاقات کو آوین اُن کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا دوسرے دن دو سو ڈولیان بہم پہونچا کر دو سو مرد شجاع کارآزما مسلح تکمل کر کے ان مین بٹھا کر پردہ اُن پر ڈال کر یہ مشہور کیا کہ والدۂ نصیر خان اور حرمین اس کے قلعہ مین روانہ ہوتے ہین اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیان قلعہ کے متصل پہونچین حکم کیا کہ دروازہ کھول دو دربان ہٹ جاوین جب ڈولیان احاطہ مقرری مین داخل ہوئین بہادران خونخوار یکبارگی ڈولیون سے برآمد ہوئے اور تلوارین میان سے لکر آسا اہیر کے مکان کے سمت روانہ ہوئے قضارا آسا اہیر اُس کے بیٹے و بیٹیان نہایت غفلت مین سوار کیا دکو آتے تھے قریب ہی ان سے دوچار ہوئے انھون نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اور اس کے بیٹون کو مقتول دیکھا بعجز وانکسار پیش آئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل وعیال کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ سے نکل گئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ تلنگ مین سنکر بطور تاخت قلعہ آسیر مین آپہونچا اور اُس قلعہ کی تیاری مین مشغول ہوا اور اُس کی شکست وریخت کو درست کیا اور اس واقعہ سے ایک سو تیس برس کے بعد شیر شاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اسی طرق سے مسخر کیا تھا اور مشہور ہی کہ حکام فاروقیہ آسیر مین سے کسی نے آسا اہیر کے مال مین کچھ تصرف نہ کیا امانت نگاہ رکھا تھا یہان تک کہ اکبر بادشاہ اُس حصار آسمان اطوار کی فتح کے بعد امانت مذکورہ پر مع خزائن فاروقیہ متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دار الضرب یعنے ٹکسال مین بھیجکر گلوایا اور سکہ اپنے نام جاری کیا الغرض جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ نام وار نصیب ہوئی مخدوم شیخ زین الدین دولت آباد سے نصیر خان کی سوار کیا دکو خاندیش مین تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے

باتفاق فرزندان و خیل و حشم استقبال کے لیے روانہ ہوا اور تپتی کے کنارہ اس مقام پر کہ اب زین آباد
واقع ہے ملاقات کی جب التماس قلعہ آسیر میں آنے کی شیخ نے فرمایا ہمیں آب تپتی سے عبور کرنے کا
حکم نہیں ہے نصیر خان اجازت لے کر پلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہان پور واقع ہے خیمہ اور
خرگاہ بلند کر کے فروکش ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت میں مشرف ہو کر اُن کی فیض صحبت سے
فیضیاب ہوتا تھا اور جب دو ہفتہ اس نہج پر گذرے شیخ موصوف دولت آباد کی مراجعت پر عازم ہوئے
نصیر خان نے لوازمات عادی اور رسمی بجا لایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی میمنت کے واسطے اگر آپ
فلاں قصبہ اور پرگنہ کو پسند فرمائیں نہایت سرفرازی ہوگی شیخ نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا درویشوں
کو قصبہ اور پرگنہ اور وظیفہ سے نسبت نہیں ہے جب کہ بہ حرص کی فرمایا اس ملک سے ہم فقط نام سے
خوش ہیں چنانچہ دریا کے اُس پار کہ سلاطین اور غازیان اسلام کے نزول کا مقام ہے
ایک شہر بنام شیخ برہان الدین مع مساجد اور بازار بنا کے اپنا دارالملک بناؤ اور اس پار کہ فقیر
مع درویشان وارد ہوا ہے قصبہ اور ایک مسجد تعمیر کر کے زین آباد نام رکھو تو اس تقریب کے سبب اسلام
ان دونوں قطعات میں رواج پاوے اور دونوں درویش کا نام بھی مذکور ہووے نصیر خان فاروقی
خوش حال ہوا فوراً حکم فرمایا امرا اور اعیان شہر برہان پور و قصبہ زین آباد کی تعمیر میں مشغول ہوئے
اور شیخ نے فاتحہ مبارک بادی پڑھ کر دوسرے دن دولت آباد کی طرف توجہ فرمائی اور عرصہ
قلیل میں شہر اور قصبہ نہایت معموری اور آبادی کے ساتھ اختتام کو پہنچا برہان پور جیسا کہ شیخ
کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا سلاطین فاروقیہ کا دارالملک ہوا اور اس کے بعد نصیر خان
حکومت کے شغل میں مستقل ہوا اور جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ دس فقیر ایک کمل میں سو رہیں
اور دو بادشاہ ایک ولایت میں نہ سماویں نصیر خان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھالیر کو بھی اپنے
چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کے تصرف سے برآورد کر کے اُس ملک میں دعوی انا ولا غیری کا
کرے اور یہ امر چونکہ بے مشورہ اور صوابدید سلطان مالوہ کے صورت پذیر ہوتا تھا
سلطان ہوشنگ کو کہ اس کا سالا تھا اُس سے ما فی الضمیر ظاہر کیا اور اس کی تجویز سے اس کام
کو اس طرح شروع کیا یعنی سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری میں قلعہ تھالیر کو محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان
احمد شاہ گجراتی سے ملتجی ہو کر طالب اعانت ہوا اور احمد شاہ سامان سفر درست کر کے روانہ ہونے
کی فکر میں تھا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار سوار لے کر نصیر خان کی کمک کو آن کر جنگ
میں جلدی کی اور ابھی سلطان احمد شاہ گجراتی نہ آیا تھا کہ دونوں نے اپنے حسن اتفاق سے قلعہ تھالیر
کو سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری میں مفتوح کیا اور ملک افتخار کو قید کر کے قلعہ آسیر میں بھیجا اور نہایت تمکنت اور
غرور سے یہ عزیمت کی کہ سلطان پور اور ندربار کو بھی اہالیان سلطان گجرات کے تصرف سے برآورد
کر کے مالوہ میں شامل کریں بلکہ ای کو تھسار کے شکار کا حوصلہ ہوا الغرض جب اس نیت سے وہ
سلطان پور پہنچے اُس قصبہ کے حاکم دار ملک احمد حبیب نے قلعہ بند ہو کر عرض داشت مشتمل کیفیت

حال شاہ احمد شاہ گجراتی کے پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنکر آتش غضب مشتعل کر کے مع سپاہ دریا جوش کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور ملک محمود ترک کو مع لشکر کثیر پیشتر بھیجا ملک محمود ترک کے قرب پہونچنے کی خبران دونون حریفون کو پہونچی غزنین خان اُسی شب کو کوچ کر کے مندو کی طرف راہی ہوا اور نصیر خان بھاگ کر قلعہ تھالیز مین در آیا اور ملک محمود نے قلعہ تھالیز تک باگ نہ موڑی اور اُسے محاصرہ کیا اور سلطان احمد شاہ نے سلطان پور مین آن کر نزول اجلال فرمایا نصیر خان مخمصہ مین پڑا اور اپنے تئین مثل ایک چڑیا کے شہباز کے چنگل مین گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی کے مقربون سے ملتجی ہوکر بصرف زر خطیر ان کو راضی کیا تو انھون نے بوقت فرصت اور ساعت سعید سلطان سے عرض و معروض کر کے ایسا کیا کہ اس نے قلم عفو نصیر خان کے جرائم پر کھینچا اور اس وقت تک اسے ملک نصیر کہتے تھے خطاب نصیر خان دے کر بعطاے چتر و سراپردہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نے پانچ ہاتھی مست اور چالیس گھوڑے تازی اور عراقی اور دیگر تحف و ہدایاے فراوان پیشکش کر کے اسے گجرات کی طرف روانہ کیا اور بعد چند سال کے احمد شاہ بہمنی نے ایک جماعت مردم معتبر سے برہان پور بھیجکر نصیر خان کی بیٹی اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاءالدین کے واسطے خواستگاری کی نصیر خان نے اس امر کو موجب تقویت جان کر قبول کیا اور بعد جشن و شادی اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو پالکی مین سوار کر کے محمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین راے کا تھا ولایت جلواڑہ کا راجہ لشکر گجرات کے صدمہ سے بھاگ کر آسیر مین آیا اور چند فیل پیشکش کر کے اعانت طلب کی چنانچہ نصیر خان فاروقی نے اُس سے خلوت مین یہ بات کہی کہ مجھے لشکر گجرات سے خصومت کی طاقت نہین ہے تم سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہے یقین ہے کہ تمہاری مدد کر کے مملکت موروثی گجراتیون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور مین بھی اس بارہ مین اُسے مکتوب بھیجون گا کانھا حسب ظاہر نصیر خان سے رنجیدہ ہوکر برہان پور سے روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر داد خواہی کی سلطان احمد شاہ نے نصیر خان کے پاس و لحاظ سے بعضے امرا اپنے کانھا کے ہمراہ کر کے جالوارہ کی طرف روانہ فرمائے اور وہ جب باتفاق کانھا ندربار کے اطراف مین پہونچے فتنہ و فساد مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی پھر بعد اس کے افواج گجرات پہونچی فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی درپے تدارک ہوا اور شہزادۂ علاءالدین کو مع فوج رزمخواہ روانہ کیا اور وہ جب دولت آباد مین پہونچا نصیر خان فاروقی اور راجہ کانھا اس کی ملاقات کو گئے جیسا کہ سابق مین مرقوم خامہ فصاحت قرین ہوا ہے غرضکہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب ہوا اور نصیر خان اور کانھا کوہستان کلندمین کہ ولایت خاندیس مین واقع ہے مفرور ہوئے اور جب لشکر گجرات نے خاندیس کو تاخت و تاراج کر کے مراجعت کی نصیر خان برہان پور مین آن کر ولایت کے انتظام مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین دختر نصیر خان نے اپنے شوہر علاءالدین کی بدسلوکی سے ناراض ہوکر نصیر خان سے شکایت کی اور

اس معاملہ سے اُن کے درمیان میں رنج بہم ہوئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے نصیر خان سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری میں ولایت برار کی تسخیر کا عازم ہوا اور امرائے برار نے کہ آپ سے صاحب سے تعلق رکھتے تھے بہ حیر سکر نصیر خان کو بلا کر یہ بات کہی کہ تم اولاد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہو ہمارے زہے نصیب کہ آپ کی خدمت میں شہادت پاویں خان جہاں سپہ سالار وکیل و برار کا کہ رکن اعظم ہمیشہ تھا سرداروں کے تعلق سے واقف ہوا اور قلعہ پر نالہ میں قلعہ بند ہو کر سلطان علاء الدین کے ملاحظہ میں ایک عرض داشت مشتمل حقیقت حال بھیجی امرائے مخالف برار حلقہ نصیر خان کے نام پڑھ کر محاصرہ میں مشغول ہوئے سلطان علاء الدین نے بعد قیل وقال بسیار ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سپہ سالار کر کے مع امرائے نعل نصیر خان کے مقابلہ کو بھیجا اور نصیر خان باب مقاومت ملک اپنا اپنے سے مفقود دیکھ کر ولایت برار سے مع امرائے مخالف نکل گیا اور ملک التجار عرب اُس کا پیچھا کر کے برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر خان فاروقی حو طالب کمک سلطان گجرات سے ہوا تھا قلعہ تلنگ کی طرف راہی ہوا اور ملک التجار عرب برہان پور میں آنا تو عمارات عالیہ کے کھود دینے اور آگ لگانے میں مصروف ہوا اور جب سنا کہ لشکر سلطان پور اور ندربار کا مع سپاہ مالوہ اس طرف آنا چاہتا ہے تو لطور تاخت تلنگ کی طرف روانہ ہوا تاکہ کمکیوں کے پہنچنے سے پیشتر آتش کارزار مشتعل کرے اور جس روز کہ لڑائی ہونے والی تھی ملک التجار عرب لطی مسافت و راز مع تین ہزار نعل تیز رفتار جستہ اور پیادہ ہو کر تلنگ کے اطراف میں پہونچا اور نصیر خان فاروقی نے موقع وقت دیکھ کر انتظار کمک نہ کی بہ تعجیل تمام مع افواج آراستہ کہ بارہ ہزار سوار تھے میدان کی طرف روانہ ہوا شکست فاحش پاکر بیس ہاتھی نامی اور بہتر اثاثہ شکوہ چھوڑ کر بمشقت کمال قلعہ تلنگ میں پہونچا اور وور رنج اور شدت غصہ سے بیمار ہوا اور چند روز کے عرصہ میں یعنے تاریخ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور مرغ روح اُس کا باغ بہشت کی طرف پرواز کر گیا اور اُس کے بڑے بیٹے میراں عادل خان نے تابوت پدر تھالیر میں بھیج کر اُس کے باپ کے پہلو میں مدفون کیا مدت اس کی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس روز رہی۔

ذکر میراں عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میراں عادل خان سلطان ہوشنگ کا بھانجا تھا اور بعد فوت پدر حکومت خاندیس پر متمکن ہوا اُس نے بھی ہمت ملک التجار کے دفع پر مصروف کی اور ایلچی بھیج کر امرائے گجرات کو بہ تعجیل تمام طلب کیا ملک التجار قلعہ تلنگ کے محاصرہ میں مشغول تھا کہ ناگاہ لشکر سلطان پور کی خبر قرب وصول سنکر دکن کی طرف گیا اور میراں عادل خان امور سلطنت میں مصروف ہوا اُسکے بعد تین سال اور آٹھ ماہ اور تئیس روز رہمات خلائق کے احکام دے کر جمعہ کے دن ماہ ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری میں بلدہ برہان پور میں شہید ہوا اور ملک اپنے بڑے بیٹے مبارک خان کو سپرد کیا کیفیت اس کی شہادت کی جو اُس حکایات کے جامع پر ظاہر نہ تھی اس واسطے اس کی شرح سے معذور رہا پھر اُس کا

جنازہ تھالیز مین لے جاکر اس کے باپ اور دادا کی قبر کے متصل پیوند زمین کیا مصرع
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

تذکرہ مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

اسنے بعد فوت پدر سترہ برس اور چھ مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احدی ولایت خاندیس کی ریاست پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز بارھوین تاریخ سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین اس جہان بے بقا سے کوچ کیا اور اُس کا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین ہوا اُس کا جنازہ قصبہ تھالیز مین روانہ کرکے خطیرہ فاروقیان مین دفن کیا

ذکر میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

اس نے استقلال کے موافق کسی حکام ماضیہ خاندیس نے فرمانروائی نہین کی کس واسطے کہ اُس نے اطراف کے راجاؤن سے بحکومت باج لیا اور مقدم کونڈوارہ اور گڈھہ نے اُس نے جادہ اطاعت مین قدم رکھا اور گروہ کولی اور بھیل چوری اور رہزنی سے باز آئے اور جو قلعہ کہ آسا اہیر نے کوہ آسیر پر بنا کیا تھا اس کے باہر دروازہ کی طرف ایک اور قلعہ احداث کرکے دوسرا دروازہ نصب کیا اب وہ قلعہ ایسا سنگین ہے کہ عقل اُس کے تسخیر سے انکار کرتی ہے اور پیک خیال کی مجال نہین کہ اُس کے اطراف مین قدم رکھے اور شہر برہان پور کے اطراف اور دریاے تپتی کے ساحل پر بھی ایک قلعہ احداث کرکے اُنہین عمارات عالیہ تیار کروائے اکثر اوقات وہان تشریف لے جاتا تھا اور اپنا لقب سلطان جھارکھنڈی رکھا یعنے شاہ کوہستان جھارکھنڈ کہ زبان ہندی مین جنگل نہایت سخت کو کہ گذر انسان کا دشواری ہوئے کہتے ہین اور کیفیت کوہستان جھارکھنڈی اپنے مقام مین بیان ہو چکی ہے اور جب اثاثہ شاہی اُس کا باپ دادا سے زیادہ ہوا مغرور ہوکر اُن کے خلاف عمل کیا اور پیشکش اور ایلچی سلطان گجرات کی درگاہ مین بھیجنا یک قلم موقوف کرکے نشان غرور کا بلند کیا جب سلطان محمود بیکرا کو یہ خبر پہونچی سنہ ۸۹۴ آٹھ سو چورانوے ہجری مین لشکر کثیر خاندیس کی طرف بھیجا امراے خاندیس نے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے پیش قدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی بلا جنگ اُن کے مقابلہ سے روگردان ہوکر قلعہ تھالیز اور آسیر کے قریب آن کر دم لیا اور سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس مین جاکر اُس کی خرابی اور ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور میران عینا فاروقی کہ قلعہ آسیر مین تھا اپنی سرکشی اور ستیزہ روئی سے نادم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعیان مملکت کو سلطان محمود بیکرا کے پاس بھیجکر باظہار اطاعت اور فرمانبرداری پیشکش کئی برس کی ارسال کی پھر حکام گجرات اس کی ولایت سے دست کش ہوکر گجرات کی سمت روانہ ہوے اس کے

بعد چھیالیس سال اور آٹھ مہینے اور بارہ دن سلطنت بفراغت تمام کرکے روز جمعہ ربیع الاول
کی چودھویں تاریخ سنہ ۸۹۷ آٹھ سو ستانوے ہجری میں بہ جوار رحمت ذوالجلال واصل ہوا اور حسب
وصیت برہان پور میں دولتمندوں کے محل میں مدفون ہوا چونکہ اُس کے بعد موت کوئی فرزند
اُس کا نہ رہا تھا اُس کے بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی نے حکومت
برہان پور پر اختصاص پایا

ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اپنے تخت پر جلوس کیا اور حسام اور یار علی کہ دو بھائی تھے انھیں استقلال
تمام حاصل ہوا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پاکر مہمات مالی و ملکی میں مشغول ہوا اور سنہ ۸۹۶ آٹھ سو
چھیانوے ہجری میں میران داؤد خان نے چاہا کہ بعضے پرگنات سرحد احمد نظام شاہ بحری پر متصرف
ہووے جب یہ خبر اُسے پہنچی خود مع جمعیت کثیر کوچ برکوچ احمد نگر سے خاندیس کی طرف متوجہ
ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر میں پناہ لی اور احمد نظام شاہ نے خاندیس کی تاراجی اور خرابی
میں کوشش کی داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہوکر سلطان ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی
اُس نے حق جوار اور ہمسائگی منظور رکھکر اقبال خان کو کہ امرائے کبار سے تھا مع فوج بزرگ
اُس کی کمک کو بھیجا اور وہ جب آسیر کے اطراف میں پہنچا نظام شاہ افواج مدد کی تاب مقاومت
نہ لایا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اقبال خان نے چند روز برہان پور میں قیام کیا اور داؤد خان کو خطبہ
سلطان ناصر الدین کی تکلیف دی اور وہ جو چارہ نہیں رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خطبہ پڑھا کر
اقبال خان کو رضامند کیا اور اُسے پیشکش لائق مع دو ہاتھی کے دے کر شادی آباد مندو
کی طرف رخصت فرمایا داؤد خان اس کے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز زمانہ عمر بسر کرکے
غرہ جمادی الاول روز پنجشنبہ سنہ ۹۱۴ نو سو چودہ ہجری میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین
اور ارکان دولت نے متفق ہوکر اُس کے فرزند غزنین خان کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد دس
روز کے ملک حسام الدین نے نہ معلوم کس وجہ سے اُسے زہر دے کر درمیان سے اُٹھایا اور
خود داؤد خان فاروقی کے دوسرا فرزند نہ تھا اس واسطے احمد نگر میں نظام شاہ بحری کے پاس ایلچی بھیجکر
شاہزادہ عالم خان کو کہ سلاطین فاروقیہ کے احفاد سے تھا اور وہاں رہتا تھا طلب کیا اور نظام
بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے مشورہ تخت برہان پور پر تمکین کیا اکثر امرا اور سرداروں نے جنکا
خدمت کا کرخان پر مدار تھا لیکن ملک لادن کہ اُس دولت خانہ کے اعیان سے تھا عالم خان کی
بادشاہی پر راضی ہوکر قلعہ آسیر اپنے تصرف میں لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر میں
مخالفت کرکے قلعہ مذکور میں قلعہ بند ہوا جس وقت میں کہ غزنین خان دس روز کے حکومت کے گناہ کے
سبب زندان لحد میں گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی نے کہ محمود شاہ

بیگرا کا نواسا تھا اور تھالیز کی سرحد مین اقامت رکھتا تھا اپنی والدہ کے باتفاق شاہ محمود بیگرا کو اس مضمون کا عریضہ گجرات مین بھیجا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا مہات حکمرانی مین نہایت فتور بہم پہونچا ہی اگر اس صورت مین باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہو گی الغرض شاہ محمود بیگرا نے درخواست اس کی قبول کی جو خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ بدون اپنی توجہ کے ظہور نہ پکڑیگا ناچار بہ نفس نفیس خاندیس کیطرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین نے مضطرب ہوکر بہ تعجیل آدمی احمد نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بھیجکر اس قدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنی بقصد اعانت برہان پور مین آئے لیکن جو محمود شاہ بیگرا نے اثنار راہ مین خبر جلوس خانزادہ عالم خان اور مخالفت ملک لادن کی اس کی نسبت سنی آب نربدہ کے کنارہ نزول کرکے ماہ رمضان وہان بسر کیا اور ماہ شوال مین آگے روانہ ہوا جب تھالیز مین پہونچا عالم شاہ اُس قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار سلطان پور کے وسیلہ سے سلطان کی ملازمت کی اور قلعہ خالی کرکے ملازمان درگاہ کے سپرد کیا نظام شاہ اور عماد الملک نے جب لشکر خاندیس کی دورنگی اور سپاہ گجرات کی شوکت دریافت کی علاج توقف مین نہ دیکھی ہر ایک نے چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے پاس چھوڑ کر کاویل کی راہ لی اور سلطان محمود بیگرا نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا افواج دکن جب اُن کی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کے بے رخصت کوچ کرکے اپنے سردارون کے پیچھے روانہ ہوئی اور ملک لادن کہ وہ بھی نصف مملکت خاندیس تصرف مین رکھتا تھا سب سے پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا اور آصف خان ملاقات کرکے اسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت مین لے گیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سنکر عالم خان کو دکن کیطرف بھیجکر خود بھی تھالیز مین سلطان کی قدمبوسی کو گیا سلطان نے دونون پر عنایت شاہانہ مبذول فرمائی اور بعد عید الضحےٰ ساعت سعد اور طالع مسعود مین عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم ہمایون دے کر مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان مظفر دونون ایک مان سے تھے اس کے عقد مین منعقد کرکے حکومت برہان پور پر اجلاس بخشا اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع بناس کہ ملک لادن کا جائے پیدایش تھا انعام دیا اور ملک اکھا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار تھالیز کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیکر اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور بیس لاکھ تنگہ نقد کہ مراد ردیہ سہ ہی اُسے مدد خرچ کے واسطے مرحمت کیے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اُس کی خدمت مین چھوڑ کر تھالیز سے سلطان پور اور ندربار کی طرف متوجہ ہوا اور منزل اول مین ملک حسام الدین مغل کو شہریار خطاب دے کر رخصت انصراف فرمائی

ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایوں کی حکومت کا

جب عادل خان سلطان محمود اپنے جد مادری کی امداد سے سلطنت خاندیس پر متصرف اور متمکن ہوا بلا
توقف تھالنیر سے برہان پور میں آن کر امور جہانداری میں مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہریار مغل اور
عادل خان بسبب اس نزاع کے کہ ملک لادن خان جہان سے رکھتے تھے برہان پور سے تھالنیر
میں جا کر مقیم ہوئے اور بعد چند روز کے خبر پہنچی کہ ملک حسام الدین نظام شاہ سے متفق ہو کر
چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا والی کرے اور عادل خان جب اس امر سے مطلع ہوا
حسام الدین شہریار کو آدمی بھیجکر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا مع چار ہزار سوار
برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور جب اس شہر کی نواح میں پہونچا عادل خان تین سو سوار
گجراتی سے استقبال کر کے اسے اپنے مکان پر لے گیا اور خلعت دے کر لشکرگاہ کی طرف رخصت
کیا دوسرے دن اپنے محرموں سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین جب دیوانخانہ میں آوے گا
اس کا ہاتھ پکڑ کے خلوت خانہ میں لے جاؤں گا پھر رخصت کے وقت دریا شہ گجراتی جو ہمارا سپاہی
ہے ضرب کاری ملک حسام الدین کے سر پر رسید کرے اور اس کے قتل ہونے کے بعد آدمی
اس کے جا بجا متفرق اور پریشان ہو جاوینگے یہ صلاح کر کے آدمی اس کے بلانے کو بھیجا
ملک حسام الدین کہ اپنی جمعیت پر نہایت مغرور تھا آیا اور بعد ملاقات کے بطریق مشورہ ملک
حسام الدین کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خلوت خانہ میں لے گیا اور پھر کچھ ادھر ادھر کا تذکرہ کر کے رخصت
فرمایا ابھی وہ سلام کر کے سیدھا ہوا تھا کہ دریا شہ نے ایسی تلوار اس کے سر پر ماری کہ وہ خیار کی طرح
دو پارہ ہوا جب ملک برہان عطاء اللہ گجراتی کہ اعظم ہمایوں کا وزیر اعظم تھا اس امر پر واقف ہوا مع
ایک جماعت گجراتیان سے کہ اس کے ہمراہ تھی آن کر فرمایا کہ جانثاروں کو مار دیں سنتے ہی گجراتیوں
نے تلوار میاں سے کھینچی ملک ماکھا المخاطب بغازی خان اور علاوہ اس کے اور بھی سردار جو ملک
حسام الدین شہریار کے ہمراہ تھے بھاگے اور چار سو غلام حبشی اور گجراتی جو دربار میں حاضر تھے
انھوں نے ان کا پیچھا کیا غازی خان اور بہت سے امرا اور سپاہی مارے گئے اور بعض ولایت
جو تصرف میں رکھتے تھے برآوردہ ہوئی ابھی لشکر گجرات نہ آیا تھا کہ مملکت خاندیس دشمنی کے خس و
خاشاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایوں بعد اس واقعہ کے
ایک روز قلعہ آسیر میں گیا اور ایک ساعت کے بعد برآمد ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گجراتی کو
لکھا کہ ایکبار میں قلعہ کی سیر کو گیا تھا تسر خان اور سیف خان جن کے تصرف میں وہ قلعہ ہے میں نے
انھیں نفاق اور شیطنت سے خالی نہ پایا اور باوجود اس کے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونوں سردار
آپس میں متفق ہو کر در پے نفاق ہیں اور ایک مکتوب احمد نظام شاہ بحری کو لکھکر شاہزادہ عالم خان کو
طلب کیا ہے اور بالفعل احمد نظام شاہ مع شاہزادہ عالم خان با افواج و فوج راجہ کالنہ کے سرحد
پر آن کر مقیم ہوا ہے بندہ نے خان جہان اور مجاہد الملک اور امرا کے باتفاق جا کر قلعہ آسیر کو محاصرہ کیا اگر

نظام شاہ اس مخلص کی ولایت مین قدم رکھے گا دہات قلعہ کو موقوف رکھکر اُس کی جنگ مین مشغول ہون گا شاہ محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاکر فوراً بارہ لاکھ روپیہ نقد اس کے واسطے ارسال فرمائے اور دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امرا کو سامان جنگ درست کرکے روانہ کیا اور اس کے درجواب لکھا کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے ہنگام ضرورت مین خود بہ نفس نفیس متوجہ ہونگا احمد نظام شاہ بحری کہ ایک غلام شاہان دکن سے ہی اُسنے اسقدر قوت کہان سے بہم پہونچائی کہ اس فرزند کی ولایت مین قدم بڑھاکر درپے مضرت رسانی ہوا اور نظام شاہ کے ایلچی کو بھی گجرات گیا تھا خوب دھمکایا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھکر اپنی ولایت کی طرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک یوسف المخاطب بہ سیف خان عہداامان لے کر قلعہ سے برآمد ہوا اور ولایت کاویل مین جاکر دم لیا اور عادل خان فاروقی المخاطب باعظم ہمایون نے بعد پہونچنے لشکر گجرات کے راجہ کالنہ کے اوپر کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جاکر بعضے دیہات اور قریون کو تاخت وتاراج سے خراب کیا اور کالنہ کے راجہ نے پیشکش دی اس وقت عادل خان نے لشکر گجرات کو رخصت کرکے آسیر کی طرف مراجعت کی اور ۹۲۳ھ نوسوتیئیس ہجری مین ہمراہ اپنے ماموں شاہ مظفر گجراتی کے شادی آباد مندو مین جاکر خدمات شائستہ بیش پہونچائین اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات مین بہ تفصیل تحریر ہوچکی ہی لہذا مصنف اس کی تکرار مین نہین مشغول ہوا اور ۹۲۶ھ نوسو چھبیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہوکر ماہ رمضان کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو اس سرای دو روزہ سے انتقال کیا اور ایام اُس کی حکومت کے انیس ۱۹ برس تھے من بعد بیٹا اس کا میران محمد شاہ فاروقی کہ بھانجا بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنے والد کی فوت کے بعد تخت برہان پور پر جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہی سلطنت گجرات پر بھی فائز ہوا لفظ بادشاہ اس پر اطلاق ہوا اور یہ شخص اول اُس خاندان سے ہی کہ جس نے خطاب شاہی پایا اور اس عرصہ مین جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعہ ماہور اور بعضے پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوئی تھی عماد الملک بوسیلۂ میران محمد شاہ کے سلطان بہادر شاہ سے ملتجی ہوکر طالب صلح ہوا بہادر شاہ گجراتی نے عین الملک حاکم پٹن کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو بخوبی حال دریافت کرکے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرائے برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اس سال عماد الملک کے ساتھ صلح کی اور عین الملک جب اپنے مقام پر پلٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر مین ہوا اور قلعہ ماہور کو مع بعضے پرگنے اور قصبات برار اپنے تصرف مین لایا اور عماد الملک عاجز اور نہایت مغلوب اور زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کے واسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی ۹۳۴ھ نوسو چونتیس ہجری مین سامان

حرب درست کرکے مع فوج علاء الدین عماد شاہ کی مدد کے واسطے دکن میں آیا اور بہ اتفاق عماد الملک
دریائے گنگ کے کنارہ برہان نظام شاہ بحری کے مقابل آن کر صف آرا ہوا اور برہان نظام شاہ
بحری کو شکست دے کر اس کے لشکر کو پراگندہ کیا اور باتفاق عماد الملک قرار فتح ایسی نسبت دیگر
اررہے لے پروائی معرکہ میں ایستادہ ہوا ہو کہ ان کی فوج کسی قدر تعاقب میں اور ایک جماعت تاراج
کے واسطے روانہ ہوئی تھی اور برہان نظام شاہ بحری شکست کے بعد ایک دیہہ کی پناہ میں ایستادہ
تھا مع تیس ہزار سوار پلٹ کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کو مہلت جیل حشم فراہم کرنے کی نہ دی
قریب شام حملہ آور ہوا تائید ایزدی سے دونوں کو معرکہ سے ہزیمت دی اور دونوں کے اثاثہ
سلطنت پر کہ فیل و توپخانہ وغیرہ سے مراد ہے متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کرکے بہت سے
پس ماندوں کو تہ تیغ کیا اور عماد الملک بحال عجیب اس معرکہ سے کاویل کی طرف اور میران شاہ
فاروقی آسیر کی سمت مفرور ہوئے اور مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور جو کہ دونوں نے
امداد کے بارہ میں نہایت الحاح اور عجز سے مبالغہ کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سپاہ و رزم خواہ
برہان پور کی سمت آیا اور باتفاق میران محمد شاہ فاروقی ولایت برار میں داخل ہو کر جب حالنہ پور
میں پہنچا اس ملک کی طمع دامنگیر ہوئی اور چاہا کہ کسی ڈھب سے مملکت برار کو عماد الملک کے تصرف
سے برآوردہ کرکے اپنے متعلقوں کے سپرد کرے اور خود دار الملک احمد نگر کی سمت عازم ہو کر
اس ولایت کو بھی برہان نظام شاہ بحری سے چھین کر اُس کا خطبہ اپنے نام پڑھے عماد الملک سلطان بہادر
کے بلانے سے نہایت شرمندہ ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کی اور میران
محمد شاہ نے یہ جواب دیا کہ جو کردہ را علاجے نیست ایسا کام نہ کرنا چاہیے تھا جس کا یہ انجام واقع
ہوا اور اب صبر و تحمل کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے اتفاقاً انہیں دنوں میں کوئی ایسی تقریب ہوئی
میران محمد شاہ نے معروض رکھا کہ مملکت برار سلطان سے علاقہ رکھتی ہے اس مملکت میں استقامت
سے کچھ فائدہ نہیں صلاح دولت نہ ہے کہ خطبہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر عماد الملک کو نوکروں کے
سلک میں منتظم کرکے احمد نگر کی طرف تشریف لے جاویں اور اُسے بھی فتح کریں سلطان کو یہ صلاح
پسند آئی پھر برار میں خطبہ اپنے نام پڑھا اور عماد الملک کو ملازم کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اس
مقام سے سابق اس تقریب سے کہ مشروحاً اپنے مقام میں لکھا گیا ہے دولت آباد کی سمت گیا اور میران
محمد شاہ کی حسن تدبیر سے بہادر شاہ نے تسخیر مملکت نظام شاہ اور عماد الملک سے دست کش ہو کر
معاودت کی اور ۹۳۷ھ نو سو سینتیس ہجری میں سلطان بہادر نے مالوہ کی تسخیر کی عزیمت کی میران
محمد شاہ طلب کے موجب اس کے پاس گیا اور مدد و امداد کے لیے میں بہت کوشش کی اور
اُسے فتح کرکے رخصت ہوا اور اسی سال برہان پور کی سمت معاودت کی اور برہان نظام شاہ
ممالک مالوہ کی تسخیر کی خبر سنکر نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو برسم رسالت برہان پور بھیجا تو طریق
مصادقت جاری کرکے دربارہ خصوصیت کے مفتوح کرے بہادر شاہ گجراتی دوسرے برس

یعنی سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین برہان پور مین تشریف لایا جیسا کہ وقائع دکن و گجرات مین بیان ہوا اور
میران محمد شاہ کی مساعی جمیلہ سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر کے درمیان لوازم صداقت غائبانہ
قرار پائے اور برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے کہنے سے سلطان بہادر کی ملاقات کے واسطے
برہان پور گیا سلطان اُس کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا چتر اور سراپردہ سرخ اور خطاب
نظام شاہی اُسے عنایت فرما کر یہ ارشاد کیا مین نے دشمن کو سلطنت سے اُٹھایا اور دوست کو
شاہ بنایا اس کے بعد برہان نظام شاہ کو خوش دل اور کامیاب احمد نگر کی طرف روانہ کیا اور خود پھر
ولایت مالوہ مین گیا میران محمد شاہ نے پھر اُس کی ہمراہی کر کے خدمات شائستہ مین تقصیر نہ کی اور
نقد رخصت حاصل کر کے برہان پور مین آیا جس وقت سلطان بہادر قلعہ چیتور پر گیا میران محمد شاہ
سامان سفر درست کر کے اُس کے پاس پہونچا اور جس دم کہ سلطان بہادر ہمایون بادشاہ کے مقابلہ
سے مندو کی طرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور جبکہ مندو سے چنپانیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر
کی طرف رخصت فرمایا اور جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ نے گجرات کو مسخر کیا ایک
معتمدان درگاہ سے آصف خان نام کو احمد نگر مین برہان نظام شاہ بحری کی استمالت کے لیے
بھیجکر پیشکش کا طالب ہوا اُس کے بعد ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہان پور گیا
میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر اُس
امر کی تدبیر اور رانی رہائی کے بارہ مین مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نے حقوق سابق کی رعایت
کر کے ایک عریضہ شاہ طاہر جنیدی سے لکھوا کر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون پادشاہ
کے پاس کہ برہان پور کے اطراف مین پہونچا تھا ارسال کیا اُس کا ترجمہ حرف بہ حرف یہ ہی بندہ
دولتخواہ لاکلام برہان نظام بعد اداے لوازم اطاعت اور شرائط انقیاد کے کہ بندگان صمیمی پر واجب
و لازم ہی آئینہ راے گیتی نما پر ظاہر اور باہر کرتا ہی کہ جب تک معمار خانۂ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ
ارکان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کے آمیزش قصور سے نگاہ رکھے اور جب تک چارہ ساز
حقیقی سلاطین بنی آدم کی طبیعتون کو ساتھ نفاذ فرمان یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط کے
ارتکاب ظلم و جور سے محفوظ رکھے ہمیشہ حضرت عالی کا بناے قصر ... اور میدان سراے خلافت
سلاطین نامدار کا جاے قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور ماوا ہو جو مقصد یہ ہی کہ اس اوقات
مبارک آیات مین فرمان ہمایون فال سراپا سعادت و اقبال طغراے امانی و امال سے مزین ہو کر
دیوان قضا جریان سے مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ ہمچشمون مین ممتاز ہین اس کمترین درگاہ
اور صادق الاعتقاد بے اشتباہ کے نام صادر ہوا تھا مراسم مباہات اور لوازم افتخار کے
ساتھ اس کو سر و چشم پر رکھا اور قسم قسم کے استمالت شاہانہ اور اصناف عنایات خسروانہ
کہ اس سے مستفاد تھے مطمئن اور مستمال ہو کر مستعد بحصول مقصود اور متوجہ فرمانبرداری کا تھا کہ
عالی جناب محمد خان فاروقی المخاطب بہ میران محمد شاہ سے کہ آبا و اجداد سے منتظم سرداری ولایت

برہان پور آسیر کا ہے مکاتیب صادر ہوئے سب مکاتیب کے مضمون سے اس کا حسن عقیدہ وکمال
ارادت نواب کامیاب کی ساتھ تھا اور حضور کی نواب خدام کی طرف سے انواع الطاف کا شکر یہ تھا
دلید یہ خاکسار ہوئے عالم پناہ استمزاج احوال عریضہ خان مشار الیہ سے مقربان مجلس اعلے پر واضح
اور لائح ہوگا اور خواص دولت خواہ اور عالی جناب مشار الیہ کے درمیان رابطۂ الفت تو یہی
تھا اس سبب ہاتھ محرر اور تماچی کا موقف معلے مین اُٹھا کر زبان عجز بیان سفارش کے واسطے
کھول کر التماس کرتا ہے کہ جس طور سے تمام سلاطین سابقہ اور خواقین صادقہ خود بدولت جہانگیری او کشور
کشائی ہوئے ہیں خصوصًا آن حضرت کے اجداد کرامت شعار معدلت آثار کتابہ کارخ سلطنت کا ر
تو من تف اور مآثر سے اُن کے آراستہ ہے اور عصابہ تاج خلافت کا اُن کے رسوم محامدہ سے پیراستہ
ہے خصوصًا یہی آیہ کریمہ فاعفوا واصفحوا حتے یاتی اللہ بامرہ کو رائے جہان آرائے کے پیش نظر رکھ کر
اس دولتخواہ و اُس کے ساتھیون کی تقصیرات اضطراری اور لغزشہائے بے اختیاری کو مراحم دلی
اور مراسم مکارم جلی سے معاف فرماوین اور عنایات بے پایان سے نواب کامیاب کو اشارہ فرماوین
کہ دست تصرف اُس کی ولایت مختصر سے باز رکھکر در پے ازدیاد عنایت اور مزید رعایت ہون تو اُس
طریقۂ ستودہ میں اپنے اجداد اور اسلاف کی اقتدا فرما کر حکام اطراف کے دل مسرور کرتے ہیں
امید کہ یہ سعی کمال خلوص اور دولت خواہی پر محمول ہو کر صورت اس التماس کی ساتھ حسن قبول کے
مزین ہووے اور کوئی دوسرا امر خاطر اشرف واسطے مین مرکوز ہووے سوائے اطاعت اور فرمانبرداری
کے دوسرا امر ظہور مین نہ آویگا اور بہرحال مین حکم اعلی بسر چشم ہے اس کے بعد نظام شاہ بحری
اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ حسب القصد امداد میران محمد شاہ
فاروقی مقام سرکشی مین ہوئے تحت آستانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے بیر لڑائون کی بے اتفاقی
سے اور شیر شاہ افغان کی بغاوت سے صلاح مملکت نہ دیکھا خاندیس کو تاخت و تاراج کرکے شادی آباد
مندو کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان بہادر مندسور دیپ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا حضرت جنت آشیانی
بعضے امور کے سبب شادی آباد مندو سے آگرہ کی سمت روانہ ہوا تب بہادر شاہ گجراتی نے میران محمد شاہ
فاروقی کو واسطے نکالنے امرائے مغل کے ولایت مالوہ سے تعین کیا میران محمد شاہ فاروقی برہان پور
سے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق ملو خان شادی آباد مندو کو امرائے چغتائی یعنے مغل سے پاک
کرکے ابھی ولایت مالوہ مین تھا کہ سلطان بہادر گجراتی اہل فرنگ کے ہاتھ سے شہد شہادت چکھکر روضۂ
رضوان کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ وہ لاولد تھا سلطان بہادر کی والدہ نے جمیع امرائے گجرات کو جمع
کرکے میران محمد شاہ فاروقی کو شاہ قرار دیا سکہ اور خطبہ گجرات کا اُس کے نام کرکے لفظ شاہ کا اُس کے نام
مین داخل کیا یہ وہ شخص ہے کہ اول جس نے اُس سلسلہ میں خطاب شاہی پایا اور جب امرائے گجرات
نے چتر اور تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا اُس کے واسطے مالوہ مین بھیجا اور التماس قدوم کی میران محمد شاہ
فاروقی نے تاج شاہی زیب سر کرکے گجرات کی روانگی کی تیاری کی قضارا بیمار ہوکر ذیقعدہ کی تیرھوین

تاریخ سنہ ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری مین دار القرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اس کا تابوت
برہان پور مین پہونچا کر عادل خان فاروقی کے حظیرہ مین دفن کیا اور چونکہ اسکا کوئی فرزند بادشاہی کے
لائق نہ تھا اس واسطے اُسکے مجھلے بھائی میران مبارک شاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہان پور مین سنی چیندروز سوگوار رہکر ماتم داری
مین مشغول ہوا چونکہ میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کے لائق نہ تھا امرا اور اعیان مملکت نے اتفاق
کرکے اُسے تخت پر بٹھایا اور میران مبارک شاہ نے حکومت پر اشتغال کرکے سلوک خوب اختیار کئے
اور امراے گجرات نے احمد آباد کی شاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شاہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب
جانکر اختیار خان کو بطلب اس کے خاندیس مین بھیجا کس واسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے
سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور جس کو اس نے اپنے ایک قلعہ مین قید کر
رکھا تھا اور اُس کے احوال سے باخبر اور ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہان پور مین پہونچا اور
محمود شاہ گجراتی کو طلب کیا میران مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امراے گجرات مضطر اور ناچار
ہوکر مجھے وہان کی بادشاہی پر منصوب کرین گے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے مین تامل کیا اور
اعیان گجرات یہ امر سمجھکر بجمعیت تمام جنگ پر آمادہ ہوکر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوئے میران
مبارک خان فاروقی نے بحسب فہمائش خیر اندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اختیار خان
گجراتی کے ہمراہ جو اس کی طلب مین احمد آباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اسی عرصہ مین عماد الملک جو سلاطین
گجرات کے غلامون سے تھا بھاگ کر برہان پور مین آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر مقام
معاونت مین ہوا اور عماد الملک نے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کئے اور دریا خان سلطان محمود کو اُبھار کر
بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد مین دونون
مین جنگ عظیم ہوئی میران مبارک شاہ شکست کھاکر قلعہ آسیر مین در آیا اور عماد الملک منڈو کی طرف بھاگ کر
قادر شاہ کے پاس پناہ لے گیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج وغارت مین مشغول ہوا میران
مبارک شاہ نے بمجبوری پیشکش بہت دے کر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت مین گیا
اور بعد ایک مدت کے صاحب اقتدار ہوا قصبہ ندربار اور سلطان پور میران مبارک شاہ کو دیا اور
اُس کے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ مین سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین قید
تھے سلطان محمود نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید یزدانی سے مین گجرات
کا بادشاہ ہون گا تجھے قصبہ ندربار ارزانی رکھون گا اس واسطے عہد وقول پر وفا کرکے ایام سلطنت
مین ندربار کو اُس کے تصرف مین چھوڑا اور سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین باز بہادر والی مالوہ لشکر مغل کے
غلبہ کے سبب عروس مملکت کی ہم آغوشی سے محروم ہوکر میران مبارک شاہ کے پاس پناہ لایا اور

سر محمد خان حاکم مالوہ اس کے اخراج پر عازم ہو کر ولایت خاندیس میں آیا اور ندربار تک تاخت کر کے
قتل و اسیری میں تقصیر نہ کی اور خاندیس کے وضیع و شریف اور ان کے اہل و عیال مغل کے دست جور
میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ خیال میں بھی نہ تھا وہ واقع کیا میران مبارک شاہ قلعہ آسیر میں آیا اور
تفال خان حاکم برار کو کمک کے واسطے طلب کیا جب وہ نہایت سامان اور شوکت سے حدود خاندیس
میں پہنچا میران مبارک شاہ اور باز بہادر دونوں متفق ہو کر بغرض دفع پیر محمد خان متوجہ ہوئے امرا اور
سپاہ مغل کہ مال اور اسباب فراوان ان کے ہاتھ آیا تھا خاندیس کے محبوبوں سے عیش و عشرت میں
مشغول ہوئے اور محاربہ اور مقاتلہ کی رغبت نہ کر کے معاودت پر مائل ہوئے اور پیر محمد خان نے
امرا اور افسران سپاہ کی موافقت کے سوا چارہ نہ دیکھا مالوہ کی طرف عازم ہوا اور سلاطین ثلثہ نے
باتفاق اس کا تعاقب کیا جو تمام سپاہ مغل غنائم کے لے جانے میں مشغول تھی پیر محمد خان کا ساتھ
نہ دیا اور شب و روز قطع مسافت کر کے اپنے سپہ سالار سے پیشتر آب نربدا سے عبور کیا
تفال خان اس امر سے واقف ہوا نربدا کے اطراف میں تاخت کر کے اردوے مغل پر جا پڑا اور پیر محمد خان
استر آبادی نے طاقت مقاومت اپنے میں نہ دیکھی بے اختیار خیمہ و خرگاہ اور ساز و سلب
سے قطع نظر کر کے بھاگا اور تفال خان جلو ریز تعاقب میں تھا اور باز بہادر کے آدمیوں نے اُٹیرا
اس پایاب سے ہٹا دیا تھا پیر محمد خان نے ساحل نربدا پر پہنچ کر گھوڑا دریا میں ڈالا اس طور سے کہ ذکر اس
کا سابق میں مرقوم ہوا غرضکہ پیر محمد خان ورطۂ ہلاکت میں غرق ہوا اور باقی ہمراہی اس کے سلامت
نکل گئے اور مال و اسباب نقد و جنس مغلوں کا لٹ گیا میران مبارک شاہ اور تفال خان باز بہادر کی امداد
کے لیے مالوہ میں آئے اور امرائے مغل کو اس ناحیہ سے نکال دیا اور باز بہادر نے شادی آباد مندو
کے تخت پر تمکن ٹھہرا کر مراجعت کی اور میران مبارک شاہ ماہ جمادی الآخر کی چھٹی تاریخ بدھ کی رات کو
سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر ہجری میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اس کا بیٹا میران محمد خان قائم مقام ہو کر
متصدی امور ریاست اور حکومت ہوا مبارک خان کی ایام حکومت بتیس سال ہے

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس سرائے فانی سے کوچ کیا اس کا بیٹا محمد شاہ نائب مناب ہو کر مہمات سلطنت
کے انتظام میں مصروف ہوا اور اسی سال جلوس میں چنگیز خان گجراتی اعتماد خان وکیل سلطنت کی
تحریک کے سبب سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے ابھار کر ندربار میں آیا اور میران محمد شاہ کا تھانہ اٹھا دیا جب
کوئی اس کے احوال سے متعرض نہ ہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالیر کے اطراف تک متصرف ہو کر
بقدر امکان میران محمد شاہ فاروقی کے ممالک میں مزاحمت ہونے لگی اور میران محمد شاہ نے تفال خان
حاکم برار کو مدد کے واسطے بلایا اس کے باتفاق چنگیز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور تھالیر کے اطراف
میں چنگیز خان کے قریب جا کر چاہا کہ کارزار میں مشغول ہوئے چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت کے

اُس دن نہایت خوف اور رعب کے غالب ہونے سے برخاست کرکے جاے قلب مین فروکش ہوا اور ارابے توپ و بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچکر شام تک وہان سے حرکت نہ کی اور جب شب ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اشیاے ثقیل چھوڑکر بہروج کی طرف بھاگا خاندیسیون اور دکنیون نے واقف ہوکر چنگیز خان کا مال واسباب تاراج کرکے اُس کے تعاقب مین کوشش کی اور توپ و ارابے اور ہاتھی نامی تصرف مین لاکر پلٹ آئے اور چند روز ولایت گجرات مین پورا خلل رہا خلائق گجرات کو عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان سے نہین ہے اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر زرِ خطیر صرف کرکے جم غفیر جمع کیا اور ایک جماعت سرداران گجرات کی اُس کے شریک ہوئی چنانچہ تیس ہزار سوار ہمراہ رکاب کے کر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ ان دنون احمد آباد پر مسلط ہوا تھا میرزایان مذکور اس سے ملحق ہوئے اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے برآمد ہوکر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزاؤن کی اعانت اور امداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھا کر آسیر کی طرف بھاگا اور چنگیز خان مال اور اسباب اور اثاثہ شوکت اُس کا اپنے قبض و تصرف مین لایا اور چند روز کے بعد میرزایان مذکور چنگیز خان سے متوہم ہوکر گجرات سے بھاگے اور بہ قصد دست برد ولایت خاندیس مین تاخت لاکر خرابی او تاراجی مین کوتاہی نہ کی اور جب تک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر اُن کے تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کرکے اُس مملکت سے برآمد ہوئے اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین جب مرتضیٰ نظام شاہ بحری والی احمد نگر ولایت برار کو مسخر کرکے اور تفال خان کو دستگیر کرکے عازم مراجعت ہوا اور اپنی ممالک ۔۔ کہ ایک آدمی کو غالباً وہ عوا دشاہیہ سے منسوب کرکے میران محمد شاہ فاروقی کے پاس بھیجا اور ان سے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُس کے قریب آیا اور پانچ چھ ہزار آدمی اُس کے ہمراہ کرکے ولایت برار مین بھیجا غرضکہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ مین بہم پہونچا آخر مرتضیٰ نظام شاہ بحری خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی صلاح سے پلٹ کر میران محمد خان فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کرکے برہان پور مین آیا اور میران محمد شاہ تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کی طرف بھاگا اور مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر گھیرا لیکن جب اُس کے ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مضطرب ہوکر ہاتھ دامن صلح پر مارا اور چھ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ تنکہ نقرئی یعنے دکھنی روپیہ کے ہوتے ہین مرتضیٰ نظام شاہ اور اُس کے وکیل سلطنت چنگیز خان اصفہانی کو دیکر سپاہیون کو اپنے سے راضی کیا پھر انھون نے ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت مین مبتلا ہوکر فوت ہوا اُس کا بیٹا حسن خان فاروقی جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اس کا چچا راجہ علی خان فاروقی بن میران مبارک خان کہ جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر سنکر آگرہ سے خاندیس کی طرف

روانہ ہوا تو اعیان دولت نے اسے تخت حکومت پر بٹھا کر حسن خان کو معزول کیا

ذکر میران راجہ علی خان بن مبارک خان بن اعظم ہمایون عادل خان بن حسن خان بن نصیر خان بن ملک راجہ بن خانجہان فاروقی کی حکومت کا

جن دنوں میں راجہ علی خان فاروقی نے تخت حکومت خاندیس پر جلوس کیا سواد اعظم ہندوستان
بنگالہ اور سندھ اور مالوہ اور گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصرف میں آتا تھا اس سبب سے راجہ
علی خان فاروقی نے شاہ دہلی کے ملاحظہ سے لفظ شاہی اپنے اوپر اطلاق نہ کی اور اپنے تئیں
اس کے ایک باجگذاروں سے تصور کر کے ہر سال تحفہ و ہدایا بھیجا اخلاص ظاہر کرتا تھا اور بادشاہان
دکن سے بھی رابطہ آشنائی اور جمعیت بنگاہ رکھکر اُن کے طلب رضا میں بھی کوشش کرتا تھا اور وہ
ایک حاکم عادل اور عاقل اور عالم اور شجاع تھا اور جمیع سپاہی سے پرہیز کرکے اکثر اوقات علما اور
فضلائے مذہب سے صحبت رکھتا تھا اور آبادی اور آسودگی ملک میں کوشش کرکے فراغت تمام
امور جہانبانی میں اشتغال فرماتا تھا الغرض سنہ ۹۹۲ نو سو بانوے ہجری میں جب مرتضیٰ نظام شاہ
پردہ نشین ہوا راجہ علی خان کے وکیل سلطنت مسمی صلابت خان اور سید مرتضیٰ سپہ سالار برار
سے نزاع واقع ہوئی احمدنگر کے چھ کوس ادھر تھمار کی نوبت آئی صلابت خان غالب ہوا سید مرتضیٰ
اور خداوند خان نے مع بارہ ہزار سوار بھاگ کر برار میں دم لیا اور صلابت خان کے تعاقب کے
سبب وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہوا مضطر ہوکر برہانپور کی طرف روانہ ہوئے راجہ علی خان سمجھا کہ یہ اکبر شاہ
کے پاس جاکر دادخواہ ہوں گے اور یہ قصد معاملہ لشکر مغل کو لاویں گے اُن کی مزاحمت لیے پھیر لانے کی
فکر میں تھا اور سید مرتضیٰ نے اس امر کو دریافت کرکے برہانپور سے کوچ کرکے مع مال و اسباب
آگرہ کا راستہ لیا راجہ علی خان نے لشکر اس کے تعاقب کے لیے نامزد کیا کہ بخوشی و ناخوشی اُن کو اس
طرف کی روانگی سے باز رکھیں چنانچہ خاندیسیوں نے حکم کے موافق سید مرتضیٰ اور اس کے ہمراہیوں
سے التماس مراجعت کی کسی نے اُن کے کہنے پر عمل نہ کیا اور صف دعا آراستہ کرکے جنگ میں
مشغول ہوئے اور خداوند خان نے بزور شمشیر خاندیسیوں کو شکست فاحش دے کر منزل مقصود کی طرف
روانہ تھا اور خاندیسیوں سے ہاتھ اُن کے پھیر لانے سے کوتاہ کیا اور اُس جماعت کی تاراج میں
مشغول ہوئے چنانچہ ایک سو ہاتھی تخمیناً اُن کے ہاتھ آئے اور سید مرتضیٰ سرداری اور جلد و جلال
حمتی نے مظفر و منصور ہوکر آب نربدہ سے عبور کیا حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں مشرف
ہوئے صلابت خان وکیل سلطنت خاندیس کی شکایت کے ضمن میں راجہ علی خان والی خاندیس
کے بھی دادخواہ ہوئے اور اکبر بادشاہ ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر میں رہکر فرصت وقت کا انتظار کھینچتا تھا
سید مرتضیٰ اور خداوند خان اور جمیع امرائے دکن کو جاگیر لائق اور مناصب شائق عطا کرکے

امیدوار مراحم خسروانہ فرمایا اور راجہ علی خان یہ خبر سنکر اکبر شاہ سے نہایت ہراسان ہوا اور وہ ہاتھی کہ سید مرتضےٰ اور امراے دکنی سے لیے تھے بلا طلب بارگاہ اکبری مین ارسال کرکے اظہار اطاعت کی اور اُس عمل سے معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اس سے چند مرتبہ برہان نظام برادر حقیقی مرتضیٰ نظام شاہ نے بھی احمد نگر سے اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر گمان کی تھی ہاتھیون کے بھیجنے سے کچھ فائدہ نہوا اور سنہ ایک ہزار تین ہجری مین اکبر شاہ نے برہان نظام شاہ ثانی اور سید مرتضےٰ اور خداوند خان حبشی اور تمام امراے دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے پاس جو حاکم مالوہ تھا بھیجا اور یہ حکم دیا کہ باتفاق جماعت مذکورہ دکن کو فتح کرے اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا شادی آباد مندو سے برآمد ہوکر مع لشکر مالوہ اور امراے دکن برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کہ ساداتِ عظیم الشان سے تھا مرتضےٰ نظام شاہ کی طرف سے سرلشکر ہوا اور راجہ علی خان کے مدافعہ کے واسطے خاندیس کی سرحد مین آیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجکر اکبر بادشاہ کی موافقت کی دلالت کی اور اتفاقات سے اُسی حال مین میرزا محمد تقی نے بھی آسیر مین آن کر راجہ علی خان کو نظام شاہ کی طرف بلایا راجہ علی خان متحیر ہوا آخرش چند روز کے بعد شاہ فتح اللہ سے عذر خواہ ہوکر لشکر نظام شاہ سے جا ملا اور بعد ایک ماہ کے میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع بیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار ہندیہ کی طرف کہ مغل کا لشکرگاہ تھا روانہ ہوئے اور اُن کے مقابل ایک کوس پر پڑاؤ کیا اور دوسرے دن مصاف کا وعدہ ہوا اقضارا خان اعظم نے صلاح اُن کی محاربہ مین نہ دیکھی رات کے وقت مشعلین اور خیمے جابجا چھوڑ کر دوسرے رستہ سے ولایت برار کی طرف متوجہ ہوا اور سپاہ مغل بالاپور اور ایلچپور کو غارت کرکے اُس مقام مین مقیم ہوئے اس درمیان مین میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان تعاقب کرکے اس نواح مین پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے پھر مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح نہ دیکھی نذربار کے راستہ سے اپنے اُردو مین داخل ہوا اور راجہ علی خان فاروقی نے سپاہ مغل کی طرف سے مطمئن ہوکر میرزا محمد تقی نظیری کو برہان پور کی سمت رخصت کیا اور شکرانہ مین اس کے زر خطیر فقرا اور مستحقین کو پہونچایا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام نہوا اکبر شاہ کے دربار مین جاکر زمانہ بفراغت بسر کرنے لگا جبکہ ۹۰۷ھ نوسو سات ہجری مین اُس کا بیٹا اسمٰعیل نظام شاہ بحری کہ دکن مین تھا احمد نگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنے مقام مین تحریر ہوچکا ہے بطمع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی آن کر راجہ علی خان سے استمداد چاہی اور راجہ علی خان فاروقی ابراہیم عادل شاہ کے مشورہ کہ اس عرصہ مین دکن کی مہات اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کرکے معاونت پر آمادہ ہوا اور جمال خان مہدوی کہ ملک احمد نگر کا صاحب اختیار تھا اسمٰعیل نظام شاہ کو اُبھار کر بکوچ متواتر برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور راجہ علی خان فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کرکے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لے کر برار کی سرحد مین گیا اور جمال خان مہدوی ابھی نہ پہونچا تھا کہ امراے برار کو بوعدہ و عید برہان نظام شاہ ثانی کی طرف

سے مطمئن خاطر کرکے اُس کے پاس لایا اور اُس کے بعد جمال خان مہدوی نے روہنگیری گھاٹ سے عبور کرکے مسافت طے کی اور افواج طرفین نے مقابل ہو کر صفوف حرب آراستہ کرکے ایسی جنگ کی کہ زمین وآسمان کو دیکھکر حیرت ہوئی فی الجملہ طرفین نے پائے ثبات زمین کین مین قائم کرکے داد مردی اور شجاعت کی دی یہان تک ایک گولی بندوق کی کمال خان کے لگی کہ اُس کے صدمہ سے جان بحق ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی اور راجہ علی خان مظفر ومنصور ہو کر چند روز لوازم جشن اور شادی مین مشغول ہوئے پھر ایک نے دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ ثانی احمد نگر کی طرف اور راجہ علی خان برہان پور کی سمت روانہ ہوئے اور جب برہان نظام شاہ ثانی سنہ ایک ہزار چار ہجری مین فوت ہوا اور شاہزادہ سلطان مراد ولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے بقصد تسخیر روانہ ہوئے راجہ علی خان فاروقی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم کے موافق مع لشکر جرار ہمراہی کی اور اس کے بعد شہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان احمد نگر مین پہونچے اور اُسے محاصرہ کیا اور موسم برسات کے پہونچنے سے وہ شہر فتح ہوا طرفین نے اس طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادہ سلطان مراد کے متعلق رہے اور احمد نگر پر نظام الملک قابض اور دخیل ہووے اور بعد عہد پیمان کے شاہزادہ اور خانخانان برار مین آن کر اس ولایت پر متصرف ہوئے اور راجہ علی خان کو آسیر اور برہان پور کی طرف رخصت کیا اور عرصہ قلیل کے بعد دکھینون نے اتفاق کرکے چاہا کہ مملکت برار کو لشکر مغل کے تصرف سے برآوردہ کریں پھر ہجوم کرکے سہیل خان خواجہ سرا کو سردار کرکے دریائے گنگ کے کنارے قصبۂ سون پت کے قریب جمع ہوئے اور خانخانان شاہزادہ کے ہمراہ باتفاق راجہ علی خان اور تمام امرائے مغل سہیل خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور بعد جنگ باوصف اس کے کہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان فتحیاب ہوا لیکن راجہ علی خان فاروقی کہ دکھینوں کے توپ خانہ کے سامنے پڑگیا تھا مع اکثر امرائے خاندیس جنگ کر ہلاک ہوا اور اُس کا تابوت برہان پور مین لاکر دفن کیا مدت اس کی دولت اور حکومت کی اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی ۔

تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان کی حکومت اور بیان اُسکی زوال سلطنت کا

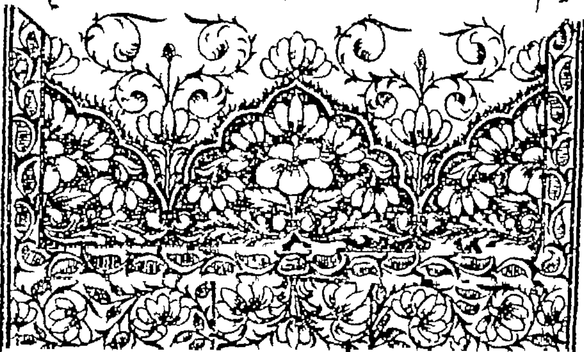
جب سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین راجہ علی خان فاروقی نے شہربت ممات چکھا اس کا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم اور خانخانان کی تحریر سے جانشین ہوا اور خاندیس کی حکمرانی کرنے لگا مگر ضعیف العقل اور کم تجربہ تھا سگ اور یوزہ اور شراب اور ابامیون کا مقید اور راگ ورنگ اور نغمہ سرود وجلتر نگ اور مغنیہ ارباب نشاط وغیرہ کی صحبت کا راغب ہوا اور آب تپتی کے کنارے اور برہان پور کے مقابل ایک شہر باسم بہادر پور احداث کرکے اُس کی تعمیر مین کوشش کی اور باوجود سپاہ مغل کی ہمسائگی کے تدبیر ملک اور دولت سے غافل ہوا اکثر اوقات عورتوں کی صحبت اور

گانیون کے جلسہ مین مشغول ہوکر ہر روز کو نوروز سمجھکر عیش وعشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کامگار بختیار نصرت خصال سلطان مراد شہر شاہپور مین کہ اسی کا احداث کیا ہوا تھا اجل طبیعی کے سبب سے مرگیا اکبر باشاہ نے صوبہ دکن شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور شاہزادہ اس ملک مین تشریف لایا بہادر خان اپنے باپ کی روش کے خلاف عمل کرکے کوتہ اندیشی سے اُس کی ملاقات کو نآیا اسی عرصہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بہ نفس نفیس تسخیر دکن کے لیے متوجہ ہوا اور شادی آباد منڈو مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اس کا بھی استقبال نہ کیا اور قلعہ آسیر مین قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کے سامان اور بروج وبارہ کی تیاری مین مستعد ہوکر کمال نادانی اور بے میزی کے ساتھ حزم وہوشیاری کی یعنی سپاہی اور شاگرد پیشہ اور مردم ضروری جو کہ اُس کی خدمت اور قلعہ کی محافظت مین کام آوین اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ او بقال وغیرہ سے قلعہ مین لایا اور گھوڑے اور ہاتھی اور گائے بھینس اور بھیڑ اور بکریان اور مرغ و کبوتر بھی اسی مین لے گیا الغرض مصنف نے آصف خان اور میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب بعد فتح قلعہ آدمیون کا شمار کیا گیا تو اسی ہزار آدمی مرد وزن قلعہ سے برآمد ہوے اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سے ایام قلعہ بندی مین فوت ہوے تھے غرضکہ اسی طریق سے ہر جنس کے حیوانات کو شمار کرنا چاہیے پھر جب لشکر بادشاہی برہان پور کی طرف پہونچا اور بہادر خان کا احوال پر اختلال دریافت کیا تو احمد نگر کی روانگی موقوف رکھکر فتح اُس کی شاہزادہ دانیال اور خان خانان سے رجوع فرمائی اور خود اس شہر مین اقامت پذیر ہوا اور امراے درگاہ کو قلعہ آسیر کے محاصرہ کا حکم دیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا یعنے ایک مہینے کا عرصہ گذرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامت اور ناطق کو ہلاک کرنا شروع کیا ہول قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوے اسی درمیان مین اہل قلعہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سے خوب واقف مین یہ حکم دیا ہی کہ وہ علم جس کی تاثیر سے قلعہ سرہو ظہور مین پہونچاؤ اور خود بھی بہ نیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہی اور اسامی تیر اعظم اور سیفی جو کہ اعدا کی نگونساری اور موجب فتوحات قلعہ ہو او مکرر سہ کرر تجربہ بھی کر چکا ہی استعمال کرتا ہی یہ وبا اسی کے اثر سے ہی الغرض بہادر خان فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اُس کے یہ خبر سنکر بیدست و پا ہوئے اور سر رشتہ عقل صواب اندیش کا ہاتھ سے دے کر مردم زیادہ کے نکالنے اور حیوانات کے اخراج اور ازالہ اسباب عفونت مین کوشش نہ کی ہر چند کہ محافظان قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارے مین شکایت اور الحاح کی لیکن بہادر خان فاروقی نے اُن کے احوال پر نظر توجہ نہ کی مردم کار گذار او جنگی کو پریشان رکھتا او لیت و لعل مین ایام گذاری کرتا رہا یہان تک کہ وہ جماعت بہ تنگ آئی اور حفاظت قلعہ مین سستی کرنے لگی امراے اکبری نے محاصرہ کے سبب سے اُنھین بہ تنگ اور عاجز کیا اور قلعہ مالیگڑہ کہ قلعہ آسیر کے متصل تھا متصرف ہوگئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اُس کے کہ ذخیرہ مین دس برس کے مصارف

کا غلہ قلعہ مین رکھتا تھا اور نقود اور اجناس سے اس قدر مملو تھا کہ محاسب تقدیر کے سوا شمار اور حساب اس کا کوئی نہ کرسکتا تھا لیکن آدمیون کو کچھ نہ دیتا تھا اس وجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ دستان دشمنی کا بلند کریں اور بہادر خان کو مع معرمین گرفتار کرکے بادشاہ کے سپرد کرین بہادر خان فاروقی اس امر سے واقف ہوا اور اپنے ارکان دولت آصف خان اور میر احمد اور کبیر خان وغیرہ کو ایک جا کرکے مشورہ کیا سبھوں نے جواب دیا کہ روز بروز بیماری اور موت کی شدت سے خان شیرین تلف اور ضائع ہوتی ہے اسباب کو علہ اور وحرہ اور مدد ہیچ وجہ سے کمی اور ساری ربع ہوگئی اور علاوہ اسکے ان معدات کے سبب اپنے بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے نجات ہوگی بہتر یہ ہے کہ آنجناب جان و مال سے امان خواہ ہوکر بحاضری خدمت بادشاہ عمر جاہ قلعہ اُس کے تفویض کرین بہادر خان فاروقی نے یہ رائے پسند کی اور خان اعظم میر زا عزیز کوکا کے ذریعے سے طلبگار امان ہوا بادشاہ خان کی امان دیکر مال سے ساکت ہوا بہادر خان فاروقی اسے بھی غنیمت جان کر خان اعظم کے وسیلہ قلعہ سے برآمد ہوکر بادشاہ کی ملازمت میں فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو مع ذخیرہ وسالہ اور آذوقہ کہ عمر بھر سے بیک اُس کی تسخیر ممکن نہ تھی مع خزانہ وغیرہ اولیاء اکبری کے سپرد کیا اس مؤلف اس کتاب کا فرماتا ہے کہ مین نے سنہ ۱۰۲۳ ایک ہزار تیئیس ہجری میں خواجہ حسن تربتی کے ہمراہ جو شاہزادہ دانیال کا دیوان تھا قلعہ پر جاکر سیر کی دیکھا کہ ایک پہاڑ رفیع کہ سر آسمان پر کھینچے ہے اُس کے اوپر آدھ کوس ملکہ زیادہ ایک زمین مسطح اور ہموار ہے اور کئی چشمہ پانی کے اُس مقام پر جاری ہوتے ہین مگر اُن کا پانی کبھی کم ہوجاتا ہے اسواسطے چند حوض تیار کیے ہین کہ اگر خشک سالی میں پانی چشمون کا کمی کرے پانی تالاب میں جمع رہے اور اُس زمین ہموار پر ایک قلعہ نہایت سنگین اور رفیع اعدادت ہے لعف عمارات اُس قلعہ کی آسا اہیر نے تعمیر کی تھی اور باقی سلاطین فاروقیہ کی ساختہ اور پرداختہ ہے اور اس میں راہ ایسی دشوار گذار ہے کہ پیادہ ہزار خرابی سے اس مین جاتا ہے اور مرکب بغیر رالیک مشقت تمام اُس پر چڑھتا ہے اور ملبانے کو چک کو بھی رسی مین باندھکر اوپر لے جاسکتے ہین اور اس قلعہ کے اندر عمارات رفیع اور حوض قطع اور باغ باتکلف اور حوض پسندیدہ مکثرت ہین اور اُس پر اس طرح کی مسجد جامع تعمیر ہے کہ مثل اس کے شہرہائے معظم مین بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہے کہ جس وقت اکبر شاہ نے اُس قلعہ کو مامن فتح کیا آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی چونکہ نہایت اعتقاد اطوار کفرہ پر رکھتا تھا ایک فرمان لکھا کہ اُس مسجد کو مسمار کرکے بجائے اُس کے ایک بتخانہ تیار کرین لیکن شاہزادہ دانیال اس وقت برہان پور میں تھا اُس نے فرمان کے مضمون پر عمل نہ کیا پھر مین نے آصف خان خواجہ ابوالحسن تربتی سے کہ اُس نے قلعہ ہائے معظم ہندوستان کو دیکھا تھا پوچھا کہ آپ نے کوئی قلعہ اُس سے بھی مستحکم اور سنگین دیکھا ہے بولا ہان قلعہ رہتاس کا جو ہندوستان کے پورب سمت واقع ہے اس قلعہ سے بہت مضبوط ہے اور دور اس حصار وسیع کا پانچ چھ کوس مین ہے دس بارہ ہزار مرد جنگی اُس کی محافظت اور حراست کرسکتے ہین اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد

کارآزمانگاہ رکھ سکتے ہین اور سلاطین فاروقیہ نے ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کی طرف احداث کیا ہے اس کا نام مالیگر رکھا ہے جس وقت کہ اہل قلعہ بہادرخان کے اوضاع ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے اور جنگ سے ہاتھ کھینچا مرحوم اکبر شاہ اس پر متصرف ہوے پس اگر مالیگر مین بھی چند برج تیار کر کے توپ اور ضرب زن وغیرہ اُس پر نصب کیے جاوین اور دوسو آدمی جنگی اُس کی محافظت کے واسطے مقرر ہووین اُس قلعہ کا بھی سر کرنا بہت دشوار ہووے الغرض ایسا قلعہ بآسانی تمام اکبر شاہ کے تصرف مین آیا اور ۱۰۰۸ھ ایک ہزار آٹھ ہجری مین سلاطین فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادرخان کو دارالسلطنت لاہور کی طرف لے گیا اور اُس نے پھر دوبارہ عروس سلطنت کا منھ نہ دیکھا اور اس کے لڑکون کا سرکار بادشاہی سے وظیفہ اور علوفہ مقرر ہوا اور بہادرخان حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ کے عہد فرخندہ عہد مین کہ ۱۰۳۳ھ ایک ہزار تینتیس ہجری تھی آگرہ کی دارالخلافت مین قضائے الٰہی سے فوت ہوا مدت اس کی سلطنت کی مع محاصرہ تین سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب





مقالہ ساتوان حکام شرقی اور پوربی کے بیان مین

ارباب اولوالابصار پر پوشیدہ نہ رہے کہ شرق اور پورب دو لفظ مترادف ہین ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان سے جو مملکت شرقی دہلی کو وسیع دیکھا اقلیما اور ترقیہ کے واسطے حکام عالی جاہ اور ترہت اور اس نواح کو جو صاحب سکہ اور خطبہ ہوئے سلاطین شرقی کہتے ہین اور والیان بنگالہ اور ستارگانو اور لکھنوتی اور بہار اور جاجنگر اور اس حدود کو سلاطین پوربیہ کہتے ہیں

ذکر سلاطین پوربی کہ انکو بنگالی بھی کہتے ہین

رہنمائے واقعات احوال ملوک عظام اور عارفان اخبار مشہور اور عوام کے خاطر پر مخفی نہ رہے کہ اکثر نسخ کتب تواریخ متداولہ حالات سلاطین پوربی اور شرقی کی شرح سے خالی ہین اس واسطے مترجم نقل کتاب العبیہ پر کہ مولف استادی مولانا احمد تتوی ہے رکھکر دوسری رواتیون میں بھی مشغول ہوا اگر اس مقالہ مین ناظرین پر تمکین کی نظر کیمیا اثر مین کوئی اختلافات گذرے یا غلطی رہگئی ہو تو اسے بشریت پر محمول کرنا چاہیے کہ مین نے بقدر طاقت بشری بکمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اس کا صحیح کیا ہے اور جو کچھ علم ناقص اس کا تحمل تھا درج کیا امیدوار عفو ہے العفو عند کرام الناس مقبول و ما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین و صحبہ الراشدین

ذکر محمد بختیار کے غلبہ کا ولایت بہار اور لکھنوتی پر

اول جو شخص کہ بادشاہان اسلام سے اس نواح کی طرف گیا اور اس حدود مین طریق اسلام کو رواج

دیا محمد بختیار خلجی پر مخفی نہ رہے کہ محمد بختیار بلاد غور اور گرمسیر کے اکابر سے ہی اور سلطان غیاث الدین محمد سام کے عہد مین غزنین مین آیا اور اُس کے بعد ہندوستان مین آنکر ملک معظم حسام الدین بعلبک کہ امراے کبار سلطان شہاب الدین سے تھا اُسکی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملک مذکور کے مساعی جمیلہ سے بعضے پرگنے درمیان دوآب کے اور اُس پار گنگا کے جاگیر پائے اور جبکہ آثار شجاعت اور بہادری کے اُس کے چہرے سے ظاہر ہوے پرگنہ کنیلہ اور بیتالی بھی اُسکے تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور شجاع اور عاقل تھا اور ہیئت اُسکی نادرات اور عجائبات سے خالی نہ تھی ازانجملہ ایک یہ امر صریحی تھا کہ جب وہ سرو قد ہو کر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اس کی انگلیاں اُس کے زانو کے نیچے گذرتی تھین اور جو کہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر پر تاخت لاکر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا اور اس طرف کے سرکشون کو زیر کر کے عاجز رکھتا تھا کوئی اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا تھوڑے عرصہ مین اسباب شوکت اور سامان تجمل اُس کا اندازہ سے زیادہ ہوا اور ایک جماعت کہ غور اور غزنین اور خراسان سے ہندوستان مین آنکر پراگندہ تھی اس کی سخاوت کا آوازہ سنکر اُسکے پاس فراہم ہوئی اور جب شمہ اس امر سے قطب الدین ایبک پر ظاہر ہوا اُس کی پرورش مین کوشش کر کے خلعت شادباشی اور سرفرازی کا اُس کے واسطے بھیجا محمد بختیار خلجی اس التفات سے نہایت قوی پشت ہوا اور جیسے صرصر خزان سے باغ و بستان برباد ہوتا ہی اس نے لشکریون کے نہب و غارت سے مملکت بہار کو بے برگ و بار کیا اور قلعہ بہار کو فتح کر کے وہان کے باشندون کو کہ برہمن پیر اور مرتاض تھے اور داڑھی مونچھ مونڈواتے تھے تہ تیغ کیا اور جو کتب ان کی دستیاب ہوئی تھین اُس جماعت سے کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا کہ اُسے پڑھے یا سمجھے لیکن وہان کے آدمیون سے ایسا معلوم ہوا کہ باشندے اس ملک کے کفار تھے اور اس قلعہ کے رہنے والے تمام مدرس بھی کفار تھے اور لغت ہندی مین بہار مدرسہ کو کہتے ہین اسو سے اس شہر نے کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کے شہرت پائی اور بعد اس کے محمد بختیار خلجی مع اموال و غنائم بیشمار قطب الدین ایبک کی ملازمت کے واسطے دار الخلافت دہلی مین پہونچا اور شرف ملازمت مین فائز ہوا عنایت ملوکانہ سے سرفراز ہوا اور مرتبہ اس کا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنے ہمچشمون مین محسود ہوا اس صورت مین حاسد قطب الدین ایبک کی مجلس مین وہ باتین کہ جس سے اُس کی کسرشان اور حقارت و اہانت ہو مذکور کرتے تھے آخر ش ایک دن یہ معروض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سے لڑنے کا داعیہ رکھتا ہی اور روضۃ الصفا کی روایت سے واضح ہوا کہ اس عرصہ مین وہ فیل سفید سے کہ مست ہوا تھا خود لڑا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے پہلے محمد بختیار کی ہلاکت سے اندیشہ کر کے انکار کیا اور آخر کو مقربون کے مبالغہ سے اس مین شریک ہوا چنانچہ ایک دن اس نے قصر ملی کو آراستہ کر کے اجلاس کیا اور صلاے عام دے کر خلقت کو بلایا اس کے بعد فیلبان فیل سفید کو میدان مین لائے مچھسون نے یہ عرض کی کہ محمد بختیار کے جوڑ کا ہاتھی تمام ہندوستان مین دستیاب نہین ہوتا یہ سنکر سلطان قطب الدین نے محمد بختیار سے فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہی اگر ارادہ جنگ اور حوصلہ

آورش ہو بسم اللہ محمد بختیار نے جب یہ کلام سنا جرأت اور غیرت سے یہ کہہ سکا کہ یہ میں نے ا اور پیل
کیا القصہ جنگ پر فوراً مستعد ہوا اور وہ گرز کہ ہاتھ میں رکھتا تھا لے کر اُس فیل کو تمثیل کے مقابل
ہوا اور اُس کی صولت و شوکت فیل شطرنج کی طرح تصور کر کے قدم میدان بہادری میں جمایا اور نہایت قوت
اور پھرتی سے ایسا گرز اُس کے دانتوں کے بیچ اور خرطوم پر مارا کہ اُس کے صدمہ سے دانت اُس
کے ہل گئے دوسرا وار اُس پر کیا چاہتا تھا کہ ہاتھی چنگھاڑ مار کر تہمتن فیل افگن کے سامنے سے بھاگا
اور حاضرین اور حاسدین نے انگشت حیرت دندان تفکر سے داب کر صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور
قطب الدین ایبک نے بہت اُس کی پرورش پر مصروف کر کے اُسے دربار میں اس قدر نقد و جنس
سے سرفراز فرمایا کہ علم دو زمان اُس کی شہرت سے عاجز ہوا اور محمد بختیار نے علو ہمتی اور بلند حوصلگی سے جو
کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر نثار کیا اور مع خلعت خاص و مند دست نواز اور دشمن گداز اپنے مکان پر آیا
دوسرے دن فرمان شاہی حکومت بہار اور لکھنوتی مع سراپردہ سرخ اور نوبت و نشان سے اختصاص
پایا بعضے کہتے ہیں لکھنوتی عبارت ہے گور اور بنگالہ سے کہ دریائے بزرگ یعنے سمندر کے کنارے
تک ہے اور بعضے کہتے ہیں کو سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہے اور گور کے اُس طرف سے نارس اور
ساحل سمندر تک بنگالہ ہے اور اُسے حقیقت میں سنگ کہتے ہیں الغرض جب محمد بختیار اس حدود
میں پہونچا لکھنوتی اور بنگالہ کی تسخیر میں کوشش کی اور وہ ملک لکھمنیہ ولد رائے لکھمن کے تصرف میں
تھا مورخان ۔ انش پدر نے یوں مرقوم کیا ہے کہ رائے لکھمن کا پائے تخت شہر ندیا مالک لکھنوتی میں
تھا اور اُس کی رانی نہایت عاقلہ تھی جب وہ اُس فرمانروا سے حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت
ہوا تمامی منجمان راجہ صاحب وقوف اور طالع شناس کو طلب کر کے تحقیق تولد کی سعادت و نحوست تفتیش فرمائی سبھوں
نے متفق اللفظ والمعنی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اس ساعت میں پیدا ہوگا ظاہراً شقاوت اور بدبختی میں
زمانہ بسر کریگا اور جو دو ساعت یعنے دو گھڑی کے بعد پیدا ہوگا مسند شاہی پر متمکن ہوگا اس عاقلہ
نے یہ سنکر فرمایا کہ اس کے دونوں پاؤں باندھ کر حلول وقت سعید تک سرنگوں لٹکا دیں پرستاروں نے
اُس کے حکم کے موافق عمل کیا بعد اس کے لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ ضعیفہ اس صدمہ سے جاں بسر ہوئی لکھمن
اور ارکان دولت نے اس مولود کا نام لکھمنیہ رکھکر دایہ کے سپرد کیا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا لکھمن فوت
ہوا وہ بجائے پدر تخت پر بیٹھا اور تاج سرداری زیب فرق کر کے اسی برس اس مملکت میں کہ نہایت
وسیع اور کشادہ تھی رسم حکومت رہا اور بکمال عدل سے کسی پر ظلم و تعدی جائز نہ رکھتا تھا اور ایسا سخی
تھا کہ ادنی ماموری کے واسطے کسی کو لاکھ روپیہ سے انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج جرجانی کہتا
ہے کہ جماعت نجومیوں اور برہمنوں کی کہ حکمائے عصر تھے انھوں نے راجہ سے عرض کی کہ کتب متقدمین
میں مرقوم ہے کہ فلاں تاریخ یہ مملکت ترکوں یعنے مسلمانوں کے ہاتھ آویگی جب وہ وقت قریب آوے
بہتر یہ ہے کہ راجہ ایسا انتظام کرے کہ تمام آدمی اس مملکت سے نکل جاویں کہ ہم ترکوں کے فساد
سے امین رہیں راجہ نے پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہوگا کچھ علامت رکھتا ہے تاکہ اُس کے

ذریعہ سے حقیقت حال معلوم کرین ہوسے ہان کتب معتبرہ مین اُس کے آثار اور علامات اس طرح
مسطور ہین کہ جب وہ ایستادہ ہوکر اپنے ہاتھ لٹکا دے انگلیان اس کی کف دست کی ساق تک
پہونچین پھر لکھمنیہ نے اپنے معتمدون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر ایسے شخص کی تلاش کرائی اُنھون
نے بعد جستجو سے کامل محمد بختیار کو ساتھ اُس صفت کے موصوف پایا راجہ کو خبر دے کر ہوشیار
کیا اور اس امر سے برہمنان اور حکماء اُس دیار کے درمیان مین اضطراب عظیم پڑا اور وہ لوگ اپنے
مضمون کتب کے بموجب بسبیل استعجال بعضے جگناتھ کی طرف اور بعضے کامرود اور بعضے اطراف بنگالہ
کی سمت روانہ ہوئے لیکن لکھمنیہ ترک مملکت موروثی اور نقل مکان پر راضی نہوکر بدستور سابق
رہا محمد بختیار اُسی عرصہ مین اقتضاے تسخیر ولایت راے عدالت شعار نواح بہار کی طرف سوار ہوکر ایسا
کمیت برق آسا کو جولان کیا کہ قبل اُس سے یا وصرف السیر دار الملک شہر نودیا مین خبر پہونچاسکے
اور ایسے وقت مین کہ راے عدالت شعار کے روبرو دسترخوان مائدہ نعمت کا بچھایا جاتا تھا اُس شہر
کے دروازہ پر پہونچا راجہ برہنہ اور سراسیمہ اُس محل کے دوسرے دروازہ سے نکل گیا اور تنہا
کشتی مین سوار ہوکر جگناتھ اور کامرود مین دم لیا اور اُسی عرصہ مین بادل پرحسرت زیر خاک منزل گزین
ہوا اور محمد بختیار نے شہر نودیا کہ جو امین لکھنوتی اور بنگالہ تھا خراب کر کے آبادی کا نام و نشان باقی رکھا
اور ولایت لکھنوتی پر مع بسیاری پرگنات بنگالہ متصرف ہوکر خطبہ اور سکہ اس ممالک اور جاجنگر اور بہار
اور دیوکوٹ اور مارسوی کا اپنے نام کیا اور بنگالہ کی سرحد مین شہر نودیا کے عوض ایک شہر موسوم
برنگ پور بسا کر اپنا دار الملک بنایا اور مسجدین اور عبادت خانے اور مدرسے اس شہر اور ولایت
مین بجاے معابد کفار برسم وطریق اسلام برونق ورواج تمام مزین اور محلا کیا اور غنائم نفیس کہ ان
سنوات مین اُس کے ہاتھ آئے تھے سلطان قطب الدین کے واسطے بھیجکر حسن اعتقاد اور نیکنامی
اپنی عالم پر ظاہر کی اور بعد چند سال کے اُس مملکت کو بخوبی تمام زیر نگین کر کے زمینداران اور
راجگان اطراف بنگالہ کو مطیع اور منقاد کیا اور اُسکے آفتاب اقبال نے روز بروز عروج اور ترقی کی یہان
تک کہ ولایت تبت اور ترکستان کی تسخیر کا سودا اس کے دماغ مین جاگزین ہوا محمد شیرخان خلجی کو کہ
سپہ سالار تھا ولایت بھاج نگر اور لکھنوتی اور دوسری ولایت اور ممالک کا نائب کیا اور اُس کے
بھائی کو کہ وہ بھی امراے کبار سے تھا اس کی مدد کو چھوڑا اور علی مردان خلج کو کہ وہ بھی عمدہ
سرداروں سے دیوکوٹ اور بارسون کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خاطر تخت گاہ اور ولایت
سے جمع کر کے مع بارہ ہزار سوار انتخابی پہاڑون کی طرف کہ لکھنوتی اور تبت کے درمیان مین متوجہ
ہوا اور خلقت اُن پہاڑون کی تین قسم کی ہے ایک کونچ دوسری منج تیسرے تھارا اور وہ تمام ترک چہرہ
ہین اور اُن کی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہے ایک زمیندار منج سے کہ وہ ہندوستان کی سرحد مین رہتا
تھا محمد بختیار کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اُس کے ہاتھ سے مشرف اسلام ہوکر علی منج مشہور ہوا چنانچہ وہی
راہ نما اُن کوہستان جانستان کا ہوا اور اُس نے آسے اُس اطراف و اکناف کے ایسے ایک شہر

مین پہونچا ناگر اور دہن نام رکھتا تھا اور اُس شہر کے آگے ایک نہر رواں تھی کہ عرض و عمق اُس کا
دریائے گنگ سے چوگنا تھا اور اُسے بمکری کہتے تھے جس وقت کہ گرشاسپ ملک ترکستان سے ہندوستان
کی طرف آیا شہر اردہن کو احداث فرمایا اور دریا کے بالائے آب بیس روز کے راستہ
ر جاکر و مقام کہ لائق پل باندھنے کے تھا ایک پل پختہ اور تیر تراشیدہ سے تیار کر کے کامرود میں گیا
محمد بختیار علی منج کی رہبری اور ہدایت سے بالائے آب کا راستہ لے کر کھڑا اور پہاڑوں میں روانہ
ہوا یہاں تک کہ اُس پل پر پہونچا اور دو امرا ایک ترک اور دوسرے خلج کو محافظت کے لیے پل پر مقرر
کیا اور خود عبور کر کے نواح تبت مین آیا راے کامرود کہ جرأت اور بہادری محمد بختیار کی غائبانہ سُن کر
اُس کے ساتھ طریق نرمی اور ملائمت جاری رکھتا تھا اُس جانب کے عبور سے آگاہی پا کر اپنے معتمدون
کو اُس کے پاس بھیج کر دشواری راہ تبت اور سنگینی قلعجات سرحدی سے اطلاع دے کر التماس کی کہ اِس
سال ولایت تبت کی تسخیر موقوف رکھیے دوسرے سال ہمراہ لشکر اسلام کے مین بھی چلون گا لیکن
محمد بختیار نے کہ اِس کا بخت برگشتہ تھا یہ امر قبول نہ کیا ملک اور لوگوں کی بھی نصیحت گوش ارادت سے
نہ سُنی علی تبت کی طرف روانہ ہوا پندرہ دن درمیان پہاڑون سخت کے قطع مسافت کی سولھوین دن
پہاڑوں کو طے کر کے ایک صحرائے مسطح مین پہونچا ایک مملکت نہایت معمور اور آباد نظر آئی الغرض
لشکر اسلام قلعہ اور شہر کو جو مقابل ایک دوسرے کا تھا محاصرہ کر کے نہب و غارت مین مشغول ہوا اور
وہان کے حاکم نے بہیئت مجموعی جنگ پر آمادہ ہو کر مسلمانون کو قلعہ اور شہر سے نکال دیا اور صبح سے تا شام
مصروف دغا ہو کر بہت مسلمانون کو مجروح اور خستہ کیا اور وہ جماعت زرہ اور جوشن اور سپر اور خود
باندھے تھی اور وہ خلقت تمام تیر انداز اور بعضے آدمی نیزہ دار تھے محمد بختیار اُس شب قلعہ کے گرد و پیش
ہوا جب خواب غفلت اور بے فکری سے بیدار ہوا اور اُس ولایت کے خصوصیات دریافت کیے
معلوم ہوا کہ اُس مقام سے پندرہ کوس پر ایک شہر ہے اُسے کرم سین کہتے ہین پچاس ہزار ترک جو سوار
نیزہ باز وہان رہتے ہین اور ہر روز ایک ہزار اور پانسو گھوڑے اُس بازار مین فروخت ہوتے ہین اور
تمام گھوڑے اُس مقام کے شہر لکھنوتی مین بھیجے ہین چونکہ مردم لشکر اسلام اُس روز راستہ کے تھکے
ہوئے اور جنگ سے خستہ تھے اس قدر لشکر کثیر کے مقابلہ کی طاقت اپنے مین مفقود دیکھ کر بیگاہ شب
کو کوچ کر کے عازم مراجعت ہوئے جو حکام تبت نے مواضع عبور مین علف وغیرہ کو آگ دے کر جلا دیا تھا
اس وجہ سے اذوقہ بہت کم پہونچتا تھا محنت و مشقت فراوان ولایت راے کامرود مین پہونچا القصہ وہ
دو امیر کہ پل کی محافظت کے واسطے مقرر تھے آپس مین مناقشہ کر کے پیشتر راہی ہو گئے تھے اور کفار
کامرود کو کہ ان دو امیروں کے سبب بہت ایذا پہونچی تھی بعضون نے اتفاق کر کے اُس پل کے دو در
مسمار کر کے راہ عبور مسدود کی تھی محمد بختیار کی آنکھ زمانہ کی خواری سے خیرہ ہوئی اُس نواح کے ایک
بتخانہ مین جو نہایت سنگین اور بلند تھا مع فوج در آیا راے کامرود کو خبر ہوئی کہ محمد بختیار پریشان ہو کر
اُس بتخانہ مین داخل ہوا ہے اس واسطے فرصت پا کر اُس حدود کی تمام سپاہ

صف لشکر اسلام سے دشوار ہی لازم کہ بطور تاخت جاکر بتخانہ کے دروازے مسدود کرکے مسلمانونکو
باہر آنے سے مانع ہووین کہ تشنگی اور گرسنگی سے عاجز ہوکر ہلاک ہووین محمد بختیار خلجی اُن کے ارادہ
سے واقف ہوکر بتخانہ سے نکل آیا اور اُس دریا کے ساحل پر نزول کرکے عبور کی تدبیر کرنے لگا
ناگاہ ایک سوار نے گھوڑا دریا مین ڈال کر عبور کیا لوگ سمجھے کہ پایاب ہی تعاقب کفار کے خوف سے سب
ایکبارگی پانی مین داخل ہوئے جو ہر جگہ پایاب نہ تھا محمد بختیار مع ایک سو سوار ساحل سلامت پر پہونچا
باقی تمام افواج اس دریاے خون آشام مین ڈوب گئی محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا جب
دیوکوٹ مین پہونچا وفور غم واندوہ سے کہ اُس کے دل مین راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان
معزالدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمانہ ہم سے پھر گیا اور بخت یار نے یاوری سے
کنارہ کیا اور حالانکہ انھین دنون مین سلطان معزالدین شہید ہوا تھا اور جب یہ خبر محمد بختیار کے ممالک
مین مشہور ہوئی خلجیون کی عورتین اور لڑکے جو تلف ہو گئے تھے اپنے شوہرون کی تحقیق کے
واسطے دیوکوٹ مین آئین اور راستون اور کوچون مین ایستادہ ہوکر محمد بختیار کو بد دعا اور گالیان دیتی
تھین اور محمد بختیار اس حال کے مشاہدہ سے زیادہ تر غمگین ہوا اور سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری مین
اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف سفری ہوا اور طبقات ناصری مین مسطور ہی کہ علی مردان خلجی جب
اس حادثہ سے واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیوکوٹ مین آیا اور محمد بختیار کے مکان مین کہ کسی نے
اُسے تین دن سے نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چادر اُس کے منہ سے ہٹا کر ایک خنجر جگر شگاف سے
اُس کا کام تمام کیا بہر تقدیر جنازہ اُس کا پہاڑ مین لے جاکر مدفون کیا اُس کے بعد امراے بادشاہان
دہلی نے اُس ولایت کی حکومت کی جیسا کہ احوال انکا بادشاہان دہلی کے ضمن مین مذکور ہوا

سرفراز ہونا سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر

ملک فخرالدین حاکم بنگالہ قدر خان کا سلاحدار تھا اس کی تمشیر لیے رہتا تھا جب وہ ستارگانون مین
فوت ہوا تو سنہ ۷۳۹ سات سو انتالیس ہجری مین اس کے اثاثہ پر متصرف ہوکر اپنا فخرالدین خطاب کیا
اور اس ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھکر افواج کے فراہم کرنے مین کوشش کی اور سلطان محمد تغلق
نے اس امر سے آگاہی پاکر قدر خان حاکم لکھنوتی کو مع ایک جماعت امرا مثل عزیزالدین یحیی اور فیروز امیر تخر
کو اُس کے سر پر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخرالدین شکست پاکر جنگل دور دست کی طرف بھاگا اور
گھوڑے و ہاتھی اُس کے مردم قدر خان کے ہاتھ آئے اور قدر خان نے وہین استقامت کی باقی
امرا اپنی جاگیرون پر روانہ ہوئے جب موسم برسات آیا اور قدر خان زر جمع کرنے مین مصروف ہوا
سپاہ کی فراہمی سے غافل رہا اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت مین حاضر
ہوکر پیش تخت زر سرخ و سفید کا انبار کرون قضا را فخرالدین یہ خبر سنکر مع لشکر جنگل سے برآمد ہوکر
ستارگانون کی طرف متوجہ ہوا سپاہیان عاصی اور امیران باغی نے اتفاق کرکے قدر خان کو

قتل کیا اور بہرام اُٹھا کر قدر الدین کے شریک ہوئے اور فخر الدین نے وہ تمام رسد سپاہ اور رانی رکھا اور ستار گاؤن کو تختگاہ کر کے اس ملک کی حکومت مین مشغول ہوا اور اپنے غلام مخلص نام کو مع لشکر کثیر لکھنوتی کے ضبط و انتظام کے واسطے مقرر کیا اور علی مبارک جو قدر خان کے لشکر کا عرض تھا اس نے ہمت اور مردانگی کر کے اور دے اخلاص اور دوستواہی ایک جماعت کو ساتھ اپنے موافق کیا اور مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دے کر فتحنامہ اور عریضہ سلطان محمد تغلق کے پاس بھیجا کہ اگر حکم ہووے لکھنوتی کے انتظام مین مشغول ہون لیکن سلطان نے اسکو بھیجا نا اور یوسف نام دہلی کے کوتوال کو لکھنوتی کا حاکم کر کے روانہ کیا اور وہ لکھنوتی مین نہ پہونچا قضائے الٰہی سے مرگیا اور مملکت لکھنوتی علی مبارک شاہ کے قبضہ مین رہی جو سامان شاہی بہم پہونچا تھا آپ کو سلطان علاء الدین مشہور کیا لیکن اُسی عرصہ مین ملک الیاس نام کہ اس نواح مین رہتا تھا اُس نے لشکر جرار لے کر لکھنوتی پر تاخت لا کر سرد گان سلطان علاء الدین کو قتل کر کے اپنے تئین سلطان شمس الدین مخاطب کیا اور سنہ سات سو اکتالیس ہجری مین ستار گاؤن پر چڑھائی کی اور ملک فخر الدین کو ہزیمہ گرفتار کر کے لکھنوتی مین لایا اور اس کی گردن مین پھانسی ڈال کر لٹکایا اور خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تالیف مین یون تحریر کیا ہے کہ ملک فخر الدین قدر خان کا سلاحدار تھا اور اُسنے لکھنوتی میں اپنے ولی نعمت کو قتل کر کے نام شاہی اپنے اوپر اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ بنگالہ کی سمت بھیجا ملک علی مبارک بخشی لشکر قدر خان کا مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دے کر اُس کے اثاثہ حشمت اور سار و یراق پر جو اُس کے ہمراہ تھا متصرف ہوا سلطان فخر الدین جو بد دولت تھا اور اپنے آدمیون سے املیاں حاضر رکھتا تھا ملاحظہ کر کے علی مبارک کے سر پر نہ گیا یہان تک کہ علی مبارک نے اپنا سامان درست کر کے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا اور سنہ سات سو اکتالیس ہجری میں فخر الدین لکھنوتی کی طرف گیا اور علی مبارک سے جنگ کر کے مارا گیا مدت فخر الدین کی سلطنت کی دو سال اور چند ماہ تھی ✦

ذکر علی مبارک المخاطب بسلطان علاء الدین کی حکمرانی کا

جب سلطان علاء الدین نے فخر الدین کو قتل کیا باستقلال تمام لکھنوتی مین تھا۔ اُٹھا کر بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے ملک حاجی الیاس کہ حاجی پور اس کا آباد کیا ہوا ہے سلطان علاء الدین کے لشکر کو ساتھ اپنے متفق کر کے لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا علاء الدین شاہ کو مار کر اپنا نام شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ایکسال اور پانچ ماہ تھی

تذکرہ حاجی الیاس المشہور بہ سلطان شمس الدین بھنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاء الدین مارا گیا تمام ملک لکھنوتی اور بنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف میں آیا با تفاق امرا اپنا

سلطان شمس الدین شاہ ہنگرہ خطاب دے کر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اُس کا لقب ہنگرہ ہی لیکن وجہ تسمیہ اُس کی مولف کو معلوم نہوئی الغرض بعد چند روز کے امرا او رسپاہ کی دلجوئی کرکے ولایت جاجنگر کی طرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانونکے تصرف سے برآوردہ ہوئی تھی کوچ فرمایا اور اُس نواح مین چار ہاتھی نامی بہم پہونچا کر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور کئی مہینے تک کوئی بادشاہان دہلی سے اُس کا متعرض نہوا اور وہ باستقلال تمام امر بادشاہی مین مشغول رہا من بعد شوال کی دسوین تاریخ ۷۵۴ھ سات سو چون ہجری مین سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران دہلی سے لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اکدالہ مین قلعہ بند ہوا تمام ولایت بنگالہ خالی چھوڑی سلطان فیروز شاہ اکدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اس کے اطراف مین پہونچا شاہ شمس الدین نے قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ صف کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے بھاگ کر قلعہ اکدالہ مین پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلان جو جاجنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کی طرف گیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن ہجری مین شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت جو لائق مجلس شاہون کے ہو بصحابت ایلچیان سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے طریق التفات ایلچیون پر جاری رکھکر انھین رخصت کیا شاہ شمس الدین نے اواخر ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری مین پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کی طرف روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچیون کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد گھوڑے تازی اور ترکی مع تحف وہدایا نے دیکر ملک سیف الدین شحنہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا ابھی ملک سیف الدین شحنہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا اور ملک سیف الدین نے موافق حکم بادشاہی کے وہ گھوڑے امرائے بہار کو دیے اور ملک تاج الدین دہلی کی طرف راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چند ماہ تھی ❊

ذکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف رحلت کی تیسرے دن اس کا بڑا بیٹا اُمرا اور افسرون کی بہ تجویز تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اُس نے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھکر عدل و احسان کی بشارت دی اور مہمات شاہی مین مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی و اسطے او راسپ جان کر پچاس ہاتھی اور قسم قسم کا اقمشہ برسم پیشکش بھیجا اُس وقت کہ ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ ہجری تھے بادشاہ فیروز شاہ بعزم تسخیر بنگالہ لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ مین مشغول ہوا اور قلعون کو اور مکانون کو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ ظفرآباد مین پہونچا سلطان سکندر نے بھی رسم پدر ہاتھ سے ندی قلعہ اکدالہ مین متحصن ہوا اور جو طاقت برابری

کی۔ رکھتا تھا پیشکش ہر سالہ مول کر کے بادشاہ کو عزم جنگ سے باز رکھا وہ اپنے دار الملک کی طرف راہی ہوا بادشاہ ابھی سدہ وہ میں تھا کہ سینتیس زنجیر فیل اور مال وافر اور اقمشہ تنکا خدمت میں بھیجکر معذرت چاہی اور آئین باپ کا اختیار کرکے تمام عمر عیش وعشرت میں بسر کی مدت اُس کی سلطنت کی نو برس اور چند ماہ تھی

ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا۔

سکندر شاہ کے بعد موت اُس کا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے باپ اور دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش وعشرت میں آخر کی اور ۷۷۵ھ سات سو پچھتر ہجری میں تنگنائے جہانی سے وسعت آباد روحانی کی طرف خراماں ہوا مدت اُس کی سلطنت کی سات سال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

جب شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امرا نے اس کے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب رکھکر پدر کے تخت پر متمکن کیا یہ بادشاہ شجاع اور حلیم اور کریم تھا امرا اور وزرا اُسکی کاروائی اور دانائی سے مختاط رہتے تھے اس نے کبھی بادشاہ دہلی سے مخالفت نہ کی اور اطراف کے راجاؤں نے اُس کے حلقۂ اطاعت سے سر باہر نہ کھینچا مطیع اور فرمان بردار ہو کر مال واجب کے ادا کرنے میں تامل اور توقف جائز نہیں رکھتے تھے غرضکہ شاہ موصوف نے دس برس بلا دغدغہ حکومت کی اور ۷۸۵ھ سات سو پچاسی ہجری میں شربت اجل طبیعی چکھکر بند زندگی سے رہاست ہوا اُس کی مدت شاہی دس سال اور چند ماہ تھی

بیان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

جب سلطان السلاطین دار ناپائدار دنیا سے دار البقا کی سمت متوجہ ہوا اعیان دولت نے اُس کے فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دے کر سریر شاہی پر اجلاس دیا لیکن یہ خورد سالی کے سبب سے ضعیف العقل تھا کانس نام کافر کہ نامدار امرا سے تھا اُس نے اُس کے عہد میں بہت شوکت اور استقلال بہم پہنچایا اور ملک ومال کا صاحب اختیار ہوا جب سلطان شمس الدین عالم باقی کی طرف ۷۸۷ھ سات سو ستاسی ہجری میں خراماں ہوا کانس نشان حکومت بلند کرکے مسند جہانبانی پر متصرف ہوا مدت سلطنت شاہ کی تین سال اور چند ماہ تھی

ذکر راجہ کانس غدار کی حکمرانی کا

راجہ کانس ہر چند مسلمان نہ تھا لیکن مسلمانوں سے آمیزش اور محبت اس قدر رکھتا تھا کہ بعضے مسلمان

اُس کے اسلام کی گواہی دے کر چاہتے تھے کہ بطریق اہل اسلام اُس کی لاش پیوند زمین کریں بہرکیف تاج خسروی سر پر رکھکر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر کو عالم نیستی کا راستہ لیا کنس کا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہو کر تخت فرمانروائی پر متمکن ہوا

ذکر جتمل ولد کانس المخاطب بسلطان جلال الدین کی حکومت کا

جتمل نے بعد موت پدر اعیان و ارکان درگاہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر حقیقت وسچائی دین محمدی ظاہر ہوئی مجھے اس دین حق قبول کرنے سے چارہ نہیں ہے میں تو خواہ مخواہ مسلمان ہوں اگر تمہیں میری سلطنت سے انحراف ہو اور میری شاہی قبول کرو قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھوں اور جو نہیں میرے چھوٹے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤ مجھے معاف رکھو تمام امرا نے متفق ہو کر جواب دیا ہم بادشاہ کے مطیع اور فرمان بردار ہیں اور امور دینوی میں مذہب اور دین کا کچھ کام نہیں ہے جتمل نے علما اور فضلائے لکھنوتی کو طلب کر کے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا لقب سلطان جلال الدین رکھکر تخت حکومت پر قدم رکھا عدل و داد کو مروج کر کے اپنے عہد کا نوشیروان ثانی ہوا اور سترہ برس چند مہینے نہایت استقلال اور مضبوطی سے بنگالہ اور لکھنوتی میں بادشاہی کی ۸۱۲ھ آٹھ سو بارہ ہجری میں اجل طبعی سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اُس کا بیٹا احمد سلطان بجائے اس کے تخت سلطنت پر قائم ہوا

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنے مرگیا اعیان حضرت نے اس کے فرزند کو شاہ احمد شاہ خطاب دے کر باپ کا جانشین کیا اُس نے بھی پیروی اپنے پدر بزرگوار کی کر کے داد و دہش میں کوشش کی یعنے خلائق کثیر کو بحر انعام و احسان میں غریق کیا اور آخر ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری میں قضائے آلہی سے فوت ہوا اور مدت شاہی اوس کی سولہ برس تھی۔ فقط

ذکر ناصر الدین غلام کے خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سے خالی ہوا اس کے غلام ناصر الدین نام نے از رہے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھکر کفران نعمت پر کمر باندھی اور صاحبزادوں کے قتل میں جو وارث ملک تھے کوتاہی نہ کی آخر کو نقصان دنیا اور آخرت کا اسے نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی آسی دن امرائے سلاطین بھنگرہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ ... طان شمس الدین بھنگرہ کی اولاد سے تھا اپنے باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہو کر مہمات سلطنت میں مشغول ہوا

ذکر سلطان ناصر الدین شاہ بنگرہ کی سلطنت اور جہانداری کا

بعد انقراض سلطنت سلاطین بنگرہ کہ سالہائے دراز گذرے تھے پھر اُس کی حکومت نے دوبارہ اُس کے خاندان قدیم میں بازگشت کی اور وہ اعمال کرادبار سے مبدل ہوا تھا پھر ہما کے مانند سایہ گستر سعادت ہوا ناصر شاہ کو اُس ولایت کی زمینداری میں سکوت اختیار کرکے کشتکاری میں مشغول تھا اور اُسے اصلا سلطنت کا گمان نہ تھا اخلاص کی برکت سے مرتبۂ جہانبانی پر پہونچکر بادشاہ عالیجاہ ہوا اور جو کہ اخلاق حمیدہ اور صفات حمیدہ میں موصوف تھا خلائق درگاہ بنگرہ کے جو بسا عہ کا نسل اور جلال الدین اور احمد کے زمانہ میں اطراف واکناف میں پراگندہ ہوئی تھی پھر اُس کے جلوس کی سن کر دربار میں حاضر ہوئی عرصۂ قلیل میں جمعیت کثیر ہم پہونچی وضیع وشریف اُس کے سلوک پسندیدہ سے راضی اور خوش دل ہوئے اور اس سبب سے کہ سلاطین شرقی درمیاں سلاطین پوربی اور دہلی کے حائل ہوئے تھے تیس برس بفراغ تمام ایام سلطنت بسر کیے اور ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری میں جہانہ دنیا سے معمورۂ عقبےٰ کی طرف مرامان ہوا

تذکرہ باربک شاہ بن ناصر شاہ کی سلطنت کا

جب ناصر شاہ نے عالم بقا میں قدم رکھا اس ملک کے امرا اور بزرگوں نے باربک شاہ کو مسند ایالت پر اجلاس دیا اور اُس کے عہد معدلت مہد میں سپاہ اور رعایا شہر کی آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ بنگالہ ہے کہ جس نے غلامان حبشی پر لطف الطاف مبذول کرکے معزز کیا اور تقریب آٹھ سو حبشی جمع ہوچکا پر شغل وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کے خدمات جلیل اُن سے رجوع فرمائیں اور سلاطین گجرات اور دکن نے بھی تقلید کرکے اُس گروہ بے حبشیوں کی عزت و اعتبار میں کوشش فرمائی اور باربک شاہ نے سترہ برس عمر عزیز بدولت واقبال بسر کی اور ۸۷۹ھ آٹھ سو اناسی ہجری میں اُس کی شمع حیات گلگیر اجل سے منقطع ہوئی

ذکر یوسف شاہ ولد باربک شاہ کی حکومت کا

جب اُس کے باپ نے عالم گذران سے کوچ کیا یوسف شاہ تخت وتاج پہ جالس ہوا اور شیوہ عدل و داد مروج رکھا اور یہ بادشاہ خلعت علم وفضل سے آراستہ تھا امر معروف اور نہی منکر میں مبالغہ فرمایا تھا اور اُس کے عہد میں کسی کو مجال نہ کہ اُس کے حکم سے تجاوز کرکے علانیہ شراب پیتا صدور علما کو اکثر اپنے حضور طلب کرکے تاکید بنام فہمائش کرتا تھا کہ تم مہمات شرعی میں کسی کی جانبداری نہ کرنا وگرنہ ہماری تمہاری صفائی نہ رہے گی اور اہانت پہونچاؤں گا اور جو خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات میں کہ قاضی عاجز ہوتے تھے انھیں خود بہ نفس نفیس فیصل کرتا تھا العرض

۸۷۸ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین طومار اُس کی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنے دار فنا سے دار البقا کیطرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال و چھ ماہ تھی

ذکر سکندر شاہ کے سرداری پانے اور بعد دو مہینے کے معزول ہونیکا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرا نے بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جب استحقاق اُس کا ثابت نہ ہوا اُسے معزول کر کے فتح شاہ کو سریر جہانبانی اور تخت کشورستانی پر متمکن کیا

تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا

منقول ہے فتح شاہ عالم اور دانا تھا سلاطین سلف کے رسوم پیش نہاد ہمت کر کے ہر ایک امرا کے فراخور حال و مرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سرایان اور غلامان حبشی کو جو باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد مین فراہم ہو کر نہایت معتبر ہو کر حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتے تھے تازیانہ عدل سے سیدھا کر کے اصلاح پر لایا اور اُس وقت ملک بنگالہ مین یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچ ہزار پایک چوکی خانہ کا پہرہ دیتے تھے اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اُس جماعت کا سلام لے کر انھین رخصت دیتا تھا اس وقت ایک جماعت دوسری اسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند خواجہ سرا کہ مدت سے خود مختار رہتے تھے پریشان ہو کر ایک خواجہ سرا کے پاس کہ جس کا نام سلطان شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خانہ کے تمام آدمی اُس کے ماتحت تھے اور محلات شاہی کی کنجیان بھی اُس کے سپرد تھین اور اولوالعزمی کی علامت اُس کے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جا کر سلطنت کی تکلیف دی قضارا اس عرصہ مین خان جہان خواجہ سرا اور وزیر ملک اندیل حبشی امیر الامرا مع خاصہ خیل و خلاصہ لشکر کے سرحد کے راجاؤن کے دفع کے واسطے نامزد ہوئے اور سلطان شہزادہ نے فرصت پا کر خواجہ سراؤن اور چوکی خانہ کے سپاہیون کی اعانت سے فتح شاہ کو سنہ ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین قتل کیا اور فجر کو تخت پر برآمد ہو کر چوکی خانہ کے آدمیون کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان باربک کی حکومت کا

جب خواجہ سرا سے بد ذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کر کے نام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام خواجہ سرا جابجا سے اُس کے پاس فراہم ہوئے اور اس بدبخت نے ارذال اور پست ہمتون کو مال سے فریفتہ کر کے اپنے پاس جمع کیا یہان تک کہ شوکت اُس کی روز بروز افزون ہوئی پھر امرا ے صاحب جمعیت اُس کے دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امرا ے کبار کا سرگروہ ملک اندیل حبشی کہ سرحد

میں تھا اس امر سے واقف ہو کر اس اندیشہ مین ہوا کہ کسی ڈھب سے پائے تخت پر پہونچکر اس کا
کام تمام کرون اس عرصہ مین خواجہ سرائے جون گرمتہ کے دل میں یہ آیا کہ کسی حیلہ سے اسے طلب
کرکے مقید کرے پھر وہاں طلب تحریر فرمایا ملک اندیل حبشی اس امر کو فضل آلہی سمجھکر مع جمعیت
خوب حاضر ہوا اور دربار مین نہایت احتیاط سے آمد و شد کرتا تھا خواجہ سرا اس کے دفع مین
حاضر ہوا ایک روز ایک مجلس بزیب و زینت تمام آراستہ کی اور دس بارہ ہزار آدمی اس کے
دار الامارۃ کے اطراف و جوانب مین کہ نہایت وسیع تھا فراہم ہوئے اور مجلس کمال شوکت و
شان سے ترتیب پائی تھی پہلے ملک اندیل کو اپنے روبرو بلاکر نہایت التفات فرمایا اور یہ بات
کہی کہ میں سلطان کو مع جماعت دیگر قتل کرکے تخت پر متمکن ہوا ہوں تو اس بارہ مین کیا کہتا ہی ملک
اندیل نے یہ مصرع پڑھا مصرع ہرچہ آن خسرو کند شیرین بود سلطان شاہزادہ کو یہ جواب پسند آیا فوراً خلعت
اور ٹپکا اور خنجر مرصع اور چند گھوڑے اور ہاتھی اسے انعام فرمائے اور کلام اللہ درمیان مین لاکر
اس سے کہا کہ تو قسم کہا کہ میں تجھے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاؤن گا ملک اندیل حبشی نے قسم کھائی
کہ جب تک تو تخت پر رہے گا مضرت نہ پہونچاؤن گا اور چونکہ تمام آدمی اس خواجہ سرا سے آزردہ
تھے اور ملک اندیل حبشی بھی اپنے ولی نعمت کے انتقام مین بجد تھا دربانون کو متفق کرکے فرصت
وقت ڈھونڈھتا تھا عرصہ کے ایک رات کو وہ محسن کش یعنی ملک باربک شراب پی کر تخت پر سو گیا
ملک اندیل حبشی دربانون کی ہدایت سے اس کے قتل کی نیت سے حرم سرا مین گیا اور جب اسے
تخت پر افتادہ پایا سر یا دائین فکر مین ہوا اس عرصہ مین وہ اجل رسیدہ کہ آفتاب عمر و اقبال اس کا
سر حد زوال میں پہونچا تھا کروٹ لے کر تخت سے نیچے گرا ملک اندیل نے یہ امر اپنے طالع
کی قوت سے سمجھ کر پھرتی اور چابکدستی سے اس پر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہ ہوا سلطان شہزادہ
خواجہ سرا ہوشیار ہو آپ کو شمشیر برہنہ کے مقابل دیکھکر ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا چونکہ وہ قوی
اور عظیم الجثہ تھا ملک اندیل حبشی کو کشتی مین زیر کرکے اس کے سینہ پر سوار ہوا ملک اندیل حبشی
نے اس کے سر کے بال مضبوط پکڑ کے یغرش خان ترک کو جو اس مکان کے دروازہ مین ایستادہ تھا
بآواز بلند بلایا وہ مع جماعت حبشیان فوراً آ پہونچا اور ملک اندیل کو اس کے نیچے دیکھکر تیغ زنی سے
متعذر ہوا اس واسطے کہ ایک تو رات کا وقت تھا دوسرے اس کی ہاتھا پائی مین شمع بھی پامال ہوکر
بجھ گئی تھی ظلمات کا عالم تھا ملک اندیل حبشی نے اس سے یہ بات کہی کہ اس کے میرے سر سے
ہاتھ مین ہین اور یہ اس قدر حریص اور چوڑا ہی کہ میرا اسیر ہوگیا ہی تو تلوار اس سے گذر کر مجھ پر نہ پہونچیگی
اور قصاص سے چارہ نہین اگر ایسی نہ ہو تکلفی ہی کیا مضائقہ اگر قتل میرے ہزار جان ولی نعمت کے قصاص
خون مین ملعون دین کو بھی تھوڑے ہین یغرش خان نے آہستہ آہستہ کئی زخم باربک کی پشت پر
مارے اور اس سے حمداً آپ کو خواب مرگ میں ڈالا اور حس و حرکت سے ساکت ہوا اور ملک اندیل
اٹھکر باتفاق یغرش خان اور حبشیون کے محلسرائے خاص سے برآمد ہوا اور سب نواحی باتی حبشی ہو

ور دولت پر حاضر تھا اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا بولے ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا تواچی حبشی یہ حال سنکر باربک شاہ کی خوابگاہ مین گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن نہوا تھا کہ باربک شاہ خوف ملک اندیل سے خزانہ کی طرف بھاگا تواچی باشی حبشی جب اُس مخزن کی طرف متوجہ ہوا باربک شاہ نے پھر آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور اُس نے فریاد بلند کی کہ غدارون نے ہمارے صاحب کو ہلاک کرکے سلطنت کو برباد کیا باربک شاہ نے اُسے اپنا خیر خواہ تصور کرکے آہستہ کہا کہ اے شخص خاموش ہو کہ مین زندہ ہون بتا ملک اندیل حبشی کہان ہو جواب دیا کہ وہ اس مکان سے کہ آپ کے دشمنون کا کام تمام کرچکا ہو اپنے مکان کی طرف راہی ہوا باربک شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جاکر فلان فلان کو جمع کرکے اُن کو تعین کرکر ملک اندیل حبشی کو قتل کرکے اُس کا سر لا دین اور دروازون کو چوکی خانہ کے پیادون کے سپرد کرکے کہ کر مسلح ہوکر ہوشیار رہین تواچی نے کہا مین سر آنکھون سے ابھی اس کا علاج یعنے تدارک کرتا ہون یہ کہکر نکل آیا اور اس راز سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ کیا وہ تواچی باشی کے ہمراہ محل مین آیا اور خنجر سے اس کا کام تمام کیا اور اُسے مخزن مین چھوڑکر محلسرا کا دروازہ مقفل کیا اور باہر جاکر آومی خان جہان وزیر کے بلانے کو بھیجا اور اُس کے آنے کے بعد شاہ کے تعین کرنے کے بارہ مین مشورہ کیا اور چونکہ فتح شاہ سے ایک طفل دو سالہ خردسال کے سوا دوسرا فرزند تھا فکر مین ہوئے کہ یہ شاہی کے لایق نہین ہو کیونکر اسے تخت پر بٹھا دین پھر اتفاق کرکے صبح کو فتح شاہ کے مکان پہ گئے اور شاہ کی بی بی سے سانحہ شب یعنے قتل کرنا باربک خواجہ سرا کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا صاحبزادہ ابھی نہایت خردسال ہو اور جب تک سن تمیز کو پہونچے اور مہمات ملکی کو انجام دے کسی کو امارت پر بٹھانا ضرور ہو شہزادہ کی والدہ جب ان کے ارادہ سے واقف ہوئی فرمایا کہ مین نے خدا سے یہ عہد کیا ہو کہ جو شخص فتح شاہ کے قاتل کو مقتول کرے شاہی اسے عنایت کرون ملک اندیل حبشی نے پہلے یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اُس مجلس مین حاضر ہوئے اور سبھون نے باتفاق لئے اس امر کی تکلیف دی ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پہ متمکن ہوا اور اپنا نام فیروز شاہ رکھا مدت طغیان شاہ باربک کی بقولے آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور پندرہ یوم تھی اور بعد واقعہ باربک شاہ کے یہ رسم بنگالہ مین مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنے حاکم کے قاتل کو ہلاک کرے اور اس قدر موقع اور فرصت پاوے کہ بجائے اُس کے تخت پر بیٹھے تمام امرا اور سپاہ اُس کی جادہ اطاعت مین قدم رکھکر اُس کے معارض نہ ہووین

ذکر ملک اندیل حبشی المخاطب بفیروز شاہ کی حکومت کا

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوکر دار الملک گور کی طرف گیا اور اس مقام مین طریق عدالت اور احسان جاری کرکے خلایق کو بہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور اُس کے عہد حکومت مین جو اکثر کار نمایان وقوع مین آئے تھے سپاہ و رعیت نے اُس کی اطاعت کے سوا سرکشی اور بے اعتدالی نہ کی

اور اُس نے تین برس نہایت استقلال اور عدالت سے سلطنت کی اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری
مین اُس کا چراغ ہستی صرصر فنا سے خاموش ہوا

ذکر محمود شاہ بن فیروز شاہ کی شاہی اور اُسکے انجام حال کا

جب فیروز شاہ فوت ہوا امرا اور وزرا نے اُس کے فرزند سلطان محمود شاہ کو سریر سلطانی پر جلوہ گر
کیا اور حبش خان نام غلام حبشی امور ملکی و مالی کا متکفل ہوا اور زمام اختیارات سلطنت
اپنے قبضۂ اقتدار مین لاکر محمود شاہ کو برائے نام بادشاہ بنایا اور دوسرے حبشی کہ جس کا نام سدی بدر
دیوانہ تھا اُس نے حبش خان کے اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے تنگ آن کر اُسے تیغ
سیاست سے ہلاک کیا اور خود مہمات دولت کو انجام دینے لگا اور بعد چند روز کے چوکی جانہ
کے سردار کو موافق کر کے سلطان محمود شاہ کو بھی بر وقت شب شہید کیا اور صبح کو تخت پر متمکن ہوا اور
اُن امرا کی تجویز سے جو اُس کے شریک تھے اپنا نام مظفر شاہ رکھکر اُن ممالک کا حاکم ہوا سلطان محمود
کی مدت سلطنت ایک سال تھی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ سلطان محمود
شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور حبش خان شاہ باربک کا غلام شاہ فیروز شاہ کے حکم کے موافق اُس کی
پرورش کرتا تھا اور شاہ فیروز شاہ کے بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھا یا جب چند برس کار زمانہ
گذرا حبش خان کو بادشاہی کی ہوس ہوئی اور سیدی بدر دیوانہ حبش خان کو قتل کر کے بتفصیل
مسبوق الذکر شاہ ہوا

ذکر سیدی بدر حبشی المخاطب بمظفر شاہ کی سلطنت کا

واضح ہو کہ مظفر شاہ حبشی بیباک اور سفاک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفائے ملک کو جو اُس کی شاہی
سے راضی نہ تھے انہیں قتل کیا اور جن راجاؤں نے کہ شاہان بنگالہ کی حصومت پر کمر باندھی تھی
انہیں بھی فوج کشی کر کے ہلاک کیا اور سید شریف مکی کو منصب وزارت پر سرفراز کر کے ملک و مال
کا اختیار دیا اور اُس کی ہدایت سے سوار اور پیادہ کی تنخواہ کم کر کے خزانہ کی زیادتی اور فراہمی
مین مصروف ہوا اور ایک عالم کو اپنی بے اعتدالی سے متنفر کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امرائے
کبار نے اُس سے انحراف کر کے خروج کیا سلطان مظفر شاہ مع پانچ ہزار حبشی اور تیس ہزار پٹھان
اور بنگالی متحصن ہوا لکھنوتی چار مہینے قلعہ کے باہر اور اندر دونون فوجون مین جنگ واقع رہی
ہر روز ایک جماعت کثیر قتل ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کر کے سلطان مظفر کے روبرو لاتے
تھے کمال قہر و غضب سے شمشیر کھینچکر اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا تھا چنانچہ عدد اُس کے مقتولون
کے چار ہزار کو پہونچے آخر کو ایک روز شاہ مظفر شاہ مع جمعیت شہر سے برآمد ہو کر حریف کی صف
کے مصاف ہوا طرفین سے بیس ہزار آدمی مارے گئے مظفر شاہ مع اکثر امرا اور مقربان وغیرہ کے

تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ ان دنون مین اول سے آخر تک یعنے تمام معرکون مین ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہنود سے عالم فانی کی طرف راہی ہوئے اور سید شریف مکی نے تخت شاہی پر قدم رکھکر نشان جہانبانی کا بلند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ مین اس طرح مرقوم ہی کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکنات سے لوگ متنفر اور ناراض ہوئے سید شریف کی اس امر کو دیکھکر حبشی خانہ کے دو سردار کو اپنا یار موافق کرکے ایک شب مع تیرہ نفر پایک حرم سرا مین در آیا اور شاہ مظفر کو قتل کرکے صبح کو تخت پر بیٹھا اور اپنا نام سلطان علاء الدین رکھکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور مظفر شاہ کی مدت سلطنت تین برس اور پانچ مہینے تھی

ذکر شریف مکی المشہور بسلطان علاء الدین کی سلطنت کا

جو سید شریف مکی مظفر شاہ کی یہین حیات اور اپنے ایام وزارت مین چاہتا تھا کہ اپنی نیک نفسی اور خوش کرداری ظاہر کرے خلائق کو سناتا تھا کہ مظفر شاہ خسیس ہی اور بادشاہی کی لیاقت نہین رکھتا ہر چند مین نے سپاہ اور امرا کے بارہ مین نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا زر جمع کرنے مین مشغول ہی اس فریب سے انھین اپنا مہربان و شفیق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امراے کبار سے شاہ کے بارہ مین مشورہ کیا سب وضیع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوے اور سب نے متفق ہوکر اس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھے شاہ بناوین تو ہم سے کیا سلوک کریگا کہا تمھارا مدعاے دلی فورًا برلاؤن گا جو شی شہر کی روے زمین پر ہوگی تمھارے واسطے معاف اور مرفوع القلم کرون گا اور جو اشیا کہ زیر زمین ہین مین اُس پر متصرف ہون گا الغرض خاص و عام بہ طمع مال راضی ہوئے اور اُسے تخت سلطنت پر بٹھا کر شہر گور کو جو آبادی مین شہر مصر سے بہتر تھا اس کی تاراجی مین مصروف ہوئے اور سید شریف مکی بآسانی تمام چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھکر شاہ مستقل ہوا **بیت** دولت آن ست کہ بیخون دل آید بہ کنار ٭ ورنہ باسعی عمل باغ جنان انیمہ نیست ٭ اور بعد چند روز کے تاراجی کی ممانعت کی جب وہ ممنوع نہوئے بارہ ہزار لٹیرون کو قتل کیا آخر کو اُس عمل بد سے باز آئے پھر تجسس اور تلاش کرکے بہت مال اپنے تصرف مین لایا از انجملہ ایک ہزار او زمین کشتی طلائی تھی کس واسطے کہ رسم بنگالہ او رلکھنوتی کی یہی تھی کہ جو شخص مال دنیوی سے متمول ہوتا تھا سونے کی کشتی بنا کر اس مین کھانا کھاتا تھا اور جشن اور شادی کے دن جو شخص سونے کی کشتی زیادہ تر دربار سلطانی مین حاضر کرتا تھا وہی سردارون مین شمار ہوتا تھا اور اب تک بنگالہ کے زمینداروں مین یہ رسم مروج ہی اور شاہ علاء الدین جو مرد عاقل اور دانا تھا امراے اصل یعنے خاندانی امیرون پر رعایت کرکے مثل اپنے بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کے واسطے چوکی خانہ کی سپاہ یکقلم برطرف کی اور حبشیون کو اپنے قلمرو سے نکالدیا اور یہ لوگ چونکہ صاحب کشتی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف

وحواب مین مشہور ہوگئے تھے جون پور وغیرہ کے رئیس اُن کے رہنے کے روادار نہ ہوتے اس
واسطے اکثر دکن اور گجرات کی طرف متفرق اور پریشان ہوئے اور سلطان علاءالدین نے مغل اور
پٹھانون کی دستگیری کرکے عامل دیانت دار اور کار گزار جابجا مقرر فرمائے ملک
کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تزلزل و انقلاب کہ سلاطین ماضیہ کے عہد مین ہم پہونچا تھا طرف ہوا مملکت
کے باغی اور سرتابون نے اس کے حکم فرمان پر سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے
بیت چون نوبت دولتش درآمد ۔ فریاد ز دشمنان برآمد ۔ القصہ آبادی بنگالہ مین نہایت کوشش
اور اہتمام مبذول رکھا اور رعیت و مواضع قدوۃ المشائخ شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کو خرچ لنگر کے
واسطے واگذاشت اور معاف فرمائے اور سلطان علاءالدین ہر سال اپنے پایہ تخت اکدالہ
سے ایک مرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کو قصبہ پنڈوہ مین آتا تھا اور اخلاق
پسندیدہ اور بوجہ عقل و کاروانی کی برکت سے سالہائے دراز تک امور شاہی مین مشغول رہا
آخر سنہ ۹۲۷ھ نوسو ستائیس ہجری مین قضائے الٰہی سے ملک بقا کی طرف کوچ کیا مدت اُسکی سلطنت
کی ستائیس سال تھی البقاء للملک المعبود

ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاءالدین کی شاہی کا

جب سلطان علاءالدین رحمت حق واصل ہوا اعیان مملکت نے اس کے اٹھارہ فرزند سے نصیب شاہ
کو کہ اولاد اکبر تھا تخت پر بٹھایا اور اُس نے وہ کام کئے کہ جو خلائق کے پسند ہوئے یعنی اپنے
بھائیون کو قید و حبس سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ باپ نے عنایت فرمایا تھا اس سے دو چند
اور مرحمت فرمایا اور جب فردوس مکانی ظہیرالدین محمد ہمایون بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی
بن سکندر شاہ لودھی کو قتل کرکے سواد ہندستان پر مسلط ہوا اکثر امرائے افغان بھاگ کر نصیب شاہ
کے پاس التجا لائے اور آخر کو سلطان محمود بھائی ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ مین داخل ہوا
ہر ایک سے علی قدر مراتب پرگنات لائق اور قصبات شائق پر منصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم
لودھی کی بیٹی کہ اُس ملک مین وارد ہوئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور سنہ ۹۳۵ھ نوسو
پینتیس ہجری مین جب بادشاہ نے جون پور کے اطراف میں آن کر اُس ملک کو سر کیا چاہا کہ بنگالہ کو
بھی اپنے قبضہ مین لاوے نصیب شاہ نے متفکر ہو کر تحف و ہدایا بہت ایلچیوں کے ہاتھ بھیجکر
عنایت عمر و باری کی بادشاہ مصلحت وقت دیکھکر صلح کرکے اپنے دارالملک کی طرف پلٹ گیا
اور جب بادشاہ سے تخت دہلی خالی ہوا اور ہمایون بادشاہ قائم مقام ہوا یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ دہلی دیو
تسخیر بنگالہ ہے اس واسطے نصیب شاہ نے سنہ ۹۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری مین اظہار اخلاص اور خصوصیت اور
محبت کے واسطے تحفہائے نفیس ملک مرجان خواجہ سرا کے ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کے پاس
بھیجا اور ملک مرجان نے قلعہ مندو مین سلطان بہادر کی ملازمت کی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا

اور اُس عرصہ مین نصیب شاہ باوجود دعوے سیادت مرتکب فسق و ظلم ہوا شرح اس کی موجب کدورت خواطر ناظرین و سامعین سمجھکر قلم انداز ہوئی **بیت** شیر را بچہ ہمی ماند بدو ٭ تو بہ پیغمبر چہ میمانی بگو ٭ الغرض ۹۴۳ھ نو سو تینتالیس ہجری مین اس کی عمر اختتام کو پہونچی لیکن معلوم نہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اس پر صدمہ پہونچایا **بیت** از چرخ نصیب این جہانیش نماند ٭ سرمایۂ عمر و زندگانیش نماند ٭ ہر تقدیر نصیب شاہ کے بعد شاہ سلطان محمود بنگالی کہ اس کے امرا سے تھا اُس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سور نے کہ آخر مین دہلی کا بادشاہ ہوا تھا اُسی عرصہ مین بنگالہ پر فوج کشی کر کے اسے زخمی کر کے معرکہ سے بھگایا سلطان محمود بھاگ کر ہمایون بادشاہ کے پاس پناہ لے گیا اور ہمایون شاہ نے ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ ہجری مین مملکت بنگالہ کو شیر شاہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے بلدہ گور مین خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس شہر کا جنت آباد نام رکھا لیکن کچھ دوام اور ثبات پیدا نہ ہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کے قبضہ مین آئی اور محمد خان افغان کہ سلیم شاہ کے امرا سے تھا اس کی طرف سے اُس ملک کا حاکم ہوا اور جب محمد خان قضائے آلہی سے مرگیا اس کا فرزند نشان مخالفت بلند کر کے اور اپنے تئین خطاب سلطان بہادر دیکر صاحب سکہ ہوا

تذکرہ سلیم خان المخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی [illegible] کا

چند روز اس نے بھی نشان حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اُس کے قبضہ مین بھی نرہی آخر کو سلیمان کرانی پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کے امرائے کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا

ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کے بعد از فوت یہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا ولایت اوڈیسہ کو بھی اپنے تصرف مین لایا ہر چند خطبہ اپنے نام نہ پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلے کہلاتا تھا اور بحسب ظاہر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے ملائمت کرتے کبھی کبھی تحف و ہدایا بھیجتا تھا غرضکہ پچیس سال بنگالہ کی حکومت کر کے قضائے آلہی سے فوت ہوا

ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنے باپ کی وفات کے یہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور ایک ماہ حکومت کر کے اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ سے جس کا نام ہانسو تھا دیوانخانہ مین قتل ہوا اور وہ بھی اُسی مقام مین مارا گیا پھر بایزید کا چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا

ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

یہ بعد وفات بھائی کے ولایت بنگالہ اپنے تصرف میں لایا پھر امرا کا فساد دفع کر کے خطبہ اور سکہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھا اور شراب کے نشہ میں اور مصاحبان اوباش کی صحبت میں سرحد سلطنت اکبر شاہ کے اطراف میں مزاحمت پہونچائی منعم خان المخاطب بہ خان خانان حاکم جونپور اکبر بادشاہ کے حکم کے موافق داؤد خان پٹھان کی تنبیہ کو متوجہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر امرائے مغل کو نامزد کیا داؤد خان نے لودھی خان کو اُن کے مقابلہ کے واسطے رخصت فرمایا اور طرفین نے ایک دفعہ کے مقابل آن کر داد مردی اور مردانگی دی آخر الامر دونوں لشکر صلح کر کے اپنے مقام کیطرف روانہ ہوئے اور پھر اکبر شاہ نے دوبارہ اس کی تسخیر کے بارہ میں فرمان خان خانان کے نام صادر فرمایا اس وقت میں جو درمیان داؤد خان اور لودھی خان کے کہ پٹھانوں کے امرائے کبار سے تھا نزاع واقع ہوئی تھی اُس نے خان خانان سے ابواب ملائمت مفتوح کر کے بادشاہ سے طریق اطاعت پیش نہاد کیا داؤد خان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب مکر آمیز لکھے اور دوبارہ ساتھ اپنے متفق اور موافق کر کے اپنے ہمراہ لے گیا اور برخلاف عہد و مروت کے لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر میں موصوف تھا قتل کیا اور آب سون میں اکبر بادشاہ کے لشکر کا راستہ روکا اور اُس مقام میں کہ آب سون دریائے گنگ سے ملحق ہوا ہے جنگ واقع ہوئی پٹھان مغرور ہوئے چند کشتی اُن کی سپاہ مغل کے ہاتھ آئیں اور منعم خان المخاطب بہ خان خانان دریا سے عبور کر کے تنبیہ کے لیے متوجہ ہوا اور اس قلعہ کو جس میں داؤد خان قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کر کے تنور حرب گرم کیا اس درمیان میں اکبر بادشاہ بھی اس مقام میں داخل ہوا داؤد خان افغان بنگالہ کی طرف بھاگا اور قلعہ پٹنہ اور حاجی پور مفتوح ہوا اور چار سو ہاتھی داؤد خان کے بہادران مغل کے ہاتھ آئے منعم خان بنگالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب گڑھی میں پہونچا داؤد خان بیتاب ہوکر اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور بعضے امرائے اکبری نے جو اوڈیسہ کی طرف گئے تھے داؤد خان کے بیٹے جنید خان سے شکست پائی منعم خان اس امر سے واقف ہوکر اوڈیسہ کی سمت گیا اور داؤد خان افغان مقابلہ کو آیا جب افواج طرفین کا سامنا ہوا دونوں لشکر صفوف حرب آراستہ کر کے جنگ میں مشغول ہوئے اور بعد جنگ عظیم پٹھان شکست کھا کر بھاگے داؤد خان افغان نے اُس قلعہ میں کہ دریائے گنگ کے کنارہ تھا پناہ لی لیکن جو چارہ نہ دیکھا تھا اہل و عیال کو قلعہ میں چھوڑ کر بقصد جنگ باہر آیا آخر اُس نے منعم خان سے صلح کر کے ملاقات کی منعم خان ولایت اوڈیسہ اور کٹک اور بنارس اُس کے تفویض کر کے باقی ممالک پر متصرف ہوا اور جب منعم خان سرائے آخرت کی طرف روانہ ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے خان جہان ترکمان کو بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤد خان نے منعم خان کے مرنے کے بعد بلاد بنگالہ کو امرائے اکبری کے ہاتھ سے برآوردہ کر چکا تھا سنہ ۸۰۳

آٹھ سو تین ہجری مین مع لشکر عظیم اُس مقام مین کہ مابین گڑھی اور ٹانڈہ کے ہے خان جہان ترکمان کے مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم دستگیر ہو کر معرکہ مین قتل ہوا اور اس کا بیٹا جلید خان زخمی ہو کر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اس کے صدمہ سے دو تین دن کے بعد مرگیا اور ممالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر کٹک و بنارس تمام خان جہان کی کوشش سے دیوان اکبری مین داخل ہوا اور دولت شاہان پوربی کی ختم ہوئی اور امراے افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوار گزار مین داخل ہوئے تھے کچھ عرصہ کے بعد لشکر مغل کے غلبہ سے مغلوب ہو کر بعض ممالک بنگالہ اور جنگلون مین پوشیدہ ہوے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے بعد وفات عثمان نام افغان نے اس جماعت سے خروج کر کے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم کیے اور خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھکر بعض ولایت نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ پر مزاحمت پہونچائی پھر اسلام خان ولد شیخ بدرالدین فتح پوری حاکم بنگالہ اُس کی دفع کے واسطے مامور ہوا چنانچہ اس تاریخ تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری تھی اس سے معاملہ مفروغ نہین ہوا۔

ذکر بادشاہان شرقی کی حکومت کا

جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا کہ جن لوگون نے جون پور اور ترہت مین حکومت کی ہے انھین مورخین دانش گزین بادشاہان شرقی کہتے ہین

بیان سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت کا

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کے چھوٹے شاہزادہ محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت دے کر بخطاب خان جہان سرفراز فرمایا اور جب بادشاہ ناصرالدین محمود شاہ نبیرۂ فیروز شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو ملک سرور المخاطب بخواجہ جہان کو ماہ جمادی الاولے ۷۷۶ھ سات سو چھیتر ہجری مین ملک الشرق خطاب دے کر ولایت جون پور اور بہار اور ترہت اس کے تفویض فرمائی اور اس نے اس ممالک کا انتظام بخوبی تمام کر کے اُس حدود کے راجاؤن اور زمیندارون کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کر کے خراب اور ویران کیے تھے اُن پر قبضہ کر کے از سر نو تعمیر کیے اور مردان جرار اور آزمودہ کار کے سپرد کر کے ملک کو آباد کیا اور جب بادشاہ ناصرالدین محمود کی شوکت نہ رہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھکر پرگنہ کولی اور اٹاوہ اور بہرایچ اور کنبیلہ کے متمردون کو گوشمال دے کر دہلی کی جانب پرگنہ کول اور رابری تک اور دوسری طرف بہار اور ترہٹ تک سرکشون کا نشان باقی نہ رکھا اور جس طور سے بادشاہان پوربی یعنے حاکمان لکھنوتی اور بنگالہ ساتھ بادشاہ ناصرالدین محمود کے طریق اور اخلاص جاری رکھکر ہاتھی اور تحفجات بھیجتے تھے اب اُس

کے پاس ارسال کرنے لگے اور جب اس کے اقبال نے عروج کیا ملک نے دوستی اور
خصوصیت پر کمر باندھی یعنی ۸۰۲ھ آٹھ سو دو ہجری میں اس کو تخت پر سے تختہ تابوت پر کھینچا مدت اُس کی
سلطنت کی چھ سال اور چند ماہ تھی

بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرق خواجہ جہاں نے چند سال سلطنت کی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام
کرکے بطریق شاہان پوربی چتر سر پر بلند کرے لیکن اجل نے اُسے امان نہ دی یہ حسرت اپنے دل
میں لے گیا اُس کا فرزند متبنیٰ جس کا نام قرنفل تھا مملکت اس کے تخت نشین ہوا اور جونپور وغیرہ
کو اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور جب دہلی کی سلطنت میں اُسی زمانہ میں ایکبارگی نہایت خلل واقع ہوا تو اُسے
وصیت شریف کو موافق کرکے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھکر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اقبالخاں کہ وکیل مطلق سلطان
سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا مبارک شاہ کا حملہ اور دعوی شاہی سنکر طیش میں آیا چنانچہ ۸۰۳ھ آٹھ سو
تین ہجری میں اُس کے مدافعہ کے واسطے چڑھائی کی اور جب قنوج میں آیا شاہ مبارک شاہ بھی
مع جمعیت عظیم افغان اور مغل اور تاجیک اور راجپوت اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور رائے گنگ
کے دونوں طرف فریقین کی افواج فروکش ہوئیں اور خیمہ اور خرگاہ رنگ برنگ کے عکس سے آب
دریا پر قوس قزح کا عالم نمایاں ہوا اور جو کہ دریا درمیان میں حائل تھا دو مہینے کامل دونوں لشکر
برابر مقیم رہے کسی نے قدم جرأت کا آگے نہ بڑھایا آخر کو دونوں غنیم تنگ آگئے اور بغیر
ایک ملاجنگ اپنی دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور جبکہ شاہ مبارک شاہ شرقی جونپور
پہونچا محرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود مالوہ سے پلٹ کر دہلی میں آیا اور اقبالخاں اُسے
اُبھار کر پھر بقصد تسخیر جونپور کی طرف متوجہ ہوا ہے شاہ مبارک شاہ شرقی سامان جنگ میں مصروف
تھا کہ یکایک سب سے قوی دشمن اجل نے اُس پر چڑھائی کرکے ۸۰۴ھ آٹھ سو چار ہجری میں اُس کے
ملک وجود کو برہم کیا مدت اُس کی سلطنت کی ایک سال اور چند ماہ تھی

ذکر شاہ ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

جب خالق انس وجان کے حکم سے شاہ مبارک شاہ عالم باقی کی طرف سفری ہوا اُس کا چھوٹا بھائی
خطاب ابراہیم شاہ شرقی پاکر تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا یہ بادشاہ عقل و دانش و تدبیر سے متصف
تھا اُس کے زمانہ میں ممالک ہندوستان کے فاضل اور ایران و توران کے کامل جور زمانہ کے آشوب
سے حیران و پریشان ہوکر جونپور میں آگئے تھے اُس کے امن وامان کے مہد میں پاؤں پھیلاکر سوئے
اور اُس کے خوان احسان کے مائدہ سے سیر ہوکر کئی کتابیں اور رسالے بنام نامی اُس کے جیسا کہ
تحریر ہوگا تصنیف کیے امرا اور فضلا اور صاحب عقل و کیاست اور شجاعت و شہامت اسکے دو تہائی

مین فراہم ہوئے اُن کے سبب سے اس کا دربار سلاطین ایران کی طرح رنگین ہوا شعر
جہان آفرین تا جہان آفرید ٭ چو او مرزبانے نیامد پدید ٭ اور اُس کی ابتداے سلطنت مین اقبال خان
سلطان محمود دہلوی کو اٹھا کر بقصد تسخیر جون پور قنوج مین آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد
رزم و پیکار آب گنگ کے ساحل تک اُس کے مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چندروز ایک دوسرے
کے مقابل فروکش رہے اور چونکہ اقبال خان مہمات ملکی اور مالی سلطان محمود کی مرضی کے موافق سرانجام
نہ کرتا تھا سلطان محمود شکار کے بہانہ اپنے اُردو سے برآمد ہو کر اس خیال سے کہ شاہ ابراہیم شرقی
حق نمک اور مصاحبی کو مدنظر رکھکر اقبال خان کو دفع کر کے مجھے تخت شاہی پر بٹھا دیگا یا کمک اور
اعانت میری کرے گا بے اظہار مدعا بادشاہ ابراہیم شرقی کے پاس گیا لیکن چونکہ سلطان ابراہیم شرقی
نے لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نے اُس کی ابھی استحکام پیدا نہ کیا تھا سلطان محمود
کا کوئی مدعا حاصل نہوا بلکہ تعظیم و تکریم اور پرسش و دلجوئی مین بھی اس نے اس قدر تساہل اور تامل
کیا کہ سلطان محمود آنے سے شرمندہ اور نادم ہو کر یکایک قنوج کی طرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج کو جو
ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے مامور تھا جس کو امیر زادہ ہروی کہتے تھے بجبر و قہر اُسے نکالکر اس بلدہ
پر متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اقبال خان نے جب دیکھا کہ محمود شاہ نے اس مملکت پر
قناعت کی ہے اس لیے قنوج اُسے ارزانی رکھکر ہر ایک اپنی دار الحکومت کی سمت راہی ہوئے اور
بعض تواریخ مین یون مسطور ہے کہ سلطان محمود جب مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اُسی عرصہ مین مبارک شاہ
شرقی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شرقی تخت پر متمکن ہوا واللہ اعلم بالصواب اور
سنہ ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ ہجری مین جیسا کہ بادشاہان دہلی کے ضمن واقعات مین تحریر ہوا ہے اقبال خان مارا
گیا اور سلطان محمود دہلی کی طرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح وقت دیکھکر سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو ہجری
مین قنوج کی تسخیر کی عزیمت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور فوج
طرفین نے بدستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چندروز کے
بے مجادلہ اور محاربہ ایک نے جون پور کی طرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب سلطان محمود
شاہ دہلی مین پہونچا امرا کو رخصت جاگیر دی اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر آن کر قنوج کو گھیرا اور بعد
چار مہینے کے جب دہلی سے کمک نہ پہونچی ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے ناچار ہو کر امان لے کر
قلعہ کو شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہان موسم برسات بسر کر کے ماہ جمادی الاول سنہ ۸۱۰ آٹھ سو
دس ہجری مین بہ تسخیر دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاقل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی
کے بہت امراے کبار مثل تاتار خان ولد سارنگ خان اور ملک خان غلام اقبال خان وغیرہ اُسکے
شریک ہوئے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہو کر شہر سنبھل کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان لودی
شہر سنبھل کو چھوڑ کر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبل تاتار خان کے سپرد کر کے آگے بڑھا جب
دریاے جمن کے کنارہ پہونچکر چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ

کو جنگ میں اسیر کر کے مالوہ کو مسخر کیا ارادہ محمود شاہ کی کمک کو آتا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ
مظفر شاہ جون پور لینے کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شرقی یہ خبر سنتے ہی فسخ عزیمت کر کے جونپور
کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آن کر شہر سنبھل کو برآوردہ کیا اور تاتار خاں بھاگ کر
ابراہیم شاہ شرقی کے پاس آیا اور شاہ شرقی خیل و حشم کی آراستگی اور فراہمی میں مصروف
ہوا اور سنہ ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری میں دوبارہ بہ تسخیر دہلی اپنے دارالملک سے روانہ ہوا اور چند
منزل جا کر راہ سے پلٹ کر دارالعلم جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور علما اور مشائخ کی صحبت
اور تعمیر ولایات اور تکثیر زراعت میں مشغول ہو کر برسوں کسی طرف عزیمت نہ فرمائی اور آدمی اطراف و اکناف
ہندوستان کے آشوب اوباش سے جون پور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب و فراغ
حالت سرفراز ہوئے اور خادم اور مشائخ اور علما اور سادات اور پیر مشیخون کا اس قدر مجمع ہوا
کہ جون پور کو خلقت دہلی ثانی کہتی تھی اور اس ملک کے صغیر و کبیر شاہ شرقی کی ذات بابرکات کو جملہ
نعمات سے شمار کر کے حیات مستعار عیش و عشرت میں بسر کرتے تھے شاہ سے گدا تک تمام
خوش وقت تھے رنج و ملال اس ملک سے سفر کر گیا تھا اور سنہ ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس ہجری میں محمد خان
حاکم میوات سلطان ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح بیانہ کی ترغیب و تحریص دے کر اپنے
ہمراہ لے گیا اس بعد مبارک شاہ بادشاہ دہلی بعزم مخالفت روانہ ہوا اور بیانہ کے اطراف میں طرفین
کی افواج آپہونچی اور چار کوس پر خندق کھود کر مستحکم اور قوی ہوئے اور باہم روز مردم طرفین بطور
طلایہ برآمد ہو کر جنگ کرتے تھے اور جنگ سلطانی کی کوئی حرکت نہ کرتا تھا آخر کو سلطان ابراہیم
شرقی نے خندق سے برآمد ہو کر صفوف جنگ آراستہ کی اور مبارک شاہ بھی ناچار ہو کر میدان وغا
کی طرف روانہ ہوا اور صبح سے تا شام جنگ کر کے برابری کے ساتھ جدا ہو کر اپنے دائرہ کی طرف
متوجہ ہوئے دوسرے دن گرگ آشتی سے صلح ظاہری کر کے اپنی اپنی دارالسلطنت کی سمت
مراجعت کی اور سنہ ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس ہجری میں سلطان ابراہیم شرقی نہایت شوکت اور صولت
سے کالپی کی تسخیر کو سوار ہوا اور اثنائے راہ میں خبر ہوئی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی عزیمت
رکھتا ہے اور جب دونوں فرمانروا ایک دوسرے کے قریب ہو گئے اور آج کل جنگ شروع ہونے
والی تھی کہ مخبر خبر لائے کہ بادشاہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر فراہم لا کر جون پور کی تسخیر پر
عازم و جازم ہے سلطان ابراہیم شرقی عنان اختیار ہاتھ سے دے کر جونپور کی سمت راہی ہوا اور
سلطان ہوشنگ غوری نے شہر کالپی کو کہ ابن عبدالقادر الموسوم قادر شاہ ملازم مبارکشاہ
کے تصرف میں تھی برآوردہ کی اور سنہ ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری میں شاہ ابراہیم شرقی کا مزاج شریف
اور عنصر لطیف زمانہ کی بدلنے سے طریق اعتدال سے منحرف ہوا اور روح پاک اس شاہ عالم پناہ کی بہشت
برین کی طرف خراماں ہوئی اور بعد اس واقعہ جانسوز کے جونپور کے باشندوں نے سوگوار ہو کر جامۂ ماتم
پہنا اور شہر کے مرد و زن نے اس کے جنازہ کے ہمراہ جا کر نوحہ و زاری سے ہنگامہ حشر برپا کیا

اور تمام خلقت کی زبان پر یہ ابیات جاری تھے **ابیات** دریغ آن شہنشاہ صاحبقران * جم تاج بخش وممالک ستان * دریغ آن کہ دیگر نیارد زمین * بقصد قرن شاہی آن داد ودین * اُس کی مدت سلطنت چالیس سال اور چند ماہ تھی اور بروایت حاجی محمد قندھاری سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین فوت ہوا تب ایام سلطنت اُس کے اڑتیس سال اور چند ماہ ہون گے اُس کے فضلائے عصر سے ایک قاضی شہاب الدین جون پوری تھا کہ اصل یعنے مولد اس کا غزنین ہے اور دولت آباد دکن مین نشو ونما پائی سلطان ابراہیم شرقی اُس کی تعلیم وتوقیر مین بہت کوشش کرتا تھا اور روز ہائے متبرک وہ اُس کے دربار مین کرسی نقرہ پر بیٹھتا تھا منقول ہے ایک بار مولانا ایک مرض مین مبتلا ہوئے سلطان ابراہیم اس کی عیادت کے لیے گیا اور بعد احوال پرسی اور انا بار مہربانی کے ایک کٹورہ پانی لبریز کرکے مولانا کے سر سے اُتار کر خود نوش کر گیا اور یہ دعا کی خداوندا جس بلا اور آفت مین مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اُسے صحت عاجل اور شفائے کامل بخش اس سے معلوم کر سکتے ہین کہ اُس صاحب تخت وتاج کو علمائے شریعت محمدی کی نسبت کس درجہ عقیدت تھی اور تصانیف مفیدہ مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہین مثل حاشیہ کافیہ کہ مشہور بحاشیہ ہندی ہے اور مصباح متن ارشاد نحو کہ موسوم بصلح الشال ہے اور بدیع البیان اور فتاوی ابراہیم شاہی اور تفسیر فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کی مؤلفات سے ہے اور مولانا بھی اپنے سلطان عصر کی وفات سے ایسے مغموم ہوئے کہ اُسی سال یعنے سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین عالم قدس کی طرف تشریف لے گئے والبقاء للملک المعبود اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح ان کا سنہ ۸۴۲ آٹھ سو بیالیس ہجری مین روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا

بیان سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

ہر چند زمانہ بے رحم نے سلطان ابراہیم سے بادشاہ کو پیوند زمین کیا لیکن پھر مقام ترحم مین ہوکر اُس کے بڑے بیٹے کو مسند جہانداری پر بٹھایا اور وہ از روئے عقل سرانجام امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور عدل واحسان کی آبیاری سے خلائق کے تمنا کے حدائق کو سرسبز اور شاداب کیا اور جو کہ رونق اور رواج مملکت کی عہد پدر مین مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محظوظ کرکے راضی اور شاکر فرمایا اور سنہ ۸۴۷ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ایلچی سخندان شیرین زبان مع تحف وہدایائے فراوان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجکر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان ناظم کالپی نے شریعت محمدی کی صراط مستقیم سے قدم باہر رکھکر مرتدون کی روش اختیار کی ہے اور قصبہ شاہ پور کو جو کالپی سے آباد وزیادہ تھا وہان کے مسلمانون کو جلاوطن کرکے ویران کیا اور عورات مسلمہ کو کافرون کے حوالہ کرکے خدا ورسول سے نہین ڈرتا ہے اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے

رہا ہے اور آج تک سلسلہ محبت اور رابطہ مودت کا مابین مستحکم ہے اس واسطے بحکم قاضی عقل لازم جانکر اس معنی کو ضمیر حق پذیر پر روشن اور مبرہن کرتا ہون اگر اجازت ہو وے تو اُسے تسخیر کر کے دین محمدی کا طریق اُس ملک مین رائج کرون سلطان محمود خلجی نے اس کے جواب فرمایا کہ اُس سے پیشتر یہ مژدہ انواع سمع مبارک مین پہونچی تھی اب اُس پیشواے سلاطین نے اعلام کیا تیقین کامل ہوا بہر حال دفع کرنا اس فاجر کا تمام بادشاہون پر واجب ہی اگر انواع قاہرہ مفسدان میوات کے تدارک کو متوجہ نہ ہوتی ہم خود بنفس نفیس اس کے دفع کے واسطے عازم ہوتے اب جو کہ اُس سلطنت پناہ نے یہ ارادہ کیا مبارک اور مسعود ہووے ایلچی رخصت ہوا اور یہ بعد سلطان محمود کو سنائی سلطان شرقی نے مخطوط ہو کر اپنے ایلچی بسبیل رسم تحفہ و تسوغات سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجی اور سامان جنگ درست کر کے کالپی کی طرف متوجہ ہوا نصیر خان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود خلجی کو عریضہ اس مضمون کا بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کمترین کو مرحمت کیا تھا اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ بزور شمشیر چھینکر متصرف ہو اور فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ ہمت پر لازم ہے سلطان محمود خلجی جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب محبت اسلوب تحریر کر کے علی خان کی مصاحبت سے کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع تحف لائق سلطان محمود شرقی کے پاس ارسال کیا اور اس مین یہ عبارت کہ جس کا ترجمہ اردو یہ ہے درج فرمائی کہ نصیر خان حافظ کالپی خداوندتعالیٰ کے غضب اور اُس شوکت و دستگاہ کے خوف سے تائب ہو کر اقرار کرتا ہے کہ اب ہرگز قدم جادۂ شریعت سے باہر نرکھوگا اور احکام سماوی کی تعمیل اور لعادین تامل اور تساہل نہ کرونگا اور جو کہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے یہ ملک عبدالقادر الموسوم نصیر شاہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہماری سلک اطاعت اور فرمابرداری مین مسلک ہے اس لیے اس اخلاص پناہ اور سلطنت دستگاہ پر بھی واجب و لازم ہے کہ اس کے جرائم گذشتہ پر قلم عفو کھینچکر اس کے ملک پر صدمہ نہ پہونچاوین ابھی علیخان جواب مکتوب لے کر نہ لوٹا تھا کہ دوسری کوشش نصیر خان کی اس مضمون کی نہایت الحاح سے ہوئی کہ فقیر سلطان سعید سلطان ہوشنگ کے عہد سے حلقۂ اخلاص کا درگوش اور زین پوش اطاعت کا بالاے دوش رکھتا ہے اور اب سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت قدیم کے سبب ولایت کالپی پر آن کر اس ولایت پر متصرف ہوا اور مسلمانون کی عورات کو اسیر اور جلا وطن کر کے چندیری کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے باوجود اس کے کہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خان کی گستاخی کے بارہ مین رخصت دی تھی فی الحال اس کے عجز و انکسار سے ناچار ہو کر شعبان کی دوسری تاریخ ۸۴۸ھ آٹھسو اڑتالیس ہجری مین اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر خان نے چندیری مین ملاقات کے واسطے آیا وہان سے ایرچہ کی طرف متوجہ ہوا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنتے ہی بلا توقف اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نے ایک فوج کو لشکر جونپور کے محاربہ کو نامزد فرمایا اور دوسری جماعت کو حکم دیا کہ تم ساتھ

لشکر جون پور کو تاراج کرو اُس جماعت نے حسب الحکم اُردو کے پس ماندگان کو تہ تیغ کر کے جو کچھ پایا اُسے تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کے واسطے مامور ہوئی تھی اُس نے جاتے ہی تنور جنگ گرم کیا یعنے صبح سے شام تک حرب وضرب مین مستعد رہی طرفین سے آزمودہ کار آزمودہ کام آئے جب شام ہوئی اپنے اپنے دائرہ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے دن صبح کو سلطان محمود خلجی نے عماد الملک کو بھیجکر غنیم کا راستہ بند کیا محمود شاہ شرقی اس امر سے واقف ہوا اور اس مقام مین کہ جگہ مضبوط اور قلب تھی قیام کیا اور شاہ خلجی نے فوج اُس نواح مین تاراجی کو بھیجی اور اُنھون نے ہاتھ قتل وغارت مین دراز کر کے غنائم کثیر لے کر معاودت کی اور جب موسم برسات کا سر پر آیا طرفین صلح برائے نام کر کے وہان سے اپنے اپنے دار الملک کی سمت روانہ ہوئے جب سلطان محمود خلجی چندیری مین آیا محمود شاہ شرقی نے میدان صاف دیکھکر بلا وغدغہ ایک لشکر ولایت بر ہار کیطرف کہ وہان کے باشندے سلطان محمود خلجی کی اطاعت کا دم بھرتے تھے نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر ایک جماعت وہان کے مقدم کی کمک کو بھیجی اور جو لشکر شرقی تاب مقابلہ کی نہ رکھتا تھا محمود شاہ شرقی بہ تعجیل تمام اپنی فوج مین ملحق ہوا اور بعد چند روز کے ایک مکتوب شیخ الاسلام جائیلدہا کے نام کہ بزرگان وقت سے تھا وسلطان محمود خلجی اس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اب وہ بزرگوار شادی آباد مندو کے گنبد مین مدفون ہین لکھ بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اس لڑائی مین دونون طرف کی خلق قتل ہوتی ہی اگر آپ اس بارہ مین ساعی ہون بہتر ہی ایلچی جب شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور زبانی اس طرح تقریر کی کہ بالفعل قصبہ ایرچہ اور راٹھ جو سلطان شرقی کے تصرف مین آیا ہی اُس کو نصیر خان کے قبضہ مین واگذار فرما دین گے جب سلطان شرقی کے ایلچی نے یہ مضمون شیخ کے سمع مبارک مین پہونچایا شیخ نے سلطان محمود شاہ شرقی کے وکیل کو اپنے خادم کے ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز تحریر کر کے سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجا سلطان محمود خلجی نے فرمایا جب تک وہ کالپی سے دست کش نہ ہوگا مین صلح نہ قبول کرونگا چونکہ نصیر خان کا عاقبت بالکل نکل گیا تھا پرگنہ راٹھ کو غنیمت جانکر عرض پیرا ہوا کہ جو سلطان محمود شرقی نے حضور اشرف کے روبرو شیخ جائیلدہا کی خدمت مین وعدہ کیا ہی کہ مین اس کے بعد قادر شاہ کی اولاد سے خصوص نصیر خان سے مزاحم اور معترض نہونگا امیدوار ہون کہ پھر اُس کا لشکر قدم دوبارہ اس ملک مین نرکھے اور بعد چار مہینے کے کالپی اور ایرچہ اور قصبات تابیرے سپرد کرے جب بنیاد صلح کی شیخ کی توجہ ظاہری اور باطنی سے مستحکم ہوئی اور ایلچی سلطان شرقی کا عنایت بادشاہی سے مشمول ہوکر رخصت ہوا سلطان محمود خلجی شادی آباد مندو کی طرف اور سلطان محمود شرقی جون پور کی طرف روانہ ہوئے پھر سلطان شرقی نے اپنے پدر بزرگوار کے بدستور ہاتھ بذل واحسان کا جود وسخا کی آستین سے نکالکر علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع طبقات انام کو ہر ایک کے مدارج اور مراتب کے موافق فیضیاب کر کے محظوظ کیا اور بعد چند عرصہ کے جب سپاہ استراحت کر کے رنج سفر سے

آسودہ ہوئی مملکت حسادن کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو تاخت تاراج کر کے اس نواں کے مفسدوں اور سرکشوں کو علف شمشیر جوں آشام کیا اور بعضے قصبوں اور پرگنوں میں تھانے بٹھا کے جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور بعد اس کے اوڈیسہ کی غزا میں مصروف ہوا اور اس عدو دین کے کئی تھانوں کو خراب اور ویران کر کے مع غنائم موفورہ مظفر اور مسرور ہو کر معاودت کی اور ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری میں عزیمت تسخیر دہلی کی اور چند روز اُسے محاصرہ کر کے مبادی جنگ قائم کی سلطان بہلول مع لشکر کثیر وبیالہ ریسے آیا اور سلطان محمود نے جب دیکھا کہ بالحال اعیان جو بادشاہ دہلی سے برگرداں ہو کر اس کا نوکر ہوا تھا عین لڑائی میں اُس نے پیٹھ دکھائی اس واسطے مصالح توقف میں دیکھی وہاں سے کوچ کیا اور وہ لودیوں نے سلطان کا پیچھا کر کے فتح خان ہروی کو جو اُس کے امرائے کبار سے تھا قتل کیا اور سات ہاتھی جنگی اُن کے ہاتھ آئے اور ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری میں بادشاہ بہلول لودھی اٹاوہ کے مقدم پر راحت لایا اور محمود شاہ شرقی کے مقابلہ کو گیا چنانچہ کیفیت اُس کی مقام مناسب میں تحریر ہوئی ہے شمس آباد کے اطراف میں ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا اور ابھی چند روز مقابلہ اور معاملہ کی نوبت نہ آئی تھی اور دونوں جانب اپنے اپنے پڑاؤ پڑی تھی ایک شب کو قطب خان لودھی سلطان بہلول لودھی کا چچیرا بھائی اس کے دائیں پرشبوں لا کر گرفتار ہوا کی جنگ سلطانی شروع نہ ہوئی تھی کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرض بالموت میں مبتلا ہوا اور ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری میں اپنی بساط وجود سے قدم باہر رکھ کر دار البقا کی طرف سفری ہوا **نظم** +

دریں شیشہ ہم زہر وہم شکرست	گہے جان گزا گاہ جاں پرورست
یکے را بسرافسر زرنہد	یکے را دگر تیغ برسر نہد
نہ فرصت نہ موقع نہ مہرش بجاست	دریں مید اردوراں بے وفاست

مدت اس کی سلطنت کی بیس سال وچند ماہ تھی

ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کے وجود سے تہی حالی ہوا اعیان ارکان جون پور نے اُس کے بڑے بیٹے شاہزادہ بھیکن خان کو اُس کی والدہ بی بی راجی کی صلاح سے سلطان محمد شاہ خطاب دے کر سریر مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ بہلول لودھی سے صلح کر کے عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شاہ شرقی کی محمد شاہ کے تصرف میں رہے اور جو بادشاہ بہلول کے قبضہ میں ہے وہ دستور اُس پر قابض اور دخیل ہووے بعد اس فیصلہ کے محمد شاہ شرقی جون پور کی طرف متوجہ ہوا لیکن امرا ساداہ کی عدم قابلیت سے رنجیدہ اور دلگیر ہوئے اور ملکہ جہان یعنی بی بی راجی بھی بیٹے کی ناہمواری سے نہایت رنجیدہ آزردہ ہوئی اس درمیان میں سلطان بہلول نے اطراف دہلی سے قطب خان کی رہائی کا ارادہ کر کے معاودت کی اور سلطان محمد شاہ بھی بہ عزم شکر جون پور سے سوار ہوا

پرتاب نام زمیندار اس طرف کا جو سابق مین سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور
شوکت دیکھکر اُن سے جا ملا اور محمد شاہ سرستی مین آیا اور بہلول شاہ لودھی نے رابری مین جھرستی
کے قریب ہی نزول کرکے چند روز وہان استقامت کی اور شاہ محمد شاہ شرقی نے سرستی سے
فرمان جون پور کے کوتوال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان پسر اسلام خان
لودھی کو قتل کرے کوتوال نے اُس کے درجواب یہ عرض داشت کی کہ بی بی راجی دونون کی اپنی
محافظت کرتی ہین کہ مین اُن کے قتل سے معذور رہون جب یہ عریضہ محمد شاہ کو پہونچا اس نے اپنی والدہ
کو جون پور سے اس بہانہ سے طلب کیا کہ آپ یہان آن کر میرے اور میرے بھائی حسن خان کے
درمیان قطع کراکے کچھ ولایت اُسے دلوائین بی بی راجی فریب کھا کر جون پور سے روانہ ہوئی کوتوال
نے فرصت پاکر محمد شاہ شرقی کے فرمان کے موافق حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجی حسن خان کی
تعزیت قنوج مین بجالائی اور اُس مقام مین توقف کیا اور محمد شاہ شرقی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر
اپنی والدہ بی بی راجی کو لکھا کہ دیگر شاہزادے بھی یہی حالت پیدا کرین گے یعنے میرے ہاتھ سے قتل ہونگے
بہتر یہ ہے کہ جناب والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواری بجالائین جو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور
صاحب قہر تھا اور اُس کی خونریزی سے امرا اور اعیان سلطنت کو وہم اور ہراس تھا ایک روز شاہزادہ
جلال خان اور حسین خان برادران محمد شاہ نے باتفاق سلطان شہ اور جلال خان اجودھی محمد شاہ کی
خدمت مین معروضہ بھیجا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر شبخون کا ارادہ رکھتا ہے لہذا حکم شاہی کے بعد شاہزادہ
حسین اور سلطان شہ اجودھی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار زنجیر فیل ہمراہ لے کر دشمن کے سر راہ
روکنے کے بہانہ محمد شاہ شرقی کے لشکر سے جدا ہوے اور رجھرنہ کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ
یہ خبر سنکر ایک فوج ان کے مقابلہ کے واسطے تعینات کی شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ
جلال خان کو جو اردو مین رہا تھا اسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اُس کی طلب کو بھیجا اس درمیان مین
سلطان شہ نے شہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت نہین ہے شاہزادہ
جلال خان پیچھے سے پہونچے گا یہ کہکر گھوڑے کی باگ موڑ کر قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور فوج
سلطان بہلول کی جو اُن کے مقابلہ مین تعین ہوئی تھی آن کر مقابل اُن کے ایستادہ ہوئی اور شہزادہ
جلال خان بھی شاہزادہ حسین خان کے حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے برآمد ہوکر جھرنہ کی طرف
روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شاہزادہ حسین کا لشکر تصور کرکے جب نزدیک آیا سلطان
بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کرکے سلطان بہلول کے پاس حاضر کیا اور اس نے قطب خان
کے عوض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج کی طرف بھاگا اور سلطان بہلول نے
آب گنگ تک پیچھا کیا اور کچھ مال و اسباب غنیمت لے کر مراجعت کی جب حسین خان بی بی راجی کی خدمت
مین حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تخت پر اجلاس کرکے مخاطب بہ حسین شاہ
مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو محمد شاہ شرقی کے سر پر جو ساحل

آب گنگ گھاٹ اٹگر کے قریب ہی درکش ہوا تھا تعین فرمایا جب لشکر سلطان حسین کا قریب ہوچکا بعض امرا جو محمد شاہ شرقی کے ہمراہ تھے جدا ہو کر چلے آئے اور اُس نے مع چند سوار بھاگ کر ایک باغ میں کہ اُس نواح میں تھا پناہ لی آخر اُس مقام کو محاصرہ کیا اور محمد شاہ شرقی کو تیر اندازی اور بہادری میں مستعد بہ تیر اندازی ہوا لیکن بی بی راجی نے پیشتر سے اس کے سلاحدار کو جو ترکش رکھتا تھا مواخذہ کرکے تمام پیکان تیر اُس کے ترکش سے دور کر دیے تھے محمد شاہ نے جو تیر ترکش سے نکالا وہ بے پیکان نکلا ناچار دست بہ شمشیر ہو کر بہت آدمیوں کو قتل کیا ناگاہ ایک تیر مبارک گنگ کے ہاتھ سے شاہ محمد شاہ کے ایسا کاری لگا کہ اُس کے صدمہ سے جاں بحق ہوا **قطعہ**

با دو گیتی بر او بر او کو بانگشت	دل بہ بر مہر این زال پیر کش زینہار
چون اجل ز شاہ سند ز گذار و ر قضا	سلطنت بر بہ سرور و سروری باید کار

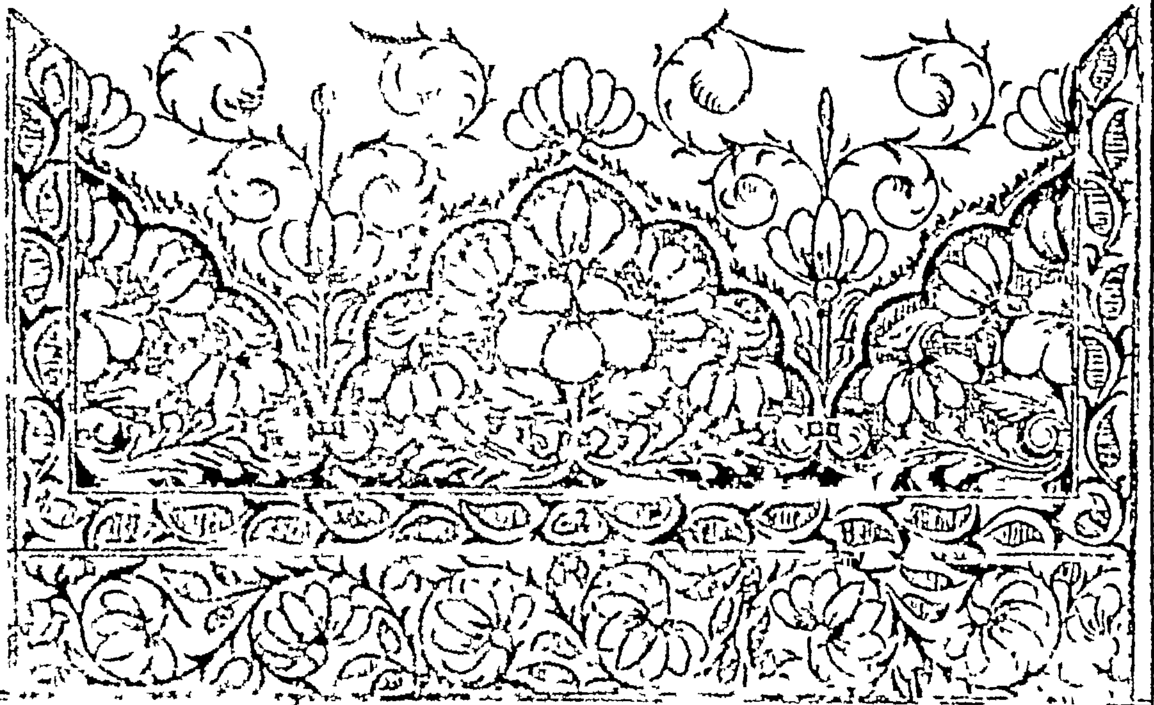
اس کے بعد سلطان حسین نے سلطان بہلول سے صلح کرکے یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص اپنے اپنے ولایت محروسہ اور قلمرو متصرفہ پر قانع ہو کر استقامت کریں اور راے پرتاب کہ قتل اس کے محمد شاہ شرقی سے ملکا تھا قطب خان افغان کی دلجوئی اور تسلی دینے سے سلطان بہلول کے ساتھ روانہ ہوا سلطان حسین قنوج سے کوچ کرکے اس مالا سہ کے کنارہ کہ جس کو ہر ہنہ کہتے ہیں وارد ہوا اور قطب خان لودھی کو جونپور سے طلب کرکے خلعت اور سواری اسپ اور دیگر عنایات سے امتیاز بخش کر باعزاز و اکرام تمام بادشاہ بہلول لودھی کے پاس بھیجا بادشاہ بہلول لودھی نے بھی شہزادہ جلال خان کو تعظیم و تکریم اور انعامات سے خوشدل کرکے حسین شاہ شرقی کی خدمت میں رخصت کیا پھر ہر ایک شہریار اپنے مقر دولت میں جا کر مہمات شاہی میں مشغول ہوئے محمد شاہ کی مدت حکومت پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی کی سلطنت کا

شاہ حسین شاہ شرقی جیسا کہ مذکور ہوا حکم خدائے قدیر سے اپنے بھائی کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر ناک ریاست اور سرداری کی اپنے کف اقتدار میں لایا اور بادشاہ بہلول لودھی سے ساتھ صلح کرکے جب جونپور میں آیا اپنے بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہوا اور تھوڑے عرصہ میں سرداران صاحب داعیہ کو حکمت عملی سے تمرد کیا اور بہت والا ہمت شہر ملا دمیں معروف فرائی چلے تین لاکھ سوار اور ایک ہزار چار سو ہاتھی فیل جمع کرکے ولایت اوڈیسہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنائے سیر میں ملک ترہت کو ویران کرکے آبادی کا نشان چھوڑا اور جب ولایت اوڈیسہ میں پہونچا نواح اُس کی اطراف و جوانب میں نامرد کرکے حکم قتل اور تاراجی اور اسیری کا نافذ فرمایا اوڈیسہ کا راجہ یہ خبر سنکر دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوا جب سوائے عاجزی اور بیچارگی کے کوئی چارہ نہ پایا وکیل سلطان کی خدمت میں بھیجکر اطاعت اور مالگذاری قبول کی اور جب سلطان نے اس مملکت کی تسخیر سے ہاتھ کھینچا اس نے اُس کے شکریہ میں فوراً تیس ہاتھی اور ایک سو گھوڑا اور اشیائے

نفیسہ اور نقد فراوان لائق شاہان پیشکش کیا سلطان نے سالماً وغانماً جون پور کی طرف معاودت فرمائی اور ۸۷۱ھ آٹھ سو اکہتر ہجری مین بنارس کے قلعہ کو جو چند روز سے خراب اور ویران ہوا تھا مرمت کر کے تیار کیا اور سنہ مذکور مین بڑے بڑے سردارون کو گوالیار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا انھون نے وہان جاتے ہی اسے گھیرا اور گوالیار کا راجہ طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور اظہار اطاعت کر کے اپنے تئین شاہ حسین شاہ شرقی کے سلک تواہعین مین منتظم کیا اور اُسکے بعد حسین شاہ کی شوکت واستقلال حد سے افزون ہوا اور رانی بی بی دختر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کے اغوا سے ۸۷۸ھ آٹھ سو اٹھتر ہجری مین تسخیر دہلی کی عزیمت کر کے مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار چار سو فیل کوہ تمثیل اسطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول لودھی نے ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر اسوقت آنحضرت بقصد امداد تشریف لاوین قلعہ بیانہ آپ کے تعلق رکھون گا لیکن ابتک شادی آباد مندو سے جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اس وقت سلطان بہلول لودھی نے نہایت عاجزی اور زاری سے یہ پیغام بھیجا کہ بلدہ دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہووے اگر آپ عنایت ذاتی سے حعل دہلی اٹھارہ کوس تک میرے قبضہ مین چھوڑین تو سلک ملازمون مین منسلک ہو کر اس شہر کی دارغگی مین قیام کرون لیکن جب شاہ نے نہایت غرور اور تکبر سے شاہ بہلول کی ملتمس گوش ارادت سے نہ سنی ناچار ہو کر کارساز حقیقی کے لطف پر اعتماد کیا اور اٹھارہ ہزار سوار افغان لیکر دہلی سے برآمد ہوا اور دریا کے کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کے مقابل فروکش ہوا اور چونکہ آب دریا درمیان مین حائل تھا چند روز حرب مین نہ مشغول ہوئے اس درمیان مین شاہ حسین شاہ شرقی کے سردار کبار ولایتون کی تاخت کے واسطے روانہ ہوئے شاہ دہلی نے فرصت غنیمت جانکر گرمی کی عین گرماگرمی مین اس مقام سے کہ دریا پایاب تھا گھوڑے دریا مین ڈالے ہرچند خبرداروں نے یہ خبر شاہ حسین شاہ کو پہونچائی کمال نخوت اور غرور سے اُسے اس امر کا یقین نہوا یہان تک کہ فوج دہلی نے دریا سے عبور کر کے اُس کی اردو کی تاراجی مین دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بے شعوری سے کہ نہایت غافل تھے پریشان ہو کر خرد و کلان نے راہ فرار پائی آخر کو سلطان حسین نے بھی ناچار ہو کر اُن کا ساتھ دیا ملکہ جہان اور تمام حرم اُس کی گرفتار ہوئین سلطان دہلی نے حق نمک کا لحاظ کر کے اُنھین باعزاز واکرام تمام سلطان حسین شاہ کے پاس بھیجا لیکن ملکہ جہان جب شاہ سے ملی اُس کے مغز و پوست مین دخیل ہو کر پھر اس قدر وسوسہ پیدا کیا کہ سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کر کے دوسری مرتبہ پھر دہلی کی طرف متوجہ ہوا مسافت قلیل باقی رہی تھی سلطان بہلول لودھی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میرے قصور معاف فرما کر مجھے بحال اپنے چھوڑے ایک نہ ایک روز آپ کے کام آؤنگا جو تقدیر ازلی مین ہے دولت خاندان شرقیہ آخر ہونے پر تھی شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی قسمت کو چشم حقارت سے دیکھکر جواب ناصواب مین قیام کیا اور قدم آگے بڑھایا جب سلطان بہلول مقابل اور مقاتلہ کو آیا بعد حرب و ضرب سب کے پھر لشکر جون پور نے شکست کھائی یہان تک کہ تین مرتبہ بے سامان تمام آن کر راہ ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان حسین شاہ

گھوڑے سے کود کر بھاگا اور جیسا کہ بادشاہان دہلی کے طبقہ میں تحریر ہوا جونپور سلطان بہلول کے تصرف میں آیا اور سلطان حسین شاہ نے بھاگ کر اپنے ممالک دور دراز میں پناہ لی اور ایک ولایت قلیل پر کہ محصول اُس کا پانچ کرور تھا قناعت کی اور سلطان بہلول نہایت مروت سے باوجود قدرت متعرض اُس کا ہوا اور حکومت جونپور کی اپنے فرزند باربک شاہ کو دیکر اس ممالک کو اپنے وطن میں لایا اور بہلول شاہ لودھی کے بعد موت پھر شاہ حسین شرقی نے سر اُٹھایا یعنے معاملہ فساد میں ہوکر باربک شاہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کرکے وہ ملک سلطان سکندر شاہ لودھی کے قبضہ سے برآورد کیجے لیکن جب شور حرب گرم ہوا یعنے جنگ واقع ہوئی باربک شاہ بھاگ کر جونپور گیا اور بادشاہ سکندر لودھی نے جونپور کو بھائی کے تصرف سے برآورد کیا اور سلطان حسین کو جو میر مایۂ فساد تھا تعاقب کرکے بعد جنگ اُسکو اُس گوشہ سے کہ جس مین گوشہ نشین ہوا تھا نکالدیا پھر حسین شاہ پریشان اور بدحال ہوکر شاہ علاء الدین کے پاس امان خواہ ہوا شاہ علاء الدین نے سامان اُسکے عیش و فراغت کا مہیا کیا اور اس کی دلجوئی مین تقصیر نہ کی اور شاہ حسین شرقی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا نہوا دولت اُس خاندان کی سنہ ۸۸۱ آٹھ سو اکاسی ہجری مین یکقلم زائل ہوئی سلطان حسین کی مدت سلطنت اٹھارہ برس تھی اور بعد شکست اور انقراض سلطنت اُسنے چند سال بنگالہ مین اوقات حیات بسر کی پھر موت کا شربت پیکر اس دار ناپائدار سے دار خلود کی طرف انتقال کیا



مقالہ آٹھوان حکام سند اور ٹھٹھہ کے بیان مین اور شرح ظہور اسلام کی اُس حدود مین

پوشیدہ نہ رہے کہ بعضے نسخون مین مثل خلاصۃ الحکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قند ہاری کی تاریخ مین آغاز
طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اُس دیار مین خامہ تحقیق نے ساتھ اس طریق کے مرقوم کیا ہے کہ حجاج بن یوسف
جو جانب ولید بن عبدالملک سے حاکم عراقین بلکہ ایران و توران تھا درپی تسخیر بلاد ہندوستان ہوا
پہلے محمد ہارون کو ابتداے ۸۶ھ چھیاسی ہجری مین مع سپاہ جرار ولایت مکران کے سمت بھیجا اور اُس
نے وہان پہونچکر اس مملکت کو اپنے قبضہ تصرف مین لیا اور وہان کے باشندے کہ اکثر اُن مین گروہ بلوچون
کا تھا شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور رعایا وہان کی اداے مال دیوانی مین مشغول ہوئی اس تاریخ سے
اُس نواح مین رواج اسلام کا جم پہونچا مسجدین تعمیر ہوئین اور احکام شریعت محمدی جاری ہوئے
اور عہد آدم سے اُس وقت تک جزیرہ سراندیپ سے دریا کے راستہ کشتیان مکہ و دیار عرب تک
جاری تھین اور براہمہ ہندوستان کے قبل ظہور اسلام خانہ کعبہ کی زیارت اور وہان کے بتون کی پرستش
کے واسطے ہمیشہ آمد و شد کرتے تھے اور اس موضع کو بہترین معابد سے جانتے تھے لہذا حاکم سراندیپ
کا اور راجاؤن سے پہلے حقیقت اسلام پر مطلع ہو کر صحابہ کرام رض کے عہد مین قلادہ شریعت مصطفوی
کا مقلد ہوا تھا اور چونکہ سلاطین اسلام سے اعتقاد و محبت رکھتا تھا دریا سے کشتی تحف و ہدایاے
نفیسہ اور غلامان و کنیزان جمیلہ سے مملو کر کے ولید کے واسطے دارالخلافت مین روانہ کی اور
جب باب عجم کے اطراف مین پہونچے مردم لوماک کہ جو حاکم دیبل کے حکم کے موافق روے دریا
پر متردد تھے اُس کشتی کے سد راہ ہوئے اور علاوہ اُس کشتی کے ساتھ کشتیان اور بھی اپنے

دیبل

تصرف میں لائے اور مال و متاع جو کچھ ان میں تھا بد طینتی سے اپنا تصور کرکے چند عورتیں مسلمان جو
سراندیپ سے حج کے واسطے روانہ ہوئی تھیں اُنکیں اسیر کیا اور وہ جماعت جو اُن کفار اشرار کے
ظلم و تعدی سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس جاکر داد خواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب محمد بن ہارون
کے پاس بھیجا کہ اسکو حاکم سندھ داہر بن صعصعہ کے پاس روانہ کرے اس نے معتمدوں کے ہمراہ داہر کے
پاس بھیجا داہر نے بعد ورود نامہ مضمون پڑھکر اسکے درجواب لکھا کہ یہ فعل اُس قوم سے وقوع میں آیا ہے
جو کمال قوت اور شوکت رکھتی ہے اور میری کوشش سے اُس گروہ پرشکوہ کا دفع مقدور نہیں ہے جب یہ
خبر حجاج کو پہونچی ولید بن عبد الملک سے رخصت جہاد ہند حاصل کی اُس کے بعد ایک شخص کو جسکا نام
بدیل تھا مع تین ہزار سوار محمد ہارون کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل سندھ سے اس کے ہمراہ
کرکے قوم دیبل پر روانہ کرے تاکہ اس سے انتقام لے اور جہاد کرے خلاصہ یہ کہ بدیل جب دیبل میں
پہونچا کوشش مردانہ کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوا اور حجاج یہ خبر حسرت اثر سنکر نہایت غمگین اور
محزون ہوکر تلافی کی فکر میں ہوا اور باوجود اس کے کہ عامر بن عبد اللہ نے سپاہ سالاری کی درخواست
کی لیکن حجاج نے قبول نہ کی اور بسبب دوربین اور دقیقہ شناس کی صلاح سے عماد الدین محمد بن قاسم
بن عقیل ثقفی کو کہ جو اس کا چچیرا قرابتی اور داماد تھا اور سترہ برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو روسائے
شام سے تھے مع آلات قلعہ کشائی و سامان ملک گیری سنہ ۹۳ ترانوے ہجری میں سندھ کی تسخیر کو
شیراز کے راستے سے مامور فرمایا جبکہ وہ مکران طے کرکے دیوان اور ورسلہ میں جو دیبل کی سرحد
میں واقع ہے آیا اور چند روز کے بعد وہاں سے کوچ کرکے بلدہ دیبل پر جو دریائے عمان یعنی
سمندر کے کنارے آباد ہے اور آج کل نام ٹھٹھہ شہرت رکھتا ہے وارد ہوا اور اس شہر کے محاصرہ کی
فکر کرنے لگا کس واسطے کہ دیبل میں ایک بتخانہ قلعہ کے مانند تھا اور گچ اور سنگ سے اسے نہایت
سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا اور چالیس گز بلندی رکھتا تھا جب محاصرہ نے طول کھینچا ایک برہمن
امان طلب کرکے بتخانہ سے برآمد ہوا عماد الدین محمد بن قاسم نے اُس سے بتخانہ اور اہل بتخانہ کا
احوال پوچھا اُس نے جواب دیا کہ اس میں چار ہزار راجپوت جنگی ہیں اور ان کے سوا قریب دو تین ہزار
برہمن اس کے خادم ہیں اور سبب اُس طلسم کے جس کو علمائے براہمہ نے بنایا ہے کسی کی کمند تسخیر اُس کے
کنگرہ پر نہیں پڑتی ہے عماد الدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ طلسم کہاں ہے برہمن نے کہا کہ فلاں نشان پر ہے محمد قاسم
نے جعدیہ نام ایک شامی کو جو منجنیق انداز تھا فرمایا تو سنگ منجنیق کی ضرب سے اس کو دفع اور زائل
کرے جعدیہ نے تین مرتبہ پتھر پھینک کر اُس بتستان کے قاعدے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس طلسم کو شکست
کیا اور عرصہ قلیل میں وہ بتکدہ فتح ہوگیا اور محمد قاسم نے اُسکے منار و برج جو رفعت میں آسمان سے ہمسری
کرتے تھے مسمار کرکے زمین دوز کیا اُس کے بعد برہمنوں کو اسلام کی تکلیف دی جب انکار کیا اُن کے
عیال و اطفال اور عورات جوان و خورد سال کو کنیزی اور غلامی میں لیا اور بالغ برہمنوں کو سترہ برس سے
سو برس کے بوڑھے تک کو علف تیغ اسلام کیا اور انکی عورتوں کو اختیار دیا کہ چاہیں اطراف ملک میں چلی

جاوین اور جاہین اسلامی لشکر مین ہاکرین اکثر نے پسند کیا اور کچھ چلی گیئن اور عماد الدین محمد قاسم نے اس شہر کے اموال غنائم کہ بے شمار تھے اُن مین سے حق شرعی یعنی حصہ خمس مع پچھتر کنیز کے حجاج کے پاس بھیجے اور باقی لشکر اسلام پر تقسیم کر کے سب کو راضی اور خوش دل کیا اور چوارادہ کشور کشائی کا رکھتا تھا بلدہ بہرون کی تسخیر کا عازم ہوا اور مسمی فوجی مین واہر جو وہان کا حاکم تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدون کے سپرد کر کے خود کچھ فوج سے قلعہ برہمن آباد قدیم کی طرف راہی ہوا عماد الدین محمد قاسم جب وہان پہونچا باشندے شہر اور قلعہ کے قلعہ بند ہوئے اور بعد چند روز کے جان و مال کی امان طلب کر کے اُس کی خدمت مین حاضر ہوئے عماد الدین محمد قاسم نے شہر ہرون کو امن و امان کے ساتھ ایک اہل اسلام کے سپرد کیا پھر سامان حرب درست کر کے اور ایک جماعت کو معتمدان شہر سے ہمراہ لیکر بلدہ سیوستان کی طرف جو اِس زمانہ مین ساتھ سیہوان کے شہرت رکھتا ہی متوجہ ہوا سیوستان کے باشندے تمام برہمن تھے اپنے حاکم بجہرا سے کی خدمت مین جو واہر کا چچا زاد بھائی تھا جا کر عرض پیرا ہوئے کہ ہمارے طریق مین قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہین ہی صلاح یہ ہی کہ عماد الدین محمد قاسم سے امان لے کر اطاعت کرین بجہرا سے یہ کلام سنکر طیش مین آیا اور حالت غضب مین انھین سخت و سست کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام محاصرہ مین مشغول ہوئی اُن کی صولت و شوکت دیکھکر ہراسان ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے ایک رات کو راجپوتون کی سپاہ ہمراہ لے کر بھاگ گیا اور حصار سلسم کے راجہ کے پاس جا کر مدد چاہی اور اُس کے دوسرے دن برہمنون اور سیوستان کے رئیسون نے جان کی امان طلب کر کے شہر مسلمانون کے سپرد کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے غنائم فتوحات سیوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار سلسم کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے بھی فتح کر کے مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ مین راے واہر کا بڑا بیٹا کہ جوان شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کر کے اُس کے مقابل آیا عماد الدین محمد قاسم نے ایک مقام قلب لشکر اسلام کے نزول کے واسطے اختیار کیا لیکن جب قحط ظاہر ہوا اور اکثر دواب ساقط ہوئے تو اضطراب عظیم اُردوے اسلام مین واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو لکھا حجاج جب حقیقت حال پر مطلع ہوا دو ہزار گھوڑے اپنے اصطبل خاص سے سپاہیان لشکر کو روانہ کیے پھر عماد الدین محمد قاسم از سر نو قوی پشت ہو کر راجہ کے بیٹے کے محاصرہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین کے درمیان مین چند مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غلبہ کسی طرف سے ظاہر نہوتا تھا راے واہر نے اپنے ممالک محروسہ کے نجومیون کو جمع کر کے احوال اور مآل کار لشکر عرب سے سوال کیا چنانچہ اختر شناسون نے عرض کی کہ ہم نے اپنی تقویم مین دیکھا ہی کہ فلان تاریخ مین ایک شخص دیار عرب مین دعوے نبوت کا کر کے اہل عالم کو اپنے دین کی دعوت کرے گا اور بعد اُس کے ۸۶ھ چھیاسی ہجری مین تھوڑی افواج عرب اطراف و نواح سے سمت کر سندھ کی سرحد پر پہونچیگی اور ۹۳ھ ترانوے ہجری مین قدم اس ممالک مین رکھکر تمام بلاد پر مسلط ہو گی اور راے واہر نے نجومیون کو کرر سہ مکرر احکام سماوی

مین آرہا تھا اُسکے کلام سے خوشحال ہوا لیکن چونکہ پیمانہ عمر اس کا آب فنا سے لبریز ہو گیا تھا روز پنجشنبہ
تاریخ دسوین ماہ رمضان المبارک سنہ ترانوے ہجری مین وہ خود اُس فوج سے عازم جنگ ہوا پچاس
ہزار سوار راجپوت اور سندی اور ٹھاکر فراہم لاکر باتفاق فرزندان اور عزیزان و اقارب اور اعوان کو
یکدل اور یکجہت کے لوازم عہد و سوگند درمیان مین لایا اس کے بعد نہایت غلو اور شدت تمام سے
محمد قاسم کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ ہوا اور اُس شیر بیشہ شجاعت و تہامت یعنی عماد الدین محمد قاسم
نے چھ ہزار سوار عرب سے اُس کا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستانیون کے معرکہ کو بازیچہ سمجھا داہر نے
مسلمانون کے دائرہ کے قریب جاکر چند روز متواتر جنگ کی اور فرزندون اور اس کے امیرون نے
جانفشانی اور جانسپاری مین تقصیر نہ کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتے تھے نشانہ تقدیر سے چوکتا تھا
آخر ایک دن داہر نے ہاتھی پر سوار ہوکر قلب مین قیام کیا اور میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ کو آراستہ
کرکے مع انبوہ کثیر اور جم غفیر میدان جنگ مین آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان وعلیہ التکلان ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھکر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر بھروسا کرکے میدان کی طرف عزیمت کی پہلے
بہادران عرب اور دلاوران ہند مردانہ وار حملہ آور ہوئے اور ہنر سپاہ گری جو یاد تھے ظاہر کئے اور اکثر یکہ
جوانان عرب مین سے ایک ایک نے دس دس اور بیس بیس نفر ہندوستانی کو کہ باری باری اُن کے
مقابل آتے زخم نیزہ و شمشیر سے ہلاک کرکے دار البوار پہونچاتے تھے جب جنگ مغلوبہ ہوئی تو
راے داہر نے بنفس خود ترددات مردانہ کئے اور اُس کے سردارون اور فرزندون نے
بھی حملہاے رستمانہ مین تقصیر نہ کی اس درمیان مین ایک نفط انداز عرب نے شعلہ آتش راے داہر
کے فیل سفید پر مارا اور ہاتھی یہ سانحہ عجیب دیکھکر بھاگا فیلبان ہر چند کچک مارتا تھا فائدہ نہ بخشتا تھا
اور ہاتھی باگ دست فیلبان سے چھوڑا کر ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ لب دریا پہونچکر پانی مین در آیا
محمد قاسم کے لشکر نے اُس کا تعاقب کیا اور دریا کے کنارہ دوبارہ مارا مار جنگ گرم ہوا اور ہاتھی دریا
سے نکلکر اپنے مقام پر آیا اور راے داہر نے مسلمانون کی افواج پہ حملہ کرکے نیزہ اور تیر سے بہت
عربون کو مجروح اور بے روح کیا اُس وقت ایک تیر شست قضا سے نکلکر راے داہر کے ایسا
لگا کہ اُسکے صدمہ سے پشت فیل سے زمین پر آیا اور کمال تہور اور مردانگی اور جس حیلے کہ ممکن تھا
گھوڑے پر سوار ہوکر ایک بہادران عرب کے سامنے گیا اُسے ایک ضرب سے اسکا کام تمام انجام کو
پہونچایا اور راجاؤن اور راجپوتون نے یہ حال مشاہدہ کرکے خاک ذلت سر پر ڈالی اور طعن آماج مسلمانون
سے آپ کو ساتھ نامردی کے مطعون کرکے حصار ارک کی طرف بھاگے اور غنائم اور فتوحات جو گمان
اور تخمینہ مین نہ آوے نصیب لشکر اسلام ہوئے اور جاریان حکام قلعہ آرور کی تسخیر کی فکر مین ہوئے
اور جیسیہ فرزند داہر نے چاہا کہ قلعہ کو مردان جنگی سے مضبوط کرکے برآمد ہون اور سپاہ عرب سے
جنگ صف کرین وزرا اور وکلاے داہر نے اُسے اُس ارادہ سے باز رکھا اور اُسے اپنے ہمراہ
برہمن آباد کے قلعہ مین لیگئے راے داہر کی رانی جو عورت مشہور اور مردانہ تھی وہ بیٹے کی ہمراہی سے متحمل

آرور

ہوکر مع پندرہ ہزار راجپوت قلعہ سے برآمد ہوکر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا محمد قاسم
عورت کی لڑائی کو عار سمجھکر اُس کی طرف ملتفت نہوا اور لشکر اسلام نے محمد قاسم کے حکم کے موافق قلعہ آرور کو
محاصرہ کیا واہر کی رانی مع جمیع راجپوت قلعہ مین درآئی اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور جب ایام محاصرہ
نے طول کھینچا مردم درونی عاجز ہوکر درپے ہلاکت ہوئے اور ایک آتش عظیم روشن کی اور اپنی
اکثر عورتون اور لڑکون کو آگ مین ڈالکر قصہ پاک کیا اور دروازے شہر آرور کے کھولکر واہر کی رانی کے
ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوئے اور ایسے لڑے کہ وہ سب مع رانی کے قتل ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا
غازیان اسلام اور مبارزان شام بعد اس فتح عظیم کے تلوارین میان سے لیکر قلعہ مین داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت
او قتل کرکے بیس ہزار آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ واہر کی دو بیٹیان کہ بندی مین ہاتھ آئین تھین
بطور تحفہ حجاج کے پاس خلیفہ کے واسطے بھیجین اور تمام بلاد دیول کو امراے عرب پر تقسیم کیا بعد اس کے
دریافت ہوا کہ ملتان بھی راے واہر کے تحت مین تھا لہذا اس طرف نہضت فرمائی اور اُسے فتح کرکے
غنیمت بے اندازہ حاصل کی اور اُسے دار الملک قرار دیکے بتخانون کی جگہ مسجدین بنا فرمائین جب حجاج
نے بادشاہ سند یعنے راے داہر کی بیٹیونکو دار الخلافت مین بھیجا وہ ولید کی حرم سرا مین داخل ہوئین پھر بعد
ایک مدت کے یعنی سنہ ۹۶ چھیانوے ہجری مین ولید نے انھین یاد کیا جب وہ حاضر ہوئین ولید نے اُنکے
نام پوچھے واہر کی بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سرادیوی ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرمل دیوی کہتے ہین
ولید جو واہر کی بڑی بیٹی پر شیفتہ ہوا تھا جب طالب وصال ہوا سرادیوی زبان دعا و ثنا مین کھولکر عرض پیرا
ہوئی کہ مین خلیفہ وقت کے فرش مبارک کی سزاوار نہین ہون کس واسطے کہ عماد الدین محمد قاسم نے تین
شب مجھے بنظر تصرف اپنے مکان مین رکھا تھا شاید رسم اسلام یہی ہے کہ پہلے نفر دست خیانت دراز کرین
اور بعد اُسکے پس خوردہ اپنا خلیفہ کے واسطے بھیجین ولید یہ سنکر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فوراً اپنے ہاتھ
سے ایک فرمان اس مضمون کا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام مین ہو اپنے تئین پوست گاؤ مین مڈھکر
دار الخلافت کی طرف روانہ ہو تاکید مزید اور تاکید شدید تھا کہ حسب المسطور عمل مین لاوے جب
یہ فرمان صادر ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنے پوست خام گاؤ مین اپنے تئین کھینچکر فرمایا کہ مجھے
ایک صندوق مین بند کرکے جلد دار الخلافت مین پہونچا دو جب یہ صندوق ولید کے پاس پہونچا
راے واہر کی بیٹی کو بلاکر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاون کو یون سزا دیتے ہین پھر اس نے زبان خلیفہ کی دعا
مین کھولی اور وصیت کی کہ بادشاہون کو لازم ہے کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنین جب تک وہ
امر میزان عقل و راستی مین نہ تلے اس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیوین پس معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عقل
سے بہرہ نہین رکھتا محض طالع کی قوت سے سلطنت کرتا ہے عماد الدین محمد قاسم ہمارا بھائی اور ہم
ہم اس کے بمنزلہ خواہر کے ہین اُس نے ہرگز دست تصرف ہم پر دراز نہین کیا لیکن جو اُس نے
ہمارے باپ اور بھائیون اور عزیزون اور ہمقوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمین اُسنے تخت شاہی سے حضیض
بندگی مین پہونچایا لہذا ہم نے اپنے انتقام اور اُس کی ہلاکت کے لیے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنا

مقصود حاصل کیا ولد عماد الدین محمد قاسم کی موت سے نہایت متردد اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا اور علاج مدبر نہ تھا کچھ فائدہ نہ بخشا اور بعد موت عماد الدین محمد قاسم کے احوال حکام سند کا کسی تواریخ مشہور اور متداول مین مرقوم ہوا لیکن تاریخ بہادر شاہی میں اسامی اُس مملکت کے حکام کے لکھے ہین ناظرین احوال ملوک سلف پر پوشیدہ نہ رہے کہ بعد عماد الدین محمد قاسم کے ایک جماعت جو اپنے تئین اولاد تمیم انصاری سے جانتی تھی انھوں نے مملکت سند کی بادشاہی کی اُن کے بعد اس حدود کے زمیندار جنھین سومرکان کہتے تھے اور مرد موت اور کثرت اموال و انصار مین ممتاز تھے مہمات سند کے متکفل ہوئے اور اُسکے خاندان مین سو برس سلطنت رہی لیکن اسامی اُنکے کسی کتب تواریخ میں محرر اوراق کی نظر سے نہین گذرے اور جب بادشاہی خانوادہ سومرکان کی گردش فلکی سے طبقہ سمگان میں کہ وہ بھی زمینداران اس مملکت سے تھے منتقل ہوئی تو فرقہ شاہان جام مشہور ہوا اور اُس دو طائفہ کے عہد مین کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ اُنکی مزاحمت پہونچاتے تھے اور اُن کے ممالک پر متصرف ہوتے تھے اور بعد فتح مسلط ہوکر اپنے کارمندوں کے سپرد کر کے اپنے معر دولت کی طرف مراجعت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین قباچہ نے خطبہ اور سکہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر اپنا دار الملک کیا تھا اسواسطے راقم اوراق نے حالات غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ کے پیچ داستانہائے سابقہ کیطرف پھر اپھر تذکرہ ناصر الدین کا کہ بادشاہ علیحدہ سند کا تھا اس مقام میں جداگانہ تحریر کرتا ہے اور بعد اُسکے والیان سمگان کے اسامی کہ علم ناقص نے ساتھ اُسکے احاطہ کیا ہے مرقوم خامہ تحقیق کرے گا

ذکر ناصر الدین قباچہ کی حکومت کا مملکت سند پر

تمام مورخین ہند نے بسبب اولی نسبت کے شاہ ناصر الدین قباچہ کا احوال بادشاہان دہلی کے ساتھ لکھا ہے لیکن مولف اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ اُس سے پرہیز کرکے مقام سامنے شاہان سند کے سلک مین بیان کرتا ہے کہ ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین محمد سام کے غلامان ترک سے تھا اور بہت عقیل اور فہیم اور شجاع باکیاست و عداقت تھا اور ایک مدت اُس نے سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین بسر کرکے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ جیسا کہ چاہیے حاصل کیا اور جب سلطان معز الدین محمد سام کو لشکر خطا کے ساتھ اتفاق محاربہ کا پڑا اُس معرکہ مین اوچھ کا صوبہ دار ملک ناصر الدین بہ معرکہ شہید ہوا تو سلطان نے مملکت اوچھ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کرکے اُس ملک کا سد و بست ساتھ اُسکے رجوع فرمایا اور وہ سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور سلطان ایبک دو دختر اُسکے سلک ازدواج مین لایا تھا یعنے جب ایک بیٹی اُسکی فوت ہوئی دوسری اس کو دی اور سلطان ناصر الدین قباچہ جو سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے مواقف قطب الدین ایبک کا تابع تھا اُس لیے ساتھ اُس کے سلوک پسندیدہ کرتا تھا اور کبھی کبھی اوچھ سے دہلی مین آکر شرف ملازمت سے

مشرف ہوتا تھا لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک کے اکثر قلاع وبقاع سند کو تصرف مین لایا اور سودگان
کو کہ بعضے اُن مین سے مسلمان تھے اور بعضے کافر اُن کو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوائے بلدہ ٹھٹھہ
اور جنگل اور ثغور کے کچھ اُن کے تصرف مین نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دے کر
گوشہ اور کنارہ مین رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصر الدین قباچہ کے اُنھون نے عرصہ قلیل مین پھر سررشتہ
سلطنت کا کف اقتدار مین لاکر سند کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصر الدین
جب خطبہ اور سکہ اپنے نام کر کے ملتان وسہر ند وکہرام وغیرہ سرستی تک اپنے تحت حکومت مین لایا
سلطان تاج الدین یلدز نے طمع اُسکی بعض ممالک پر کر کے چند مرتبہ غزنین سے فوج کشی کی اور ہر مرتبہ
بے نیل مقصود اور محروم پھرا اور لشکر سلطان ناصر الدین کا مظفر اور منصور ہوا اور ۶۱۱ھ چھ سو گیارہ ہجری
مین لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین مین سلطان جلال الدین کی طرف سے تعینات تھا سیوستان کے حدود
پر غالب آیا اور شاہ ناصر الدین اُن سے لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن مویدالملک سنجری وزیر
غزنین منہزم ہوا اور ۷۱۴ھ سات سو چودہ ہجری مین شاہ ناصر الدین لاہور کی تسخیر کو متوجہ ہو کر سرہند
تک اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور جب ۶۱۴ھ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب دہلی سے روانہ ہوا
وہ بھی سامان جنگ اور لشکر کو درست کر کے نیلاب کے کنارے فروکش ہوا شمس الدین شاہ نے
ساحل دریاے مذکور پر پہونچکر بے ملاحظہ گھوڑا پانی مین ڈالا امرا اور سپاہ نے اس کا ساتھ دیا کچھ
آدمی ڈوب گئے سلطان ناصر الدین کچھ دیر دست بہ شمشیر وسنان رہا پھر تاب مقاومت نہ لاکر
ملتان کی طرف مفرور ہوا اور طبل وعلم اس کا اثناے تاخت مین سلطان شمس الدین کی فوج کے
ہاتھ آیا اور چنگیز خان کے حوادث مین خراسان اور غزنین اور غور کے اکابر اور اصاغر اُس سے
رجوع ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب اُس کے انعام اور احسان سے سرفراز اور ممتاز ہوا اور
اُس کی ملازمت اختیار کی لیکن انتہاے حال مین سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ چنگیزی
کے صدمہ سے ہندوستان مین آیا جب اتفاق ناصر الدین سے اُلجھا خرابی بہت اُسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی
اور دولت اس کی انحطاط کی طرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ جب سلطان جلال الدین زمانہ چنگیز خان
مین غزنین کی طرف راہی ہوا اور اُس مقام سے بقصد عبور آب سند کے کنارے گیا چنگیز خان کو یہ خبر
پہونچی اُس نے لشکر بے شمار اُس کے سر پر بھیجا اور آب نیلاب کے ساحل پر جو اب ساتھ آب سند کی
مشہور ہے پہونچکر اطراف وجوانب سے اُسے محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نے آگے تیغ آتشبار اور
پیچھے دریاے خونخوار دیکھکر جوانمردی کی گھوڑے کو میدان وغا مین جولان کر کے بہت کفار تاتار کو خاک
ہلاک پر ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر رستم دستان اور سام نریمان زندہ ہوتا اُس کی اطاعت کا زین پوش اپنے
دوش پر اُٹھاتا اور باوصف اُس کے کہ میمنہ اور میسرہ اُسکی شکست کھاکر متفرق ہو گئے تھے اسپ پاے
ثبات زمین کین مین مستحکم کیا اور صبح سے دوپہر تک مع سات سو سوار قلب مین ایستادہ ہو کر داد مردی اور
مردانگی دی عاقبت الامر جب کام اُس پر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ ہوتی جاتی تھی باگ معرکہ

سے موڑ کر اپنے بیٹوں کے پاس آیا اور اُنھیں وداع کرکے دوسرے گھوڑے تہرور پر سوار ہوا اور پھر صف مغل پر حملہ کرکے کچھ لوگ اُن میں سے کے پسپا کئے اُس کے بعد باگ موڑ کر پھر دریا کے کنارے آیا اور جوشن بدن سے اُتار دیے اور چتر کو سنبھال کر تارے پراد کو تازیانہ سے ہشیار کیا اور اس مقام میں کہ پانی دس گز سے کم نہ تھا گھوڑے کو ڈالا اور شیر خشمناک کے مانند مع سات مرد پانی سے عبور کیا اور گھوڑے سے اُتر کر سار و یراق اور ترکش اور قبا جو پانی سے تر تر تھی دھوپ میں رکھی اور چتر زمین میں گاڑ کر اس کے سایہ میں تنہا بیٹھا اس درمیان میں چنگیز خان دریا کے کنارے پہونچا اور یہ عمل مشاہدہ کرکے اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ لائق ہے کہ ایسے باپ سے ایسا بیٹا وجود میں آئے ابیات

بدین آفرین کرد و گفت از پدر	بدینسان بزاید به گیتی پسر
به صحرا چه شیریست مردی بجنگ	به دریا دلیرست هم چون نهنگ
به گیتی کسی مرد زینسان ندید	نه از نامداران پیشین شنید

چنگیز خان کے سپاہیوں نے چاہا کہ دریاے نیلاب سے عبور کرکے سلطان جلال الدین کو دستیاب کریں چنگیز خان نے انہیں منع کیا اور سلطان جلال الدین نے جب اُن دو مہلکہ یعنی ایک مائدہ جنگ سپاہ دوسرے نیلاب کے غرقاب سے نجات پائی اور پانچ چھ آدمی اُسکے ملازمین سے پیادہ اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے سلطان بالضرورت دو روز ساحل نیلاب کے جنگل میں پوشیدہ رہا اس عرصہ میں اور بچاس لوگ ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اُسوقت یہ خبر پہونچی کہ فی الحال ایک جماعت سوار و پیادہ سے قریب دو سو نفر سامان عیش و عشرت مہیا کرکے کمال غفلت میں حوالی نیلاب کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہیں سلطان جلال الدین نے اپنے یاروں سے کہیں لوٹتے فرمایا کہ ہر ایک شخص ایک لاٹھی جنگل سے کاٹ کر مہیا کرے جب یہ سامان درست ہوا ار روے توکل باو رہمت سالہا اس جماعت پر حملہ آور ہوا ان میں سے اکثر آدمیوں کو چوب دستی کی ضرب سے ہلاک کیا بقیۃ السیف کو جنگل کی طرف مفرور کرکے اُن کی شر سے نجات پائی سلطان نے چارپائے اور ہتھیار اُن کے اپنے آدمیوں پر کہ بعض اُن میں سادہ اور بعض دراز گوش یعنی گدھے پر سوار تھے تقسیم کیے چنانچہ مجموع پانسو اور بیس لوگ ہوئے متعاقب اس حال کے خبر پہونچی کہ اس حدود میں افواج ہندوستان سے تخمیناً تین ہزار مردم حکام سندی طرف سے بہ رسم قراولی مقیم رہتے ہیں سلطان جلال الدین دو تا پانسو اور بیس سوار لے کر اس جماعت کے سر پر گیا اکثر اُن میں سے کچھ قتل کیے اور غنیمت بہت دستیاب کی پھر اس کے کام نے کچھ استقامت پکڑی اور پیچھے سے اور آدمی اُس کے شریک ہوئے یعنی پانسو سوار اور بہم پہونچے اُس وقت اُس کے دفع کے واسطے ایک لشکر عظیم اُس نواح سے متوجہ ہوا اور سلطان جلال الدین علو ہمت سے انکی جنگ لڑکوں کا کھیل سمجھا یعنی حملۂ اول میں انکیں بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا ار رجال و اسباب اُن کا فراہم لاکر چار ہزار سوار مکمل بہم پہونچائے چنگیز خان نے یہ خبر سنکر چند امراے کبار کو اپنے رخصت عوض دی جب انھوں نے آب سندھ سے عبور کیا سلطان

جلال الدین دہلی کی طرف روانہ ہوا اور مغلون نے اس حدود کو تاخت وتاراج کر کے معاودت کی
اور سلطان جلال الدین نے راہ بعید طے کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے مقرب کو
جو بنام عین الملک مشہور تھا بادشاہ شمس الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بسبب گردش روزگار
ناہنجار اور انقلاب لیل ونہار آپ کے جوار مین پہونچے ہین اور جبکہ مہمان مثل ہمارے اتفاقات
سے آپ کی مہمان سراے مین پہونچے وظیفہ مروت اور بزرگی مقتضی اس امر کا ہی کہ ایسا مقام اُس کے
واسطے تعین کیا جاوے کہ چند روز اُس مقام مین بآسائش تمام بسر کرے اور اگر از روے یگانگی
اعانت فرمایئے اتفاق کی برکت سے دشمنون کے ہاتھ سے نجات پاکر ملک موروثی کی طرف
مراجعت کرون سلطان شمس الدین نے جو سلطان کے احوال وتسلط وجلال سے خوب واقف تھا اپنے
ملک مین اس کا قیام مناسب نہ جانا اور اُس کے ایلچی کو پوشیدہ زہر دے کر مسموم کیا اور اپنے ایلچیون
کو تحف وہدایاے بسیار کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس بادشاہ عالیجاہ کے
لائق توقف ایسا مقام کہ آب وہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہین ہی سلطان جلال الدین شمس الدین شاہ
کا مقصود سمجھا اور عنان عزیمت لاہور کے راستہ سے کھکران کی مملکت کی طرف معطوف فرمائی اور
اس مملکت مین پہونچکر کوہ بلالہ اور نبگالہ پر وارد ہوا تاج الدین خلج کو پہاڑ جودی کے سمت روانہ فرمایا
تاکہ اُس حدود کو غارت کر کے غنیمت بے نہایت لاوے اور جب دس ہزار سوار اُس کے نشان
کے سایہ مین جمع ہوئے سلطان کا مکار نے ایک قاصد شیرین بیان چرب زبان بھیجکر سردار کھکران
کی دختر مانگی جو سلطان شہاب الدین کے زمانہ مین مسلمان ہوا تھا سردار کھکران یعنے کوکار سنکار
نے یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنے فرزند کے ہمراہ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ التماس کی
کہ شاہ ناصرالدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کمترین کی ولایت کو مزاحمت پہونچاتا ہی مانع آوین سلطان نے
اُس کے فرزند کو خطاب خلج خانی دے کر اپنے ایک امرا کے ہمراہ کہ وہ بنام اوزبک باشی مشہور
تھا اور پہلوانی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان ناصرالدین قباچہ حاکم اوچہ اور
ملتان کے سر پر بھیجا سلطان ناصرالدین قباچہ مع بیس ہزار سوار آب سندھ کے کنارے جو قریب
اوچہ کے ہی وارد ہوا اور اوزبک باشی اُسے غافل کر کے شبخون لے گیا اور اُس کی جمعیت ایسی
متفرق کی کہ سلطان ناصرالدین بہزار مشقت کشتی مین بیٹھکر کسی طرف بھاگ گیا اور اوزبک باشی
اُس کے لشکرگاہ مین وارد ہوا اور ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجا اور جو خبر لشکر دہلی کے آنے
کی مشہور تھی صلاح توقف مین نہ دیکھی آن پہاڑ دن سے اوچہ کے سمت آیا اور سلطان ناصرالدین کی
بارگاہ مین فروکش ہوکر آدمی اُس کے پاس بھیجا کہ امیر خان کی دختر اور پسر کو جو آب نیلاب کے کنارے
سے بھاگ کر اُس حدود مین آئے ہین ہمارے پاس بھیجے سلطان ناصرالدین نے مقام اطاعت مین
ہوکر امیر خان کے پسر ودختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت مین بھیجا اور خود ملتان کے سمت راہی ہوا
سلطان جلال الدین نے اُس کی ولایت مین کسی طور کا تعرض نہ پہونچایا جب ہوا گرم ہوئی اوچہ سے

کوچ کر کے کوہ جود اور ملا
کا رزار میں ایک زخم
کیا اور وہاں کے کسی آ
کے حکم کے موافق سلطا
کردستا ناصر الدین قباچہ
ناصرالدین قباچہ نے جو
سلطان جلال الدین
نے بھی اس کی اطاعت
کی طرف کراپ آسنے ٹھٹھ
سے تعلق رکھتا تھا وہاں
راہ سے جس کا نام جلیل
خود بھی مع اہل و عیال
نے بلدہ ٹھٹھہ میں استقبال
کر کے مسجد جامع بنائی اہل
اُس کا سلطان غیاث ال
سنہ ۶۲۱ھ چھ سو میں ہجری
کتب تواریخ عجم سے مستفاد
میں آکر اس کو محاصرہ کیا
کیے کر بعد چالیس روز
نے کچ اور مکران میں جا
ولایت آب سندھ کے کنا
کر موجب تعلق اردو تھی
کی کچھ خبر ہو گئی کہ کہاں
سالم سے عراقی ولایت
اور آبادی میں کوشش
شاہ ناصرالدین قباچہ
سلطان ناصرالدین اُسنے
کر کے نظام الملک جن
تسخیر کے واسطے بھیجا ا

اور لنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ میں ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اثنائے
کار اُس کے ہاتھ میں لگا لیکن مساعی جمیلہ اور چابکدستی سے اُسے مفتوح
کی کو ردو نہ چھوڑا اثنائے میں یہ خبر ہو گئی کہ شاہزادہ چغتائی خان چنگیز خان
ں جلال الدین کی تلاش میں آتا ہے سلطان جلال الدین نے بخیال اُس کے
دل سے ہم سے موافق ہوا ہے ملتان کی طرف جا کر بعل ہا چاہا شاہ
لشکر مغل کے روانگی کی سنی تھی اس امر سے انکار کر کے مقام اعظم میں قیام کیا
نے لاچار ہو کر ملتان سے مراجعت کی اور جب اوچہ میں پہونچا وہاں کے باشندوں
کی آگ اُس شہر میں لگا کے غارت کیا اور دو دو روز کے بعد عنان عزیمت لیل
سے کہتے ہیں معطوف فرمائی اور سارے راہ میں جو شہر اور قصبہ کہ ناصرالدین قباچہ
ہو بجز اُسے قتل و غارت کر کے آگے بڑھتا تھا جب ٹھٹھہ میں پہونچا وہاں کے
نبی تھا اور طبقہ سومرگان سے تھا اسباب اور مال اپنا کشتیوں میں لاد کر کے
ور عزم رواناب اُسپر سوار ہوا اور کسی جزیرے میں قرار پکڑا اور سلطان
لست فرمائی اور بتخانہ دیول کا جو ٹھٹھہ کی سرحد میں ہے اسے خراب اور ویران
اس کے بعد ولایت نہروالہ میں لشکر بھیجکر فتح کیا اور بعد وجب سا کہ بھائی
الدین سریر عراق پر تمکن رکھتا ہے تسخیر سندھ اور گجرات کی عزیمت فسخ کر کے
تین کچ اور مکران کے راستے عراق کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ تفصیل اس کی
وہ ہوتی ہے اور چغتائی خان جس نے مع لشکر مغل اُس کا تعاقب کیا تھا اطراف ملتان
شاہ ناصرالدین قباچہ نے آثار مردی اور مردانگی کے اس طور سے ظاہر
کے مردم ملتان محاصرہ کی سختی اور صعوبت سے رہا ہوگئے اور چغتائی خان
اس حدود کو تاخت و تاراج کیا اور اُس سال کا سرا حدود کا لہو میں کر ایک
رے بسر کیا اور تیس یا چالیس ہزار ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا اس بہانے
قتل کیا اور ناجود اُس کے حب وبا اُردو میں ظاہر ہوئی اور سلطان جلال الدین
ہو اور کیا ہوا تب چغتائی خان توران کی طرف متوجہ ہوا اور جب سالار احمکل
شکایت شاہ ناصرالدین قباچہ کو بھی وہ نہایت دلگیر ہوا اور مملکت کی تعمیر
کی اور بعد اس کے سنہ ۶۲۳ھ چھ سو تئیس ہجری میں شمس الدین شاہ لعمش افواج
کے سندھ کے سمت روانہ ہوا جب دارالملک اوچہ کے اطراف میں پہونچا
معسوط کر کے جو قلعہ بکر میں متحصن ہوا سلطان شمس الدین نے اوچہ کو محاصرہ
ابی سعد جیدی کو کہ نسخہ جامع الحکایات اُس کے نام پر تصنیف ہوا ہے قلعہ بکر کی
ر شہر اوچہ کو دو ماہ اور بیس دن کے عرصہ میں مفتوح کیا اور سلطان ناصرالدین

سنے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس بطلب صلح بھیجا ابھی جواب نہ پہونچا تھا کہ کام قلعہ کے رہنے والون پر دشوار ہوا سلطان ناصر الدین کشتی پر سوار ہوکر چاہا کہ جزیرہ مین جو اس اطراف مین تھا چلا جاوے اور درمیان دریا کے وہ کشتی غرق ہوئی لیکن روایت صحیح یہ ہو کہ جب سلطان ناصر الدین اوچہ سے بکر کی طرف گیا سلطان شمس الدین نے فتح اُس شہر کی اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کرکے دار الملک دہلی کی طرف مراجعت فرمائی نظام الملک وزیر نے دو ماہ کے عرصہ مین شہر اوچہ کو بجبر و قہر مفتوح کیا اور بہایت شوکت اور حاولت نے قلعہ بکر کی سمت متوجہ ہوا شاہ ناصر الدین سمجھا کہ زمانہ ادبار کا آپہونچا اب کوشش اور ثبات قدمی فائدہ نہین بخشتی ہی باتفاق عزیز و اقارب مع چند صندوق جواہر و نقود احمر کشتی مین سوار ہوکر جزیرہ کی طرف کہ اُس نواح مین تھا روانہ ہوا ناگاہ چار موجہ طوفان سنے اُس کشتی کو جس پر شاہ ناصر الدین سوار تھا گرداب بلا مین ڈالکے بحر فنا مین غرق کیا اور باقی کشتیان ساحل مراد سے ہمکنار ہوئین **ابیات**

جہانا نداری تو کار دگر	کنی ہر زمانے شکارے دگر	یکی را کنی غرق در جوے آب
یکی را کشی تشنہ اندر سراب	گہ از دست این رخت از ابری	گہ از تیغ آن فرق این را دری
گہ از ماتم این کنی سور او	گہ از ظلمت این نہی نور او	بیا ساقیا می بساغر بریز
	کہ شد باد چون نافہ مشک بیز	

سلطان ناصر الدین قباچہ کی مدت سلطنت بلاد سندھ اور ملتان مین بائیس برس تھی

بیان احوال سمگان کہ زمیندار ممالک سندھ تھے

واضح ہو کہ زمینداران سندھ دو قسم کے ہین ایک کو سومرگان کہتے ہین اور دوسرے کو سمگان اور یہ لوگ اپنے سردار کو جام بولتے تھے الغرض شاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین مسلمانون کی سعی و امداد سے دولت و حکومت خاندان طبقہ سومرگان سے خاندان سمگان مین منتقل ہوئی اور اکثر حکام ان کے جو دولت اسلام سے مشرف تھے بسا اوقات شاہ دہلی کے مطیع اور مالگذار رہتے تھے اور کبھی علم مخالفت بلند کرکے سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتے تھے اور گروہ سمگان اپنے تئین جمشید سے منسوب کرتے ہین چنانچہ لفظ جام اپنے سردار اور مقدم کے نام پر بتقدیم الانا ہم اس معنے سے دیتا ہی اور اول وہ شخص جو اہل اسلام کے زمانہ مین اس گروہ سے حکومت سندھ پر فائز ہوا جام افزاہ تھا اور عقل اور کیاست و افر رکھتا تھا تین سال حکومت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کر گیا اس کے بعد فوت جام جونا نے اپنے بھائی کی وصیت کے موافق کلاہ ریاست زیب سر کرکے بلاد سندھ کی حکومت کی اور یہ والی عدالت شعار تھا اور صفت حلم اور دانائی سے متصف تھا مدت دولت اُس کی چودہ سال تھی

ذکر جام مانی بن جام جونا کی حکومت کا

جب جام جونا نے سافر زمانے کے دور سے شربت اجل کا نوش کیا جام مانی و خوردسالی سے ملک پدر کا دعوی دار ہوا اور لوگوں کو ساتھ اپنے متفق کرکے مسند حکومت پر اجلاس فرمایا اور سلطان دہلی کے ساتھ علم مخالفت بلند کرکے وہ ولایت تمامی اپنے تصرف میں لایا اور باج وخراج دینا بالکل موقوف کیا اس واسطے سلطان فیروز شاہ نے مع لشکر فراواں ۷۶۲ھ سات سو باسٹھ ہجری میں ولایت سند پر چڑھائی کی اور جام جائے دشوار گذار اور مقامات قلب میں پناہ گزین ہوا اور اس قدر چارہ کہ حیوانات لشکر سند کو کفایت کرے اپنے پاس ذخیرہ کیا اور باقی جو پہاڑ اور جنگل میں تھا اسے آگ دے کر جلایا سلطان فیروز شاہ نے علفی سے عاجز ہوکر بمشقت فراواں گجرات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات بسر کرکے شروع جاڑے میں کہ جب چارہ سبز اور پامال علاقے کے تھا ولایت سند کی طرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ جام نے گردش فلکی سے مضطر اور سراسیمہ ہوکر امان چاہی اور مملکت سند اس شاہ عالیجاہ کے تصرف میں آئی پھر اس حدود کا انتظام کرکے دہلی کی طرف عازم ہوا اور جام مانی اور تمام مقدموں کو اپنے ہمراہ لیا بعد چند روز کے جب جام مانی سے خدمت شائستہ اور کارنمایاں ظہور میں آئے سلطان فیروز شاہ باربک سے مقام لطف وعنایت میں ہوکر ولایت سند کی سرداری جام مانی کی تفویض فرمائی اور چتر دے کر رخصت کیا پھر اس نے سند میں جاکر دوبارہ علم حکومت اور نشان دولت کا بخاطر جمع بلند کیا اور جب جام کا جام حیات مادہ فنا سے لبریز ہوکر دست تصلب سے شکست ہوا خوانگاہ لحد میں استراحت کرکے دار الحکومت اوروں کے سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

تذکرہ جام تماجی بن جام مانی کی حکومت کا

جام تماجی اپنے باپ کے انتقال کے بعد جانشین حکومت پر جلوہ گر ہوکر جہانداری کے شغل میں مشغول ہوا اور تیرہ برس اور چند ماہ با فراغ بسر کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور نام عموم جماعت مذکورہ اور خصوص تماجی سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اصل میں اتار دار تھے پھر مسلمان ہوگئے

جام صلاح الدین

بعد فوت جام تماجی کے جام صلاح الدین امر سلطنت کا متکفل ہوا اور گیارہ برس اوقات اطاعت تمام بسر کرکے پیوند زمین ہوا

جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنے باپ کے انتقال کے بعد قائم مقام ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام کی حکومت کا نوش کر کے شربت حیات کا چکھا

جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشراف و اعیان قوم کے حسن اتفاق سے اس ملک یعنے سندھ کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار مین لایا اور اُس کے عدل و داد کی نسیم سے خلائق کے غنچہ امید و آرزو شگفتہ ہوئے اور سیاست کے رعب سے چور اور ڈکیتون سے ولایت کی حراست فرما کر رعایا اور برایا کو مہد امن و امان مین استراحت بخشی لیکن عہد معدلت مہد اُس کا دور شباب کے مانند قلیل البقا تھا یعنے بعد چھ سال اور چند ماہ کے منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اُس کی وفات سے غمگین اور محزون ہوئی

جام کران بن جام تماجی

جب علی شیر چند روز عیش و کامرانی مین بسر کر کے اس کہنہ رباط سے عالم بقا کی طرف خرامان ہوا جام کران اس گمان سے کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت مین دولت اُسکے بیٹے کو پہونچتی ہے مساعی جمیلہ کر کے قلادہ حکومت کا متقلد ہوا اور پھر وسا اپنے بزرگون کی ریاست کا کیا لیکن بدون عنایت ایزدی کسی امر کو دوام و بقا میسر نہین ہے بعد ایک روز اور دو پہر کے ساقی اجل نے شربت ناگوار موت اُسکے حلق حیات مین ڈالا غرضکہ اُسکے بعد فوت قوم تمگان نے شورہ کی مجلس منعقد کر کے بادشاہ کے تعین ہونے کے واسطے مشورہ کیا اور بعد گفتگوے دراز فتح خان ابن اسکندر کو جو قوم تمگان سے تھا اور اس منصب بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اُس نے پندرہ سال کمال استقلال سے مہات حکومت کو انجام دیا پھر قضاے الٰہی سے فوت ہوا

جام تغلق بن اسکندر

جام تغلق جو فتح خان کا چھوٹا بھائی تھا اُس کے بعد فوت ملک سلطنت کے مہات مین مشغول ہوا اور اس منصب بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اس وقت دہلی کی سلطنت مین رواج اور رونق پہلی نہ رہی تھی اس جماعت سے خاطر جمع کر کے سلاطین گجرات سے بنیاد مصادقت اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اُس کے جو شخص قوم تمگان سے تخت پر بیٹھا اُس نے حکام گجرات کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنے پیوند و وصلت سے اپنی دولت کی حفاظت کی اور اٹھائیس برس اور چند روز کے بعد

حسب پیارہ اُس کی زندگانی کا لبریز ہوا ملک دوسرے کے سپرد کر کے گوشہ لحد کا اختیار کیا

جام مبارک

یہ بادشاہ جام تغلق کا قرابتی اور سراپردہ دار تھا بعد فوت تغلق اُس نے اپنی ذات خاص میں لیاقت امر سلطنت کی دیکھکر تکیہ اُس کا ہوا لیکن فرصت کامرانی کی تین روز سے زیادہ سپاہ ملک دوسرے کو دیا

جام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر

حسب اشراف و اعیان سندھ نے جام مبارک کی بادشاہی سے نجات پائی جام اسکندر کو کہ باوجود صغرسنی کے اس امر خطیر کا بھی استحقاق رکھتا تھا مسند حکومت پر جلوہ گر کیا اور اُس نے بھی ڈیڑھ برس مسند سلاطین سلف کو گرم رکھکر سر گریبان عدم میں کھینچا

جام سنجر

یہ شخص عامہ ان سلاطین سے تھا چند سال ملوک ماضیہ کے عہد میں اُس نے امور ملکی و مالی کو انجام دیکر مہمات دنیوی میں خوب مہارت پیدا کی تھی جام اسکندر کے بعد انتقال امرا اور اعیان ملک نے اتفاق کر کے اسے بادشاہی میں قبول کیا اور وہ ملک خوش رفتار حکمت شعار نے آٹھ سال اور چند ماہ ریاست دیار سندھ کے لیے اسے پسند کیا آخر درمیان سے اٹھا کر مسند حکومت پر جائے اُسکے دوسرے کو بٹھایا

جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سنجر کے بعد یہ بادشاہ امور سلطنت کا ایسا مشغول ہوا کہ مملکت میں تازہ رونق اور صلاح و تازہ بھی ظہور میں آئے اور جام سنجر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کا معاصر تھا اور اُس کے عہد سنہ ۸۹۰ آٹھ سو نوے ہجری میں شاہ بیگ ارغون قندھار سے آیا اور قلعہ سوبی کو کہ ایک امرائے نظام الدین کے تصرف میں تھا اور بہادر خان نام رکھتا تھا محاصرہ کر کے بحرو قہر فتح کیا اور واسطے اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کر کے قندھار کی طرف معاودت کی اور اُس کی غیبت میں جام نظام الدین نے اپنے ایک امیر مبارک خان کو جس کو عدالت شجاعت اور مردانگی میں بھی اختصاص تھا قلعہ سوبی کے اخراج کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ فریقین میں چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی عاقبت الامر سلطان محمد قتل ہوا اور قلعہ سوبی پھر جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا کے تصرف میں آیا شاہ بیگ نے یہ سانحہ سنکر میرزا عیسیٰ ترخان کو اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے روانہ کیا اور جام نظام الدین بھی لشکر جرار فراہم لایا اور مبارک خان کو سپہ سالار کر کے اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور سرحد پر دونوں کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کے بہت امرائے قدیم کار گزار

مقتول ہوئے اور مبارک خان زخمی اور بدحال ہوکر بھاگا اور قلعہ بھکر تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور جب عیسی ترخان کی نوید فتح شاہ بیگ ارغون کو پہونچی طمع ملک سند کی کرکے قندھار سے مع لشکر جرار بھکر کی طرف متوجہ ہوا اور اس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قادن جو نظام الدین المشہور بہ جام نندا کی طرف سے اس قلعہ کا حاکم تھا اس نے نشان مدافعہ کا بلند کرکے چند روز جنگ وجدل مین بسر کیے لیکن جب کام قبضہ سے نکل گیا اور لشکر سند سے کوئی اس کی اعانت اور فریاد کو نہ پہونچا اور قلعہ بھکر کا اس وقت مین ساتھ ایسے استحکام کے نہ تھا لہذا قاضی تنگ آن کر امان خواہ ہوا اور قلعہ دشمن کے سپرد کیا اور شاہ بیگ فاضل بیگ کوکلتاش کو بھکر کا حاکم کرکے خود قلعۂ سہوان کی طرف گیا اور اسے بھی فتح کرکے خواجہ بیگ کو سونپا اور اس سال مین اسی قدر پر کفایت کرکے قندھار کی طرف مراجعت کی جام نندا نے پھر بہ صرف زر خطیر لشکر فراہم کرکے ہر چند سعی کی کہ قلعہ سولی کو فتح کرکے پھر تصرف مین لاوے میسر نہ ہوا اس لیے کہ سپاہ سند نے ترکان خونخوار لشکر مرزا عیسی خان کو دیکھا تھا وہ ایسے ہراسان تھے کہ کسی طور ان کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار نہ کیا ایک دن کا مذکور ہے کہ ایک ترکمان کے گھوڑے کا تنگ کھل کر گھوڑے کی پشت سے جدا ہوا اور ترکمان گھوڑے سے اتر کر اسے کھینچنے لگا اس درمیان مین ایک فوج سپاہ سند سے وہان آ پہونچی اور اسے اس حال مین دیکھکر چالیس سوارون نے اس پر حملہ کیا ترکمان نے بہ نیت فرار گھوڑے پر سوار ہوکر قدم اپنا رکاب مین جمایا اور وہ سب سوار سندی اس کے خوف سے ایسا بھاگے کہ پیچھے موڑ کر نہ دیکھا جام نندا کہ جس نے باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزولی مشاہدہ کرکے شدت غضب سے ایسا بیمار ہوا کہ اس کے صدمہ سے جانبر نہ ہوا

جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

باپ کا جانشین ہوا رشید دریا خان کو کہ ایک اعیان ملک اور اس سے قرابت بھی رکھتا تھا منصب امیر جملگی پر منصوب کرکے ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے اقربا سے تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ وخصومت پر آمادہ ہوا اور جب بعد محاربات بسیار اور کوشش فراوان مقصد اس کا حاصل نہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور جو بی بی سلطان مظفر بادشاہ گجرات کی جام صلاح کی چچیری بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نے لشکر بے شمار اس کے ہمراہ کرکے ٹھٹھہ کی طرف رخصت فرمایا اور اس نے سند کی سرحد پر پہونچکر دریا خان کو جو صاحب داعیہ اور ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کرکے وہ ملک بے جنگ وجدل اپنے تصرف مین لیا اور جام فیروز طلوع کوکب سعادت اور نسیم دولت کے چلنے کا امیدوار رہتا تھا چونکہ جام فیروز کے عہد مین دریا خان مملکت کا صاحب اختیار تھا آخر الامر جام فیروز کو طلب کرکے پھر منصب

سرداری پر مقرر کیا اور جام صلاح الدین ایسا سر کھا کر دوبارہ گجرات کی طرف راہی ہوا سلطان مظفر
نے از سر نو سامان جنگ درست کر کے سنہ ۹۲۶ھ نو سو چھبیس ہجری میں اُسے سندھ کی طرف رخصت کیا
اور وہ جام فیروز کو سندھ سے خارج کر کے خود امور سلطنت کا مشغول ہوا جام فیروز بالضرورت شاہ بیگ
ارغون کے پاس التجا لے گیا اُس نے اپنے غلام کو کہ سنبل خان نام رکھتا تھا مع لشکر مستعد جرار
جام فیروز کی امداد کو مقرر فرمایا جام فیروز لشکر ہمراہ لے کر سندھ کی طرف متوجہ ہوا اور سیہوان کے
نواحی میں جام صلاح الدین کے مقابل آیا اور طرفین صف آرائی کر کے آپس میں نہایت
شدت سے لڑے جام صلاح الدین اور بیٹا اُسکا سیت خان مارا گیا اور مملکت سندھ دستور سابق
جام فیروز کے قبضہ میں آئی اور شاہ بیگ جو ہمیشہ سندھ کی تسخیر کا داعیہ رکھتا تھا اور فرصت وقت کا
جویا تھا اُس وقت قندھار سے آن کر سنہ ۹۲۷ھ نو سو ستائیس ہجری میں ٹھٹھہ پر مع مضافات متصرف
ہوا اور حوالی سندھ فتح ٹھٹھہ کی تاریخ ہے اور اُن دنوں میں دریا خان کہ جام فیروز کا پھر مدار المہام
ہوا تھا شاہ بیگ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جام فیروز نے تین برس اس ملک میں
رہ کر بہت کوشش کی جب مقصود اُس کا حاصل نہ ہوا گجرات کی طرف روانہ ہوا اور جو اُنہیں
دنوں میں شاہ مظفر شاہ گجراتی قضائے الٰہی سے فوت ہوا تھا ملک سے مایوس ہو کر سندھ کی طرف مراجعت کی
اور جب دیکھا کہ ارغونیہ ملک سندھ کے لینے میں مستعد ہیں اور مجھے اُسکے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ناچار
ممالک سندھ سے برداشتہ خاطر ہوا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر گجرات کی طرف راہی ہوا اور
امرائے سلطان بہادر کے سلک میں منتظم ہوا دولت خاندان سمگان کو زوال آیا اور مملکت
سندھ شاہ بیگ ارغون کے قبضہ اقتدار میں آئی اور روز بروز نشان اُس کی شوکت کا اُس ملک
میں بلند رہا منقول ہے کہ سنہ ۹۲۸ھ نو سو اٹھائیس ہجری میں شاہزادہ بدیع الزمان میرزا بیٹے
سلطان حسین بادشاہ ہرات کے فرزند جب شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس سے بازگشت کی اور
استرآباد میں مقام میسر نہ ہوا تو سندھ میں تشریف لایا جام فیروز حاکم اوچ اور ٹھٹھہ نے استقبال کر کے مراسم
تعظیم اور لوازم تکریم بجا لایا اور اپنی ہمت اور سلطنت کے لائق پیشکش نفیسہ بھیجی اور میرزا
بدیع الزمان نے ایک سال سے زیادہ سندھ میں استقامت نہ فرمائی پھر شاہ اسمٰعیل صفوی
کی طرف عزیمت کی ؛

بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر ذوالنون بیگ کا بیٹا ہے جو سلطان حسین میرزا بادشاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار اور
اُس کے فرزند بدیع الزمان میرزا کا اتالیق تھا اور اُس کے باپ دادا چنگیز خان کے عہد سے
اُس وقت تک امرائے عظام کے سلک میں منسلک رہے اور سنہ ۸۸۴ھ آٹھ سو چوراسی ہجری میں ولایت قندھار کی
زمین داور اور ساغر اور تولک اور تمراہ امیر ذوالنون ارغون کی تفویض ہوئی لیکن چند سال بعد

شاہزادون کو باری باری باسم حکومت قندھار کی طرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اس ولایت کی سرداری مین استقلال پاکر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت قندھار اپنے فرزند شجاع بیگ المشہور بشاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبدالعلی ترخان کو سانواور تولک کی داروغگی مرحمت کی اور غور کی امارت ساتھ امیر فخرالدین اور امیر دردیش کے رجوع کی اور خود زمین داور مین استقامت کرکے چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نے اپنے باپ سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریاے غضب کی موج زنی سے ہراسان تھا اپنی بیٹی اُس کے ازدواج مین لاکر کشتی موافقت مین سوار ہوکر ساحل نجات سے ہمکنار ہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیبک خان اوزبک کی جنگ مین کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون سے ہوئی تھی مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت بدیع الزمان کے حکم کے موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ کے متعلق ہوئی اور شجاع بیگ یعنے شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب بھکر اور بعض ولایات سند کو اپنے حوزۂ تسخیر مین لایا اپنے باپ کے انتقال کے بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر مین ہوکر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا ناگاہ فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے کابل سے بہ قصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُس کے فتح کرنے مین مصروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ کے واقعات مین مذکور ہوا ہی اس قدر سعی اور تدبیر جو ممکن تھی بجالایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اس وقت جام فیروز اور جام صلاح الدین جو آپس مین بمقام نزاع تھے اس واسطے شاہ بیگ ارغون قلعہ قندھار کی محافظت سے دست کش ہوکر بھکر مین آیا اور وہان فوج کو آراستہ کرکے اُسی سال ٹھٹھہ کی سمت روانہ ہوا اور اُس پر متصرف ہوکر اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا شاہ بیگ فضائل علمی سے بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور شرح مطالع منطق پر حواشی لکھے ہین اور شجاع اور بہادر بھی ایسا تھا کہ جنگ صف مین سب فوج کے آگے رہتا تھا ہرچند لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی بہادی سردارون کے لائق نہین ہی اُن کی فہمائش فائدہ نہ بخشتی تھی اور اُنھین یہ جواب دیتا تھا کہ مین کیا کرون لڑائی کے وقت مین بے اختیار اور مجبور ہوجاتا ہون اور میرے دل مین یہ آتا ہی کہ کوئی شخص مجھسے سبقت کرکے آگے نہ کھڑا ہوا اور سنہ ۹۳۰ھ نوسوتیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہوکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور اُس کا بیٹا شاہ حسین ولیعہد ہوکر اس سلطنت کا متکفل ہوا

ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومت کا

حسین شاہ بعد فوت پدر سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جیسا کہ تمام ولایت سند کہ شاہ بیگ

ارغون کے ہاتھ نہ آئی تھی اُس پر متصرف ہو کر سب ایک صوبہ کر لیا اور بھکر کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کر کے نہایت مستحکم اور سنگین کیا اور سیوان کے حصار کو بھی تعمیر فرمایا جب فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے اُسے ملتان کے بھی قصد کا حکم دیا اور وہ حکم کے موجب سنہ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری میں سامان جنگ اور اسباب سفر درست کر کے اُس طرف روانہ ہوا یہ خبر سلطان محمود حاکم ملتان کو پہونچی اُس نے ایلچی معتبر بھیجکر فسخ عزیمت کی التماس کی لیکن عرض اُس کی قبول ہوئی اور سلطان محمود اسی عرصہ میں مرگ مفاجات سے فوت ہوا اور اُس کا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب مناب ہوا اور ملتان میں نشان حکومت کا بلند کیا شاہ حسین اُسے فرصت نہ دے کر بہ کوچ متواتر ملتان میں آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد ایک سال اور چند ماہ صبح کے وقت آخر سنہ ۹۳۳ھ نو سو تینتیس ہجری میں سحر اور مفتوح کیا اور بہت سکنائے شہر مقتول اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئے اور شاہ حسین نے سلطان حسین کو مقید کر کے شجاع الملک کو کہ عمدہ ملتان تھا نہایت سیاست سے ہلاک کیا اور اُس شہر کو خواجہ شمس الدین کے سپرد کر کے ٹھٹہ کی طرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی غیبت میں ملتان کی خلقت لنگرخان سے موافق ہو کر خواجہ شمس الدین کو خوار سا کے باہر نکال دیا اور شاہ حسین نے موقع وقت نہ دیکھکر اُس کے استخلاص میں مستعدی نہ کی اور سنہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس ہجری میں ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور کے غلبہ کے سبب کہ مالک ہندپر مسلط تھا لاہور سے بقصد استمداد تسخیر ہندوستان ولایت سندھ کی طرف متوجہ ہوا اور اطراف بکر میں پہونچکر اقامت کی اور مشورہ کے واسطے فرمان طلب شاہ حسین کے نام کہ ٹھٹہ میں تھا ارسال کیا شاہ حسین نے چھ ماہ امروز فردا کر کے آخر کو جواب دو ورار صواب دیا چنانچہ تحریر مافسابق سے واضح ہوا ہوگا آخرش حضرت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ شاہ حسین کی تنبیہ اور تادیب کی فکر میں ہو کر حدود بھکر ناصر میرزا کو کہ آنحضرت کا چچا ہوتا تھا سپرد فرمائی اور خود بدولت واقبال ٹھٹہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہ حسین ارغون نے جو مرد حیلہ گر اور مدبر تھا میرزا ناصر کو وعدہ دامادی اور نوید بادشاہی موافق کر کے فرمایا تو ٹھٹہ اور بھکر کا قلعہ ناصر میرزا کے نام ٹھہرا گیا اور شاہ حسین دریا کے راستہ سے ہمایون بادشاہ کے اطراف اردو میں پہونچا اور رسد غلہ اور تمام مایحتاج لشکر مسدود کیا ہمایون بادشاہ عاجز ہوا بہ بیرم خان کی ہدایت اور نمائش سے مقام صلح میں آیا اور باوصف اُس کے کہ دو سال اور چھ ماہ اُس حدود میں بسر کیا تھا الغرض صلح مسعود راحت بار کشتی اور کشتیاں در کار تھیں شاہ حسین سے لیکر سنہ ۹۴۱ھ نو سو اکتالیس ہجری میں دریا سے عبور کر کے قندھار کی طرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصود حاصل ہوا ناصر میرزا سے وعدہ خلافی کر کے اس قدر بدسلوکی اور بے مروتی کی کہ وہ ہمایون بادشاہ کی مخالفت سے نہایت شرمندہ ہو کر کابل کی طرف راہی ہوا اور سنہ ۹۵۲ھ نو سو باون ہجری میں میرزا کامران ولد بابر شاہ ہمایون بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر شاہ حسین ارغون کے پاس سندھ میں آیا اور شاہ حسین نے مہمانداری کے لوازم میں کوئی

دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کے موافق کامران میرزا کے عقد مین درلایا اور امراے ارغون کو اُس کے ہمراہ کرکے نقود فراوان دے کر کابل کی طرف اس حدود کے استخلاص کے ارادہ سے روانہ کیا اور بعد اس کے شاہ حسین ارغون نے تیس سال اوقات عزیز امور شاہی مین صرف کی سنہ ۹۶۲ نوسو چونسٹھ ہجری مین دل اس جہان فانی سے اُٹھاکر خیمۂ اقامت عالم بقا مین بلند کیا۔

بیان میرزا عیسی ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کے بعد انتقال سلطان محمود نے بھکر مین اور میرزا عیسی ترخان نے ٹھٹہ مین داعیہ سرداری کا کیا یعنے ہر ایک نے اپنے اپنے مقام مین خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن فریقین کے درمیان مین کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسی ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور سنہ ۹۷۵ نوسو پچھتر ہجری مین وفات پائی اور چونکہ مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونیہ سے دودمان ترخانیہ کے سمت معلوم نہ تھی اس واسطے اُس کی شرح مین اقدام نہین کیا اس قدر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسی ترخان ترکمان قوم سے شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

ذکر میرزا باقی کی حکومت کا

جب میرزا عیسی ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اُس کے بڑے بیٹے میرزا محمد باقی اور چھوٹے فرزند میرزا جان بابا کے مابین سلطنت کے بارہ مین خرخشہ اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد قوی کے میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفق وملائمت جاری رکھکر ہمیشہ بارسال تحف وہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بھکری کے ساتھ اپنے باپ کے بدستور کبھی صلح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اُس نے اٹھارہ برس) کمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے ہجری مین اجل طبیعی سے فوت ہوا

تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کے بعد ارتحال میرزا جانی حکومت ٹھٹہ پر فائز ہوا اور چونکہ محمد اکبر بادشاہ ایک مدت لاہور مین رونق افزا ہوکر منتظر اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اظہار اخلاص کے واسطے ملاقات کو آوے لیکن خلاف اُسکے وقوع مین آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بھکر قبل اس سے مسخر کیا تھا اس بہانہ کو دست آویز کرکے ولایت ٹھٹہ اور بلاد کی تسخیر کا داعیہ کیا اور سنہ ۹۹۹ نوسوانسٹھ ہجری مین میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بھکر اور

ملتان جاگیر دے کر اُس طرف روانہ فرمایا میرزا عبدالرحیم خان خانان پہلے قلعہ سہوان کو محاصرہ کرکے اور قلعوں اور شہروں کی تسخیر کے لیے عازم ہوا اور میرزا جانی نے لشکر جاعہ اور اُس طرف کے تمام زمینداروں کو فراہم لاکر مع توپخانہ اور کشتی اور غراب بسیار سہوان کی طرف عزیمت کی اور میرزا عبدالرحیم المعروف بخان خانان ترک محاصرہ کرکے اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیرپور کے نواح میں پہونچا فریقین کے درمیان فاصلہ سات کوس کا باقی رہا میرزا جانی نے غرابون کو کہ ایک سو سے زیادہ تھیں مع دو سو کشتی جو تیراندازوں اور گولہ اندازوں اور دیگر آلات حرب سے مملو کیا تھا جنگ کے واسطے بھیجا اور میرزا عبدالرحیم نے باوصف اُس کے کہ زیادہ پچیس غراب سے رکھتا تھا اپنے آدمیون کو اُن کے مقابلہ کے واسطے بھیجکر بنیاد جنگ قائم کی اور میرزا عبدالرحیم دریا کے کنارے ایساده ہوکر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک توپ بزرگ کا گولہ میرزا جانی کی ایک کشتی عمدہ پر تاک کر ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ جماعت کثیر جو اُس پر سوار تھی بحر فنا میں غرق ہوئی اور سات کشتیاں میرزا جانی کی گرفتار کیں اور دو سو آدمی مارے گئے اور ایک شبانہ روز جنگ قائم رہی عاقبت الامر محرم کی چھبیسویں تاریخ سنہ ایک ہزار ہجری میں سندیون نے شکست کھائی میرزا جانی دریا سے سند کے کنارے اُس زمین پر کہ اُس کے اطراف و جوانب میں پانی اور دلدل تھی وارد ہوا اور اپنی فوج کے گرد و پیش ایک قلعہ تیار کیا اور خان خانان اُس کے مقابل میں فروکش ہوا اور مورچے تقسیم کیے چنانچہ دو ماہ کامل ہر روز ایک جماعت بہادروں کی طرفین سے آن کر جنگ میں مشغول ہوتی تھی اور کام آتی تھی اور جب سندیون نے ہر اطراف سے رسد غلہ اور مایحتاج لشکر سد کی میرزا عبدالرحیم خان خانان کی فوج میں ایسا قحط پڑا کہ ایک نان جان کے بدلے ارزان اور عزیز تھی

ابیات

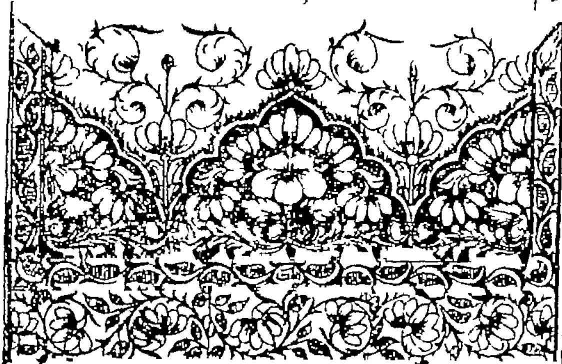
گشت نان تنگی جہانے تنگدل	گرسنہ نالان و سیران سنگ دل
ہر کرا دیدار نان بودے ہوس	قرص خور در آسمان دیدی و بس

میرزا عبدالرحیم خان خانان ناچار اور لاعلاج ہوکر اس مقام سے کوچ کرکے پرگنہ جوان کی طرف جو ٹھٹھہ کے قریب ہے گیا اور ایک جماعت کو سہوان کے محاصرہ کے واسطے بھیجا میرزا جانی آنکھیں کر وہ ٹھٹھہ کر اُن کے سر پر گیا خانخانان نے جب یہ حال دیکھا اپنے سپہ سالار دولت خان لودی کو مع فوج اُس جماعت کی کمک کو بھیجا عرصکہ فریقین کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی میرزا جانی نے شکست پائی اور دریا سے عبور کرکے موضع ارلول میں نزول کیا اور اپنے گرد قلعہ بناکر پناہ لی خانخانان نے چاروں طرف سے محاصرہ کیا اور ہر روز لڑائی ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ لشکر سند غلہ کی نایابی سے نہایت تنگ اور عاجز ہوا اونٹ اور گھوڑے ذبح کرکے کھانے لگے اور میرزا جانی نے یہ حال مشاہدہ کرکے خانخانان کو یہ پیغام دیا کہ میں ارادہ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت کا رکھتا ہوں مجھے تین مہینے کی مہلت دیجیے کہ میں اپنا سامان درست کرکے آنحضرت کی درگاہ میں روانہ ہوں میرزا

عبدالرحیم خان خانان نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اپنے بیٹے میرزا ایرج کے عقد ازدواج مین لایا اور بعد انقضائے موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹھہ اور بلاد سند پر متصرف ہوا اور سنہ ایک ہزار ایک ہجری مین میرزا جانی کو ہمراہ لے کر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پابوسی سے مشرف کیا اور میرزا جانی نے امرا کے سلک مین انتظام پایا اور میرزا عبدالرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے ملکت سند بادشاہ دہلی کے ممالک مین داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اُس ملک مین کچھ دخل نہ رہا

ذکر سلطان محمود بھکری کے انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا تھوڑی تقصیر پر آدمی کی خونریزی کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے محب علی خان پسر میر خلیفہ کو زمین بھکر کی تسخیر کو تعین فرمایا اُس نے وہان جاکر قلعہ بھکر کے سوا نصف ملک پر اپنا قبضہ کیا سلطان محمود نے مضطرب ہوکر محمد اکبر بادشاہ کو عرض داشت کی کہ قلعہ بھکر کو محب علی خان کے سوا جس شخص کو حکم ہو تفویض کر دون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہونچنے گیسو خان کے سلطان محمود باجل طبیعی فوت ہوا اور گیسو خان نے سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی ہجری مین قلعہ بھکر پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی۔



مقالہ نوان سلاطین ملتان کے بیان میں

ناظرین ریمکین اور واقعات تواریخ کی خدمت میں عرض پرداز ہوتا ہون کہ آغاز ظہور اسلام بلدہ ملتان مین محمد قاسم کے زمانہ سے ہوا اور بعد اُس کے سلطان محمود غزنوی کے عہد تک احوال ملتان کا کسی صحیح کتب تواریخ میں نہیں لکھا بلکہ ہوا اگر تھی اُس زمانہ کی کتابین مشہور و معروف نہین ہین اس قدر ترجمہ تاریخ یمینی وغیرہ مین مرقوم ہی کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملحدون کے تصرف سے مستخلص کیا اور مدت دراز تک وہ ملک اُس خاندان عظیم الشان کے تصرف میں رہا جب دولت غزنویہ بسبب تنزل کے ضعیف ہوئی ملتان پھر قرامطہ کے تصرف میں آیا اور بعد اُس کے سلطان معزالدین محمد سام کا اُس پر قبضہ ہوا اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری تک سلاطین دہلی کے زیر نگین تھا جب اُن سنوات مین اقلیم ہندمین بسبب آشوب کے طوائف الملوکی شروع ہوگئی تو ملتان مین بھی حاکم علیحدہ ہوا جیسے اُس دیار کی عنان حکومت شاہان دہلی کے ہاتھ سے نکل گئی تھی چند حکام نے بہم حکومت کی

تذکرہ شیخ یوسف ملتانی کی حکومت کا

جب دارالملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خان کو نوبت بہ نوبت پہونچی تو اُس کے ارکان مین خلل واقع ہوا اور ولایت ملتان سیاہ آمل کی تاخت سے کہ قندھار اور غزنین اور کابل سے متعلق رہتی تھی زیر و زبر ہوئی اور دارالحکومت حاکم کے وجود سے خالی ہوگیا ملتان کے رئیس متفق ہوکر حاکم مقرر کرنے کی فکر میں ہوئے اور حضور بزرگی طبقہ اہلیہ

غوث الزمانی بہاء الدین ذکریا ملتانی کی شرح و بیان سے خیج بر ہے اس سبب سے اُس ملک کے
اہالی اور شرفا نے شیخ یوسف قریشی کو کہ خانقاہ کی تولیت اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی
کے روضہ رضیہ کی مجاوری اور نگہبانی ساتھ اُس کے تعلق رکھتی تھی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین
سریر سلطنت ملتان پر متمکن کیا اور منبرون پر خطبہ ملتان اور رامتیہ اور اُس کے اطراف اور اکناف کا شیخ یوسف
کے نام پڑھا اور اُس نے بھی لوازم بزرگی مین مشغول ہو کر اس حدود کے تمام باشندون کی تسلی اور دلجوئی
کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمینداروں کے مرغ دل کو رام کیا اور راے سہرہ جو جماعت
افغان لنکاہ کا سردار تھا اور قصبہ سوہی مع مضافات ساتھ اُس کے تعلق رکھتا تھا اُس نے شیخ یوسف
سے باین عبارت پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باپ دادا کے وقت سے آپ کے سلسلہ
رضیہ کی نسبت مستحکم ہی لہذا بنظر خیر خواہی عرض گذار ہون کہ جو مملکت دہلی مین فتنہ و فساد برپا ہوا اور
اس عرصہ مین سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہی مناسب یہ ہی کہ قوم
لنکاہ کا دل ہاتھ مین لائیے اور ہمین اپنی فوج کا سردار بنائیے تو ہم جان نثاری اور جان سپاری
مین دریغ جائز نہ رکھین اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادہ [illegible] کے استحکام کے واسطے اپنی دختر
آنحضرت کو دیتا ہون اور ساتھ دامادی کے قبول کرتا ہون شیخ اس امر سے نہایت محظوظ ہوئے اور
راے سہرہ کی دختر کو برسم سلاطین اپنے عقد مین لائے اور راے سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبہ
سوئی سے ملتان مین آیا اور تحف و ہدایاے لائق شیخ کی خدمت مین گذرانا لیکن شیخ احتیاطاً اُسے قبول
نفرماتے تھے کہ ایسا نہو راے سہرہ شہر ملتان مین بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے شہر
کے باہر وارد ہو کر اپنی دختر کے دیکھنے کو تنہا جاتا تھا ایکبار تمام فوج اپنی فراہم کر کے ملتان کی سمت روانہ ہوا
اور چاہا کہ مکر و حیلہ سے شیخ کو دستگیر کر کے ملتان کا حاکم بنون جب ملتان کی نواح مین پہونچا شیخ یوسف قریشی
کو پیغام بھیجا کہ ابکی مرتبہ تمام فوج لنکاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہون تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کر کے اُن سے خدمات
لائقہ لیوین شیخ نے حیلہ اور افسون دہر سے غافل ہو کر اُسکی التماس پذیرا فرمائی اور راے سہرہ نماز واجب ادا
کر کے مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ مین جا کر ایک بکری کا
بچہ ذبح کر کے اُسکا خون گرما گرم ایک پیالہ مین بھر کر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور مین قیام کیا
راے سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از روے مکر و فریب مرغ کاذب کی طرح
بیوقت فریاد کر کے بولا کہ میرے شکم مین درد ہوتا ہی اور لحظہ بلحظہ اُسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور آدھی رات کے وقت وکلاے شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کر کے اُس جماعت کے روبرو
استفراغ دموی کیا اور اثناے وصیت مین رو رو کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے وداع
کیواسطے بلایا جب شیخ یوسف کے اعیان و ارکان نے راے سہرہ کی حالت ردی دیکھی اُسکے عزیز و
اقارب کے آنے مین مضائقہ نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اُس کے قلعہ مین داخل ہوے بارادہ انتزاع
سلطنت سر بستر بیماری سے اُٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو قلعہ کے ہر دروازہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ خبردار

شیخ یوسف کے کسی نوکر کو جو قلعہ کی چھاؤنی سے باہر تھا آنے نہ دیا پھر شیخ یوسف کی خلوت سرا
میں داخل ہو کر انہیں دستگیر کیا

ذکر قطب الدین لنگاہ کی سلطنت کا

جب رائے سہرہ نے شیخ کو قید کر کے اپنا لقب سلطان قطب الدین لنگاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اپنے
نام جاری کیا اور ملتان کی خلقت نے اس کی حکومت سے راضی ہو کر بیعت کی رائے سہرہ نے اُس
وقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کی طرف شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر
انوار کے قریب واقع ہے برآمد کر کے دہلی کی سمت رخصت کیا اور اس دروازہ کو خشت و سنگ سے
چنوا دیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دروازہ آج تک کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہے مسدود ہے سالن
مذکور ہمیشہ ملتان حکومت مستحکم کر کے امور سلطنت میں مشغول ہوا اور جب شیخ یوسف دہلی میں داخل
ہوئے بادشاہ بہلول لودھی نہایت اعزاز و احترام سے پیش آیا اور اپنی بیٹی کا شیخ کے صاحبزادے
سے جن کا نام شیخ عبداللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہمیشہ عنایتہاے نیک سے قوی پشت اور مسرور
خاطر رکھتا تھا اور شاہ قطب الدین لنگاہ ملک ملتان میں نہایت فراغت سے حکومت کرتا رہا بعد ایک
مدت کے سنہ ۸۷۴ آٹھ سو چوہتر ہجری میں سلطان قطب الدین اجل طبعی سے فوت ہوا اور مدت
اُس کی سلطنت کی سولہ برس تھی

ذکر شاہ حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ کی شاہی کا

جب قطب الدین لنگاہ نے ودیعت حیات مستعار مالک حقیقی کے سپرد کی اعیان دولت نے بعد
ادائے لوازم تعزیت اُس کے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دے کر سریر سلطنت پر بٹھایا اور
ملتان اور اُس کے اطراف میں خطبہ اُس کے نام پڑھا اور وہ نہایت فاضل اور مستعد اور الطاف خداوندی
کے ورود اور نزول کے شایان تھا اُس کے ایام دولت میں علم و فضل کا درجہ بلند ہوا اور علماء اور
فضلا اُس کے خوان انعام و احسان سے بہرہ یاب ہونے لگے اور آغاز دولت اور ایام شباب میں قلعہ شور
کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں قلعہ شور غازی خاں کے تصرف میں تھا اور
غازی نے جب یہ خبر سنی تو سامان جنگ درست کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور دو کوس آگے بڑھ کر
شاہ حسین لنگاہ سے لڑا اور داد مردی اور مردانگی دی جو نتیجہ اور شکست کا غبار چہرہ پر پڑا تو ثبات اُس
کا میدان معرکہ سے ہل گیا اور بھاگ کر قلعہ شور گیا ملک سہرہ کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ اہل و عیال
اُس کے قلعہ شور میں تھے انہوں نے حصار داری کا اسباب درست کر کے قلعہ کو مضبوط کیا اور بہت
کمک پہنچنے کے منتظر تھے کہ امرائے غازی خاں جو کہ سہرہ اور چنیوٹ اور خوشاب تصرف میں تھا
کمک کو نہ پہنچے اس امید پر چند روز کی مہلت محاصرہ اٹھائی جب کمک پہنچنے سے مایوس ہوئے جان

کی امان چاہکر قلعہ شاہ حسین لنکاہ کے سپرد کیا اور بہیرہ کی سمت روانہ ہوے اور شاہ حسین لنکاہ
نے مہمات ملکی کے سرانجام کے واسطے چند روز سورہین توقف کیا پھر قصبہ چنیوٹ کی سمت عازم
ہوا اور ملک باجہی کہکر وہان کا جو داروغہ تھا اُس نے چند روز اپنے ناموس کی حفاظت کے
لیے محنت محاصرہ اپنے اوپر گوارا کی آخر کو وہ بھی امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوا اور بہیرہ
کا راستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بندوبست کرکے ملتان کی طرف معاودت کی اور چند روز
وہان استراحت کرکے کوتکر کی طرف سوار ہوا اور اس نواح کو قلعہ دہنکوت کی حدود تک اپنے تصرف
مین لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کے واسطے داد بیداد کرتا تھا جس
وقت کہ شاہ حسین لنکاہ قلعہ دہنکوت کی طرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت جان کر اپنے
فرزند باربک شاہ کو کہ احوال اُس کا وقایع سلاطین دہلی اور شاہان جونپور مین گذارش ہوا ہے
ولایت ملتان کی تسخیر کے واسطے رخصت فرمایا اور تاتارخان لودھی کو مع لشکر پنجاب باربک شاہ کے ہمراہ
نامزد کیا چنانچہ باربک شاہ اور تاتارخان لودھی بکوچ متواتر ملتان کی طرف روانہ ہوے اتفاقاً ان
دنون مین سلطان حسین کا برادر حقیقی جو قلعہ کوٹ کرور کا حاکم تھا اُس نے اپنا لقب شاہ شہاب الدین
لنکاہ رکھکر نشان بغاوت کا بلند کیا شاہ حسین لنکاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین مقدم جان کر
بجناح استعجال وہان پہونچکر سلطان شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اُس کے پانون مین بیڑیان
ڈال کر ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ باربک شاہ اور تاتارخان
سواد ملتان کے قریب مصلاے عید مین جو شہر کے پہلو مین ہے فروکش ہوکر قلعہ گیری کے سامان مین
مشغول ہین شاہ حسین لنکاہ شبا شب دریاے سندھ سے عبور کرکے آخر شب ملتان مین داخل ہوا
اسوقت تمام فوج کو جمع کرکے یہ فرمایا کہ تمام سپاہ سے امید شمشیر زنی کی نہین ہوتی ہے کسواسطے کہ اُس مین سے
بعضون کو اپنے اہل وعیال کی محبت دامنگیر ہوتی ہے وہ جماعت اگرچہ شمشیرزنی کے کام نہین آتی لیکن وہ
لوگ مصالح کے واسطے اور شغل قلعہ داری یا زیادتی سواد لشکر اور شغل اُسکے دیگر امورین کام آتے ہین
غرضکہ اس مقدمہ کی تمہید کے بعد فرمایا کہ جو شخص بے تکلف جنگ صف کرے وہ صبح کو شہر سے باہر
جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری مین مشغول رہے چنانچہ بارہ ہزار سوار و پیادہ جرار لڑنے پر آمادہ ہوے
اور جب آفتاب جہانتاب اُفق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کرکے طالع ہوا تمام فوج طبل جنگ بجاکر شہر سے
روانہ ہوئی اور سلطان حسین نے سپاہ دہلی کو اپنی پیشرو کرکے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوا تمام پیادے ہو وین
اور اول وہ خود پیادہ ہوا اس کے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق ایکبارگی تین تیر دشمن کی فوج پر
مارین جب اول مرتبہ بارہ ہزار تیر ایکبار خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن مین اضطراب عظیم
ظاہر ہوا اور دوسری زد مین جمعیت اُن کی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اس طرح
بدحواس ہوکر بھاگے اور دشمن کا خوف اُن کے دل پر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سورہین پہونچے اور وہان کے
قلعہ کی طرف اصلا التفات نہ کی پھر وہان سے بھاگ کر چنیوٹ مین دم لیا اور اس فتح سے لشکر ملتان

وجمعیت تمام آسودگی بسیار ہوئی جب باربک شاہ اور تاتار خان قلعہ چینوٹ میں پہونچے
سلطان حسین کے تھانہ دار کو مع تین سو مرد کے بقول عہد قلعہ سے برآوردہ کیا اس کے بعد
نقض عہد کر کے ایک کو زندہ نہ چھوڑا اور سلطان حسین اس فتح کو فوز عظیم جان کر قلعہ چینوٹ کے
استخلاص کا ارادہ اپنے دل میں نہ لایا اور اسی عرصہ میں ملک سہراب دودائی مع اسمٰعیل خان اور فتح خان
...اب معہ تمام قوم رہیلہ بلوچ اور کران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج میں ملحق ہوا اور شاہ حسین لنگاہ
نے ملک سہراب بلوچ کا آنا اپنے اوپر مبارک سمجھا قلعہ کوٹ کروڑ سے قلعہ دھنکوٹ تک تمام ولایت
اسے اور اس کی قوم کو جاگیر دی چنانچہ یہ خبر سن کر اور بلوچ بھی بلوچستان سے شاہ حسین لنگاہ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور روز بروز جمعیت اس کی زیادہ ہوتی گئی اور شاہ حسین لنگاہ نے اس
ولایت کا بقیہ جو دریاے سندھ کے کنارے آباد ہے بلوچیوں کی سکونت میں مقرر کیا اور رفتہ رفتہ سیت پور سے
دھنکوٹ تک تمام ولایت بلوچوں سے متعلق ہوئی اور انھیں دنوں میں جام بایزید اور جام ابراہیم
جو قبیلہ سمیہ کے سردار تھے جام سندا والی سندھ کے حاکم سے آزردہ ہو کر شاہ حسین کی
خدمت میں حاضر ہوئے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو ولایت بکر اور ٹھٹہ کے مابین واقع ہے
اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سمیہ کے جو اپنے تئیں اولاد جمشید سے جانتے تھے تعلق رکھتی تھی چونکہ قوم سمیہ
شجاعت اور شہامت میں ممتاز تھی اور جام سندا کہ قوم سمیہ سے تھا اور وہ بھی اپنے تئیں اولاد
جمشید سے جانتا تھا اس قوم سے ہمیشہ ہراساں رہتا تھا اتفاقاً سرداران سمیہ کے درمیان میں
عداوت ظاہر ہوئی جام نظام الدین المشہور بجام سندا نے اس امر کو غنیمت عظمیٰ تصور کر کے مخالفوں کی
جانب داری کی اور جام بایزید اور جام ابراہیم کہ دونوں برادر حقیقی تھے انکی کچھ رعایت نہ کی اس وجہ
سے جام بایزید اور جام ابراہیم جام سندا سے آزردہ ہو کر شاہ حسین لنگاہ کے نزدیک ہوے
اور اس نے ولایت شور پر جام بایزید کو اور ولایت اوچہ پر جام ابراہیم کو مقرر کر کے دونوں کو جاگیر
پر رخصت کیا جو جام بایزید فضائل علمی سے بہرہ یاب تھا اس واسطے اہل فضل سے صحبت رکھتا تھا اور
اس اطراف میں فاضل کو جس مقام میں سنتا تھا کہ رہتا ہے اس کے احوال پر اس قدر تفقد اور مہربانی
کرتا تھا کہ وہ بے اختیار اس کی مجلس میں ہو کر اس سے فائدہ مند ہوتا تھا اور یہ بھی کہتے
ہیں کہ جام بایزید اہل فضل کے ساتھ اس قدر محبت رکھتا تھا کہ شیخ جمال الدین قریشی جو شیخ عالم قریشی
کے فرزند تھے اور انھوں نے خراسان میں قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے اور باوجود اس کے کہ
حواس ظاہری ان کے مختل ہونے سے تکلیف تمام انھیں شغل وزارت پر مامور کر کے جمیع مہمات
ملکی ان سے رجوع کیے اور خود اہل فضل کی صحبت میں بسر کرتا تھا اور احکام الٰہی کی اس طور سے
تعمیل کرتا تھا کہ ایک بار اس نے شہر شور میں ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاق جس سے ایک خزانہ اس مقام
میں نکلا جام بایزید نے دست تصرف اس سے باز رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان حسین کی خدمت میں
ارسال کیا سلطان کو اس امر سے اعتقاد عظیم ہم پہونچا جب سلطان بہلول ساتھ رحمت حق کے واصل ہوا

اور سلطان سکندر نے بجائے اُس کے سریر فرمانروائی پر تمکن کیا سلطان حسین لنگاہ نے مکتوب تعزیت وتہنیت مع تحف وہدایا ایلچیون کی صحابت سے بھیجکر بنیاد صلح ڈالی پھر چونکہ نسبت شریعت پرستی کی سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دے کر یون مصلحت دیکھی کہ طرفین سے طریقہ اتحاد اور اخلاص جاری رکھکر خیر خواہ ایک دوسرے کے رہین اور سپاہ کسی کی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور طرفین سے جس شخص کو کمک اور اعانت کی ضرورت واقع ہووے دوسرا امداد دے اپنے تئین معاف نہ رکھے غرضکہ بعد اُس کے عہد نامہ تحریر ہو کر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سے مزین ہوا پھر سلطان سکندر نے ایلچیون کو خلعت دے کر رخصت کیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شاہ حسین سلطان مظفر شاہ گجراتی کے ساتھ طریقہ مراسلت کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سے رسل ورسائل کے دروازہ مفتوح رہتے تھے ایکبار سلطان حسین نے قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زیور فضائل سے آراستہ تھا بصیغہ سفارت سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اور قاضی سے یہ بات کہی کہ رخصت کے وقت سلطان مظفر سے درخواست کرنا کہ خدمتگارون کو تیرے ہمراہ کر کے منازل سلطانی کی سیر کروائین اور سلطان حسین کی غرض اس مقدمہ سے یہ تھی کہ مین بھی ایک قصر مثل سلاطین گجرات ملتان کے درمیان مین تعمیر کرون جب قاضی محمد احمد آباد مین پہونچا اور تحف وہدایا گذرانے اور رخصت کے وقت درخواست اس امر کی جسکے واسطے مامور ہوا تھا کی سلطان مظفر نے اپنے خدمتگارون کو قاضی محمد کے ہمراہ کر کے حکم دیا کہ تمام منازل شاہی کی تفصیل اسے سیر کرائین جب قاضی گجرات سے ملتان مین آیا بعد ادائے رسالت چاہا کہ شاہان گجرات کی عمارات کی کچھ صفت بیان کرون پھر عرض پیرا ہوا کہ احقر کی زبان اُن منازل دلپذیر کی توصیف مین گنگ ہی لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ اگر محصول یکسالہ تمام مملکت ملتان کا اُن قصور مین سے ایک قصر کے تعمیر مین خرچ ہووے شاید انجام کو پہونچے سلطان حسین یہ بات سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا عماد الملک تولک کہ منصب وزارت اُسکے تفویض تھا اسنے قدم جرأت آگے بڑھا کر دعا کی کہ حافظ حقیقی بادشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سے نگاہ رکھے دشمنون کے حزن وملال کا سبب معلوم نہین ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہی کہ قضا و قدر نے لفظ شاہی مجھپر اطلاق کی ہی اور معنے شاہی سے محروم ہون باوجود اس کے کہ مین قیامت کے دن ساتھ بادشاہون کے محشور ہونگا عماد الملک تولک نے یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفامنزل اس سبب سے مکدر اور ملول نہ رکھین کس واسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت کے مخصوص کیا ہی کہ وہ مملکت دوسرے ممالک مین عزیز اور محترم ہی اور مملکت گجرات اور دکن و مالوہ اور بنگالہ اگرچہ زرخیز ہی اور سامان عیش ونشاط کا اُن ممالک مین بخوب ترین وجہ میسر ہوتا ہی لیکن مملکت ملتان مردخیز ہی کس واسطے کہ ملتان کے بزرگ جس مملکت مین تشریف لیگئے معزز اور محترم ہوے اور شکر ہی کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے طبقۂ علیہ کے چند بزرگوار ملتان مین موجود ہین کہ جمیع کمالات مین شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول نے اُن کے فرزند کو دختر دی تھی

اور بہت اُن کی عزت کرتے تھے ترجیح رکھتے ہیں اور اسی طرح سے طبقہ تجاریہ کے چند اشخاص نواح ملتان میں موجود ہیں کہ کمالات ظاہری اور باطنی میں حاجی عبد الوہاب پر شرف رکھتے ہیں اور طبقۂ علماء سے مولانا فتح اللہ اور اُن کے شاگرد مولانا عزیز اللہ خاک پاک ملتان سے مخلوق ہوئے ہیں اکثر اہل ہندوستان ان عزیزوں کے ہونے سے فخر کرتے ہیں جب اس قسم کی باتیں عماد الملک نے سمع مبارک میں پہونچائیں رنگ ملال سلطان کے دل سے دفع ہوا اور فرحت حاصل ہوئی اور جب سلطان حسین لنگاہ کبرسنی سے ناتوان ہوا اپنے بڑے بیٹے کو کہ فیروز خان نام رکھتا تھا فیروز شاہ خطاب دے کر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور خود طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور عماد الملک توکل کو بدستور قدیم منصب وزارت پر مقرر رکھا

تذکرہ فیروز شاہ بن حسین شاہ لنگاہ کی حکومت کا

چونکہ فیروز شاہ نے تجربہ کار تھا اور قوت غضبی اُس کی تمام قوتوں پر حاکم اور مسلط تھی اس سبب سے اُس کا وجود زیور جود و سخاوت سے عاری تھا اور ہمیشہ بلال ولد عماد الملک پر جو فضیلت اور کمالات سے بہرہ رکھتا تھا حسد کرتا تھا ایک روز اس نے اپنے غلام سے یہ بات کہی کہ بلال اموال بادشاہی پر تصرف کر کے مسادر پا کیا چاہتا ہے اور اُسکا قصد یہ ہے کہ لوگوں کو یار اور مصاحب بنا کر شغل سلطنت کو انجام دوں اور لائق دولت یہ ہے کہ مفسدوں کا علاج فساد سے پیشتر کرنا چاہیے اور وہ غلام نامناسب اندیش بلال کے قتل پر آمادہ ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا اتفاقاً ایک دن بلال سیر دریا کے واسطے کشتی میں سوار ہوتا تھا سیر کر کے شہر میں آیا جاتا تھا کہ اس غلام نے کمین گاہ سے ایک تیر ایسا اُس کے سینہ پر مارا کہ مقابل سے نکل گیا اور بلال اس کے صدمہ سے جاں بحق ہوا عماد الملک نے عرصۂ قلیل میں فیروز شاہ کو زہر دے کر اپنے فرزند دلبند کا انتقام وجہ اُس لیا اور جب کبرسنی میں یہ مصیبت شاہ حسین لنگاہ کو ہوئی عنان صبر و دست استقلال سے نکل گئی گریہ و زاری اور بیقراری کے سوا اور شغل نہ تھا غرضکہ پھر حفظ مملکت اور انتقام لینے کے واسطے خطبہ اپنے نام پڑھا اور محمود خان بن سلطان فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور قدیم مہمات سلطنت عماد الملک کے سپرد کر کے رنجش اور کدورت اصلا اس پر ظاہر نہ کی اور بعد چند روز کے جام بایزید کو خلوت میں طلب کر کے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال اور درد دل سے خوب آگاہ ہے کس واسطے مرہم تدبیر سے اس کو اندمال نہیں کرتا لیے اس نمک حرام عماد الملک سے میرا انتقام نہیں لیتا جام بایزید نے بخواہش تمام اس امر کو قبول کیا اور رخصت انصراف حاصل کی اور رات کو سپاہی گروہ سے فرمایا کہ لشکر میں جا کر ندا کرے کہ سلطان نے سامان جنگ طلب کیا ہے علی الصباح تمام فوج سار و یراق سے درست اور مسلح ہو کر دولت سرائے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی جام بایزید مع جمیع سپاہ مسلح ہو کر در دولت

پر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ تو جا کر جام بایزید کی افواج کا سامان واسباب دیکھ جو کہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اُس کے آتے ہی جام بایزید نے عماد الملک کو گرفتار کر کے قید کیا اور شاہ حسین لنکاہ نے اُسی وقت شغل وزارت جام بایزید کے تفویض کر کے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان کی بھی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چند روز کے بعد شاہ حسین لنکاہ ہفتہ کے دن صفر کی چھبیسوین تاریخ ۹۰۸ھ نو سو آٹھ اور بقولے ۹۰۴ھ نو سو چار ہجری مین اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا مدت اسکی سلطنت کی بقولے چونتیس سال اور بقولے تیس سال تھی مؤلف طبقات بہادر شاہی کے قلم سے اس مقام مین دو تین سہو صادر ہوئے ہین اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنکاہ کا فرزند لکھا دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کے جلوس کو بعد از محمود خان تحریر کیا تیسرے یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود سلطان فیروز شاہ لنکاہ کا بیٹا تھا اُس نے بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنکاہ کے سریر سلطنت پر اجلاس کیا تھا

ذکر شاہ محمود شاہ لنکاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنکاہ فوت ہوا اُس کے دوسرے دن دوشنبہ کے روز ستائیسوین تاریخ صفر کو جام بایزید نے امرا اور ارکان دولت اور اشراف شہر کے باتفاق شاہ حسین لنکاہ کی وصیت کے موافق محمود شاہ کو سریر جہانداری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خورد سال تھا اوباش واجلاف کو فراہم لا کر اول پرست مشہور ہوا اور اکثر اوقات تمسخر اور استہزا مین مصروف رہتا تھا اس سبب سے اشراف اور اکابر اپنے تئین اُس کی صحبت سے دور رکھتے تھے اور بعد اُس کے جب مردم اوباش نے اس کے مزاج مین تصرف پایا پھر اس پر آمادہ ہوئے کہ شاہ محمود شاہ کا مزاج جام بایزید سے منحرف کرین اور اپنے حصول مطلب کی تدبیرین کرنے لگے اور جام بایزید یہ تدبیرین آن کی مکرر سنکر اپنے مکان سے جو آب چناب کے کنارے اور ملتان سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہان استقامت کر کے شہر مین نہین آتا تھا اور مہمات ملکی کو وہان انجام دے کر حیلہ حوالہ مین اوقات بسر کرتا تھا اور اُسی عرصہ مین ایک روز جام بایزید نے بعضے قصبات کے زمینداروں اور مقدمون کو تحصیل مال اور معاملہ کے واسطے طلب کیا تھا جب بعضوں نے تمرد کر کے عدول حکمی کی جام بایزید نے اوروں کی عبرت کے واسطے اُس جماعت کے سر کے بال ترشوائے اور گدھے پر سوار کر کے تشہیر کیا اور گویون نے جا کر سلطان محمود سے عرض کی کہ جام بایزید نے بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت سیاست اور اہانت شروع کی ہے اس لیئے دیوان عام مین حاضر نہین ہوتا اپنے بیٹے عالم خان کو بھیجتا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ عالم خان جب دربار مین آوے اُسے سر دربار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا چاہیے کہ جام بایزید کی شان مین دھبا لگے اور جملہ خلائق کی نظر مین ذلیل اور خوار ہووے عالم خان ایک جوان قابل تھا اور حسن سیرت و صورت مین اپنے ہمچشمون اور عزیزون مین ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود کے سلام کو آیا ایک درباری

نے اُس سے پوچھا کہ فلاں فلاں مقدمہ سے کیا تقصیر واقع ہوئی تھی کہ جام بایزید نے اُسکے سر کے بال
ترشوا کر اہانت پہونچائی انصاف یہ ہے کہ اس کے عوض میں تیرے بال ترشوا دیں چونکہ اس قسم کے
کلام عالم خان نے کبھی سنے تھے اُسکے سنتے ہی طیش میں آیا اور بولا اے مردک تجھے دربار شاہی میں مجھسے
ایسی بیہودہ گوئی لائق نہ تھی ابھی یہ بات تمام ہوئی تھی کہ دس بارہ آدمی اطراف و جوانب سے آکر عالم خاں
کو لپٹ گئے اور عالم خان کی دستار اچھال کر زد و کوب شروع کی اور عالم خان نے ہزار دقت
خنجر غلاف سے برآوردہ کر کے ہاتھ بلند کیا اور اُس ہست مست ہاتھا پائی میں نوک خنجر کی شاہ کی پیشانی
میں لگی اور شور کرتا ہوا زمین پر گرا اور خون بہت اُسکے زخم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ
حال دیکھکر عالم خاں کو چھوڑ دیا شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عالم خان خوف سے سر برہنہ بھاگا اور
جب دروازہ پر پہونچا اُسے مقفل پایا جس طرح سے ممکن ہوا تختہ دروازہ کا توڑ کر نکل گیا اور ٹیکہ اپنے
نوکر سے لے کر سر پر باندھکر جام بایزید کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگذشت تقریر کی اُس نے جواب
دیا کہ اے برادر مجھسے ایسی حرکت واقع ہوئی ہے کہ جس سے دو جہان کی شرمندگی کا باعث ہوا اب
اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ تو بقدم استعجال بلدۂ شور میں جا اور تمام فوج کو جلد کھینچ کہ شاہ محمود شاہ
لنگاہ اپنا لشکر فراہم نہ کرنے پاوے اور میں تیرے پاس پہونچ سکوں عالم خاں اُسی وقت شور کی
طرف روانہ ہوا اور جب اس کا لشکر برق و باد کی طرح شور سے پہونچا جام بایزید اُس کے ہمراہ
شور کی سمت راہی ہوا اور مخبروں نے یہ خبر شاہ محمود کو پہونچائی اُس نے ایک جماعت امرا کو بطور
تعاقب تعین کیا جب افواج طرفین ایک دوسرے کے قریب پہونچی جام بایزید پلٹ کر ایستادہ ہوا
اور جانبین سے جوانان کارآمد جدا ہو کر حرب میں مشغول ہوئے اور کوشش مردانہ کی عاقبت الامر
جام بایزید نے اُس جماعت کو متفرق و پریشان کر کے شور کا راستہ لیا اور شور میں پہونچتے ہی
خطبہ بادشاہ سکندر لودھی کے نام پڑھا بعدہ تمام ماجرا عرضداشت میں مندرج کر کے شاہ ممدوح
کی خدمت میں ارسال کیا شاہ سکندر نے اسے ملاحظہ کر کے فرمان استمالت و خلعت کا جام بایزید
کو بھیجا اور دوسرا فرمان دولت خان لودھی کے نام جو پنجاب کا حاکم تھا لکھا کہ جو جام بایزید ہمارے
پاس التجا لایا ہے اور خطبہ شہر شور کا ہمارے نام پڑھا ہے چاہیے کہ اُسکے حال سے خبردار رہکر اُس کی
امداد و اعانت میں کسی طور اپنے تئیں معاف نہ رکھے اور جس وقت اُس کو کمک کی حاجت ہووے
خود اس کی کمک کو جاوے فی الجملہ بعد چندے روز کے شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم کر کے
شور کی طرف متوجہ ہوا اور جام بایزید مع عالم خان اور اپنی فوج کے شور سے برآمد ہو کر کچھ دور اُس
کے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھکر اس حقیقت سے آگاہ کیا اور شاہ محمود شاہ
اور جام بایزید کے درمیان جنگ قائم ہونے سے پہلے جنگ صف شروع ہوئی تھی کہ اتنے میں دولت خاں
لودھی مع لشکر پنجاب جام بایزید کی کمک کو آپہونچا اور مردم معتبر شاہ محمود شاہ کی خدمت میں
بھیجکر بنیاد صلح کی ڈالی آخر کو امرا کی سعی سے مصالحہ نے اس امر پر قرار پایا کہ دریائے راوی

ہمارے تمھارے درمیان مین حد ہو اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے اور دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو ملتان بھیجا اور جام بایزید کو سور کی سمت پہونچا کر خود لاہور مین آیا لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سامرد دانا اور دور اندیش درمیان مین آیا اس پر بھی کار صلح نے چندان استقلال اور استقامت نہ پائی اور انھین دنون میر عماد کرویزی اپنے دو فرزند میر شہیدا اور میر بشیرا کو سولی کی طرف سے لیکر ملتان مین آئے نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تواریخ مین لکھا ہو کہ اول میر نے ملتان مین مذہب شیعہ کو رواج دیا میر شہیدا تھا پس اس قدر اکتفا کر کے شرح و بسط مین اُس کے کوشش نہین کی اور یہ بھی تحریر نہین کیا کہ میر عماد کون شخص تھا اور حسب و نسب اُس کا کیا تھا اور اُس کے فرزند میر شہیدا نے ایسے زمانے مین مذہب شیعہ کے رواج دینے مین کیونکر قدرت پائی القصہ چونکہ سہراب دوائی سلاطین لنکاہ کے روبرو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے میر عماد کرویزی اُس مقام مین نہ رہ سکا جام بایزید سے التجا لایا جام بایزید اس سے باعزاز پیش آیا اور کچھ ولایت جو اپنی وجہ خاص کے واسطے مقرر کی تھی میر عماد کرویزی اور اُس کے فرزندونکو دی اور جام بایزید مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما و صلحا کے احوال پر تفقد اور رعایت کی نظر مبذول رکھتا تھا اور راویون کا یہ بھی قول ہو کہ ایام مخالفت مین علما اور صلحا کے وظیفہ اور یومیہ کشتی مین بار کر کے سور سے ملتان کو بھیجتا تھا اور چونکہ بجائے ملتان کی نسبت احسان کا طریقہ جاری رکھتا تھا وہان کے اکثر بزرگون نے جلا وطن ہو کر سور مین توطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو بخواہش تمام بلایا تھا ازانجملہ مولانا عزیز اللہ کو جو شاگرد ملا فتح اللہ کے تھے سور مین طلب کیا جب مولانا عزیز اللہ سور کے قریب پہونچے اُنکو باعزاز تمام شہر مین لایا اور نہایت عزت اور تکلف سے انھین اپنے حرم سرا مین لے گیا اور اپنے خدمتگارون کو یہ حکم دیا کہ مولانا کے دست حق پرست پر پانی ڈالو پھر فرمایا کہ یہ پانی زیادتی برکت کے واسطے محل سرا کے چارون گوشہ مین چھڑکو اور شیخ جمال الدین قریشی وکیل جام بایزید سے ایک حکایت عجیب منقول ہی اگرچہ کچھ مطلب مین دخل نہین رکھتی لیکن حصول عزت اور خواب غفلت سے بیداری کے واسطے مرقوم قلم شکستہ رقم ہوتی ہو منقول ہو کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ سور مین تشریف لائے اور جام بایزید انھین اس اعزاز و احترام سے اپنے محل سرا مین لے گیا کہ ابنائے زمانہ کو اس سے زیادہ تر امید نہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا مین لے جا کر خواصون کو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہووین اس کے بعد شیخ جمال الدین قریشی نے از روے تمسخر اور ظرافت کے ایک شخص کو مولانا کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جام بایزید بعد دعا و ثنا عرض کرتا ہی کہ میری غرض خواصون کے احضار سے یہ تھی کہ جو مولانا مجرد تشریف لائے ہین جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہوا اعلام بخشین تو اجازت دی جاوے کہ شرف ہمبستری سے مشرف ہووے مولانا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو جام بایزید کے پاس جا کر میری طرف سے کہنا کہ معاذ اللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلہ انسانیت سے آراستہ ہی وہ اپنے مخلصون

کی جوانوں کو نظر سے دیکھے گا اور علاوہ اس کے سن و سال فقیر کا اس امر پر تقاضا نہیں
کرتا غرضکہ جب خادم مولانا عزیز اللہ نے جام بایزید کے پاس آن کر یہ پیغام گذاری کی جام بایزید نے
کہا کہ مجھے حاشا اس امر سے آگاہی نہیں ہے پھر مولانا نے مستعد ہو کر یہ بد دعا کی خداوند جس
شخص سے یہ عمل سرزد ہوا ہے اُس کی گردن توڑ دے یہ فرما کر حالت غیظ میں جام بایزید کی ملازمت
دہلی کی طرف تشریف لے گئے اور جام بایزید کو اُس وقت خبر ہوئی کہ آنحضرت سرحد سے
آگے بڑھ گئے تھے آخرکار جو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور میں آیا کہ جب شیخ جمال الدین
سلطان سکندر کی خدمت سے رخصت ہو کر شور میں آیا ایک رات کو اُس کے قدم نے بام سے لغزش
کی کہ وہ سر کے بل زمین پر گرا اور گردن اُس کی شکستہ ہوئی بزرگوں سے تمسخر اور بد دعا سے یہ ثمرہ
القصہ جب ظہیر الدین محمد بابر شاہ ۹۳۰ھ نو سو تیس ہجری میں ولایت پنجاب پر متصرف ہو کر دہلی کی
طرف عازم ہوا میرزا حسین شاہ ارغون حاکم ٹھٹھہ کو فرمان بھیجا کہ ملتان اور وہ حدود کہ جو اسے مرحمت
ہوئے ہیں اُس پر متصرف ہو وے میرزا حسین شاہ ارغون نے حسب الامر افواج بیشمار ساتھ لیکر
کے اطراف میں دریا کے راستہ سے عبور کیا اور قہر الٰہی کی تند ہوا چلنے لگی اور سیلاب سے ساری
جاری ہوا شاہ محمود شاہ لنگاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت ہراسان اور مثل بید لرزاں ہوا اور سپاہ
کو فراہم کر کے شہر ملتان سے برآمد ہوا اور شیخ بہاء الدین قریشی کو جو شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریائے
ملتانی قدس سرہ کا سجادہ نشین تھا بصیغت رسالت میرزا شاہ حسین ارغون کے پاس بھیجا اور
مولانا بہلول کو جو حسن عبارت اور ادائے مقاصد رسالت میں عدیم المثال تھا شیخ بہاء الدین قریشی
کے ہمراہ کیا اور جب وہ میرزا شاہ حسین کے لشکر میں پہنچے میرزا نے اُنکی عزت اور حرمت بہت
کی اور بعد ادائے رسالت میرزا نے جواب دیا کہ میں شاہ محمود شاہ لنگاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ
بہاء الدین زکریائے ملتانی کی زیارت کے واسطے آیا ہوں مولانا بہلول نے کہا متردد ہوں کہ آپ
شاہ محمود کو تربیت مثل اویس قرنی کے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے عالم روحانیت
میں تربیت کی تھی فائدہ دوسرے یہ کہ شیخ بہاء الدین جو خدمت میں آیا ہے آپ صعوبت سفر کی تکلیف
نہ کھینچیں لیکن اس کلام سے فائدہ نہ بخشا شیخ بہاء الدین سلطان محمود لنگاہ کے پاس پلٹ آئے اور
اسی رات کو شاہ محمود لنگاہ ۹۳۱ھ نو سو اکتیس ہجری میں فوت ہوا اور بعضے آدمیوں کا زعم یہ تھا
کہ لنگرخاں جو غلام اس خاندان کا تھا اُس نے اپنے صاحب کو زہر دے کر ہلاک کیا اور اُس کی
سلطنت کی مدت ستائیس برس تھی

ذکر شاہ حسین ثانی بن شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ محمود لنگاہ نے انتقال کیا اکثر لوگ قوم لنگاہ کے اور لنگرخاں جو لشکر کا ہراول تھا نشان دشمنی
کا بلند کر کے میرزا شاہ حسین ارغون کے شریک ہوئے اور پرورش حسب دلخواہ پاکر سکھوں سے

قصبات ملتان کو فتح کیا اور امرائے لنگاہ حیران ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوئے اور وہاں جا کر شاہ
محمود شاہ لنگاہ کے بیٹے کو کہ وہ ابھی طفل صغیر تھا شاہ حسین لنگاہ خطاب دیکر خطبہ اُس کے نام پڑھا اور
برائے نام اُسے بادشاہ بنایا اور شیخ شجاع الملک بخاری جو شاہ محمود شاہ لنگاہ کا داماد تھا وزارت کے
نام سے مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا اور اس مرد بے تجربہ نے باوجود اسکے کہ آذوقہ ایک
ماہ کا بھی ملتان میں نہ رکھتا تھا حکم حصارداری کا دیا میرزا شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود شاہ کی
وفات کو ملتان کی فتح کا وسیلہ سمجھکر فرصت نہ دی اور جلو ریز آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جب چند روز محاصرہ
رہا مردم سپاہ جو قلعہ میں بھوک اور فاقہ کشی سے مضطرب تھے شیخ شجاع الملک بخاری کے پاس جو
خرابی ملتان کا باعث تھا حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ابتک گھوڑے ہمارے تازہ ہیں اور ہم میں بھی
قوت اور سکت باقی ہے بہتر یہ ہے کہ آپ افواج کی تقسیم فرمائیں کہ ہم معرکہ میں جا کر شریک ہوں شاید تائید ایزدی
سے نسیم فتح و نصرت ہم پر چلے اور دوسرے یہ کہ قلعہ داری کمک اور مدد کی امید پر ہوتی ہے اور اُسکی بھی
کسی طرف سے امید نہیں ہے شیخ شجاع الملک نے دربار میں کچھ جواب نہ دیا لیکن خلوت میں سرداران
معتبر کی ایک جماعت کو طلب کر کے فرمایا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی سلطنت نے قرار اور مدار نہیں
پکڑا ہے اگر ہم بقصد جنگ شہر سے برآمد ہونگے ظن غالب بلکہ یقین ہے کہ اکثر آدمی ہمارے بامید رعایت
میرزا شاہ حسین کی ملازمت میں حاضر ہونگے اور ایک جماعت قلیل جو اہل عزت اور ناموس ہے وہ معرکہ میں
پائے ثبات مستحکم کر کے ماری جاویگی مولانا سعد اللہ لاہوری سے جو افاضل وقت سے تھے منقول ہے کہ وہ
فرماتے تھے کہ میں ان دنوں میں ملتان کے قلعہ میں تھا جب محاصرہ نے چند ماہ کا طول کھینچا میرزا شاہ حسین
نے قلعہ کا مداخل اور مخارج چاروں سمت سے ایسا مضبوط بند کیا کہ کوئی متنفس قلعہ کے باہر سے اہل
قلعہ کو مدد نہ پہونچا سکتا تھا اور کوئی شخص قلعہ بندوں سے باہر نجا سکتا تھا عاقبت الامر فاقہ کشی سے
رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ اگر احیاناً ایک بلی یا کتا ان کے ہاتھ آتا تھا گوشت اُسکا حلوان فربہ کے
مانند کھاتے تھے اور سب سے عجیب تر یہ ہے کہ شیخ شجاع الملک نے جادو نام ماچی کو تین ہزار پیادہ ہائے
قصباتی کی سرداری دے کر قلعہ کی حراست اس کے نامزد کی تھی وہ کمبخت جس شخص کے مکان میں
گمان غلہ کا رکھتا تھا بلا خدشہ اس بیچارے کے مکان پر دوڑ لیجا کر تاراج کرتا تھا اُس عمل ناہموار اور ظلم
ناسزاوار کے سبب خلقت بیدست بدعا ہوئی اور موافق مضمون نعم الانقلاب ولو علینا شیخ شجاع الملک کی
زوال دولت خدا سے چاہتی تھی اور باوصف اس کے جو شخص قلعہ کے اندر سے قدم باہر رکھتا تھا
علف تیغ خون آشام ہوتا تھا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اہل قلعہ مضطرب ہو کر اپنے تئیں قلعہ پر سے خندق
میں گراتے تھے اور میرزا شاہ حسین اُنکے اضطراب سے واقف ہوا اپنے آدمیوں کو ان کے قتل
سے روکا اور جب محاصرہ نے ایک سال اور چند ماہ کا عرصہ کھینچا ایک رات کو صبح کے وقت کہ سنہ ۹۳۲ھ نوسو بتیس
ہجری تھے میرزا شاہ حسین کا لشکر قلعہ میں داخل ہوا اور ہاتھ آستین ظلم سے برآوردہ کر کے قتل اور
غارت شروع کیا اس کے بعد شاہ حسین کے حکم سے سات برس کے لڑکے سے ستر برس کا بوڑھا

بلکہ قید ہوا اور جس شخص پر گمان زرداری کا رکھتے تھے اُسے قسم قسم کی ایذا اور اہانت پہونچاتے تھے اور مولانا
سعد اللہ لاہوری اپنے احوال کو بیان کرتے ہیں کہ جب لشکر مغولیہ نے قلعہ کو فتح کیا ایک جماعت اُس
میں کی میرے مکان میں داخل ہوئی پہلے میرے والد ماجد مولانا ابراہیم جامع کو کہ جنھوں نے تمام عمر
مسند فیض رسانی اور افادہ رسانی پر ساٹھ سال تمکن کرکے قسم قسم کے علم طلبہ کو درس کروائے تھے اور
آخر عمر میں دنیا کا کارخانہ ہیچ در ہیچ جان کر پارسا ہوئے تھے انھیں گرفتار کرکے قیدخانہ میں لے گئے
اور اُن کی ریاست اور عمارت کو دیکھکر گمان زرداری کرکے دقت اور اہانت شروع کی اور اسکے بعد مجھے بھی
گرفتار کرکے سلطان اور وزیر کا تحفہ کیا اتفاقات حسنہ سے اُس وقت وزیر صحن میں لکڑی کے تخت پر
بیٹھا تھا اُسکے حکم سے زنجیر میرے پانوں میں ڈالکر ایک سرا اُسکا تخت کے پایہ سے مضبوط باندھ دیا اُس
وقت میرا یہ حال تھا کہ میں اپنے باپ کو یاد کرکے زار زار روتا تھا اور زور گریہ سے اشک
مسلسل میری آنکھوں سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے وزیر نے قلمدان طلب کیا اور
قلم درست کرکے کچھ تحریر کیا چاہتا تھا اُس وقت میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ وزیر اگر تجدید مودت
کرکے لکھے تو بہتر ہے خدا کی قدرت وہ اُٹھکر پائخانہ میں داخل ہوا اور کوئی شخص اُسوقت وہاں موجود نہ تھا میں تخت
کے قریب ہوگیا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی اُس پرچہ کاغذ پر جو وزیر نے کتابت کیلئے نکالا تھا تحریر
کی بیت وما لعینیک ان قلت اکففا ہمتا۔ وما لقلبک ان قلت استفق یہم۔ اور میں پھر اپنے مقام پر
آگیا اور بدستور اشک کے قطرات رواں تھے اور بعد ایک ساعت کے وزیر پھر اپنے مقام پر آن کر
متمکن ہوا اور اس کاغذ پر کچھ لکھنے کا ارادہ کیا جب دیکھا یہ بیت اُس پر لکھی ہے مکان کے چاروں سمت
دیکھنے لگا جب میرے سوا کسی کو نہ دیکھا مجھے متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ بیت تونے لکھی ہے میں نے کہا ہاں
اُس وقت میرا حال پوچھا میں نے اپنی اور باپ کی سرگذشت بیان کی جونہی اُس نے میرے باپ
کا نام سنا فوراً اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر میرے پانوں سے جدا کی اور اپنا پیراہن مجھے پہنایا اور
اُسی وقت سوار ہوکر مجھے اپنے ہمراہ میرزا شاہ حسن کے دیوانخانہ میں لیگیا اور مجھے میرزا کے
سامنے لیجاکر میرے باپ کا حال معروض کیا میرزا نے فوراً میرے باپ کو طلب کیا جب میرے والد
میرزا کے سامنے آئے اتفاقات سے اُس وقت میرزا کی مجلس میں ہدایہ فقہ کا مذکور ہوتا تھا میرزا کے
حکم سے اُسی وقت ایک خلعت مجھے اور میرے والد کو مرحمت ہوا اور میرے والد ماجد نے باوجود پریشانی
اور ورود حال مزعجہ کا بیان اِس مراتب سے تقریر کیا کہ حضار مجلس شیفتہ ہوئے اور چاروں طرف سے مدح
وثنا کا غلغلہ بلند ہوا میرزا نے پھر اُسی مجلس میں جریدہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اثاث البیت غارت
ہوا ہے اُسے جلد بہم پہونچا اور جس قدر بہم نہ ہوسکے اُسکی قیمت سرکار سے دلوا دے یہ فرماکر میرے باپ
کو اپنی مصاحبت اور ہمراہی کی تکلیف دی انھوں نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا زمانہ آخر ہوا اب
سفر آخرت ہی ہے وقت ہمراہی آخر کو جو فرمایا تھا وہی ہوا یعنی دو مہینے کے بعد آنحضرت جوار رحمت حق میں
واصل ہوئے القصہ قلعہ ملتان کا فتح ہوا اور میرزا شاہ حسین نے سلطان لنگاہ کو گرفتار کرکے حوالات میں بھیجا اور

شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہونچائی ہر روز زر خیلا اُس سے لیتے تھے یہانتک کہ اُس نے اسی مقدمہ مین جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اس حد کو پہونچی تھی کہ کسی کو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد ہوگا میرزا نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ شمس الدین کو اُس کی حراست اور انتظام کو چھوڑا اور لنگرخان کو پیش دست کرکے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت کی اور لنگرخان نے مردم پراگندہ کو دلاسا کرکے پھر ملتان کو آباد کیا اور لنگرخان نے باتفاق اُن لوگون کے خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کیطرح شہر سے نکالدیا اور خود از روے استقلال ملتان پر قابض اور متصرف ہوا اور جو فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ فوت ہوے اور ہمایون بادشاہ سریر سلطنت پر بجاے اُنکے قائم ہوئے انحضرت نے ولایت پنجاب کامران مرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نے اپنے ایلچی بھیجکر لنگرخان کو طلب کیا چنانچہ لنگرخان لاہور مین آنکر میرزا کی ملازمت سے شرفیاب ہوا میرزا نے ملتان کے عوض ولایت پایل لنگرخان کو مرحمت فرمائی اور لاہور کے باہر ایک مقام لنگرخان کی سکونت کیواسطے مقرر فرمایا چنانچہ ابتک وہ مقام بدائرہ لنگرخان مشہور رہی اور وہ ایک لاہور کے محال مین شمار ہوتا ہی اور اس وقت سے ملتان پھر شاہان دہلی کے تصرف مین آیا اور میرزا کامران کے بھاگ جانے کے بعد حکومت اُس کی طرف شیر شاہ افغان سور اور سن بعد ساتھ سلیم شاہ سور اور پھر ساتھ عدلی کے اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور اُسکے بعد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے منتقل ہوئی جیساکہ اپنے محل مناسب مین ذکر ہر ایک کا مذکور ہوگا



مقالہ دسوان بیان مین اس جماعت کے جو کشمیر جنت نظیر مین فرمانروا ہوئی

کشمیر ملک عالم سے ساتھ قسم قسم کے لطائف اور غرائب وصنائع کے مشہور و معروف ہی میرزا حیدر
دوغلات کہ اس کا احوال اس کے بعد لکھا جاوے گا اس سے ایک کتاب تصنیف کی ہی جس مین
چشم دید اس حدود کے نوادر درج کیے ہین سو واسطے اوراق کا بیچ ملا محمد قاسم ہندو شاہ کو جو اعتماد اس
کے صحت اقوال پر ہی اس نسخہ شریف میں ثبت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خطہ کشمیر اس ملک کی سمت کہ مراد جنوب
اور مشرق کے مابین سے ہی دکن کی طرف واقع ہی دو طرف اس کے پہاڑ ہین اور اسکی زمین ہموار ہی اور سو
کوس کا طول رکھتا ہی کہ قریب تینتیس فرسخ ہوتا ہی اور عرض اس کا بعضے مقامون مین دس کوس اور اکثر جا
کا دس کوس ہی الغرض تمام اراضی اس کی ساتھ چار قسم کے منقسم ہوتی ہی اول زراعت آبی ہی اور اس
زمین میں زعفران بھی خوب ہوتا ہی دوسرے للمی تیسرے باغی چوتھے بہت میدان ہموار جو ندیون
کے کنارے واقع ہین اس مین بنفشہ اور نرگس اور سنبل اور سوسن اور نسرین اور نسترن اور زمن
اور دیگر قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہین اور اس زمین مین رطوبت کی کثرت سے زراعت خوب
نہین ہوتی ہی اس واسطے وہ زمین ویران پڑی ہی اور واسطے ارباب نظر اس ملک کے بہترین لطائف سے
جانتے ہین اور اس سے محظوظ ہوتے ہین اور کشمیر بخلاف ہندوستان کے بطور ولایت ایران کے چار
فصل رکھتا ہی اور اس کی فصل گرما کی حرارت مین اگر گرمی بہت کم اور جیٹھ مین ایسا اعتدال رکھتی ہی کہ بادکش
ہلانے کی حاجت نہین ہوتی اور ہوا وہان کے سرما کی باوجود کثرت برف ایسی معتدل ہی کہ حرارت غریزی
کو صدمہ نہین پہونچا سکتی لیکن کبھی کبھی جب آفتاب عالمتاب ابر وغیرہ سے پوشیدہ ہوتا ہی لشکر کی طبیعت کو نقش
شراب کی ضرورت پڑتی ہی جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہی **بیت** گردون حصار والا دلکم ستوش ست ها

امروز روز بادہ وخرگاہ آتش ست ؂ اور اُس کی نسیم عنبر شمیم بہاری سے مضمون ونفخت فیہ من روحی ظاہر اور اُس کے سبزہ سے یخرج الحی من المیت کا ماحصل باہر نہرین جاری اُس کے باغہائے آباد ہین گویا جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اور مصداق آیہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور دیتی ہین اور گلہائے آتشین اُسکے آتش خلیل پر طعنہ مارتے ہین اور پھول کوہی اور صحرائی اُس کے جویاران رحمت الٰہی سے سیراب ہین گلہائے باغی اور بوستانی سے برابری کرکے خودروئی کی سرزنش سے انکار اور پرہیز کرتے ہین اور یہ جواب دیتے ہین **بیت** درین چمن چہ زنی طعنہ ام بخودروئی ؂ چنانکہ پرورشم می دہند میرویم ؂ اور پھول گلستانی اگرچہ ان خودرو جنگلیون کی گفتگو سے پیچتاب ہین لیکن کمال شگفتہ روئی سے اہل دل کو یہ مصرع سناتے ہین **مصرع** خود رستہ دگر باشد و بربستہ دگر ؂ اور چوٹیان پہاڑ کشمیر کی سرسبزی سے سر فلک الافلاک پر کھینچے ہوئے ہین اور دامن پہاڑون کے پانوئن نزہت کا دامن لطافت مین ڈالے ہوئے ہین اور نہرون اور چشمون کے پانی کی پاکیزگی کیا بیان کرون اور کیا لکھون جو کہ کوہستان لمند اور سخت سے گرتا ہی غلغلہ انداز عالم ہی اور جبا نہار جاری ہین روان ہی وہ یاد جان شیرین اور نفس روان سے دیتا ہی **بیت** آبش چو گلاب ہر طرف گشتہ روان ؂ خاکش ز زمین جنت آوردہ نشان ؂ عمارات عالیشان اُس ملک کی چوب ساکھو اور لورسے ساختہ ہی اکثر ان مین تیح محلی ہین کہ ہر محل مین جلوخانے اور حجرے اور منظر اور مخارجات مطبوع اور پسندیدہ سے آراستہ اور پیراستہ ہین اور باہر سے اُن کی صنعت اور بدایع کی نمائش اس درجہ ہی کہ جو شخص اُسے نظر غور سے دیکھے انگشت حیرت دندان تعجب مین پکڑے اور محل کے مداخل مین تعریف کے قابل نہین ہی فرش شہر اور بازارون اور کوچون اور قصبات کا سنگ تراشیدہ سے ہی لیکن بازار اس قطع سے واقع نہین ہوے سوائے بزاز صراف کے اور لوگ دکانون مین نہین بیٹھتے بلکہ بقال اور عطار اور نان بائی اور میوہ فروش جو باعث زیب و زینت بازار ہین اور اہل حرفہ اپنے مکانات کے گوشہ مین کام کرتے ہین لیکن اسوقت مین کہ امرائے چغتائی کا نشیمن ہوا سنا جاتا ہی کہ قسم قسم کے اُستاد اور کاریگر دوکانون مین بیٹھتے ہین اور موسم سابق نے تغیر پایا اور کشمیر مین تفریح طلب کے پھلون سے شہتوت اور آلو بالو اور کیلا اور انگور اور عناب اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو اور فندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر قسم کے میوے عمدہ اور افراط سے ہوتے ہین اور شہتوت کے علاوہ بہت سے توت عمدہ ہوتے ہین لیکن اُس ملک مین ان کو کوئی نہین کھاتا بلکہ توت کے درخت محض ریشم کے کیڑے کی پرورش اور تحصیل ریشم کے واسطے نگاہ رکھتے ہین اور میوہ جات کی کثرت اس قدر ہی کہ اپنے موسم مین ان کی فروخت نہین ہی بلکہ لوگ مفت لیجاتے ہین اور باغات مین چار دیواری نہین جس کا جی چاہتا ہی باغ مین جاکر میوہ کھاتا ہی ممانعت کا اُس ملک مین دستور نہین ہی اور جب تک وہ مملکت دہلی اور لاہور کے بادشاہون کے تصرف مین نہ آئی تھی آمد و شد اُس

مدد کی جیسا کہ چاہیے عمل درآمد اور معمولی نہ تھی اور بعد ۹۹۵ھ تو سوکھا ہوئے ہجری میں کشمیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے قبضہ میں آیا شاعران صاحب طبع نے اسطرف جاکر اس مملکت کی تعریف میں اشعار غرا و موزوں کیے ہیں چنانچہ یہ اشعار فیضی سے ہیں

ابیات

ہزار قافلہ شوق سے کند شبگیر
درون نگار خیال ست دلتنگ مصیر
بطرزہائے گرمی کارخانہ ابداع
گیاہ او نتوان گفت روح را اکسیر
بہشت ملیس نسیمش دم مسیح سموم
صحیفے دے ماردی ہست آدمی تیر
ہرطرف روے از معرض بلا مال
کہ سر بعد ہمہ عتاب از نہال رد بر
شراب خوردہ حریفاں کاسے آب درو
لعل در رنگ و تار و بہ مصر در ردگیر
کند متابدہ نصف النہار حرمہا
کسد التفات این بادہ برگ گل تعطیر

کہ باز عیش کشاید بر عرصہ کشمیر
ہواے او دموع یو فکرت لعاش
بہ نقشہاے محبت کا دامنہ تقدیر
تن موافقت اسے او چو بادہ دگل
بہ برد آب زلالش زلال حور عدیر
در دکاسے علف معراں سے بے روید
ہزار جسیمہ ہوشندہ چوں دل نحریر
بحیر تم کہ چہ آیا تعدرت ازلی ست
کہ تشنگاں ہوس را ہمیں بود مدبر
لقیہ رر محمول آمدت بہ نظر
تعطع گو ہر دگر فتہ بحیثیم صریر
نسیم سیب دہد معز روح را بہ ہست

تبارک اللہ ازان عرصہ کہ دیدنش
زمین او مثلوں چو صفحہ تصویر
عمارہ او نتواں خواند جیتم را دارو
مکان مناسبت اب او چو شکر د شیر
فصول او متابہ با عتدال ہوا
کہ آب و خاک ورا ایں حسن بود مایہ
باعتدال ہوایش شگفت نیست شگفت
کہ ہر نظارہ یار دلطرف صبح ددیر
سحاب آن ہمی سیعش خوشحوم کہ ہست خوشتر
اگر او دسگلے قطرہ بہ چشمہ بیر
اگر دباغ لطافت شود گلاب طلب
نسیم برنگدر معز دوق در تعطیر

برحم سبتہ تم در شمار میوہ و گل | اگر ہست بر قدسے لباس عذر قصیر

اور مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قصیدہ غرا کشمیر کی تعریف میں کہا ہے چنانچہ یہ دو بیت انھی کے اشعار میں سے ہیں

ابیات

ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید | گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
فلک کہ ز حصش حہ بود گوسر ملت | جانیکہ حرف در رد دآنکا گہر آید

اور ایک شخص نے خطہ کشمیر کی تعریف میں ایک بلیغ کی ہے

رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند | بتعریف کشمیر یکسر بیاں
بسے حال دہر بسر لودہ اند | بہشتی برار دورے دیدہ اند

کشمیر میں عجائبات بہت ہیں آدم محلہ اس لواح میں تخانے تخمینا ڈیڑھ سو ملکا اس سے بھی زیادہ ہیں اور سب سنگین ہیں یعنی سنگ کو تراش کرے پیچ اور جوڑ اس طور سے پتھر کی سلیں ہموار رکھی ہیں کہ اُس میں ذرہ کا مدد کے برابر بھی ہرگز نا اکثر الل ہیں طول ہر سنگ کا تین گز سے آٹھ گز تک ہے اور عرض ایک گز سے پانچ گز تک عرصہ عقل اسد لے لطرمیں اُس پتھر کے لائے اور کار روائی میں لکار اور اصناع کرتی ہر پتھے سراسری دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیواریں الاکثر ہیں یہ کام انسان کا نہیں دیووں نے بنایا ہے اور اکثر کام اس کا ایک انداز پر ہے احاطہ ہر ضلع مربع کا تین سو گز ہے اور بیچے

مقامون کی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہی اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہین اور پتھر کے ستونون پر قائم ہین اور عرض محرابون کا تین گز اور چار گز سے کم نہین اور بعضے مقامون مین منبت اور رنگکاری اور تصویرین منقش ہین اور بعضی تصویر ہنستی ہی اور بعضی روتی ہی جو شخص اُنھین دیکھتا ہی حیران اور متعجب ہوتا ہی اور درمیان اُس کے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہی اور اُس پر ایک گنبد رفیع تعمیر ہی اور اُس عمارات کا اسقدر شرح وبیان طول ہی کہ خامہ دوزبان اسکی تحریر سے عاجز ہی کہ ایسی عمارت تمام عالم مین نہ ہوگی اور علاوہ اس کے کشمیر کی طرف بریک نام ایک ولایت ہی اور اُس مقام مین ایک پشتہ یعنے ٹیکرا ہی اور اُس پشتہ کے متصل ایک نشیب مثل حوض یا تالاب کے ہی اور اُس مین ایک سوراخ ہی وہ تمام سال خشک رہتا ہی جب آفتاب عالمتاب برج ثور مین داخل ہوتا ہی اُس سے پانی ایک دن مین دو تین مرتبہ جوش کرکے ابلتا ہی یہانتک کہ وہ حوض پانی سے لبریز ہوکر دو تین پچکیان چلنے لگتی ہین اس کے بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہی یعنے سوائے اُس سوراخ کے اور مقام مین پانی نہین رہتا جب فصل ثور منقضی ہوتی ہی پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر خشک رہتا ہی اور اگر اس سوراخ کو گچ یا چونہ سے محکم مسدود بھی کرین اُس فصل مین پانی زور کرکے اسے نکال ڈالتا ہی اور ماورا اُسکے ایک درخت بید کا موضع ناکام مین ہی اور وہ موضع موضع مشہور کشمیر سے ہی اور وہ درخت اس قدر رفیع اور بلند ہی کہ اکثر تیرانداز تیر پھینکتے ہین مگر اُس پر نہین پہونچتا ہی باوجود اسکے اگر کوئی شخص اُسکے ایک شاخچہ باریک کو جنبش دیوے وہ درخت باوجود اس عظمت کے تمام ہلتا ہی دوسرے دیوسرہ کہ ایک ولایت معتبرہ کشمیر سے ہی اُس مقام مین ایک چشمہ ہی بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف مین اس کے درخت سایہ دار اور مطبوع اور سبزہ نہایت لطافت اور طراوت کے ساتھ ہی اور اُس کا خاصہ یہ ہی کہ اگر ایک کوزہ مین برنج پکا کر اس کا منھ بند کرین اور نام اُس پکانیوالے کا لکھکر اُس چشمہ مین ڈالین وہ کوزہ ڈوب جاتا ہی کبھی پانچسال اور گاہے پانچ ماہ اور گاہے پانچ روز غرقاب رہتا ہی اور کبھی ایک روز کے بعد برآمد ہوتا ہی کچھ وقت اُس کا معین نہین جب برآمد ہووے اگر وہ برنج پختہ اپنی حالت اصلی پر رہین تو وہان کے باشندے فال نیک لیتے ہین اور جو متغیر ہوکر بگڑین فال بد سمجھتے ہین اور اُس کے سوا شہر کشمیر مین ایک تالاب ہی کہ جس کا نام ڈل اور دور اُس کا سات فرسخ ہی چنانچہ اس کے درمیان مین سلطان زین العابدین نے جو سلاطین کشمیر سے تھا اُس نے ایک عمارت تعمیر کی اول اس نے اس مقام کو پتھرون سے پاٹ کر اُس کے اوپر ایک چبوترہ مربع کہ دوسو گز سے دوسو گز تک ہی بارتفاع دس گز سنگ اور چونہ سے احداث کرکے اُس چبوترہ مربع پر عمارات لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہونچائی ہی اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگائے ہین اور حق یہ ہی کہ اس لطافت اور نزاہت کے ساتھ کوئی اور مقام نہ ہوگا اور علاوہ اُسکے شاہ موصوف نے ایک عمارت اور شہر سری مین تعمیر کی ہی کہ اسے کشمیری زبان مین راجدان کہتے ہین اُس مین بارہ قصر ہین اور بعضے آشیانے مین اُس کے پچاس حجرے اور ایوان اور منظر ہین اور وہ عمارت ساتھ اس رفعت اور بلندی کے تمام چوبی ہی اور دوسرے کوشکہاے عالی جو تمام عالم مین ہین جیسے سلطان یعقوب کی ہشت بہشت تبریز مین اور کوشک باغ زاغان اور باغ سفید اور باغ سنہری ہرات مین اور کوشک ۔ اسے افزادر

ملح دلکشا اور باغ دلکشی سرمد ہیں ان سب سے یہ عالی‌تر اور بڑا عجائب ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ وہ تعجب
طلامت اور صفائی رکھتے ہیں یہ نہیں رکھتا اور مختصر جو کچھ ظفر نامہ میں لکھا ہے یہ ہے کہ کشمیر شہر مشہور معمورہ عالم
سے ہے اور موضع عجیب میں واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چہارم کے وسط میں ہے کس واسطے کہ
چہارم کے اول میں وہ اقلیم ہے کہ عرض اس کا تینتیس ٣٣ درجہ اور چوٗن ٥٤ دقیقہ ہے اور عرض کشمیر کا
خط استوا سے پینتیس درجہ ہے اور طول اس کا جزائر سعد سے ایک سو پچاس درجہ ہوتا ہے اور میدان
اس ولایت کا طولانی واقع ہوا ہے اس کی زمین کوہ جنوبی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی بدخشان اور خراسان
کی طرف اور اسکے غرب کی جانب ایک موضع ہے کہ اس میں افغان کے اقوام سکونت پذیر ہیں اور طرف شرقی
اسکی منتہی ہوتی ہے ساتھ اراضی تبت کے اور طول اس میدان کا کہ ہموار واقع ہوا حد شرقی سے حد غربی تک
قریب چالیس فرسخ ہے اور عرض اسکا جنوب کی طرف سے حد شمالی تک بیس فرسخ اور اس کے درمیان
میں دشت ہموار جو درمیان پہاڑوں کے واقع ہوا اس میں ہزار قریہ آباد ہیں اور چشمہ‌ہائے خوشگوار اور سبزہ‌ہائے
طلامت آثار سے مملو ہیں اور اس ملک کی آب و ہوا کی خوبی کشمیر کے معشوقوں کی حسن صورت اور لطف شمائل
کی گواہ ہے کہ شاعروں فارس کی زبان پر مثل ہوئی جیسا کہ کہا ہے رباعی

شاہا ہمہ دلبران کشمیر توئی | حرم دل آن شاہ و کہ کشمیر توئی
آن حور کہ روح را سر دلکش گوید | کاندر کف پائے نازکش سر توئی

اور پاس اسکے کوہ و دشت میں قسم قسم کے درخت میوہ دار ہیں اور پھل ان کے نہایت لذیذ اور خوشگوار ہیں لیکن
ہوا اسکی ساتھ سردی کے میل رکھتی ہے اور برف عظیم پڑتی ہے اسلیے میوے گرم مثل خرما اور نارنج اور لیمو اور مثل اسکے اس
ولایت اور قصبات میں اس شہر کے حاصل نہیں ہوتے ہیں لیکن ہر دیگر کے مواضع گرم سے وہ میوے نقل
کرتے ہیں اور سری نگر نام ایک شہر ہے کہ اس ملک کے حکام وہاں سکونت رکھتے ہیں اور بطریق بغداد ایک نہر
عظیم الشان کہ اسکو بہٹ کہتے ہیں شہر کے درمیان جاری ہے بلکہ اسکا دجلہ بغداد سے زیادہ ہے اور عجب یہ ہے کہ دریا
آب کا فقط ایک چشمہ سے نکلتا ہے اور چشمہ بھی اسکا اسی ولایت میں ہے اور اسکو چشمہ ویرنگ کہتے ہیں اور وہاں کے
اہل اسکے سر پر ہزار دو کشتیاں زنجیر سے باندھتے ہیں اور وہ پانی بہ جانب کوہ حد کشمیر سے گذرتا ہے اسکو موضع
آب دندار اور آب جہلم کہتے ہیں اور ملتان کے اوپر گذرتا ہوا متصل ہوتا ہے ساتھ چناب کے اور بعد اسکے شہر دیبل
میں پہنچتا ہے اور مجموع ہو کر اچھ کے قریب ساتھ آب سندھ کے ملتا ہے سب کو آب سندھ کہتے ہیں اور زمین ٹھٹہ
کے دامن میں جا کر دریائے عمان میں گرتا ہے اور دقائق حکمت سے صانع صنع والقینا فیہا رواسی کا استعارہ اس
محل رفیع سے ایک دیوار بلا اساس جبال سے اس میدان شدید المحال کے گرد کھینچی ہے کہ اہالی اس سر
زمین کے اسکے سبب دشمن کے تعرض سے محفوظ و مصئون ہیں اور یک اور یہ کہ اس دیوار کے گذرنے سے قاصر ہے
اور سلاح عالم اس ولایت کی تین طرف ہے ایک خراسان کی سمت کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہے سامان اعمال بالکل
لشت و بار پر لاد کر اس راستہ سے نہیں چل سکتا اسواسطے آدمی جو اس کام کے ذمہ دار ہیں وہ اپنے دوش پر
اٹھا کر چند روز میں ایسے مقام میں پہنچاتے ہیں کہ چرخ پایہ پر لاد سکیں اور ایک راستہ ہندوستان کی سمت ہے

وہ بھی اسی طور پر ہی جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کیطرف واقع ہوا اُن دو راہون سے بہت آسان ہی لیکن اس
مین یہ مصیبت کا سامنا ہی کہ چند منزل اُس چارہ کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہی اور دواب یعنے چارپایہ اُس کے
کھانے سے مرجاتے ہین اور پیدا نہین ہوتا ہی سوارون کو چارپایون کے خوف تاہ... سے اس راستہ سے
عبور دشوار ہی علاوہ اُسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہی کہ کشمیر کے آدمی تمام حنفی مذہب ہوتے
آئے ہین اور فتح شاہ کے زمانہ مین ایک مرد شمس الدین نام تھا اُس نے عراق سے آکر اپنے تئین ساتھ
میر محمد نوربخش کے منسوب کر کے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اُس مذہب کا نوربخش رکھا اور قسم قسم کے
کفر اور زندقہ آشکارا کر کے فقہ کی ایک کتاب احوطہ نام ان لوگون کو جو انسانیت سے خالی اور حمق سے بھرے تھے
مطالعہ کروائی کہ عقائد اُسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت جماعت یا شیعہ سے موافق نہین ہین اور جو لوگ کہ یہ مذہب
رکھتے ہین اصحاب ثلثہ رضا اور عایشہ رض کی مذمت کو جو شعار رافضیون کا ہی اپنے اوپر لازم کیا ہی اور عقیدہ شیعہ کے
خلاف اُن کا عمل ہی یعنے محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہین اور تمام اکابر اور اولیا کے
معتقد ہین برخلاف شیعہ کے اور سب کو سنی مذہب جانتے ہین اور جمیع عبادات اور معاملات مین اس قبیل
سے تصرفات کر کے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نوربخشی نام رکھا اور مسود اس اوراق نے ایک
جماعت کو مشائخین نوربخشی سے بدخشان وغیرہ مین دیکھا ہی بلکہ درس علوم مین بندہ کے ساتھ شریک
تھے اور سب شریعت ظاہری مین آراستہ اور سنن نبوی مین پیراستہ ہین و بالتمام ساتھ اہل سنت و جماعت
کے موافق اور متفق ہین چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نوربخش نے نوربخش کا ایک رسالہ مجھے دکھلایا اُس مین
اچھی باتین لکھی تھین اور یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان لیجاتے ہین کہ سلطنت صوری
ساتھ طہارت اور تقوی کے جمع نہین ہوتی ہی یہ غلط محض ہی کسواسطے کہ اعظم انبیا اور رسل نے باوجود نبوت
اس امر مین مساعی جمیلہ پیش پہونچائے جیسے یوسف اور سلیمان اور داؤد اور موسی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مقصود یہ ہی کہ یہ برخلاف مذہب نوربخشیہ کشمیر ہی اور موافق ر... بعضے اہل سنت و جماعت اور کتاب
فقہ احوطہ کو کہ اس وقت مین شہر کشمیر مین مشہور تھی یعنے علمائے ہندوستان کے پاس بھیجی اور اُن بزرگوارون نے
اُس کتاب کی پشت پر فتوی لکھا ہی وہ یہ ہی

فتوی علمائے ہندوستان کا کتاب احوطہ نوربخشیہ پر

اللھم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا وارنا الاشیاء کما ہی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اُسکے مسائل
سے معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کر کے اہل سنت جماعت
کا مقید نہ تھا اور اسکا یہ دعوی کہ ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ واولا سعی النفس تبع
سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامم وکافۃ اہل
العالم بالیقین تو وہ اس دعوے مین کاذب تھا اور مذہب زندقہ اور سفسطہ کی طرف مائل ہوا اس قسم کی
کتاب کا محو کرنا اور مٹانا عالم سے اوپر اُن لوگون کے کہ قادر ہو دین واجبات اور فرائض دینات سے ہی اور دفعہ

کہ اس مذہب کا ضروریات دین سے ہی اور زجر اور ممانعت اس دین کے عمل کرنے والون اور اس مذہب اور
اس کتاب کے معتقدون کا ان پر فرض ہی اور جو مقر ہووین اور اس مذہب سے نہ پھرین مع کاشغری لوگون کا مسلمانون
سے سیاست اور قتل واجب ہی اور اگر تائب ہووین اور اس مذہب کو ترک کرین حکم فرماوین کہ شناعت حضرت
ابی حنیفہ کے مذہب کی کہ جن کی شان مین حضرت رسالت پناہ نے سراج امتی فرمایا ہی قبول فرماوین جب یہ نوشتہ
مجھے پہونچا ہمت سے مردم کشمیر کو کہ ساتھ مذہب ارتداد کے نسل تمام رکھتے تھے یعنی انھین طوعاً اور کرہاً مذہب
حق مین داخل کیا اور بعضون کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے کہ سماک کہ تصوف کے پردہ مین پناہ
لی اور چمڑے کا تسمہ اور گاڑھے کا لنگوٹ باندھکر عارف سے اپنا نام صوفی رکھا لیکن صوفی صافی نہین بلکہ چند
زندیق مع چند ملحد ہین کہ گمراہ کرنے والے آدمیون کے ہین حلال اور حرام سے مطلقاً خبر نہین رکھتے ہین اور
تقوی اور طہارت شب بیداری اور کم خوری کو جانتے ہین اور طمع اور حرص کے ایسے پابند ہین کہ جو مل جاوے
کھاوین اور کچھ نہ کے رہین اور منعت کی دولت اگر ہاتھ آوے اسکے لینے مین مضائقہ نہ کرین اور درویش ہین اور ہمیشہ ایسے
خواب بیان کرکے دکھاتے اور غلط کلمات کرتے اور کہتے ہین کہ اس سال یہ ہوگا اور اس سال وہ ہوگا اور مرض عجیب
آئندہ اور گذشتہ کی خبر دم سناتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور بعد اس سوالی کے حیلہ
سیکھتے ہین اور اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم اور مکروہ رکھتے ہین اور کہتے شریعت کے راستہ طریقت کا چلتے ہین اور
کہتے ہین اہل طریقت کو ساتھ شریعت کے کچھ کام نہین ہی غرض کیا ایسے ملحد اور زندیق اور مقام مین دیکھنے مین نہین
آئے عیاذاً باللہ وسداداللہ حق سبحانہ تعالیٰ جمیع اہل اسلام کو ہر قسم کے آفات اور بلیات سے اپنی پناہ عصمت مین محفوظ
اور مستقیم رکھے بطفیل محمد اور آل امجاد آنحضرت کے آمین ثم آمین اور قبل ان لوگون کے کشمیر مین فرقہ کفار آفتاب پرست کا
تھا کہ انھین شمسی کہتے تھے اور مذہب ان کا یہ تھا کہ آفتاب کا نورانی وجود ہمارے صفائی عقیدہ کے واسطے
ہی اور ہمارا وجود بھی اوسی کی عنایت کے واسطے اگر ہم اسی صفائی عقیدہ کو مکدر کرین آفتاب کا وجود نہ رہے اور اگر آفتاب
اپنا نہین رہے تب لے ہمارا وجود بھی معدوم اور مفقود ہو جاوے ہم ساتھ اسکے موجود ہین یعنی ہمارے
اس کے تئین وجود نہین ہی اور واسطے اسکے ہمارے تئین وجود نہین جو کہ احوال ہمارا اسپر ظاہر ہی پس یہی لائق ہی کہ
جبتک وہ رہے یعنے دن کو ہم صلاح وحیلی کے سوا دوسرا کام نہ کرین اور جب شب ہووے اور وہ نہین نہ دیکھے
اور ہمارے حال پر واقف ہووے جو کرین ساتھ اس کے مواخذہ نہ ہوگا اور فرقہ شمسین نے لوح
الالقاب سرل مین الشمار شمس الدین لقب رکھا ہی مردم کشمیر نے اس کو غلط کر کے تصحیف دی ہی یعنی
شمس الدین سے مصحف کیا ہی ایسا ہی میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی مین لکھا ہی لیکن اس وقت مولف
محمد قاسم فرشتہ نے متردین یعنے اس ملک کے آنے جانے والون سے کہ علم و فضل مین آراستہ
تھے مذہب کشمیر کا احوال استفسار کیا وہ بولے کہ رعایا اس ملک کی تمام حنفی مذہب ہی اور سپاہ
اس ملک کی اکثر شیعہ اور علما وہان کے مذہب شیعہ بہت کم رکھتے ہین اور بادشاہان وقت کو کہ
کہ کشمیر کا ہمسایہ ہی وہ سپاہیان کشمیر کی آمیزش اور صحبت کے سبب ایسا تشیع یعنے شیعہ گری
مین غلو رکھتے ہین کہ یہ حکم دیا کہ اگر کوئی اس شہر مین وارد ہووے اور اصحاب کو بھلا نہ کہے تو

اُسے شہر مین اُترنے نہ دیتے تھے اور طائفہ چکان یہ تقریر اور دعوے کرتے ہین کہ میر شمس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اس زمانہ کے اُس کے معتقد ہوے اور سر نو خطبہ اثنا عشر اُس کے حکم سے پڑھا اور کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی نہین ہی بلکہ ایک ملاحدہ گمراہ کی تصانیف سے ہی واللہ اعلم بالصواب ❊

ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

چونکہ التزام تھا کہ اس کتاب مین وقایع حکام کفرہ مشرو حًا بیان نہون کیونکر وہ شمار سے باہر ہین لہذا سلاطین اسلام کا تذکرہ کرتا ہون جو کشمیر مین فرمان روا رہے واضح ہو کہ اسلام اُس حدود مین قریب العہد ہی اُس ملک کے حکام قدیم سب ہندو تھے اور اکثر دین براہمہ رکھتے تھے ۷۱۵ھ سات سو پندرہ ہجری تک عملداری راجہ سیہ دیو کی تھی شاہ میرزا نام ایک شخص بہ لباس قلندری کشمیر مین آن کر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یون بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا بن طاہر بن آل بن گرشاسپ بن نیکو در و نسبت نیکو در کی ساتھ ارجن کے کہ ایک پانڈون سے ہی پہونچاتا تھا اور پانڈون کا احوال اکبر شاہ کے حکم سے مہابھارت کو ترجمہ کرکے ساتھ رزم نامہ کے موسوم کیا ہی اُسمین مذکور ہی غرضکہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت مین حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سیہ دیو فوت ہوا اُسکا بیٹا راجہ رنجن مسند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر مدار المہام کیا اور اتالیقی اپنے فرزند کی جس کا نام چندر تھا سپرد کی اور راجہ رنجن کے بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قرابتی تھا قندھار سے آن کر تخت حکومت پر متمکن ہوا اُسنے بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا علی شیر تھا راجہ نے ان کو معتبر کرکے صاحب اختیار کیا اور شاہ میرزا اُنکے سوا اور بھی دو فرزند رکھتا تھا ایک شیراشامک دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ تھے اور جب غلبہ و استقلال ان کا حد سے گذرا راجہ اودن اُنسے متوہم ہوا اور اپنے مکان کے آنے سے منع کیا اور شاہ میرزا اور اُسکے تمام فرزند کشمیر کے پرگنات پر متصرف ہوئے اور راجہ کے اکثر ملازمون کو موافق کرلیا اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب ہوتا جاتا تھا غرضکہ ۷۴۷ھ سات سو سینتالیس ہجری مین راجہ اودن دیو بھی مرگیا اور اُسکی رانی کوتاہ دیوی اُسکے قائم مقام ہوئی اور اُسنے چاہا کہ مین استقلال سے حکومت کرون اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر مین ہوئی اور اُسے یہ پیغام بھیجا کہ توجیندر دیو فرزند راجہ رنجن دیو کا مدت تک اتالیق رہا ہی اُسے تخت پر بٹھاکر مہمات شاہی کو انجام دے شاہ میرزا نے اصل مقصد سمجھکر اس امر کو قبول نہ کیا اور رانی بہت لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو گئی **مصرع** صید را چون اجل آید سوی صیاد رود ❊ اور بعد جنگ کے گرفتار ہوئی اور بعد اس کے شاہ میرزا کو از روے ناچاری اپنی شوہری مین قبول کیا اور شرف اسلام سے بھی مشرف ہوئی چنانچہ دونون ایک شبانہ روز باہم رہے دوسرے روز شاہ میرزا نے اُسے گرفتار کرکے قید کیا اور رایت شاہی بلند کرکے اُس ملک کا سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا لقب شمس الدین

رنگ مذہب حنفی کو بلاد کشمیر میں رواج دیا اور ظلم و بدعت کی رسمیں جو حکام سابق سے باقی رہی تھیں سب
کو برطرف کیا لوگ اس عدل کے شہر سے مطمئن ہو کر تمام ولایت کشمیر جو دیکھو بانے کے قتل و غارت سے
ویران اور خراب ہوئی تھی عدل و احسان کی برکت سے آباد کی اور عاملوں اور تحصیلداروں کے نام فرمان
صادر کیے کہ چھٹے حصہ سے زیادہ محصول رعایا سے نہ لیویں اور کہتے ہیں کہ دیکھو قندھار کا میر بخشی تھا
حکم اُس سے مع جمعیت تمام کشمیر پر فوج کشی کی اور تمام اُس ولایت کو تاخت و تاراج میں آکر زیر و زبر کیا اور رحم
سیہ دیوے اُس کے بیمہ ظلم سے فقرا اور تجار میں بھی تا عار رعایا سے زر خطیر جزیہ لیکر دیکھو کیا اسلئے پیشکش
بھیجا جب اُس سے بھی فائدہ عاید ہوا سیہ دیو رعیت کو اُسکے بیچ عذاب اور چنگ عقوبت میں ڈالکر آپ
کسی طرف بھگ گیا اور دیکھو ہے اُس ولایت میں کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا فروگذاشت نہ کیا پھر آخر کو جب
موسم سرما آیا سردی کی کثرت سے اُس مقام میں مقیم ہوا قندھار کی طرف بازگشت کی القصہ جب شاہ شمس الدین
کی شجاعت اور نیکنامی کا آوازہ اطراف و اکناف میں مشہور ہوا اور از روے استقلال امور ملکی میں
مشغول ہوا ایک جماعت کو طائفوں سے کہ مخالفت کی تھی کشتوار سے گرفتار کرکے قتل کیا
اور مردم کشمیر سے دو گروہ کو سرافراز کیا ایک طبقہ چک اور دوسرے ماگری کو اور یہ قرار پایا کہ
امرا اور سپاہی اُس ملک کے اکثر دونوں فرقوں سے ہوویں اور بعد انجام مہمات جب لشکر ضعف و
پیری اُسپر غالب آیا امور شہریاری اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کے قبضۂ اختیار میں چھوڑا اور شاہ
شمس الدین بفراغت تمام اپنے معبود کی عبادت میں مشغول ہوا اور اسی عرصہ میں فوت ہوا مدت
اُس کی شاہی کی تین برس تھی

ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

واضح ہو کہ شاہ شمس الدین کے بعد انتقال اُس کا بڑا بیٹا جمشید شاہ اعیان دولت کے اتفاق سے سریر
سلطنت پر بجائے پدر قائم ہوا اور اُس کا بھائی علی شیر جو اپنے باپ کی قید حیات میں ساتھ اُس کے شریک
مصلحت تھا اور رعایا و برایا اُسکی سلطنت کی خواہاں تھی اُس وقت میں سب اُس کے شریک ہوئی اور
ملی پور میں کہ ایک شہر مشہور و معروف ہے سے جاکر اُسے اوطان بنایا جمشید شاہ اُس پر فوج
کش ہوا پہلے ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آکر طالب صلح ہوا علی شیر نے مصالحہ سے سر پھیرا
اور باستعمال تمام استقبال کر کے اُس کے لشکر پر شبخون لایا اور شکست دی اور سلطان جمشید بعد
فرار ملی پور کو خالی دیکھکر اُس کی خرابی میں مشغول ہوا علی شیر کی سپاہ جو اُس کی محافظت اور
حراست کے واسطے تعینات تھی جنگ پر آمادہ ہوئی اور اُن میں سے اکثر کام آئے یہ خبر سنکر
علی شیر ملی پور کی سمت روانہ ہوا اور جب اُس حدود میں پہنچا جمشید شاہ تاب مقاومت نہ لاکر ولایت کمراج
کی طرف بھاگ گیا اور سراج نام وزیر جمشید کا جو سری نگر کے تختگاہ کی محافظت کا ذمہ دار تھا اُس
نے علی شیر کو طلب کر کے سری نگر اُس کے سپرد کیا اور جمشید نے بعد اس واقعہ کے جنگ و خصومت

پر کمر نہ باندھی بادشاہی سے دست کش ہوا اُسی عرصہ مین ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی
مدت اُس کی حکومت کی ایک سال اور دو ماہ تھی۔

تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور اُس کا چھوٹا بھائی جس کا نام علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھکر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا تو اپنے چھوٹے بھائی مسمے شیر اشامک کو وکیل مطلق کیا اور اُس کے ابتداے عہد مین تمام چیز کی فراوانی ہوئی اور اواخر مین قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور وہ فرقہ کہ مخالفت کرکے کشتوار کی سمت گیا تھا اُسے کسی حیلہ اور بہانہ سے دستیاب کرکے کشمیر مین قید کیا اور نشان علمیہ کا بلند کیا اور بخشی پور کے پاس ایک شہر اپنے نام کا بنا کیا اور اُس کے احکام موجدہ سے ایک حکم یہ ہے کہ بدکار عورت مال شوہر سے ارث نہ پاتی تھی اور اس حکم کے سبب بہت عورتون نے فعل شنیع سے اجتناب کرکے دامن عفت اور پرہیزگاری سے قدم باہر نہ رکھا مدت اُسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز تھے

ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاء الدین نے فرش زندگانی لپیٹا اُسکا چھوٹا بھائی مسمے شیر اشامک سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی متصف تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتا تھا اُس دن کو ایام عمر مین محسوب نہ کرتا تھا اور کدورت کے آثار اُس کے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے اور جدید مفتوحہ ولایت کو ساتھ مالکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اُس نے لشکر کشی آب سندھ کے کنارہ کی جام حاکم اُس ملک کا اُس کے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اُس سے ہمیشہ ڈرتے تھے پھر وہ باسپ نگر کے راستہ سے کہ جواب باش نغر مشہور ہے پشاور مین گیا اور مخالفون کی جماعت کثیر کو قتل کرکے ہندوکش مین داخل ہوا اور جو کہ صعوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کرکے آب ستلج کے ساحل پر استراحت کے واسطے نزول فرمایا اور نگرکوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کرکے پلٹا تھا اُس نے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کے حضور گذرانکر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کوچک نے بھی آن کر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے آسیب نہ پہونچاوے الغرض اطراف ولایت کو فتح کرکے اپنے مقر دولت کی طرف سوار ہوا اور مکان نزول اجلال کرکے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علی خان کو جو شاہ موصوف کے دونون فرزند حقیقی تھے دوسری زوجہ کے کہنے سے جو اُن کی والدہ سے کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتی تھی۔ دہلی کی طرف نکال دیا اور لچھمی نگر اور شہاب پور تعمیر کیا اور آخر سلطنت مین سلطان

اپنے فرزند حسن خان کے اخراج سے پشیمان ہوا اور اُسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان حسب الطلب جموں تک پہونچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرض الموت میں مبتلا ہو کر قضا کی مدت اُس کی سلطنت کی بیس سال تھی

بیان سلطان قطب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان شہاب الدین مراحل زندگانی طے کرکے شہر خموشاں میں داخل ہوا اُسکے بھائی ہندال نے تخت سلطنت پر تمکن کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین رکھا یہ بھی زیور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھا اور اپنے احکام کے نفاذ و تعمیل میں اہتمام ہدایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت میں ایک سردار کو قلعہ لوہر کوٹ کی تسخیر کے واسطے جو بعضے امرائے سلطان شہاب الدین کے تصرفات میں تھا بھیجا جنگہائے عظیم اور معرکہ ہائے شدید فریقین کے مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان قطب الدین نے جلوط بھیجکر اپنے بھتیجے حسن خان کو دہلی سے طلب کیا لیکن جب حسن خان نے اطاعت کرکے قدم ولایت کشمیر میں رکھا ایک جماعت اہل حسد نے سلطان کو اس ارادہ سے پشیمان کرکے اس کی گرفتاری پر آمادہ کیا اور رائے دل جو امرائے شہاب الدین سے تھا اُسنے حسن خان کو اس ارادہ سے آگاہی دی حسن خان بھاگ کر لوہر کوٹ کی طرف گیا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اس مقام میں تھے اُسکے آنے سے قوی پشت ہوئے سلطان قطب الدین نے رائے دل کو گرفتار کرکے قید کیا اور وہ قید خانہ سے بھاگ کر حسن خان کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ داعیہ فساد کا رکھتا تھا زمینداروں نے حسن خان اور رائے دل کو گرفتار کرکے سلطان کی خدمت میں بھیجا سلطان نے رائے دل کو تیغ سیاست سے قتل کرکے حسن خان کو مقید کیا اور آخر عمر یعنی پیری میں سلطان کو آفریدگار عالم نے دو پسر مذکر عنایت فرمائے ایک کا سکندر اور دوسرے کا ہیبت خاں نام رکھا اور جب پندرہ سال اور پانچ ماہ اُس کی حکومت سے گذرے آخر سنہ سات سو چھیاسٹھ ہجری میں وفات پائی اور اُسکے بڑے لڑکے نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اپنا خطاب سلطان سکندر رکھا منقول ہے کہ شاہ قطب الدین کے عہد میں امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز کشمیر کے اطراف میں رونق افزا ہوئے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے بہ تعظیم تمام جواب اُن کے خط کا لکھکر اپنے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اپنے شرف قدوم میمنت لزوم سے سری نگر کے اطراف کو مشرف کیا شاہ استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام تمام حضرت کو شہر میں لایا اور کشمیر کے جمیع صغیر و کبیر اُنکے عالی مقام سے بارادت صادق پیش آئے اور بروایت میرزا حید رو دوغلات کے جو کتاب رشیدی میں درج ہے چالیس روز سے زیادہ اُس شہر میں اقامت نہ کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور قیاس شاید در یافت ہوتا ہے کہ خانقاہ معلے جو آنحضرت نے اُس شہر میں بنا فرمائی تھی آنحضرت کے حضور اُس شہر کے آدمیوں نے بنیاد ڈالی ہوگی پھر آنحضرت کی غیبت میں تیار ہوئی چنانچہ اس سبب سے کہ اگر سالہا سے تیار ہوئی ہو تو ضرور جناب امیر کا مدت تک کشمیر میں رہنے کا اتفاق

ہوا ہوگا کس واسطے کہ چالیس روز مین تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلے اور عالیشان کا استبعاد اور صعوبت سے
خالی نہین واللہ اعلم بالصواب

بیان سلطان سکندر بت شکن کے حالات کا

ناظرین تمکین پر واضح ہو کہ نام اصلی اُس کا آشکار ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد اپنی والدہ کی صلاح سے کہ
سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا امرا و ارکان دولت اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہوے اور
وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت و عظمت اور کثرت افواج مین ممتاز ہوا اور دبدبہ اور رعب بہت رکھتا
تھا اور سلطان سکندر کی مان اوائل حکومت مین دخل مہات ملکی مین کر کے اکثر امور کو بوجہ احسن انجام
دیتی تھی اور جب مادر مشفقہ نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار مخالفت کے مشاہدہ کیے اُسے اور
اُس کی زوجہ یعنے اپنی بیٹی کو ہلاک کر دیا اور راے مادری کہ امراے عظام کے سلک مین
انتظام رکھتا تھا اور مہمات شاہی کا اُس پر مدار تھا ہیبت خان یعنے شاہ سکندر کے بھائی کو
زہر دے کر ہلاک کیا شاہ سکندر اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اس سے نہایت رنجیدہ
اور رفع کے فکر مین ہوا لیکن چونکہ وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اُس کی سیاست اور تنبیہ سے
متعذر رہتا اور راے مادری حقیقت حال سے واقف ہوا تو شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو بندہ تبت
کوچک کو جو کشمیر کے قریب ہے لیوے اور اس معروضہ سے غرض یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی سے دور
رہے اور شاہ نے اس امید پر کہ شاید اُس طرف جا کر لڑائی مین مارا جاوے تو گوہر مقصود بے سعی ہاتھ
آوے اُسے رخصت دی اور راے مادری تبت کوچک پر فوج لیگیا اور اُس ولایت کو بتدریج تمام مسخر کیا اور
بعد چندے اپنے تصرف مین لایا پھر جمعیت تمام ہم پہونچا کر بغاوت پر کمر باندھی اُس وجہ سے خود
بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لا کر اس طرف متوجہ ہوا اور سرحد مین جنگ واقع ہوئی راے مادری
بھاگا اور شاہ سکندر کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا اور شاہ نے اُسے قید کیا اور بعد ایک مدت
کے قید کی مصیبت سے وہ بتنگ آیا اور زہر کھا کر مسموم ہوا اور شاہ سکندر نے فوج کو آراستہ کر کے
تبت اور اُس کے اطراف کو جیسا کہ چاہیے محافظت کی اور اُن دنون مین امیر تیمور صاحبقران نے
وقت عزیمت تسخیر ہندوستان اپنے ایلچی کو مع دو فیل شاہ سکندر کے پاس بھیجا تھا اس سبب
سے افتخار اور مباہات بہت کر کے عرض داشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین باستدعاے ملازمت
ارسال رکھی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کر کے عرض کی کہ جس مقام مین حکم ہو ملاقات کو حاضر ہون اُس
کے بعد ایلچیون کو زر خطیر دیکر باعزاز و احترام رخصت کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت مین مشرف
ہوئے سلطان سے جو کچھ اخلاق اور رعاتیین مشاہدہ کی تھین سمع مبارک مین پہونچائین آنحضرت مقام
عنایت مین ہوئے اور اُس کے واسطے خلعت زردوزی اور گھوڑا مع ساز و یراق مرصع بھیجا اور حکم فرمایا
کہ جب رایات جلال آیات بدولت و اقبال دہلی سے پنجاب کی طرف مراجعت فرماوین اُس مقام مین ملازمت

سے مشرف ہووے جب یہ حکم سلطان سکندر کو پہونچا پیشکش بہت فراہم کر کے سامان ملازمت درست
کیا جب سنا کہ صاحبقران سوالک کے راستہ سے پنجاب کی سمت عازم ہے پیشکش بہت ہمراہ لے کر
صاحبقران کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور آتے راہ میں سنا کہ بعضے امرا اور وزرا صاحبقران
نے کہا ہے کہ سلطان سکندر کو لائق ہے کہ تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی طلائی پیشکش لاوے شاہ
سکندر یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور درمیانے راستہ سے معاودت کر کے عرضداشت صاحبقران
کی ملازمت میں اس مضمون کی بھیجی کہ جو پیشکش بندگان حضرت کے لائق ہم بہم نہیں پہونچی ہے کمترین نے
اس سبب سے چند روز توقف کیا تو پیشکش لائق بہم پہونچا کر بندگی کے واسطے متوجہ ہووے جب
آنحضرت عرضداشت کے مضمون سے مطلع ہوئے سمجھے کہ یہ وزرا میں سے کسی نے اسقدر
پیشکش لانے کے واسطے کہا ہے انہیں چشم نمائی کی اور شاہ سکندر کے ایلچیوں پر نہایت نوازش فرماکر ارشاد
کیا کہ یہ امر وزرائے نامعقول نے کہا ہے اس کا کچھ خیال نہ کرے اور باطمینان تمام ملازمت کے واسطے
متوجہ ہووے جب ایلچی شاہ سکندر کے کشمیر میں پہونچے امیر تیمور صاحبقران سے جو کچھ سنا تھا عرض کیا
سلطان سکندر یہ نوید سنکر نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا اور جلد سامان سفر درست کر کے کشمیر سے برآمد ہوا
لیکن جس وقت کہ سکندر شاہ قصبہ بارمولہ میں پہونچا سنا کہ صاحبقران آب سندھ سے عبور کر کے بہ تعجیل تمام
متوجہ سمرقند ہوے اس واسطے فسخ عزیمت کر کے ایلچیوں کو مع پیشکش بسیار آنحضرت کی ملازمت میں بھیجا
اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر نہایت سخی اور جواد تھا چنانچہ اس کی سخاوت کا شہرہ
سنکر دانشمند عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر کے اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوے اور علم و
فضل اور اسلام نے مملکت کشمیر میں مرتبہ نہایت رواج پایا خطہ کشمیر خراسان و عراق کا نمونہ بلکہ
اس سے بھی دونا ہوا اور شاہ تمام جماعت علما سے سید محمد عالم کو جو اپنے زمانہ کے فرد تھے تعظیم بہت
کرتا تھا اور آداب دین یعنی علم فقہ سیکھتا تھا اور شاہ نے ایک برہمن سیہ بٹ نام کو جو مسلمان ہوا تھا اپنے
دربار وزرا کر کے امور دنیوی میں اپنا معتمد علیہ کیا وہ سیہ بٹ طالع ارجمند کی برکت کے سبب اس مرتبہ
پر پہونچکر ہنود کے آزار اور ایذا رسانی میں بہت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ سلطان نے اس کے
کہنے سے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہنود کے تمام دانشمند مسلمان ہو جاویں اور جو شخص کہ مسلمان
نہ ہووے کشمیر سے نکل جاوے اور قشقہ یعنے ٹیکا پیشانی پہ نہ کھینچے اور عورت ستی کو شوہر کے ہمراہ
نہ جلاویں اور سونے اور چاندی کے بتوں کو دارالضرب یعنے ٹکسال میں گلا کر زر مسکوک بناویں اس
سبب سے محنت اور مصیبت بہت اس ولایت کے ہندؤں کو کہ اکثر برہمن تھے پہونچی اور بہت
سے برہمنوں نے جن پر مسلمانی اور جلاوطنی اس شہر سے شاق اور دشوار تھی اپنے تئیں ہلاک کیا
اور بعضے جلاوطن ہو کر دوسری ولایت کی طرف گئے اور بعضے براہمہ سلطان اور اس کے وزیر
کے خوف و ہراس سے اظہار مسلمانی بطریق رفع تقیہ کر کے کشمیر میں رہے اور سلطان نے تمام بہت
بتوں اور بتخانوں کے توڑنے اور مسمار کرنے پر مصروف کی اور ان میں سے اکثر بتکدہ جو اسلاف دیرین

کیے ازانجملہ ایک تبکدہ بڑا کہ باغ بحر آرا مین تھا اور اُسے ساتھ بہا دیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے کھودنا شروع کیا اور ہر چند اُس کی تہ کھودی اور پانی تک پہونچائی اُسکی انتہا نہ پائی اور مقتدا یعنی پیشوا سب بتون کا کہ جگہ یہ تھا اُسے بھی شکستہ کیا اور عمارت و بت توڑنے کے وقت شعلہاے عظیم آتشین اس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کرکے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتون کے توڑنے مین سجد تھا اُن شعلون کو طلسم اور شل اُسکے جانتا تھا اُسکے توڑنے سے ہاتھ نہ کھینچا یہانتک کہ اُس سے ایک نشان باقی نہ رہا اور اُسی طرح سے کشمیر مین راجہ لتادت نے ظہور اسلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم الشان اور مستحکم ترس پور مین تیار کیا تھا اور نجومیون سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کب تک قائم رہیگا اور کس طور سے ویران ہوگا نجومیون نے اوضاع فلکی کو مشاہدہ کرکے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سو سال گذرینگے سکندر نام ایک بادشاہ اس بتخانہ کو خراب اور ویران کریگا اور یہ دودہ عطارد کا ہے وہ بادشاہ عطارد کی مورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑیگا للتادت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تابنے کے تیر پر کندہ کرکے ایک صندوق مسی مین رکھکر اس عمارت کی بنیاد مین دفن کرو چنانچہ اس عمارت کے کھودنے مین وہ لوح برآمد ہوئی اور مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کاشکے وہ لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار نصب کرتے تو مین بعد اطلاع یابی اُن منجمان کافر کے حکم کے خلاف اُس عمارت کو مسمار نکرتا پھر سلطان سکندر راور بتخانون کو جنکی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کرکے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم ہین کہ اُس کے قلمرو مین شراب نہ بکتی تھی اور اُسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے تمغا نہ لیتے تھے اور آخر عمر مین سلطان تپ محرق مین مبتلا ہوا اور اپنے تینون فرزندونکو کہ جنکا نام میر خان اور شاہی خان اور محمد خان تھا اپنے پاس بلاکر اُنکے کان نصیحت کے گوہر روشن سے مزین کرکے اتحاد اور وفاق کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میر خان کو خطاب علی شاہ دیکر سلطنت اُسکے تفویض کی اور ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین فوت ہوا مدت اُس کی سلطنت کی بائیس سال تھی

ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کشمیر کے سریر پر جلوہ گر ہوا اور ہر چند خردسال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی مہابت اور صلابت لوگونکے دل مین جاگزین تھی اُسکے حلقہ اطاعت سے قدم باہر نرکھا اور اُس نے آغاز سلطنت مین جمیع مہمات ملکی سیہ بھٹ سے جو وزیر سکندر شاہ تھا رجوع کیے اور اُس نے چہار برس کے عرصہ مین مسند وزارت پر بیٹھکر رعایا پر قسم قسم کے ظلم سکندر شاہ کے زمانہ کے موافق ہندوؤن اور اپنے ہمقوم پر کہ مراد برہمنون سے ہے جائز رکھے جو شخص مسلمان نہوا اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کرکے زمین اُسکے خون سے رنگین کی جیسا کہ عرصہ قلیل مین اُس گروہ سے کشمیر مین ایک نشان نرہا یا تو مسلمان ہوگئے یا ولایت سے نکل گئے ناگاہ سیہ بھٹ تپ دق مین گرفتار ہوکر فوت ہوا سلطان علی شاہ نے

اس کے بعد اپنے بھائی شاہی خان کو جو صائب تدبیر اور شجاعت میں بے نظیر تھا امور مملکت کا مختار
کیا اور وہ جمیع مہمات شاہی کو انجام دیکر اپنے بھائی کو آسودہ رکھتا تھا اور جب علی شاہ کو حجاز کی سیر کا
شوق دامنگیر ہوا اور کشمیر سے سفر کرنے کا ارادہ کیا اس وقت شاہی خان کو اپنا جانشین کر کے اپنے
بھائی محمد خان کو اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت فرمائی اور رخصت کے واسطے راجہ جموں کے
پاس جو علی شاہ کا خسر تھا گیا اور راجہ جموں اور راجہ راجوری نے اسے شاہی خان کے دلپسند کرنے اور ترک
شاہی کے سبب سرزنش کر کے پشیمان کیا اور جو جانتے تھے کہ بیہودہ اور واجبات سلطنت متروک
ہو گئی راجہ جموں اور راجہ راجوری مع لشکر کثیر سلطان علی شاہ کے ہمراہ و معاون ہو کر کشمیر کی طرف روانہ
ہوئے اور اس خطہ کو شاہی خان کے تصرف سے برآورد کر کے دوبارہ علی شاہ کے قبضہ میں لائے
شاہی خان کشمیر سے برآمد ہو کر سیالکوٹ کی سمت گیا اور انہیں دنوں میں جسرت کھکر نے سمرقند میں صاحبقران
کی قید سے بھاگ کر پنجاب میں تسلط تمام پیدا کیا تھا شاہی خان اس کے پاس التجا اور پناہ لایا اور سلطان
علی شاہ نے مع لشکر بیکران کشمیر سے برآمد ہو کر جسرت اور شاہی خان کا تعاقب کیا اور انہوں نے
اس کی ناعاقبت اندیشی اور تفرقہ اور خستگی سے واقف ہو کر اسی دن پہاڑوں کے درمیان میں صفوف جنگ
آراستہ کیں اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علی شاہ اردوئے جسرت کے
ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ شکست کھا کر بھاگا اور شاہی خان نے اس کا تعاقب کر کے ولایت
سے باہر کیا اور خود تختگاہ سلطنت میں جا کر زمام سلطنت قبضہ میں لایا اور شہر کشمیر کی خلقت کہ خواہاں اس
کی تھی محظوظ اور خوشحال ہوئی اور شادیانہ کے نقارے بجائے گئے علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال
اور نو ماہ تھی اور یہ واقعہ سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری میں واقع ہوا تھا

ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

جب شاہی خان کشمیر میں بجائے برادر تخت نشین ہوا اپنا خطاب سلطان زین العابدین رکھا افواج کثیر
جسرت کے ہمراہ کی تو اس کی مدد کے واسطے جا کر ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرے اگرچہ جسرت شاہ دہلی
سے برابری نہ کر سکتا تھا لیکن سلطان کے لشکر کی قوت اور اعانت سے تمام پنجاب وغیرہ پر متصرف ہوا
اور سلطان نے قصد جہانگیری کا کر کے لشکر تبت پر کھینچا اور اس ولایت کو بزور تسخیر لیا اور اکثر ولایت کو جو
آب کتسہ کے کنارے تھی خراب اور ویران کر کے اس کے باشندوں کو قتل کیا اور اپنے بھائی محمد خان
کو صاحب مشورہ کر کے مہمات جزوی و کلی ساتھ اس کے رجوع کیں اور خود قصداً تحصیل و تکمیل کرتا
تھا اور جمیع فریق کے آدمیوں سے صحبت رکھتا تھا اور جو کہ علوم رسمی تحصیل کر چکا تھا لہٰذا اسکی مجلس کہ مراد و ما
سے ہر دانائی ہندو اور مسلمان سے معمور رہتی تھی اور علوم موسیقی میں بھی خوب طاق تھا اور اکثر اوقات اس
کی سمت ولایت کی آبادی اور زراعت کی تکثیر اور شہروں کے اجرا میں مصروف رہتی تھی اور حکم عام نافذ
کیا تھا کہ تمام ولایات میں جس شخص کا مال چوری جاوے زمیندار اس موضع کے تاوان دیویں چنانچہ اس

تقریب کے سبب اُسکی تمام قلمرو مین چوری موقوف ہوئی اور وہ بدرسمین جو سیہ بت سے باقی رہی تھین بکلم دفع کین اور
نرخ نویسی اسکے زمانہ مین جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کے عہد مین نہ تھی اور دستورالعمل لینے قواعد اور
ضوابط محریہ اسپنے تختہاے مسی پر کندہ کرکے ہرایک شہر اور موضع مین آویزان کیے تھے یہان تک کہ رسوم
ظلم ولایت کشمیر سے دفع کی اور منقول ہو کہ اُس نے تانبے کے تیرون پر لکھا تھا کہ جو شخص آدے اور ساتھ اس
دستور کے کام نہ کرے خدا کی لعنت مین گرفتار رہوا اور سلطان نے طبابت کیواسطے سری بھٹ کو جو طبیب حاذق
تھا تربیت کی اور اُس کے التماس کے موافق برہمنون کو کہ سلطان سکندر کے زمانہ مین سیہ بت کے خوف سے
نکل گئے تھے ولایات دور دست سے طلب کرکے جاگیر اُنکے واسطے مقرر کی اور ہنود کے معابد پر زمین وقف
تعین کرکے جزیہ کا مانع ہوا اور گاؤکشی بھی موقوف کی اور برہمنون اور تمام ہندؤن کو طلب کرکے اُنسے عہد لیا
کہ دروغ نہ کہین جو کچھ کتب ہندوی مین تحریر ہو اُس سے خلاف نکرین اور ارباب کفر کی تمام عادتین اور رسمین جو
شاہ سکندر کے عہد مین برطرف اور معدوم ہوئی تھین مثل قشقہ کھینچنا اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کے سلطان
زین العابدین نے سب کو از سر نو زندہ کیا نذر اور بھینٹ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سے
لیتے تھے موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کہ ولایتون سے لاتے ہین اپنے مکان مین پوشیدہ
نہ کرین ساتھ اُس قیمت کے کہ خرید کی ہو نفع قلیل پر بیچتے رہین اور بیع اور شرا مین غبن فاحش روا
نرکھین اور سلطان نے تمام قیدیون کو کہ سلاطین سابق کے عہد مین مقید ہوے تھے سب کو بکلم آزاد کیا
اور اُس کے ضوابط سے ایک یہ ہو کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اُسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اپنے
پایۂ تخت کے دستور کے مطابق خراج اُس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشون اور متکبرون کو گوشمالی
دیتا تھا اور مرتبہ اعلیٰ سے ادنیٰ درجہ پر پہونچاتا تھا فقیرون اور ضعیفون کو نوازش کرکے درجہ اوسط مین نگاہ
رکھتا تھا تاکہ نہ تو زیادہ توانگری سے بغاوت کرین اور نہ افلاس سے گداے مطلق ہون اور پارسائی اس
کی اس درجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی ماں اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسی صورت روا نہ رکھتا تھا
کہ میری نظر نامحرم کے منھ یا مال غیر پر بنظر خیانت وطمع پڑے اور اس مہربانی کے سبب کہ رعایا پر
رکھتا تھا گز اور جریب جو ہمیشہ سے تھی اُسسے زیادہ کیا اور شاہ کی وجہ خرچ خاصہ اس زر کے حاصل
سے تھی جو تانبے کی کان سے پیدا ہوتا تھا اور مزدور اُس مین ہمیشہ کام کرتے تھے لینے تانبا نکالتے تھے
اور جو شاہ سکندر کے عہد مین چاندی اور سونے وغیرہ کے بتون کو توڑکر دارالضرب مین مسکوک کیا تھا وہ
سونا کچھ کھوٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اس کان سے حاصل ہوا ہی ٹکسال مین بھیجکر مسکوک
کرین اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اُسے سزا پہونچاوے لینے اُسکے حق مین جو کچھ بدی کہدیتا
وہی واقع ہو جاتی اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اُسے اپنی ولایت کے حدود سے نکال دیتا تھا اور وہ
نہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھ پر غضبناک ہو بلکہ راضی جانتا تھا اور اس ضمن مین کام ہو جاتا تھا اور لوگ اس کے عہد مین
ساتھ جس ملت کے چاہتے تھے رہتے تھے اور کوئی آزار دے تعصب لینے دین کی حمایت سے دوسرے کا
متعرض نہوتا تھا اور برہمن اور ہنود جو سلطان سکندر کے عہد مین مسلمان ہوے تھے اُس کے عہد مین مرتد

ہو گئے تھے اور کوئی عالم اسلام اُن پر ارتداد کے سبب پکڑ دھکڑ کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے
کوہ ماران کے قریب ایک نہر لاکر ایک شہر بسایا تھا کہ آبادی جس کی پانچ کوس کی تھی اور علاوہ اس کے اور بھی شہر آباد
کیے تھے اور کالپور وغیرہ میں پانی دور سے لاکر نہریں تیار کی تھیں اور پل باندھے تھے اور زراعت کی تکثیر
کی تاکید فرماتا تھا اور اُن مواضع میں کہ اُس نے اپنی ذات خاص سے آبادی کی تھی علما اور فضلا اور غربا کو آباد کیا تھا کہ
مسافروں کو طعام دیتے ہیں اور جو کچھ ہوتا جو ان کو بعد جنس درکار رہا اُس موضع کی جنس سے صرف کرتے
رہیں اور ملک کشمیر میں کوئی زمین بے آب و زراعت باقی نہ رہی مگر وہ مقام کہ جس کی خبر شاہ کو نہ پہونچی بے آب
رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ جوش دریا کہ بیچ جو سیل دریا کے مشاہدہ ہوتا ہے اور حکام اس ناحیہ نے اس کا
منعقد کیا ہے اس کے درمیان ایک عمارت عالی شان بنا کرے پھر اس زمانہ کے داناؤں کو بلاکر مشورہ کیا چنانچہ
بعد تامل اور تفکر کے سب کی رائے نے اس پر اتفاق کیا کہ چند کشتیاں جو کوہ چوبی بنا کر اُن میں پتھر سے بھر کے پانی
میں غرق کریں اور جب وہ پتھر پانی سے بلند ہو دے اُس پر عمارت بناویں جب ایسا کیا وہ کشتیاں سنگیں پانی
سے چند گز بلند ہوئیں سلطان نے اُس مقام میں عمارت عالی یعنی مساجد اور منازل اور باغ تعمیر فرمائے
اور اُس کا نام زین لنکا رکھا اور فی الواقع وہ عمارت اس خوبی کے ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم میں
کہیں اُس کا نظیر ہو اور بادشاہ نے چند موضع اُس مقام کے مصارف کے واسطے وقف کیے اور سلطان
اس دنیائے فانی سے ایسا وارستہ اور آزاد تھا کہ باوجود اس حشمت و شوکت کے ہرگز اسباب سلطنت
سے تعلق نہ رکھتا تھا اور خزانوں کی فراہمی کا اُسے مطلق خیال و شوق نہ تھا اور سلطان زین العابدین کے
عہد میں ملا محمد نام ایک شاعر و دانشمند پیدا ہوا کہ ایک لحظہ میں مجلس میں جس بحر اور قافیہ میں کہ چاہتا تھا
بے البدیہہ اشعار پر مضمون صدہا کہتا تھا اور جس مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے اُسی وقت جواب دیتا تھا اور سلطان
اُس کی تعظیم اور جمیع علما کی تعظیم میں تقصیر نہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بزرگوار ہمارے مرشد اور رہنما ہیں اور انھوں
نے ہمیں ضلالت سے نکال کر ساتھ ہدایت کے پہونچایا ہے اور اسی طرح سے جوگیوں کا بھی احترام کرتا تھا
اور کہتا تھا کہ یہ مرتاض اور عزلت گزیں ہیں اور کسی فرقہ کے عیب کو مشاہدہ نہ کرتا تھا اُس کے ہنر کا جویا تھا
اور فراست اور عقل کا ایسا تیز تھا کہ ہر قسم کے قضیہ اور مشکل کو جو عاقلوں سے حل ہوتے تھے سلطان اُس کا
دم بھر میں فیصلہ واجبی کرتا تھا چنانچہ ایسے مقدموں سے ایک مقدمہ یہ ہے کہ اُس کے عہد میں ایک
عورت اپنی سوت سے عداوت قلبی رکھتی تھی اور اسے کسی حیلہ سے دفع نہ کر سکتی تھی ایک رات کو اُس
بے وقوف نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ہلاک کیا اور صبح کو اُس کے خون کی تہمت اُس پر کر کے بادشاہ کے پاس
دادخواہ ہوئی سلطان نے اس مقدمہ کو سمعون کے سپرد کیا اور جب وہ اس معاملہ کی تشخیص سے عاجز
ہوئے سلطان نے اول اُس عورت کو جو متہم تھی خلوت میں طلب کر کے اُس سے پوچھا کہ اگر فی الواقع تو نے
اس لڑکے کو ہلاک کیا ہے مجھ سے سچ کہہ تو میں تجھے معاف کر دوں اور جو دروغ کہیگی تیرے قتل کا حکم جاری کرونگا اُسے
جواب دیا کہ آپ جو چاہیں فرمائیں مدعا یہ ہے میں اس لڑکے کے قتل ہونے سے ہرگز واقفیت نہیں رکھتی سلطان
نے جواب دیا اگر یہ قول تجھ سے صادر نہیں ہوتا ہے ایک کام کر کہ تو اس دربار میں مادر زاد برہنہ ہو کر حضار کے حضور

اپنے مکان مین جا تو جانین کہ تو اس خون کی تہمت سے پاک ہی وہ سر اپنا گریبان فکر مین لے گئی اور بعد تامل کے
یہ جواب دیا کہ اگر مجھے ہلاک کیجیئے ہزار مرتبہ بہتر اس زندگانی سے ہی کہ یہ امر کمال بے شرمی اور بیحیائی کا مجھ
سے مشاہدہ کیا جاوے مجھے تہمت خون کی کیا کم ہی جو اس امر زشت پر قیام کرون یہ جواب سنکر سلطان نے مدعیہ
کو جس نے خون کی تہمت لگائی تھی اُسے تنہا طلب کر کے پوچھا کہ سچ کہ اس لڑکے کو کس نے قتل کیا ہے
عورت نے کہا کہ اگر یہ میری سوت اس لڑکے کی قاتل نہو مجھے بجائے اُسکے مقتول کیجیئے سلطان نے
کہا اگر تو اس دعوی مین سچی ہی اہل مجلس کے روبرو برہنہ ہو وہ بیحیا فوراً اس امر پر راضی ہوئی اور بیحیائی سے
ازار بند کھولکر برہنہ ہونے پر تھی کہ سلطان اس امر سے مانع ہوا اور فرمایا کہ یہ کام اسی بے حیا کا ہے اپنی
سوت کے نکالنے کے واسطے اسنے اپنے لخت دل کو قتل کیا اور تہمت اُسپر رکھی فرمایا کہ چند تازیانہ مار و جب
مار پڑنے لگی وہ اپنے فعل زشت کی مقر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا کہ اس طفل بیچارہ کی یہی قاتل ہی حکم اُسکے قتل کا
صادر فرمایا اور سلطان کی جملہ عادات سے ایک عادت یہ تھی کہ چور کے قتل کا حکم نافذ نہ فرماتا تھا بلکہ جس مقام پر چور
گرفتار ہوتا تھا حکم تھا کہ زنجیر اُس کے پانون مین ڈالکر قید کر دو اور اس سے ہر روز مشقت لو یعنے عمارت
کی تعمیر کے واسطے پتھر اور مٹی اُٹھواؤ اور مراحم قلبی سے آدمیون کو شکار کی ممانعت کی تھی کہ جانور مارے
نہ جاوین اور ماہ رمضان مین سلطان گوشت نہ کہاتا تھا غرضکہ جب آوازہ اس کے جود و احسان کا عالم
مین منتشر ہوا مغنی اور سازندہ کہ علم موسیقی مین اپنے وقت کے نایک تھے اطراف و جوانب سے اس قدر
کشمیر مین آئے کہ کشمیر اُنکی کثرت سے رشک فرنگ ہوا اور ملا عودی شاگرد عبدالقادر کا جو صاحب تصانیف
مشہور ہی خراسان سے سلطان کے پاس آیا اور عود ایسا بجایا کہ سلطان کو پسند آیا در محفوظ ہوکر اُسکے حال
پر نوازش فرمائی اور انعام سے مالامال کیا اور ملا جمیل متخلص بجا تام سنتے لطفی جو شعر گوئی اور خوش خوانی مین اپنا ثانی نہ رکھتا
تھا مجلس سلطان مین حاضر ہوکر اس خوش الحانی سے غزلین اور معرفتین گاتا تھا کہ سلطان کو حالت
وجد مین کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہے نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سے ہر سال
ملا جمیل کو اس قدر زر خطیر دیتا تھا کہ اُس کی شرح کا مقدور نہین ہوا اور ملا جمیل کے نقش اور آثار
سلطان کے ذکر جمیل کے مانند اس زمانہ تک کشمیر مین مشہور ہین اور سلطان کے عہد مین حبیب
نام ایک آتشباز پیدا ہوا کہ چشم زمانہ نے عینک مہر و ماہ سے اس سے بیشتر مشاہدہ نہ کیا تھا اس
نے فن آتشبازی مین ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہتے تھے اور کشمیر مین تفنگ اُس نے
پیدا کی اور بادشاہ کے سامنے ہوائین تیار کین اور دیگر ہنر دکھلائے اور آدمیون کو تعلیم دی اور وہ آتشبازی
کے سوا جمیع علوم مین فائق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ و ارباب طرب سے کہ حسن صورت اور قوالی
اور خوش آوازی مین یکتاے روزگار تھے اور حرکات و سکنات مین جہان مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے رشک
بہشت تھی اور ناچنے والے اور رنٹ اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئے اور سب بعضے گویلے اُن مین ایسی دستگاہ
رکھتے تھے کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنے بارہ پردہ مین ادا کرتے تھے اور سلطان نے اہل طرب کے
اکثر سازون کو یعنی عود اور رباب اور طنبور وغیرہ کو طلاے خالص کے تختون سے مڑھکر جواہر سے مرصع

کیا تھا اور سوم نام ایک کشمیری جو زمان کشمیر مین شعر کہتا تھا اور علوم ہندی مین فرد تھا اُس نے زین حرب
نام کتاب حالات سلطان کے بیان مین مشروحاً تصنیف کی اور یہی بودی بٹ جو شاہنامہ فردوسی طوسی کا
آغاز سے انجام تک یاد رکھتا تھا اُس نے زین نام ایک کتاب علم موسیقی مین شاہ کے نام سے تالیف کرکے
بادشاہ کے حضور پڑھی اور اُس کے صلہ مین بڑے انعام خسروانہ سے سرفراز ہوا اور شاہ جمیع لغات فارسی
اور ہندی اور تبتی وغیرہ مین نہایت درجہ مہارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی مین کلام کرتا تھا یہان تک
کہ اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی مین ترجمہ کیا تھا اور کتاب راج ترنگی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سے
ہے اُس کے عہد مین تصنیف ہوئی اور محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ مین مہابھارت کا ترجمہ جو دو عبارت تھا
دوبارہ عبارت فصیح مین ہوا اور تاریخ کشمیر کو بھی فارسی مین ترجمہ کیا اور جو بادشاہ کہ زین العابدین کے
ہمعصر تھے اُس کی خوبیون کا شہرہ سن کر اپنا اشتیاق ملاقات اظہار کرتے تھے خصوصاً خاقان سعید
ابو سعید شاہ نے خراسان سے گھوڑے تازی شائستہ اور عربی راہوار اور اونٹ قوی ہیکل اُس کے
واسطے ہدیہ بھیجے بادشاہ اس امر سے نہایت محظوظ ہوا اور اُس کے مقابلہ مین گومن زعفران کی اور
کاغذ کشمیری عمدہ اور مشک اور عطر اور گلاب اور سرکہ اور دوشالے خوب اور بلور کے ظروف اور کشمیر کے
اور بھی اشیائے لطیفہ اور نادر خاقان سعید کی خدمت مین ارسال فرمائے اور راجہ تبت سرور نے کہ
ایک حوض مشہور ہے اور اُس کا پانی کبھی تغیر اور تبدل نہین قبول کرتا ہے وہان کے دو جانور کہ جن کا راج ہنس
نام رکھتے تھے اور نہایت خوبصورت اور عمدہ تھے سلطان زین العابدین کے واسطے بھیجے سلطان
انہین دیکھکر بہت خوش ہوا اور خاصیت اُن جانورون کی یہ تھی کہ دودھ کو پانی مین مخلوط کرکے جب اُن
کے روبرو رکھو وہ اپنی منقار یعنی چونچ سے شیر کے اجزا پانی کے اجزا سے جدا کرکے نوش کر لیتے تھے
اور خالص پانی رہتا تھا شاہ نے یہ امر مشاہدہ کرکے یقین جانا کہ جو کچھ انکی خاصیت سے سنے تھے سچ ہے اور شاہ
نے آغاز شاہی سے جیسا کہ مذکور ہوا اپنے بھائی محمد خان کو وکیل مطلق اور ولیعہد مستقل کیا تھا جب محمد خان
نے وفات پائی اُس کے فرزند حیدر کو جانشین پدر کیا اور مہمات ملکی کا اُسے اختیار دیا اور مسعود اور شیرو
اپنے دو کوکہ کو کہ دونون برادر حقیقی اور سلطان کے کوکا تھے ان کا بہت اعتبار کرتا تھا اور انھون
نے آپس مین خصومت کی ہو شیرو نے اپنے بڑے بھائی مسعود کو ہلاک کیا اور شاہ نے اُس کے قصاص
مین شیرو کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور سلطان کے تین فرزند تھے آدم خان کہ سب سے بڑا تھا لیکن
بادشاہ کی نظر مین ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا تھا اور حاجی خان منجھلے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا تھا اور
بہرام خان چھوٹے فرزند کو جاگیر عمدہ دی تھی اور ایک شخص ملا دریا نام کو پانچ گری کے ساحل سے نکالکر
دریا خان خطاب دے کر سرفراز کیا اور جمیع کاروبار مملکت اس کے سپرد کرکے بخاطر جمع عیش مین مشغول
ہوا اور جس روز کہ شیرو نے اس عالم سے کوچ کیا سلطان نے کرور کشمیری اشرفیان کہ چار سو تولہ
طلا ہوتا ہے اُس کی روح کی ترویح کے واسطے اطفال کو خیرات کیا اور یہ بھی روایت ہے کہ اس عرصہ مین
شاہ زین العابدین کو ایسی بیماری سخت عارض ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا قضارا انھین دنون مین ایک

جوگی کشمیر مین وارد ہوا اور جب اُس نے سنا کہ سلطان مرض صعب مین مبتلا ہو امراے سلطان کے پاس آنکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اس کی صحت سے مایوس ہو اور مین ایک علم ایسا جانتا ہون کہ بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچ لون اور سلطان شفا سے کامل پاوے وہ یہ امر غنیمت بلکہ عزیب جان کر اسے سلطان کے پاس لے گئے جوگی نے دیکھکر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہی مجھے مع ایک شاگرد دیہان چھوڑ کر تم چلے جاؤ تو مین علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچون اُنھون نے اُسے مع شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی ساتھ اِس صنعت کے کہ رکھتا تھا اپنی روح سلطان کے قالب مین درلایا اور سلطان کی روح اپنے بدن مین منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے قالب کو آسن پر یعنے میرے مقام مین لیجاکر اس کی محافظت مین مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا اور کوئی جانور درندہ مجھے صدمہ نہ پہونچاوے تو مین روح سلطان کی صحیح اور تندرست کرکے اپنی حالت اصلی پر آؤن غرضکہ شاگرد اُس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بحس و حرکت تھا حجرے سے نکال لایا اور وزرا سے کہا کہ میرے اُستاد نے سلطان کی بیماری اپنے اوپر لی اور مین اس کا بدن معالجہ کے واسطے لیے جاتا ہون اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکان دولت جب حجرہ مین آئے سلطان کو صحیح اور تندرست پایا سب حیران ہوے اور اُسکے شکریہ مین چندروز جشن کیا اور صدقے اور نذرین آدمیون کو دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان تا مدت مدید زندہ رہا لیکن ارباب دانش نقل روح کے قائل نہین اور کہتے ہین کہ نقل روح ایک بدن سے دوسرے بدن مین ہرگز نہین ہوسکتی اور مولف اس کتاب یعنے محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہو کہ جو جوگی ریاضت کش اور صاحب کشف و کرامات اور مستجاب الدعوات ہوتے ہین جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہین اُس کے مرض کو بطریق نقل مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہین یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہین نہ نقل روح یا اُن کی دعا کی تاثیر سے وہ مرض یا وہ شے جو اُن کے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہی نقل کرتی ہی اور وہ مریض اُس بلا سے نجات پاتا ہی جیسا کہ رشحات مین جو ملا علی بن ملا حسین کاشفی کی تالیف ہی اور اُس مین مشائخ نقشبندیہ کے حالات تحریر ہین لکھا ہی کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا قدس اللہ سرہ العزیز سے بہ نیت سفر حجاز بر سوار ہو کر سبزوار مین پہونچے اور چند روز وہان قیام کیا اور طالبان صادق اور مستعدان واثق اس بلدہ کے آنحضرت کو غنیمت جان کر اُن کی صحبت مین حاضر ہوتے تھے از انجملہ ایک اُس شہر کے بزرگون مین سے کہ سادات عظام سے تھے اُنھون نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد بہم پہونچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز آنحضرت کی صحبت مین نہ پہونچے اُن کے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہی چند روز سے وہ سید میرے پاس تشریف نہین لاتے اس نے جواب دیا کہ دانتون کے درد کی شدت سے اُن کا منھ ورم کر آیا ہی اور تپ محرق مین گرفتار اور درد کی شدت سے نالان اور بیقرار ہی شیخ نے فرمایا کہ وہ جوان قابل ہی مین اُس کی عیادت کو جاؤنگا جب ہمراہ جوان کے اس کے بالین پر تشریف لے گئے

دیکھا کہ وہ سید درد دندان کے سبب تپ محرق میں بستر علالت پر پڑا ہوا تو شیخ بعد مزاج پرسی کے
ایک لحظہ سکوت کر کے اُس کے مرض کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا اُس
وقت میں درد اُس سید زادہ کے دانتوں کا بالکل دفع ہوا صحت پائی اور ورم اس کے منہ کا شیخ کے
چہرۂ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے نجات پائی شیخ منزل مقصود کی طرف راہی ہوئے اور
وہ سید زادہ اپنے مکان کے دروازہ تک مشایعت کر کے اپنی صحت سے خوش وقت ہوا اور شیخ
چند روز اُس مرض میں مبتلا رہے آخر کو برطرف ہوا اور یہ سلب مرض کا عمل خانوادہ نقشبندیہ
کا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ جوگی اور سلطان زین العابدین کا بھی معاملہ
اسی طرح ہوگا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اُن دنوں میں شاہزادوں نے آپس میں نزاع کی اور آدم خان
یعنی سلطان کا بڑا بیٹا اپنے باپ کے حکم کے موجب کشمیر سے برآمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادے
اور گولہ انداز اور تیر اندازوں کی ہمراہ لیجاکر ولایت تبت کو سہلترین وجہ سے فتح کیا اور غنیمت بہت سلطان
کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اُس پر تفقد و نوازش سے دلجوئی فرمائی اور حاجی خان کو لوہر کوٹ کی طرف
نامزد کیا اور آدم خان کو حاجی خان کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس رکھا اور بعضے مفسدان
واقعہ طلب نے حاجی خان کو اغوا کر کے لوہر کوٹ سے سلطان کے بدون حکم کشمیر کی سمت روانہ
کیا سلطان نے پہلے پیام بھیجکر اُسے نصیحت کی اور کشمیر کے آنے سے مانع ہوا جب اُس نے شاہ
کا ارشاد گوش ارادت سے نہ سنا اور اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آخر کو سلطان خود مع لشکر عظیم کشمیر سے
برآمد ہوا اور بلیل کے میدان میں بعزم جنگ صف کش ہوا اس وقت حاجی خان نے اپنے فعل زشت
سے نادم ہو کر چاہا کہ شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوں لیکن اس کے سپاہیوں نے نہ مانا آخر وہ صف
جنگ درست کر کے میدان میں آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور سردار نامی طرفین کے کام
آئے اور آدم خان نے اس معرکہ میں داد مردی اور مردانگی کی دی اور صبح سے شام تک شور جنگ
گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور افواج اس کی مغلوب ہوئی اور بھیرہ پور کی سمت
بھاگی آدم خان نے پیچھا کر کے اکثر مفروروں کو علف تیغ خون آشام کیا اور چاہا کہ جب تک حاجی خان
گرفتار ہو کسی مقام میں قیام نہ کرے لیکن سلطان نے اُسے تعاقب سے باز رکھا حاجی خان
بقیۃ السیف کو ہمراہ لے کر بھیرہ پور سے سیر میں گیا اور زخمیوں کے معالجہ میں مشغول ہوا سلطان بعد
فتح کشمیر میں آیا اور بھاگیوں کے سروں سے ایک منار بلند بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے
اسیروں کے لیے حکم قتل نافذ فرمایا اور ولایت کامراج کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامزد فرمائی
اور آدم خان اس جماعت کی کہ حاجی خان کے باعث اغوا ہوئی تھی جستجو کرتا تھا اور ان کے اہل و عیال
پر بہت ایذا اور صعوبت پہنچا کر زر خطیر وصول کرتا تھا بسبب اس تعدی کے اکثر سپاہی حاجی خان
سے جدا ہو کر آدم خان کے شریک ہوئے اور سلطان نے بعد اس واقعہ کے آدم خان کو ولیعہد کیا
اور آدم خان نے کئی برس حکومت باستقلال تمام کی اور ملک آباد رہا اس کے بعد [illegible]

ایسا قحط پڑا کہ آدمی بھوک کی شدت مین نان کے عوض مین جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو چھوڑکر غلہ اور ازوقہ کی چوری کو غنیمت جانتے تھے فقرا اور غربا میوہ خام کھانے سے ہر طرف مرتے تھے اور بعضے بھوکے بھوسی پر قناعت کرتے تھے وہ بھی میسر نہوتی تھی اس واقعہ سے سلطان محزون اور غمگین رہتا تھا اور ذخیرہ کا غلہ رعایا پر تقسیم فرماتا تھا جب قحط کی بلا بالکل دفع ہوئی سلطان نے بعضے محال مین چوتھا حصہ اور بعضے مقامون مین ساتوان حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نے ولایت کمراج پر جب قدرت پائی قسم قسم کے ظلم وجور اس حدود مین برپا کیے اور جس شخص کے پاس جو شی دیکھتا تھا چھین لیتا تھا اور بہت لوگ اُس کے ہاتھ سے عاجز ہوکر سلطان کے پاس داد خواہ ہوئے اور جو حکم کہ سلطان اُس پر نافذ فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نہ کرتا تھا بلکہ قطب الدین پور مین اقامت کی بنیاد ڈال کر سلطان کے مقابلہ کے واسطے لشکر بیشمار فراہم کیا اور سلطان نے اُس سے متوہم ہوکر کسی حیلہ اور بہانہ سے تسلی دیکر پھر اُسکو کمراج کی طرف بھیجا اور شر کے دفع ہونے کے واسطے بسبب ضرورت حاجی خان کے نام باستمالت تمام فرمان بھیجکر بسرعت طلب کیا اتفاقاً انھین دنون مین آدم خان کامراج سے برآمد ہوا اور حاجی خان سے لڑکر اُسے شکست دے کر سوپور کو غارت کرکے خاک سیاہ کیا اور سلطان نے یہ خبر سنکر افواج قاہرہ آدم خان کے سر پر بھیجی اور طرفین نے ایسی جنگ عظیم کی کہ مافوق اُس سے متصور نہین ہوا اور بہادران آدم خان مقتول اور مغلوب ہوئے اور اس کے فرار کے وقت پل سوپور کا جو دریاے بہٹ پر واقع تھا ٹوٹ گیا اور تین سو مرد اہل نبرد آدم خان کے غرق ہوئے اور سلطان اُس وقت شہر سے برآمد ہوکر سوپور کی سمت روانہ ہوا اور رعایا کو دلاسا کرکے آب بہٹ کے اس طرف نزول اجلال فرمایا اور دریاے بہٹ کے اُس پار آدم خان فروکش ہوا اور اُسی وقت حاجی خان سلطان کے حسب الحکم پنچھ کے راستہ سے کہ نام ایک موضع کا ہیرامولہ کے قریب پہونچا اور سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کا نام بہرام خان تھا حاجی خان کے استقبال کو بھیجا اور اُن دونون بھائیون نے آپس مین خصوصیت اظہار کی اور آدم خان حاجی خان کے آ نے سے رنجیدہ ہوا اور خوف وہراس نے اُس پر غلبہ کیا شاہراہ کے راستہ سے بھاگا نیلاب مین جاکر پناہ لی اور سلطان نے حاجی خان کو ہمراہ لے کر شہر کی طرف مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُس پر مبذول کرکے ولیعہد کیا اور وہ بھی شب و روز کمر خدمت پر باندھکر اخلاص و ادب مین دقیقہ نامرعی نہ چھوڑتا تھا اور تقصیرات سابق کی تلافی بوجہ احسن کرکے اُسی شاہ کے دل مین جگہ کی کہ سلطان نے اور فرزندون سے زیادہ تر اُس پر رعایت فرمائی اور ایک ٹیکا اور ایک شمشیر جو جواہر قیمتی سے مرصع اور مکلل تھے اُسے مرحمت کیے اور اُس کے آدمیون کے واسطے مناصب اور جاگیرین مقرر فرمائین اور چند روز کے بعد سلطان حاجی خان سے بسبب مے نوشی مدام اور قبول نہ کرنے نصیحت کے آزردہ ہوا جب سلطان کو اسہال دموی یعنی خون کے دست شروع ہوئے اور مزاج اُس کا حاجی خان سے متغیر ہوا مہمات شاہی معطل اور ملتوی رہے

اور اعیان حضرت سے سلطان سے پوشیدہ آدم خان کو طلب کیا اور آدم خان نے آن کر شاہ کو دیکھا لیکن
آنا اور نہ آنا اُس کا مساوی ہوا سلطان ہرگز اُس پر التفات نہ کرتا تھا لیکن آدم خان بھائیوں کے
ساتھ عہد و پیمان درمیان میں لایا اور امرا سے بھی صلح اور موافقت کی چنانچہ خیرخواہوں نے سلطان
سے عرض کیا کہ ملک خراب ہوتا ہے اپنے شاہزادوں میں سے جس کو لائق جانیں اُسے سلطنت تفویض
فرمائیں سلطان نے قبول نہ کیا اور کام تقدیر الٰہی پر چھوڑا اتفاقاً بھائیوں کے درمیان رنجش بہم ہوئی
بہرام خان نے گفتگو وحشت آمیز اپنے دونوں بھائیوں میں ڈالی اور آپس میں دشمنی کیا یہاں تک
کہ انھوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور آدم خان سلطان سے رخصت لے کر بھائیوں سے جدا ہوا اور قطب الدین پور
میں گیا اور جو ان دنوں میں سلطان پر ضعف پیری اور بیماری غالب ہوئی آب و طعام کی طرف ملتفت
نہ ہوتا تھا اس واسطے امرا اور وزرا فساد کے خوف سے شاہزادوں کو سلطان کی عیادت کو نہ جانے
دیتے تھے اور کبھی کبھی خلائق کی تسلی کے واسطے شاہ کو ایک مقام بلند پر بصد ہزار تکلیف لا کر آدمیوں کو
دکھلاتے تھے اور نقارہ شادیانے کا بجاتے تھے اور ملک کو اس طور سے نگاہ رکھتے تھے القصہ
حاجی خان اور بہرام خان متفق ہو کر آدم خان کے مدافعہ پر آمادہ ہوئے اور ہر روز اُس کے مقابلہ کو
جاتے تھے اور سلطان کی بیماری اس طرح سے روز بروز افزون ہوتی تھی اور انھیں دنوں اُس کے
ہوش و حواس میں فرق آیا اور بیہوشی طاری ہوئی جب ایک شبانہ روز سلطان بیہوش رہا آدم خان
ایک رات کو تنہا قطب الدین پور سے سلطان کے دیکھنے کو آیا اور لشکر اطراف شہر میں محافظت کے واسطے
چھوڑا اور وہ رات سلطان کے دیوانخانہ میں بسر کی اور حسن خان کچے کہ ایک امرائے نامدار سے تھا
اُس نے اسی رات امرا اور وزرا سے حاجی خان کی بیعت کروائی اور دوسرے دن آدم خان کو کسی حیلہ
سے کشمیر سے نکال دیا اور حاجی خان کو بسرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوانخانہ میں آیا اور سلطان
کے تمام اصطبل خاص کے گھوڑوں پر متصرف ہوا اور لشکر بسیار فراہم کر کے قلعہ کے باہر قیام کرڈا ا
اور سلطان کے دیکھنے کی تمنا کی لیکن دشمنوں کے غدر کے اندیشے سے محل میں نہ جا سکا ادھر آدم خان
حاجی خان کی مرد دیوان عام کے داخلہ اور اُس کے غالب ہونے کی خبر سن کر کشمیر سے برآمد ہوا اور
بارہ مولہ کے راستے سے قصد ہندوستان کا کیا اس سبب سے اس کے نوکر مایوس اور بیدل ہو کر
اُس سے جدا ہوئے اور زین لارک کہ حاجی خان کے ایک امرائے معتبر سے تھا اُس نے
ایک جماعت اپنے ہمراہ لے کر آدم خان کا پیچھا کیا اور آدم خان بھی اُس کا مقابلہ کر کے خوب لڑا
اور زین لارک کے بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کر کے نکل گیا اور اس مدت حسن خان بیٹا
حاجی خان کا جو پنجاب میں تھا اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاجی خان نے اُس کے آنے سے
قوت تمام پائی کام اُس کا بالا ہوا اور جمعیت اور استقلال نہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان
زین العابدین اکہتر برس کی عمر میں آخر ۸۷۷ھ آٹھ سو ستتر ہجری میں فوت ہوا مدت اُس کی سلطنت
کی باون برس تھی۔

ذکر حاجی خان المخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندرپور مین جو بوسہ کہلاتا ہو اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زر خطیر نثار فرمایا اور اُسکے بھائی بہرام خان اور اُس کے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اُسکے زیب سر کر کے خدمت مین قیام کیا **بیت** چو مرگ افگند افسرے از سرے ٭ نہد آسمان بر سر دیگرے ٭ شاہ حیدر نے ولایت کمراج حسن خان کو جاگیر دے کر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناکام بہرام خان کو جاگیر دے کر اُسے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤن کو جو تعزیت اور تہنیت کے واسطے حاضر ہوے تھے خلعت اور گھوڑے دے کر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اُس سے ناراض ہو کر جاگیرون پر گئے تھے اور جو بادشاہ ملک کے احوال سے بیخبر اور غافل تھا وزیرون سے قسم قسم کے ظلم و تعدی رعایا پر ہوتے تھے اور شاہ نے لولی نام حجام کو اپنے قرب مین ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اُسپر عمل کر کے سرمو تجاوز نہ کرتا تھا اور وہ حجام آدمیون سے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے بدظن ہوتا تھا اُس سے سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خان کچھی کہ جس نے زیادہ تر اُس کی بیعت مین کوشش کی تھی اُسی حجام کے اغوا سے مارا گیا اور اُس وقت مین آدم خان لشکر کثیر فراہم لاکر بانتزاع ملک ولایت جمون پہونچا تھا جب اُسنے حسن خان کچھی کی خبر قتل سنی فسخ عزیمت کی اور ملک دیو راجہ جمو کی برفاقت اُن مغلون کے جنگ کے واسطے کہ اس نواح مین آئے تھے روانہ ہوا قضارا اُس معرکہ مین ایک تیر آدم خان کے دہن مین ایسا لگا کہ اس زخم کے صدمہ سے جانبر نہوا شاہ حیدر اُس کی خبر وفات سنکر غمگین ہوا اور نعش اُس کی جنگ گاہ سے اُٹھوا کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو اُن دنون مین شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب مین مبتلا ہو گیا تھا امرا نے اس کے غلبت مین بہرام خان سے اتفاق کر کے چاہا کہ اُسے تخت پر بٹھاوین اور جب یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو جس نے شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جا کر بہت قلعہ فتح کیے تھے پہونچی وہ مع لشکر جرار بطریق ایلغار کشمیر مین داخل ہوا اور غنائم بے شمار شاہ کی خدمت مین لایا لیکن جو شاہ کی بلا اجازت آیا تھا اہل غرض نے باتین موحش کہکر شاہ کا مزاج اُس سے متغیر اور منحرف کیا اور اُسکی جانفشانی اور کوئی خدمت شاہ کو مقبول اور منظور نہوئی الغرض ایک دن بادشاہ قصر نجگردہ کے کمرہ پر برآمد ہو کر شرب شراب مین مشغول تھا حالت مستی مین پانون نے اُسکے لغزش کی اس قصر رفیع سے زمین پر گرا اور مر گیا
مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کے ایک شبانہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن

ہوا اور دوسرے دن اُن لوگوں کو جن سے متوہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نکلے شہر مین جا کر
استقامت کی اور خزانہ باپ اور دادا اور چچا کا آدمیوں پر نثار کیا اور احمد اسود کو ملک احمد
خطاب دے کر مہمات سلطنت اُس سے رجوع کین اور اس کے بیٹے نوروز کو دروازہ کا حاجب کیا
اور بہرام خان اپنے فرزند کو لے کر کشمیر سے برآمد ہو کر ہندوستان کی طرف عازم ہوا اس وجہ سے
سپاہ اُس سے جدا ہوئی اُس کا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے
قواعد اور ضوابط جو شاہ حیدر کے عہد میں یکقلم موقوف اور معدوم ہو گئے تھے از سر نو زندہ کیے
اور مدار کار آئین آئین پر چھوڑا اور اُس وقت بعض مفسدوں اور فتنہ انگیزوں نے بہرام خان کے
پاس جا کر اُسے جنگ کی تحریص کی اور بعضے امرا نے بھی اُسے معروضہ لکھ کر طلب کیا بہرام خان ولایت
کرمار سے پلٹ کر پہاڑوں کے راستہ سے ولایت کمراج مین پہونچا سلطان اس وقت بقصد سیر دیالودین
گیا تھا یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کو سوپور کی طرف روانہ ہوا اور بعضے آدمیوں نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ
کو ہند کی طرف جانا مناسب ہے لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے باز رکھا
شاہ کو اُس کی رائے پسند آئی ملک تاج خان کو مع لشکر گران بہرام خان کے مقابلہ کو بھیجا اور بہرام خان
اس امر کا مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا لیکن اُس کے خلاف عمل مین آیا اور موضع لوذپور
مین جنگ شدید واقع ہوئی اور اُس ضرب وحرب مین ایک تیر بہرام خان کے دہن پر لگا اور شکست
کھا کر مرہٹہ کے سمت بھاگا اور افواج شاہی اُس کے تعاقب مین روانہ ہوئی چنانچہ اُسے اور
اُس کے فرزند کو گرفتار کر لائی اور اُس کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہ بحال خراب شاہ کے
پاس پہونچے شاہ نے دونوں کو قید کیا اور چند روز کے بعد بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھروائی
تیسرے روز مرغ روح اُس کا قفس تن سے پھڑک کر عالم باقی کی طرف پرواز کر گیا اور زین بدر جو شاہ
زین العابدین کا وزیر تھا اور ملک احمد اسود سے نزاع رکھتا تھا اُس نے بہرام خان کی آنکھون مین سلائی
پھیرنے کے لیے بہت کوشش کی تھی شاہ حسن نے اُس کو گرفتار کر کے اُسی سلائی سے کہ جس سے
بہرام خان کو اندھا کیا تھا اس کو ریگ کو بھی کور کیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قیدخانہ مین مر گیا **مصرع**
کار بد کردہ را سزا این است * اور ملک احمد اسود کی وزارت زین بدر کے مرنے سے کلی یعنی استقلال حاصل
ہوا اور اُس نے ملک تاری بھٹ کو مع لشکر آراستہ دہلی کی طرف بمدد دیو راجہ جموں کی حمایت کیواسطے راجوری
کے راستہ سے روانہ کیا اور راجہ مذکور نے ملک تاری بھٹ سے ملاقات کی ملک تاری بھٹ نے لشکر
انبوہ اسکی مدد کو دیا اور وہ جا کر تاتار خان سے جو از جانب بادشاہ دہلی ولایت پنجاب اور دامن کوہ کا حاکم
تھا لڑا اور اُس کی ولایت تاراج کر کے شہر سیالکوٹ کو جلا اور ویران کیا القصہ سلطان حسن کی خاتون کے
بطن سے جو سید حسن بن سید ناصر کی دختر تھی دو فرزند توام یعنے جوڑوان پیدا ہوئے سلطان نے
ایک کا نام محمد رکھا اور اُسے ملک تاری بھٹ کو پرورش کے واسطے سپرد کیا اور دوسرے کا اسم حسین رکھ کر
ملک نوروز ولد ملک احمد اسود کو دیا اور اُس کی تربیت کی تاکید فرمائی اور انہی دنوں مین ملک احمد اور

ملک باری سے ایسی رنجش ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان مین بھی دشمنی اور خصومت بہم پہونچی تھی یہان تک کہ بڑے بڑے معرکے واقع ہوئے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ایک رات کو سب جمعیت کر کے شاہ کے دیوانخانہ مین درآئے اور دست اندازی کر کے آگ لگائی اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز و اقارب اور اعوان و انصار گرفتار کر کے قید کیا اور مال اُس کا تاراج کیا اور وہ قیدخانہ مین مرگیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ سلطان مجلس مین اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکال دیا اور چند روز کے بعد پھر مقام عنایت مین ہو کر اسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیر پنجال کے درہ کے قریب پہونچا تقضاے الٰہی سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی سے طلب کیا اور زمام اختیار اُس کے کف اقتدار مین دی سید حسن نے مزاج شاہ امراے کشمیر سے منحرف کیا اور ایک جماعت کثیر اعیان ملک سے قتل کی اور ملک باری کو قید کیا اور بقیۃ السیف بھاگ کر اطراف و جوانب مین گئے اور جہانگیر ماکری کہ امراے کبار سے تھا اس نے بھاگ کر لوہر کوٹ کے قلعہ مین پناہ لی اور بعد اس کے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور ناتوانی نے اس پر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہو کر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر ہین اس لیے یوسف خان ولد بہرام خان کو جو قید ہی یا فتح خان ولد آدم خان کو جو جسرو تھ مین ہے سریر سلطنت پر بٹھاؤ اور محمد خان کو ولیعہد کرو سید حسن نے ظاہر مین قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانبر نہوا مدت اُسکی حکومت کی معلوم نہ تھی اس وجہ سے قلم انداز ہوئی

ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر فائز ہوا اور جب اُس روز اُس کے روبرو تمام اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُسنے کسی شی کی طرف التفات نہ کی کمان ہاتھ مین لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کر کے اُس کی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور آپس مین کہنے لگے کہ یہ بادشاہ امور جہانبانی مین نہایت کوشش کریگا اور اُسوقت مین سیدون کا اس قدر عروج اور استقلال ہوا تھا کہ کسی امرا اور وزراے اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت مین جانے نہ دیتے تھے کشمیریون نے اس امر سے تنگ آکر ایک رات کو باتفاق راجہ جمو جو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر مین پناہ لایا تھا سید حسن کو مع بیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ مین ستھے غدر سے قتل کیا اور آب بہٹ سے عبور کر کے پل توڑ ڈالا اور اسطرف جمعیت کر کے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن جو سلطان کا خالو تھا جمعیت کر کے سلطان کی محافظت کیواسطے دیوانخانہ مین آیا اور ایسی شب مین کہ فتنہ عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا عبد زینا نے چاہا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قیدخانہ مین تھا نکال لے جاوے سید ملے نامے ایک امراے سادات نے اس امر سے آگاہی پاکر یوسف خان کو

قتل کیا اور ماہی بٹ کو بھی جو یوسف خان کے قتل ہونے سے تاسف کرتا تھا قتل کیا اور یوسف خان
کی والدہ نے کہ جس وقت سے بیوہ ہوئی تھی دنیا کا کارخانہ ہیچ سمجھکر تمام دن روزہ رکھتی تھی اور
افطار کے وقت جو کی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ کرتی تھی اپنے فرزند کی نعش ما دل
پاس تین روز بٹھا رکھی اور اس کے بعد دفن کی اور ایک حجرہ اُس کے مقبرہ کے قریب بنا کر مدۃ العمر
اُس میں رہی یہاں تک کہ ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی القصہ سید علی خان مع سادات دیگر
مخالفوں کی جنگ میں مشغول ہوا اور جانبین سے تیر و تفنگ کی لڑائی ہونے لگی طرفین سے آدمی
بہت قتل ہوئے اور چوروں نے اکثر شہر کو جلا کر تاراج کرنے لگے پھر سیدوں نے ایک خندق شہر کے گرد کھود کر
چوروں کی سر سے نجات پائی اور مکان مخالفوں کے شہر یا مواضع میں جہاں تھے سب کو خاک برابر کیا
اور نہایت عقل اور تکبر سے محافظت اور نگہبانی نہ کرتے تھے اُس درمیان میں جہانگیر ماکری
کہ لوہر کوٹ میں رہتا تھا مخالفین کے حسب الطلب پہونچا ہرچند سید اُسے صلح کا پیغام بھیجتے تھے وہ
قبول نہ کرتا تھا ایک روز داؤد خان ولد جہانگیر ماکری اور تتمہ ماکری پل سے عبور کرکے سیدوں
سے لڑے داؤد خان مع اکثر مخالفین مارا گیا اور سادات خوش ہوئے اور نقارے شادیانہ کے
بجائے اور سر مخالفوں سے مینار بنائے دوسرے دن سیدوں نے چاہا کہ عادا کرکے پل سے
عبور کریں مخالف سد راہ ہوئے اور پل کے درمیان میں جنگ عظیم واقع ہوئی اور پل ٹوٹ گیا خلائق
طرفین سے سب غرق ہوئی اس کے بعد سیدوں نے تاتار خان لودھی حاکم پنجاب کو خط لکھکر کمک کی
درخواست کی چنانچہ اُس نے فوج بیشمار اُن کی مدد کے واسطے بھیجی لیکن جب لشکر اُس کا بھمبر کی راہ میں
پہونچا وجلس نام وہاں کا راجہ اُس فوج سے لڑا اور اس نے کئی آدمی بہادر اور نامی قتل کیے مخالف
یہ خبر سنکر خوشحال ہوئے اور سادات اور کشمیریوں کے درمیان دو ماہ تک جنگ قائم رہی آخر کو
کشمیریوں نے اسی فوج کے تین برن کرکے آب سے عبور کیا اور چاروں طرف سے پہاڑ کو گھیر لیا
اور سیدوں نے اُن سے مقابلہ کرکے دادمردی اور مردانگی دی اور جو جمعیت مخالفوں کی بہت زیادہ
تھی اکثر سیدوں کے سردار قتل ہوئے اور باقی سراسیمہ ہوکر شہر میں آئے اور کشمیریوں نے تعاقب کرکے
ہاتھ قتل و غارت میں دراز کیا اور شہر میں آگ لگائی وہ آگ حضرت امیر کبیر میر سید ہمدانی رضی اللہ عنہ کے
خانقاہ متبرکہ کے قریب پہونچکر بجھ گئی اور خانقاہ متبرکہ کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور اس روز عدد مقتولوں
کے دس ہزار شمار ہوئے تھے اور یہ واقعہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری میں واقع ہوا تھا اور سید محمد
سید حسن نے مسمی کہرائی کے مکان میں جاکر پناہ لی اور مخالف تمام ایکجا ہوکر دیوانخانہ میں بادشاہ
کے مجرے اور سلام کو گئے اور شاہ کو موافق کرکے سید علی خان کو مع دیگر سادات کشمیر سے نکال دیا
اور بہرام کو زر خطیر دے کر رخصت کیا اور چونکہ ہر ایک کشمیری دعوے سرداری کا رکھتا تھا تھوڑے
عرصہ میں اُن کے درمیان مخالفت اور دشمنی ظاہر ہوئی اور سلطنت کے انتظام میں فتور واقع ہوا
اور فتح خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین جب بعد وفات تاتار خان لودھی کے جالندھر سے

بقصد انتزاع مملکت موروثی راجوری مین آن کر مقیم ہوا اور مردم واقعہ طلب اور جنگ جو امرا اور وزرا سے
فوج فوج اُس کے پاس پہونچے وہ اُن مین سے ہر ایک کو انعام دے کر امیدوار کرتا تھا اور وہ متوقع
اس امر کا تھا کہ جہانگیر ماکری سب سے پیشتر آن کر مجھسے ملاقات کرے اور جہانگیر ماکری اس خیال سے
کہ مخالفون نے پیشتر جا کر فتح خان سے ملاقات کی ہی حاضر ہوا محمد شاہ کو کشمیر سے ہمراہ لے کر میدان
کرسوار مین فروکش ہوا اور فتح خان نے بھی ہیرہ پورہ کے راستہ اون کی نواحی مین پہونچکر دریا پر قبضہ
کیا اور شاہ کے مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین اور تنور حرب گرم ہوا پہلے
فتح خان نے غلبہ کیا قریب تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہووے آخر جہانگیر ماکری نے
پاے ثبات زمین معرکہ مین محکم کرکے پچاس مرد نامی اور جرار فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور
فتح خان کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا اور قریب تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار
ہووے کہ ایک منافق نے اثناے تعاقب مین یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفون
نے گرفتار کر لیا جہانگیر یہ خبر سنکر اُس کے تعاقب سے باز رہا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہو کر کشمیر
کی طرف معاودت فرمائی اور ملک باری بہٹ کو اُن زمینداروں کے مواضع کی تاراجی کے
واسطے جنھون نے فتح خان کو جگہ دی تھی بھیجا اور فتح خان کہ غائب تھا پھر بہرام کلہ کے نواح مین کہ
مواضعات کشمیر سے ہی ظاہر آیا اور دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر
انبوہ اُس کے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور موضع کہوا کے میدان مین کہ پرگنہ ناکام سے ہے
داخل ہوا وزیر جو فتح خان کا خدمتگار تھا اُس وقت فرصت پاکر شہر کی طرف گیا اور سیفی اور وانگری
کو مع جماعت کثیر امرا قید تھے سب کو قید خانہ سے رہا کر دیا جہانگیر ماکری ان کی رہائی سے غمگین
ہوا اور فتح خان سے صلح کا ارادہ کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اُس کی مدد کو آیا تھا پیغام
کیا کہ فتح خان کے لشکر مین تفرقہ ڈالے اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہو کر فتح خان
کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اُس کا پیچھا کیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جا کر فتح کیا اور لشکر کثیر اور
جمعیت غفیر بہم پہونچا کر دوبارہ بہ نیت تسخیر کشمیر کے آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدون کو جو قبل اس کے
نکال دیا تھا تسلی اور دلاسا کر کے طلب کیا پھر سلطان اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی وانگری
نے بھی فتح خان کی طرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ کی اور سلطان کی سمت سے سیدون نے
خوب داد مردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر ان مین سے بدرجۂ شہادت فائز ہوئی اور
جو کہ ان مین سے باقی رہی سلطان اور جہانگیر ماکری کی محل اعتماد ہوئی اور اُس مرتبہ بھی فتح خان شکست
پاکر بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر انبوہ فراہم کر کے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب ہوا۔ بیت

گل شادی اگر خواہی ز خار غم مکش دامن | قدم گر طالب گنجی بکام اژدہا در نہ

اور یہ نوبت پہونچی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اُس کے لٹ گئے اور
جہانگیر ماکری زخمی ہو کر کسی طرف بھاگ گیا اور میر سید بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد

چند روز کے محمد شاہ کو زمینداروں نے گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کیا اور اُس وقت دس سال اور سات ماہ اُس کی شاہی سے منقضی ہوے تھے اور فتح خان اُسے مع اپنے بھائیون کے دوانحانہ میں نگاہ رکھتا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام سامان عیش و عشرت اور اکل و شرب اور جمیع ضروریات اُس کے واسطے مہیا رکھین اور سیفی ڈانگری اُس کی خدمت مین قیام کرکے کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نہ کرتے تھے

ذکر فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول کا

فتح خان بن آدم خان سنہ ۸۸۴ آٹھ سو چوراسی ہجری میں اپنا فتح شاہ خطاب رکھکر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور سیفی ڈانگری کو اپنے مہمات کا مدار المہام کیا اس وقت میں میرشمس یعنی شاہ قاسم انوار بن سید محمد نوربخش کا مرید عراق سے کشمیر میں آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اُس کے مریدون کے مصارف کے واسطے مواضع وقف ہوے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور صوفی معابد کفار کی ویرانی اور ویرانی میں کوشش کرتے تھے اور کوئی نہیں منع ہو سکتا تھا مختصر کہ عرصہ قلیل میں مردم کشمیر خصوصًا طائفہ چک میرشمس کے مرید ہوے اور لباس تصوف میں اُس کا مذہب کہ مذہب شیعہ تھا اختیار کیا اور اکثر لوگ اُس طرح کے اُس مذہب میں داخل ہوے اور بعضے کہ جاہل تھے اور میرشمس کے رمز اور باریکی سمجھے تھے اُسکے بعد وفات ملحد ہوے اور ماہ اور اُس کے امرا کے درمیان نزاع اور خصومت ہم ہوئی دیدہ سلطانی میں آن کر بطور خانہ جنگی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک اچھی اور ریسا کر فتح خان کے اعیان سے تھے محمد خان کو مجلس سے برآوردہ کرکے بارہولہ مین لائے جب اُس مین رشد کے آثار مشاہدہ ہوئے اس حرکت سے نادم ہوکر چاہا کہ پھر محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کرین محمد شاہ یہ خبر سنکر اپنے باپ کی جاگیر کی سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت کشمیر کو درمیان اپنے اور ملک اچھی اور سنکر کے راہ تقسیم کی اور ملک اچھی کو وزیر مطلق اور سنکر کو دیوان کل کیا اور ملک اچھی معاملہ کے فیصل کرنے مین فراست کی سری سے نہایت دستگاہ رکھتا تھا اور اتفاقیہ ہر کرد کس ایک بیچک باریک ریشمی کے واسطے آپس مین نزاع رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ بیچک میری ہے جب تقیہ ملک اچھی کی سماعت میں دائر ہوا مدعی سے یہ سوال کیا کہ یہ بیچک انگلی پر لپٹی ہے یا لتہ پر مدعا علیہ نے جواب دیا انگلی پر اور مدعی نے عرض کی لتہ پر جب کھولی گئی معلوم ہوا کہ انگلی پر لپٹی تھی القصہ جب ایک مدت فتح خان کی شاہی سے منقضی ہوئی ابراہیم یعنی جہانگیر ماگری کا بیٹا جسے مصنف باپ کا تعویض ہوا تھا محمد شاہ کی خدمت مین جاکر ہندوستان سے تعرض کرکے ولایت کشمیر پر چڑھ آیا اور تھوہا سور کے اطراف مین اُس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید واقع ہوئی اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست پائی اور فتح شاہ ہیرہ پور کے راستہ سے ہندوستان کی طرف گیا اور منقول ہے کہ فتح شاہ نے نو سال ملک شاہی کی تھی کہ یہ واقعہ وقوع مین آیا ؛

ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اُس وقت کے واقعات کا۔

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا اپنا ولیعہد کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹون نے ملک اچھی کو کہ اُن کے پاس تھا قید خانہ مین جاکر قتل کیا اور فتح شاہ عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچا کر پھر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اُس کے مقابلہ کی نہ لاکر بے جنگ بھاگا مدت اس کی سلطنت کی اس مرتبہ نو ماہ اور نو روز تھی

ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانے کا

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر متصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ بدرہ سے تھا وزیر مطلق اور سنکر زینا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کے رفاہ کے واسطے عدل والصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ ہزیمت کھاکر شاہ سکندر لودھی کے پاس دہلی مین گیا اور شاہ موصوف نے لشکر بیشمار اُس کی امداد کے واسطے بھیجا اور جہانگیر بدرہ فتح شاہ سے رنجیدہ ہو کر محمد شاہ کی خدمت مین فائز ہوا اور اُسے راجوری کے راستہ سے کشمیر کی سمت لے گیا فتح شاہ نے جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کر کے محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اس معرکہ مین مارا گیا اور فتح شاہ کے امرائے معتبر سے علی شاہ وغیرہ اُس کی رفاقت چھوڑ کر محمد شاہ کی ملازمت مین داخل ہوئے فتح شاہ ناچار ہو کر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور اسی سرزمین پر فوت ہوا اس مرتبہ مدت اُس کی شاہی کی ایک سال اور ایک ماہ تھی

تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر متمکن ہونے کا

نقل ہے کہ اس مرتبہ محمد شاہ نے سریر اجلاس کر کے نقارے شادیانہ کے بجائے اور سنکر زینا کو جو فتح شاہ کے امرائے معتبر سے تھا قید کیا اور ملک کاجی چک کو کہ فراست اور شجاعت مین موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر منصوب فرمایا ملک کاجی بھی قضایا فیصل کرنے مین فراست عظیم رکھتا تھا ازانجملہ ایک یہ ہے کہ ایک محرر کی ایک زوجہ تھی اور وہ بسبب اتفاق اُس عورت سے چندے دور رہا عورت نے اُس کی غیبت مین بے صبری کر کے دوسرا شوہر کیا بعد اُس کے جب وہ محرر سفر سے آیا اُس سے اور دوسرے شوہر سے مناقشہ بہم پہونچا اور عورت نے شوہر اول کی تکذیب کی اور اُس کی شوہریت سے منکر ہوئی پھر تینون شخص ملک کاجی کے پاس دادخواہ ہوئے اور جو کہ اُن مین سے کوئی شخص گواہ اپنے دعوی کے موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آخر کو

ملک کاجی نے اُس عورت سے یہ بات کہی کہ تو سچ کہتی ہے اور یہ مرد جھوٹا ہے آ تھوڑا پانی میری دوات
میں ڈال دے تو میں تیرے واسطے ایسی دست آویز لکھدوں کہ بعد اس کے اُس کو تجھ سے کچھ سروکار
نہ رہے عورت اُٹھی اور جس قدر پانی کہ ضرور تھا دوات میں ڈالا ملک نے کہا اور ڈال اُس نے
تھوڑا پانی کہ سیاہی کو ضائع کرے ڈالا اور اس عمل میں کمال احتیاط بجا لائی اُس وقت ملک کاجی
نے حاضرین سے کہا کہ اس کی احتیاط اور ہوشیاری سے یقین ہوتا ہے کہ یہ عورت لکھنے والے کی ہے ہم
عورت نے بھی آخر کو اقرار کیا کہ یہ نوشتہ میرا ہی لکھا ہے غرض یہ قصہ بتفصیل اور مباحثہ روبرو ہوا الغرض
جب محمد شاہ نے استقلال تمام بہم پہونچایا فتح شاہ کے اکثر امرا کو مثل سیفی ڈانگری وغیرہ کو
تیغ سیاست سے قتل کیا اور سنکر رینا قضائے الٰہی سے فوت ہوا۔ فتح شاہ کی نعش اُس کے
نوکر ہندوستان سے کشمیر میں لائے محمد شاہ اس کے استقبال کو گیا اور شاہ زین العابدین کے
مقبرہ کے اطراف میں دفن فرمائی اور یہ واقعہ سنہ ۹۲۲ھ نوسو بائیس ہجری میں واقع ہوا جب ملک کاجی
چک نے ابراہیم ماگری کو قید کیا اس کا بیٹا ابدال ماگری بسبب مردم بلد کے اتفاق سے سکندر خان
بن فتح شاہ کو شاہ بنا کر کشمیر میں لایا اور محمد شاہ اور ملک کاجی چک نول پور پرگنہ ماہکل میں سنہ ۹۳۱ھ
نوسو اکتیس ہجری میں مخالفوں کی جنگ کے واسطے وارد ہوئے اسکندر نے تاب مقاومت نہ لا یا قلعہ کام
میں پناہ لی اور ملک کاجی نے اُسے محاصرہ کیا اور چند روز فریقین کے درمیان میں جنگ قائم
رہی اس درمیان میں امرائے سلطان بقصد بغاوت سلطان سے جدا ہو کر سکندر شاہ کے پاس حاضر
ہوئے ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُن کے مقابلہ کو بھیجا وہ جنگ مردانہ کرکے مارا گیا لیکن فتح
مسعود کے ہمراہیوں کو ہوئی اور اسکندر خان ناکام قلعہ کو چھوڑ کر نکل گیا اور ملک کاجی چک قلعہ میں
داخل ہوا اور تمام ماگری ورق گل کی طرح انتشار و پریشان اسکندر خان کے پیچھے روانہ ہوئے اور
محمد شاہ نے منصور اور مسرور ہو کر اپنی دارالحکومت کی طرف مراجعت کی اور صاحب استقلال ہوا
اور اس عرصہ میں شاہ کا مزاج دشمنوں کی بدی اور بدگوئی کے سبب ملک کاجی سے منحرف ہوا اور
ملک کاجی چک متوہم اور ہراسان ہو کر راجوری کے سمت راہی ہوا اور اُس طرف کے راجاؤں
کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اُس وقت میں اسکندر خان جو محمد شاہ سے شکست پا کر گیا تھا اب
بالاتفاق ایک جماعت مغلان فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے آکر لوہر کوٹ پر متصرف ہوا
اور ملک زنگی بھائی ملک کاجی چک کا اس امر سے خبردار ہو کر اس کے مقابلہ کو گیا اور بعد
جنگ اُسے دستگیر کرکے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولتخواہی کے سبب ملک کاجی چک
سے راضی ہوا اور پھر عہدۂ وزارت اُس کے عوض میں فرمایا اور اسکندر خان کی آنکھوں میں سلائی پھیری
اور وہ چشم زخم زمانہ سے مطمئن ہوا ابراہیم خان بیٹا محمد شاہ کا جو اپنے باپ کے ہمراہ ابراہیم شاہ
لودھی کے پاس چلا گیا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت میں رکھا اور اُس کے
باپ محمد شاہ کو مع لشکر بسیار رخصت کیا تھا اُس وقت میں بادشاہ ابراہیم لودھی کے حادثہ کے

سبب کشمیر مین آیا اور ملک کاجی چگ کہ بادشاہ سے اُسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے سے رنجیدہ تھا پہلے اُس کے مقربون کو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اُس کے بعد شاہ کو مقید کر کے ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اس مرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ روز تھی۔

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کاجی چگ کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماکری یعنے ابراہیم ماکری کا بیٹا کہ ملک کاجی چگ کے دست ظلم سے ہند کی طرف گیا تھا اس وقت فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہو کر عرض پرداز ہوا کہ بندہ دشمنون کے غلبہ سے اس درگاہ مین پناہ لایا ہی اگر حضرت میرے حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرما کر ایک لشکر سے امداد فرماوین کشمیر کو بندگان اعلیٰ کے واسطے سہل ترین وجہ سے تسخیر کرون آنحضرت نے اُس کی صورت اور سیرت مشاہدہ کر کے بزبان تلطف فرمایا کہ تعجب ہی جنگل مین بھی ایسے لایق آدمی بہم پہونچتے ہین یہ فرما کر پہلے اُسے خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا من بعد بہت سپاہی اُس کی ہمراہی کے واسطے تعین کیے اور شیخ علی بیگ اور محمود خان کو سردار اُس لشکر کا کیا جب ابدال ماکری نے دیکھا کہ کشمیری مغلون سے تنفر کرتے ہین مصلحتہً نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھکر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور اس طرف سے ملک کاجی چگ نے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لے کر موضع سلاح پرگنہ بانکل مین لشکرگاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوے ابدال ماکری نے ملک کاجی چگ کو یہ پیغام بھیجا کہ مین فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین جا کر مدد لایا ہون شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اس درجہ ہی کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ لاکھ مرد اہل ہنر در رکھتا تھا اُسے طرفۃ العین مین خاک برابر کیا خیریت اسی مین ہے کہ تو جلد اپنے تئین اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دولتخواہون مین منتظم کرا دراگر یہ دولت تیرے نصیب نہین ہی اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کر کہ وقت مہلت اور غفلت کا نہین ہی ملک کاجی چگ اُس وقت سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو مین فوج کا سردار کر کے جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور طرفین مین معرکہ شدید اور مقاتلہ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امرائے نامدار یعنے سید ابراہیم خان اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک رتبہ عظیم رکھتے تھے قتل ہوے اور ملک کاجی مضطرب ہو کر شہر کی طرف بھاگ گیا اور جب وہان بھی مفر کی صورت نظر نہ آئی پہاڑون کے سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہ ہوا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا مدت اس کی بادشاہی کی آٹھ مہینے اور پانچ روز تھی +

ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُس نے اپنے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر میں جلوس کیا اور مردم کشمیر کو جو مغلوں سے متوہم تھے تمکین و دلاسا دے کر مطمئن کیا اور کشمیری اُس کے جلوس سے خوش ہوئے اور شہر سے برآمد ہو کر جو شہر میں جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایۂ تخت تھا استقامت کی ابدال ماکری کو صعنت رلرت دے کر وکیل مطلق کیا اور ابدال ماکری ملک کاجی کا پیچھا چپل نگری تک کر کے پلٹ آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب ہو گا ولایتوں کی تقسیم شروع کی چنانچہ بعد تقرری خالصہ تمام ولایت کے چار حصہ قرار پائے ایک حصہ ابدال ماکری اور ایک حصہ شیخ میر علے کو دیا اور باقی دو حصہ سپاہ کو واگذاشت ہوئے اور بابر شاہ کے ملازموں کو تحت وہدایا بہت دے کر ہند کی طرف رخصت کیا اور سیام عقاب آمیر ملک کاجی چک کو بھیجکر محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میر علی نے وہاں جاکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ کے قلعہ سے برآوردہ کیا اور دونوں باتعاق کشمیر میں آئے اور ملک کاجی چک نے آنے کی مالعت کی محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر متمکن ہوا

جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ مملکت کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھکر شکر خدا تعالیٰ بجالایا سپر نازک شاہ کو کہ بس سال اور میں روز بادشاہی کی تھی اپنا ولیعہد کیا اور اس سال میں فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ نے عالم فانی سے انتقال کیا جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے سریر شاہی پر اجلاس فرمایا اور جب محمد شاہ کا زمانہ بادشاہی گذرا ملک کاجی چک کہ ولایت کوہستان میں گیا تھا جمعیت انبوہ اُس ولایت سے بہم پہونچا کر کہار کے اطراف میں آیا اور ملک ابدال ماکری نے سبقت کر کے جنگ کی ملک کاجی بھاگ کر کشمیر میں گیا اور چونکہ ان دنوں میں کامران میرزا ولایت پنجاب پر علمہ تمام رکھتا تھا شیخ علی بیگ اور محمد خان مغل جنھوں نے کہ بعد فتح کشمیر ابدال ماکری کے رخصت کرنے سے مراجعت کی تھی کامران میرزا کی خدمت میں کر عرض پیرا ہوئے کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے خبردار ہیں اگر آپ بڑی توجہ فرمائیں وہ ولایت نہایت آسانی سے دستیاب ہو گی کامران میرزا نے محرم بیگ کو لشکر کا سپہ سالار کر کے ہمراہ اُن امرا کے جو کشمیر سے آئے تھے کشمیر کی تسخیر پر مامور کیا اور جب مغلوں کی فوج کشمیر کے قریب ہونچی تمام کشمیری اُن کے خوف سے مال و اسباب اپنا مکانوں میں چھوڑ کر کوہستان کی سمت بھاگ گئے اور مغل کی افواج نے کشمیر کو تاراج کیا اور آگ لگائی اور بعضے کشمیری جو پہاڑوں سے مغل کے مقابلہ کو آئے تھے مارے گئے اور ابدال ماکری کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کاجی چک لشکر مغل کے ہمراہ ہے جب اُسے یقین ہوا کہ وہ مغلوں میں داخل نہیں ہے اتحاد و یگانگی اظہار کر کے اُسے مع لڑکوں اور بھائیوں کے طلب کر کے عہد و پیمان درمیان میں لایا یہ امر کشمیریوں کی قوت کا سبب ہوا ۔۔۔

پر ہمہ تن آمادہ ہوئے اور مغلون سے خوب لڑے اور وہ تاب مقاومت نہ لاکر اپنے ملک کی طرف راہی ہوئے
اور بعد چند عرصہ کے ملک کاجی چک ملک بدال کا مکر اور غدر اور غرور مشاہدہ کرکے وہان کے رہنے سے ناراض
ہوکر پھیر کی طرف گیا اور سال ۹۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری مین شاہ سعید سلطان کاشغر نے اپنے فرزند
شاہزادہ سکندر خان کو میرزا حیدر کاشغری کے ہمراہ مع بارہ ہزار مرد تبت اور لار کے راستہ سے کشمیر
پر بھیجا اور کشمیری اُن کی بہادری اور شوکت کا آوازہ سنکر کشمیر خالی کر کے بے جنگ ہر ایک اطراف مین
بھاگ گئے اور پہاڑون مین پناہ لی کاشغریون نے ولایت کشمیر مین داخل ہوکر عمارات عالیہ کو جو شاہان
سابق سے یادگار تھین مسمار کرکے خاک برابر کین اور شہر مین آگ لگائی اور خزانہ اور دفینہ جو زمین مین مدفون
تھے سب کو تلاش کرکے برآورد کیا اور تمام لشکر مال و اسباب سے متمول ہوا اور جس مقام مین کشمیریون
کی استقامت کی خبر پاتے تھے انھین قتل اور اسیر کرتے تھے غرضکہ تین مہینے تک یہ حال رہا اور ملک
کاجی چک اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نے جکدرہ کی طرف جاکر پناہ لی اور جب وہان
صورت مفر نہ دیکھی کھادرا اور بارہ دار مین گئے اور وہان سے بارہ کے راستہ سے پہاڑ سے اُترکر
مغلون کے مقابلہ کو روانہ ہوئے اور سکندر خان اور میرزا حیدر کاشغری بھی مع لشکر انبوہ اُن کے
مقابل آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کے سردارون مین سے ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی
اور میر کمال مارے گئے اور کاشغریون سے بھی مردم خوب قتل ہوئے اور کشمیری پسپا ہوکر منہ معرکہ
سے پھیرا چاہتے تھے کہ ملک کاجی چک اور ابدال ماکری نے پائے ثبات میدان کین مین محکم
کرکے نئے کشمیریون کو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور داد مردی اور مردانگی دی طرفین سے
آدمی بیشمار مقتول ہوئے اور چند قالب بے سر اٹھکر حرکت مین آئے وجہ اس کی سابق مین مذکور
ہوئی غرضکہ صبح سے شام تک جنگ قائم رہی اور شب کو طرفین اپنے غنیم کی سختی و شوکت خیال کرنے
لگے آخر دونون گروہ جنگ سے دستکش ہوکر صلح پر راضی ہوئے پھر کاشغریون نے صوف اور سقرلاط
اور اشیاے نفیسہ بھیجکر نسبت خویشی کی قرار دی اور محمد شاہ نے بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کاجی
چک کی معرفت صلح نامہ لکھکر مع نفائس کشمیر کاشغریون کے پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی
دختر شاہزادہ سکندر خان کے عقد ازدواج مین لاوے اور کشمیریون کو جو مغلون نے اسیر کیا ہے
رہا کرین اور کاشغری اس صلح سے راضی ہوکر کاشغر کی طرف متوجہ ہوئے اور پریشانی جو کشمیر مین واقع
ہوئی تھی ساتھ امن اور آسودگی کے مبدل ہوئی اور اُس سال مین دو ستارے ذوات الاذناب
یعنے دم دار طلوع ہوئے انھین دنون مین قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلائق بھوک کی شدت سے ہلاک
ہوئی اور باقی جو زندہ رہے تھے اُنھون نے جلا وطنی اختیار کرکے دور دراز سفر کیا اور دیجو کا
فتنہ جس نے قتل عام کیا تھا آدمیون کے دلون سے فراموش ہوا یعنے اس حادثہ کے مقابل
آسان دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے جمیع خلائق کو محفوظ رکھے اور اس قحط نے دس ماہ کا طول
کھینچا جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کو فی الجملہ آسودگی ہوئی اور اس وقت مین ملک کاجی چک اور

ملک ابدال ماکری کے درمیان رنجش آئی ملک کاجی چک شہر سے برآمد ہو کر ریں یور میں مقیم
ہوا اور ملک ابدال ماکری نے منصب وزارت پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے
تھے کرتے تھے کوئی شخص دادرسی نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ نے محقق ہیں کہ مرض الموت
سے ہی مبتلا ہوا اور جس قدر زر نقد رکھتا تھا محتاجوں پر تقسیم کیا لیکن قضائے الٰہی سے حاسر ہوا
مدت اس کی شاہی کی پچاس سال تھی

ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

ظاہرا سلطان شمس الدین بعد وفات اپنے باپ کے تخت شاہی پر متمکن ہوا لیکن وزرا کی نمائش سے
تمام ولایت امرا پر تقسیم کی اور اہل کشمیر اس کے جلوس سے نہایت راضی اور خوشدل ہوئے اور
تھوڑے عرصہ میں ملک کاجی چک اور ابدال ماکری سے باہم نزاع ہوئی ملک کاجی چک شاہ
کو ملک ابدال ماکری کے مدافعہ کے واسطے کوسوار کی طرف لے گیا اور ملک ابدال بھی جمعیت تمام
بہم پہنچا کر شاہ کے مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک ابدال ماکری کمراج میں کہ اس کی جاگیر تھی گیا اور
سلطان شمس الدین اور ملک کاجی چک نے سری نگر کی طرف معاودت کی اور پھر چند روز کے
بعد ملک ابدال ماکری سر بادشاہ کی اطاعت سے پھر کر فساد پر آمادہ ہوا اور ولایت کمراج میں شور
اور خلل برپا کیا لیکن اس مرتبہ بھی آتش فساد آسانی سے ساکن ہوئی الغرض اس بادشاہ کا احوال تاریخ
کشمیر میں اس سے زیادہ دریافت نہ ہوا لہذا اسی پر اکتفا کی +

مشرف ہونا نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد اس کے اس کا بیٹا نازک شاہ مسند شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ
میرزا حیدر ترک غلبہ پا کر متصرف ہوا اور میرزا حیدر کی حکومت کا خطبہ اور سکہ نام نامی جنت آشیانی
نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے تھا

ذکر میرزا حیدر ترک کے تسلط کا مملکت کشمیر پر

واضح ہو کہ سنہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس ہجری میں جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان
سے شکست پا کر لاہور میں آیا تھا ملک ابدال ماکری اور رنگی چک اور بعضے اعیان مملکت کشمیر
شاہ ممدوح کو عرضداشت کشمیر لینے کی ترغیب میں لکھ کر میرزا حیدر ترک کی ذریعہ سے بھیجی تھی انحضرت نے
میرزا حیدر ترک کو اس طرف رخصت کر کے فرمایا کہ تو پیشتر روانہ ہو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں جب میرزا حیدر
ترک سیر میں کہ نام ایک مقام کا ہے پہونچا تو وہاں ملک ابدال ماکری و رنگی چک آکر شامل ہو گئے اور
میرزا حیدر کے ہمراہ تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے لیکن جب راجوری میں پہونچا تو

ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے کتل ۹؟ کر تل مین آیا اور محافظت اور دشمن کی سد راہ کے واسطے ناکون پر جابجا مورچے تیار کیے میرزا حیدر ترک وہ رستہ چھوڑ کر تبت کی طرف سے روانہ ہوا اور ملک کاجی چک نے از روے غرور اس راستہ کی محافظت نہ کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کو طے کر کے فضاے کشمیر مین داخل ہو کر یکایک شہر سری نگر پر قابض ہو گیا اور ملک ابدال ماکری اور زنگی چک استقلال پاکر جہات کو انجام دینے لگے اور چند پرگنے میرزا کی جاگیر کے واسطے نامزد فرمائے اتفاقات سے انھین دنون مین ملک ابدال ماکری کا پیمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہوا اسوقت زندگی سے مایوس ہو کر اپنے بیٹون کے واسطے میرزا حیدر ترک سے سفارش کر کے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر مین داخل ہوا ملک کاجی چک شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان کی طرف گیا پانچ ہزار سوار جن کے حسین شیروانی اور عادل خان سردار تھے مع دو فیل کمک کے واسطے لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اسکے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین نے موضع دنہ دیار اور موضع کاوہ مین صفوف حرب آراستہ کین اور تنور حرب گرم ہوا اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کے پرچم پر چلی شیر شاہ افغان سور کے امرا اور ملک کاجی چک نے ہزیمت پائی اور ملک کاجی چک نے بہرام کلہ مین استقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے اس لڑائی کا مادۂ تاریخ فتح مکرر کہا اور ۹۵۰ھ نوسو پچاس ہجری مین میرزا حیدر ترک نے قلعہ اندر کوٹ مین اقامت کی اور چونکہ وہ زنگی چک کی طرف سے بدگمان ہوا تھا زنگی چک بھاگ کر ملک کاجی چک کے پاس گیا پھر دونون اتفاق کر کے ۹۵۱ھ نوسو اکاون ہجری مین میرزا حیدر ترک کے مدافعہ اور اخراج کے واسطے سری نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور بہرام چک یعنی زنگی چک کا بیٹا سری نگر مین پہونچا اور میرزا حیدر ترک نے بندگان کوکہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اس کے دفع کے لیے مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور جب میرزا کے لشکر نے پیچھا کیا ملک کاجی چک اور زنگی چک نے فرار کو غنیمت جانکر بہرام کلہ مین دم لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو سری نگر کی محافظت کے لیے چھوڑ کر تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع بزرگ سے قلعہ لوسور کو مع چند حصار دیگر فتح کیا اور ۹۵۳ھ نوسو ترپن ہجری مین زنگی چک میرزا حیدر ترک کے آدمیون کے ساتھ جنگ کر کے مارا گیا اور اس کا سر اور اس کے فرزند غازی خان کا سر کاٹ کر میرزا حیدر ترک کے پاس لائے اور ۹۵۴ھ نوسو چون ہجری مین ایلچی کاشغر کی طرف سے پہونچے میرزا حیدر ترک مع جماعت امرا ان کے استقبال کے واسطے لار تین آیا اور خواجہ اوجہ بہرام نے جو بیٹا مسعود چک کا تھا اور بہاتاین تک ولایت کا مراج مین خوب لڑا تھا اور سب کو مغلوب کر کے غالب ہوا تھا جان میرک کے ساتھ باتین صلح آمیز درمیان مین لاکر عہد و پیمان کیا اور میرزا میرک نے عہد و سوگند کے بعد اسے اپنے پاس طلب کیا جب اوجہ بہرام اس کی مجلس مین آیا میرک میرزا نے خنجر موزہ سے کھینچکر اس کے شکم پر مارا اور وہ زخم کھا کر بھاگا اور جنگل مین داخل ہوا جان میرک میرزا نے اس کا پیچھا کر کے اسے گرفتار کیا اور

اُس کا سر تن سے جدا کرکے اِس گمان پر میرزا حیدر کے پاس لایا کہ وہ محظوظ اور خوش ہوگا لیکن
عیدی رینا اُس کا سر پرخون دیکھ کر طیش میں آیا اور دربار سے اٹھا اور یہ بات کہی کہ عہد و پیمان کے بعد اس
کا قتل کسی طرح لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نے جواب دیا میں اس واقعہ سے آگاہی نہیں رکھتا اس کے
بعد میرزا حیدر ترک کشتوار کی سمت متوجہ ہوا اور سدگان کوکا اور محمد ماکری اور میرزا احمد اور یحییٰ رینا کو
ہراول کرکے خود موضع جاپور میں جو کشتوار کے نزدیک ہے وارد ہوا اور ہراولوں نے تین روز
کا راستہ ایک روز میں طے کیا اور موضع دہلوت میں جو دریائے مارما کے ساحل پر واقع ہے پہونچے
اور جو لشکر کشتوار کا دریا کے اُس پار تھا لڑائی تیر و تفنگ کی طرفین سے شروع ہوئی کوئی شخص دریا
سے عبور نہ کرسکتا تھا دوسرے دن میرزا حیدر ترک کے سپاہی دہلوہ و ہندوراست سے
انحراف کرکے چاہتے تھے کہ کشتوار میں داخل ہوویں جب موضع دھار میں پہونچے آندھی تند اٹھی اور
گرد و غبار سے جہان تاریک ہوا مردم دھار ہجوم کرکے اُن کے سر پر آئے سدگان کوکا کہ نام ایک سردار
کا ہے اور وہ نہایت لائق اور عمدہ شجاع مع ملک مرد اہل نبرد مقتول ہوا اور بقیۃ السیف ہزار محنت اور خرابی
کے بعد میرزا حیدر ترک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میرزا حیدر ترک وہاں سے برآمد ہو کر ۹۵۵ھ
نو سو پچپن ہجری میں تبت کی طرف متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیریوں کے قبضہ سے برآوردہ کرکے
محمد نیلیر اور ناصر علی کو مرحمت فرمایا اور پکلی کہ نام محال کا ہے ملا عبداللہ کو اور تبت خرد پر ملا قاسم کو مقرر کیا
اور تبت کلاں کو بھی فتح کرکے ملا حسن نام کو اُس کی حکومت پر تعین فرمایا اور ۹۵۶ھ نو سو چھپن ہجری میں کہ
میرزا حیدر ترک قلعہ دیبل کی طرف متوجہ ہوا تھا آدم گکھر نے آکر میرزا سے ملاقات کی اور کاجی چک
کے بھتیجے دولت چک کی جو تقصیرات کی درخواست کی میرزا نے قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم گکھر خیمے
میں داخل ہوئے اور دولت چک کو وہاں طلب کیا اور جس طرح اُس کی مرضی تھی اعزاز و اکرام بجا لائے اس
واسطے دولت چک ناراض ہو کر اٹھ گیا اور ایک ہاتھی جو پیشکش کے واسطے لایا تھا اپنے ہمراہ لے کر
روانہ ہوا لوگوں نے اُس کے تعاقب کا ارادہ کیا میرزا حیدر ترک نے ممانعت کی اور بعد چند روز کے
میرزا حیدر ترک نے کشمیر کی طرف مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خان اور حبی چک اور بہرام چک
ہیبت خان نیازی کے پاس کہ جو سلیم شاہ افغان سور کی لڑائی میں شکست کھا کر راجوری کی طرف آیا تھا
گئے اور سلیم شاہ بھی جب نیازیوں کے تعاقب میں موضع بدوار ولایت نوشہرہ تک پہونچا
ہیبت خان نیازی نے سید خان نیازی کو کہ اُس کے معتبروں سے تھا سلیم شاہ افغان سور کے
پاس بھیجا اور سید خان نیازی مقدمات صلح درمیان میں لا کر ہیبت خان نیازی کی ماں اور فرزند کو سلیم
افغان سور کے پاس لایا سلیم شاہ افغان سور موضع بن نواحی سیالکوٹ میں پلٹ آیا اور وہاں اقامت
کی اور کشمیری ہیبت خان نیازی کو بارہ مولہ میں لا کر چاہتے تھے کہ اُسے کشمیر میں لے جا کر
میرزا حیدر ترک کو درمیان سے نکال لیں لیکن ہیبت خان نیازی اُس کی ہیبت سے یہ ارادہ ثبت
قرار نہ دے سکا اس واسطے ایک برہمن کو میرزا حیدر ترک کے پاس بھیج کر صلح کا پیغام دیا اور

میرزا نے جب جواب شافی اُس برہمن کی زبانی کہلا بھیجا ہیبت خان وہان سے موضع ہیرپن جو ولایت جمو سے علاقہ رکھتا ہی آیا اور تمام کشمیری اُس سے جدا ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گئے اور غازی خان چک میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور ۹۵۷ھ نوسو ستاون ہجری مین میرزا حیدر ترک اطراف کے مہمات سے فراغت پاکر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران وافر سلیم شاہ افغان سور کی خدمت مین بھیجا اور ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون ہجری مین خواجہ شمس مغل نے سلیم شاہ افغان سور کے پاس سے مع اسباب وقماش تمکا ئز اور یٰسین نام افغان ایلچی کے کشمیر کی طرف مراجعت کی میرزا حیدر ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان کے ایلچی کو دے کر رخصت کیا اور میرزا قراہبادر کو پھرپل کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریون سے عیدی زینا اور نازک شاہ اور حسین ماکری اور خواجہ حاجی کو اُس کے ہمراہ کیا اور میرزا قراہبادر اور کشمیریون نے اندرکوٹ سے برآمد ہوکر بارہ مولہ مین اقامت کی اور فساد کے درپے ہوے اس سبب سے کہ مغل انھین بنظر حقارت دیکھتے تھے اور مغلون نے یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچائی میرزا موصوف نے اس امر کو یقین اور باور نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ مغل کی قوم بھی کشمیریون سے کم مفسد اور فتنہ پرداز نہین ہو حسین ماکری نے اپنے بھائی علی ماکری کو میرزا حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جاکر میرزا کو کشمیریون کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اُس پر آمادہ کرے کہ وہ لشکر کو طلب کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سنکر جواب دیا کہ کشمیریونکی یہ بھی مجال ہی کہ تم کو اُن سے غدر کا اندیشہ ہووے اور لشکر کو واپس طلب کرو الغرض ماہ رمضان کی ستائیسوین تاریخ کو اندرکوٹ مین آتش عظیم پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جلکر خاکستر ہوئے میرزا قراہبادر اور تمام آدمیون نے جن کے مکانات جل گئے تھے پیغام کیا کہ اگر حکم ہووے ہم آن کر اپنے مکانات کو تعمیر کرین اور سال آیندہ مین پھرپل کی طرف متوجہ ہووین میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ نخواہ وہ لشکر پھرپل کی سمت متوجہ ہوا اور عیدی زینا اور تمام کشمیری اتفاق کرکے رات کو مغلون سے جدا ہوکر تل پھرپل مین آئے اور حسین ماکری اور علی ماکری کو متمردون سے جدا کرکے اپنے ہمراہ لیا تو مغلون کے ساتھ وہ مارے نہ جاوین جب صبح ہوئی پھرپل کے آدمیون کے ساتھ جنگ ہوئی مغل پہاڑون مین بند ہوئے اور سید میرزا نے بھاگ کر پھرپل کے قلعہ مین پناہ لی اور اسی مغل نامی اِس معرکہ مین تخمیناً قتل ہوئے اور محمد نظیر اور میرزا قراہبادر دستگیر ہوئے اور بقیۃ السیف بھج کے راستے سے بہرام کلہ مین آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگین توڑ کر وہ روپیہ جو کشمیر مین رائج ہی مسکوک کرین اور جہانگیر ماکری کو معتبر سمجھکر حسن ماکری کی جاگیر عنایت فرمائی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دے کر سپاہی بنایا اور اُس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ ملا عبداللہ کشمیریون کے خروج کی خبر سنکر ملازمت کے واسطے آتا تھا جب بارہ مولہ کے قریب پہونچا کشمیریون نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور خواجہ قاسم تبت خرد مین مقتول ہوا اور محمد نظیر راجوری مین گرفتار ہوا اور کشمیری بہرام کلہ سے جمعیت کرکے ہیرہ پور مین

آخر میرزا حیدر ناچار ہوکر کشمیریوں کے مقابلہ کو اندرکوٹ سے برآمد ہوا اور میرزا کی کل جمعیت ہزار آدمی مثل عبدالرحمٰن اور شاہزادہ اور خان و میرک میرزا اور کمہ مغل اور جو علی باقی اور سات سو آدمی تھے میرزا حیدر ترک کے ہمراہ شہاب الدین پور میں اقامت کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور دیگر سردار بھی امداد کے واسطے باتفاق عیدی رینا جمعیت کر کے بیرو پور میں آئے اور وہاں سے برآمد ہوکر موضع خانپور میں جمع ہوئے اور میرزا حیدر ترک خالد گڈھ کے میدان میں جو سری نگر کے متصل ہے وارد ہوا اور فتح چک کہ باپ اس کا خواجہ بہرام مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اپنے باپ کے خون کے انتقام کے واسطے مع تین ہزار مرد مبارز اندرکوٹ میں آیا اور میرزا حیدر کی عمارات جو باغ صفا میں تھی آگ لگا کر خاک سیاہ کی جب یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچی فرمایا میں یہ عمارات کاشغر سے بنا لایا تھا بعد عنایت الٰہی سے بھائی عیدی اور جو علی نے شاہ زین العابدین کی املاک کو سوپور میں بھی میرزا حیدر کی عمارت کے عوض میں جلائی لیکن میرزا حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیوں نے عمارات عیدی رینا اور ریگی زور چک کی کہ سری نگر میں تھی آگ دے کر برباد کی اور میرزا حیدر ترک نے موضع خانپور میں آکر اقامت فرمائی اور اُس موضع میں ایک درخت بید کا ایسا چھتنار تھا کہ اُس کے سایہ میں دو سو سوار کھڑے ہو سکتے تھے اور سوائے اس کے یہ بھی تحریر میں ہو چکا کہ جس وقت اُس کی ایک شاخ باریک کو حرکت پہونچے تمام درخت حرکت اور جنبش میں آتا تھا القصہ کشمیری خانپور سے کوچ کر کے موضع ادتی پور میں آئے اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرزا حیدر ترک نے اُن پر عزم شبخون کیا اور میرزا عبدالرحمٰن نے اپنے چھوٹے بھائی کے لیے کہ صلاح و تقویٰ میں آراستہ تھا دلسوزی کی وصیت کر کے آدمیوں سے اُس کے نام بیعت لی اور اپنے اعیان و انصار کو ہمراہ لے کر بقصد شبخون سوار ہوا قضا را اُس شب کو ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے قریب جو بانی فساد اور میرزا کا وکیل تھا پہونچے تاریکی کے سبب کچھ نظر نہ آتا تھا اور شاہ نظر قورچی میرزا حیدر ترک کہتا ہے کہ اُس وقت جب میں تیر پھینکتا تھا میرزا حیدر ترک کی آواز میرے گوش زد ہوئی کہ اکبا تونے اپنے سے مجھے معلوم ہوا کہ اُس تاریکی میں تیر ناگہانی میرزا کے لگا اور یہ بھی منقول ہے کہ ایک قصاب نے از راہ شقاوت میرزا حیدر کی ران پر تبر مارا اور دوسرے راوی کا یہ قول ہے کہ کمال کوکا نے اُسے زخم شمشیر سے ہلاک کیا لیکن اُس کے جسم پر تیر کے زخم کے سوا کچھ ظاہر نہ تھا خلاصہ یہ کہ جب صبح ہوئی کشمیریوں کے لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مغل مقتول پڑا ہے جب خواجہ حاجی اُس کے سر پر ہو پہنچا دیکھا کہ میرزا حیدر ترک ہے اُس کا سر زمین سے اٹھایا اس وقت میرزا کا عالم نفس شماری تھا آنکھیں کھولیں اور جان آفریں کے سپرد کی مغلوں کو جب اپنے سردار کا قتل ہونا متحقق ہوا اندرکوٹ کی طرف بھاگ گئے اور کشمیریوں نے میرزا کی لاش دفن کی اور مغلوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے مغلوں نے اندرکوٹ میں پناہ لی اور تین روز تک لڑے چوتھے دن محمد بدی نے ماسے کے میسوں کے گراب توپ میں دے کر فیر کرنی شروع کی اور وہ گراب جس شخص کے

لگتے تھے جانبر نہوتا تھا آخر میرزا حیدر کی زوجہ نے جس کا نام مسماۃ خانمی تھا اور میرزا کی ہمشیرہ مسماۃ خانجی نے مغلون سے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مرگیا بہتر یہ ہی کہ کشمیریون سے پیغام صلح کرکے اس قصہ کو دفع کرو مغلون نے یہ امر قبول کیا امیر خان معمار کو صلح کے واسطے کشمیریون کے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوے اور عہد نامہ اس مضمون کا لکھدیا کہ آیندہ ہم مغلون کے درپے ایذا نہونگے حکومت میرزا حیدر ترک کی دس سال تھی +

تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسرے بار مملکت کشمیر پر

جب دروازے قلعہ کے مفتوح ہوے کشمیریون نے میرزا حیدر کے توشکخانہ مین جاکر دست تصرف دراز کیا اور نفائس نفیسہ لوٹ لے گئے اور میرزا کے اہل وعیال کو مہری نگر مین لاکر حسن منو کے مکان مین جگہ دی اور ولایت کشمیر آپس مین تقسیم کی پرگنہ دیوسر دولت چک کو اور پرگنہ دہی غازی خان چک کو اور پرگنۂ کمراج یوسف چک اور بہرام چک کو دیا اور ایک لاکھ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل میرزا کے واسطے معین ہوا عموماً تمام امراے کشمیر او رخصوصاً عبدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو براے نام بادشاہ بنایا اور حقیقت مین عبدی زینا بادشاہ تھا اور ۹۵۹ نوسوانسٹھ ہجری مین سنکر چک ولد کاجی چک اس سبب سے کہ بے جاگیر تھا اور غازی خان نے کہ اپنے تئین کاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور جاگیر بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہوکر چاہا کہ یہان سے نکل جاؤن چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ سنکر چک بلاشبہہ کاجی چک کا بیٹا تھا اور غازی خان چک اگرچہ کاجی چک کا فرزند مشہور تھا لیکن حقیقت مین اُس کا بیٹا صلبی نہ تھا کس واسطے کہ ملک کاجی چک اپنے بھائی حسن چک کے بعد وفات اس کی زوجہ کو جو غازی خان کو شکم مین رکھتی تھی اپنے عقد مین لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ مین غازی خان چک متولد ہوا اس جہت سے سنکر چک نے چاہا کہ مین کشمیر سے برآمد ہوکر عبدی زینا کے پاس جاؤن اور جب یہ خبر مشہور ہوئی دولت چک اور غازی خان چک نے اسمٰعیل ہانت اور ہر جو کو مع جمعیت سو آدمی کے بھیجکر کہا کہ اگر وہ نہ آوے اُسے زبردستی لاؤ لیکن سنکر چک اُن کے بلانے سے نہ آیا عبدی زینا کے پاس گیا آخر کو عبدی زینا نے اُن سے صلح کی اور پرگنہ کوٹھار اور کھاورا ورنا ور سنکر چک کی جاگیر قرار پائی اور آتش فساد ساکن ہوئی اور اُن دنون مین چار گروہ کشمیر مین اعتبار رکھتے تھے اول عبدی زینا مع اپنے گروہ کے دوسرے حسن ماکری ولد ملک ابدال ماکری مع اپنی جمعیت کے تیسرے کبوریان کہ بہرام چک اور یوسف چک وغیرہم سے مراد ہی چوتھے کاشیان کاجی چک اور دولت چک اور غازیخان چک سے عبارت ہی پھر یحیی زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کاجی چک سے عقد ازدواج مین لایا اور دولت چک کی دختر محمد ماکری ولد ملک ابدال ماکری کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک کو تواری کی بہن غازی خان چک کے نکاح مین داخل ہوئی اور یہ نسبتین چکان کی قوت اور غلبہ کے باعث ہوئین اور باتفاق ایک دوسرے کے ہر طرف مین متفرق ہوے یعنی غازی خان چک

ولایت کامراج کی سمت اور دولت چک سوپور کی طرف اور تمام ماگری بانگل کی جانب روانہ ہوئے
اس سبب سے عیدی رینا سری نگر میں محصور ہو کر بیٹھا اور ان لوگوں کے دفع کی تدبیر میں رہتا تھا
اور جب موسم بادنجان کا آیا عیدی رینا نے فرمایا کہ مرغ کا گوشت اور بینگن لاؤ کہ ہم دونوں کو ایک میں
پکا دیں اور یہ طعام لطیف کشمیریوں کی غذا ہے بہرام چک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اس کی دعوت
میں آئے اور یوسف چک نہ آیا عیدی رینا نے تینوں کو گرفتار کر کے مقید کیا اور یوسف چک
یہ خبر سن کر مع تین سو سوار اور سات سو پیادہ کامراج کے راستے سے جا کر دولت چک سے ملحق
ہوا عیدی رینا نے جب دیکھا کہ کشمیری چکاں میں آئے مغلوں سے میرزا قرا بہادر اور میرزا عبدالرحمن
اور میرزا جان میرک اور میرزا اکمل اور میرزا شاہ اور شاہزادہ بیگ میرزا اور محمد نظیر اور محمد علی کوکہ
سے بہ آوردہ کر کے ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت اور خرچ عنایت فرمایا اور موضع چک پور میں
مقیم ہوا اس درمیان میں سید یعقوب اور سید ابراہیم باتفاق چار دو کے جو ان کا نگہبان تھا
بھاگ کر کمراج میں گئے اور دولت چک کے شریک ہوئے اور بہرام چک بھاگ نہ سکا دوسرے
دن غازی خان چک مع تین سو سوار سری نگر میں آیا اور عیدی رینا نے مغلوں کو اس کے مقابلہ
کو بھیجا اور اس نے تمام پلوں کو خراب کیا اور مغل معطل رہے اس وقت دولت چک بھی سری نگر
میں جا کر غازی خان چک سے ملحق ہوا اور باتفاق عیدگاہ میں پڑاؤ کیا اور ہر روز فریقین کے بیچ
جنگ ہوتی تھی یہاں تک کہ ملا خلیل عیدی رینا کے پاس صلح کے واسطے آیا اور یہ بات کہی کہ آپ
کو مغلوں کا اعتبار کرنا اور کشمیریوں کو نظر سے گرانا مناسب نہ تھا اور اس طرح کے اور کئی کلام
کیے کہ عیدی رینا اور کشمیریوں کے درمیان صلح واقع ہوئی اور مغلوں کو مع اہل و عیال رخصت دی
اور حاجی بیبی میرزا حیدر ترک کی بہن پکھلی کے راستے سے کابل میں گئی اور کشمیریوں نے میرزا محمد علی بلکہ
اور بھی مغلوں کے اہل و عیال قتل کیے اور حاکم کاشغر میں ہو گئی اور بعد اس واقعہ کے خبر آئی کہ ہیبت خان
اور سعید خان اور تمہار خان افغان جو قوم نیازی سے ہیں کشمیر کی تسخیر کے واسطے آتے ہیں اور پرگنہ پامال
میں ہو کر کوہوں میں داخل ہوئے ہیں عیدی رینا اور حسین ماگری اور بہرام چک اور دولت چک اور
یوسف خان متفق ہو کر نیازیوں کی جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور طرفین مقابل ہو کر خوب لڑے
اور بی بی رابعہ زوجہ ہیبت خان نیازی نے بھی جنگ مردانہ کر کے علی چک پر تلوار کا وار کیا آخر کو
ہیبت خان اور سعید خان اور شہید خان نیازی اور بی بی رابعہ اس لڑائی میں مارے گئے اور کشمیریوں
نے مظفر اور منصور ہو کر سری نگر میں مراجعت کی اور مقتولوں کے سر مسعود خان کے ہاتھ سلیم شاہ
افغان مشہور کے پاس بھیجے اور اس کے بعد کشمیریوں کے درمیان میں عداوت بہم ہو گئی عیدی رینا نے
باتفاق فتح چک اور لوہر ماگری اور یوسف چک اور بہرام چک اور ابراہیم چک خالد گڑھ میں لشکر اقامت
اختیار کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور حسین ماگری اور سید ابراہیم اور یہ دونوں کے گروہ
سے ایک جا ہو کر عیدگاہ میں منزل کی جب دو ماہ کا عرصہ گذرا یوسف چک اور فتح چک اور ابراہیم چک

عبدی زینا سے جدا ہو کر دولت چک کے پاس آئے اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہو کر
عبدی زینا کے سر پر گیا وہ تاب مقاومت نہ لا کر بے جنگ بھاگ کر صحرا میں گیا اور وہاں پہونچکر
دوسرے گھوڑے پر سوار ہونے لگا اُس نے قضارا ایسی لات اُس کے سینہ پر ماری کہ موضع
سہاک میں مخفی ہوا [illegible] مقام میں عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور لاش اُس کی سری نگر میں لاکر
موضع موسی زینا [illegible] دفن [illegible] اور امرا نے خروج کر کے نازک شاہ کو جو نام کے سوا شاہی سے علاقہ
نہ رکھتا تھا شاہ [illegible] [illegible] کیا اور ارادہ خودسری کا کیا اور بعد میرزا حیدر ترک کے تیسری مرتبہ
دس ماہ شغل فرمانروائی میں مشغول رہا

ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہے جب عبدی زینا مقتول ہوا دولت چک دار الملک میں جا کر مہمات شاہی انجام دینے لگا
اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہے برائے نام کسی کو بادشاہ بنایا چاہیے ابراہیم شاہ کو تخت پر بٹھایا
اور اُس وقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک جنگل سے برآمد ہو کر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گیا
اس وقت عبدی زینا (معلوم ہوتا ہے امیر دوسرا تھا یا پیشتر کا تذکرہ ہے کہ وہ زندہ تھا الغرض اُسے) اور شمس زینا
اور بہرام چک کو گرفتار کر کے قید خانہ میں مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک نے قابوق
کے نیچے آن کر تیر اندازی شروع کی اور یوسف چک نے قابوق میں گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور پیادے کہ
تیر جمع کرتے تھے گھوڑا اُن میں اُلجھکر چراغ پا ہوا اور یوسف چک اُسپر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ
گئی اور سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری میں غازی خان چک اور دولت چک میں نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر میں
اختلاف پیدا ہوا حسین ماگری اور شمس زینا کہ ہندوستان میں تھے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری میں غازی خان
کے شریک ہوے اور یوسف چک اور بہرام چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آئے اور اس
اختلاف اور نزاع نے دو ماہ کا طول کھینچا آخر کو ایک کاشتکار نے دولت خان کے روبرو آنکر اُسکے کان
میں یہ بات کہی کہ مجھے غازیخان نے تمہارے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا ہے کہ تو نے تمام اُن آدمیوں کو بے تقریب کس
واسطے اپنے پاس جمع کیا ہے کہ یہ سب تیرے دشمن ہیں اور غازی خان چک سے یہ کہا کہ دولت چک صلح کے
درپے ہے تم اُس سے کس واسطے لڑتے ہو بس اسطور سے کلام کر کے آنکے درمیان صلح کروائی اور شمس زینا پھر ہند
کی طرف بھاگ گیا اور اُن دنوں میں تبت کلاں کے باشندے پرگنہ کھاور پارہ میں کہ حبیب خان چک اور
نصرت خان کے بھائی کی جاگیر تھی آن کر بکریاں ہانک [illegible] لے گئے اس سبب سے دولت چک اور سنکر چک
اور ابراہیم چک اور حیدر چک اور پسران غازی خان اور بھی اعیان کو مع لشکر انبوہ لار کے راستہ سے تبت
کلاں میں بھیجا اور حبیب خان چک کہ ہمراہ اُن کے تھا بسبیل استعجال جس راستہ سے کہ بکریاں لے گئے تھے
تبتیان کے تعاقب میں دوڑا اور بجلی کی طرح قلعہ تبت کلاں میں پہونچکر جنگ کی اور اُنکے سرداروں کو شمشیر سے
قتل کیا اور وہ سب بھاگے حبیب خان چک نے اس مقام میں نزول کر کے اپنے چھوٹے بھائی درویش

چک سے کہا تو مع لشکر سوار ہو کر تبت کلاں میں داخل ہو درویش چک نے تغافل کر کے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا اور حبیب خان چک باوجود اس کے کہ اُس کے زخموں سے خون جاری تھا سوار ہو کر تبت کلاں کے قصر ہائے عالی میں داخل ہوا اور اہل تبت کلاں تاب مقاومت نہ لا کر بے جنگ بھاگے اور چالیس آدمی اُن میں سے جو قصر کی چھت پر چھپیدہ اور پوشیدہ تھے دستگیر ہوئے اور نہایت عجز اور خاکساری سے پیش آئے اور کہا ہمیں قتل نہ کرو اور پانسو گھوڑے اور ہزار پارچہ پٹو اور پچاس سیل قسطاس اور دوسو بکریاں اور دوسو تولہ سونا دینا قبول کیا لیکن حبیب خاں چک نے اُن کی باتوں پر التفات نہ کر کے سب کو دار پر کھینچا اور وہاں سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ میں آیا اور اُس قلعہ کو بھی خراب اور ویران کیا اور تبت کلاں کے رئیسوں نے تین سو گھوڑے اور پانسو پارچہ پٹو اور تیس راس گاؤ قسطاس خاص حبیب خان چک کے واسطے بھیجے اور گھوڑے جو کاشغری کہ اہل تبت کلاں کے ہاتھ آئے تھے وہ گھوڑے بھی اُن سے لے اور حیدر چک اور پسر غازی خان چک نے مسمے کمالی اپنے بھائی حقیقی کو حبیب خان چک کے پاس بھیجا کہ اہل تبت کلاں نے وہ گھوڑے غازی خان چک کے واسطے منگا رکھے تھے مناسب ہے کہ اُن گھوڑوں کو بھیجے تو ہم غازی خان کی خدمت میں روانہ کریں حبیب خان چک نے کمالی سے درخواست اُس کے قریب دوسو آدمی کے اس نیت سے روانہ کیے کہ منازعت درمیان میں ڈالیں لیکن لوگوں نے درمیان میں آن کر صلح کروائی آتش فساد ساکن ہوئی بعد اس کے سری نگر کی طرف آیا اور یہ تمام اشیاء وہاں کے آدمیوں کو تقسیم کیے اور سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری میں زلزلہ عظیم کشمیر میں واقع ہوا اکثر مواضع اور شہر خراب اور منہدم ہوئے اور موضع میلو اور آدم پور مع عمارت و اشجار آب بہٹ کے اس طرف سے منتقل ہو کر اس پار ظاہر ہوئے اور موضع ماور میں جو پہاڑ کے زیر دامن واقع ہے اُس کے گرنے سے وہاں کے تخمیناً جو سو آدمی ہلاک ہوئے

اللہم احفظنا من جمیع البلیات والآفات

ذکر اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر میں

جب پانچ ماہ ابراہیم شاہ کی حکومت کے گزرے اگرچہ اس وقت میں دولت چک درحقیقت والی تھا زمانہ غازی خان چک کے موافق ہوا دولت چک مغلوب اور منکوب ہوا غازی خان چک نے دم استقلال سے مارا اور اسمٰعیل شاہ کو برائے نام شاہ بنا کر سنہ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری میں تخت پر بٹھایا اور اُس سال حبیب خان چک نے چاہا کہ دولت چک سے یک دل ہو جاؤں یہ عزیمت کر کے مرادوں کے سمت متوجہ ہوا غازی خاں چک نے نصرت خان چک سے یہ بات کہی کہ تیرا بھائی حبیب خان چک دولت چک سے ملگیا ہے مناسب یہ ہے کہ وہ نہ آنے پاوے اور ہم دولت چک کو گرفتار کریں کیونکہ اُس کے آنے کے بعد کام مشکل ہوگا ناگاہ دولت چک کشتی میں سوار ہو کر جھیل ڈل کی طرف مرغابی کے شکار کو گیا تھا اس درمیان میں غازی خان چک نے تاخت کر کے اُس کے گھوڑوں کو گرفتار کیا الخ

بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اُسے بھی گرفتار کرکے اُس کی آنکھون مین سلائی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اُس کے حبیب خان چک آیا غازی خان چک نے کہ اُس سے ناراض تھا نازک چک کو جو دولت چک کا بھتیجا تھا طلب کرکے اُسے وکالت کی تکلیف دی اور جو کہ غازی خان چک نے اُس کے چچا کی آنکھون مین سلائی پھیری تھی اس تعصب سے منصب وکالت قبول نہ کیا غازی خان چک نے چاہا کہ نازک چک کو بھی گرفتار کرکے مقید کرے وہ خبردار ہو کر بھاگا اور حبیب خان چک کے پاس جا کر پناہ لی

ذکر حبیب شاہ ابن اسمٰعیل کا

جب دو سال اسمٰعیل شاہ کی حکومت سے گذرے تقضاے الٰہی سے فوت ہوا غازی چک نے اُسکے فرزند کو سریر حکومت پر متمکن کیا اور آخر ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ ہجری مین نصرت خان چک اور نازک چک اور سنکر چک برادر غازی خان چک اور یوسف چک اور رہتی خان چک سب نے ایک جگہ جاکر آپس مین عہد کرکے یہ تجویز کی کہ آج غازی خان چک نے دوا استعمال کی ہے اور اُس کا بھائی حسین خان چک قید ہے اُسے زندان سے برآوردہ کرکے غازی خان چک کو ہلاک کرین جب یہ خبر غازی خان چک کو پہونچی یوسف چک اور سنکر چک کو راضی کرکے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور درویش چک نہ گئے اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیون کو درمیان مین لاکر عہد و قول اُس سے لے کر جاوین گے نہین راہ فرار اختیار کرین گے اور نصرت خان چک بے قول گیا زندان معہ ... مین گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے باتفاق نازک خان چک کے بیلون کو توڑ کر خروج کیا اور رہتی خان چک جمعیت تمام آن کر اُس سے ملحق ہوا غازی خان چک نے لشکر کثیر اُن کے مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئی اور غازی خان چک کا لشکر شکست کھاکر متفرق ہوا بعضے گرفتار ہوے اور حبیب خان چک فتح کرکے کھوبہ ہامون کی طرف گیا اور غازی خان چک اس شکست کے بعد حبیب خان چک کے مدافعہ کیواسطے خود سوار ہو کر دودرہ کی طرف گیا اور تین چار کشتی بہم پہونچا کر مع تین فیل اور تین ہزار مرد جرار دریا سے عبور کیا اور جب خالد گڑھ کے میدان مین پہونچا حبیب خان چک بھی اُس کے مقابلہ کو آٹھ سو آدمی سے آن کر ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لاکر آب جمجہ کے پل مین در آیا اور گھوڑا اُس کا اُس پل سے عبور نہ کرسکا اس درمیان مین غازی خان چک کے ایک فیلبان نے اُسے گرفتار کیا غازی خان چک نے اُس کے سر جدا کرنے کا حکم دیا جب فیلبان ہاتھ اُس کے دہن کے قریب لے گیا حبیب خان نے اُس کی انگلیان دانتون سے پکڑ کر خوب کاٹین آخر فیلبان نے سر اُس کا جدا کر دیا اور کلہ نامت مین کہ جہان مکان اُس کا تھا لاکر آویزان کیا اور درویش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور چند عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خان کے پاس سری نگر مین آیا پرگنہ کھوبہ ہامون جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہو کر پرگنہ زین گڈھ کے

ذکر حبیب شاہ ابن اسمٰعیل

قصبہ مداچہ کی طرف کہ وطن اُس کا تھا گیا پھر شنکر چک وغیرہ بہرام چک کے پاس جا کر آپس
میں متفق ہوکر پرگنہ سوپور میں آئے اور بنیاد فساد کی قائم کی غازی خان چک نے اپنے بیٹوں
اور بھائیوں کو ان کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور وہ تاب جنگ نہ لاکر پہاڑ کی سمت بھاگے
غازی خان چک نے اسی روز انھیں اُن کے تعاقب کو بھیجا وہ جاتے ہی اُس جماعت کو گرفتار کر لائے
دوسرے دن یہ خبر پہنچی کہ بہرام چک سرکوٹ سے کسی طرف راہی ہوا اور شنکر چک اور مع چک
اُس سے جدا ہوئے غازی خان بسرعت تمام کہونہاسون میں گیا اور چند روز تک بہرام چک کی بہت
تلاش کی لیکن ہاتھ نہ آیا اور جب احمد خورین پر اور حیدر چک ولد غازی خان چک نے اُس کی
گرفتاری کا وعدہ کیا غازی خان چک شہر میں پلٹ آیا احمد خورین نے سرکوب میں کہ مسکن ریتیاں
ہے موصوف کا تھا جاکر انھیں گرفتار کیا اور بہرام چک کی جستجو کی وہ بولے کہ ہم نے اُسے کشتی
میں سوار کرکے امیر دریا کے مکان میں جو موضع نادیلی میں واقع ہے بھیجا ہے اور ریتیاں ایک فرقہ
ہے کہ وہ ہمیشہ زراعت کرتے اور باغ لگاتے ہیں اور پھل وغلہ خدا کی راہ میں خیرات کرتے ہیں اور
خود مجرد رہتے ہیں الغرض جب احمد خورین امیر دریا کے پاس گیا اور بہرام چک کو تلاش تمام گرفتار
کرکے سری نگر میں لایا اور دار پر کھینچا احمد خورین اس فتح اور نصرت کے سبب ممتاز ہوا ان دنوں
میں شاہ ابوالمعالی کو کہ لاہور سے بھاگ کر ستلج کے کنارے کے قیدخانہ میں تھا مع زنجیر یوسف کے شانہ
پر سوار ہوکر برآمد ہوا اور کمال خان گکھڑ کے ساتھ موافق ہوکر میرزا حیدر کے مانند کشمیر کی تسخیر کا ارادہ
کیا جب راجوری میں پہنچا مغلوں کی ایک جماعت بھی اس کے شریک ہوئی اور دولت چک [illegible]
اور مع خان چک دوسرے چک اور لوہر ڈاکری بھی شاہ ابوالمعالی کے پاس آئے اور ۹۶۹ھ
نوسو انہتر ہجری میں کشمیر کے سمت متوجہ ہوئے اور جب بارہمولہ میں پہنچے حیدر چک اور
فتح خان چک جو راستہ کی محافظت کرتے تھے بھاگ کر موضع پانڈوکھی میں آئے اور شاہ ابوالمعالی
نے عدالت کو کام فرما کر سپاہیوں کو رعایا کے جور و تعدی سے ممانعت کی اور موضع بارہمولہ میں
جو پانڈوکھی کے قریب ہے پہنچ کر ایک بلندی پر وارد ہوا اور غازی خان چک اپنے بھائی
حسین خان چک کو ہراول کر کے موضع کھود میں مقیم ہوا اور کشمیریوں نے جو شاہ ابوالمعالی کے
ہمراہ تھے اُس کی بلا اجازت حسین خان چک کی فوج پر حملہ آور ہو کر پسپا کیا غازی خان چک اس
کی کمک کو پہنچا اور داد مردی و مردانگی دے کر بہت کشمیریوں کو تہ تیغ کر کے لڑائی فتح کی شاہ
ابوالمعالی یہ حال دیکھ کر بے جنگ بھاگا اور جب گھوڑا اُس کا راستہ میں تھک گیا ایک مغل جان نثار
شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا کہ تازہ زور تھا شاہ کو اُس پر سوار کیا اور اُس کا گھوڑا
مار کے اس مقام میں ایستادہ ہوا کشمیری کہ شاہ کے تعاقب میں آتے تھے انھیں تیر باران
کرکے روکا جب ترکش اُس کے خالی ہوئے کشمیریوں نے اُس بہادر کو زغہ کر کے تیغ سیاست
سے قتل کیا اور اس فرصت میں شاہ ابوالمعالی کوسوں نکل گیا سبحان اللہ بہادر اور خیرخواہ نمک

تھے کہ اپنے آقا کی جانبری کے واسطے اپنے تئین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصہ غازی خان یاد و کھی مین پلٹ آیا اور رجب مغل کو اُس کے پاس لاتے تھے گردن مارتا تھا لیکن حافظ میر اجینی کو جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خوانندہ تھے بہ سبب خوش خوانی کے انھین قتل نہ کیا اور اس فتح کے بعد نصرت خان چک کو زندان سے برآوردہ کر کے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا اور نصرت خان چک بیرم خان سے ملکر متوسل ہوا اور سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین غازی خان کے مزاج مین ایک تغیر واقع ہوا دست تعدی دراز کیا خلائق اُس سے نہایت متنفر ہوئی اور مخبرون نے انھین دنون مین آ کے یہ خبر پہونچائی کہ حیدر چک آپ کا فرزند بعضے لوگون کے اتفاق سے کشمیر لیا چاہتا ہے غازی خان نے محمد جنید کو جو اُس کا وکیل تھا اور بہادر بھٹ کو طلب کر کے یہ بات کہی کہ لوگ اس طرح کہتے ہین تم جا کر اُسے نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال فاسد کو اپنے دل مین راہ نہ دیوے پھر محمد جنید نے حیدر چک کو اپنے مکان پہ بلا کر بہت چشم نمائی کی اور سخت درشت کہا حیدر چک نے طیش کھا کر خنجر محمد جنید کی کمر سے بزور نکال کر اُس کے شکم پر مارا کہ وہ جانبر نہوا لوگون نے حیدر چک کو گرفتار کیا اور غازی خان کے حکم کے بموجب اُسے قتل کر کے لاش اُس کی زینگرام کے دروازہ پہ آویزان کی اور جو لوگ کہ اُس کے شریک اور موافق تھے سب کو تہ تیغ کیا اور سنہ ۹۶۷ نوسو سرسٹھ ہجری مین میرزا قرابہادر نے ہندوستان سے مع لشکر کثیر اور بو زنجیر فیل آن کر لارہ پور مین تین ماہ اقامت کی اور کشمیریون سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور کہکران سے بھی ایک جماعت کثیر ہمراہ رکھتا تھا اور امیدوار تھا کہ مردم کشمیر میرے شریک ہونگے اس عرصہ مین نصرت خان چک اور فتح چک اور لوہر وانکری اُس کے پاس سے بھاگ کر غازی خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اس سبب سے میرزا قرابہادر کے لشکر مین بہت فتور برپا ہوا اور غازی خان چک کشمیر سے برآمد ہو کر نوروز کوٹ مین پہونچا اور پیادون کو میرزا قرابہادر کے مقابلہ کو بھیجکر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعہ وائرہ مین داخل ہوا دوسرے دن میرزا قرابہادر پھر پیادون کی جنگ سے بھاگا اور اسکے ہاتھی پیادون کے ہاتھ آئے اور بانسو مغل مارے گئے اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سے منقضی ہوئے غازی خان نے اُسے گوشہ مین بٹھا کر خود فرمانروائی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسرے پر روا نہ رکھا خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کر کے اپنے تئین غازی شاہ مشہور کیا

تذکرہ غازی شاہ کا

غازی خان چک نے شاہان کشمیر کے آئین کے موافق جلوس کیا اور اپنے تئین غازی شاہ خطاب دیا لیکن مرض جذام کے سبب سے کہ اس سے پیشتر بہم پہونچا تھا اُن دنون مین اُس کی

شدت سے اُس کی آواز متغیر ہوئی اور انگلیاں اُس کی گھسے پڑ گئیں اور دانتوں میں زخم ظاہر ہوئے اور ۹۶۸ھ نو سو اڑسٹھ ہجری میں فتح خان چک اور لوہر ماگری اور بعضی کشمیری غازی شاہ سے متوہم اور ہراسان ہو کر پہاڑوں میں داخل ہوئے اور غازی شاہ نے اپنے بھائی حسین چک کو مع دو ہزار آدمی اُن کے تعاقب میں بھیجا حسب موسم سرما اور برف باری کے ایام آئے مخالف ہلاک ہوئے اور جو باقی رہے کھتوار میں گئے اور وہاں سے مضطرب اور سرود ہو کر حسین خان چک کے پاس آن کر پناہ لی حسین خان چک نے ان کے عفو گناہ کے لیے غازی شاہ سے درخواست کی اور شاہ نے اُن کی تقصیر معاف فرما کر جاگیر جو عنایت فرمائی اور ۹۷۰ھ نو سو ستر ہجری میں غازی شاہ نے کشمیر سے برآمد ہو کر لار میں قیام کیا اور اپنے فرزند احمد خان کو فتح خان چک اور ناصر کتابی اور بعضی امرائے نامدار کے ہمراہ تبت کلاں کی تسخیر کو بھیجا اور جب یہ تبت سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچے فتح خاں چک احمد خان کے بے حکم جا کر شہر تبت میں داخل ہوا اہل تبت اُس کا ساز و سامان دیکھ کر جنگ پر راضی ہوئے اور پیشکش بہت قبول کی اور وہاں سے جلد رخصت کرایا اس کے بعد احمد خاں کے دل میں یہ ہوس ہوئی کہ فتح خان چک تبت میں جا کر فائز المرام ہو کر آیا اگر میں بھی لشکر کروں گا اہل کشمیر میری تعریف کرینگے تھوڑے لشکر کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا فتح خان چک نے عرض کی کہ آپ کا جریدہ جانا مناسب نہیں ہے اگر یہی ارادہ ہے جمعیت سے لیکر جائیے احمد خاں نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی پانسو آدمی لیکر روانہ ہوا اور فتح خاں چک کو لشکرگاہ میں چھوڑا اہل تبت نے جب احمد خاں کو جریدہ دیکھا جمعیت کر کے اُس پر ہاتھ لائے وہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور فتح خان کے پاس آن کر یہ بات کہی کہ آج میں تبتیوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کو جاتا ہوں تم میری فوج کے آگے چلو وہ بلا توقف جریدہ آگے روانہ ہوا اہل تبت اُسے تنہا دیکھ کر جنگ میں مشغول ہوئے فتح خاں کی رگ شجاعت اور غیرت جنبش میں آئی تنہا جنگ کر کے مارا گیا غازی شاہ یہ خبر سنکر احمد خان سے نہایت ناراض ہوا اور نحوست و شامت کیا ایام دولت اُس کے چار برس کے بعد آخر ہوئے ٭

ذکر حسین شاہ کی سلطنت کا

یہ غازی شاہ کا بھائی تھا ۹۷۱ھ نو سو اکہتر ہجری میں غازی شاہ وتبت کلاں کی تسخیر کے ارادہ سے کشمیر سے برآمد ہوا اور مولد کھار میں استقامت کی اور علت مرض جذام کے سبب اُس کی آنکھیں بیکار رہو ہیں اور آخر عمر میں ستمگاری کر کے خلق پر دست تعدی دراز کر رکھا تھا اور بعید قصور لوگوں سے زر جرمانہ لیتا تھا اس سبب سے آدمی اس سے رنجیدہ ہو کر دو گروہ ہوئے ایک جماعت اُس کے فرزند احمد خاں کی شریک ہوئی اور ایک جماعت اُس کے بھائی حسین چک کے

کی مدد و معاون ہوئی غازی شاہ یہ خبر سنکر ہولد کھار سے مراجعت کرکے سری نگر مین آیا اور جو
حسین چک پر اُس کی مہر و شفقت زیادہ تھی اُسے اپنا جانشین کرکے سریر سلطنت پر بٹھایا
اور غازی شاہ کے تمام وکلا اور وزرا حسین چک کے مکان پر حاضر ہوے اور شرائط خدمتگاری
اور لوازم فرمان برداری مین قیام کیا اور پندرہ روز کے بعد غازی شاہ نے تمام قماش
اور اسباب اپنا دو حصہ کرکے ایک حصہ اپنے بیٹون کو دیا اور دوسرا حصہ محتاجون کے سپرد
کیا کہ اُس کی قیمت پہونچا دین محتاجن حسین چک کے پاس دادخواہ ہوئے حسین چک نے
غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نے رنجیدہ ہوکر چاہا کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے حسین چک
یہ خبر سنتے ہی احمد خان پسر غازی شاہ اور ابدال خان اور بھی اعیان دولت کو طلب کرکے
اپنی اطاعت کے بارہ مین اُن سے عہد و پیمان لیا غازی شاہ ترک سلطنت سے نہایت پشیمان
ہوا اپنے خاص آدمیون اور مغلون کو طلب کرکے جمعیت کی اور حسین چک بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا
اہالی شہر اور قصبات نے درمیان مین آن کر آتش فساد ساکن کی اور غازی شاہ نے شہر سے
برآمد ہوکر بیرن پور مین اقامت کی اور تین مہینے کے بعد پھر سری نگر مین آیا اور حسین چک
نے استقلال تمام بہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیون کے درمیان مین تقسیم کی اور سنہ ۹۷۰ نو سو ستر
ہجری مین حسین چک نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر دے کر
رخصت کیا اور اس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ شنکر چک نے خروج کیا ہے اس واسطے اس کی جاگیر
محمد خان ماکری کے نام مقرر کی اور احمد خان اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک
چک کو مع لشکر جرار اُس کے تدارک کو تعینات فرمایا اُنھون نے جاکر فتح کی اور حسین چک اُن
کے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام انھین سری نگر مین لایا اور چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ
احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان چک اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہین چاہا انھین
کسی ڈھب سے گرفتار کرے ون اُنھون نے یہ خبر سنی تو بجمعیت تمام حسین چک کے پاس آیا
کرتے تھے جب حسین چک نے دیکھا کہ یہ لوگ حقیقت حال سے واقف ہو گئے ہین تو ملک
لوندی لوند کو اُن کے پاس بھیجا کہ اُنھین ایک جا فراہم کرکے عہد و پیمان لیوے کہ کوئی شخص کسی
سے عداوت نہ کرے ملک لوندی لوند اُنکے پاس گیا اور مقدمات صلح مین مشغول ہوا اور سب احمد خان
کے مکان پر گئے اور یہ تجویز کی کہ احمد خان جو چند روز سے حسین چک کے پاس نہین گیا
تھا اسے حسین چک کے مکان پر لے جاوین احمد خان نے بعد مبالغہ اور اصرار کے قبول
کیا اور نصرت خان چک اور ملک لوندی لوند کے ہمراہ حسین چک کے مکان پر گیا اور
قاضی حبیب جو اعیان شہر سے تھا مع محمد ماکری اُس مقام مین حاضر ہوا اور دیوانخانہ مین مجلس
منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تنبورہ نوازی کرین گے جو یہان
قاضی متشرع ہے تم کوٹھے پر چلکر محفل سرور مین شریک ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب یہ

کہٹے پر گئے آدمیوں کو پکڑ کر اکثروں کو قید کیا اور بعد اس کے علی خان اور خان زمان کو کہ اصلی نام
اُن کا فتح خان تھا مع فوج کثیر شنکر چک کے مقابلہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان
عرف خان زمان نے مع لشکر ظفر پیکر جا کر اُسے شکست دی اور فتحیاب ہو کر واپس آیا اور اُس
نے اعتبار تمام پیدا کیا اور امرا کو یہ حکم ہوا کہ تم ہر روز اُس کے مکان پر جایا کرو اور ۹۷۳ھ نو سو
تہتر ہجری میں امرا نے شکایت خان زمان کی حسین چک سے کی تو اُس نے لوگوں کو اُس کے
مکان پر جانے کی ممانعت کی اور خان زمان کشمیر سے نکل جانے کی فکر میں تھا کہ حسین ماکری نے
آن کر خان زمان سے یہ بات کہی کہ تو کیوں شہر سے نکلتا ہے حسین چک شکار کو گیا ہے اور مکان اُس
کا خالی ہے اُس کے مکان پر جا کر اُس کے تمام اسباب اور خزانوں پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ
نہ آئے گا اُس نے یہ بات پسند کی اور باتفاق فتح خان چک اور لوہر ماکری اور مثل اُن کے
حسین چک کے مکان پر جا کر دروازہ میں آگ لگائی اور چاہا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور
نصرت خان کو زندان سے برآوردہ کریں مسعود نائک ماکری جو فیلخانہ کا داروغہ تھا اُس نے
پانی دیوانخانہ کے صحن میں اس قدر چھڑکا یا کہ دلدل ہو گئی اور دولت خان نام ایک شخص مردم
چک سے ترکش باندھے کھڑا تھا بہادر خان ولد خان زمان نے اُس پر حملہ کر کے تلوار کا وار
کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محفوظ رہا پھر دولت خان نے ایک تیر ایسا اُس کے گھوڑے کی آنکھ
میں مارا کہ گھوڑا بے مزاج پا ہوا اور بہادر خان اُس کی پشت سے زمین پر گرا مسعود نائک ماکری
نے جاتے ہی اُس کا سر جسم سے کاٹا اور خان زمان جو باہر کھڑا تھا بھاگا اور مسعود نائک نے
اُس کا تعاقب کر کے گرفتار کیا اور حسین چک کے روبرو لے گیا اور حسین چک کے حکم کے
موافق اُسے زین گڑھ میں لے جا کر ناک کان و دست دیا کاٹ کر سولی پر چڑھایا اور حسین چک
نے مسعود نائک ماکری کو فرزند ارجمند کہہ کر ساتھ خطاب سپہ سالار خانی کے سرفراز فرمایا اور پرگنہ
ناگل کو اُس کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۴ھ نو سو چوہتر ہجری میں حسین چک نے احمد خان پسر غازی شاہ
اور نصرت خان چک اور محمد خان ماکری کی آنکھوں میں میل کھنچوائی غازی شاہ یہ خبر سن کر نہایت
محزون اور ملول ہوا اور اُسی کو مت میں بیمار ہو کر مر گیا اور حسین چک مدرسہ بنا کر وہاں کے
علما اور صلحا کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور پرگنہ زین پور اُن کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۵ھ نو سو پچھتر
ہجری میں لودی لودھ نے یہ خبر حسین چک کے سمع مبارک میں پہنچائی کہ مسعود نائک ماکری
المخاطب سپہ سالار خان کہتا ہے جو حسین چک نے مجھے فرزند کہا ہے چاہیے کہ اپنے ملک سے
مجھے بھی حصہ دیوے یہ سنتے ہی حسین چک نہایت آزردہ ہوا ایک دن مسعود نائک ماکری
المخاطب سپہ سالار خان کے مکان پر گیا اور اصطبل میں گھوڑے اور ہاتھی دیکھ کر اُس کا دل اور بھی
سپہ سالار خان سے منحرف ہوا اور اُسے محبوس کیا اور تمام جاگیر ملکی لودی لودھ کے متعلق ہوئیں
اور عرصہ قلیل میں وہ بھی بسبب اس جرم کے کہ اُس نے چالیس ہزار خروار دھان سرکار سے

خیانت کیے تھے قید ہوا اور علی کو کا بجائے اس کے منصوب ہوا اور ۹۷۶ھ نو سو چھتر ہجری مین
قاضی حبیب جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے برآمد ہوکر دریائے کوہ ماران مین قبرون
کی زیارت کے لیے گیا تھا یوسف نامے کہ شیعہ مذہب تھا اُس نے تلوار غلاف سے کھینچکر
قاضی کے سر پر رسید کی وہ مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نے سر دست اپنا ہاتھ سپر کیا
اُنگلیان کٹ گیئن اور اختلاف مذہب کے سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان مین نہ تھا مولانا کمال
کہ قاضی کا داماد تھا اور سیالکوٹ مین جاکر درس مین مشغول رہتا تھا قاضی کے ہمراہ تھا یوسف قاضی
کو زخمی کرکے بھاگا اور حسین چک باوصف اس کے کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنکر آدمی یوسف
کی گرفتاری کو تعین کیے وہ اُسے پکڑ لائے اور حسین چک نے فقہا یعنی دانشمندون کو مثل
ملا یوسف اور ملا فیروز اور مانندان کے ایک جاکر کے فرمایا کہ جو حکم اُس کے بارہ مین شرع کے
موافق ہو فتوے جاری کرو عالمون نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا از روئے سیاست ہے اور قاضی
زخمی ہوا تھا اس نے جواب دیا کہ مین زندہ ہون اس شخص کا قتل کرنا جائز نہین ہے آخر
اسے سنگسار کیا اتفاقاً اُن دنون مین ایک جماعت کہ ساتھ اُس کے مذہب اور اعتقاد مین ایک
تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب پسر بابا علی برسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ
سے آئے جب بہیرہ پور مین پہونچے حسین چک ان کے استقبال کو ایک خیمہ عالی ایستادہ
کرکے مقیم ہوا جب سنا کہ ایلچی قریب آئے حسین چک برآمد ہوا اور ایلچیون کو لاکر خیمہ مین ایکجا
بٹھایا اور بعد اس کے ایلچی حسین چک کے فرزند کے ہمراہ کشتی مین بیٹھکر شہر کی طرف روانہ
ہوئے اور حسین چک خشکی کے راستہ سے کشمیر مین گیا اور حسین ماگری کا مکان اُن کے نزول کے
واسطے مقرر کیا اور بعد چند روز کے میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کے ہم مذہب تھا اُس نے
حسین چک سے یہ بات کہی کہ جو تم نے یوسف کو مفتیون کے کہنے سے قتل کیا ان مفتیون کو میرے
پاس بھیجو حسین چک نے مفتیون کو اُن کے پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اُس نے
مفتیون سے یہ تقریر کی کہ تم نے فتوے مین غلطی کی ہے مفتیون نے جواب دیا ہم نے فتوی علی الاطلاق
اُس کے قتل کے واسطے نہین دیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا سیاست کے واسطے
روا ہے میرزا مقیم نے مفتیون کو سر دربار برا بھلا کہکر فتح خان چک کے سپرد کیا اور انھین بہت ایذا دی
اور حسین چک کشتی مین بیٹھکر کمراج کی سمت گیا اور فتح خان چک نے مرزا مقیم کے کہنے سے
مفتیون کو مقتول کرکے اُنکے پانون مین رسی باندھی اور لاشین اُنکی کوچہ و بازار مین پھرائین اور حسین چک
نے اپنی دختر مع تحف و ہدایا ایلچیون کے ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر اطاعت اظہار کی

ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

۹۷۷ھ نو سو ستتر ہجری مین خبر پہونچی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے میرزا مقیم کو مفتیون کے خونہائے

ناحق کے عوض میں قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سنتے ہی
اسہال دموی عارض ہوا یعنی خون کے دست آنے لگے جب تین چار ماہ کا عرصہ گذرا اُس وقت
میں حسین چک نے محمد خان اور بہت یوسف فرزند علی خان چک سے یہ بات کہی کہ تو علی خان
چک کے پاس جو سوپور میں ہی جاکر مقیم ہوا ہے بہت یوسف علی خان چک کے پاس گیا اور
لوگ بھی باری باری بھاگ کر علی خان چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے جب
یہ خبر سنی آدمی بھیجکر علی خان چک کو یہ پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ واقع ہوا بلکہ تیرے فرزند کو ہم نے
تیرے پاس بھیجا علی خان چک نے اس کے درجواب کہلا بھیجا کہ میری بھی کچھ تقصیر نہیں ہے آدمی
خود بخود بھاگ کر میرے پاس چلے آتے ہیں ہر چند انھیں سمجھاتا ہوں فائدہ نہیں بخشتا آخر علیخان
چک سری نگر کی طرف متوجہ ہوکر سات کوس پر وارد ہوا ملک لوہدنی لوہد بھاگ کر علی خان چک
کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسین چک نے شہر سے برآمد ہوکر حلہ حاجم میں جو شہر سے ایک
کوس پر ہے مع لشکر نزول کیا اور احمد اور محمد ماکری کہ اُس کے امرا کے سلک میں منتظم تھے اُسی
رات کو علی خان چک کے پاس بھاگ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربوں سے تھا
اُس نے اُس سے یہ بات کہی کہ جو تمام آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہیں بہتر یہ ہے کہ
اسباب شاہی جس کے واسطے نزاع ہے علی خان چک کے پاس کہ تمہارا بھائی ہے بھیجدیں بعد
حسین چک نے چتر اور قسطاس اور تمام ملبوس شاہی یوسف کے ہاتھ علی خان کے پاس بھیجکر
یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا ہے کہ بیمار ہوں جیتی میں جو اس اسباب کے ہمراہ آتا پھر علی خان چک
حسین چک کے مکان پر عیادت کو آیا پھر دونوں بھائی بغلگیر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے پھر
حسین چک نے شہر علی خان چک کے سپرد کرکے زین پور میں جاکر اقامت کی اور علی خان
چک علی شاہ ملقب ہوا اور امرا شاہی ساتھ اس کے رجوع ہوئے اور دولت چک کہ وکیل حسین چک
کا تھا معتمد علیہ و وکیل السلطنۃ ہوا اور حسین چک کا پیمانۂ حیات آب فنا سے لبریز ہوکر دست قضا
سے ٹوٹا اور علی شاہ نے اُس کے جنازہ کے ہمراہ جاکر اُسے میران بازار کے قریب دفن کیا اور
انھیں دنوں میں شاہ عارف درویش جو اپنے تئیں شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کی اولاد سے
شمار کرتا تھا اور شیعہ مذہب تھا لباس فقرا اور ارباب تصوف لاہور سے حسین قلی خان ترکمان
حاکم پنجاب کے پاس سے برآمد ہوکر کشمیر میں آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مذہب تھا اس بزرگوار
کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور بتکلف تعظیم وتکریم کے بعد اعتقاد اور ارادت کے اظہار
کے واسطے اپنی دختر اُس کے عقد ازدواج میں لایا اور اُسکو مہدی آخر الزمان سمجھکر معتقد ہوا
اور علی چک اور نوروز چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزندوں نے کہ تمام رافضی
تھے اُس سے اس قدر اعتقاد بہم پہونچایا کہ سجدہ کرتے تھے اور آخر کو بعض ہر امور کے لائق
جان کر قرار دیا کہ اُسے سریر شاہی پر بٹھادیں جب یہ خبر علی شاہ کے کان میں پہونچی اُن سے

نہایت رنجیدہ ہوکر ایذارسانی کے درپے ہوا اور شاہ عارف کہ کیمیاگری اور تسخیر جن مین مشہور تھا اِس مضمون کو دریافت کرکے یہ مشہور کیا کہ مین یہان نرہون گا ایک دن مین بزور علم تسخیر لاہور کی طرف یا اور ولایت کی سمت جاؤن گا اس کے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتقاد کرین کہ غیبت کی ہی لیکن تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملاحون کو دے کر کشتی مین سوار ہوکر بارمولہ مین پہونچکر پہاڑ پر برآمد ہوا علی شاہ نے آدمی اُس کی گرفتاری کو بھیجے اور وہان سے طلب کرکے حوالات مین سپرد کیا اور جب دوبارہ بھاگا لوگ کوہ تہتر سلیمان سے پھر گرفتار کرلائے اس مرتبہ علی شاہ نے ہزار اشرفی اپنی دختر کے مہر کے عوض اُس سے لے کر طلاق لی اور اس کے خواجہ سرا کو بھی عبد اکر لیا اور چند روز قید کرکے تبت کی طرف رخصت کیا اور علی راے والی تبت جو آل عبا کی محبت کا دم مارتا تھا عارف شاہ درویش کے استقبال کو روانہ ہوا اور اُس کے قدوم میمنت لزوم کو موہبت عظمےٰ تصور کرکے اُس کی تعظیم وتکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عارف شاہ کو اپنے ملک مین متوطن کرکے بارادت تمام اپنی بیٹی کو جسے نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اُس کے عقد نکاح مین درلایا اور شاہ عارف چند روز وہان رہے بعد اس کے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حسب الطلب ارادہ سفر ہندوستان کرکے دارالخلافت آگرہ مین پہونچتے ہی دارالبقا کی طرف کوچ کیا اور ۹۷۹ھ نوسو اُناسی ہجری مین علی چک ولد نوروز چک علی شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ دو کہہ نے میری جاگیر مین آن کر خلل ڈالا ہی اگر سرکار اسکندار ک کرکے مانعت نفرماوینگی مین اپنے گھوڑون کے شکم پہاڑ ڈالون گا علی شاہ یہ معا سنکر سمجھا کہ مقصود اس کا میرے شکم پہاڑنے سے ہی اس سبب سے آتش غضب اُس کے دماغ مین شعلہ زن ہوئی اُسے قید کرکے ولایت کمراج مین بھیجا اور وہ وہان سے بھاگ کر حسین قلی خان حاکم پنجاب کے پاس گیا اور جب ملاقات کے وقت حسین قلی خان تواضع متعارفہ بجا نہ لایا تو لاہور سے نکلکر پھر ولایت کشمیر مین آیا اور علی شاہ نے اُسے پھر گرفتار کرکے مقید کیا اور بعد چند روز کے پھر قیدخانہ سے بھاگا اور نوشہرہ مین داخل ہوا علی شاہ نے لشکر اُس کے سر پر بھیجکر پھر دستگیر کیا اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین علی شاہ نے کھتوار پر جس کو کشتوار بھی کہتے ہین لشکرکشی کی اور وہان کے حاکم سے اپنے پوتے یعقوب کے لیے دختر لے کر معاودت فرمائی اور انھین دنون مین ملا عشقی اور قاضی صدرالدین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار سے برسم رسالت آئے علی شاہ نے اپنے بھتیجے کی بیٹی شاہزادہ کامگار سلطان سلیم کی خدمت کے واسطے ملا عشقی اور قاضی صدرالدین کی مصاحبت سے مع تحف اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سکہ ولایت کشمیر کا محمد اکبر بادشاہ کے نام جاری کیا اور اِس عرصہ مین یوسف فرزند علی شاہ نے محمد بھٹ کے اغوا سے ابراہیم خان ولد غازی خان کو بے اجازت باپ کے مقتول کیا اور باپ کے خوف سے محمد بھٹ کے ہمراہ بھاگ کر بارمولہ مین گیا اور علی شاہ اس کی اس حرکت خلاف وضع سے نہایت آزردہ

اور اُس کے تدارک کی فکر میں ہوا لوگوں نے یوسف کی عفو تقصیر کی درخواست کرکے اُسے
طلب کیا اور محمد بٹ کو جو اس فساد کا باعث تھا اُسے قید کیا اور سنہ ۹۸۳ھ نو سو تراسی ہجری میں
علی شاہ جمال نگری کی سیر کے واسطے مع اہل و عیال روانہ ہوا اور حیدر خان نام پسر محمد شاہ
اولاد شاہ زین العابدین سے جو گجرات میں رہتا تھا جس وقت کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے
گجرات کو لیا اُس کے ہمراہ رکاب ہندوستان کی طرف آیا اور وہاں سے نوشہرہ پہونچا اور اُس
کا مجیرا بھائی سلیم خان جو وہاں رہتا تھا مع جماعت اپنی اس سے ملحق ہوا علی شاہ نے ایک
جماعت کثیر اور رحم عمیر لوہر چک کے ہمراہ بھیجی اور محمد خان چک نے جو راجوری میں رہتا تھا
لوہر چک کی سرداری سے حسد کرکے اُسے قید کیا اور اُس کے لشکر کو لے کر حیدر خان کے
پاس نوشہرہ میں آیا اور یہ بات کہی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردانہ ہے میرے ہمراہ بھیجو تو جاکر ولایت
کشمیر کو تمہارے واسطے فتح کروں حیدر خان اُس کی بات سے غرہ ہوا اسلام خان کو اُس کے
ہمراہ بھیجا جب موضع چکیم میں وارد ہوا صبح کے وقت محمد خان چک اسلام خان کو بہ غدر قتل کرکے
سیدھا علی شاہ کے پاس گیا اور مورد الطاف ہوا اور علی ناگری اور داؤ دگدار وغیرہ جنھوں
نے حیدر خان کی دولتخواہی کا ارادہ کیا تھا محبوس ہوئے اور سنہ ۹۸۴ھ نو سو چوراسی ہجری میں کشمیر میں
قحط عظیم پڑا اکثر آدمی بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئے اور سنہ ۹۸۵ھ نو سو پچاسی ہجری میں علی شاہ
نے مسند پر برآمد ہو کر علما اور صلحا سے صحبت کی اور کتاب مشکوٰۃ شریف اُس مجلس میں لاکر اُس
حدیث کے موافق جو فضائل توبہ میں وارد ہے توبہ کرکے غسل کیا اور نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن
میں مشغول ہوا اور بعد فراغ چوگان بازی کے واسطے سوار ہو کر میدان عیدگاہ چوگان بازی میں
مصروف ہوا ناگاہ قربوس زین کا اس زور سے اُسکے شکم پر لگا کہ اُس کے صدمہ سے جانبر ہوا

ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

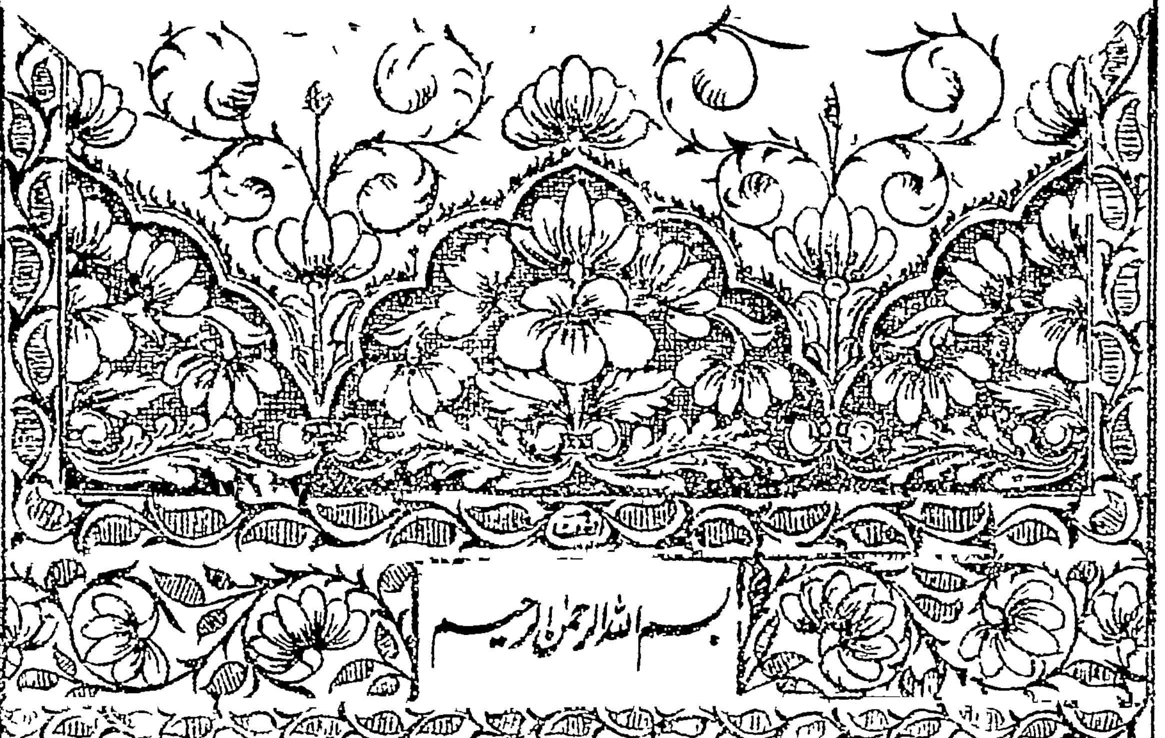
جب علی شاہ فوت ہوا اُس کا بھائی ابدال خان چک اپنے بھتیجے یوسف خان کے خوف سے اُس کے
جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے سید مبارک خان اور بابا خلیل کو ابدال خان چک کے پاس بھیجکر
پیغام دیا کہ اگر تمہیں میری شاہی منظور ہو اپنے بھائی کے دفن و کفن میں شریک ہو والا تم حکومت
کرو میں تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری میں حاضر رہونگا جب انہوں نے یہ پیغام یوسف کا
ابدال چک کو پہونچایا اُس نے جواب دیا کہ میں تمہارے کہنے سے اُس کی خدمت میں حاضر
ہو کر اپنا خدمت کا کہ جان پر نامدعتا ہوں اگر وہ مجھے کسی طور کی مضرت پہونچاوے گا
اُس کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا سید مبارک خان جو ابدال خان چک سے عداوت رکھتا تھا
لیکن میں یوسف کے پاس جاکر اُس سے عہد و پیمان لیتا ہوں یہ کہکر اُس کی مجلس سے رخصت
کرکے یوسف شاہ کے پاس گیا اور لعناعت سے یہ بات کہی کہ وہ میرے کہنے سے نہیں آتا

تم پہلے اس کی تدبیر کرلو بعد اس کے علی شاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہوکر اُس کے سر پر گیا اور ابدال خان چک اُس سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان بھی اس معرکہ مین قتل ہوا دوسرے دن علی شاہ شیعون کے طریق مین دفن ہوا اور یوسف شاہ نے بجاے اُس کے سریر حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کے سید مبارک خان اور علی خان چک نے بقصد فتنہ وفساد دریا سے عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماکری روانہ ہوا اور محمد ماکری کہ ہراول اُس کا تھا سبقت کرکے مع ساٹھ مرد اہل نبرد مخالفون کے مقابلہ مین گیا اور قتل ہوا اور یوسف شاہ عطف عنان کرکے ہیرہ پور مین آیا اور سید مبارک خان یہ خبر سنکر لشکر کو آراستہ کرکے بہ نیت جنگ برآمد ہوا اور یوسف شاہ نے تاب مقاومت نہ لاکر موضع پرتھال کے جنگل مین پناہ لی اور سید مبارک خان اُس کا پیچھا کرکے جنگ مین مصروف ہوا یوسف شاہ بھاگ کر پہاڑون پر جو اس طرف مین واقع تھے درآیا اور سید مبارک خان مظفر اور منصور ہوکر کشمیر مین داخل ہوا اور علی خان چک پسر نوروز چک کو کسی تقریب سے بلاکر قید کیا اور لوہر چک اور حیدر چک اور ہستی چک اُس کے خوف سے ہراسان ہوکر پہلی مرتبہ اُس کے پاس حاضر نہوئے اور آخر کو باباخلیل اور سید برخوردار اُن کے پاس جاکر عہد وپیمان کی شرط بجالائے اور جملہ چک سید مبارک خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور رخصت حاصل کرکے اپنے مکانون پر گئے اور رستہ مین یہ تجویز کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کرکے اپنا شاہ کرین چنانچہ ایک قاصد جلد یوسف شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے عمل سے پشیمان ہوئے اب ہم نے تیری شاہی قبول کی سید مبارک خان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور اُس نے یہ تجویز کی کہ مین بھی اپنے بیٹون اور غلامون کو لیکر یوسف شاہ کے پاس حاضر ہون یہ نیت کرکے علی خان چک ولد نوروز چک کو جو قید مین تھا ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور دولت چک کہ اُس کے امراسے تھا جب اُسکے پاس سے بھاگا اُسنے مضطرب ہوکر علی خان چک کو قید سے رہا کیا اور خود جریدہ باباخلیل کی خانقاہ مین داخل ہوا حیدر چک نے علی خان چک سے پیغام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کے واسطے تھی اور یوسف چک ولد علی خان چک نے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کے درپے ہے علی خان نے اُس کے کہنے پر عمل نہ کیا حیدر چک کے پاس جاکر اُس کے ہمراہ ہوا لوہر چک اور مثل اُس کے سب ایک جا موجود تھے جب علی خان چک کو دیکھا پکڑ کر قید کیا بعد اُسکے سب نے یہ تجویز کی کہ لوہر چک کو شاہ بناوین اس مابین مین یوسف شاہ کالپور کیطرف پہونچا اور یہ خبر سنی کہ کشمیریون نے لوہر چک کی شاہی قبول کی اور وہان سے موضع ذواہل مین آنکر اپنے تمام آدمیونکو ہمراہ لیا اور جمبو کے راستہ سے سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے امراے کبار سے تھا استمداد کیواسطے لاہور مین آیا اور باتفاق اُسکے اور راجہ مان سنگھ کے فتح پور سیکری مین آکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ہمیشہ سے تسخیر کشمیر کی فکر مین تھا فرصت پاکر یوسف شاہ کی امداد کے بہانہ راجہ مان سنگھ اور سید یوسف خان مشہدی کو کشمیر کی طرف

روانہ کیا اور وہ دونوں یوسف خان کے باتفاق ۹۸۷ھ نو سو ستاسی ہجری میں فتح پور سے کشمیر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس وقت میں لوہر چک کشمیر کی حکومت پر متمکن ہو گیا تھا یوسف شاہ نے اپنے فرزند یعقوب کو پیشتر بتعجیل تمام کشمیر کی سمت روانہ کیا تو وہاں جاکر لوگوں کو موافق کرکے لوہر چک کی تباہی میں خلل ڈالے اور جب یوسف شاہ اپنی ذات خاص سے سیالکوٹ میں پہنچا سید یوسف خان مشہدی اور راجہ مان سنگھ کی کمک کا منتظر ہوکر راجوری کی طرف گیا اور اُس مقام پر مصروف ہوکر سرل [illegible] میں پہنچا اور لوہر چک نے اُس وقت یوسف کشمیری کو یوسف شاہ کے مقابلہ کو بھیجا یوسف کشمیری مع فوج برآمد ہوکر یوسف شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا یوسف شاہ بھی پشت ہوکر جھیل کے راستہ سے کہ وہ نہایت دشوار گذار ہے بطریق تاخت قلعہ سون پور میں آیا لوہر چک حیدر چک اور شمس چک اور ہستی چک کے باتفاق یوسف شاہ کے مقابل آن کر آب بہت کے کنارہ وارد ہوا اور چند روز کے بعد جنگ شدید وقوع میں آئی اور یوسف شاہ فتحیاب ہوا اور بعد فتح کے سری نگر کی طرف متوجہ ہوکر کشمیر میں داخل ہوا اور لوہر چک نے [illegible] ہوئے اور محمد سعادت بہت کے ذریعہ سے آکر یوسف شاہ سے ملاقات کی پہلی ملاقات تو اچھی گذری آخر کو قید ہوا اور ساتھیوں سے بھی ایک جماعت کثیر مقید ہوئی جب یوسف شاہ مہمات شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کشمیر بقسم کی یعنی شمس چک ولد دولت چک اور یعقوب اپنے فرزند اور یوسف کشمیری کو جاگیریں جدا دیں اور باقی خالصہ کے واسطے مقرر کیا اور بعضے امرا کے کہنے سے لوہر چک کی آنکھوں میں میل کھینچی اور ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری میں یوسف شاہ نے شمس چک اور علی شیر چک اور محمد سعادت بہت کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ لوگ باغی ہیں مجلس میں قید کیا اور حبیب خان چک خوف سے موضع کھیتر کی طرف چلا گیا اور یوسف چک ولد علی خان چک جو یوسف شاہ کی قید میں تھا مع چاروں بھائیوں کے زندان سے برآمد ہوکر حبیب خان چک کے پاس موضع مذکور میں جاکر ملحق ہوئے اور وہاں سے تبت کے راجہ کے پاس کہ جس کا نام رو علی تھا جاکر اُس سے کمک لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کو حدود کشمیر میں پہنچے اور بسبب اختلاف کے کہ درمیان اُن کے واقع ہوا کچھ بن نہ پڑا ایک دوسرے سے جدا ہوا اور سپاہی یوسف شاہی یوسف ولد علی خان چک اور محمد خان کو پکڑ لائے اور اُن کے کان اور ناک کاٹے اور حبیب خان چک شہر میں پوشیدہ ہوا اور ۹۸۹ھ نو سو نواسی ہجری میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے کابل سے مراجعت فرما کر جلال آباد میں نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور میرزا طاہر خویش میرزا سید خان مشہدی اور محمد صالح عاقل کو برسم ایلچی گری کشمیر میں بھیجا اور جب یہ بارہ مولہ میں پہنچے یوسف شاہ استقبال کے واسطے روانہ ہوا اور فرمان کو بوسہ دے کر سر پر رکھ کر تسلیمات بجالایا اور ایلچیوں کو اپنے ساتھ لیکر شہر میں داخل ہوا اور اپنے فرزند حیدر خان اور شیخ یعقوب کشمیری کو بالتحف و ہدایائے بسیار محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت میں روانہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہا اس کے بعد

باتفاق شیخ یعقوب کشمیری کے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین یوسف شاہ لار کی
سیر کو راہی ہوا اور شمس چک مع زنجیر قید خانہ سے بھاگ کر کہتوار مین گیا اور وہان حیدر چک سے
پیوستہ ہوا یوسف شاہ نے یہ خبر سنتے ہی اُن پر چڑھائی کی وہ متفرق ہوکر بھاگے اور یوسف شاہ نے
مظفر اور منصور ہوکر سری نگر کی طرف معاودت کی اور ۹۹۰ھ نوسو نوے ہجری مین حیدر چک اور
شمس چک کہتوار سے بقصد جنگ کشمیر کی طرف متوجہ ہوے یوسف شاہ اُن کے مقابلہ کے
واسطے برآمد ہوا اور اپنے بیٹے یعقوب کو ہراول کیا اور بعد جنگ فتحیاب ہوکر سری نگر مین مراجعت
کی اور راے کہتوار کے وسیلہ سے شمس چک کی خطا معاف کرکے اُس کے واسطے جاگیر مقرر کی
حیدر چک وہان سے برآمد ہوکر راجہ مان سنگھ کے پاس گیا اور ۹۹۲ھ نوسو بانوے ہجری مین یعقوب
ولد یوسف شاہ اظہار اطاعت اور اخلاص کے واسطے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی شرف
آستان بوسی سے مشرف ہوا اور جب آنحضرت فتح پور سے لاہور مین پہونچے یعقوب نے اپنے باپ
یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر مین آنے کا ہے یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری
کی لیکن اُنھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی برسم رسالت بادشاہ سے رخصت لیکر ٹھٹہ
مین پہونچا ہے یوسف شاہ ٹھٹہ کی طرف روانہ ہوا اور خلعت شاہی زیب بدن کرکے ارادہ مصمم
کیا کہ درگاہ کی طرف متوجہ ہوکر بادشاہ کو دیکھون اس درمیان مین بابا خلیل اور بابا مہدی اور
شمس دولی نے متفق ہوکر یوسف شاہ سے یہ بات کہی کہ اگر اکبر بادشاہ کے پاس جائیگے
ہم تجھے قتل کرکے تیرے فرزند یعقوب کو جو اسی عرصہ مین لاہور سے کشمیر مین آیا ہے سریر شاہی
پر متمکن کرینگے اُس نے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق مین ڈالکر بادشاہ کے ایلچیون کو
رخصت کیا لیکن جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر مین بجد تھا اس امر کا بہانہ کرکے شاہرخ میرزا
اور شاہ قلی خان اور راجہ بھگوانداس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر
بارہ مولہ مین لشکرگاہ کیا اور جب خبر پہونچی کہ عساکر منصورہ بھولباس سرحد کشمیر تک آگئے ہین سد راہ
ہوکر اُس کی آمد کا راستہ بند کیا اور اُس کے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف ریزی اور سرما کا پہونچا
راہ مسدود ہوئی پیغام صلح درمیان مین آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجاے اپنے نصب کرکے
اور عہد و پیمان لیکر راجہ بھگوانداس سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کرکے صلح کی اور
امراے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُسے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین لے گئے لیکن بادشاہ کو
صلح پسند نہ آئی محمد قاسم میر بحر کو مع امراء ۹۹۵ھ نوسو پچانوے ہجری مین بہ تہیہ جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ
کہ تخت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستون کو مسدود کرکے شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فروکش ہوا سرداران کشمیر
کے جو فساد پر آمادہ ہوکر شاہ کشمیر کی اطاعت سے منحرف تھے اُس وقت مین یعقوب شاہ سے رنجیدہ
ہوکر محمد قاسم خان کے شریک ہوے اور بعضون نے شہر سری نگر مین نشان مخالفت کا بلند کیا
یعقوب شاہ گھر کی آتش فساد کی تسکین واجب و لازم جانکر لشکرگاہ سے پلٹ آیا اور فوج اکبر شاہی

میدان صاف دیکھکر کشمیر میں داخل ہوئی یعقوب شاہ پہاڑوں پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر بحر تھے
سری نگر پر متصرف ہوا اور کشمیر کے پرگنوں پر عامل مقرر کیے اور یعقوب شاہ چند عرصہ کے بعد جمعیت بہم پہنچا کر
محمد قاسم خاں میر بحر سے ہم مصاف ہوا اور باوجود اس کے کہ مغل بہت مارے گئے اُس پر بھی یعقوب
شاہ شکست پاکر منہزم ہوا اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد جمعیت کر کے سری نگر کی طرف متوجہ ہوا اور
محمد قاسم خان میر بحر اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی نہ لاکر قلعہ ارک میں قلعہ بند ہوا اور عرضداشت لکھکر
شاہ دہلی سے مدد طلب کی بادشاہ نے سید یوسف خان مشہدی کو حاکم کشمیر کر کے محمد قاسم خان میر بحر
کو حضور میں طلب کیا اور سید یوسف خان مشہدی جب کشمیر میں پہونچا تو یعقوب شاہ محمد قاسم خاں کے
محاصرے سے دستکش ہو کر پہاڑوں میں در آیا اور یوسف خان مشہدی نے دو برس اُس کا پیچھا کیا
اور جس طور سے ممکن ہوا اُسے لاسا کر کے بادشاہ کی ملازمت میں بھیجا الغرض یوسف شاہ اور
یعقوب شاہ دونوں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے سلک امرا میں منسلک ہوئے اور ولایت بہار
جاگیر پائی اس تاریخ سے کشمیر کی بادشاہی شاہان دہلی کے قبضۂ اقتدار میں آئی اور قبل اس سے
مدت ہزار سال تک خطۂ کشمیر کسی ہند کے بادشاہ سے مسخر و مفتوح نہ کیا تھا۔



مقالہ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار مین کہ بصفت اسلام متصف ہوئے اوراس ملک مین اسلام ظاہر ہونے کی عجیب کیفیت کا بیان

واقفان احوال پر واضح ولائح ہو کہ واقعات ملوک ملیبار کسی تواریخ سے میری نظر مین نہین گذرے اسواسطے مؤلف کتاب محمد قاسم فرشتہ کو الف مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین پر اکتفا کر کے گذارش پردازہی کہ ملیبار ایک مملکت ممالک ہندوستان سے دکن کی طرف واقع ہی اور بسبب قرب جوار پیش از واقعہ قتل رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام بیجانگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہو کر تحف و نفائس بھیجکر اپنی مملکت کی محافظت کرتے تھے اور ظہور اسلام سے پیشتر اور بعد ظہور اسلام یہود اور نصارے کے گروہ برسم تجارت دریا کے راستہ سے اس ملک مین آمد و شد کرتے تھے اور آخر کو ملیباریون اور اُنکے درمیان مین منافع دنیوی کے سبب الفت بہم پہونچی اور بعضے سوداگران یہود و نصارے نے ولایت ملیبار کے شہرون مین سکونت اختیار کر کے کوٹھیان اور دکانین تیار کین اور یہ آئین طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے زمانہ تک مروج رہا جب تاریخ ہجری دو سو سال سے متجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب و عجم کے لباس فقر و درویشی مین بنادر عرب سے کشتی پر سوار ہو کر حضرت بابا آدم کے قدمگاہ کی زیارت کی عزیمت سے سرانديپ کی طرف کہ جسکو لنکا کہتے ہین متوجہ ہوئی اور حسب الاتفاق وہ کشتی ہوائے مخالف سے ملیبار کی طرف جا پڑی اہل کشتی شہر کدنکلور مین وارد ہوئے اور وہان کا حاکم مسمی سامری تھا اور وہ زیور عقل و

دانش سے آراستہ اور اخلاق ستودہ سے پیراستہ تھا اُنکی صحبت سے مشرف ہوا اور ادھر اُدھر کا
تذکرہ کرکے اُن کے مذہب اور ملت سے سوال کیا اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل اسلام اور ہمارے
پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں سامری نے جواب دیا میں نے گروہ یہود اور نصاریٰ
اور ہنود سے جو تمہارے دین کے مخالف اور جہان کے ساح ہیں اُن کی زبانی سنا ہے کہ یہ دین
بلاد عرب و عجم و ترک میں مروج ہے لیکن مجھے مسلمانوں کی صحبت میسر ہوئی اب امیدوار ہوں کہ
آپ سید الانبیا کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات باہرات بیان فرمائیں ایک اُن فقرا میں
سے جو علم و صلاح کی صفت سے موصوف تھا اُس نے آغاز کلام کرکے اس قدر حالات اور
معجزات آنحضرت کے بیان فرمائے کہ سامری کے دل میں حضرت رسالت پناہ کی محبت جوش زن
ہوئی اور جب اُس نے معجزہ شق القمر کا سنا تو لا لائے تو تم یہ معجزہ بہت قوی ہے اگر حق اور صدق ہے اور
سحر نہ تھا تو جمیع بلاد قریب و بعید کے آدمیوں نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا ہوگا اور ہمارے ملک کا
یہ دستور ہے کہ جس وقت کوئی قضیۂ بزرگ واقع ہوتا ہے ارباب قلم اُسے دفتروں میں قلم بند کرتے
ہیں اور ہمارے باپ اور دادا کا دفتر موجود ہے اُسے دیکھکر تمہارے رصدق کو محک امتحان پر
جانچتا ہوں پھر اہل دفتر کو بلاکر فرمایا کہ تم اس زمانہ کا (یعنی یہ معجزہ جس زمانہ میں واقع ہوا تھا) کھولکر
شق القمر کا حال دیکھو جب وہ دیکھا گیا اُس مقام میں لکھا تھا کہ فلاں تاریخ میں دیکھا گیا کہ چاند دو
ٹکڑے ہوکر پھر پیوستہ ہوا یہ سُنتے ہی حقیقت دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سامری پر ظاہر
ہوئی اور نور ایمان اُس کے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زبان پر جاری کیا اور باعتقاد تمام مسلمان ہوا جو اپنے قوم کے رئیسوں سے ڈرتا تھا
اُس کو مخفی رکھا اور مسلمانوں کو بھی اُس کے اظہار سے ممانعت کی اور مسلمانوں سے با انعام و احسان طرح طرح
پیش آیا اور اُن سے التماس کی کہ آپ حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام کے قدمگاہ کی زیارت
کرکے پھر اس طرف رونق افزا ہجئے گا فقرا باصفا رخصت ہوکر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے
اور عرصۂ قلیل میں اُن کی التماس کے موافق ملک ہ کو دیکھکر زمین معاودت کی اور سامری اُن کی
تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور لوازم تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور
عازم سفر مکہ و مدینہ ہوا لیکن جو علانیہ حج کا مرتکب ہوسکتا تھا لہذا اس مقدمہ میں یہ تدبیر
اندیشہ کی یعنی مسلمانوں کو زر و مال فراوان دے کر یہ حکم دیا کہ تم پہلے اپنے جہاز کے استحکام
میں کوشش کرو اور بعدہ آب و طعام اور مایحتاج ضروری کثرت سے اُس پر بار کرکے جمیع لوازم
سفر زیادہ خوب ترین وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہو چکا اُس وقت ارکان دولت اور
سرداران قبیلہ کو اپنے پاس بلاکر یہ بات کہی کہ مجھے عبادت الٰہی کا شوق غالب ہوا ہے چاہتا ہوں
کہ خلائق کی صحبت سے چند روز خلوت میں بیٹھکر اپنے خالق کی یاد میں بسر کروں اور ان دنوں
میں تم میری ملاقات سے متعذر رہوگے اور ایک دستور العمل اپنے خط خاص سے لکھکر تعیین سپرد کرتا ہوں

تم جمیع مہمات شاہی کو موافق اُس کے انجام دینا میرے پاس عرض مکرر کے محتاج نہ رہنا القصہ بعد گفتگو کے
وزرا سبھون نے عہد و پیمان کر کے یہ اقرار کیا کہ ہم آپ کے فرمان سے تجاوز نکرینگے پھر سامری نے
بخط ملیباری ایک دستور العمل لکھکر جمیع ممالک ملیبار کے امرا و معتمدین پر تقسیم کیے اور یہ فرمایا کہ اس
دستور العمل پر بطنا بعد بطن کاربند ہونا اور ایک دوسرے کی ولایت کی طمع نہ کرنا اور اگر حکام کے درمیان
مین کسی طرح کی خصومت بہم پہونچے انتقام کے واسطے ایک دوسرے کی ولایت پر تاخت نہ کرنا فقط
لشکر اور اعوان کی خونریزی ہو اور ولایت مین تصرف بیجا نکرنا اور شاہ کے قتل کرنے بلکہ مقتول
ہونے سے پرحذر رہنا اور اگر احیانا کسی معرکہ مین شاہ قتل ہووے اور اُس کا لشکر ہجوم کرے
اُس دشمن کو مع جمیع افواج قتل کرو اور جب تک اُس کی سلطنت کو خراب اور برباد نکر چکو آرام نلو
غرضکہ ہنگام تحریر اُس کتاب سے اس تاریخ تک کہ ۱۰۱۵ھ ایک ہزار پندرہ ہجری مین ملیباری بادشاہ
کے مقتول ہونے سے بہت ڈرتے ہین اور باوجود قدرت کے مملکت غنیم پر متصرف نہین ہوتے
ہین یہ قاعدہ مخصوص اُس ملک کا ہی اور منقول ہی کہ جب سامری نے تمام مملکت تقسیم کی ایک امیر کہ
غائب تھا حاضر ہوا سامری نے متفکر ہوکر اپنی تلوار اُسے عنایت کی اور یہ فرمایا کہ اِس شمشیر کے زور
سے جسقدر ولایت خارج ملیبار فتح کرے اُسکا تو مالک و مختار ہی اور تیری اولاد بھی اُسی پر اکتفا کرے اور بعد
میرے تیرا اور تیری اولاد کا سامری نام رکھین غرض سامری نے بعد فراغ وصیت لوگون سے یہ بات کہی
کہ مین فلان مقام مین عبادت کیواسطے قیام کرتا ہون لازم کہ ایک ہفتہ تک کوئی شخص میرے پاس آمد و شد
نہ کرے اور رات کے وقت مسلمانون کے ہمراہ کہ سرگروہ اُن کا مالک بن حبیب تھا جہاز پر سوار ہو کر مکہ کی
طرف روانہ ہوا اور کفار ملیبار ایک ہفتہ کے بعد خانۂ معہود مین آئے جب سامری کو نہ دیکھا سب متفق اللفظ
والمعنی ہو کر بولے کہ سامری نے آسمان پر عروج کیا ہی اور پھر نزول کریگا اس [illegible] سے کفار ملیبار ایک
شب کو جس رات وہ غائب ہوا تھا سامری کے موضع غیبت مین جشن کرتے ہین اور ایک ظرف مین پانی
اور ایک جوڑی کھڑاؤن کی وہان رکھتے ہین کہ اگر سامری آسمان سے اُترے اُسکے واسطے پانی اور
کھڑاؤن کی جوڑی حاضر رہے اور سامری با تمنائے عبور جب بندر قندریہ مین پہونچا ایک شبانہ روز
وہان قیام کیا اُسکے بعد طی مسافت کر کے بندر شحر مین پہونچا ناگاہ مرض الموت مین مبتلا ہو کر صاحب فرش ہوا
اُس صورت مین مالک بن حبیب اور تمام رفقائے جہاز کو حاضر کر کے فرمایا کہ تمام خواہش اور ارادہ ہمارا یہ ہی
کہ دین نبوی ملیبار مین رونق اور رواج پیدا کرے شرط رفاقت اور مروت اس امر کی مقتضی ہی کہ حمیت اسلام
منظور اور ملحوظ رکھکر سفر دریا کی مشقت اپنے اوپر گوارا کرو تم اور باقی مسلمان برسم تجارت عبور کر کے
اُس ملک مین جاؤ اور کسی تدبیر سے اُس حدود مین مکان رہنے کو تیار کرو اُسکے بعد باہستگی تمام
وہان کے باشندے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راغب ہو کر سر حلقۂ اسلام مین لا دینگے
اُنھون نے سامری کو دعائے خیر دیکر یہ بات کہی کہ ہم تیرے بغیر اس ملک مین نہ جا سکینگے کسواسطے کہ کفار ملیبار
اور یہود و نصاری ہمارے دین کے دشمن ہین اور نہایت عداوت رکھتے ہین کسطور ہمارے آنے کے

روادار ہوگئے کہ ہم اُس ولایت میں قدم رکھیں تو طن اختیار کرنا امر دشوار ہے سامری نے سر گریبان تفکر میں جھکایا پھر ایک فرمان اپنے ہاتھ سے امرا اور اقربا کے نام اس مضمون کا لکھا کہ یہ نوشتہ ہے سامری کیطرف سے کہ جسے معبود انس و جان اور خالق زمین و آسمان کے حکم سے تمہاری جدائی اختیار کی ہے لیکن عنقریب تمکو میری ملاقات خوب ترین وجہ سے ضروری ہوگی چاہیے کہ تم ہمیشہ مجھے حاضر جانکر دستور العمل سے تجاوز جائز نہ رکھو اور دونوں جہان کی بہتری اور خوبی اسی پر منحصر جانو اور اسوقت میں سالک طریق سداد مالک بن حبیب اور ایک گروہ خدا پرستوں سے فلان فلان آدمی کہ سلیم النفس اور نیک اندیش اور نیک اعتقاد ہیں اور اُن سے شرارت اور بدنفسی متصور نہیں ہے برسم سیر و تجارت اس حدود میں متوجہ ہوتے ہیں اُن کے حالات میں نے بخوبی دریافت کرکے انکی سفارش واجب جانکر تحریر کی لازم کہ تم لوگ اس گروہ حق پژوہ کے قدوم میمنت لزوم کو نعمت عظمیٰ شمار کرکے بہ تعظیم و تکریم پیش آؤ اور شرائط مداراۃ کا لحاظ کرکے جمیع امور میں اُنسے اعانت اور امداد طلب کرو کہ سعادت دارین اُسی میں ہے بلکہ اُن لوگوں سے اچھے سلوک سے پیش آؤ کہ سبکو اس طرف رہنے کی ہوس ہو اور مکانات اور باغات اور مساجد وہاں تعمیر کریں اور خبردار کوئی مردم بومی یا کوئی مسافر کہ مراد ہو دو لعاب سے ہو اُن کا متعرض ہووے سامری نے یہ فرمان مسلمانوں کے سپرد کرکے فرمایا کہ میرے مرنے اور جہاز کے سوار ہونے کی خبر تمام آدمیوں سے پوشیدہ رکھنا اور فرمان حاکم کدنگلور کے پاس لے جانا کہ وہ تمہارے حسب دلخواہ سلوک کرے گا پھر سامری نے اپنا ساز و سامان جو کچھ اُس کے پاس تھا مسلمانوں پر تقسیم کیا اور اُسی دن جوار رحمت حق میں واصل ہوکر خدر شہر میں مدفون ہوا لیکن صحیح روایت یہی ہے کہ سامری نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اپنے ملک میں چاند کا دو ٹکڑے ہونا مشاہدہ کیا تھا اور اس امر کی تحقیق کے واسطے آدمی معتمد اطراف و اکناف میں بھیجے جب اس کو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ نے دعوے نبوت مکہ کے شق القمر کو مع معجزات سے کیا ہے اسواسطے سامری جہاز پر سوار ہوکر حجاز کی طرف گیا اور آنحضرت صلعم کی ملازمت سے مشرف ہوکر مسلمان ہوا اور خانہ کعبہ کی زیارت سے بھی خدا نے اُسے مشرف فرمایا اور آنحضرت سے رخصت معاودت وطن حاصل کرکے جب مع ایک جماعت اہل اسلام شہر ظفار میں پہونچا مرض مہلک میں گرفتار ہوکر فوت ہوا اور اب بھی قبر اُس کی اُس شہر میں ہے اور لوگ اُس کی زیارت کو جاتے ہیں بہر تقدیر ایک جماعت مسلمانوں نیکہ اُس کے ہمراہ تھی جیسے شرف بن مالک اور اُس کا مادری بھائی اور مالک بن دینار اور اُس کا بھتیجا مالک بن حبیب بن دینار اُس کی وصیت کے بموجب جیسا مذکور ہوا ملیبار کی طرف جاکر نوشتہ سامری کا حاکم کدنگلور کے پاس پہونچایا جب اُس نے خط سامری کا بہیجا تا مخطوط ہوا اور پوچھا سامری کہاں ہے اور کس واسطے تمہارے ہمراہ نہیں آیا وہ بولے کہ سامری نے ہمارے ساتھ سفر نہیں کیا ہے اور ہم اس ماجرے سے واقف نہیں جس وقت کہ ہم دریائے شحر کے جہاز پر سوار ہوتے تھے اُسے دیکھا تھا اور جب ہم نے اُس سے ترک وطن کا سبب پوچھا اُس نے ہمیں کچھ جواب نہ دیا اور جب اُس نے جانا کہ ہم سفر ملیبار کا ارادہ رکھتے ہیں یہ چند کلمے ہمیں لکھ دیے کہ تم حاکم کدنگلور کو پہونچانا ہم بلا توقف اس طرف روانہ ہوئے ہمیں تحقیق خبر نہیں کہ وہ کہاں

گیا جو ملیباریون کا عقیدہ تھا کہ سامری زندہ ہی اور آسمان پر عروج کیا ہی سمجھے کہ وہ کسی مہم کے واسطے
آسمان سے بندر شحر مین نازل ہوا اور یہ نوشتہ اس جماعت کے ہاتھ ہمارے پاس بھیجکر پھر آسمان
پر صعود کر گیا جب یہ فرمان اُن کے ہاتھ آیا تو بلدۂ کدنکلور اور تمام شہر ملیبار مین لوگون نے خوشی کی رسمین
ظہور مین پہونچائین اور حاکم کدنکلور نے مہمانون کو مکان عالی شان مین اتارا اور اپنے ملک کے
آئین کے موافق مراسم ضیافت اور قواعد تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ **بیت**

کرم ورزید و مہمان را نکو داشت ٭ چنین دارند مہمان را که او داشت ٭ اور بعد فراغ لوازم ضیافت اُس
جماعت کے مقاصد اور مطالب پوچھکر تمام ملیبار کے باشندون اور حکام کو نامے لکھے کہ مالک بن حبیب
اور اُس کے رفقا کو اِس ملک کی فضا اور ہوا خوش آئی اس لیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو
عطر بیز اور عنبر آمیز کیا ہی جس شہر اور قصبہ اور موضع مین کہ نزول فرماوین اور رغبت توطن یعنی رہنے
کی رکھتے ہون مقام خوب اور مرغوب مساجد اور منازل اور باغات کے واسطے سامری کے فرمان کے
موافق انکو تفویض کرو اور اُن کی خدمات شائستہ سے اپنے تئین معاف نہ رکھکر سامری کے لطف عمیم
کے منتظر اور متوقع رہو خلاصہ یہ کہ مالک نے مع اپنے ہمراہیون کے پہلے شہر کدنکلور مین مسجد بناکر مکانون
اور باغون کی بنا ڈالکر بعضون کو وہان فروکش کیا بعد اس کے مالک اپنے اہل و عیال کو لیکر ولایت
ملیبار کی سیر کو گیا اور کولم مین کہ نام ایک شہر یا موضع کا ہی جاکر مسجد اور باغ اور مکان تعمیر کرکے اپنے
اہل و عیال کو اُس مقام مین نگاہ رکھا اس کے بعد ہیلی مارادوے (نام شہر ۱۲) کی سمت گیا وہان بھی مسجد تعمیر کرکے اور
مواضع مین مثل حرفین اور درفین اور کدریہ اور جالیات اور فاکنور اور منکلور اور کانجر کوٹ
کی طرف روانہ ہوا اور ہر ایک بلاد مین مسجدین تعمیر کرکے مسلمانون کو اُن مواضع مین آباد کیا اور نماز اور
روزہ اور اذان نماز کی وصیت کی اور چونکہ مسلمان ملیبار کے اکثر شافعی مذہب ہین قیاساً ایسا معلوم ہوتا
ہی کہ سامری اور مالک بن حبیب اور جو صاحب کہ اُن کے ہمراہ آئے تھے شافعی مذہب رکھتے تھے واللہ اعلم
بالصواب بعد اُس کے رفتہ رفتہ اُس ملک مین مسلمانون کی آمد و شد سے مسلمانون کی نہایت کثرت
ہوئی اور بہت بادشاہ ملیبار کے حلقۂ اسلام مین داخل ہوئے راجہ بندر کوہ اور داہل اور چول
وغیرہ نے بطریق حکام ملیبار اُن مسلمانون کو جو عربستان سے آئے تھے سواحل دریا پر رہنے
کو جگہ دی اور اُنھین ساتھ نوابت یعنی خداوند کے مخاطب کیا اس سبب سے یہود اور نصاری
کے سینہ مین حسد کی آگ روشن ہوئی مسلمانون کی عداوت پر کمر باندھی لیکن جب ممالک دکن اور گجرات
کو دہلی کے بادشاہون نے فتح کرکے زیر نگین کیا اسلام نے دکن کی طرف قوت پکڑی پھر مخالف سکوت
اختیار کرکے دشمنی اظہار نہ کر سکتے تھے یہانتک کہ جب سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری ہوئی شاہان دکن کی سلطنت مین ضعف
اور خلل ظاہر ہوا اُسوقت مین فرنگی شاہ پرتگال کی طرف سے بحر ہند کے سواحل پر قلعون کی تیاری کیواسطے
مامور ہوئے اور سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین چار جہاز نصاری کے پرتگال سے بندر قندریہ کیطرف روانہ ہوئے
اور کالیکوٹ مین آئے اور اُس ملک کی تمام حقیقت دریافت کرکے اپنے ملک کی سمت مراجعت کی اور دوسرے

سال پرتگال سے چو جہاز کالیکوٹ مین آئے اور اس مرتبہ فرنگیون نے ملیباریون سے یہ بات کہی کہ مسلمانون کو
جوش کے سفر سے روکو کہ ہماری بات سے تمہین نفع انسے زیادہ رہیگا اور باوجودیکہ سامری نے یہ امر قبول نکیا اصلی
مسلمانون پر داد و ستد کے معاملات مین سختی کرتے تھے اور سامری یہ خبر سنکر طیش میں آیا اور نصاریٰ کے قتل کا
حکم عام نافذ فرمایا اس صورت مین ملیباریون نے مال و اسباب انکا خوب لوٹا اور ستر فرنگی مارے اور بعض قتل کیے
اور بقیۃ السیف جو تاجر اور انکے ملازم تھے جہاز پر سوار ہو کر کوچے کیطرف راہی ہوئے وہان کا حاکم جو سامری سے
عداوت اور منازعت رکھتا تھا انھین اپنے شہر مین پناہ دیکر یہ اجازت دی کہ تم بندر کوچے کے قریب اپنے
رہنے کے واسطے ایک قلعہ بناؤ فرنگی یہ امر بدل سے چاہتے تھے عرصہ قلیل مین ایک قلعہ مختصر تیار کیا اور ایک مسجد
کہ دریا کے ساحل پر واقع تھی اُسے مسمار کرکے گرجا تیار کیا اور یہ وہ قلعہ ہی کہ فرنگیون نے اول دیار ہند مین بنایا
ہی اور انھین دنون میں کنور کے اہالی نے فرنگیوں سے روش موافقت کی اختیار کی اور فرنگیون نے اس
مقام مین ایک قلعہ احداث کیا اور باطمینان تمام مرچ اور سونٹھ کی تجارت مین مشغول ہوئے لیکن دوسرون کو
اُس تجارت سے ممانعت کرتے تھے اور سامری کو یہ وضع انکی نہایت ناپسند آئی اور غضبناک ہو کر فوج کشی
کی اور کوچے کے تین بادشاہون کو قتل کرکے اور ولایت کو تاراج کرکے سالماً غانماً پلٹ آیا اسکے بعد شاہان
مقتول کے وارثون نے علم شاہی بلند کیا اور جمعیت بہم پہونچاکر ولایت کو بدستور سابق آباد کیا اور فرنگیوں کی اعانت
سے جہاز روانہ کیے اور کنور کے حاکم نے بھی یہی روش اختیار کی یعنی جہاز و بکو متردد کیا سامری کا عرصہ اعمار
لشکر ایک حصہ سے چار حصہ ہوا اور تمام خزانہ سامان جنگ اور مصارف سپاہ میں صرف کرکے دو تین مرتبہ کوچے
کی سمت گیا اور جو کہ فرنگی ہر مرتبہ انکی کمک کرتے تھے کچھ بھی میسر نہوا اور شکست کھا کر مراجعت کی اور
ایلچی سلاطین مصر اور جدہ اور دکن اور گجرات کیطرف بھیجکر پیغام دیا کہ فرنگیون نے ہمارے ملک میں دست تعدی
حد سے زیادہ دراز کیا ہی اگرچہ یہ امر ہمین چندان دشوار اور شاق نہین گذرتا لیکن جو کہ وہ لوگ اس ملک کے
مسلمانون کو رنج اور الم پہونچاتے ہین ہمین سخت ناگوار خاطر ہی باوصف اُس کے کہ مین دین ہنود میں ہون لیکن
مین مسلمانون کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر فرض جانکر خزانہ اور دفینہ اس کام میں صرف کرتا ہون اور
اس بارہ مین کسی طرح کی تقصیر روا نہین رکھتا ہون لیکن جو کہ حاکم پرتگال کا خزانہ وافر اور فوج بیشمار رکھتا ہی
ہمیشہ جہاز جنگی مع افواج بیشمار اس طرف بھیجتا ہی اور آدمیوں کے مقتول ہونے سے اس کی قوت کم نہین ہوتی
ہی اس سبب سے مین شاہان اسلام کی مدد کا محتاج ہوا ہون اگر آنحضرت دین محمدی کے اعدا کی تنبیہ
پیش نہاد ہمت والا ہمت کرکے اپنے ممالک محروسہ سے جہاز مع شجاعان جرار و تفنگچیان کارگزار
کفار فرنگ کی جہاد کے واسطے اس طرف روانہ فرمادین تحقیق روز قیامت حضرت سرور کائنات
کے روبرو دعا ہوون اور غازیون کے سلک مین منسلک ہو کر سربلند ہونگے سلطان مصر قانصور غوری
نے یہ درخواست قبول کی اور غزا اور جہاد کے واسطے امیر حسین نام ایک امیر کو مع تیرہ غراب کہ مالا مال
جنگی سے پُر ملوار افواج جنگی اور سامان کارزار ساحل ہند کی طرف روانہ کیے اور شاہ محمود گجراتی اور سلطان
محمود شاہ بہمنی نے بھی چند جہاز دیو اور سورت اور گووہ اور دابل اور چیول سے اہل فرنگ کی جنگ کے واسطے

جہاز نہایت مضبوط تیار کروائے اور مصر کے جہاز پہلے بندر دیو مین آئے آخر کو باتفاق سواران گجرات بندر رجیول کی سمت کہ جہان فرنگیون نے لام باندھا تھا روانہ ہوئے اور چالیس جہاز سامری کے اور چند غراب والی گووہ اور دابل نے ساتھ اُن کے پیوستہ ہوکر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک غراب جو فرنگیون سے بھرا ہوا تھا دستیاب کر کے ساتھ اُن کے لوازم جہاد پیش پہونچایا یعنی اُنھین علف تیغ خون آشام کر کے بندر دیو کی جانب معاودت کی لیکن اہل فرنگ بھی مخالفون کو غافل سمجھکر بجرأت تمام تر اُن وا عدد مین تعاقب کنان اُس مقام مین آپہونچے ملک ایاز حاکم بندر دیو اور امیر حسین نے ناچار اُن کی جنگ مین مبادرت کی لیکن اُن سے کچھ کام نہ بن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئے اہل فرنگ نے مسلمانون کو شربت شہادت چکھا کر فردوس کی طرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لے کر مظفر (ومنصور) اپنے بنادر کا راستہ لیا اور اُسی سنوات مین جب سلیم سلطان خواندکار روم سلاطین غوریہ مصر پر غالب آیا سلطنت اُس گروہ کی بے سر ہوئی سامری کہ اس کام کا سر گروہ تھا بیدل ہوا فرنگیون نے تسلط پایا اور سامری کی غیبت مین کہ وہان موجود نہ تھا رمضان کے مہینے ۹۱۵ نو سو پندرہ ہجری مین کالیکوٹ مین آئے اور مسجد جامع جو خانہ خدا تھی اُسے آگ دیکر خاک سیاہ کیا اور دست نہیب وغارت دراز کر کے شہر کو بھی ویران کیا لیکن دوسرے دن لیباری ہجوم کر کے جماعت انصاری کے سر پر تلوارین میان سے لیکر جا پڑے اور اہل فرنگ کے پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کر کے بہتون کو پانی مین غرق کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر بندر کولم مین پناہ لی اور وہان کے زمیندارون کو موافق کر کے شہر سے آدہ کوس پر ایک گڑھی تیار کی اور اہل فرنگ نے جمعیت بہم پہونچا کر اُسی سال جیسا کہ مذکور ہوا قلعہ بندر گووہ کو یوسف عادل شاہ کے متعلقون کے تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے اُسی عرصہ مین پھر بندر گووہ پر بزور شمشیر فرنگیون کے قبضۂ اقتدار سے نکالکر متصرف ہوا اور فرنگیون نے چند روز کے بعد وہان کے حاکم کو زر خطیر دیکر فریفتہ کیا اور پھر اُسپر متصرف ہوئے اور بنادر ہندوستان مین اپنا حاکم بٹھا کر قلعہ کی مرمت اور استحکام مین کوشش کی اور وہ ایسا قلعہ ہو کہ جس کی تعریف مین کسی شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہی **شعر** بری از فتنہ ہمچون طبع عاقل ٭ مصون از رخنہ چون گردون والا ٭ القصہ سامری باوجود کفر کے جو مرد غیرت دار تھا اس سانحہ کے مشاہدہ سے نہایت غمگین ہوا اور اسی صدمہ مین بیمار ہو کر سنہ ۹۲۱ ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا اور اُس کا بھائی قائم مقام ہوا اُس نے جنگ سے پہلوتہی کر کے فرنگیون سے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کے قریب فرنگیون کو اس شرط اور قول پر قلعہ جدید بنانے کی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مرچ اور سونٹھ کے بنادر عرب مین بھیجیں مین فرنگیون نے اول اپنے عہد وپیمان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ تیار ہوا مرچ اور سونٹھ کی تجارت سے مسلمانون کو مانع ہوئے اور اُس ملک کے اہل اسلام پر دست تعدی حد سے زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ جو کہ نکلور مین تھا وہ بھی سامری کا ضعف سلطنت مشاہدہ کر کے اہالی اسلام کا دشمن جان ہوا اور بہتون کو شربت شہادت چکھایا آخر کو سامری اپنے فعل سے نادم اور

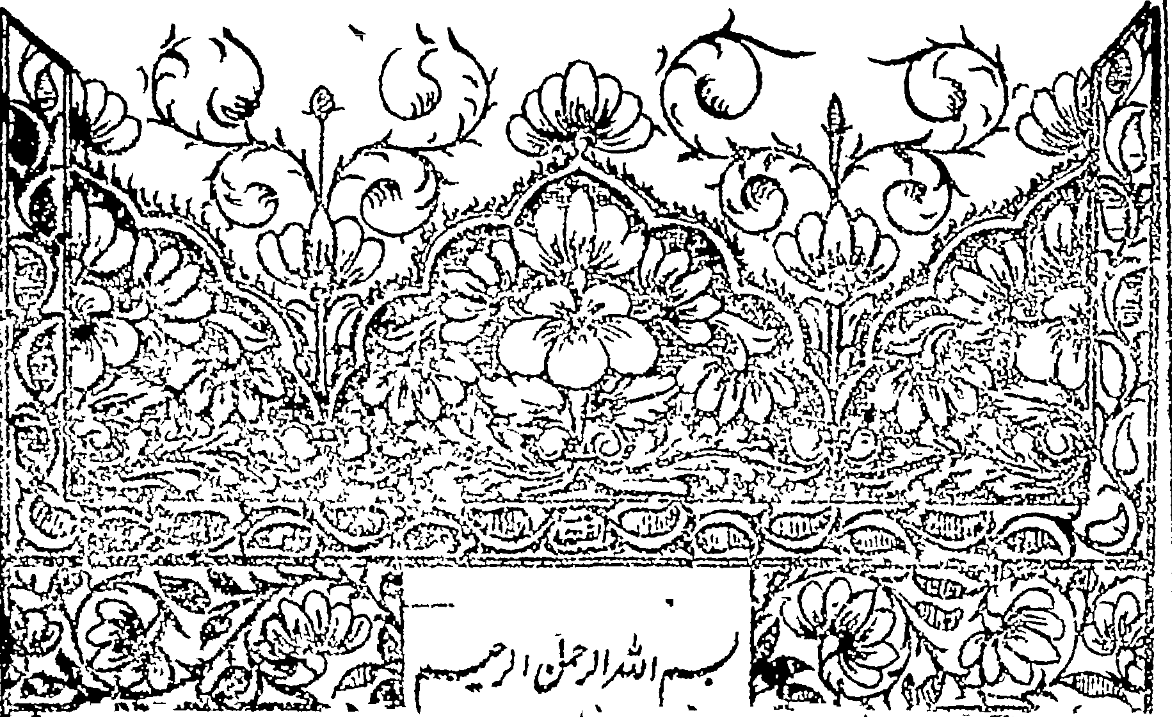
پشیمان ہوا پہلے یہودوں کے تدارک کو کدنگلور کی طرف افواج لے کر گیا اور یہودیوں کے قتل و قمع میں
ایسی کوشش کی کہ اُس جماعت سے اس ملک میں ایک نشان باقی نہ رکھا بعد اُس کے باتفاق جمیع غازیان
ملیبار کالیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور اہل فرنگ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور مساعی جمیلہ اور ترددات شایانہ
سے اہل فرنگ کو مغلوب کر کے قلعہ کو فتح کیا اور یہ امر ملیباریوں کی قوت اور شوکت کا باعث ہوا
اور جہازوں کو بلا اجازت فرنگیوں کے سونٹھ اور مرچ وغیرہ سے مملو کر کے جانب عرب میں روانہ کیا
اور اہل فرنگ نے ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری میں چالیات کے قرب میں جو کالیکوٹ سے پانچ کوس
ہے قلعہ تیار کر کے ملیبار کے جہازوں کی روانگی دشوار کی اور اسی طرح سے اہل فرنگ نے انہیں سنوات
میں برہان نظام شاہ بحری کے عہد میں قلعہ ریکدنڈہ بندر چیول کے قریب احداث کر کے اس مقام
میں توطن کیا اور ۹۴۱ھ نو سو اکتالیس ہجری میں بندر دیو سے اور دمن اور بندر دیو پر جو شاہان گجرات کے متعلق
تھے اُس تفصیل سے کہ بیشتر اپنے مقام میں تحریر ہوا بہادر شاہ گجراتی کے عہد میں قابض اور دخیل
ہوئے اور ۹۴۳ھ نو سو تینتالیس ہجری میں کہ [illegible] قلعہ احداث کر کے کمال استقلال اور غلبہ
بہم پہنچایا اس وقت میں سلطان سلیمان بن سلطان سلیم رومی نے داعیہ کیا کہ اہل فرنگ کو بنادر ہند
سے نکال کر خود اُس مقام پر متصرف ہووے چنانچہ ۹۴۴ھ نو سو چوالیس ہجری میں اپنے
وزیر سلیمان پاشا کو مع سو غراب جنگی کے پہلے بندر عدن کی طرف بھیجا تو اول اُس کو سر راہ ہی مفتوح اور
مسخر کر کے اس کے بعد بنادر ہند کی طرف روانہ ہووے سلیمان پاشا نے مذکور میں بندر عدن کو
شیخ عامر بن شیخ داؤد سے لیکر اُسے قتل کیا بعدہ بندر دیو کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر میعاد
جنگ قائم کی قریب تھا کہ اسے بھی فتح کرے لیکن قلت آذوقہ اور ذخیرہ کے صرف ہو جانے سے یہ امر
تعویق میں پڑا اور ناچار ہو کر روم کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۳ھ نو سو تراسی ہجری میں نصاریٰ بندر ہرمز
اور مسقط اور سقوطرہ اور ملوہ اور میلاپور اور ناک پٹن اور منگلور اور سیلان اور بنگالہ سے حد چین تک
مسلط ہوئے اور اُن مقاموں میں قلعے تیار کیے اُن قلعوں میں سے سلطان علی آچی نے قلعہ سمترہ
کو فتح کیا اور حاکم سیلان نے اہل فرنگ کو مغلوب کر کے اپنی مملکت سے ان کا صدمہ دور کیا اور
سامری حاکم کالیکوٹ کہ کہتے ہیں کہ وہ اُس شخص کی نسل سے ہے کہ جس کو سامری کلان نے تلوار بخشی تھی اہل
فرنگ کے تسلط سے تنگ آ کر اُس نے ایلچی عادل شاہ اور مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر ان کو اہل فرنگ
کی جنگ اور اپنے ممالک سے مدافعہ کی تحریض اور ترغیب کی پھر ۹۷۹ھ نو سو اناسی ہجری میں سامری نے
قلعہ چالیات کو محاصرہ کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ قلعہ ریکدنڈہ اور قلعہ گوہ کی تسخیر میں
مصروف ہوئے سامری نے زور بازو سے شجاعت قلعہ چالیات کو فتح کیا لیکن مرتضیٰ نظام شاہ اور
علی عادل شاہ سے جیسا کہ اپنے مقام میں مذکور ہوا ملازمین بدخواہ کی شامت سے کچھ نہ بن پڑا ناکام
ہو کر مراجعت کی اور اہل فرنگ نے مسلمانوں کی ایذا رسانی پر کمر باندھی اور اعلیٰ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کے جو اہل فرنگ کی بلا اجازت مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مراجعت کے وقت بندر جدہ میں غارت

کرکے مسلمانون کی اہانت اور آبروریزی بہت کی اور بندر عالی آباد و قرابین جو علی عادل شاہ سے تعلق رکھتا تھا اگ لگا کر ویران کیا اور بندر دابل مین بطریق تجارت آن کر چاہتے تھے کہ مکر و غدر سے اُس پر بھی متصرف ہو دین وہان کے حاکم خواجہ علی المخاطب بملک التجار شیرازی نے واقف ہوکر ڈیڑھ سو آدمی معتبر اہل فرنگ کے قتل کیے اور اس فساد کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جہاز فرنگیون نے گرفتار کیے بنادر عرب اور عجم کے جہاز پر لوگون کا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاہ دہلی اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے مین جان و مال کی ہلاکی اور بربادی متصور تھی لیکن اُس کے امرا مثل مرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان وغیرہ اہل فرنگ سے قول لیکر جہاز مع سواری بنادر کی طرف بھیجتے تھے اور سنہ ۱۰۱۹ھ نو سو انیس ہجری مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیون کو جو پرتگال کے فرنگیون سے دین کے اعتقاد مین مخالفت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے برخلاف فرنگیون پرتگال کے ولایت سورت مین کہ وہ بھی ممالک سے ہی رہنے کو جگہ دی اور یہ مقام پہلا ہی کہ فرنگیان انگلش نے سواحل ہندوستان مین سکونت اختیار کی تھی اور اُن کے اعتقاد دیگر فرنگیون کے خلاف ہین کہتے ہین کہ عیسیٰ بندہ اور رسول خدا ہی اور حضرت جل شانہٗ ایک ہی اور اہل و عیال رکھنے سے منزہ اور مبرا ہی الغرض اہل انگلش اپنا شاہ علیحدہ قرار دیکر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہین کرتے تھے اور جبتک اس جماعت نے قوت اور قدرت بہم نہین پہونچائی تھی مسلمانون کے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتے تھے اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتے تھے اور جس وقت کہ اُنپر قابو پاتے تھے فی الفور اُنھین ہلاک کرتے تھے مگر اب بسبب حمایت نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے کہ درمیان اُن کے قرب و جوار بہم پہونچا ہی خدا جانے فریقین کا انجام کار کیا ہوگا اور تحفۃ المجاہدین مین مرقوم ہی کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہی اور وہان کے عشائر کو نیار کہتے ہین اور وہان کا عجیب دستور ہی کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کرسکتی ہی اور ہر شب کو ایک کی باری آتی ہی لوہار اور بڑھئی اور رنگریز براہمہ کے سوا اس امر یعنی فعل شنیع مین موافقت کرتے ہین اور گروہ کفار کھکر جو پنجاب کے نواح مین تھا حلقۂ اسلام مین آنے سے پیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتے تھے اور ہر ایک عورت انکی چند شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعددہ سے جب ایک مکان مین آتا تھا علامت اپنی دروازہ کی ڈیوڑھی پر چھوڑتا تھا تو اور شوہر اُسے دیکھکر پلٹ جادین اور جب کھکرون کے یہان لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسی وقت اُسے باہر لاکر باواز بلند پکارتے تھے کہ کوئی اُسے پرورش کریگا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتے تھے ورنہ اُسی وقت اُسے ہلاک کرتے تھے اور قاعدہ ملیبار کے برہمنون کا یہ ہی کہ جب اُن کے کئی بھائی ہوتے ہین اُنکے بڑے بھائی کے سوا کوئی شادی نہین کرتا ہی تو ورثہ کی کثرت سے آپس مین نزاع اور فساد برپا نہووے اور جب اورون کو شہوتِ جماع غالب ہوتی ہی نیار وغیرہ کی عورتون سے حاجت رفع کرتے ہین لیکن عقد کے مقید نہین ہوتے والارث فے طوائف النیارۃ لاخواتہم من الامّ واولاد اخواتہم وخالاتہم واقربائہم من جانب الام لا للاولاد اور جس وقت باپ اور ماں یا بزرگ اُس ملک کے قوم براہمہ کے مرتے ہین ایک برس کامل ماتم رکھکر نوحہ وزاری کرتے

ہیں اور جب ماں اور ماموں اور بڑا بھائی گروہ نیار اور اُن کے متعلقان کا مرتا ہے ایک سال ماتم میں بیٹھکر روتے ہیں اور عورتوں سے بردیکی نہین کرتے ہین اور ملیباری تین طبقہ ہین اعلی اوسط اور ادنی اور اوسط حقوقت اعلے ادنے سے مباشرت یا ملامست یعنی مساس کرے جب تک غسل نکرے کھانا نہ کھاوے اور اگر جانتا غسل سے پیشتر کھانا کھا لیوے حاکم اُسے گرفتار کر کے ادنے کے ہاتھ بیچتا ہے اور وہ قید بندگی مین کرتا ہے اور جو کوئی یہ حرکت کر کے کسی موضع مین بھاگ جاوے اور حاکم کو خبر ہووے وہ البتہ بند غلامی سے نجات پاتا ہے اور کسی طرح سے اعلے کا کھانا ادنے نہین پاسکتا ہے اگر اعلے ادنے کے ہاتھ سے کھاوے اپنے مرتبہ سے دست بردار ہووے اور میر جمال الدین حسین انجو جو عادل شاہی سلطانہ دربار رواسے احمد نگر کو اپنے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اپنے فرہنگ مین لکھتا ہے کہ ملیبار بفتح اول وکسر ثانی ولام مجہول نام ایک ولایت کا ہے جو ورلاے عمان کے ساحل پر واقع ہے قریب شہر بیجا نگر کے جو ایک عمدہ شہر ہاے دکن سے ہے اور جو واسکے کہتے ہین کہ آدمی ملیبار کے دیوث طبیعت ہین جیسا کہ ایک عورت اُنکی دس شوہر سے کم نہین کرتی بلکہ زیادہ تھا جیسا کہ امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین بیت

دلے بیاری او کعبہ خستہ و خوار ست	بیاوین کہ خرابیش چون ملیبار ست

- - - - - - - - - -



مقالہ بارھوان مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالات مین

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادہ بہت ہین لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور شمار مین بھی دوسرے مشائخ سے زیادہ تر ہین دو طبقہ ہین ایک خاندان چشتیہ اجمیر جو خواجہ اے چشت سے ملتا ہی دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو ساتھ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پہونچتا ہی بندۂ آثم محمد قاسم فرشتہ نے کلام کے طول ہونے سے اندیشہ کرکے ان دو خانوادون کے ذکر پر اکتفا کیا اور احوال دوسرون کا شیخ عین الدین بیجاپوری جنیدی کی کتاب الانوار سے ملسکتا ہی اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہی اس مقالہ مین لکھتا ہی انشاء اللہ تعالےٰ اگر حیات مستعار وفا کرے گی اور تذکرۃ الاولیاے ہند نوستیاب ہوگا تو دوبارہ احوال اور اقوال آن بزرگون کا مفصل اس مسودہ مین شامل کریگا الغرض مولانا عبدالرحمٰن جامی نے کتاب نفحات الانس مین فرمایا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرماوے گا کہ تو فلان عارف اور فلان بزرگوار کو جو فلان محلہ مین رہتا تھا پہچانتا ہی وہ جواب دے گا ہان پہچانتا ہون اُس وقت فرمان الٰہی نافذ ہوگا کہ ہم نے تجھے اس کو بخش دیا بیت

شنیدم کہ در روز امید و بیم | بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

اور میر ہراتی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اُس کے دوستون سے ہو اور اگر یہ نہو سکے اُسکے دوستون کا ہو اور جو بات اس گروہ حق پژوہ سے سنے اگرچہ تاثیر نہ کرے سر تابی نہو یعنی بہرحال آن کی صحبت مین شریک رہو اور اُن کی جدائی اختیار نہ کر رباعی

جانا لبم از ذکر تو خاموش مباد | یاد تو ز خاطرم فراموش مباد
بر خاطر ما ملک حسنت گذرد + | در راہ وجودم بجز گوش مباد

اور مراتب اولیاے دین کے چار ہیں تصور کرتے تھے اور ہر ایک کے واسطے ان میں سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہا ہے اور گروہ اولیا کے ان مرتبون مین تمام رکھتے ہیں کہ ہر وقت عالم میں تین سو چھپن تن سے کم نہین ہوتے اور ہمیشہ حاجتمندون کی کارسازی اور گنہگارون کی شفاعت مین مشغول ہیں اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین سو تن کو اطفال جانتے ہین اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہیں اور سات نفر کو سیاح بولتے ہین اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہین اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہیں اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہین پس جس وقت کہ ایک ان مین سے فوت ہو دوسرے مرتبہ مادون اس کے سے ایک کو بجاے اس کے لاتے ہیں مثلاً اگر قطب الاقطاب مر جاوے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینون قطب سے بجاے اس کے مقام کرین اور اوتاد سے ایک کو بجاے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجاے اوتاد علی ہذا القیاس مرتبہ عوام مومنان تک پہونچے اور تمام تین سو چھپن تن سے لوگ ارشاد کے لائق ہین اور باقی بھی اگرچہ کسی مرتبہ میں مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہین لیکن ارشاد کے سزاوار نہین اور ان لوگون مین پانچ تن اوتاد ہین اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہے۔ رباعی

این طائفہ اند اہل تحقیق | باقی ہمہ خویشتن پرستند
فانی ز وجود دوست باقی + | زین طائفہ کہ بستہ و ہستند

اور یہ مقالہ مسلسل ہے اوپر دو لمعہ کے۔

لمعہ پہلا شرح حالات و مقالات خاندان چشتیہ مین

ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری المعروف چشتی قدس سرہ کا

ابیات

آن شہنشاہ جہان معرفت | ذات او بیرون ز ادراک صفت
از وجود او خیر ودے اقتباس | غرق بحر عشق او صدق و صفا
کرد مرغ ہمتش را اوج کمال | سینہ افلاک را در زیر بال
گوہر درج کمال بے مثل | آن معین دین و ملت بے نظیر

خسرو ملک بقا بے تخت و تاج
از خودی بیگانہ با حق آشنا
اختر برج سپہر لم یزل +
فارغ از دنیا بہ ملک دین امیر

سلطان سریر سرمد خواجہ راستین معین الدین محمد مشائخ ہند کے پیشوا ہین مولد شریف بلدہ سجستان ہے متعلقہ خراسان میں بابائی آنحضرت کے خواجہ غیاث الدین حسن زیور صلاح سے آراستہ اور حلیہ فلاح سے پیراستہ تھے جب وفات پائی خواجہ معین الدین محمد پندرہ برس کے تھے ایک باغ اور ایک آسیا یعنی پنچکی میراث رکھتے تھے اور اس مقام مین ایک مجذوب تھے مشہور اور انکا اسم سالک

تھا ایک روز اُن مجذوب کا اُس باغ مین گذر ہوا اور خواجہ معین الدین محمد قدس سرہ اس وقت درختون
مین آب پاشی کرتے تھے لیکن جون ہی آپ کی نگاہ اُن مجذوب پر پڑی دوڑ کر اُن کے دست حق
پرست کو بوسہ دے کر ایک درخت کے سایہ مین بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھکر
اُن کے مقابل دو زانو ہوکر مؤدب بیٹھے ابراہیم قندوزی نے برکندہ کنجارہ بغل سے کھینچکر اور اپنے
دندان مبارک سے چباکر خواجہ کے دہن مین ڈالا اُس کے کھاتے ہی ایک نور خواجہ کے باطن مین
طالع اور لامع ہوا اور حضرت خواجہ کل مکان اور املاک سے بیزار ہوا اسباب جائداد منقولہ وغیر منقولہ بیچکر
درویشون کو تقسیم کی اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا مین قرآن مجید کے حفظ کرنے
اور علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئے اور وہان سے فارغ التحصیل ہوکر عراق کی طرف متوجہ
ہوئے اور جب قصبہ ہارون مین جو نیشاپور کے نواح مین واقع ہے وارد ہوئے شیخ عثمان ہارونی
کہ مشائخ کبار وقت سے تھے انکی خدمت مین جاکر مرید ہوئے اور اڑھائی برس انکی خدمت مین رہکر مجاہدہ
اور ریاضت مین اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی کے مرید تھے اور وہ مرید خواجہ
مودود چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصرالدین چشتی کے اور وہ مرید یوسف چشتی کے اور وہ مرید خواجہ
ناصرالدین ابو محمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصرالدین احمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ اسحق شامی المعروف
بہ چشتی کے اور وہ مرید خواجہ مشاد دینوری کے اور وہ مرید خواجہ ہبیرہ بصری کے اور وہ مرید خواجہ حذیفہ
مرعشی کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم ادہم کے اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کے اور وہ مرید خواجہ حبیب عجمی کے
اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید امیرالمومنین وامام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ و
السلام کے اور وہ مرید حضرت خواجہ کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے
اور چشت ایک موضع ہے مواضع ہرات سے القصہ خواجہ معین الدین محمد شیخ عثمان ہارونی سے خرقہ
خلافت کا حاصل کرکے بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین قصبہ سنجار مین رونق افروز
ہوئے ان دنون مین شیخ نجم الدین کبرے قصبہ جبل کی طرف تشریف لے گئے تھے اور جبل ایک مقام ہے
پرفیض اور ہوا اُس کی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہے کوہ جودی کے تحت مین واقع ہوا اور حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی نے اُس مقام مین قرار پکڑا تھا اور وہان سے بغداد سات منزل یعنی سات دن کا
راستہ ہے اور شیخ محی الدین عبدالقادر قدس سرہ اُس مقام مین تھے اور خواجہ معین الدین اُن کے بدون
مشاہدہ جمال الکمال اور ملاقات قصبہ سنجار سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ اوحدالدین کرمانی
جو ابتدائے سلوک مین تھے انھین دیکھکر معتقد ہوئے اور خرقہ خلافت کا آنحضرت سے پایا اور شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے بھی شروع حال مین خواجہ معین الدین چشتی کی صحبت مین
پہونچکر اُن سے فیوضات حاصل کیے اور بعد چند عرصہ کے خواجہ معین الدین چشتی بغداد سے
ہمدان مین آئے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کرکے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ
ابوسعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کے پیر تھے اُن سے بھی ملاقات اور صحبت رکھتے تھے

اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ اسعد تبریزی ایسے شیخ تھے کہ جن کے مشتر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے شیخ فریدالدین شکر گنج خواجہ قطب الدین بختیار سے نقل کرتے ہیں کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کو ابتدا حال میں محنت ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ روزے رکھکر بعد سات روز کے ایک روٹی جو کی کہ جس کا وزن پانچ مثقال سے زیادہ ہوتا تھا پانی میں تر کرکے افطار فرماتے تھے سبحان اللہ ایسے صائم النہار اور قائم اللیل بزرگوار تھے کسر نفسی اور ریاضت انہین پر ختم تھی اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی پوشش ایک دوہر تھا اگر وہ کسی مقام سے پارہ ہوتا اپنے دست حق پرست سے بخیہ کرلیتے تھے اور اگر نعل سے پھٹ جاتا کپڑے ناک کے ٹکڑے جس قسم کے پاتے اُس پر پیوند کرتے تھے اور جب اصفہان مین ہوے شیخ محمود اصفہانی اُن کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور خواجہ بختیار کاکی اُن روزون اصفہان میں تھے اور شیخ محمود اصفہانی کے مرید ہوا چاہتے تھے لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتی کی زیارت سے مشرف ہوئے فسخ عزیمت کرکے خواجہ کے مرید ہوئے اور خواجہ نے وہ دوہر خواجہ قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دوہر خواجہ قطب الدین نے وفات کے وقت شیخ فریدالدین گنج شکر کو عنایت کیا اور آنحضرت نے وہ شیخ نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور آنحضرت نے شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کو اعطا فرمایا اور جب خواجہ خرقان مین تشریف لائے دو برس وہان استقامت کرکے استرآباد کی طرف تشریف فرما ہوے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ شیخ عظیم القدر تھے ایک سو ستائیس سال کی عمر رکھتے تھے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی نسبت دو واسطہ سے حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور اور شیخ ابویزید بسطامی سے رکھتے تھے خواجہ نے ایک مدت اُن کی صحبت میں رہکر فیض سے نثار حاصل کیے جس کے بعد ہری کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی عادت تھی کہ آنحضرت ایک مقام مین کم قیام فرماتے تھے اور اکثر اوقات سیر میں رہتے تھے اور با خواجہ عبداللہ انصاری کی درگاہ مین نزول فرماتے تھے اور ایک درویش سے زیادہ آپ کی خدمت میں نہ رہتا تھا اور جو کہ حضرت قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرلیتے تھے اور جب ہرات مین آپ کے کشف و کمالات کا شہرہ مشہور ہوا خلقت نے ہجوم کیا آپ یہاں سے رخاستہ ہوکر سبزوار کی طرف روانہ ہوئے اور وہان کا حاکم جسکا نام یادگار محمد تھا وہ نہایت فاسق اور بدمزاج اور دفض میں غلو رکھتا تھا اور اصحاب کبار سے اُسے اس قدر عداوت تھی کہ اگر کسی کا نام ابوبکر اور عمر اور عثمان ہوتا تھا اُسے بہت ایذا پہونچاتا تھا اور اُس کی ہلاکت کے درپے ہوتا تھا اور اُس حاکم جابر نے شہر کے اطراف مین ایک باغ بنا رکھا تھا اور اُس کے درمیان مین ایک حوض نہایت صفائی اور لطافت سے موجود تھا خواجہ گزرراہ سے اس باغ مین جاکر حوض کے کنارے اترے ہوئے اور غسل کرکے دوگانہ نماز بجالاکر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوئے اتفاقات سے اُسی دن مشہور ہوا کہ یادگار محمد باغ کی سیر کو آتا ہے ایک

درویش جو شیخ کا رفیق تھا اُس نے ہراسان ہوکر شیخ سے عرض کی کہ حاکم جابر آتا ہے آپ کا اس باغ میں بیٹھنا مناسب نہیں باہر تشریف لے چلیے شیخ اُس کا اضطراب دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اگر تجھے یہی منظور ہے تو یہان سے اُٹھ اور فلان درخت کے سایہ مین بیٹھکر خدا کی قدرت کا کارخانہ دیکھ درویش حسب الحکم کاربند ہوا اُس عرصہ مین فراشون نے آن کر یادگار محمد کا غالیچہ حوض کے کنارے شیخ کے پہلو مین بچھایا اور شیخ کی عظمت اور شوکت سے یہ نہ کہہ سکے کہ یہان سے اُٹھ جایئے کہ ناگاہ یادگار محمد باغ مین داخل ہوا اور شیخ کو اُس مقام پر دیکھکر خدمتگارون سے گھرک کر کہا کہ تم نے اس فقیر کو کس واسطے اس مقام سے نہ نکالا کہ اتنے مین شیخ نے سر مبارک اُٹھا کر اُس کی طرف نظر قہر سے دیکھا یادگار محمد مصروع کی طرح دفعتہً کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہوا اُس کے متعلق یہ حال دیکھکر شیخ کے قدم پر گر پڑے اور التماس دعا کی شیخ نے اُس فقیر کو جو خوف سے درخت کے نیچے بیٹھا تھا اشارہ سے بلا کر یہ فرمایا کہ تھوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ پڑھکر اُس کے منھ پر چھینٹا مار درویش حکم کے موافق عمل مین لایا اور یادگار محمد فوراً ہوش مین آیا اور شیخ کے پانون پر سر رکھکر نہایت عاجزی اور انکساری سے عرض کی کہ یا شیخ مین نے جمیع منہیات سے توبۃ النصوح کی میری تقصیر معاف فرمایئے شیخ نے اپنا دست شفقت اُسکے سر پر پھیر کر یہ ارشاد کیا کہ خاندان عالی شان رسالت سے دعوی محبت کرنا اور آنحضرت کی پیروی نہ کرنے کا کیا سبب ہے یہ فرما کر شیخ نے ائمہ ہدیٰ کے فضائل اور مناقب اس فصاحت اور بلاغت سے بیان فرمائے کہ یادگار محمد اور اُس کے ہمراہی زار زار روکر تمام تائب ہوئے بیت

آنچہ زر می شود از پرتو آن قلب سیاہ	کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست

بعد اُس کے یادگار محمد نے تجدید وضو کرکے دوگانہ شکرانہ کا ادا کیا اور دست ارادت آنحضرت کے دست حق پرست مین دیکر بشرف بیعت مشرف ہوا اور اپنا تمام مال نقد و جنس خواجہ کی نذر کے لیے لایا حضرت نے اُسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ تو نے یہ مال لوگون سے بجبر و قہر لیا ہے غربا اور مساکین کو پہونچا تو قیامت کے دن کوئی تیرا دامن نہ پکڑے یادگار محمد نے شیخ کے ارشاد پر عمل کیا یعنی تمام مال فقرا پر تقسیم کرکے غلامون کو بھی آزاد کیا اور اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر خواجہ کے ہمراہ قلعہ شادمان تک گیا اور جو کہ وہ جملہ عارفان اور واصلان سے ہوگیا تھا خواجہ نے وہ اطراف اُسی کی حمایت مین رجوع کرکے اُسے اس مقام مین مقیم کیا اور خود بلخ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ احمد خضرویہ کے مقام عالی فرجام مین چند روز اقامت کی اور اُس عہد مین ایک فاضل تھے المشہور بہ ضیاء الدین حکیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ مین خوب مہارت رکھتے تھے اور علم تصوف مین اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اپنے شاگردون سے کہتے تھے تصوف ہذیان ہے کہ تپ زدے اور دیوانے بکتے ہین اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کے اطراف مین ایک موضع واقع تھا اُس مین مدرسہ اور باغ خوب رکھتے تھے اور اُس مین بیٹھکر لوگون کو علم حکمت پڑھاتے تھے اور خواجہ معین الدین چشتی کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دستہ تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق اور ایک نمکدان اپنے ہمراہ رکھتے تھے اس واسطے کہ اگر کسی وقت آبادی سے دیرانے دور دراز

مین گذر ہو کسی طیور کا شکار کرکے ایک لقمہ سے روزہ افطار کرین ناگاہ خواجہ اُس مدرسہ مین جہاں مولانا ضیاء الدین حکیم درس دیتے تھے رونق افزا ہوئے اور اُس روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ نے ایک کلنگ کو تیر مار کر درخت سے گرایا اور اپنے خادم کو اُس کے کباب کے واسطے اشارہ کیا اور خود عبادت مین مشغول ہوئے اس درمیان مین مولانا ضیاء الدین حکیم کا وہان گذر ہوا دیکھا کہ ایک درویش نماز مین مشغول ہے اور خادم کباب بریان کرتا ہے حکیم نے اس قدر وہان توقف کیا کہ خواجہ نماز سے فارغ ہوئے اور مولانا سلام کرکے بیٹھے پھر خادم کباب لایا خواجہ نے بسم اللہ پڑھکر ایک ران اس کلنگ سے جدا کرکے مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران کا ٹکڑا خود تناول کیا مولانا نے جون ہی وہ کباب کھایا علوم فلسفہ کا زنگ اُن کے سینہ سے زائل ہوا اور بیہوش ہوئے خواجہ نے قدرے اپنا پس خوردہ اُن کے دہن میں ڈالا ہوش مین آئے اور مولانا نے اُسی وقت تمام کتب جو اُن کے کتب خانہ مین تھین دریا میں غرق کین اور مع تلامذہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی رحمۃ کے مریدوں کی سلک مین منتظم ہوئے اور جب حضرت کا شہرہ اس ملک مین ہوا اور دنیا دارون نے ہجوم کیا خواجہ نے مولانا ضیاء الدین حکیم کو خرقہ دے کر اُس مقام میں چھوڑا اور خود باتفاق اُس خادم کے غزنین مین تشریف لائے شمس العارفین عبدالواحد جو شیخ نظام الدین ابو المؤید کے پیر تھے اُنسے ملاقات کرکے لاہور مین وارد ہوئے وہان سے دہلی میں نزول اجلال فرمایا اور جب خاص و عام کا وہان ازدحام ہوا حضرت اس امر سے متنفر ہو کر اجمیر مین تشریف لے گئے اور محرم کی دسوین تاریخ یعنی روز عاشورہ ۵۶۱ھ پانسو اکسٹھ ہجری مین آنحضرت نے اس خطہ مین نزول فرمایا اور سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار جو صوفی مشرب تھے اور حلیۂ تقویٰ اور صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک مین انتظام رکھتے تھے اور سلطان قطب الدین ایبک نے آنحضرت کو اُس شہر کا داروغہ کیا تھا شیخ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور باعزاز و اکرام تمام پیش آئے اور جو سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے بہت واقف تھے خواجہ کی صحبت غنیمت جانکر اکثر اوقات مجلس شریف مین حاضر ہوتے تھے اور خواجہ کے انفاس کی برکت سے اجمیر کے بہت کفار شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو کہ دولت ایمان سے محروم رہے خواجہ کی محبت کو دل مین جگہ دیکر ہمیشہ فتوح بیشمار آنحضرت کو پہونچاتے تھے اور شمس الدین التمش کے عہد مین خواجہ دو مرتبہ اپنے مرید قطب الدین بختیار کاکی کے دیکھنے کے واسطے دہلی مین تشریف لے گئے دوسری مرتبہ جب دہلی سے مراجعت فرمائی خواجہ معین الدین محمد چشتی رحمۃ نے نکاح کیا تفصیل اُس کی یہ ہے کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی المشہور بخنگ سوار جو سید حسین مشہدی داروغہ اجمیر کے چچا تھے اُن کی ایک صاحبزادی جو حسن و جمال اور عفت کمال رکھتی تھی جب وہ دختر بلند اختر حد بلوغ کو پہونچی سید صاحب چاہتے تھے کہ اُسے کسی خاندان بزرگ کے حبالۂ نکاح مین لاوین اس کی تلاش مین متردد تھے ایک شب سید السادات نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ آن سے فرماتے ہین کہ فرزند وجیہ الدین حضرت رسالت پناہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اشارہ ہے کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد چشتی رحمۃ کے حبالۂ نکاح مین لاکر وصلا

درگاہ الٰہی اور محبان خاندان رسالت پناہی سے ہے جب سید وجہ الدین نے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کو اس امر سے آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بام ہے لیکن جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ ہے مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہین اس کے بعد خواجہ نے اُس گوہر درج عفت کو شریعت مصطفوی کے موافق اپنی سلک ازدواج مین منسلک فرمایا اور آفریدگار عالم نے اُس کے بطن سے دو فرزند کرامت فرمائے اور خواجہ عیال داری کے سات برس بعد ماہ رجب کی چھٹی تاریخ ۶۳۲ھ چھ سو بتیس ہجری مین قید جسمانی سے نجات پاکر عالم قدس کی طرف خرامان ہوے اور حضرت کا سن شریف ستانوے برس کا تھا اور بعد وفات تمام بادشاہ آپ کے روضہ پر نذرین بھیجکر تبرک کے طلبگار ہوئے خصوص جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کہ اور بادشاہون سے زیادہ تر آنحضرت سے اعتقاد رکھتا تھا اور عہد شاہی مین اپنے جیساکہ مذکور ہوا اکثر سنوات مین پیادہ اجمیر مین جاکر خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اور سید حسن مشہدی مشہور بخنگ سوار کی زیارت سے فیضیاب ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کے پیر یعنے شیخ عثمان ہارونی شمس الدین التمش کے عہد مین دہلی مین تشریف لائے اور شمس الدین نے جو آنحضرت کا مرید تھا اُن کی تعظیم وتکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس مدت مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اجمیر مین متوطن تھے اس صورت مین معلوم نہوا کہ ہندوستان مین پھر اُن سے ملاقات ہوئی یا نہوئی اور شیخ عثمان ہارونی سے خوارق عادات بہت مشہور ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جب خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اپنے پیر سے رخصت لے کر بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے اُن کی مفارقت سے بیتاب ہوکر خواجہ کی جستجو مین اپنے مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر مین ایک مقام مین وارد ہوے کہ آتش پرست وہان رہتے تھے اور آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیان اُس مین جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اُسکے قریب ایک درخت کے سایہ مین نزول کیا اپنے خادم فخر الدین نام سے فرمایا کہ افطار کیواسطے روٹی پکاوے خادم جب مغون کے پاس آگ لینے کو گیا اُنھون نے آگ نہ دی خادم نے پلٹ کر شیخ سے حقیقت حال عرض کی شیخ آتشکدہ کی سمت متوجہ ہوئے اور ایک مغ مختار نام جو نہایت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ ایک لڑکا سات برس کا آغوش مین لیے ہوئے آتشکدہ کے کنارے کھڑا ہے شیخ نے اُس سے فرمایا کہ یہ آگ ایک مشت پانی سے معدوم ہوتی ہے کس واسطے پوجتے ہو خدا کو جو خالق آگ کا ہے اُس کی پرستش کرو مغ نے جواب دیا کہ ہماری ملت مین آگ ایک وجود عظیم ہے اُسے کیونکر نہ پوجین شیخ نے فرمایا اتنی مدت سے کہ تم اس آگ کی صدق دل سے پرستش کرتے ہو بھلا ہاتھ یا پاؤن اُس مین ڈال سکتے ہو کہ وہ نہ جلاوے مغ نے جواب دیا کہ خاصیت اُس کے جلانے کی ہے بھلا کسے یہ طاقت ہے جو اُس کے قریب جاوے **بیت**

اگر صد سال گبر آتش فروزد	چو یکدم اندرون افتد بسوزد

شیخ نے جب یہ سنا جلد اُس کے فرزند کو اُس کے آغوش سے چھین کر آتشکدہ کی طرف دوڑے اور بعد بسم اللہ یہ آیہ کریمہ قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علے ابراہیم پڑھکر آگ مین داخل ہوئے یہ خبر منتشر ہونے

سے تین چار پہر اسی آتشکدہ پر آن کر ستورہ معان کرنے لگے۔ شیخ چار ساعت کے بعد مع طفل اُس
آتشکدہ سوزان سے صحیح و سالم برآمد ہوئے چنانچہ اُن کے کپڑوں میں بھی دھواں نہ پہونچا بعدہ مغون نے
وا ہم ہو کر اُس طفل سے پوچھا کہ اس آتشکدہ میں تمہاری کیا حالت تھی اُس نے جواب دیا کہ ہم شیخ
کی بدولت گلزار کی سیر دیکھتے تھے آخرش آتش پرستوں کے دل میں نور ایمان کا جوش زن ہوا سبھوں
نے شیخ کے قدم مبارک پر سر رکھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئے اور شیخ نے اُن میں سے مختار
کا نام عبداللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھکر اُن کی تربیت بطور لطف فرمائی اور دونوں بزرگوار
جملہ اولیا سے ہوئے +

ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا

ابیات

آن سپہر محیط جود و عطا
کرد اظہار حق پرستی خویش
بود محو در حقی و جلی +
کشتۂ خنجر تسلیم

خرقہ‌اش محو حضور خدا
شدہ از جان بہ لامکان واصل
قطب دین بختیار شیخ ولی
سینۂ عارفان ازو گلشن

رفتہ در لامکان ز ہستی خویش
کرد ہر دم ہزار جان حاصل
رمزہ جاودان نصیب کریم
دیدۂ عاشقان ازو روشن

واضح ہو کہ سلطان العارفین خواجہ قطب الدین فرزند خواجہ کمال الدین احمد اوشی کے ہیں تولد آنحضرت
کا قصبۂ اوش میں جو پرگنات ماوراء النہر سے ہے واقع ہوا جس وقت آپ کے والد ماجد کا انتقال
ہوا آپ ڈیڑھ برس کے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ جو حلیہ عفت اور زیور عصمت سے آراستہ تھیں
آپ کی پرورش و پرداخت میں مصروف رہیں اور کتاب خیر المجالس شیخ نصیر الدین اودھی میں لکھا ہے
کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ میں ایک مرد نہایت پرہیزگار رہتا تھا آپ
کی والدہ نے اُسے بلا کر تھوڑے خرمے یعنی چھوہارے ایک طباق میں رکھکر اپنے نور عین کو اُس
کے ہمراہ کیا اور یہ التماس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کر دیجئے جب وہ لے چلا اثنائے راہ
میں ایک پیر روشن ضمیر سے دوچار ہوا اُسے پوچھا کہ یہ لڑکا کس خاندان سے ہے ہمسایہ نے جواب دیا کہ اہل
صلاح کے خاندان سے ہے باپ اس کا فوت ہوا اس کی والدہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اسے کسی مکتب میں لیجا کر
معلم کے سپرد کروں لہذا میں معلم کی تلاش میں نکلا ہوں پیر نے فرمایا کہ تو یہ کام میرے تفویض کر میں اسے
ایسے معلم کے پاس لیجاؤں کہ جس کے انفاس کی برکت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سنتے ہی ہمسایہ
راضی ہوا چلا جب کہ قصبہ اوش میں ایک معلم جن کا اسم مبارک ابو حفص تھا اتفاقاً ہمسایہ لیجا کر خواجہ [illegible]
کو اُن کے سپرد کیا اور اُن سے فرمایا کہ یہ لڑکا جملہ اولیا سے ہوگا اسپر بطور شفقت اور تربیت مبذول فرمائیگا
یہ کہکر پیر رخصت ہوئے ابو حفص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار تھے جو اس مکتب میں لائے تھے
تو انہیں پہچانتا ہے آپ نے عرض کی میں نہیں جانتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی

معلم کے سپرد کرے یہ پیر اثنائے راہ مین ہمارا خضر ہوا اور آپ کی صحبت فیض موہبت سے مشرف کیا شیخ
ابوحفص نے فرمایا وہ پیر دلپذیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے اُن معلم کی خدمت مین حاضر ہوکر
قرآن شریف اور آداب شریعت کے یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی کی تہذیب مین مساعی
جمیلہ کرکے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی قدس سرہ
کے ذیل حالات مین مذکور ہوا اصفہان مین آنحضرت کی ملازمت مین شرفیاب ہوکر مرید ہوئے اور
بعضی کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ بیس برس کے سن مین یہ قصبہ اُوش مین خواجہ
کی صحبت سے مستفیض اور مرید ہوئے اور منقول ہی کہ آپ رات دن مین دو سو پچاس رکعت نماز
ادا کرتے تھے اور دو تین ہزار بار درود حضرت سرور کائنات کی روح پر فتوح پر ہر شب بھیجتے تھے
اور اس ملک کے باشندون کو فیض پہونچا- تتمہ اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہی کہ
قصبہ اُوش مین ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مریدون سے جن کا نام رئیس احمد تھا اور وہ نہایت
متقی اور پرہیزگار تھے اُنھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ محل رفیع اور عالیشان ہی اور خلائق
کا اُس کی اطراف مین بکثرت تمام ہجوم ہی اور ایک شخص نورانی چہرہ اور میانہ قد اُس محل مین جاتا ہی
اور آتا ہی یعنی لوگون کا پیغام لے جاکر اُس کا جواب لاتا ہی رئیس احمد نے اُس وقت ایک شخص سے
پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہی اور یہ بارگاہ کس عالی جاہ کی ہی کہا اِس قصر عالی مین حضرت سرور کائنات
خلاصۂ موجودات رونق افزا ہین اور یہ عبد اللہ بن مسعودؓ ہین کہ پیغام نام بنام پہونچاتے ہین یہ سنتے ہی
رئیس احمد نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین عرض کیجیے کہ فلان شخص حضرت کے دیدار فائض الانوار کا مشتاق
ہی اُس کے بارہ مین کیا حکم نافذ ہوتا ہی عبد اللہ بن مسعودؓ محل مین جاکر یہ جواب لائے کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ابھی تجھ مین ہمارے دیکھنے کی لیاقت اور قابلیت
نہین ہی جا ہمارا سلام قطب الدین کو پہونچانا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہی وہ تحفہ جو ہر شب ہمارے واسطے
بھیجتے تھے تین رات سے نہین پہونچا ہی رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوا خواجہ بختیار کی خدمت
مین جاکر صورت حال ظاہر کی شیخ سمجھے کہ مجھ سے تقصیر ہوئی اور وہ یہ امر تھا کہ اُن دنون مین آپ کی
والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا ارادہ رکھتا ہی اسوجہ سے وہ بہ تکلف تمام ایک دختر صالحہ جو جمال باکمال
رکھتی تھی آپ کے سلک ازدواج مین لائین اور خواجہ نے بمقتضاے بشریت اس سے ایک محبت بہم
پہونچا کر تین شب درود فوت کیا تھا اُسی وقت اُس عورت کو طلاق دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئے
اور وہان کے عارفون سے ملاقات کرکے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت
مین حاضر ہوکر فیض حاصل کیا اور جب اُس عرصہ مین شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے
بغداد مین آئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھکر نہایت اتحاد اور محبت بہم پہونچائی اور شیخ نے
خواجہ قطب الدین کو خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی خبر سے آگاہی بخشی کہ آنحضرت خراسان سے ہندوستان

کی طرف تشریف لے گئے ہیں اب بلدہ دہلی میں رونق افزا ہیں خواجہ قطب الدین اپنے پیر کی اشتیاق ملازمت سے نہایت بیقرار ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ کو آں حضرت کی مفارقت گوارا ہوئی ہمراہ ہوئے اور دونوں بزرگوار سیر کرتے ہوئے ملتان میں پہونچے شیخ بہاء الدین زکریا کی صحبت میں چند روز بسر کیے اور شیخ فرید الدین گنج شکر کہ ابتدائے حال ان کا تھا اس وقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور آں حضرت کی محبت کا رشتہ اپنی گردن میں ڈالکر شرف ارادت اور بیعت سے سرافراز ہوئے اور خوا اُنہوں میں ترکان بے ایمان دفعۃً خطا اور ختن کی طرف سے تاخت لائے اور ملتان کے قلعہ کو محاصرہ کیا سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم ملتان نے اُن کے مدافعہ پر قیام کیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے دعا اور ہمت اور استعانت کا طلبگار رہا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ایک تیر طلب کر کے ناصر الدین قباچہ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ مغرب کی نماز کے وقت برج حصار پر برآمد ہو کر یہ تیر چلہ کمان میں جوڑ کر کفار کیطرف پھیکنا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنا حسب ناصر الدین قباچہ نے وقت معین وہ تیر چلہ کمان میں رکھکر برج قلعہ پر سے اُس جماعت کی طرف پھینکا اُس کے گرتے ہی خدا کے حکم سے اُسی شب کو وہ قوم شوم اُس نوم سے ایسی مفقود اور معدوم ہوئی کہ کسی نے اُنکا نشان نہ پایا کہ کیا ہوئی اسوقت دونوں بزرگوار عازم سفر ہوئے شیخ جلال الدین تبریزی حرمین کی طرف گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی کی سمت متوجہ ہوئے ہر چند ناصر الدین قباچہ نے عجز و زاری کی کہ خواجہ ملتان میں سکونت پذیر ہوں قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقام عالم غیب سے شیخ بہاء الدین زکریا کے ذمہ کیا گیا ہے اور علاوہ اِس کے بیں اپنے شیخ طریقت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی بلا اجازت کسی مقام میں آرام اور قیام نہیں کر سکتا القصہ خواجہ لاہور کے راستہ سے جب دہلی کے اطراف میں پہونچے پانی کی فراوانی کے سبب کیلوکہری میں وارد ہوئے اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت میں کہ ان دنوں اجمیر میں تشریف رکھتے تھے ارسال کیا کہ میں آپ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں اگر ارشاد فیض رشاد ہوئے اُس جناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوں خواجہ معین الدین محمد چشتی نے جواب لکھا کہ قرب روحانی کو بعد مکانی مانع نہیں ہو آپ بخیر و عافیت وہیں رہیں انشاء اللہ تعالے چند روز کے بعد بارادت الٰہی اُس طرف متوجہ ہو کر ملاقات کرونگا اور کہتے ہیں کہ شمس الدین التمش بادشاہ جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے آنے سے خبردار ہوا لوازم شکر الٰہی بجا لایا اور چاہا کہ اس جناب کو شہر میں لا کر متوطن کروں آنحضرت نے اُس وقت میں پانی کی نایابی کا عذر کیا اور شہر کا رہنا قبول نہ کیا اور شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی نے کہ بزرگان دین سے اور دہلی کے شیخ الاسلام تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اعتقاد کمال بہم پہونچایا اور شیخ محمد عطا معروف بہ حمید الدین ناگوری جنہوں نے بغداد میں خواجہ کو دیکھا تھا وہ بزرگوار بھی اُس جناب سے ارادت صادق پیدا کر کے اکثر اوقات خدمت میں حاضر رہتے تھے اور شمس الدین التمش نے التزام کر لیا تھا کہ ہفتہ میں دو بار شیخ کی زیارت سے فائض ہو کر

فیوض حاصل کرون اوراسی طرح سے دہلی کے اعلےٰ وادنےٰ شیخ کی ملازمت کو بارادت تمام خواہان
ہوئے اورشہر سے کیلو کہری تک راہ ہردم آنے جانے والون سے بھری رہتی تھی اِس واسطے
شمس الدین التمش نے خلق اللہ کی آسائش اورآرام کے واسطے شیخ کو پھر شہر مین آنے کی تکلیف دی
اس مرتبہ جب اصرار اور مبالغہ حد سے گذرا شیخ نے قبول کیا اورشہر کے قریب مسجد عزالدین مین اقامت
فرمائی اوراُس زمانے مین شیخ بدرالدین اُس جناب کی شرف بیعت اورخرقہ پاک سے مشرف ہوئے
اورعمر عزیز آپ کی صحبت مین بسر کرکے کمالات حاصل کیے اورجوکہ اُن دنون مین شیخ جمال الدین
محمد بسطامی جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوئے تھے شمس الدین التمش نے خواجہ کو منصب شیخ
اسلامی کی تکلیف دی اورجب شیخ نے قبول نفرمایا شیخ نجم الدین صغرے کواُس منصب سے خصوصیت
بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے نے خلائق کے رجوع ہونے سے کہ خواجہ کی خدمت مین ہروقت
ہجوم رکھتے تھے زنگ حسد کا اپنے دل صفا منزل مین پیدا کیا اورآنحضرت سے یک گونہ سوٴمزاجی بہم
ہونچائی اوراتفاقات حسنہ سے اُنھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح نے خطۂ اجمیر سے دہلی مین
آنکر خواجہ کی خانقاہ مین نزول فرمایا اورخواجہ نے خوشحال ہوکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اورچاہا
کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سے آگاہی بخشے خواجہ مانع ہوئے اورفرمایا مین فقط
تمھارے دیکھنے کو آیا ہون اوردوتین روز سے زیادہ نہ رہونگا اورجوکہ آنحضرت کو خاص وعام کا
ازدحام خوش نہ آتا تھا اورشہرت سے ہراسان اورگریزان تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے
سکوت اختیار کیا اوراپنے پیر کی رضامندی اورخوشنودی مین کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال
کے شہر کی تمام خلقت ہجوم کرکے شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے جو خواجہ
قطب الدین سے حسد رکھتے تھے ایسے مہمان عزیز کی ملاقات کو نہ آئے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح
چونکہ خراسان مین شیخ نجم الدین صغرے کے ساتھ نسبت اتحاد اورمحبت رکھتے تھے اشتیاق غالب ہوا
اُن کے دیکھنے کو خود تشریف لے گئے اورشیخ نجم الدین اُن روزون مزدورون سے کچھ کام عمارت کا
لیتے تھے شیخ کا استقبال جیساکہ چاہیئے بجا نہ لائے اورخواجہ بھی بمقتضاے بشریت اُن سے آزردہ
ہوئے کہا اے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے تجھے کیا ہوا ہی جو تو نے اپنا مزاج ایسا متغیر کیا ہی ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ شیخ الاسلامی کی چاہ نے تجھے غرور کے چاہ مین ڈالا ہی شیخ نجم الدین یہ کلام سنکر متنبہ ہوکر معذرت
پیش آئے اورکہا کہ مین اُسی طرح سے آپ کا مخلص ہون جیسے پیشتر سر آپ کے قدم مبارک پر گھستا تھا
اب آپ نے اپنے ایک مرید کو اس شہر مین متوطن کیا ہی تمام خلائق اُس سے رجوع ہوتی ہی اورکوئی
شخص ہماری شیخ الاسلامی کو ایک برگ سبز کے عوض نہین خریدتا ہی خواجہ معین الدین محمد چشتی رح نے
جب یہ کلام شکایت انجام سُنا متبسم ہوکر فرمایا اے شیخ خاطر جمع رکھ کہ مین قطب الدین کو اپنے ہمراہ
اجمیر لیے جاتا ہون یہ کہکر اُن کے مکان سے برآمد ہوئے ہرچند شیخ نجم الدین طعام ماحضر کے مصر
ہوئے قبول نہ کیا اورکہتے ہین اُنھین دنون مین شیخ فریدالدین شکرگنج عراق اورخراسان اور

ماوراء النہر اور مکہ اور مدینہ سے مراجعت کر کے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت میں رہتے تھے
ذریعہ خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین محمد چشتی کی دست بوسی سے شرفیاب ہوئے اور خواجہ نے
فرمایا ہے بابا بختیار تم شاہباز عظیم القدر کو قید میں لائے ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ کے سوا آشیان نہ لگا دیگا اور
فرزند وہ شمع ہے جو درویشوں کے خانوادہ کو روشن کریگا اور انھیں دنوں میں خواجہ معین الدین محمد چشتی نے
اجمیر کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اپنے پیر کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے
شہر کی خلقت یہ خبر سنکر اضطراب میں مبتلا ہوئی اور ہر ایک محلہ سے شور ماتم بپا ہوا اہل دین دروادرو
کے ہمقرن ہوئے اور خواجہ کے پیچھے روانہ ہوئے جس مقام میں آپ کے قدم مبارک کا نشان پاتے
تھے وہاں کی خاک تبرکاً تیمناً اٹھا لیتے تھے اور خواجہ معین الدین محمد چشتی نے یہ مشاہدہ کر کے فرمایا
بابا قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری مفارقت سے پریشان اور آزردہ خاطر ہیں اتنے قلوب کی خرابی
اور خستہ حالی مجھے منظور نہیں تم اسی مقام میں بود و باش اختیار کرو کہ اس شہر کو اور تجھے خدا کی حفظ و
حمایت میں چھوڑا اور بعضے راویوں سے یہ منقول ہے کہ شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روانگی
سے جب مطلع ہوا آدمی متواتر خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت میں بھیجکر تمام خواجہ قطب الدین کی
بازگشت کی التماس کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آخر عمر میں
قرآن شریف حفظ کر کے ہر روز دو بار کلام مجید ختم کرتے تھے اور بال دیوی سے ایک میلان رکھتے
تھے اور آخر کو تاہل بھی فرمایا یعنی ایک بی بی کو اپنے عقد میں لائے اُس کے بطن مبارک سے دو فرزند
پیدا ہوئے ایک کا نام شیخ احمد اور دوسرے کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات برس کی عمر میں فوت ہوا اور
اُس کی ماں حرم سرا میں نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری کرتی تھی اور خواجہ قطب الدین نے شیخ بدر الدین
سے پوچھا کہ یہ آواز پر سوز آج ہمارے مکان سے کیسی برآمد ہوئی ہے سبب کیا ہے شیخ نے
عرض کی شیخ محمد نے رحلت کی اُس کی والدہ گریہ و زاری کرتی ہے خواجہ قطب الدین نے نہایت
سے کف افسوس ملکر فرمایا اگر مجھے رحلت فرزند سے خبر ہوتی اس کی تندرستی کے واسطے حضرت
شافی مطلق سے استدعا کرتا لیکن چونکہ یہ امر مقدر ہو چکا تھا مجھے معلوم ہوا یہ کہا اور اُس کی والدہ کو
ماتم اور جزع فزع سے ممانعت کی اور خواجہ کو قطب الدین بختیار کاکی اس سبب سے کہتے ہیں کہ جب
خواجہ نے دہلی میں سکوت اختیار کی کسی سے کچھ نہ لیتے تھے اور گاہے ماہے کوئی شخص از رہ
اخلاص اگر نذر لاتا تھا حضرت اُسے قبول کر کے اُسی وقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کر دیتے تھے مال دنیا سے
کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے مشہور ہے کہ اُن دنوں میں خواجہ کے مکان میں نو آدمی زن اور فرزند اور خادم
سے تھے اور آپ کے ہمسایہ میں ایک بقال مسمی شرف الدین تھا اُسکی زوجہ خواجہ کی بی بی کے
پاس بسبب رابطہ ہمسائگی کبھی کبھی آتی تھی جس وقت حضرت کے گھر میں قسم از قوت سے کوئی چیز موجود
ہوتی تھی اور ایک دو فاقہ کی نوبت پہونچتی تھی خواجہ کی زوجہ بقال کی عورت سے بمقدار نیم تنکہ یا کم زیادہ
قرض لے کر اپنے فرزندوں اور متعلقوں کی قوت میں صرف کرتی تھیں اور خواجہ کو اس معاملے سے

...نہ تھی اور جس وقت غیب سے کچھ پہونچتا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھین ایک دن شرف الدین بقال کی زوجہ نے اثنائے کلام مین خواجہ قطب الدین کی بی بی سے یہ بات کہی کہ میرے سبب سے تمہارا نباہ ہوتا ہی اگر مین نہون تم سب فاقہ کشی سے ہلاک ہو جاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور اپنے دل مین یہ عہد کیا کہ اب مین اس سے ہرگز قرض نہ لونگی ایک دن بی بی نے کسی تقریب سے یہ امر خواجہ کی سمع مبارک مین پہونچایا اور خواجہ یہ سُنکر نہایت متاثر ہوئے کچھ دیر مراقبہ مین جاکر بی بی سے ارشاد کیا کہ خبردار آئندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت حجرہ کے طاق سے بسم اللہ کہکر گردے کاک کے یعنی چپاتی جس قدر درکار ہو لے کر اپنے فرزندون اور جسے مطلوب ہو اُن کے صرف مین لایا کرو اُس دن سے خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اس طاق سے گرما گرم مانڈے برآوردہ کرکے لوگون کو تقسیم کرتی تھین ظاہرا خواجہ خضر علیہ السلام وہ مائدہ پہونچاتے تھے اب بھی اُسی طرح آن حضرت کے مقبرہ مین روٹیان پکاکر مسافرون اور مجاورون کو دیتے ہین اور ہندی نان تنک کو کاک کہتے ہین اور شیخ نظام الدین اولیا اپنے پیر شیخ فریدالدین شکرگنج سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ قطب الدین بختیار نے شروع حال مین قصبۂ اوش سے مسافرت اختیار کی اور ایک شہر مین پہونچکر چند روز وہان مقیم ہوئے اور اُس شہر کے باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کو یہ خبر پہونچی تھی کہ جس وقت کوئی شخص گوشۂ خالی مین دوگانہ ادا کرے اور آخر شب مین فلان دعا پڑھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے البتہ اُسے ملاقات نصیب ہو اس لیے خواجہ آخر شب کو اُس مسجد مین گئے اور دوگانہ بجالاکر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا مایوس ہوکر مسجد سے برآمد ہوئے جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے ایک پیر نورانی چہرہ سے دوچار ہوئے اُس پیر روشن ضمیر نے فرمایا یہان کیا کرتے ہو خواجہ نے حقیقت حال مشروحاً بیان کی پیر نے فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہی خواجہ قطب الدین نے فرمایا نہین پیر نے فرمایا کہ کچھ دنیا ضروری ہے کہا نہین کہا پھر تو خواجہ خضر کو کس واسطے طلب کرتا ہی وہ بھی مانند تیرے سرگردان ہی لیکن اس شہر مین ایک مرد ہی وہ حق سبحانہ تعالیٰ سے ایسا مشغول ہی کہ سات مرتبہ خضر اُس کی زیارت کو گئے بار نہ پایا خلاصہ یہ کہ وہ دونون بزرگوار اس گفتگو مین تھے کہ ایک پیر اور گوشۂ مسجد سے برآمد ہوئے اور پیر اول نے ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑکر اُس پیر کی طرف توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہی اور نہ اس پر کچھ قرض ہی مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہی خواجہ قطب الدین یہ سنکر نہایت محظوظ ہوئے اور سمجھے کہ پیر اول رجال الغیب مین سے اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہین پھر وہ دونون بزرگوار نظر سے غائب ہوئے اور نیز حضرت نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل مین مدت مدید سے یہ آرزو تھی کہ شہر دہلی کے اطراف مین ایک حوض یعنی تالاب بناؤن تو خلائق پانی کی عسرت سے نجات پاوے اتفاقاً ایک شب کو شمس الدین التمش خواب مین دیکھتا ہی کہ خواجۂ کائنات اور خلاصہ موجودات علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ ... گھوڑے پر سوار ہین اور فرماتے ہین اے شمس الدین اگر تو تالاب بنانے کی نیت

رکھتا ہے تو اس مقام میں جہاں میں ایستادہ ہوں تالاب تیار کر شمس الدین التمش اس بشارت نفیس
اشارت سے نہایت خوش ہوا عقب خواب سے بیدار ہوا اُس مقام کو کہ حضرت رسالت پناہ نے ارشاد
فرمایا تھا خوب ذہن نشین کر کے آدمی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ مین
نے ایک خواب دیکھا ہے اگر ارشاد ہو تو خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرون اور چونکہ یہ امر خواجہ پر مکشوف
ہوا تھا جواب دیا میں اُس مقام میں کہ حضرت رسالت پناہ نے تالاب کی تیاری کے بارہ مین ہدایت
فرمائی ہے جاتا ہون آپ بہت جلد تشریف لائین جب بادشاہ شمس الدین نے خواجہ کا جواب سنا گھوڑے
پر سوار ہو کر خواجہ کے مکان کی طرف بسبیل استعجال روانہ ہوا اور خادمون نے شمس الدین التمش سے عرض
کی کہ شیخ وہان مقام مین تشریف لے گئے ہین شمس الدین بسرعت تمام روانہ ہوا اور خواجہ کو اس مقام مین
مشغول نماز دیکھا اور بعد فراغ نماز شمس الدین التمش خواجہ کی دست بوسی سے مشرف ہوا اور یہ بھی
منقول ہے کہ جس مقام مین شمس الدین التمش نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
سوار دیکھا تھا حضرت کے گھوڑے کے سُم کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لحظہ کے اُس نشان سے
پانی نمود ہوا چنانچہ اُسی مقام مین تالاب تیار کر کے حضرت کے گھوڑے کے نشان سُم پر صفہ اور ایک گنبد
تعمیر کیا اور تھوڑے دنون میں اُس حوض سے ایک چشمہ نمودار ہو چکا اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور اکثر
باغات اُس چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں اور امیر خسرو دہلوی نے اس حوض اور چشمہ کی تعریف
مثنوی قران السعدین مین تحریر فرمائی ہے اور اکثر مشائخ دہلی کے حتی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
حوض کے کنارے ذکر حق مین مشغول ہوئے اور کہتے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک
روز اُس مسجد مین جو لنگر شمس الدین التمش کے پہلو میں تالاب مذکور کے متصل واقع ہے بیٹھے تھے
اور شیخ حمید الدین ناگوری اور خواجہ محمود موئینہ دوز اور شیخ بدر الدین غزنوی اور تاج الدین منور بھی
حاضر تھے اس اثنا مین حوض کے کنارے ایک شتر سوار کمبل پوش چہرہ سے لپٹے پیدا ہوا اور اونٹ
سے اُتر کر کپڑے اُتار کر حوض مین داخل ہوا اور بعد غسل تالاب سے برآمد ہو کر دو رکعت نماز ادا
کی پھر مسجد کی طرف متوجہ ہو کر لوگون کو آواز دی کہ تم کون ہو تاج الدین منور نے جواب دیا کہ ہم درویش
ہین اُس نے پھر آواز دی کہ اے تاج الدین منور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام پہونچا دو کہنا
کہ ابو سعید دمشقی جو یار مسجدی میں مخصوص ہے خواجہ قدس سرہٗ نام ابو سعید دمشقی کا سنتے ہی مع درویشان
ہمراہی اُن کی ملاقات کو روانہ ہوئے جب اُس مقام مین پہونچے کچھ اثر اور نشان نہ دیکھا معلوم
ہوا کہ رجال الغیب سے تھا منقول ہے کہ ایک شاعر ناصری تخلص ماوراءالنہر سے دہلی مین آن کر خواجہ
قطب الدین کے مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر یہ عرض کی کہ مین نے ایک
قصیدہ شمس الدین التمش کی مدح مین کہا ہے امیدوار دعا ہون کہ اس کا صلہ خوب پاؤن خواجہ نے سورۂ
فاتحہ پڑھکر فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ انعام پاوے گا ناصری نے شمس الدین التمش کے دربار مین جا کر وہ قصیدہ
پڑھنا شروع کیا کہ جس کا مطلع یہ ہے

بیت

| اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ | تیغ تو مال و نیل ز کفار خواستہ |

شمس الدین التمش اُس وقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری نے مضطرب ہوکر خواجہ کو شفیع لاکر ہمت چاہی فوراً بادشاہ ناصری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پڑھو بیت

| ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ | تیغ تو مال و نیل ز کفار خواستہ |

ناصری نے جب دیکھا کہ باوجود مشغولی کے شاہ نے ایکبار مطلع مُنکر یاد رکھا پھر تو خوش ہوکر تمام قصیدہ پڑھا شمس الدین التمش نے فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھو جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ مین کتنے شعر ہین عرض کی ترپن شمس الدین التمش نے حکم کیا کہ ترپن ہزار تنگہ نقرہ ناصری کو دیوین اور ناصری وہ زر خطیر لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ صلہ حضرت کے انفاس کی برکت سے دستیاب ہوا ہے امیدوار ہون کہ یہ سب روپیہ حاضر ہے اگر سب نہین قبول ہوتا تو اس مین سے نصف نذر اکو تقسیم فرمادین خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا سب تجھے ارزانی ہوا اور منقول ہے کہ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کی خانقاہ مین تشریف لے گئے اُس وقت محفل سماع برپا تھی اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت

| کشتگان خنجر تسلیم را | ہر زمان از غیب جانی دیگر است |

خواجہ کے مزاج مین ایسا تغیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہوگئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو مکان مین لائے اور اُن قوالون کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کرکے اس بیت کی تکرار کا حکم کیا اور خواجہ وجد فرماکر پھر حال مین مستغرق ہوگئے اور تین شبانہ روز یہ حالت رہی اور انجناب کا تمام اندام اور رند بند نادرست ہوا چنانچہ شب دوشنبہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ بدر الدین غزنوی کی آغوش مین رکھے اتنے مین آپ کی حالت دگرگون ہوئی اُس وقت شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کیا کہ حال مخدوم کا دگرگون ہے خلافت کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے شیخ قطب الدین باوجود اسکے کہ اولاد اکبر موجود تھی اور اس کے سوا اور مشائخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین محمد چشتی سے پہونچا ہے مع مصلے خاص اور عصا اور نعلین چوبین شیخ فرید الدین گنج شکر کو کہ خلافت مائم اُن کے متعلق رکھتی ہے پہونچا دو یہ فرمایا اور عالم فنا سے رحلت کی منقول ہے کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اُس وقت قصبہ ہانسی مین متوطن تھے اور جس شب کو خواجہ رحلت کرین گے اُسی دم اُن پر کشف ہوا علی الصباح دہلی کی سمت روانہ ہوئے اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی اطلاع کے واسطے روانہ کیا تھا وہ ضعف راہ تعب سے مین حضرت فرید الدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب حوالہ کیا شیخ فرید الدین گنج شکر اُس کا مضمون پڑھکر مطلع ہوئے وہان سے لسبیل استعجال روانہ ہوئے اور تیسرے دن خواجہ کے مزار پر حاضر ہوکر لوازم زیارت بجا لائے اُس وقت شیخ بدر الدین

ناگوری اور شیخ بدرالدین غزنوی نے خرقہ اور مصلا اور عصا اور نعلین چوبین حسب وصیت حضرت کے اُنھین سپرد کیں اور شیخ فریدالدین گنج شکر اُسی مصلا کو بچھا کر دوگانہ بجا لائے اور خواجہ قطب الدین کے مکان پر جا کر سب کو سرفراز فرمایا اور ایک ہفتہ وہان رہکر خواجہ کے متعلقون کو کھاتے رہے اور حضرت نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عید کے روز نماز دوگانہ ادا کر کے ایک مقام مین جہان اُن کی قبر ہے وارد ہوئے اور اُس زمین کو مصفا اور قبر سے خالی دیکھکر ایک لحظہ اُس مقام مین ایستادہ ہوکر متامل ہوئے اور درویش جو حضرت کے ہمراہ تھے اُنھون نے خواجہ سے یہ عرض کی کہ آج روز عید ہے اور ایک خلقت آپ کی ملازمت کی انتظار رکھتی ہے سبب توقف کا کیا ہے خواجہ نے ارشاد کیا کہ مجھ اس زمین سے بوے محبت آتی ہے ایک ساعت تم میرے ساتھ یہان ٹھہرو یہ فرما کر خواجہ نے اس زمین کے مالک کو طلب کیا اور مال حلال سے وہ زمین خرید کر کے اپنے دفن کے واسطے معین کی اور بعد وفات حسب وصیت لوگون نے آپ کو اُسی قطعہ زمین دفن کیا

ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کا۔

ابیات

گل گلزار انوار معانی | دُر دریائے گنج لامکانی | نئے وحدت ز جام عشق خوردہ
قدم در عالم لاہوت زدہ | ملک فقر شاہنشاہ مقصود | فریدالدین ملت شیخ مسعود

حضرت کے جد امجد مشہور فرخ شاہ ملک کابل کے حاکم تھے اور آپ کے پدر والا گہر شیخ کمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین غوری کی عہد سلطنت مین کابل سے ملتان مین آئے اور بادشاہ نے قصبہ کھوتوال جو ملتان کے قریب ہے آپ کو مرحمت کیا اور کمال الدین سلیمان نے وہان متوطن ہوکر وجیہ الدین محمدی کی بیٹی جو زیور عفت اور حلیۂ عصمت سے آراستہ تھی اپنے عقد ازدواج مین لائے اور اُس عفیفہ کے بطن مبارک سے تین فرزند متولد ہوئے بڑے بیٹے کا نام فریدالدین محمود اور منجھلے کا اسم فریدالدین مسعود اور چھوٹے کا نجیب الدین المشہور بہ متوکل تھا اور شیخ فرید مشہور ۵۸۴ھ پانسو چوراسی ہجری مین قصبہ کھوتوال مین پیدا ہوئے تھے کہتے ہیں ایک شب کو شیخ کی والدہ ماجدہ نماز تہجد مین مشغول تھیں ایک چور آپ کے مکان مین آیا جب اُس عفیفہ کی نگاہ اُس پر پڑی وہ چور اندھا ہو گیا چاہا کہ نکل جائے لیکن راہ نہ سوجھی آواز دی کہ مین اس مکان مین چوری کو آیا تھا یہان کون شخص ہے کہ جس کے نور باطن سے اندھا ہوا اب مین عہد کرتا ہون کہ اگر آنکھین میری روشن ہو جاوین تو عمر بھر چوری نہ کرونگا اور کفر سے اسلام مین داخل ہونگا شیخ کی والدہ نے جب یہ سنا اُس کے بینائی کے واسطے دعا مجیب الدعوات مین دُعا کی چنانچہ تیر دُعا کا قبولیت کے نشانہ سے مقرون ہوا یعنی وہ چور بینا ہوا اور بیا راستہ لیا اِس حال سے سوائے اُس رابعہ وقت کے کسی کو خبر نہ تھی چور نے صبح کو شب کا ماجرا اپنے اہل وعیال سے بیان کیا اور ایک ہانڈی دہی کی سر پر رکھ کر اُن بی بی صاحبہ کی خدمت مین جا کر احوال شب کا بیان کیا

اور عرض کی کہ مین حسب وعدہ حاضر ہوا ہون کہ شرف اسلام سے مشرف ہون یہ کہکر کلمہ شہادت زبان
پر جاری کرکے دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا اور نام اُس کا عبداللہ ہوا اور مدت عمر خدمت مین
مصروف رہا چنانچہ ابتک قبر اُس کی اُسی قصبہ مین ہی اور لوگ اُس کی زیارت سے تبرک پاتے ہین اور
شیخ فرید الدین مسعود کے والد اور اُن کے بڑے بھائی اعزالدین کا مزار بھی اُس قصبہ مین موجود
ہی اور نقل ہی کہ شیخ اٹھارہ برس کے سن مین قبۃ الاسلام ملتان مین مولانا منہاج الدین ترمذی کی خدمت مین
کتاب نافع جو فقہ مین ہی پڑھتے تھے اور کلام اللہ حفظ کرکے رات دن مین ایک بار ختم کرتے تھے اور
اُسی مسجد مین رہتے تھے اُن دنون مین ایک بار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُس مسجد مین آن کر
دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی جو ہین نظر آنحضرت کے چہرۂ نورانی پر پڑی
دل سے حضرت کے عاشق ہوئے اور سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا خواجہ نے پوچھا کہ تمھاری بغل مین
کون کتاب ہی عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے یہ تمھین نافع
ہوگی اور شیخ دست ارادت خواجہ کے دامن مین مستحکم کرکے ملتان مین رہے اکثر اوقات آنجناب کی
صحبت مین فیضیاب ہوتے تھے اور جب خواجہ دہلی کی طرف متوجہ ہوئے یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے
خواجہ نے فرمایا بابا فرید اس ترک تجرید مین بھی چند روز علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول رہ اور بعد اس کے
دہلی کی طرف آن کر میری صحبت مین قیام کر بزرگان نے کہا ہی کہ زاہد بے علم مسخر شیطان ہوجاتا ہی۔
بابا فرید وفور محبت سے مین منزل ہمراہ گئے بعد اس کے رخصت ہوئے اور اپنے پیر کے حکم کے موافق
قندھار مین جاکر پانچ برس علوم تحصیل کیے من بعد شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ سیف الدین
خضری اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہار الدین زکریا اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ فرید الدین محمد عطار
نیشاپوری کی شرف ملازمت مین مشرف ہوکر ہر ایک سے ایک فیض حاصل کیا اور شیخ خضری نے اُن
سے فرمایا کہ اے فرزند جب تو اس راہ مین سب سے بیگانہ ہوگا تب خدا سے یگانہ ہوگا **بیت**

تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی	بام و در این خانہ پر از یار نیابی

اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہار الدین زکریا ان سے یہ ارشاد کرتے تھے کہ ای فرزند پردہ پوشی
درویشی ہی نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی اس شخص کو حق ہی جو برادر مسلمان کا عیب چھپائے اور خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی نے اُن سے فرمایا کہ ای بھائی جب تک اس راہ مین دل سے نہ چلیگا قدم سیدھا
نہ پڑے گا اور بے چشم نہوگا تب تک مقام قرب مین نہ پہونچے گا اور یہ رباعی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
کے نتائج انفاس متبرکہ سے ہے **رباعی**

گیرم کہ بشب نماز بسیار کنی	در روز دواے شخص بیمار کنی
تا دل نکنی زغصہ و کینہ تہی	صد خرمن گل بر سر یکخار کنی

کہتے ہین کہ شیخ فرید جب سفر سے مراجعت کرکے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی مین آئے
خواجہ اُن کے آنے سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب اُن کے

واسطے ایک حجرہ معین فرمایا اور اُن کی تربیت اور تہذیب مین مشغول ہوئے اور بابا فرید قدس سرہ طالب
دوسرے مریدون مثل بدرالدین غزنوی و شیخ احمد نہروالی کے دو ہفتہ بعد حضرت قطب صاحب کی
زیارت کو حاضر ہوئے اور وہ لوگ اکثر اوقات خواجہ کی خدمت میں رہتے تھے اور جب شیخ کا
شہرہ حد سے زیادہ ہوا اور خلقت ہجوم لاکر آنحضرت کی اوقات کے مزاحم حال ہوئی آپ خواجہ سے
رخصت ہوکر قصبہ ہانسی میں گئے اور اُس مقام میں سکونت کرکے خواجہ کے بعد انتقال دہلی مین
آئے اور خواجہ کی خرقہ اور عصا اور مصلا سے اختصاص پاکر خواجہ کی خانقاہ مین استقامت فرمائی
لیکن بعد ایک ہفتہ کے جمعہ کے روز بہ نیت نماز خانقاہ سے برآمد ہوتے تھے کہ ایک مجذوب
سرہنگا نام جو ہانسی مین اکثر شیخ کی صحبت میں مشرف ہوتا تھا دہلیز خانہ میں ایستادہ تھا دوڑکر اُس نے
حضرت کے پاؤن کا بوسہ لیا اور گریان اور نالان ہوکر عرض کی کہ مین آپ کی مفارقت مین بے طاقت
ہوکر ہانسی سے آیا ہون اور اُس ملک کے باشندے آپ کا اشتیاق ملازمت حد سے زیادہ رکھتے
ہین شیخ نے جب یہ کلام سنا اور خلائق کے ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ یہ نعمت مجھے خواجہ
سے پہونچی ہے یہان رہا تو کیا وہان رہا تو کیا یہ فرمایا اور خواجہ کے صاحبزادون سے مرخص ہوکر ہانسی کی
سمت روانہ ہوئے جب وہان بھی خلق کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی کو خرقہ ترک دیکر
اُس مقام مین چھوڑا اور خود بدولت نے یہ ارادہ کرکے کہ مین اب کی مرتبہ ایسی جگہ جاؤن کہ کوئی
مجھے نہ پہچانے مسافرت اختیار کی اور جب قصبۂ اجودھن مین کہ فی الحال پٹن شیخ فرید مشہور ہے
اور دریا پور کے قریب واقع ہے پہونچے دیکھا کہ وہان کے آدمی بیشتر کج خلق اور بدمزاج ہین اور زاہد
اور عالم سے کچھ غرض نہین رکھتے ہین اس واسطے وہان اقامت کرکے مشغول بحق ہوئے اور شیخ
نصیرالدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ شیخ اُس قصبہ مین ایک بی بی صالحہ کو اپنے عقد نکاح مین
لائے اور جب آفریدگار عالم نے فرزند کرامت فرمائے مسجد جامع کے قریب ایک حویلی اپنے اہل و
عیال کے رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اُس مسجد مین بعبادت حق بسر لیجاتے تھے لیکن جب
آوازہ آپکی مشیخت کا اطراف واکناف مین منتشر ہوا گوشہ گیری نے فائدہ نہ بخشا طالبان حق رجوع ہوئے اور
شیخ بناچاری وبمجبوری خاص وعام سے بلطف تمام پیش آتے تھے اور اُن سے فرماتے تھے جو تم مجھ پر توجہ فرماتے
ہو تو ایک کام کرو جمعہ بعد آیا کرو تو بطور علیکم و علیہ حاصل کرو اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے دفعتہ حسد سے
دروازہ خصومت کا کھولا اور سپاہی اور زمیندار وہان کے قاضی کے اغوا سے شیخ کے فرزندون کو مزاحمت
ہو جاتے تھے اور شیخ ہرگز ملتفت نہ ہوتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہے اور آخر کیا کرتی ہے یہانتک کہ قاضی نے سلطان
کے اعیان اور صدور کو لکھا کہ جو شخص اہل علم سے ہو اور وہ مسجد مین قیام کرکے راگ سے اور رقص کرے
اُسکے بارہ مین شرع کا کیا حکم ہے اُنھون نے درجواب لکھا کہ تم پہلے اُس شخص کا نام لکھو کہ وہ کون ہے تو ہم فتوی لکھیں قاضی
نے نام شیخ فریدالدین گنج شکر کا ملتی کیا ملتان کے عالمون نے جب شیخ کا اسم شریف سنا قاضی سے نہایت
رنجیدہ ہوئے اور لکھا تو نے ایسے درویش کا نام لکھا ہے کہ مجتہدین کو مجال نہین کہ اُس کے قول پر اعتراض

کرین لیکن قاضی با وجود اِس حال کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا باتفاق جاگیرداروں
کے انجاب کے فرزندون کو ایذا پہونچاتا تھا اور فرزند جب حضرت سے شاکی ہوتے تھے شیخ اُن
سے فرماتے تھے جو ظلم چاہین کرین خود ہی ان سے انتقام لیا جائیگا لکھا ہی کہ چند روز گذرے تھے کہ
دشمن متفرق اور پریشان ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندون کی اطاعت اور محبت اختیار کی
اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے بعد قریب
دو ساعت سرِ خاک نیاز پر رکھکر ساتھ حق کے مشغول ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم مین مرید پوستین
حضرت پر ڈالتے تھے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ایک دن میرے سوا مریدون مین کوئی نہ تھا
کہ ایک قلندر رحرم پوش حلقہ بگوش آیا اور بآواز بلند ہر طرح کے رطب دیابس کہنے شروع کیے شیخ
نے حالت سجود مین فرمایا کہ یہان کوئی موجود ہی مین نے عرض کی آپ کا غلام نظام الدین حاضر ہی
پھر فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہی مین نے عرض کی ہان پھر فرمایا زنجیر کمر پر رکھتا ہی
مین نے کہا ہان پھر ارشاد کیا حلقہ سفید کان مین رکھتا ہی مین نے عرض کی پہنے ہی الحاصل جب
مین اُس پر نظر کرتا تھا اُس کا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے پھر حالت سجدہ مین فرمایا کہ اے
نظام الدین وہ ایک چھری برہنہ کمر مین رکھتا ہی اُس سے کہو کہ فضیحت نہو یہان سے دفع ہو قلندر یہ سنتے ہی
بھاگ گیا اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے زر خطیر اُس قلندر کو دے کر شیخ کی شہادت پر راضی کیا تھا
کہ عین سجدہ مین آنجناب کو شہید کرے اور شیخ نظام الدین رح سے منقول ہی کہ ایک روز شیخ فرید سجادہ پر
بیٹھے تھے اور اسی طور سے ایک قلندر نے آن کر بآواز درشت کہا کیا تونے خود آرائی کی ہی اور خلق کو اپنی
پرستش کو چھوڑا ہی شیخ نے جواب دیا مین نے نہین کی خداے تبارک و تعالے نے کی ہی کس واسطے کہ کوئی
شخص سواے خداے تعالے کے اپنے تئین ایسا نہین بنا سکتا قلندر شیخ کے حسن خلق پر ثنا خوان
ہوکر معتقد ہوا اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہین کہ ایک
درویش گدڑی پہنے ہوئے شیخ کے پاس آیا شیخ نے اُسے کچھ دے کر رخصت کیا اُس نے ایستادہ
ہوکر کنگھی جو شیخ نے کنگھی دان سے برآوردہ کر کے مصلے پر رکھی تھی طلب کی اور شیخ نے اُس کنگھی کو جو
مدت سے استعمال مین لائے تھے اُسے حقیر جان کر اُس کو جواب دیا اور درویش بے شرم نے
بآواز بلند کہا ای شیخ اگر تو یہ کنگھی مجھے دے تو تجھے برکت تمام حاصل ہو شیخ نے فرمایا جا اس سے
زیادہ میرا مزاحم حال نہو تجھے اور تیری برکت کو مین نے آب روان مین ڈالا القصہ کوتاہ فقیر عازم
سفر ہوا جب اُس چشمہ پر جو قصبہ اجودھن کے باہر جاری ہی پہونچا اور کپڑے اتار کر غسل کے واسطے
دریا مین در آیا ایسا بحر فنا مین ڈوب کر غوطہ لگایا کہ پھر کسی نے اُس کا نشان نپایا کہ کیا ہوا اور راویون
نے روایت کی ہی کہ قصبہ اجودھن کے حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندون پر سختی حد
سے زیادہ ترکی ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادے نے آزردہ ہوکر باپ سے عرض کی کہ آپ کی برکت
سے ہمین یہ فائدہ پہونچا ہی کہ حاکم کی طرف سے رات دن غم و الم مین رہتے ہین شیخ یہ کلام سنکر آزردہ ہوئے

اور عصا جو ہاتھ میں رکھتے تھے اٹھا کر زمین پر مارا اُسی دم حاکم درد شکم مین گرفتار ہوا اور کہا مجھے شیخ کے
مکان پر لے چلو ابھی حضرت کے مکان پر نہ پہونچا تھا کہ طائر روح اس کا اثناے راہ میں قفس تن سے
پھڑک کر نکل گیا اور نقل ہے کہ اودھ مین ایک عامل مور رہتا تھا وہان کا حاکم اُس پر جور و تعدی کرتا تھا
وہ شیخ کے پاس پناہ لایا اور التماس دعا کی شیخ نے پہلے اپنا خادم حاکم کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ
اِس درویش کی منت کے سبب ہاتھ اس عامل بے ریش کے ظلم سے کوتاہ کر دو حاکم نے شیخ کے
فرمانے پر کچھ التفات نہ کی بلکہ جور و جفا زیادہ تر کرنے لگا مور نے پھر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر
حقیقت حال بیان کی شیخ نے ارشاد کیا کہ مین نے تیری سفارش حاکم سے کی تھی لیکن اُس
نے قبول نہ کی اِس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی مظلوم نے قبل اِس کے تیرے پاس بھی
دادخواہی کی تھی اور تو نے نہ سنی مور اٹھا اور عرض کی کہ مین صدق دل سے توبہ کرتا ہوں کہ بعد
کسی کو نہ ستاؤں گا اگرچہ دشمن بھی ہو منقول ہے کہ اُسی وقت حاکم نے اُسے طلب کر کے خلعت اور گھوڑا
مرحمت فرمایا اور اُس کی تقصیر معاف کی اور خود شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس نے ازلی سے التماس
کی اور مصنف فرماتے ہین کہ مین نے کتاب سیر المشائخ مین دیکھا ہے کہ ایک جوان وجیہ شہر دہلی سے شیخ کی زیارت
کے واسطے قصبۂ اودھ کی طرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین ایک مطربہ لیلے تمثال اُسے دیکھکر عاشق ہوئی
اور وصل کی تدبیرین کرنے لگی اور جب اُس جوان نے اُس کی طرف کچھ التفات نہ کی ہمراہی اختیار کر کے ہر لحظہ اور
ہر ساعت سرگرم ناز و کرشمہ ہوتی تھی خلاصہ یہ کہ ایک روز کسی تقریب سے دونون ایک محل پر سوار ہوئے
مطربہ نے اس قدر غمزہ اور عشوہ جوان سے کیے کہ جوان کو بھی کچھ خواہش اُس کی طرف ہوئی اور چاہا کہ ہاتھ دراز
کرے اُس حال مین ایک مرد آیا اور طمانچہ اُس کے منھ پر مارا اور یہ بات کہی کہ شیخ کی خدمت مین بقصد توبہ
جاتا ہے اور دل فسق و فجور مین باندھتا ہے یہ کہکر غائب ہوا اور جوان متنبہ ہوکر مطربہ کے وصل
سے باز رہا اور جب شیخ کی خدمت مین پہونچا شیخ نے فرمایا اے جوان تو نے مطربہ کی طرف میل کیا تھا
حق سبحانہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے نگاہ رکھا جوان نے یہ کلام سنکر شیخ کے قدم پر سر رکھا اور
باعتقاد تمام مرید ہوا اور نقل ہے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے ایک مرید تھے انھین ملقب محمد شہ
غوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھے ایک وقت وہ نہایت متحیر شیخ کی خدمت مین حاضر
ہوئے شیخ نے پوچھا کہ اے محمد شہ تجھے کیا پیش آیا ہے جو تو اسقدر پریشان خاطر ہے اُس نے عرض کی کہ میرا
بھائی شدت مرض سے قریب ہلاکت ہے معلوم نہین ہوتا کہ مین اُسے جاکر زندہ دیکھون شیخ نے فرمایا
مین تمام عمر درگاہ الہی مین اسی طرح محزون رہتا ہوں جیسا تو اِس وقت محزون و مغموم ہے لیکن کسی سے
اظہار نہین کرتا اپنے گھر جا انشاءاللہ تعالے تیرے بھائی نے شفاے کامل پائی ہے محمد شہ غوری جب
مکان مین آیا اپنے بھائی کو دیکھا کہ صحیح و سالم بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہے اور کسی طرح کی زحمت اور علالت نہین رکھتا
اور شیخ نصیرالدین محمود بھی اپنے پیر اطہر سے نقل کرتے ہین کہ ایک وقت شیخ فریدالدین مسعود
گنج شکر کو ایک مرض سخت لاحق ہوا یہان تک کہ آپ نے خورد و آب و طعام کی طرف مطلق رغبت

نہ کی آپ کے صاحبزادون اور دوستون نے اطباے حاذق کو طلب کرکے نبض و قارورہ دکھایا اُنھون
نے جواب دیا کہ یہ مرض ہماری تشخیص مین نہین آتا کہ شیخ کس زحمت مین مبتلا ہین یہ کہکر وہ رخصت ہوئے
دوسرے دن مرض نے اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ اس وقت شیخ نے مجھے
اور اپنے فرزند شیخ بدرالدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولیِ حق کے واسطے اشارہ کیا اور جب رات
ہوئی ہم حکم کے موافق ساتھ حق کے مشغول ہوئے اُس رات کو شیخ بدرالدین سلیمان نے خواب مین
دیکھا کہ ایک پیر مرد فرماتے ہین کہ تیرے باپ پر سحر کیا ہے شیخ بدرالدین سلیمان نے پوچھا کس نے
سحر کیا ہے پیر نے فرمایا شہاب الدین ساحر کے فرزند نے چونکہ شہاب الدین نامے ساحر ایک
شخص قصبہ اجودھن مین نہایت مشہور تھا شیخ بدرالدین سلیمان نے اُنسے پھر یہ سوال کیا کہ یہ سحر کیونکر دفع ہوگا پیر نے کہا
کہ ایک شخص شہاب الدین ساحر کی قبر پر بیٹھکر یہ کلمات پڑھے اور وہ کلمات کہ پیر نے خواب مین تلقین
کیے تھے شیخ بدرالدین سلیمان کو یاد رہے یہ ہین ایہا المقبور المبتلا اعلم ان ابناک قد سحر فلانا فقل لیکف باسہ والا
یلحق بہ مالحق بنا اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے قبر مین گئے ہوئے مصیبت مین مبتلا جان کہ تیرے بیٹے نے فلان شخص پر سحر کیا ہے پس
اُس سے کہدے کہ باز رکھے اپنے شر کو ورنہ اُسے پہونچیگا جو کچھ ساتھ ہمارے پہونچتا ہے اور فجر کو شیخ بدرالدین سلیمان نے
اپنے مریدون کے باتفاق باپ کی خدمت مین جاکر رات کا واقعہ جو خواب مین نظر آیا تھا عرض کیا شیخ نے میری طرف متوجہ
ہوکر فرمایا کہ اس کلمات کو یاد کرکے شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرو اور پیر کی حسب فرمائش عمل مین لاؤ
مین شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرکے وہان گیا اور اس کی قبر پر بیٹھکر کلمات مذکورہ پڑھے اور سرجو
اس کی قبر پختہ تھی اور ایک مقام پر اُس کے کچھ مٹی افتادہ تھی مین نے ملہم غیبی کے اشارہ سے اُسے
کھودا ناگاہ اس مین سے ایک پتلا آٹے کا برآمد ہوا اور اُس پتلے کے جسم مین جابجا سوئیان چبھی ہوئی
تھین اور گھوڑے کی دُم کے بال اُس صورت پر محکم باندھے تھے مین اسی طریق سے اُس پتلے کو شیخ
کے روبرو لایا اور اُس جناب کے حکم سے وہ سوئیان نکالنے اور بال کھولنے مین مشغول ہوا جون
جون سوئیان اُس پتلے کے جسم سے برآمد ہوتی تھین اور بال کھلتے تھے شیخ کو ایک راحت اور
صحت معلوم ہوتی تھی جب سوئیان برآمد ہوچکین اُس وقت اُس پتلے کو شیخ کے اشارہ کے بموجب
توڑکر آب روان مین پھینک دیا اور اس کے بعد یہ خبر اجودھن کے حاکم کو پہونچی شہاب الدین ساحر کے
فرزند کو گرفتار کرکے شیخ کی خدمت مین روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر حکم ہو آپ کے
قصاص مین اُس کی گردن ماردون شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت کرامت
فرمائی مین نے اُس کے شکریہ مین اس کا گناہ معاف کیا اور تم بھی اُس کی خطا بخشو نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا
سے کہ ایک روز مین شیخ کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے سیر کنان اجودھن مین
پہونچے وہ سب فقیر کج خلق اور منھ پھٹ تھے شیخ کے پاس آن کر یون گویا ہوئے کہ ہم تمام جہان مین
پھرے کوئی درویش ایسا کہ جس کی ہمین تلاش ہے نہین ملا مدعی خودغرض دنیا دار بہت ہین شیخ نے فرمایا
کہ تم ایک ساعت توقف کرو مین تمھین ایک درویش دکھاؤن انھون نے قبول نکیا اور اٹھ کھڑے ہوئے

شیخ نے فرمایا اگر جاتے ہو تو ہر دار فلاں راستہ سے جانا انھوں نے شیخ کے فرمانے پر التفات
نہ کی اور جان بوجھکر اُسی راہ ممنوع کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھکر شیخ نے آبدیدہ ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ پانچوں آدمیوں کو بادسموم یعنی لون نے مارا چار تو وہیں مر گئے اور ایک
شخص اُن میں سے ایک کوئیں پر پہونچا اور اس قدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اور کتاب خیر المجالس
میں نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایک طالب العلم مسمی نصیر الدین شیخ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور وہ رعونت سے خالی نہ تھے ایک دن ایک جوگی جماعت خانہ میں پہونچا نصیر الدین
نے اُس سے پوچھا کہ سر کے بال کس چیز سے دراز ہوتے ہیں اور جو مشایخ اُس زمانہ کے سر
کے بال نہایت مکروہ جانتے تھے ہمیشہ منڈواتے تھے اور موئے دراز کے بارہ میں حدیث
تحت کل شعرۃ جنابۃ نقل کرتے تھے اس وجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات گران
گذری اور انھیں دنوں میں خواجہ وجیہ الدین خواجہ معین الدین سجزی قدس سرہ کے نواسہ شیخ کے پاس
اجودھن میں آئے اور بیعت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے بال ترشوانے کی التماس کی
شیخ فرید نے فرمایا کہ میں آپ کے خانوادہ عظیم الشان کے مائدہ نفیس سے ایک ریزہ روٹی کا
بھیک مانگ لایا ہوں منافی ادب ہے کہ میں آپ کو دست بیعت دے کر مرید کروں خواجہ وجیہ الدین
نے عرض کیا کہ آپ کا مثل اس زمانے میں کہاں ہے کہ اس کی خدمت میں جا کر سعادت دارین حاصل
کروں اور میں اس بارہ میں مجد ہوں آپ کا دامن نہ چھوڑوں گا شیخ نے حسب الحکم نہایت مصر دیکھا
اُس منبع اخلاص کو توجہ خاص دیکر سرفراز فرمایا اور سر کے بال ترشوائے اور اُسی عرصہ میں نصیر الدین
متعلم بھی کہ دراز ہی بال کے معتقد تھے انھوں نے بیعت کر کے سر کے بال دور کیے اور جو بضاعت
اور متاع تجارت کے واسطے رکھتے تھے درویشوں کے صرف میں لائے اور شیخ کی توجہ سے فقر اختیار
کیا اور کتاب سیر المجالس ملفوظ شیخ نصیر الدین محمود اودھی میں مسطور ہے کہ ایک دن شیخ اپنے حجرہ میں یاد
حق مشغول تھے ایک قلندر نے آن کر شیخ کی گلیم پر اجلاس کیا اور مولانا بدر الدین اسحق نے تھوڑا
طعام حاضر کیا قلندر نے کھانا تناول کر کے کہا کہ میں شیخ کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہوں جواب دیا کہ
اُس وقت شیخ ذکر حق میں مشغول ہیں کوئی اُس وقت شیخ کی خدمت میں جا نہیں سکتا قلندر نے اُس
وقت اپنی جھولی میں سے کچھ حشیش کہ وہ قوم ساتھ اُس کے منسوب ہے نکال کر کچکول میں ڈال کر اُس
کے گھوٹنے میں مشغول ہوا چنانچہ اس میں سے کسی قدر شیخ کے گلیم پر جس پر وہ بیٹھا تھا گری
مولانا بدر الدین نے اُس سے یہ بات کہی کہ اے درویش بے ادبی حد سے زیادہ کیا ہے یہاں سے
اُٹھکر علیحدہ بیٹھو یہ سنتے ہی قلندر طیش میں آکر کچکول اُٹھا کر مولانا بدر الدین اسحق کو مارا چاہتا تھا کہ شیخ
نور باطن سے دریافت کر کے حجرہ سے برآمد ہوئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑ کر ملائمت تمام کہا کہ آپ یہ
گناہ میرے کہے سے بخشیں قلندر نے جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ نہیں اُٹھاتے اور جب اُٹھاتے
ہیں جب تک کسی کے اوپر نہیں خالی نہیں اُتارتے ہیں شیخ نے کہا اس دیوار پر مار دیجئے اس فقیر

نے کچکول دیوار پر کہ نہایت محکم تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی اس وقت قلندر سرنگون ہوکر عرض نیاز کرکے رخصت ہوا اور شیخ فرید نے خواجہ بدرالدین اسحٰق سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ لباس عام مین خاص بھی ہوتے ہین اور وہ گھاس کہ اُس نے گھوٹی تھی شاید وہ نہو کہ قلندر استعمال کرتے ہین اور شاید اُس نے امتحان کے واسطے نکالکر گھوٹی ہو اور نقل ہے کہ یہ مولانا بدرالدین اسحٰق بخارا کے رہنے والے تھے اور علم معقول ومنقول سے خوب واقف تھے کہ آپ کا مثل نہ تھا دہلی مین مدرسہ معزی مین درس دیتے تھے اور درویشون سے اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اُن سے اور اُن کے ہمعصرون سے کئی مسائل مشکل حل نہ ہوتے تھے بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اجودھن مین پہونچے اُن کے ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کے واسطے عازم ہوئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لیچلین نہایت احسان ہوگا آنھین جواب دیا کہ تم جاؤ ہم نے ایسے شیخ بہت دیکھے ہین ایسی لیاقت نہین رکھتے کہ کوئی شخص اُن کی صحبت مین اپنی اوقات ضائع کرے لیکن رفقا مصر ہوکر انھین بھی ہمراہ لے گئے اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے اُس مجلس مین اُن کی تمام مشکلات حل فرمائین اور مولانا بدرالدین اسحٰق نے وہ حالت مشاہدہ کرکے عزیمت بخارا ترک کی اور شیخ کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر روز ایک پشتارہ لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر شیخ کے مطبخ مین صحرا سے لاتے تھے اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتے تھے آخرالامر شیخ اپنی بیٹی مولانا کے حبالۂ نکاح مین لائے اور اپنی دامادی سے اُنھین مشرف کیا اور یہ بھی شیخ نصیرالدین سے منقول ہے کہ قصبۂ اجودھن سے چار کوس کے فاصلہ پر ترک قتالی حاکم تھا اور اُسکے پاس ایک شاہین تھا کہ وہ ہرن کے بچہ اور کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اُسے نہایت دوست رکھتا تھا اور میر شکار کے سپرد کرکے یہ تاکید کی تھی کہ خبردار تو میری غیبت مین کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا پرواز کرے اور پھر دستیاب نہووے قضارا وہ میر شکار اپنے ایک احباب کو لیکر ایک موضع کی طرف سوار جاتا تھا اس اثنا مین کئی کلنگ دکھائی دیے اور اُس کے دوستون نے شاہین چھوڑنے کی تکلیف دی اور یہ بات کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہین اور گھوڑے چالاک اور راہوار رکھتے ہین اسے کسی طرف جانے نہ دینگے اور جب مبالغہ حد سے گذرا میر شکار نے ناچار ہوکر اُسے اُڑایا ناگاہ کلنگ ایک طرف پرواز کر گئی اور باز ایک سمت پرواز کرکے ایسا بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہرچند تلاش کی عنقا کی طرح اُس کا کہین نشان نہ ملا میر شکار ترک کے قہر وسیاست کے خوف سے گریان اور چاک گریبان ہوکر بہزار منت اجودھن مین پہونچا اور اس طرح سے کہ جیسے کسی کا جوان بیٹا مرجاتا ہے جزع فزع کرتا ہوا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر باز مجکو دستیاب نہوگا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور میرے زن وفرزند کو قید کریگا شیخ کو اُسکے حال پر رحم آیا اور اُسکے واسطے کھانا موجود کرکے فرمایا کہ اسے تناول کر خدا کریم ہے شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ شاہین آن کر ایک درخت پر بیٹھا اور میر شکار اُسے دستیاب کرکے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہوکر گھوڑا اپنی سواری کا پیشکش

کہا شیخ نے مسکرا کر فرمایا گھوڑا تجھے پر ضرور ہے تو اسپر سوار ہو کر شاہین اپنے صاحب کو پہونچا اور جو کچھ تجھے میسر ہو خدا
کی راہ میں فقیر و مسکین کو دے حاصل یہ کہ میر شکار نے شاہین اپنے صاحب کو دیکر جو کچھ مال دنیوی سے رکھتا تھا
فقرا کو دے کر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی باز کے گم ہونے کا قصہ سنکر شیخ کی ملازمت
میں حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے نقل کی ہے کہ قصبہ اجودھن کے اطراف میں ایک موضع تھا
اور اُس موضع میں ایک روغن فروش مسلمان رہتا تھا حاکم دیالپور کے داروغہ نے کسی سبب سے
اُس موضع پر چڑھائی کر کے تاراج کیا اور لوگوں کے زن و فرزند اسیر ہوئے روغن فروش کی عورت
بہت جمیلہ تھی اسیر ہوئی اس سبب سے روغن فروش گریان و سینہ بریان ہر طرف اسکی تلاش میں
دوڑا جب کہیں اُسکا سراغ نہ ملا پریشان اور مضطر ہو کر شیخ کی خدمت میں آن کر عرض حال کی شیخ نے ایک
لحظہ تامل کر کے فرمایا کہ تو تین دن یہاں رہ دیکھ حق سبحانہ تعالیٰ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں لاتا ہے پھر
روغن فروش کے روز و کھانا حاضر کر کے شکم سیر کھلایا دوسرے دن ایک مخبر کو کسی مقام سے قید
کر کے اجودھن میں لائے وہ مخالفوں کو موافق کر کے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت بیان
کی اور التماس دعا کی شیخ نے ارشاد کیا کہ اگر حق تعالیٰ تجھے رہا کرے اور حاکم تجھپر نظر شفقت اور عنایت کی
مبذول فرماوے کیا شکرانہ بجا لاویگا اُسنے عرض کی کہ میں جو کچھ نقد و جنس رکھتا ہوں پیشکش کرونگا شیخ
نے فرمایا یہ سب مال میں نے تجھے معاف کیا ایک عہد کر وہ یہ ہے کہ داروغہ تجھے بعد خلعت کے ایک
کنیز دیگا تو اس کنیز کو اس روغن فروش کے حوالہ کر مخبر نے شیخ کا فرمان بصدق دل قبول کیا
اور روغن فروش سے یہ بات کہی کہ تو میرے ہمراہ چل روغن فروش نے رو کر یہ کہا یا شیخ اتنی
مجھے مقدرت حاصل ہے کہ دس لونڈیاں خرید کروں لیکن میں اپنی زوجہ پر شیفتہ بلکہ عاشق زار ہوں
شیخ نے تبسم کر کے فرمایا بھلا تو اس مخبر کے ہمراہ جا دیکھ خدا کیا کرتا ہے ناچار وہ گیا اور مکان کے
دروازہ پر مگس بیٹھا مخبر کو جب داروغہ کے سامنے لے گئے بغیر تمہید مقدمہ اُسے خلعت اور
گھوڑا دے کر رخصت کیا اور پیچھے سے ایک کنیز حسین مہ جبین بھیجی مخبر نے وہ لونڈی جس طرح
سے برقع پوش آئی تھی روغن فروش کے پاس بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ یہ حق تیرا ہے اس عورت کی جو نہیں
نظر خاوند پر پڑی برقع دور کر کے دوڑی اور دونوں شادان و فرحان شیخ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور شیخ کے قدم مبارک پر رکھکر مرید ہوئے اور حضرت شیخ فریدالدین کے ملقب بہ گنج شکر میں
اس لقب کے بارہ میں بہت روایتیں گوش زد ہوئی ہیں لیکن تاریخ حاجی محمد قندھاری میں یوں مسطور
ہے کہ جن دنوں میں شیخ دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت میں رہتے تھے اور غزنین کے
دروازے کے قریب مسکن رکھتے تھے ایک روز برسات کے موسم میں راستوں میں نہایت کیچڑ
تھی پیر کے دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا پاؤں میں نعلین چوبین پہنکر شیخ کی خانقاہ کی سمت متوجہ ہوئے
اور چونکہ سات دن گذرے تھے کہ شیخ فرید نے روزہ کے سبب سے کچھ تناول نہ فرمایا تھا ضعف
نہایت غالب تھا اثنائے راہ میں آپ کے پاؤں نے لغزش کی کیچڑ میں گر پڑے یہاں تک کہ قدرے

مٹی آپ کے دہن مبارک مین داخل ہوئی حکم خدا سے وہ شکر ہو گئی اور جب شیخ اپنے پیر کی خدمت مین پہونچے اُنھون نے فرمایا اے فرید تھوڑی مٹی تیرے دہن مین پہونچکر شکر ہو ئی کیا تعجب ہے جو تعالیٰ و ذوالجلال نے تیرے تمام جسم کو گنج شکر کیا ہو اور وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ تجھے شیرین رکھے گا شیخ نے شکر تشکر آلہی دہن مین ڈال کر جب بازگشت کی جس مقام مین پہونچتے تھے سنتے تھے کہ لوگ آپس مین کہتے ہین شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر آتے ہین اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ ایک دن اثنائے راہ مین بنجارے نمک دہلی مین لاتے تھے شیخ فرید سے دو چار ہوکر تھوڑی شکر خدمت مین لائے اور یہ التماس کی کہ ہمارے حق مین دعا کیجیے تو ہماری پونجی مین برکت ہو اور قیمت زیادہ خوب بکے شیخ نے اس گمان سے کہ یہ تمام شکر لادے ہین توجہ کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور بنجارے دس روز کے بعد دہلی مین پہونچے جب سرگونون کا کھولکر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سے شیخ خاص و عام مین شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ملقب ہوئے اور اس کتاب کے مؤلف محمد قاسم فرشتہ نے اپنے زمانہ کے بعضے مشائخ سے یون سُنا ہے کہ شیخ کو عہد لڑکپن مین جس طرح کہ عادت لڑکون کی ہوتی ہے شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپ کی والدہ نے ارادہ کیا کہ یہ صبح کی نماز کی عادت کرین اپنے نور عین سے یہ فرمایا کہ اے فرزند جو شخص صبح کی نماز جلد ادا کرتا ہے حق تعالےٰ اُسے شکر عنایت فرماتا ہے اور آپ یہ کام کرتی تھین کہ شکر ایک پوڑیا مین لپیٹ کر آپ کے سرھانے رکھ دیتی تھین اور شیخ بعد فراغ دوگانہ صبح شکر اپنے سرھانے سے اُٹھاکر نوش کرتے تھے یہان تک کہ حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اب فرزند بفضل خدا سے ہوشیار ہوا ہے شکر رکھنے کی حاجت نہین اُسکا رکھنا موقوف کیا لیکن قسام حقیقی نے اُسکا وظیفہ برطرف نہ فرمایا اسی طرح سے پہونچتا تھا اور آپ کی والدہ کو اس امر سے اطلاع نہ تھی جب دیکھا کہ فرزند شکر موقوف ہونے کی شکایت نہین کرتا ہے ایک دن پوچھا کہ اے فرزند تجھے شکر ملتی ہے شیخ نے کہا ہان برابر ملتی ہے وہ عفیفہ سمجھین کہ شاید کوئی پرستار شکر شیخ کے سرھانے رکھ دیتی ہے جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ کام مخلوق کا نہین شیخ کی وفور اعتقاد کی برکت سے یہ پوڑیا شکر کی غیب سے پہونچتی ہے اس واسطے حضرت کا لقب گنج شکر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا ناقل ہین کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے یہان تک کہ اگر عارضہ بھی ہوتا یا سفر کرتے روزہ افطار نہ فرماتے تھے اور اکثر اوقات آپ روزہ شیرینی سے افطار کرتے تھے یعنی یہ معمول تھا کہ دانہ منقے کے ایک ظرف مین ڈالکر پانی مین بھگو تے تھے اور اسکا شربت نکالکر افطار کے وقت بہ مقدار تین درم نوش فرماتے تھے اور دو تین دانہ منقے کے دہن مبارک مین ڈالتے تھے اور باقی حاضران مجلس پر تقسیم کرتے تھے اور دو نان گھی مین چپڑی ہوئین کہ وہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھین بعد افطار شیخ کے روبرو لاتے تھے اور شیخ اُس مین سے ایک ثلث حصہ یا کچھ کم و بیش تناول فرماتے تھے اور باقی حضار مجلس پر تقسیم فرماتے تھے اور بعد اس کے با ستغراق نماز عشا مین مشغول ہوتے تھے اور جب ابتدائے حال مین قصبہ اجودھن مین آن کر ساکن

ہوئے مدرین کر پہونچی تھین ان دنوں مین شیخ اور آن حضرت کے اہل وعیال میوہ پیلو اور ڈیلہ وغیرہ
سے کہ اُس ولایت کے جنگل مین پیدا ہوتا ہے اوقات بسر کرتے تھے چنانچہ اتفاق حسنہ سے اُسی عرصہ
مین بادشاہ ناصر الدین شہریار دہلی کا اوچہ اور ملتان کیطرف متوجہ ہوا تھا گذر اُس کا اجودھن مین ہوا اور
شیخ کی زیارت سے مشرف ہو کر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچکر اُس
نے فرمان چار موضع کلان کی معافی کا اور کچھ زر نقد الغخان وزیر خود آپ کی صحابت سے شیخ کے پاس
بھیجا شیخ نے فرمان دیہات واپس کیا اور فرمایا کہ فقرا کو دیہات سے کیا کام ہے اور زر نقد قبول کر کے جماعتخانہ
کے درویشان کو تقسیم کیا نقل ہے کہ اجودھن مین شیخ مرض سخت میں مبتلا ہوئے کہ امید زیست نہی اور
شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین اسحق ہانسوی اور مولانا بدر الدین اور درویش علی بہار کو شیخ نے
اشارہ کیا کہ فلان گورستان مین جاکر دعاے خیر مین مشغول رہنا چاہیے یہ بزرگوار حکم کے موافق اُس
مقام مین جاکر دعا مین مصروف ہوئے اور پھر کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ نظام الدین اولیا
فرماتے ہین کہ مین نے شیخ کو آن کر اُس حال سے دیکھا کہ آپ ایک کمل سیاہ شانہ پر ڈال کر تکیہ کیے ہوئے
اور عصا جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے انکین پہونچا تھا آغوش مین رکھے ہوئے لحظہ بہ لحظہ دست
حق پرست اُس پر پھیرکر اپنے رخسارے مبارک پر ملتے ہین جب نگاہ حضرت کی ہم پر پڑی فرمایا کہ یارون کی
دعا نے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سنتے ہی ہم سب سرنگون ہوکر سکوت مین آئے لیکن درویش علی جو سب
سے آگے کھڑا تھا اُس نے عرض کی دعا ناقصون کی کاملون کے حق مین اثر کم کرتی ہے شیخ نظام الدین
اولیا فرماتے ہین کہ اُس وقت شیخ نے مجھے بلاکر عصاے مذکور مرحمت کیا اور یہ فرمایا کہ مین خدا سے
چاہتا تھا کہ تو جو خدا سے چاہے گا پاوے گا مین سرنگون ہو کر پلٹ آیا اور میرے ہمراہی بھی میرے ساتھ
پلٹ آئے اور مبارکباد کہنے لگے اس کے بعد سب اپنے اپنے مقام پر گئے اور میرے دل
مین یہ خطور ہوا کہ شیخ نے میری دعا کی اجابت کے واسطے حق سبحانہ تعالے سے درخواست فرمائی ہے
اور یقین ہے کہ شیخ کی دعا مستجاب ہووے بہتر یہ ہے کہ آج کی رات کو شیخ کی صحت کے واسطے قیام
کرون غرضکہ جب دعا مین مشغول ہوا آخر شب کو مجھے ایک بشاشت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ
میری دعا درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی صبح کو جب شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ آپ مصلے پر بفراغ
خاطر رونق افزا ہین اور درد والم بالکل زائل ہوا اور جب حضرت کی نظر مجھ پر پڑی فرمایا اے درویش
نظام الدین جب میری دعا تیرے حق مین قبول ہوئی تیری دعا بھی میرے حق مین مستجاب ہوئی یہ
فرماکر وہ مصلا جس پر تشریف رکھتے تھے مجھے مرحمت فرمایا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہے کہ
جب شیخ فرید ہانسی سے آن کر قصبہ اجودھن مین ساکن ہوئے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین
المشہور بمتوکل کو اپنی والدہ کے لانے کے واسطے قصبہ کھوتوال کی سمت بھیجا شیخ نجیب الدین جب اُس
قصبہ مین پہونچے اپنی والدہ کو گھوڑے پر سوار کرکے قصبہ اجودھن کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس
راستہ مین جنگل بہت تھا اور پانی کمیاب جب آدھی راہ طے ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کے

سایہ مین بٹھاکر خود گھوڑے پر سوار ہوکر پانی کی تلاش مین گئے اور پانی تلاش کرکے جب اُس درخت کے
نیچے آئے اپنی والدہ کو ندیکھا مضطرب اور حیران ہوکر ہرسمت وڑے کہین اُن کا نشان نہ پایا ناچار بادل
غمگین اور خاطر حزین قصبہ اجودھن کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت شیخ فرید گنج شکر سے یہ قصہ بیان
کیا شیخ نے کچھ تصدق فقرا کو پہونچاکر صلحا کو کھانا کھلایا اور بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل
کا پھر اُس جنگل مین گذر ہوا جب اُس درخت پر نگاہ پڑی آپ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اِس نواح
کے گرد پھر کر دیکھیے شاید والدہ کی ہڈیون کا نشان ملے جب آگے بڑھے ایک جا پر کچھ ہڈیان آدمی
کی افتادہ دیکھین صفائے باطن سے سمجھے کہ یہ استخوان والدہ کی ہین پھر تمام ہڈیان جمع کرکے ایک
خریطہ مین بھرین اور شیخ کی خدمت مین پہونچکر حقیقت حال عرض کی شیخ نے فرمایا خریطہ لاؤ اور اُس کا
مُنھ کھولکر سب ہڈیان مصلے پر گراؤ شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اُٹھالائے لیکن جب منھ اُس کا کھولا ایک
استخوان ندیکھی شیخ نظام الدین اولیا نے لکھا ہے کہ ایک دن مین شیخ فرید گنج شکر کی خدمت مین حاضر تھا
ایک بال محاسن مبارک سے جدا ہوا مین نے فی الفور اُسے اُٹھاکر عرض کی کہ اگر حکم ہووے مین اُس کا
تعویذ بناؤن فرمایا خوب ہے پھر مین نے وہ بال کاغذ مین لپیٹ کر بحفاظت تمام اپنی دستار مین رکھا
اور جب مین اجودھن سے دہلی مین آیا جو بیمار کہ میرے پاس آتا تھا وہ تعویذ اس شرط سے اُسے دیتا تھا
کہ بعد حصول صحت یہ تعویذ واپس دیوے غرضکہ وہ تعویذ جس شخص کو مین نے دیا اُس نے فضل خدا سے
صحت پائی یہان تک کہ تمام شہر مین اُس کی شہرت ہوئی اور مین نے وہ تعویذ ایک طاق مین رکھدیا ایک
روز ایک میرے دوست جن کا نام تاج الدین مینائی تھا آئے اور مجھسے اظہار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہے مین نے
حجرہ مین جاکر اُس تعویذ کو اُس طاق مین اور بھی طاقون مین ہرچند ڈھونڈھا نپایا وہ دوست محزون اور مغموم
گیا اور اُس کا فرزند جانبر نہوا اور جب دو دن کے بعد اور بیمار آیا مین نے حجرہ مین جاکر جو دیکھا وہ
تعویذ اُسی طاق مین موجود تھا اُس کو دیا اُس نے شفا پائی چونکہ بیٹا تاج الدین مینائی کا مرنے والا تھا
اُس وقت پیدا نہوا اور منقول ہے کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندہ سنام قصبہ اجودھن مین آیا اور
وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے علم سلوک مین لکھا تھا اُس کے پڑھنے مین مشغول ہوا اور چند روز
کے بعد اُس نے قصیدہ مطول شیخ کی مدح مین کہا اور اجازت لے کر تمام اشعار اُس کے آغاز سے
انجام تک ایستادہ ہوکر پڑھے شیخ نے فرمایا بیٹھو اور پھر پڑھو اُس نے بیٹھکر دوبارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک
بیت کی مدح کرتے تھے بعد فراغ اُس سے پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہے شمس الدین نے عرض کی کہ میری والدہ
نہایت پیر ہے اور ناداری اور عسرت کے سبب اُس کی پرورش سے عاجز ہون امیدوار ہون کہ شیخ کی
توجہ سے میری عسرت ساتھ فراغت کے مبدل ہووے شیخ نے فرمایا جا شکرانہ لا جو کہ شیخ کا شکرانہ
طلب کرنا ولیل حصول مقصود تھا شمس الدین خوش خوش اُٹھکر اور تلاش کرکے پچاس جیتل نقد لایا
شیخ نے درویشون پر تقسیم کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسی برکت سے شمس الدین اُنھین دونون مین
شمس الدین التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہ عظیم بہم پہونچائی منقول ہے کہ ایک فاضل مولانا حمید

تمام طغرل کی ملازمت میں رہتے تھے جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کی طرف سے بنگالہ کا حاکم تھا ایک روز
دست بستہ ادب سے ایستادہ تھے ناگاہ ایک صورت لطیف اور نورانی آنکھیں دکھائی دی اُس نے
کہا کہ ای حمید تو اہل علم ہے اس جاہل کے روبرو کیوں کھڑا ہے پھر دوسرے دن بھی مولانا اُسی طرح سے
طغرل کے روبرو ایستادہ تھے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کہا مولانا سمجھے کہ یہ کشش شیخ
فریدالدین مسعود گنج شکر کی ہے بیتاب ہو کر اجودھن کا راستہ لیا اور جب شیخ کی خدمت میں مشرف ہوئے
شیخ نے فرمایا کہ ای حمید تو نے دیکھا کہ میں کس صورت سے تجھے یہاں لایا مولانا نے جب یہ کلام سنا اُسی
وقت علائق دنیوی ترک کرکے تجرید اختیار کی اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور
ایک مدت وعظ اور ارشاد میں مشغول رہے آخر بہ مکہ معظمہ کی طرف رخصت ہوئے اور یہ بھی
منقول ہے کہ اوچہ اور ملتان کی طرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا اُس نے ایکبار ملا عارف کو جو اُس
کی خدمت میں رہتے تھے اور ارادہ دہلی کے آنے کا رکھتے تھے مبلغ دو سو تنکہ سفید اُن کے
سپرد کیے اور یہ بات کہی کہ تم قصبہ اجودھن میں جا کر یہ روپیہ شیخ فرید کی خدمت میں پہونچاؤ اور میرے
واسطے التماس دعا کرو جب مولانا قصبہ اجودھن پہونچے اُنکے دل میں یہ خیال گذرا کہ خط و کتابت
درمیان میں نہیں ہے جو مبلغ کی تعداد کا یقین ہو بہتر یہ ہے کہ سو روپیہ شیخ کی نذر کیجیے اور باقی اپنے پاس
رکھ چھوڑیے آخرش وہی کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای مولانا عارف تو نے حق برادری کا ساتھ اس درویش
کے ادا کیا یعنے نصف نصف کرلیا مولانا عارف یہ کلام سنکر نہایت شرمندہ اور محجوب ہوئے اور
یہ عرض کی کہ ہمت ملایان مغلوک کی اہل سلوک کے برابر نہیں ہے اور وہ سو روپیہ بھی حاضر کیے شیخ نے
فرمایا روپیہ تجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہونچے غرضکہ جب مولانا نے یہ حال مشاہدہ کیا شرف
ارادت سے مشرف ہوئے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشوں کو دے کر عبادت اور
ریاضت میں مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ میں خرقہ خلافت کا پایا اور حسب الاشارہ سیستان کی سمت
روانہ ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد میں مشغول ہوئے اور منقول ہے کہ شیخ ایک وقت دوپہر کو اپنی
خانقاہ سے برآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدرالدین اسحٰق اور مولانا جمال الدین ہانسوی
حاضر تھے اور سلطان المشائخ ایک دیوار کے سایہ میں کھڑے ہوئے تھے اس وقت ایک ملا
یوسف جو آپ کے قدیم مریدوں میں سے تھے آئے اور یہ کلمہ گستاخانہ زبان پر لائے کہ چند مدت سے
میں خدمت اور ملازمت کرتا ہوں ابھی تک اُسی مرتبہ پر ہوں اور جو لوگ میرے بعد آئے وہ حضرت
کی نعمت بخشی سے خرقہ خلافت پہنکر مراتب علیہ پر فائض ہوئے شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای درویش
ہر شخص بقدر قابلیت اور اپنی حالت کے ایک نعمت پاتا ہے اس میں ہماری کچھ تقصیر نہیں ہے یہ کلام
تمام ہوا تھا کہ ایک لڑکا چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایستادہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک انبار
خشت پختہ کا تھا جو عمارت کے واسطے لائے تھے شیخ نے اُس لڑکے سے فرمایا کہ اس تودہ میں سے
ایک اینٹ پختہ لا کر میں اُس پر بیٹھوں لڑکا دوڑ کر ایک اینٹ مسلم سر پر اٹھا لایا شیخ اُس پر بیٹھے پھر

فرمایا جا ایک اینٹ مولانا نظام الدین کے واسطے لاوہ جا کر ایک اینٹ درست اُن کے واسطے اُٹھا
لایا اسی طور سے وہ لڑکا شیخ کے حکم کے موافق ایک اینٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا
بدالدین اسحٰق کے واسطے بھی اُٹھا لایا جب ملا یوسف کی باری آئی وہ لڑکا اُس انبار سے مشقت
تمام ایک خشت نصف بلکہ اس سے بھی کمتر تلاش کر کے لایا اور ملا یوسف کے سامنے رکھ دیا
یہ ماجرا دیکھکر تمام بزرگوار متحیر ہوئے شیخ نے فرمایا اے یوسف مین کیا کرون نصیب تیرا
اور ون کے برابر نہین ہے قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیے کس واسطے
کہ مصرعہ ـ مربع تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہے محو نہ ہوا اور شیخ نظام الدین
اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت واقع ہوا آخر شش ساتھ اُس
زحمت کے رحمت حق مین واصل ہوے اور اس مرض مین مجھے خرقہ خاص سے سرفراز فرماکر
ماہ شوال سنہ ۶۶۹ چھ سو انہتر ہجری مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور رخصت کے وقت اشک گہر شک
دیدہ حق بین مین بھر لائے اور فرمایا جا تجھے حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور مجھے بھی اس جدائی سے ایک
درد و الم ایسا لاحق ہوا جیسا پہلے کبھی جدا ہونے مین نہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب مین دہلی
مین پہونچا مین نے سنا کہ شیخ کے مرض نے شدت کی ایک رات بعد اداے نماز عشا بیہوش ہوئے
اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آن کر مولانا بدرالدین اسحٰق سے پوچھا کہ مین نے عشا کی نماز پڑھی کہا ہان اُس
جناب نے نماز عشا پھر احتیاطاً ادا کی اور پھر بیہوش ہوئے جب ہوش مین آئے فرمایا ایکبار اور از راہ احتیاط
کے نماز عشا ادا کرون کیا معلوم پھر میسر ہو یا نہین چنانچہ اُس شب کو آپ نے تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور
فرمایا کہ مولانا نظام الدین دہلی مین ہین مین بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کے وقت ہانسی مین تھا اور مولانا بدرالدین
اسحٰق کے کان مین آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے مجھے
پہونچا ہی اُسے مولانا نظام الدین کے پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کر کے وضو کیا اور دوگانہ ادا کر کے
سر سجدہ مین رکھا اور عین سجدہ مین رحلت فرمائی غرضکہ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی پانچوین
تاریخ سنہ ۶۷۰ سات سو ساٹھ ہجری مین واقع ہوا اور سن شریف اُس جناب کا پچانوے برس کا نشان دیتے
ہین اور منقول ہی کہ مولانا بدرالدین اسحٰق نے شے کے موافق وہ جامہ شیخ نظام الدین اولیا کے پاس پہونچایا
اور کاسہ اور عصا شیخ کا اُن کے فرزندون کے پاس رہا اور افواہا یہ بھی سنا جاتا ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا
شیخ کی خبر فوت سنکر قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ کے مزار کی زیارت کر کے جامہ مذکور مولانا بدرالدین
اسحٰق سے لے کر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیا مین لکھا ہی کہ تین شخص نظام نام شیخ
کی خدمت مین تھے ایک شیخ نظام فرزند شیخ کے دوسرے شیخ نظام بھانجے یعنی ہمشیرہ شیخ کے لڑکے
تیسرے شیخ نظام الدین اولیا اور چونکہ پسر شیخ کے مقام ابدال کا رکھتے تھے اس واسطے سجادہ انھین نہ
دیا اور جب آپ کی ہمشیرہ نے بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میرے فرزند کو عنایت ہو ویسے شیخ نے فرمان لکھا
اور بھانجے کو دے کر یہ فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس جا کر اسے صحیح کر کے لاؤ اور مولانا

جمال الدین ہانسوی نے اُس فرمان کو صحیح کیا اور اُس نے پلٹ کر شکایت کی آخر کو شیخ نے اپنی ہمشیر کے حسب التماس فرمان دوسرا لکھا اور اُس پر بھی مولانا جمال الدین ہانسوی نے ناراض ہو کر اُسے چاک کیا شیخ نے فرمایا کہ میں جمال الدین ہانسوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہیں سی سکتا اور بعد اس کے ایک مدت کے بعد شیخ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیخ نظام الدین اولیا کو دیکر مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس بھیجا اور وہ اُسے دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور یہ بیت اُس فرمان میں درج کی **بیت**

ہزاران درود و ہزاران سپاس | کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس

اور کلثہ کو صحیح کرکے دہلی میں روانہ کیا

ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

ابیات

شہنشاہ اورنگ عرفان حق
ملک کاسہ سر در ہوائی او
باطن زنکو ترین اطوار محو
بسے پاک دین و بسے نیک ذات

دلش صدر دیوان اسرار حق
قدم بادہ دران گوہ در راہ فقر
بظاہر زنکیں نگہدار سہو
نظام الحق آن شیخ عالی مقام

ملک زدہ در بورہ ارشاد او
کرشد شاہ اورنگ درگاہ فقر
دلش ساکن ملک ذات صفات
کردکار ارباب دین شد تمام

شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی کے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل اکثر مسائل کتب معتبرہ تصوف کی طرف مثل فصوص الحکم اور مواقع النجوم اور اُن کی شرحوں کے مطالعہ میں مائل تھا اور ابو حنیفہ کی فقہ میں اور تفسیر اور حدیث اور اصول و کلام میں استحضار اور مہارت تمام رکھتے تھے آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال عرب میں سے ہندوستان کی طرف آن کر شہر بداؤں میں متوطن ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اُس شہر میں ماہ صفر ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری میں پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوئے اُن کے والد نے قضا کی اور اُن کی والدہ پرورش میں مصروف ہوئیں اور جب حضرت سن تمیز اور رشد کو پہونچے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی میں مشغول ہوئے اور بعد بداؤں میں کوئی مدرس نہ رہا وہ جناب پچیس برس کے سن میں اپنی والدہ کو لے کر دہلی میں آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ میں سکونت اختیار کی اور اُس وقت دہلی میں ایک فاضل متبحر اور علمائے وقت سے سرآمد تھے اُن کا اسم مبارک خواجہ شمس الدین خوارزمی تھا اور سلطان غیاث الدین بلبن نے انہیں آخر میں بخطاب شمس الملک مخاطب کر کے منصب وزارت تفویض فرمایا جیسا کہ تاج الدین سنگریزہ نے اُنکی مدح میں کہا ہے **بیت**

شمسا کنون بکام دل دوستان شدی | از بادہ مالک ہندوستان شدی

اور عمل وزارت درس میں مشغول رہتے تھے پھر شیخ اُن کے شاگردوں کی سلک میں منسلک ہوئے اور وہ الگ مقرر رکھتے تھے کہ وہ خاص مطالعہ کے واسطے تھا اور بیس شاگرد جو صاحب استعداد تھے

وہ اُس حجرہ مین سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُس کے باہر درس کرتے تھے اور ان تین شخصون
مین ایک ملا قطب الدین ناقلہ اور دوسرے ملا برہان الدین عبدالباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا
تھے اور جب شیخ نے آپ کی مولویت اور تیزی فہم پر آگاہی پائی تو شاگردون سے آپ کی تعظیم مین
زیادہ تر اہتمام کرتے تھے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا اور جس
وقت وہ آتا مولانا از راہ دل لگی اُس سے فرماتے تھے کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوا تاکہ پھر وہ کرون جو تو
حاضر ہوا کرے اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا اُنھین جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے **بیت**

| آئی وبا کنی بگا ہے | با ری کم از آنکہ گاہ گا ہے |

اور شیخ نظام الدین اولیا کا حسب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا
ہمسایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علماے دہلی پر علم مین فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا
اکثر اوقات اُنکی صحبت مین بیٹھتے تھے قضا را جوان دنون مین والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہو گئی
تھین اور شیخ تنہا رہ گئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر صحبت رہتے تھے اور غم تنہائی
رفع کرتے تھے یہان تک کہ روز بروز محبت فیما بین مین بڑھتی گئی اور آپس مین نہایت اتحاد ہوا اور
بعد اُس کے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لے کر مراتب عالیہ پر فائز
ہوئے اور معاش کے واسطے عہدہ قضا کی فکر مین ہوئے ایک دن اثناے کلام مین شیخ نجیب الدین
متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحہ خیر پڑھین کہ مین کسی مقام کا قاضی ہون اور خلق خدا کو
انصاف سے راضی رکھون یہ سُنکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا شیخ نظام الدین
اولیا سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہین سنا پھر باواز بلند کہا التماس فاتحہ کی کرتا ہون کہ مین کسی
مقام کا قاضی ہو جاؤن اس مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نہ کرے تو قاضی ہو لیکن
وہ ہو جو میں چاہتا ہون اور اُنھین دنون مین شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی مین
تھے صبح کے وقت سنا کہ موذن نے منارہ پر یہ پڑھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ
یہ سنتے ہی حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور الٰہی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اُس وقت مین جو
آوازہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی مشیخت اور کرامات کا عالمگیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی
بھی مجلس مین غائبانہ شیخ کی مشیخت اور کرامات کے اوصاف سُنکر شیخ نظام الدین اولیا اُن کی زیارت
کے نہایت مشتاق تھے شیخ کو بغیر سواری اور زاد راہ کے قصبہ اجودھن کی سمت روانہ ہوئے
اور روز چہارشنبہ کو ظہر کی نماز کے وقت آنحضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول
ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر چند چاہا کہ
اپنے اشتیاق اور اخلاص کا حال بیان کرین حضرت کی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ کچھ عرض نہ کر سکے شیخ
فریدالدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کر کے فرمایا لکل داخل دہشۃ مرحبا خوش آیا اور بعد ازان
انشاءاللہ تعالیٰ سے النعمت دینی اور دنیوی سے بہرہ ور ہوگا شیخ نظام الدین اولیا نے خرقہ درویشی کا

حضرت شیخ سے پایا اور مریدان خاص کی سلک میں منسلک ہوئے اور اس عرصہ میں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
کو عسرت کمال تھی اکثر آں حضرت کے متعلقین اور فرزندوں کو ہر ہفتہ میں ایک یا دو فاقہ گذر جاتے تھے
اور آں بزرگوار کی صحبت سے کوئی شخص آزردہ اور دلگیر نہ تھا الغرض مولانا بدرالدین اسحٰق بخاری جو
جامع منقول معقول تھے لکڑیاں جنگل سے باورچی خانہ کے واسطے لاتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی
صحرا سے ڈیلہ کہ مراد کریل کے درخت کے پھل سے ہے اور اکثر آدمی اس پھل کو سرکہ اور نمک میں ڈالکر
اچار بناتے ہیں حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کابلی آب کشی اور باورچی خانہ کی دیگیں دھوتے تھے
اور شیخ نظام الدین اولیا از روے صدق و صفا کھانا پکاتے تھے اور با احتیاط تمام کھانا پکا کر ظروف گلی اور
چوبین میں نکال کر افطار کے وقت شیخ کی مجلس میں لیجاتے تھے لیکن کبھی نمک ہوتا تھا اور کبھی نہ ہوتا تھا
اور دو دو دن تک بے نمک میسر ہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا جب اس خدمت پر مامور ہوئے اس بقال
سے جو اس مسجد کے قریب رہتا تھا کبھی غیب سے جو کچھ پہنچتا تھا کھانے کا مصالحہ خرید کرتے تھے اور
کبھی ایک درم نمک قرض لے کر کھانے ڈیلہ میں کہ جوش ہوتے تھے ڈالتے تھے اور ہر دو شیخ کے
روبرو درویشوں کے سامنے حاضر کرتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدرالدین
اسحٰق اور شیخ نظام الدین اولیا شیخ کے حکم کے موافق ایک کاسہ میں تناول کرتے تھے اور شیخ کے قریب
بیٹھتے تھے ایک دن جب تمام حضار مجلس اپنے اپنے مقام میں بیٹھ گئے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
دست مبارک کاسہ کی طرف لے گئے اور لقمہ اٹھا کر فرمایا کہ یہ لقمہ میرے ہاتھ میں گراں معلوم ہوتا ہے اس
لقمہ کو منہ میں رکھنے کا حکم نہیں ہے اس کھانے میں شبہ ہے یہ کہکر لقمہ کاسہ میں ڈالدیا شیخ نظام الدین اولیا
فرماتے ہیں کہ یہ کلام سنتے ہی میرا بدن کانپنے لگا فوراً میں نے ایستادہ ہوکر نہایت ادب سے یہ عرض کی
کہ یا حضرت لکڑیاں اور کریل کے پھل اور پانی باورچی خانہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور مولانا
بدرالدین لاتے ہیں سبب شبہ کا معلوم نہیں ہوتا ہے حضرت پر واضح ہوا ہوگا شیخ نے فرمایا کہ نمک جو اس کاسہ
میں پڑا ہے وہ کہاں سے آیا ہے شیخ نظام الدین یہ سنکر متنبہ ہوئے اور سر زمین پر رکھکر صورت حال
عرض کی شیخ نے ارشاد کیا کہ فقرا اگر فاقہ سے مر جاویں بہتر ہے لیکن لذت نفس کے واسطے قرض نہ لیویں کس
واسطے کہ قرض اور توکل کے مابین بعد مشرقین ہے اگر ادا ہووے قبل اس کا قیامت تک گردن پر رہے
پھر فرمایا یہ کاسہ درویشوں کے آگے سے اٹھا کر محتاجوں پر تقسیم کریں اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے
ہیں کہ مجھ میں ایک عادت تھی جیسا کہ طلبا کا دستور ہے کہ اگر کوئی شے نہایت ضرور ہوتی ہے قرض
لیتے ہیں میں بھی قرض لیتا تھا لیکن اس دن سے میں نے استغفار کرکے یہ نیت کی کہ ہر چند
احتیاج اشد ہووے آیندہ ہرگز قرض نہ لونگا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے دو کمل کہ جس پر
افلاس فرماتے تھے مجھے بخشا اور یہ دعا کی کہ تو کبھی ساتھ قرض کے محتاج ہوگا اور جب شیخ نظام الدین
اولیا ایک مدت کے بعد بعد شکر الٰہی سے مرتبہ کمال کو پہنچے پیر نے انھیں اور دوں کی تکمیل کی اجازت
دے کر دہلی کی سمت رخصت کیا اور انھوں نے رخصت کے وقت اپنے پیر کی یہ نصیحت یاد رکھی کہ

آن حضرت نے فرمایا ہی کہ دشمنون کو جس طور سے چاہنا راضی اور خوش رکھنا اور جس شخص سے قرض لینا
اُس کے ادا کرنے مین نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافر ہوئے مع ایک درویش کے
ایک مقام مین پہونچے کہ فی الجملہ وہان ایک جنگل تھا اور راہزن اس مقام مین مسافرون کو لوٹتے تھے
ناگاہ اُس مقام مین پانی برسنے لگا شیخ ایک لحظہ درخت چھتنار کے سایہ مین ایستادہ ہوئے ناگاہ پانچ
چھ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہو کر شیخ کی طرف متوجہ ہوئے شیخ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ
کمل اور جامہ جو شیخ نے مجھے عطا فرمایا ہی اگر خدانخواستہ اس پر نظر بد لگی ہی مین آبادی مین ہرگز نجاؤنگا
اور کسی کو اپنا مُنہ نہ دکھاؤنگا اسی اندیشہ مین تھے کہ راہزنون نے ایکبارگی حضرت کی طرف سے
منہ موڑا اور دوسری جانب روانہ ہوئے اور شیخ مع الخیر والعافیت دہلی مین داخل ہوئے دوسرے
دن شیخ نجیب الدین متوکل سے ملاقات کر کے ماجرا اِس سفر کا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کی حصول
سعادت ملازمت کا تذکرہ مشرح بیان کیا اس کی بعد ایک شخص کے مکان پر کہ اُس سے ایک
کتاب عاریت لے کر گم کی تھی تشریف لے گئے اور اُس سے یہ کہا کہ ای مخدوم اس روز کہ مین تم سے
کتاب عاریت لے گیا تھا وہ میرے پاس سے گم ہوئی ہی نیت صادق رکھتا ہون کہ کاغذ بہم
پہونچا کر وہ نسخہ نقل کر کے آپ کے پاس حاضر کرونگا اس شخص نے جب یہ کلام سُنا ایک لحظہ شیخ
نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھکر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائے ہین اُس کا ثمرہ خدا کی
خوشنودی کے سوا نہین ہی مین نے وہ کتاب آپ کو بخشی شیخ وہان سے پھر ایک بزاز کے پاس گئے
اور فرمایا کہ مین نے تجھسے کپڑا خرید کیا تھا اب اُس کی قیمت لایا ہون لے بزاز نے دس روپیہ لیے
اور باقی حضرت کو معاف کیے اور کہتے ہین کہ اُس وقت شیخ نظام الدین اولیا کو دہلی مین ایسا مقام تخلیہ کا
میسر نہ تھا کہ اُس مین بیٹھکر ذکر حق مین مشغول ہووین اور اس شہر مین شیخ کو کثرت خلق اور انبوہ
پسند نہ آتا تھا کہ ساکن ہوویں جو اُن دنون مین قرآن شریف حفظ کرتے تھے اکثر اوقات شہر سے
باہر جاکر صحرا مین بسر لے جاتے تھے ایک روز قتلغخان کے تالاب کے کنارے ایک درویش
پاک کیش کو کہ آثار صلاح و تقوے اُن کے ناصیہ حال سے ہویدا تھے شیخ نظام الدین اولیا
نے دیکھا اُن سے پوچھا کہ ای مخدوم تم اس شہر مین رہتے ہو اُنھون نے کہا ہان پھر پوچھا کہ آپ
اُس شہر مین خواہش طبع سے رہتے ہین اُنھون نے جواب دیا نہین کوئی درویش ایسے شہر آباد
مین کہ جس مین ایسی قدر کثرت اور انبوہ آدمیون کا ہی اپنی طبیعت کی خواہش سے نرہے گا مگر بضرورت
پھر یہ حکایت نقل کی کہ مین نے ایک وقت حظیرہ کمال درویش کے دروازہ کے باہر ایک خرقہ پوش کو
دیکھا اور اس نے مجھسے یہ بات کہی کہ اگر تو سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت مین چاہتا
ہی اس شہر مین نہ رہ کہ یہ چشمہ فسق و فجور کا ہوا ہی اور پھر یہ بھی کہا کہ ای مولانا نظام الدین اولیا مین بھی
چاہتا ہون کہ اس شہر مین نہ رہون اور کسی طرف راہی ہون لیکن کیا کرون کہ عرصہ بیس سال کا
گذرا ہی کہ مین اس شہر مین سکونت پذیر ہون اور بسبب اُس کتین کے کہ مین نے تیار کیا ہی مجال

سفر نہیں رکھتا کہ قید مالی کی تشدید تر ہے کی تہمت سے واقع ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا نے جب
اُن درویش سے یہ بات سنی عزم جزم کیا کہ اس شہر میں نہ رہوں گا اور کسی مقام سے برآمد ہو کر رانی
وسالی کے تالاب کے نزدیک کہ جسے باغ جسرت کہتے ہیں داخل ہوئے اور تجدید وضو کر کے
دوگانہ ادا کیا اور درگاہ الٰہی میں مناجات کی اے خدا میں اس شہر سے برآمد ہوا ہوں لیکن اپنے اختیار
سے کسی مقام میں نہیں جا سکتا جس مقام میں خیریت اور سلامتی دین کی ہو وہاں رکھ ناگاہ ایک طرف
سے آواز آئی کہ جگہ تیری غیاث پور ہے اور وہ غیاث پور ایک موضع تھا گمنام اور مجہول کہ اُسے کوئی
نہیں جانتا تھا اور وہاں کا حاکم علم زرد رکھتا تھا اور اُس ملک میں ایک قسم کی روئی زرد ہوتی ہے کہ
اُس سے لباس تیار کرتے ہیں اور حاکم کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت الفت تھی لیکن شیخ نظام الدین
اس کے مرنے کے بعد دہلی میں وارد ہوئے تھے اس کو نہ دیکھا تھا اور منقول ہے کہ ایک وقت شیخ
نے اجودھن سے مولانا شعیب کے ہاتھ ایک مصلا سجادہ سیاہ اور ایک کلاہ شیخ نظام الدین اولیا
کے واسطے دہلی بھیجی اور مولانا شعیب جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امانت پہونچائی شیخ نظام الدین
دوگانہ شکر کا ادا کر کے محظوظ ہوئے اور اُسی وقت ایک رئیس نے گجرات سے دو لاکھ اور پچاس
ہزار اشرفی بھیجی تھیں شیخ نے وہ تمام زر نقد مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کر کے یہ رباعی لکھکر
شیخ فرید شکر گنج کی خدمت میں ارسال کی۔ رباعی

بازروی کہ بندۂ تو داند مرا	ہر مردمک دیدہ تو شناسد مرا
لطف عامت بجای من جو دانست	در ہر چہ کسم حلق چہ داند مرا

کہتے ہیں کہ جب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا قصبۂ اجودھن میں شیخ کی زیارت سے مشرف
ہوئے شیخ نے فرمایا مولانا نظام الدین وہ رباعی جو تم نے عریضہ میں لکھی تھی میں نے اُسے یاد کر لیا
انشاء اللہ تعالیٰ جہاں تم رہو گے صاحب نظر تمہیں اپنے مردم دیدہ میں جگہ دیں گے اور نقل ہے کہ
شیخ نظام الدین اولیا نے ابتدائے حال میں غیاث پور میں سکونت اختیار فرمائی دو شخص آپ کی ملازمت
میں حاضر رہتے تھے ایک شیخ برہان الدین محمد غریب جو دولت آباد دکن میں مدفون ہیں اور دوسرے
شیخ کمال الدین یعقوب جن کا مزار پٹن گجرات میں واقع ہے یہ دونوں بزرگوار اور خلفا سے پیشتر خرقہ
خلافت پاکر تحصیل کمال اور ریاضت نفس میں مشغول رہتے تھے اور اُس عرصہ میں وجہ معاش انہیں نہایت تنگ تھی بعض
وقت ایسا اتفاق ہوتا کہ چار روز تک کچھ بہم نہ پہونچتا کہ سلطان الاولیا اور دیگر درویش اس سے افطار فرماتے ایک
عورت صالحہ کہ شیخ سے توسل رکھتی تھی اور ہمسایہ میں رہتی تھی اور سوت کات کر گیہوں خریدتی تھی اور نان سے نمک پکا کر اس
سے افطار کرتی تھی چاہا کہ ایام فاقہ میں اس نیک بخت نے ڈیڑھ سیر آٹا کہ اپنی توشے سے فاضل تھا شیخ کے واسطے بھیجا شیخ نے
کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آٹے کو دیگ میں ڈال کر پکاؤ شاید کہ کسی آنے والے کا حصہ ہوئے اور
شیخ کمال الدین یعقوب اُس کے پکانے میں مشغول تھے کہ ناگاہ ایک درویش گودڑی پوش کسی
مقام سے وارد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر آواز بلند فرمایا کہ اے شیخ جو کچھ حاضر

رکھتا ہی ہم سے دریغ نہ کر شیخ نے جواب دیا کہ آپ از راہ شفقت ایک لحظہ استراحت فرماوین کہ دیگ جوش مین ہی درویش نے فرمایا تو خود اُٹھ اور وہ دیگ چولھے پر سے بجنسہ اُٹھا لا شیخ یہ سنتے ہی بہ تعجیل تمام اُٹھے اور دست حق پرست پر آستین چڑھا کر دونون ہاتھ سے دیگ کے گلے کا کنارا پکڑ کے اُن کے روبرو لائے اور آواز جوش کی آدمیون کے کان مین پہونچتی تھی درویش نے وہ دیگ اُٹھا کر زمین پر دے ماری کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے نعمت باطن شیخ نظام الدین اولیا کو ارزانی رکھی ہی مین نے اُن کی ظاہری محتاجی کی دیگ کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ درویش آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اُس کے بعد ایسا ہوا کہ ہزارون لاکھون آدمی اُن کی خدمت مین پہونچکر مرید ہوے اور خرقہ خلافت کا پاکر درجۂ عالی اور مقام متعالی مین داخل ہوے اور بعد اس کے شیخ برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیرالدین محمود دہلی شرف ارادت اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور علم و فضل کے گنج معانی کہتے تھے اور شیخ اخی سراج کہ شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ مین مدفون ہین وہ بھی شیخ کے مریدون سے ہین اور خیرالمجالس مین مرقوم ہی کہ ایک دن مولانا حسام الدین نصرت خانی اور مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھے تھے شیخ نے انکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن کو صائم اور رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہی کہ بیوہ عورتین بھی اس کام مین اقدام کرسکتی ہین لیکن مشغولی بحق کہ مردان طلبگار درگاہ پروردگار مین بسبب اس کے راہ پاتے ہین اور قرب پیدا کرتے ہین اور مشاہدہ کی دولت سے فیضیاب ہوتے ہین وہ ان عبادات کے علاوہ ہی حضار مجلس نے جب یہ کلام سنا امیدوار ہوے کہ شیخ اُسے بیان فرمائین کہ وہ کون عبادت ہی شیخ نے انھین مضطرب اور مصر دیکھکر فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ اور وقت اس کا مذکور ہوگا خلاصہ یہ کہ مریدون اور عزیزون نے چھ مہینے انتظار کھینچا ایک دن سب شیخ کی مجلس مین حاضر تھے محمد کاشف جو بادشاہ علاءالدین خلجی کے دیوان عام کا داروغہ تھا وارد ہوا اور سر زمین پر رکھکر مودب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہان تھا اُس نے عرض کی دیوان عام مین آج ظل سبحانی نے پچاس ہزار روپیہ بندگان خدا کے واسطے انعام فرمائے ہین شیخ نے اُس وقت مولانا حسام الدین نصرت خانی اور دوسرے یارون سے متوجہ ہوکر فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہی یا وفا کرنا اُس عہد کا کہ جو تمھارے ساتھ کیا گیا یہ سنکر سب شرائط تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا ہشت بہشت سے بہتر ہی پچاس ہزار روپیہ نقرہ کیا مال ہی پھر اپنے پاس سلطان الاولیا نے تینون بزرگوارون کو بلایا اور لوگون کو رخصت کرکے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہونچنے کا راستہ مشغولی حق ہی باستغراق تمام خلوت مین اور بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ باوضو رہے اور صائم الدہر رہے باخلاص تمام اور اگر یہ میسر نہووے تقلیل غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سواے ذکر حق کے سکوت مین رہے مگر بضرورت اہل دنیا سے کلام مختصر کرے اور علے الدوام ذکو با رابطہ و استغراق عمل مین لائے اور

منقول ہو کہ تینوں مشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے التماس کی برکت سے ساتھ اس سعادت کے کامل ہو کر مرحلہ واصلین سے ہوئے اور نقل ہو مولانا شہاب الدین امام سے کہ ایک دن شیخ نظام الدین اولیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو دہلی کہنہ میں تشریف لے گئے اور ہم اور مولانا برہان الدین محمد غریب اُس جناب کی رکاب میں تھے اور شیخ حضرت خواجہ کی زیارت کرکے اور مشائخوں کی زیارت کے واسطے تالاب شمسی کے کنارے رونق افزا ہوئے اور اُس مقام میں خواجہ حسن شاعر ولد علائی سجزی کہ سن اُس کا پچاس برس سے زیادہ تھا ابتدائے حال میں شیخ سے رابطۂ اتحاد اور مصاحبت کلی رکھتا تھا ساتھ ایک جماعت یاروں کے مے نوشی میں مشغول تھا جب شیخ کو دیکھا آپ کے روبرو آن کر یہ دو بیت پڑھیں **ابیات**

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم	گر ز صحبتہا اثر بودی کجاست
زہد تان فسق از دل ما کم نکرد	فسق ما باں بہتر از زہد شماست

شیخ نے جب یہ بات سنی فرمایا صحبتوں کو تاثیریں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ تجھے نصیب ہوگی القصہ حضرت کی دعا مستجاب ہوئی خواجہ حسن سر برہنہ کرکے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمیع مناہی سے تائب ہو کر خود مع رفقا جو اُس کے ہم مشرب تھے مرید ہوئے اور خواجہ حسن نے کتاب فوائد الفواد مشتمل بر احوال شیخ نظام الدین اولیا اور حکایات جو کہ زبان مبارک پر آنحضرت کے جاری ہوئیں تصنیف فرمائی خلعت قبول اور تحسین سے سرفراز ہوئے اور امیر خسرو دہلوی نے اُس نسخہ پر رشک کرکے کہا کہ کاش خلعت قبول اور تحسین اِس نسخہ کی تصنیف کا میری نسبت منسوب ہوتا اور میری تمام تصانیف خواجہ حسن کے نام ہوتیں بہتر تھا اور کہتے ہیں خواجہ حسن نے بعد توبہ کے ایک غزل کہی جس میں یہ بیت بھی مندرج ہے **بیت**

اے حسن توبہ آنگہی کردے	کہ ترا قوت گناہ نماند

اور جس وقت کہ محمد تغلق شاہ دہلی کو خراب کرکے آدمیوں کو دولت آباد دکن کی طرف لے جاتا تھا خواجہ حسن بھی بزرگان دکن کی زیارت اور صحبت کی نیت سے ہمراہ گئے اور اِس ملک میں عالم باقی کی سمت سفری ہوئے اور بالا گھاٹ دولت آباد میں مدفون ہیں اور نقل ہے شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رغبت ہوتی تھی امیر خسرو اور امیر حسن قوال کہ علم موسیقی میں عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور منتجو شیخ کا غلام زر خرید تھا اور خوش آوازی میں صوت داؤدی رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا پہلے امیر خسرو غزلیں اور بیتیں ایسی تصوف آمیز پڑھتے تھے کہ شیخ سر مبارک کو جنبش دیتے تھے اور اسی کو امیر حسن قوال اور منتجو غلام ایسا سماں باندھتے تھے کہ شیخ وجد میں آتے تھے اور وہ سو قوال کہ راگ میں مرغ کو ہوا سے زمین پر لاتے تھے شیخ کے علاوہ خوار تھے اور سب کا سردار امیر حسن قوال تھا جب اپنے کام میں مشغول ہوتا تھا طرفہ مجلس منعقد ہوتی تھی اور وہ بیت کہ جس سے شیخ فرید گنج شکر کو وجد اور حال آتا تھا

لکھکر سلطان الاولیا کے ملاحظہ مین گذرانتا تھا اور سلطان الاولیا بھی اُس بیت سے محظوظ ہوتے تھے ایک روز سلطان الاولیا کو حکیم ثنائی کی ان دوبیت پر کہ حدیقہ مین مندرج ہین وجد حاصل ہوا

ابیات

بیش مسما جمال جان افروز	در نمودی برو سینہ بہ سوز
آن جمال تو چیست ہستی تو	وان سینہ تو چیست مستی تو

قرابیک ترک جو بادشاہ علاءالدین خلجی کا خاص ترخواص تھا باوجود صالح اور پرہیزگاری کے لطافت وظرافت مین بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدون مین بھی منتظم تھا ان ابیات کو قلمبند کرکے بادشاہ کے روبرو لے گیا بادشاہ ہربار پڑھتا تھا اور آنکھون پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا اُس وقت قرابیک ترک عرض پیرا ہوا کہ باوجود اس کے کہ ظل سبحانی شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین تعجب ہے کہ کبھی آنحضرت سے ملاقات نہین کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ اے قرابیک ترک ہم بادشاہ ہین سراپا دنیا مین آلودہ اور اس آلودگی سے شرماتا ہون کہ ایسے پاک کی زیارت کرون تجھے لازم ہے کہ خضر خان اور شادی خان کو جو میرے جگر گوشہ ہین شیخ کی خدمت مین لے جاکر مرید کرا اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشون کو شکرانہ پہونچا قرابیک ترک نے حکم کے موافق عمل کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ مین اُن بزرگوار کے واقع ہے خضر خان کی ساختہ اور پرداختہ ہے اور کہتے ہین کہ ایک روز بادشاہ علاءالدین خلجی نے ایک مندیل زر وجواہر سے مملو کرکے برسم نذر شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے برابر بیٹھا تھا دور سے اُس کی نگاہ اُس پر پڑی اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر بولا ایہا الشیخ ہدایا مشترک شیخ نے از روے ظرافت فرمایا اما تنہا خوشتر قلندر نے مایوس ہوکر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ تنہا خوشتر سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکر وہ تمام نقد وجواہر اُس کو بخشا اُس قلندر نے چاہا کہ اس سب کو اُٹھاوے اُس کی قوت نے وفا نہ کی شیخ کے خادم نے اُس کی مدد کی اور نقل ہے کہ جب بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ دہلی کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا خضر خان کو جو شیخ کا مرید تھا اُس نے قتل کیا اور شیخ سے بھی دربے عداوت ہوا اور ان دنون مین شیخ کے باورچیخانہ کا خرچ سواے غلہ کے دو ہزار روپیہ کا تھا اور انعام واکرام اور علوفہ متعلقان اور خرچ مسافران اور مجاوران اُس سے جدا تھا اس صورت مین بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اس قدر خرچ شیخ کا کہان سے آتا ہے قاضی کہ وہ بھی اس قدر اعتقاد آنحضرت سے نہ رکھتا تھا بولا اکثر امراے سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ سے کرتے ہین بادشاہ کو یہ امر پسند نہ آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کے مکان پر جاویگا یا اُن کی مدد خرچ کو روپیہ یا اشرفی بھیجے گا وہ نہایت معتوب اور مقہور ہوگا اور اس بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا پھر لوگون نے غضب شاہی کے خوف سے ہاتھ کھینچا اور اقبال غلام شیخ کا کہ تحویل اُس کے

پاس رہتی تھی تعمیر ہوا اس لیے کہ پیشتر اس سے مدریہ یاز کا روپیہ شمار آتا تھا چنانچہ ایک وقت ایک تاجر کو
اسے رہزنوں نے لوٹا تھا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سفارش نامہ صدرالدین عارف پسر
شیخ بہاء الدین زکریا کا اس کے پاس موجود تھا ملاحظہ میں گزرا کر عرض حال کیا شیخ نے خادم
سے فرمایا کہ علی الصلاح سے چاشت تک جو فتوح پہنچے زر نذرانہ آوے اس غریب کے سپرد کرو متواتر
کہ بارہ ہزار روپیہ پہر دن چڑھتے تک اس تاجر کو وصول ہوئے القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے واقف
ہوئے اعمال غلام سے فرمایا کہ آج سے خرچ مقرری مضاعف کر اور جس وقت تجھے روپیہ کی حاجت
ہووے بسم اللہ پڑھکر ہاتھ اپنا اس حجرے کے طاق میں ڈال کر نکال لیا چاہیے اعمال حسب الحکم عمل
میں لاتا تھا جب یہ خبر رفتہ رفتہ بادشاہ کو پہونچی نہایت شرمندہ اور نادم ہوا لیکن پھر بھی از راہ
جہالت اور رجالت شیخ کو یہ پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے میری ملاقات کو آتے تھے
اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رنجہ فرماویں مراحم والی سے بعید ہوگا شیخ نے جواب دیا کہ میں مرد
گوشہ نشین ہوں کہیں نہیں جاتا اور علاوہ اس کے رسم اور عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر ہوتی ہے
ہمارے بزرگوں کا قاعدہ نہ تھا کہ کبھی دربار میں جاویں اور بادشاہ کے مصاحب ہوویں اس
امر میں فقیر کو معاف رکھیں اور اس مسکین کو اپنے حال پر چھوڑیں بادشاہ کہ نشۂ قوت سے مغرور
تھا اس عذر کو قبول نہ کیا اور اس کے درجواب لکھا کہ آپ کو ہفتہ میں دو بار میری ملاقات کو آنا ہوگا
شیخ نے ناچار ہو کر خواجہ حسن شاعر کو شیخ ضیاء الدین رومی کے پاس کہ پیر بادشاہ قطب الدین مبارکشاہ
اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھا دیں کہ فقیروں کا آزردہ کرنا
کسی مذہب اور ملت میں درست نہیں ہے اور خیر دارین کی اس قوم کی کم آزاری میں ہے اور ہمارا
اس کے ہر خانوادہ کی ایک روش مخصوص ہے خواجہ حسن شیخ ضیاء الدین رومی کے مکان سے پلٹ کر
خبر لائے کہ ان کا درد شکم کی شدت سے حال ردی ہے کہ بیٹھکر نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں شیخ ساکت ہوئے
اور انہیں دنوں میں شیخ ضیاء الدین رحمت حق میں واصل ہوئے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم
کے دن وہاں حاضر ہوئے اور رسم ہندوستان کے موافق اول قرآن شریف کے سیپارہ تقسیم
کرکے پڑھے اس کے بعد جو آیت پڑھکر پھول اٹھائے اور سلطان الاولیا بھی بقصد زیارت وہاں
تشریف لے گئے بادشاہ کو سلام کیا اور بادشاہ نے جواب نہ دیا اور مطلق التفات نہ کی اور ایک
روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ جب شیخ اس مجلس میں رونق افزا ہوئے جس شخص نے حضرت کو دیکھا
تعظیم کے واسطے دوڑا اور حضرت سے عرض کی کہ بادشاہ بھی اس مجلس میں تشریف رکھتے ہیں اگر
آپ سلام کریں ہم بادشاہ کو اعلام کریں شیخ نے فرمایا سلام کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ قرآن پڑھنے
میں مشغول ہے اسے مشوش نہ کرنا چاہیے اور جب حضار مجلس ہجوم کر کر شیخ کے قدم پر گرے بادشاہ
گوشہ چشم سے دیکھتا تھا دل میں آزردہ ہوا بعد اس کے بادشاہ نے ایک محضر تیار کرکے یہ حکم
دیا کہ اگر ہر ہفتہ میں شیخ ایکبار میری ملاقات سے متعذر رہو تو ہر سلخ پہلے ہر چاند رات کو البتہ آن کر

مجھے دیکھے نہین تو دلیسی فکر کی جاوے سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحید الدین قندزی اور مولانا
برہان الدین مروی اور دیگر اکابر نے بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسوین تاریخ کو غیاث پور
مین جاکر شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گذار کیا اور یہ بات کہی کہ بادشاہ جوان
عاقبت نااندیش ہے اور حضرت بفضل خدا سے پیر دانش کیش ہین اگر ہر مہینے مین ایک مرتبہ ضرورتاً دیوان عام سلطانی مین
تشریف لیجاوین اور درویشی مین فرق نہوگا شیخ نے تامل کرکے فرمایا انشاء اللہ دیکھتا ہون کہ اس کا انجام
کیا ظہور مین آتا ہے وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیا بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوئے بادشاہ سے
جاکر عرض کی ہم نے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاندرات کو آپ کی ملاقات کو آوین گے اور چاندرات کو خواجہ وحید الدین
قندزی اور اعزالدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے اُنھون نے شیخ کی خدمت مین آن کر عرض کی
کہ بادشاہ آپ کے قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محظوظ ہوا شیخ نے جواب دیا کہ مین ہرگز بزرگون کے خلاف
نہ کرونگا کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤن یہ سنکر دونون بزرگوار غمگین ہوے اور یہ التماس کی کہ چاندرات قریب ہے
اور بادشاہ پرخاش پر آمادہ ہے حضرت کو مناسب ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی طرف توجہ
فرماوین تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اس امر حقیر کے واسطے شیخ
کی طرف متوجہ ہون اور دین کے کام بہت ہین شیخ کی طرف اُن کے واسطے توجہ کرنی چاہیے اور علاوہ اُسکے
تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھپر ظفریاب نہوگا کس لیے کہ شب کو مین نے خواب دیکھا ہے کہ صفہ پر قبلہ رو بیٹھا
ہون اور ایک بیل شاخدار نے مجھپر قصد کیا جب نزدیک پہونچا مین نے اُسکے دونون سینگ پکڑکے ایسا
اُسے زمین پر دیمارا کہ وہ فوراً ہلاک ہوا خواجہ وحید الدین قندزی اور اعزالدین علی شاہ نے جب یہ واقعہ
سُنا سمجھے کہ اُس جناب کو کچھ آسیب نہ پہنچے گا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہونچیگا القصہ چاندرات کو خواجہ اقبال
نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سلخ ہے حکم ہو کہ کونسا راہوار حضرت کی سواری کو مہیا کرون
شیخ نے کچھ جواب نہ دیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہر دن باقی رہا پھر عرض کی کہ سواری کا وقت
بھی ہے اگر حکم ہو پالکی اور کہارون کو حاضر کرون اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ اقبال
کو پھر عرض کی مجال نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اُسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے
خسرو خان جو نمک پروردہ اور شاہ کا محرم راز تھا بلکہ شاہ نے اُسے خاک مذلت سے اُٹھاکر مرتبہ
عالی پر فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب مین مذکور ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور منقول ہے
کہ شیخ شرف الدین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے پوتے شیخ بدرالدین سمرقندی کے عرس مین حاضر
تھے ایک شخص نے اُن سے یہ کلام کیا کہ شیخ نظام الدین اولیا عجب باطن فارغ البال رکھتے ہین
کہ اہل و عیال کی طرف سے اُن کو کچھ فکر و غم نہین کیونکہ اس قدر فراغت دینوی انھین حاصل
ہے کہ ایک عالم اُن کے خوان مائدہ فیض اور احسان سے بہرہ یاب ہے کسی طور کا انھین رنج نہین
پہونچتا ہے بے فکری سے گذرتی ہے بعد اسکے جب شیخ شرف الدین وہان سے شیخ کے مکان پر
آسنے چاہا کہ وہ تذکرہ عرض کرون شیخ نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا بابا شرف الدین

ہو وے رودکہ دم بدم مجھے یہ بھاتا ہے مجھے یقین ہے کہ دوسرے کو ہوگا وہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی شخص میرے
پاس آن کر اپنا درد دل اظہار کرتا ہے اُس وقت سے مجھے اس قدر غم والم لاحق حال ہوتا ہے
کہ زبان اُس کی شرح سے عاجز ہے مگر سنگین دل ہے وہ کہ جسے غم برادر دینی کا اثر نہ کرے
اور یہی حکم الملعون من اللہ علیٰ خطر عظیم جاننا چاہیے **مصرع**

روئیکان راہیں نور حیرانی

نقل ہے کہ دہلی میں ایک براز تھا شمس الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد نہ رکھتا تھا
بلکہ حضرت کی غیبت میں بے ادبانہ کلام کرتا تھا ایک روز اُس نے موضع اعیان پور کے قریب
ایک مقام سرو زار اور فرحت افزا دیکھا اپنے ہمراہیوں کو لے کر وہاں بیٹھا اور مے نوشی پر آمادہ
ہوا اس اثنا میں وہ چشم ظاہری سے کیا دیکھتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا اُس کے مقابل ایستادہ
ہیں اور اشارہ سے ممانعت کرتے ہیں فوراً اُس نے شراب پانی میں پھینکدی اور وضو کر کے
شیخ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا جوہیں شیخ کی نگاہ اُس پر پڑی فرمایا کہ جس شخص کو سعادت مساعدت
کرتی ہے ایسے گناہوں سے باز آتا ہے شمس الدین یہ کلام سکر ششدر اور متحیر ہوا اور اُسی وقت صدق
دل اور اخلاص تمام سے حضرت کے مریدوں میں منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال ومنال
اپنا شیخ کے جماعت خانہ کے درویشوں پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے سبکبار اور مجرد ہو کر عرصہ
قلیل میں جملہ اولیاء اللہ سے ہوا اور خیر المجالس میں کہ شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف ہے وہ روایت
کرتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ سے رخصت لیکر اودھ کیطرف جاتا تھا شمس الدین براز کو میں نے
قصبہ پٹیالی میں دیکھا تو ایک گدڑی پارہ پارہ اُس کے زیب بدن تھی اور ایک جریب ہاتھ میں اور طرف
گلی کہ جس کا گلا رسی سے بندھا تھا ہاتھ میں لٹکائے ہیں اور خطۂ بہار کی سمت عازم ہیں شاید
بہار میں اُن کی بوڑھی ماں تھیں جب میں نے انھیں اس حال ردی سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا
حال ہے جواب دیا کہ الحمد للہ شیخ نظام الدین اولیا کی برکت سے دروازے سعادت کے مفتوح ہیں
اور دل ہوا وہوس سے خالی ہوا ہیں نے گذرتی ہے میں نے چاہا کہ میرے پاس ایک چھاگل چمڑی
ہے اُسے قبول فرمائیں تو نہایت احسان ہے فرمایا کہ میں اس حیات کی عنایت سے اکثر نماز کے
واسطے مسجد میں اُترتا ہوں کوئی شخص اس لکڑی اور بطرف گلی پر نظر نہیں کرتا ہے شاید اس چھاگل
چرمی کی کوئی طمع کرے یہ فرما کر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور جدا ہوئے اور یہ بھی نصیر الدین
اودھی فرماتے ہیں کہ میں جب قاضی محی الدین کاشانی کے پاس علوم ظاہری پڑھتا تھا ناگاہ
ایسا بیمار ہوا کہ لوگوں نے میری زیست سے قطع نظر کی قضارا شیخ نظام الدین اولیا میری
عیادت کے واسطے تشریف لائے اُس وقت میں نہایت بے ہوش تھا جب آنحضرت نے
دست مبارک میرے سر پر پھیرا میں فوراً ہوش میں آیا اور صحت پائی اور اُن کے قدم پر گر پڑا اور اس دن سے
میرا اعتقاد اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف روایت کرتے ہیں کہ ایک

مرید نے حضرت نظام الدین اولیا کی دعوت کی اور قوالون کو بلایا اور بقدر مقدرت طعام بھی مہیا کیا اور جب راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور کھانا اسقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کو کفایت کرے خداوند دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کر کے مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے سمجھ گئے اور اپنے خادم کو جس کا نام بشیر تھا اشارہ کیا کہ آدمیون کے ہاتھ دھلا اور دس دس آدمی یکجا بٹھا اور بسم اللہ کہکر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے مع سالن لوگون کے سامنے رکھ جب بشیر نے ایسا کیا کہتے ہین تمام خلق حسب رغبت کھانا کھا کر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا بارہ برس کے سن مین مولانا علاء الدین اصولی سے کہ مناقب اُن کے کتاب فوائد الفواد مین مسطور ہین کتاب مدوری پڑھتے تھے اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سے خرقہ رکھتے تھے لیکن اواخر حال مین شیخ نظام الدین اولیا کی نظر ایک روز راستہ مین مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسی طرف جاتے تھے فوراً طلب کر کے اپنا خلعت خاص اُنھین پنھایا اور اُن کے حق مین دعاے خیر کی اور مولانا اُسی دم شیخ نظام الدین اولیا کے مرید ہوے اور تھوڑے عرصہ مین واصلان حق سے ہوے اور اُنھین دنون مین شیخ شرف الدین احمد سبزواری اور بڑے بھائی اُنکے شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کیطرف آتے تھے اور شیخ کیخدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوا چاہتے تھے شیخ نے فرمایا کہ خانوادہ فردوسیون کا تمھارے حوالہ ہی آخر دونون بھائی آپ کے اشارہ کے بموجب وہان جاکر شیخ نجم الدین فردوسی کے مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین احمد سبزواری خرقہ خلافت پاکر ولایت بہار مین گئے اور وہان استقامت کر کے کتاب مکاتیب و معدن المعانی تالیف فرمائی اور نقل ہی شیخ نصیر الدین سے کہ قصبہ سرساوہ مین ایک دانشمند تھے اُن کے مکان مین آگ لگی فرمان املاک کا جلگیا اُنھون نے دہلی مین آن کر ایک مدت مدید کچہری مین دوا دوش کر کے دوسرا فرمان فرمان سابق کے موافق حاصل کیا اور اُسے بغل مین رکھکر بہ بشاشت تمام اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ مین ایک دوست سے دوچار ہوکر ایسی باتون مین مشغول تھے کہ فرمان اُن کی بغل سے گر پڑا مطلق اُس کا خیال نہ رہا جب مکان پر آئے اور فرمان نہ دیکھا جہان اُن کی نظر مین تیرہ و تاریک ہوا اُسی قلق اور اضطراب مین سلطان الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کیا شیخ سے اُن کا اندوہ ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا نذر کرکہ فرمان تیرا جب مل جاوے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی روح پر فتوح کے واسطے حلوا نذر کر کے حاضر کرے گا مولانا نے نذر بدل و جان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کے شیخ نے فرمایا مولانا اگر تو ابھی حلوا خرید کر کے حاضر کرے تو خوب ہی مولانا فوراً اُٹھکر حلوائی کی دوکان پر گئے اور کئی درم کا اُس سے حلوا طلب کیا حلوائی نے حلوا تولکر ایک کاغذ نکالا تو اُسے چاک کر کے حلوا اُس مین لپیٹے مولانا نے اسے پہچانا کہ یہ فرمان میرا ہی حلوائی سے گھرک کر فرمایا کہ اسے چاک نہ کر یہ میری املاک کا فرمان ہی پھر اُسے مع حلوا لے کر شیخ کیخدمت مین حاضر ہوے اور سر زمین پر رکھکر مرید ہوے اور اہل ارادت نے اس کرامت سے متحیر ہوکر اعتقاد کی تازگی اور شادابی حاصل کی اور نفحات مین لکھا ہی کہ جب اُس شخص نے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر

کاغذ کے گم ہونے کا اظہار کیا اور التماس دعا کرنے کے اضطرار ظاہر کیا شیخ نے اُسے ایک درم دیا کہ اس کا حلوا
خرید کرکے شیخ فرید الدین گنج شکر کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھکر درویشوں کو تقسیم کرے جب اس شخص نے درم
حلوائی کو دیا اور اُس سے حلوا کاغذ میں لیکر لیا جب غور سے دیکھا وہی کاغذ تھا جو گم ہو گیا تھا اور اس سے
زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ ایک شخص نے سوداگر کسی کے پاس امانت رکھے اور اس سے امانت نامہ لکھوا لیا
تھا اور جب وقت اُسکے مطالبہ کا آ پہونچا سند نہ پائی شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس دعا کی شیخ نے فرمایا
میں پیر ہوں اور شیرینی کو دوست رکھتا ہوں ایک رطل حلوا میرے واسطے مول لے آ تو دعا کروں اس مرد نے
حلوا خرید کیا اور کاغذ میں لپیٹ کر شیخ کے پاس لایا شیخ نے ارشاد کیا کاغذ کو کھول جب اُس نے کھولا وہی
امانت نامہ تھا پھر فرمایا سند لے اور حلوا لیجا آپ کھا اور اپنے لڑکوں کو دے وہ دونوں چیزیں لیکر حضرت سے
رخصت ہوا اور نقل ہے کہ اسی سراج پروانہ شیخ نور کے دادا جو بنگالہ میں مدفون ہیں محض ناخواندہ تھے جب دہلی
میں آکر شیخ کے مرید ہوئے شیخ نے ملا فخر الدین زرادی سے کہا یہ جوان بہت قابل ہے کاش تھوڑا علم ظاہری
رکھتا تو خوب ہوتا مولانا فخر الدین زرادی نے یہ سنکر سر زمین پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توجہ ہو تو بندہ
اس جوان کو چند روز میں مسائل ضروری تعلیم کرے شیخ نے فرمایا مبارک ہے مولانا انہیں اپنے مکان پر لیجا کر تعلیم
میں مشغول ہوئے چنانچہ شیخ کی برکت انفاس سے تھوڑے عرصہ قلیل میں دانشمند ہوئے اور خرقہ خلافت سے
مشرف ہو کر بنگالہ میں تشریف لے گئے سید وحید الدین کرانی مبارک سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدوں
سے ہیں اور سید محمد مشہور اور کتاب سیر الاولیا اُن کی تصانیف سے ہے منقول ہے کہ خسرو خان بعد
قتل بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ جب تخت پر بیٹھا دو لاکھ یا تین لاکھ روپیہ ہر ایک مشائخ کے واسطے
بھیجے سوائے ان میں مشائخ کے جیسے سید علاء الدین جیلوری اور شیخ وحید الدین خلیفہ شیخ فرید الدین
مسعود گنج شکر اور شیخ عثمان سیاح کہ خلیفہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ہیں سب نے قبول کیا لیکن اکثر
بزرگواروں نے وہ روپیہ امانت نگاہ رکھا ایک حبہ اُس میں سے صرف نہ کیا اور شیخ نظام الدین اولیا
پانچ لاکھ روپیہ خسرو خان سے صرف فقرا میں لائے اور چار ماہ کے بعد جب غازی ملک یعنی سلطان
غیاث الدین تغلق خسرو خان کو تہ تیغ کرکے بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال بہم پہونچا کر درپے اس کے ہوا
کہ خسرو خان نے جو روپیہ مشائخوں کو دیا تھا بازیافت کرے اکثر مشائخ نے بلا تامل ادا کیا اور شیخ
نظام الدین اولیا نے وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ جواب نہ پایا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے
شیخ سے بیجا سوء مزاجی بہم پہونچائی اور ایک جماعت کہ شیخ سے عداوت اور حسد رکھتی تھی اور راگ
کی منکر تھی اُس نے فرصت پاکر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مریدان راگ کے سوا کوئی کام
نہیں رکھتا ہے اور سرود اور مزامیر جو مذہب حنفی میں حرام ہے سنتا ہے بادشاہ کو واجب ہے کہ علما کو طلب کرکے
ایک محضر بنا دے اور اسے اس فعل نامشروع سے ممانعت کرے بادشاہ غیاث الدین نے قلعہ
تغلق آباد میں کہ اس کا تعمیر کیا ہوا تھا شیخ اور جمیع علما کو اُس قلعہ میں طلب کیا چنانچہ ترین دانشمند کہ
ہر ایک اپنے سن میں سرآمد روزگار زمانے تھے اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کے منکرین

شیخ نظام الدین اولیا سے خصومت اور نزاع رکھتے تھے بحث کیواسطے حاضر ہوئے مولانا فخرالدین رازی کہ شیخ کے مریدوں سے تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے اُنھوں نے بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیوں کو جو سب سے عالم زیادہ ہوں انتخاب کیجیے تو وہ ہم سے بحث کرین الغرض بادشاہ نے قاضی رکن الدین الوالجی کو کہ شہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت میں فخر و مباہات کرتا تھا بحث کیواسطے اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے درویش تم سرود اور راگ کے بارہ مین کیا دلیل رکھتے ہو شیخ حدیث نبوی السماع مباح لاہلہ کو اپنی برئت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد متقلد ہو تمھین حدیث سے کیا کام ہے کوئی روایت ابوحنیفہ سے لاؤ تو ہم اُسے قبول کرین شیخ نے کہا سبحان اللہ مین حدیث صحیح مصطفوی نقل کرتا ہون اور تم مجھ سے روایت ابوحنیفہ طلب کرتے ہو شاید حکومت کی رعونت تمھارے دماغ مین ہے کہ تم خدا کے دوستون سے بے ادبی کرتے ہو انشاءاللہ تعالے جلد اس عہدہ سے معزول ہو گے اور بادشاہ نے جب حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی متفکر ہو کر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو مین تھے اور وہ سب کے سوال و جواب سنتا تھا کہ اتنے مین مولانا علم الدین پوتے شیخ بہارالدین زکریا کے ملتان سے آئے اور گرد راہ سے دیوان عام مین تشریف لیگئے بادشاہ نے مع حضار مجلس اُن کے استقبال کیواسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر ملاقات کی اور باعزاز و احترام پیش آئے اس کے بعد بادشاہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کس واسطے تکلیف دی ہے کہ وہ جناب یہان تشریف لائے ہین بادشاہ نے کہا کہ حلت اور حرمت راگ کے بارہ مین علما کا محضر ہوا تھا الحمدللہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین کہ علامہ زمان تھے کہا مین نے سفر مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام کیا ہے تمام شہرون مین مشائخ باوجود علمائے متبحر اور پرہیزگار کے راگ سنتے ہین اور کوئی شخص انھین مانع نہین ہوتا ہے ولاہلہ بلاشک و شبہہ مباح ہے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب اُنکے تمام اہل حال ہین اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد اور تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سُنا ہے اور وجد فرمایا ہے جب مولانا نے یہ کہا بادشاہ اُٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ از بسکہ شرمندہ ہوا اُسی دن قاضی رکن الدین ابوالجی کو عہدۂ حکومت سے معزول کیا اور منقول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کا سن مبارک پچانوے ۹۵ سال کو پہونچا وہ جناب سات مہینے مرض حبس بول و غائط مین مبتلا رہے ایک روز اقبال کو طلب کرکے فرمایا کہ اسباب اور زر نقد سے جو کچھ میری ملک مین ہے حاضر کر تو آدمیون پر تقسیم کرون اُس نے جواب دیا کہ زر نقد سے تو کچھ ایک حبہ میری تحویل مین نہین ہے ہر روز کی آمدنی اُسی دن صرف ہوتی ہے لیکن کئی ہزار من غلہ انبار خانہ مین موجود ہے ہر روز لنگر مین خرچ ہوتا ہے شیخ نے فرمایا کہ اُسے کس واسطے نگاہ رکھا ہے جلد اُسے برآوردہ کرا در مستحقون کو پہونچا یہ فرما کر بقچہ جامہ کا طلب کرکے ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلا سے خاص مولانا برہان الدین غریب کو عطا کیا اور انھین دکن کی طرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دیکر گجرات کی سمت روانہ کیا اور اسی طور سے مولانا جمال الدین خوارزمی مولانا شمس الدین یحییٰ کو ایک ایک دستار اور

پیراہن اور مصلا عنایت فرمایا اور تعجب میں کوئی تبرک قسم جامہ سے باقی نہ رکھی اور ان دونوں میں جو شیخ نصیرالدین اودھی
حاضر نہ تھے انھیں کچھ عنایت نہ ہوا اس سبب سے تمام حضار حیران رہے لیکن بعد چند روز کے روز
چہارشنبہ ربیع الثانی کی اٹھارہویں تاریخ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری میں بعد نماز ظہر سلطان الاولیا نے
نصیرالدین اودھی کو طلب کر کے خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبین یعنی کشکول وغیرہ جو کچھ
شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر سے اس جناب کو پہونچا تھا انھیں سب عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ تم دہلی
میں رہ کر آدمیوں کی جفا اور جفا اٹھاؤ پھر بعد نماز عصر کے ابھی آفتاب غروب نہ ہوا تھا سلطان الاولیا
جوار رحمت حق میں داخل ہوئے اور غیاث پور میں کہ اب وہ محلات نئی دہلی سے ہے مدفون
ہوئے اور وہ جناب ہمیشہ مجرد رہے عمر پارسائی میں بسر کی اور مشہور ہے کہ بادشاہ غیاث الدین
تغلق شاہ اگرچہ بسبب ظاہر شیخ سے کچھ نہ کہتا تھا اور شیخ کے احوال کا معارض اور متعرض نہ ہوتا تھا
لیکن اس قدر اپنے دل میں رنجش رکھتا تھا کہ اس نے جس وقت بنگالہ سے مراجعت کی عزیمت
کی شیخ کو پیغام بھیجا کہ آپ غیاث پور سے نکل جائیں میں دہلی میں آن کر اس موضع میں آپ کو مقیم نہ
پاؤں شیخ نے حالت بیماری میں یہ جواب دیا کہ ابھی دہلی دور ہے پھر آخر کو یہ ہوا کہ وہ دہلی میں نہ پہونچا تھا
کہ تغلق آباد کا محل اس پر گرا اس میں دب کر ہلاک ہوا اور شیخ نے اس سے چند روز پیشتر رحلت کی
تھی اور یہ مثل کہ ابھی دہلی دور ہے ہند میں مشہور ہے نقل ہے کہ ایک روز شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر
کے مکان میں فاقہ تھا شیخ نظام الدین اولیا سے فرمایا کہ کچھ لاؤ سلطان الاولیا نے اپنی دستار مبارک
رہن کر کے قدری نمک خرید کی اور جوش کر کے حاضر کی شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے باتفاق
یاران تناول فرمائی اس کے بعد آنحضرت نے کھانے کے پہلے دعا دی کہ کیا خوب اسے پکایا تھا اور نمک
موافق اس میں ڈالا تھا حق سبحانہ تعالے اپنے فضل وکرم سے ایسا کرے کہ تیرے باورچی خانہ
میں ہر روز ستر من نمک خرچ ہووے اور اسی وقت شیخ نے دیکھا کہ شیخ نظام الدین اولیا کی ازار پھٹا
سے چاک ہے حضرت شیخ فرید گنج شکر نے اپنی ازار مکان سے طلب کی اور آپ کو عطا کی اور فرمایا
اسے پہن شیخ نظام الدین اولیا نہایت محظوظ ہوئے اور شیخ کے حضور وہ ازار اپنی ازار پر پہننے
لگے ناگاہ ازار بند دست مبارک سے چھوٹ گیا ازار گر پڑی شیخ نے فرمایا کہ ازار بند خوب کس کر باندھو
شیخ نظام الدین اولیا نے عرض کی کہ کیونکر باندھوں فرمایا ایسی باندھو کہ سوائے حوران بہشتی کے نہ
کھلے شیخ نظام الدین اولیا تعظیم بجا لائے اور قبول کیا چنانچہ توفیق ایزدی سے آخر عمر تک عورتوں
سے مباشرت نہ کی اور جیسا کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے فرمایا تھا ہر روز ستر من نمک آپ
کے باورچی خانہ میں صرف ہوتا تھا اور نقل ہے کہ ایک صوفی کو شیخ نظام الدین اولیا کی مجلس میں حال آیا
اور وہ ایک آہ کھینچ کر جل گیا سلطان الاولیا جب حال سے فارغ ہوئے پوچھا کہ یہ خاکستر کیسی ہے
لوگوں نے عرض کی کہ فلاں صوفی ایک آہ کر کے جل گیا یہ اسی کی راکھ ہے پھر شیخ نے پانی پڑھ کر
اس پر چھڑکا وہ صوفی دوبارہ زندہ ہوا اور تذکرۃ الاولیا میں مذکور ہے کہ شیخ نے اس سے فرمایا تھے

روا نہین ہو کہ تو راگ کے وقت حاضر ہو کس واسطے کہ تو ابھی خام ہو اس سبب سے تو ایک آہ سے جل جاتا ہو اور صوفیون کے سر پر بہت ماجرے گذرتے ہین کہ اُس کے متحمل ہوتے ہین دم نہین مارتے

ذکر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیر الدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کے قائم مقام اور سجادہ نشین ہوے اور جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی ہو کر اخلاق حسنہ کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور اُن کے فضل و دانش کی کثرت اور وفور سے سلطان الاولیا کے اصحاب اُنھین گنج معانی کہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا کے بعد از وفات وہ جناب دہلی مین سجادہ نشین ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد مین مشغول تھے جیساکہ مخدوم جہانیان سید جلال کی داستان مین لکھا ہو کہ جب مکہ معظمہ مین شیخ عبداللہ یافعی کی زبان پر جاری ہوا کہ مشائخ دہلی کے تمام جوار رحمت حق مین واصل ہوئے اب شیخ نصیر الدین اودھی کہ چراغ دہلی ہو باقی رہا اس واسطے اُس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جہانیان مکہ سے مراجعت کر کے دہلی مین آئے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کی صحبت مین تبرک خرقہ سے مخصوص ہوے اس سبب سے کہتے ہین کہ ملتان کے مشائخ خانوادہ چشتیہ سے بھی بہرہ رکھتے ہین اور سید محمد گیسو دراز جو شہر حسن آباد گلبرگہ مین مدفون ہین اور شیخ اخی سراج پروانہ کہ مقبرہ اُن کا بنگالہ مین ہو اور شیخ حسام الدین جو نہروالہ گجرات مین آسودہ ہین آنحضرت کے مریدون سے ہوتے ہین اور منقول ہو کہ شیخ نصیر الدین اودھی نے خلق کے ازدحام سے بتنگ آن کر امیر خسرو سے کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سے میرے واسطے رخصت لین تو مین کسی پہاڑ یا بیابان مین جا کر اس ہجوم سے نجات پا کر ذکر حق مین مشغول ہون شیخ نے فرمایا اُن سے جا کر کہو کہ تمھین خلق مین رہنا اور اُن کے قفا و جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہو کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خونریزی اور سیاست کے سبب خونی مشہور ہوا اتفاقا اُس نے درویشون سے سوء مزاجی بہم پہونچا کر حکم کیا کہ درویش خدمتگارون کی طرح میری خدمت کرین یعنی کوئی مجھے پان کھلاوے اور کوئی میرے دستار باندھے الغرض بہت مشائخون کو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانے کی دی شیخ نے قبول نہ کی بادشاہ نے طیش مین آن کر شیخ کو قفا دے کر قید کیا اور شیخ کو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یاد آیا ناچار اُنھون نے خدمت قبول کر کے قید سے نجات پائی قضارا اُنھین دنون مین بادشاہ کو قضایائے عجیب پیش آئے اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا بندگان خدا نے رہائی پائی اور تذکرۃ الاتقیا مین مرقوم ہو کہ شیخ نماز عصر کے بعد حجرہ مین داخل ہو کر حق کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوتے تھے اور کسی سے بات نہ کرتے تھے اور خادمون کو یہ حکم دیا تھا کہ اس وقت جو شخص میری ملاقات کو آوے اُسے ایک تنکہ دے کر رخصت کرو اور اگر ایک تنکہ نہ لیوے دو تنکہ سے پچاس تنکہ تک دے کر اُسے واپس کرو اور اگر اس مقدار سے بھی راضی نہ ہووے اُسے میرے پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا

مذکور ہے کہ ایک قلندر شیخ کے دیکھنے کو آیا ہر چند خادموں نے چاہا کہ وہ کچھ لے کر رخصت ہووے اُن
کا سمجھانا مفید نہ ہوا ناچار اُسے اذن دخول حجرہ دیا قلندر نے سلطان صفت نے حجرے میں جاکر بہ سختی و زشتی
شیخ سے کچھ طلب کیا شیخ نے جو طاعت میں مشغول تھے دو تین مرتبہ اشارہ کیا کہ بیٹھ جا میں تجھے دوں گا قبول
نہ کیا اور اس موذی نے چند زخم چھری کے شیخ کے جسد مبارک پر مارے کہ خون سوراخ آستانہ سے
روان ہوکر برآمد ہوا خادم مضطرب ہوکر اندر گئے اور چاہا کہ اُسے سزا کو پہنچا دیں شیخ نے ممانعت
کی اور ایک گھوڑا اور پچاس اشرفی اُسے مرحمت فرمائیں اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑے پر سوار ہوکر
اس شہر سے نکل جا تو کوئی تجھے مزاحمت نہ پہنچاوے قلندر نے اُسے لے کر حسب الارشاد کار بند ہوا
اور چند ساعت کے بعد جب وقت ارتحال پہنچا آپ نے وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھے
غسل دیویں اور اس خرقہ میں جو شیخ نظام الدین اولیا سے پہنچا ہے لپیٹ کر مع عصا اور مصلے مجھے
قبر میں رکھیں القصہ وہ جناب اٹھارھویں تاریخ ماہ رمضان المبارک شب جمعہ ۷۵۷ھ سات سو ساون
ہجری میں ساتھ رحمت ایزدی کے واصل ہوئے اور سید محمد گیسو دراز نے حسب وصیت عمل کر کے
غسل و کفن دے کر مدفون کیا اور مدت آپ کی عمر کی اسّی برس راوی نشان دیتے ہیں اور نقل ہے کہ سید
محمد گیسو دراز نے جب دیکھا کہ پیر بے نظیر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے خرقہ اور عصا اور
مصلا نہ پہنچا گریباں تاسف دریاں شہر دہلی سے برآمد ہو کر دکن کی طرف گئے اُس وقت میں شاہ فیروز شاہ
بہمنی دکن میں فرماں روا تھا وہ سید کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور انہیں باعزاز تمام احمد آباد
بیدر میں پہنچایا اور اس تفصیل سے کہ جو احوال میں اُس کے لکھا گیا سید کا مرید اور معتقد ہوا اور اُن
کی تعظیم و تکریم میں زیادہ تر کوشش کر کے ایک گنبد کہ سید اُس میں مدفون ہیں تیار کیا اور اہالی دکن
کو اُن بزرگوار کی نسبت حد سے زیادہ اعتقاد اور اخلاص تھا سلطان فیروز شاہ نے فرمایا کہ جو قصبے
شاہان بہمنیہ نے اُن سید کو وقف کیے ہیں شاہان عادل شاہیہ و نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ اُن
کے فرزندوں پر حسب دستور بحال رکھیں اور اولاد اُن کی دو فرقہ ہوئی بعض نے مذہب امامیہ
لیا اور بعضے مذہب حنفی رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ جب سید گجرات کے راستے سے دکن میں روانہ ہوئے
شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی کے بہت مریدوں نے اُن کی ہمراہی اختیار کی لیکن جب
اُنکے ہمراہ نہروالہ میں پہنچے اور خواجہ رکن الدین کان شکر سے ملاقات کی خواجہ نے پوچھا کہ اپنے تئیں
کہاں پہنچایا فرمایا میں نے کام شبلی اور جنید کا کیا لیکن کچھ کشائش اپنے کام میں نہ پائی خواجہ نے کہا اس
سبب سے کہ اُن بزرگواروں نے کیسہ زر پھینکا تھا اور تو نے جمع کیا سید متنبہ ہوئے اور کیسۂ زر جو
کمر میں رکھتے تھے اُسے اپنے پاس سے دور کیا ایک مریداں شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی سے
شیخ اخی سراج پروانہ ہیں اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی نسبت ارادت صادق رکھتے تھے
اور اُس جناب سے تربیت پا کر بنگالہ کی طرف رخصت ہوئے تھے لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی بعد
وفات پھر دہلی میں آئے اور دست ارادت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہاتھ میں دے کر درجۂ کمال کو

پہونچے اور خرقہ بنگالہ کی خلافت کا پایا اور مشہور ہی کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نے انھین بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی انھون نے عرض کیا کہ اُس مملکت مین شیخ علاء الدین قل تشریف رکھتے ہین اور اُس طرف کی تمام خلقت اُن سے رجوع ہی میرا رہنا اُس ملک مین کیا اثر بخشیگا شیخ نے فرمایا کہ تم اوپر وسے قل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ اخی سراج پروانہ اپنے کام کی برتری کی بشارت سنکر بنگالہ کی طرف راہی ہوئے مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قل کی ملاقات کو گئے وہ شیخ کے اُس ملک مین آنے سے آزردہ خاطر ہوے خبر اُن کی تشریف آوری کی سنکر چارپائی پر چار زانو ہوکر بیٹھے اور جب شیخ تشریف لائے انھین سلام کیا تو انھون نے تواضع نکی اُسی طریق سے بیٹھے رہے اور شیخ اخی سراج پروانہ چارپائی سے اُترکر نیچے بیٹھے اور بہ بشاشت تمام کلام حقانی اور معارف سے شروع کیے خدا جانے کہ شیخ علاء الدین قل کو کیا مشاہدہ ہوا جو یکایک چارپائی سے اُترکر نیچے بیٹھے اور شیخ اخی سراج پروانہ کو بمبالغہ تمام چارپائی پر بٹھاکر اُن کے مرید ہوے اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریدان صاحب حال بہت ہین چونکہ احوال اُن کا بہ تفصیل مؤلف کی نظر سے نہین گذرا لہذا اُن کے ذکر مین نہین مشغول ہوا سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے خلفا کے واقعات آغاز کیے

ذکر شاہ منتخب الدین المعروف بہ زرزری بخش قدس سرہ کا

منقول ہی کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوے اور جو علوم متداولہ اور اخلاق حسنہ مین کمال رکھتے تھے ان بزرگوار کے منظور نظر ہوکر مراتب عالیہ پر فائز ہوے پہلے شیخ نظام الدین اولیا نے خلافت نامہ اور مصلا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا اور ارشاد خلائق کے واسطے دکن مین تعین کیا اور بروایت مشہور اپنے سات سو مرید کہ بعضے پالکی سوا تھے اُن کے ہمراہ کیے شاہ منتخب الدین ان بزرگوارون کے خرچ کے بارہ مین متفکر ہوے اور سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ریاست مقتضی غمخواری متعلقان اور دوستان ہی اور مجھ مین یہ قوت اور استطاعت نہین شیخ نظام الدین اولیا نے مراقبہ مین جاکر فرمایا خرچ اُن ادمیون کا ہر شب نماز تہجد کے وقت تمھارے پاس پہونچے گا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر راہی ہوے اور دولت آباد مین پہونچکر متوطن ہوے اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک ڈبہ زرین آتا تھا اور شاہ علی الصباح اُسے فروخت کر کے درویشون کے صرف مین لاتے تھے اور بعضے کتب مین لکھا ہی کہ شاہ زر درج سے برآورد کر کے بوسہ دیتے تھے اور نماز تہجد کی ادا کرتے تھے اور صبح کو وہ زر رفقا کے صرف مین لاتے تھے اس سبب سے مشہور بہ زرزری بخش ہوے اور نقل ہی کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد مین فوت ہوے اُسی دن شیخ نظام الدین اولیا نے از روے کشف دریافت کر کے

شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ تمہارے بھائی شاہ منتجب الدین کی کیا عمر تھی وہ سمجھے کہ میرا بھائی رحمت حق میں واصل ہوا اسے مکان میں جاکر ماتم میں بیٹھے دوسرے دن سلطان المشائخ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا نے اسی وفات سے پیشتر شیخ برہان الدین کو خرقہ خلافت دکن کا مرحمت کرکے رخصت فرمایا تھا

ذکر شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

لکھے ہیں جب سلطان المشائخ نے انہیں دکن کی بعد رخصت عنایت فرمائی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ میں اس مجلس کے بزرگواروں کو کہاں پاؤنگا شیخ نے مراقبہ میں جاکر فرمایا میں نے اہل مجلس کہ چارسو آدمی ہیں تمہیں عطا کیے پھر عرض کی کہ میں طاقت جدائی کی نہیں رکھتا شیخ نے مراقبہ میں جاکر بشارت دی کہ جس مقام میں تم رہوگے میرے اور تمہارے حجاب نہوگا چاہیے کہ تم سفر اختیار کرو اور موضع کے باب میں تاڑ دو اور لاکد رہا شیخ برہان الدین حسب الحکم مع چارسو درویش دولت آباد میں جاکر ساکن ہوئے اور اس ملک کے باشندوں کو اعتقاد عظیم بہم ہوا مزار موضع مشتمار آنے لگا اور تذکرۃ الاتقیا میں تحریر ہے کہ ابتدائے حال میں باورچیانہ نظام الدین اولیا کا اُن کے حوالہ تھا ایک روز شیخ برہان الدین باورچی خانہ میں کچھ پڑھتے بیٹھے تھے سردی نے اثر علیہ کیا ایک پارچہ کہ دوش پر ڈالے تھے اُسے بہیں سر دیر پر ڈال کر بیٹھے بعدہ ایک شخص نے اُن میں سے سلطان المشائخ کو خبر پہنچائی کہ شیخ باورچی خانہ میں ہالیمہ پر بیٹھے ہیں فرمایا بے ادبی کی ہے اگر ہوس اُس کے سر میں باقی ہے وہ میرے سامنے آنے پاوے یہ خبر جب شیخ برہان الدین نے سنی پیر کی مفارقت سے نہایت بیتاب ہوئے ہرچند یاروں سے التماس سفارش کی فائدہ نہ بخشا آخر شیخ امیر خسرو کے پاس التجا لے گئے اور وہ جو سلطان المشائخ کی خدمت میں قرب اور حرمت تمام رکھتے تھے اُنھوں نے رحم دلی سے اُن کی درخواست قبول کرائی اور دستار اپنے سر سے اُتار کر اُن کی گردن میں ڈال کر اُسی ہیچ سے سلطان الاولیا کی خدمت لے گئے اُس وقت وہ جناب کلاہ سر مبارک پر کج رکھے ہوئے وضو کرتے تھے بدیہہ یہ بیت پڑھی

بیت

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے | من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے

آنحضرت نہایت خوش وقت ہوئے اور اُٹھکر دونوں سے بغلگیر ہوئے اور منقول ہے کہ ایک دن سلطان المشائخ کے روبرو شیخ بایزید بسطامی کی تعریف کرتے تھے آنحضرت نے فرمایا ہم بھی بایزید بسطامی رکھتے ہیں یاروں نے پوچھا کہاں ہے فرمایا جماعت خانہ میں بیٹھا ہے خواجہ اقبال بسرعت تمام جماعت خانہ میں گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہاں بیٹھے ہیں یاروں نے جانا کہ یہ بات اُن کے حق میں فرمائی ہے نقل ہے کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس بیعت کے واسطے آتا ہے میں پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہوں اگر وہ اہل سعادت ہے بلا عذر اُس کے ہاتھ

مین ہاتھ دیتا ہون اور جو اُس کے برعکس ہے توقف کرتا ہون اول اُس کی سعادت کے واسطے حق تعالے سے دست بدعا ہوتا ہون بعد اُس کے اُسے مرید کرتا ہون الغرض شیخ برہان الدین جب دولت آباد مین برحمت حق واصل ہوئے خادمون نے اس مقام مین اُنھین دفن کیا اور شیخ زین الدین اُن کے قائم مقام اور جانشین ہوئے

ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بعضے راویون کا یہ قول ہے کہ شیخ زین الدین اودھی المشہور چراغ دہلی کے بھانجے ہین اور وہ جناب بہت صاحب حال اور اہل کمال تھے جس وقت نصیر خان فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعاے قدوم کی اور جو کہ وہ ارادت صادق رکھتا تھا التماس اُس کی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام مین کہ جہان قصبہ زین آباد ہے تشریف لائے اور نصیر خان فاروقی دریا کے اُس طرف اُس موضع مین کہ بالفعل جہان شہر برہان پور ہے وارد تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ جناب قلعہ اسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائین حضرت نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہین ہے کہ آپ تپتی سے عبور کرون الغرض نصیر خان چند روز جب تک کہ شیخ وہان رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کرکے درویشون کی خدمت مین تقصیر نہ کرتا تھا جس وقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خان نے اُنھین تکلیف قبول قصبات اور دیہات کی آپ نے جواب دیا کہ فقیرون کو جاگیر سے کیا نسبت ہے جب نصیر خان حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرفرازی کے واسطے کچھ قبول فرمائین شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا ہون کہ جس مقام مین تم وارد ہوے ہو وہان پر ایک شہر میرے پیر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو اور اس مقام مین کہ فقیر فروکش ہوا ہے ایک قصبہ اس فقیر کے نام بناکرو خلاصہ یہ کہ نصیر خان فاروقی نے شیخ کے حضور دونون موضع کی بناڈالی خشت زمین پر رکھی اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے شہر برہان پور تھوڑے عرصہ قلیل مین اس قدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعوی ہمسری کا کرنے لگا اور زین آباد بھی قصبات مین محسوب ہوا -

ذکر شیخ نظام الدین ابوالموید کا

اُنھون نے غزنین مین شیخ عبدالواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اس کے بعد دہلی مین آن کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہوے اور آن حضرت کی خدمت مین مرتبہ کمال کو پہونچکر واصلان حق سے ہوے اور والدہ ماجدہ اُن کی بی بی سامیران کہ ہمشیرہ سید نورالدین غزنوی کی تھین وہ خواجہ قطب الدین کو بھائی کہتی تھین اور خواجہ بھی اُنھین مثل اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ابتداے حال مین روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع مین حاضر تھا تاکہ شیخ نظام الدین

ابوالموید تشریف لائے اور اس طرح سے دوگانہ تحیت میں مشغول ہوئے کہ مجھے اُن کی حالت استغراق سے ذوق تمام حاصل ہوا بعد ادائے نماز ایک فقیر قاسم نام منبر پر چڑھے اور ایک آیت کلام اللہ کی پڑھی بعد اس کے شیخ نظام الدین ابوالموید نے کلام آغاز کر کے فرمایا کہ میں نے یہ بیت اپنے یار کے خط خاص سے لکھی دیکھی

بیت

در عشق توئی از تو حذر خواہم کرد | جان در غم تو ریزہ و در بر خواہم کرد

یہ بیت اس سوز و گداز سے پڑھی کہ سامعین اُسے سنکر لوٹ لوٹ ہوئے اور مجھے بھی اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نقل ہے کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد میں امساک باران ہوا لوگوں نے شیخ نظام الدین ابوالموید کو دعائے باران کی تکلیف کی ناچار ہو کر دعائے باراں پڑھی اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ مجھے قسم ہے تیری عظمت اور بزرگواری کی اگر تو آج کے دن پانی نہ برساوے گا میں کسی آبادی میں نہ رہوں گا غرض کہ حضرت ابھی منبر سے نہ اُترے تھے کہ باران رحمت نازل ہوا اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ سید قطب الدین ترمذی ایک بزرگان وقت سے تھے اُنھوں نے شیخ سے کہا کہ میں جانتا ہوں آپ کو حق تعالیٰ کے ساتھ اخلاص اور نیاز تمام ہے لیکن یہ بات آپ نے کیوں فرمائی کہ اگر پانی نہ برسے گا میں کسی آبادی میں نہ رہوں گا شیخ نے جواب دیا میں یقین جانتا تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ باران رحمت نازل کرے گا میں نے اس واسطے یہ فضولی کی تھی اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ شیخ نظام الدین ابوالموید نے جواب دیا کہ مجھ سے اور سید نور الدین مبارک غزنوی سے شمس الدین التمش کی مجلس میں کچھ نزاع ہوئی تھی اور لوگوں نے انھیں مجھ سے رنجیدہ کیا تھا اور اُس وقت میں مجھے یاروں نے دعائے باران کی تکلیف دی میں نے اُن کے روضہ میں جاکر فاتحہ پڑھا اور یہ کہا کہ مجھ سے درگذر کیجیے تاکہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ میں نے تجھ سے صلح کی جا کر کہ انشاء اللہ حق تعالیٰ باران رحمت نازل فرماوے گا بسبب اس اعتماد کے یہ کلمہ زبان پر لایا تھا اور کہتے ہیں کہ اُس دن منبر پر آمد ہو کر شیخ نے ہاتھ آستین میں کر کے اور ایک کپڑا برآوردہ کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور اُس کپڑے کو جنبش دے کر دعا پڑھی اس صورت میں ملا وجیہ الدین یحییٰ کہ وہ خواجہ کے مرید تھے لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ وہ پارچہ کیسا تھا فرمایا کپڑا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دامن تھا خواجہ نے میری والدہ بی بی سائیراں کو عنایت فرمایا تھا وہ ہی اجابت دعا میں دخیل ہوا

ذکر امیر خسرو دہلوی کا

نام اصلی ان کا ابوالحسن ہے اور آن حضرت کے والد امیر سیف الدین محمود امرائے ہزارہ بلخ سے تھے اور قرشی کے اطراف میں رہتے تھے اور چنگیز خان کے فتنہ شروع ہونے کے قریب وہاں سے ہندوستان میں آکر امرا کی سلک میں منسلک ہوئے اور امیر خسرو قصبۂ مومن آباد میں کہ اس زمانہ

مین اُس قصبہ کو پٹیالی کہتے ہین پیدا ہوے اور آٹھ برس کے سن مین جیسا کہ مذکور ہوا باپ اور بھائی کی خدمت مین کہ اعزالدین علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور بعد شاہ غیاث الدین بلبن سے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین مشرف ہوکر مرید ہوے جب نو برس کا زمانہ گذرا امیر سیف الدین محمود کہ جن کی عمر بچاسی برس کی تھی ایک معرکہ مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوے اور اعزالدین علی شاہ قائم مقام اُن کے ہوے اور امیر خسرو نے اپنے والد کے مرثیہ مین یہ بیت موزون کی **بیت**

| سیف از سرم گذشت دل من دونیم شد | دریاے خون روان شد و دریتیم شد |

اور بعد شہادت امیر سیف الدین محمود کے امیر خسرو کے نانا جن کا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر سے تھے اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے صفت اُن کی دیباچہ غرۃ الکمال مین تحریر ہے اُن کی پرورش و پرداخت مین مشغول ہوے اور اس قدر توجہ اور التفات اُن کی نسبت مبذول کی کہ فضلاے عصر سے ہوے ایک دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کی طرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن و جمال بے مثال اور فضل و دانش مین کمال رکھتے تھے ایک دوکان مین بیٹھکر روٹی بیچتے تھے جو ہین امیر خسرو کی نگاہ اُن سے دوچار ہوئی اُن کی شکل زیبا اور حرکات موزون دیکھکر مرغ دل اُن کا گرفتار ہوا اور اُن کے قریب جاکر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہے حسن نے جواب دیا کہ مین ایک پلہ مین روٹی رکھکر خریدار سے کہتا ہون کہ زر دوسرے پلہ مین رکھ جب زر اُس کا روٹی کے وزن سے بہت گران ہوتا ہے لے کر مشتری کو ایک راستہ بتاتا ہون امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری مفلس ہو اُس کی کیا تدبیر ہے کہا اُس سے زر کے عوض درد و نیاز بھی لیتا ہون امیر خسرو خواجہ حسن کے حسن کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی ورد طلب دامنگیر ہوا انھین دنون مین دکان ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اُس عرصہ مین شیخ کے مرید نہوئے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم و کمالات ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوکر شیخ کی خانقاہ کی طرف آمد و شد کرتے تھے اور اُن کے اور امیر خسرو کے درمیان الفت تمام بہم پہونچی اور دونون نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان تک کا حاکم تھا نوکری اختیار کی امیر خسرو شاہزادہ کے مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوے جب محمد سلطان خان شہید دہلی مین آتا تھا دونون عزیز شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہوکر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت مین بسر لے جاتے تھے پھر رفتہ رفتہ اُن کی عاشقی اور معشوقی کا اس قدر شہرہ ہوا کہ غرض گویون نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہے یہ قرب خدمت کے قابل نہین ہین امیر خسرو نے انھین دنون مین یہ غزل کہ جس کا مطلع یہ ہے موزون کی **ع**

| زین دل خود کام کار من برسوائی کشید | خسروا فرمان دل بردن نہین بار آورد |

بعد اس کے محمد سلطان خان شہید نے از روے مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اختلاط

سے ممانعت فرمائی لیکن جو رشتہ محبت کا اُن کے درمیان میں مضبوط تھا ممانعت سے کچھ فائدہ
نہ بخشا اور اہل غرض نے پھر یہ امر محمد سلطان خان شہید سے عرض کیا اور اس مرتبہ شاہزادہ نے
غیظ میں آن کر چند تازیانہ خواجہ حسن کو مارے اور وہ وہاں سے برآمد ہو کر گھر امیر خسرو کے مکان پر
گئے اور محمد خان شہید کو اُسی وقت یہ خبر پہنچی متعجب ہو کر ایک حضار مجلس سے کہ حقیقت حال
سے مطلع تھا یہ فرمایا کہ اُنکی محبت ہماری روبرو حقیقت سے آراستہ ہوئی تھی اور ان کا حال حال پردۂ
عفت اور صلاح سے پیراستہ ہوا ہی محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجکر امیر خسرو کو طلب کرکے پوچھا کہ
محبت تمہاری آمیزش ہوا سے پاک ہے یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ دوئی ہمارے درمیان سے
کوچ کر گئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کیے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے برآوردہ کرکے کہا مصرع

گواہ عاشق صادق در آستین باشد

محمد سلطان خان شہید نے جب دیکھا کہ نشان تازیانہ کا جس مقام پر خواجہ حسن کے پہونچا تھا
امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہے سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے فوراً یہ رباعی پڑھی - رباعی

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست	تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست
اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت	نامیست ز من بر من و باقی ہمہ اوست

اور اس وقت میں نسیم عالم تحقیق کی اُن کے باغ امید پر چلی عالم اور ما فیہا اُن کی نظر ہمت میں ایک
خس دکھلائی دیے شاہزادہ کی ملازمت سے مستعفی ہوئے لیکن محمد سلطان خان شہید نے
انہیں بحال رکھا اور بعد اس کے جب محمد سلطان خان شہر ملتان میں درجۂ شہادت فائز ہوئے
امیر خسرو دہلی میں آن کر امیر علی جامہ دار کے ملازم ہوئے اور تعریف اُس کی امیر خسرو کے
دیوان میں بہت ہی اور بعدہ بادشاہ جلال الدین خلجی کے مقرب ہوئے اور مثل اپنے باپ
اور بھائی کے مدارج علیہ پر پہنچ کر امرائے کبار میں مخصوص ہوئے اور بادشاہ قطب الدین
مبارک شاہ کے عہد تک جو بادشاہ تخت پر اجلاس کرتا امیر خسرو کو معزز کرکے امرا کے زمرہ میں
رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ تغلق نامہ نام نامی اُس کے ہی امیر خسرو کو اور
امرائے کبار سے زیادہ تر عزت دے کر سفر بنگالہ میں اپنے ہمراہ رکھتا تھا لیکن مراجعت کے وقت بادشاہ
نے کسی کام کے واسطے امیر خسرو کو لکھنوتی میں چھوڑا اُس اثنا میں امیر خسرو نے جب سنا کہ شیخ نظام الدین
اولیا رحمت حق میں داخل ہوئے اس سبب سے بیتاب ہو کر بتعجیل تمام آن حضرت کے مزار پر
حاضر ہوئے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے روح پر فتوح کی ترویج کے واسطے فقرا و مساکین
پر تقسیم کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہو کر مجرد ہوئے اور کپڑے سیاہ پہن کر آنحضرت کی
قبر پر ساکن ہوئے اور مفارقت سے ایسے محزون اور مغموم ہوئے کہ سلطان المشائخ کی بعد وفات
کے چھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا جمعرات کو اٹھیسویں تاریخ ماہ ذی قعدہ سنہ ۷۲۵ سات سو پچیس ہجری میں جوار
رحمت ایزدی داخل ہوئے اور اُسی حظیرہ میں اپنے مرشد کے پائین دفن ہوئے اور منقول ہے

کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ نرہیگا جب رحلت کرے میرے پہلو مین دفن کرنا کہ وہ میرا صاحب اسرار ہی اور مین بھی بغیر اُس کے بہشت مین قدم نہ رکھونگا اور اگر دو شخص کا ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہوتا تو مین وصیت کرتا کہ اُسے میری قبر مین دفن کرین تو دونون ایک جا رہتے الغرض جب امیر خسرو فوت ہوے چاہا کہ وصیت کے موافق شیخ کے پہلو مین مدفون کرین ایک خواجہ سرا کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کے بعضے مریدون کا شیخ اور امیر خسرو کے مزار مین شبہ واقع ہوگا اس واسطے اُنھین شیخ کے بائین یارون کے چبوترہ پر مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ میرے اُستاد کا مادۂ تاریخ اُن کا ہی

قطعہ تاریخ

میر خسرو خسرو ملک سخن | آن محیط فضل و دریائے کمال | نثر او دلکش تر از ماء معین
نظم او صافی تر از ماء زلال | بلبل بستان سرائے داد و دین | طوطی شکر مقال بے زوال
از پی تاریخ سال فوت او | چون نہادم سر بزانوے خیال | شد عدیم المثل یک تاریخ او ۷۲۵
دیگرے شد طوطی شکر مقال ۷۲۵

تذکرۃ الاولیا مین مسطور ہی کہ امیر خسرو اُستادان ماضیہ کی نسبت طعنہ زن ہوتے تھے خاص اُسوقت مین کہ خمسۂ نظامی کا جواب کہتے تھے اور سلطان المشائخ نظامی گنجوی کے باطن سے خوف کھا کر منع کرتے تھے اور امیر خسرو در جواب کہتے تھے کہ مین آپ کی پناہ مین ہون کچھ آسیب مجھے نہ پہونچے کا قضارا جب یہ بیت کہی بیت

کوبتہ خسرویم شد بلند | غلغلہ در گور نظامی فگند

ناگاہ تیغ برہنہ امیر خسرو کی طرف نمودار ہوئی امیر خسرو نے نام شیخ اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا لیا اُس وقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کے پیلہ مین دیا وہ تلوار وہان سے گذر کرکے ایک بیر کے درخت پر کہ اُس مقام مین تھا پہونچی امیر خسرو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال اپنے پیر و مرشد سے اظہار کیا چاہتے تھے کہ شیخ نے سر آستین کا اُنھین دکھایا پھر امیر خسرو نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دعا کی اور شیخ نے اُن کے حق مین یہ دو بیت فرمائین

ابیات

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست | ملکیت ملک سخن از خسرو ماست
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست | زیرا کہ خدا ناصر این خسرو ماست

شیخ آذری نے جواہر الاسرار مین لکھا ہی کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عین پیرانہ سالی مین شیراز سے امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان مین آئے شعر مین حق استادی اُن پر ظاہر کرتے تھے امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آن حضرت سے رکھتے تھے اُس بیت سے اُن کا اعتقاد ظاہر ہی بیت

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت | شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود

اور دوسرے مقام مین فرمایا

مصرع

خلد سمع دانم بیت ار ز شماری

اور یہ بھی منقول ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ خدا مجھے اس ترک کے سوز سینہ کے سبب بخشے اور امیر خسرو نے اُن کی مدح میں بہت کچھ کہا ہے اور یہ دو بیت انہیں میں سے ہیں ابیات

خدا از حالت او وہ تقدیم	حلیم کعبہ را باید بہ تعظیم
ملک کردہ بنقش آستانہ	چو اندر سقف کنجشک خانہ

اور بعضے کتب میں فقیر کی نظر سے گذرا ہے کہ ریاضت امیر خسرو کی باوجود شغل امارت کے اس درجۂ عالی کو پہونچی تھی کہ چالیس سال صوم الدہر میں بسر کیے اور حضرت خواجہ خضر کی ملاقات سے مشرف ہو کر لعاب دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت خواجہ خضر نے ارشاد کیا کہ یہ دولت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے نصیب ہو چکی امیر خسرو نے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ حقیقت عرض کی شیخ نے اپنا آب دہن اُن کے دہن میں ڈالا چنانچہ اُس کی تاثیرات اور برکات سے امیر خسرو نے ننانوے کتاب سلک نظم میں منتظم کیں اور مشہور ہے کہ امیر خسرو نے اپنی بعضی تصانیف میں لکھا ہے کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کمتر اور چار لاکھ سے زیادہ تر ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ میرا تخلص اہل دول سے ایک نسبت رکھتا ہے اگر فقرا کی نسبت منسوب ہوتا تو کیا خوب ہوتا عرصۂ قیامت میں مجھے ساتھ اُس نام کے بلاتے سلطان المشائخ سے یہ امر دریافت کر کے فرمایا کہ وقت سعید میں تیرا تخلص رکھا جاوے گا پھر بعد چند روز کے فرمایا ہے مجھے یون ظاہر ہوا کہ تجھے صحراے محشر میں محمد کاسہ لیس کہہ کر بلاوین گے اور امیر خسرو کی مدت عمر چھیاسی برس کی تھی

ذکر شیخ سلیم قدس سرہ کا

آنحضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہیں باپ اُن کے سپاہی سے قصبہ سیکری میں جو شہر آگرہ سے بارہ کوس ہے رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اُسی قصبہ میں ولادت ہوئی جس وقت رشد اور تمیز کو پہونچے مسائل فقہی سے بہرہ حاصل کر کے تصفیۂ باطن میں کوشش کی اور دو مرتبہ سیکری سے ولایت میں جا کر ممالک عرب اور عجم اور روم اور شام کی سیر کی ایک مرتبہ سولہ برس اُس حدود میں رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مدت بصرہ میں بسر لے جا کر بائیس حج کر کے ہندوستان میں مراجعت کی اور اُس پہاڑ پر جو سیکری کے پہلو میں واقع ہے سکونت اختیار کی اور عبادت اور ریاضت میں مشغول ہوئے اکثر ایام صوم میں بسر لے جاتے تھے اور شیر شاہ اور سلیم شاہ اعیان سور اور خواص خان کہ اُن کے امراے کبار سے تھے آنحضرت سے ارادت صادق رکھتے تھے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے بھی آنحضرت سے محبت اور اخلاص بہم پہونچا کر اُس پہاڑ میں ایک شہر موسوم بہ فتح پور بنا فرمایا اور بارہ برس تک کے تختگاہ کر کے شیخ کے

مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت تکلف کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ شیخ کی مجلس مین اکثر حاضر ہو کر شیخ کی تعظیم اور تکریم مین کوشش کرتے تھے اور جب آن حضرت سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین برحمت حق واصل ہوے آن حضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدرالدین سجادہ نشین ہوے اور بعد چند روز کے مکہ مین جاکر وفات پائی ان کا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا وہ اس سبب سے کہ اُن کی والدہ نے نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا اُس بادشاہ صوری اور معنوی کے عہد مین مرتبہ بزرگی اور امارت پر پہونچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے وہ ایک اہل تمرد کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدرالدین کا فرزند کہ علاءالدین نام رکھتا تھا بخطاب اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم چشتی کی نسبت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر سے یون ہے شیخ سلیم بن بہاءالدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسی بن شیخ مودود بن شیخ بدرالدین بن شیخ فریدالدین مسعود اجودھنی المشہور بہ گنج شکر قدس اللہ اسرارہم ورفع درجاتہم فی القدس ان اوراق کے ناظرین پر تمکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ چشت مین سواے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ بہت ہین کہ احوال اُن کا فقیر کی نظر سے نہین گذرا مثل مولانا شیخ جمال ہانسوی اور مولانا بدرالدین اسحق اور شیخ بدرالدین سلیمان اور شیخ علاءالدین اور مولانا فخرالدین اور شیخ شہاب الدین امام اور دوسرے بہت مشائخ کہ نام اُن کے فقیر کے گوش زد نہین ہوے اس صورت مین اگر توفیق رہبری کرے گی اور وہ کتاب کہ مشتمل اُن کے حالات پر ہو نظر سے گذرے گی خلاصہ اس کا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا جس شخص کو فرصت ہو وے تحریر کر کے ملحق کرے کہ فقیر ممنون تلطف ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان کے بیان مین
ذکر حضرت شیخ بہاءالدین زکریا قدس سرہ کا

ابیات

آن محرم راز لامکانی
در عالم عشق جاے کردہ
باطن بہویت وحقیقت
دان مردم دیدۂ مشائخ

موصوف صفات جاودانی
جاروفتہ از فناے توحید
ظاہر بشریعت وطریقت
سلطان سریر ملک تمکین

افلاک بزیر پاے کردہ
پاکوفتہ در مقام تفرید
آن پاک گزیدۂ مشائخ
یعنی کہ بہاے ملت ودین

زبدۃ الاتقیا خلاصۃ الاولیا شیخ بہاءالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز مشائخ کبار سے ہین ہندوستان اُن کے غبار آستان سے سر رفعت کا آسمان پر رکھتا ہے اور جد بزرگوار آنحضرت کے کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم کی طرف آئے اور وہان سے قبۃ الاسلام ملتان مین تشریف لاکر ساکن ہوے اور چونکہ جد آپ کے صلاح اور تقوی مین کمال رکھتے تھے باشندے وہان کے آنکے

آنے سے نہایت محظوظ ہوئے اور مریدوں کے انسداد اعزاز واکرام پیش آئے اور کمال الدین
علی شاہ نے وہاں استقامت پائی اور قلعہ کوٹ کرور میں جس کو سلطان محمود نے فتح کیا تھا
مولانا حسام الدین ترمذی رہتے تھے جو چنگیز خان کے سبب سے ترمذ سے جلائے وطن ہو کر یہاں
قلعہ کوٹ کرور میں آئے تھے کمال الدین علی شاہ اُن کی دختر پاک گوہر کو اپنے فرزند شیخ
وجیہ الدین کے عقد ازدواج میں لائے اور شیخ بہاء الدین زکریا اس دختر بلند اختر کے بطن مبارک
سے قلعہ کوٹ کرور میں سنہ ۵۷۸ھ پانسو اٹھتر ہجری میں پیدا ہوئے اور شیخ عین الدین بیجاپوری نے
تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا اولاد ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی
بن قصی سے ہیں اور ہبار اسلام میں آئے تھے اور اُن کے بھائی سمیان زمعہ اور عمرو اور عقیل بحالت
کفر جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے اور سودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج میں تھیں بیٹی
زمعہ کی ہیں الغرض جب شیخ بہاء الدین زکریا بارہ برس کے ہوئے شیخ وجیہ الدین اس دار ناپائدار
سے کوچ کر کے رحمت حق میں واصل ہوئے اور شیخ بہاء الدین زکریا نے سفر خراسان کا اختیار
کیا اور وہاں عارفوں کی صحبت میں پہنچ کر فیضیاب ہوئے اور بخارا میں جا کر علوم ظاہری کی تحصیل میں
مشغول ہوئے اور مرتبہ اجتہاد کو پہنچے اور شہرت عظیم پائی سترہ سال کی عمر میں حقائق کی تدریس
اور افادہ علوم میں مصروف ہوئے چنانچہ ہر روز ستر مرد علما اور فضلا اُس سے استفادہ کرتے
تھے بعد اُس کے مکہ معظمہ میں جا کر حج مناسک بجا لائے اور ایک راوی کہتا ہے کہ آں حضرت
مدینہ رسول اللہ میں پانچ برس مجاور رہے اُس کے بعد شیخ کمال الدین محمد یمنی کے پاس کہ محدثین
کبار سے تھے ترپن برس مدینہ منورہ میں تدریس حدیث فرماتے رہے ستّہ کتب حدیث کو پڑھ کر
اور اجازت حاصل کر کے بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام کی
زیارت سے مشرف ہو کر بغداد میں آئے اور وہاں کے مشائخ کی زیارت کر کے شیخ الشیوخ
شہاب الدین عمر سہروردی کی صحبت کے فیض سے مشرف ہوئے اور بروایت شیخ نظام الدین
اولیا ستر و روز میں خرقہ خلافت کا حاصل کیا کہتے ہیں کہ جب شیخ بہاء الدین زکریا بقصد حصول نظر
عنایت اور خرقہ خلافت شیخ الشیوخ کی مجلس میں حاضر ہوئے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ میں یہ
دیکھا کہ ایک مکان پُرنور میں سرور کائنات صلوات اللہ علیہ اُس میں تشریف رکھتے ہیں اور شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین عمر بطریق حجاب آپ کے روبرو ایستادہ ہیں اور اس مکان میں ایک طناب
بندھی ہوئی ہے اور خرقے بہت اُس طناب پر آویزاں ہیں بعد اُس کے ملاحظہ موجودات نے شیخ الشیوخ
کے ذریعہ سے شیخ بہاء الدین کو اپنے روبرو بلایا اور شیخ الشیوخ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کے مسند نشین
بارگاہ نبوت کے قدمبوس سے مشرف کیا اور آنحضرت نے شیخ الشیوخ کو اشارہ کیا کہ فلاں
خرقہ شیخ بہاء الدین زکریا کو پہنا شیخ الشیوخ نے حضرت کے فرمان کے موجب عمل کر کے دوبارہ
شیخ کو پائے بوس اقدس سے سربلندی بخشی اور وہ جناب سبب اس خواب کے شیخ الشیوخ کے

خرقہ کے امیدوار ہوکر خوش حال ہوے قضارا علی الصباح آن بزرگوار نے شیخ بہاءالدین زکریا کو
مکان کے اندر طلب کیا اور اُس مکان کو ساتھ اُس وضع کے جو خواب مین دیکھا تھا مشاہدہ کیا اور
شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر نے اُٹھکر اپنے ہاتھ سے وہ خرقہ کہ حضرت رسالت پناہ نے اشارہ
سے فرمایا تھا طناب سے اُٹھاکر اُنھین پہنایا اور یہ فرمایا بابا شیخ بہاءالدین زکریا یہ خرقے حضرت
نبوت پناہی کے ہین اور مین درمیان مین متوسط ہون بے اجازت آنحضرت کے کسی کو نہین دیسکتا
ہون شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب چند روز مین شیخ بہاءالدین زکریا کو یہ نعمت عظمےٰ نصیب
ہوئی تو وہ درویش جو مدت مدید سے شیخ الشیوخ کی ملازمت مین حاضر تھے متعجب ہوے کہ ہمین باوجود
خدمت چند سالہ کے یہ دولت نصیب نہوئی اور ہندی فقیر نے بمجرد پہونچنے کے یہ سعادت حاصل کی بعد
اس کے شیخ الشیوخ نے عالم کشف مین یہ امر دریافت کرکے درویشون سے فرمایا کہ تم لوگ
لکڑی تر کے مانند ہو اور زکریا بمنزلہ ہیزم خشک ہی اور آگ خشک لکڑی کو جلد تر پکڑتی ہی بعد اس
کے شیخ الشیوخ نے شیخ بہاءالدین زکریا کو وداع کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ ملتان مین جاکر
سکونت اختیار کرو کہ اُس ملک کے باشندون کی ہدایت تم سے رجوع ہوئی ہی کہتے ہین اُس وقت
مین شیخ جلال الدین تبریزی کہ خدمت مین شیخ الشیوخ کے حاضر تھے عرض پیرا ہوے کہ مجھے
شیخ بہاءالدین زکریا سے کمال محبت بہم پہونچی ہی اگر ارشاد ہو تو اُن کی صحبت مین رہکر ہند کی
سیر کرون شیخ الشیوخ نے رخصت فرمایا لیکن شیخ جلال الدین تبریزی خوارزم تک ہمراہ گئے
اور وہان اجازت لیکر اُس حدود مین توقف کیا اور شیخ بہاءالدین زکریا ملتان مین جاکر
متاہل ہوے اور شیخ صدرالدین عارف اور دیگر فرزند بھی آفریدگار عالم نے اُنھین کرامت
فرمائے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مرید بہت ہین ازانجملہ ایک سید جلال بخاری ہین احوال اُن
کا مرقوم ہوگا اور دوسرے آن حضرت کے مریدون سے شیخ فخرالدین اور شیخ ابراہیم عراقی ہین اور شیخ
ابراہیم عراقی اٹھارہ برس کے سن مین اپنے مدرسہ مین جو نہایت پرتکلف تھا بیٹھکر درس دیتے تھے
اور طلبہ کو فیض پہونچاتے تھے ان دنون مین ایک جماعت قلندرون سے مدرسہ مین آنکر
اُن کی ملاقات سے مشرف یاب ہوئی اور چونکہ اُس جماعت مین ایک مرد صاحب جمال تھا شیخ کی
نگاہ جو ہین اُس پر پڑی دل ہاتھ سے جاتا رہا درس وبحث کو ترک کرکے اُن کی ہمراہی مین مشغول
ہوے اور جب تین چار روز کے بعد قلندر اُس حال سے واقف ہوے خراسان کا راستہ لیا
شیخ ابراہیم عراقی بیتاب ہوکر دو تین روز کے بعد انکی تلاش مین روانہ ہوے اور اُن کے پاس
پہونچکر ارادہ رفاقت کا کیا قلندرون نے عرض کی آپ مرد بزرگ ہین قلندران ابرو تراش کے ساتھ
کیونکر صحبت برآر ہوگی شیخ ناچار ہوکر چار ابرو ترشواکر اُن کا لباس پہنکر رفیق ہوے اور اُس جماعت
کے ہمراہ سیر کرتے ہوے ملتان مین پہونچے اور شیخ بہاءالدین زکریا کی خانقاہ مین گئے جب
نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی عراقی کو آپ نے پہچانا اور متعجب ہوئے کہ یہ معاملہ کیا ہی بعد اُس کے

ہمت مصروف فرمائی کہ انہیں لباس قلندری ترک کرا کے اُس لڑکے کی قید عشق سے نجات بخشیں
تھا را شیخ کو خبر ہوئی کہ قلندریان سیاح ملتان سے نکل گئے اور شیخ نے تامل کیا اس درمیان میں ایک
آندھی نہایت عظیم کہ کسی نے نہ دیکھی تھی اُٹھی اور گرد و غبار کی کثرت سے دن نے لباس رات
کا پہنا صفحۂ عالم تیرہ و تاریک ہوا قلندروں کی جماعت جس راہ میں کہ جاتی تھی تاریکی کی شدت
سے سراسیمہ اور بدحواس ہوئی اور ہر ایک دوسرے کی بے خبر متفرق اور پریشان ہو کر ہر ایک طرف
جا پڑے اور شیخ ابراہیم عراقی نے قصد و ارادہ ایسے راستہ میں پڑے کہ وہ بے اختیار شیخ
بہاء الدین زکریا کے مکان پر پہنچے اور شیخ نے صفائے باطن سے دریافت کر کے خادم کو بھیجکر
انہیں خانقاہ میں طلب کیا اور ابراہیم عراقی کو اپنے آغوش مبارک میں کھینچا جب شیخ کا سینہ اُن کے
سینہ پر پہونچا اُسی وقت قلندریہ کی محبت ابراہیم عراقی کے دل سے دور ہوئی اور شیخ نے
انہیں اپنے لباس خاص سے مشرف فرمایا اور اُن کے رہنے کے واسطے ایک حجرہ مقرر کر کے
تربیت میں مشغول ہوئے اس کے بعد شیخ نے اپنی دختر کہ عفت اور پرہیزگاری میں اپنے وقت
کی رابعہ تھی اُن کے عقد نکاح میں دی اور ابراہیم عراقی اور پیر محمد شہریار جو بھانجے شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے وہ ہمیشہ سادہ عذاروں کو بہ نظر پاک دیکھتے تھے ایک
روز اہل اغراض نے شیخ الشیوخ سے عرض کی کہ ابراہیم عراقی ایک نعلبند کے لڑکے کے روبرو بیٹھکر
نظارہ کرتا ہے شیخ الشیوخ نے بلا کر ملامت کی اور فرمایا ہے ابراہیم عراقی دوئی دیکھتا ہے کہ اس کام
میں مشغول ہے اٹھو اور پیر پھیر کرو اور ابراہیم عراقی نے کہا اے شیخ غیر کہاں ہے جو تو کہتا ہے اور دیکھتا ہے
شیخ شہاب الدین اس گستاخی سے رنجیدہ ہوئے اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھکر ایک مدت زار زار
روتے رہے یہاں تک کہ شیخ الشیوخ اُن سے راضی ہوئے اور انہیں شیخ بہاء الدین زکریا
کے پاس ملتان میں روانہ کیا چنانچہ ابراہیم عراقی ملتان میں پہونچے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے
کہ پچیس برس اُن کی خدمت میں بسر لے گئے اور سلوک یعنی ریاضت اور عبادت میں مشغول
ہوئے اور فتوح علم سے بہرہ حاصل کی اور اُن دنوں میں اشعار پرسوز کہتے تھے اور شیخ بہاء الدین
زکریا کو اس کلام سے وجد اور حال پیدا ہوتا تھا اور شیخ کا ایک شب گذر ابراہیم عراقی کے
حجرہ کی طرف ہوا زمزمہ اس غزل کا سنا **غزل**

نخستین بادہ کاندر جام کردند | ز چشم مست ساقی وام کردند | برای صید مرغ جان عاشق
ز لعل ماہرویان وام کردند | بعالم ہر کجا رنج و ملامت | ہم از زلف و رخش دام کردند
ز بہر قتل مستان از لب و چشم | مہیا کردہ و با دام کردند | چو خود کردند راز خویشتن فاش
| عراقی را چرا بد نام کردند |

شیخ کو اس غزل کے سننے سے وجد و حال عجیب ظاہر آیا اور منقول ہے کہ ابراہیم عراقی اُن دنوں
میں شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت میں بسر لے جاتے تھے زوجہ اُن کی کہ دختر شیخ کی تھی فوت ہوئی

اور شیخ نے چاہا کہ دوسری دختر جو اُس سے چھوٹی تھی ابراہیم عراقی سے حبالۂ نکاح مین لاوین لیکن بڑے فرزند شیخ صدرالدین عارف سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے جواب دیا مین نے ایک روز ابراہیم عراقی کو ساباط خانقاہ پر دیکھا تھا کہ کھڑا ہے اور پیراہن کو اُٹھا کر کسب ہوا کرتا ہے ایسا شخص لائق پیوند کے نہین ہے اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بہ نیت حج بیت اللہ ملتان سے برآمد ہوئے اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد روم کی سمت روانہ ہوئے اور شہر قونیہ مین شیخ صدرالدین عارف کو دیکھکر کتاب فصوص اُن سے پڑہی اور نسخہ لمعات لکھا اور روم مین حسن قوال پر کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بے نظیر رکھتا تھا عاشق ہو کر غزلین کہین چنانچہ یہ مطلع غزل کا اُن مین سے ہے

ساز طرب عشق چہ دانی کہ چہ سازست	کز زخمہ او نہ فلک اندر تک و تازست

پھر وہان سے مصر مین گئے اور ایک موچی کے لڑکے کے حسن دلربا پہ شیفتہ ہوئے اور بعد اُس کے ولایت شام مین جا کر شہر دمشق مین ایک امیرزادے پر عاشق ہوئے اور وہان فرزند اُن کا کبیرالدین جو شیخ بہاءالدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آن کر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعد کی آٹھوین تاریخ ۶۸۸ھ سات سو اٹھاسی ہجری مین فوت ہوئے قبر اِن کی اور اُن کے فرزند کبیرالدین کی دمشق مین شیخ محی الدین عربی کے مزار کے پیچھے ہے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص مین سے ایک مرید امیر حسین نام قوم سادات سے ہین اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان مین پہونچکر مرید ہوئے اور مقدمات علمی کو ساتھ کمال کے پہونچا کر فارغ التحصیل ہوئے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم تجرید مین قدم رکھا اور مال و منال سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دے کر ملتان مین آئے اور شیخ کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوئے اور تین برس اُن کی خدمت مین رہ کر بہت کمال حاصل کیے اور اُن کی اکثر تصانیف مثل نزہت الارواح اور زاد المسافرین اور کنزالرموز وغیرہ شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہین اور شیخ بہاءالدین زکریا اور اُن کے فرزند شیخ صدرالدین عارف کی مدح کتاب کنزالرموز مین کہی ہے

ابیات

شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا	واصل حضرت حریم کبریا	مفخر ملت بہاء شرع و دین
جان پاکش منبع صدق یقین	ازوجود او بہ نزد دوستان	جنت الماوا شدہ ہندوستان
منکر و از نیک و از بد تافتم	این سعادت از قبولش یافتم	رخت ہستی چون برون بردازمیان
کرد پرواز ہما بر آشیان	آن بلند آوازۂ عالم پناہ	سرور عصر افتخار صدرگاہ

صدر دین و دولت آن مقبول حق	نہ فلک بر خوان جودش یک طبق

اور میر حسین چھٹی شوال سات سو اٹھارہ ہجری مین ہرات مین فوت ہوئے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون سے شیخ حسن افغان ہین کہ احوال اُن کا عنقریب مذکور ہوگا نقل ہے کہ قطب الدین ایبک

نے شمس الدین التمش کو آزاد کیا اور چتر سرخ اور سیاہ اور دورباش خاص سلطان معزالدین محمد سام غوری
کی اُسے بخش کر ولیعہد کیا اور حکومت شہر اوچہ اور ملتان کی ناصرالدین قباچہ کو دے کر
شمس الدین التمش کی اطاعت کے واسطے وصیت فرمائی قضارا ناصرالدین قباچہ نے بعد
وفات قطب الدین ایبک بغاوت کی کہ شمس الدین التمش کی کہ دہلی کا بادشاہ تھا اطاعت نہ کی
اور باوراس کے شرع محمدی کے رواج میں بھی ساعی نہ ہوا اس کے متعلقوں نے فسق و فجور
شروع کیا شیخ بہاءالدین زکریا اور قاضی شرف الدین اصفہانی عامل ملتان نے شمس الدین التمش
کے پاس مکاتیب مشتمل اظہار مخالفت ناصرالدین قباچہ اور عدم رواج شریعت تحریر کرکے ارسال
کیے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصرالدین قباچہ کے آدمیوں کو دستیاب ہوئے اور ناصرالدین قباچہ
اُن خطوط کو پڑھکر مار بریدہ کے مانند پیچ و تاب کرکے طیش میں آیا اور آدمی شیخ بہاءالدین زکریا اور
قاضی کی طلب میں بھیجے جب دونوں بزرگوار حاضر ہوئے شیخ کو اس نے اپنے پہلو میں بٹھایا اور
قاضی کو بھی اپنے برابر بٹھا کر اُن کا خط اُن کے حوالہ کیا قاضی اُسے دیکھکر شرمندہ اور سرنگوں ہوئے
ناصرالدین قباچہ نے قاضی کو اُسی وقت تیغ ظلم سے قتل کیا اس کے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ
نے فرمایا کہ البتہ یہ خط میرا ہے لیکن میں نے اُسے فرمان حق کے موافق لکھا ہے تو کیا کرسکتا ہے
ناصرالدین قباچہ یہ کلام سنکر کانپنے لگا اور شیخ کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور نقل ہے کہ عبداللہ
نام ایک قوال روم سے ملتان میں آیا اور شیخ کی ملازمت کرکے عرض پیرا ہوا کہ شیخ الشیوخ شیخ
شہاب الدین سہروردی نے میری آواز سنی ہے آپ بھی اگر سماعت فرمائیں تو بندہ نوازی سے
بعید نہ ہوگا شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سنا ہے زکریا بھی سنے گا اور پھر رات گئے حضرت حجرہ میں تشریف لائے
اور مجلس سماع کی منعقد ہوئی عبداللہ قوال نے یہ بیت مکرر ادا کی بیت

مستان کہ شراب ناب خوردند	از پہلوے خود کباب خوردند

شیخ وجد میں آکر ایستادہ ہوئے اور چراغ آستین سے بجھایا عبداللہ قوال سے منقول ہے کہ جب شیخ
اثنائے سماع میں میرے قریب آئے آنحضرت کے دامن کے سوا اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور
دوسرے دن عبداللہ قوال خلعت گرانمایہ اور بیس روپیہ نقد پاکر اجودھن کی طرف روانہ ہوا اور وہاں
پہونچکر شیخ فریدالدین گنج شکر سے قدمبوس ہوکر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور پھر عرصۂ قلیل میں قصبہ
اجودھن میں مراجعت کرکے ملتان کی رخصت طلب کی اور پیر سے عرض کی کہ راستہ خوف ہے امیدوار دعا کا ہوں شیخ
نے ارشاد کیا یہاں سے فلاں تالاب تک میرا علاقہ ہے بعد اس کے شیخ بہاءالدین زکریا سے تعلق
رکھتا ہے عبداللہ قوال زمین خدمت کو بوسہ دے کر روانہ ہوا جب اُس تالاب کے قریب پہونچا
ایک جماعت راہزنوں کی تیغ شمشیر لیے برہنہ نمودار ہوئی عبداللہ قوال کو حضرت شیخ فریدالدین مسعود
گنج شکر کا کلام یاد آیا با آواز بلند پکارا یا شیخ بہاءالدین زکریا میری مدد فرمائیے یہ کہتے ہی راہزن
غائب ہوگئے جس وقت عبداللہ قوال ملتان میں پہونچ کر شیخ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوا حاضرہ

سُرخ سقرلاتی پہنے ہوئے تھا شیخ نے فرمایا کمل سُرخ لباس شیطان کا ہو کیون پہنا ہو عبداللہ قوال
کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام بے ادبانہ زبان پر لایا کہ لوگون کے پاس خزانے نامحصور موجود ہین اُسپر
نظر نہین کرتے پر آنے کمل کو جسکی قیمت نیم تنکہ سے بھی کم ہو عیب فرماتے ہین شیخ نے فرمایا کہ اے عبداللہ
ہوش مین آ اور وہ اضطراب کہ جو رون کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یاد کر عبداللہ قوال یہ کلام
صدق انجام سنکر استغفراللہ کہتا ہوا شیخ کے قدم مبارک پر گرا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا صدرالدین
عارف سے نقل کرتے ہین کہ مین ایک وقت مولانا نجم الدین سنائی کے پاس گیا مجھ سے پوچھا کہ
آج کل کیا شغل رہتا ہو مین نے عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہون مولانا نجم الدین
نے فرمایا کشاف اور ایجاز کو چھوڑ اور عمدہ کا شاغل رہ اور جب مولانا صدرالدین عارف مولانا
نجم الدین کی خدمت سے رخصت ہوئے شیخ بہاءالدین زکریا کی حضوری مین حاضر ہو کر تمام ماجرا
بے کم وکاست عرض کرکے کہا کہ مولانا نجم الدین نے یون فرمایا ہو شیخ نے کہا ہان یون ہی ہو اور بظاہر
سبب اُس کا جیسا کہ شیخ صدرالدین عارف سے داستان مین مرقوم ہوا یہ تھا کہ کشاف اور ایجاز کے
کے منع کرنے کا سبب اس کے سوا اور معلوم نہین ہوتا ہو کہ شیخ بہاءالدین زکریا نے واقعہ
مین دیکھا ہوگا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہو اور ایجاز کے بارہ مین بھی اسی قبیل سے
کچھ ہوگا الغرض جو سبب اس کا معلوم نہ تھا مولانا صدرالدین کو یہ بات شاق گذری اور رات کو ان
تینون کتابون کے مطالعہ مین مشغول ہوئے اور جب خواب نے غلبہ کیا عمدہ کو دونون کتاب پر رکھکر
سو رہے اور شعلہ چراغ سے کشاف وایجاز دونون جلکر خاکستر ہوئین اور عمدہ آگ کی آفت سے محفوظ
اور سلامت رہی مولانا حسام الدین حاجی سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدون سے تھے منقول ہو
کہ خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہاءالدین زکریا کے مخلصون سے تھے اور وہ نہایت متمول
تھے اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جرون سے بندر عدن کی عزیمت
مین جہاز پر سوار ہوئے ناگاہ باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا مستول ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہوجائے
خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی نے بعجز تمام حضرت شیخ بہاءالدین زکریا سے توجہ کی اور مدد کے
طلبگار ہوئے اُسی وقت شیخ نے جہاز مین حاضر ہو کر اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور غائب
ہوئے اور بحکم خدا سے باد مخالف ساکن ہوئی جہاز بندر عدن مین سلامت پہونچا اور تمام
سوداگرون نے از روے صدق اور اخلاص کے ثلث مال اپنا خواجہ کمال الدین مسعود
شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت مین پہونچا دے خواجہ نے وہ مال لے کر نصف جواہر
اپنا بھی شیخ کے واسطے علیحدہ کرکے خواجہ فخرالدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھا
ملتان کی طرف بھیجا خواجہ فخرالدین گیلانی جب آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُس جناب کو اُسی صورت
اور لباس سے کہ جہاز پر مشاہدہ کیا تھا دیکھ پایا وہ معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ روپیہ
کے تھا پیشکش کیا حضرت نے وہ مال تین روز کے عرصہ مین فقرا و مساکین پر قسمت کیا اور

خواجہ فخرالدین گیلانی نے یہ حال مشاہدہ کرکے حد سے زیادہ اعتقاد بہم پہونچایا اور تمام مال اسباب شیخ کی نذر کرکے حضرت کے سلک مریدوں میں منتظم ہوئے اور بعد عرصۂ قلیل واصلان حق سے ہوکر خرقۂ خلافت کا پایا اور پچیس برس شیخ کی خدمت میں بسر کئے آخر رخصت لیکر معظمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بعد زیارت مبارک میں پہونچکر رحمت حق میں واصل ہوئے اور اسی مقام میں مدفون ہوئے اور آج تک اکثر لوگ وہاں بدرسے جاتے ہیں اور اُن کی روح پر فتوح سے استعانت چاہتے ہیں شیخ نصیرالدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی سے منقول ہو کہ ایکوقت شیخ بہاءالدین زکریا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت سے رخصت ہوئے اور ایک روز اثنائے راہ میں ایک مسجد میں نزول کیا اُس مقام میں ایک جماعت قلندران جوالق پوش کہ لباس سید جلال مجرد کا ہو درکش ہوئے اور جب رات کے وقت شیخ عبادت سے فارغ ہوئے بعد مراقبہ شیخ کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اُس کا سر اعلیٰ کی طرف ساطع تھا شیخ تعجب کرکے آہستہ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مرد خدا اس قوم کے درمیان کیا کرتا ہو اُس نے جواب دیا اے زکریا ہر قوم میں ایک خاص ہوتا ہو کہ حق سبحانہ تعالے اس قوم کو اُسے بخشتا ہو اور وہ سید عالی نسب اور عالم اور فاضل اور مجذوب تھے اسم مبارک اُن کا عبدالقدوس اور موصل کے مرید تھے اور وہ ابن سید جمال الدین مجرد کی قبر پر لباس قلندری پہنا تھا شیخ نے اُنہیں لباس قلندری سے برآوردہ کرکے تمام علم ظاہر سے عالم سلوک کیطرف پہونچایا اور مقررہ اُن کا قصہ یہ ہو ہوں کہ اصفہان کے اہل ہو واقع ہوا اور سید جلال مجرد ساوجی تھے اور ایک مدت مصر میں مفتی رہے جو مشکل لوگوں کو مسائل میں پیش آتی تھی سید جمال بغیر کتاب دیکھے جواب دیتے تھے چنانچہ مصر کی خلقت اُنہیں کتاب جاندار کہتے تھے اور کہتے ہیں آخرش اُنہیں جذبہ اور ایسی حالت پیدا ہوئی کہ ریش و بروت ترشوا کر وہاں سے جو مصر سے سات یا آٹھ منزل ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے اس وقت تک ویران تھا جاکر بیہوش ہوئے اور بعد چند روز کے کچھ ہوش میں آئے کر صوت کے مانند بیٹھے اور روزہ نماز نہ کرتے تھے اور علماے مصر وہاں جاکر اُنکو ملحد اور بے راہی سے کہے گئے اور رانگا گرم کرکے حب اُن کے حلق میں ڈالا کچھ ضرر نہ پہونچا اُن کی ایذا رسانی سے دست کش ہوکر معتقد ہوئے لیکن قول صحیح یہ ہو کہ سید جمال مجرد صفت حسن و جمال سے بھی موصوف تھے چنانچہ مصری اُنہیں یوسف ثانی کہتے تھے اور جس طور سے زلیخا حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھی اُسی طرح سے ایک عورت امرائے مصر سے سید جمال مجرد پر مفتون ہوئی اور آن حضرت اُس سے تنگ آکر مصر سے دمیاط کی طرف بھاگ گئے اور وہ عورت فرط عشق سے بیتاب ہوکر اُن کے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ خبر سید جمال مجرد کو پہونچی مضطرب ہوئے اور دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کرکے اپنے زوال حسن کی استدعا کی اور وہ دعا شرف اجابت سے مقرون ہوئی موے ریش و بروت اور

ردکے تمام گر گئے اور عورت نے جب اُنھین اس ہیئت سے دیکھا روگردان ہوکر مصر مین واپس
ئی اور سید اس بلاے ناگہانی سے نجات پاکر اس مقام مین ساکن ہوے چنانچہ مقبرہ اُن کا وہین
ہی اور جماعت قلندرون کی وہان رہتی ہی اور ہنگامہ برپا رکھتی ہی اور نقل ہی کہ ایک رات شیخ
بہاءالدین زکریا اپنے خلفا کے درمیان مین بیٹھے تھے اُن سے یہ خطاب کیا کہ تم مین ایسا کوئی شخص
ہی کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت مین تمام قرآن مجید پڑھے سب خاموش ہوے شیخ نے
دوگانہ مین قیام کیا اول رکعت مین ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت مین چار پارہ پڑھکر بعد جلسہ کے
سلام کہا اور بارہا فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میسر ہوا توفیق ایزدی سے مجھے میسر
ہوا مگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہی کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے
اور مین ہر چند کوشش کرتا ہون یہ دولت میسر نہین ہوتی ہی مین چار پارہ رہجاتے ہین اور
منقول ہی کہ شیخ بہاءالدین زکریا جس مرید کو قبول کرتے تھے فرماتے تھے کہ ہر دری
سرسری نچاہیے ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہیے تو گوہر مقصود دستیاب ہو ایک روز
کا مذکور ہی کہ ایک مسافر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اُس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور
ماحضر اس کے واسطے نہ طلب کیا مسافر نے کہا حدیث مین وارد ہی من زار حیا ولم یذق شیئا
فقد زار میتا شیخ نے کہا خلق کی دو قسم ہین عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہین ہی
اور اُن کی زیارت اعتبار نہین رکھتی اور خواص بقدر حال مجھ سے فیض پاتے ہین نقل ہی کہ شیخ
کے مریدون مین سے شیخ بدر سجستانی تھے اور لاہور مین رہتے تھے ایک روز کہ یوم عید
تھا عیدگاہ مین نماز پڑھنے جاتے تھے اُنھون نے آسمان کی طرف مُنھ کرکے عرض کی بار خدایا
ہر غلام اپنے مالک سے عیدی مانگتا ہی اور مین بھی تجھ سے مانگتا ہون تو خزانہ غیب سے مجھے
عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ بخط سبز آسمان سے نازل ہوا اور اُس مین تحریر
تھا کہ ہم نے آتش دوزخ تجھپر حرام کی اور اُس کی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا عیدگاہ کے
تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُن مین سے یہ عرض کی
ای شیخ تو نے عیدی اپنی پائی اب مناسب ہی کہ تو مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرمائے شیخ
بدر سجستانی نے جب یہ کلام سُنا فورًا وہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآوردہ کرکے اُسے بخشا اور فرمایا
کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہو اور قیامت کے دن مین جانون اور آتش دوزخ اور شیخ نظام الدین
اولیا سے نقل ہی کہ شیخ بہاءالدین زکریا نے اواخر مین بخلاف اوائل کے روزہ دائمی اور بھوکی
ریاضت برطرف کی چنانچہ اُن کے باورچی خانہ مین قسم قسم کا طعام لذیذ پکتا تھا آپ ہر مسافر
اور مہمان کے ساتھ بمقتضاے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا طعام ہاے لذیذ تناول کرتے
تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ خدا کی نعمت برغبت تمام کھاتا ہی خوش حال ہوتے تھے
الغرض ایک دن دسترخوان اُن کے روبرو بچھا تھا جب اس درمیان مین درویشون کے ساتھ

پھکا سہ ہوتے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ روٹی شوربا میں ریزہ ریزہ کر کے کھاتا ہے شیخ نے فرمایا
بہترین طعام ثرد کھاتا ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت طعام
ثرد اور طعاموں پر مثل میری فضیلت کے ہے اور انبیا پر اور نقل ہے کہ ایک مرید شیخ کا ایک موضع
ہات ولایت لاہور میں رہتا تھا اور اس قریہ کے قریب ساحل دریا تھا علاوہ کر اوقات بسر کرتا
تھا ایک وقت وہاں کے تحصیلدار نے اس کی زراعت کی جریب سے پیمائش کی اور زیادہ
لکھی کہ کچھ اپنی کرامات دکھائیے یا بزرگان اسلاف اور سعوات گذشتہ کا بیان کیجئے مرید نے
ہر چند عذر کیا کہ اسے معاف کر فائدہ بخشا درویش ایک لحظہ سر مراقبہ میں لے گئے کچھ دیر
کے بعد اٹھا کر فرمایا کہ کیا چاہتا ہے شحنہ نے کہا مجھے یہ منظور ہے کہ آپ اس پانی پر قدم رکھکر اس
پار عبور کریں یا زراعت سال کا معاف فرمائیں آخر کو درویش نے شیخ بہاء الدین زکریا سے ہمت
چاہی اور بسم اللہ کہکر قدم پانی پر رکھا اور جس طور سے انسان زمین پر چلتا ہے دریا سے عبور
کیا اور اس پار پہونچکر تجدید وضو کر کے دوگانہ شکر کا بجا لائے اور پھر اپنی سواری کے واسطے
کشتی طلب کی لوگوں نے عرض کیا جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے اسی نہج سے چلے
آئیے فرمایا ڈرتا ہوں کہ نفس خوش ہو کر عجب و نخوت نہ پیدا کرے پھر لوگ کشتی لے گئے شیخ
نے سوار ہو کر مراجعت کی اور نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین زکریا
عین مشغولی میں آواز بلند نعرہ زن ہوئے کہ ابھی شیخ سعید الدین حموی نے دار دنیا سے رحلت
فرمائی اور حقیقت میں ویسا ہی ہوا تھا اور منقول ہے کہ جب مولانا قطب الدین کاشانی ماوراء النہر سے
ملتان میں تشریف لائے تھے ناصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک محلسرا یا مدرسہ ان کے
واسطے تعمیر کیا اور مولانا کہ علامۂ زمان تھے نماز فجر کی اس مدرسہ میں ادا کر کے درس میں مشغول
ہوتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کہ ان کا ابتدائے حال تھا ہر روز صبح کی نماز کے وقت
وہاں حاضر ہوتے تھے اور نماز فجر کی مولانا کے پیچھے پڑھتے تھے ایک دن مولانا نے ان سے
پوچھا کہ تم کیونکر یہ تمام راستہ طے کر کے ساتھ میرے اقتدا کرتے ہو شیخ نے کہا میں اس حدیث
پر عمل کرتا ہوں من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی مرسل مولانا ساکت ہوئے دوسرے
دن جب شیخ صبح کے وقت اپنی عادت کے موافق حاضر ہوئے مولانا ایک رکعت نماز ادا کر چکے تھے
کہ شیخ دوسری رکعت میں شریک ہوئے جب مولانا تشہد میں بیٹھے شیخ نے سلام پھیرنے سے پہلے
ایستادہ ہو کر اپنی دوسری رکعت شروع کر کے نماز تمام کی مولانا نے کہا کہ تم کیوں امام کے سلام
سے پیشتر برخاست ہوئے شاید امام کو سہو واقع ہوا ہو چاہیے کہ وہ سجدہ سہو کا بجا لاوے لیکن جو
مقتدی سلام سے پیشتر اٹھے وہ سجدہ سہو کا نہیں کر سکتا ہے شیخ نے کہا کہ اگر کسی کو نور باطن کے
سبب معلوم ہو جاوے کہ امام کو کچھ سہو واقع نہیں ہوا ہے اس کا انتظار کیا ہوگا مولانا نے کہا وہ نور
کہ احکام شریعت کے موافق نہیں ہے وہ ظلمت ہے شیخ نے جب یہ بات سنی پھر نماز کو حاضر ہوئے

اور منقول ہو کہ اُن دنون مین ایک عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہا کہ آپ کیون درویشون کی نسبت اعتقاد نہین لاتے ہین فرمایا اس سبب سے کہ مین نے ایک درویش ایسا دیکھا کہ اُس کا مثل نہین پایا کاشغر مین میرے قلم تراش کا دنبالہ ٹوٹ گیا مین نے بازار مین لیجاکر لوہارون کو دکھلایا کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کر دو کہ عیب جوڑ کا نہ ہے سب نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا حالت اصلی سے کچھ کم ہو جاوے گا ایک لوہار اُن مین سے بولا کہ فلان محلہ مین ایک کاریگر نہایت پرہیزگار اور متقی ہو شاید وہ اسے درست کردے جب مین اُس کی دوکان پر پہونچا ایک پیر مرد کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہو پھر مین نے قلم تراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُس نے قلم تراش میرے ہاتھ سے لیکر فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ بند کر مین نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور کنکھیون سے دیکھا کہ قلمتراش اپنے ہونٹھ کے قریب لے گیا اور اُس پر دم کرکے میرے حوالہ کی جب مین نے اُسے نظر غور سے دیکھا تو سابق سے بھی اُسے بہتر اور محکم تر پایا اُس وقت مین نے وفور اعتقاد سے اُس کے قدم پر سر رکھا اور قدری زر پیشکش کیا آنحضرت نے قبول نہ کیا جب مین نے بہت خوشامد اور الحاح کی فرمایا تیرا قلمتراش درست ہوا اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہ دے مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا ای مخدوم وہ پیر قلمتراش درست کرنے والا شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون سے ہو شیخ کی تربیت اور فیض برکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہونچا ہو مولانا قطب الدین متعجب ہوئے اور اس گفتگو سے جو نماز کے بارہ مین شیخ سے کی تھی پشیمان ہوے اور کچھ دنون کے بعد دہلی مین آن حضرت کی خدمت مین جاکر اپنی اوقات بسر کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ ایک دن حضرت شیخ اپنے حجرہ مین مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سربمہر اُس کے ہاتھ مین تھا وہ نامہ شیخ صدرالدین عارف کو دیکر کہا کہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت مین پہونچاؤ شیخ صدرالدین عارف سرنامہ دیکھکر متحیر ہوئے اور حجرہ مین جاکر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دیکر برآمد ہوے اور اُس شخص کو جو نامہ لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھکر جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور حجرہ کے چارون گوشون سے یہ آواز برآمد ہوئی کہ دوست اپنے دوست کے جوار رحمت مین واصل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدرالدین عارف کے سمع مبارک مین پہونچا فوراً حجرہ مین جاکر اپنے والد کو دیکھا کہ مطمورۂ خاک سے مطمورۂ پاک کی طرف سفری ہوے ہین اور یہ واقعہ سترھوین تاریخ صفر ۶۶۶ھ چھ سو چھیاسٹھ ہجری مین واقع ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ شیخ سعیدالدین حموی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ بہاءالدین زکریا اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ہمعصر تھے اول شیخ سعیدالدین حموی نے اس دار ناپائدار سے ارتحال کیا اور اُس کے تین سال بعد شیخ سیف الدین خضری روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوے اور اُس کے تین سال کے بعد شیخ بہاءالدین زکریا نے وفات پائی جب تین برس

کا اور عرصہ گذرا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے عالم فانی سے عالم باقی کی سمت انتقال کیا

ذکر شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ العزیز کا

ابیات

آن گہر معدن حق الیقین | بارور آب کرمش تاج دین | دادہ رہائی بہ ملائک صلا
نزہت وحدت صلا و ملا | لجۂ امواج دل پاک او | عقل فرو ماندہ در ادراک او
صدر نشین گشت بعرش برین | گفتہ حقائق زحد امجد ر دین

انھیں عارف اس واسطے کہتے ہیں کہ ہر بار ختم کلام اللہ کرنے سے سمجھ فکر کو زیادہ تر کرم معانی
فرماتے تھے اور جس وقت تلاوت میں مشغول ہوتے تھے انھیں نوع نوع معانی کا سامنا ہوتا
تھا اور وہ صاحب ہمت عالی رکھتے تھے کہ مال دنیوی سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور جب
آپ کے والد شیخ بہاء الدین زکریا کے آفتاب حیات نے مغرب ممات کی طرف رجعت کی آنحضرت کے
شیخ صدر الدین عارف کے سوا چھ فرزند اور دوسری بی بی سے تھے جب شریعت غرا کے موافق
متروکات تقسیم ہوئے اسباب و اجناس کے علاوہ ستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدر الدین عارف کو میراث
پہونچا انھوں نے وہ تمام نقد و جنس اول روز فقرا پر تقسیم کرکے ایک درم اور دینار باقی نہ رکھا
بعد اس کے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپ کے والد بزرگوار اس قدر نقد و
جنس خزانہ میں بچا رکھتے تھے اور بآہستگی تمام اُسے فقرا پر صرف کرتے تھے آپ کو انھیں کی
روش پر عمل کرنا چاہیے جواب دیا کہ میرے والد ماجد خود دنیا سے بحالت مطلق ہو گئے تھے اسباب دنیوی
کے جمع آنے سے خوف نہ رکھتے تھے اور بتدریج تمام فقرا پر صرف کرتے تھے اور میں بھی
اگرچہ اکثر اوقات غالب ہوں لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہوں لہذا اس کے جمع کرنے سے
اندیشہ کرتا ہوں کہ مبادا مال دنیوی مجھے فریب دے اس لیے اُسے اپنے پاس سے دور کرتا ہوں
اور شیخ صدر الدین عارف بہت مرید صاحب حال رکھتے تھے مثل شیخ جمال خنداں اور شیخ
احمد معشوق اور مولانا علاء الدین خجندی اور فرزند ارجمند حضرت کے شیخ رکن الدین ابوالفتح تھے
اور یہ بھی لوگوں کی زبانی نقل ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے رحلت کے وقت شیخ صدر الدین عارف
سے وصیت فرمائی کہ شہزادوں میں ایک درویش نہایت کامل اور واصل ہیں انھوں نے اب تک
کسی درویش سے پیوند نہیں کیا اور ہمارے خانوادہ سے انھیں ایک نصیب وافر ہے اور اگرچہ
وہ میرے پاس نہ آئے بعد میرے تمھارے پاس آویں گے اور اب تک انھیں خدا نے معلوم
کیا ہے جس وقت وہ تمھارے پاس آویں پہلے دن اُن سے ملاقات اور مصافحہ نہ کرنا اور تین دن
انھیں خلوت میں بٹھانا اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول کرنا اور جب وہ مجاہدہ کے عمل سے
ہوش میں آویں تو اپنے روبرو انھیں بلانا اور جو کچھ ہم سے تحقیق ہوچکا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین

عمر سہروردی کے خرقہ کے سوا نصف انھین دینا ظاہر یہ نقل بنائی ہوئی یعنی خلاف واقع ہو کیونکہ یہ بات
میزان درویشی کے پلہ مین نہین سماتی ہو اور فقیر نے کسی کتاب مین صریح نہین دیکھا کہ وہ مجذوب کون
تھے اور انجام اُس کا کیا ہوا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہو کہ شیخ صدرالدین عارف نے ابتدا ے
حال مین اپنے والد ماجد کی خدمت مین عرض کی کہ اگر ارشاد ہو مین علم نحو کے استحکام کے واسطے
کتاب مفصل جو صاحب کشاف کی تصنیف ہو پڑھون شیخ نے فرمایا کہ صبر کر کہ آج شب کو حال
مصنف کا دریافت کرون ابھی شب خواب مین دیکھا کہ صاحب کشاف کو فرشتہ زنجیر اور طوق مین
مسلسل اور مطوق کر کے دوزخ کی طرف لیے جاتے ہین اپنے نورعین کو اِس واقعہ سے آگاہی
دی شیخ صدرالدین عارف نے جب یہ بات سنی اُس کتاب کے پڑھنے کا ارادہ فسخ کیا ظاہرا معلوم ہوتا
ہو کہ صاحب کشاف جو مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سبب سے عذاب مین مبتلا تھا اور مولانا
امام الدین مبارک ملتانی اُستاد شیخ ابابکر دلق پوش سے منقول ہو کہ ایک روز شیخ صدرالدین عارف
دریا کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسخ واقع ہو وضو کرتے تھے اور اُن کا بیٹا شیخ
رکن الدین ابوالفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک غول ہرن کا
پیدا ہوا اور ایک بچہ ہرنی کا اس کے درمیان مین تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو بچہ کی
طرف راغب ہو کر اُس کے خیال مین مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدرالدین
عارف نے وضو سے فارغ ہو کر دوگانہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلایا کہ قرآن شریف کا ربع پارہ سبق
دے کر یاد کرائین اور وہ سعادت مند مصحف مجید کھول کر سبق پڑھنے مین مشغول ہوا اور عادت
اُس صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ پڑھ کر چوتھائی پارہ حفظ کر لیتا تھا اور اُس روز دس مرتبہ پڑھا یاد
نہ ہوا شیخ صدرالدین نے صورت حال پوچھی سبنے حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اُس
طرف سے گذرا اور اُس کے درمیان مین ایک ہرن کا بچہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مخدوم زادہ
کو اُسکی طرف میل ہوا شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ غول ہرن کا کس طرف گیا ہو شیخ رکن الدین نے
فی الفور عرض کی کہ بابا فلان طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُس طرف توجہ کی ناگاہ لوگون نے دیکھا کہ
ایک ہرنی اپنا بچہ ساتھ لیے ہوئے چلی آتی ہو جب قریب پہونچی شیخ رکن الدین نے دوڑ کر ہرن کے
بچہ کو گود مین لیا اور سر اور آنکھین چوم کر پستان مادر اُس کے دہن مین چھوڑ دے تو دودھ پیئے
اور بعد اُس کے اُس مخدوم زادہ نے دو پہر مین کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ کیا اور اس ہرنی کو
مع بچہ اپنی خانقاہ مین چھوڑ دیا چنانچہ وہ مدت مدید تک وہان رہی اور نقل ہو کہ بادشاہ غیاث الدین
بلبن نے اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان خان کو کہ آخر سلطان شہید مشہور ہوا چتر اور دور باش دے کر
ملتان کی طرف بھیجا اور وہ شیخ کی ملاقات کر کے ممالک کے انتظام مین مشغول ہوا اور اُس کی منکوحہ
جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن شمس الدین التمش کی دختر تھی اور زیور عفت و عصمت سے آراستہ
تھی محمد سلطان خان شہید کی شراب کی کثرت سے ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان

قضیب الاتفاق اس عورت سے رنجش بہم پہونچا کر تین طلاق دے کر مطلقہ کیا اور بعد تین روز کے اس کی
مفارقت سے کیونکہ بہت خوبصورت تھی بیتاب ہو کر شہر کے عالموں کو طلب کیا اور انسے مسئلہ پوچھا انھوں
نے عرض کی کہ جب تک اس عورت مطلقہ کو دوسرے کی رفاقت واقع نہووے رجوع درست
نہیں ہے محمد سلطان خان شہید کہ شاہزادہ تنک مزاج تھا نہایت آشفتہ ہو کر مسند سے اٹھا
اور خلوت میں جاکر قاضی امیرالدین خوارزمی سے جو شاہزادہ کے محرم اور ہمدم تھے یہ بات
کہی کہ اگر خلاف شریعت اس عورت کو اپنی خدمت میں لاتا ہوں تو دوزخ کے عذاب اور
باپ کے عتاب کا خوف ہے اور جو اُسے علیحدہ رکھتا ہوں تاب دوری اپنے میں نہیں پاتا دونوں
طرح مشکل ہے قاضی امیرالدین نے کہا اگر امان ہووے تو عرض کروں خان شہید نے امان دی قاضی
نے فرمایا کہ آپ ایک کام کیجے اس مقام میں شیخ صدرالدین عارف پاک ذات اور فرشتہ صفات ہیں
اس عورت کو خلق سے پوشیدہ انکے نکاح میں لاویں پھر آنحضرت سے طلاق لے کر جدا کریں تو مباح
ہووے محمد سلطان خان شہید نے حسب ضرورت اجازت دی قاضی صاحب نے خلق سے پوشیدہ
اس مستورہ کو شیخ صدرالدین عارف کے عقد ازدواج میں لا کر ان کے سپرد کیا اور دوسرے دن اُس
عفیفہ کے طلاق دینے کی تکلیف دی وہ عفیفہ یہ خبر سنکر شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عرض کی کہ اگر
آپ مجھے پھر اُس ظالم فاسق کے سپرد فرماوینگے میں قیامت کے دن آپ کی دامنگیر ہوں گی
شیخ قدس سرہ کو اُس کی مجبوری اور لاچاری پر رحم آیا طلاق دینے سے انکار کیا قاضی یہ خبر سنکر اپنے بدحواس اور
مضطرب ہوے قریب تھا کہ ان کا مرغ روح قالب سے پھڑک کر نکل جاوے غرضکہ طرح کے
بصد ہزار دقت اپنے تئین محمد سلطان خان شہید کی ملازمت میں پہونچایا خان شہید ان کے تغیر اور
تعسر سے اصل مطلب سمجھ گیا اور طیش میں آکر تلوار غلاف سے نکالی چاہا کہ قاضی کو مار ہی سے سنگسار
کرے پھر ہوش میں آکر یہ بات کہی کہ تیری بھی سزا یہی ہے اگر میں کل شیخ صدرالدین کے خون
سے اس کے بساط خانہ کو رنگین نہ کروں تو اس عورت سے جو اس کے گھر میں ہے کمتر ہوں پھر حکم
دیا کہ تمام شہر میں منادی کر دو کہ کل علی الصباح تمام سپاہ دربار میں حاضر ہووے اور اس دن شاہزادہ
نے دور رنج سے کھانا نہ کھایا ملتان میں آثار قیامت کے ظاہر ہوئے اور شیخ اپنے ارادہ پر ثابت
اور راسخ تھے کسی ہیچ کا تغیر ان کے حال میں نہ آیا ناگاہ بعد عصر کے بیخبر شاہزادہ نے سنی کہ
بیس ہزار مغل جرار اور خونخوار ملتان کی نواح میں بعزم رزم داخل ہوئے محمد سلطان خان شہید
نے کہ اپنے تئین رستم دستان تصور کرتا تھا حکم دیا کہ تمام فوج کو مسلح اور مکمل ہو کر آوے پہلے
مغلوں کی جماعت کو درہم برہم کروں اس کے بعد شیخ کے خون سے بساط رنگین کر کے اپنے
دل کا کینہ نکالوں خلاصہ یہ کہ دوسرے دن محمد سلطان خان شہید چاشت کے وقت مع فوج شہر
سے برآمد ہوا اور لشکر غنیم سے دوپہر لڑا اور حملہائے مردانہ سے دشمن کے صفوف کو متفرق اور
پریشان کیا اور ظہر کے وقت ادائے نماز کے واسطے ایک تالاب پر وارد ہو کر نماز میں تھا مشغول

اور اُس وقت پانسو سوار اُس کے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ غنیم کے تعاقب اور غنیمت میں مصروف تھی اس درمیان میں ایک مغلوں کا افسر کہ دو ہزار سوار سے ایک باغ میں ایستادہ تھا اور اُسے حملہ کی فرصت نہ ملی تھی مغل کی خبر شکست لشکر بقصد فرار روانہ ہوا جب گذر اُس کا اُس تالاب پر ہوا محمد سلطان خان شہید کو جماعت قلیل دیکھکر شیر گرسنہ کی طرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تمامی سوار قتل کرکے نکل گیا ۔

گنج قارون کہ فرو میرود از قعر ہنوز	خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

پھر تو وہ مستورہ بموافقت تمام شیخ کے مکان میں رہی اور آنحضرت کی برکت صحبت سے واصلان حق سے ہوئی اور شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر ہیں اور وہ پیر شیخ شرف الدین یحیی منیری کے ہیں منقول ہے کہ میں نے اُن دنوں میں خراسان سے ہندوستان کی عزیمت کی اور جب ملتان میں پہونچا شیخ صدرالدین کی ملاقات کو ایام بیض میں گیا اور میں روزہ رکھتا تھا۔ شیخ نے کھانا طلب کیا لوگ بہت اُس کے مائدہ پر جو بادشاہوں کے دسترخوان کے مانند تھا حاضر ہوئے اور میں شیخ کے قریب اور درویشوں سے زیادہ تھا میں نے دیکھا کہ آن حضرت کے روبرو ایک طباق مزعفر سے بھرا ہوا اور ایک حلواے صابونی سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا درویشو بسم اللہ میں اگرچہ صائم تھا لیکن بحکم من اکل مع المغفور فہو المغفور اپنے تئیں اُس سعادت سے محروم نہ کرسکا اور بسم اللہ کہکر اکل طعام میں مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ برغبت تمام طعام تناول فرماتے ہیں اور ہر ایک کو اُن نعمتوں کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہیں میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تونے روزہ ایام بیض کے افطار میں مراعات میزبان کی کی پر ضرور ہے کہ قلیل غذا پر کفایت کرے غرضکہ جب یہ امر میرے دل میں گذرا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جس شخص سے ممکن ہو کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کرسکتا ہے اُسے قلت غذا کا مقید ہونا لازم نہیں ہے ۔

چونکہ لقمہ مے شود بر تو گہر	آن مزن ہر چند بتوانی بخور

اور جب شیخ صدرالدین عارف مرض الموت میں مبتلا ہوئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا خرقہ اور دیگر چیزیں جو شیخ بہاءالدین زکریا سے اُنھیں پہونچی تھیں اپنے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابوالفتح کو دے کر خلیفہ اور جانشین کیا اور ۷۰۹ھ سات سو چھ ہجری میں قید جسمانی سے وارستہ ہوکر عالم روحانی کی طرف سفری ہوئے +

ذکر شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس سرہ العزیز کا

ابیات

جہان معرفت سلطان معنی	وجودش آیتے در شان معنی	دلش از طلعت اسرار مسرور

بظاہر در شریعت چست و چالاک | بباطن در حقیقت رفتہ افلاک | ہمیشہ جالس اندر بزم معمور

آنحضرت نہایت عظیم القدر اور عزیز الوجود تھے اور علوم منقول و معقول سے بہرہ وافی رکھتے تھے
اسی عہد بزرگوار کے نظر یافتہ تھے اور اُس جناب کی والدہ ماجدہ مسماۃ راستی کہ عصمت میں اپنے
وقت کی رابعہ بصری تھیں اور ہر روز ایکبار کلام اللہ ختم کرتی تھیں اور باپ سے ارادت صادق
رکھتی تھیں ایک دن اُن کی ملازمت میں حاضر ہوئیں اور اُس وقت میں شیخ رکن الدین ابوالفتح
سات مہینے کے اُن کے شکم مبارک میں تھے شیخ بہاء الدین زکریا نے اُس روز بخلاف
عادت اُن کی تعظیم کی اور فرمایا کہ بی بی یہ تعظیم اُس شخص کی ہے کہ تو جس کی حامل ہے اور یہ نور میں ہمارے
خاندان اور دودمان کا چراغ ہوگا ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا پلنگ پر رونق افزا
تھے اور آپ نے دستار مبارک پلنگ کے پایہ پر رکھدی تھی اور شیخ صدر الدین چارپائی کے
قریب فرش پر مؤدب بیٹھے تھے اور شیخ ابوالفتح کا سن اُن دنوں میں چار برس کا تھا چارپائی
کے گرد پھرتے تھے ایکبارگی حضرت کی دستار مبارک اُٹھا کر زیب سر کی شیخ صدر الدین نے
مضطرب ہوکر آواز بلند فرمایا کہ ای رکن الدین بے ادبی مکر اور حضرت کی دستار مبارک اُتار کے
رکھ دے شیخ بہاء الدین زکریا نے فرمایا ای صدر الدین خاموش تم اسے منع مت کرو کیونکہ بسبب
استحقاق کے زیب سر کی ہے اور میں نے یہ دستار اسے بخشی منقول ہے کہ حضرت نے وہ
دستار اُسی طور سے مقدمہ صندوق میں امانت رکھی روز جلوس سجادہ اُس کو سر پر رکھتے
تھے اور خرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا پہنتے تھے اور روش آنحضرت
کی سلطان ابوسعید ابوالخیر کی روش کے موافق تھی اُن کی مجلس میں جس شخص کے دل میں جو
کچھ آتا وہ آنحضرت پر مکشوف ہوتا تھا اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری اور شیخ عثمان سیاح
کے مانند کہ دہلی میں مدفون ہیں مرید رکھتے تھے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے
منقول ہے کہ جس وقت شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلی میں تشریف لاتے تھے خلق کو آنحضرت کے
عطائے ظاہری اور باطنی سے ہر روز روز عید اور ہر شب شب قدر ہوتی تھی اور بادشاہ
علاء الدین خلجی کے عہد میں دوبار دہلی میں تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین مبارکشاہ
کے عصر میں تین بار اور بادشاہ علاء الدین خلجی باوجود غرور حشمت آنحضرت کے استقبال کے
واسطے سوار ہوتا تھا اور باعزاز تمام شہر میں لاتا تھا اور دس لاکھ روپیہ پہلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ
روز وداع بطریق شکرانہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین کے پاس اُس دن جس قدر زر شکرانہ
آتا تھا خلائق پر تقسیم کرتے تھے ایک درم یا دینار باقی نہ رکھتے تھے اور بارہا فرماتے تھے
کہ میں ملتان سے عشق محبت شیخ نظام الدین اولیا دہلی میں آتا ہوں اور نقل ہے کہ ایک وقت دونوں
بزرگ مسجد کیلوکھری میں جمعہ کی نماز ادا کرکے باہم ملاقی ہوئے شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخ نظام الدین اولیا
کی خانقاہ کیطرف تشریف لے گئے اور درویشان صاحب حال وہاں حاضر تھے مولانا علاء الدین جیسے

بھائی شیخ رکن الدین ابوالفتح کے دل میں یہ خیال گذرا کہ جو قران السعدین یہاں واقع ہوا بہتر ہے کہ اس وقت ان بزرگون کے درمیان نکتہ علمی مذکور ہووے فی الفور دونون بزرگوار نغمہ زبان پہ لائے کہ ای مولانا علم الدین جو کچھ تمھارے دل میں گذرا ہے اُسے زبان پرلاؤ مولانا نے کہا آیا کیا حکمت تھی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی شیخ رکن الدین ابوالفتح نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بعضے کمالات حضرت کے اس ہجرت پر موقوف تھے اسواسطے وہان تشریف لے گئے تو وہ کمالات حاصل ہو وین بعد اس کے شیخ نظام الدین اولیا نے یہ جواب دیا کہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ بعضے ناقصان مدینہ کو مکہ معظمہ کے سفر کی قدرت نہ تھی تا خدمت بابرکت مین مشرف ہو کر کسب فیوض کرین حق سبحانہ تعالے نے آن حضرت کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا تو اہل نقصان آپ کے مین خدمت سے درجہ کمال کو پہونچین سبحان اللہ ان دونون بزرگوار نے در پردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین شیخ رکن الدین ابوالفتح تین مرتبہ دہلی مین تشریف لائے اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا تھا اُس روز تخت روان پر سوار ہوتے تھے اور مقام مناسب مین تخت کو ٹھہراتے تھے اور اہل حاجت اپنے عرائض تحریر کر کے تخت پر ڈالتے تھے اور قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازہ تھے دو دروازہ سے وہ جناب تخت روان پر سوار ہو کر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ مین بادشاہ استقبال کے واسطے آتا تھا جب شیخ تخت سے اُترتے تھے بادشاہ آن حضرت کا ہاتھ پکڑ کے دیوان خاص مین لے جاتا تھا اور حضرت کے روبرو مؤدب بیٹھتا تھا اور قدم رنجہ فرمانے کا عذر کرتا تھا اُس وقت خادم شیخ کے اشارہ کے موافق خلائق کی عرضیان بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود پڑھکر ہر عرضی کے ناصیہ پر بھی حسب مدعا بخط خاص جواب لکھتا تھا اور ارکان دولت دستخط خاص کے موافق عمل کرتے تھے اور جب مقدمات خلائق کا تصفیہ ہو جاتا تھا شیخ اپنے مکان پر تشریف لے جاتے تھے اور امیر خسرو سے منقول ہے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے عرس کے دن حضرت رکن الدین ابوالفتح اور شیخ نظام الدین اولیا دونون بزرگوار موجود تھے جب قوالون نے راگ شروع کیا شیخ نظام الدین اولیا حالت وجد وحال مین آن کر اٹھا چاہتے تھے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے آن کا دامن پکڑ لیا بعد ایک لحظہ کے شیخ دوبارہ وجد مین آکر ایستادہ ہوے اس مرتبہ شیخ رکن الدین ابوالفتح مانع نہ ہوے اور خود بھی اور درویشون کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے اور جب سماع موقوف ہوا ہر شخص اپنے مکان کی طرف راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح سے پوچھا کہ ممانعت اول اور سکوت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ مین نے اول مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا کو عالم الملکوت مین دیکھا تھا میرا بھی دسترس اُس مقام تک تھا لہذا

دامنگیر ہوا دوسری بار آنکھیں عالم حیرت میں دیکھا جسے مجھے معلوم ہوا کہ وہاں میرا ہاتھ روک دیگا اس واسطے دست بردار ہوا اور نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نظام الدین اولیا کی حیات سے ملتان سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں پہونچکر لوازم زیارت بجا لائے اور انھیں دنوں میں بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بنگالہ سے نواح دہلی میں پہونچا اُس کے فرزند سلطان محمد تغلق شاہ کا استقبال کیا اور شیخ بھی اُس کی پیشوائی کو روانہ ہوئے اور بادشاہ ضیافت کھانے کے واسطے اُس قصر میں کہ اُس کے فرزند نے افغان پور کے قریب تعمیر کیا تھا وارد ہوا جو شیخ رکن الدین ابوالفتح بھی اُس قصر میں رونق افزا تھے اُس غذا نے بادشاہ سے کہ وہ طعام تناول کرنے میں مصروف تھا کہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس قصر سے برآمد ہو جیئے بادشاہ نے جواب دیا کہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر برآمد ہوں گا شیخ نے دوبارہ بادشاہ سے کہا وہی جواب سنا شیخ رکن الدین ابوالفتح اپنا ہاتھ دھو کر قصر سے نکل گئے اور لوگ بھی یہ حال دیکھکر شیخ کے پیچھے ہوگئے لیکن بادشاہ مع ایک جماعت مخصوصان بیٹھا رہا ابھی شیخ دوسری دہلیز میں نہ پہونچے تھے کہ اُس قصر کی چھت گر پڑی اور بادشاہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ دیکھکر لوگ زیادہ تر شیخ کے معتقد ہوئے اور شیخ عثمان سیاح کا گلستان ارادت از سر نو تازہ ہوا اور مولانا اسمٰعیل ذاکر سے نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے اپنی وفات سے تین مہینے بیشتر ایکبارگی خلق سے کنارہ کر کے گوشہ نشینی قبول کی تھی اور کبھی حجرہ سے سواے نماز جمعہ کے برآمد ہوتے تھے الغرض تاریخ سولھویں رجب یوم پنجشنبہ بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین محمد کو کہ خادم خاص تھے مخاطب کیا اور اپنی تجہیز و تکفین کے بارہ میں وصیت کی جو کہ اُس جناب کے کوئی فرزند نہ تھا مصلیٰ اور خرقہ اپنے ایک بھائی کو عطا کیا اور نماز مغرب کے وقت امام کو اندر بلا کر نماز فرض ادا کی اور سر سجدہ میں رکھکر ودیعت حیات رب کائنات کے سپرد کی اور جو کہ مؤلف کتاب ہذا محمد قاسم فرشتہ کو حقیقت کسی کتاب سے دریافت نہ ہوئی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے انتقال کے بعد کون لوگ بطناً بعد بطن سجادہ خلافت پر بیٹھتے آئے لہذا اُس سے ساکت ہوکر اُن کے مریدان مشہور کے ذکر میں مشغول ہوا۔

ذکر سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز

آنجناب سید صحیح النسب ہیں اور نسب آنحضرت کا ساتھ امام الہادی کے یوں پہونچتا ہے سید جلال بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبداللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الہادی اور منقول ہے کہ سید جلال بخارا سے ملتان میں آئے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ میں وارد ہوے اور اُن دنوں میں گرما کی نہایت گرما گرمی تھی اور ہواے تموز یعنی لون چلتی تھی ایک روز سید جلال بخاری خانقاہ کے صحن میں بیٹھے تھے فرمایا آہ ایسی فصل میں بخارا کی برف مطلوب ہے شیخ بہاء الدین

زکریا نے کہ اپنے حجرہ مین سے صفائے باطن سے یہ امر دریافت کرکے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جاکر
جماعت خانہ کی صف مین فرش اٹھاکر تمام صحن مین جھاڑو سے صاف کرو خادم نے حکم کے موافق
عمل کیا اور لوگ اس امر سے کہ خلاف عادت تھا متعجب ہوے اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک
ٹکڑا ابر کا خانقاہ کے گرد نواح مین ظاہر آیا اور خانقاہ کے صحن مین اولے تخم مرغ برابر گرنے
لگے یہان تک کہ تمام صحن اولون سے بھر گیا اور ابر برطرف ہوا اور ایک اولا خانقاہ کے سوا
دوسرے مقام مین نہ گرا غرض کہ سید جلال بہت اولے تناول فرماکر اپنی آرزو کو پہونچے
اور ملتان کی خلائق ایک ایک اولا تبرکا اور تیمنا اٹھا لے گئی اور جب شیخ نماز ظہر کے واسطے حجرہ سے
برآمد ہوے سید جلال بخاری کو دیکھکر مسکرائے اور فرمایا ہے سید جلال بخاری اس حال مین اولے
ملتان کے بہتر ہین یا بروت بخارا کی سید جلال بخاری نے عرض کی کہ ایک اولا ملتان کا شیخ بخارا
کے سو پرکالے سے بہتر ہی اور اسی عرصہ مین وہ جناب خرقہ خلافت کا پاکر بلدہ اوچہ مین مامور
ہوے اور آنحضرت کا مقبرہ اسی شہر مین واقع ہی

ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آن جناب بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون مین سے ہین جن کا یہ مرتبہ ہی کہ شیخ نے اپنی زبان
مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت مین پیش کرسی ندا آوے گی کہ زکریا ہماری درگاہ مین کیا لایا
عرض کرون گا حسن افغان کو لایا ہون اور کتاب فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے مرقوم ہی کہ
شیخ حسن مرد امی تھے کچھ پڑھے لکھے نہ تھے بلکہ بعضے حروف بھی زبان سے ادا نہ کرسکتے تھے
لیکن لوح محفوظ اُن کے آئینہ دل پر عکس افگن تھی اس دلیل سے کہ لوگ بارہا تین سطر ایک کاغذ پر
تحریر کرکے اُن کے روبرو لے جاتے تھے ایک سطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے اور ایک سطر اقاویل مشائخ سے اور ایک سطر آیات کلام مجید سے اور شیخ سے عرض
کرتے تھے کہ فرمائیے ان سطرون مین احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریف اور اقوال مشائخ
کون ہی وہ جناب اول انگشت مبارک قرآن مجید کی سطر پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ
یہ کلام حق تعالی کا ہی کہ نور اس کا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہون اور یہ حدیث رسول اللہ ہی کہ
طلعت اس کی سپہر ہفتمین تک دیکھتا ہون پھر مشائخ کے سطر کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے تھے کہ
یہ اقوال بزرگون کے ہین کہ نور اس کا فلک تک معاینہ کرتا ہون اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا
سے منقول ہی کہ ایک وقت دہلی مین ایک مسجد بنا کرتے تھے اور قبلہ کے تعین مین کہ داہنی طرف
میل کرتا ہی یا بائین سمت علما کو اختلاف ہوا اتفاقا شیخ حسن افغان اس مقام مین وارد ہوے
اور قبلہ رو ایستادہ ہوکر کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا بیت اللہ کی زیارت کرو جمیع علما
جو حاضر تھے کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوے اور شیخ کی تعظیم کو جھکے اور ایک روز شیخ

حسن افغان کا گذر ایک کوچہ میں ہوا اور ہنگام مغرب ایک مسجد میں پہونچے دیکھا کہ ایک امام نماز
جماعت کی ادا کرتا ہے آپ نے اُس امام کے پیچھے اقتدا کی جب امام سلام پھیر کر نماز سے فارغ
ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑ کے ایک گوشہ میں لے گئے اور کہا اے صاحب ہم اس نماز کی جماعت
میں شریک ہوے اور تمہاری اقتدا کی تم عین نماز میں دہلی سے بنگالے گئے اور وہاں سے بردے
خرید کر کے ملتان لے گئے اور ملتان سے غزنین کی سمت اُن بردوں کو گران قیمت بیچنے کے واسطے
روانہ ہوے اور ہم تمہارے پیچھے سر و پا حیران و پریشان پھرتے رہے بتائیے اس نماز کو کیا
کہیں اور اس کا کیا نام رکھیں اور فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ جو شیخ نے فرمایا

ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کے مریدوں سے ہیں ابتدائے زمانہ میں قندھار میں سکونت رکھتے
تھے اور مرد دائم الخمر تھے بے خمر زیست نہ کر سکتے تھے ایک مرتبہ اپنے باپ محمد قندھاری سے
رخصت لے کر برسم تجارت ملتان کی طرف روانہ ہوے اور مے نوشی اور معشوق پرستی اُن کا کام تھا
اتفاق حسنہ سے وہ ایک روز دکان میں بیٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کہ شیخ بہاء الدین زکریا کی
زیارت کے واسطے جاتے تھے نظر اُن کی شیخ احمد پر پڑی ایک خادم کو بھیجا کہ انھیں جس طور سے
ممکن ہو میرے پاس لاؤ یہ کہکر وہ جناب اپنے والد کے مقبرہ میں داخل ہوے اور شیخ کی زیارت
سے مستفیض ہوے بعد اس کے خادم شیخ احمد کو شیخ صدر الدین عارف کی خدمت میں لایا اور شیخ
انھیں اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لے گئے اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور جو صل کراتمی شربت
طلب کر کے قدرے آپ نے نوش فرمایا اور باقی شیخ احمد کو دیا وہ شربت انھوں نے پیا اُسکے
پیتے ہی ابواب معرفت کشادہ ہوے اور وہ فوراً تائب ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوے اور جو
کچھ نقد و جنس اپنے پاس رکھتے تھے اس خانقاہ کے درویشوں پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے دستکش
ہو کر تجرد اختیار کی اور سات برس گوشہ انزوا میں بیٹھکر یاد حق میں مشغول ہوے اور ہر وقت
شیخ سے ایک فیض حاصل کرتے تھے یہاں تک کہ مدارج علیا پر فائز ہو کر اہل ولایت سے ہوے اور
فوائد الفواد میں شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اواخر عمر میں یاد حق میں ایسے
مشغول ہوے کہ چشم ظاہری نہ کھولتے تھے ایک وقت موسم سرما میں کہ ہوا نہایت سرد تھی صبح کو غسل
کے واسطے پانی میں داخل ہوے اور ایک عرصہ تک اُس میں درنگ کر کے زبان مناجات میں
کھولی کہ الٰہی تو بادشاہ ہے اور بندوں کی اطاعت سے بے نیاز ہے اپنے لطف عمیم سے بندگان
بے بضاعت کو سرفراز فرماتا ہے اور قسم ہے تیری عزت کی جب تک کہ اپنا قرب اور مرتبہ نہ پاؤں گا
اس پانی سے نہ نکلوں گا آخر یہ ندا آئی کہ ہماری درگاہ میں تیرا مرتبہ وہ ہے کہ ہم تیرے وسیلۂ شفاعت
سے خلائق کثیر کو آتش دوزخ سے رہا کر کے بہشت جاودانہ میں داخل کریں گے شیخ احمد نے عرض

کی کہ بار آلہا تیری نعمت بیحد اور رحمت لاتعد ہی مین اس امر پہ اکتفا نہ کرون گا اُس کے بعد فرمان صادر ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا معشوق بنایا تو اپنے تمام طالبون کو ہمرا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض اشارت سنتے ہی پانی سے برآمد ہوے اور اپنے مکان کا راستہ لیا الغرض راہ مین جس جگہ پہونچتے تھے خلقت کہتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہی منقول ہی کہ پھر توجذبہ اُن کا اس نہایت کو پہونچا کہ نماز سے بھی باز رہے اور جب علما و فضلا سمجھاتے تھے کہ اپنے تئین ہستی اور بے شعوری سے باز رکھیے اور نماز پنجگانہ ادا کیجیے فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہون لیکن فاتحۃ الکتاب نہین پڑھ سکتا علما نے جواب دیا کہ نماز بے سورۂ فاتحہ درست نہین ہی شیخ نے کہا فاتحہ پڑھونگا لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہونگا بولے یہ بھی جائز نہین ہی تمام سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہی شیخ نے عالمون کی تکلیف کے سبب نماز مین قیام کیا جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچے اُس جناب کے ہر بن مو سے ایک قطرہ خون کا ٹپکا کہ تمام خرقہ خون آلودہ ہوا ناچار علما کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بزرگوار و مین زن حائضہ کے مانند ہون مجھ پر نماز درست نہین ہی مجھ سے دست بردار رہو

ذکر مولانا شیخ حسام الدین نور اللہ مرقدہ کا

آنحضرت بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدون مین انتظام ر کھتے تھے ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا کی قبر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے تھے اور مولانا شیخ حسام الدین ہمراہ تھے مولانا حسام الدین کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار کے پاس مجھے ایک قبر کے مقدار زمین ملتی تو اُن بزرگوار کے جوار کی برکت سے مین عذاب دوزخ سے نجات پاتا فی الفور شیخ صدر الدین عارف نے اُن کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مولانا حسام الدین تمھارے مزار کے واسطے اس زمین سے مجھے دریغ نہین ہی لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھارے مزار کے واسطے زمین طیب وطاہر شہر بدایون مین تعین فرمائی ہی تمھاری قبر وہان ہوگی منقول ہی کہ مولانا نے بلدہ بدایون مین ایک شب کو خواب مین حضرت رسالت پناہی صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت فلان مقام مین وضو کرتے ہین صبح کو وہان جاکر دیکھا کہ زمین تر ہی فرمایا مجھے اس مقام مین دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اسی مقام مین مدفون ہوے۔

ذکر مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدون مین سے ہین نہایت محقق اور فاضل تھے چار برس تک خدمت مین اُن محرم راز کے بسر لے گئے اور شیخ صدر الدین عارف انھین ہمیشہ محبوب اللہ کہتے تھے اور وہ جناب رات دن مین دوبار کلام اللہ ختم کرتے تھے اور شیخ جمال

محمدی بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدوں سے ہیں لیکن شیخ صدرالدین عارف کے تربیت یافتہ ہیں علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ وافی رکھتے تھے اور خارق عادت اُس جناب سے بہت سرزد ہوتے تھے اور قبر ان کی اوچہ میں ہے

ذکر شیخ وحید الدین عثمان المشہور بسیاح کا

شیخ نصیرالدین اودھی مشہور بہ چراغ دہلی سے نقل ہے کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو میں نے دیکھا ہے ایک روز کیلوکھری میں دریا کے کنارے شیخ رکن الدین عارف کے مرید ہوئے اور انھوں نے ایسی ترک و تجرید کی کہ ایک تہمد کے سوا جو ستر عورت کو ضروری ہے اور کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور اُسی حال سے شیخ کے ہمراہ ملتان میں جا کر کتاب عوارف مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی اُن سے پڑھی اور قرآن مجید حفظ کیا اور مشہور ہے کہ جب وہ جناب شیخ کی اجازت سے عازم سفر ہوئے اور قدم سیاحی میں چھوڑا چھاگل اور عصا بھی نہ لیا وہی لنگی یعنی تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی بسر کرتے تھے ذات باری کے سوا کوئی رفیق شفیق نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں پہونچکر حج ادا کیا اور وہاں سے مدینہ میں جا کر ایک سال مقیم ہوئے اور پھر موسم حج میں بیت اللہ میں جا کر طواف میں مشغول ہوئے اور جو کہ ہوا گرم تھی حضرت خضر علیہ السلام نے حاضر ہو کر اپنی آستین کا سایہ اُس جناب پر کیا اور خود بھی طواف میں مصروف ہوئے اور شیخ نے اگرچہ آنحضرت کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا بعد اس کے ملتان میں آن کر شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا کہ خوب ہوا تم جلد چلے آئے نہیں تو خلق کے لیے فتنہ ہو جاتے پھر لباس خاص اپنا انھیں پہنایا اور دستار سالک اُتار کر اُن کے سر پر رکھی اور بعد چیدروز کے حکم کیا کہ تم دہلی میں جا کر بودو باش اختیار کرو اور اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی صحبت میں بسر لیجانا آنحضرت جہان تمھارے واسطے منزل مقرر کریں اسی مقام میں قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہونچانا اور شیخ وحید الدین عثمان سیاح جب دہلی میں وارد ہوئے شیخ نظام الدین اولیا سے ملکر پہلے شیخ رکن الدین کا سلام پہنچایا شیخ نے علیکم السلام کہا پھر اُن دونوں بزرگواروں کے درمیان محبت تمام بہم پہونچی شیخ وحید الدین عثمان بھی شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت میں رہتے تھے اور سماع اور وجد میں نہایت میل رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین نے ترک سماع کا محضر تیار کرنے سے پہلے یہ حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قوال کسی صوفی کے روبرو راگ گاوے گا اور صوفی دم مارے گا تو اُس کی زبان گُدی کی طرف سے کھینچی جاوے گی اس سبب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی کہ محفل راگ اور سماع کے گرد جاتا الغرض اُن دنوں میں ایک روز شیخ وحید الدین عثمان سیاح اپنی جماعت خانہ میں بیٹھے تھے میر حسن قوال ولد میر حیات جو قوالوں کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کے دلفقہ خوار تکے سلک میں منتظم تھا مع دو تین قوال اُس طرف سے گذرا شیخ وحید الدین عثمان سیاح

کو دیکھکر آن کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ وحید الدین عثمان سیاح نے کہ اُسکی حسین صورت پر فریفتہ تھے فرمایا کہ ای میر حسن آہستہ آہستہ کچھ گن گنا اُس نے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اس بارہ مین نہایت قدغن رکھتا ہی یہان تک کہ کوئی شخص قرآن بھی خوش آوازی سے نہین پڑھ سکتا ہی شیخ نے فرمایا یہان کوئی نہین ہی دروازہ بند کرکے باہستگی سنون گا حسن قوال نے جب شیخ کو حد سے زیادہ مصر دیکھا ناچار ہوکر یہ بیت پردۂ عشاق مین شروع کی بیت

زاہد ز دین بر آمد و صوفی ز اعتقاد	ترسا محمدی شد و عاشق ہمان کہ ہست

شیخ یہ سنتے ہی ایسے وجد مین آئے کہ بیخودی مین حجرہ کا دروازہ کھول دیا یہ خبر سنکر دوسو قوال تخمینًا حاضر ہوے اور اُس محلہ کے صوفیون نے اژدحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر مین منتشر ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال اور تماشائیون کا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کے محلہ مین جمع ہوا اور شیخ ساتھ اس جمعیت کے کہ قریب تین ہزار آدمی کے تھے تغلق آباد کی سمت روانہ ہوے اور دہلی سے وہان تک ڈھائی کوس فاصلہ تھا وضیع و شریف متحیر ہو کر سمجھے کہ اب شیخ اور قوالون کا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہی راوی کہتا ہی کہ جب شیخ ساتھ اُس وضع کے تغلق آباد کے قریب پہونچے بادشاہ غیاث الدین تغلق نے ملک شادی کو کہ جو اُس کے جملہ مخصوصان سے تھا بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہی ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ پھینک کر اُن کے قریب پہونچا دیکھا کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتے ہوے اور گاتے ہوے آتے ہین اُس نے فورًا پلٹ کر بادشاہ سے حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ مین اُس شخص کی ایسی تنبیہ اور تادیب کرون گا کہ اورون کی عبرت کا باعث ہو اس کے بعد بادشاہ نے تذکرہ خسرو خان قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اُس مین دیکھون کہ اس شیخ نے خسرو خان سے کس قدر روپیہ لیا ہی بعدہ حکم کرون گا کہ وہ روپیہ شیخ سے اسی وقت بشدت و اہانت تمام پھیر لیوین ارکین دولت جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھے اُنھون نے عرض کی کہ اس شیخ نے خسرو خان سے زر فتوح ایک حبہ قبول نہین کیا ہی مقلب القلوب نے بادشاہ کے دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی سے فرمایا کہ تو جلد جاکر شیخ کو میرا اسلام پہونچا اور قصر خاص مین باعزاز تمام لا اور سامان ضیافت مہیا کرکے قوالون کو انعام شاہی سے مالا مال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روز مہمان رکھا اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ نے قبول نہ کیا پھر تغلق آباد سے ساتھ اُس اژدحام اور غوغا کے غیاث پور کی طرف روانہ ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین چند روز بسر کیے

ذکر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

ابیات

آن گوہر معدن سیادت	سلطان سرادق سعادت	آن حامی دین سلالۂ پاک
فرزند خاص لولاک	بانی شریعت و طریقت	استاد مشائخ حقیقت
اندر پئے مصطفےٰ در اسلام	از فقر نہادہ بر زمین گام	سیاح جہان براہ دینی
برداشتہ توشۂ یقینی	ہم یافتہ شش حج اکبر	ہم زائر روضۂ پیمبر

آمد ز عدا الفتح مالش | مخدوم جہانیان خطالشر

چونکہ تقدیم و تاخیر مشائخ میں تقدم زمانہ کا لحاظ رکھا گیا ہے لہذا مخدوم جہانیان کا احوال موخر
لکھا گیا واضح ہو کہ آپ کے جد امجد حضرت سید جلال بخاری نے جب اپنے پیر شیخ بہاءالدین
زکریا سے خرقۂ خلافت پایا اور پیر کی رخصت سے اوچہ میں آئے اور شریعت نبوی کے
موافق نکاح کیا تو آفریدگار عالم نے انھیں تین فرزند کرامت فرمائے سید احمد کبیر سید بہاءالدین
اور سید محمد سید احمد کبیر جو اپنے والد کے سجادہ نشین تھے ان کے صلب سے دو فرزند
سعادت مند موجود ہوئے ایک مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری دوسرے
صدرالدین راجو قتال اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن میں
شیخ جمال الدین محمدی کی خدمت میں کہ شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدوں سے تھے لے جاکر
آنحضرت کی دست بوسی سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین محمدی نے ایک طباق میں خرما لاکر اہل
مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرما مع خستہ (گٹھلی) تناول کیا شیخ جمال محمدی نے خرما
مع خستہ کھانے کا سبب پوچھا عرض کی کہ جو خرما آپ کے دست حق پرست سے دستیاب ہوئے
اس کا تخم دور کرنا سوء ادبی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو وہ چراغ ہے کہ اپنے خاندان کو قیامت تک
روشن رکھے گا سید جلال الدین حسین بخاری عالم تھے اور علوم عقلی و نقلی میں آپ نے
نہایت مشقت کھینچی تھی اور معتقد اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے
رجوع نہ کریں اور فرماتے تھے کہ تمام فضلا اور مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہیے اور
اس جناب نے اپنے والد سید احمد سے خرقۂ خلافت کا پایا اور دوسرا خرقہ حضرت شیخ رکن الدین
ابوالفتح سے پایا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ کی خدمت کرکے مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام اور
بیت المقدس اور روم و عراقین اور خراسان اور بلخ اور بخارا کی سمت سفر پایا اور بہت حج
کیے از انجملہ چھ حج اکبر انھیں نصیب ہوئے اور مدینہ رسول اللہ میں سلطان العلماء استاد المحدثین
عفیف الدین بن سعد الدین علی الیافعی الیمنی سے ملاقات کرکے دو برس اس جناب کی ملازمت
میں حاضر رہے اور نسخۂ عوارف وغیرہ انھیں پیشکش کیا اور مشغول رہے کہ بعدہ ...

خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابو القاسم صوفی سے پہنا اور اُنھون نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے پایا اور اسی طریق اثنائے سفر مین شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت مین فائز ہوکر آنحضرت سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم نساجی سے اُنھون نے شیخ نظام الدین ابو العطا بخاری سے اور منقول ہو کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر وسلوک مین تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہوکر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ مین تھے آن کے اور شیخ عبد اللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہو اور دیوار ظاہری قائم نہین ہو سید نے متحیر ہوکر شیخ عبد اللہ شافعی سے اِس کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان کعبۃ راحت الی زیارۃ قطب الہند نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین محمود کی زیارت کو گیا ہو اور چونکہ آنحضرت مقام متحیرین رکھتے ہین اور مستی سے آنہین سکتے کعبہ وہان گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اس وقت دہلی مین اگرچہ وہ درویش جو سابق مین تھے نہین رہے لیکن آن کی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود مین موجود ہو اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہین اور وہ جناب بلقب چراغ دہلی اسی وجہ سے مشہور ہوے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سنا آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوے اور جب آن حضرت نے اپنے وطن اوچہ کی طرف عود کیا ۷۷۰ھ سات سو ستر ہجری مین وہان سے دہلی مین آکر شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی اور شیخ سے کہا کہ الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت سے گئے تھے وقوع مین آیا اور یہ بھی کہا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی مین کہ ایک درویش نے آنہین . . . کی ہو بشرح وبسط مرقوم ہین لہذا طول سے اندیشہ کرکے اُس مین سے بطریق اختصار لکھا ہو واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جہانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہو کہ آنحضرت شب عید کو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تھے بعد ختم فرقان شیخ کی روح پر فتوح سے عیدی طلب کی اُس وقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہو کہ خدائے تعالے نے تجھے مخدوم جہانیان خطاب فرمایا بعد اُس کے شیخ صدر الدین عارف . . کے مقبرہ مین جاکر عیدی طلب کی وہان سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہو جو حضرت باباؔ نے مرحمت فرمائی ہو اسکے بعد اپنے پیر و مرشد شیخ رکن الدین ابو الفتح کے روضۂ اقدس پر آن کر عیدی طلب کیا چاہتے تھے آواز آئی عیدی وہی ہو کہ جو حضرت جد و پدر نے تجویز فرمائی جب وہان سے بر آمد ہوے جس مقام مین پہونچتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان تشریف لاتے ہین ایک روز کا مذکور ہو کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اُترین چونکہ زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین بخاری اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹ گئے اور اپنا

سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا رکھ کر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کے سینہ پر قدم رکھکر آزادی شیخ نے یہ حالت مشاہدہ کر کے انگشت شہادت ذات میں ڈالی اور فرمایا ای سید باب ثبوت تو بالکلیہ مسدود ہی کہ کوئی وہان نہین پہونچ سکتا البتہ مرتبہ ولایت مین تم مرتبۂ کمال پر پہونچیگا اور اس کے بعد سید ممدوح کو اٹھا کر اُن کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور سینہ مبارک اُن کے سینہ سے مس کیا اور ایک روز سید جلال الدین حسین نماز چاشت مین مشغول تھے اور آنحضرت کا فرزند جلیل اس کا مصلا کے گرد پھرتا تھا حضرت نے سلام پھیر کر سید شمس الدین کی طرف کہ وہ وہان بیٹھے تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس معصوم کی زیست دشوار ہی اس لیے کہ عین نماز مین اس کی طرف مین نے میل کیا تھا خلاصہ یہ کہ ظہر کے وقت وہ لڑکا تپ شدید مین مبتلا ہو کر اُسی شب کو فوت ہوا اور قصبات اوچہ مین ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد رہتے تھے ایک روز ایک کام کے واسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جن کا نام مولانا نصیر الدین ابو المعالی تھا گئے اور وہان قیلولہ کیا اور خواب مین دیکھا کہ ایک مقام مین خلائق کا ہجوم ہی اور ایک شخص وعظ کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھتا ہی دونون کام اُسکے خاک مین ملتے ہین جب بیدار ہوے لوگون سے پوچھا کہ اس اطراف مین کوئی شخص وعظ فرماتا ہی بولے ہان سید جلال الدین حسین بخاری اوچہ مین وعظ کہتے ہین مولانا وجیہ الدین نے آنحضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت باندھکر اوچہ مین گئے جب وہ صورت کہ خواب مین دیکھی تھی معاینہ کی باعتقاد وافر اُن کے قدم پر گر پڑے سید نے فرمایا ای بابا دنیا کا کام عقبی پر مقدم کیا چاہیے ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام سُنا زیادہ تر معتقد ہوکر مرید ہوے ایک روز شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے سید سے اُس وقت کہ وہ اپنے والد کی مجلس مین بیٹھے تھے پوچھا کہ تم کو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہی فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے نہلا کر کپڑا پہنایا تھا مجھے یاد ہی اور مین اُس عورت کو پہچانتا ہون اور نقل ہی مولانا شہاب الدین بہاں سے رسید ماہ رمضان مین برفاقت معتقدان اہل صلاح مسجد اوچہ مین معتکف تھے چند درویش کہ صفت الیقھون تسبیم موصوف تھے کبھی کبھی اس بہاب کے پاس آ بیٹھتے تھے ایک روز سومرہ نام والی اوچہ سید کی زیارت کو آتا اور اُس نے درویشون کا ہجوم دیکھکر بلا اجازت شیخ سید کے بعض لوگون کو مسجد سے نکال دیا سید نے فرمایا ای سومرہ کیا تو دیوانہ ہوا ہی جو فقیرون سے اولجھتا ہی یہ فرماتے ہی سومرہ دیوانہ ہوگیا اور حالت جنون مین اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ مین مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا بزرگان شہر اتفاق کر کے زنجیر اور ہتھکڑی سے اُسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈال دیا اور اس کی والدہ نے سید کی خدمت مین حاضر ہو کر بعجز وزاری تمام عرض کی کہ ای مخدوم جہانیان آپ کی شفقت تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکسان ہی لہذا اس جوان کا گناہ اس پیرزال عاجز کے سبب بخشیے سید نے فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ اسے غسل دے کر لباس پہنا ؤ لندہ شیخ جمال الدین محمدی کی قبر پر لیجاؤ آنحضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کرا کے میرے پاس لاؤ انھون نے

جب ایسا کیا والی اوچہ اپنی حالت اصلی پر آیا مسجد مین جاکر سید کی قدم بوسی سے شرفیاب ہوا اور
درویشون سے معذرت کر کے مرید ہوا اور تائید الٰہی سے مقبولون کے سلک مین منتظم ہوا
اور ملا شمس الدین سے کہ جو حج آخر مین سید کے ہمراہ تھے منقول ہی کہ جب اوچہ سے دریا کے
کنارے پہونچے مع ایک جماعت درویشان جہاز پر سوار ہوے بعد چند روز کے درویشون کو
ماہی تازہ کی آرزو ہوئی سید نور باطن سے دریافت کر کے مسکرائے اور کہا خداے تعالے
تمام چیز پر قادر ہی تمھاری آرزو پوری کرے گا اسی وقت ایک مچھلی جو مقدار مین دو من کی تھی دریا
سے جست کر کے درویشون کے پاس گری فورًا بریان کر کے تب اُنہنے صرف مین لائے
اور کہتے ہین کہ جس روز جہاز ساحل مقصود کو پہونچا اسی روز سید جلال الدین حسین بخاری
جدہ مین ام الخلایق ماما حوا کی زیارت کے واسطے گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہوے
قضارا اُس روز چند شخص ایک جنازہ ماما حوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنے کو لائے تھے سید نے
لوگون سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہی بولے کہ یہ تابوت شیخ بدر الدین یمنی کا ہی جو تیس برس سے حرمین
الشریفین مین مجاور تھے کل مکہ معظمہ سے جدہ مین آن کر قرآن کی تلاوت مین مشغول ہوے کہ
ناگاہ پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوا روضہ رضوان کی طرف سفری ہوے یہ سنتے ہی سید مراقب
مین گئے اور بعد ایک لحظہ کے سر اٹھا کر فرمایا کہ ان بزرگوار کو دفن نہ کرو شاید کہ سکتہ ہوا ہو پھر تابوت
کو اُس مسجد مین جو دریا کے کنارے واقع تھی لے جاکر دروازہ بند کیا اور تابوت کو کھولا اور شیخ بدر الدین
کو برآوردہ کر کے مسجد کے بوریہ پر لٹایا اور دو رکعت نماز ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول
ہوے بعد اِس کے حی الذی لا یموت کے فرمان سے شیخ بدر الدین یمنی حرکت مین آئے اور اٹھ بیٹھے
اور سید جلال الدین حسین بخاری کے دست بوس ہوے اُن سے احوال پوچھا سید نے اپنا جامۂ
خاص اُنھین پہنا کر فرمایا کہ دروازہ مسجد کا کھولکر نماز عصر کی اذان دین بعد ازان شیخ بدر الدین یمنی
نے امامت اور درویشون نے اقتدا کی دوسرے دن سید شیخ بدر الدین یمنی کے ہمراہ کعبۃ اللہ روانہ
ہوے اور سعادت طواف سے مشرف ہو کر شیخ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سمت گئے اور روضۂ
سرور کائنات مفخر موجودات کی زیارت سے سرفراز ہوے اور السلام علیک یا جداہ عرض کر کے
وعلیک السلام یا ولدی سنا اور اُس کے بعد جب سفر مکہ سے معاودت کر کے اوچہ مین پہونچے
ستر برس کے سن مین بمرض الموت مبتلا ہوے روز بروز ضعیف ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ
عید قربان کے روز بعد ادا ے دوگانہ عید اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال
کیا اور اُسی شہر مین مدفون ہوے کتب معتبرہ مین مسطور ہی کہ مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین
بخاری کسی کو اپنے مریدون مین نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام کسی انبیا نے نہین کیا ہان
جس وقت کوئی شخص بارادت صادق آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا سید ارشاد کرتے تھے کہ
مین اُنھین سے نہین ہون کہ کسی کو مرید کرون لیکن عقد اخوت کرتا ہون اور حدیث نبوی کے

موافق برادری میں لیتا ہوں کس واسطے کہ حدیث میں وارد ہے ان اللہ حیی کریم یستحیی ان یرد [illegible]
بین یدی اخوتہ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگ جو ساتھ جامہ ہائے مشائخ کے تبرک لیتے ہیں چونکہ
اس کی اصل موجود ہے میں بھی ساتھ اس کے عمل کرتا ہوں کس واسطے کہ ایک وقت حضرت
رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب ایک گھر میں تشریف لائے وہ مکان آدمیوں
سے مملو ہوا اس درمیان میں جریر بن عبد اللہ بجلی آئے اور جگہ نہ پا کر باہر بیٹھے حضرت نے
واقف ہو کر اپنا جامہ خاص اٹھایا اور لپیٹ کر ان کے روبرو پھینکا اور فرمایا تم اسے زمین
پر بچھا کر بیٹھو جریر نے وہ جامہ لے کر سر اور آنکھوں پر ملا اور تیمناً و تبرکاً اپنے پاس
مدت العمر تک رکھا

ذکر سید صدر الدین راجوے علیہ الرحمہ کا

یہ سید مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے چھوٹے بھائی ہیں علوم ظاہری اور باطنی میں
شہرت تمام رکھتے تھے اور جلالت کی صفت میں موصوف تھے جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوتا
تھا وہ بعینہ وقوع میں آتا تھا چنانچہ ایک روز ان کے صاحبزادے نے ایک متعلق بیگانہ کی ریش
رسوائی اور اس مسکین نے سید کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال ظاہر کی سید نے یہی زبان مبارک
سے ارشاد کیا کہ تو جو مکھا وہ بھی اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی تراش کر سر کو منڈے گا اتفاقاً اس
روز مخدوم زادہ نے ایک حجام کو بلا کر کہا کہ جلد میری مونچھ و داڑھی ٹھیک کر کے کاٹ دے حجام
ڈرا اور آئینہ اور استرہ ان کے روبرو رکھ کر آپ ہاتھ دھونے کے بہانے غائب ہوا جب دیر
ہوئی تو مخدوم زادہ نے چاہا کہ خود ہی جلد اس کام سے فراغت کروں چنانچہ آئینہ سامنے رکھ کر ایسا
استرہ چلایا کہ داڑھی منڈ گئی مجبور ہو کر دوسری طرف کے بال بھی مونڈے اور جیسا کہ حضرت مخدوم
کی زبان پر جاری ہوا تھا بعینہ ظہور میں آیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ آنحضرت جس شخص پر نظر تیز ڈالتے تھے
وہ اسی وقت بیہوش ہو کر جان دیتا چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک کافر قوم جٹان سے مخدوم جہانیان
سید جلال الدین حسین بخاری کی خدمت میں آن کر مسلمان ہوا اور سید نے اس کا نام عبد اللہ رکھ کر
تربیت فرمائی چنانچہ تھوڑے دن میں اس کی شہرت عظیم جٹان میں واقع ہوئی خلاصہ یہ کہ ایک
روز عبد اللہ حسب الاستدعا سید صدر الدین راجوے قتال کے روبرو حاضر تھا اور کسی امر کے
سبب سید نے نگاہ قہر اس پر ڈالی اور وہ گر پڑا اور آواز بلند کہتا تھا کہ اپنے میں جلا جاتا ہوں جلا
ہر چند اس پر مشکیں پانی سے لبریز گراتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہاں تک کہ اسی سوز میں مر گیا اور یہ
بھی منقول ہے کہ جب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری مرض الموت میں مبتلا ہوئے ایک
کافر نواہون نام کہ بادشاہ فیروز باربک کی طرف سے اوچہ کا حاکم تھا سید کی عیادت کو آیا اور کہا
حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکات کو ختم الاولیا کیا ہے جیسے حضرت رسالت مآب صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم ختم الانبیا تھے خداتعالی صحت بخشے اور شفا سے کامل کرامت فرمائے سید جلال الدین حسین نے
یہ کلام سنکر اپنے بھائی صدر الدین راجو سے قتال سے فرمایا کہ جو اس شخص نے حضرت رسالت پناہ
کی نبوت کا اقرار کیا تو حکم شریعت کے موافق مسلمان ہوا اب تم اور حضار مجلس اس کے گواہ ہو
اور اسے مسلمان کرو نواہون تکلیف اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور بادشاہ فیروز باربک
کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال اظہار کی اور شاہ نے باوجود اس کے کہ اس کو دوست رکھتا تھا
فرمایا کہ جب تو نے ایسا کہا تو بیشک مسلمان ہوا چونکہ ان دنون مین سید جوار رحمت حق مین واصل
ہوگئے سید صدر الدین راجو سے قتال بعد ادائے لوازم زیارت مع گواہان نواہون کے معاملہ
کے فیصل کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے جب اطراف شہر مین پہونچے بادشاہ نے
استقبال کا قصد کیا اور عالمون سے پوچھا کہ تم نواہون کے بارہ مین کیا کہتے ہو شیخ محمد نے جو
قاضی عبد المقتدر تھانیسری کے فرزند اور جودت طبع مین مشہور تھے عرض کی کہ ظل سبحانی سید
کے استقبال کے واسطے تشریف لے چلیے وہین مجلس اول مین سید سے یہ سوال کرین کہ
حضرت سید کیا اس کافر کے قصہ کے واسطے تشریف لائے ہین جب کہین کہ ہان کافر کے
معاملہ کے واسطے آیا ہون تب اس کے کفر کا اقرار ہوگا اور ہم ان سے ہمکلام ہوکر بحث کرلینگے
الغرض بادشاہ نے ان کی فہمائش اور قرارداد کے موافق مجلس اول مین پوچھا کہ ان حضرت اس
کافر کی مہم کے واسطے آئے ہین سید نے کہا اس مسلم کے قصہ کے واسطے آیا ہون اس
درمیان مین شیخ محمد نے آپ کے روبرو آن کر کہا ای سید اس کلمہ کے سبب سے کہ جو اس نے
کہا شرعاً اس پر اسلام لازم نہین آتا ہی سید نے فرمایا ای مخدوم زادہ تمہارے کلام سے خوشبوے
دیانت کی نہین آتی ہی اپنے کفن کی فکر کرو یہ کہکر انکھین نظر تیز سے دیکھا کہ فوراً ان کے شکم مین درد شدید
پیدا ہوا گھر مین گئے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کہ اس مجلس مین حاضر تھے سید کی تعظیم بجا لاکر
عرض پرداز ہوئے کہ مین ہی ایک لڑکا رکھتا ہون میری عاجزی پر رحم کرکے اسے مجھے بخشیے سید نے فرمایا وہ
مرگیا ہوگا لیکن وہ فرزند کہ جو شکم مادر مین ہی اہل تقوی سے ہوگا اور شیخ محمد نے اس درد سے فرصت
نہ پائی فوت ہوئے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کو خدا نے اور فرزند عطا فرمایا شیخ نے ان کا
نام ابوالفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوئے اور اب تک ان کا مقبرہ جونپور مین
موجود ہی اور فیروز شاہ باربک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کرکے نواہون کو سید راجو سے
قتال کے سپرد کیا اور کہا بموجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اس کی نسبت ویسا عمل مین
لاوین سید نے نواہون سے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا ہی شعار اسلام ظاہر کر اور جب اس نے یہ
فرمان قبول نہ کیا اسے قتل کرکے اوچہ کی طرف مراجعت فرمائی اور مدت مدید اپنے برادر
والا گہر کے قائم مقام ہوکر ارشاد وعبادت مین مشغول رہے اور بعد بمقتضائے اذا جاء
اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون شربت موت چکھکر بجوار رحمت ایزدی واصل ہوئے

اور مقبرہ اُن کا اس مقام مین موجود ہی

ذکر کبیر الدین اسمٰعیل علیہ الرحمہ کا

آنجناب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے مریدوں میں سے ہین آنحضرت کے بعد وفات اُس جناب نے نسخہ عوارف سید صدر الدین راجوے قتال سے پڑھکر کمالات حاصل کیے اور جن دنوں میں کہ نسخہ عوارف پڑھتے تھے ایک مجذوب یحییٰ نام جو کشف و کرامات مین مشہور تھے کبھی کبھی اُس مجلس مین حاضر ہوتے تھے اور کہتے ہین کہ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو اپنے پیر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی زیارت کو جاتے تھے اور انگشت شہادت کے اشارہ سے دروازہ کھول کر مقبرہ مین داخل ہوتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھکر کلام اللہ ختم کرکے برآمد ہوتے تھے اور پھر انگشت شہادت سے گنبد کا دروازہ مقفل کرتے تھے قضارا ایک شب کو یحییٰ مجذوب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی قبر پر حاضر تھے اُنھون نے شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کو دیکھکر پہچانا اور اُن کا ماجرا سید صدر الدین راجوے قتال کے سمع مبارک مین پہونچایا اور شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے زبان سے دریافت کیا اور اُس روز مرید حالت سے اپنے اُستاد سید صدر الدین راجوے قتال کے پاس سبق پڑھنے کو گئے سید موصوف اُن کے مکان پر تشریف لائے اور اُنھیں اپنے ہمراہ دولتسرا مین لائے اور اُن کی تعلیم مین کوشش فرمائی اور نقل ہی کہ کبیر الدین اسمٰعیل کے دو فرزند تھے ایک کا نام عبد الشکور اور دوسرے کا اسم عبد الغفور تھا اور صورت و سیرت میں دونوں بے نظیر تھے اور ماوجود خورد سالی شب و روز باپ کی خدمت مین کسب علوم مشغول رہتے تھے اور بطریق درویشان دانا ساتھ آہستگی اور حسن سنجیدگی کے اوقات بسر کرتے تھے جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب پہونچا دونوں بیٹوں کو اپنے روبرو بلاکر ارشاد کیا کہ جو مشکل تمھین پیش آوے میری قبر پر آن کر اظہار کرنا اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اُس کا جواب سنوگے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت نے فرمایا تھا

خاتمہ بذکر کیفیت ہندوستان جنت نشان

تواریخ ناصری مین مرقوم ہی کہ مملکت ہند مرکب اقلیم اول اور دوم اور سوم سے ہی اور اس کی کوئی سمت ساتھ اقلیم چہارم کے اتصال نہین رکھتی اور یہ مملکت مشتمل نوادر اور رسوم عجیب و غریب ہی اس کے بلاد اور شہر کسی اور ممالک سے مشابہت نہین رکھتے اور سندھ اور اہل ہند کو لیسے رسوم کم اور بہ مان ندوی سے فی الجملہ کچھ مناسبت ہی اور کشمیر اس مملکت کے شمال مین واقع ہوا ہی اور دریاے عظیم ہستان کشمیر او سار، سے رستے برآمد ہی کہ ہر ایک ہند کے بار

اور قریات مین جاری ہوے ہین چھ دریا غرب کی جانب سے روان ہوکر نواح ملتان مین ایک جا ہوکر آب سندھ سے پیوستہ ہوے اور ٹھٹھ کے قریب دریاے عمان یعنی سمندر مین گرتے ہین نام اُن کے یہ ہین ستلج اور بیاہ اور راوی اور بہت اور چناب اور سندھ ہوا اور دریاے بہت کو ایام قدیم مین جیلم کہتے تھے جیساکہ اس زمانہ مین دریاے سندھ کو نیلاب بھی بولتے ہین اور ان چھ دریا کے ماورا اور بھی بہت سے دریا ہین کہ اُن کا چشمہ کوہستان ہی مثل جون اور گنگ بزرگ اور رہٹ اور کوئی اور گنڈک اور سرجو وغیرہ کہ مشرق کی طرف روان ہوے ہین اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا مین پیوستہ ہوکر دریاے محیط مین گرتے ہین اور علاوہ ان دریاؤن کے اور بھی دریا کہ چشمہ اُن کا سواے کوہستان مذکور کے ہی ہندوستان مین بہت ہین مثل چنبل اور بناس اور سون اور سوہی چنانچہ یہ بھی گنگا مین متصل ہوکر سمندر مین گرتے ہین اور دکن مین بھی نہرین بہت ہین مثل گنگ اور نربدا اور تپتی اور پونہ اور گنگ کو چک اور کشنہ اور بھیورہ اور تمنذرہ لیکن تین دریا سابق کے مغرب کی طرف روان ہین اور باقی شرق کی طرف اور بسبب ہمواری زمین کے اکثر دریاؤن مین سے نہرین برآورده کرسکتے ہین کہ باغات اور زراعت کو بخوبی تمام سینچین اور باوجود اس کے بعض مقامون مین یہ بھی ممکن ہی کہ نہرین کھود کر پانی زراعت اور باغون مین پہونچاوین جوکہ اکثر ہند کی خلائق سیر ونسیم سے کچھ حظ اور ذوق نہین رکھتی بلکہ بحسب اتفاق اگر سفر مین خیمہ کسی ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب ہوتا ہی سراپردے دریا کی طرف ڈالتے ہین کہ پانی نظر نہ آوے اور ہند کی اکثر عمارات زندان سے بہت مشابہت رکھتی ہی اور شہرون اور قصبون مین اُس کی مطلق صفائی نہین لیکن شہر حیدرآباد وگلکنڈہ کہ محمد قلی قطب شاہ کا ساختہ اور پرداختہ ہی وہ البتہ لطافت اور صفائی مین اور ملکون سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہی کس واسطے کہ اُس کے ہر کوچہ وبازار مین ہمیشہ پانی کی نہرین جاری رہتی ہین اور دوکانین مع صحن دوطرفہ پختہ اور کنگورہ دار؟ نہایت صفائی سے تعمیر ہین اور درخت سایہ دار موجود ہین اور ہند مین بہت جنگل سخت اور بیشہ پُر درخت ہین کہ راجاؤن اور رعیت کی سرکشی کے باعث ہوتے ہین اور ولایت ہند آدمیون کی کثرت اور مویشی کی افزونی کے سبب کسی ملک سے مشابہت نہین رکھتی اور ویرانی اور آبادی اس کی نہایت آسان ہی کس واسطے کہ وہان کی رعایا کے چھپر کے مکان اور مٹی کے ظروف پر گذران ہی اور اس سے قطع تعلق کرکے ایک ساعت مین مواشی دوسرے مقام مین لے جاسکتے ہین اور فی الفور مثل اول کے مکان اور ظروف بہم پہونچا کر اپنے کاروبار مین مشغول ہوسکتے ہین اور اُس ملک کی زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے تعلق ہی آب باران کے سبب بہم پہونچتی ہی اور مزروعات ربیع کہ عقرب اور قوس اور جدی اور دلو سے تعلق رکھتی ہی بغیر اس کے کہ باران

اور مدی اور کوہن کا پانی ایک قطرہ میسر ہووے تشم اور سر ملک کے سبب سحوی تمام پیدا ہوتی ہے
اور موجب حیرت ہے اور ہند کی ہوا بسبب قربت دریاے محیط اور کثرت ارض کے نہایت مرطوب
ہے اور ہند میں فصلیں مخصوص ہیں اور ہر ایک فصل کے چار ماہ مقرر ہیں گرمی اور برسات
اور جاڑا کہتے ہیں اور سال کی ماہ کی گردش قمر پر ہے مقابلہ سے مقابلہ تک لیکن تینوں فصلوں
کی ساعات اور سورج کی گردش پر رکھی ہے کیفیت اس کی یہ ہے کہ مثلاً ماہ قمری کا استقبال
روز دوشنبہ ہو اور پندرھویں یا سولھویں کو تحویل سرطان ہووے اس ماہ کا نام ساون اور
دوسرے ماہ قمری کا اسم بھادوں رکھا ہے سال شمسی سے دس روز اور کسرے فرق ہوتا ہے
تیسرے برس بوند کا ایک مہینا اعتبار کرتے ہیں اور اس مہینے کو ایکبار برسات پر اضافہ کرکے
اس فصل کے پانچ ماہ قمری کرتے ہیں اور ایکبار جاڑے میں داخل کرکے اس کے بھی پانچ ماہ
کرتے ہیں اور ایکبار گرمی میں داخل کرکے اس کے بھی پانچ ماہ کرتے ہیں پس ہر ایک فصول ثلاثہ
بزبان ہندی اس طور پر ہے اساڑھ ساون بھادوں وکوار یہ چار ماہ برسات کے ہیں سرطان
اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے موافق لیکن چھبیس روز اور کسرے برج میزان سے اعتبار
کرتے ہیں اور یہ کسر ماہ ہاے شمسی اور قمری کی تفاوت کے سبب ہے اور دوسرے کاتک
اور اگہن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ جاڑے کے ہیں ایام اواخر میزان سے ایام اوائل جدی تک
پس کچھ میزان سے جاڑے میں داخل ہوتا ہے اور کچھ دلو سے حاج اور پھاگن اور چیت اور بیساکھ
اور جیٹھ یہ چار مہینے گرمی کے ہیں انتہائے گرمی ستائیس بیسویں حوت تک اور بارش کا زور شور
اول دو ماہ حوت رہتا ہے کہ جسے ساون اور بھادوں کہتے ہیں اور جاڑے کی شدت اور
قوت دو ماہ اواخر میں رہتی ہے کہ جس کا نام پوس اور ماگھ ہے اور قوت شدت گرمی کی دو مہینے اور
جیٹھ اور اساڑھ میں ہے بسبب اس ملاحظے کے سال شمسی چھ قسم پر منقسم ہوتا ہے اور ہر ایک کو ساتھ
ایک اسم کے موسوم کیا ہے یعنی ساون اور بھادوں کو برکھا رت کہتے ہیں اور کوار اور کاتک کو شرت
کہتے ہیں اور اگہن اور پوس کو ہیونت رت اور ماگھ اور پھاگن کو سسر رت اور چیت اور
بیساکھ کو بسنت رت اور جیٹھ اور اساڑھ کو گریکھم رت کہتے ہیں دوسرے اعتبار مخصوصہ ہند سے
یہ ہے کہ ہر ایک رات اور دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کرتے ہیں اور جس طرح ولایت کے باشندے
شبانہ روز کو ساتھ بارہ ساعت کے منقسم کرکے چوبیس ساعات اور معروف کہتے ہیں انھوں نے
بھی آٹھ قسم کرکے ہر ایک قسم کا پہر نام رکھا ہے خلاصہ یہ کہ پہر کو فارسی میں پاس کہتے ہیں اور
رات اور دن کے بارہ ساعت کو ساتھ تیس گھڑی کے قسمت کیا ہے چنانچہ ایک
پہر باعتبار درازی اور کوتاہی شب و روز کے ساڑھے سات گھڑی کا ہوتا ہے آئندہ کتب
تواریخ کے ناظرین تمکین کے ضمائر انور لطائف پر پوشیدہ نہ رہے کہ خلاصہ مملکت ہند کو سلاطین
اسلام ادام اللہ آثارہم اپنے تحت و تصرف میں لاکر بہت دلالت کفر و ظلام کے آثار کے

انہدام پر تعین رکھتے ہین لیکن مملکت ہند کے اطراف وکنارے پر ہند کے راجا عظیم الشان متصرف ہوکر بذریعہ باج وخراج کے اپنی دولت ومملکت کی حفاظت کرتے ہین از انجملہ پانچ راجہ توی شمال کی طرف واقع ہوے ہین اور پانچ جنوب کی سمت اور ہر ایک ان راجاؤن سے کتنے راجہ اپنے محکوم رکھتے ہین اور ایک بڑا راجہ دکن کی طرف ہی اور ولایت بہت اُس کے زیر نگین ہی اور اس طرف کے راجہ اُس کے حکم کے محکوم ہین ایک اُن پانچ راجاؤن مین راجہ کوچ کا ہی دوسرا راجہ جموکا تیسرا راجہ نگرکوٹ کا چوتھا راجہ کمایون کا پانچوان راجہ بہار کا اور راجہ کوچ کا عہد شنکل سے لطنًا بعد بطن مالک اپنی سرزمین کا ہی لیکن اِس مدت مین چار بار ان کے درمیان مین تغیر اور تبدل واقع ہوا اور یہ گروہ جواب مسند حکومت پر تمکن رکھتا ہی قوم برا ہمہ کوہی سے ہی اور مردمان ہند کے نزدیک چندان اعتبار نہین رکھتے خلاصہ یہ کہ ایک طرف ولایت اُن کے ساتھ ملک تبت کے اتصال رکھتی ہے اور دوسری سمت چین تک پہونچی ہی اور تیسری طرف بنگالہ سے متصل ہوئی ہی اور جموکا راجہ عہد سابق مین اعتبار تمام رکھتا تھا کس واسطے کہ ستر قلعہ اِس کے تصرف مین تھے اور یہ بالفعل بلیاس سے ہی اور بلیاس قوم نوائر کے ساتھ برادری رکھتے ہین اور راول جو شخص اہل بہاریان کوہستان سے آیا راجہ رک ہی اور کید راج بھانجہ مہراج راجہ قنوج نے کرکشتاسپ کا ہمسر تھا قلعہ جموبنا کر کے اُس کو اُن پہاڑون مین نگاہ رکھا اور قلعہ اُس کے سپرد کیا اور اُس نے اپنی قوم کے چار سو مرد سے کہ اکثر مردانہ تھے اُن پہاڑون کو بضرب شمشیر لیا اور اپنی اولاد کے واسطے ایک ریاست بہم پہونچائی اور وہ راجہ کہ اب مسند رائی پر متمکن ہی آٹھوان راجہ ہی لیکن قوت اپنے باپ اور دادا کی نہین رکھتا ہی اور راجگان نگرکوٹ اسی قوم سے ہین اور ایک ہزار تین سو برس سے اس ملک کی باگ ریاست اپنے کف اقتدار مین رکھتے ہین اور اس جماعت سے جو قوم کہ آگے تھی اُنھین نے بھی ہزار سال کے قریب راج کیا اُس کے بعد اُس قوم کو حکومت پہونچی اور اصل ونسب ان کا معلوم نہین ہی اور راجہ نگرکوٹ کا دو وجہ سے ہنود کے نزدیک معتبر ہی اول یہ کہ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور سنگین رکھتا ہی دوسرے بتخانہ درگا کا کہ ہنود ساتھ اُس کے اعتقاد بہت رکھتے ہین اُس کے تصرف مین ہی اور ہر سال زر خطیر اس بتخانہ سے حاصل ہوتا ہی اس لیے کہ ہنود اطراف وجوانب سے فوج فوج اُس کی پرستش کو آتے ہین اور نذر ونیاز اُس پر نثار کرتے ہین اور راجہ کمایون کے قبضہ مین ملک بہت ہین اور طلا کہ بسبب دھونے کے حاصل ہوتا ہی اس مقام سے ہاتھ آتا ہی اور تانبے کی کان بھی اُس جگہ ہی اور قسم قسم کے حیوانات اُس کی ولایت مین خوب [illegible] ہی اور قلعہ سنگین رکھتا ہی اور تبت سے متصل ہے کہ حد و ختن تک کہ واصل ہے تھا ہی اس کی ولایت [illegible] ہی اور اسی ہزار پیادہ اور ... سوار اس کے ملازم ہین اور وہ شاہان دہلی سے [illegible]

اختیار رکھتا ہے اور راجہ اس کے خزانے و امور اس کے تصرف میں ہے اور رسم اس کے خاندان کی یہ
ہے کہ جو شخص اپنے باپ دادا کے خزانوں کی طرف دست تصرف دراز کرے بے رشد اور
نالائق اور بد طمع ہووے اس سبب سے حالت تحریر تک بعد دو ہزار سال چھپن خزانے
ہر ایک کی مہر سے جمع ہوئے ہیں اور دریائے گنگ اور جمن دونوں اس ولایت سے برآمد
ہوئے ہیں اور راجہ بہار کا بھی صاحب اختیار ہے اور زمین بہت اپنے تصرف میں رکھتا ہے اور
سبھی پانچ راجہ اپنے ممالک کے حوالی و حواشی کے بہت سے چھوٹے راجوں کو محکوم رکھتے
ہیں اور یہ پانچ راجہ کہ جن کا احوال تحریر ہوا کوہستان سوالک کے راجاؤں سے عمدہ ہیں کہ
ہندوستان میں شمال کی طرف واقع ہوئے ہیں اور ابتدا ان کی سواد کوہ سے ولایت بنگالہ تک
گذری ہے اور انتہا اس کی ہندوستان کے جنوب کے سمت کہ اکثر ریگستان ہے اور سرحد کچھ
اور مکران سے کوہستان جھارکنڈ تک ملحق ہوئی اور راجہ کچھ اور راجہ امرکوٹ اور راجہ
بیکانیر اور راجہ گنگا اور راجہ جام راجہائے معتبر سے ہیں الغرض راجہ کچھ کہ ولایت اس کی
ملک سندھ کے قریب ہے حاکم گجرات کی بالفعل اطاعت کرتے ہیں اور پانی اس ملک میں
کم ہے اور وہاں کے اکثر کنووں کی گہرائی دو سو گز ہے چنانچہ اونٹ معیت سے پانی کھینچتے ہیں
اور وہاں کے آدمیوں کی خورش شیر شتر ہے اور راجہ امرکوٹ راجہ ملک سندھ کا ہے کہ
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس مقام میں پیدا ہوا اور وہ ملک بھی کچھ کی طرح کم زراعت اور
کم آب ہے اور راجہ بیکانیر کا تمام راجاؤں سے دختر لیتا ہے اور اپنی بیٹی کسی راجہ کو نہیں دیتا
ہے اور اسے بھریتہ کہتے ہیں اور گنگا کا راجہ عظیم الشان ہے اور ولایت اس کی سندھ اور گجرات
کے مابین ہے لیکن اس میں نہایت بیابان سخت اور بے درخت اور کم آب ہے اور حاصل اس ملک
کا گھوڑے اور اونٹ سے ہے کس واسطے کہ مثل سرزمین کچھ اور سندھ کے اس ملک میں بسبب
کم آبی کے زراعت خوب نہیں ہوتی اور راجہ جام کہ ولایت اس کی ساتھ گجرات کے متصل ہے
حاکم گجرات اگر قوی ہے تو پیشکش دیتا ہے ورنہ نہیں دیتا اور پانی اس ملک میں بھی کم ہے اور یہاں
کے آدمی اکل و شرب اور لباس میں عسرت کھینچتے ہیں اور مدار ان کی زیست کا شیر شتر اور گائے
اور بھینس پر ہے اور گھوڑے تازی وہاں پیدا ہوتے ہیں اور حاصل اس ملک کا اکثر
گھوڑے سے ہے اور ان پانچوں راجوں کے ولایات میں سوائے باجرا اور جوار کے دوسرا غلہ
میسر نہیں ہوتا ہے اور حاصل راجہائے مذکور کا اکثر اونٹ اور گھوڑے سے ہے اور ایک بڑا راجہ
ہندوستان کا دکن کی جانب راجہ کرناٹک ہے اور ایک وہاں کے راجاؤں سے کہ جس کا نام
بیج چند تھا دو سو سال پہلے سند رائے پیشکن تھا اس نے بیجانگر آباد کیا اور اسے اپنے نام
کے ساتھ مشہور کیا اور اس کے بیٹوں نے اس کو مبارک جان کر اس کی آبادی میں کوشش
بہت طور میں پہنچائی تھی یہاں تک کہ آبادی اس کی ست کوس پہنچی اور بادل جو شخص کہ فصائے